تدبیریں تقدیر کو نہیں بدل سکتی

{۷ رجب المرجب ۱۳۷۷ھ مطابق ۸ رجنوری ۱۹۵۷ء، بعد نماز فجر}

بمقام ڈنڈی گل

اقتباس

اسی طرح انسانوں کے اپنے علوم جوان کو ناقص مشاہدے کے ساتھ دئے جارہے ہیں اس کو تو جہالت قرار دے دیا جاوے، اسے اس پر سے یقین ہٹایا جاوے اور اللہ کے علم پر یقین لایا جاوے، لا الہ الا اللہ دوسرے علم کی نفی کرتا ہے اور اللہ پر علم کا اثبات کرتا ہے، جہالت خالی نہ جاننے کو نہیں کہتے بلکہ واقعہ کے خلاف جاننے کو بھی جہالت کہا جاتا ہے، جس طرح کوئی بکری کو شیر جانے اور شیر کو بکری جانے، تمام انسانوں کے جاننے کو خدا نے جہل قرار دیا ہے اور جس علم کا مصدر خدا کی ذات ہے وہ علم، علم ہے، جو علم اس کی ذات سے نکل کر اس کی کتابوں میں علم آیا ہے وہ علم ہے۔

نحمدہ' ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

خطبہ مسنونہ کے بعد قرآن پاک کی آیت مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً ۚ وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ (۱) اور كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ (۲) تلاوت فرمائی۔

میرے بھائیو دوستو بزرگو!

اس دنیا میں جتنے بھی انسان ہوں کامیابیاں حاصل کرنے کے لئے محنت کرتے ہیں اور خدا نے بھی انسانوں کو اس لئے بنایا کہ وہ کامیابیاں حاصل کریں، انسان ان کو کامیاب سمجھتے ہیں جو باعتبار انسان ہونے کے ان کے اندر تقاضے رکھتے ہیں، وہ پورے ہو جائیں اور اللہ رب العزت بھی ان کو کامیابی کہتے ہیں، اللہ رب العزت تمام انسانوں کو کامیابی کی طرف بلاتے ہیں اور چوبیس گھنٹوں میں پانچ مرتبہ اللہ رب العزت کامیابی کی طرف پکارتے ہیں اور انسانوں کی چلت پھرت بھی کامیابی کے لئے اور اس کی فکر بھی یہی ہے۔

اذان میں موذن حی علی الصلوٰۃ پکارتا ہے، اے لوگو! کامیابی کے لئے آؤ، لیکن کامیابی کو تجویز کرنے میں انسان اور خدا کی نسبت میں فرق ہے، انسان تو صرف وقت حاضر کے اور اپنے اندر کے تقاضے پورا ہونے کو کامیابی سمجھتا ہے اور طریقے بھی ایسے ہی اختیار کرتا ہے جس سے وقتی کامیابی حاصل ہو جائے، حق تعالیٰ شانہٗ کے سامنے انسان کے لئے متعلقہ

سارے زمانے اور سارے مکانات سامنے ہیں، اس لئے وہ وقت حاضر کی کامیابی کو کامیابی نہیں کہتے، بلکہ ہر ہر جگہ اور ہر ہر زمانے میں ہمارے تقاضے پورے ہوجاویں وہ اس کو کامیابی کہتے ہیں، حق تعالیٰ شانہ کے نزدیک کامیابی کا مصداق کلی ہے، اس لئے بھی وہ کامیابی حاصل کرنے کے لئے وہ طریقہ تجویز فرماتے ہیں کہ کلی طور پر کامیابیاں حاصل ہوجائیں۔

اب جتنی بھی ہماری حاجتیں ہیں اور جس کے پورا ہونے کو ہم کامیابی قرار دیتے ہیں کہ ایک ہماری مراد ہے اور ایک حق تعالیٰ شانہٗ کی مراد ہے، مثلاً پیٹ بھرنا ہے، عزت کا مل جانا ہے، ہم تو آج کے پیٹ کے بھرنے اور عزت کے مل جانے کو کامیابی سمجھتے ہیں اور اللہ رب العزت کے لفظ کی مراد یہ ہے کہ ہمیشہ کے لئے پیٹ بھرے اور عزت مل جاوے، غرض ہماری مراد تو حال ہے اور اللہ رب العزت کی مراد استقبال ہے، چونکہ انسان کا اپنا معیار کامیابی یعنی آج کے دن کامیابی لینا، اس کی اللہ تعالیٰ کے نزدیک کوئی اہمیت نہیں ہے، اس حال کے تقاضے کے پورا ہونے کے لئے جو حقیر سا مسئلہ ہے زمین اور زمین سے نکلنے والے سامان میں ڈالا جو کوئی حقیر سی کامیابی اور ناکامیابی چاہتا ہے تو وہ زمین پر سر پھوڑے اور اس کو حال کی کامیابی حاصل ہوجاوے۔

لیکن اگر انسان خداوند قدوس کی خبر کردہ کامیابیوں کو حاصل کرنا چاہے تو وہ فنا ہوجانے والی چیزوں سے جن کو انسان اپنی موت کے وقت یہاں ہی چھوڑ کر چلا جاتا ہے اس سے کامیابی حاصل نہیں ہوتی، اگر انسان ابدی کامیابی حاصل کرنا چاہتا ہے تو اس کی انسانیت پر دلیل مرنے کے بعد ساتھ جاوے گی، اگر کوئی انسان یوں چاہے کہ میرے ہمیشہ کے مسئلے حل ہوجائیں اور میں ہمیشہ کے لئے کامیاب ہوجاؤں قبر کا وقت، حشر کا وقت اچھا گزرے اور میں جنت کے اندر داخل ہو جاؤں اور دوزخ سے بچ جاؤں اس کو اپنی انسانیت کو بنانے کے لئے محنت کرنی پڑے گی، دنیا پر محنت کرنے کا مطلب یہ ہے کہ انسان اپنی انسانیت کو آنکھوں دیکھی پر خرچ کرتا ہے اور اپنی کامیابی کی بنیاد اپنی نسبت پر اٹھاتا ہے، محنت اس کی کرنی پڑے گی کہ ہم اپنی انسانیت کو خدا کی نسبت پر خرچ کریں، اس کو لا الہ الا اللہ سے تعبیر کیا ہے، وہ محنت جس کو ہمارے لئے تجویز کیا گیا ہے اس کو لا الہ الا اللہ کہا ہے، جس طرح تجارت، زراعت، ملازمت، حکومت محنت کے کلمے ہیں اسی طرح لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ محنت کا کلمہ ہے، اور پھر محنت ان سب پر غالب ہونے کے لئے ہے کَلِمَةُ اللّٰهِ هِيَ الْعُلْيَا۔ (۳) دنیا میں جتنے قسم کے بھی انسان ہیں حاکموں سے لے کر محکوموں تک اور مالداروں سے لے کر غریبوں تک کی کامیابی کے لئے عنوان تجویز کیا ہے، وہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ہے، آنے والے زمانے اس کو سامنے لے آویں گے کہ جنھوں نے اس پر محنت کی ہے وہ کامیاب ہوں گے، حکومت مل جانا، مال مل جانا، جائیداد مل جانا یہ کامیابی نہیں ہے بلکہ ان چیزوں کے ہوتے ہوئے بھی ناکامی آجاتی ہے۔

ہم اپنی قسم کو بدلنے کے لئے محنت کریں ایک محنت تو یہ ہے اور ایک محنت یہ ہے کہ جس قسم میں ہم ہیں اس میں ہم محنت کرنے والے بن جاویں، اللہ نے ہر قسم کو کامیاب بنانے کے لئے محنت کا کلمہ دے دیا، ہر قسم والا اگر اس پر محنت کرے تو اپنے قسم میں ہی رہتے ہوئے کامیاب ہوسکتا ہے، پھر کلمہ طیبہ دو لائینوں کو اپنے اندر لئے ہوئے ہے، ایک ایمان

کی محنت دوسرے عمل کی محنت، یقین ٹھیک ہوں اور عمل ٹھیک ہوں ان دونوں محنتوں کو کلمہ طیبہ اپنے اندر لئے ہوئے ہے، یقین کا کلمہ لا الہ الا اللہ ہے اور محمد رسول اللہ کا کلمہ ہے کہ عملوں میں آکر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم والے طریقوں کو اختیار کرو تو عمل صالح وجود میں آویں، انسان دیکھتا ہے لیکن پورا نہیں دیکھتا۔

لا الہ الا اللہ اپنے دیکھنے سے ہٹانے کا نام ہے، ہمارے نقصان کا علاج کر دیا، اسی طرح سے ہمیں اپنی ذات سے اور غیر خدا سے ہوتا ہوا نظر آتا ہے، کلمہ کا مطلب ہے کہ جو ہم ان چیزوں سے ہوتا ہوا دیکھتے ہیں ان سے نہیں ہوتا، بلکہ اللہ تعالیٰ کی ذات سے ہوتا ہے، اس عالم میں وجود انسان کے سامنے مخلوقات کا نالیوں میں پھیل کر آیا ہے، اس تبدیلی سے نکالنے کے لئے کلمہ دے دیا گیا ہے، اب انسانی وجود کا سلسلہ ان سے نہیں چلے گا بلکہ یہ تو مخلوق ہے، سب سے اس کو بنایا ہے، اس پر اسی کا قبضہ ہے، جب چاہے سورج کو مشرق کے بجائے مغرب سے نکال دے، پتھر سے اونٹنی کو نکال دے، خالق جو چاہے گا وہ ہوگا، خالق ہی کا یہ وجود ہے، اس کے مقابلہ پر اگر ساری مخلوق آجاوے تو وہ اللہ کے نظاموں کے خلاف کرنے کی قدرت نہیں رکھتی۔

لا الہ الا اللہ انسان کی بیماری کا علاج یہ ہے کہ وہ اپنی ذات سے ہوتا ہوا دیکھتا ہے اور دوسری مخلوق سے ہوتا ہوا نہیں دیکھتا ہے، حالانکہ اس سے تو ہوتا نہیں ہے، پھر جو اس کے سامنے ہے اور جس سے ہوتا ہے وہ اس کے سامنے نہیں، اسی وجہ سے اپنے مقابلہ پر جس سے ہوتا نہیں ہے اس کا یقین کر لینا حالانکہ کرتا دھرتا صرف ایک اللہ کی ذات ہے، باقی ساری ذاتیں اللہ کے تصرف میں ہے، ان سے جو اللہ چاہیں گے وہ ہوتا ہے، باقی دوسری بات یہ ہے کہ انسان اس نظام سے وجود سمجھتا ہے جو اس کے سامنے آتا ہے، حکومتوں کا نظام، زراعتوں کو نظام، تجارتوں کا نظام، کلمہ کہتا ہے کہ ان محنتوں کا وجود سے تعلق نہیں ہے، بلکہ اللہ رب العزت نے اپنا ایک نظام مقرر کر رکھا ہے، دائیں بائیں فرشتے موجود ہیں (۴) حفاظت کے لئے فرشتے مقرر ہیں (۵)، بادلوں کو لانے والے فرشتے ہیں (۶)، خدا کے اپنے نظام سے حالات تبدیل ہو رہے ہیں، اللہ کا نظام ساتوں زمین و آسمان میں پھیلا ہوا ہے، اس لئے انسانوں کو چیزیں مل رہی ہیں اور اس نظام کے تحت ہی حالات موافق اور مخالف آرہے ہیں۔

جب انسانوں کی محنت کے موافق اللہ کا نظام آتا ہے تو کامیابی دکھائی دیتی ہے، ورنہ ناکامی نظر آتی ہے، اللہ رب العزت کہتے ہیں کھیتی تم کرتے ہو یا ہم کرتے ہیں (۷)، کھیتی تمہاری محنت سے نہیں ہو رہی ہے بلکہ خدا کے نظام سے ہو رہی ہے، اسی طرح جتنے نظام دکھائی دے رہے ہیں وہ سب نفع نہیں لاویں گے اور خدا کا نظام اثبات میں آوے گا، جب خدائی نظام مخالفت میں آجاتا ہے تو قومیں برباد ہو جاتی ہیں، جس طرح قوم ثمود برباد ہوئی، حکومتیں اسی طرح برباد ہو جاتی ہیں جس طرح فرعون کی حکومت برباد ہوگئی، لا الہ الا اللہ ان نظاموں کی نفی کرتا ہے جو مخلوق میں دکھائی دے رہے ہیں اور خدا والے نظام میں یقین جمانے کو کہتا ہے۔

اسی طرح انسانوں کے اپنے علوم جو ان کو ناقص مشاہدے کے ساتھ دئے جا رہے ہیں اس کو تو جہالت قرار دے دیا

جاوے، اسے اس پر سے یقین ہٹایا جاوے اور اللہ کے علم پر یقین لایا جاوے، لا الہ الا اللہ دوسرے علم کی نفی کرتا ہے اور اللہ پر علم کا اثبات کرتا ہے، جہالت خالی نہ جاننے کو نہیں کہتے بلکہ واقعہ کے خلاف جاننے کو بھی جہالت کہا جاتا ہے، جس طرح کوئی بکری کو شیر جانے اور شیر کو بکری جانے، تمام انسانوں کے جاننے کو خدا نے جہل قرار دیا ہے اور جس علم کا مصدر خدا کی ذات ہے وہ علم، علم ہے، جو علم اس کی ذات سے نکل کر اس کی کتابوں میں علم آیا ہے وہ علم ہے۔

جب تک تابع کو متبوع کے ساتھ جوڑ کر نہ جانا جاوے اس وقت تک جاننا صحیح نہیں ہے، جب تک ماتحت کو ماتحت نہ جانے بلکہ ماتحت کو حاکم جانے تو اس کو ہم جہالت کہتے ہیں، یہ انسانوں کا اپنا ذاتی علم ہے اس کو جہالت قرار دیا جاوے، اور وہ علم جو خدا کی ذات سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے سے آیا ہے وہ علم حقیقی علم ہے، اس لئے انسانوں کے مزاج آج یہ ہیں کہ وہ اکڑ کر چلتے ہیں، لا الہ الا اللہ سارے انسانوں کی تردید کرو، صرف انسانوں کو سامنے رکھ کر چلنے کا مطالبہ کرتا ہے، جن کو اللہ نے نبی بنا کر بھیجا اور ان کو اللہ نے کامیابی حاصل کرنے والا بتلایا ہے، انسان آج کے دن کو دیکھتا ہے، اس کو اہمیت دیتا ہے اور آج ہی کے مسلمانوں کیلئے محنت کرتا ہے۔

اور کلمہ مطالبہ کرتا ہے کہ آج کے دن کے یقین کو نکال دو، اس لئے کہ آج کے دن میں زندہ رہوں گا یا نہیں رہوں گا بلکہ آخرت کے دن کو سامنے رکھ کر چلو اور وہ زندگی گزارو جس سے آخرت کے دن کامیاب ہو جاؤ، انسان کا اپنا مشاہدہ یہ ہے کہ تدبیروں سے زندگیوں کے مسائل کا حل دیکھتا ہے اور لا الہ الا اللہ تدبیر کی نفی کرتا ہے، تقدیر کو سامنے کرتا ہے، یعنی فیصلے تقدیر کے موافق ہوں گے، ہماری تدبیریں تقدیر کو نہیں بدل سکتی، تدبیر کے چکر سے نکلو اور تقدیر کو کامیابی کی بنیاد ہونے کا یقین کرو، انسان اپنی انسانی نگاہیں صرف آج کی زندگی کو سامنے رکھ کر چلتا ہے، اس زندگی کے یقین کو ہٹایا جائے اور مرنے کے بعد جب دوبارہ کھڑا کیا جاؤں گا، اس پر زندگی کی بنیاد اٹھائی جائے۔

لا الہ الا اللہ اس ایمان و یقین کا کلمہ ہے اس یقین پر لا کر کھڑا کرتا ہے جو خداوند قدوس چاہتے ہیں، محمد رسول اللہ کے اندر ایمان والوں کو فائدہ حاصل کرنے کا راستہ بتلایا ہے، اگر تم اللہ کے خزانوں سے دونوں جہاں میں لامحدود نعمتیں چاہتے ہو تو یوں سمجھو کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات میں استفادہ موقوف کر دیا گیا ہے، اگر تم نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو نمونہ بنا کر قدم اٹھایا تو اللہ رب العزت تمہارے ساتھ ہو جائیں گے، فائدہ پہنچانے والی ذات تو اللہ رب العزت کی ہے اور فائدہ حاصل کرنے کا طریقہ وہ ہے جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم لے کر تشریف لائے ہیں، حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے جہاں جہاں انسان کی انسانیت خرچ ہوتی ہے، حکومت میں، زراعت میں، بیماری میں، تندرستی میں ہماری انسانیت خرچ کے طریقہ بتلائے ہیں، اس کا نام دین ہے، ایمان بھی سیکھنے کی ضرورت ہے اور ان طریقوں کے سیکھنے کی بھی ضرورت ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلی اپنی محنت کو ایمان کے لئے اور خدائی طریقوں کو پھیلانے کے لئے محنت کرنے والا پہلے بنایا اور ان طریقوں کو چلانے والا بعد میں بنایا، یعنی پہلے سیکھنے والا بنایا اور بعد میں اس طریقہ کو کرنے والا بنایا ہے، وہ تجارت ہو یا زراعت ہو یا ہمارے گھریلو خاکے ہوں یہ شعبہ جنت میں لے جانے والے بھی بنتے ہیں اور دوزخ میں لے جانے والے

بھی بنتے ہیں، اللہ نے حکومت کو تجارت کو زراعت کو زندگی کی بنیاد نہیں بتلایا بلکہ اس طریقہ کو بنیاد بتلایا ہے جو خدا کے بتلائے ہوئے ہیں اور ان طریقوں کے زندگی میں آجانے کی محنت کو اور بھی مقدم فرمایا ہے، جس چیز کے لئے محنت چھوڑ دی جاتی ہے اس میں الفاظ رہ جاتے ہیں اور اس کی حقیقت باقی نہیں رہتی ہے، آج چونکہ ہم نے ایمان پر محنت کرنا چھوڑ دیا ہے اور دنیا پر محنت کی اس وجہ سے ایمانیات تو لفظ بن کر رہ گئے اور دنیا حقیقت بن کر سامنے آگئی۔

لفظ بغیر محنت کے نکلتا ہے لیکن اس کی حقیقت پر محنت کے ساتھ پہنچا جاتا ہے، جس طرح گیہوں کا لفظ تو بغیر محنت کے بول لیا جاتا ہے لیکن اس کی حقیقت پر کئی ماہ کی محنت کے بعد پہنچا جاتا ہے، اسی طرح سے ایمان پر محنت کی گئی تھی ہر شئے سے نظام علوی پر یقین آگیا تھا، زیتون کو پھڑوا کر پانی نکالنا آسان تھا، جس طرح سے صحابہ کرامؓ نے اپنے ایمان کے لینے محنت کی اور اس محنت کی وجہ سے ایمان کی حقیقت آگئی تھی اب اس محنت کو شروع کرنے کے لئے تاکہ ایمان کا رخ آجائے، تین تین چلہ مانگے جاتے ہیں، جب ایمان کے لئے محنت نہیں کی جاتی ہے تو ایمان خالی لفظ ہو کر رہ جاتا ہے، جب ایک بات رات دن زبان سے نکلے گی ایمان کی اور اس کے لئے محنت کی جائے گی تو دنیا میں ایمان کی لہر دوڑ جائے گی۔

دنیا میں کہنے سننے کا تو زور ہے لیکن ہم میں حوائج کو قربان کرنے کا زور نہیں ہے، اس کے لئے محنت کی ضرورت ہے، ایمان کی لائن سے ظواہر کو توڑنے اور ایمان کو ابھارنے کی محنت کی جائے اور دعائیں بھی مانگی جائیں، اس عمل کے بعد والے اوقات ایمان کی باتوں کا تذکرہ کیا جائے اور وقت فارغ نکال کر پوری پوری کوشش کی جائے اور اللہ سے دعائیں مانگی جائیں کہ اے اللہ اس اجتماع کو خالی کہنے سننے کا اجتماع نہ بنا بلکہ دین کے فروغ اور سرسبزی کا اور دین کے لئے محنتوں کے شروع ہونے کا ذریعہ بنا اور اپنے آپ کو تعلیم ذکر اور سارے اجزاء میں لگائیں اور دعاؤں کا بہت اہتمام فرمائیں، کرنے والے تو صرف اللہ ہیں وہ ہماری محنت کو دیکھتے ہیں جب ہماری محنت کو دیکھے گا تو اللہ رب العزت خوش ہو کر دین کے وجود اور ہدایت کے دروازے کھولنے کا فیصلہ فرمائیں گے (۸)۔

---

(۱) سورہ النحل: ۹۷

(۲) سورہ آل عمران: ۱۸۵

(۳) سورۃ التوبہ: ۴۰

(۴) سورۃ ق: ۱۷

(۵) تفسیر ابن کثیر صفحہ ۵۰۴ جلد ۲

(۶) الحبائک فی اخبار الملائک صفحہ ۲۴ جلد ۱

(۷) سورۃ الواقعہ: ۶۴

(۸) سورۃ العنکبوت: ۶۹

روح کی کامیابی محنت کرنے پر موقوف ہے

{۸ رجب المرجب ۱۳۷۷ھ مطابق ۹ رجنوری ۱۹۵۷ء ، بعد نماز فجر}

بمقام ڈنڈی گل

اقتباس

جسم سے جو مسائل متعلق ہیں جب ان کی پرواہ نہیں کرتا اور رب کے حکم کی پرواہ کرتا ہے تو رب کا نور اس کی روح میں آتا ہے، جس مبارک انسان کی روح اللہ کے نور کو لئے ہوئے ہو اس کے احکامات کے ذریعے حاصل کرے تو بڑی بڑی حقیقتیں اس کے لئے دعائیں مانگتی ہیں، پھر منور نور والا انسان چلتا ہے تو فرشتے اس کے پیروں کے نیچے پر بچھاتے ہیں، جب یہ خدا کے حکم پر قرآن پاک پڑھتا ہے تو فرشتے اس کے منہ سے منہ ملا کر قرآن پاک کو اپنے اندر لیتے ہیں اور پھر جب حکم کی تعمیل میں مجلسیں قائم کرتا ہے تو شفقت کے ساتھ اپنے پروں کو اس کے اوپر رکھ کر بیٹھ جاتے ہیں اور وہ خاص فرشتے جو عرش الٰہی کے اٹھانے والے ہیں وہ اس کی کامیابی کے لئے ہمیشہ دعا کرتے رہتے ہیں۔

نحمدہ' ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

خطبہ مسنونہ کے بعد قرآن کی آیت اِنَّمَآ اَمْرُہٗٓ اِذَآ اَرَادَ شَیْئًا۔۔الخ (۱) تلاوت فرمائی۔

میرے بھائیو دوستو بزرگو!

تین قسم کے الفاظ ہیں، ہر لفظ اپنی کوئی حقیقت رکھتا ہے، لفظ حقیقت کے نام نہیں ہے بلکہ حقیقت کی طرف رہبری کرتا ہے، حقیقت کا بیان ہیں ان کی حقیقتوں کا الفاظ سے تعلق نہیں ہے، بلکہ لفظ میں حقیقت کی طرف رہبری کرنا ہے، کامیابیوں کا اس سے تعلق ہے جیسے زمین کا لفظ ہمارے اندر سے نکلتا ہے، وہ زمین کی حقیقت نہیں ہے، یا اسی طرح سے بہت سے الفاظ جو ہماری زبان سے نکلتے ہیں وہ حقیقت نہیں ہے، بلکہ ان الفاظ سے ہم نے ان حقیقتوں کو سمجھنا ہے، لفظوں تک پہنچنے کے لئے انسانوں کو محنت نہیں کرنا پڑتی، البتہ لفظ جس حقیقت کی طرف رہبری کرتا ہے اس کے حصول کے لئے محنت کرنی پڑتی ہے۔

الفاظ دو طرح کے ہیں اور حقیقتیں بھی دو طرح کی ہیں، ایک وہ جو انسان کی آنکھوں کے سامنے ہے اور ایک وہ جو

انسان کی آنکھوں سے غائب ہے، دونوں کے لئے الفاظ تجویز کئے گئے ہیں جس طرح زمین اور اس سے نکلنے والا سامان انسان کے نزدیک ایک حقیقت ہے اسی طرح اللہ کا لفظ بھی ایک حقیقت ہے اور جتنے الفاظ ایک ہی ذات سے نکل کر بصورت قرآن حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ ہم تک پہنچے ہیں وہ سب بھی اپنی اپنی حقیقت رکھتے ہیں، اللہ تعالیٰ شانہ بھی ایک حقیقت ہے، جبرئیل، فرشتے، موت، مغفرت، جنت دوزخ، عذاب وغیرہ ہر ایک کی حقیقت ہے، جس طرح ہم کھیتی کا لفظ، دوکان کے لفظ کی حقیقت تک بغیر محنت کے نہیں پہنچتے، اسی طرح اللہ تعالیٰ کی حقیقت تک بغیر محنت کے نہیں پہنچ سکتے، تو اگر انسان ان الفاظ کی حقیقت تک پہنچنے کے لئے محنت نہ کرے جن کو اللہ نے ہماری کامیابی کے لئے تجویز کیا ہے تو ان حقیقتوں تک نہیں پہنچ سکتے، اللہ رب العزت نے انسان کو اس دنیا میں بھیجا ہے اور اس لئے بھیجا ہے کہ اللہ پاک کی ذات سے نکلے ہوئے الفاظ کی حقیقت تک پہنچے تاکہ اللہ رب العزت مرنے کے بعد اس کو کبھی نہ ختم ہونے والی کامیابیاں عطا فرمادیں، جتنی حقیقتیں، موجودات، مخلوقات ہمارے سامنے ہیں یہ ان کے مقابلہ میں جو ہم سے غائب ہے ان کے مقابلہ میں ایک ذرہ کی حیثیت بھی نہیں رکھتی۔

جنت عیش کے لائن کے جن حقائق کا نام ہے اس کے مقابلہ میں دنیا میں جو عیش کی لائنیں ملی ہیں الفاظ تو برابر ہو جاتے ہیں ان کی حیثیت ایک مچھر کے پر کے برابر بھی نہیں ہے (۲)، اسی طرح سے اس عالم میں بلایا اور مصیبتوں کے لائن کے الفاظ اور حقیقتیں ہیں پھر دوزخ کے اندر کی بلایا اور مصیبتوں کی لائن کے الفاظ اور حقیقتوں کے مقابلہ میں ایک ذرہ کی حیثیت نہیں رکھتے (۳)، اگر اس دنیا کے اندر کے تمام جانداروں کو سینکڑوں برس تک بھوکا رکھا جاوے تو اس بھوک کی حیثیت اس بھوک کے مقابلے میں جو ایک دوزخی پر آوے گی ذرہ برابر حیثیت نہیں رکھتی (۴)، اگر اس دنیا کے سارے انسانوں پر سینکڑوں برس تک رنج وغم ڈال دیا جائے تو وہ ایک دوزخی پر رنج وغم ڈالا جائے گا اس کے مقابلے میں ذرہ برابر نہیں ہے، اگر اس دنیا کے انسانوں کو سینکڑوں برس تک رونے ڈالا جاوے تو وہ ایک شخص کے رونے کے مقابلے میں ایک ذرہ کی حیثیت نہیں رکھتا وہ جو جہنم میں جاوے گا (۵)۔

غرض اس دنیا میں جن مصیبتوں کے درمیان ہم ہیں بعد کی آنے والی زندگی کے مقابلے میں ایک ذرہ کی حیثیت نہیں رکھتی (۶)، اسی طرح سے اس دنیا کے اندر بھی جتنے مسائل ہماری آنکھوں کے سامنے ہیں وہ ہماری آنکھوں سے غائب والے مسائل کے مقابلے میں ایک ذرہ کی حیثیت نہیں رکھتے، وہ فرشتے جو ہر جگہ موجود ہے اور ہر انسان اور ہر مخلوق کے ساتھ بہت سے فرشتے لگائے گئے ہیں ان سب کی حقیقت ہماری آنکھوں سے غائب ہے، حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے لفظ جس پر عمل کی حقیقت کو بتلاتے ہیں، جو ہمارے سامنے بہت دفعہ آتا ہے جب وہ اپنی اصل حیثیت میں ہوتے ہیں تو ساتوں زمین وآسمان سے اوپر ان کا سر ہوتا ہے اور تحت الثریٰ تک ان کے پیر ہوتے ہیں اور ما بین السماء والارض کو گھیرے ہوئے ہوتے ہیں (۷)۔

اور احادیث میں ہم کو یہ بتلایا گیا ہے کہ ہر زمین پانچ سو برس کی مسافت ہے اور ہر آسمان پانچ سو برس کی مسافت کا

فاصلہ ہے (۸)، اس طرح ہم حساب لگاویں تو ستر سو سال کی مسافت کا فاصلہ بیٹھتا ہے، ایک حضرت جبرئیل علیہ السلام کا قد، اسی طرح ایک فرشتے ہیں حضرت اسرافیل علیہ السلام ان کی طاقت کے تعلق سے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم یہ ارشاد فرماتے ہیں کہ وہ ایک پھونک مار دے تو یہ زمین و آسمان ٹوٹ پھوٹ جاوے گا (۹)، اس عالم کے حقائق تو ہم سے غائب ہیں، لیکن اس عالم کے بڑے بڑے حقائق ہیں اس کو بھی اللہ تعالیٰ نے ہماری آنکھوں سے غائب فرما رکھا ہے۔

پھر خدا کی اپنی ذات کی حقیقت وہ تو اتنی بڑی ہے کہ ہر جگہ موجود ہے، اور ہر شئے کو گھیرے ہوئے ہے (۱۰) اور کوئی حقیقت اس کی ذات کے مقابلے میں حقیقت کہلانے کی مستحق نہیں ہے اور وہ ساری حد اور انداز سے بالاتر ہے (۱۱)، حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام کو خدا کی کبریائی کی توجہ ہوتی ہے تو عظمت اور جلال کی وجہ سے سکڑتے سکڑتے ایسے ہو جاتے ہیں جیسے ایک چھوٹی چڑیا ہوتی ہے (۱۲)، تو اتنے بڑے حقائق کے درمیان ہم ان چھوٹی چھوٹی حقیقتوں، زمین کی حقیقت، لوہے لکڑی کی حقیقتوں وغیرہ سے ہم اپنی زندگی کو کامیاب نہیں بنا سکتے، اللہ رب العزت جل جلالہ نے ان تمام عینی حقائق کی موافقت کو جو اس عالم میں ہے اور جو اگلے عالم میں آنے والی ہے اس کا ضابطہ انسان کو بتایا ہے کہ، صورت کو ضابطہ نہیں بتایا، انسان کی صورت تو یہ ہے کہ جو ہم اور آپ سب کو نظر آ رہی ہے، کہ منی کے قطرہ سے بنایا ہے، حیض کا خون اس نے رحم مادر میں کھایا ہے اور اس کے اندر گندگی بھری ہوئی ہے اور انسان کی جو حقیقت ہے جس سے یہ چلتا پھرتا ہے وہ روح ہے جو سب سے غائب ہے۔

لفظ اللہ کی حقیقت اس سے غائب جو کرتا دھرتا ہیں، فرشتوں کی حقیقت اس سے غائب ہے، اللہ اس سے غائب ہیں، یہاں تک کہ اپنے اندر کی روح بھی اس سے غائب ہے، جتنے اجسام اور چیزیں ہیں ان سے کامیابی کا تعلق نہیں ہے، وہ اس کے سامنے ہیں اور جن سے اس کی کامیابی اور ناکامی کا تعلق ہے وہ اس سے غائب ہے، جس سونے اور چاندی، زمین مکان، کپڑے اور غذاؤں سے کامیابی اور ناکامی ذرہ برابر بھی موقوف نہیں وہ آنکھوں کے سامنے ہیں اور وہ جس سے کامیابی کا تعلق ہے وہ آنکھوں سے غائب ہے، جتنے اجسام عالم میں پھیلے ہوئے ہیں اس بات پر قسم کھائی جا سکتی ہے کہ ان سے ہماری زندگی کی کامیابی کا کوئی تعلق نہیں ہے، دنیا بھر کی مالیت ہمارے جسم پر آ جائے تو ہم کامیاب نہیں بن سکتے۔

اس لئے کہ مالک نے رب العالمین نے ہماری کامیابیوں کو جسموں کے ساتھ نہیں جوڑا بلکہ روح کے ساتھ جوڑا ہے، پھر سارے کپڑے دنیا بھر کے جسم پر آتے جاتے رہیں روح تک نہیں پہنچتے، اس طرح دنیا بھر کی چیزیں کھانے پینے کی لائن کی ہمارے جسم کے اندر چکر کاٹتی رہیں روح تک نہیں پہنچتی، لہٰذا یہ جتنا کارخانہ اجسام سے کامیابی کی بنیاد پر چل رہا ہے خدا کے نزدیک اس کی کوئی بھی اہمیت نہیں ہے اور اس کا انسان کی کامیابی کے ساتھ ایک مچھر کے پر کے برابر بھی تعلق نہیں ہے (۱۳)، انسان کی روح اگر بن رہی ہے تو اس عالم کی چیزیں اس کے موافق ہوں گی اور اگلے عالم میں بھی کامیابی کی صورت ہوگی، روح تک جو اثرات اچھے برے پہنچتے ہیں وہ خدا کے احکامات کا نتیجہ ہیں جب انسان ان اجسام سے دھوکے نہیں کھاتا ہے اور ان کو سامنے رکھ کر اپنی زندگی نہیں گزارتا ہے بلکہ خدا کو سامنے رکھ کر ان کے احکامات کو پورا کرتا ہے، تو

خدا اس کی روح میں نور پیدا کر دیتے ہیں اور اس کی روح میں پاکی پیدا ہوتی ہے، خوشبوئیں ہوتی ہیں، جتنے احکامات کی تعمیل بڑھاتا چلا جاتا ہے اور جسمانی تقاضوں کو قربان کرتا چلا جاتا ہے اتنا ہی اس کی روح بڑھیا بنتی ہے۔

جسم سے جو مسائل متعلق ہیں جب ان کی پرواہ نہیں کرتا اور رب کے حکم کی پرواہ کرتا ہے تو رب کا نور اس کی روح میں آتا ہے، جس مبارک انسان کی روح اللہ کے نور کو لئے ہوئے ہو اس کے احکامات کے ذریعے حاصل کرے تو بڑی بڑی حقیقتیں اس کے لئے دعائیں مانگتی ہیں، پھر منور نور والا انسان چلتا ہے تو فرشتے اس کے پیروں کے نیچے پر بچھاتے ہیں، جب یہ خدا کے حکم پر قرآن پاک پڑھتا ہے تو فرشتے اس کے منہ سے منہ ملا کر قرآن پاک کو اپنے اندر لیتے ہیں (۱۴) اور پھر جب حکم کی تعمیل میں مجلسیں قائم کرتا ہے تو شفقت کے ساتھ اپنے پروں کو اس کے اوپر رکھ کر بیٹھ جاتے ہیں (۱۵) اور وہ خاص فرشتے جو عرش الٰہی کے اٹھانے والے ہیں وہ اس کی کامیابی کے لئے ہمیشہ دعا کرتے رہتے ہیں (۱۶)۔

غرض جب یہ صحیح محنت کر کے اپنی حقیقت کو نور والا بنا لیتا ہے احکامات کی تعمیل کرتا رہے تو ملائکہ کا اس کے لئے مغفرت کی دعا کرتے رہتے ہیں اور عرش الٰہی تک فرشتے اس سے ناگوار چیزوں کے ہٹنے کی دعائیں مانگتے رہتے ہیں اور سمندر کی مچھلیاں تک اس کے لئے دعائے مغفرت کرتی رہتی ہیں (۱۷) اور جب انسان اتنا محنت میں بڑھ جاتا ہے اور اس کے شہادت کے وقت اس کی موت کا وقت ہے، ایسا انسان جو ایمان کے احکامات کو پورا کرنے کے ذریعہ ایمان کا نور اور ایمان کے فرائض سے فرائض کا نور اپنے اندر لیتا ہے تو اس کی موت کے وقت انتہائی حسین اور خوشبودار فرشتے اس کی آنکھوں کے سامنے آتے ہیں، اس کی روح کو اطمینان دلایا جاتا ہے، اس کی روح کو کہا جاتا ہے یٰٓاَیَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ، اب جب وہ روح نکل کر باہر آتی ہے تو فرمایا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ وہ اتنی نورانی ہوتی ہے کہ کوئی نور اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا اور اتنی خوشبودار ہوتی ہے کہ اس کی خوشبو کا دنیا کی کوئی خوشبو مقابلہ نہیں کر سکتی، تمام فرشتوں والی روحانیت جمگھٹا کر لیتی ہے اور ہر ایک اس کو اپنے ہاتھوں میں لیتا ہے اور تعریفیں کرتے جاتے ہیں کہ کتنی خوشبودار پاکیزہ اور نورانی روح ہے۔

جہاں کو وہ روح نکلتی رہتی ہے وہاں کے تمام فرشتے اس کی حمد و ثنا کرتے رہتے ہیں اور اس کی ایک مقام سے دوسرے مقام تک لے جاتے رہتے ہیں، یہاں تک کہ پہلے آسمان پر آواز دی جاتی ہے کہ دروازہ کھولو روح آرہی ہے، فرشتے پوچھتے ہیں کس کی روح آرہی ہے، فرشتے جواب دیتے ہیں فلاں اللہ والے کی روح آئی ہے، تو فوراً آسمان کے دروازے کھولے جاتے ہیں، کہتے ہیں اس کا تو بہت دن سے انتظار تھا، ہر آسمان والے کہتے ہیں کہ فلاں کی روح جب آئے گی تو بڑا مزہ آئے گا اور ہر آسمان کے فرشتے دوسرے آسمان تک پہنچانے کے لئے چلتے ہیں، یہاں تک کہ ساتوں آسمانوں کو عبور کر کے یہ روح عرش الٰہی تک پہنچتی ہے اور پھر ارشاد باری تعالیٰ ہوتا ہے کہ اس میرے بندے کو میٹھی نیند سلا دو۔

اور پھر وہ روح سوال و جواب کے لئے قبر میں لائی جاتی ہے، روح کو جسم میں تھوڑی دیر کے لئے ڈال کر تین سوال کئے جاتے ہیں اور ان کا جواب وہی دے سکیں گے جنہوں نے اپنی روح کے بنانے کی محنت اس دنیا میں کی ہوگی، جنہوں نے اپنے جسم کے بنانے، اپنے جسم کے تقاضے پورا کرنے، اپنی دنیا کی ظاہر پرستی بنانے پر محنت کی ہوگی ان کی زبانیں

لڑکھڑا جائیں گی اور وہ تینوں سوالوں کا جواب نہ دے سکیں گے، جو روح بنی تھی اور اس پر خرچ ہوئی تھی کہ پالنے والے تو اللہ ہیں وقت پر اس کا حکم پورا کرلو وہ نہایت اطمینان سے کہہ دیں گے کہ میرے رب اللہ ہیں جس بندے نے دین کو سامنے رکھ کر اپنی زندگی گزاری اس نے دین کے نور کو اپنے اندر لیا ہوگا، وہ نہایت اطمینان سے کہہ دے گا کہ میرا دین اسلام ہے اور جس نے اس دنیاوی زندگی کو گزارنے کے اندر ہر ہر بات میں محنت کی تھی کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت کیا ہے، تو وہ پہلے ہی کہہ دے گا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو ہمارے نبی ہیں۔

فرشتے کہیں گے کہ ہم تو پہلے ہی جانتے تھے کہ تو یہی جواب دے گا، ایک ضابطے کے طور پر ہم نے پوچھ لیا تھا، پھر آواز آئے گی جواب دے دئے میرے بندے نے، اس کے لئے قبر میں جنت کا بستر بچھا دو، جنت کی کھڑکی کھول دو اور کہہ دو کہ ایسا سو جا جیسے پہلی رات کی دلہن سویا کرتی ہے کہ اس کو اس کے شوہر کے سوا ہاتھ لگانے والا اور اٹھانے والا نہیں ہوتا، جب پھر انسان حشر کے میدان میں اٹھایا جائے گا تو اس کو کپڑے پہنائے جائیں گے، کرسیوں پر بٹھلایا جائے گا اور ایک دوسرے کے ساتھ مزے سے باتیں کرتے ہوں گے، ان میں کہا جائے گا کہ حشر کا وقت تو ختم ہوگیا، تم جنت میں چلو پھر حق تعالیٰ شانہ ساتوں زمین و آسمان سے لاکھوں کروڑوں گنا رقبے کے اعتبار سے اس کو جنت عطا فرماتے ہیں اور قیمت کا تو کوئی اندازہ کیا ہی نہیں جاسکتا، دوسرے وہ انسان ہیں جنہوں نے اپنی روح کی اہمیت کو نہیں پہچانا اور اپنی روح کو بنانے کے محنت نہیں کی اور اس دنیا کے بنانے اور جسم کے تقاضے پورا کرنے میں لگے رہے، ان کی روح کالی اور بدبودار ہوجاتی ہے، جسم کو تو عیش و آرام پہنچایا لیکن اللہ کے حکموں کو توڑ کر اپنی روح کو کالا کرلیا، روح بعد میں نکلے گی، فرشتے جو روح نکالنے کے لئے آئیں گے وہ انتہائی کیری آنکھوں والے، ڈراؤنی صورت والے ہوں گے اور روح کو ڈانٹتے ہوئے اور جھڑکتے ہوئے آویں گے، دھمکی کے ساتھ کہا جائے گا خدا کے عذاب کی طرف چل، روح نکلنا نہیں چاہے گی اور سختی کے ساتھ نکالیں گے، اس کی روح انتہائی کالی، سیاہ، بدبودار ہوگی، جس کی سیاہی اور بدبو کا دنیا کی کوئی شئے مقابلہ نہیں کرسکے گی، اس روح کو فرشتے ایک دوسرے کی طرف پھینکیں گے اور بری طرح لے کر چلیں گے اور اس کے لئے بددعا کرتے رہیں گے اور جہاں جہاں یہ روح نکلے گی ہر جگہ اس کو لعنت کرتے رہیں گے، یہاں تک کہ پہلے آسمان پر لے جایا جائے گا، فرشتے دریافت کریں گے کہ کس کی روح ہے؟ جواب ملے گا کہ فلاں شخص کی روح ہے پھر وہاں سے جواب ملے گا کہ اس کا گزر آسمانوں میں نہیں ہے

فرمایا کہ اس روح کو زمین پر زور سے کھینچ کر مارا جاوے گا، فرمایا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب اس کی روح کو قبر میں جسم کے اندر ڈال کر سوال کئے جائیں گے تو وہ ہر سوال کے جواب میں کہے گی کہ ہائے ہائے میں نہیں جانتا، اللہ کی ذات کے بارے میں، دین کے بارے میں یہی جواب دے گا کہ میں نہیں جانتا اور جب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات گرامی کے بارے میں دریافت کیا جاوے گا کہ ان کے بارے میں کیا کہتا ہے تو اس کا بھی یہی جواب دے گا کہ اور پھر آواز آوے گی جھوٹ بولتا ہے، کمبخت کے لئے آگ کا بستر بچھا دو، دوزخ کی کھڑکی کھول دو، فرمایا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس پر ستر اژدھے مسلط کردئے جائیں گے، ایسے زہریلے کہ ان میں کا ایک اس زمین پر سانس لے لے تو چالیس سال تک پوری

دنیا میں سبزی کا ایک پتہ نہ اُگے۔

ایک فرشتہ پیٹنے کے لئے مقرر کیا جاوے گا، جب پہلی چوٹ مارے گا تو مشرق سے مغرب تک تمام مخلوق سوائے انسان اور جنات کے اس کو سنیں گے اور حشر کے دن ننگا خدا کے سامنے کھڑا ہوگا اور نامہ اعمال بائیں ہاتھ میں دیا جاوے گا کہ اس وقت وہ خبیث روح والا انسان اپنے ہاتھوں کو رنج وغم سے چبانا شروع کر دے گا یہاں تک کہ کہنیوں کے اوپر تک چبا جاوے گا۔

پھر آنکھوں سے آنسو بہائے گا، اتنے بہائے گا کہ اگر کشتیاں چلائی جاویں تو کشتیاں چل سکیں، پھر خون روئے گا، اتنا کہ ان کے اندر کشتیاں چل سکیں، اسی طرح پیپ روئے گا اتنا روئے گا کہ اس کے اندر کشتیاں چل سکیں، دنیا کے اندر اگر دو آنسو خدا کے خوف سے بہا دیا تو دوزخ سے بچ جاتا ہے اور آج آنسوؤں کو خون پیپ کے دریا بہائے لیکن اس سے دوزخ سے نہیں بچا ہے، پھر اس دوزخی کو ایسا بڑا جسم دیا جاوے گا سزا دینے کے لئے کہ اس کے سر کے مونڈھے سے لے کر کان کی لو تک پانچ سو برس کا فاصلہ ہوگا اور اس کے بعد اس کو دوزخ کے اندر ڈالا جاوے گا، جہاں ہر وقت سانپ بچھو، آگ، فرشتوں کے مارنے وغیرہ کے بہت سے عذاب دئے جاویں گے، جو روح بن کر جاوے گی اس کو حضرت آدم علیہ السلام کا ساٹھ ہاتھ کا قد، حضرت عیسیٰ علیہ السلام جیسی شکل، حضرت یوسف علیہ السلام جیسا حسن دیا جاوے گا (۱۸)۔

میرے بھائیو! یہ دو لائنیں بتلائی گئی ہیں، ہر انسان کو ضرور ایک سے گزرنا ہے، اب اس کو اختیار ہے کہ چاہے جونسی اختیار کرو اس لائن میں تو کچھ کرنا نہیں پڑتا، خوب کھاؤ پیو، عیش کرو کپڑے پہنو، اچھے مکان بناؤ خبیث بننے کے لئے تو کسی محنت کسی مجاہدہ کی ضرورت نہیں چلتے چلے جاؤ، روح خبیث بنتی چلی جاوے گی، لیکن اگر ہم روح کی پاکیزگی چاہتے ہیں اور اس کا طیب ہونا چاہتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ میری روح کی کامیابی محنت کرنے پر موقوف ہے تو اس کے لئے ہمیں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم والی محنت کو اختیار کرنا پڑے گا اور اس کے لئے ہمیں دو باتوں پر محنت کرنی پڑے گی۔

ایک تو یہ کہ جو ہم سے غائب ہے اس کی دعوت کا سلسلہ شروع ہو جائے اور یہ دعوت عام ہو جائے، جس قوت پر انسانی دھوکے ٹوٹیں گے، اور حقائق سامنے آویں گے، اس کی طرف پکارنا پڑے گا، زندگی کو پیٹھ پیچھے ڈال کر، محنت کو سامنے رکھ کر چلنے کی محنت کرنی پڑے گی، ہم کو مزاج پیدا کرنا ہوگا کہ جو عمل کر رہے ہوں یہ محنت پر مجھے کونسی قسم میں پہنچانے والا ہے، کاروبار کر لینا، یا انسانی زندگی گزار لینا، بنیاد نہیں بنے گا بلکہ اس کی فکر کرنا پڑے گا کہ وہ کونسا طریقہ ہے جس سے تیری روح نورانی بن کر جاوے، ساری چیزوں سے پہلے یہ تحقیق کرنا ہوگا کہ میں اس طریقے کو سیکھوں جس سے روح طیب ہوتی ہے اور ان طریقوں کو سیکھے جن سے جنت ملتی ہے اور دوزخ سے بچاؤ ہوگا۔

سارے انبیاء کرام علیہم السلام نے اپنے اپنے زمانے میں اسی بات کے لئے محنت کی اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر اٹھایا کہ انسان زندگی کو سامنے رکھ کر نہ چلے بلکہ موت کو سامنے رکھ کر چلے، پھر انسان خواہ موت کی طرف منہ کرے یا موت ہی کی طرف چل پڑے، لیکن اگر موت کو سامنے رکھ کر چلے گا تو وہ کچھ سامنے ہوگا جو موت کے بعد آنے والا ہے، مرنے کے

بعد جو لامحدود زندگی آنے والی ہے اس کی طرف متوجہ کرنے کے لئے دنیا میں بسنے والے انسانوں کو آواز لگائی جارہی ہے کہ مرنے سے پہلے وقت لگا کر مرنے کے بعد کا انتظام کرلو، اللہ کے راستے میں ایمان کے قوی کرنے کی محنت کی جاوے، ایسا نہ ہو کہ ہم تو اپنے ایمان پر مطمئن ہوں اور وہاں ہمارا ایمان کام نہ دے، اسی طرح اللہ کے راستے میں نکل کر اپنی نمازوں کو ٹھیک کرنے، علم کے درست کرنے، اللہ کا دھیان جمانے اور ہر کسی کا حق ادا کرنے اور اپنی نیت کو خالص کرنے کی مشق کی جاوے، اس کے لئے تین چلے کا مطالبہ کیا جاتا ہے۔

---

(۱) سورۃ یٰسٓ: ۸۲

(۲) کنز العمال صفحہ ۲۱۱ جلد ۳

(۳) کنز العمال صفحہ ۶۵۴ جلد ۱۴

(۴) تفسیر طبی صفحہ ۴۶ جلد ۱۸

(۵) مجمع الزوائد صفحہ ۳۹۱ جلد ۱۰

(۶) کنز العمال صفحہ ۵۲۸ جلد ۱۴

(۷) تاریخ دمشق صفحہ ۳۴۲ جلد ۱۷

(۸) کنز العمال صفحہ ۱۴۸ جلد ۶

(۹) تفسیر ابن کثیر صفحہ ۱۴۷ جلد ۲

(۱۰) سورۃ الاسراء: ۶۰

(۱۱) سورہ الانعام: ۱۰۳

(۱۲) الحبائک صفحہ ۲۰ جلد ۱

(۱۳) کنز العمال صفحہ ۲۲۱ جلد ۳

(۱۴) مجمع الزوائد صفحہ ۹۹ جلد ۲

(۱۵) ابوداؤد صفحہ ۵۱۳ جلد ۲

(۱۶) شعب الایمان صفحہ ۲۳۲ جلد ۸ (باب اوحی اللہ عزوجل الی موسیٰ، انی افترضت علی عبادی الصیام)

(۱۷) ابوداؤد صفحہ ۵۱۳ جلد ۲

(۱۸) مشکوٰۃ باب اثبات عذاب القبر اور صفۃ الجنۃ والنار

آدمی دو قسم کے ہوتے ہیں

{۹ ررجب المرجب ۱۳۷۷ھ مطابق ۱۰ رجنوری ۱۹۵۷ء ، بعد نماز فجر}

بمقام بنگلور

اقتباس

اس وقت ایک تو رواج کی نوعیت ہے کہ دین کی بہت سی چیزیں تو مٹ چکی ہیں اور یہ کہ تصور میں آنا مشکل ہوتا ہے کہ جو حدود و قصاص مٹ چکے ہیں ان کو دوبارہ زندہ کیا جاوے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جتنی چیزیں زندہ کی تھیں اور ان کے پھیلنے کے لئے کوشش کی تھی، وہ چیزیں ہیں کہ ان کے وجود سے دنیا میں بڑے نفع تھے اور مٹ جانے سے بہت نقصان سے دوچار ہونا پڑ رہا ہے، دین کی بعض بعض چیزیں تو وجود میں ہیں اور بعض بعض چیزیں نہیں ہیں، وہاں ان کے لانے کی کوشش کرتے ہیں لیکن یوں سمجھ رہے ہیں کہ دین کا اکثر حصہ تو دنیا سے مٹا ہوا ہے، دین کیوں مٹا جب جڑ کسی درخت کی کٹ جاتی ہے تو وہ درخت ہی سوکھ جاتا ہے اور اگر جڑ مضبوط ہوتی ہے تو خواہ اوپر سے کاٹ دیا جاوے تو بھی درخت سرسبز رہ سکتا ہے، اس وقت دنیا کا رواج جو دکھائی دے رہا ہے اور دین کی کچھ چیزیں کی جا رہی ہیں وہ مال کے یقین پر اللہ کے یقین سے ہٹ کر آتی ہیں۔

نحمدہ، ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

میرے بھائیو دوستو بزرگو!

آدمی دو قسم کے ہوتے ہیں، ایک تو اس قسم کے ہوتے ہیں کہ جیسا رواج پڑا ہوا ہے، ہوش سنبھالنے کے بعد وہ اس پر نگاہ ڈالتے ہیں اور رواج کیا ہے اس کو سامنے رکھ کر اصلاحات کی کوشش کرتے ہیں اور ایک وہ ہیں جو اصل کی تحقیق کرتے ہیں اور اصل چیزوں کو پالیتے ہیں اور ان کے طریقے معلوم کر کے رواج کے خلاف سعی کی کوشش کرتے ہیں، یعنی اصل زندگی کو پہچان کر اس کے اصل طریقوں کے ساتھ اس کے وجود میں لانے کی سعی کرتے ہیں، اس وقت ایک تو رواج کی نوعیت ہے کہ دین کی بہت سی چیزیں تو مٹ چکی ہیں اور یہ کہ تصور میں آنا مشکل ہوتا ہے کہ جو حدود و قصاص مٹ چکے ہیں ان کو دوبارہ زندہ کیا جاوے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جتنی چیزیں زندہ کی تھیں اور ان کے پھیلنے کے لئے کوشش کی تھی، وہ چیزیں ہیں کہ ان کے وجود سے دنیا میں بڑے نفع تھے اور مٹ جانے سے بہت نقصان سے دوچار ہونا پڑ رہا ہے، دین کی بعض بعض چیزیں تو وجود میں ہیں اور بعض بعض چیزیں نہیں ہیں، وہاں ان کے لانے کی کوشش کرتے ہیں لیکن یوں سمجھ رہے ہیں کہ دین کا اکثر حصہ تو دنیا سے مٹا ہوا ہے، دین کیوں مٹا جب جڑ کسی درخت کی کٹ جاتی ہے تو وہ درخت ہی سوکھ جاتا ہے اور اگر جڑ مضبوط ہوتی ہے تو خواہ اوپر سے کاٹ دیا جاوے تو بھی درخت سرسبز رہ سکتا ہے، اس وقت دنیا کا رواج جو دکھائی دے رہا ہے اور دین کی کچھ چیزیں کی جارہی ہیں وہ مال کے یقین پر اللہ کے یقین سے ہٹ کر آتی ہیں۔

آج قبریں کھودی جارہی ہیں جنازے دفنائے جارہے ہیں، نمازیں پڑھی جارہی ہیں، لیکن یہ انسانی وعدوں پر ہو رہا ہے اور خدا کے وعدوں پر کم ہو رہا ہے، جتنی چیزیں ہو رہی ہیں ایمان خدا کے وعدوں پر، یقین خدا کی عظمت پر، خدا کے یقین کے ساتھ کرنا ان سے خالی نہیں، آج اگر حکومتوں میں جا کر کہا جاوے کہ یورپ سے مقابلہ کرو تو یوں کہیں گے کہ ہم یورپ سے مقابلہ نہیں کر سکتے، جیسی چیزیں مٹی ہوتی ہیں ایمان ایسے ہی مسائل پر یقین آجانے اور خدا پر سے یقین ہٹ جانے کی وجہ سے مٹی ہیں۔

تاجروں سے اگر پوچھو کہ تم شریعت کے مطابق اپنی تجارت چلاؤ، موجودہ فضاء میں اس کے مطابق چلنے سے عذر کرتے ہیں، پہلے زمانے میں اسباب و وسائل اتنے نہیں تھے، دور صحابہؓ میں اتنے اسباب و وسائل، ذرائع معاش اور فوج و اسلحہ وغیرہ نہیں تھے، جتنے آج کے مسلمان کے پاس ہے، انھوں نے ایک چیز کو اٹھایا اور اس درجہ اٹھایا کہ دوسری حکومتیں تک پیروں میں آپڑیں، اس وجہ سے کہ وہ اسباب و وسائل پر نہیں بلکہ ایمان و یقین پر اٹھائی گئی تھیں، ان سارے صحابہؓ کی مالیت کو جمع کیا جاوے گا تو صرف بنگلور کے مسلمانوں کے پاس مال و اسباب و وسائل ہیں اتنے ان کے پاس نہیں تھے، صحابہ کرامؓ اتنی مقدار میں بھی نہیں تھے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے کی اور حضرت ابوبکرؓ کے اور حضرت عمرؓ کے زمانوں کی ساری نقل و حرکت کو لگائے تو وہ اتنے نہیں ملیں گے جتنے آج صرف ایک شہر بنگلور میں ہے، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے کے پڑھے ہوئے انگلیوں پر گنے جاتے تھے اور حدیثیں بھی اسی زمانے کے لوگوں کے پاس زیادہ ملیں گی اور ان کے پاس تو گنتی کی احادیث تھیں لیکن اس کے باوجود انھوں نے ساری حدود دقائم کیں اور ہر لائن کے طریقوں کو دنیا میں چالو کیا، اگر کسی کے اندر تحقیق کا مادہ ہو تو وہ ضرور سوچے گا کہ صحابہ کرامؓ مٹھی بھر آدمی تھے، ان کی تجارتیں زراعتیں وغیرہ تھوڑی تھیں صحابہؓ کے دور میں جتنے کو آج ممالک عربیہ کہا جاتا ہے یہ سارے عجم تھے، آج ان کو زبان عربی ہو جانے کی وجہ سے ممالک عربیہ کہنے لگے ہیں، پہلے یہاں کی زبان عربی نہیں تھی، صحابہ کرامؓ نے ان سارے اسباب و وسائل کے بہت ہی تھوڑے ہونے کے باوجود اللہ پاک کے احکامات کو ممالک کے اندر پھیلا دیا اور وجہ یہ ہے کہ فضاء کے خلاف اللہ کے حکموں پر خدا کے وعدوں پر قدم اٹھایا کرتے تھے اور ہماری بیماری یہ ہے کہ ہم اسباب و وسائل کو سامنے رکھ کر قدم اٹھاتے ہیں، جتنی چیزیں آج آپ کو افراد میں

نظر آرہی ہیں وہ افراد میں نہیں بلکہ مجمع میں تھیں اور وجہ یہ ہے کہ ان کے قدم خدا کو سامنے رکھ کر اس کے حکموں کے مطابق ان کے قدم اٹھا کرتے تھے۔

انھوں نے خدا کی عظمت اس کی بڑائی وغیرہ کو پہچان لیا تھا، اگر پورا کرلیا تو اتنی بڑی کامیابی مل جاوے گی اور اگر پورا نہ کیا تو اتنی بڑی ناکامی آجاوے گی، بدر کے اندر ظواہر کے خلاف جب خدا اور اس کے رسول کے حکم کے مطابق عمل کیا گیا تو فتح ہوگئی (۱) اور جب احد میں اللہ کے حکموں کو توڑا گیا تو اللہ نے ان کو مٹا دیا (۲)، دو نقشے عملی طور پر قائم کردئے تھے، ایک میں حکم کے پورا ہونے کے منافع دکھلا دئے اور دوسرے میں حکم کے توڑنے پر نقصانات دکھلا دئے۔

احادیث میں آتا ہے کہ دوسری قومیں ایک دوسرے کو تمہارے قتل کے واسطے اس طرح پکاریں گی جس طرح کھانے کو بلایا کرتے ہیں، صحابہؓ نے عرض کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کیا اس زمانے میں ہم بہت تھوڑے ہوں گے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ نہیں بلکہ تم تعداد میں بہت زیادہ ہوں گے، لیکن تمہاری حیثیت کوڑے کی سی ہوجائے گی، تمہارے اندر وہن پیدا ہوجائے گا یعنی وہ ساری چیزیں ناگوار ہوجائیں گی جو موت کی طرف سے آتی ہیں (۳)، صحابہ کرامؓ نے بہت سی حکومتوں کو خط لکھے اور ان کو اسلام کی طرف بلایا اور ان کے سامنے شرائط رکھیں کہ اگر تم اسلام قبول نہیں کروگے تو تم کو جزیہ دینا پڑے گا ورنہ لڑائی کے لئے تیار ہوجاؤ (۴)، جو مبادیاتِ سے محبت نہیں کرتا ان کو منتہا سے بھی محبت نہیں ہوگی، آج دین کے لئے محنت کا جذبہ نکل جانے پر کوئی افسوس نہیں، کوئی پڑھ رہا کوئی نہیں پڑھ رہا اور جو کر رہے ہیں وہ اس کو اتنی بڑی بات سمجھ کر نہیں کر رہے ہیں بلکہ غلط کر رہے ہیں اور صحیح طریقے پر کرنے والے تو بہت ہی کم ملیں گے۔

ایک فریضہ حج کا اندازہ لگاؤ کہ حجاج کرام کس صورت سے نقل وحرکت کر رہے ہیں اگر کتاب لے کر پڑتال کی جائے تو ہزار میں ایک مشکل سے ملے گا جو صحیح اصول کے مطابق کر رہا ہوگا اور جن کی نمازیں صحیح بھی ہیں ان کے اندر خشوع وخضوع باقی نہیں رہا جو نہیں کرتا ہے جس طرح وہ بے فکر ہے اسی طرح سے کرنے والا بھی بے فکر ہے، سو فیصد تو کرنے والے تھے اور جو کرنے والے تھے اور سو فیصد ہی صحیح طریقے سے کرنیوالے تھے اور سو فیصد کے اندر سو فیصد خشوع وخضوع موجود تھا، ایک صحابیؓ کہتے ہیں کہ میں سو بدر والوں سے ملا ہوں ہر ایک اس بات سے ڈرتا تھا کہ کہیں میں منافقین میں سے تو نہیں ہوں، جتنا لٹ گیا وہ تو لٹ گیا لیکن جو ہوا ہے اس کے متعلق یہ فکر ہے کہ جو کہا جارہا ہے، اس کو صحیح طریقے سے کرلیا جاوے۔

جس طرح بے نمازی مطمئن ہے اسی طرح سے ہم نماز پڑھنے والے بھی مطمئن ہیں، اگرچہ یہ ہماری نمازیں صحیح طریقے کے مطابق نہیں ہیں اور ان کے اندر خشوع وخضوع نہیں ہے، اللہ کو اس بات کی قدرت ہے کہ سب کو نمازی بنادے اور سب کو دین کا کام کرنے والا بنادے، لیکن اللہ رب العزت بغیر اسباب کے اپنی قدرت نہیں استعمال فرمارہے ہیں، اگر اللہ کو لوگوں کے اسلام کی ضرورت ہوتی تو وہ ضرور اسلام پھیلاتے، لوگوں کا اسلام لانا مطیع بننا یہ خدا کی اپنی حاجت نہیں ہے، جتنے دنیا بھر کے انسان ہیں اگر سارے کے سارے تقویٰ والے قلب کے بن جائیں تو خدا کی بڑائی میں اضافہ نہیں ہوگا، اور اگر سارے کے سارے سب سے خراب دل والے بن جائیں تو فرمایا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اللہ کی کسی لائن کی

بڑائی میں کچھ فرق نہیں پڑے گا (۵)۔

مسلمان کا اسلامی زندگی اختیار کرنے میں اسی کا نفع ہے اور نہ لینے میں اسی کا نقصان ہے، لہٰذا اسلام انسانوں کے نفع کا ہوا، تو اللہ نے جس طرح سے اور چیزوں کو نفع نقصان کا بتایا ہے اور وہ ان کے لئے اسباب اختیار کرتے ہیں، اسی محنت پر اللہ پاک اپنے نظام کو چلاتے ہیں، تو کھیتی کرنے والے تو حقیقت میں اللہ ہی ہیں انسان تو سبب کے طور پر کچھ کرنے والا ہی ہے اور اللہ تعالیٰ اس نظام سے وجود میں لاتے ہیں۔

اللہ نے اسلام وایمان کے پھیلنے کے لئے انسانوں کو محنت دی ہے، جب یہ اس محنت کا ثبوت دیں گے تو اللہ رب العزت اپنی قدرت سے اس کو کر کے دکھلائیں گے، اسلام کے ہونے پر جو جنت ملے گی وہ زندگی نہ ہونے پر ہرگز نہ ملے گی، جن کے پاس صرف اقرار ہے ان کو کچھ وقت محنت نہ ہونے کی وجہ سے تکالیف برداشت کرنی پڑے گی اور پھر ایسے میں جو باغی تو نہیں لیکن نافرمان ضرور ہیں اور جو اسلام کا اقرار نہیں کرتے وہ کافر مانے جاویں گے اور ہمیشہ کے لئے دوزخ میں ڈال دئے جاویں گے (۶)۔

چمکنے کو بھی اسباب پر رکھا ہے، صحابہ کرامؓ نے وہ اسباب اختیار کئے تو وہ دین میں چمکے پھلے، اسلام کے چمکنے کا سبب چیزوں کو قرار نہیں دیا ہے، کہ اتنے مکان اتنی جائیداد اتنا روپیہ وغیرہ ہوگا تو تم کامیاب ہوں گے ورنہ نہیں، پرورش کا یقین مکان سے پیسہ پر سے ہٹ کر اللہ پر یقین آجائے، ایک آدمی کو ایک ہزار روپیہ تنخواہ دے کر کھڑا کر دیا جائے تو چونکہ اس کا اپنا یقین اللہ پر نہیں ہے ہزار روپیہ پر ہے تو اس کی محنت سے ایمان وجود میں نہیں آوے گا، صحابہ کرامؓ کی محنتوں اور ہمارے زمانے کی محنتوں میں یہ فرق ہے کہ انھوں نے اللہ کے حکموں کو ان کی ذات پر یقین کر کے پورا کیا اور ہم اسباب و وسائل کو سامنے رکھ کر چلتے ہیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کی تنخواہ مقرر نہیں کی تھی، بلکہ اللہ رب العزت کے وعدے یاد دلائے تھے اور انھوں نے ایسے کارنامے کئے کہ ان کا اندازہ نہیں لگایا جاسکتا، کسی صحابیؓ نے نکاح کیا اور جو مہر کی رقم مقرر کی تھی وہ اس کو ادا نہیں کر سکتے تھے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا، آپ نے ارشاد فرمایا کہ اتنا مہر کیوں مقرر کرتے ہو کیا زمین سے کھود کر نکال کر دے دوں۔

کچھ دن بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اور ان کے دو ساتھیوں کو ایک دبلی سی اونٹنی پر سوار کر کے ایک قبیلہ کی طرف لے جانے کو کہا، تینوں اس حال میں پہنچے اور کہیں چھپ کر بیٹھ گئے، کسی نے دیکھ لیا اور ان پر تیر آکر لگا، انھوں نے اس ڈر سے کہ کہیں خبر نہ ہو جائے حرکت نہیں کی، اس طرح دو تیر اور چلائے اور پھر مطمئن ہو کر کہ آدمی نہیں ہے وہ قبیلہ کا آدمی حلقہ میں چلا گیا، لیکن جب دروازہ بند کرنے لگے تو دیکھا کہ چرواہا نہیں ہے اس نے خود تلاش کرنے کے لئے جانے کا ارادہ کیا اور سب کو منع کر دیا، جب وہ ان صحابیؓ کے برابر سے گزرا تو انھوں نے ایسا تیر مارا کہ اس کے دل پر لگا اور وہ وہیں گر کر مر گیا، پھر انھوں نے اس کا سر کاٹا اور قبیلہ پر حملہ کر دیا (۷)۔

آج مال کا کمانا اتنا بڑا بن گیا ہے کہ سارے کام بعد میں اور پہلا کام مال کمانا ہے، ہمارے ہاں ہر لائن سے یقین

پیسہ پر جما ہوا ہے، صحابہ کرامؓ کے ہاں دیکھا جاوے تو وہ سب کچھ اللہ کے وعدے پر کرتے رہے، ہر طرح کی پریشانیاں برداشت کرتے رہے اور جو خوشخبریاں خدا نے دے رکھی تھی ان کی امید لگائے رہے، صحابہ کرامؓ نے جب ہجرت کی تو ان کو مال چھوڑنا پڑا بعض کو اپنے بیوی بچے چھوڑنے پڑے، لیکن وہ سارے نقصانات کو برداشت کرتے چلے گئے اور اللہ کے حکموں کو پورا کرتے رہے اور اسباب و وسائل کی پرواہ نہ کی، حضرت ابوبکرؓ نے روم پر حملہ کرنے کا مشورہ رکھا تو حضرت عمرؓ نے عرض کیا کہ میں تو کئی دن سے اس کو سوچ رہا تھا لیکن سبقت کا اجر آپ کی قسمت میں رکھا تھا (۸)، لیکن حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ نے عرض کیا کہ وہ روم ہے، روم میں لوہا ہی لوہا ہے، اس سے مڈبھیڑ اچھی نہیں لیکن اگر آپ کو روم میں کام کرنا ہی ہے تو چھوٹے چھوٹے دستے بھیجئے جو شب خون کریں، اس سے ایک تو ان کے اندر حوصلہ پیدا ہوگا اور کچھ مال واسباب مل جائے گا (۹)۔

اس سے معلوم ہوا کہ وہ پورے جزیرہ عرب میں اسلام کے آجانے کے ان کے پاس سامان بہت تھا اور ایمان کسی گوشہ سے خالی نہیں تھا، حضرت عثمانؓ کھڑے ہوئے، آپ مسلمانوں کے لئے شفیق، ناصح اور خیر خواہ ہیں، آپ مسلمانوں کے لئے جس میں خیر خواہی سمجھیں اس کا حکم فرمائیں، اس کے بعد سب کی یہی رائے آنے لگی (۱۰)، حضرت علیؓ خاموش تھے، حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا تم نے رائے نہیں دی، تو حضرت علی نے فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم آپ جس طرح چاہیں کریں، اللہ کی مدد آپ کے شامل ہے (۱۱)۔

ایمان کی دعوت دینے میں صحابہ کرامؓ کو اپنی جان و مال کا پورا خطرہ ہوتا تھا، دعوت دینے میں ان کو ایک مرتبہ اس طریقہ پر مارا کہ جان کے جانے کا خطرہ ہو گیا اور سر پر بال تھے وہ زخموں اور چوٹوں کی وجہ سے سر سے اکھڑ جاتے تھے، تیرہ سال تک یہی کام چلتا رہا اور ایمان کی تعلیم دیا کرتے تھے، ایمان اور تعلیم اول میں آئیں اور دوسرے فرائض اور زندگی کا نقشہ تعلیم کیا گیا تھا، قرآن کے شروع میں جنت و دوزخ وغیرہ کے حالات آئے تھے اور صحابہ کرامؓ ان کو پڑھ پڑھ کر اپنے ایمانوں کو مضبوط کیا کرتے تھے اور چار پانچ جگہ ایسی تھی جن میں تعلیم کا انتظام تھا، لوگ مختلف لائنوں سے مکہ میں آیا کرتے تھے، تیرہ سال تک ان میں کام کیا اور مدینہ پاک میں بیٹھ کر ان جگہوں میں اپنے آدمی بھیجے جہاں سے مکہ میں آیا کرتے تھے، پھر مسجد تعمیر کروائی اور اپنے نماز کے ساتھ صلاح مشورہ وغیرہ بھی مسجدوں میں ہوا کرتے تھے (۱۲)۔

کتنے ایسے سفر ہیں جن میں جنگ نہیں ملے گی صرف دعوت ہی کے لئے بھیجا گیا مکہ میں تو چھپ کر نماز پڑھی جاتی تھی اور تعلیم ہوتی تھی اور آنے والوں کو مہمان نوازی کے لئے تقسیم کیا جاتا تھا لیکن مدینہ منورہ پہنچ کر نماز، تعلیم وغیرہ اور دوسرے مشورہ مسجد ہی میں ہوا کرتے تھے اور مسجدوں سے مختلف علاقوں کے لئے وفود بھیجے جاتے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پورے عرب کو جو دین دار بنایا ہے وہ اپنے آدمی تعلیم کے لئے بٹھا کر نہیں بلکہ دعوت کے ذریعہ سے ان کو بلایا کرتے، نماز، تعلیم وغیرہ پر لگاتے، جب باہر سے لوگ آتے تو مدینہ طیبہ والے ان کو کھلاتے تھے اور ان کی تعلیم وغیرہ کی کوشش کرتے تھے، ان کی کمائیاں تھوڑی رہ گئی تھیں، سارے عرب کا نقشہ تو اور تھا لیکن مدینہ منورہ والے صحابہ کرامؓ کے مال اور ان کی جان ان

پر لگ رہی تھی، صحابہ کرامؓ عراق وشام وغیرہ میں پہنچے اور ان کی برکت سے آج وہاں اسلام ہے (۱۳)۔

جب مسلمان ایمان کے لئے اٹھے تو اللہ پاک نے ان کے سارے نقشے ٹھیک کردئے، انھوں نے تو غیر مسلموں کو اسلام پر لا کھڑا کیا اور ہم سے اتنا بھی نہیں ہوسکتا کہ محلہ کے بے نمازیوں کو مسجد میں نماز کے لئے لاویں، دین کی ساری چیزیں جو کی جارہی ہیں ان پر اجر وثواب ضرور ملے گا، لیکن پورا اسلام زندگیوں میں نہیں آئے گا، کام تو آپ صاحبان کو اپنے علاقے ہی میں کرنا ہے لیکن اول اس کے اندر کچھ وقت لگا کر اس کے طریقوں کو سیکھ لیا جائے، پھر سال بھر چلہ کا ضابطہ بنالو ہر ماہ تین دن کے لئے باہر نکل جاؤ اور ہر ہفتہ سب جمع ہوکر اس کام کو کرلیا کرو۔

مدرسہ میں بچوں کو سکھانے سے زیادہ ان کے سکھانے کی اہمیت ہے جو بڑی عمر کے ہیں، اس لئے کہ بچے تو بالغ ہونے کے بعد کریں گے اور ان پر فوری طور پر دین کا سیکھنا ضروری ہے اگر ہم سوچیں اور رواج کی پرواہ نہ کریں تو سال کا چلہ لگالینا کوئی مشکل چیز نہیں ہے اور مقام پر اور گردونواح میں کام ہوتا ہی رہا کرے، کون کون اس بات کے لئے تیار ہے کہ اپنی مساجد کو اس طرح آباد کرے جیسا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں تھیں؟

---

(۱) سورۃ آل عمران: ۱۲۳
(۲) زاد المعاد صفحہ ۱۷۲ جلد ۳
(۳) کنز العمال صفحہ ۱۳۲ جلد ۱۱
(۴) حیاۃ الصحابہ صفحہ ۲۸۳ جلد ۱
(۵) کنز العمال صفحہ ۹۲۵ جلد ۱۵
(۶) سورۃ البقرہ: ۱۶۰، ۱۶۱
(۷) حیاۃ الصحابہ صفحہ ۱۱۷، ۱۲۷ جلد ۱
(۸) حیاۃ الصحابہ صفحہ ۵۵۷ جلد ۱
(۹) حیاۃ الصحابہ صفحہ ۵۵۸ جلد ۱
(۱۰) حوالہ سابق
(۱۱) حوالہ سابق
(۱۲) حیاۃ الصحابہ صفحہ ۱۶۲، ۱۶۳ جلد ۳
(۱۳) حیاۃ الصحابہ صفحہ ۲۴۹ تا ۲۵۷ جلد ۲

جان فرائض خداوندی میں نہ لگے تو کمالات پیدا نہیں ہوتے

{۱۰ رجب المرجب ۱۳۷۷ھ مطابق ۱۱ رجنوری ۱۹۵۷ء ، بعد نماز فجر}

اقتباس

اللہ پاک کا کام کسی پر موقوف تو ہے نہیں جو قربانی دیتا ہے اللہ پاک اسی کو قبول فرما لیتے ہیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث موجود ہیں، ہر نبی کی محنت کا استقبال پس ماندہ طبقہ نے کیا ہے، تمام زمانوں کے اندر اس طبقہ کو جو پست سمجھا جاتا تھا عام طور پر وہی آگے بڑھا اور وہی نبیوں سے متعارف ہوا اور پھر مالداروں نے ٹھٹھے اڑائے کہ کیا ان کو دین کی دولت دی گئی ہے؟ حضرت صالح علیہ السلام کے زمانے میں جو لوگ بڑے شمار کئے جاتے تھے انھوں نے ان سے کہا جو کمزور سمجھے جاتے تھے کیا تم اس پر یقین کرتے ہو کہ صالح علیہ السلام خدا کے نبی ہیں، انھوں نے کہا کہ بے شک ہم ایسا ہی یقین کرتے ہیں، لیکن انھوں نے کہا ہم تو نہیں کرتے اور بعض پسماندہ طبقہ قیامت میں عرض کریں گے ان مالداروں کو اے اللہ! دہرا عذاب دے کہ ان ہی کی وجہ سے ہم دین کی دولت سے محروم رہ گئے، ارشاد فرمایا کہ غربا کے لئے خوشخبری ہے، تو عرض کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم غربا کون ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا غربا وہ لوگ ہیں جو دین میں کمزوری آجانے پر اس کی برتری و سربلندی کے لئے کوشش کرتے ہیں۔

نحمدہ، ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

میرے بھائیو دوستو بزرگو!

خالی تاجروں کو بلایا جاوے تو سمجھ میں یہ آتا ہے کہ کچھ روپئے پیسے کی ضرورت ہے، تاجر صاحبان خیر کے جتنے کام ہیں ان کو اپنا محتاج سمجھتے ہیں اور اپنے کو ہونہار سمجھتے ہیں کہ خیر کے شعبہ ہم سے چل رہے ہیں، اس واسطے اس بات کی طرف زیادہ متوجہ نہیں ہوتے، دولائنیں ہیں تاجروں کو جو تاجر کہہ کر بلاتا ہے اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ کوئی خاص ایسی بات ہے جس کا تعلق خاص تاجروں ہی سے ہے، اس بات کا تعلق حاکموں سے مالداروں سے، مزدوروں سے، سب سے ہے، عمومی طور پر اکٹھا کر کے جب بات کی جاتی ہے تو خواص طبقہ اسے زیادہ زمہ داری سے اپنے اوپر نہیں لیتا ہے، اس لئے کہ عام مجمع میں مزدور اور غریب طبقہ زیادہ ہے اور اٹھتا ہے تو تاجر اور اونچا طبقہ اس کام کو غریبوں مزدوروں کا کام سمجھنے لگتا ہے۔

اور اللہ پاک کا کام کسی پر موقوف تو ہے نہیں جو قربانی دیتا ہے اللہ پاک اسی کو قبول فرما لیتے ہیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث موجود ہیں، ہر نبی کی محنت کا استقبال پس ماندہ طبقہ نے کیا ہے، تمام زمانوں کے اندر اس طبقہ کو جو پست سمجھا جاتا

تھا عام طور پر وہی آگے بڑھا اور وہی نبیوں سے متعارف ہوا اور پھر مالداروں نے ٹھٹھے اڑائے کہ کیا ان کو دین کی دولت دی گئی ہے؟ حضرت صالح علیہ السلام کے زمانے میں جو لوگ بڑے شمار کئے جاتے تھے انھوں نے ان سے کہا جو کمزور سمجھے جاتے تھے کیا تم اس پر یقین کرتے ہو کہ صالح علیہ السلام خدا کے نبی ہیں، انھوں نے کہا کہ بے شک ہم ایسا ہی یقین کرتے ہیں، لیکن انھوں نے کہا ہم تو نہیں کرتے (۱) اور بعض پسماندہ طبقہ قیامت میں عرض کریں گے ان مالداروں کو اے اللہ! دہرا عذاب دے کہ ان ہی کی وجہ سے ہم دین کی دولت سے محروم رہ گئے (۲)، ارشاد فرمایا کہ غربا کے لئے خوشخبری ہے، تو عرض کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم غربا کون ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا غربا وہ لوگ ہیں جو دین میں کمزوری آجانے پر اس کی برتری و سربلندی کے لئے کوشش کرتے ہیں (۳)، غرض یہ کہ تاجروں، مالداروں سے علیحدہ بات اس وجہ سے کہی جاتی ہے کہ وہ غربا کے ساتھ جمع نہیں ہوتے، ورنہ بات وہی ہے، اگر مالداروں سے کہا جائے کہ فلاں آدمی مر گیا ہے تم قبر کھودو تو ماتھے پر بل پڑ جائیں گے، حالانکہ قبر کھودنے پر اجر و ثواب غریب کے ساتھ خاص نہیں ہے (۴)، بلکہ جو بھی جانی لائن سے اپنے کو ان کاموں میں لگائے گا ثواب پائے گا، جب انسان کی جان فرائض خداوندی میں نہیں لگتی ہے، اس کی جان میں کمالات نہیں پیدا ہوتے، ہاں مال لگنے کی وجہ سے اگر وہ اخلاص کے ساتھ لگائے گا تو وہ جنتی ضرور ہو جائے گا۔

میں نے کسی کو قرآن پاک خرید کر دے دیا اور اس نے پڑھا تو مال کے راستے سے بھی ثواب ملے گا، مال دار ہونے کی وجہ سے ان پر تاجروں کی جان دین کے لئے لگ رہی ہے، حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ بڑے مال دار تھے، حضرت عثمانؓ بھی بہت مال دار تھے، ان حضرات نے خدا کے نام پر بہت بڑے بڑے اخراجات کئے، عبدالرحمنؓ نے تیس ہزار خاندانوں کو خرید کر آزاد کیا، پندرہ سو گھوڑے اور پندرہ سو اونٹ خدا کی راہ میں خرچ کئے اور اس کے علاوہ بہت زیادہ اخراجات کئے (۵)، غزوہ تبوک میں تہائی لشکر کا پورا خرچ حضرت عثمانؓ نے اپنے ذمہ لے لیا اور وہ دس ہزار آدمی تھے (۶)، کوئی غزوہ ایسا نہیں جس میں ان حضرات کی جان و مال نہ لگا ہو، لکھ پتیوں کو طعنہ دیا تو اس بات پر دیا کہ تم فلاں موقع پر فلاں غزوہ میں نہیں تھے، تو حضرت عثمانؓ نے فرمایا کہ بدر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے خود چھوڑا تھا اور مال غنیمت میں میرا حصہ لگایا تھا (۷)۔

اور ایک موقع پر غریب لوگ آئے اور عرض کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم مالدار تو ہم سے اجر و ثواب میں آگے بڑھ گئے، جہاں ہم جان خرچ کرتے ہیں یہ بھی جان خرچ کرتے ہیں اور مزید مال بھی اتنا خرچ کرتے ہیں، تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے **سبحان اللہ الحمدللہ، لا الہ الا اللہ اللہ اکبر** کا ذکر بتایا، جب مالداروں کو خبر لگی تو انھوں نے بھی شروع کر دیا، غریبوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جا کر شکایت کی اور ان کی منشاء تھی کہ مالدار اس عمل سے روک دئے جائیں، لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ یہ تو اللہ کا فضل ہے جس کو بھی مرحمت فرمائیں (۸)۔

ایک زمانہ تو وہ تھا کہ مالدار لوگ جان کے سارے عملوں میں شریک رہتے تھے اور مال بھی دل کھول کر خرچ کیا کرتے تھے، لیکن آج مالداروں نے جانی عملوں سے کمی اختیار کر رکھی ہے، گویا آخرت کے اعتبار سے یہ غرباء میں آرہے ہیں، اس لئے اکٹھا کر کے کہہ رہے ہیں کہ جانی لائین کی ترقیات مالی لائین کی ترقیات سے کم نہیں ہے اگر ہم اسی مال کو دین پر لگا کر

ترقی کر سکتے ہیں، حضرت عبدالرحمنؓ نے ایک مرتبہ بہت سارا خرچ کیا اور صورت یہ ہے کہ حضرت عائشہؓ گھر میں تشریف فرما ہیں، ایک دم شور ہوا، اب تحقیق کرایا تو پتہ لگا کہ ایک قافلہ حضرت عبدالرحمنؓ کا ملک شام سے ایسا آتا ہے کہ اس سے پہلے کبھی نہیں آیا، منتہاء نظر تک قافلہ پھیلا ہوا دیکھ کر بے ساختہ تکبیر زبان پر آ گئی، سن کر حضرت عائشہؓ زیادہ خوش نہیں ہوئیں اور فرمانے لگیں کہ اللہ عبدالرحمنؓ پر رحم کرے میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا تھا کہ جنت میں گھسٹتے ہوئے جائیں گے۔

یہ خبر پا کر حضرت عبدالرحمنؓ نے وہ سارا مال غربا، مساکین، اور مسافروں اور اللہ کے راستے میں کوشش کرنے والوں کو دیدیا (۹)، اس امید میں کہ میں بھی جنت میں گھسٹتا ہوا نہ جاؤں، بلکہ کھڑے کھڑے جاؤں، اس طرح عبدالرحمنؓ نے ایک بہت بڑا صدقہ کیا، تو لوگ تعجب کرنے لگے تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ ہمارے فقراء مہاجرین میں سے کسی کی کوئی چیز ہاتھ سے گر جائے اور وہ اس کا دھیان کرے اور کہے کہ ہائے میری لکڑی اور مڑ کر دیکھا تو فوراً مل گئی، اس تھوڑی دیر کی گھبراہٹ پر اللہ تعالیٰ کے یہاں جو انعامات ملیں گے وہ عبدالرحمنؓ کے صدقہ سے اللہ کے نزدیک زیادہ ہوں گے (۱۰)۔

آپ حضرات کو اکٹھا اس وجہ سے کیا ہے کہ جو بھی اس خالی لاش پر عمل نہیں کر رہا ہے وہ کرے ابھی موقع ہے، جس طرح نماز اور زکوٰۃ کے درمیان میں فرق ہے اور نماز زکوٰۃ سے اونچا فریضہ ہے ایک غریب جان لگاتا ہے اور مال نہ ہونے کی وجہ سے مال نہ لگاوے تو وہ معذور قرار دیا جائے گا، لیکن مالدار صرف مال لگائے جان نہ لگائے، تو وہ اللہ کے یہاں معذور نہیں سمجھا جاوے گا، یہ معذور بالکل نہیں سمجھا جائے گا، اس لئے کہ اس کے پاس جان تھی اور جب جان نہ رہے یعنی کوئی مر جائے تو وہ مال بھی اس کا نہیں رہا، مالدار کے معنی وہ جان جس کے پاس مال ہے، مال رکھنے والے انسان کو مال دار کہا جاتا ہے، دو لائن میں ایک تو وہ جس کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آکر دین بتایا ہے، تجارت، زراعت، معاشرت وغیرہ کو دین بتایا اس لائن کے جانی فرائض بھی ہیں اور مالی بھی اور دوسری لائن یہ ہے کہ ایک محنت حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے رکھی اس محنت سے ان شعبوں میں دین آئے گا۔

دنیا میں جتنے شعبے ہیں وہ دین کے نقشے پر بھی چل سکتے ہیں اور بددینی کے نقشے پر بھی خواہ حکومت ہو تجارت ہو زراعت ہو ہر شعبہ ان اصولوں پر بھی چلتا ہے جو اللہ کے نزدیک مردود ہیں اور ان پر بھی چل سکتا ہے کہ اللہ خوش ہو جائیں اور ایک یہ ہے کہ ہم تجارت، زراعت کریں تاکہ ہمارا مال بڑھ جائے عزت مل جائے اس کے لئے اس اعلان کی ضرورت نہیں جو ذرہ بھر راضی کرنے والے ہیں، اللہ کو راضی کرنے کے لئے جو اصول سمجھائے گئے انسانیت میں تجویز کئے جاتے ہیں ان کا نام تو دین ہے اور جو دوسری چیزوں کو سامنے رکھ کر کئے جاتے ہیں وہ دنیا ہے، حکومت، تجارت، زراعت وغیرہ نہ قابل نعمت ہیں نہ قابل زحمت بلکہ ان کے چلانے کے اصولوں کو دیکھا جائے گا، اگر غیر خدا کو سامنے رکھ کر شعبہ کو چلایا گیا تو مردود ہو جائے گا اور وہ خدا کو سامنے رکھ کر کیا گیا تو وہ خدا کی رحمتیں اترانے والا ہوگا، سارے شعبے ان اعمال سے ہٹ جائیں جو خدا کو راضی کرنے والے ہیں اور ان پر پڑ جائیں جو خدا کو ناراض کرنے والے ہیں تو پھر شعبہ خدا سے دور کرنے والا بن جائے گا اور اگر وہ اصول اختیار کئے جائیں جو خدا کو راضی کرنے والے ہیں تو یہ دین بن جائے گا۔

آتا ہے کہ سچے تاجر شہداء کے ساتھ اٹھائے جائیں گے (۱۱)، ایسا آدمی آخرت میں بڑی بڑی جنت لے لے گا اور اس

دنیا میں بڑی بڑی مددیں لے گا، اگر حکومت بھی اللہ کے اصولوں پر آجائے تو حکومت کی لائن میں بھی ایک آدمی اللہ کی نصرت حاصل کرے گا، جب یہ شعبہ دونوں نقشوں پر چلے ہیں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک محنت قائم کی کہ جانی فرائض کو ادا کرو، جانی فرائض میں نماز ہے، روزہ ہے، خدمت گزاری ہے، علم کا حاصل کرنا وغیرہ ہے، یہ بات جب آئے گی کہ جان لگا کر اگر سارے شعبوں میں آدمی ان کے اصولوں کی تحقیق کر کے اس کے لئے محنت کرے، اس کے ذریعہ بات آئے گی کہ اگر سارے شعبوں کے لئے محنت نہ کر سکے تو کم از کم اس شعبے کے اندر محنت کرے تا کہ خدائی اصول اس شعبے میں آجائیں اور اس خاص شعبے کے علاوہ جانی و مالی لائن سے دوسرے فرائض بھی آتے ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے لئے ایک محنت دی ہے تا کہ ہم اپنے کو ان شعبوں میں ایسا نہ الجھائیں کہ سارے سال ہم تجارت ہی کرتے رہیں بلکہ تاجروں کے لئے جان و مال کے حصہ کرا دیئے گئے کہ جان کا اتنا حصہ لگاؤ، سارے انبیاء علیہم السلام مختلف شعبوں میں آیا کرتے تھے اور ہر ایک نبی اس شعبے والوں کو طریقہ بتلاتا تھا، لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو آپ کو مکمل محنت دی گئی اور آپ کے بعد دین کے فروغ کے لئے اسی طرح محنت کرنا ان کے ذمہ کر دیا تھا جس طرح وہ جان مال لگاتے تھے، حضرات انبیاء کرام ؑ فرمایا کرتے تھے کہ میری محنت کا معاوضہ تم پر نہیں ہے میں تو اپنا اجر و ثواب اللہ سے لے لوں گا (۱۲)، پہلے نبی علاقائی، قومی طور پر آتے تھے۔

لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم ساری دنیا کے تاجروں، کاشتکاروں، حاکموں، محکوموں وغیرہ کے لئے تشریف لائے، اس وجہ سے آپ کی محنت پہلے انبیاء علیہم السلام کی محنت سے ممتاز ہوگئی، جب کوئی محنت زیادہ دائرہ میں کی جاتی ہے تو اس میں خود بھی کرنا پڑتا تھا، ۲۵، ۳۰ سفر تو آپ نے خود کئے اور ۱۰۰، ۱۲۵ سفر آپ نے دوسروں سے کرائے، ختم نبوت کیا ہے، آپ کی ذات سے محنت کرنا تو ختم ہو گیا لیکن کرانا باقی ہے، آپ اپنی امت کو مالہ اور ماعلیہ بتلا رہے ہیں، فرماتے ہیں اگر تم یہ محنت کرتے رہو گے جس پر میں تم کو چھوڑ کر جا رہا ہوں تو تم پھلتے پھولتے رہو گے (۱۳)، جس طرح آج حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہوئے تو ہمیں علاقوں میں محنت کرنے کا حکم فرمایا، محنت کرانے کا سلسلہ ختم نہیں ہوا بلکہ اسی طرح سے کھلا ہوا ہے جس طرح ان کے زمانے میں کھلا ہوا تھا۔

حضرات صحابہ کرام ؓ بغیر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے تشریف لے جایا کرتے تھے اور بڑی بڑی مددیں ان کی شامل حال ہوا کرتی تھیں، اسی طرح سے آج بھی کوئی محنت کرے تو اس کے بھی ساتھ اسی طرح کی مددیں ہو سکتی ہیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کروانے والے تھے اور ہم کرنے والے تھے تو جو کرامتیں اس زمانے والوں کے ساتھ ہوا کرتی تھیں اسی طرح کی مددوں سے اللہ نوازدیں گے اس زمانے کے لوگوں کو بھی اس لئے کہ کرانا ختم نہیں ہوا، اس لئے صحابہ کرام ؓ سے کرایا اور آج ہم سے اس کا مطالبہ ہے، وہ حدیثیں کتابوں میں موجود ہیں، صبح کو نکلنا خدا کے راستے میں یا ایک شام کو خدا کے راستے میں نکلنا، دنیا سے اور جو کچھ دنیا کے اندر ہے اس سے زیادہ قیمتی ہے (۱۴)، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے روانہ کرنے میں یہ اصول اختیار کیا تھا کہ اس قافلہ کے پہلے امیر زیدؓ ہیں، اگر یہ قتل ہو جائیں تو جعفرؓ اور وہ بھی قتل ہو جائیں تو عبداللہ بن رواحہؓ اور اگر وہ بھی قتل ہو جائیں تو پھر مسلمان جس کو بھی اپنا امیر منتخب کر لیں، یہ سن کر ایک آدمی نے کہا کہ یہ سب قتل ہو جائیں گے۔

زید بن حارثہؓ نے اس کو جھڑک دیا (۱۵) لیکن عبداللہ بن رواحہؓ خود یہ خیال کر کے کہ پھر اس کا موقعہ نہیں ہوگا، آج جمعہ کا دن ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے مسجد نبوی میں جمعہ کی نماز ادا کرتا چلوں، لیکن جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو دیکھا تو ارشاد فرمایا کہ تم نے جمعہ کی نماز کو تو دیکھا اور اللہ کے راستے کے نکلنے کو نہیں دیکھا اور ارشاد فرمایا کہ تم ساری دنیا کا مال اللہ کے راستے میں لٹا دو اس درجہ ثواب حاصل نہیں کر سکتے جو انھوں نے حاصل کیا ہے (۱۶) اور کہا اللہ تعالیٰ سے ہم عرض کرتے ہیں کہ تم خواہ ہم کو روٹی بھی نہ کھلاؤ لیکن تم اللہ کی راہ میں نکل جاؤ تو یہ کام نہایت مقبول ہوگا۔

سارے شعبوں کا اس طرح اور خدا کی مرضی کے مطابق ہونا اس وقت ہوگا جب سب دین کے لئے محنت کرنے کے فریضے کو اپنے ذمہ سمجھیں، جس طرح سے ہم نماز پڑھتے روزہ رکھتے ہیں اسی طرح سے ہم دین کے لئے محنت کرنے والے بن جاویں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ایسا ارشاد ہے کہ میں اپنی امت کو تجارت، زراعت پر ڈالنے نہیں آیا، بلکہ اپنی امت کو دین کی محنت پر ڈالنے آیا ہوں (۱۷)، دین مٹ رہا ہے نبی اور فرشتے نہیں آئیں گے، دین کے پھیلانے کے لئے اس کے لئے ہم سب سے مطالبہ کرتے ہیں کہ عمر میں چار مہینے سال میں چلہ، مہینے میں تین دن اور ہفتہ میں دو گشت کریں اور صبح و شام اپنا وقت تعلیم میں لگاویں اور تسبیحات وغیرہ کا صبح شام اہتمام کریں۔

---

(۱) الاعراف: ۷۵

(۲) الاحزاب: ۶۸

(۳) کنز العمال صفحہ ۲۳۹ جلد ۱

(۴) مجمع الزوائد صفحہ ۸ جلد ۲

(۵) حیاۃ الصحابہ صفحہ ۲۹۶ جلد ۲

(۶) رحمۃ للعالمین صفحہ ۱۳۶ جلد ۱

(۷) مجمع الزوائد صفحہ ۲۲۶ جلد ۷

(۸) مجمع الزوائد صفحہ ۱۰۱ جلد ۱۰

(۹) کنز العمال صفحہ ۲۲۴ جلد ۱۳

(۱۰) تاریخ دمشق صفحہ ۲۶۹ جلد ۳۵

(۱۱) کنز العمال صفحہ ۷ جلد ۴

(۱۲) الشعراء: ۱۰۹

(۱۳) کنز العمال صفحہ ۱۸۷ جلد ۱

(۱۴) مجمع الزوائد صفحہ ۲۷۹ جلد ۵

(۱۵) السیرۃ النبویہ لابن کثیر صفحہ ۴۵۵، ۴۵۶ جلد ۳

(۱۶) حیاۃ الصحابہ صفحہ ۵۹۵ جلد ۱

(۱۷) مجمع الزوائد صفحہ ۱۷۴ جلد ۱

قدرت خاصہ سے فائدہ اٹھانا نبیوں کی لائن ہے

{۱۱ رجب المرجب ۱۳۷۷ھ مطابق ۱۲ رجنوری ۱۹۵۷ء، بعد نماز فجر}

اقتباس

ذات باری تعالیٰ سے استفادہ کے طریقے جب تم اختیار کرو گے تو پہلا کام یہ ہوگا کہ اس عالم کے خونی افتراقی حالات بدل جاویں گے اور درست ہوتے چلے جاویں گے اور یہی نہیں کہ یہ منتہائے اثر ہے بلکہ یہ تو ضمنی اثر ہے کہ اس عالم کے حالات بدل جاویں گے، جس کو سارے عالم کے انسان درست نہیں کر سکتے اور مرنے کے بعد ہر ایک کو اس کی حیثیت کے مطابق عطا فرماویں گے، کسی کو اس زمین و آسمان سے دس گنی، کسی کو دو گنی، کسی کو ہزار گنی اور کسی کو لاکھ گنا، کامیابی حاصل کرنے کے لئے جنھوں نے خدا کے طریقوں کو اختیار کیا اور ان کے لئے قربانیاں پیش کیں ایسے انسان اس عالم میں سب سے پہلے حالات کی تبدیلی کا ذریعہ بنیں گے اور ان کو ان کے عالم میں بہت کچھ ملے گا: انسان خدا کا خلیفہ چیزوں سے نہیں بنتا بلکہ انسان کی انسانیت کا خرچ کے خدائی طریقوں کو خلافت کہا جاتا ہے، بدن انسانی سے نکلنے والے خدائی طریقوں کا نام خلافت ہے، جو رحمت خداوندیہ کے دروازے کھلواتے ہیں۔

نحمدہ' ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

بعد خطبہ ماثورہ کے قرآن پاک کی آیت وَاِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّيْ جَاعِلٌ فِي الْاَرْضِ خَلِيْفَةً، قَالُوْٓا اَتَجْعَلُ فِيْهَا مَنْ يُّفْسِدُ فِيْهَا وَيَسْفِكُ الدِّمَآءَ، وَ نَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ وَنُقَدِّسُ لَكَ، قَالَ اِنِّيْٓ اَعْلَمُ مَالَا تَعْلَمُوْنَ۔ (۱)

تلاوت فرمائی اور پھر فرمایا:

میرے بھائیو دوستو بزرگو!

دنیا میں جتنے انسان ہیں وہ کامیابی حاصل کرنے کے لئے محنت کرتے ہیں، اجتماعی طور پر بھی اور انفرادی طور پر بھی، لیکن ہر محنت کرنے والا کامیاب نہیں بنتا، جس کی محنت واقع کے مطابق ہوتی ہے وہ کامیاب اور دوسرا ناکام ہوتا ہے، محنت کے دوران میں ایک آدمی نہیں سمجھ سکتا ہے کہ صحیح ہے یا غلط، جب کرتا ہے تو صحیح سمجھ کر ہی کرتا ہے، لیکن محنتوں کے ختم ہو جانے کے بعد پتہ چلتا ہے کہ کس کی محنت صحیح تھی اور کس کی غلط اور اللہ نے قیامت کا دن فیصلہ کا قرار دیا ہے، میدان حشر میں اللہ

رب العزت سب کو اپنے سامنے کھڑا کر کے فیصلہ فرماویں گے کہ کس کی صحیح اور کس کی غلط محنت تھی، اللہ نے فضل فرمایا اور انبیاء علیہم السلام کو بھیجا تا کہ وہ اس دنیا میں بتاویں کہ کونسی محنت صحیح ہے اور کونسی غلط محنت ہے۔

عقلمندی کی بات یہ ہے کہ محنت لگنے سے پہلے کامیابی کی تحقیق کرے اور اس کی حقیقت کو تحقیق کر کے ان بنیادوں میں لگے جو حقیقی کامیابی پر پہنچاتی ہو اور جو انسان ان دو حقیقتوں کے بغیر محنت کرے گا اس کی محنت غلط ہوگی اور نتیجہ اس کے خلاف آوے گا، کامیابی کیا ہے؟ حق تعالیٰ نے انسان کے اندر کچھ تقاضے رکھے ہیں ان تقاضوں کا پورا ہونا اور پورا ہی ہوتے رہنا کامیابی ہے، اس میں ہزاروں تقاضے ہیں جو خدا نے انسان کے اندر بھرے ہیں، کھانے پینے، عزت جاہ شہرت، وغیرہ، کامیابی بھی دو طرح کی ہوتی ہے، ایک تو کچھ وقت کے لئے کھانا مل جاوے، اور اس کے بعد کا وقت چونکہ سامنے نہیں ہے اس وجہ سے وہ اس کو استقلالی کامیابی سمجھ لیتے ہیں۔

آج کی کامیابی اگر کل کی ناکامی بن رہے تو ناکامی کہلاوے گی، اللہ نے انسان کے اندر بہت سے تقاضے رکھے ہیں اگر ان سب کو پورا کیا جاوے تو ان سب کے پورا کرنے کے لئے سارا عالم ناکافی ہے، جتنی کامیابی اللہ دیتے جاتے ہیں اس کے دینے کے واسطے پورا عالم ناکافی ہے، یہ عالم کامیابیاں حاصل کرنے کے لئے محنت کی جگہ ہے، جس کی محنت صحیح ہو جاوے گی وہ کامیابی کی حقیقت تک پہنچ جاوے گا اور اتنی اتنی کامیابیوں سے نوازیں گے کہ ایک ایک آدمی جتنی کامیابیاں مرحمت فرمائیں گے ان کے مقابلہ میں پورا عالم ایک مچھر کے پر کے برابر حیثیت نہیں رکھتا (۲)، انسان کھانا پینا، عیش، حفاظت چاہنے والا ہے اور اللہ دینے والے ہیں، اللہ کی ذات افادہ کے لئے اور انسان کی ذات استفادہ کے لئے ہے۔

لیکن انسان اس عالم میں آ کر ایسا ہو گیا کہ اس کے اور اس کے مولیٰ کے درمیان میں پردے پڑ گئے اور انسان کو اپنے سے ماسوا سے کامیابی دکھائی دینے لگی ہے، انسان کی کامیابی ہے اگر وہ ماسوا اس سے بڑھیا ہے اور وہ یہ انسان ناکام ہے، اگر وہ انسان کو ماسوا ہے، ساری کائنات چاند، سورج، ہوا پانی وغیرہ ساری چیزوں کو ایک فرد واحد سے گھٹیا بنایا ہے اور گھٹیا کس وجہ سے ہے؟ اور انسان بڑھیا کس وجہ سے ہے؟ انسان باعتبار انسان ہونے کے اپنے اندر وہ استعداد رکھتا ہے خدا سے لینے کی جو ساری کائنات مل کر خدا سے نہیں لے سکتی، یہ انسان اگر لینے پر آویں تو ساتوں زمین و آسمان سے زیادہ رقبہ، سورج سے زیادہ روشنی لینے والا بنتا ہے، دوسری مخلوقات تو بعض بعض ذرائع سے اللہ کے خزانے سے لینے والی ہیں، سورج روشنی لیتا ہے، زمین پھل غلہ وغیرہ لیتی ہے، جانور دودھ گھی وغیرہ لیتے ہیں، لیکن انسان خدا سے ہر لائن سے لینے والا ہے، مخلوق خدا کے خزانے سے لیتی ہے اور انسان اس سے جوڑ بٹھا کر لیتا ہے تو محدود لیتی ہے اور ختم ہو جانے والا لیتی ہے، لیکن جو براہ راست خدا کے خزانوں سے لیتا ہے تو لامحدود طریقے سے لیتا ہے اور کبھی نہ ختم ہونے والے خزانوں سے لیتا ہے، ساری کائنات تو انسان سے نیچے ہے اور انسان خدا سے نیچے ہے، انسان خدا کے خزانوں سے خدا کے رحم کرم لطف وغیرہ خدا کے سننے دیکھنے حلم وغیرہ میں سے لے لیتا ہے، غرض کہ خدا کی تمام صفات خداوندی سے اپنے اندر کھینچتا ہے، چونکہ انسان خدا کے خزانوں سے لینے کے جامعیت اور کمائی رکھتا ہے، اس وجہ سے ساری کائنات اس کے قدموں کے نیچے چلی

آتی ہے، فانی کو باقی اور محدود کو لامحدود کے سامنے جھکنا پڑتا ہے۔

انسان محتاج تو ہے، اسے کسی کا سہارا تو لینا پڑے گا، ایک صورت تو یہ ہے کہ ایسی ذات کے ساتھ وابستگی حاصل کی جاوے کہ تمام لائنوں کے خزانے اس کے لئے کھل جائیں، اس صورت میں کائنات کی ہر ذات اس کا مرتبہ دیکھنے والی ہوگی، چاند سورج زمین وغیرہ کے محکمے اس کو دیکھ کر چلائے جائیں گے تمام ظاہری اور باطنی مشاہد اور غیر مشاہد تمام ذاتوں کو جھکا کر اس کے قدموں کے نیچے کر دیا جاتا ہے، پھر ان کی گریہ وزاری تمام کائنات پر اثر ڈالتی ہے اور یہ اللہ کا خلیفہ بن جاتا ہے۔

اگر اللہ کے انتخاب کی بجائے کسی اور ذات کا انتخاب کرے گا وہ ذات اس کے اور خدا کے درمیان حجاب بن جائے گی اور اس ایک ذات سے کام بنے گا نہیں، اس ایک ذات میں جتنا تھوڑا سا ہے وہ اس کو ملے گا اور باقی ضرورتوں کے لئے دوسری ذاتوں کی طرف جانا پڑے گا اور وہ ذاتیں خدا کے احکامات کو لیں گی اور یہ انسان خدا کی ذات سے جو مضار نکل رہے ہیں یہ انسان ان سے دو چار ہوتا رہے گا اور یہ خالی ہاتھ کھڑا رہ جائے گا، ذات کا ذات سے تبادلہ کرے گا، کبھی سونے کو غلہ سے، کبھی غلہ کو کپڑے سے اور لکڑی سے، اللہ نے کسی ذات میں کچھ رکھا ہے اور کسی میں کچھ رکھا ہے، ایک ذات بھی ایسی نہیں جو ساری حوائج کے لئے کافی ہو جائے، ایک وقت میں وہ صرف ایک ذات پر محنت کر سکتا ہے اور ایک وقت میں وہ لاکھوں ذاتوں پر محنت نہیں کر سکے گا، جس سے ان کی حوائج کا انتظام دکھائی دیتا ہے، اسی طرح محنت کرتا رہے گا یہاں تک کہ یہ ناکام ایک دن خدا کے سامنے لے جا کر کھڑا کر دیا جائے گا۔

صرف خدا کی ایک ذات ایسی ہے کہ اگر اس سے استفادہ کی لائن قائم کر لی جائے تو وہ ہمیشہ کے لئے ہے اور ہمیشہ کے لئے رہے گی، اس کے قبضہ میں ساری کائنات ہے، اس ذات کو کسی ذات کے بدلے میں دینا نہیں پڑے بلکہ ساری ذاتیں جو اس ذات سے چل رہی ہیں اور جتنی ذاتوں کی صفات خدا کی صفات لے رہی ہیں وہ سب کھنچ کر چلی آئیں گی، انسان اگر زمین سے خزانہ نکالتا ہے تو زمین اونچی ہے اور انسان نیچا، اگر ہم لوہے لکڑی جانور وغیرہ سے لینے والے ہیں تو یہ اونچے ہیں اور ہم نیچے، انسان اگر خدا کی ذات سے فائدہ حاصل کرنے والا بن جائے تو خدا کی ذات احاطہ سے باہر خزانے لامحدود انھیں کے خزانے سے دنیا چل رہی ہے، انسان یہاں بھی دھوکے میں ہے۔

ایک چیزوں کی لائن، ایک حالات کی لائن، ایک طرف پیٹ بھرنا، ذلت، سیرابی، محبت، بیماری، خوف، ضعف، قوت وغیرہ کے حالات آرہے ہیں اور ایک طرف چیزیں آرہی ہیں، چیزیں اور حالات لازم وملزوم نہیں ہیں، کبھی چیزیں ہوتی ہیں، حالات خراب ہوتے جاتے ہیں اور کبھی چیزیں نہیں ہوتیں اور حالات اچھے ہوتے جاتے ہیں، اگر کامیابی اور چیز ایک ہوتی تو چیزوں والے کبھی ناکام نہیں ہوتے، انبیاء علیہم السلام کے واقعات کے ذریعہ خدا نے ہمیں یہ بات بتلائی کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام ملک ان کے پاس نہیں، مال ان کے پاس نہیں، لیکن وہ کامیاب تھے، ان کی اسکیمیں آج تک چل رہی ہیں اور حکومت نمرود یہ جس کے پاس ساری چیزیں تھیں، ناکام ہوگئیں، حالات اور چیزیں ایسی ہیں جیسے برتن اور برتن کے اندر کی چیز، جس کے پاس برتن ہو ضروری نہیں ہے کہ اس کے پاس اندر کی چیز ضرور آجائے، برتن پر دودھ نہیں ملتا،

آپ دودھ کی سمت دیجئے، اگر آپ کے پاس برتن نہیں اس کے برتن میں لیجئے۔

چیزوں کے لینے کو حالات کا لینا قرار نہیں دیا، جو انسان خدا کی ذات کو سامنے رکھ کر اس سے لینے والی لائنوں پر اپنے کو ڈالیں گے ان کے حالات کو درست فرمائیں گے جو چیزوں کے ذریعے حالات کو درست کرنا چاہیں نہ معلوم ان سے یہ چیزیں کب چھین لی جائیں اور ان کے حالات کو بگاڑ دیں، اللہ نے انسان کو اس دنیا میں اپنی ذات سے فائدہ حاصل کرنے کے لئے بھیجا ہے اور خدا کی ذات کی لائن میں جتنے خزانے ہیں ہر خزانے سے انسان میں لینے کی استعداد رکھی ہے، انسان میں جو استعداد اور جواہر رکھے ہیں ان کا تعارف لفظ خلیفہ میں ہے، جب یہ غیر خدا کو مقصد بنا کر، غیر میں اسے جو نظر آتا ہے اس پر اپنے کو ڈالتا ہے، تو اس کے اندر کی استعداد ضائع ہو جاتی ہے، غیروں کی شکلیں تو بہت اچھی اچھی بن جائیں گی زمین بہت اچھے اچھے نقشوں پر آجائے گی، لیکن جب انسان اپنی خصوصیات چھوڑ دے گا تو ان سے حالات کی خرابی دنیا میں آئے گی، درستگی نہیں آئے گی۔

دو قسم کے انسان ہیں ایک وہ جو خدا کی ذات سے استفادہ کو اپنا مقصد بنا لیتے ہیں اور دوسرے وہ جو ماسوا اللہ پر محنت کر کے اپنے کو ضائع کرتے ہیں، فرشتوں نے اس آیت میں خراب انسانوں کا تذکرہ کیا ہے (۳) اور دوسرے کا خدا نے کیا ہے، اللہ سے فائدہ حاصل کرنے کے لئے انسان کو خدا نے طریقہ بتایا ہے اللہ نے ہر انسان کو اپنی صفات میں سے کچھ کچھ صفات مرحمت فرمائی ہیں، صفات کا فیضان فرمایا ہے، اللہ کی ذات، اللہ کی صفات اور اللہ کے خزانے کس طرح خرچ ہوتے ہیں اس خلیفہ کو پتہ چلے گا، اصل جو کرتا ہے نائب بھی ویسا ہی کرتا، اللہ پاک اپنی ذات کو اپنی صفات کو اس کے خزانوں کو سب پر خرچ کر رہے ہیں، اس طرح اللہ رب العزت انسان سے مطالبہ کرتے ہیں کہ تو اپنی صفات کو میری ذات پر خرچ کرنے لگے تو میں اپنے اندر کی صفات کو تیرے لئے خرچ کروں گا۔

اگر انسان اپنی رحم کی صفات کو خدا کی مخلوق پر خرچ کرے گا تو خداوند قدوس اپنے لامحدود رحم کو اس پر خرچ کرے گا (۴)، اگر ہم یوں چاہتے ہیں کہ ہمارے میں تھوڑے سے دیکھنے کو پر ہم خدا کے اس دیکھنے کو لے لیں کہ پہاڑ اندر کی چیزوں کے دیکھنے سے مانع نہیں ہے، سمندر کا پانی نیچے اندر کی چیزوں کے دیکھنے سے نہیں روک سکتا تم اپنے دیکھنے کو خدا کی مخلوق پر لگاؤ، خدا اپنے لامحدود دیکھنے کو تمہارے اوپر لگائیں گے، اگر ہم اپنے نظام کو خدا کی مخلوق پر لگا دیں گے تو خدا اپنے لامحدود نظام کو ہم پر لگائیں گے (۵)۔

انسان عالی حوصلہ بن کر اپنی صفات کو اپنے اوپر نہ لگائے بلکہ خدا کے جو احکامات ہماری صفات کے خرچ کے بارے میں آرہے ہیں ان کے مطابق خرچ کرے، ہم میں خرچ کرنا رکھا اور احکامات خرچ کرنے کے لئے بھیجے، ہم میں علم تحقیق وغیرہ رکھی تو احکامات ان کے خرچ کرنے کے بھیجے، کہ اپنی صفات کو میری مخلوق پر اس طرح خرچ کرو، ہر وصف کے خرچ کا حکم اللہ دیں گے اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم بتلا دیں گے، انسان خدا سے جتنا فائدہ حاصل کر سکتا ہے خدا کا حکم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی مطابقت میں پورا کرنے سے لے سکتا ہے، اگر انسان کی سمجھ میں آجائے تو انسان کا عروج بہت آسان ہے اور انسان کو

اس عالم سے بہت زیادہ اگلے عالم میں ملے گا، اگر اللہ اس راستے پر ڈال دیں اس سے ہر ایک کی جان پر تھوڑی محنت تو کرنی پڑے گی لیکن تھوڑی محنت پر بڑے بڑے دروازے کھل جائیں گے۔

انسان میں اللہ نے خواہشات رکھی ہیں اور خواہشات کہتی ہیں کہ اپنی محنت کو صرف اپنی ذات پر خرچ کر اور اللہ اس محنت کو ساری مخلوق پر خرچ کرنے کا حکم فرمارہے (۶) ہیں، خواہش اپنی ذات کے فائدہ کا ایک دائرہ بناتی ہے اور جب حکم پر آتا ہے تو انصاف پہچاننے والا بن جاتا ہے اور جب خواہش پر آتا ہے تو دوسروں سے لینے والا بن جاتا ہے اور اپنے وصف کو روکنے والا بن جاتا ہے، احکامات سے اللہ مجمع کی زندگی بناتے ہیں کہ انسان خدا کی مخلوق کو سامنے رکھ کر خدا کے حکم کے مطابق جان و مال کو لگانے والا بن جائے، جب حکموں پر آتا ہے تو اس کا مفاد تمام قوموں کے لئے کھل جاتا ہے اور قوموں کی زندگیوں کے بننے کا ذریعہ بن جاتا ہے اور جب خواہش پر آتا ہے تو اپنی ذات کے دائرے پر خرچ کرنے والا بن جاتا ہے۔

خدا حکم دیتے ہیں کہ اس کی جان مال کا مفاد دوسروں کے اوپر خرچ کرنا ہے، ایک تو خواہش والی زندگی ہے یہ تو شخصی زندگی بنانے والی ہے اور احکامات اجتماعی زندگی بنانے والے، اللہ نے احکامات دئے اور اس کے مقابلہ میں خواہش رکھی جس کو خواہش اپنی طرف کھینچتی ہے اور حکم اس جوہر اور مادہ کو سب کی طرف کھینچتا ہے، خواہش تو ساری صفات کو اپنے اوپر خرچ کرانا چاہتی ہے اور حکم خواہش کو توڑ کر یہ بتلا کر کہ جس خدا نے تجھے عقل دی طاقت دی، پیسہ دیا اسی خدا کا حکم ہے اگر تو اس کو خدا کے حکم پر خرچ کرے گا تو خدا کا خلیفہ بن جاوے گا، اگر خواہشات والی زندگی کوئی چاہے تو مجاہدہ کی ضرورت نہیں ہے، ہر ایک کی خواہشات ہیں کہ اپنی قابلیت کو بڑھاویں اپنی سواریاں بڑھاویں، بیوی بچوں کے معیار کو بڑھاویں، خواہشات والی زندگی کے لئے کچھ کرنا نہیں پڑتا۔

اللہ کی دی ہوئی آنکھ کو غلط استعمال کرنا شروع کر دیا، خواہشات کے مطابق کرنے کو مجاہدہ نہیں کہتے ہیں، اس لئے کہ خواہش پر محنت ہو رہی ہے، اس صورت میں انسان کبھی نہیں پھولتا، اگر روٹی کی، کپڑے کی، مکان کی، بیوی بچوں کی خواہش ہے، اس پر خدا کی دی ہوئی صفات کو خرچ کرنا مجاہدہ نہیں ہے، احکامات کو پورا کرنے اور اس کی تعمیل کی استعداد پیدا کرنی پڑے گی کہ غیر خدا کے جذبات کو جو اپنے اندر بھرے پڑے ہیں ان کو نکالنے کے لئے اور خدا کا جذبہ پیدا کرنے کے لئے محنت کرنی پڑے گی، جب اللہ کے جذبے پر انسان آویں گے تو اسی جذبہ کو اختیار کریں گے جو خدا کرنے کو کہتے ہیں۔

خواہشات پر چلنے سے حاکموں کی زندگی محکوموں سے، اور مالداروں کی غریبوں سے اور غریبوں سے مالداروں کی زندگیاں ٹوٹتی ہیں، جب خواہشات پر زندگیاں چل رہی ہیں تو اس دنیا کے اندر حاکموں سے محکوم، اور محکوموں سے حاکم مریں گے، مقامیوں سے پردیسی اور پردیسیوں سے مقامی مریں گے، لوگ چیزوں کے دل فریب منظروں میں طریقوں کی خرابیوں کو دیکھتے ہیں اور اندھا کر دیتی ہے، انبیاء علیہم السلام اپنے زمانوں میں آئے اور انھوں نے محنت کی وہ طریقے اختیار کئے جس سے تمام کی زندگیاں پھلتی پھولتی ہیں، ذات باری تعالیٰ سے استفادہ کے طریقے جب تم اختیار کرو گے تو پہلا کام یہ ہوگا کہ اس عالم کے خونی افتراقی حالات بدل جاویں گے اور درست ہوتے چلے جاویں گے۔

اور یہی نہیں کہ یہ منتہائے اثر ہے بلکہ یہ تو ضمنی اثر ہے کہ اس عالم کے حالات بدل جاویں گے، جس کو سارے عالم کے انسان درست نہیں کر سکتے اور مرنے کے بعد ہر ایک کو اس کی حیثیت کے مطابق عطا فرماویں گے، کسی کو اس زمین و آسمان سے دس گنی (۷)، کسی کو دو گنی، کسی کو ہزار گنی اور کسی کو لاکھ گنا، کامیابی حاصل کرنے کے لئے جنھوں نے خدا کے طریقوں کو اختیار کیا اور ان کے لئے قربانیاں پیش کیں ایسے انسان اس عالم میں سب سے پہلے حالات کی تبدیلی کا ذریعہ بنیں گے اور ان کو ان کے عالم میں بہت کچھ ملے گا، انسان خدا کا خلیفہ چیزوں سے نہیں بنتا بلکہ انسان کی انسانیت کا خرچ کے خدائی طریقوں کو خلافت کہا جاتا ہے، بدن انسانی سے نکلنے والے خدائی طریقوں کا نام خلافت ہے، جو رحمت خداوندیہ کے دروازے کھلواتے ہیں اس میں سب کو محنت کرنی پڑتی ہے مختلف نوعیتوں سے ہر طبقہ میں کوئی نہ کوئی جذبہ رکھتا ہے، خواہشات کا ٹکراؤ، خون کی نالیاں بہنے کا ذریعہ بنتا ہے، سارے نبیوں کی ایک محنت تھی اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے اونچے پیمانے پر اسی محنت کو اٹھایا۔

سب سے پہلے اللہ کے جذبے کے علاوہ جتنے جذبہ ہیں وہ سب نکالیں جائیں، زندگی کا جذبہ، مال کا جذبہ نکل جائے اور اللہ کا جذبہ دل کے اندر بیٹھ جائے، آج اگر ساری دنیا کے انسان مل کر محنت کریں کہ حالات ٹھیک ہو جائیں، حالات بگڑیں گے، درست نہیں ہونگے، آج جو بھی پارٹی اٹھتی ہے وہ لوگوں کے جذبے کو دیکھ کر ایسی باتیں کہتے ہیں جن سے ان کے جذبات کے اندر ابھار پیدا ہو جائے، ایسی صورت میں حالات کے اندر اور خرابی آوے گی، لیکن آج اصلاح کا گھر غائب ہے، خدا کی ذات سے استفادہ کا طریقہ اس وقت ٹھیک ہوگا جب کہ ان کے اندر کا جذبہ نکل جاوے، غریبوں کا جذبہ ہے کہ ان مالداروں کا مال لیا جاوے خواہ کوئی صورت اختیار کی جاوے، اسی طرح سے مالدار، حاکم محکوم وغیرہ، ہر طبقہ والا اندر ایک جذبہ رکھتا ہے، اگر ہر طبقہ والوں کو اپنے جذبوں کے پورا کرنے کا موقع دیا جاوے تو ان کے جذبات کے اندر اسی طرح اضافہ ہوتا جاوے گا۔

جب تک انبیاء علیہم السلام والے جذبے پر نہ آجاویں جن میں اجتماعی زندگی بتلائی گئی ہے، جو مالداروں سے ہے، وہ غریبوں کو نہیں بتایا ہے، ان سے مانگو نہیں ان کی چیزوں کو دباؤ نہیں، اگر انھوں نے تمہارا حق ادا نہیں کیا تو کل کو ان کا مال ان کو سانپ بچھو بن کر لپٹے گا (۸)، مالدار کا حق یہ ہے کہ تمہارے یہاں جو سالن زیادہ ہے ان میں سے ان غریبوں کو دے دو (۹)، سالن میں ذرا زیادہ نمک ڈال دیا اور پڑوسی کے یہاں بھیج دیا ایسا نہیں وغیرہ وغیرہ، اسی طرح سے جو حاکموں کے جذبات ہیں وہ محکوموں کے نہیں اور جو محکوموں کے جذبات ہیں وہ حاکموں کے نہیں، دوسروں کو فائدہ پہنچانا یہ خواہش کے خلاف آوے گا، ہر مالدار اور غریب، حاکم اور محکوم، اگرچہ مقامی اور پردیسی نہیں لیکن ایک دوسرے کے حقوق کی ادائیگی کرتے ہیں۔

پورا اسلام اس وقت زندہ سمجھا جاوے گا جب کہ ہر طبقہ اپنی ذمہ داریوں کو محسوس کر کے ان کا ادا کرنے والا بن جائے، اپنے طبقہ کے جذبہ کو کچل کر دوسرے کے مفاد کا حساب کر کے دو، یہ اسی وقت ہوگا جب اللہ کا جذبہ ہوگا، اسی طرح تمام طبقات میں محنت سے شکلیں چلیں گی، پہلے تو جذبات کی نفی کی محنت کرنی پڑے گی، اللہ کے علاوہ جتنے جذبات ہیں ان

کی نفی ہو جائے اور ایک ہی جذبہ رہ جائے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ اللہ ہی کے راضی کرنے کا جذبہ ہو، روٹی ملک ومال وغیرہ ملے یا نہ ملے، فیصلہ کرے کہ ہم کو اللہ کے جذبہ پر زندگی گزارنی ہے، خواہ لاکھوں کا نقصان برداشت کرنا پڑ جاوے، جب انسان حکموں کو پورا کرنے والا بنتا ہے تو عالم میں اس کے نفع کے لئے احکامات کائنات کو آتے ہیں، یہ ہمارا بندہ ہے ہم اس سے محبت کرتے ہیں تم بھی اس سے محبت کرنے والے بن جاؤ۔

ہر انسان کو موجودہ جذبات کی تبدیلی کے لئے محنت کرنی پڑتی ہے، جتنا جذبات کو پورا کیا جاتا ہے اتنا ہی خدا سے بعد (دوری) پیدا ہوتا ہے اور خدا کے احکامات ٹوٹنے لگتے ہیں، تو پھر کائنات کو ان کے خلاف احکامات آجاتے ہیں اور پھر ملک اور مال کوئی کام نہیں کرتا، لہٰذا ملک، مال وغیرہ جذبہ ہے کہ کھانا پینا، مزدوری، ملازمت وغیرہ مقدم نہیں ہے بلکہ اپنا وہ جذبہ پیدا کرنا مقدم ہے جس سے خدا کی موافقت کا آجاوے، جذبہ پیدا کرنے کے لئے کچھ بنیادوں کی تحقیق کرنی پڑے گی، جتنا ہمارے سامنے ہے وہ بہت تھوڑا ہے اور جو ہم سے غائب ہے وہ بہت سارا ہے، جو ہمارے سامنے ہے وہ تابع ہے اور حقیقت ہے وہ غائب ہے، سب سے پہلے اپنے گریبانوں میں نگاہ ڈالئے، جسم سامنے ہے وہ حقیقت نہیں ہے، اور روح غائب ہے وہ حقیقت ہے۔

ایک جنس کی تحقیق کے لئے تو چاند تک جاتے ہیں اور دوسری میں اندر کی روح کا بھی پتہ نہیں، عقل انسانی اور مشاہدہ انسانیت کے روح کو نہیں پہچانا جاتا بلکہ اللہ نے روح کے آنے اور جانے اور اس کے کمالات اور اس کی پرواز وغیرہ کیفیات خدا نے انبیاء علیہم السلام کو بتلائی ہیں، جس طرح انسان کے اندر اپنی روح ہے اسی طرح سے ہر جسم کے اندر خدا نے روح رکھی ہے، لیکن ہم ان کے ذکر و تسبیح کو پہچانتے نہیں (۱۰)، ہاں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے کنکریوں کی روح کو پہنچانا (۱۱)، درختوں کی روحانیت کو پہنچانا (۱۲)، اس عالم میں جسمانیت نہیں بلکہ تمام میں روحانیت پھیلا رکھی ہے، جس طرح انجن میں بھاپ ہوتی ہے جب چاہے چھوڑتے ہیں بند کر لیتے ہیں اسی طرح سے ساری کائنات میں ارواح ہیں اور وہ انسان سے غائب ہیں، لامحدود اور بے نہایت اصل تو غائب ہے اور کچھ لینے کی سی نوعیت سامنے ہے۔

مشاہدہ سے یقین ہٹایا جاوے اور غائب پر یقین لایا جاوے، غیب میں سب سے بڑا یقین، اپنی ذات اور جتنی ذاتیں ہیں سب سے نہ ہونے کا یقین اور خدا کی ذات سے ہونے کا یقین کرنا پڑے گا، فاعلیت کس ذات میں ہے اور مفعولیت کس میں ہے یقین کرنا پڑے گا، اللہ کرنے والے، بنانے والے، اللہ حفاظت کرنے والے، اللہ رب ہیں، پرورش کرنے والے ہیں اور کوئی ان کاموں کے کرنے والا نہیں ہے، غیر میں نفی آوے گی اور خدا کی بات میں اثبات آوے گا، اندھے انسان کو کلمہ لا الہ الا اللہ ایسا دے دیا اگر اس کے مطابق نفی اثبات کرتا ہو تو یہ بنا ہوتا چلا جاوے گا، جہاں سے کچھ ہوتا نظر آرہا ہے اس سے نفی کر کے خدا کی ذات سے اس کا اثبات کرے، سورج میں گرمی نظر آرہی ہے اور خیال ہوا ہے کہ اس کی گرمی سے غلہ پک گیا، وہاں سے نفی کرے اور کہے کہ اللہ کی ذات سے ہوتا ہے، جب انسان یقین کو مخلوق سے نفی اور خدا سے اثبات لائے گا تو جذبہ خدا کا پیدا ہوگا یا مخلوق کا؟ اگر وہ ارادہ کریں کہ اس کو ہدایت نہیں ملنی تو بھی خدا کی طاقت

انھیں ہدایت دے سکتی ہے، اگر خدا کی ذات کے علاوہ جتنی ذاتیں ہیں ان سے ہوتا نظر آئے گا اور اس کا جذبہ پیدا ہوگا اور اس کے حاصل کرنے سے خدا کا حکم توڑیں گے، تو پھر خدا کا حکم ہمارے خلاف اسی ذات سے آئے گا۔

اور دوسری بنیاد یہ ہے کہ انسانوں کے سامنے کچھ ہے لیکن غائب بہت زیادہ ہے، زراعتی، تجارتی وغیرہ نظام سامنے ہیں لیکن اللہ کا نظام اصل ہے، خدا کا جو حکم ہوتا ہے فرشتے اسے پورا کرنے کے لئے چل دیتے ہیں، خدا کا اپنا نظام بہت لمبا چوڑا ہے، زمینوں آسمانوں میں انسان ان سے متاثر ہوتا ہے، اللہ کا نظام جو زمین آسمان میں قائم ہے، یہ ہمارے چھوٹے چھوٹے نظام تو خدا کے نظام کے تابع ہیں، اگر خدا کا نظام ٹکر میں آجائے تو یہ سارے نظام نیست و نابود ہو جاتے ہیں، خواہ وہ شخصی ہوں یا قومی ہوں اور نظاموں کے بارے میں نفی کا یقین اور خدا کے بارے میں اثباتی یقین۔

تیسری بنیاد یہ ہے کہ اللہ والے علم پر یقین لایا جائے اور انسان والے علم سے یقین ہٹایا جائے، خواہ وہ فلکیات والا ہو یا زمین کا ہو، اس لئے کہ وہ مخلوق کا ہے خالق کا نہیں، مثلاً اگر کوئی یوں کہے کہ یہ وزیر اعظم کا نوکر ہے جو چاہے کرے گا، اگر وہ ایسا جانتا ہے تو غلط جانتا ہے اور وہ اس لئے کہ یہ غیبی نظام کو نہیں جانتا، اس وجہ سے انسانی علم ناقص ہے، اس سے یقین ہٹایا جائے اور جو خدائی علم ہے اس پر یقین لایا جائے، یہ وہ بنیادیں ہیں جن پر زندگیوں کے نقشوں میں تبدیلی پیدا ہوگی، انسانی علم تو وہ علم ہے جو مشکوک ہے اور خدا کا علم وہ ہے جو ایسا نہیں ہے، مفعول والوں کے علم میں شک کی بات ہے، مثلاً کہیں کہ یہ موٹر فلاں جگہ پہنچ جاوے گی، یہ ہوائی جہاز لندن پہنچ جاوے گا، اس دوا کے کھانے سے بخار اتر جائے گا۔

یہ علم ایسا ہے کہ اس میں شک ہے اور شک اس وجہ سے ہے کہ یہ مخلوق ہے اور خالق کے تابع ہے، ان سے اس وقت فائدہ ہوگا جب خالق چاہیں گے، مفعول سے فاعل نہیں ہوتا اور فاعل کا پتہ نہیں اس لئے تمہارا ناقص ہو گیا، ذوات، نظام، علم اور پھر شخصیات کے اعتبار سے انتخاب جو مخلوق کو جانتے ہیں ان کی حیثیت بھی ایسی ہوتی ہے جس میں مخلوق کی اور وہ ہیں جن کو اللہ نے انتخاب فرمایا، مقتداء خبر بڑے اور قابل اقتدا کا علم کر کے ہم کامیابی پر پہنچیں گے، وہ انبیاء علیہم السلام ہیں جو خدا کے بھیجے ہوئے ہیں، انبیاء علیہم السلام کی ذات اس لئے ہیں کہ اللہ کی طرف سے لا کر کے انسانوں کے سامنے رکھیں۔

سارے قرآن میں انبیاء علیہم السلام کے تذکرے مختلف جگہ کئے اور پھر ایک ایک کر کے سارے انبیاء کو اکٹھا کر کے ارشاد فرمایا کہ اقتداء کر (۱۳) اور پھر ہمیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اقتدا کا حکم فرمایا (۱۴) اور پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ساری وہ ادائیں جو دوسرے انبیاء میں تھیں اور ان سب سے زیادہ بھی لے لیں، فلاں نبی نے فلاں موقع پر ایسا کیا تھا اس وجہ سے وہ خدا کے پیارے بن گئے، اس وجہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ ادائیں اختیار کر لیں، پھر آپ کا اتباع سارے انبیاء سے بڑی چیز ہے، لہٰذا ایک شخصیت کا انتخاب کرنا ہوگا، وہ مقتدا ہے جس سے فائدہ دینے والا ایک ہے اور اس سے فائدہ حاصل کرنے کا طریقہ بھی ایک ہے، طریقوں میں انحصار آ گیا، حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے فائدہ پہنچانے میں انحصار آ گیا، خدا کی ذات کا اور ایک دن کا بھی انتخاب کرنا پڑے گا، جیسے لوگ کہا کرتے ہیں کہ آج مجھے بہت کام ہے، آج کا دن تو شک کا ہے، جب آج کا دن شک کا ہے آج کی حوائج بھی شک کی ہیں اور ان کا اہتمام بھی شک کا ہے لہٰذا آج کے دن کو ہٹا دو اور آخرت کے

دن کو سامنے لے آؤ، ٹوٹنے والی ترتیبوں پر باقی رہنے والی ترتیبوں کو نہیں بگاڑنا۔

ایک بنیاد یہ ہے کہ تدابیر صورت اور تقدیر حقیقت ہیں، حکم پر قدم بڑھاؤ کیوں کہ ہوگا تو وہی جو خدا کو منظور ہوگا، تقدیر کا مسئلہ بہت مزے کا ہے لیکن کریدنا اچھا نہیں ہے، جو کرنے والے ہیں ان کی اکڑ کے توڑنے والے ہیں، یعنی تیری تقدیر میں اگر کافر ہو کر مرنا ہے تو کس بات پر اکڑتا ہے اور اسی طرح دوسروں کی توہین پر بھی مزے آتے ہیں معلوم نہیں کل کو اس کو تو بہت عطاء فرماویں، کسی آدمی پر انگلی رکھ کر یوں نہیں کہا جاسکتا کہ یہ دوزخ میں جاوے گا اسی طرح سے ایک آدمی کو یوں نہیں کہا جاسکتا کہ یہ جنت میں جاوے گا، لہٰذا کرتے رہو اور خدا کی تقدیر سے ڈرتے رہو کہ معلوم نہیں کہ انجام کیسا ہونے والا ہے، انسان کی ذات کی بجائے خدا کی ذات کا، انسانی نظام کی بجائے خدائی نظام کا، انسانی علم کی بجائے خدائی علم کا، انبیاء کی ذاتوں کی بجائے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طریقوں کا انتخاب کرنا پڑے گا۔

سب سے پہلے جذبات کی تبدیلی کی محنت ہے، طریقہ قائم ہونے کے لئے دیر نہیں لگتی، یا صحیح طریقوں کے پیدا ہونے میں دیر نہیں لگتی، صرف جذبات کی تبدیلی کے لئے محنت کرنی پڑے گی، انبیاء علیہم السلام کا ہر وقت جذبات کی تبدیلی کے لئے خرچ ہوا، غیر خدا کا جذبہ ختم ہو جاوے اور اللہ کا جذبہ پیدا ہو جاوے اور اللہ کے حکموں کا پورا کرنے والا بن جاوے اور اللہ کے حکموں کو پورا کرنے کی وجہ سے اس دنیا میں بھی حالات درست ہوں گے اور مرنے کے بعد کی زندگی درست ہو جاوے، جب اس طرح محنت کی گئی تھی تو ساری قسمیں باقی رہیں اور ایک دوسرے سے محبت پیدا ہوگئی، اللہ سب کے اللہ کے رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سب کے، اب جو انسان خدا کی مرضی پر قدم اٹھاویں اور اللہ کا جذبہ لاویں اور اللہ کے حکموں پر چلنے کی محنت کریں۔

اور سب سے اونچا حکم یہ ہے کہ اپنے جذبات کے اندر تبدیلی پیدا کر کے اللہ کے حکموں کو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طریقے پر پورا کرنے والے بن جاویں، انبیاء علیہم السلام بعض قومی، علاقائی، اعتبار سے آئے تھے، لیکن حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو، ساری زبان والوں سارے علاقے والوں اور سارے ملک والوں کے لئے آپ نبی بن کر تشریف لائے، آپ کے ذمہ یہ بات کہ ان سب کی جذبات کی تبدیلی کے لئے اور احکامات خداوندیہ کی تعمیل کیلئے محنت کریں، جب محنت تھوڑی ہو تو وہ خود بھی کر سکتا ہے اور جب زمانہ بہت دیا جاوے تو عملہ بھی بہت بڑھا دیا جاتا ہے، آپ کی ذات اس محنت میں آنا عملہ ہے محنت کرنا اور دوسروں سے کروانا، یہ محنت آپ کی ذات سے ہو تو ایک خصوصی صورت آتی ہے اور آپ ایک سمندر کی صورت میں ہوں تو ہر طبقہ کے لوگ اس میں بڑھتے چلے جاویں گے تو جذبات بدلتے چلے جاویں گے۔

اور اس وقت جب ہر طبقہ دوسرے طبقہ کو اللہ کے حکموں کو پورا کرنے والا بن جاوے تو ہر ایک کو دوسرے سے محبت پیدا ہوتی ہے اور ایک دوسرے پر جان قربان کرنے والے بن جاویں گے، حاکم محکوموں کے لئے، محکوم حاکموں کے لئے، مالدار غریبوں کے لئے اور غریب مالداروں کے لئے دعوت لے کر اٹھو جذبات کی تبدیلی کی، حقیقت کو سامنے لاؤ اور اس محنت کے ساتھ تم خدا کی عبادت کرو، اس کی صورت یہ ہے کہ جن اکڑوں کے اندر محنت کرنے سے ہمارے ذہن خراب ہو

جاتے ہیں ان سب سے ان کو نکالا جاوے اور پھر تھوڑی دین کی محنت کر لی جاوے، پھر جس طرح دکاندار کا جز بہ دکان کا بن جاتا ہے اسی طرح جب باہر نکل کر دوسروں کو دعوت دے گا جماعت بنا کر چلے گا تو اس سے ایمان واخلاق کی مشق ہو گی، عبادت کا انہماک، دعوت ذکر کرے تو اس سے زندگیوں کے طریقوں میں تبدیلی پیدا ہوگی۔

اور جس کی محنت سے خدا ان سب کے حالات کے اندر تبدیلی پیدا کر سکتے ہیں وہ خدا کے محبوب بن جاویں گے، آج جتنے طریقے ہو رہے ہیں وہ غلط طریقوں پر ہو رہے ہیں اس سے بجائے عزت کے ذلت وذات کی خرابی آرہی ہے، ہمارا مطالبہ ہے کہ کم از کم تین چلہ اس زندگی کی مشق کے لئے نکالیں اگر ان بنیادوں پر تین چلے محنت کرو گے ان کے اندر جان پڑ جاوے گی، مسجدوں میں نمازوں وغیرہ کے سیکھنے کا نظم ہو جائے، عمر میں تین چلہ، سال کا چلہ، مہینے کے تین دن، اور ہفتہ کے دو گشت ہوں، ایسے تھوڑے آدمی ملیں گے لیکن اس کے اچھے اثرات ظاہر ہوں گے اور یہ تو پرائمری تعلیم کے طور پر ہے، مختصر راستہ خدا کا پورا کرنا اور اللہ سے مانگنا، جب انسان محض اللہ کے حکموں کی عظمت کی بناء پر غیب پر یقین جما کر اللہ کے حکموں پر قدم اٹھاتے ہیں اور صحیح طریقوں پر ان کو پورا کرتے ہیں تو اللہ رب العزت ان کو اپنی خاص قدرت سے فائدہ پہنچاتے ہیں۔

خدا کی قدرت دو طرح کی ہے، ایک عام اور ایک خاص، عام تو یہ ہے کہ جس سے ساری مخلوقات فائدہ اٹھا رہی ہے اور خاص یہ ہے کہ ہر ظاہر کے خلاف کرنے پر قدرت ہے، قدرت خاصہ کے لئے خاص طریقہ تجویز کیا ہے، اگر خدا کے خاص یقین کے ساتھ خدا کے حکموں پر قدم اٹھایا جائے تو اللہ رب العزت اپنی قدرت خاصہ سے نفع پہنچاتے ہیں، وہ بھی احکامات میں اگر ان کو پورا کر کے خدا کی بارگاہ میں دعا مانگیں تو حالات عالم محض خداوند قدوس کی ذات ظہور کے خلاف درست ہو جاتے ہیں، مجمع کی حالت کے درستگی کے احکامات دعوت والے ہیں۔

اگر ان حکومتوں کو توڑ دیا جاتا ہے تو خداوند قدرت خاصہ سے ساری چیزوں کے باوجود پریشان کر کے دکھلاتے ہیں، حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے قدرت خاص کو دیکھا، جب کہ احکامات کی تعمیل پر قدم اٹھاتے تھے، ایسے آدمی جن کے پاس کھانے کو نہیں تھا پینے کو پانی نہیں تھا جھونپڑے میں رہتے تھے، زمیندارہ بھی زیادہ نہیں جب انھوں نے خدا کے احکامات کو پورا کیا تو خدا کی خاص قدرت کو دیکھا۔

آج مسلمانوں میں کروڑوں مالدار ہیں، جائدادوں والے، کپڑے والے، موجود ہیں لیکن اس کے باوجود اگر وہ کسی صحیح محنت کو پھیلانے کا ارادہ کریں تو پھیلا نہیں سکتے اور اگر کسی غلط کو پھیلانا چاہیں تو نہیں پھیلا سکتے، آج ہم یورپ کے اسباب ووسائل کو سامنے رکھ کر کہتے ہیں کہ ہمارے پاس اسلحہ نہیں، حالانکہ صحابہ کرامؓ کی سادگی کا واقعہ، سالن میں کافور ڈالنا (۱۵)، گیہوں کی روٹیوں سے ہاتھ پوچھنا، گھی کے کھانے سے موٹے ہونے کا تصور حضرت نعمان بن مقرنؓ جنھوں نے حضرت عمرؓ کی خلافت میں کام کیا تھا، اخروٹ کو نہ جانا، ایک طرف تو چیزوں کو نہیں جانتے تھے اور دوسری طرف حضرت مغیرہ نے حملہ کا ارادہ کیا تو کہا میں اس کو جانتا ہوں، جب آسمان سے قدرت زمین پر اترتی ہے (۱۶)۔

خدا کی قدرت خاصہ سے فائدہ حاصل کرنا یہ نبیوں کی، صحابہ رضی اللہ عنہم کی اولیاء رحمہم اللہ کی لائن ہے اور ایک ہم ہیں

جو اس کی مددوں سے محروم ہیں۔

---

(۱) سورۃ البقرہ :۳۰

(۲) مجمع الزوائد صفحہ ۲۸۸ جلد ۱۰

(۳) سورۃ البقرہ:۳۰

(۴) کنز العمال صفحہ ۱۶۳ جلد ۳

(۵) سورۃ محمد:۷

(۶) کنز العمال صفحہ ۱۶۳ جلد ۳

(۷) کنز العمال صفحہ ۵۰۴ جلد ۱۴

(۸) مجمع الزوائد صفحہ ۶۴ جلد ۳

(۹) کنز العمال صفحہ ۵۰ جلد ۹

(۱۰) سورۃ الاسراء:۴۴

(۱۱) البدایہ والنہایہ صفحہ ۱۳۱ جلد ۶

(۱۲) البدایہ والنہایہ صفحہ ۱۲۳ جلد ۶

(۱۳) سورۃ الانعام:۹۰

(۱۴) سورۃ آل عمران:۳۲

(۱۵) البدایہ والنہایہ صفحہ ۶۴ جلد ۷

(۱۶) حیاۃ الصحابہ صفحہ ۶۴۹ جلد ۱

ظواہر کو حکموں پر قربان کرنا دعا کے دروازے کھلواتا ہے

{۸ رجب المرجب ۱۳۷۷ھ مطابق ۸ رفروری ۱۹۵۷ء ، بعد نماز فجر}

اقتباس

آگ جس کی خاصیت جلانا ہے اور کھا جائے اس کو جو اس کے اندر ڈالی جائے، جب اللہ نے حکم دے دیا یٰنَارُ کُوْنِیْ بَرْدًا وَّسَلٰمًا عَلٰٓی اِبْرٰھِیْمَ آگ کو حکم تکوینی اور نفع ونقصان والی لائن کا ہے اور یہ حکم تکوینی ہے اس پر جو حکم خدا کا ان کی طرف متوجہ ہو رہا تھا، حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس کو پورا کیا تو جو مخلوق ان کے لئے مصیبت بننے والی تھی تو اس آگ کو ان کے نفع کے لئے حفاظت کا حکم دے دیا، اس طرح سے اللہ پرورش کرنے والے ہیں وَتُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ۔ الخ' خدا نے اپنے کو بتلایا ہے کہ ملک کے وہی مالک ہیں جس طرح وہ پورے ملک کے مالک ہیں اسی طرح وہ ایک ایک دانے کے اور ایک ایک پتے کے وہی مالک ہیں جس کو چاہیں ساری زمین وملک دے دیں، چاہیں ساری زمین چھین لیں اور جونسا شہر جس کو چاہیں دے دیں اور جس سے چاہیں چھین لیں، جزوی اور کلی جتنے تغیرات ہیں، وہ اللہ کے احکامات سے ہو رہے ہیں، دے کر حالات کو بگاڑنے والے اور چھین کر بنانے والے وہی ہیں اور یہ احکامات جڑ کا درجہ رکھتے ہیں۔

نحمدہ' ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

بعد خطبہ ماثورہ کے تِلْکَ الْجَنَّۃُ الَّتِیْ۔ الخ(۱) اور سورۃ وَالْعَصْرِ کی تلاوت فرمائی

میرے بھائیو دوستو بزرگو!

اگر صحیح راستہ پر قدم اٹھایا جائے تو کامیابیوں کا حاصل کرنا آسان ہے، اگر صحیح راستہ سے قدم پھسل جائے تو ناممکن ہے، محنت خواہ کتنی ہی کرلی جائے، کامیابیاں خواہ کتنی ہی پاس دکھائی دے دیں، نتیجے کے وقت ناکامی آوے گی اور اگر صحیح راستے پر تھوڑی سی بھی محنت ہو جاوے تو جب نتائج کا وقت آوے گا تو زبردست کامیابیوں کو سامنے لاوے گی، ایک تو کسی لائن سے جزوی فائدہ حاصل کرنے کی شکل ہوتی ہے اور ایک کلی طور پر، جزوی طور پر فائدہ حاصل کرنے کے لئے تو جزوی اشتغال کافی ہے اور کل فائدہ کے لئے پورا پورا اشتغال ضروری ہے، انسانی ضرورتوں کا تکفل سب اللہ کی ذات سے چلے ہوئے احکامات سے ہوتا ہے اور اللہ کی ذات میں دینے کا سلسلہ لامتناہی ہے۔

اللہ کے احکامات ہی سے چیزیں بنتی ہے اور تقسیم ہوتی ہے اور احکامات ہی سے حالات مرتب ہوتے ہیں، زمین و

آسمان ہوائیں جیسے موجودات اللہ کے حکم کا مظہر ہیں، خدا کے خزانوں میں موجودات اتنے ہی نہیں جہاں تک ہمارا علم اور سوچ پہنچا تا ہے بلکہ اللہ کی ذات کے خزانے بے حساب اور لامحدود ہیں اور ان کا ظہور خدا کے حکموں کے ذریعے ہوتا ہے، اللہ رب العزت نے اپنے احکامات کے صادر فرمانے کے لئے ضابطہ مقرر کیا ہے کہ پہلے اپنے میں جسے شریعت کے طور پر احکامات انسانوں تک پہنچائے، یہ قران پاک خدا کی ذات میں سے صادر ہوا، جبرئیل علیہ السلام کے واسطے سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک پہنچا کر ہمارے تک پہنچا دیا گیا، اس میں اللہ نے ہم کو احکامات دئے ہیں، اور قران پاک ہی میں بتلایا ہے کہ جب خدا کا حکم پورا کیا جائے گا تو تکوینی احکامات پرورش کے نظام میں آئیں گے (۲) اور عالم میں وجود ان کے احکامات کے مطابق ہوتا جاتا ہے، جتنے احکامات چاند سورج جانور ہوا وغیرہ کے دئے جاتے ہیں مخلوق سے اسی کا ظہور ہوتا ہے جو اس کی طرف دیا گیا ہے، اگر نفع کا حکم متوجہ ہوگا تو نفع ظاہر ہوگا اور اگر نقصان کا حکم متوجہ ہوگا تو نقصان ہوگا۔

آسمانوں، زمینوں، قلعوں، درختوں، ہواؤں، ہتھیار وغیرہ سے وہی نکلے گا جو اللہ کی طرف سے احکامات ان کے اندر آویں گے، ان سارے احکامات کو ظلی احکامات کہا جاتا ہے اور جو احکامات وحی کے ذریعے خدا کی ذات میں سے انسانوں کی طرف حفاظت کے ساتھ پہنچا دئے گئے وہ اصلی احکامات ہیں ان کو تشریعی احکامات کہا گیا ہے اور حالات کے وجود میں آنے والے تابع احکامات ہیں، انسان اگر اپنے والے حکموں کو پورا کریں گے تو ان کی سرسبزی کے کامیابیوں کے احکامات کو کائنات کی طرف متوجہ فرمائیں گے، کائنات کا ایک ایک جز خدا کے حکموں پر خرچ ہوگا۔

آگ جس کی خاصیت جلانا ہے اور کھا جائے اس کو جو اس کے اندر ڈالی جائے، جب اللہ نے حکم دے دیا یٰنَارُ کُوْنِیْ بَرْدًا وَّسَلٰمًا عَلٰٓی اِبْرٰهِیْمَ (۳) آگ کو حکم تکوینی اور نفع ونقصان والی لائن کا ہے اور یہ حکم تکوینی ہے اس پر جو حکم خدا کا ان کی طرف متوجہ ہو رہا تھا، حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس کو پورا کیا تو جو مخلوق ان کے لئے مصیبت بننے والی تھی تو اس آگ کو ان کے نفع کے لئے حفاظت کا حکم دے دیا، اس طرح سے اللہ پرورش کرنے والے ہیں وَتُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ۔ الخ (۴) خدا نے اپنے کو بتلایا ہے کہ ملک کے وہی مالک ہیں جس طرح وہ پورے ملک کے مالک ہیں اسی طرح وہ ایک ایک دانے کے اور ایک ایک پتے کے وہی مالک ہیں جس کو چاہیں ساری زمین وملک دے دیں، چاہیں ساری زمین چھین لیں اور جونسا شہر جس کو چاہیں دے دیں اور جس سے چاہیں چھین لیں، جزوی اور کلی جتنے تغیرات ہیں، وہ اللہ کے احکامات سے ہو رہے ہیں، دے کر حالات کو بگاڑنے والے اور چھین کر بنانے والے وہی ہیں اور یہ احکامات جڑ کا درجہ رکھتے ہیں۔

جب چیزوں کی پیداوار، چیزوں کی تقسیم، حالات کو وجود، خدا کے احکامات سے ہے تو پھر چیزوں کی کوئی اہمیت نہیں رہی بلکہ ان احکامات کی وقعت ہو جاتی ہے جن کی بناء پر انسانوں کی سرسبزی کے حالات آئیں گے، شرعی احکامات بندے کو خدا تک پہنچاتے ہیں، جب وہ خدا کا حکم پورا کرتا ہے تو خدا کی ذات اس کے ساتھ ہو جاتی ہے اور خدا کی ذات میں سارے انتظامی، وجودی، تربیتی احکامات چل رہے ہیں، اس واسطے دنیا بھر کے ساز وسامان کی ایسی وقعت نہیں رکھی گئی جو خدا کی ذات میں سے چلے ہوئے احکامات کی ہے، چونکہ انسان کے سامنے تکوینی احکامات تو ہے نہیں اور چیزیں سامنے

ہیں، اس وجہ سے یہ مخلوق کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور خدا کا حکم توڑ دیتا ہے۔

جب یہ سونا چاندی ملک و مال زمین بیوی بچے وغیرہ میں خدا کا حکم توڑتا ہے تو خدا اسی ذات میں سے اس کے لئے نقصانات کھڑے کر دیتے ہیں، اس ملک ہی میں اس کے لئے نقصانات کھڑے ہو جاتے ہیں جس کی خاطر اس نے خدا کے حکموں کو توڑا ہے، لہٰذا ذات باری تعالیٰ کی طرف منہ کو موڑا جائے اور چیزوں کی اہمیت دل سے نکال کر خدا کے حکموں کی اہمیت دل میں بٹھائی جائے، خاکے ان کے حکم سے ٹوٹتے ہیں اور ٹوٹے ہوئے ان کے حکم سے بنتے ہیں خلوت کے جلوت کے ان خاکوں کے بننے اور بگڑنے کے لئے انسانوں کو اپنے احکامات مرحمت فرمائے ہیں، حکم کو پورا کرو خدا سے مانگو، تو اللہ کی ذات سے تمہاری سرسبزی، پرورش کامیابی کے احکامات چلیں گے، جب تمہاری ذات میں سے خدائی اطاعت کے احکامات چالو ہوتے ہیں،

اس لئے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ دیا گیا اور طرف سے بے توجہی پیدا ہو جائے اور خدا کی ذات کی طرف سے جو احکامات ہمارے آتے ہیں اور ہم اس کے حکم کو پورا کرنے والے بن جائیں، ملک و مال سونا چاندی، بیوی بچے ہر مخلوق انسان کو اپنی طرف متوجہ کرے گی اور اس راستے کو دکھلاتی ہے جس کی وجہ سے وہ حاصل ہو جائے، لیکن اس کے ساتھ خدا کا حکم آوے گا، خدا سے لینے کا راستہ یہ ہے کہ تم حکم کو پورا کرو خدا سے مانگو، آج سے لے کر آباء اجداد تک جتنے مسائل ہیں خدا سے مانگ لو، تمہارا کام چیزوں کو دیکھنا نہیں ہے، حالات مرتب کرنے والا آپ مرتب کرے گا، سکون، نفس، اطمینان دینے والا آپ ان چیزوں کو دے گا، تم تو صرف اس کے حکم کو پورا کرو جو تمہاری طرف متوجہ ہو رہا ہے اس کو پورا کرو۔

دوسرا حکم یہ ہے کہ حکم پورا کرو اور اپنی حوائج خدا سے مانگو، اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ (۵) تیری ذات کے ساتھ عبد بن کر زندگی گذاریں گے، ملازم عبد نہیں ہوتے، یہ تو آزاد ہوتے ہیں، جب چاہیں ملازمت چھوڑ کر چلے جاویں، لیکن پھر بھی ان کا کام یہ ہوتا ہے کہ جس وقت آقا جو حکم دیں وہ پورا کرے اس کی سعادت یہ ہے کہ اگر ایک کام کرتے دوسرا دیدیا تو ایک کو چھوڑ کر دوسرا اختیار کر لے، گھر والے بیمار ہیں آقا نے حکم دیدیا کہ آج ہمارے پاس رہنا ہے، گھر والوں کو چھوڑ کر آقا کی خدمت میں رہے گا، جس وقت آپ کا جو حکم ہوگا کسی بات کو نہیں دیکھیں گے بندوں کی طرح تیرے حکم کو پورا کریں گے اور حکم کو پورا کرنے میں ظواہر کے خلاف ہوگا، ہر اس کے بارے میں تیری ہی ذات سے مدد چاہیں گے، ہر وقت حکم کی تعمیل میں لگائے رکھنا اور بات ہے۔

اپنی ضرورت اور مسائل کے بارے میں خدا سے مانگتے رہنا، سارے نبیوں کی یہی زندگی ہے، انھوں نے حکومت پر نقشے نہیں اٹھائے بلکہ عبدیت پر اٹھائے ہیں، حکم کو پورا کرنا اور پھر دوسرے حکم کو پورا کرنا، یعنی کامیابیوں کو مانگنا، جتنی مخلوقات ہیں جن پر انسان اپنے آپ کو لگاتا ہے ان میں ہو گیا، حکموں کو پورا کر کے دعائیں مانگی جاوے گی، خدا کی ذات وہ زبردست ہے کہ کوئی چھوٹی ذات اپنی چھوٹائی کی وجہ سے اور بڑی ذات اپنی بڑائی کی وجہ سے خدا کی ذات سے نکلی ہوئی نہیں ہے، وہ خدا اپنی شان ربوبیت سے ظواہر کے خلاف زندگی بنا کر دکھلا دیں گے، جو وقت پر خدا کے حکم کو پورا کرو

خدا کی ذات سے مانگنے والے بن جائیں گے۔

اول ہم خدا کی تعریف کرتے ہیں اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ اللہ کی نعمتیں بے حد وقیع ہیں بے شمار ہیں، لیکن یہاں چوبیس گھنٹے میں تقریباً چالیس، پچاس مرتبہ ہر کلمہ کو زبان سے کہلوا رہے ہیں، اگر کوئی خواص میں سے ہو اور نفلیں اور واجب وغیرہ کو پڑھے تو سال میں ایک لاکھ بارہ ہزار مرتبہ پڑھتا ہے، اس کے اندر حق تعالیٰ شانہٗ نے پورے قرآن پاک میں خلاصہ کر دیا ہے اور یہی آیت اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ہے، دنیا میں لوگ کہتے ہیں جب ان سے سوال کیا جاتا ہے کہ میں فلاں جگہ ملازم ہوں، دوکان تجارت کرتا ہوں، کچھ زمینداری ہے، اللہ نے ان سب کی تردید کر دی، اللہ کی ذات میں جب ہونا قرار دیا جاتا ہے، اس سے معلوم ہوا کہ باقی چیزیں وہ ہیں جن سے پرورش نہ ہوگی، پرورش کرنے والے صرف اللہ ہیں اور وہ خالی میری پرورش نہیں کر رہے ہیں۔

ایک کیڑے کی وہی تربیت کر رہے ہیں اور سلطان کی بھی وہی کر رہے ہیں، آخر کوئی سبب بھی ہے یا نہیں، دنیا عالم الاسباب ہے، خواص کے لئے جو سبب قرار دیا گیا ہے وہ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ (۶)، سبب حکم کا پورا کرنا ہے، اللہ کی ذات سے لینے والے وہ ہوں گے جو حکموں کو پورا کرنے والے بن جاویں، حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ذریعے اللہ نے حکم دلوایا کہ اے قوم! اگر تم خدا سے لینے والے ہو تو اس کی ذات پر بھروسہ کرو (۷)، زبانی توکل پر خدا نے مدد کا وعدہ نہیں فرمایا بلکہ عمل والی آیت اتار دی، ارشاد ہے کہ ہم نے موسیٰ علیہ السلام اور ہارون علیہ السلام کی طرف حکم بھیجا کہ نماز کے ذریعے خدا کے حکموں کو پورا کرو (۸)، مصیبت آئی اور اس پر نماز پڑھی، اور نماز پڑھ کر خدا سے دعا کر لی اور بھروسہ کر لیا کہ خدا کوئی صورت غیب سے ظاہر فرما دیں گے۔

توکل اس وقت بنے گا جب جس پر توکل کیا جا رہا ہے وہ خدا کی ذات ہو، جو ذرائع اپنی طرف کھینچ رہے ہیں ان کی قربانی دو اور خدا پر بھروسہ کر کے اس کے حکموں کو پورا کرنے والے بن جاؤ، یہ خواص کا ذریعہ پرورش ہے، تمام کی تربیت جن کی عزت نظر آ رہی ہے، جو ذلیل نظر آ رہے ہیں جو غریب اور تنگ دست نظر آ رہے ہیں جو عالی لوگ نظر آ رہے ہیں تمام قسم کے انسانوں کی تربیت خداوند کی ذات سے ہو رہی ہے، جہاں کوئی مردہ نظر آتا ہے تو ان کا غم اور جہاں کوئی خوش نظر آتا ہے تو ان کی خوشی خدائی حکموں کے اثرات ہیں، خدا کی تربیت کے یہ سارے خاکے قائم ہیں، جب پہلی شکل بدل کر آج کی شکل بنی ہے تو آج کی شکل بدل کر دوسری شکل بن سکتی ہے، حکم کے پورا کرنے میں ظاہر کی مخالفت پیدا ہوگی، اس کے ساتھ جب حکم پورا کرنے میں ظاہر مخالف بنے تو ہراساں نہ ہونا، بلکہ حکم کی تعمیل کے ساتھ خدا پر بھروسہ کرنے سے خدا کی مددوں کے دروازے کھلتے ہیں، دعا سے بہت کچھ ہوتا ہے (۹)۔

دعا سے قوت والے ضعیف اور ضعیف قوت والے، بیمار تندرست اور تندرست بیمار، عزیز ذلیل اور ذلیل عزیز بنتے ہیں، مانگنے والا تو ہر وقت مانگتا ہے لیکن یہ تو سوچے کہ دروازہ کس وقت کھلتا ہے، جب ظواہر کو حکموں پر قربان کرتا ہے تو دعا کے دروازے کھل جاتے ہیں، جو مانگو گے مل جاوے گا، یہ تربیت ہے کہ اللہ تو کرنے والے نہیں تھے ان انسانوں نے کر لیا،

اور اللہ نے جو کچھ کیا ہے وہ ضابطے پر کیا ہے، اگر ضابطے پر بات آجاوے گی تو پھر وہ بھی کچھ کرنے والے نہیں، جتنے چھوٹے بڑے خاکے آپ کو ملے وہ سب خدا کی ذات کے احکامات پر چل رہے ہیں، یہ تو فانی اور چھوٹے خاکے ہیں اور آگے بڑے بڑے خاکے عیش کے اور بلا یا مصیبت کے قائم ہونے والے ہیں کہ جن کا اندازہ لگانا مشکل ہے۔

عیش کے خاکوں میں سے جو ملے گا وہ اس زمین و آسمان سے دس گنا کم سے کم ہوگا (۱۰) اور مصیبت کے خاکوں کا اندازہ اس سے لگاؤ کہ اگر ایک سانپ دوزخ میں مسلط ہونے والا اگر اس دنیا میں سانس لے تو چالیس سال تک ایک پتہ سبزی کا نہ اُگے (۱۱)، اللہ نے ظاہر کا مقابلہ ظاہر سے ڈال دیا، ظاہر تو کہے گا کہ اگر فلاں کام کرلو تو تم کو مال زمین مل جاوے گا، لیکن حکم اس کے خلاف کہتا ہے تو حکم کو پورا کیا جائے گا اور جتنی ذاتیں ہیں اس پر یقین مت جماؤ بلکہ خدا کے احکامات پر اپنی زندگی اٹھاؤ، احکامات ہوں خدا کے اور ان کے پورا کرنے کی تشکیل ہو حضور صلی اللہ علیہ وسلم والی۔

اس کے بعد نماز ہے، جتنے بھی تمہارے اعضاء ہیں ان سب کا تعلق احکامات سے ہے، اللہ نے پانچ وقت کی نماز دی ہے، اوقات بدلتے رہتے ہیں، جونسے حکم میں لگ جاؤ یہ خیال نہ کرو کہ ہر وقت کا یہی حکم ہے بلکہ اوقات کے بدلنے سے احکامات بدلتے رہتے ہیں، بعض وہ ہیں جو سال بھر میں ایک بار پورا ہوتے ہیں اور بعض وہ ہیں جو دن میں کئی مرتبہ پورا کئے جاتے ہیں، اعلان ہوتا ہے حی علی الفلاح، لیکن اس سے پہلے حی علی الصلوٰۃ کا حکم آرہا ہے، اگر تم اللہ کے حکم کو پورا کروگے تو وہ کامیابی دیں گے، جو چیزوں میں نہیں ہے، وقت کے حکم کو پورا کر کے ظواہر کی مخالفت سے متاثر نہ ہوں ظواہر کو بدلنے پر قادر ہیں۔

قحط سالی ظاہر ہے بدل کر خوشحالی لے آتے ہیں، ظواہر کو برداشت کیا جائے اور وقت کے حکم کو پورا کردو تو پھر خدا تمہاری دعاؤں کو پورا کریں گے، کامیابی کے لئے زمین سے نکلنے والے اسباب ضابطہ نہیں ہیں، بلکہ وقت کے حکم کو پورا کرنا اور ظواہر کی پرواہ نہ کرنا اور حکم کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم والی شکل کے ساتھ کرنا مددوں کے دروازے کھولنے والا بنے گا، حکم کی تعمیل ہی اس وقت مانی جائے گی جب حکم کو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم والے طریقہ پر پورا کیا جائے تو دعا کی قبولیت کا دروازہ کھل جائے گا۔

اس کے بعد یہ سوچو کہ کامیابی کی بھی قسمیں ہیں اور احکامات کی بھی، یہ دونوں انفرادی اور اجتماعی ہیں، اگر ہم انفرادی حکم کو پورا کریں اور اجتماعی مانگیں تو اس سے اجتماعی کامیابیوں کے دروازے نہیں کھلیں گے، ہاں اگر اس حکم کو پورا کریں گے جو مجموعہ سے تعلق رکھتا ہے تو اس سے مجموعہ کے لئے کامیابی آجائے گی، انفرادی اور اجتماعی کی بات یہ ہے کہ اگر مجمع میں وہ شرطیں پائی جائیں جن میں فرد کے لئے مددوں کے دروازے کھلتے ہیں تو اس مجمع کے لئے بھی کامیابی کے دروازے کھل جائیں گے، ہاں شرط یہ ہے کہ حکم مقصود ہو، مال بیوی بچے شہرت پوری کرنا مقصود نہ ہو۔

اللہ نے انسانی زندگی کے جتنے شعبے ہیں ان کے لئے احکامات بھی دیئے ہیں اور طریقے بھی دیئے ہیں، عبادت، معاشرت، موت، زندگی وغیرہ میں احکامات دیئے ہیں اور ان کے طریقے دیئے ہیں، یوں سوچو کہ اس حکم کے پورا کرنے کا طریقہ کیا ہے؟ اگر ہم نے تجارت کے شعبے کو خدائی احکامات کے مطابق چلایا تو اس سے ہماری ذات کو فائدہ پہنچے

گا، اگر ہم نے بیوی بچوں کو خدا کے راضی کرنے کے لئے استعمال کیا تو اس پر انفرادی طور پر خدا کی مدد یں آجائیں گی، مجمع میں ایمان کے آجانے سے مجمع کے دروازے کھلیں گے، اجتماعی دروازے کے کھلنے پر جو ملتا ہے اس کا لاکھواں حصہ بھی انفرادی محنت پر نہیں ملتا، جب تاجر مال کو سامنے رکھ کر تجارت کرتا ہے تو اس میں دھوکہ آتا ہے جھوٹ آتا ہے اور ایسی صورت میں خدا کی طرف سے مددوں کے دروازے بند ہو جاتے ہیں۔

ایک طرف تو حق تعالیٰ شانہٗ نے ہر شعبہ میں اپنے تک پہنچنے کا راستہ بتایا ہے اور لائن قائم کی ہے، اصول تجویز کئے ہیں، تمام شعبوں میں احکامات رکھے ہیں اور ہر حکم پورا کرنے کی تفاصیل بتلائی ہیں اور طریقہ بتلائے ہیں، لیکن یہ سارے شعبہ اصول پر کب آئیں گے اور خدا کی مددوں کے دروازے کھلنے پر کب آئیں گے؟ جب ان میں محنت کی جائے گی اور مروجہ طریقوں سے نکال کر خدائی طریقوں کو اختیار کیا جائے گا، ایک آدمی اپنی زندگی کے شعبوں میں اس وقت جھوٹ چھوڑے گا جب اس کا مقصود اللہ ہوں گے، تب جا کر طریقوں میں تبدیلی پیدا ہوگی، مال کا مقصود رکھنے والا مال کمانے میں کبھی بھی پاکیزہ طریقہ میں نہیں آئیں گے۔

یقین کی تبدیلی کے لئے محنت کرو، مجموعہ انسانیت تک کے لئے حالات کی تبدیلی چاہتے ہو تو ظاہر کے خلاف آواز لگاؤ، ان کی نفی کی آواز لگاؤ، یہ تو وقتی گھاس پھوس ہے، اس سے زندگی کا کوئی تعلق نہیں ہے، میری زندگی کا تعلق خدا کی ذات سے ہے، خواہ کوئی وزیر اعظم ہو یا جیل کا قیدی، دونوں کی زندگیوں کا تعلق خدا کی ذات سے ہے، چاہیں تو وزارت کی کرسی پر لے جا کر زندگی بگاڑ دیں اور اگر چاہیں تو جیل کے قیدی کو لا کر وزارت کی کرسی پر بٹھا دیں، آج ملک ہاتھ میں آجانے کو بنیاد کا درجہ دیتے ہیں اپنے انسانی رشتوں کو سوچا ہی نہیں جاتا کہ زندگیوں کے بننے کا کوئی تعلق اس سے ہے بھی یا نہیں، انبیاء علیہم السلام مجموعہ میں محنت کرنے کے لئے تشریف لائے تھے، پہلی محنت تو مجموعہ کے یقین کی تبدیلی ہے۔

ملازمت، زراعت، تجارت وغیرہ سے پہلے اس کی کوشش کرو کہ ہم میں خدا کا جذبہ پیدا ہو جائے، شعبے بعد میں ہیں اور محنتیں پہلے ہیں، جتنے قسم کے خاکے ہیں وہ دونوں طرح سے چلتے ہیں، کسی بھی شعبے کا چلانا پہلے نہیں ہے بلکہ جو بھی شعبوں میں لگیں گے ان کا یقین جذبات وغیرہ کی تبدیلی مقدم ہے اور امور خانہ داری اور کمائیاں وغیرہ موخر ہوں گے، یوں کرو گے تو خدا کی مدد آئے گی اور یوں نہ کرو گے تو خدا کی مددوں سے محروم ہو جاؤ گے، دیکھنا ہوگا کہ ہمارا کھانا خدا کو خوش کرنے کے طریقوں پر ہے یا ناراض کرنے والے طریقوں پر، سارے انبیاء علیہم السلام اپنے اپنے زمانے میں محنت کرنے کے لئے تشریف لائے، ظواہر کے خلاف محنت کرنے کے لئے انبیاء علیہم السلام کو کھڑا کیا جاتا تھا اور وہ گروہ نبیوں کی محنت سے وجود میں آتا تھا جو ظواہر کے خلاف چلنے والا ہو۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو زمانی طور پر سارے زمانے، قومی طور پر ساری قومیں وغیرہ دی گئیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان سب میں قیامت تک کے لئے محنت کرنے والا قرار دیا گیا، لیکن آپ کی محنت کی دو شکلیں، خود محنت کرنا، دوسروں سے کرانا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے زمانے میں جذبات کی تبدیلی اور ظواہر سے ہٹانے کے لئے اور احکامات پر لانے کے لئے خود بھی محنت کی

اور دوسروں سے بھی کرائی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذات سے کرنا تو جاتا رہا لیکن متعلقین سے کروانے کا سلسلہ بدستور باقی ہے، جس طرح ان کو دھمکی دی تھی کہ اگر محنت نہ کرو گے تو یوں ہو جائے گا، دعوت کے احکامات، جان جھونکنے کے لئے احکامات، بیوی بچوں کو چھوڑ کر نکل جانے کے لئے احکامات وغیرہ کے احکامات جب مجموعہ احکامات کی تعمیل پر آوے گا تو اجتماعی مددوں کے دروازے کھل جائیں گے، اس کے لئے ہر قطار میں کود پڑنا، ہر قوم اور ہر زبان والوں میں جانا یہ نبی کی نیابت ہے۔

یہ شعبے ہمارے ذمہ اسی طرح سے ہیں جس طرح سے نبیوں کے ذمہ تھے، جس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام بیوی کو دروزہ میں چھوڑ کر خدا کے حکم کو پورا کرنے کے لئے مصر چلے گئے، جب کچھ آدمی اس طرح محنت کرتے ہیں تو دوسروں کے لئے فیضان ہوتا ہے، جب ظاہر کو قربان کرتا ہے اور ساری دنیا کی فکر دل میں لگاتا ہے، جب ہم طریقوں کی تبدیلی کے لئے محنت کریں گے تو اللہ تعالیٰ طریقوں میں تبدیلی لائیں گے، لیکن جب اجتماعی بلایا کے لئے دروازے کھلے ہوتے ہیں تو کسی کی شخصی زندگی پر تو اس دنیا میں تو ملتا نہیں، ہاں آخرت میں اس کے ساتھ مغفرت کا معاملہ کیا جائے گا (۱۲)۔

آج پوری امت زندگی کے ان نقشوں پر ہے جو بلایا لانے والے ہیں، ہمارے نبی علیہ السلام کی آمد پر ساری زبانوں، ساری قوموں، سارے علاقوں میں پہنچ کر اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی محنت میں جذبات کی تبدیلی کے لئے محنت کریں، احکامات والے طریقے جب زندگیوں میں سے نکل جائیں گے تو کسی چیز کا وقت نہیں رہتا، جب تجارت، زراعت وغیرہ ان اصولوں پر کی جارہی ہو جو پکڑ والے ہیں تو تبلیغ میں اس واسطے لے جایا جارہا ہے کہ اپنے ایمانوں کی تبدیلی کے لئے محنت کی جائے اور یہ وقت اس وجہ سے مانگا جارہا ہے کہ ایمان کے اندر پختگی آوے، عبادات کی مشق حاصل ہو، علم اور ذکر کے ساتھ وقت لگانا آجائے، اگر تھوڑی سی اشخاص کی قربانی ہوگئی تو یہ کوئی خسارے کی بات نہیں ہوتی، کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت عمرؓ، حضرت علیؓ وغیرہ پر فاقے نہ آئے؟ خدا کے حکم کی تعمیل میں اپنی جان پر بن آنا بہت بڑی شرافت کی بات ہے۔

---

(۱) سورۃ مریم: ۶۳
(۲) سورۃ طٰہٰ: ۱۳۲
(۳) سورۃ الانبیاء: ۶۹
(۴) سورۃ آل عمران: ۲۶
(۵) سورۃ الفاتحہ: ۴
(۶) سورۃ الفاتحہ: ۴
(۷) سورۃ یونس: ۸۴
(۸) سورۃ یونس: ۸۷
(۹) کنز العمال صفحہ ۶۶ جلد ۲
(۱۰) نز العمال صفحہ ۵۰۴ جلد ۱۴
(۱۱) مجمع الزوائد صفحہ ۵۵ جلد ۳
(۱۲) مجمع الزوائد صفحہ ۲۶۸ جلد ۷

روحانی نظام کو موافقت میں کرنے کیلئے محنت کرو

{۸ رفروری ۱۹۵۷ء بعد نماز عصر}

اقتباس

انبیاء علیہم السلام ان طریقوں کو لے کر تشریف لائے اور روحانی پرواز کے سب سے اونچے طریقے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم لے کر آئے، ایک درجہ روح تو سب کو ملی ہوئی ہے، یہاں تک کہ جانوروں کو بھی روح ملی ہوئی ہے، ان کے پاس کی روح خادمیت ہے اور ہمارے پاس کی روح خلافت ہے اور خلافت والی روح خدمت والی روح پر غالب ہونے کے لئے ہے، اس وجہ سے فرشتے بھی اس کی ماتحتی میں آجاتے ہیں، انسان کی روح جب چڑھتی ہے تو فرشتوں کی روح بھی تابع ہوجاتی ہے، تو چاند سورج کی روحانیت کی کوئی حیثیت نہیں رہتی، انسانوں میں روح خلافت رکھی ہے، لیکن خلافت کی استعداد ہے محنت کرنے سے، وہ ترقی کرے گا اور قرآن پاک میں خلافت والے طریقے بتلادئے، خلافت تم میں ہے اور خلیفہ کا طریقہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے بتلادیا، اگر حاکم ہے تو روح خلافت کے لئے کیا طریقہ اختیار کرے گی اور اگر محکوم ہے تو روح خلافت کے لئے کیا طریقہ اختیار کرے گی۔

نحمدہ' ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

بعد خطبہ ماثورہ کے اِنَّمَآ اَمْرُہٗٓ اِذَآ اَرَادَ شَیْـًٔآ اَنْ یَّقُوْلَ لَہٗ کُنْ فَیَکُوْنُ (۱) تلاوت فرمائی۔

میرے بھائیو دوستو بزرگو!

دنیا میں جتنے بھی انسان مسلم غیر مسلم، حاکم اور محکوم، یورپ اور ایشیاء کے، ہر شخص کامیابی حاصل کرنے کے لئے محنت کرتا ہے، کامیابی حاصل کرنے کا تقاضہ ہر انسان میں رکھا ہے، لیکن محنتیں مختلف بنیادوں پر اٹھائی جاتی ہیں، کوئی ملک پر کہ ملک حاصل کرلو، ساری کامیابیاں حاصل ہوجائیں گی، کہیں مال اور غلہ کو بنیاد بنایا جاتا ہے، غرض اپنی اپنی نگاہ کے مطابق لوگ بنیادیں تجویز کرتے ہیں اور محنت کرکے ان ذاتوں تک پہنچتے ہیں جن کا انتخاب کیا ہے، لیکن عام طور سے یہ سارے انسان مشترک ہیں کہ اپنی نگاہ کے مطابق یہ اجسام کا انتخاب کرتے ہیں، یہ جسموں کو منتخب کرتے ہیں اور روح تک ان کی پرواز نہیں ہے، اجسام اور ارواح ان دو کو چلانے والی ذات ان کے سامنے نہیں ہے۔

سارے نبیوں نے آکر یہ بات بتلائی کہ دو قسم کے انتظام ہیں ایک جسمانی اور ایک روحانی اور یہ دونوں نظام خدا کی ذات سے چلتے ہیں اور انسان کے جسم تک پہنچنے پر خدا کی ذات سے روحانیت کا بھی ایک نظام چلتا ہے، ایک ایک ذرہ اور

ایک ایک پتہ میں چلتا ہے، یہاں تک کہ وہ جسم انسانی تک پہنچتا ہے، انسان کی محنت کے دو رخ بنتے ہیں، ایک جسمانی اور ایک روحانی، تاجر، زارع، حاکم وغیرہ کے ہاں جسمانی تربیت قائم ہوتی ہے، لیکن جب یہ ترتیب دوسرے نظام کے خلاف پڑ جاتی ہے تو باوجود اس کے کہ حاکم کو حکومت، تاجر کو تجارت، اور زارع کو زراعت پوری طرح حاصل ہوتی ہے، لیکن پھر بھی خدا کا روحانی نظام مقابلہ پر آجاتا ہے اور پھر حاکم باوجود حکومت حاصل کر لینے کے اور تاجر تجارت کی جسمانی تربیتوں کے قائم ہونے کے ان کی زندگیوں میں بگاڑ ہوتا ہے۔

انسان ایک ایسا وجود ہے جو دونوں نظاموں کے چلنے سے وجود میں آیا ہے، اللہ نے کائناتی نظام کو چلایا، انسانوں نے اسے جسم کو جسم پر لگایا دو اجسام کا رابطہ پیدا ہوا ایک جسم محنت کر رہا ہے دوسرے پر محنت کی جا رہی ہے، یہاں تک کہ اس نظام کے چلتے چلتے غذائیں تیار ہو گئیں، پھر انسان نے غذاؤں کو استعمال کیا، پھر جسمانی نظام چلا اور غذا سے خون بن گیا اور پھوکٹ کو باہر نکال کر پھینک دیا پاخانے کے راستے سے، خون سے جسمانی نظام چلا اور پھر منی کے قطرہ کو خون بنایا گیا اور اس خون سے لوتھڑا بنایا گیا، اگر کچھ روز اس جسم انسانی کو تربیت دیا گیا جس کے اندر اس نظام سے بڑھنے، دیکھنے، بولنے سوچنے وغیرہ کی طاقت نہیں ہے، اب وہ محتاج ہے دوسرے نظام کا۔

ساری کائنات کو اس نظام کے اندر استعمال فرمایا اور جسم انسانی چھوٹا سا تیار ہوا، یہ بڑا لمبا نظام چل کر تین انگل کا جسم تیار ہوا، آنکھ ہے لیکن دیکھنے کی صلاحیت نہیں ہے کان ہیں لیکن سننے والے نہیں ہیں، اسی طرح ہر ہر عضو موجود ہے لیکن استعمال نہیں ہو رہا ہے، پھر دوسرا نظام چلا یہ روح کا نظام ہے اللہ رب العزت نے ایک فرشتے کے ذریعے جسم میں روح کو ڈال دیا (۲)، ہر عضو نے جو کام شروع کیا وہ روح کے نظام سے کیا، روح کے نظام سے ہر ہر عضو کام کرنے والا بن گیا، جب تک اللہ چاہیں گے روح کو جسم میں چھپائے رکھیں گے اور جب چاہیں گے فرشتے کو بھیجیں گے اور روح کو نکلوالیں گے اور وہ جسم خواہ وزیر کا ہو یا بادشاہ کا یا ایک فقیر اور غریب کا روح نکلنے کے بعد سارے اعضاء بے کار ہو جائیں گے۔

صورت کا نظام مشاہدہ کا نظام جسمانی ہے اور جو غائب ہے جس کی حقیقت انبیاء علیہم السلام بتلاتے ہیں وہ غائب ہے، انسان باعتبار انسان ہونے کے اس کو تحقیق نہیں کر سکتا اور انبیاء علیہم السلام باعتبار انبیاء ہونے کے ایک ایک کی حقیقت کو بتلاتے ہیں، زمیندار جو ایک خاکہ بناتا ہے اس سے کیا ہوگا یہ روحانی نظام پر موقوف ہے، خدا کی طرف سے خدا کا فرشتہ ان اجسام کے لئے جو حکم لاوے گا وہ ہو جاوے گا اور جو نہیں لاوے گا وہ نہیں ہوگا۔

اللہ رب العزت کا حکم سرسبزی کا آوے گا تو سرسبزی ہوگی ورنہ بگاڑ پیدا ہو جاوے گا اگر بگاڑ کا حکم آوے گا، اسی طرح حکومت سے کچھ شکلیں بنیں گی لیکن ان سے کیا ہوگا یہ روحانی نظام سے ہوگا اس پورے ملک میں پھیلی ہوئی حکومت سے وہ ہوگا جو خدا کا حکم اس کے لئے آوے گا، انسان محنت کرتا ہے اور محنت کرنے سے ایک حد پر لا کر پہنچا دیتے، لیکن سب حاصل ہونے کے باوجود حکم ان سب سے ذلت کا خوف کا آگیا تو یہ جسم کا نظام اس کے مطابق چلتا چلا جاوے گا، دو لائنیں بن گئی انسان کی محنت ہے ایک جسمانی محنت کو سامنے رکھنا اور ساری کامیابیوں کو جسموں سے سمجھنا، قلعہ سے یہ ہوگا، بم سے یہ ہوگا سو

نے سے یہ ہوگا، چاندی سے یہ ہوگا، یہ لائنیں حقیقی نہیں ہیں اور جب تک چلیں گی جب تک روحانی نظام موافقت کرے گا اور جب اس کے خلاف پر روحانی نظام آجاوے گا تو سارے خاکے ہونے کے باوجود ناکامی آجاوے گی۔

قوم نوح علیہ السلام کو لیجئے وہ رات دن جسمانی نظام میں لگے ہوئے ہیں اور دوسری طرف حضرت نوح علیہ السلام ہیں جو بتا رہے ہیں زندگی میں محنت جسمانی نظام پر نہ لگاؤ بلکہ روحانی نظام کو موافقت میں کرنے کے لئے محنت کرو، آخر نتیجہ یہ نکلا کہ جب آخری امر ہمارا آ گیا جب روحانی نظام میں ہم نے اپنا امر ڈال دیا تو جتنا بھی جسمانی نظام قوم نوح علیہ السلام کے پاس تھا اس سب سے پانی نکلا اور جس وقت وہ ایک ایک کو ڈبو رہا تھا تو روحانی نظام سے حضرت نوح علیہ السلام اور ان پر ایمان لانے والے کشتی میں محفوظ تھے (۳)۔

جب جسمانی نظام والوں کا سرمایا تھا تو وہ ختم کر دیا گیا، پھر جو دنیا میں تربیت قائم ہوئی وہ روحانی نظام والوں کے سرمایے سے ہوئی، قوم فرعون کا لمبا چوڑا جسمانی خاکہ موجود تھا، فوجوں کی محلات کی ساری ترتیبیں موجود تھیں لیکن روحانی نظام ان کے خلاف تھا، دو قسم کے انسان بن گئے، ایک وہ جو جسمانی نظام پر بھروسہ کئے ہوئے تھے اور ایک وہ جن کا رابطہ روحانیت سے تھا آگے آگے وہ ہیں جن پر موقوف روحانی نظام ہے روحانی نظام والے بحر قلزم سے نکلتے ہوئے چلے جاتے ہیں اور جسمانی نظام والوں کو ڈبو دیا جاتا ہے (۴)۔

قوم ثمود زبردست صفت والے تھے پہاڑوں کی کاری گریاں تھیں اور دوسری طرف وہ انسان تھے جو روحانی نظام سے رابطہ بنانے کے لئے محنت کر رہے تھے، آپ کو معلوم ہے کہ جب یہ دونوں قسمیں کمال کو پہنچیں تو جسمانی نظام والوں کو ایک چیخ کے ساتھ برباد کر دیا اور روحانی نظام والے کامیاب ہوئے (۵)، اسی طرح سے ایک اسکیم قارون کی تھی کہ کسی صورت سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بدنام کیا جاوے اور ایک اسکیم حضرت موسیٰؑ کی تھی وہ یہ کہ کمبخت قارون زمین میں دھنس جائے، اللہ رب العزت نے ایسا ہی کر کے دکھلا دیا (۶)

قوم سباء کی بڑی لمبی چوڑی شکلیں کھیتی کی قائم تھیں، لیکن روحانی نظام موافق نہیں تھا تو ان کو برباد کر دیا، ان میں سے کچھ لوگ خدا کے عذاب کو آتا دیکھ کر نکل آئے، یہ انصار مدینہ ان ہی میں سے ہیں (۷) جسم انسانی ہر حال میں ختم ہو جاتا ہے، جب تک روح اس کے اندر ہے یہ چلتا رہے گا، اسی طرح سے سارے اجسام کی ایک روح ہے، جب تک وہ موافق رہے گا جسم کا وجود فاصلہ طے کرتا رہے گا، جسمانی نظام والا طریقہ تو ان حکومت والوں سے، تاجروں سے، زمینداروں سے پوچھو۔

لیکن اگر تم روحانیت سے استفادہ کی صورت معلوم کرنا چاہتے ہو تو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف رجوع کرو، وہ اس سمندر کے سب سے بڑے تیراک ہیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حاکموں کو حکومت سے، مالداروں کو مال سے علیحدہ ہونے کی تاکید نہیں فرمائی بلکہ وہ اصول بتلائے جن سے حکومت، تجارت، زراعت وغیرہ دین بن جاویں، کونسی تجارت حرام ہے اور کونسی حلال اور حلال ہونے کی صورت میں بھی کیا کیا صورتیں حلال اور کیا کیا صورتیں حرام ہیں، دیکھو جھوٹ نہ بولنا، دھوکہ نہ دینا، کھرے کھوٹے کو علیحدہ بیچنا، یہ اصول جسم کی تربیت قائم کرنے کے لئے نہیں دئے بلکہ خدا کی ذات کی موافقت پیدا

ہونے کے لئے دیئے ہیں تا کہ خدا کا روحانی نظام صحیح شکل پر چلنے کی وجہ سے ان کے موافق بن جائے اور ان کو دونوں جہاں میں کامیاب کردے۔

انسان پر جب مختلف حالتیں آتی ہیں تو حالات کو ٹھیک کرنے کے لئے مختلف اجسام کو دیا جاتا ہے، مثلاً صحت کے لئے سونے کو جسم دیا جاتا ہے، پہلے سے وہ اصول کیوں نہ اختیار کرو جس سے وہ مصیبت ہی آکر نہ پڑے، ہم جسم کے بڑھنے والے اصولوں کو تو اختیار کرتے ہیں اور ان اصولوں سے غافل ہو جاتے ہیں جو روحانیت کے بڑھانے والے ہیں، جس شعبہ کو بھی لیجئے حاکمیت کے، جنگ کے، صلح کے، ہر شعبہ میں اصول بتلادئے گئے، یہ لوگ تو جسمانی ترتیب کو سامنے رکھ کر بتلائیں گے، اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم روحانی ترتیب کو سامنے رکھ کر بتلائیں گے، ان اصولوں ہی کا نام اخلاق ہے، اللہ کی موافقت ہی روحانی نظام کی موافقت ہے، اس اعتبار سے محنت کے دو نظام بن گئے، ایک روحانی اور ایک جسمانی۔

ساری محنت دونوں اعلان پر چلتی ہیں، اس زمین و آسمان کو سب کے لئے اللہ نے بنایا ہے اور ان سے فائدہ حاصل کرنے کے لئے اصول مقرر کئے ہیں، قرآن عالم گیر تمام انسانوں کے لئے اور رسول رحمت للعالمین سب کے لئے، ایک غیبی نظام سب میں کام کر رہا ہے، اس کا جوڑ اجسام کے ساتھ نہیں ہے، اجسام تو اس کے تابع ہے جیسے ہمارا جسم ہماری روح کے تابع ہے، ایک نظام روحانیت کو تابع کرنے والا ہے، وہ انسان کی عملی نوعیت ہے تو روحانیت اس کے نیچے آجاوے گی، انسان کو خدا نے جو روح عطاء فرمائی ہے وہ تمام ارواح سے اونچی آجاتی ہے، اللہ نے روح کو عروج، ترقیات، کمالات پر پہنچنے کے لیے خدا نے طریقے تجویز کئے ہیں۔

انبیاء علیہم السلام ان طریقوں کو لے کر تشریف لائے اور روحانی پرواز کے سب سے اونچے طریقے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم لے کر آئے، ایک درجہ روح تو سب کو ملی ہوئی ہے، یہاں تک کہ جانوروں کو بھی روح ملی ہوئی ہے، ان کے پاس کی روح خادمیت ہے اور ہمارے پاس کی روح خلافت ہے اور خلافت والی روح خدمت والی روح پر غالب ہونے کے لئے ہے، اس وجہ سے فرشتے بھی اس کی ماتحتی میں آجاتے ہیں، انسان کی روح جب چڑھتی ہے تو فرشتوں کی روح بھی تابع ہو جاتی ہے، تو چاند سورج کی روحانیت کی کوئی حیثیت نہیں رہتی، انسانوں میں روح خلافت رکھی ہے، لیکن خلافت کی استعداد ہے محنت کرنے سے، وہ ترقی کرے گا اور قرآن پاک میں خلافت والے طریقے بتلادئے، خلافت تم میں ہے اور خلیفہ کا طریقہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے بتلادیا، اگر حاکم ہے تو روح خلافت کے لئے کیا طریقہ اختیار کرے گی اور اگر محکوم ہے تو روح خلافت کے لئے کیا طریقہ اختیار کرے گی۔

ایک لائن جسمانی ہے اور ایک روحانی، روحانی لائن سے کامیابی حاصل کرنے کے لئے، حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے طریقے بتلادئے جو طریقہ اختیار کرے گا اس کا مزاج اس میں کارفرما ہوتا ہے، اللہ جب طریقہ بتلائیں گے تو وہ اللہ کی صفت پر آئے گی، انسان جسمانی طور پر یوں چاہتا ہے کہ جس طرح پوری کائنات میں سے اس نے اپنا جسم لیا ہے اب زیادہ سے زیادہ زمین سونا لکڑی اس کی طرف آجاوے، اس کا جسمانی جذبہ ہے کہ سارے کے سارے میری طرف کھینچ کر

آویں اور کسی کی طرف نہ جاویں، جب ہر ایک اپنی طرف کھینچنے کی سعی کرے گا تو نزاع پیدا ہو جائے گا اور یہ نزاع کبھی ختم نہ ہوگا، پھر ملکی، پھر علاقائی، پھر گھریلو نزاع شروع ہو جائے گا، یہ تو مزاج انسانی ہے اور اللہ کی شان یہ ہے کہ وہ اپنے خزانے نکالتے ہیں اور دوسروں کو پہنچاتے ہیں، اس روح کا مزاج دوسروں سے مغلوب ہو کر جسمانی ترتیب پر آ گئی ہو تو وہ دوسروں سے مفاد کھینچ کر اپنی طرف لاوے گا۔

حاکم محکوم، غریب امیر وغیرہ کے مزاج میں لینا داخل ہے اس وجہ سے یہ ہر حال میں لینے والے بنتے ہیں اور اللہ کا مزاج دینا ہے، انسان میں کھانے کا جذبہ ہے اس لئے کہ غذا سے اس کا سلسلہ شروع ہوتا ہے، اللہ پاک رات دن اجسام بنا رہے ہیں اور وہ کہہ رہے ہیں وہ جو طریقہ اختیار کریں گے وہ لینے کا نہیں دینے سے ہوں گے، جب ان کو اللہ اپنا خلیفہ بنا کر طریقے دے رہا ہے تو وہ طریقہ بتلاویں گے جن سے دوسروں کو فائدہ حاصل ہو اور روح کا بھی جذبہ یہ ہے کہ جب یہ انسان مفادوں کو دوسروں کی طرف دینے والا بنا ہے تو اس کی روح ترقی کرتی ہے، یہاں تک کہ فقیر سے فقیر اور غریب سے غریب ہے، تو جسمانی جواہرات ان کے پاس ہیں اگرچہ مادی جواہرات نہیں ہیں۔

جان کا جوہر جو کائنات کے جوہرات سے زیادہ قیمتی ہے، ایک فقیر سے فقیر آدمی بھی اگر جان کے خدائی طریقوں پر آ جاوے تو دوسروں کو فائدہ پہنچانے والا بن جاتا ہے، روح فائدہ پہنچانے والے طریقوں سے عروج پر آتی ہے اور جب وہ جسمانی نوعیت پر آ جائے تو پھر اگر وہ نورانی تھی تو وہ ظلماتی بن جاتی ہے، بعض روحیں جسمانی تقاضوں سے دب کر ایسی خراب ہو جاویں گی کہ اس کی بدبو کی وجہ سے ساری مخلوق سوائے انسان اور جنات کے نفرت کریں گے اور اگر انسان کی روح اپنی حالت پر رہے تو جتنی خوشبوئیں دنیا میں ہیں ان سے زیادہ خوشبودار بن کر اس کی روح جاوے گی یہاں تک کہ دوبارہ جسم روح کی مناسبت سے دیا جاوے گا۔

بعض روایات میں آتا ہے کہ جس کو جنت میں لے جایا جاوے گا ان کا قد حضرت آدم علیہ السلام کا اور شکل حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حسن حضرت یوسف علیہ السلام کا ہوگا (۸)، اگر خلافت والے تقاضوں کو پورا کرنے والا بن جائے تو اس کی روح بن جاتی ہے، ہر انسان کے لئے اللہ نے دوسرے انسانوں کے لئے فائدہ پہنچانے والا طریقہ تجویز کیا ہے، بات تو ایک ہی ہے لیکن لینے والے اصولوں میں دشمنی ہوتی ہے اور دینے والے اصولوں میں محبت پیدا ہوگی، ہر جسم کا اپنی روح سے مقابلہ ہے جو روح کے تقاضوں کے ماتحت اپنے جسم کے تقاضوں کو پورا کرنے والا بن جائے گا سارے علم کی روحانیت اس کی ماتحتی میں آوے گی، جتنے جذبہ باعتبار جسم کے ہے ان کو مغلوب کر کے روح کے تقاضوں کو غالب کر دیا جاوے۔

انسان کے سلسلہ وجود میں جس کا بھی تعلق ہے جسم میں ان سب کا تقاضہ ہے اور روح میں لاکھوں تقاضوں سے بڑھ کر ایک ہی تقاضا ہے اور وہ اللہ پاک کی ذات پاک کا ہے، روح کا اصل تقاضا یہ ہے کہ مجھے اللہ پاک نے جسم میں داخل کیا ہے مجھے اللہ پاک کے راضی کرنے میں ہی لگ جانا ہے، روح اور جسم کے ملنے سے پہلے کا اقرار قابل التفات نہیں اور ملنے کے بعد والا بھی، لیکن جب روح اور جسم ملے ہوتے ہیں اس وقت کے اقرار کا اعتبار ہے، جتنے شعبے ہیں جہاں جہاں ہماری خلافت خرچ

ہوگی اس میں جذبہ باری تعالیٰ پیدا ہو جائے اور دوسرے جذبے اس سے نکل جاویں۔

جتنے جسمانی ترتیب کے نقشے ہیں ان سے اپنے جذبہ کو خالی کیا جاوے اور خدا والا جذبہ پیدا کیا جاوے، اگر جذبہ غیر ختم ہو جائے اور جذبہ خدا وجود میں آجاوے، جذبہ تو خدا کا ہو اور طریقہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ہو کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حکم کو پورا کرنے کا طریقہ بتایا ہے، خدا نے اپنے میں سے حکم نکالا اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نور نکالا، اس صورت میں دونوں نور مل گئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا تمام انوارات میں فیضان ہوگا، بقدر احکامات کو پورا کرنے کے، تاجر میں سے تجارت کا جذبہ اور مال کے نفع کی نفی اور اللہ کا جذبہ زراعت میں سے کھیتی اور غلہ کی نفی اور خدا کا ہی جذبہ ہو۔

جذبات طریقوں کی تبدیلی اور عبادات کی مشق سے آوے گی، ایک درجہ جذبہ کا ہوتا ہے اور اس سے بڑھ کر تعلق کا درجہ ہے، اس کے لئے عبادات مرحمت فرمائی ہیں اور ان میں بھی دونوں طرح کی عبادات مرحمت فرمائی ہیں، جان لگانے کی مشق نماز میں، مال لگانے کی زکوٰۃ اور حج میں، جانی اور مالی جذبات کو خدا کے لئے استعمال کرنے کی تاکید ہے، عبادات کی لائنیں تعلقات کی تبدیلی کے واسطے ہیں، ایسے اچھے طریقے پر عبادت کرنا کہ مخلوق کا تعلق خالق کی طرف پلٹ جاوے، روزہ کی عبادت نماز میں بار بار جان اللہ پر لگی ہے، اس کے اہتمام کے ساتھ مشق کی جاوے، دعوت میں سب سے پہلے عمل کی ابتداء جذبات کی تبدیلی سے ہے، دعوت دینا اور علم الٰہی کی طرف رجوع کرنا۔

سب سے پہلا حکم نماز کا آیا ہے، طریقوں کی تبدیلی کے جذبے سے خدا کا خلیفہ ہمیں بننا ہے اس خدا ہی کے جذبے رہ جاویں، سب سے پہلے دعوت آتی ہے، جو دعوت کو لے کر کھڑا ہوا کرتا ہے سب سے پہلے اس کی زندگی (عموماً عارضی طور پر) بگڑتی ہے، حضرت عثمانؓ کو ان کے چچا نے رسہ میں باندھ کر دھویں میں لٹکا دیا (۹)، اس وقت جو بھی کلمہ پڑھتا تھا تکلیف اٹھاتا تھا لیکن اس کی دعوت دیا کرتا تھا، پھر اخلاق کی مشق آئی، باپ تو گھر سے نکال رہا ہے اور اجنبی آدمی گھر میں بٹھا کر روٹی کھلا رہا ہے، اس طرح زندگی کی مشق چلی جس میں دعوت تھی تعلیم تھی اور اخلاق کی مشق تھی۔

وہ غلط جذبہ جو اس عالم کے نظام کو خراب کرے گا اور مرنے کے بعد دوزخ میں لے جاوے گا ان کو نکالا جاوے اور خدائی جذبہ پیدا کیا جاوے، اس جذبہ پر اللہ اس کا دروازہ کھولتے ہیں جو خدائی ذات میں ہے، اللہ نے ایسے انسان پیدا کئے ہیں کہ یہی سب کو فقیر سمجھتے ہیں اور اپنے کو غنی سمجھتے ہیں، دعوت تعلیم وغیرہ کے لئے محنت کرنا، اس جذبہ پر جو محنت کر رہے تھے ان کے لئے قرآن پاک میں اللہ کی رضا کی خوشخبری ہے، پہلے جذبات کی تبدیلی کی دعوت دیا کرتے تھے اور اس چیز کے علم کو حاصل کیا کرتے تھے جس سے وہ گزرتے تھے زندگی میں تعاون، ہمدردی، دوسروں کی زندگیوں کے بنانے میں ہمدردی کرنا نماز کا اجتماع تعلیم اور غرباء کی خیر خبر لینے کا اجتماع تھا اور مخلوق خدا کی خیر خبر لینے والا بھی یہی ہے۔

جب نماز آئی اور اس سے خدا کا تعلق پیدا کیا گیا اس کے بقدر اخلاق کے دروازے کھلے، ان اخلاق کے قصے اگر سنائے جاویں تو بہت دیر ہو جائے گی، اسلام سے پہلے حضرت عمرؓ کے بارے میں ہے کہ قریش کے شیطانوں میں سے ایک شیطان تھے، جب عبداللہ اور اس کے ساتھیوں نے ہجرت کا ارادہ کیا تو حضرت عمرؓ کی آنکھوں میں آنسو آگئے اور

یہ کہہ رہے تھے کہ صاحبکم اللہ، اللہ تمہارے ساتھ ہے، بیوی نے خاوند سے کہا تھوڑی دیر پہلے اگر ہوتے تو دیکھتے کہ عمر کس درجہ پسیج رہا تھا، خاوند نے کہا نہیں اس کے باپ کا گدھا مسلمان ہوسکتا ہے لیکن عمر کا مسلمان ہونا مشکل ہے (۱۰)۔

اسی طرح سے دوسرے صحابہ کرامؓ تھے کہ انھوں نے اسلام نہ لانے کی قسم کھا رکھی تھی، لیکن یہ لوگ جب اسلام لے آئے تو ان ہی کو سروں پر چڑھایا گیا، قبیلے کے سردار مسلمان ہوکر اپنے قوم میں گئے اور دعوت دی قوم نے ان کو شہید کردیا (۱۱)، سب سے پہلے دعوت تھی، ہر کلمہ گو داعی تھا اور ہر کلمہ گو نماز کے ساتھ خدا کا تعلق رکھنے والا تھا اور بندگان خدا کے ساتھ اخلاق کا معاملہ کرنے والا تھا، اگر اتنی محنت کرلی جاوے کہ جذبات میں تبدیلی ہوجاوے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقوں کو اختیار کرلیا جاوے جب اخلاق پر پہنچتا ہے، سارے شعبوں میں دوسروں کے حق اداء کرنے والا بنتا ہے تو پھر جو ہاتھ ان کے سروں پر جوتے مارتے تھے وہ ان کے جوتے اٹھانے والے بن جاتے ہیں۔

یہ ایک محنت ہے جو عداوت والے دلوں کو جوڑنے کے لئے ہے، جب تک یہ محنت چالو تھی تو طریقہ زندگیوں میں آرہے تھے، سب کو ایک محنت پر جوڑا گیا جس طرح سے نماز ہم کو جوڑتی ہے اور اس محنت کو اور شعبوں سے زیادہ اہم قرار دیا گیا، مکہ کے تیرہ سال ایسے ہیں کہ برابر ان کی زندگیاں بگڑتی تھیں مدینہ پاک میں آکر بھی ان کو زندگیاں بنانے کا موقع نہیں دیا، پچیس سفر تو خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دس سال میں کئے اور اس کے علاوہ ۱۲۵ سفر صحابہ کرامؓ نے کئے، نقل و حرکت والی محنت جو خصوصیت ہے، حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اپنے گھر میں، اپنی زبان میں اپنی قوم میں محنت کرنے والے پہلے نبی آئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت ہے، كَافَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيرًا وَّنَذِيرًا (۱۲) سارے انسان آپ کی امت میں شامل ہیں، ایک امت دعوت ایک امت اجابت۔

پہلے آسمانوں سے پتھر برسا کرتے تھے، شکلیں مسخ ہوا کرتی تھیں، آپ کی برکت سے یہ حوادث موقوف کردئے گئے، (۱۳) آپ کی خاص محنت کیا ہے؟ بعض نمازیں ایسی ہیں جو پہلے نبیوں کو دی گئی تھیں، اس طرح سے محنت کی لائن سے بھی آپ کو مزید ملا ہے، علم کی تبدیلی کے لئے محنت کرنا ہے، آپ کو عالم گیر محنت دی گئی، جو تاجر اور زارع تھے اور جس کی تجارت اور زراعت ہمیشہ چلا کرتی تھی لیکن جب کلمہ والے بن گئے تو جذبات کی پیداوار پہلے اور شعبوں کو چلانا بعد میں آگیا، باہری نقل وحرکت کے لئے ضوابط نہیں تھے، جب آواز لگ جاتی تھی سب کچھ چھوڑ کر نکل پڑنے کا حکم دیا جاتا تھا، اس سے طریقوں اور جذبوں کی تبدیلی ہوتی ہے، اندازہ لگاؤ جب ان کے ڈیڑھ سو سفر اس دنیا میں ہوئے تو گھروں میں رہنے کا ان کا زمانہ کتنا ہوا، اس کے علاوہ باہر کے نمائندے آتے۔

مدینہ منورہ میں جذبات کی تبدیلی کرتے تھے، طریقوں کی مشق کرتے تھے، صحابہ کرامؓ وہی داعی تھے وہی معلم تھے، وہی خادم تھے، ایک قافلہ باہر سے سو آدمی کا آیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کون ساتھ ان کو لیتا ہے، ایک محلہ والے لے گئے، مدینہ میں رہنے کا زمانہ منقسم تھا، دکان، زراعت، تجارت اور دین کی تعلیم اور ذکر دعا چوبیس گھنٹے مسجد تربیت گاہ بنی ہوئی رہتی تھی، اس اعتبار سے اگر ان کے اوقات کا تجزیہ کروگے تو معلوم ہوگا کہ سال میں دو، چار مہینے تو کمائی کے نکلتے اور باقی دین کے

لئے تھے، پہلے تعلیم وتربیت کے خاکے سے پھر جذبات کی تبدیلی کی مشق کی گئی۔

اب بارہ مہینے کمانے والے مشکل سے چار مہینے نکلتے ہیں، یہ تقریباً تحقیقی بات ہے، کمائی کی تو یہ صورت تھی اور اخراجات تنگ کردئے گئے، اگر مستطیع ہوتا تو اسے اپنی ذات پر خرچ کرنا پڑتا تھا اور دوسروں پر لگانا پڑتا تھا، مدینہ والے جب باہر کے لوگ آتے ان کی ضیافت کرتے تھے، ایک ضابطہ تھا جس کا کوئی رشتہ ہو وہ بے دھڑک اس کے گھر کھانے ٹھہرنے کے لئے پہنچ جاوے اور جن کے تعلقات نہ تھے وہ سب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حجرہ مبارک کے سامنے آکر کھڑے ہوجاتے تھے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کو صحابہ کرامؓ میں تقسیم کردیتے تھے، حضرت سعد بن عبادہؓ روزانہ دس سال تک ۸۰ مہمانوں کو بلا ناغہ لے جاتے تھے اور باقی کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم لے جایا کرتے تھے، (۱۴) بہت سیدھی سادی معاشرت تھی، ایک دفعہ ارشاد فرمایا کہ آدمی کے بڑا ہونے کے لئے کافی ہے کہ خود کو تحقیر کی نگاہ سے دیکھے، صحابہ کرامؓ سے ان کی مہمانی کرایا کرتے تھے اور جب وہ واپس ہوتے تو مدینہ والے ان کو تحفہ دلوایا کرتے تھے۔

اب تو بات صرف اتنی ہے کہ ہم اپنی موجودہ محنتوں کے اندر تبدیلی پیدا کرلیں، ہر آدمی سے مطالبہ ہے کہ یہ چند چیزیں ہیں ان ہی کی دعوت ہے ان ہی کی تربیت ہے، اب جو آدمی اس محنت میں اپنا وقت لگاوے، وہ خدا کی رحمت کے دروازے اہل عالم پر کھلوانے والا ہے، خدا کی طرف سے رحمت کی صحیح طریقوں کی طرف تبدیلی کی محنت کی ہوائیں چلیں گی، اس کے لئے تین چلہ مانگے جاتے ہیں اور تین چلہ کی مشق کے لئے چلہ پر بھی اکتفا کرلینا چاہئے۔

---

(۱) سورۃ یٰسٓ: ۸۲

(۲) مشکوٰۃ صفحہ ۲۰

(۳) الاعراف: ۶۴

(۴) الاعراف: ۱۳۶، ۱۳۷

(۵) الاعراف: ۷۸

(۶) تفسیر ابن کثیر صفحہ ۴۰۲ جلد ۳

(۷) تفسیر ابن کثیر صفحہ ۵۳۵ جلد ۳

(۸) کنز العمال صفحہ ۴۹۰ جلد ۱۴

(۹) رحمۃ للعالمین صفحہ ۵۵ جلد ۱

(۱۰) البدایہ والنہایہ صفحہ ۱۲۷ جلد ۳

(۱۱) حیاۃ الصحابہ صفحہ ۲۶۹ جلد ۱

(۱۲) سورۃ سبا: ۲۸

(۱۳) تفسیر ابن کثیر صفحہ ۲۰۳ جلد ۳

(۱۴) حیاۃ الصحابہ صفحہ ۲۵۰ جلد ۲

دعوت والوں کے عمل ٹھیک ہوں تو دعوت چلتی ہے

{۹ رفروری ۱۹۵۷ء، بروز اتوار، بوقت روانگی جماعت}

اقتباس

کرنے والے تو صرف اللہ ہیں، لیکن دنیا کو اللہ نے دارالاسباب قرار دیا ہے جو بھی اس دنیا میں آوے گا پہلے انسانوں سے اللہ اسباب اختیار کرواتے ہیں، انسان شادی کرتا ہے اور جب اللہ کی مشیت ہوتی ہے تو بچہ بچی پیدا ہوتا ہے، اسی طرح غلہ تو اللہ تعالیٰ ہی بناتے ہیں لیکن اسباب کے طور پر زمیندار زمین، ہل، بیل، وغیرہ کا انتظام کرتا ہے، تو اس وجہ سے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ کھیتی والے تم ہو یا ہم ہیں، سبب انسان اختیار کرتے ہیں اور کھیتی خدا بناتے ہیں، جس طرح یہ اسباب رکھے ہیں اسی طرح انسانوں کے دلوں کے اندر ہدایت کے آنے کا ایک سبب تجویز کیا ہے اور وہ یہ ہے کہ تم اس کے لئے محنت کرنے والے اور داعی بن کر اٹھو، دل کا وجدان ہو جائے کہ زندگی کے صحیح طریقوں سے کامیابی ہوگی۔

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

بعد خطبہ ماثورہ کے لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الْاٰخِرَ وَذَكَرَ اللّٰهَ كَثِيْرًا (۱) تلاوت فرمائی۔

میرے بھائیو دوستو بزرگو!

اللہ کا بہت بڑا کرم وفضل ہے کہ اس نے ایک بڑے مقصد کے دنیا میں زندہ ہونے کے لئے جمع فرمایا اور اس کے وجود میں آنے کے لئے سبب کے طور پر ہمیں قبول فرمایا، یہ سمجھئے کہ اللہ رب العزت اپنے بندوں پر اتنے رحم کرنے والے ہیں کہ کوئی محب اپنے محبوب کے لئے رحم کرنے والا نہیں، رحم کے تقاضوں کے ماتحت جب زندگیوں میں ایسی خبر آجاتی ہے کہ وہ اس دنیا میں اور مرنے کے بعد بھی مصائب میں پڑ جاویں تو اپنے رحم کی لائنوں سے کچھ مصیبت لاتے ہیں، اگر اللہ کے اجور کا دھیان کر کے ان مصیبتوں کو برداشت کیا جاوے تو یہ اپنی تجارت کا ذریعہ بن جاتا ہے اور اگر لوگ اسباب کی طرف متوجہ ہو جائیں اور صحیح اسباب بلایا کے ذہن میں آجاویں اور لوگ اسباب کی تبدیلی کی محنت کے لئے کھڑے ہو جاویں اور ان اسباب کو اختیار کریں جو بلایا کے ہٹانے والے ہیں تو دنیا میں بھی انسان چین کی زندگی گذارتے ہیں اور آخرت میں بڑے مزے لیتے ہیں۔

بلا یا مصائب چونکہ زندگیوں میں تبدیلی کرنے کے لئے آتے ہیں، اگر اللہ سمجھ نصیب فرماویں تو پھر یہ اسباب بلا یا لاتے نہیں، وہ بلاؤں کو ہٹاتے بھی ہیں، اللہ رب العزت جس طرح اسباب حقیقیہ بنائے ہیں کہ جب انسانوں کے اعمال اور زندگی گزارنے کے طریقے غلط ہوتے ہیں، تو ان کی زندگیاں بگڑتی ہیں لیکن اس بگڑنے پر اعمال کی خرابیوں کی طرف توجہ نہیں کی جاتی ہے، بلکہ مال اسباب کی طرف توجہ کی جاتی ہے، ہاں اگر اللہ رب العزت اس طرف رہبری فرماویں کہ ہماری عبادات ہماری معاشرت اچھی نہیں تھی یہ بلا یا کے آنے کا سبب بنی ہیں، لہٰذا زندگی کے غلط طریقوں کو اپنے اندر سے نکالا جائے اور صحیح طریقوں کو زندگی میں لایا جائے۔

کرنے والے تو صرف اللہ ہیں، لیکن دنیا کو اللہ نے دارالاسباب قرار دیا ہے جو بھی اس دنیا میں آوے گا پہلے انسانوں سے اللہ اسباب اختیار کرواتے ہیں، انسان شادی کرتا ہے اور جب اللہ کی مشیت ہوتی ہے تو بچہ بچی پیدا ہوتا ہے، اسی طرح غلہ تو اللہ تعالیٰ ہی بناتے ہیں لیکن اسباب کے طور پر زمیندار زمین، ہل، بیل، وغیرہ کا انتظام کرتا ہے، تو اس وجہ سے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ کھیتی والے تم ہو یا ہم ہیں (۲)، سبب انسان اختیار کرتے ہیں اور کھیتی خدا بناتے ہیں، جس طرح یہ اسباب رکھے ہیں اسی طرح انسانوں کے دلوں کے اندر ہدایت کے آنے کا ایک سبب تجویز کیا ہے اور وہ یہ ہے کہ تم اس کے لئے محنت کرنے والے اور داعی بن کر اٹھو، دل کا وجدان ہو جائے کہ زندگی کے صحیح طریقوں سے کامیابی ہوگی۔

زبان کا بولنا کان کا سننا، نہ رہے بلکہ دل کے اندر اتر جائے، صحیح طریقہ معاشرت میں حاکموں، محکوموں میں غریبوں مالداروں میں اس وقت پیدا ہوتے ہیں جب دل کے اندر طریقوں سے کامیابی کا وجدان پیدا ہو جائے گا، آپ بہت اچھے اچھے مکان بنالیں بہت ساری مالیت جمع کرلیں تو اس سے طریقے صحیح نہیں ہوں گے، لیکن اگر طریقہ صحیح کرنے کی محنت کرے گا تو طریقے صحیح ہو جائیں گے، خواہ اس کے پاس رہنے کو جھونپڑی اور پہننے کو کپڑے تک بھی نہ ہوں دلوں کے اندر سے ضلالت (ضلالت کیا ہے؟ صحیح پاکیزہ طریقوں سے کامیابی کا وجدان دلوں سے نکل جائے) نکال کر جب دل ضلالت سے بھرا ہوگا، تو جب بھی عمل کرے گا غلط کرے گا اور اگر وہ اسباب اختیار کئے جائیں جو ہدایت لانے والے ہیں، تو اللہ رب العزت دلوں سے ضلالت کے بادل اس طرح سے چھانٹتے ہیں جس طرح صبح صادق کے وقت اللہ رب العزت اندھیرے کو ہٹا کر روشنی لاتے ہیں۔

دلوں میں ہدایت لانے والی محنت بنیاد کا درجہ رکھتی ہے ہدایت اللہ کی طرف سے آوے گی، اگر لاکھوں کے دلوں کے لئے ایک دن میں ہدایت کا اردہ کریں گے تو ایسا ہی ہو جائے گا، ہدایت کی آمد میں دیر نہیں لگتی، بلکہ اسباب اختیار کرنے میں دیر لگتی ہے، جب اسباب قابل قبول ہو جاتے ہیں تو ضلالت نکل کر ہدایت آجاتی ہے، جس طرح یہ سورج اپنے بدنوں کی روشنی کو اپنے اندر لئے ہوئے ہے اسی طرح ہدایت کی دعوت اپنے اندر کی روشنی کو لئے ہوئے ہے، چیزوں سے، نقش ونگار سے کامیابی تعاون صحت وغیرہ نہیں ملتی بلکہ خدا کی ذات کے خزانوں سے کامیابی آتی ہے، عمل کے طریقے اگر غلط ہوں گے تو خدا کی طرف سے ناکامی آئے گی۔

اور ہدایت میں جان اس وقت پڑے گی جب دعوت دینے والوں کا وجدان یہ ہو جائے کہ ہدایت کا تعلق چیزوں سے نہیں ہے بلکہ اس محنت کے ساتھ تعلق ہے جو ہدایت کے لئے کی جاتی ہے، ہدایت اول نہیں آئے گی بلکہ اول زبانوں سے ہدایت کے الفاظ بولیں گے ہاں اگر محنت کرنے والوں نے صحیح محنت کر کے دکھادی تو ان کی محنتوں پر دوسروں کے لئے ہدایت کے دروازے کھلیں گے، زندگی کے طریقوں میں پاکیزگی آجانے کے لئے محنت کرنا بہت بڑا عمل ہے، اگر انسان صحیح طریقہ سے روزہ رکھنے والا بن جائے اور سیرت کے اعتبار سے اس کو ٹھیک کیا جائے روزہ میں جس طرح حلال سے روکا جاتا ہے یعنی کھانا پینا چھوڑا ہے، اسی طرح سے حرام سے غیبت وغیرہ سے بھی بچتا رہے، جب آدمی صبح سے شام تک اسی طرح روزہ رکھتا رہے کہ کوئی حرام نہ ہونے پائے تو اس سے دولت کا دروازہ کھلے گا اور جب اس عمل کو اللہ کے راستے میں دین کی عظمت اور رفعت اور دین کے منافع کو سامنے رکھتے ہوئے محنت کی جاتی ہے تو ایمان اعمال صالحہ کی ہدایت آجائے گی، اگر نماز کو صحیح نقشہ پر نہیں لایا جاوے تو اس سے ہدایت کے دروازے نہیں کھلتے، اسی طرح ہر عمل کا نقشہ صحیح کیا جاوے اور یہ عمل پسندیدہ ہو جاوے اور قبول فرمالیں تو مجموعہ سے ہدایت کا دروازہ کھلے گا، اللہ رب العزت نے اس عمل کی قیمت بہت ہی بڑھادی ہے۔

محنت کا ایک درجہ یہ ہے کہ اپنے مقام پر کی جاوے اور دوسرا طریقہ یہ ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے پر ہدایت کی دعوت کے لئے نقل وحرکت شروع ہو جاوے اور لوگ اس کے لئے اپنے جذبات اور تقاضوں کو قبول کرنے والے بن جاویں، انفرادی اعمال میں اپنی ذات سے روزہ رکھنا اور نماز پڑھنا، حج کرنا یا زکوٰۃ دینا اتنا قیمتی نہیں ہے جتنا اللہ کی راہ میں نکلنا قیمتی ہے، حضرت عبداللہ بن رواحہؓ کا جنگ موتہ میں پیچھے رہ جانا (الخ) آخر آپ نے ارشاد فرمایا اے ابن رواحہ اگر تو پورے زمین کے خزانوں کو قربان کر دے تو اس ثواب کو نہیں پاسکتا جو ان کو صبح نکلنے پر ملا ہے (۳)۔

جو پیر اس راہ میں گرد آلود ہوں گے اس کے بقدر ان کے اندر خوشبوئیں ڈالی جائیں گی، اس راہ میں جب ایک نماز پڑھی جاوے گی ایک پیسہ خرچ کیا جاوے گا یا ایک کلمہ ذکر کہا جاوے گا تو سات لاکھ کا ثواب ملے گا (۴)، خدا کی راہ میں نکل کر صحیح طریقوں کی مشق کرنے میں جو محنت کی جاوے گی اس کی خدا کے یہاں بڑی قیمت ہے، لیکن ہر عمل کے طریقے ہوتے ہیں، جس طرح نماز کے ادا کرنے کی ایک خاص شرط ہے اور اس کی پوری شکل مقرر ہے، جب یہ ساری چیزیں صحیح ہونگی تب کہا جاوے گا کہ نماز ہوئی اور جو نماز پر اجر وثواب ملنے والے ہیں وہ ملیں گے، لیکن اگر بے وضو یا قبلہ کی طرف منہ کر کے نماز نہ پڑھی جاوے تو وہ نماز نہیں کہلاوے گی، نماز کی طرح اس عمل میں پاکی کی بھی ضرورت ہوگی، آج ابھی خیال کرنا ہوگا، نیت کو بھی صحیح کرنا ہوگا، قیام کے درجہ میں اس راہ میں نکلنے کو سمجھ لیجئے، اس راہ میں گشت کئے جاویں گے اور ان کے سامنے ایمان کی باتوں کو کیا جاوے گا، ہدایت کی آواز لگائی جاوے گی، چیزوں کے بنانے والے خدا ہیں اگر وہ بنائیں تو بنے گی ورنہ نہیں بنے گی۔

جب اللہ کی راہ میں کسی کو نکلنے پر آمادہ کیا جاوے گا تو وہ مختلف عذر سے روئے گا، اس وقت ایمان ویقین والی باتیں کریں، آدمی اپنے رواجی نقشے کو چھوڑ کر نکلے پھر بہت شاق گزرے گا، اس واسطے اس کے لئے طریقے بتلائے، ساتھ ہی

جب تم کسی گاؤں یا شہر میں گھسو تو تصور کرلو کہ خدا کے قبضے میں ہم سب کے دل ہیں جس طرف چاہیں پلٹ دیں (۵)، گاؤں میں داخل ہونے سے پہلے ہی دعا مانگ لو، قلوب کے مالک اور اس میں تغیر اور تبدل کرنے والے سے دعا مانگ لو، پھر کچھ خصوصی گشت میں بھیج دئے، گشت خواہ عمومی ہو یا خصوصی جہاں جاویں ان کی عمارت کو نہ دیکھیں، ان کے بیوی بچوں کو نہ دیکھیں بلکہ مشق کریں کہ صحیح زندگی میں آجاویں۔

گشت کا کمال یہ ہے کہ گشت والوں کو پتہ نہ لگے کہ یہاں کے مکان کیسے ہیں، خواص کو اس بات پر آمادہ کریں کہ وہ نقد جماعت نکالنے پر آمادہ ہوجاویں، عمومی گشت بھی اسی طرح ہو کہ دھیان اللہ کی طرف ہو، زبان پر اللہ کا ذکر ہو اور دل سے دعا نکل رہی ہو کہ یہ باتیں ہمارے اور ان سب بھائیوں کے دل میں بیٹھ جاویں، ساری باتوں کے تذکرے جب ہی آویں گے جب خدا کو پالنے والا شمار کیا جاوے گا، وعدہ کا تصور ایسا بنتا ہے کہ شاید مرنے تک بھی پورا نہ ہو، وعدہ کرتا ہے کہ جب میرے مسائل کا حل ہوجاوے گا تو خدا کی راہ میں نکلوں گا۔

آپ اپنے اندر ہدایت کے اترنے کے لئے تقدیر کی بات اٹھاتے ہیں اور یہ دل میں ہو کہ جیسا میں کہہ رہا ہوں وہ میرے دل میں بھی پیدا ہوجاوے، آج ایمان کی لائن پر قدم ہی نہیں اٹھتا، یہ تو ظاہری کوشش ہے اور پھر رات کو دعائیں بھی ہوں، فرض نمازوں کے بعد بھی دعائیں مانگی جاویں، ہدایت کے دروازے اس پر کھلیں گے، ایک طرف تو سمجھانا بجھانا پورا ہو، اور رات کو بارگاہ الٰہی میں دعاؤں کا اہتمام کیا جاوے، جس طرح قیام کے ساتھ رکوع سجدہ لگا ہوا ہے اسی طرح اس دعوت کے ساتھ دوسری چیزیں تعلیم وذکر بھی لگے ہوئے ہیں، جتنا اخلاق کی لائن سے معاشرت کی لائن سے علم آوے گا اتنا ہی وہ ہماری دعوت میں کام آوے گا۔

فضائل کی کتابوں کو بہت دھیان سے سننا کہ یہ اس راہ کے جاننے والوں کی باتیں ہیں اور کچھ وقت اپنی بگڑی چیزوں کو سیکھنا، دعوت جب چلتی ہے کہ جب دعوت دینے والوں کے اپنے عمل ٹھیک ہوں، ہماری دعوت کے اندر جان پڑنے کے لئے تعلیم کے حلقوں میں جانا پڑے گا اور دوسروں کو بھی ترغیب کے ساتھ شامل کیا جاوے اور بگڑی ہوئی چیزوں کا ٹھیک کرنا، ہم جہاں کہیں ہوں ہمیں یا دعوت میں لگانا ہے یا تعلیم میں لگانا ہے، جب تک داعی میں خدا کا تعلق پیدا نہیں ہوتا ہے اس وقت تک نماز ٹھیک نہیں ہوگی، جتنی ہم نمازیں اچھی پڑھیں گے، بنا کر پڑھیں گے ہمارا تعلق ہمارے خدا سے ہوگا، ذکر کی کثرت کرنا، جس وقت دعوت، تعلیم، تشکیل، نماز نہ ہو تو پھر ذکر میں لگا جاوے، اس سفر میں دنیا کے قصے بالکل نہ چھیڑے جاویں۔

حضرت عمرؓ نے فرمایا لوگوں کا تذکرہ بلاؤں کو لاتا ہے اور خدا کا تذکرہ بلاؤں کو دور کرتا ہے، جونسا وقت دعوت تعلیم کا نہیں اس میں نمازیں پڑھیں یا خدا کا ذکر کریں یا قرآن پاک کی تلاوت میں لگ جاویں، اگر ہم انسان نہ ہوتے تو میں یہ کہتا کہ صرف یہ تین باتیں ہی کرنی پڑتی، لیکن ہم چونکہ انسان اس واسطے بقدر ضرورت کھانے پینے آرام وراحت کو اخلاق کے ساتھ پورا کرنا، خدمت کے موقع پر اپنے آپ کو آگے بڑھانا، کھانے پینے آرام وراحت وغیرہ جب نفس کو حصہ ملنے لگے یا عزت کی صورت ہو تو دوسروں کو آگے بڑھاویں، یہ شخص ہیں جن پر رکھ کر اللہ ہدایت کے دروازوں کو کھولیں گے۔

دعوت ہی کرو، تعلیم کا اشتغال، تعلق مع اللہ کے لئے ذکر کا اہتمام، جس طرح مصنوعی چیزیں ہوا کرتی ہیں اسی طرح سے اگر ساری چیزوں کو سیرت پیدا ہونے کی غرض پر صورت اختیار کیا تو انشاء اللہ اس صورت سے سیرت بھی آجاوے گی، جب اس صورت میں حقیقت پیدا ہو جاوے گی تو تم ہدایت کے دروازے کھلے پاؤ گے، باہر نکل کر تو ان باتوں کی پابندی کی جاتی ہے لیکن اپنے مقام پر آکر یہ چیزیں چھوٹ جاتی ہیں، مقام پر آکر نیا ضابطہ بنالے اور جس طرح باہر نکل کر اخلاقی زندگی کی مشق کی تھی ان کی بقا کے لئے مقام پر کوشش کی جاتی رہے، اگر بیرونی اور مقامی دونوں محنتوں کو چلایا گیا تو دوسروں کی ہدایت پر پڑنے کا ذریعہ بنے گا۔

---

(۱) سورۃ الاحزاب: ۲۱

(۲) سورۃ الواقعہ: ۶۴

(۳) حیاۃ الصحابہ صفحہ ۵۸۵ جلد ۱

(۴) کنز العمال صفحہ ۲۹۲ جلد ۴

(۵) کنز العمال صفحہ ۳۹۱ جلد ۱

مسئلہ کسی منزل پر اللہ کے ہاتھ سے نکلا ہوا نہیں ہے

{ یکم رجب المرجب ۱۳۷۷ھ، مطابق ۲؍جنوری ۱۹۵۸ء، بعد نماز فجر }

اقتباس

انسان کی جامعیت اور کمال ہے کہ لائن کا احساس کرتا ہے، دن کو محسوس کرتا ہے لیکن ناقص احساس کرتا ہے، چیز تو بہت بڑی ہوتی ہے اور یہ احساس کرتا ہے بہت چھوٹی کا مثلاً یہ احساس کرتا ہے زمانے کا، لیکن زمانے کی ضرورتوں کا پوری طرح احساس نہیں کرتا اور ساری حاجتوں کا احساس نہیں کرتا، خدا نے نبیوں کو بھیجا، انھوں نے آکر بتلایا کہ تم نے زمانے کا احساس کیا یہ تو ٹھیک ہے لیکن پورے زمانے کا احساس نہیں کیا، بھوک لگے گی تو بدن سے چیزیں نہیں نکلتی جس سے بھوک دور ہو جائے، یا بدن سے کپڑے نہیں نکلتے کہ سردی کا انتظام ہو جائے، بلکہ یہ احساس ہوتا ہے کہ مجھے اپنے ماسوا چیزوں کی ضرورت ہے، اب چونکہ ساری ذاتیں اس کے سامنے آتی ہیں اس لئے وہ کسی ایک ذات کا انتخاب کر لیتا ہے، کسی نے حکومت کو، کسی نے تجارت کو، کسی نے زمینداری کو، کسی نے سونے چاندی اور تیل وغیرہ کو سمجھا کہ اس سے حاجتوں کا انتظام ہوگا۔

نحمدہ' ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

خطبہ مسنونہ کے بعد قرآن پاک کی آیت مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً ۚ وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ (۱) اور كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ (۲) تلاوت فرمائی۔

میرے بھائیو دوستو بزرگو!

انسان اس دنیا میں اپنی زندگی کو کامیاب بنانے کے لئے بڑی محنت کرتا ہے، جتنی بھی عمر اللہ اسے مرحمت فرماتے ہیں وہ پوری عمر اتنی سعی کرتا ہے، کہ اسے کامیابی حاصل ہو جائے، محنت سب کرتے، مسلم غیر مسلم، حکومت، پبلک، مالدار غریب، سب کامیابی کے لئے محنت کرتے ہیں، لیکن ہر محنت کرنے والا کامیاب نہیں ہوتا، بلکہ جس کی محنت صحیح ہوتی ہے وہ کامیاب ہوتا ہے اور جس کی غلط ہوتی ہے وہ ناکام ہوتا ہے، لیکن محنت کے صحیح اور غلط ہونے کا پتہ نتیجہ کے وقت ملتا ہے، محنت کرنے کے زمانے میں محنت کے صحیح اور غلط کا پتہ نہیں چلتا، جبکہ نتیجہ کے وقت محنت کرنے والا یا اپنے کو کامیاب یا ناکام کہتا ہے۔

زمیندار جس وقت ہل چلاتا ہے اور پانی دیتا ہے اور اس کی رکھوالی کرتا ہے اس وقت پتہ نہیں چلتا کہ وہ کامیاب ہوگا یا

ناکام، اسی طرح سے دکاندار کو روزانہ کی بکری سے پتہ کامیابی کا یا ناکامی کا نہیں چلتا بلکہ سال بھر میں جب وہ چٹھا باندھتا ہے اس وقت پتہ لگتا ہے کہ وہ کامیاب ہوا یا ناکام ہے، اگر غور کریں تو انسان کو اس دنیا میں ہی ناکامی نظر آئے گی، حکومتیں تک بھی آج ناکام نظر آتی ہیں، اس لئے کہ جن چیزوں پر انھوں نے محنت کی بنیاد اٹھائی تھی وہ چیزیں حاصل نہیں ہو رہی ہیں، انسان اپنی آنکھوں دیکھی پر قدم اٹھاتا ہے اور انسانی نظر ہے کہ اس کو پوری چیز دکھائی نہیں دیتی، اس کو پورے دن دکھائی نہیں دیتے تو پھر ان دنوں کی حاجتیں کس صورت سے دکھائی دی جاویں، دن ایک تو ہے نہیں بلکہ نہ معلوم مرنے تک کتنے دن ہیں یہاں ایک دن کا پتہ دیا ہے، وہ قیامت کا دن ہے، جو پچاس ہزار سال کا ہوگا، ہمیں ایک طرف تو اعزاز و اکرام کے ساتھ جنت میں داخل کیا جا رہا ہوگا اور دوسری طرف پیشانی کے بالوں کو پکڑ کر اوندھے منہ دوزخ میں ڈالا جا رہا ہوگا۔

قیامت کے دن ہمیں تمہیں سب کو پتہ چل جاوے گا کہ کون کامیاب ہوا اور کون ناکام ہوا، آج کا دن فیصلہ کرنے کا نہیں ہے، بلکہ یہ دن تو محنت کرنے کا ہے، آج تو چیزوں کو حاصل کیا جا رہا ہے اور ان کو خرچ کیا جا رہا ہے، اگر چیزیں حاصل کیں تو لوگوں کا حق دبا دبا کر تو اس پر کل کو ناکام ہوگا اور دوزخ میں ڈالا جاوے گا، انسان کے سامنے تو ایک دن ہے اور وہ ہے چھوٹا سا بارہ گھنٹوں کا اور خدا کے سامنے سارے دن میں صدی ان کے ایک دن حشر کا ہے، وہ پچاس ہزار سال کا ہوگا اور حشر کے بعد دنوں کا مسئلہ ہی نہیں، اس کے بعد تو ہمیشہ کے لئے زندگی چلے گی، ہم تو اس کو زندگی کہہ رہے ہیں اور خدا کہہ رہے ہیں کہ تیری زندگی تو قیامت کے دن سے شروع ہوگی (۳)۔

انسان کو تو ایک دن بھی پورا نظر نہیں آتا ہے کہ آج شام کو کیا ہونے والا ہے اور شام تو بہت دور کی چیز ہے اس کو تو ایک منٹ بعد کا بھی پتہ نہیں بلکہ اس کی زندگی تو ایک سیکنڈ ہو کر گزر رہی ہے، اگر خدا دیکھی پر قدم اٹھاوے گا تو سب ٹھیک ہو جائے گا اور اگر اپنی آنکھوں دیکھی پر قدم اٹھائے گا تو اس زندگی کا انتظام بھی مشکل ہے جو ہمارے سامنے ہے، محنت ان ہی اعضاء کی ہے، خواہ اس کو جزء خانی پر لگا دو جو شام تک نہ معلوم کتنی دفعہ بدلے گا، ایک شخص کے پیٹ میں درد ہوا، ساری طاقت لگائی کہ درد دور ہو جائے، پھر پانچ منٹ کے بعد ہیضہ ہو گیا، تو اب ساری طاقت اس کے دور کرنے پر لگا دی جاوے گی، لہٰذا انسانوں کی اپنی دیکھی پر محنت ہے، وہ اس کے لئے ہے جو ایک جزء کا درجہ ہے، سارے انسان اس جزء خوانی پر محنت کر رہے ہیں اور انجام کے وقت ناکام ہوں گے اور خدائی شان یہ ہے کہ وہ دیکھ رہے ہیں کہ کہاں سے تو آیا ہے اور کس کس راستے سے آیا ہے اور کہاں جاوے گا، جو نسے زمانے کو تو دیکھتا ہے خدا اس سے زیادہ اس کو دیکھ رہے ہیں، جو سب کچھ دیکھتا ہے اس کی بات تو سب کچھ دیکھ کر ہوتا ہے اور جو جزء کو دیکھتا ہے اس کی بات اور ہوئی ایک آدمی صرف پولس کے آدمی کو دیکھتا ہے وہ اس سے الجھنے کو تیار ہو جاتا ہے اور ایک پولیس والے کو دیکھتا ہے اور صبر کر جاتا ہے، جنھوں نے خدائی دیکھی پر قدم اٹھایا وہ کامیاب ہو گیا اور جنھوں نے اپنی دیکھی پر قدم اٹھایا وہ ناکام ہوں گے، جنھوں نے آج کی بھوک پیاس کو دیکھا آج کی عزت و ذلت کو دیکھا، بعد کو انجام کار ناکام ہوں گے، جس نے حال کی زندگی بنانے میں لوگوں کے حقوق کو ضائع کیا ہوگا تو اس پر لمبے لمبے عذاب شروع ہو جائیں گے، جسم تو زمین میں دبا دیا ہے، لیکن اس پر برزخ میں

عذاب ہو رہا ہے، وہ میٹھی نیند نہیں سوتا بلکہ سود کی وجہ سے، غیبت کی وجہ سے، حرام کاروبار کرنے کی وجہ سے دوزخ میں جل رہا ہوگا، لوگ سمجھتے ہیں کہ دنیا کے جھگڑوں سے چھوٹ گیا۔

انسان کی جامعیت اور کمال ہے کہ لائن کا احساس کرتا ہے، دن کو محسوس کرتا ہے لیکن ناقص احساس کرتا ہے، چیز تو بہت بڑی ہوتی ہے اور یہ احساس کرتا ہے بہت چھوٹی کا مثلاً یہ احساس کرتا ہے زمانے کا، لیکن زمانے کی ضرورتوں کا پوری طرح احساس نہیں کرتا، اور ساری حاجتوں کا احساس نہیں کرتا، خدا نے نبیوں کو بھیجا، انھوں نے آکر بتلایا کہ تم نے زمانے کا احساس کیا یہ تو ٹھیک ہے لیکن پورے زمانے کا احساس نہیں کیا، بھوک لگے گی تو بدن سے چیزیں نہیں نکلتی جس سے بھوک دور ہو جائے، یا بدن سے کپڑے نہیں نکلتے کہ سردی کا انتظام ہو جائے، بلکہ یہ احساس ہوتا ہے کہ مجھے اپنے ماسوا چیزوں کی ضرورت ہے، اب چونکہ ساری ذاتیں اس کے سامنے آتی ہیں اس لئے وہ کسی ایک ذات کا انتخاب کر لیتا ہے، کسی نے حکومت کو، کسی نے تجارت کو، کسی نے زمینداری کو، کسی نے سونے چاندی اور تیل وغیرہ کو سمجھا کہ اس سے حاجتوں کا انتظام ہوگا۔

انبیاء علیہم السلام نے بتلایا کہ جتنی ذاتوں کو تو سوچتا ہے وہ مخلوق ہیں اور مخلوق وہ ہے جس کو کسی نے بنایا ہے، اپنے وجود میں اور اپنے سے وجود میں کسی کا محتاج ہے جو اپنی آنکھ سے دیکھے گا اسے خالق نظر نہیں آئیں گے، اس میں فانی تو آجاتا ہے لیکن غیر فانی نہیں آتا، اس میں گیہوں کا دانہ تو آتا ہے لیکن ساتوں زمین و آسمان نظر نہیں آتے، جب مخلوق پوری نظر نہیں آتی تو خالق کس صورت میں نظر آئیں گے پر تو احساس کیا کہ ہم اپنی ذات سے زندگی نہیں چلا سکتے کبھی دوسری چیزوں کی اور دوسری ذات کی ضرورت محسوس ہوئی لیکن ہمارا تصور اوچھا ہے، ہماری محنت سے تو کھیتی بن جائے گی اور کھیتی سے ہماری زندگی، نبیوں نے آکر بتلایا کہ یہ تمہاری آنکھوں کا اندھا پن ہے، نبیوں کے متعلق کہا ہے کہ جس کو تم اپنے ہاتھوں سے بناتے ہو وہ تمہاری زندگی کو پورا کرنے والا کس صورت میں بن جائے گا۔

اسی طرح جو زمیندار ہمارے ہاتھوں سے چل رہا ہے وہ ہماری زندگی کو بنانے والا کس طرح بن جائے گا یہاں دھوکہ ہے، اللہ رب العزت نے بہت سی چیزوں کے وجود کو انسان کی محنت پر رکھ دیا ہے، اس لئے اس کو دھوکا ہونے لگا دکان کا وہ دکان جسے تم جگہ جگہ سے مہیا کر لائے ہو وہ تمہاری ضرورتوں کا پورا کرنے والی کس طرح بن جاوے گی لا الہ الا اللہ میں یہ بتایا گیا ہے کہ وہ ذات جس سے تیری حاجتیں پوری ہوں گی وہ صرف اللہ کی ذات ہے، جتنی ضرورتیں تیرے سامنے ہیں یہاں تک کہ تیری رات ان کو اللہ نے بنایا ہے وہ خالق کی ذات ہے، حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت موسیٰ علیہ السلام، ساتوں زمین و آسمان اور چیزیں مخلوق ہیں ایک خدا کی ذات کے علاوہ کو مخلوق کہا جاوے گا، جس کے بارے میں سوال کرو گے کہ اس کا خالق کون ہے تو جواب ملے گا کہ اللہ اس کے خالق ہیں، سارے انبیاء علیہم السلام، سارے فرشتے، ایک خدا کی مخلوق ہیں عزرائیل اس وقت روح قبض کر سکیں گے جب خدا چاہیں گے، حد یہ ہے کہ سارے فرشتے مل کر روح قبض کرنا چاہے تو نہیں کر سکتے جو زمیندار دکاندار ہیں جو تیرے سے چل رہی ہے وہ تیری حاجتوں کو پورا کرنے والی نہیں ہے، چیزوں سے بننے بگڑنے کا، ملک مال سے بننے بگڑنے کا تعلق صرف خدا سے ہے، وہی چیزیں بنا رہے ہیں۔

اگر ساری دنیا یہ کوشش کرلے کہ چیزیں وجود میں آجاوے اور وہ نہ چاہیں تو وجود میں نہیں آسکتی، خدا کا ارادہ زمین سے کھیتی اگانے کا نہ ہو تو سارے انجنیئر ایڑی چوٹی کا زور لگاویں تو کھیتی نہیں نکال سکتے، اللہ رب العزت فرماتے ہیں کھیتی تم کرتے ہو یا ہم کرتے ہیں (۴)، حقیقت میں خدا کی ذات ہی کا نام وجود ہے، خدا کی ذات نبیوں وفرشتوں کا زمین وآسمان کا محتاج نہیں ہے، یہ بات نہیں کہ غلہ ہوگا تو پیٹ بھرے گا، اگر خدا چاہے تو بغیر غلہ کے پیٹ بھر دیں، اگر خدا ہماری زبان کے بولوں سے پیٹ بھرنے کا ارادہ کرلیں تو اسی سے پیٹ بھر جاوے گا، جو ہو رہا ہے وہ اللہ کے ارادے سے ہو رہا ہے اور خدا اپنے ارادوں کو بدلنے پر ہر وقت قادر ہے، اصل وجود خدا کی ذات میں ہے، اصل پرورش، اصل عزت، زندگی بننا اصل خدا کا ارادہ ہے، باقی ساری مخلوق خدا کی محتاج ہے، خدا کے سامنے سرنگوں ہے، مالدار ہوں، حاکم ہوں، بادشاہ ہوں، یہاں تک کہ انبیاء علیہم السلام بھی خدا کے محتاج ہیں (۵)، کرنے والا کرنے والا ہوتا ہے وہ سب خدا کی ذات کے ساتھ ہے ہونا کام ہے غیر کا، اگر ہونے والا کرنے والے کے ساتھ جوڑ بٹھالے تو کامیاب ہوجائے گا، ورنہ ناکام ہوگا، کرنے والا جو کرے گا وہ ہوجائے گا، لوگ یہ پوچھتے ہیں کہ اگلے زمانے میں کیا ہوگا، جواب یہ ہے کہ کرنے والا جو کرے گا وہ ہوجائے گا۔

اللہ نے ضابطہ بتلایا کہ مجھے کرنے والا سمجھ کر میرے حکموں کو دیکھ کر چل میں تیرے لئے موافقت کے احکامات دے دوں گا، اتنی بات تو کر کہ اور کسی سے نہیں ہوتا بلکہ خدا کی ذات سے ہوتا ہے، ہماری محنتوں سے نہیں بدلے گا بلکہ کرنے والے کے حکم سے بدلے گا، اگر پوری دنیا کے لوگ اکٹھے ہوکر آجاویں اور کوشش کریں کہ آج سورج کو ڈوبنے نہیں دیں گے، تو وہ وقت مقررہ پر ڈوب کر رہے گا اور سارے کھڑے دیکھتے رہ جاویں گے، ہماری سورج پر نہیں چل سکتی تو زمین پر بھی نہیں چل سکتی۔

یہ تو دھوکہ ہے کہ ہم یوں سمجھ رہے ہیں کہ ہماری ذاتوں سے ہو رہا ہے، لا الہ الا اللہ کے ذریعے اپنے آپ کو دھوکے سے نکال لے اور بول کہ سارے مسائل کا تعلق صرف اللہ سے ہے، تیرے پیٹ میں جو درد ہے جب تک خدا چاہیں گے رہے گا اور جب وہ چاہیں گے دور ہوجائے گا، زمین وآسمان میں جتنی چیزیں دکھائی دے رہی ہیں ان سے کچھ نہیں ہوتا بلکہ خدا کے کرنے سے ہوتا ہے، انسان کے اندر لاکھوں باطل گھس گئے، لا الہ الا اللہ اس کا نام ہے کہ جس غیر خدا سے ہونا نہیں اس کو دل سے نکال دو اور جس خدا سے ہوتا ہے اس کو دل میں جمالو تو یہ لا الہ الا اللہ ہوگیا اور یہی اس کی محنت سے تعلق رکھتا ہے، حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہر ہر قدم پر اللہ کی طرف رجوع کی ترکیب بتلاتے ہیں۔

ایک آدمی پاخانے میں جاوے تو خیال کرے کہ یہاں بھی بہت سی مخلوق ہے، پاخانے میں گھسنے سے پہلے بسم اللہ کہے اور داخل ہوتے ہوتے کہے اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ، جتنی خبیث قسم کی روحیں ہیں ان سے تیری پناہ چاہتا ہوں، اگر یہ اللہ کا نام لے کر داخل نہیں ہوتا تو شیطان اس سے کھیلتا ہے (۶)، پھر پاخانے سے باہر آوے تو یہ دعا کرے، اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَذْھَبَ عَنِّی الْاَذٰی وَعَافَانِیْ، تمام تعریفیں اسی ذات کے لئے ہیں جو اس

گندگی کو میرے اندر سے لے گیا اور مجھ کو راحت پہنچائی (۷)، ہر بات میں ایک ظاہر صورت آوے گی لیکن حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہر موقع کی دعائیں بتائی ہیں، جس میں انسان اپنے رخ کو اللہ رب العزت کی طرف جوڑے رہے، لہٰذا اپنے کو دھوکے سے نکالا جاوے، غیروں سے اپنے کو نکالا جاوے اور ایک خدا کی ذات سے ہونے کو دل میں جمایا جاوے۔

جس اللہ سے سب کچھ ہوتا ہے تو اللہ سے فائدہ حاصل کرنے کی تدبیر کیا ہے؟ تدبیر ہے **محمد رسول اللہ** حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو طریقے زندگی گذارنے کے تلائے ہیں، اس زندگی کو اس پر ڈھالو، جان و مال خرچ کرنے کے آسان طریقے جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بتائے ہیں ان کے نقش پر آجاؤ، خدا کو اس عالم پر ہر وقت قدرت ہے، قشوں میں بنانے والے اور بگاڑنے والے وہی ہیں، حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو نقشہ بتلایا، خدا کی عبادت کی، اور بندوں کے ساتھ برتاؤ کیا وہ اختیار کرو، تم صرف حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بتائے ہوئے طریقے پر چلنے والے ہو، اللہ سے فائدہ حاصل کرنے کے لئے خدا نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو طریقہ بتلایا ہے، کلمہ اسی کا نام ہے کہ غیر سے ہونے کو دل سے نکالا جاوے اور خدا سے ہونے کو دل میں جمایا جاوے جو کرنے والا ہے، اس کے سامنے زمینداری دکانداری وغیرہ کی محنت نہیں ہے، بلکہ اس کے سامنے ہے کہ اگر اس کی لائن ٹھیک ہوگی اور اس کے عمل ٹھیک ہوں گے تو ان کے موافق کر کے دکھلا دیں گے، اللہ نے چیزوں کو سامنے رکھ کر نہیں کیا، جس میں زیادہ ہوگی تو یوں کروں گا اور چیزیں نہ ہوں گی تو یوں کروں گا، وہ تو وہ ہے کہ چیزیں اور حالات اس کے سامنے ہاتھ میں ہے، حقیقت میں خدا پیدا کرنے والے ہیں، جس کا اپنا مسئلہ کسی پر موقوف نہیں ہے، مسئلہ کسی منزل پر اللہ کے ہاتھ سے نکلا ہوا نہیں ہے، اگر تیرے ہر طریقے اچھے ہوں گے تو موافق حالات کو لے آوے گا، ورنہ مخالف پر جتنے قسم کے انسان ہیں ہر ایک کو ایک ہی بات بتلائی ہے کہ جونسی قسم میں تم ہو وہیں رہو اور اس بنیاد پر زندگی کو اٹھاؤ کہ کرتا کون ہے اور ہوتا کس سے ہے اور اس طریقے پر مشق کرو جو تمہارے رب کو اچھا لگتا ہے، یہ بات نہیں ہے کہ جو چیزیں تمہاری محنت سے بنتی ہیں اور چیزوں سے ذرا تمہاری زندگی بناتے ہیں، بہت سے ایسے ہیں جنھیں ملک و مال دے کر نا کام کرتے ہیں اور بہت سے ایسے ہیں جس سے سب کچھ چھین کر کامیاب کرتے ہیں۔

بات تو یہ ہے کہ تم اپنی زندگی کے طریقوں کو خدا کے فرمان کے مطابق لے آؤ، جب تک دنیا میں رہو گے خدا اپنی قدرت سے کامیابی عطاء فرمائیں گے اور مرنے کے بعد اور جہاں گزر ہوگا، اللہ رب العزت سلامی کے ساتھ رکھیں گے، جب غیر خدا کو سامنے رکھ کر محنت کرو گے تو خدا زندگی بگاڑ دے گا، کچھ لائینیں ہیں جو ہمارے سامنے ہر وقت رہنی ضروری ہے

(۱) خدا کی ذات سے ہوتا ہے اور کسی سے نہیں ہوتا ہے،

(۲) خدا کے سامنے سارے زمانے ہیں انسان کو صرف آج کا دن نظر آتا ہے،

(۳) تمہارے نظاموں سے نہیں ہوتا بلکہ خدا کا ایک زبردست نظام ہے اس سے ہوتا ہے، ہمارا دیکھنا، بولنا، چلنا وغیرہ روح کی طاقت سے ہوتا ہے، لیکن روح ہمیں دکھائی نہیں دیتی، مردہ کیوں نہیں بولتا، اس وجہ سے کہ اس کی اصلی طاقت جدا ہوگئی، جتنے اجسام دکھائی دیتے ہیں ان سے نہیں ہوتا ہے، بلکہ اس کے اندر جو چھپی ہوئی طاقت ہے اس سے ہوتا

ہے، جو تمہاری ہماری آنکھوں کے سامنے ہے اس سے نہیں ہوتا ہے، خدا نے ہر انسان کے دائیں بائیں فرشتے مقرر کر رکھے ہیں، اس دنیا میں اتنی بلائیں ہیں کہ اگر خدا کے مقرر کردہ فرشتے نہ ہوں تو پانچ قدم نہیں چل سکتا (۸)۔

وہ فرشتے ہر دم بلاؤں کو اس سے دور کرتے رہتے ہیں (۹)، لیکن جب خدا کے حکم سے روح نکلنے کا وقت آجاتا ہے تو وہ فرشتے اس سے جدا ہو جاتے ہیں (۱۰)، دانہ دانہ پر نام لکھا ہوا ہے فرشتہ اس پر مقرر ہے، جب تک وہ جس کی قسمت کا ہے پیٹ میں نہ چلا جاوے اس کی ڈیوٹی ختم نہیں ہوتی (۱۱)، حضرت کعب احبارؒ کہتے ہیں کہ روئے زمین پر کوئی بالشت زمین ایسی نہیں ہے کہ جس پر یہ نہ طے ہوا ہو کہ قیامت تک اس پر کیا کیا ہونے والا ہے، اس طرح سے ہر انسان کے ماتھے پر لکھا ہوا ہے، لوحِ محفوظ پر لکھا ہوا ہے (۱۲)، اب بتاؤ نظام کا تعلق سائنسدانوں سے ہے یا خدا کی ذات سے ہے، آدمی خیال کرتا ہے کہ اگر میں یوں کروں گا تو کیسے ہوگا، حالانکہ ایمان میں یہ بات داخل ہے کہ اپنے نظاموں سے نظریں ہٹا کر خدا کے نظام پر یقین کو لایا جاوے۔

ہم رزق زمینوں میں دیکھتے ہیں اور فیصلہ آسمان سے آتا ہے، لہٰذا زمین کو دیکھ کر چلنا حماقت کی بات ہے، جس رات کو حضرت علیؓ شہید ہوئے تھے، بنی مرارہ کے لوگ ان کی حفاظت کے لئے آئے آپ نے ارشاد فرمایا جاؤ پڑ کر سو جاؤ، زمین والوں سے حفاظت نہیں آسمان والوں سے ہے، زمینوں پر کچھ نہیں ہوتا جب تک آسمانوں پر اس کا فیصلہ نہ ہو جائے (۱۳) اور نظاموں سے وجود کا تعلق نہیں ہے بلکہ اس نظام سے وجود کا تعلق ہے جو خدا چلا رہے ہیں اور فرشتے خدا کے حکم سے اس نظام کے اندر لگے ہوئے ہیں، جتنا میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نقشے پر اپنی زندگی کو لانے کوشش کروں گا خدا کا نظام موافقت میں جاوے گا۔

۱۔ ذات ۲۔ نظام ۳۔ علم ۴۔ نمونہ ۵۔ دن ۶۔ تقدیر ۶۔ خدائی ہستی، جب تک اللہ کا علم نہ ہو غیر خدا کو بھی وہ نہیں جانتا، لہٰذا اپنے علم پر سے یقین کو ہٹایا جاوے، علم کے بارے میں یقین بدلنا پڑے گا، جو اپنے علم کا یقین کرے گا وہ شرک ہی کا نمونہ سامنے رکھ کر چلتا ہے، ایک بات یہ آئی کہ رسولوں پر یقین کرو کہ وہ خدا کے پسندیدہ ہیں، خدا نے ان کو مقتدائیت کے لئے پسند کیا ہے، اگر کوئی ان کے خلاف چاند پر بھی چاہے نظر آئے اس کو جھوٹا سمجھا جاوے، یہاں تک کہ دجال بھی آجاوے اور وہ مردوں کو زندہ کر کے دکھلاوے (۱۴) اس پر یقین نہیں کیا جاوے گا۔

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت آدم علیہ السلام تک پر یقین لانا ہوگا اور نمونے کے لئے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی کو دیکھ کر چلنا ہوگا (۱۵)، سامنے رکھ کر چلنے کا مطلب یہ نہیں کہ ان کو خدا بنا کر چلنا ہے، بلکہ زندگی گذارنے میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کو نمونہ بنا کر چلنے کی سعی کرنا ہے، جو ان کے اصولوں پر چلے گا وہ خدا کا پیارا ہوگا اور جو ان کے اصولوں پر نہیں چلے گا وہ مردود ہوگا (۱۶)، آج کے مسائل کو تو ختم ہونے کا یقین کرو اور جس طرح مسائل کبھی ختم نہیں ہوں گے، اگر امتحان میں کامیاب ہو گئے تو ہمیشہ کے لئے راحت ملے گی ورنہ ہمیشہ کی مصیبت کا سامنا کرنا پڑے گا۔

ایک مسئلہ تقدیر کا ہے، عام انسان تدبیروں کا یقین کرتے ہیں، خدا کا حکم ہے کہ تقدیر کو سامنے رکھ کر چلا جاوے، حکم

بھی اسی وقت ہوگا جب مقدر میں ہوگا، اگر آج تو اللہ کے حکموں کو پورا کرنے والا ہے تو اس پر اکڑ مت اور دوسروں کی توہین وتذلیل مت کرو، کیا خبر ہے کہ اللہ کے حکموں پر چلنے والا بن جاوے اور تو اللہ کا نافرمان بن جاوے، یقین کی تبدیلی سے زندگی کے اندر تبدیلی پیدا ہوتی ہے، خدا کی ذات اور اس کے نظام چونکہ اپنی نظروں سے غائب ہے اس واسطے ان کو اتنا کہا جاوے کہ وہ مشاہدہ میں آنے لگیں، اگر دعوت دینے والے نظام رائج پر یقین کرتے ہوئے دعوت دیں گے تو ایسی دعوت نہیں چلے گی، ان پچھلے بزرگان دین انسانوں کی زندگی کو سامنے رکھ کر دعوت دو گے تو دعوت چل جاوے گی۔

یقین کی حیثیت ایسی ہے جیسے درخت کی جڑ، تو سارا درخت ہرا بھرا ہو جاتا ہے، زندگی کے کام کئے تو وہ ہوئے نہیں عمر بھر زمین، یقین کی تبدیلی کی ضرورت ہے، جو کام تو خدا کا کریں اور شطرنج کے مہروں کو ادھر سے ادھر بدلتے رہیں گے تو ایمان کے اندر قوت پیدا نہیں ہوگی، جب لوگ کھانے پینے وغیرہ کی فکر بنا کر یقین کی تبدیلی کی محنت کرتے ہیں تو یقین وجود میں نہیں آتا ہے۔

---

(۱) سورۃ النحل: ۹۷

(۲) سورۃ آل عمران: ۱۸۵

(۳) سورۃ طہ: ۱۳۱

(۴) سورۃ الواقعہ: ۶۴

(۵) سورۃ محمد: ۳۸

(۶) ابوداؤد صفحہ ۶ جلد ۱

(۷) کنز العمال صفحہ ۴۴ جلد ۷

(۸) تفسیر ابن کثیر صفحہ ۵۰۴ جلد ۲

(۹) حوالہ سابق

(۱۰) حیاۃ الصحابہ صفحہ ۴۸ جلد ۳

(۱۱) العجائب فی اخبار الملائک صفحہ ۳۹ جلد ۱

(۱۲) مشکوٰۃ صفحہ ۱۹

(۱۳) حیاۃ الصحابہ صفحہ ۸۲۱ جلد ۲

(۱۴) مشکوٰۃ صفحہ ۴۷۴

(۱۵) سورۃ الاحزاب: ۲۱

(۱۶) سورۃ آل عمران: ۸۵

ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا مقامِ خوف ورجاء

{۲۵ رمضان المبارک ۱۳۷۷ھ مطابق ۱۵ اپریل ۱۹۵۸ء، بعد عصر}

بمقام: بنگلہ والی مسجد۔ نئی دہلی

اقتباس

اب دعا مانگو کہ اے اللہ اسلام کو ٹھونس دے کام کرنے والے ہیں سب کے لئے ہدایت مانگو، زندگی کے آسمانی طریقے مانگو جتنی محنت صحیح ہوگی محنت کر کے محنت میں عیب خود نکال کر اس پر رو لے تو محنت صحیح ہو جائے گی یہ محنت کے صحیح کرنے کی ترکیب ہے، کھوٹ نکال کر خوب روئے محنت صحیح ہو جائے گی، عمل پر روئے نماز حج روزہ ہجرت جہاد پر روئے کہ اے اللہ جیسے تیرے لئے کرنا چاہئے نہیں کیا جب آدمی عمل کر کے رونے بیٹھ گیا تو اللہ آنسو پونچھ کر قبول کریں گے اور اگر یہ کہا کہ میں نے تو ایسی محنت کی تو اللہ عجب وتکبر بتائیں گے، تخلقوا باخلاق اللہ، بزرگوں کے ہاں ہے انکتا مٹکتا جاوے تو عیب نکالتے ہیں ورنہ آنسو پونچھتے ہیں اللہ غلطی نکالیں گے تو سینکڑوں نکالیں گے، لہٰذا تو نکالے گا تو دس بیس نکالے گا اس پر روئے تو اللہ معاف کرے گا، کرتے وقت اچھا کر، کر کے پھر روؤ پہلے دین کے پھیلنے کی دعا مانگو پھر اپنے لئے آخرت و دنیا مانگو اس ترکیب سے مانگو گے تو ساری چیزیں ملیں گی۔

بعد خطبۂ مسنونہ فرمایا کہ:

دوستو بزرگو! رمضان کا مہینہ اللہ سے لینے کا مہینہ ہے اس مہینہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ سے مدد لی اور پانچ ہزار فرشتے اتروائے تاکہ روحانیت ونور کے ساتھ روحانی فضاء قائم ہو، یہ طاقت ملی، استعمال ہوئی، مانگی کس طرح؟ حالانکہ ابوبکرؓ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم مشرب تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور وہ دونوں بہت رونے والے ہاتھ پھیلانے والے تھے لیکن جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خدا سے مدد مانگنے کے لئے بہت زیادہ رونا شروع کیا، بدن پر اثر پڑ رہا تھا چادر گر رہی تھی، ابوبکرؓ اڑھا رہے تھے ابوبکرؓ سے صبر نہ ہوا تو کہا بس کرو آگے مت مانگو (۱) اور لوگ تو مقام خوف ورجاء کہتے ہیں (۲)، بات یہ ہے کہ دعا کے لئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم تھے، ابوبکرؓ تو پہرے کے لئے ٹھہرائے گئے تھے عشق ومحبت وایمان کمال درجہ کا تھا اللہ کی مدد تو آوے گی ہی اتنا کیوں رو رہے ہیں (۳)، آپ صلی اللہ علیہ وسلم صرف ۳۱۳ کے لئے نہیں روئے بلکہ اے اللہ اگر یہ مارے گئے تو قیامت تک کوئی پوجنے والا نہ رہے گا، ۳۱۳ پہلی گھاٹی اعلیٰ اشرف چلے گئے تو تیرا کام ختم □ ہوگا، تو عبادت کا سلسلہ قیامت تک کیسے چلے گا،

قیامت تک کے لئے رور ہے تھے، فلن تعبد علی الارض ابدا، (۴) فرشتے قیامت تک کے لئے اتروائے، جب بھی تم کام کے لئے میدان میں اترو گے تو فرشتے خوب آویں گے بدر میں دعا مانگی (۵)، رمضان اللہ سے مانگنے کا مہینہ ہے فتح مکہ رمضان میں ہوا (۶) بدر سے محنت کا سلسلہ چلا، رنگ فتح مکہ رمضان میں دکھلایا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور سارے عرب کے قبائل ساتھ ہیں ابوسفیان تفصیلی طور پر قبائل دیکھے تو لڑنے کا خیال ہی نکل گیا، بیوی اور مکہ والوں سے کہا کہ بھاری لشکر ہے جو میرے گھر میں گھسے اسے امن، بیت اللہ میں گھسنے والے کو امن، ہندہ نے ابوسفیان کی داڑھی پکڑ کر مروڑ دی (۷)، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دس ہزار مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی گردن تواضع کی وجہ سے اونٹ پر ہے، لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ اَنْجَزَ وَعْدَهٗ وَنَصَرَ عَبْدَهٗ وَهَزَمَ الْاَحْزَابَ وَحْدَهٗ (۸) یہاں حسب حال کلمہ کا مطلب ہے کہ کرنے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم ابوبکرؓ صحابہؓ کسی نے نہیں کیا صرف اللہ نے کیا، فقط اللہ تن تنہا کیا، دس سال کے قصے میں کسی نے کچھ نہیں کیا، صرف اللہ نے کیا ہے، وعدہ پورا کیا، غلام کی مدد کی ہم تو ان کے کہنے سے کھڑے ہوئے انھوں نے کیا، اکیلے نے لشکروں کو شکست دی، خدا سے مدد مانگی رمضان کی ترقیات کی ابتداء بدر سے، انتہا فتح مکہ پر ہے، اللہ کی مدد یں مانگ کر کرتے کرتے سب کچھ ہو جائے لیکن دل و دماغ میں یہ رہے کہ ہم نے کچھ نہیں کیا ہے صرف اللہ نے کیا ہے، سارا عرب ہاتھ میں ہے عرب نے کہا کہ جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کریں گے ہوگا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا اللہ کریں گے، انسان کا کمال یہ ہے کہ اللہ اس کے ہاتھ سب کچھ کرادیں لیکن یہ انسان اللہ کو جانے، استمداد باللہ سے مسئلہ چلا ہزاروں پھرے محنت کیا دعا مانگی جان بھی لگایا تو سب کچھ ہو گیا، ایمان کی ہوا چلی مکہ والے اسلام میں آئے پھر اخیر میں رمضان آیا تو کہا کہ ہم نے کچھ نہیں کیا صرف تو نے کیا، کام کرنے والے آئے اور کہا ہم نے کچھ نہیں کیا اللہ نے کیا، اس میں کبر و تعلّی کا قصہ ختم ہو گیا، صرف محبت ہی محبت ہے یہ وجوہ محبت ہیں جب اللہ نے کیا تو آپس میں محبت ہوگی کہ ایک دوسرے کے مکان و روٹی کو کوئی نہیں دیکھے گا، اگر خود اپنے کو کرنے والا جانو گے تو جو زیادہ کرے گا وہ زیادہ مانگے گا، جب اللہ نے کیا تو جھگڑا ختم ہو گیا، رمضان کا مہینہ ترقی کا ہے اللہ کے دین کا کام کرنے والے ہیں اللہ سے مدد لو ان کی مدد پر بھروسہ رکھنا کام کی شکلوں کو صحیح کریں، یقین رکھو کہ قربانی صحیح ہوگی تو اللہ کا وعدہ حق ہے قوموں کو اسلام میں داخل کرنے کے فیصلے کراؤ، ابوسفیان کے دل میں اسلام کو ٹھونس دیا، ایسے ہی اب بھی اللہ ٹھونس سکتے ہیں، ابوسفیان نے کلمہ پڑھ کر بھی حملہ کا ارادہ کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر ایسا کرے گا تو خدا تجھے رسوا کرے گا مکہ میں بات ہوئی ابوسفیان نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا لاملئنها خیلا و رجالا بغاوت کروں گا، بات بھی ایسی کہ اسلام زبردستی آیا (۹)۔

اب دعا مانگو کہ اے اللہ اسلام کو ٹھونس دے کام کرنے والے ہیں سب کے لئے ہدایت مانگو، زندگی کے آسمانی طریقے مانگو جتنی محنت صحیح ہوگی محنت کر کے محنت میں عیب خود نکال کر اس پر رو لے تو محنت صحیح ہو جائے گی یہ محنت کے صحیح کرنے کی ترکیب ہے، کھوٹ نکال کر خوب روئے محنت صحیح ہو جائے گی، عمل پر روئے نماز حج روزہ ہجرت جہاد پر روئے کہ اے اللہ جیسے تیرے لئے کرنا چاہئے نہیں کیا جب آدمی عمل کر کے رونے بیٹھ گیا تو اللہ آنسو پونچھ کر قبول کریں گے اور اگر یہ کہا کہ میں نے تو ایسی محنت کی تو اللہ عجب و تکبر بتائیں گے، تخلقوا باخلاق اللہ، (۱۰) بزرگوں کے ہاں ہے انکتا

مٹکتا جاوے تو عیب نکالتے ہیں ورنہ آنسو پونچھتے ہیں اللہ غلطی نکالیں گے تو سینکڑوں نکالیں گے، لہٰذا تو نکالے گا تو دس بیس نکالے گا اس پر روئے تو اللہ معاف کرے گا، کرتے وقت اچھا کر، کر کے پھر روؤ پہلے دین کے پھیلنے کی دعا مانگو پھر اپنے لئے آخرت و دنیا مانگو اس ترکیب سے مانگو گے تو ساری چیزیں ملیں گی، آخری وقت ہے ذکر کر کے استغفار کر کے اسی طرح مانگو جس طرح میں نے کہا، مالیات کے قصے ہیں مسلمان کو مال لینے کے لئے اللہ نے کمائی مقرر نہیں فرمائی ہے بلکہ جتنا زیادہ خدا کے کام اور بندوں کی ضرورت میں لگاؤ گے تنگی ترشی قرض لے کر خرچ کرو تو مال دیں گے کمائی سے مال نہ ملے گا کروڑ ملے لیکن غنا نہ ہوگا جتنا کمائی کرو گے اتنا کم ملے گا جتنا اپنی جان پر جھیل کر خدا کی راہ کی نقل و حرکت بڑھاؤ گے اور بندوں پر لگاؤ گے اتنا ہی دیں گے چند مہینے تکلیف اٹھاؤ اللہ دیں گے چند سال تکلیف اٹھاؤ پچاس سال والی سمٹ کر آجاوے گی، اللہ دے گا تو خوب کھلانا پلانا تقسیم کرنا، مال کا موضوع اپنے اوپر لگانا نہیں ہے بلکہ اللہ کے راستے کی نقل و حرکت اور بندوں کی ضرورت پر مال لگاؤ تو اللہ مال دے گا وہ بھی خود اپنے پر نہ لگاؤ جب بھی مال کا موضوع دوسروں پر لگانا ہے، اس وقت تین موضوع چل رہے ہیں ایک میٹھا اور دو کڑوے ہیں جو دو کڑوؤں کو کرے گا میٹھا ملے گا میٹھا یہ ہے کہ خود بہت مال ملا دوسروں کو کھلایا اور کڑوا یہ ہے کہ اپنے پر جھیلنا اور دوسروں پر لگانا یہ کڑوا ہے اب سنو! پہلے تو کھلانے کا قصہ ہے مجاہدین کو کھلانے کا شوق ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لشکر بھیجا قیس بن سعد بن عبادہؓ بھی تھے پیسے ختم ہو گئے آج کل تو جماعت واپس آتی ہے حالانکہ جس کے پاس تھا اسے لگانا چاہئے تھا جب بھوک کی سختی آئی تو حضرت قیسؓ نے ۹ اونٹنی کاٹی اور کہا کہ تگنی چوگنی قیمت مدینہ میں دوں گا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پتہ چلا تو فرمایا کہ سخاوت تو اس گھرانے کی عادت ہے۔

ابوعبیدہؓ امیر تھے سفر میں تھے امیر نے جبری حکم دیا کہ اونٹ کاٹ کر مت کھلاؤ تو بھی کھلایا، ایک روایت میں قیسؓ امیر تھے فاقہ آیا سات اونٹ کاٹے پھر فاقہ آیا تو عنبر مچھلی دی بڑی مچھلی تھی ایک ماہ تک کھایا تین سو آدمی تھے خوب کھایا مدینہ میں آئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی کھایا اتنی بڑی تھی کہ پسلی کی ایک ہڈی لے کر کھڑی کی اور سب سے لمبا اونٹ اور سب سے لمبا آدمی بیٹھ کر چلا تو اس کا سر نہ لگا، اس کی آنکھ میں جو چربی تھی اس کے نکالنے کے لئے تیرہ آدمی بالٹیاں وغیرہ لے کر اترے تھے (۱۱) مچھلی والے محنت کر کے تھکتے ہیں، ایک دفعہ قافلہ گیا خشکی دیکھ کر اترا کھانا پکانا شروع کیا تو گرمی سے مچھلی ہلی اتنی بڑی مچھلی اللہ نے بنائی (۱۲)، سلیمان علیہ السلام والی مچھلی بھی ایسی ہی ہوگی کتنے مہینوں کا کھانا ایک لقمہ میں کھا گئی اور کہا کہ پیٹ بھرا نہیں ہے، اے سلیمان علیہ السلام اتنے سات لقمے روزانہ اللہ مجھے کھلاتے ہیں تو نے صرف ایک دیا تب توبہ کی، ہم سب تو کہویں ہم کھلاتے کھلاتے ہیں، سلیمان علیہ السلام نے توبہ کی ہم نے چربی مشکیزوں میں بھری آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے قصہ سنایا ایک روایت میں ہے کہ بلالؓ عمرؓ کے پاس شام میں آئے لشکر بیٹھا تھا بلالؓ نے کہا کہ اے عمرؓ تو تو ان آدمیوں اور اللہ کے درمیان ہے تیرے اور اللہ کے درمیان کوئی نہیں ہے دیکھو یہ سب پرندوں کا گوشت کھاتے ہیں، عمرؓ نے کہا کہ پھر امیر ہو تو کو گیہوں کے دو اور زیتون اور سرکہ پر آدمی کو دیدو اب سب نے ذمہ داری لی اور دیا (۱۳) یہ کھلانا پلانا کا دروازہ کیسے کھلا، سونا پٹرول تو کھلا نہ تھا ٹیکس بھی نہ لیا تھا بلکہ دین کا کام کیا تھا اس لئے اللہ نے دیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے

جہاد میں خرچ کیا اور لوگوں پر کیسے خرچ کیا؟ بلالؓ سے کسی نے پوچھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا خرچ کہاں سے آتا تھا بلالؓ نے کہا کہ بلال کے پاس سے، آپ ﷺ کے پاس کچھ نہ تھا (۱۴) آج تو ۵۰ بیگھہ زمین ہوتی ہے دوکان میں پچاس ہزار کا مال ہوتا ہے پھر بھی تبلیغ نہیں کرتے ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کچھ بھی نہ تھا، سعد بن خثیمہؓ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شادی پر کھجور کی ٹہنی کا مکان بنائے تھے (۱۵)، عائشہؓ کا گھر اتنا تھا کہ چار قبر بنے اور عروؒ نے کہا کہ میں اوپر ہاتھ لگاتا تھا کھجور کی ٹہنی کا مکان تھا (۱۶)، عرب فتح ہوا یہودی نکلے دین زندہ ہوا تب اللہ نے دیا، دین کے زندہ کرنے کا خرچ کہاں سے آیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کچھ نہ تھا میں بلالؓ خزانچی تھا میں بتا سکتا ہوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کچھ نہ تھا ایک مسلمان آیا اسے ننگا دیکھا فقیر دیکھا مجھے حکم فرماتے کہیں سے اس کے واسطے لے کر آ، میں قرض لے کر چادر کھانا لے کر دیتا، یوں ہی دوسرے کو دیا اسے ہی دیتے خدا کے راستے میں بھیجنا ہوتا تو قرض لیتے، میں قرض لیتا پھرتا بیس تیس آدمی کے پاس جاتا تب نکلتا۔

ایک مشرک نے کہا کہ مجھ سے قرض لے لے کسی اور جگہ نہ جا جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پتہ چلا کہ ایک جگہ قرض ملتا ہے تو ہاتھ اور بھی تیز ہوئے فوراً دیدیتے تھے، مشرک سے خوب قرض لیا، ایک دن وضو کر کے میں جماعت کے لئے کھڑا ہوا تو وہ تاجروں کی جماعت لے کر آیا اور کہا کہ او حبشی چار رات میں قرض دیدے ورنہ غلام بنادوں گا، تیرے نبی کے اکرام کی وجہ سے قرض نہ دیا تھا بلکہ تجھے غلام بنانا ہے تاکہ بکری چرواؤں اور ماروں، میں نے جب یہ سنا تو بہت گزری تفکرات آئے اذان تو دی عشاء کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ مشرک نے سخت مطالبہ کیا ہے اور قرض ادا کرنے کو نہیں ہے اگر اجازت ہو تو کسی مسلم قبیلہ میں جا کر چھپ جاؤں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مال آئے تو آؤں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت دی تو تلوار نیزہ جوتی سرہانے رکھی، افق کی طرف منہ کر کے لیٹا تڑکے بھاگوں گا شاید رات کو پکڑے، آنکھ لگے تو خواب میں وہی نظر آوے، سہم کر آنکھ کھلے صبح کاذب کی وقت چلنے کا ارادہ کیا، اب قبائل کی ٹھوکریں کھاؤں گا ایک آدمی نے بلایا راستے میں مال سے لدی ہوئی کپڑے اور کھانے کی چار اونٹنیاں ہیں، فدک کے بادشاہ نے بھیجی تھی کہ اپنا قرض ادا کرے، بعد نماز فجر قرضہ دیدیا، زور سے آواز دی کہ جس کا قرض ہو لے لو، بیچ کر قرض ادا کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا سارا قرض ادا کیا، ڈیڑھ اوقیہ باقی رہا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تنہا تشریف فرما رہے میں نے کہا قرض ادا ہو گیا تو فرمایا کہ روپئے باقی تو نہیں رہے کہا کہ دو اشرفی باقی ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو قرضہ کا فکر نہ تھا، اشرفی خرچ نہ ہونے کا فکر تھا فرمایا کہ جب تک یہ دو اشرفی خرچ نہ ہوں گی تو گھر نہ جاؤں گا، اس دن کوئی نہ آیا تو اگلے دن شام تک مسجد میں رہے دو سوار شام کو آئے تو کپڑے کھانا خرید کر دیا، بعد عشاء کے اللہ نے راحت پہنچائی، اللہ اکبر کہہ کر نکلے ڈر یہ تھا کہ دو اشرفی ہوں اور موت آئے تو کیا کہوں گا بیویوں کے پاس جا کر سلام کیا جیسے کہ سفر سے آئے ہیں (۱۷)۔

ہمارے پاس جائیداد زمین وغیرہ سب ہے اگر بیچ کر لگاویں تو مجمع میں دس پانچ امریکہ جا سکتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح ہم سب کر سکتے ہیں جب اس طرح اللہ سے معاملہ یا تو خدا نے دینا شروع کیا اب مالیات کی تقسیم سنو، یہ زکوٰۃ کا مال

نہ تھا سب سے زیادہ مال آپ ﷺ کی زندگی میں رات کو آیا، ۸۰۰ درہم تھے ام سلمہؓ کے مکان میں تھے میں انتظار میں تھی آپ ﷺ نے نماز پڑھی پھر چلے گئے پھر آئے ساری رات یہی رہا، صبح ہوئی نماز پڑھ کر مال منگایا کہ اس نے ساری رات فتنہ میں ڈالا، نماز میں دھیان آیا کہ کہیں مال ضائع نہ ہو، جا کر دیکھ آتے تھے، آپ ﷺ کا تو مال سے خشوع جاتا رہا(۱۸)، آج تو مال ہو کر خشوع آتا ہے ہم تو خشوع جانتے ہی نہیں ایک کپڑا آپ ﷺ نے پہنا نماز بعد نکال دیا کیوں کہ اس نے مشغول کر دیا(۱۹)، ہم خشوع جانتے ہی نہیں ہے۔

حاکمؒ کی روایت ہے کہ علاء حضرمیؓ نے بحرین سے آپ ﷺ کے پاس ۸۰ ہزار اشرفیاں بھیجیں، آپ ﷺ نے سب کو جمع کیا آپ ﷺ مال دے رہے تھے دینے میں نہ عدد تھا نہ وزن تھا مٹھی بھر کر دیتے تھے، عباسؓ آئے اور کہا کہ بدر میں فدیہ عقیل کا بھی مجھ سے دلوایا، اب مال لاؤ تو چادر کو مال سے اتنا بھرا کہ اٹھا نہ سکے تو آپ ﷺ سے مدد چاہی آپ ﷺ نے تبسم فرمایا اور کہا کہ خدا نے دو وعدے کئے تھے ایک پورا کیا دوسرے کا پتہ نہیں ہے، جتنا لیا ہے اس سے زیادہ دیں گے وہ دیدیا، اب دعا کے بارے میں اور گناہ کی مغفرت کے پتہ نہیں ہے مغفرت کی آیت اتری نہ ہوگی(۲۰)۔

---

(۱) مسند احمد صفحہ ۲۰۷ جلد ۱
(۲) فتح الباری صفحہ ۳۶۷ جلد ۷
(۳) حوالہ سابق
(۴) دلائل النبوۃ للبیہقی ص ۷۵ جلد ۳
(۵) فتح الباری صفحہ ۳۶۷ جلد ۷
(۶) حیاۃ الصحابہ صفحہ ۲۱۹ جلد ۱
(۷) حیاۃ الصحابہ صفحہ ۲۳۲ جلد ۱
(۸) مسلم صفحہ ۳۹۶ جلد ۱
(۹) تفسیر نیشاپوری صفحہ ۴۱۹ جلد ۴
(۱۰) مدارج السالکین صفحہ ۲۴۱ جلد ۳
(۱۱) حیاۃ الصحابہ صفحہ ۸۹۳ جلد ۳
(۱۲) بدائع الزھور فی وقائع الدھور صفحہ ۷۹ جلد ۱
(۱۳) حیاۃ الصحابہ صفحہ ۲۶۷ جلد ۲
(۱۴) کنز العمال صفحہ ۳۹ جلد ۴
(۱۵) البدایہ والنہایہ صفحہ ۲۵۹ جلد ۳
(۱۶) حوالہ سابق
(۱۷) حیاۃ الصحابہ صفحہ ۲۶۷ تا ۲۷۰ جلد ۲
(۱۸) حیاۃ الصحابہ صفحہ ۲۷۰ جلد ۲
(۱۹) بخاری صفحہ ۵۴ جلد ۱
(۲۰) حیاۃ الصحابہ صفحہ ۲۷۱ جلد ۲

حج کی درستگی پر عالم کی درستگی ہے

{۲۶ رمضان المبارک ۱۳۷۷ھ مطابق ۱۶ اپریل ۱۹۵۸ء، بعد فجر}

بمقام: بنگلہ والی مسجد، نئی دہلی

اقتباس

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات میں دو بات ہیں ایک نبوت ہے دوسری ختم نبوت، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کتنی ہی بڑی ہو بڑے نبی چار ہیں ایک نہ کہو گے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تین اور ملے، خاتم النبیین صرف ایک ہیں دو بھی نہیں ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اونچی نسبت ختم نبوت کی ہے اور نبوت اور نبیوں کی طرح ہے، قرآن آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر آیا اس میں تو اور نبیوں سے میل ہے، خاص آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی چیز بلاشرکت غیرے ختم نبوت ہے، اونچی نسبت ختم نبوت ہے، اسی طرح اعمال بھی دو قسم کے ہیں، نبوت کی لائن والے اعمال ختم نبوت والے عمل، ایک تو نبی کی محنت دوسرے وہ طریقہ جس کے رواج کی محنت ہے، ایک نبوت دوسرے اس کی محنت ہے، ایک تو نبی ہے ایک محنت ہے موسیٰ علیہ السلام ابراہیم علیہ السلام ہیں ایک توحید وغیرہ کی محنت ہے، ختم نبوت کیا ہے؟ نبی کی محنت موقوف علیہ ہے اس کے دین کے زندہ ہونے کو، توریت کے قیام کا موقوف علیہ موسیٰ علیہ السلام و ہارون علیہ السلام کی محنت ہے، اگر محنت نہ ہو تو توریت کی زندگی قائم نہ ہوگی، انجیل کے طریقے کے قیام کے لئے عیسیٰ علیہ السلام کی محنت ہے، پہلے محنت پھر دین ہے۔

بعد خطبہ مسنونہ فرمایا کہ:

دوستو! اللہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ ہمیں دو لائن کے عمل دیئے ہیں ایک نبوت کی لائن کے عمل دوسرے ختم نبوت کی لائن کے عمل، ایک تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نبوت ملی جیسے اور نبی تھے اور امتیازی بات یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنا شرف ختم نبوت میں ہے، نبی ختم ہوئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم سب کے لئے نبی ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کو کوئی اور ختم نہ کرے گا بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سب کی نبوت کو ختم کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم صرف نبی نہ تھے جیسے موسیٰ علیہ السلام کے بعد یوشع علیہ السلام، داؤد علیہ السلام کے بعد سلیمان علیہ السلام، اسماعیل علیہ السلام و اسحٰق علیہ السلام، ابراہیم علیہ السلام کے بعد ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت دنیا میں ہمیشہ کے لئے رہے گی (۱) اور بعض فرائض نبوت حشر میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سب کے لئے نبی ہوں گے، حشر میں سب گھبرا کر کہیں گے کہ بروں کے ساتھ میں اچھے بھی مصیبت میں ہیں، یہ مسئلہ ختم ہو سب حضرت آدم علیہ السلام کے پاس جائیں گے کہ

آپ ہمارے باپ ہیں آپ کو اپنے ہاتھ سے بنایا آپ سفارش کرو کہ فیصلہ ہو جہاں پہنچنا ہو پہنچا دیں کہا کہ میں نے غلطی سے دانا کھایا ہے اپنا فکر ہے پھر نوح علیہ السلام کے پاس آئیں گے کہ تم کو وجود بخش دیا، آپ علیہ السلام آدم ثانی ہیں کہیں گے کہ آج غلصہ ہے کہ ساری مخلوق ایک دعا سے مرادی یہ کہا تو کیا ہوگا، ابراہیم علیہ السلام کہیں گے کہ تین جھوٹ بولے تھے حالانکہ توریہ تھا نبی نے اسے بھی جھوٹ کہا، عیسیٰ علیہ السلام اپنی غلطی ذکر نہ کریں گے بلکہ میری امت نے مجھے خدا کا بیٹا کہہ کر پوجا پھر نبی اگلے نبی کا پتہ دے گا، عیسیٰ علیہ السلام آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پتہ دیں گے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمائیں گے کہ میں جاتا ہوں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سجدے میں روئیں گے بہت تعریف کریں گے تب اللہ فرمائیں گے ارفع رأسک سل تعطہ اشفع فتشفع "سر اٹھائے مانگئے دیا جائے گا، شفاعت کیجئے آپ کی شفاعت قبول کی جائے گی' تب شفاعت کریں گے کہ مخلوق کا فیصلہ ہو (۲) تو نبوت کا یہ کام حشر میں بھی ہوگا اور سارے نبیوں کا یہ حال ہوگا کہ وہ اور امتی مدعی اور مدعیٰ علیہ ہوں گے، قوم لوط وصالح وغیرہ سے اللہ کہیں گے کہ رسول بھیجا تھا بات نہ مانی تو جواب یہ کہ رسول تو آیا ہی نہیں جیسے تین چلہ کا وعدہ کر کے نہیں دیتے ہیں تو تین چلے لکھنے بند کر دیئے ہیں، نبی کا ہی انکار کر دیا نبی وامت مدعی اور مدعا علیہ بنے تو سفارش کہاں ہوگی، تو اوروں کی نبوت اپنے زمانے میں ختم ہوگی پھر اللہ نبیوں سے کہیں گے کہ کیا کیا؟ گواہ لاؤ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت گواہ ہوگی گواہی میں مناسبت ضروری ہے یہاں مناسبت یہ ہے کہ نبیوں کا کام ختم نبوت کی نسبت سے امت کرے گی، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو اتنے ارفع کہ گواہی بھی نہ دیں گے خدام گواہی دیں گے اللہ فرمائیں گے کہ تم تو اس وقت نہ تھے، آنکھ دیکھی تو ہے نہیں کہیں گے ہم سے تو غیب پر ایمان لانے کے لئے کہا تھا قرآن میں سارے تذکرے موجود ہیں (۳) تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات کا کام تشریف آوری سے شروع ہوا حشر میں بقیہ پورا ہوگا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ہر نبی کو اللہ نے دعا دی تھی سارے انبیاء علیہم السلام نے کام اپنے کر کے یہیں دعا مانگ لی نماز کا سلام پھیر کر دعا مانگی کام ختم نبیوں کا کام ختم ہوا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا مانگی عصر فجر میں نماز کے بعد تسبیح پڑھتے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عصر فجر والے ہیں انھیں نمازوں میں فرشتے آتے ہیں تسبیح پڑھ رہے ہیں اب امت کے لئے تسبیح کا وقفہ ہے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے قیامت تک تسبیح ہے سب نبی دعا مانگ چکے، میں تو کام کر چکا دعا نہ مانگی، قیامت میں شفاعت کروں گا (۴) یہی میری دعا ہے اور امتوں کے لئے بھی مانگیں گے حشر میں جانور بھی ہوں گے تو جانوروں کی بھی سفارش آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کریں گے، جو اجنبیوں تک کے لئے اتنا کریں گے تو اپنوں کے لئے کتنا کریں گے؟ اکرام مسلم اس لئے ضروری ہے گناہگار ہو تو ہو لیکن نسبت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہے جذبہ رحمت میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ سے کہیں گے کہ امت میرے حوالے کریں میں حساب لوں گا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حساب لیں گے تو اوروں کی نگاہ میں اور تمہاری نگاہ میں رسوا ہوگی اللہ نے فرمایا کہ میں اس طور پر حساب لوں گا کہ تمہیں بھی پتہ نہ چلے گا اس واسطے خوارج کی وعیدیں سخت ہیں، زنا چوری سے بھی زیادہ وعید ہے، یمرقون من الاسلام کما یمرق السھم من الرمیۃ، لا یجاوز ایمانھم حناجرھم، (۵) ان خوارج کو قتل کیا جا رہا ہے ایک صحابی رضی اللہ عنہ اور ان کا بیٹا بیٹھا تھا بیٹے نے کہا الی النار ہے صحابیؓ نے کہا کہ خارجی کو یوں نہ کہو کیوں کہ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے کہ اس امت کا عذاب صرف دنیا میں ہوگا آخر خوارج بھی امت میں ہیں، علیؓ سے پوچھا گیا کہ خوارج کافر

ہیں؟ کہا کہ نرے بھاگے ہیں کیا منافق ہیں؟ کہا منافق ذکر اللہ کم کرتے ہیں یہ تو' اخوا اننا بغوا علینا' ہمارے باغی ہیں یہیں مسئلہ نمٹ گیا یہیں کی تکلیف میں تکفیر سیات ہے (۶) دنیا کی زندگی مصیبت عیش کچھ نہیں ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات میں دو بات ہیں (۱) نبوت ہے، آپ ﷺ کی نبوت کتنی ہی بڑی ہو بڑے نبی چار ہیں ایک نہ کہو گے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تین اور ملے فرشتے کتابیں خلفاء ائمہ سب چار چار بڑے ہیں، خیر الصحابہ رضی اللہ عنہم اربعۃ (۷) بڑے نبی چار ہیں (۱) آپ صلی اللہ علیہ وسلم (۲) موسیٰ علیہ السلام (۳) عیسیٰ علیہ السلام (۴) ابراہیم علیہ السلام، تین اور جوڑے گئے اولوالعزم چار ہیں (۸)، اب چار ہیں اب خاتم النبیین صرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام ہے کسی اور کا مقام نہیں ہے (۹)۔

خاتم النبیین صرف ایک ہیں دو بھی نہیں ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اونچی نسبت ختم نبوت کی ہے اور نبوت اور نبیوں کی طرح ہے، قرآن آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر آیا اس میں تو اور نبیوں سے میل ہے، خاص آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی چیز بلا شرکت غیرے ختم نبوت ہے، اونچی نسبت ختم نبوت ہے، اسی طرح اعمال بھی دو قسم کے ہیں (۱) نبوت کی لائن والے اعمال (۲) ختم نبوت والے عمل۔

ایک تو نبی کی محنت دوسرے وہ طریقہ جس کے رواج کی محنت ہے، ایک نبوت دوسرے اس کی محنت ہے، ایک تو نبی ہے ایک محنت ہے موسیٰ علیہ السلام ابراہیم علیہ السلام ہیں ایک توحید وغیرہ کی محنت ہے، ختم نبوت کیا ہے؟ نبی کی محنت موقوف علیہ ہے اس کے دین کے زندہ ہونے کو، توریت کے قیام کا موقوف علیہ موسیٰ علیہ السلام و ہارون علیہ السلام کی محنت ہے، اگر محنت نہ ہو تو توریت کی زندگی قائم نہ ہوگی، انجیل کے طریقے کے قیام کے لئے عیسیٰ علیہ السلام کی محنت ہے، پہلے محنت پھر دین ہے، دین پر تو ساری امت چلی مگر محنت نبی نے کی نبی محنت نہ کرتا تو دین نہ ہوتا، (۱) نبی (۲) نبی کی وہ محنت جس سے دین قائم ہو۔

محنت بڑی چیز ہے ختم نبوت یہ ہے کہ نبی نہ آئیں گے اس لئے محنت کو امت کی طرف منتقل کیا، بحیثیت نبی ہونے کے جو محنت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھی بحیثیت ختم نبوت کے وہ محنت امت کو دی ایک تو دین دیا اور دوسرے آپ صلی اللہ علیہ وسلم والی محنت امت کو ملی دین کا موقوف علیہ محنت ہے دین کب زندہ ہوگا؟ جب زندہ ہوگا حالات سازگار ہیں سارا نقشہ بنے گا دین بگڑا تو سارا نقشہ بگڑے گا، ہٹیں گے کھیت جائیں گے کسی نے کہا کہ مصیبت کے دور ہونے کی دعا کرو جب تو بے دینی پر راضی ہے تو مصیبت پر راضی ہے، دین پر صبر کرو تو مکان جائے، تو صبر کر مکان کی کوئی حیثیت نہیں، دین پر جنت ملتی ہے جب دین نہ ہوگا تو مصیبت ہوگی دین ہوگا تو نعمت ہوگی اور جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم والی محنتوں کو ہم اپنے اوپر لیں گے تو دین زندہ ہوگا، بٹن دباؤ تو بجلی چلے گی کرنٹ صحیح ہو تو چلے گی، یہ شرط ہے بادل کے ساتھ سایہ ہے، ساری کامیابی دین پر موقوف ہے اور دین موقوف ہے محنت پر جیسے زمین کے بغیر کھیت نہیں ہے ایسے ہی محنت کے بغیر دین نہیں ہے، محنت کے بغیر روزہ نماز ایمان زکوٰۃ حج نہیں ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نمازوں، کمائی، روزے کے نقشے بغیر محنت کے نہیں ہیں۔

لہٰذا محنت کی اہمیت ہے سب سے اونچی چیز محنت ہے، اس لئے محنت کے فضائل بتائے کیوں کہ اس سے ایمان اخلاص اذکار اخلاق قائم ہوں گے، حرام مٹے گا سارا مسئلہ ہی محنت پر موقوف ہے، اس لئے فرمایا کہ مجاہد اور نبی میں سوائے درجہ نبوت

کے فرق نہیں (۱۰)، نبیوں کی طرح دعا قبول ہوگی، جس طرح لوگوں کے لئے اپنی ماؤں کا احترام ضروری ہے اسی طرح مجاہد کی بیوی کا احترام ماں کی طرح ہو توکل، صبر، اخلاق سب محنت سے آئیں گے جیسے ہمیں نبوت کی لائن سے ایمان، نماز، روزہ ملا ختم نبوت کی لائن سے ایمان کے زندہ ہونے کی محنت ہے، نماز تو امتی ہونے کی حیثیت سے ہے، آپ ﷺ کے نائب ہیں اپنے اندر ایمان پیدا کرنے کی محنت نبوت کی لائن ہے، اور دوسروں میں ایمان گھسانے کی محنت ختم نبوت کی لائن سے ہے نماز پڑھنا نبوت کی لائن سے ہے اور امت میں سو فیصد نماز کی محنت ختم نبوت کی لائن سے ہے، آپ ﷺ جیسی نماز روزہ پڑھنے کی محنت اپنی ذات کے اعتبار سے ہو یہ نبوت کی لائن والا عمل ہے اب اس نماز روزے کے نقشے کماً و کیفاً دنیا میں پھیلانے کی محنت ختم نبوت کی محنت ہے، میں حج کروں حج اونچا بنے ذکر کروں، کتاب سے حج دیکھو، اخلاص ہو طواف قیام عرفات سب ہو یہ محنت کر کے اپنا بنایا ایک امتی ہے امتی پن کے فریضہ کو اچھا کیا لیکن ختم نبوت کی لائن سے یہ ہے کہ سارے حاجیوں کا حج ٹھیک ہو، اس صحیح نقشہ حج کے دوسروں میں پھیلنے کی محنت ختم نبوت ہے عالم پر اثرات کب ہوں گے دنیا میں حکومت لوہا پیتل ایٹم بم وغیرہ پر اثر ختم نبوت کی لائن کی محنت کا اثر ہوگا، دنیا میں باطل کی جڑیں گرنا ختم نبوت کی لائن کی محنت میں ہے، اول تو دین کا شوق نہیں ہے اگر ہے تو صرف اپنے کو ٹھیک کرنا ہے کہ میری نماز روزہ ٹھیک ہو جائے صرف میں ایسا بن جاؤں اور باقی کے لئے عَلَيْكُمْ اَنْفُسَكُمْ لَا يَضُرُّكُمْ مَنْ ضَلَّ اِذَا اهْتَدَيْتُمْ (۱۱) لیکن اپنے کو اچھا کر کے نبوت کی لائن سے ہدایت پائی ختم نبوت کے اعتبار سے ضال ہیں، لو لا الاعتبارات لبطلت الحکمۃ مولوی صدیق نے کہا کہ لو لا الاعتبارات لبطلت الافکار خوب نماز روزہ دین پر عمل کیا، صرف ذات پر محنت کی، نبوت کی لائن سے مطیع ہے خطرہ ہے کہ ختم نبوت کا سوال ہو لم یتبعر لی ساعۃ قطّ تھوڑی دیر کے لئے بھی اس کے چہرہ پر شکن نہیں آیا' اللہ نے کہا فلاں بستی پلٹ دو فرشتوں نے کہا اس میں ایک آدمی پکا دین دار ہے فرمایا بیشک ذاتی زندگی ایسی ہی ہے لیکن میری نافرمانی گاؤں میں ہوتی تھی بل بھی نہ پڑا دوسری لائن سے مجرم ہے (۱۲)۔

عالم میں تبدیلی ختم نبوت کی لائن کے اعمال پر آئے گی، پہلے قومیں دعوت، جہاد، قتال کرتی تھیں نبی ساتھ ہوتا تھا نبیوں نے ساتھ رہ کر کرایا، آپ ﷺ کی امت نے دعوت، جہاد، قتال، ہجرت و نصرت محنت کی اور آپ ﷺ کی عدم موجودگی پر کیا، قرآن میں دعوت کے قصوں میں نبی ساتھ تھا، اِذْهَبْ اَنْتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَا اِنَّا هٰهُنَا قَاعِدُوْنَ (۱۳) یرموک و قادسیہ میں بلا نبی جنگ کی، (یہ دونوں جنگ حضرت عمرؓ کے زمانہ خلافت میں ہوئیں) پہلی امتوں نے نبی کے ساتھ جو کیا اس امت نے بلا نبی کیا، آپ ﷺ کا انتقال ہوا تو کسی نے کہا کاش ہم سب مرتے، سعد بن عدیؓ نے کہا کہ میری تمنا تھی کہ آپ ﷺ کی عدم موجودگی میں ہم اس طرح اطاعت کریں گے جیسے کہ زندہ تھے، لا طیعنہ حیاً و میتاً (۱۴) اس امت کو دولت یہ ملی کہ سارے عالم کا نظام حقیقی امت کے ہاتھ ہے نظام ظاہری کو خدا جسے چاہے اسے پکڑوائے، قیامت تک کا نظام حقیقی امت کے پاس ہے نظام ظاہری فرعون کے ساتھ تھا، نظام حقیقی موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ تھا، آج نظام ظاہری گھس کھودوں کے پاس ہوگا آج کے حاکم جانوروں کی قسم کے آدمی ہیں، اسی لئے اللہ نے کیا کیا؟

انسان کو بدلا تو سور بندر کیا، انسان بھی حیوان ہے، ناطق کہہ کر نکالا، جانوروں کے ساتھ انسان کو جوڑ ہے مچھر جیسے مکڑی جیسے انسانوں کو نظام ظاہری ملے بلکہ كَالْأَنْعَامِ بَلْ هُمْ أَضَلُّ (۱۵) کو نظام ظاہری دیں لیکن نظام حقیقی آپ ﷺ تک نبیوں کے ساتھ تھا، آپ ﷺ سے قیامت تک امت کے ساتھ ہے جب امت آپ ﷺ کے طریقہ کو چھوڑے گی تو حالات بگڑیں گے یہ نذیر ہیں (۱۶)، ورنہ نہیں بگڑیں گے یہ بشیر ہیں، آپ ﷺ قیامت تک بشیر ونذیر ہیں، مانیں گے تو بنیں گے ورنہ بگڑیں گے، آپ ﷺ عرب اور اپنے زمانے کے صرف نبی نہ تھے، ساری دنیا اور قیامت تک کے نبی ہیں (۱۷)، صحابہؓ والا قانون بھی قیامت تک رہے گا پیداوار امن صحت، کامیابی وغیرہ کا تعلق ہم سے ہے، حکومت سے نہیں ہے، ہمارے اوپر معاملہ ہے اگر ہم بات مان جائیں ختم نبوت والے اعمال کا احساس ہو آج نبوت کے لائن کے دیندار ہیں ختم نبوت کی لائن سے مجرم ہیں، ساری امت کے اولیاء اقطاب وغیرہ ایک صحابیؓ کے برابر نہیں ہے، بدر والے عقبہ والے سب سے افضل ہیں، عقبہ سے اور بدر سے اسلام کا افتتاح ہوا ہے، بیعت، نصرت اور قتال بدر دونوں جڑیں ہیں، کعبؓ بیعت عقبہ والے، بلالؓ مرارہؓ بدر والے ہیں، بعد کے سارے صحابہؓ سے افضل ہیں، امت کے اولیاء سے اونچے تو ہیں ہی، خواجہ اجمیریؒ، نظام الدین اولیاءؒ، امام ابوحنیفہؒ جیسوں سے دنیا بھر دو سارے مل کر ایک صحابیؓ کے برابر نہیں، لَا يَسْتَوِي مِنكُم مَّنْ أَنفَقَ مِن قَبْلِ الْفَتْحِ وَقَاتَلَ أُولَٰئِكَ أَعْظَمُ دَرَجَةً مِّنَ الَّذِينَ أَنفَقُوا مِن بَعْدُ وَقَاتَلُوا (۱۸) صحابہؓ میں آپس میں فرق ہیں، فتح مکہ کے پہلے والے افضل ہیں عقبہ و بدر والے سب سے افضل ہیں، نبوت کی لائن میں کھوٹ نہ تھی، تبوک نہ گئے تو نماز وغیرہ کے پابند تھے، حب رسول ایمان وغیرہ میں فرق نہ تھا، ختم نبوت کا عمل عائد تھا نہ کیا پکڑ ہوئی نبوت کی لائن سے مطیع تھے ان کی سب سے بڑی مصیبت قتل ہونا نہ تھا، بلکہ آپ ﷺ بات نہ کریں بلکہ سارے مدینہ کو بات کرنے سے روکا دو ماہ ایسے گزرے وَضَاقَتْ عَلَيْهِمُ الْأَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ (۱۹) ہے زمین تنگ ہوئی جی میں آتا تھا کہ زمین پھٹ جائے ہم دب جائیں ختم نبوت والا فریضہ ٹوٹا تھا دوسری لائن کے قصور معاف، آپ ﷺ نے کئے قران ہی میں معافی آئی آپ ﷺ نے نہ کیا، چلہ لکھوا کر نہیں آتے ہیں پورا وقت کئے آکر معاف کراتے ہیں، ہم کیسے معاف کریں قیامت میں خدا سے معاف کراؤ، آپ ﷺ نے تو معاف کیا نہیں ہے، قرآن کی آیت سے معاف ہوا، صحابیؓ پر مصیبت آئی معاف نہ کیا (۲۰) ختم نبوت کا عمل اہم ہے کھیتی کرنی اہم غلہ کی وجہ سے ہے، محنت پر دین کا پھل موقوف ہے، اس لئے محنت کی ضرورت ہے، ایک آدمی زنا کرے احساس پر روئے گا، تبلیغ میں جانے والے نہ روئیں گے قرآن میں نص قطعی ہے۔

آپ ﷺ تو یوں لے جاتے ہو کہ تقویٰ ہو لیکن عورت دیکھ کر مجھے چین نہیں پڑتا ہے زنا میں مبتلا ہوتا ہوں، شام میں حسین عورتوں میں زانی بنوں گا، لہٰذا تبوک سے بچنا فرض جد ابن قیس منافق تھا اس نے ایسا کہا آپ ﷺ نے منہ موڑ لیا معاف نہ کیا نہ مانا تو منہ موڑ لیا اللہ نے آیت اتاری وَمِنْهُم مَّن يَقُولُ ائْذَن لِّي، (۲۱) اجازت مانگی تو اللہ نے کہا الا کان کھول کر سن لو یہ لوگ فتنے میں پڑ گئے (۲۲) ایک لائن کے فتنے سے بچے کہ زانی نہ بنے ختم نبوت کی لائن سے پھنسے یہ

زنا سے بھی زیادہ سخت ہے، نِسَاءُهُمْ كَاسِيَاتٌ عَارِيَاتٌ (۲۳) بغیر محنت کے یہ ہوا ہے زنا بغیر محنت کے ہو رہا ہے، محنت نہ ہونے سے زنا چل پڑا عورتیں بن ٹھن کر آتی ہیں بے پردہ پھرتی ہیں، زنا کرتی ہیں، فیشن میں مبتلا ہیں یہ فیشن ایشیاء میں یورپ سے آیا ملک برطانیہ میں دو کے علاوہ سب حرام نطفے کے ہیں وہاں کے لیڈر نے یہ بات کہی وہ دو آدمی (۱) ایک تو بادشاہ جارج ایڈورڈ ہے (۲) ایک لیڈر صاحب ہیں یہ دونوں مستثنیٰ، اس لئے نہیں کئے کہ حلال کے ہیں بادشاہ کو حرامی کہوں گا تو قتل کرے گا اور اپنے کو کون حرامی کہے، یورپ والے نے ڈاڑھی منڈوائی تو ہندو والے کو بھی اچھی لگی کہ زن فیشن تھوڑی ڈاڑھی رکھی باقی رہ گئی کسی کام کی وجہ سے ادھوری ڈاڑھی منڈائی کام کی وجہ سے اٹھا تو یہی فیشن بن گیا، تھوڑا سا کالا کیا اب یوں اندازہ نہ کیا کہ کیسے ہوا اندھی تقلید کرتے ہیں، اسلام میں تحقیق کی سوجھتی ہے کوٹ پتلون کیسے چلا، ذمی تھے سزا میں کھڑے رکھے جاتے تھے کوٹ پتلون اس وقت سے چلا اس کی حکومت میں سورج نہ ڈوبا تو گدھا ہی بولا تو تقلید ہو رہی ہے، فیشن جب انگریز کا ہوگا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اثرات نہ ہوں گے، زنا، شراب، چوری، خیانت سب چلے گا فیشن کے ساتھ تو لازم ہے محنت نہ ہونے سے زنا ہے، بے نمازی بغیر محنت کے ہوئے نماز چھوڑنے سے زیادہ سخت محنت چھوڑنا ہے، جلسے تو دنیاداری کے ہوتے ہیں محنت والے جلسے کرو فرض کے وقت پر محنت کرو تو فرض ٹھیک ہوگا، حج کے وقت میں حاجی کو ٹھیک کرو حج جو ہو رہا ہو اس وقت محنت کے لئے کودو، زنا، شراب سے زیادہ سخت دوسری لائن سے دین کی محنت چھوڑنا سخت ہے، یہ محنت چھوٹی تو ساری بدمعاشی پھیل رہی ہے پھیلی ہے، سارا نظام عالم درہم برہم ہے، دین کی محنت چھوٹی اس وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز روزہ حج کی اہمیت بتلائی ساتھ میں فرمایا کبھی بھی جس کے دل میں جہاد کا داعیہ پیدا نہ ہو تو نفاق کے شعبہ پر مرا ہے، قیامت میں بدن میں دراڑیں ہوں گی جیسے دیواریں ہوتی ہیں (۲۴)۔

۱۳ سال مکی زندگی کے بعد مدینہ میں ہجرت نصرت ہوئی، اس کے نتیجے میں دین آیا تھا، محنت سب سے اہم ہے، خود ایماندار اچھی نماز والا بننا دیندار بننا خود سب پر ضروری ہے، دوسری محنت پچھلے انبیاء علیہم السلام اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا میل ہے ان ساری چیزوں کے دنیا میں لانے کی محنت کرنا ہے، ایمان واعمال کی دعوت دو، وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلاً مِّمَّنْ دَعَا اِلَى اللّٰهِ وَعَمِلَ صَالِحاً (۲۵) قرآن میں ایمان واعمال کی دعوت ہے، عمل حج کی دعوت دو لیکن ایمان پر اٹھاؤ پیسوں اور سواریوں کی سہولت پر نہ اٹھاؤ ایمان اور شکل صحیح پر اٹھاؤ یہ اعمال آگئے حرام کا مال لے کر نہ جانا اگر حرام کا ہو تو حیلہ ہم نہیں بتلاتے ہیں، کمائی ٹھیک کرے ترکیب یہ ہے کہ قرض لے کر جائے حج کے بعد قرض ادا کرے تو لبیک لا لبیک نہ ہوگا غصب کا مال لے کر جا رہا ہے بڑے بڑے حاکم فوجی سود خوار ہوتے ہیں گناہوں سے پاک ہونے کے لئے مسجد بناتے ہیں یہ بیوقوف ہیں، حرام روپیوں کی مسجد کارآمد نہ ہوئی حرام کی گرفت برابر ہوگی سود کی مصیبت کی پکڑ ہوگی قبر اور دوزخ میں سانپ لپٹیں گے، حرام کمائی جھوٹی گواہی دی، اخیر میں حج کر دیا حرام کا پیسہ لیا تو یہ حج اسے نہ بچوائے گا، دوزخ میں ڈنڈے پڑیں گے، ملازمت حرام تھی اس لئے کافی نہ ہوگا حرام روپے سے حج کرنے سے فریضہ ادا ہوگا لیکن حرام کا سوال ہوگا نہ کرنے سے کرنا اچھا ہے، قرضہ لے کر جاتے مر مرا جاؤں تو ادا کر دینا یہ بہت رونا ہے، ہم تو خالی چیز کے ملنے پر خوش

ہوتے ہیں، یہ نہیں دیکھتے کہ آپ ﷺ کا طریقہ کیا تھا اس لئے حاجی پر ہم محنت کرتے ہیں تاکہ حج ٹھیک ہو جہاں گھسو مال زندگی کے طریقے غلط ہیں، آپ ﷺ والی محنت مفقود ہے، اخلاقیات، دعا، ذکر، قرآن، خدمت یہ سب آپ ﷺ کا عمل ہے اسی طرح ان ساری چیزوں کے پھیلنے کی محنت بھی آپ ﷺ کا عمل ہے، ذکر سے افضل ذکر والی محنت ہے، ذکر کرتا ہے اور کراتا ہے کیوں کہ کرانے سے ابتداء ہوتی ہے اب یہ محنت اللہ کسی سے لے لیں تو زمین پر ساری چیزیں آئیں گی، محنت ہوگی تو روزہ نماز وغیرہ سب زندہ ہوگا، سارا نقشہ ٹھیک ہوگا، اب جنت دو ہیں (۱) حج روزہ زکوٰۃ نماز علم کی جنت (۲) ان سب کی محنت کی جنت ہے محنت پر بھی درجے ہیں، امیر نے اپنے گاؤں والوں پر محنت کی کہ حج پر تعلیم کریں اس پر بھی جنت ہے، نمبر دو اس کے لئے چلنا پھرنا علاقوں میں جانا ہے حج کے مقابلے میں محنت کی جنت اونچی ہے، اسی طرح اپنے گاؤں کی محنت سے نقل وحرکت والی محنت اونچی ہوگی، پہلے تو محنت کی یا نہیں کی اگر کی تو آپ ﷺ جیسی بناؤ، ۲۱ سال محنت کی پھر حج کے لئے گئے سارے عرب میں سفر ہوئے، ۲۵ سفر خود فرمائے، صحابہؓ سے ۱۲۵ سفر کرائے، پہلے ایمان، نماز، زکوٰۃ، تعلیم، دعا، اذکار، معاشرت، غربا پروری سب سے پہلے پھیلایا پھر اونٹوں پر دوڑایا ساری طرف کہ آپ ﷺ حج کو جا رہے ہیں، علماء نے علت بتائی تاکہ حج کا طریقہ مجھ سے لے لیں، اس کے لئے باقاعدہ اعلان کروایا، آپ ﷺ نے مکہ فتح کیا ہوازن کا قصہ ہوا، حج تک تھوڑے دن تھے، رمضان میں مکہ فتح ہوا، ذیقعدہ کے اخیر میں مدینہ واپس ہوئے، آپ ﷺ نے حج نہ کیا، کیا مصلحت تھی؟ (۱) زمانہ حج کا بگڑا پڑا تھا مشرکین مکہ کے جی میں تھی کہ اشہر حرم میں جنگ نہ ہو اب قوم کی لڑائی آئی تو مہینہ کو سرکا دیتے تھے، اب کے رجب شعبان میں آئے گا، پنچ بیٹھ کر طے کر دیا اندھے پنچ تھے اندھا فیصلہ ہوا سیدھی بات تھی کہ زمانہ نہ بدلے شوال محرم میں گنا، اب حج حج کے دنوں میں نہ تھا گھوم رہا تھا گھومتے گھومتے ابوبکرؓ والے حج میں بھی ایک سال کی کسر تھی، حج کے زمانے میں اصل وقت میں حج فرمایا اب حج ٹھیک ہوا علت (۲) آپ ﷺ اختلاط مسلمین مع المشرکین اپنی معیت میں پسند نہ کیا، گو ابوبکرؓ پہلے سال اعلان کیا تھا کریم بن الکریم تھے فوراً عین وقت پر نہ نکالا (۳) اگر آپ ﷺ وہیں حج کرتے فتح مکہ کے بعد حج کرتے ہوازن اور طائف سے فارغ ہو کر حج کرتے تو سارا عرب اکٹھا نہ ہوتا اگر ہوتا تو گھر سے چلنے کا نقشہ پتہ نہ چلتا، آپ کو حج کا اپنا طریقہ دینا تھا اس لئے حج نہ کیا اگلے سال تشریف لے گئے سارے عرب میں خبر دی ایمان نماز روزہ پہلے پھیل چکا تھا، ان سب اوصاف والے آئے، سارے نقشے قائم تھے، اسی نقشہ پر آئے مدینہ میں بیس ہزار آدمی اکٹھے تھے حج کی جماعت چلی میواتی تو ۱۲ سو چلے ایک بھی بندھن نہیں۔

آپ ﷺ کے زمانہ میں صحابہؓ ساتھ ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا ایھا الناس السکینۃ والوقار (۲۶) فرمایا، سوا لاکھ میں ایک بھی تیز نہ چلا اتنی اطاعت تھی، نماز والا نقشہ ہے، اللہ اکبر والا نقشہ ہے حج کا بھی یہی نقشہ ہے، سب اپنی طبیعت کو توڑیں گے تو نماز ٹھیک حج ٹھیک ہے، اب امیر بناتے ہیں بعض علاقوں میں مہاجر انصار بنائے، سب بڑے بڑے جمع ہوئے مجلس برخواست ہوئی اس سے پہلے مال دیا بعد میں واپس دیا امیر بنایا تھا تاکہ تعلیم تسبیح گشت نماز وغیرہ کے لئے تاکہ خدمت

کرائے لیکن یہاں سے چلتے ہی امیر سے کہا کہ تو سواری لا اب امیر صاحب سواری لائے سواری میں کمی بیشی ہوتی ہے یہاں ذمہ دار مبلغ رکشہ کر کے لایا حاجی خود کر کے لائے تو حاجی آٹھ آنہ کم دیئے تو سارے حاجیوں نے بمبئی تک کہا کہ مولوی نے آٹھ آنہ نکالے اب امیر کو خادم کیوں بنایا اگر ایسا کرو گے تو نقشہ نہ بدلے گا، مکہ میں بھی آٹھ آنے پر دو ماہ لڑے تھے، اب ٹکٹ ماسٹر سے خود ہی بات کریں گے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نقشہ سے ہم بہت دور ہیں، خدمت خلق کا نقشہ تھا وہ نقشہ ہمارے پاس نہیں ہے جو خالی حج کو جاوے تو حج ہوگا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم والا نقشہ قائم کرو موجود نقشے کے مقابلے میں خوب محنت کریں حج تو وہی کرے گا جس کے پاس پیسے ہوں، لیکن محنت حج کی ہر جگہ ہوگی حج کی محنت بڑی چیز ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں کفار میں حج تھا لیکن شکل صحیح نہ تھی، ابراہیم علیہ السلام کے زمانے میں بھی تھا، آدم علیہ السلام نے ہر سال حج کیا ہے، سارے انبیاء علیہم السلام نے حج کیا (۲۷)، بیت اللہ بڑی زوردار جگہ ہے ادھر یا ادھر فیصلہ ہو جائے گا عین عرش کے نیچے ہے (۲۸)، اس میں حکمت ہے۔

برکت والا اللہ کا نام ہے برکت سے زندگی کے نقشے قائم ہوں گے، آسمان سے نظام چلتا ہے بیچ میں بیت اللہ ہے، سارے عالم کے نظام کو بیت اللہ سے جوڑا ساری دنیا کو بیت اللہ پر بلایا اور وہاں سے نظام قائم ہے، حدیث میں ہے کہ اللہ جب کسی علاقے کے لئے تخریبی یا تعمیری حکم دیتے ہیں تو فرشتے احرام باندھ کر بیت اللہ کا طواف کر کے پھر اس علاقے میں جاتے ہیں (۲۹) براہ راست آسمان سے گاؤں میں نہیں آئے گا طواف کر کے جائے گا اور یہ بات ہے کہ چاہے درخت کتنا ہی بڑا ہو ہمیشہ جڑ کے تابع ہوتا ہے، جڑ میں زیادہ طاقت ہوتی ہے، پوری دنیا پھیلاؤ ہے بیت اللہ جڑ ہے، حدیث میں ہے کہ سارا پانی تھا پہلے بلبلہ اٹھا یا جہاں بیت اللہ ہے (۳۰) وہاں سے زمین نکالی زمین کی جڑ بیت اللہ کی چار دیواری میں ہے اور سارے نظام کی جڑ بھی بیت اللہ ہے پھر دنیا میں جاتی ہے پہلے مرکز میں آتی ہے وہیں چکر بنایا کہ ہر وقت خدا کا نام چلے سارا زمین و آسمان خدائی مانگ سے قائم ہے، آسمان سب ہیں اس پر برابر عبادت چالو ہے فرشتے آج تک نماز کی نیت باندھ کر ایک آسمان پر کھڑے ہیں، بعض فرشتے رکوع مسلسل کر رہے ہیں، آسمانوں پر عبادت ہوتی ہے ہم تو فرشتوں کے ساتھ تھوڑی دیر رہ کر ترقی کی رکوع سجدہ کر کے آسمان والوں کے ساتھ رہے، لَا يَعْصُوْنَ اللّٰهَ مَآ اَمَرَهُمْ (۳۱) پر نظام ہے، آسمان جیسا نظام زمین پر بنایا بیت اللہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھو، توجہ کا اثر پڑتا ہے، روحانیت بیت اللہ سے ہوئی، زمین کا قبلہ بیت اللہ ہے، نماز کی لائن سے جڑ سے جوڑا نماز نہیں آتی ورنہ ساری دنیا چل جائے، براہ راست وہاں کی آبادی یہ حج آ گیا، پہلے وہاں کھانے والے نہ تھے، ریل موٹر نہ تھی لوگ پیدل اور اونٹ گھوڑوں پر نو ماہ میں چل کر پہنچتے تھے پہلا وہ پندرہ دن میں کیسے لوٹے گا، جلدی بھاگنے کا ارادہ نہ رکھے گا مکہ کو کیسے چھوڑے گا، مرنے کا ارادہ رکھتے تھے، آج تو ایسے جا رہے ہیں کہ مہینے ہوئے جا رہے ہیں، یہ پتہ نہیں کہ کہاں جا رہے ہیں وہاں جا کر بھاگنے کا ارادہ کوئی نہیں کرتا تھا، وہاں سال ڈیڑھ سال تک ٹھہرے بعض موت تک ٹھہرتے تھے، اس جگہ جو اللہ کے نام کے واسطے پڑیں طواف کریں روئیں تو ساری دنیا کے حالات بننے کا نقشہ ہے، وہاں وہ حج اور نمازیں نہ رہیں تو سارے عالم کا نظام بگڑا۔

آدم علیہ السلام کے زمانے سے تھا کہ جو نبی اپنا کام پورا کرتا تھا جس قوم پر عذاب آیا تو باقی عمر انبیا علیہم السلام بیت اللہ

پر گزارتے تھے، ہود علیہ السلام، صالح علیہ السلام زمزم اور حجر اسود کے درمیان رہتے تھے (۳۲)، مطاف بڑی زوردار جگہ ہے، ۷۰ ہزار نبی دفن ہیں، لوگ یہاں عمریں گزارتے تھے، نبیوں نے محنتیں کیں اور امتیں تیار کر کے گھر پر پیش کیں، آقا کے گھر پر محنت کر کے پیش کی تب معاوضہ ملتا ہے، موسیٰ علیہ السلام نے ایک روایت میں ہے مغازی میں ہے طبرانی میں ہے، ۷۰ ہزار امتی تھے، بیت اللہ پر تشریف لائے ایسے ۷۰ ہزار جن میں وطن وگھر کا جذبہ نہ تھا، مدینہ سے گزرے تو دل میں آیا یہ تو ہجرت نبی آخری الزماں کی جگہ ہے، بنی اسرائیل نے ٹھہرنے کی اجازت چاہی تا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد کریں پتہ نہ تھا کہ کب تشریف لاویں، ۵۰۰ گھرانے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد کے لئے وہاں ٹھہرے تھے انھیں کی اولادوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے غداری کی بنو قریظہ بنو نضیر انھیں کی اولادیں ہیں، بڑے جلالی نبی تھے، اللہ نے بندوں کو جلال و جمال کا مظہر بنایا، موسیٰ ونوح علیہم السلام جلال کا مظہر، ابراہیم وعیسیٰ علیہم السلام جمال کا مظہر ہیں، انبیاء علیہم السلام دو طرح کے بیت اللہ آئے (۱) امت بنا کر لا کر پیش کیا (۲) بددعا کر کے امت مروا کر بیت اللہ پر عمر گزار دی (۳۳)۔

تیسرا درجہ یہ ہے کہ اپنی ذاتی زندگی بنا کر پہنچے قوم عاد والے بھی بیت اللہ پر پہنچے بارش نہ ہونے کی وجہ سے بیت اللہ بھیجا کہ طواف نماز کے بعد رو کر دعا کریں گے قوم کے نمائندے تھے حاجی قوم کا نمائندہ ہے وہاں گئے مکہ میں گرمی پیاس ہے، طائف راستہ میں ملا وہاں باغات تھے وہیں ٹھہرے کھانے پینے شراب میں مست ہوئے، قوم وہیں رکی بیت اللہ نہ گئے صحیح رخ کیسے ہوگا روئے نہیں، اپنے کھانے پینے میں لگ گئے قوم کے نمائندے بن کر آئے کھانے پینے میں لگ گئے، بادل دیکھا تو یاد آیا کہ ہم تو بارش کے لئے آئے ہیں تب وہیں بیٹھ کر مانگنا شروع کیا، ان بادلوں کو چھانٹو تو کالا بادل چھانٹا کہ اسے ہماری قوم پر بھیجو اس میں اللہ نے عذاب جمع کر رکھا تھا، پوری قوم برباد ہوئی (۳۴) وہاں جانے والے نااہل تھے، بیت اللہ کا حق نہ ادا کیا وہاں کے فرائض کو ادا نہ کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہؓ اولیاً جاتے رہے مسئلے حل ہوئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے قریب مال دار شہرت کے لئے حج کریں گے (۳۵)، دنیا میں اس حج پر قحط سالی زلزلے آئیں گے پیداوار کم ہوگی سب اسی حج پر ہوگا، بیت اللہ اور مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم پر ایسا وقت آئے گا کہ لوگ چھوڑ دیں گے بھیڑیا پیر اٹھا کر پیشاب کرے گا، حبشہ کا ایک آدمی بیت اللہ کی ایک ایک اینٹ توڑے گا (۳۶) کہیں ہم نہ ہوں سیرت میں پہلے ڈھایا جاتا ہے، صورت میں بعد میں ڈھایا جاتا ہے، مسجد میں نماز نہ پڑھی ذکر نہ کیا پہلے مسجد کو حقیقت وسیرت کے اعتبار سے ڈھایا غیروں نے صورت کے اعتبار سے ڈھایا ان پر الزام نہ دو ہم نے نماز تعلیم ذکر تہجد اشراق کو ڈھایا خالی خولی کو اسی نے ڈھایا۔

اب حج کا زمانہ آرہا ہے، دو قسم کے آدمی ہیں یہاں والے بھی دو قسم کے ہیں (۱) ان کے نزدیک کوئی بات بھی نہیں ہے کہ حج ہو رہا ہے اس سے نقشے بدلیں گے کوئی پرواہ نہیں، صرف کمار ہے ہیں وہاں جانے والے بھی ایسے ہوتے ہیں کہ کھانے پینے میں رہتے ہیں، وہاں یہ نہیں کہ کیوں جا رہے ہیں، کہاں جا رہے ہیں جن کے ہاتھ میں باگ ہو، ہند کا سفیر یورپ جائے کشمیر کے لئے وفد جائے تو سارے ملک کے کان اقوام متحدہ پر لگیں گے یہاں بیت اللہ پر حاجی جا رہے ہیں لیکن پتہ نہیں ہے نظام حقیقی سے اندھے بن چکے ہیں، اقوام متحدہ میں جو کس آدمی چھانٹ کر بھیجیں گے یہاں کے رہنے

والوں جانے والوں کسی کو فکر نہیں حجر اسود کے بوسے کے وقت اگر خیر کا غلبہ ہوتا ہے تو شرک چوستا ہے ورنہ خیر کو چوستا ہے جو حج کے آداب کو لے کر جائے گا وہ اچھا ہو کر آئے گا ورنہ بگڑ کر آئے گا لہٰذا جانے والے اور رہنے والے بڑے بے فکر ہیں، زندگی کے نقشوں کو سامنے رکھتے ہوئے ڈرتے ہوئے جائیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حج کی شباہت پیدا کرو، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے پر نماز اچھی اخلاق ہمدردی تعاون ہو حدود اللہ کا احترام ہو، بیت اللہ کے حقوق قائم کئے گھانس تک نہ کاٹو، شکار نہ کرنا ورنہ جرمانہ دینا ہوگا، بیت اللہ کی زمین تھی کیوں مار احق کیا تھا، جہاں دنیا بھر کی حلال حرام بنی تو دنیا بھر کی حرام کتنی حرام ہوگی، غیبت جھگڑا کتنا حرام ہوگا، پہلے سے حرام تھا وہ زیادہ حرام ہوگا معمولی بات نہیں ہے، خدا کے دربار میں حاضری ہے کہیں ایسا نہ ہو کہ معاملہ بگڑ جاوے دھکے کا بھی خطرہ ہے تھوڑا احساس کرو گے تو چمٹا لیں گے۔

حافظ فخر الدین صاحب فسادات کے بعد حج کو گئے تو کہا کہ مکہ سے آجاتا تو میں زندگی نہ گزار سکتا تھا، مدینہ گیا تب سکون ہوا، مکہ میں زور کا عتاب تھا کہ تم نے اسلام کو تباہ کیا، نیند نہ آتی تھی بڑی مصیبت سے وقت گزارا ہے کواڑ لگا کر سنایا، اتنے زور سے روئے کہ سڑک تک آواز گئی تم نے اسلام مٹایا مدینہ میں گئے تو پتہ چلا کہ جیسے بھی ہو میرے ہو آجاؤ تب ہندوستان میں زندہ رہ سکا ہوں ورنہ پہلے مدینہ جاتا تو معاملہ خطرناک ہوتا، بہت آداب سے جانا ہے کہیں رد نہ ہو جائے، بیت اللہ پر ایسے آدمی جمیں گے تو ان کی محنت سے عالمیت آئے گی جو وہاں نہ جائیں وہ اور محنت کریں کہ پہلے تو حاجیوں میں محنت کریں طریقوں کو ٹھیک کریں کتاب سناؤ، کچھ بمبئی جاؤ گاڑیوں پر جاؤ کلکتہ بھوپال ہر جگہ جا کر حاجیوں پر محنت کرو، بیت اللہ پر محنت ہوگی روپے نہ ہوں تو حج سے بڑا ثواب لے لو محنت والا، جاتے آتے ان میں کام کرو گاڑیوں پر جاؤ اور ان میں محنت کرو، مکی تہامی مدنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم جیسا طریقہ ہو، آتے جاتے حاجیوں پر محنت کرو یقین جانو محنت کا ثواب زیادہ ملے گا اب دونوں طرح کے آدمی بتائیں حاجی تو بتائیں ڈرتے ہوئے تیاری کرتے ہوئے جائیں، چلے دے کر جاویں اور باقی حضرات بھی حجاج پر محنت کریں، رمضان کا کام ختم ہو رہا ہے حج کا کام شروع ہو رہا ہے حاجی جا رہا ہو تو اس پر محنت کرو حج پر محنت کرو حج کے فریضہ کے صحیح ہونے کی محنت کے لئے کون اپنے کو پیش کرتا ہے۔

---

(۱) سورہ الاعراف: ۱۵۸

(۲) بخاری صفحہ ۲۸۵ جلد ۲

(۳) روح المعانی صفحہ ۵ جلد ۲

(۴) مجمع الزوائد صفحہ ۱۷۳ جلد ۱۰

(۵) کنز العمال صفحہ ۲۰۴ جلد ۱۱

(۶) کنز العمال صفحہ ۳۳۵ جلد ۱۱

(۷) کنز العمال صفحہ ۳۵۹ جلد ۴

(۸) روح المعانی صفحہ ۳۵ جلد ۲۶

(۹) سورۃ الاحزاب: ۴۰

(۱۰) کنز العمال صفحہ ۳۱۰ جلد ۴

(۱۱) سورۃ المائدہ: ۱۰۵

(۱۲) المعجم الاوسط باب المیم من اسمہ: محمد

(۱۳) سورۃ المائدہ: ۲۴

(۱۴) سیر اعلام النبلاء صفحہ ۲۲۱ جلد ۱

(۱۵) سورۃ الاعراف: ۱۷۹

(۱۶) سورۃ ہود: ۲

(۱۷) سورۃ الاعراف: ۱۵۸

(۱۸) سورۃ الحدید: ۱۰

(۱۹) سورۃ التوبہ: ۲۵

(۲۰) سورۃ التوبہ: ۱۱۸

(۲۱) سورۃ التوبہ: ۴۹

(۲۲) سورۃ التوبہ: ۴۹

(۲۳) صحیح ابن حبان صفحہ ۶۵ جلد ۱۳

(۲۴) زاد المعاد صفحہ ۸۶ جلد ۳

(۲۵) سورۃ فصلت: ۳۳

(۲۶) السیرۃ النبویہ لابن کثیر صفحہ ۳۵۵ جلد ۴

(۲۷) اخبار مکۃ للازرقی صفحہ ۸۹ جلد ۱

(۲۸) حوالہ سابق صفحہ ۸ جلد ۱

(۲۹) سبل الھدیٰ صفحہ ۲۰۸ جلد ۱

(۳۰) سبل الھدیٰ صفحہ ۲۸۱ جلد ۳

(۳۱) سورۃ التحریم: ۶

(۳۲) اخبار مکہ للازرقی صفحہ ۴۲۰ جلد ۲

(۳۳) اخبار مکۃ للازرقی صفحہ ۴۲۰ جلد ۲

(۳۴) تفسیر طبری صفحہ ۲۵۶ جلد ۸

(۳۵) کنز العمال صفحہ ۱۳۳ جلد ۵

(۳۶) اخبار مکۃ للفاکہی صفحہ ۲۹۷ جلد ۲

حکم سے نہیں حکم دینے والے سے تعلق پیدا کرو

{۲۶ رمضان المبارک ۱۳۷۷ھ مطابق ۱۶ اپریل ۱۹۵۸ء، بعد عصر}

بمقام: بنگلہ والی مسجد، نئی دہلی

اقتباس

آدمی کی کامیابی ملک و مال میں نہیں ہے بس نسبت بدل جائے جی چاہنے کے بجائے حکم پر چلنے والا ہو حکم کی تعمیل کرے تو نسبت بدلے گی، ہے تو گندہ لیکن خدا کے حکم پر قدم اٹھایا تو قیمتی ہے، یہی اس کا مجاہدہ ہے کہ جی چاہنا رکھ کر خلاف احکام دیئے جی چاہی سے گندہ ہوگا، ورنہ مقرب ہوگا، فرشتوں میں جی چاہی نہیں ہے اس لئے عبادت کرتے ہیں لاکھوں سال سے عبادت کر رہے ہیں، ایک حور بھی نہ ملے گی کیوں کہ حکم پورا کیا لیکن مخالف مادے کے دبانے کی ضرورت پیش نہ آئی، بعض لوگ دعا کراتے ہیں کہ سارا بکھیڑا ہٹے تو تبلیغ کروں جب کوئی کام نہ ہو تو تبلیغ کر رہے تو ملے گا کیا؟ جی چاہی توڑ کر خدا کی مان، جی چاہی پر قدم بڑھانے سے نقصان ہوگا، حکم پر قدم بڑھایا تو نفع ہوگا، حکم جی چاہی گرانے کے لئے ہے، حکیم جی نے کہا گڑ نہ کھا جی چاہا تو بھی نہ کھا، سم قاتل ہے، مرنا ہوگا تو گڑ کھائے گا ورنہ نہ کھائے گا، نقصان ہوگا یہ بات سامنے آئی تو گڑ نہ کھائے گا جی چاہی سے نقصان ہوگا۔

بعد خطبۂ مسنونہ فرمایا کہ:

بھائی دوستو! انسان کی اپنی نسبت ناقص اور گندی ہے، اللہ کی نسبت پاک و کامل ہے، انسان اگر اپنی نسبت پر چلے تو اللہ نے نقصان رکھا ہے اور اگر اللہ کی نسبت پر قدم رکھے تو کامیاب ہوگا، انسان کا بولنا، سننا، کہنا سر سے پیر تک اجزاء ہیں، منی کے گندے قطرے سے ہیں (۱)، ایسے ہی یہ سب ضعیف اور گندے ہیں، منی کی طرح ہیں، اور اللہ جس نے سب بنایا وہ پاک ہے قطرہ ناپاک ہے، بنانے والا پاک ہے قوی ہے، اب انسان دو نسبت سے سے خرچ ہوگا (۱) اپنی نسبت سے خرچ ہوگا تو جیسا گندہ ماں کے پیٹ سے آیا تھا اس سے زیادہ گندہ ہو کر دوزخ میں جائے گا، اپنی جی چاہے گا کرے گا تو منی پنا آئے گا، ضعف پر اگندگی بدبو آگئی اپنی جی چاہی سے یہ ہوگا، پہلے تو صرف قطرہ گندہ تھا اب تو سر سے پیر تک گندہ ہے، منہ کان سب گندہ ہے کیوں کہ اپنے اوپر اپنے آپ کو چلایا تو گندگی پھیلی بچپن میں کبوتر پکڑ کر کاٹا کلیجی کے پاس پتہ تھا ہوشیاری

سے کاٹو اگر کلیجی کا لالچ کرو گے اور پتہ کٹ گیا تو سارا گوشت کڑوا ہوگا، اگر کلیجی کٹی تو حرج نہیں ہے، ایسی انسان کی اپنی نسبت گندگی کی ہے، اس کے تئیں یہ گندگی ہے اگر میں نے کہا میرا یہ جی چاہتا ہے میں سے گندگی پھیلے گی کہ اگر آنسو کے دریا اندر کی ہچکیاں الحاح وزاری تقویٰ اگر نہ ملے تو گندگی دور نہ ہوگی تو دوزخ میں صاف ہوگی، دوزخ کی بھی حد ہے جب تک فسق وفجور ہے تولا کھ یا کچھ کم وبیش میں صاف ہو کر جنت میں جائے گا اگر شرک حقیقی ہو تو ابدالآباد والی دوزخ بھی صاف وپاک نہ کر سکے گی، اس کی سزا پوری نہ ہوگی، ہمیشہ دوزخ میں جلے گا (۲)، اور سب باتوں کی سزا پوری ہوگی، لیکن شرک حقیقی کی سزا کبھی پوری نہ ہوگی، ہمیشہ دوزخ میں جلے گا اور گندہ رہے گا یا تو آنسو وندامت اور اضطراب معافی مانگنا نہیں تو آگ اور دوزخ ہے، انسان کی نسبت گندی ہے اللہ نے ترکیب رکھی ہے پتہ والی ترکیب ہے کہ پتہ کاٹو استعمال نہ ہونے دو گندگی تو تجھ میں ہے لیکن اس گندگی پر نہ چل، اللہ کا حکم سامنے رکھ کر چل جی چاہنے پر نہ چل حکم پر چل، اللہ کی نسبت ہے تم اپنے طور پر جا رہے ہو منی والے ہو تھانیدار بھی منی والا ہے مگر حکومت والا ہے ایک تھپڑ مارو تو حکومت بدلہ لے گی، تم مار کھاؤ گے تو کچھ نہ ہوگا حکومت کی نسبت نہیں ہے، تھانیدار کو مارا تو حکومت کی انسلٹ ہوئی، جب آدمی نسبت بدل کر حکم والا ہوا تو اللہ کے ہاں اس کی قیمت بنتی ہے پھر کوئی مارے تو گویا ہاتھ اللہ پر ڈالا صورت میں انسان ہے مگر اللہ کہتا ہے کہ میں اس کا ہاتھ پاؤں بنتا ہوں، اللہ نے اپنا قرار دیا (۳)۔

آدمی کی کامیابی ملک ومال میں نہیں ہے بس نسبت بدل جائے جی چاہنے کے بجائے حکم پر چلنے والا ہو حکم کی تعمیل کرے تو نسبت بدلے گی، ہے تو گندہ لیکن خدا کے حکم پر قدم اٹھایا تو قیمتی ہے، یہی اس کا مجاہدہ ہے کہ جی چاہنا رکھ کر خلاف احکام دیئے جی چاہی سے گندہ ہوگا، ورنہ مقرب ہوگا، فرشتوں میں جی چاہی نہیں ہے اس لئے عبادت کرتے ہیں لاکھوں سال سے عبادت کر رہے ہیں، ایک حور بھی نہ ملے گی کیوں کہ حکم پورا کیا لیکن مخالف مادے کے دبانے کی ضرورت پیش نہ آئی، بعض لوگ دعا کراتے ہیں کہ سارا بکھیڑا ہٹے تو تبلیغ کروں جب کوئی کام نہ ہو تو تبلیغ کر رہے تو ملے گا کیا؟ جی چاہی توڑ کر خدا کی مان، جی چاہی پر قدم بڑھانے سے نقصان ہوگا، حکم پر قدم بڑھایا تو نفع ہوگا، حکم جی چاہی گرانے کے لئے ہے، حکیم جی نے کہا گڑ نہ کھا جی چاہا تو بھی نہ کھا، سم قاتل ہے، مرنا ہوگا تو گڑ کھائے گا ورنہ نہ کھائے گا، نقصان ہوگا یہ بات سامنے آئی تو گڑ نہ کھائے گا جی چاہی سے نقصان ہوگا، یہ جی چاہنے کو پورا کرنے کے واسطے نہیں دیا بلکہ حکم پر انعام دینے کے لئے مقرر کیا، فرشتوں کو ثواب نہ ملے گا کیوں کہ جی چاہی ان میں نہیں ہے، تم جی چاہنے کو دبا کر حکم پورا کرو تو فرشتوں سے امتیاز ہوگا فرشتے نے جی چاہے کو دبائے بغیر حکم پورا کیا، موٹر دیکھو ایک کو دباتے اور ایک کھینچتے ہیں، اگر خالی کھینچنا ہو تو موٹر نہ چلے گی جی چاہی کو دبانا پڑے، حکم کو کھینچنا پڑے اور فرشتوں کو صرف کھینچنا پڑتا ہے، ایک کام ہے۔

انسان کے اندر مخالف مادہ ہے دو کام کرنے پڑے حکم پورا کرنا دینے کے لئے نہیں ہے بلکہ جی چاہی دبا کر حکم پورا کرنے پر ملتا ہے ورنہ فرشتے بھی حکم پورا کرتے ہیں، مگر انھیں کچھ نہیں ملتا ہے، جی چاہنے کو دبا کر حکم پورا کرنا مجاہدہ ہے، جی چاہنا نہ ہو تو حکم کو پورا کرنا مجاہدہ نہیں ہے جی چاہتا ہے کہ کھیتی کرے اسے دبا کر حکم پورا کرنا ہے، نَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ

وَنُقَدِّسُ لَكَ (۴) کہا، یہ آدمی جب مادہ دبا کر حکم کو پورا کرتا ہے تو لاکھوں فرشتوں سے افضل ہو جاتا ہے جب کہ جی چاہی کو دبا کر حکم پورا کرے اسی میں انسان کی پاکی و نور ہے اپنی نسبت میں نور اور پاکی نہیں ہے، پہلا درجہ یہ ہے کہ اللہ کے حکموں پر جی چاہنا آنے نہ دے گا تو بعد میں حکموں میں صرف ایک دو چیز میں جی لگوائے گا، نماز کا شوق ہوگا سفر نہ کرنے دے گا، نماز کی نیت باندھی ریل چھوٹی، روزہ جی لگا نفس پہلے تو جی چاہنا حکموں پر نہ آنے دے گا، دوسرے پھیر میں ایک دو طاعت پر جی لگاتا ہے اور ساری طاعتیں کرواتا ہے نماز ضرور پڑھے لیکن جی چاہنے سے نہ کرے حکم دیکھے اسی لئے کچھ وقت میں نماز حرام کی تاکہ مشق ہو حکم پر پڑھنا ہے ہمارا نماز سے تعلق پیدا نہیں کرنا بلکہ نماز دینے والے اللہ سے تعلق پیدا کرنا ہے، اندھا ہے تو اسے بچاؤ پھر نماز پڑھو یہ اللہ کا حکم ہے نماز توڑ اور بچا، کمال یہ ہے کہ اعمال سے تعلق نہ رہے جس کے لئے عمل کرتا ہو اس سے تعلق ہو جب یہ تحقیق کرے گا تو فقه فی الدین 'دین میں سمجھ پیدا ہوگا، عملوں کے ساتھ محبت کرنے سے فقه فی الدین نہ ہوگا، خدا کے ساتھ محبت کرنے سے فقه فی الدین ہوگا، کسی بیٹے سے زیادہ محبت ہو تو عدل نہ ہوگا بچوں کے بنانے والے خدا سے محبت ہو تو عدل کرے گا، اگر خدا سے تعلق ہو تو سارے اعمال یکساں ہیں چاہے نماز پڑھاؤ یا زکوٰۃ دو، اگر کسی عمل سے تعلق ہوا تو سارے اعمال ضائع ہوں گے دعا مانگو کہ اللہ عملوں کے بجائے اپنے سے تعلق پیدا کریں اور ہمیں ہماری خواہشات سے نکالیں احکام پر عمل کی توفیق دیں۔

---

(۱) سورۃ الطارق:۶

(۲) سورۃ النحل:۲۸، ۲۹

(۳) کنز العمال صفحہ ۷۷۰ جلد ۷

(۴) سورۃ البقرہ:۳۰

محنت اور قربانی ہر شخص کے ساتھ ہے

{۲۷ رمضان المبارک ۱۳۷۷ھ مطابق ۱۷ اپریل ۱۹۵۸ء، بعد فجر}

بمقام: بنگلہ والی مسجد، نئی دہلی

اقتباس

سارے نبیوں کی مشترک محنت ایمان پر اور ایمان والے عملوں کی ترویج پر ہے جو نبی آیا اس نے ایمان کی آواز لگائی، سمجھایا ایمان کے لئے عیش کو قربان کیا عہدے، خاندان، بیوی بچے چھوڑے قرآن میں سب ہے، لوط علیہ السلام کو بیوی چھوڑنی پڑی، انہ مصیبھا ما اصابھم، نوح علیہ السلام کو بیٹا چھوڑنا پڑا، بہت سے انبیا علیہم السلام کو قومیں چھوڑنی پڑیں، جیسا کہ نوح علیہ السلام، صالح علیہ السلام اور ہود علیہ السلام وغیرہ کو، ابراہیم علیہ السلام کو بیوی بچوں کی پرورش کا خاکہ چھوڑنا پڑا ہر نبی سے ہر مسئلہ قربانی کر کے ایمانی محنت کی ایمان پر محنت ہے اور اعمال پر محنت ہے یہ محنت جو ایمان و اعمال صالحہ پر ہو یہ محنت سب سے زیادہ قیمتی ہے۔

بعد خطبۂ مسنونہ فرمایا کہ:

بھائی دوستو! دیکھو کہنے سننے کا مزہ تب ہے کہ کہنے والے سب مانتے، ہم تم مانتے اور درمیانی بات یہ ہے کہ ہم مانتے اور تم نہ مانتے اور گھٹیا بات یہ ہے کہ نہ ہم مانیں نہ تم مانو روز کہنے کو کھڑے ہوتے ہیں، آج بغیر مزے کے گاڑی چل رہی ہے ہم اور تم اسی طرح جان دیتے جس طرح کہ جان دینے کے لئے کہا جا رہا ہے بھائی دیکھو کہ دنیا محنت کی جگہ ہے بلا محنت کوئی نہ رہے گا جونسی چاہے محنت کرے اچھی صحیح اعلیٰ کرے یا بری غلط، ادنیٰ محنت کرے جونسی محنت کرے اس کے علاوہ محنت قربان ہوگی اور چھوٹے گی لہٰذا محنت اور قربانی ہر شخص کے ساتھ میں ہے یا تو غلط کو قربانی کر کے صحیح پر لگاؤ ورنہ صحیح قربان ہوگا، اگر اعلیٰ اور صحیح کے لئے قربانی نہ دی تو ادنیٰ کے لئے قربانی دینی پڑے گی، صحیح پر محنت کرے گا تو چمکے گا ورنہ مٹے گا اگر اعلیٰ کو ادنیٰ کے لئے قربان کیا تو تھوڑا پاوے گا زیادہ کھوئے گا، جو محنتیں غیر اللہ سے متعلق ہیں وہ غلط ہیں خواہ غلہ سے ملک و مال سے ہوں خدا کی نسبت سے خالی محنت ساری غلط ہے محنتیں صحیح وہی ہیں جو خدا کی ذات سے تعلق رکھیں، اس میں بھی درجات ہیں سب سے اونچی محنت وہ ہوگی جس پر نبی اٹھے تمام محنتوں میں نبیوں والی محنت اونچی ہے، نبیوں نے ایمان اور اعمال ایمانیہ پر محنت کی تھی کہ اعمال کی ترویج ہو۔

انھوں نے ملک کے لئے مال کے لئے محنت نہ کی بلکہ ملک واولاد تو دعا سے لی ہے (۱)، سارے نبیوں کی مشترک محنت ایمان پر اور ایمان والے عملوں کی ترویج پر ہے جو نبی آیا اس نے ایمان کی آواز لگائی، سمجھایا ایمان کے لئے عیش کو قربان کیا عہدے، خاندان، بیوی بچے چھوڑے قرآن میں سب ہے، لوط علیہ السلام کو بیوی چھوڑنی پڑی، اِنَّہٗ مُصِیْبُھَا مَآ اَصَابَھُمْ ۔ (۲) نوح علیہ السلام کو بیٹا چھوڑنا پڑا، (۳) بہت سے انبیا علیہم السلام کو قومیں چھوڑنی پڑیں، جیسا کہ نوح علیہ السلام، صالح علیہ السلام اور ہود علیہ السلام وغیرہ کو، ابراہیم علیہ السلام کو بیوی بچوں کی پرورش کا خاکہ چھوڑنا پڑا (۴) ہر نبی سے ہر مسئلہ قربانی کر کے ایمانی محنت کی ایمان پر محنت ہے اور اعمال پر محنت ہے یہ محنت جو ایمان واعمال صالحہ پر ہو یہ محنت سب سے زیادہ قیمتی ہے، ذاتی نماز، روزہ، حج سے زیادہ قیمتی ہے نبیوں کے طریقے پر ایمان کے لئے اور دوسروں میں آنے کی محنت پر جان کھپانا اس محنت کے طریقے ہیں، اپنے گھر والوں پر محنت کرنا کان یأمر اھلہ، (۵) اسماعیل علیہ السلام یا اپنے علاقے پر محنت کرنا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم والی محنت سب سے اونچی محنت ہے، طریقہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ہے کہ تمام محنتوں کو اپنے اندر لئے ہوئے ہے، سارے نبیوں کی محنت اس میں ہے، ہر گھر کی محنت ہے، اسماعیل علیہ السلام صرف گھر پر محنت کرتے تھے (۶) نوح علیہ السلام قوم پر (۷) شعیب علیہ السلام مدین پر (۸)، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی محنت گھر پر زبان پر قوم پر علاقہ پر محنت کو لئے ہوئے ہے (۹) اور مزید یہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے محنت اس شکل کو لئے ہوئے ہے جو کسی نبی کے پاس نہیں ہے تمام قوموں ملکوں ساری دنیا میں خود پھرنا اور دوسروں کو پھرانا یہ دیا ہے یہ چیز سارے نبیوں کی تمہیں ملی ہے، خاص آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ملی ہے، نبیوں والی جتنی محنتیں ہیں اپنے گھر شہر برادری قوم میں محنت کرنا یہ ساری محنتیں کاہے سے چلیں گی اگر صرف گھر یا قوم یا اپنی زبان پر محنت کریں تو ساری شکل زندہ نہ ہوگی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی محنت سے ساری شکلیں وجود میں آئیں گی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے پر سارے ملکوں قوموں میں جانے سے ہوگا تو ہر گھر ملک علاقہ قوم میں محنت ہوگی۔

جب محنت تمام شکلوں پر ہو گھر میں گاؤں میں شہر میں ملک میں زبان میں محنت ہو تو سارے طبقات میں اسلام کی سرسبزی ہوگی اسلام جو خدا سے لامحدود عطایا لینے کا طریقہ ہے وہ حکومت واکثریت سے نہ چلے گا بلکہ نبیوں کی محنت کے طریقے پر چلے گا چاہے مبلغوں کے پاس روٹی کپڑا نہ ہو اجب بھی نبیوں کے طریقے پر محنت سے خدا اسلام کو زندہ کریں گے مال وغیرہ نہیں ہے لیکن نبی کے طریقہ پر محنت ہو رہی ہو تو اللہ خوش ہو کر دین کو دنیا میں زندہ کریں گے اگر وہ نبی والی محنت نہ ہو تو چاہے کروڑوں کا مال کھیت دوکان ہو چاہے جتنے آدمی ہوں حکومت ہو اسلام زندہ نہ ہوگا اور سارے مصیبت میں ہوں گے اسلام کے مٹنے کی مصیبت سب کو اٹھانی ہے، اسلام خدا کی ذات سے فائدہ لینے کا تعلق صرف جانوں سے ہے جب وہ طریقہ ہوگا تو زمین دی جائے گی، زمینوں اور حکومتوں پر اسلام موقوف نہیں بلکہ اسلام پر حکومتیں زمین موقوف ہیں اور اسلام صرف نبی کے طریقے پر محنت پر موقوف ہے، صحابہؓ نے مکہ میں نبی والی محنت کی، خبابؓ انگاروں پر لٹایا گیا کمر کی چربی سے آگ بجھی (۱۰) پیروں میں رسی باندھی ہے لڑکوں سے کہا تو گھسیٹا کنکریلی زمین خون آلود ہوئی لیکن احد احد کہا، یہ بلالؓ ہیں (۱۱) مارنا شروع کیا حضرت عمارؓ کی ماں کی شرم گاہ پر برچھا لگا مر گئیں، عمارؓ، سمیہؓ یاسرؓ سب کو مارا گیا (۱۲) کلمہ سے ہٹانے کے لئے کیا تھا پھیلنے والے کلمے سے ہٹاتے تھے، ایک ذات میں کلمہ رہے اس سے نہیں ہٹاتے تھے کلمہ دیمک کی

طرح پھیلتا تھا اگر اکیلا کلمہ پڑھتا تو حرج نہ تھا دشمنی تو پھیلانے سے تھی اور کیا کیا مشک میں لپیٹ کر الٹا لٹکایا گیا اور دھونی دی گئی مگر کلمہ نہ چھوڑا (۱۳) عثمانؓ تھے۔

دونوں آدمیوں کو رسی میں باندھ کر ریت میں ڈال دیا، ابوبکرؓ اور طلحہؓ دونوں تھے (۱۴) مکہ والوں نے خوب مصیبت اٹھائی پٹائی ہوتی تھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خاندان کو تین سال بائیکاٹ ہوا چھوٹے بچے روتے ان کو دودھ نہ ملتا (۱۵) یہ نبیوں کے طریقے کی محنت تھی ہر شخص داعی تھا اس لئے مصیبت اٹھائی، خبابؓ آئے بیت اللہ کی دیوار پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم ٹیک لگا کر بیٹھے تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم دیکھئے ہم کیسے مصیبت میں ہیں میرے لئے دعا کرو تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو غصہ آیا چہرہ سرخ ہو گیا ٹیک چھوڑ کر فرمایا کہ ابھی سے مدد کی دعا منگوا رہے ہو پہلے نبیوں نے کیسی محنت کی یہ آگ پر لٹائے جانے والوں سے فرما رہے ہیں، جب پہلے نبی اس محنت پر آئے تھے تو لوہے کی دھاردار بڑی بڑی کنگھیاں تیار کی گئیں ہڈیوں پر سے گوشت اتارا گیا حتیٰ کہ پورے بدن کا گوشت ہڈی سے اتار کر پھینکا تھا ابھی کیا تکلیف اٹھائی ہے تکلیف جتنی اٹھاؤ گے مقرر شدہ تکلیف اٹھا چکو گے تو خدا کی قسم مدد ہو گی، حتیٰ کہ بصریٰ سے ایک عورت مکہ تک آئے گی اسے خطرہ نہ ہو گا اسلام ہی اسلام ہو گا (۱۶) یہ مکہ والی محنت کا نقشہ ہے مکہ میں تیرہ سال نبیوں کے نقشے کی محنت ہے، مدینہ جا کر حرکت والی محنت شروع ہوئی قوموں اور علاقوں میں بھیجا، ۵۰۰ کا دستہ سعدؓ کے ساتھ بھیجا تھا، ابوامامہ باہلیؓ کو باہلہ میں بھیجا (۱۷) خالدؓ کو ہمدان یعنی یمن میں بھیجا (۱۸) لڑنے کے لئے نہ بھیجا تھا کلمہ کے لئے بھیجا تھا قوموں اور ملکوں میں بھیجا مصر، شام، افریقہ، عراق، ایران، افغانستان، چین، ہندوستان، سندھ، ملتان، لاہور تک محنت آئی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے محنت سکھلائی تھی جس محنت سے ساری دنیا میں محنت ہوئی، جان مال کا سرمایہ لگایا، تب دروازے کھلے، اندلس میں طارق نے کشتیاں جلائیں کہ واپس نہیں جانا ہے مرنا ہے یا اسلام پھیلے دشمنوں کا ملک ہے اماں ابا کا ملک نہیں یا تو انہیں بدلو یا خود مرو، وقت سے نکل گئے عمریں لگا دیں تھیں جان پر جھیلنا ہے خواہ مخواہ دوسری جگہ محنت کریں اللہ سب دیں گے اللہ نے کہا ہے کہ تَمْكِيْنَ فِي الْاَرْضِ (۱۹)، سَيَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمٰنُ وُدًّا (۲۰)، استخلاف فی الارض (۲۱)' سارے خدا کے وعدے ہیں شاعری نہیں ہے۔

آج تو یقین نہ رہا محنت پر اللہ سب کچھ دیں گے اس پر جب یقین نہیں آ رہا ہے تو جنت کا یقین کیسے ہو گا، دشمن دوست بنیں گے کافر مسلم بنیں گے یہ معمولی باتوں کا جب یقین نہیں ہے تو جنت کا یقین کہاں ہو گا کیسے ہو گا، زبان کا نام یقین نہیں ہے دل سے یقین کا تعلق ہے اور عمل اس کی دلیل ہے ایمان قلب میں ہو گا گواہ خود ہو سکتے ہیں، زبان سے دعویٰ کیا اب عمل سے ثابت کرو تو دعویٰ سچا ورنہ جھوٹا ہے اللہ نے منافقوں کو جھوٹا کہا ہے، اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَكٰذِبُوْنَ اِتَّخَذُوْٓا اَيْمَانَهُمْ جُنَّةً فَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اِنَّهُمْ سَآءَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ اٰمَنُوْا ثُمَّ كَفَرُوْا فَطُبِعَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ وَهُمْ لَا يَفْقَهُوْنَ، (۲۲) منافقوں کا قول یہی تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم رسول ہیں لیکن عمل جھٹلاتا تھا اللہ نے قول کو دلیل نہ بنایا بلکہ عمل کو دلیل بنایا، اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ لَمْ يَرْتَابُوْا وَجٰهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ، اُولٰٓئِكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ (۲۳) تاجروں کو کوڑیاں بھی

نہیں ملتیں ایمان پر تو دنیا و آخرت میں بہت ملتا ہے۔

آج زمین دوکان پر جتنا یقین ہے اللہ پر اتنا بھی یقین نہیں ہے، بس کھانے پینے کی زندگی کو سمجھا ہے کہ دوکان سے ملے گی اگر تین چلے کی محنت پر ۱۵ ہزار ملے تو سب نکل جائیں گے قسم کھا کر کہتا ہوں ایک بھی واپس نہ جائے گا اگر کہا جائے گا کہ جنت ملے گی، خدا کی مدد آئے گی یہ کہا جائے تو کوئی بھی کھڑا نہ ہوگا یہی دلیل ہے بے ایمانی کی، اسی وجہ سے چار ماہ مانگتے ہیں کہ قرآن وحدیث جس محنت کو پیش کر رہے ہیں اس پر یقین نہیں ہے بس روٹی کپڑا تو مروج محنت پر سمجھ میں آرہے ہیں، حالانکہ اللہ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم قسمیں کھا کھا کر کہتے ہیں کہ جب تم دین کی محنت چھوڑ کر کھیتوں اور دوکانوں میں لگو گے اللہ ذلت میں ڈالیں گے جب تک محنت دین کی نہ کرو گے تو ذلت نہ ہٹے گی اور ایسے حاکم مسلط ہوں گے جو بوڑھوں اور شریفوں کا احترام نہ کریں گے (۲۴) جب کھیتی میں لگ کر دین کی محنت چھوٹ جائے تو ساری محنتوں کے باوجود ذلیل ورسوا کریں گے آج دنیا میں کتنے مسلمان ہیں اگر آنکھ بند کر کے ڈلا ڈالا مسلمان کے گھر پڑے گا اتنے زیادہ مسلمان ہیں لیکن جتنے آج ذلیل ہیں پہلے نہ تھے۔

پورا بہادر ملک ہے دس لاکھ کی فوج ہے امریکہ کا یہودی چلانے والا ہے، ضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ وَالْمَسْكَنَةُ (۲۵) یہ یہودی ذلیل حاکم ہے جہاں کا وہ ہے وہاں والے جہاں چاہے استعمال ہوں اس سے زیادہ بے بس اور کیا ہوں ملک کے ملک بھی عاجز وذلیل ہیں، دوکانیں چلا کر کیا کرو گے کھٹمل کی طرح مارے جاتے ہو یہ نقشہ کیوں ہوا میری اگر کوئی مانے تو کمائیوں پر لعنت بھیجے اور تھوکے یہ ہماری وہی غذا ہے جس سے دست ہوئے ہیں پیر ٹوٹے ہیں اسے ہی کھاتے رہو گے تو ختم ہو جاؤ گے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت پر وقت آئے گا کہ چاروں طرف سے لوگ کھائیں گے کہ آؤ کھائیں، صحابہؓ نے کہا کہ کیا مسلمان تھوڑے ہوں گے؟ بدر میں ۳۱۳ کو نہ کھا سکے مدینہ والوں کو عرب نہ کھا سکے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کثیر تعداد میں ہوں گے لیکن وہن پیدا ہوگا وہن کیا ہے؟ دنیا کی محبت اور موت کی ناگواری پیدا ہوگی (۲۶)، جب آدمی حیات اور دنیا پر محنت کریں گے تو حیات اور دنیا کی محبت پیدا ہوگی اور جب آدمی موت پر اور آخرت پر محنت کرتا ہے تو موت کی محبت پیدا ہوتی ہے یاد رکھو قرآن میں مومن اور کافر کا فرق بتا دیا ہے کہ مسلمان موت سے محبت کرتے ہیں اور کافر ڈرتے ہیں، وَلَتَجِدَنَّهُمْ أَحْرَصَ النَّاسِ عَلَىٰ حَيَوٰةٍ، (۲۷) مشرک یہودی زندہ رہنا چاہتے ہیں۔

آج مسلمان بھی ایسا بن گیا دنیا کی محبت اور کراہیت موت ہے، حیات کی محبت ہے تین چلے کی کہو تو کھیتی کا ڈر ہے حیات کی محبت ہوئی دوکان فیل ہونے کا خطرہ ہے حیات سے محبت ہے حالانکہ یہ دوکان قبر حشر برزخ نہیں ہے بلکہ دنیا ہے دنیا کی محبت ہے موت کی محبت نہیں ہے، خدا کے دین کی محنت موت کو سامنے رکھ کر محنت کی تھی اور مال دوسروں کو دیا نقل وحرکت میں رہے تو مسلم وکافر میں فرق تھا، فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ إِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِينَ (۲۸) تمنا دل کے اندر کی چاہ کو کہتے ہیں، صرف زبان ناکافی ہے، وَلَنْ يَتَمَنَّوْهُ أَبَدًا بِمَا قَدَّمَتْ أَيْدِيهِمْ (۲۹) وَلَا يَتَمَنَّوْنَهُ، (۳۰) مرنے

کے واسطے انتظام نہیں کیا ہے زندگی کی اصل ہجرت ہے لیکن آج ایسی جگہ ہی نہیں ہے کھانے پینے والی ہجرت تو ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم والی ہجرت کی تو اہمیت ہی نہ رہی دین کی ہجرت نہ رہی، اصل ہجرت نہ رہی دوسری گھٹیا ہجرت، حدیث میں ہجرت بادیہ ہے گاؤدی ہجرت ہے، اصل ہجرت میں ہمیشہ کے لئے ہجرت کرنا ہے گھٹیا ہجرت یہ ہے کہ دین سیکھنے کے لئے کچھ دن کے لئے نکلنا سارا مال موجود ہے پھر واپس آجانا یہ ہجرت بادیہ ہے، گاؤدی ہجرت ہے گاؤں والوں کی ہجرت بے عقلوں کی ہے تو اسلام اور ہجرت کے بیچ میں شیطان آتا ہے کہ دیکھ سب لٹ جائے گا زمین جاتی رہے روٹی نہ ملے گی لمبا چوڑا جال پھیلائے گا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب مہاجر بنا تو شیطان ہجرت اور جہاد کے درمیان میں بیٹھے گا دیکھ اگر خدا کے نام پر جہاد کیا تو اب گلا ضرور کٹے گا اب اس میں بھی نہ مانا تو پارا تارا ایک سے تو خدا نے نکالا کہ ماں کے پیٹ سے مسلمان بنا کر نکالا (۳۱) یہ صرف خدا کا احسان ہے، ہم نے کچھ بھی قربانی نہ دی ہم اسلام سیکھنے کو بھی تیار نہیں ہیں۔

اب سارا مسئلہ اس پر ہے کہ مسلمان بغیر اسلام کے ایسا ہے جیسا کہ بغیر دوکان کے دوکاندار ہو مثلاً کھیتی نہ ہو نام زمیندار ہو صرف نام سے روٹی نہ ملے گی بلکہ زمین ہونی چاہئے ماں باپ نے نام رکھا ہے دوکاندار اس سے روپیہ نہ ملے گا، آپ کون ہے؟ ملازم لیکن ملازمت نہیں کرتا ہے نام رکھا ہے اب زمیندار دوکاندار دو قسم کے ہیں، جو (۱) زمیندارہ کرتے ہیں (۲) جن کے ماں باپ نے رکھ دیا گورنر نام رکھ دیا صدر جمہوریہ امریکہ کا صدر نام رکھ دیا صدر جمہوریہ آئے لیکن پولیس ساتھ نہ تھی صرف نام رکھ دیا ہے، پھر چیز دو طرح کی بنی ہوئی ہے صرف نام رکھ دیا اس سے کچھ نہ ہوگا، گورنر وزیر سب دو طرح کے، ایسے ہی مسلمان بھی دو طرح کے ہیں نام کے مسلمان ہیں چلو بنگال تو زمیندارہ کا بہانہ ہے ماں نے مسلمان نام رکھ دیا ہے لیکن ہے زمیندار، اللہ کے حکم پورا نہیں کرتا ہے اسلام پر محنت کرنے والا، مسلمان نہیں ہوں نام مسلمان ہے محنت چکر میں ہیں، جیل میں جاویں پھانسی کا حکم لگے تب ساری عمر تبلیغ میں دینا ہے اب سمجھ میں آیا کہ ایمان کی محنت سے آخرت بنے گی۔

ہمارے یہ حضرات جنہوں نے جان کی بازی لگائی اور برطانیہ کو ہٹانے کی محنت کی ان کے قصے دیکھو مقدمہ بغاوت قائم ہوا پھانسی طے ہوئی فیصلہ ہوا کہ کل پھانسی ہے تو خوشی کے مارے رات کو سوتے نہ تھے ہنستے تھے جیسے برطانیہ مر گیا ہو ایسے مزے آرہے ہیں جیسے شاہ محمد اسحٰق صاحب، شاہ محمد یعقوب صاحب ۱۸۵۷ء کے بعد ہجرت کو گئے، صبح کو خوب ہنسے عرب والے سمجھے کہ ہندوستان سے کئی ہزار روپیہ آگیا پوچھا کہ کیا ہوا تو کہا کہ برطانیہ نے ہماری جائیدادیں لے لیں اب تک وہاں سے کمائی آتی تھی وہ ختم ہوگئی اب پیسہ نہ آئے گا اس کی خوشی ہوئی ہے کہ حج کے زمانے میں روپیوں کا دھیان رہتا تھا توجہ میں فرق آتا تھا اب یکسوئی سے عبادت ہوگی۔

اب برطانوی کو تعجب ہے کہ پھانسی پر کیوں ہنستے ہیں نمائندہ آیا کہ کیوں خوش ہو رہے ہو، غداً نلقی الاحبۃ محمداً واصحابہ رضی اللہ عنہم دوستوں سے ملیں گے یہ جواب دیا کل ان سے ملاقات ہوگی ان سے ملنے کے لئے تو ساری محنت کی تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات ہو انگریز اتنا جلا ہوا تھا کہ رنجیدہ کرنے کے لئے پھانسی تھی لیکن جب تم خوش ہو تو پھانسی نہ ہوگی بس کالے پانی کرایا، جعفر صادق صاحب تھے مرنے پر خوش ہوتے ہیں اب اگر موت آئے تو حیات پر پورا مال دینے کو

تیار ہوتے ہیں مرنے سے ڈرتے ہیں آج کی محنت حیات کے لئے ہے، یہ پہلے کافروں کا شعار تھا لَا یَتَمَنَّوْنَہ اَبَدًا (۳۲) موت کی تمنا یا تو جاہل کرے گا کہ مرنے کے بعد کیا ہوگا؟ یا یہ کہ بعد الموت جانتا ہو پوری تیاری کی ہو، اگر تیاری نہ کی تو موت سے محبت نہ ہوگی آج تو حیات ہی کے لئے محنت ہے اس لئے موت سے ڈر معلوم ہوتا ہے۔

پہلوں کی محنت آخرت پر بھی نماز روزہ صدقہ خیرات، نفر فی سبیل اللہ یہ سب کچھ کر رہے تھے مرنے کے بعد کام آئے گا اب موت کا شوق ہے منتظر رہتے تھے، خالدؓ نے بہت سے خط لکھے کہ دیکھو ہم تم پر اسلام پیش کرتے ہیں مانو ورنہ جزیہ دو یعنی اللہ کے احکامات والے نظام کو تم چلاؤ یہ اسلام ہے خود غرضی نہیں ہے طاقت ہوتے ہوئے نہیں لیتے یہ کمال اخلاص ہے اگر نہیں مانتے تو ملک ہمارے حوالے کرو ہم چلائیں گے تم ماتحت رہو ورنہ میرے ساتھ ایسی قوم ہے جو موت سے اس طرح محبت کرتی ہے جس طرح تمہاری قوم حیات اور شراب سے محبت کرتے ہیں، (۳۳) اگر چلہ مانگو تو موت سے ڈرتے ہیں شروع سے ہی قدم نہیں اٹھاتے مرنے پر کام آنے والی چیزوں کو چھوڑا تو موت کی محبت جاتی رہی۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی فرمایا تھا کہ دنیا کی محبت تو حیات والے سامان کی محبت ہوگی موت سے ناگواری ہوگی، حدیث میں ہے کہ شیطان اسلام اور آدمی کے درمیان آکر بیٹھتا ہے اگر کلمہ پڑھا تو کاٹا جاوے گا مال چھنے گا بچے یتیم عورتیں بیوہ ہوں گی تو اگر زندگی کا خیال ہوگا تو کافر رہے گا اب اگر مسلمان ہوا تو شیطان مسلمان کو بہکاتا ہے منزل طے کرو گھاٹی پار نہیں کی ہے مسلمانوں کے گھر میں پیدا ہوئے ہیں غیر اسلام سے اسلام میں آتے تو اس گھاٹی سے پار اترتے، آج ہزاروں انسان اسلام کو اچھا جانتے ہیں موت کے خوف سے اسلام نہیں لاتے ہیں تو یہ گھاٹی ہم نے عبور نہیں کی ہے اللہ نے مسلمان کے گھر میں پیدا کیا ہے اگر یہ گھاٹی آتی تو اسلام میں ہم نہ آتے قسم کھا کر کہتا ہوں ہمارا مزاج اسلام میں نہ آنے دیتا ہمارا کوئی کمال نہیں ہے، آگے چلو جب مسلمان ہوا تو اسلام اور ہجرت کے بیچ میں شیطان آئے گا ہجرت اور ہجرت بادیہ ساری ہجرت آئے گی گاؤدی ہجرت اور بالکل ہجرت ساری ہجرت آئے گی، اصل ہجرت تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کے پھیلنے کے جذبہ کے ماتحت ایسی جگہ جانا کہ دین پھیلا سکو یہ زمیندارہ کی ہے تاجر نام ہے ہاتھ میں پھاوڑہ ہے مٹی کھود کر چار آنے لے نام تاجر ہے ایسے ہی مسلمان بھی دو طرح کے ہیں صرف نام مسلم کا ہے زمین آجاوے، عہدہ مسلمان کو ملے تو سب مسلمان بنیں گے، مسلمانوں کے حقوق لیں گے زمین ملک و مسجد و قبرستان وغیرہ سب مسلمان کے نام پر لیتے ہیں اب تبلیغ میں نکالو تو کہیں گے دوکاندار ہوں۔

حکومت سے لینے کے لئے تو مسلمان اور دوسری جگہ دوسرا سائن بورڈ وارنٹ نکلنا چاہئے جعل سازی میں پکڑے جاتے خدا کا کرم ہے کہ بچے ہوئے ہو کان پکڑ کر نکالے جانے کا ڈر ہے اب تعویذ لینے آتا ہے کہ دوکان چل پڑے حالانکہ یہ دوکاندار مسلم سود لیتا ہے لینے کے لئے مسلمان کرنے کے لئے مسلمان نہ رہا، اللہ کا شکر ہے کہ مسلمان بنایا، ان شاء اللہ جنت میں جائیں گے فائدہ حاصل کرنے کی شکل یہ ہے کہ اسلام کا کام کرنے والو بنو، دوکان زمین سے کھانا نہ ملے گا اسلام پر محنت کرو اسلام پھیلے گا تو دوکانوں میں بھی اسلام داخل ہوگا سارے نبیوں والی محنت آپ صلی اللہ علیہ وسلم والی محنت زندہ کرو پہلے مسلم دوکاندار بنو دوکاندار مسلم نہ بنو، پہلے اسلام پر محنت پھر دوکان پر جتنا وقت دوکان پر بیٹھو اتنی دوکان کرو اسلام مکمل پروگرام ہے اس میں کمائی

بھی آئے گی کمائی تو پورے اسلام سے تھوڑی ہے اگر دوکاندار مسلم ہے تو پہلے دوکان تک اسلام ہے لہٰذا نقشہ بدلو۔

تین چلے سے نقشہ چلے گا دس بیس دن صرف اس لئے لینے ہیں تاکہ مناسبت پیدا ہو، تین چلوں میں اولیاء اللہ نہ بنو گے ولایت کا تصور ہے ساری عمر لگا کر بھی ولایت آئے تو غنیمت ہے یہ تو صرف جذبات کا رخ بدلے یقین بدلے حلال پر جم جاؤ یہ موٹا سا نقشہ آنے کے لئے چار ماہ ہیں، اگر ولی بننا ہو تو ساری عمر لگا کر بنو، پی۔ایچ۔ڈی مزدور کی طرح نہیں کھاتا بلکہ رئیس گھرانے کی طرح کھائے گا ہوائی جہاز بنے گا ۵۰ ہزار میں ۱۷ برس محنت کی پی۔ایچ۔ڈی بنے جن سے گدھا بھی اچھا ہوگا کیوں کہ دنیا کی ایک لائن کا آدمی تو اچھا کہے گا اور قبر اور فرشتے عذاب کے انتظار میں رہیں گے، صدیقین بڑی ڈگری ہے شہداء کے پہلے قطرہ خون پر سارے گناہ معاف ہوئے، (۳۴) موٹی بات کے لئے چار ماہ ہیں جب ترقی کرو تو سالہا سال چلتے رہے تو خدا صدیق وشہید بناوے بولو بھائی کون تیار ہے؟ کوئی بغیر وقت کے باقی نہ رہے۔

---

(۱) سورۃ ص:۳۵
(۲) سورۃ ہود:۸۱
(۳) سورۃ ہود:۴۵، ۴۶
(۴) سورۃ ابراہیم:۳۷
(۵) سورۃ مریم:۵۵
(۶) حوالہ سابق:
(۷) سورۃ الاعراف:۵۹
(۸) سورۃ الاعراف:۸۵
(۹) سورۃ الاعراف:۱۵۸
(۱۰) حیاۃ الصحابہ صفحہ ۳۸۳ جلد ۱
(۱۱) حیاۃ الصحابہ صفحہ ۳۷۹ جلد ۱
(۱۲) حیاۃ الصحابہ صفحہ ۳۸۰، ۳۸۱ جلد ۱
(۱۳) حیاۃ الصحابہ صفحہ ۳۷۵ جلد ۱
(۱۴) حیاۃ الصحابہ صفحہ ۳۷۶ جلد ۱
(۱۵) السیرۃ النبویہ لابن کثیر صفحہ ۴۴ جلد ۲
(۱۶) حیاۃ الصحابہ صفحہ ۳۸۴ جلد ۱
(۱۷) حیاۃ الصحابہ صفحہ ۱۴۹ جلد ۱
(۱۸) حیاۃ الصحابہ صفحہ ۱۵۴ جلد ۱
(۱۹) سورۃ النور:۵۵
(۲۰) سورۃ مریم:۹۶
(۲۱) سورۃ النور:۵۵
(۲۲) سورۃ المنافقون:۱ تا ۳
(۲۳) سورۃ الحجرات:۱۵
(۲۴) کنز العمال صفحہ ۲۸۳ جلد ۴
(۲۵) سورۃ البقرہ : ۶۱
(۲۶) مسند احمد صفحہ ۲۶۱ جلد ۵
(۲۷) سورۃ البقرہ:۹۶
(۲۸) سورۃ البقرہ:۹۴
(۲۹) سورۃ البقرہ:۹۵
(۳۰) سورۃ الجمعہ:۷
(۳۱) کنز العمال صفحہ ۲۶۱ جلد ۱
(۳۲) سورۃ الجمعہ:۷
(۳۳) البدایہ والنہایہ صفحہ ۳۳۷ جلد ۶
(۳۴) کنز العمال صفحہ ۴۰۷ جلد ۴

تشریعی نظام تکوینی نظام سے افضل ہے

{۲۷ رمضان المبارک ۱۳۷۷ھ مطابق ۱۷ اپریل ۱۹۵۸ء، بعد عصر}

بمقام: بنگلہ والی مسجد، نئی دہلی

اقتباس

خضر علیہ السلام موسیٰ علیہ السلام سے افضل نہیں ہیں کیوں کہ موسیٰ علیہ السلام کے پاس تشریعی احکام تھے، خضر علیہ السلام کے پاس تکوینی اوامر کا ظہور تھا انتظامی اوامر تھے، فتوکلوا، فتبینوا، اذھب الیٰ فرعون' یہ احکامات تشریعی ہیں اور کہاں کشتی توڑنا، بچہ مارنا ہے اور ایک حکم یہ کہ ایسی نماز بنی اسرائیل سے پڑھوائی کہ من وسلویٰ اترے، ایک احکامات تو ذلت عزت کے ہیں مثلاً مرغی کو پکڑے اس میں بھی دیر لگتی ہے بلی منہ مارنے چلے تو چوہا پہلے سے بے جان ہوتا ہے یہ خدا کا حکم آتا ہے تو بڑی حکومتیں بھی دب جاتی ہیں، تکوینی احکامات انتظامی ہیں، زندگی نقشے اور پرورش کے احکامات اللہ نے اپنے پاس رکھے تشریعی احکامات یہ ہیں کہ اگر تو یہ حکم پورا کرے گا میں یہ کروں گا ایمان لاؤ تشریعی حکم ہے عزت تکوینی حکم ہے اب قرآن پکڑا دیا کہ اس پر محنت کر کے احکام پورے کرو تو اللہ زندگی اپنے حکموں سے بنائیں گے ورنہ بگاڑیں گے اللہ نے حکم ہمیں دیا ایمان کے توڑنے پر یہ حکم اور جوڑنے پر یہ حکم ہوگا۔

بعد خطبۂ مسنونہ فرمایا کہ:

بھائی دوستو اور بزرگو! انسان جتنے بھی ہیں اللہ نے ان کو محنت کے لئے بنایا ہے تاکہ خدا کی نعمتوں کے ذریعہ کامیابی حاصل کرے اور ناکامی سے بچے انسان بھی کامیابی کے لئے محنت کرتا ہے لیکن محنت کا طریقہ کار گھٹیا ہے، ذہن یہ ہے کہ دنیا سے زمین و آسمان کے درمیانی مادہ کے سلسلے پر محنت کر کے چیزوں سے کامیابی لیتے ہیں یہ خراب ذہن ہے روپئے ہوں تو کام بنیں گے روپئے ہوں تو نماز روزہ زکوٰۃ کریں گے زمین اصل بن گئی باقی چیزیں تابع بن گئیں، اللہ کی ذات اور احکام اور اعمال اور طریقوں کو دوسرے درجہ میں رکھا، پہلے روپئے ہوں یہ جانتے ہیں اللہ کی ذات سے نکلی ہوئی چیز کو موقوف کر دیا اور زمین کو موقوف علیہ کر دیا، بعض کہتے ہیں کہ ہم اللہ کو مانتے ہیں لیکن سفلی ذہن ہیں بعض سرے سے اللہ کو ہی نہیں مانتے ہیں مشرک ہیں اور مسلمان جو اللہ رسول کو موقوف مانتے ہیں موقوف علیہ نہیں مانتے ہیں حالانکہ سارا عالم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر موقوف ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ نہ بناتے تو عالم کو نہ بناتے وجود اصلی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہے زمین کا تبعیہ ہے

کس کی وجہ سے کون بنا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وجہ سے زمین بنی سورج بنا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بننا تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے واسطے سورج بنایا تو اصل آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں، سونا نہیں ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے راستے سے سونا ملتا ہے سونے کے راستے سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہیں ملتے ہیں، ذہن سفلی میں زمین سے نکلنے والی چیز اصل ہوتی ہے اوچھا ذہن ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات اصل ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات سے نکلنے والی چیز بھی اصل ہے ایمان کی شعاعیں سب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نکلیں تو یہ سب اصل ہیں کھیتی اور غلہ اصل نہیں ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصول اصل ہیں تابع میں تغیر ہوتا ہے اصل میں تغیر نہیں ہوتا مشغول دونوں میں ہونا ہے مقابلے کے وقت تابع کو توڑتے ہیں اصل کو لیتے ہیں، اگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عمل کے مقابلے میں زمین کی چیز پڑے تو زمین والی چیز ٹوٹ جائے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات والی چیز کو اختیار کرنا ہوگا زمین وغیرہ کا درجہ ثانوی ہے جب اللہ کہنے والا ایک بھی ہوگا زمین آسمان رہیں گے اگر ایسا نہ ہوگا تو زمین وآسمان ٹوٹیں گے (۱)۔

اصل اللہ ہیں اللہ کی ذات سے حکم نکلا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات سے حکم کی تعمیل اور طریقہ نکلا دونوں مل کر ایک بنیں، مثلاً اللہ کا حکم لے کر بطور خود تعمیل کی تو ہماری تعمیل اللہ کے حکم کی تعمیل نہیں ہے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم والا طریقہ ہونا چاہئے، قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ (۲)، اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ (۳)، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طریقہ سے حکم پورا ہوگا طریقہ میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بات چلے گی مقصود اللہ ہیں یقین اور نفع اللہ میں ہے طریقہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں ہے، لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ، (اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے رسول ہیں) زراعت دوکان وغیرہ سب لا الہ الا اللہ (اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں) میں آئے گا جو لوگ زمین کو اصل کریں گے وہ چیزوں کے طریقوں سے کریں گے جو اللہ کو اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اصل جانیں گے تو طریقہ بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہوگا تو حکم پورا کروگے تو اللہ پالیں گے پلنے کی صورت یہ ہے کہ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ (۴) پالنے والے اللہ ہیں، اور ساری چیزیں پلنے کے لئے استعمال ہو رہی ہیں جس طرح احکامات سے چیزیں بنیں اسی طرح احکامات سے تقسیم ہوں گے ان احکامات سے نفع مند ہوں گے، بیج پر خدا کا حکم ہو یہ پھٹے درخت بنے پھول پھل آئے کٹے تقسیم ہو کر کس کے پاس جائے استعمال کے بعد پیٹ میں زندگی بنے گی یا بگڑے گی سب احکامات پر ہے شروع سے لے کر اخیر تک سب احکامات پر ہے، حدیث میں ہے کہ لقمہ خدا سے پوچھتا ہے کہ کیا حکم ہے اگر ہیضہ کا حکم ہو تو چھ مہینہ کی محنت پر نمونیہ ہیضہ ہوا پرورش خدا کے احکامات پر ہے چیزوں پر نہیں ہے دودھ سے پیٹ نہ بھرے گا خدا کے حکم سے پیٹ بھرے گا اگر خدا ایک دفعہ کہیں کہ دودھ سے بیماری ہو تو ہم کروڑ دفعہ کہیں کہ صحت ہو تو ہرگز نہ ہوگی، (۵) پرورش کی اصل عزت ذلت ملک مال آنا چھننا ان کی اصل کیا ہے انسان کی اپنی محنت سے نہیں ہے ورنہ ایک دفعہ کوئی مال دار بنا تو کبھی غریب نہ ہوتا زمیندار تھے اب نہ رہے آدمی کرنے والے نہیں ہیں اگر کرنے والا ہوتا تو نہ بدلتا سارا نظام ہر ایک خدا کے حکموں پر چل رہا ہے چیزوں پر تو حکم چلے گا لیکن بغیر چیز کے بھی خدا کا حکم چلے گا چیزوں پر اللہ کا حکم ہوگا اللہ کے حکم میں تو فرق نہیں ہے کوڑی نہ ہو تو بھی حکم ہو تو مریں گے ورنہ نہ مریں گے جب چیز ہو تب بھی اور نہ ہو تب بھی خدا کا حکم اصل ہے۔

اصل مسئلہ احکامات پر ہے دنیا آخرت کے نقشوں کا قیام آخرت پر ہے احکامات کا ضابطہ یہ ہے (۱) احکامات جو پرورش کے لئے دیئے جاتے ہیں یہ تکوینی ہیں (۲) پرورش کے احکامات دینے کے لئے احکامات دیئے جائے یہ تشریعی ہیں، تشریعی احکامات کا سرا مسلم کے پاس ہے تکوینی احکامات کا سرا خدا کے ہاتھ میں ہے، قرآن حبل اللہ ہے اصل سرا یہ ہے ہمارے ہاتھ میں اصلی دیا اور اصلی کے اوپر تکوینی جو متفرع ہوگا یہ اللہ کے ہاتھ رہا۔

خضر علیہ السلام موسیٰ علیہ السلام سے افضل نہیں ہیں (۶) کیوں کہ موسیٰ علیہ السلام کے پاس تشریعی احکام تھے، خضر علیہ السلام کے پاس تکوینی اوامر کا ظہور تھا انتظامی اوامر تھے، فَتَوَكَّلُوا (۷)، فَتَبَيَّنُوْا (۸) اِذْهَبْ اِلٰى فِرْعَوْنَ (۹)' یہ احکامات تشریعی ہیں اور کہاں کشتی توڑنا، بچہ مارنا ہے (۱۰) اور ایک حکم یہ کہ ایسی نماز بنی اسرائیل سے پڑھوائی کہ من وسلویٰ اترے (۱۱) ایک احکامات تو ذلت عزت کے ہیں مثلاً مرغی کو پکڑے اس میں بھی دیر لگتی ہے بلی منہ مارنے چلے تو چوہا پہلے سے بے جان ہوتا ہے یہ خدا کا حکم آتا ہے تو بڑی حکومتیں بھی دب جاتی ہیں، تکوینی احکامات انتظامی ہیں، زندگی نقشے اور پرورش کے احکامات اللہ نے اپنے پاس رکھے تشریعی احکامات یہ ہیں کہ اگر تو یہ حکم پورا کرے گا میں یہ کروں گا ایمان لاؤ تشریعی حکم ہے عزت تکوینی حکم ہے اب قرآن پکڑا دیا کہ اس پر محنت کر کے احکام پورے کرو تو اللہ زندگی اپنے حکموں سے بنائیں گے ورنہ بگاڑیں گے اللہ نے حکم ہمیں دیا ایمان کے توڑنے پر یہ حکم اور جوڑنے پر یہ حکم ہوگا، تربیتی احکامات موقوف ہیں، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ (۱۲)، اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ (۱۳) میں ساری شریعت ہے، سارا قرآن اسی پر پھیلے گا، حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کیسی مانی اور اللہ نے کیسے کیا، رب العلمین میں من وسلویٰ اور سارا تربیتی نظام ہے، مناسبت یہ ہے کہ الحمد پڑھ کر سورۃ ملا رب العلمین سے جوڑ ہوگا یا اللہ کی ذات سے یا حمد سے، رب سے جوڑ بیٹھے گا، ایاک نعبد' الغرض کسی نہ کسی جز سے جوڑ بیٹھے گا سارا قرآن اسی میں آئے گا، هُوَ اللّٰهُ الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ (۱۴)' کی نسبت چلی يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا (۱۵) یہ نَعْبُدُ چلا اَلْحَمْدُ میں دو جز ہیں کہ اللہ کیسے ہیں؟ پالنے والے ہیں وہی کرتے ہیں جیسی بنائیں گے بنے گی دیں گے ملے گا نہ دیں گے نہ ملے گا اللہ سے ہوگا، دنیا میں نقشے جتنے بھی ہیں اللہ سے قائم ہیں جب چاہیں گے تو کریں گے۔

امام صاحبؒ کے پاس دہریہ آیا تین سوال کیئے (۱) اللہ سے پہلے کون تھا؟ (۲) اللہ کیا کرتے ہیں؟ (۳) اللہ کہاں ہیں؟ امام صاحبؒ نے کہا کہ تو سائل ہے لہٰذا نیچا ہے لہٰذا میں ممبر پر بیٹھوں گا ایک ڈلا سر پر مارا تو درد ہوا، اللہ سے پہلے ایک سے پہلے کچھ نہیں مجازی ایک سے پہلے کچھ نہیں تو حقیقی ایک سے پہلے کون ہے، سر کا درد سر میں ہے تو اللہ ہر جگہ ہیں سر میں درد دکھادے تو اللہ بھی نظر آئیں گے جو بکل شئ محیط ہیں اللہ نے یہ کیا کہ تجھ نا اہل کو نیچے بٹھایا مجھے اوپر چڑھایا، بس ایسا کرتے ہیں وہی سب کام کرتے ہیں جتنی محنت کر جو اس کا حکم ہوگا وہی ہوگا جب حقیقت یہ ہے کہ خدا کا ضابطہ یہ ہے کہ جو اللہ کے احکام پورا کرنے والا ہوگا تو اللہ بھی پالیں گے تشریعی حکم کے لئے سوائے جان کے کسی چیز کی ضرورت نہیں پہلے حکم پورا کر پھر مکان ملے گا پہلے مکان لینا ہو تو حکم کے بغیر کیسے مکان لے گا مختصر بات یہ ہے کہ تم جب یہ کہتے ہو کہ یہ ہونے کے بعد حکم پورا

کریں گے تو اللہ نے قرآن دیا کہ پہلے حکم پورا کرو پھر میں دوں گا یقین بدلو حکم اصل ہے، لہٰذا خدا کے حکم کو پورا کرو ساری چیزوں کو پیچھے ڈالو احکام کی تعمیل کرو احکامات میں درجات ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم بڑے نبی ہیں، تجارت، زراعت بیماری وغیرہ کے احکامات ہیں یہ سارے احکامات طبیعت کے مخالف ہیں احکامات والی زندگی کی محنت کرو ایک طرف زندگی گزارنے کے طریقے کے احکامات ہیں دوسرے احکامات یہ ہیں کہ محنت کر کے لوگوں میں پھیلاؤ کہ لوگ احکامات کو بنیاد بنائیں، محنت کب زندہ ہوگی اللہ کے بھی نقشے ہیں اپنی قوم، ملک، زبان، گھر کی محنت پہلے انبیاء علیہم السلام میں تھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ساری محنت دی، فَبِهُدَاهُمُ اقْتَدِهْ (۱۶) میں ساری محنت لیکن محنت کرانا اور ساری دنیا میں کرانا اِنْفِرُوْا خِفَافًا وَّثِقَالًا (۱۷) یہ صرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ملا تو ترتیب یہ ہے کہ نقل وحرکت والی محنت زندہ ہوگی تو علاقائی گھر میں محنت زندہ ہوگی تو ایمان، عبادات، علم وذکر، اخلاق زندہ ہوں گے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے میں تجارت، کھیتی، بیاہ میں اخلاق ہیں اب تھوڑا کماؤ گے زیادہ چمکو گے اب تو احکامات توڑ کر کماتے ہو اس لئے کرتے ہیں ملکوں میں پھرنے کا حکم ہے نقل وحرکت سے مقامی محنتیں زندہ ہوں گی تو ایمان وعمل علم کے ساتھ عبادات کا نقشہ ٹھیک ہوگا اخلاق وکمائی میں احکامات آئیں گے تب سرسبزی آئے گی۔

---

(۱) کنز العمال صفحہ ۲۴۴ جلد ۱۴

(۲) سورۃ آل عمران: ۳۱

(۳) سورۃ النساء: ۵۹

(۴) سورۃ الفاتحہ: ۱

(۵) سورۃ الانعام: ۵۹

(۶) فتح الباری صفحہ ۲۹۴ جلد ۱

(۷) سورۃ المائدہ: ۲۳

(۸) سورۃ النساء: ۹۴

(۹) سورۃ طٰہٰ: ۲۴

(۱۰) سورۃ الکہف: ۷۴

(۱۱) سورۃ البقرہ: ۵۷

(۱۲) سورۃ الفاتحہ: ۱

(۱۳) سورۃ الفاتحہ ۴

(۱۴) سورۃ الحشر: ۲۲

(۱۵) سورۃ البقرہ: ۱۰۴

(۱۶) سورۃ الانعام: ۹۰

(۱۷) سورۃ التوبہ: ۴۱

دنیا میں صحیح نقشہ قائم کرنے کے لئے محنت کرو

{۲۷ رمضان المبارک ۱۳۷۷ھ مطابق ۱۷ اپریل ۱۹۵۸ء، بعد تراویح}

بمقام: بنگلہ والی مسجد، نئی دہلی

اقتباس

اب قصہ سنو مال آتا تھا فوراً خرچ کر دیتے تھے، ابوبکرؓ کا بیت المال کا قیام سخاء میں تھا ایک میل مدینہ سے تھا پیدل آتے تھے عشاء کے بعد وہیں سوتے تھے، آج کل تو خزانے پر مضبوط دیواریں ہوتی ہیں پولیس کھڑی رہتی ہے، مت دیکھو ابوبکرؓ کا بیت المال تھا کوئی پہرہ دار نہ تھا لوگوں نے پہرہ دار رکھنے کو کہا کہ اس پر کوئی خوف نہیں ہے کیوں میں نے اس پر تالا لگا رکھا ہے، حقیقت یہ تھی کہ ابوبکرؓ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مزاج کے تھے کہ مال کے آنے کے بعد فوراً خرچ کر دو رہنے نہ دو مال آتا تو رکھنے کے لئے بیت المال اور رات سے پہلے خرچ ہو، جہینہ قتیبہ وغیرہ کی کان سے مال آتا فوراً خرچ ہوتا، غلام آزاد وغیرہ سب کو برابر دیتے تھے کمی وبیشی نہ تھی اونٹ گھوڑا، ہتھیار خریدتے مجاہدین کو دیتے لحاف بیواؤں کو دیا، ابوبکرؓ کے انتقال کے بعد بیت المال میں عمرؓ، عبدالرحمن بن عوفؓ، عثمان بن عفانؓ دو امین لے کر مال دیکھنے گئے تو مال کچھ نہ تھا تھیلا جھاڑا تو چونی نکلی، کام کی بنیاد ابوبکرؓ نے ڈالی عمرؓ نے تو چلایا ہے کسریٰ اور ہرقل کے جنگ کا خاکہ قائم وتیار کیا، عمرؓ کے زمانے میں چلا صرف چونی تھی۔

بعد خطبۂ مسنونہ فرمایا کہ:

مالیات کے واقعات ہیں جو اس زمانہ میں بہت اہم ہیں، مسلمان کلمہ والا موحد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سارے انبیاء علیہم السلام کا سردار ماننے والا، وہ جتنا مال کمانے میں لگ جائے گا اتنا ہی اسے کم ملے گا اور یہ جتنا اللہ کی دین کی محنت پر لگے گا خواہشات کا خون کر کے اجتماعی ضروریات پر دین پر وقت و مال لگائیں گے اتنا اللہ ان کو زیادہ دیں گے، رات دن دعا کی کہتے ہیں، زمیندار دوکاندار مصیبت میں ہیں ہم نے کہا کماتے ہو اس لئے مصیبت آرہی ہے، مالیات کی مصیبتیں اس لئے ہیں کہ مال کمانے لگ گیا ورنہ کمائی پر تھوڑا وقت لگاتے اور دین کی محنت اور بندوں کی حاجت روائی میں مال لگائے تو مال کے دروازے کھلیں گے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم خشک علاقے بھوکے پیاسے علاقے میں تشریف لائے وہ لوگ سانپ کھاتے تھے خون ملا تو چوس لیا، بھوک کی شدت تھی وہ مال کا علاقہ نہ تھا اب تو سونا نکل رہا ہے پٹرول، حج کے راستے سے کمائی ہو رہی ہے مزدور کو وہاں ۵ ریال ملتے ہیں بڑھئی کو دن میں ۲۲ روپئے ملتے تھے اب کمائی کا علاقہ ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں فقر کا علاقہ تھا افلاس و غربت سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ نے کام کیا، چمڑے کی راکھ پھانکی (۱)، ۲۴ گھنٹے میں ایک کھجور کھا کر گزارتے تھے (۲)

بہت سے کمانے والے نہ تھے، انھیں بھی کام پر لگایا کمانے والوں کی کمائی چھڑوا کر دین کی نقل وحرکت میں لگایا، اپنا پیٹ کاٹ کر دوسروں کو کھلانا پلانا پہنانا اور مکان دینے والا بنایا (۳)۔

پہلے دین کی نقل وحرکت آئی، زندگی کے نقشے بدلے تب مالیات آئی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ۲۳ سالہ مال لگانے کا تھا، ابوبکرؓ کے بھی ڈھائی سال مال لگانے کے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس زیادہ سے زیادہ مال ۸۰ ہزار تھا وہ بھی بحرین سے آیا (۴)، عرب سے اونٹ بکری کھجور زکوٰۃ میں ملتا تھا، ابوبکرؓ کے زمانے میں بھی بحرین سے آیا، عمرؓ کے زمانہ میں بوچھاڑ ہوئی، مال خوب آیا مال والے علاقے میں گھسے کلمہ والے محفوظ رہے، جنھوں نے انکار کیا ان کا مال آیا، عمرؓ کے زمانے میں مال کے ضابطے بنے وظیفے مقرر ہوں (۵)، اب ساڑھے پچیس سال کو تو بھول گئے کیا گزری کہ وظیفہ ذمہ داری وغیرہ کچھ نہ تھا، اخلاقاً کھلا رہے تھے جب یہ مدت گزری تو سارا عرب ایسے بن گیا کہ جب چاہو نکال لو کھیتی کا بہانہ نہیں کرتے تھے دوکاندار بھی نکلتا تھا، عذر نہ کرتے تھے سواری نہیں تو بلا سواری کے جان ومال لگاتے تھے یہ محبوب بن گیا تھا۔

شادی مکان میں پیسہ نہ لگتا تھا لاکھ روپے والا اور غریب سب موٹے کپڑے پہنتے ہیں موٹا جھوٹا کھاتے ہیں مال سارا خدا پر اور بھوکوں ننگوں پر لگتا تھا جب ایسا نقشہ بنا تب مال کے دروازے کھلے، اب ہم تو عمرؓ کے زمانے میں وظیفے ملتے اسی کو لے لیا، ۲۵ کو چھوڑ دیا بھول گئے دین کا کام بہت ہے مگر عمرؓ کے زمانے کو لیتے ہیں، اس وقت تو آمد تھی آج آمد تو نہیں ہے، وظیفہ مقرر کر دیا تو مانگنا شروع کر دیا جسے دیکھو مانگ رہا ہے، حکومت بھی مانگ رہی ہے تو عوام بھی مانگیں گے لکھ پتی بھی کہتے ہیں حکومت فنڈ دے تو کاروبار کریں ملازم مزدور کہے کہ تنخواہ بڑھاؤ سب مانگتے ہیں صرف مدرسے والے ہی نہیں مانگتے بلکہ سب مانگتے ہیں جب ذلت آئی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں مانگنے والے خال خال تھے، دینے والے سب تھے مانگنا بندوں کی صفت ہے دینا خدا کی صفت، خدا کی صفت پر آئے تو دروازے کھل گئے، اب تین چلہ مانگو تو کہے گا کہ مال نہیں ہے اگر چلہ بھی دے گا تو آس پاس کا دے گا اگر سب کے گھر کا حساب لگاؤ تو غریب کوئی نہ ہوگا جتنے زمیندار ہیں تبلیغ کے نام پر تو غریب بن جائیں جب مقدمہ آجائے یا بیاہ شادی ہو تو گائے بیل سب بیچیں گے دوکانداروں کی بھی یہی حالت ہے جب ہم نے دین کے ساتھ ایسا کیا تو اللہ نے بھی ایسا کیا، اللہ نے ہمیں خوب دیا، آدم سے لے کر اتنا نہیں دیا نوح علیہ السلام کشتی والے تھے باقی سب ڈوبے اللہ نے ہمیں آخرت ودنیا میں دیا، پہلی امتوں کو بھی وحی پر محنت کرنے پر دیا ہے، وَلَوْ اَنَّهُمْ اَقَامُوا التَّوْرَاةَ (۶)۔

مجاہدہ ہجرت نصرت اخلاق ہو تو خدا دیتے ہیں پہلے قصے گزرے کھلانے پلانے کپڑوں اور مالیات کی تفصیل گزر چکی ہے، لوگ کہتے ہیں جہاد میں مال غنیمت آتا تھا تو دیکھو مال غنیمت اگر دس نکلتا تھا تو خرچ سو نکلے گا اپنا سارا خرچ کیا سارے عرب کے پاس کھانا آیا لیکن صحابہؓ کنگال ہوئے اسلام سے پہلے کیا تھا؟ جب خندق کے موقع پر سارے عرب آئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے غطفان کے سرداروں کو بلایا اور کچھ آدمی ان میں سے توڑنے چاہے کہ ہم مدینہ کی کھجور کا تہائی دیں گے تم لشکر لے کر چلے جاؤ وہ راضی ہوئے، اب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سعد بن عبادہؓ اور سعد بن معاذؓ کو بلایا اور پوچھا کہ

یہ کیسا ہے تو سعدوں نے کہا کہ کیا اللہ کا حکم یا آپ ﷺ کا حکم یا فتویٰ ہے، فرمایا نہیں بلکہ تم پر رحم کھا کر کیا ہے، تو جواب دیا کہ عربوں کی کبھی ہمت نہ پڑی کہ تلوار کے زور سے کھائیں خیرات کے طور پر کھاتے تھے اب تو خدا کی مدد ہے اب کیوں کھائیں گے تلوار بتائیں گے، سعد بن معاذؓ نے مصالحت کے پرچے پر تھوکا اور پھینکا اور کہا آجاؤ میدان میں (۷) عرب کے سارے خطوں میں مدینہ کی کھجور تھی اور مدینہ والے فاقے سے تھے جب اس نقشے پر آئے تب خدا نے مالیات کے دروازے کھولے، مال اچھا کھانا مکان بنانے کے لئے نہیں بلکہ قرآن والے نقشے پر مال لگاؤ،

ہمیں تو خدا کیوں مال دے ہم تو صحابہؓ سے اچھا کھا رہے ہیں تو اور مال کیوں ملے اور جگہ لگانے کا دستور نہیں ہے اور جگہ لگانے کو دیا ہے، آج مکان کپڑے ان سے اچھے ہیں خدا کے راہ کی نقل وحرکت نہیں ہے، ان میں یہ سب تھا تو مال دیا، ہم کو کیوں مال دیں گے جب کوئی دعا کراتا ہے کہ مال دے تو دعا کی ضرورت نہیں ہے کیوں کہ خرچ مل رہا ہے اور مال لگانے کا رواج نہیں ہے، چلوں میں پھرو اور اللہ سے مانگو، ہندوستان میں باوجودیکہ مال ہے پھر بھی کنگال ہے قرض لیتا ہے اب بھی سرمایہ دار ملک ہے لیکن تخریب پر خرچ کرتا ہے تعمیر پر جو خرچ کرے گا تو اس کو تخریب والوں کا مال دیں گے اللہ دیتے، سب کو دینے کے لئے تیار ہیں اپنے اپنے موٹر کے لئے اللہ نہ دیں گے آپا دھاپی نفسا نفسی چلتی رہے گی تعمیر نہ آئے گی، ۲۵ سال کے بعد ۲۶ ویں سال میں مال آیا ہے (یعنی حضرت عمرؓ کے زمانے خلافت میں) پہلے تم بھی اتنے سال خرچ کر کے دکھلاؤ پھر اللہ دیں گے اگر اس طرح خرچ کرنے پر آویں تو پھر آدمی تین یا سات چیلے دے سکتا ہے، امریکہ اور روس بھی جا سکتے ہو اللہ سے لینے کا ارادہ نہیں ہے، زمین سے لے رہے ہیں۔

اب قصہ سنو مال آتا تھا فوراً خرچ کر دیتے تھے، ابوبکرؓ کا بیت المال کا قیام سخاء میں تھا ایک میل مدینہ سے تھا پیدل آتے تھے عشاء کے بعد وہیں سوتے تھے (۸) آج کل تو خزانے پر مضبوط دیواریں ہوتی ہیں پولیس کھڑی رہتی ہے، مت دیکھو ابوبکرؓ کا بیت المال تھا کوئی پہرہ دار نہ تھا لوگوں نے پہرہ دار رکھنے کو کہا کہ اس پر کوئی خوف نہیں ہے کیوں میں نے اس پر تالا لگا رکھا ہے (۹) حقیقت یہ تھی کہ ابوبکرؓ آپ ﷺ کے مزاج کے تھے کہ مال کے آنے کے بعد فوراً خرچ کر دو رہنے نہ دو مال آتا تو رکھنے کے لئے بیت المال اور رات سے پہلے خرچ ہو، جہینہ قتیبہ وغیرہ کی کان سے مال آتا فوراً خرچ ہوتا، غلام آزاد وغیرہ سب کو برابر دیتے تھے کمی وبیشی نہ تھی اونٹ گھوڑا، ہتھیار خریدتے مجاہدین کو دیتے لحاف بیواؤں کو دیا، ابوبکرؓ کے انتقال کے بعد بیت المال میں عمرؓ، عبدالرحمن بن عوفؓ، عثمان بن عفانؓ دو امین لے کر مال دیکھنے گئے تو مال کچھ نہ تھا تھیلا جھاڑا تو چونی نکلی (۱۰) کام کی بنیاد ابوبکرؓ نے ڈالی عمرؓ نے تو چلایا ہے کسریٰ اور ہرقل کے جنگ کا خاکہ قائم و تیار کیا، عمرؓ کے زمانے میں چلا صرف چونی تھی۔

ابوبکرؓ پر رحمت کی دعا کی اللہ رحم کرے اتنا کام چل رہا ہے اور خزانے میں چار آنے تھے اب وزن کرنے والے کو بلایا کہ مال کتنا آیا تو کہا کہ ڈھائی سال میں دو لاکھ آئے ہیں یہ چونیاں ہیں تو پچاس ہزار ہوئے اسی میں غریبوں کو دیا، آپ ﷺ کے وعدے پورے کئے شام عراق ایران کی جنگ میں لگایا، آج ۵۰ ہزار تو صرف استقبال میں لگتے ہیں،

ابوبکرؓ کے ڈھائی سال کا کام ان کے روپئے پر نہیں ہے، یرموک میں ۲۵ ہزار نقد تھے خرچ کا اندازہ لگاؤ یہ جنگیں ابوبکرؓ والے حکومت کے خرچ پر نہ تھیں ہر شخص اپنا جان و مال لگا رہا تھا اسی ۵۰ ہزار کو غریبوں پر لگایا، صحابہؓ نے ہر ایک نے اپنا جان و مال لگایا پھر جب ملا تو دیا گیا، دوسری روایت میں ہے کہ عمرؓ نے کہا کہ بدر اور غیر بدر سب کو کیوں برابر کیا، ابوبکرؓ نے کہا کہ متوسط طریقے پر دنیا میں سب کو ملے گا دنیا تو فانی ہے درجات کی بہتری آخرت میں ہوگی دنیا میں سہ ہوگی (۱۱) فضائل اللہ کے ہاں ہیں دنیا میں برابری اچھی ہے کیا میں ان کے پرانے پن کو خرید لوں؟ سبقت کو خریدوں؟ فانی زیادہ دوں؟ تو آخرت میں کیا ہوگا، اس لئے سب کو برابر خرچ کیا، ابوبکرؓ کے پاس بحرین سے مال آیا تو اعلان کیا کہ کسی کا قرض آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ہو تو مجھ سے لے لے، چار نے قرض مانگا، ۱۵۰۰ چونی دیدیں، سارے وعدے پورے کئے بقیہ کو سب میں تقسیم کیا، فی آدمی ۱۰ درہم پہلے سال ملا (۱۲) اسی پہلے سال مسیلمہ کذاب کی بغاوت ہے، ۱۰ درہم ملے اور پہلے سال کی جنگوں میں صحابہؓ نے اپنی جان و مال لگایا، بعد والے سال میں ۲۰ درہم ہر ایک کو اگلے سال ۵ کچھ بچا تو غلاموں کو ۵ درہم ہر ایک کو دیا، لوگوں نے کہا کہ پرانوں کو زیادہ دو تو فرمایا کہ اللہ دیں گے (۱۳)، حضرت علیؓ بھی سب کو برابر دیتے تھے، دو عورتیں آئیں (۱) آزاد عربیہ (۲) باندی عجمیہ، دونوں کو برابر دیا اور فرمایا کہ میں نے قرآن میں یہ دیکھا کہ اسحٰق و اسمٰعیل علیہم السلام کی اولاد کو برابر رکھا ہے (۱۴)۔

عمرؓ کے زمانے میں فتوحات ہوئیں، مال آیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ملکر قتال کیا وہ افضل ہے لڑنے والے مفضول ہیں تو مہاجرین و انصار کو فضیلت دی بدر والوں کو پانچ پانچ ہزار ہر ایک کو دیئے، علاوہ بدر کے پرانے کو چار ہزار، زوجہ مطہرہ کو ۱۲ ہزار، حضرت صفیہؓ و جویریہؓ کو ۶ ہزار دیئے کیوں کہ مہاجرات نہ تھیں اس لئے ۶ ہزار دیئے تو بیوی ہونے کی وجہ سے ۱۲ ہزار دینے پڑے، عباسؓ کے ۱۲ ہزار، اسامہؓ کے ۴ ہزار، حسنؓ حسینؓ علیؓ ۵ ہزار، ابن عمرؓ کے ۳ ہزار تھے، ابن عمرؓ نے اعتراض کیا کہ اسامہؓ کو زیادہ کیوں؟ فضیلت اسامہؓ کی کیا مجھ سے زیادہ ہے اب درجہ کی وجہ سے بولے مال کی وجہ سے نہ بولے تھے، ابوبکرؓ نے حکمت اختیار کی سب کو برابر دیا، فضیلت آخرت میں ہے عمرؓ کے ہاتھ میں ڈنڈا تھا اس لئے بولنا نہ چلتا تھا، عمرؓ نے جواب دیا کہ اسامہؓ اور اس کا باپ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو زیادہ محبوب تھے، مہاجرین کے بیٹوں کو دو دو ہزار تھے، حضرت سلمہؓ کے تین ہزار تھے، ۲ ہزار مہاجر کی اولاد کو ملتے تھے، عثمان ابن عبداللہ بن عثمانؓ جو طلحہؓ کے بھتیجے ہیں ۸۰۰ دیئے ہر ایک کو درجات کے اعتبار سے دیا، (۱۵)

بیہقی میں ہے کہ مہاجرین کو ۵ ہزار دیئے، ابن عمرؓ کو ۵ ہزار دو تو عمرؓ کو ۴ ہزار ہی ملے گا ورنہ گھر میں دس ہزار آئیں گے جس نے ہجرت میں سرعت کی تو عطا میں بھی سرعت ہوگی، اب آدمی ملامت کرے تو اپنی اونٹنی کو ملامت کرے کیوں جلدی نہ نکلا، خالد بن ولیدؓ کو معزول اس لئے کیا کہ کمزور کو مال نہ دیا، زبان درازوں کو مال دیا، ابوعبیدہ بن جراحؓ کو امیر بنایا، ایک صحابیؓ نے اعتراض کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کا جرنیل تھا اسے معزول کیا تو عمرؓ نے کہا کہ تم قریبی رشتہ دار ہو اٹھتی جوانی کو جوش ہے اپنے بھائی کی طرف سے غصہ آیا اتنا کہہ کر حکم کر دیا (۱۶) اب تم نے جان و مال کے اتنے قصے سنے کہ جان و مال

سب لگا تو اللہ نے مال دیا، ہندوستان تو کنگال ہے سرمایہ تو اور جگہ ہے حساب لگاؤ ایک ایٹم بم کروڑوں کا بنتا ہے امریکہ وروس میں سینکڑوں ایٹم بم ہوں گے لوگوں کو چوس کر ایٹم بم بناتے ہیں، اگر اتنا ہی روپیہ لوگوں میں تقسیم کریں تو لڑائی ختم اور لوگ بھی پبلک کو چوس کر ایٹم بم بناتے ہیں پہلے تو پبلک کو دشمن بنا کر پھر ڈراتے ہیں کہ گڑبڑ کرو گے تو بم ماریں گے گدھے جیسا دماغ ہے ٹیکس کر دیا تو تاجر بددعا کرتے ہیں لاکھ آدمی بددعا کرے گا چار کروڑ زمینداروں کی زمینداری میں فرق پڑا تو خدا سے بددعا کریں گے اجڑنے والا اجاڑنے کی دعا کرے گا عقل تو یہ ہے کہ پہلے سب کو چوس کر ایٹم بم بنایا اب دشمن بنے تو بم سے ڈرا رہے ہیں اتنا ہی پیسہ پھول پتیوں پر استقبال پر لگاتے ہیں، ۵۰ ہزار کا خرچہ کرتے ہیں پہلے زمانے میں تو خوشی میں پیسے بکھیرتے تھے غریبوں کا کام بنے گا یہاں تو ۵۰ ہزار صرف پھولوں میں لگایا تو پبلک کیسے دعا کرے ملک کے غریبوں کو دینا چاہئے تھا تو پورا ملک مسئلہ حل کرے گا ایک نہ کر سکے گا، اندر ہنگامہ کھڑا ہو تو باہر والا کیا کر سکے گا حاکم کے روپئے خرچ کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ محکوم جان دیدے اور اب تو غلط طریقہ ہے تھپڑ مارا تو بدلہ لاش سے لیا، موقع کا منتظر تھا پوری دنیا بیوقوف ہے لوگوں کو کھانے کے لئے اس لئے دیتے ہیں تاکہ ہماری رائے دے یہ خود غرضی ہے غربا پروری نہیں ہے، ممبر بننے کے لئے خرچ کر رہا ہے بغیر غرض کے غرباء کو ۲۵ لاکھ دیئے تب گیت گائیں گے اب تو کاغذی تعریف ہوتی ہے دلوں کی تعریف سے کام چلے گا دنیا کا نقشہ غلط ہے، صحیح نقشہ قائم کرنے کے لئے محنت کرو۔

---

(۱) حیاۃ الصحابہ صفحہ ۴۰۷ جلد ۱

(۲) حیاۃ الصحابہ صفحہ ۴۱۸ جلد ۱

(۳) حیاۃ الصحابہ صفحہ ۱۸۰ تا ۳۹۶ جلد ۲

(۴) حیاۃ الصحابہ صفحہ ۲۷۱ جلد ۲

(۵) حیاۃ الصحابہ صفحہ ۲۷۸ جلد ۲

(۶) سورۃ المائدہ: ۶۶

(۷) البدایہ والنہایہ صفحہ ۱۰۶، ۱۰۷ جلد ۴

(۸) حیاۃ الصحابہ صفحہ ۲۷۲ جلد ۲

(۹) حوالہ سابق

(۱۰) حیاۃ الصحابہ صفحہ ۲۷۳ جلد ۲

(۱۱) حیاۃ الصحابہ صفحہ ۲۷۳ جلد ۲

(۱۲) حیاۃ الصحابہ صفحہ ۲۷۴ جلد ۲

(۱۳) حوالہ سابق

(۱۴) حیاۃ الصحابہ صفحہ ۱۳۷ جلد ۲

(۱۵) حیاۃ الصحابہ صفحہ ۲۷۴ تا ۲۷۸ جلد ۲

(۱۶) حیاۃ الصحابہ صفحہ ۲۷۸ جلد ۲

اللہ سے لینے کے دو طریقے ہیں

{۲۸ رمضان المبارک ۱۳۷۷ھ مطابق ۱۸ اپریل ۱۹۵۸ء، بعد فجر}

بمقام: بنگلہ والی مسجد، نئی دہلی

اقتباس

اتنے بڑے خزانے خدا کے ہیں زمین کی کیا حیثیت ہے؟ ساری دنیا جنت کے مقابلے میں ہیچ ہے ساری حیثیتیں خدا کے خزانوں میں ہیچ ہے، خدائی ذات اور خزانے، کائنات جو فنا کرنے کے لئے ہے، حوادثات کے لئے خزانہ ہے وہ دنیا ہے رات دن اس میں بغیر فساد فنا ہوگا ایک تغیر ہوا بننے کی طرف آیا منی کا قطرہ، خون، لوتھڑا، شکل انسانی، روح والا ہو کر باہر آیا اوپر آیا ہے اب اوپر سے نیچے کو آرہا ہے روح نکل گئی فساد آیا کیڑے پڑے کھوپڑی کہیں ختم کیا پھر زندہ کریں گے ایسے ہی کھیتیاں چل رہی ہیں رات دن وجود، پھر فساد، پھر فنا ہوتا ہے، کھیر رکھی شروع میں گرم، پھر ٹھنڈی، پھر باسی، پھر بدمزہ، کیڑے، پھر فنا ہوگئی یہ تغیر ہوگا اس میں سے کچھ نہ رہا یہ دنیا گھٹیا ہے چیزیں بھی گھٹیا ہیں، جو لوگ اس پر جان دیں گے فساد لازمی مالیات کھانا طاقت میں تغیر ہوگا آنکھ گئی تو اس آنکھ کے پیچھے ہے جس میں تغیر و فنا ہے رات و دن گرد و غبار نہ لگے فاقہ نہ پہنچے اللہ بھی آنت آنکھ ناک ریزے ریزے میں کیڑے ڈالیں گے پیٹ پھاڑیں گے سب کیڑے ہوں گے ختم کریں گے دوسرا جسم دوسرے خزانے سے ہوگا جس میں تغیر نہیں ہے تغیر فساد فنا یہ دنیا کی بناء ہے۔

بعد خطبۂ مسنونہ فرمایا کہ:

بھائی دوستو اور بزرگو! اللہ نے اپنے لطف و کرم سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تمام دنیا کے انسانوں کے دنیا و آخرت میں زندگی گزارنے کے طریقے دے کر بھیجا ہے دنیا میں سکھ چین ملنے کے نقشے ہیں اور بلندی ہے اور جب مریں تو ہمیشہ جنت میں رہیں اس کے لئے اللہ نے ساری دنیا کی رحمت کا جذبہ دے کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجا اور زندگی گزارنے کے طریقے بتلائے جتنے دنیا میں شعبے ہیں حکومت لین دین جرائم کی سزائیں وغیرہ شعبوں میں اللہ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذریعہ اصول اور طریقے بتلائے تاکہ اللہ کی ذات سے استفادہ ہو فائدہ حاصل کرنے کا ایک رخ یہ ہے کہ اللہ سے فائدہ لیں دوسرا رخ کائنات سے فائدہ لینے کا ہے دو چیزیں الگ الگ ہیں کائنات میں خدا کی ذات کے سارے خزانے نہیں ہیں اور کائنات

مع خزائن کے خدا کے خزانوں میں ہے لیکن خدا کے ذاتی خزانے سارے کائنات میں نہیں ہیں ایک مچھر کے پر کی بھی حیثیت نہیں ہے جنت کے مقابلے میں دنیا مچھر کے پر کا درجہ نہیں رکھتی ہے، جنگل میں پیاز کے چھلکے کی طرح ہے اور ذات کے خزانوں کے مقابلے میں جنت کی حیثیت کیا ہے؟ حدیث میں ہے کہ سارے دنیا والے ایک جگہ کھڑے ہو کر خدا سے مانگیں، آدم علیہ السلام سے قیامت تک سب لوگ ہوں انبیاء کرام سب ہوں ہر ایک اپنے طور پر مبلغ علم پر مانگے، انبیاء اکرم علیہم السلام اور اولیاؒ جو الدنیا جیفة و طالبها کلاب (دنیا مردار ہے اور اس کے پیچھے بھاگنے والے کتے ہیں) کہتے ہیں وہ تو لامحالہ جنت مانگیں گے دنیا نہ مانگیں گے دنیا تو کتوں والی باتیں ہیں وزارت مانگنا کتوں والی بات ہے پھل زمین سب کتوں والی بات ہے عارفین کی بات نہیں ہے کتے بھی مانگیں اور عارفین باللہ صدیقین مانگیں تو اللہ فرماتے ہیں کہ سب کی بات کو بیک وقت سنوں گا پھر قدرت ہے کہ سب کو ایک دم دیدوں گا بعض کو دینا بعض کے دینے سے حجاب نہ ہو انسان کے دو ہاتھ ہیں دیتے دیتے رک جائے گا وہ تو عطائی کلام عذابی کلام وجود امر ہے ایک وقت میں لامحدود اوامر صادر ہو سکتے ہیں انسان تو ایک وقت میں کئی بات نہیں کر سکتا ہے اللہ سب کی بات ایک دم کہیں گے اللہ کی ہر بات نرالی ہے بالاتر ہے ان کی سب کی بیک وقت سنوں گا اور ایک وقت دے سکتا ہوں تو بھی سوئی کا پانی سمندر کے پانی کو کم نہ کرے گا، اسی طرح میرے خزانے میں اتنی بھی کمی نہ ہوگی۔

اتنے بڑے خزانے خدا کے ہیں زمین کی کیا حیثیت ہے؟ ساری دنیا جنت کے مقابلے میں ہیچ ہے ساری حیثیتیں خدا کے خزانوں میں ہیچ ہے (۱) خدائی ذات اور خزانے (۲) کائنات جو فنا کرنے کے لئے ہے، حوادثات کے لئے خزانہ ہے وہ دنیا ہے رات دن اس میں بغیر فساد فنا ہوگا ایک تغیر ہوا بننے کی طرف آیا منی کا قطرہ، خون، لوتھڑا، شکل انسانی، روح والا ہو کر باہر آیا اوپر آیا ہے اب اوپر سے نیچے کو آرہا ہے روح نکل گئی فساد آیا کیڑے پڑے کھوپڑی کہیں ختم کیا پھر زندہ کریں گے ایسے ہی کھیتیاں چل رہی ہیں رات دن وجود، پھر فساد، پھر فنا ہوتا ہے، کھیر رکھی شروع میں گرم، پھر ٹھنڈی، پھر باسی، پھر بدمزہ، کیڑے، پھر فنا ہوگئی یہ تغیر ہوگا اس میں سے کچھ نہ رہا یہ دنیا گھٹیا ہے چیزیں بھی گھٹیا ہیں، جو لوگ اس پر جان دیں گے فساد لازمی مالیات کھانا طاقت میں تغیر ہوگا آنکھ گئی تو اس آنکھ کے پیچھے ہے جس میں تغیر و فنا ہے رات و دن گرد و غبار نہ لگے فاقہ نہ پہنچے اللہ بھی آنت آنکھ ناک ریزے ریزے میں کیڑے ڈالیں گے پیٹ پھاڑیں گے سب کیڑے ہوں گے ختم کریں گے دوسرا جسم دوسرے خزانے سے ہوگا جس میں تغیر نہیں ہے تغیر فساد فنا یہ دنیا کی بناء ہے۔

اگلے عالم میں تغیر فساد فنا سے پاک ہے اللہ کے خزانے جنتوں سے بھی بڑے ہیں خدا کی ذات میں نرالے نرالے خزانے ہیں دو نوعتیں بن گئیں (۱) خدا کی ذات کے خزانے جس میں جنت اور دنیا سب آ گیا (۲) کائنات کے خزانے یہ اللہ کے سارے خزانے نہیں ہیں، دنیا کی روشنی ساری روشنی نہیں ہے حوروں میں سورج سے بھی زیادہ روشنی ہوگی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک حور کی انگلی کی روشنی سورج کی روشنی پر غالب ہوگی (۱) پورے بدن کی ستر حوروں کی روشنی کتنی ہوگی جنت میں اس کے علاوہ بھی روشنی ہوگی، سارے درخت قلم ہوں سارے سمندر روشنائی ہوں سب ختم ہوں تو بھی خدا

کے خزانے کا حساب نہ ہوگا (۲) روشنی لامحدود ہے حساب دنیا میں چلائیں گے دنیا کا بھی پورا حساب نہ لگائیں گے ذات کے خزانے لامحدود ہیں، دو قسمیں ہیں (۱) خدا کی ذات کے خزانے جنت، دوزخ، پیٹ، رحم مادر، انڈے سب آ گئے، ہوا تارہ سب خزانے میں آ گئے (۲) خدا کا خزانہ ان سب میں نہیں آیا توڑنے کے لئے بنایا ہے اِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ (۳) اِذَا السَّمَاءُ انْفَطَرَتْ (۴)، آسمان کے پھٹنے کی خبر دے رہے ہیں، پہاڑ روئی کے گالوں کی طرح اڑیں گے اس دنیا کی حیثیت نہیں ہے زندہ مرتی ہے پھٹی ہے مردار کتے کی طرح ہے روح نکلی تو مردار ہے اس کے طالبین کو کتے کہا، زمیندار دوکاندار حکومت والے کتے ہیں جو عالم کے جوڑ بٹھاتے ہیں، عالم بنانے والے سے جوڑ نہیں بٹھاتے ہیں یہ خدا کی نگاہ میں کتے ہیں پاخانہ کی حیثیت نہیں بھنگی کی بھی حیثیت نہیں ہے وہ تو پاخانہ کو گندہ قرار دے کر صاف کرتا ہے تو بھی نفرت کرتے ہیں اگر بھنگی سے بھی آگے ہو کہ پاخانہ جمع کر کے چڑیا کتے آدمی کا پاخانہ جمع کر کے دکھائے کہ اچھی چیز ہے منہ پر ملے تو یہ سب کتے ہیں، ساری دنیا بھی پاخانہ کے ساتھ یہ معاملہ کرے تو بھی پاخانہ خراب ہے سب کے دماغ خراب ہیں اگر دنیا کا ڈیڑھ ارب انسان دنیا کو قیمتی کہے تو دماغ خراب ہے دوسری لائن سامنے نہیں ہے اس بے قیمت کو قیمتی جانتا ہے پاخانہ کا کپڑا پاخانہ سے الگ کرو تو بھی دھبہ آئے گا اور نعمتیں اس کے سامنے نہیں ہے، عالم خدا کے ہاں قیمتی نہیں ہے خدا کے خزانے بڑے ہیں، دنیا بھی اللہ کے خزانوں سے چل رہی ہے دنیا میں کچھ نہیں رکھا ہے، وجود ہے لیکن فانی ہے۔

صوفیاء نے کہا کہ دنیا عالم امثال ہے جو اصل آئے گا اس کو مٹی والا بنا کر دیا ہے مٹی کا انار، انگور، پھول سب مٹی کے کھلونے ہیں اس سے پیٹ نہ بھرے گا بلکہ کھلونا ہوگا کیوں کہ سب مٹی کا ہے روٹی پانی دودھ لڈو میوے جلیبی سب مٹی کا ہے اللہ نے دنیا کو کھلونا کہا اصل آگے آئے گا مٹی کا نمونہ دیکھو آگے نور کا آئے گا مٹی جو ہے اصل کو ذہن میں لانے کے لئے ہے اللہ نے مٹی کا خاکہ بنایا ہے تاکہ اصل سمجھ میں آوے آتو رہا ہے اللہ کے خزانے سے انسان چپکے مٹی کے کارخانے سے اور مٹی چپکی اللہ سے اب تو اور زمین دونوں قسم ہیں خدا سے لینے والی زمین اور زمین سے لینے والا انسان ہے خدا سے تو لے گا یا بھینس لے تو لے گا تو باقی لے گا اور بھینس لے گی تو فانی لے گی، بیچ میں سونے اور زمین کا واسطہ آیا سونا زمین تو خدا کی ذات سے زمین کی حیثیت پر آئے گا انسان کی حیثیت پر نہ آئے گا تھوڑا تھوڑے دن کے لئے آئے گا، جب موت آئی آگے خالی ہاتھ ہے۔

سارے انبیاء تشریف لائے، خصوصاً آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تاکہ اس دنیا میں بھی لینے کی صورت یہ ہے کہ خالق کائنات سے لو حجاب ہٹاؤ، زمین کا حجاب ہٹے خدا سے لینے والے بنو گے تو عالم میں خدا کے حساب سے ملے گا اپنے حساب پر ملے گا دعا پر ناممکن ممکن ہوگا محدود نہ ہوگا مکان کشتی پر معاملہ نہ ہوگا صرف دعا ہوگی بغیر روپیوں سے کام چلے گا بیماریاں دعا سے جائیں گی بہت سی اولادیں دعا سے ملیں گی اب اولاد نہ ہو تو دوا اس کے لئے روپے ہیں روپے نہ ہوں تو گاڑی ان کی ہے اولاد نہ ملی روپے اکٹھے کئے دوا کی اللہ نے نہ دیا قصہ ختم، اور اللہ سے دعا کرو زکریا علیہ السلام نے یحییٰ علیہ السلام مانگ لئے (۵) بلا روپے کے اولاد ملی، جب انسان اللہ سے لینے والا ہو تو دعا سے ملے گا، سلیمان علیہ السلام کو حکومت دنیا دعا سے دی (۶)، عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان سے کھانا اتارا (۷) راخدا کی ذات سے لو گے تو ملے گا وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ (۸)،

وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ (۹)، تقویٰ پر پانچ چیزیں جمع کردیں (۱۰)، آخرت و دنیا کے سارے دروازے کھلیں گے بلاوہم وگمان ہوجائے گا مسئلہ پر ہے کہ ہم دنیا سے چپکے اور دنیا خدا سے چپکے، خدا سے چپکے بغیر کام نہ چلے گا یا دنیا خدا سے لے کر دے یا ہم خود خدا سے لیں، دنیا فانی تو اس کے راستے سے آنے والی چیزیں بھی فانی ہیں، لوہے پر لوہار نے محنت کی لوہا خدا سے وابستہ ہے لوہا ختم تو خالی ہاتھ کھڑے رہے، درمیان میں سارے وسائل ختم ہوں گے خدا کے سامنے ہوگا لیتا تو خدا سے ہے خواہ ہم لیں یا زمین یا دنیا وغیرہ لے کر دے، آپ کی تو کوئی حیثیت نہ رہی ان سب سے آپ کا گلہ کٹے، چند بالشت زمین میں آپ کا خون ہو تھوڑی بات پر تیرا خون ہوگا اب حیثیت ان کی ہے جن پر مارا جارہا ہے، زمین خدا سے لے گی اب زمین کی وجہ سے تیرا سر پھوٹے گا تو بے حیثیت ہے خدا سے کیوں نہ لیا، زمین اسی طرح رہی آدمی مرا کیوں کہ زمین خدا سے لیتی تھی، زمین والا مر گیا زمین والا تو اور آئے گا آج کل تو مال کی وجہ سے ہوا ہے، ۵۰۰ مریں تو ۵۰ تیار ہیں، ۵۰۰ کی حیثیت ۵۰ کے برابر ہوئی خاص قسم کے آدمی گنتی کو بتاتے ہیں گاڑی الٹی تو ۵۰ مر گئے حالانکہ ۵۰۰ مر گئے ہوں گے مال وغیرہ پورا بتلایا کہ اتنا نقصان ہوا ۲۵ ہزار روپیہ لگا روپئے کا حساب لگا، انسان کی حیثیت ہی نہیں ہے لوہے کی حیثیت ہے انسان پھٹا مرا ہوا کوڑے کباڑ کی طرح ہے دوسرا راستہ انسان کا اپنا ہے کہ خدا سے ملے، زمینوں پر خدا کی ذات سے لینا، اب اصول خداوندی تجویز ہوئے تاکہ وہ چیز تقریب ہو اصل تو اصول خداوندی ہوں تمام شعبہ رکھو۔

زمین میں دو راستے ہیں (۱) زمین سے تم لو زمین خدا سے لے (۲) خدا کے اصل سے لو جب اللہ کہیں تو لو ورنہ چھوڑ دو، اصول آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہوں تو خدا کے خزانوں سے غیب سے ملے گا، زمیندارہ اس واسطے نہ کرے کہ زمین سے چیز ملے بلکہ اللہ واسطے کرے کہ اللہ کے اصول سے اللہ سے ملے زمین کے اندر کی محنت کرو گے تو حلال حرام کی بحث ہی نہ رہی صرف معمولی قیدیں رہیں کہ بیل لاؤ وغیرہ یہ سب بے قیمت قیدیں لگیں، دوکان کپڑے سے لینا چاہو تو قیودات ہے (۱) اللہ سے لینا ہے تو قیمتی قیودات ہیں، ایمان خدا پر ہو چیز پر یقین نہ ہو اللہ سے ملے گا کپڑے سے نہ ملے گا، زمین کی بیڑی سے آزاد ہو کر لینا ہے، اللہ کے نظام کا یقین کر کے زمین کی بیڑی سے آزاد ہو کر لو، سارا یقین خدا پر ہو اب زمیندارہ سے خدا کی ذات سے ملے گا، جھوٹ، رشوت وغیرہ نہ ہوں یہ بڑھیا اصول ہیں جو زمین سے لینے کے لئے نہیں ہے بلکہ خدا کی ذات سے لینے کے لئے ہے جب ایمان پر زمیندارہ پورا اترے گا تو جتنے دانے نکلے جانور کھا گئے چرائے گئے صدقہ ہوا، بیچا، کھایا، پیسا، یا ضائع ہوئے تو بھی فی دانہ ایک صدقہ لکھا جائے گا اس کے واسطے قیمتی قیدیں لگیں، جھوٹ نہ یقین ہو عبادات علم وغیرہ سب ہو یہ جو لینے کے لئے شرطیں نہیں ہیں، مثلاً چوری کر کے زنا کر کے جائے تو بھی جو ملے گا زمیندارہ کا دین جو کے لئے نہیں ہے زمین دبانے سے تھوڑے دنوں کے لئے ملا ہے یا تو دنیا میں کنگال ہوگا موت کے وقت چھینا جائے گا دوکانداری پر آؤ دوکان سے ملے گا یہ غلط ہے، اگر زمین پر محنت زمین پر یقین کر کے ہو تو اب مرضی سے کرو اب نماز نیت علم وغیرہ سب سے بے بہرہ ہو گیا زنا، رشوت، سود، غصب سب کرو گے گیہوں ملے گا لیکن اور کچھ نہ ملے گا یہی گیہوں ہے چاہے ایسے لو اور لو باقی ثواب نہ ملے گا اور وہاں پر ایک دانے پر جنت ملتی تھی یہاں تو صرف دانے ملے باندھ کر رکھے گا تو خراب ہوگا، الغرض فانی ملا اور کچھ نہ

ملا جہاں تک دانوں کا تعلق ہے مشرک کو بھی دیں گے جنھوں نے کہا کہ خدا کو نکال دیا ایسے ہی دوکاندار کا یقین دوکان پر ہو کر روپئے دوکان سے ملیں گے وزیر کو دیں گے دوکان دیں گے چار پیسے ہاتھ میں ہوں پھر جو چاہے کرالو، اب حرام، سود، رشوت، ہارمونیم کی قید نہ رہی، اگر خدا کی ذات سے لینا ہے تو یقین دوکان سے ہٹا کر خدا پر لاؤ خدا سے فائدہ لینے کی نیت کرو حلال حرام دیکھو، جھوٹ دھوکے سے بچے رہو دودھ میں پانی نہ ملاؤ جیسا چاہے ویسا نہ کرسکو گے ہر طرح کا آٹا الگ الگ ہوگا اگر ملا ہوا ہو تو سچ بتادو چاہے ماہانہ لے، سود، جھوٹ، دھوکہ، حرام، جھوٹی قسمیں سے محفوظ رہو گے۔

اب چاہے کتنا ہی مال آیا تو اللہ کی ذات سے ملے گا خدا راضی ہوگا اب قیامت میں انبیاء علیہم السلام شہداء صدیقین کے ساتھ حشر ہوگا روپئے کے اصول سے نہ ملا بلکہ اللہ کے اصول پر ملے گا مقصد خدا کا یقین ہو جنت کے لئے ہو ساری چیزوں میں اصول آئیں گے (۱) مخلوق سے لینے کا ارادہ ہو تو بھی اصول ہیں (۲) خدا سے لینے کے بھی اصول ہیں دو شاخی مسئلہ ہے دو شکلیں ہیں (۱) اللہ کی ذات سے لینے کی شکل کا نام اسلام، دین اعمال صالحہ ہے دین میں عالی حوصلگی ہے (۲) بے دینی میں تنگ ظرفی ہے دین وہ اصول ہیں جو اللہ نے اپنی ذات سے فائدہ حاصل کرنے کے لئے بتائے، اجتماعی مفاد کا لحاظ رکھ کر کرے گا زمین پر محنت ہے لیکن خدا کا خلیفہ ہے تاکہ لوگوں کو دے اللہ جیسے سب کے ہیں یہ کھیت والا بھی سب کا ہے پہلے تو وہ اصول اختیار کرے گا لینے میں اللہ کے اصول اور دینے میں اللہ کے اصول دولائن سے جنت ملے گی پہلے وہ اصول اختیار کرے گا کہ زیادہ ملے جب ملے تو مخلوق پر لگائے گا برأت شادی پر روپیہ نہ لگائے مگر وہ طالب علم بھوکے مظلوم کے لئے غلہ خرچ کرے گا اپنا غلہ بڑھانے کے لئے محنت کرکے لے گا لینے میں اللہ کے اصول اور دینے پر اللہ کے اصول، دولائن سے جنت ملے ایمان والا کھیتی کرے گا تاکہ غلہ لے خدا سے پھر غلہ خرچ کرنا بھی رحمت عالم ہے تجارت کرنے سے رحمت نازل ہوگی مال آئے تو خدائی اصول پر لگائے تو رحمت نازل ہوگی، حکومت، تجارت، فقر، سرمایہ داری ہر جگہ اصول ہیں کہ اللہ سے لینے کے لئے کیا تو اللہ کی مدد یں آئیں گی پھر خرچ اللہ کے لئے کیا دینے میں لینے میں مخلوق پر رحم کیا تو خدا کے خزانے سے ملیں گے جیسے نماز سے دعا میں جان پڑتی ہے ایسے ہی صحیح تجارت سے بھی دعا میں اثرات ہوں گے، حرام کی کھا کر دعا مردود ہے، نماز اور دعا صورت کی ہے منہ پر پھینک کر ماری جائے گی (۱۱) اگر اصول خدا کے ہوں تو صرف اللہ دیتا ہے یقین خدا پر ہو تو مقدر میں جتنا ہوگا تو اتنا ملے گا ایماندار کی کمائی کھانے کے لئے نہیں ہے کہ کماؤں گا نہیں تو کھاؤں گا کہاں سے، خدا نے غذا سے منی بنائی، منی کو خون بنایا، لوتھڑا انسان بنایا، روح ڈالی اب دنیا میں آیا تو تیرے باپ پر مسئلہ سمجھنے لگا حالانکہ ساری دنیا کی مشین اللہ نے چلائی جب بچہ اٹک گیا دایہ نے خطرہ بتلایا تو کہتے ہیں اللہ کے ہاتھ میں ہے جب باہر نکلا تو ماں باپ کے ہاتھ میں سمجھنے لگے چار انگل اندر خدا کی حد اور باہر ماں کی حد ہے جس خدا نے ماں کے پیٹ میں پالا اگر خدا حیض ہی نہ بنائے تو کیا ہوتا؟ پیٹ میں خدا نے پالا دنیا میں آئے تو اماں ابا پالے، پھر بڑے ہو کر خود پلنے لگے یہ بے ایمانی کی بات ہے خدا نے اپنے بل بوتے پر بنایا ہے ہماری کمائیوں پر نہیں بنایا ہے، کعب احبارؒ نے کہا کہ زمین کے ہر بالشت پر قیامت تک کیا ہوگا یہ لکھا ہوا ہے۔

حدیث میں آتا ہے کہ ہر دانہ پر نام لکھا ہوا ہے (۱۲) کمانا کیوں ہے دانے ۲۵ دن میں آویں گے ۲۵ دن تک اگر نہ کماویں گے تو مانگتے پھریں گے چوری کریں گے تو اللہ نے اٹکایا اب اسی دن ملا ترکیب سے ملا یہ جانا یہ غلط ہے اللہ نے ترکیب کی چوری بچانے کے لئے کمائی میں لگایا ہے، کمائی سے ملتا نہیں ہے اللہ سے بلا کمائی کے بھی ملتا ہے، کمائی سے بھی اتنا ہی ملتا ہے جتنا بلا کمائی سے ملتا ہے شروع میں کھیتی کی اہمیت نہیں ہے نماز کا وقت آیا اللہ سے نظام کے مطابق ملے گا جتنا طے شدہ ہے ملے گا مومن کمائی میں زیادہ نہ الجھے گا جتنا شرک ہوگا اتنا ہی الجھے گا جتنا ہی ایمان ہوگا یہ نہ الجھے گا نماز سے اللہ زیادہ راضی ہوتا ہے اب مسجد میں آ گیا اللہ میں مشغولی تبلیغ کی آواز لگی تو تین چلے نکل گیا اس طرح اللہ نے ایک نقشہ ان ہی کمائیوں میں ایک اصول رکھا تا کہ اللہ کی ذات سے فائدہ حاصل ہو۔

لوگوں نے دین کو کیوں مشکل کیا دنیا سے جوڑ بٹھایا کہ سود سے اتنے پیسے کم ہوئے اب مشکل نظر آئی اب یہ بتاؤ کہ اللہ سے راضی کرنے میں سود ہوگا یا نہیں دین تو اللہ کو راضی کرنے کے لئے ہے اب دین آسان ہے جب اللہ خوش ہوں گے کام چلائیں گے جب مومن کے ذہن میں یہ بات نہیں آتی کہ پیسے سے ہوگا تو اللہ روپئے کہاں سے دیں گے بلکہ خود جو چاہیں گے کریں گے، اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْر، (۱۳) سب اللہ کی قدرت میں ہے کھیتی چھوڑی تو کچھ نہ ہوگا کھیتی والا تو اللہ ہے اَأَنْتُمْ تَزْرَعُوْنَہٗ اَمْ نَحْنُ الزّٰرِعُوْنَ (۱۴) کھیتی والے تم ہو یا ہم ہیں کھیتی والا تو اللہ ہے، تو تو بیج مٹی میں ملاتا ہے کھیتی تو بالیں بیج سے خدا نے پیدا کیا، کریں تو اللہ اور کھیتی والا انسان بنا، انسان نے تو دانا کھویا ہے دانے کو نرم کس نے کیا کونپل کو باہر زمین سے کس نے کیا اگر جانور بھیج دیتے تو کھیتی نہ ہوتی، اصل کرنے والے اللہ ہیں اب ہم کھیتی دوکان سے اللہ کو راضی کریں گے جب خدا کے یقین پر لگو گے تو راضی کرنے کے لئے کرو گے اللہ کو راضی کرو، اب یہ انسان اس طرح محنت کرنے پر آئے کہ اللہ کا کہا مانے اور دعا مانگے، آگے سب کام خدا اپنی قدرت سے کرتے ہیں مال حکومت عہدے سب خدا کریں گے انسان دو باتوں میں پورا اترے جو نسے شعبہ میں چلے خدا کے اصول تو سارے شعبے دو طریقے سے چلتے ہیں (۱) خالق کو سامنے رکھ کر محنت کرے (۲) مخلوق پر محنت کر کے نہ لے، اب کمائی کے صحیح اصولوں پر محنت کرو کمائی میں خدائی اصول چلیں یہ بات قوت ایمانی سے ہوگی، عبادات، علم الٰہی، نمازیں، روزے، زکوٰۃ سب اچھا ہو، خدا کا یقین اچھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع کا زندہ ہونا، تب زندگی کا نقشہ ٹھیک ہوگا کمائی کو چھوڑنا نہیں ہے صرف قسم بنا ہے کمائی کے ذریعہ خدا سے ملتا ہے، لہٰذا اپنی تربیت کے لئے نکلو، نماز، عبادت، روزہ، حج، زکوٰۃ، اخلاق، توکل، ذکر الٰہی، خدمت خلق کی مشق کرو پھر تجارت بھی اس نقشہ پر چلائیں گے تو خدا کی ذات سے ملے گا بعد الموت بھی ملے گا دنیا کی ہر منزل آسان ہوگی اب کمائی میں سے وقت نکالو تا کہ ایمان آئے علم آئے اتنا جذبہ ہر شخص پر فرض ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصولوں پر رہو اب جذبہ ہے تو علماء سے پوچھ کر چلو آج تو کہتے ہیں ایسا کیوں ہے؟ حکم میں کیوں کو چھوڑ، اگر کیوں چاہتا ہے تو پڑھ دس سال لگا، کماتا کیوں ہے؟ دس بارہ سال نہ لگائے تو کیوں نہ کہہ ہم کیوں کیوں کہتے ہیں کہ مدرسہ میں ہمارا غلبہ جاتا ہے، لہٰذا مدرسہ ہم سے چل رہا ہے تب کیوں کہا حالانکہ علم سے تم چل رہے ہو تم جانتے ہو کہ ہم سے مدرسے چل رہے ہیں، اب ادنیٰ اعلیٰ کے پاس آئے گا اب

مولوی صاحب غلہ لینے کے لئے گئے تو دماغ خراب ہوا کہ مولوی صاحب غلہ لینے کے لئے آتے ہیں تو اب میں اونچا اب دینے میں علماء کی توہین کرتے ہیں پہلے تو اللہ کی رضا کے لئے تھے حلال وحرام پوچھتے تھے، زکوٰۃ وغیرہ کا طریقہ بتاتے تھے تو جانتے تھے کہ علم کی مایہ سے ہم چل رہے ہیں آج تو حرام کمائی ہے تو جانا کہ ہماری کمائیوں سے مدرسے چل رہے ہیں اب سینما ہٹا کر اور مسجد بنا کر مغفرت سمجھ بیٹھے، مسئلہ بگڑا تبلیغ میں تین چلے صرف علم کا جذبہ ہوگا۔

---

(۱) مجمع الزوائد صفحہ ۴۱۸ جلد ۱۰

(۲) سورۃ لقمان: ۲۷

(۳) سورۃ التکویر: ۱

(۴) سورۃ الانفطار: ۱

(۵) سورۃ آل عمران: ۳۸

(۶) سورۃ ص: ۳۵

(۷) سورۃ المائدہ: ۱۱۴

(۸) سورۃ الطلاق: ۲

(۹) سورۃ الطلاق: ۳

(۱۰) معارف القرآن صفحہ ۴۸۹ جلد ۸

(۱۱) المعجم الاوسط للطبرانی حدیث: ۳۲۱۳

(۱۲) تفسیر درمنثور تحت قولہ تعالیٰ: وما تسقط من ورقۃ الا یعلمہا (الانعام: ۵۹)

(۱۳) سورۃ البقرہ: ۱۴۸

(۱۴) الواقعہ: ۶۴

دین سیکھنے سے زندگی میں آئے گا

{۲۸ رمضان المبارک ۱۳۷۷ھ مطابق ۱۸ اپریل ۱۹۵۸ء، شب جمعہ}

بمقام: بنگلہ والی مسجد، نئی دہلی

اقتباس

ہمارے ذمہ باعتبار مسلمان ہونے کے صرف رمضان کا آخری جمعہ ناکافی ہے جاہلوں کا عقیدہ ہے کہ اگر دہلی کی جامع مسجد میں ۷ جمعہ پڑھے گا تو حج کا ثواب ملے گا یہ جہالت ہے ایسے ہی اجمیر کی بات پھیلائی یا تو جاہلوں نے پھیلائی یا مصلحت والوں نے پھیلائی کہ دیہات میں لوگ مرتد ہوں گے، لہٰذا جمعہ کی نماز پڑھا کر اسلام پر قائم رکھا لیکن غلط ذہن ہوگیا ہے کہ سود رشوت وغیرہ لیتے ہیں اور جنت کی ہوس کرتے ہیں مسلمان کے ذمہ میں پانچ نمازیں فرض ہیں اگر پڑھے گا جنت میں جائے گا ورنہ دوزخ میں ڈالا جائے گا روزہ رکھنے والا جنت میں ورنہ دوزخ میں ایسے ہی زکوٰۃ اور حج ہے حرام کمائی سے جہنم میں جائے گا مسلم کے ذمہ لمبا چوڑا مسئلہ ہے، یہ سب سیکھنے سے آئے گا ورنہ غلط طریقہ ہوگا سب کچھ سیکھنے سے صحیح طریقہ سے آئے گا نماز غلط پڑھی یا روزہ غلط ہوا صبح صادق پر پانی پیا تو روزہ نہ ہوا، غیبت کی تو کمال جاتا رہا سیکھے بغیر کوئی چیز ٹھیک نہ ہوگی۔

بعد خطبۂ مسنونہ فرمایا کہ:

بھائیو دوستو بزرگو! ہمارے ذمہ باعتبار مسلمان ہونے کے صرف رمضان کا آخری جمعہ ناکافی ہے جاہلوں کا عقیدہ ہے کہ اگر دہلی کی جامع مسجد میں ۷ جمعہ پڑھے گا تو حج کا ثواب ملے گا یہ جہالت ہے ایسے ہی اجمیر کی بات پھیلائی یا تو جاہلوں نے پھیلائی یا مصلحت والوں نے پھیلائی کہ دیہات میں لوگ مرتد ہوں گے، لہٰذا جمعہ کی نماز پڑھا کر اسلام پر قائم رکھا لیکن غلط ذہن ہوگیا ہے کہ سود رشوت وغیرہ لیتے ہیں اور جنت کی ہوس کرتے ہیں مسلمان کے ذمہ میں پانچ نمازیں فرض ہیں اگر پڑھے گا جنت میں جائے گا ورنہ دوزخ میں ڈالا جائے گا روزہ رکھنے والا جنت میں ورنہ دوزخ میں ایسے ہی زکوٰۃ اور حج ہے حرام کمائی سے جہنم میں جائے گا مسلم کے ذمہ لمبا چوڑا مسئلہ ہے، یہ سب سیکھنے سے آئے گا ورنہ غلط طریقہ ہوگا سب کچھ سیکھنے سے صحیح طریقہ سے آئے گا نماز غلط پڑھی یا روزہ غلط ہوا صبح صادق پر پانی پیا تو روزہ نہ ہوا (۱) غیبت کی تو کمال جاتا رہا (۲)

سیکھے بغیر کوئی چیز ٹھیک نہ ہوگی بغیر سیکھے کنواں نہیں چلتا کوئی کام بغیر سیکھے نہ ہوگا جب بے سیکھے کوئی کام بھی نہ ہوگا پتھر بھی بے سیکھے نہ ہوگا تو نماز روزہ حج وغیرہ بغیر سیکھے نہ ہوں گے یہ بات سمجھ لو یہ بات کہنی ہے جب قرآن وغیرہ مانا ہے تو سیکھنا فرض ہے، زمیندارہ نہ کرنے سے دوزخ میں نہ جائے گا لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ کے خلاف کرے گا تو جائے گا کمائی سے زیادہ اہم یہ ہے کہ وقت دیں تاکہ دین سیکھیں تبلیغ میں یہی کہتے ہیں کہ جتنے بھی کمانے والے ہیں وہ سیکھ کر فرض ادا کریں۔

ایک آدمی کو مسائل یاد نہیں ہے لوٹا پاخانہ میں رکھا تلوانا پاک ہوگیا مٹکے کے اوپر رکھ کر بھرتا ہے نماز نہ ہوگی چادر ناپاک ہے نماز بالکل نہ ہوگی، دعائیں، التحیات سیکھنے سے آئیں گے، قیامت میں یہ نہ چلے گی کہ اے اللہ مجھے پتہ نہ تھا، حرام کی کمائی ہوسود ہو تو اللہ معاف نہ کریں گے جیسے کہ اللہ نے زندگی کا طریقہ فرض کیا ہے سیکھنا بھی فرض کیا ہے مرنے پر آدمی آخرت میں ایک کوڑی بھی لے کر نہ جائے گا سارے اعمال لے کر جائے گا اچھے برے عمل لے کر جائے گا اچھے عملوں سے جنت ملے گی، زمیندارہ پر جنت نہیں ہے اعمال پر معاملہ ہے ہندو پاک کی تقسیم نہیں ہے اگر ہند میں زمین تھی تو پاک میں ملی، ۵۰ ہزار میں ۱۰ ہزار ملے، آخرت میں یوں نہیں ہے وہاں تو اعمال کے گٹھر ساتھ میں ہوں گے جہاں تک نظر جائے گی دفتر اعمال کے وہاں تک پھیلے ہوں گے، لَا يُغَادِرُ صَغِيرَةً وَّلَا كَبِيرَةً (۳) وہاں گیہوں نہ ہوگا گیہوں کمانے کے اعمال ہوں گے اچھے برے عمل ساتھ ہوں گے ساری دنیا سے بڑی جنت ملے گی (۴)، اگر عمل خراب ہوں گے اس لئے دوزخ میں جائیں گے بہت سے ایسے کہ کچھ نہ ہوگا اعمال پر ہے آخرت کا معاملہ چیز پر نہیں ہے عمل پر ہے اچھا عمل بلا سیکھے نہ ہوگا برا عمل بلا سیکھے بھی ہوگا جھوٹ، زنا، چوری میں سیکھنے کی ضرورت نہیں ہے بغیر سیکھے کی زندگی خراب ہے سیکھنا ضروری ہے۔

---

(۱) شامی صفحہ ۸۸ جلد ۲

(۲) شرح البخاری لابن بطال صفحہ ۲۶ جلد ۷

(۳) سورۃ الکہف: ۴۹

(۴) کنز العمال صفحہ ۵۰۴ جلد ۱۴

مالیات کے نقشوں کی قربانی سے دین چلے گا

{۲۸ رمضان المبارک ۱۳۷۷ھ مطابق ۱۸ اپریل ۱۹۵۸ء}

شب جمعہ، بعد تراویح، بمقام: بنگلہ والی مسجد، نئی دہلی

اقتباس

آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور صدیق اکبرؓ کا زمانہ یاد کرو زمین کھود کر پودا لگا پانی دے بعد میں پھل آئے گا اگر کہا کہ پھل دو تو کہاں سے پھل ملے گا، عمرؓ والا نقشہ بنیادی طور پر نہیں ہے نتیجہ کا دور ہے، پھل آیا ہے ۲۵ سال اصل دور ہے بعض درخت دادا بوئے گا پوتا کھائے گا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے درخت لگایا ابوبکرؓ نے تکمیل کی عمرص کے زمانہ میں پھل کھائے محنت تو جاتی رہی عمرؓ والا عمل کیا، اب مال تو نہیں ہے تو بھیک مانگتے ہیں اس وقت تو سب کنگال ہیں روپیہ پہلے ہرقل وکسریٰ کے پاس تھا اور آج امریکہ وروس کے پاس مال ہے باقی سب کنگال ہیں تاجر زمیندار سب کنگال ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نقشے پر محنت کرنا سیکھو تو غریبوں کو دینا آئے گا پھر خدا دیں گے زیادہ اچھی صورت یہ ہے کہ اللہ ان کو اسلام دیں وہ ہمارے مشورے پر مال خرچ ہو اگر وہ مال ہمارے پاس آئے تو دین اتنا پکا نہیں ہے ہماری سلامتی کا راستہ یہ ہے کہ قومیں اور ملک ہدایت پر آئیں۔

بعد خطبۂ مسنونہ فرمایا کہ:

بھائی دوستو! مسلمانوں کو جو مالیات دینے کا نسخہ اللہ نے دیا ہے وہ ہم نے چھوڑ دیا جو نہ دیا تھا وہ اختیار کر لیا تو ہم کنگال ہوئے کھیتی دوکان کر کے روپے جمع کرنا یہ اللہ نے ہمیں نہ دیا تھا بلکہ اللہ نے ہمیں دین کی محنت دی تھی اتنی محنت کرو کہ دین آئے تو مال ملے گا پھر صحیح خرچ کرو پہلے مال دے کر دین نہیں دیا بلکہ دین پر چلا کر مال دیا، بہت غریب مسلمان تھے دین پر چل کر مال لیا، آج کل سب کنگال ہیں، عمرؓ کے زمانے کے وظیفے ذہن میں ہیں حالانکہ ۲۵ سال، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ۲۳ سال اور ابوبکرؓ کے ۲ سال، صرف اپنی جان ومال لگانے کے ہیں مغازی میں مال غنیمت تقسیم ہوا وہ بالکل ناکافی تھا، ابوبکرؓ کے زمانہ میں ۵۰ ہزار آیا، صرف یرموک میں ۳۶ ہزار آدمی تھے سب نے جنگ کی یہ خرچ ابوبکرؓ نے نہیں دیا لوگوں نے اپنی جان ومال دیا یہ شامی بلاک کی خالدؓ کی جنگ تھی، ایرانی بلاک فارس کی جنگ میں عمرو بن عاصؓ تھے بعد میں خالدؓ بھی آئے، ابوبکرؓ کے زمانے میں مال معمولی آیا صرف ۵۰ ہزار آیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وعدے پورے کر کے ڈھائی روپے فی نفر، اگلے سال ۵ روپے فی آدمی ملے، اب جہاد میں جان ومال اپنا لے کر گئے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک طبقہ ایسا

بنایا تھا تو پتہ چاب کر، ٹڈیاں، چمڑے کی راکھ، پیدل، کھیت، دوکان چھوڑنا یہ سب کر کے نقل وحرکت قائم کی دین پر محنت کرائی ایک طرف نقل وحرکت کے اخراجات اور دوسروں پر مال لگانا جب استعمال ہوا تو مدینے میں دین سیکھنے بلایا، یمن میں معاذؓ کو بھیجا (۱) یہ خال خال تھا ورنہ نومسلموں کو مدینہ بلا کر سکھاتے تھے، خالدؓ نے کہا کہ آپؐ کے کہنے سے یہاں آیا چاروں طرف اونٹ دوڑائے یا بنی حارث اَسْلِمُوا تَسْلَمُوا (اسلام لاؤ محفوظ رہو گے) میں ٹھہر کر اسلام سکھاتا ہوں، آپؐ نے خفا ہو کر فرمایا کہ بَشِّرْهُمْ وَاَنْذِرْهُمْ وَاَقْبِلْ مَعَكَ وَفْدَهُمْ (انھیں خوشی وڈر کی بات سناؤ اور ان کی جماعت لے کر مدینہ آجاؤ) اور ان کی جماعت مدینہ میں بھیجو (۲) بھوکے عرب تھے معمولی کھیت دوکان تھی وہاں کی، آج بھی کھیتی کم ہے آج تو پٹرول اور سونے کا نیا نقشہ بنا ہے حج کو پیسے لینے کی چیز بنائی اس کے علاوہ عرب میں کوئی کمائی نہیں ہے حاجیوں کے ذیل میں کمائی ہے باقی عرب میں کچھ نہیں ہے۔

طائف بدر میں دیکھو اب بھی وہ کمائی کا علاقہ نہیں ہے تو عرب نے روپیوں سے کام نہ کیا تھا بھوکے پیاسے لوگوں نے پیٹ کاٹ کر خدا کی راہ کی نقل وحرکت کو چالو کیا اب حنین بدر میں مال غنیمت ملا تو بھوکوں کو جو مال غنیمت ملا تو دیکھو اخراجات کتنے زیادہ ہیں ہزاروں لاکھوں گنا زیادہ اخراجات ہیں، مدینہ آنے والوں کو کھلانا بھی ان کے ذمہ تھا، قوت عاملہ سارا عرب نہ تھا صرف مدینہ تھا دوکان کھیت نہ تھے باہر کے آدمی کم تھے عام غزوات میں مدنی صحابہؓ تھے، بدر خیبر وغیرہ پر جنگ اہل مدینہ نے کی تھی اب ان کی کھیتیاں دوکانیں دیکھو اور مال غنیمت دیکھو اور خرچ دیکھو، تبوک میں ۳۰ ہزار میں سے ۱۰ ہزار کا خرچ، عثمانؓ نے کیا (۳)، روپے سے کام نہ چلا تھا بلکہ روپے نہ ہونے سے کام چلا تھا، دس نفر میں ایک اونٹ تھا دین کی نقل وحرکت کا کام چلایا، انصارؓ کی کھیتیاں اجڑیں تو چھ ماہ کی چھٹی بھی نہ ملی، اقتصادی حالت فیل ہو چکی تھی پھر بھی سب سے زیادہ مال اہل مدینہ نے خرچ کیا نقل وحرکت کا ضابطہ نہ تھا جب آواز لگی نکل کھڑے ہوئے کبھی جوتنے کے وقت مطالبہ ہوا دوکان کو تالا مارا اور چل دیئے کافی وقت کے لئے جاتے تھے کمائی پر زد پڑی، ابوبکرؓ ۸۰ ہزار لے کر اسلام میں داخل ہوئے خلافت کے پہلے دن چادر بیچتے ہیں تو عمرؓ نے وظیفہ کی کہی چھ ماہ میں ایک جوڑا اگلے چھ ماہ پر پرانا واپس کریں اور نیا لیں اور سالانہ تھوڑا وظیفہ ہے (۴)، انتقال کے وقت اپنی چیزیں بکوا کر بیت المال کا مال واپس کیا (۵) تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکرؓ کا زمانہ مالیت کے خرچ کا ہے، خیبر، بنو قریظہ، بنو نضیر ملا لیکن اخراجات بڑھ رہے تھے تبوک کا سفر اس کے بعد ہوا ہے ان کو جتنا ملا ہے اس سے زیادہ خرچ کیا اسی کسمپرسی میں مسیلمہ کذاب کو مارا غرض کہ نقل وحرکت پہلے چلی۔

ابوبکرؓ نے شام کے بارے میں مشورہ چاہا تو عمرؓ نے کہا کہ اللہ سبقت کا ثواب جسے چاہیں دیں، میری رائے تھی لیکن کہہ نہ سکا ضرور جانا چاہئے (۶)، عبدالرحمن بن عوفؓ نے کہا حدحدید ورکن شدید (۷) کہ تانتا نہ باندھو عربوں کی فوج ٹریننگ شدہ نہ تھی قبائل نوعیت تھی شام میں فوجی نوعیت تھی اور سارے اسباب وسائل تھے اور صحابہؓ بے سامان والے تھے اب ہرقل کی مرتب فوجوں کے پاس جانا ہے اس لئے ابن عوفؓ نے انکار کیا کہ مال ہو اور کچھ سیکھیں لہٰذا روپیوں پر شب خون کریں تو مالیات ملے گی پھر عرب کو عجم سے جنت کا حوصلہ ہوگا معلوم ہوا کہ کارکنوں کے پاس مال بھی نہ تھا پھر رائے مانگی تو

عثمانؓ نے کہا کہ آپ ناصح و مشفق امیر خیر خواہ ہیں، آپ کی رائے ہماری رائے سارے باقی عشرہ مبشرہ نے عثمانؓ کی تائید کی (۸)، ابوبکرؓ والی رائے دوسری رائے ابن عوفؓ کی ہے کہ جنگ نہ کریں (۹) بعد میں ابوبکرؓ نے فیصلہ کیا کہ بھیجنا ہے مرنے پر تیار کیا مالیات پر کام نہ چلا بلکہ کام سے مالیات چلا اب تو پہلے پیسوں کی فکر کرتے ہیں کنگالوں کے پاس سے کیا نکلے گا اگر مال ہے تو دل سے کنگال ہیں اس لئے ساری اسکیم فیل ہوتی ہے، مکان بھی اس زمانے کے نقشے کا بناتے ہیں جھونپڑا کافی نہیں سمجھتے ہیں نہ نو من تیل ہوگا نہ رادھا ناچے گی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے محنت کرا کر ایمان والا نقشہ پیدا کیا خلاف شرع دوکان سے نہ دیں گے غلط نقشوں سے زمین دباتے ہیں اور برکت کی دعا کراتے ہیں حرام پر بسم اللہ کہہ کر کھانا کفر کا خطرہ ہے (۱۰)، اللہ والے طریقے سے پیسے لو دفتر کی محنت پر مال ملے گا حلال کمائی سے کم ملے گا لیکن حلال کمائی بھی نہیں، کمائی میں حرام گھس رہا ہے دوسروں کو دیں گے کیوں کہ ان میں دین نہیں ہے تو اب کیسے اجازت دیں کہ کماؤ۔

ایک آدمی نے کہا کہ دوکان فیل ہوئی تو ہوا کرے کیوں کہ دوکان پر مسئلہ نہیں ہے اصل تو دین کی محنت ہے دوکان بند ہوا کرے ۲۵ سال سارا علاقہ محنت کر رہا تھا مالیات کو قربان کیا حاجتیں کاٹنا اور دوسروں کی ہدایت کے لئے پھرنا یہ طبقہ تیا رہوا مدینہ والوں کے ۸ ماہ نقل و حرکت کے تھے صرف ۴ ماہ کمائی کے نکلے جو ۲۴ گھنٹے کماتا تھا اتنا اب کمانے والا نہ رہا دس سال میں، پچیس تیس سفر بڑے غزوے آپ صلی اللہ علیہ وسلم والے ہیں ۲۵ صحابہؓ والے ہیں ڈیڑھ سو غزوات دس سال میں ہوئے (۱۱) تو کمائی کیسے ہوگی اور سفر بھی زیادہ وقتوں کے تھے مدینہ کا وقت بھی دین پر لگتا تھا آج تو مقامی گشت بھی نہیں کرتے ہیں، صحابہؓ کی کوئی مسجد ایسی نہ تھی کہ تعلیم نہ ہو باہر والے مسجدوں میں قیام کرتے تھے صرف مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں ایسا ہو یعنی (حلقہ ہو) ایسا نہ تھا بلکہ ساری مسجدوں میں یہ رائج کرو مدینہ میں تعلقات والوں کے پاس ٹھہرتے تھے، مصنف عبدالرزاق کی ایک روایت میں ہے کہ ایک وفد آیا ہے ان پر تعلیمی محنت کون کرے گا۔

ایک صاحب محلے میں لے گئے آٹھ دن میں کادوا ان یفقھوا اور دوسرے آٹھ دن میں قد فقھوا دوسرے محلے میں ہوئے چار سو افراد پندرہ دن میں فقیہ بنے، مسجد نبوی کے علاوہ سبھی مساجد کا نقشہ بھی وہی تعلیم والا تھا وہی تہجد والا بھی، بعض اصحاب صفہ ہیں نو مسلموں کو مدینہ لاتے اور مدینہ والے کھلاتے اخراجات دہرے ہو گئے بے اونٹ والوں کو اونٹ دلانا اب کمائی کم اخراجات زیادہ ہیں مال غنیمت سے بہت زیادہ اخراجات ہیں، ۲۵ سال محنت کی دوسروں پر محنت کی مکارم اخلاق آئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے گئے اور شام کی طرف رخ کر گئے اب خدا ان پاکیزہ لوگوں کو دے گا اب تو صرف عمرؓ والی بات چل رہی ہے کہ وظیفہ ملے تو ہم کریں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور صدیق اکبرؓ کا زمانہ یاد کرو زمین کھود کر پودا لگا پانی دے بعد میں پھل آئے گا اگر کہا کہ پھل دو تو کہاں سے پھل ملے گا، عمرؓ والا نقشہ بنیادی طور پر نہیں ہے نتیجہ کا دور ہے، پھل آیا ہے ۲۵ سال اصل دور ہے بعض درخت دادا بوئے گا پوتا کھائے گا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے درخت لگایا ابوبکرؓ نے تکمیل کی عمرؓ کے زمانہ میں پھل کھائے محنت تو جاتی رہی عمرؓ والا عمل کیا، اب مال تو نہیں ہے تو بھیک مانگتے ہیں اس وقت تو سب کنگال ہیں روپیہ پہلے ہرقل و کسریٰ کے پاس تھا اور آج امریکہ و روس کے پاس مال ہے باقی سب کنگال ہیں تاجر زمیندار سب کنگال ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نقشے پر محنت کرنا سیکھو تو غریبوں کو دینا آئے گا پھر خدا دیں گے زیادہ اچھی صورت یہ ہے کہ اللہ ان کو اسلام دیں وہ ہمارے مشورے پر مال خرچ ہو اگر وہ مال ہمارے پاس آئے تو دین اتنا پکا نہیں ہے ہماری سلامتی کا راستہ یہ ہے کہ قومیں اور ملک ہدایت پر آئیں، ہمارے مشورے سے مال غرباء پر لگے انصار سے معاہدہ کیا تھا کہ دنیا میں نہ ملے گا جنت ملے گی (۱۲) اب اگر یہ نقشہ تو پلٹ جائے اتنا کہنے کے بعد بھی رات گزار کر صبح چل دو گے، ۱۵ دن سے مالیات کا خرچہ چل رہا ہے تم نے افلاس والے صحابہؓ کے قصے سنے دوسروں پر لگاتے تھے اب مالیات کے دروازے کھلے اب عمرؓ نے رجسٹر بنوائے اور سب کے نام اور وظیفے لکھے اب یہ نقشہ آیا ہے اسے سب ٹھیک جانتے ہیں اب کھیت بیچ کر کام نہیں کرتے ہیں اتنا لمبا کام ہوا ابتداء سفر سب سے پہلے مولانا اسمعیل صاحبؒ دادا صاحب امیر تھے ان کے والد نواب ٹونک کے ساتھ تھے عربی تھے یہ گھرانہ مال دار تھا دستاویزیں بھی ہمارے پاس تھی جھنجھانہ پر اکثر زمین کا رقبہ مولوی اسمعیلؒ کے نام تھا لیکن ان کے پاس دولت تھی کہ ادعیہ مسنونہ میں احسان کی صفت حاصل تھی بارہ تسبیحیں وغیرہ نہ کی تھی دعائیں پڑھتے تھے اور احسان کی صفت پیدا کر دی خدا کا دھیان تھا اخیر زمانہ میں گنگوہیؒ کو خط لکھا کہ میں نے ذکر نہ کیا ہے اجازت ہو تو کروں جواب ملا کہ مقصود حاصل ہے، تبلیغ کی نقل وحرکت سے ہمارا نام چلا پھر بھی دعا منگوانے آتے ہیں تو احسان کی صفت والوں کے پاس کتنے حضرات آئے تھے۔

مولوی اسمعیلؒ شہرت سے گھبراتے تھے اپنے کو مجمع سے چھپانے کے لئے یہاں آ گئے اور دور و پیہ والی امامت کی امام اور موذن بنے حوض کے پاس بنگلہ تھا ظفر کے زمانے ۱۸۵۷ء کے پہلے کا قصہ ہے یہاں بنگلہ تھا شاہی خاندان میں ملازمت ہوئی یہاں سسرال تھی مرزا ثریا جاہ تھے فارسی زبان مادری تھی تو امام موذن شاہزادوں کے معلم تھے سبق پڑھایا تو گھر پر بچوں سے پوچھا جاتا تو فارسی نہ آئے ہٹا دیتے تھے، مولوی اسمعیلؒ نے حقیقی فارسی بتائی قابلیت تسلیم ہوئی جم گئے مرزا ثریا جاہ کے بچوں کو پڑھانا شروع کیا (خاندانی بچوں کو) موذن کی حیثیت تھی اسی زمانہ میں اپنا قافلہ حج کا بھی نواب ٹونک کا قافلہ بھی تھا اذکار سے متاثر ہوئے دونوں ایک قافلہ بنا اس حج کے وقت ۱۸۵۷ء کا واقعہ ہوا، واپسی کے وقت راستے میں خطرہ کی بات کا پتہ چلا کہ پھانسی کا خطرہ ہے فرمایا کہ یہ نمک حرامی ہے موت کے وقت ان کے پاس رہوں گا دہلی آ گئے مرزا الٰہی بخش کے بھی وارنٹ آئے انگریز سے ملے ہوئے نہ تھے غلط مشہور ہے کہ ملے ہوئے تھے مرزا ہوشیار تھے جب دیکھا کہ ملک ہاتھ سے گیا تو جو محقق ہو وہ خود انگریز سے کہتے تھے کہ فلاں بات یوں ہے، اس سے رسوخ ہوا بہت سوں کو پھانسی سے بچایا غداری کی وجہ سے چھوٹے ہوں یہ بات نہیں ہے پھانسی کا حکم تو ہو چکا تھا دو آبہ میں مجذوب نے کہا کہ مسجد کے ملا سے دعا کرا اسی حجرہ پر دعا کے لئے مولوی اسمعیلؒ سے کہا سر پیر پر رکھ دیا انھوں نے منع کیا پھر ڈانٹ کر سچی توبہ کروائی یہی ہماری پکار ہے کہ سچی توبہ کرو، صرف توبہ تو سچی توبہ نہیں ہے شراب کے مٹکے توڑے زنا وغیرہ سے سچی توبہ کی اسی مسجد میں روئے کچھ دن بعد آیا کہ پھانسی میں توقف ہوا اسی بنگلہ میں قرآن شریف حفظ کیا، اب جائیداد ضبط کی اور پھانسی موقوف ہوئی یوں چھوٹے۔

حضرتؒ نے کہا کہ اس واقعہ کے بعد مولوی اسمعیلؒ اپنے استاذ کے پاس جو مظاہر حق کے مصنف تھے ان کے پاس گئے تو پوچھا کہ کیا بتایا کہ جان بچی جواب دیا کہ استغفار کرایا ہے اچھل پڑے اللہ نے الہام کیا اب شیخ بن گئے سارے خاندان کے

بچے جمع ہوئے مدرسہ بنا جب سے آج تک چندہ نہیں ہوا پھر مولوی اسمعیلؒ چھٹے ماہ جھنجھانہ جاتے اپنی نقدی اس مدرسہ میں لگاتے تھے پھر مولوی نور محمد نے بھی ایسا نہ کیا، دہلی میں چار فرقے تھے سب ان سے جڑے تھے پھر حضرتؒ کا زمانہ آیا جھنجھانہ والوں نے ساری زمین دبالی پھر بھائی ظہیر کا دور دورہ ہوا کاغذات بنائے حضرت جیؒ سے کہا کہ عدالت میں صرف ایک دفعہ حاضری دو زمین ملے گی حضرتؒ نے کہا کہ توجہ تو تبلیغ میں لگ رہی ہے زمین میں توجہ لگ جائے گی اس قربانی سے تبلیغ کا کام چل رہا ہے جب حضرتؒ نے مکاتب کا ارادہ کیا پھر وعظوں کا سلسلہ پھر یہ تبلیغ اماں جی کا یعنی اپنی بیوی کا سارا زیور لے کر روپیہ لیا مکاتب بنائے، کام اس طرح ہوتا ہے آج زیور بیچ کر جانا سمجھ میں نہیں آتا خدا کے کام اپنی چیز کی قربانی پر ہے مالیات پر نہ چلیں گے مفاد حاصل کرنے کے لئے تو ساری دنیا ہے لیکن مفاد قربان کر کے دوسروں پر لگانا اب بھی قربانی کے پر تو پڑتے ہیں دیر ہوگئی ہے۔

عمرؓ کے پاس دو لاکھ روپئے ملے ابو ہریرہؓ لانے والے سے کہا کہ پاک بھی ہے کہا پاک ہے ارے دیہاتی غلط تو نہیں کہہ رہا ہے تجھے گنتی تو آتی نہیں ہے کہا کہ صحیح ہے کہیں نیند تو نہیں ہے چلا جا صبح کو پوچھوں گا ابو ہریرہؓ نے گنا تو ساری رات نہ سوئے کروٹ بدلتے رہے مال کی وجہ سے نیند نہ آئی نیند کیسے آتی مال آ گیا کیا اطمینان ہے کسی مصرف میں خرچ کے بغیر خرچ نہ ہو جائے، بات بات میں دین ٹپکتا ہے صبح کی نماز کے بعد فرمایا آج وہ چیز آ گئی جو اسلام میں نہ آتی تھی رائے یہ ہے کہ ناپ کر سب تقسیم کر دوں لوگوں نے کہا کہ نو مسلم زیادہ آئیں گے اور مال بھی زیادہ آئے گا لہٰذا رجسٹر بناؤ نام لکھ کر دو تا کہ حساب رہے مشورہ دو کہ ابتداء کس سے کی جائے رائے ملی کہ پہلے آپ کا خاندان پھر دوسرے کو فرمایا کہ آپ ﷺ کے خاندان سے ابتداء ہوگی بنو ہاشم سے ابتداء ہوئی مشورہ میں علیؓ نے کہا کہ ہر سال خرچ کر دو روک کر نہ رکھو، عثمانؓ نے کہا کہ مال زیادہ آئے گا نظام بنا کر دو تا کہ سب کو مل سکے لکھت پڑھت ہونی چاہئے، ولید بن ہشامؓ نے کہا کہ صحابہؓ کو مال ملا لیکن حساب کا پتہ نہیں ہے آج حساب جانتے ہیں لیکن مال تو نہیں ہے میں ملک شام گیا تھا وہاں رجسٹر تھے، عمرؓ نے ایسا ہی کر دیا اب علیؓ کے بھائی عقیلؓ کو بلا کر رجسٹر کا کام حوالے کیا۔

عمرؓ کا نمبر تیسرے نمبر پر آیا جتنا نمبر اول ہوگا مال زیادہ ملے گا اپنی ترتیب تیسرے نمبر پر آئی تو بیسویں نمبر پر لے لیا، عمرؓ کے خاندان والے آئے اور کہا کہ آپؓ خلیفہ ہیں آپ ﷺ کے اور ابو بکرؓ کے خلیفہ ہیں تو تیسرے نمبر پر رہو تو جواب دیا کہ اے خاندان والو میری پیٹھ پر رکھ کر کھانا چاہتے ہو میری نیکیاں جاویں اور تمہیں کھانا ملے ہرگز ایسا نہ ہوگا نسب نامے سے نام آئے گا پہلے نہ آئے گا آپ ﷺ کے باپ کی اولاد پھر دادا کی اولاد، بنو جہم اور بنو عدی اخیر میں آتے ہیں دور جا کر ملتے ہیں میرے دو ساتھی مجھ سے جا چکے ان کی موافقت کرنی ہے دنیا کی فضیلت اور آخرت کی امید آپ ﷺ کی وجہ سے ہے، لہٰذا جو آپ ﷺ سے جتنا قریب ہے شریف ہے ورنہ دور ہے حضرت آدم علیہ السلام تک پہنچنے میں چند باپوں کا فرق رہے گا تو شرافت آپ ﷺ کے قریب والا اشرف ہوگا، اس کے باوجود عجمی اگر اچھا عمل لایا تو قیامت میں عربوں میں سے اونچا ہوگا اچھے عمل سے جنت ملے گی (۱۳) بعد میں ابو بکرؓ اور علیؓ کے نزدیک سب مالیات برابر برابر تقسیم، عمرؓ کی رائے یہ تھی کہ جنھوں نے آپ ﷺ کے ساتھ مل کر قتال کیا انہیں زیادہ ملے (۱۴)

الغرض تفریق ہوا ایک روایت ہے کہ عمرؓ نے ابوبکرؓ کی رائے پر رجوع کیا اگلے سال زندہ رہا تو ابوبکرؓ کی طرح مساوات کروں گا (۱۵) تقسیم کے بعد کچھ مال باقی رہا تو عباسؓ نے کہا کہ میں آپ کا چچا ہوں اکرام کرو بچا ہوا مال مجھے دیدو، عمرؓ نے اجازت لے کر مال دیا (۱۶) عمرؓ کے پاس مال آیا تو اجازت چاہی کہ عائشہؓ کو اول اجازت ملی تو دیدیا، عائشہؓ نے دیکھا کہ بھائی مال ہے تو دعا کی کہ اے اللہ آئندہ سال تک مجھے زندہ نہ رکھ دنیا آنے لگی عائشہؓ زندہ رہیں دوسری عورت کی دعا قبول ہوئی اور مرگئی مال بوریوں میں آتا تھا آٹے دال کی طرح بوریوں میں آیا تھا آج تو چونی میں چاندی بھی نہیں ہے اس وقت تو موٹے درہم پر چاندی تھی بہت سے گئے آئے تو پوچھا کہ کیا عمرؓ نے غلہ بھیجا؟ جواب ملا کہ چاندی ہے تو کیا عمر رضی اللہ عنہ کو تقسیم کرنے کے لئے میں ہی ملی تھی یہ زینب رضی اللہ عنہا تھیں جواب ملا کہ یہ آپؓ کا حصہ ہے قلق ہوا مال پر کپڑا ڈلوا دیا بے دیکھے ہاتھ ڈلوا کر تقسیم کروا دیا اور دعا مانگی اگلے سال وظیفہ ملنے تک مجھے موت آجائے دنیا آنے لگی زینبؓ کا انتقال ہوا (۱۷)، ابوبکرؓ نے انسؓ کو عامل بنایا عمرؓ کے زمانے میں آئے سب مال انہیں کو دیدیا (۱۸) علیؓ نے سال بھر میں تین دفعہ تقسیم کیا چوتھی دفعہ آیا کہ لے لو میں خازن نہیں ہوں قاسم ہوں مال لے جاؤ جن رسیوں میں مال آیا وہ بھی تمہاری ہیں (۱۹) اب تو سب لالا جی بن گئے خرچ نہیں کرتے ہیں۔

---

(۱) حیاۃ الصحابہ صفحہ ۱۹۵ جلد ۲
(۲) حیاۃ الصحابہ صفحہ ۱۵۶ جلد ۱
(۳) رحمۃ للعالمین صفحہ ۱۳۶ جلد ۱
(۴) حیاۃ الصحابہ صفحہ ۳۵۴ جلد ۲
(۵) حیاۃ الصحابہ صفحہ ۳۵۳ جلد ۲
(۶) حیاۃ الصحابہ صفحہ ۵۵۷ جلد ۱
(۷) حیاۃ الصحابہ صفحہ ۵۵۸ جلد ۱
(۸) حوالہ سابق
(۹) حوالہ سابق
(۱۰) حاشیہ طحطاوی صفحہ ۶ جلد ۱
(۱۱) رحمۃ للعالمین صفحہ ۱۸۵ تا ۲۰۲ از منصور پوری جلد ۲
(۱۲) بخاری صفحہ ۶۲۰ جلد ۲
(۱۳) حیاۃ الصحابہ صفحہ ۲۷۹ تا ۲۸۱ جلد ۲
(۱۴) حوالہ سابق
(۱۵) حیاۃ الصحابہ صفحہ ۲۸۱ جلد ۲
(۱۶) حیاۃ الصحابہ صفحہ ۲۸۲ جلد ۲
(۱۷) حیاۃ الصحابہ صفحہ ۳۰۱ جلد ۲
(۱۸) حیاۃ الصحابہ صفحہ ۲۸۲ جلد ۲
(۱۹) کنز العمال صفحہ ۳۲۰ جلد ۲

ناپاک انسان پاک رب سے جڑے

{۲۹ رمضان المبارک ۱۳۷۷ھ مطابق ۱۹ اپریل ۱۹۵۸ء}

بعد عصر، بمقام: بنگلہ والی مسجد، نئی دہلی

اقتباس

الغرض سارے زنا سے بچے گا نماز پر روئے تو زنا سے بچے گا آنکھوں کی، زبان، ہاتھ، پیر، دل کی ظلمت سے نماز گندی کی اس پر روئے تو گناہ سے اللہ بچائیں گے اور گناہ بھی اللہ کی طرف سے خیر ہو کر آتی ہے بشرطیکہ وہ کیفیت پیدا ہو گناہ بڑھے مگر ندامت اچھی ہے، آدم علیہ السلام صورت میں مجرم ہیں مگر جہاں آدم علیہ السلام کا قدم پڑتا تھا جنت کی برکتیں وہاں اترتی تھیں خدا کا کا حکم ٹوٹنے پر کیفیت پیدا ہوئی شیطان نے توانا خیر منہ کہا، حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں شیطان نے کہا کہ زندہ کو نہ مانا تو مردہ کو کیا مانوں گا، آدم علیہ السلام اتنے روئے کہ ساری دنیا والوں سے زیادہ روئے پانی بہتا تھا اور گارا ہوتا تھا اتنے چالیس سال روئے یہ حدیث میں ہے، یہ ندامت اچھی ہے جرم ہوا تھا ندامت اچھی ہے اگر طاعت کر کے شیطان بنا اور حکم توڑ کر ندامت سے آدم علیہ السلام بنا تو آدم شیطان سے اچھا ہے۔

بعد خطبۂ مسنونہ فرمایا کہ:

بھائی دوستو بزرگو! اللہ نے انسان کو گندے قطرے سے بنایا ہے اور گندگی بھری ہے اس کے مقابل جس اللہ سے وابستہ ہونے کے لئے بنایا ہے وہ ضد ہے یہ گندہ ظلمت والا حقیر ہے وہ پاک نور والے عظیم ہیں، اب چھوٹے بڑے کا جوڑ کیسے پیدا ہوا گر یہ چھوٹا چھوٹا سمجھے گا تو بڑے سے جوڑ ہوگا جتنا ناپاک ہے اتنا ناپاک جانے تو جوڑ ہوگا پاک سے، اگر ناپاکی بھول جائے تو پاک سے جوڑ نہ ہوگا اللہ نے نقشہ بتایا ہے کہ اگر حکم پورا کرو تو پاک ہو گے ہوا سر کی پاخانہ نکلا تو ظاہر ہوا کہ میں سارا ایسا ہوں اندر سے تو ایسا اب اگر پاک کرنا ہو سارا تو سارا پاخانہ کہاں سے نکالو گے اگر نکالو تو بھی چمڑہ منی سے بنا ہے لہٰذا پاک کے مناسب پاکی تو سب کی نہیں ہے لیکن ناپاکی تو ہے بس تم دھودو بڑی گندگی پورے وجود کی گندگی کھلی ہے تو سارا بدن دھوڈالو یہ ساری نجاست کی جگہ نہیں پہنچا گندے وجود کے اوپر پانی پہنچا ہے اسی سے جوڑ ہوگا نماز پڑھ سکتے ہو اتنے کو ناپاک جانو، حکم ہے غسل کرو نماز پڑھو، نوالہ میں خوشبو تھی اب پاخانہ میں بدبو آئی ہے تو ہمارا وجود گندہ ہے اس گندگی کے ساتھ اس پاک سے جوڑ کیسے ہوا گر پاک کا کہنا پورا کرو اس کا نام برکت والا ہے پاکی حاصل کرنے کا حکم ہوا تھوڑی سی

پاکی آئی ناپاکی کا استغفار کر پھر ہوا سر کی پھر پاکی چلی گئی، اندر سے نہ نکلے تو پاک ہے وہیں دبی رہے تحریک نہ ہوا گر تیرے اندر تحریک ہوئی تو پاکی گئی، عورت دکھی شہوت سے دیکھا اندر تحریک کی جوش پیدا ہوا، منی نکلی تو پاکی ختم ہوگئی، اب قرآن نہیں چھوسکتا سجدہ نہیں کرسکتا (۱) گندہ مادہ باہر آ گیا ہے گندگی وہاں سے سر کی ظہور میں آ گئی اس کے حکم کو پورا کر، استنجا کر، وضو کر، کاٹ کر مت پھینک کیوں کہ تیرے بس میں نہیں ہے کاٹے گا تو سلسلہ ہی ختم ہو جائے گا کہیں دور جگہ سے لے پالک لاوے گا سلسلہ نہ چلے گا خدا نے تجھے ناپاک بنایا ہے اب پاک سے جوڑ کیسے ہو؟ بس ناپاک اپنے کو ناپاک یقین کرے اور پاک سے وابستہ ہونے کی بیقراری ہو جتنا اپنی نسبت کو دبائے گا پاک سے جوڑ کرے دنیا میں تو اللہ نور پاکی برائی کو ظاہر نہیں فرمائیں گے عالم آخرت میں پاکی پتہ چلے گا یہی اجسام سے جنت میں خوشبو نکلے گی پسینہ خوشبودار ہوگا جنت میں ہوا چل کر خوشبو پھیلے گی کھانا ہضم ہوا (تو یہ گندگی اللہ کے درمیان حجاب ہوگی) یہ پاکی ہے اپنا وجود تو ناپاک ہے اس گندے کو گندہ جاننا چھوڑ دیں اور پاک سے وابستگی کا جذبہ نہ ہو تا یہ گندگی اللہ کے درمیان حجاب ہے، ہم میں پاکی نہ آئے گی اگر ذہن میں ہو کہ اللہ سے وابستہ ہونا ہے میری گندگی حجاب ہے اب حکم پورا کرے اس نے حکم دیا میں نے کیا وہ حکم پہلے اللہ سے نکلا نور تھا ہم میں سے نکلا تو ظلمت تھا، تعمیل میں نے کی ظلمت ہوئی ہم نے نماز پڑھی تو نور کو ظلمت بنایا ہے تعمیل میں نور کو ظلمت بنایا ہے ہماری ظلمت نے گھیر لیا ہے، امر الٰہی کو کالا کر دیا ہے ہم ناز کر رہے ہیں کہ روزہ نماز کیا حالانکہ حکم کو کالا کیا ہے کرنا ضرور ہے کیوں کہ حکم دیا ہے لیکن ہم اتنے کالے گندے ہیں کہ وہ حکم بھی کالا کیا ہے کرنا ضرور ہے کیوں کہ حکم دیا ہے لیکن ہم اتنے کالے گندے ہیں کہ وہ حکم بھی کالا گندہ ہوتا ہے لیکن پورا کرنا ہے کیوں کہ حکم ہے یہ میرا مزاج ہے کہ وہ حکم بدبودار بنتا ہے اب رونا چاہئے کہ ہائے میرے ہاتھ سے بدبو ہوئی میں روؤں گا تو وہ ہنسیں گے کہ میرے بندے میرے کہنے سے کرتے ہیں اور روتے ہیں خوش ہوتے ہیں یوں خدا سے تعلق ہوگا اگر اپنے کو اچھا جانا تو اول تو گندہ کیا پھر بھی اچھا جانا چوری اور سینہ زوری اللہ کے ہاں سے جوڑ نہ ہوگا چاہے جتنی بھی عبادت کرے جوڑ نہ ہوگا جب تک اپنی کمی پر نہ روئے صرف اس لئے روئے کہ مجھ سے حکم خراب ہوئے حکم پورا کرے اور اپنے اندر کی نوعیت کا خیال کر کے روئے حضرتؒ نے فرمایا کہ اللہ اس سے گناہ نہ کرائیں گے اللہ کو رونا اور بیقراری اچھی لگتی ہے ہر وقت آدمی میں خوف ہو کہ کہیں میں زمین میں نہ دھنس جاؤں، اگر طاعات میں یہ بات پیدا ہوئی تو معصیت سے اللہ محفوظ رکھیں گے ورنہ معصیت میں اللہ مبتلا کریں گے پھر بھی اگر رویا تو درجہ پائے گا جوڑ پیدا ہوگا پھر بھی احساس نہ ہوا تو خطرے میں ہے طاعت میں بھی رونے کی وجہ ہے روتا رہے کہ خدا کی شان کے مناسب نہ ہوا کہیں اللہ پکڑ نہ کریں یوں ڈرے، روئے، فخر نہ کرے تو تعلق پیدا ہوگا روزہ نماز کر کے رونا ہے حکم کی وجہ سے کیا چونکہ میں نے کیا تو ظلمت ہوئی نیکیاں کرے اور ڈرے ایمان والے سے غلطی سے زنا ہو جائے تو اسے پہاڑ نظر آتا ہے اگر نماز روزہ کو پہاڑ جاننے لگے اور روئے تو زنا سے بچے گا اگر روئے کہ آنکھ کو نماز میں خدا کی مرضی کے مطابق نہ رکھا اس پر روئے تو آنکھ زنا سے بچے گی۔

الغرض سارے زنا سے بچے گا نماز پر روئے تو زنا سے بچے گا آنکھوں کی، زبان، ہاتھ، پیر، دل کی ظلمت سے نماز

گندی کی اس پر روئے تو گناہ سے اللہ بچائیں گے اور گناہ بھی اللہ کی طرف سے خیر ہو کر آتی ہے بشرطیکہ وہ کیفیت پیدا ہو گناہ بڑھے مگر ندامت اچھی ہے، آدم علیہ السلام صورت میں مجرم ہیں مگر جہاں آدم علیہ السلام کا قدم پڑتا تھا جنت کی برکتیں وہاں اترتی تھیں خدا کا کا حکم ٹوٹنے پر کیفیت پیدا ہوئی شیطان نے توانا خیر منه (۲) کہا، حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں شیطان نے کہا کہ زندہ کو نہ مانا تو مردہ کو کیا مانوں گا، آدم علیہ السلام اتنے روئے کہ ساری دنیا والوں سے زیادہ روئے پانی بہتا تھا اور گارا ہوتا تھا اتنے چالیس سال روئے یہ حدیث میں ہے (۳)، یہ ندامت اچھی ہے جرم ہوا تھا ندامت اچھی ہے اگر طاعت کر کے شیطان بنا اور حکم توڑ کر ندامت سے آدم علیہ السلام بنا تو آدم شیطان سے اچھا ہے شیطان کو عبادت کر کے یہ ذہن میں آیا کہ میں اچھا ہوں اپنے وجود کی طرف نگاہ کی عبادت سے بڑائی آئی، ندامت کا ذہن اس نے نہ بنایا روزہ رکھ کر اپنی بہتری کا خیال ہوا تو شیطانی خیال ہے لہٰذا اصل چیز رونا ہے اپنے کو برا جاننا حکم پورا کر کے نادم بنو، رمضان کی آخری ساعات ہیں رو پیٹ لو اور اب رونا پیٹنا کر لو روزہ اور تبلیغ میں رو لو کہ جو نیکی ہم نے کی اس میں بھی گناہگار ہیں اور گناہ تو بہت بڑے ہیں ہمارے قصور معمولی نہیں ہیں رو پیٹ لو اللہ سے مانگ لو۔

---

(۱) ترمذی صفحہ ۳ جلد ۱

(۲) سورۃ الاعراف: ۱۲

(۳) الرقۃ والبکاء صفحہ ۳۳۳ جلد ۱

حکم کی تکلیف ہی اصل عید ہے

{۳۰ رمضان المبارک ۱۳۷۷ھ مطابق ۲۰ اپریل ۱۹۵۸ء}

بعد فجر، بمقام: بنگلہ والی مسجد، نئی دہلی

اقتباس

اس عید کا خلاصہ یہ ہے کہ اس امت کا شعار ہے زمانہ جاہلیت میں کچھ تہوار تھے خوشیاں تھیں بے پیندا خوشی تھی رنگ چھڑک لیا وغیرہ، بعض ایسے کہ خوشی میں کچھ مصالح ہیں کہ بہادر اسلاف کے نقشے رکھ لئے رگ پھڑکتی رہے انصار کی عید میں اسلاف بہادروں کے نقشے لاتے تھے تاکہ جنگ پر ابھرے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان لکل قوم عیداً وھذا عیدنا' یہ ہماری عید ہے کہ خدا کے حکم کے پورا کرنے میں تکلیف اٹھانا یہ عید ہے اب بتاؤ جب حنالی تھوڑا کھانا کھانا قربان کرنے پر عید آ گئی دنیا میں تو اتنی عید آئی کہ رات کھاتے تھے اب دن کو بھی کھاؤ گھر پر جا کر کھرپا (گھانس کھودنے کا آلہ) سنبھال لیا اور بھی بڑے بڑے احکامات ہیں جن میں روزے سے بھی زیادہ تکلیف اٹھانی پڑتی ہے وہ تکلیف اٹھائے تو بڑی عید ہوگی۔

بعد خطبۂ مسنونہ فرمایا کہ:

بھائی دوستو بزرگو! دیکھو مسلمان کی سال بھر میں دو عیدیں آتی ہیں عید کے معنی خوشی کے ہیں لیکن اللہ نے ان دونوں خوشیوں کو تکلیفوں کے ساتھ جوڑا ہے گویا تکلیفوں میں خوشی ہے خدا کے حکم کے پورا کرنے میں خوشی ہے ایک رمضان کی عید ہے اللہ نے روزہ کا حکم دیا یہ پورا کیا جان پر خواہشات کے ٹوٹنے کی تکلیف اٹھاؤ رات کی نیند پر زد پڑی، دن کے کھانے پر زد پڑی، رات بھر کھانا دن میں نہ کھانا یہ تکلیف ہے رات کو نیند آتی ہے نشاط اور بھوک کا کھانا نہیں ہے بے وقت کھانا ہے اس لئے کھاتے ہیں کہ کل نہیں ملے گا یہ بھی تکلیف ہے کہ بغیر جی چاہے کھایا، میوات میں ہر جگہ کھاؤ یہ دباؤ کا کھانا ہے (میوات میں جماعت کا اکرام زیادہ ہوتا ہے، اکرام کی وجہ سے وہ حضرات جماعت سے کچھ نہ کچھ کھانے کا ہر جگہ اصرار کیا کرتے ہیں اسی کی طرف اشارہ ہے) رات کو بیس پڑھوائی جب کہ سارے سال میں چار پڑھنا مشکل تھا نیند کا غلبہ رہتا تھا ۲۰ پڑھوائی اس حکم میں تکلیف اٹھاؤ دن میں روزہ رکھوایا، صحابہؓ ۳۰ دن فاقہ کرتے تھے اب ایسا کہاں ہے صبح وشام اور پھر ناشتہ ہوتا ہے کئی وقت کھانے کی عادت ٹوٹی کسی کو سر میں درد پیش ہوتی، آگے اعتکاف آیا تو اور تکلیف اٹھاؤ تب انھوں نے کہا کہ اب

خوشی کا دن آ گیا ایک خوشی تو روزانہ افطار کے وقت ہوئی، فرحة عند افطاره(۱) اور ایک سب سے بڑی فرحت عید الفطر میں ہے، روزہ عند الغروب افطار تھا اور عید میں عند الطلوع افطار ہے میٹھی پھلکی کھاتے ہیں تو فرحة عند فطرة یفطر بھی آئے گا اس دن افطار کی خوشی زیادہ ہے کیوں کہ آج معمول کا کھانا ہے روزہ دار کی تو روز عید تھی غروب کا انتظار ہوتا تھا جیسے کہ چاند کا انتظار ہے گھڑی بار بار دیکھتے ہو آخری سورج ڈوبا روزہ کھلا عید ملی کھانے کا دروازہ اس وقت کھلا جب کہ کھاتے نہ تھے اور صبح والی افطار ہے، نئے کپڑے اب خوشی اس بات کی ہے کہ خدا کا حکم پورا کرنے میں ہم نے تکلیف اٹھائی اس پر خوشی ہے دن کو روزہ رات کو تراویح ہے اس پر خوشی کا دن دیا، خلاصہ یہ کہ خدا کے حکم کو پورا کرنے میں تکلیف اٹھانا ایمان والے کے لئے عید و مسرت ہے اسی لئے خطبہ میں کہا جاتا ہے کہ عید للابرار و عید للفجار یہ عید مسلم کا ہے، یہود و نصاریٰ بھی چھٹی مناتے ہیں، چمار بھی عید کر رہے ہیں بتوں کے پجاری بھی اسے عید کہتے ہیں حالانکہ سب کی عید نہیں ہے ساری رات نماز پڑھنے والے بھی عید کہتے ہیں ساری رات سونے والے بھی عید کہتے ہیں، روزہ بے روزہ سب عید کہتے ہیں، عید للابرار نیک بختوں کی عید ہے، خدا کے مطالبوں میں پورا اترے ان کی عید ہے، وعید للفجار خدا کے حکم کو توڑنے والوں کے لئے دھمکی کا دن ہے خواہ خوشی مناوے، یوں لگاؤ کہ فرحة عند فطره و فرحة عند لقاء ربه تو یہ اس کے ساتھ مل کر فرحت بنے گی فرحة کا ایک جوڑا ہے، (۱) افطار کے وقت (۲) اللہ کی ملاقات کا وقت ہے، (۲) افطار میں ہے جب اللہ کہیں گے کہ آجاؤ میرے پاس اب اللہ ماریں گے کہ تم تو فجار ہو تمہاری عید نہیں ہے دوزخی ہو عید تو ابرار کی ہے۔

اس عید کا خلاصہ یہ ہے کہ اس امت کا شعار ہے زمانہ جاہلیت میں کچھ تہوار تھے خوشیاں تھیں بے پیندا خوشی تھی رنگ چھڑک لیا وغیرہ، بعض ایسے کہ خوشی میں کچھ مصالح ہیں کہ بہادر اسلاف کے نقشے رکھ لئے رگ پھڑکتی رہے انصار کی عید میں اسلاف بہادروں کے نقشے لاتے تھے تاکہ جنگ پر ابھرے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان لکل قوم عیداً و ھذا عیدنا' (۳) یہ ہماری عید ہے کہ خدا کے حکم کے پورا کرنے میں تکلیف اٹھانا یہ عید ہے اب بتاؤ جب خالی تھوڑا کھانا کھانا قربان کرنے پر عید آ گئی دنیا میں تو اتنی عید آئی کہ رات کھاتے تھے اب دن کو بھی کھاؤ گھر پر جا کر کھرپا (گھانس کھودنے کا آلہ) سنبھال لیا اور بھی بڑے بڑے احکامات ہیں جن میں روزے سے بھی زیادہ تکلیف اٹھانی پڑتی ہے وہ تکلیف اٹھائے تو بڑی عید ہوگی، ۲۵ سال حکم پورا کرتے تھے (یہ اشارہ ہے زمانہ نبوت اور حضرت ابوبکرؓ کے دور خلافت کی طرف) ۲۶ ویں سال عید آئی پچاسوں سال عید رہی (یہ اشارہ ہے دور عمریؓ اور اس کے بعد کی طرف) پہلے سینکڑوں دفعہ تین تین دن کے فاقے ہوتے تھے آج تو فقط روزہ میں ۱۴ گھنٹے کی بھوک حالانکہ عصر کی نماز تک ڈکار آتی ہے روزہ ہے لیکن فاقہ نہیں صبح سے زیادہ سحری میں کھایا شام کی روٹی خوب کھائی مغرب پڑھتے ہی کھالی، صبح شام کی ذرا سے بھوک کی خوف کے مارے اتنی کھائی دبا کر کھائی ہضم کی بھی فکر نہیں ہے حکم پورا کرنے میں تکلیف، کھانے کے آگے پیچھے کھانے میں تکلیف اٹھائی حالانکہ زمین دکان فیل نہیں ہوئی، عورتیں بیوی نہیں ہوئیں بچے یتیم نہیں ہوئے ہیں ذرا سوچو جس حکم کے پورا کرنے میں بچے یتیم بنتے ہوں بائیکاٹ ہوتا ہو وغیرہ تو اس پر کتنی بڑی عید ہوگی ۲۵ سال حکم پورا کرنے میں جو عید آئی تو ۲۲ سال تک عید رہی، عمرؓ کی

خلافت سے عثمانؓ تک عید رہی ہے، دن رات عید ہے، ۲۲ سال عید رہی ایک مہینہ روزہ رکھا تو ایک دن عید ہے ایک دن ۱۴ گھنٹے کا ہے ۱۴ گھنٹے کی عید ہوئی جب اس حکم کو پورا کیا تو ۲۲ سال کی عید ہوئی کہ کسی کھانے کا غم نہ تھا ۲۲ سال والی عید دور عمریؓ و دور عثمانؓ میں ہر ایک دوسرے سے خوش تھا برداشت تھی بدلے کا ارادہ نہ کیا، عثمانؓ کی شہادت کے بعد بدلہ کا وقت آیا، طاعون عمواس میں ۳۰ ہزار مرے احساس بھی نہ ہوا، (۴) ایک صحابیؓ نے غلط فہمی میں کس کر لاٹھی ماری مذاقی ہیں آپ ﷺ کے زمانہ میں بھی مذاق کرتے تھے (حضرت نعیمانؓ جو مذاقی صحابی تھے انھوں نے ایک نابینا سے حضرت عثمان غنیؓ کے سر پر ایک لاٹھی لگوائی تھی) (۵) ابوبکرؓ اور نعمانؓ اور ایک صحابیؓ تینوں شام تجارت کے لئے گئے، ابوبکرؓ تجارت کے لئے گئے، نعمان نے صحابیؓ سے پکانے کو کہا انھوں نے کہا کہ سب مل کر کھائیں گے ابوبکرؓ کو آنے دو وہ تلخ زبانی کر گئے کہا کہ میرا ایک غلام ہے اچھا پکاتا ہے کام کرتا ہے لیکن عیب یہ ہے کہ اپنے کو آزاد کہتا ہے اسے بازار پھرانے لے گئے سودے سلف کی بات ہوئی سودا خریدا جیسے پیسے لینے کے لئے کوئی جاوے اور بٹھاوے بٹھا دیا اب دوکاندار کے پاس تھوڑی دیر انتظار کیا اب جانے لگے تو دوکاندار نے زبردستی بٹھالیا، الغرض دوکاندار نے عیب جان لیا غصہ میں چلنے لگے تو تاجر نے پکڑ لیا اب ابوبکرؓ آئے تو نعمان نے قصہ سنایا کہ بیچا اب دوکاندار سے قصہ سنایا کہ مذاق ہوا ہے (۶)۔

مذاق (۲) مدینہ میں دیہاتی آیا اونٹنی باہر بٹھا کر مسجد میں آئے بعض صحابہؓ نے نعمانؓ سے کہا گوشت کھلا الغرض اونٹنی پر ہاتھ ڈالا ذبح کر ڈالا اب دیہاتی آیا اونٹنی کٹی دیکھی (نعمانؓ بھاگے پیچھے آپ ﷺ دوڑ رہے ہیں) وہ چیخا وا امحمداہ! اب نعمانؓ بھاگے آپ ﷺ دوڑ کر آئے اونٹنی کٹی دیکھی نعمانؓ بھاگے آپ ﷺ پیچھے دوڑ رہے ہیں حتی کہ آپ ﷺ کی چچازاد بہن کے مکان پر پہنچے کسی چیز کے پیچھے چھپ گئے، ایک صحابیؓ نے اشارہ کیا آپ ﷺ نے ہاتھ پکڑا تو مذاقی کی طرح صورت بنائی کہ صحابہؓ نے گوشت مانگا میں نے کھلایا تو مجھے پکڑوایا (۷)۔

مذاق (۳) نعمانؓ کا مذاق ہے ایک نابینا کو زور سے پیشاب لگا تو نکلا نعمانؓ نے مسجد نبوی کی بازار کی طرف منہ کر کے پیشاب کے لئے بٹھایا انھوں نے شروع کیا لوگوں پر چھینٹ پڑی تو لوگ دیکھ رہے تھے تب آواز لگی کہ کیا کر رہا ہے؟ اسے غصہ آیا تو کہا کہ اگر اللہ نے طاقت دی تو نعمانؓ کو پوری طاقت سے لکڑی ماروں گا، ایک دن عثمانؓ اکیلے مسجد میں نماز پڑھ رہے تھے موتنے والے صحابیؓ بھی تھے نعمانؓ نے آواز دے کر پوچھا کہ کیا اپنی قسم پوری کرے گا؟ تو کہا ہاں، تو پکڑ کر عثمانؓ کے پیچھے کھڑا کیا نماز میں تھے زور سے عثمانؓ پر لکڑی ماری خون آیا نعمانؓ بھاگ گئے، اس دن صحابہؓ کو غصہ آیا بنو غفار کا قبیلہ ہتھیار لے کر آ گیا کہ آج نعمان کا گلا کاٹنا ہے عثمانؓ گر پڑے تھے سارے قبیلے کو اسی حالت میں بلا کر عثمانؓ نے کہا وہ نعمان بدری ہے اسے نہ مارو، (۸) ۲۲ سال کی عید تھی حکم پورا کرنے پر بچے یتیم ہوئے ایک حکم ۲۵ سال تک پورا کر رہے تھے ۲۲ سال کی عید آئی ایسے قصے ہیں کہ سر پھوٹا لیکن ہنس کر گزارا معاف کر دیا جیسے عید کے دن لڑائی نہیں کرتے تھے، ۲۲ سال عید کے تھے کسی کو کھانے پینے مکان کا غم نہیں کسی نے کہا میرے پاس اونٹنی نہیں ہے عید کے دن جس کے پاس پہنچا کھلائے گا عید ۲۲ سال کی عید تھی، ایک آدمی آیا مکہ والوں نے مشورہ کیا کہ سب سے زیادہ سخی کون ہے؟ کسی نے ابن

جعفرؓ کے پاس پہنچایا کہا میرے پاس سواری نہیں ہے مال کی اونٹنی لدی تھی ۵۰ ہزار اشرفیاں لے کر اونٹ پر سفر کیا کرتے تھے تاکہ راستہ میں محتاج کو دیں وہ مال سے لدی ہوئی اونٹنی پر تھے تو پورے مال سمیت اونٹنی دیدی (۹)۔

سو قصے تو میں بتا سکتا ہوں عجب نقشہ تھا ۲۲ سال تک عید مناتے رہے، گورنر کے پاس آدمی فاقہ زدہ آیا ناک کا آدمی تھا مانگنا نہ چاہتا تھا بیوی نے فاقہ کی شکایت کی کہ جا کر گورنر سے مانگ تو کہا کہ دال آٹے کی بوری ملے گی ختم ہو جائے گی بیوی نے کہا کہ شاید نقدی ملے تجارت کریں گے اب وہ پہنچے یہ ۲۲ سال کے اندر کے قصے ہیں یہ بحیثیت مجموعی قصے ہیں بعد میں انفرادی قصے ہیں گورنر کے پاس پہنچے حذیفہؓ سلمان فارسیؓ جیسے گورنر نہ تھے دور عمری کے بعد کے گورنر کے پاس گئے خوش عیش تھے گورنر نے کہا کیوں آئے تو سوال نہ کر سکے گورنر نے کہا کہ یہ شرماتا ہے لہٰذا تم سب اٹھ کر چلے جاؤ اجنبی آدمی کے لئے سب کو اٹھا دیا یہ معمولی بات نہیں ہے اب کے اس نے پھر نہ کہا فرمایا کہ میرا بھائی منہ در منہ نہ بول سکے تو ساری روشنی گل کرو پھر بولے گا ناراض نہ ہوئے چپکے سے کہا کہ ''محتاج'' اندھیرے میں کہا اتنا دیندار تھا کہ میرے وکیل سے مل لینا ذاتی مال ملے گا، بیت المال نہ کہا وکیل نے کہا کہ مزدور لے آٹھے گا نہیں بیوی کی بات آ گئی کہ نقدی نہ ملے گی آٹا دال ملے گا ورنہ مزدور کیوں بلواتے بیوی پر غصہ آیا صرف آٹا دال ملے گا جھلا کر کہا کہ میرے پاس نوکر کہاں ہے میں جا رہا ہوں گورنر اتنا نیچے اترا ساری روشنی گل کی یہ فقیر تیز ہو رہا ہے نوکر نہیں ہے میں جا رہا ہوں فقیر ڈانٹ رہا ہے گورنر دب رہا ہے بیوی کو لتاڑا کہ تو نے ذلیل کیا باہر سے آواز آئی ۳۰ آدمی سب کے سروں پر گٹھڑ ہیں منہ چڑھا کر کہا کہ ڈال دو جاؤ کہا کہ ہم تو تمہارے غلام ہیں تو ۳۰ غلام کا مالک بنایا اب گورنر کی قدر ہوئی ساری گٹھڑیوں میں درہم تھے یہ عید کے زمانے کے قصے ہیں اس حکم کی عید ہے کہ ۲۵ سال تک پورا کیا چاہے بھوک رہی بیمار رہے مرے ایک طرف زخم آئے، پھر حکم ہوا نکلے راستے میں ابوسلمہؓ زخمی تھے مر گئے حکم ہوا کہ جو احد میں تھے حمراء الاسد میں وہی چلیں نئے نہ چلیں سب زخمی تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بے ہوش ہو کر گڑھے میں گرے ہیں نوے زخم طلحہؓ پر تھے ہر زخم موت کے لئے کافی ہے حکم ہوا کہ کفر پر رعب کا تقاضا یہ ہے کہ حمراء الاسد چلو وہاں ابوسفیان وغیرہ ٹھہرے ہیں اب تلاش کر کے آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکرؓ وغیرہ کا سر کاٹنے عورتوں کو باندی بنانے کے لئے پھر ارادہ جنگ کیا واپسی کا ارادہ ہوا جس جماعت نے ابھی پسپائی دیکھی انھیں کو بڑھا رہے ہیں پاؤں کیسے رکھیں تندرست تھے زخمی ہوئے کسی کا ہاتھ پاؤں کٹا ہے انھیں کو بھیجا جا رہا ہے مزید نہ ہوئے تھے پاؤں کیسے اٹھے جو زخمی تھے وہی چلیں اب ابوسفیان کو بات پہنچی صحابہؓ جوش سے چلے ایک بھائی نے دوسرے سے کہا سواری نہ تھی کہا کہ کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہم نہ ہوں؟ دونوں چلے اپنی کمر پر میں لادتا ہوں میرے زخم پر تکلیف ہوئی تو پیدل چلنے میں پھر چڑھانا، اسی طرح حمراء الاسد پہنچے (۱۰) اس طرح حکم پورا کیا تھا پانچ سو کے اندر کے قصے ہیں اسی طرح حکم پورا کیا تھا کہ ستر ستر کے درمیان زخم پر زخم گہرا تھا موت قریب تھی کان میں آواز پڑی یا اھل بدر یا للانصار پڑے تھے بے ہوش تھا آنکھ کھولی سر کنا شروع کیا ابن عمرؓ نے کہا کہ کیا کر رہا ہے مر رہا ہے کہا کہ میری قوم کو آواز لگی کہا کہ کچھ کر سکے، اسے آواز ہے کہا کہ یا للانصار کہا، ابن عمرؓ نے کہا کہ یاالاصحاء من الانصار مراد ہے کہا کہ عموم ہے گھسٹتے گھسٹتے آواز پر کھڑے ہوئے دعوت نہ ہو رہی تھی (۱۱) یہ مسیلمہ

کذاب کے ساتھ لاکھ سے زیادہ تھے صحابہؓ چند ہزار تھے جو مرتد شدہ توبہ کرتا تو خالدؓ والے لشکر میں ابوبکرؓ بھیجتے جب مصیبت آئی تو توبہ والے بھاگتے اب ماتھے پر تو نہ لکھا تھا کہ یہ انصار ہیں یہ توبہ والے ہیں اب پاؤں اکھڑنے لگے بعض گڑھے کھود کر چھاتی تک دبایا تا کہ بھاگ نہ سکیں ایک تو زید بن خطابؓ ہیں (۱۲) یمامہ کی طرف سے ہوا چلتی ہے تو زیدؓ کی خوشبو آتی ہے یہ عمرؓ نے کہا بھائی کی خوشبو آتی ہے (۱۳) دوسرے سالم مولیٰ حذیفہؓ تھے (۱۴)، باقیوں نے دیکھا کہا کہ 'اخلصونا' پرانوں کو الگ الگ کرو حکم پورا کر رہے ہیں۔

کھیت دیکھ کر آج بھاگ رہے ہیں بچہ بیمارے ہے تو بھاگ رہے ہیں بعضوں نے قربانی دی میواتی کو پکڑ لائے تبلیغ میں ایک دن کے لئے آیا بیوی حمل سے تھی تین چلہ کر کے گھر آیا ڈرتے ہوئے گھر آیا گھر کے آگے بچہ کھیلتا کودتا ملا اسی کا بچہ کھیل رہا تھا صحت اچھی، کولھوں پر چلتا تھا، اندر جا کر السلام علیکم کہا، وہ بیوی تو ہنسی خوشی سننا چاہتی تھی، وہ ڈر رہا ہے، الحمدللہ لڑکا ہوا، پیٹ میں درد ہوا، میں نے پڑوسن کو آواز دی، اسی میں بچہ پیدا ہوا، صاف میں نے کیا، اسی دن سے اچھا چل رہا ہے، ایسے پرانے ہیں تبلیغ میں پہلی کچھ جھلک ہے اسی سے یہ کام کچھ چل رہا ہے، الغرض پرانے الگ ہوئے یا للانصار پرانوں کو الگ کرنے کی آواز تھی صحابیؓ گھسیٹتے آگے چلے ابن عمرؓ کی نہ مانی اسی حالت میں منادی کے پاس ٹیک لگا کر کھڑا کیا یاللانصار کرۃ کیوم حنین' (۱۵) اب جوش آیا اب توبہ والے شرمندہ ہو گئے خواہ اللہ پکڑ نہ کریں مگر پکے وقت کے حکم کو جو پورا کرے وہ پکا ہے، صرف توبہ کی اللہ نے معاف کیا اگلے موقعہ پر بھی صرف توبہ کرے گا توبہ والوں کے بس میں جھٹکے نہیں ہیں مقابلے والے حکم پر جمنے والے ہیں توبہ والوں کو جنت تو ملے گی لیکن دنیا کے فتنوں کا توڑ نہ بنیں گے ہاں جو وقت پر کود پڑیں جان پر بنے اسے جھیل لیں ان سے کام ہوگا ان میں پوری طاقت ہوگی اب سب آگے بڑھے تو یہ ہوا کہ سوا لاکھ آدمی میدان چھوڑ کر بھاگے چند ہزار نے مقابلہ کیا کچھ قتل ہوئے کچھ بھاگے جھوٹے نبی کے پاس بھاگے قادیانی کی طرح مسیلمہ تھا، مسیلمہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تھا کہتا تھا میں مسلم ہونے کو تیار ہوں مگر تمہارے بعد مجھے نائب بنانا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسلمان جسے طے کر لیں پھر کہا کہ شہر تمہارے جنگل میرے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تنکے کے برابر بھی نہ دوں گا، اسلام اللہ کے لئے لا اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا اعلان کیا، ایک عورت نے بھی نبوت کا اعلان کیا دونوں کا بیاہ ہوا، اب ایسا بیاہ کرو کہ کسی نے ایسا نہ کیا ہو تو اسی کی عورت بھی نبی ہے اب بات نرالی ہو طے یہ کیا کہ اسلام پر چلے خرافات ملالی وحی بڑھالی چونکہ دو کا بیاہ ہوا نبی اور نبیہ ہیں، لہٰذا دونوں نے حصے کی ایک ایک کر کے دو نمازیں فجر و عشاء کی معاف ہیں تین پڑھو دو مہر میں معاف ہوئیں، اس کے ساتھ بھاگ کر ۴۰ ہزار قلعہ میں محصور ہوئے صحابہؓ نے قتل کا ارادہ کیا قلعہ مضبوط تھا پکے نے کہا کہ مجھے اندر ڈالو میں زنجیر کھولوں گا اونٹوں پر بٹھا کر ڈھال میں لے کر اندر پھینکا اندر ۴۰ ہزار تھے اس کے سامنے یہ ہے کہ زنجیر کھلی تو ۴۰ ہزار مریں گے نتیجہ یہ ہوا کہ زنجیر کھولی ۴۰ ہزار پر ایک غالب آیا مسیلمہ قتل ہوا، اس طرح محنت کی جب آواز پکوں کو لگوائی شام کا وقت تھا صحابیؓ کی آخری سانس تھی نام لیا تو کہا کہ کیا ہوا؟ کہا کہ خوش ہو جاؤ (مد ہوش تھا) اللہ نے آنکھ ٹھنڈی کی مسیلمہ قتل ہوا اب شکر کر کے ہاتھ اٹھایا جان نکلی، اس طرح حکم پورا کیا ہے ۲۵ سال تک حکم پورا کیا ہے آواز لگ

گئی تو کچھ نہ دیکھیں گے سب چھوڑ کر نکل کھڑے ہوں گے اس طرح ۲۵ سال دین پر محنت کی تو ۲۲ سال تک عید چلتی رہی اب یہ نمونہ آتا ہے کہ مہینہ بھر حکم پورا کیا تکلیف اٹھا کر سونا کھانا موقوف کیا آگے پیچھے کر دیا اس کی عید ایک دن ہے آخرت میں بھی ملے گی ۲۵ سال والے حکم کی تعمیل والی نہ ملے گی، رمضان عید تو اپنا ہی نقشہ ہے ساری امت میں چل رہی ہے بقر عید تو اصل کی قربانی کی یاد دہانی کی عید ہے، مِلَّةَ اَبِيْكُمْ اِبْرَاهِيْمَ هُوَ سَمّٰكُمُ الْمُسْلِمِيْنَ، وہ عید زوردار ہے یہاں تو روزہ رکھ کر عید ہے وہاں تو عید منا کر قربانی دو خدا کا حکم پورا کرنے کے لئے ایک آدمی نے اپنا سارا گھرانہ قربان کر دیا رمضان میں تو صرف ترتیب بدلی تھی بیوی وغیرہ سب ویسے ہی تھا وہاں تو باپ نے بیوی بچہ کو جنگل میں ڈالا سارے مسائل قربان کیا اسمٰعیل علیہ السلام کے بیاہ میں بھی شریک نہ تھے بلکہ بیوی کو آ کر طلاق دلوادی بنوجہم قبیلہ میں بیاہ ہوا گھر تشریف لائے بہو تھی اسمٰعیل علیہ السلام شکار میں تھے حال چال پوچھے تو کہا کہ برا حال ہے شکار کر کے آٹھ دس دن میں کھلاتے ہیں پانی پر گزارہ ہے فرمایا کہ ایک آدمی نے سلام کہا ہے اور چوکھٹ خراب ہے اسے بدل دو اب اسمٰعیل علیہ السلام آئے تو ابوت نبوت کی مہک محسوس ہوئی زور سے مہک محسوس ہوئی تو پوچھا کہ کوئی آئے تھے۔

الغرض حلیہ بتایا ساری تفصیل کہا تو کہا کہ میرے باپ تھے عورت خراب ہے طلاق دیدے طلاق دیدی، بجائے بیاہ کے طلاق دلوادی سارے مسائل قربان کئے بیوی والے مسئلے قربان کئے حکم پورا کرنا تھا یہاں تو بھوک ہے دن میں نہ کھانا حقیقت میں ہم بھوکے نہیں رہتے ہیں وقت میں تبدیلی ہے اگر عادت ڈالدو تو کچھ بھی بھاری نہ ہوگا تکلیف عادت کی تبدیلی کی ہے عادت کا احساس ہوتا ہے بھوک کا احساس نہیں ہے، عادت ڈال دو کہ صرف رات کو کھائیں گے کچھ بھی بھاری نہ ہوگا تکلیف عادت کی تبدیلی کی ہے چائے پان زیادہ کھاتے ہیں 'یزداد فیہ رقز المؤمن' عادت پر چوٹ پڑتی ہے وہاں تو کھانے پینے ہی کو نہ تھا بڑی قربانی ہے قربانی عید ہے سارے مسلمانوں کو یاد دلایا کہ اپنی گھریلو چیز کو قربان کرو تو علو عزت گھریلو مسرتیں اس وقت ہوں گی گھر کے مسائل قربان کرو۔

دو عید ہیں (۱) ایک حال کا نقشہ ہے (۲) جن کی قربانی پر ہم ہیں، ان کی عید ہے بیوی بچے کو جنگل میں ڈالا، ابراہیم علیہ السلام کا مال کہاں لگ رہا ضیافت ان سے چلی ہے سب سے پہلے انھوں نے ضیافت کی، چونکہ عرب ان کی اولادیں ہیں اس لئے عربوں میں ضیافت ہے ابراہیم علیہ السلام کے پاس خوب تھا ایک میل کے اندر کے سارے آدمیوں کو کھلانا اللہ کے حکم سے ذمہ ہے اور بیوی بچے جنگل میں ہیں، شکار کے بعد میں کہا کہ کیسے گزاری ابراہیم علیہ السلام تو اس سے پہلے میں ڈال گئے تھے پانی پر گزری پیاس کی شدت میں پیر رگڑے اماں جان بھاگی اس پر اللہ خوش ہوا، جبرئیل نے پر مارا تو پانی نکلا (۱۶)، ہمارا تمہارا ذرات کا وجود اسی قربانی پر ہے، ہماری عزت بلندی صحت عزت کے سارے وجود ابراہیم علیہ السلام کی قربانی پر موقوف ہیں دو نقشے ہوئے تھوڑی قربانی دے کر چھوٹی عید ہے بڑی قربانی دے کر عید مناؤ چھوٹی قربانی دے کر وہ یہ ہے کہ تین چلے دو سال میں چلہ مہینہ میں تین دن ہفتہ میں ایک دن یہ چھوٹی عید آئے گی اگر بڑی عید چاہئے تو کیا کرو گے چار ماہ میں کھیت دوکان نہ اجڑے گا چھوٹی عید میں کچھ بھی نہیں اجڑتا ہے اس قربانی سے چھوٹی عید رمضان جیسی آئے گی اگر اپنے اندر ان سارے موعودات کو دیکھنا چاہتے

ہو جس کے لئے دنیا بے قرار ہے اطمینان، فرحت، باغ و بہار، سکھ، چین، مال و عزت وغیرہ کا وجود ہے۔

اب آگے بڑھو کہ جتنا وقت دین کی محنت کو چاہئے اتنا وقت لگاؤ ۸ ماہ تبلیغ ۴ ماہ کمائی میں لگاؤ، کمائی پر زد برداشت کرو جان پر مصیبت جھیلو اس پر سالوں صدیوں والی عید ملے گی ۲۵ سال سے ۲۳ سال کی عید ملی یہ اعلیٰ عید تھی ورنہ قیامت تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت سے مل رہا ہے ائمہ اربعہ اولیاءؒ وغیرہ سب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت سے کھا رہے ہیں اب تک عید مل رہی ہے اب بتاؤ اگر اعلیٰ عید چاہئے تو ہر سال میں چار چھ ماہ لگا ڈالو کچھ اجڑے گا تو بہت سے لوگ طعنہ ماریں گے بعض لوگ منهم من قضى نحبه' (۱۷) کہیں گے کسی نے ہلہ کر دیا تو کسی نے کہا اپنے کو ہلاکت میں ڈالا تو ابو ہریرہؓ (۱۸) نے کہا ومن الناس من يشري نفسه ابتغاء مرضاة الله، (۱۹) عمرؓ نے کہا عسى رجل اشترى لنفسه مرضاة ربه (۲۰) ایک قسم قربانی والوں کی ایسی ہو کسی سے کچھ نہ کہے بیوی بچوں پر گزر رہی ہے ان پر بڑی عید کے دروازے کھلیں گے اب چاہے چھوٹی عید والے بنو چاہے بڑی عید والے بنو عید والے نہ بنو چھوٹی عید میں صرف عادتیں بدلیں رمضان کا نقشہ ہے بڑی عید میں حج کا نقشہ ہے گھر اجڑے رب اللہ لا جلی (یعنی خدا یہ فرمادے کہ میری وجہ سے یہ نقصان ہوا ہے مطلب خدا کا اس قربانی کو قبول کرنا ہے) فرمادیں چھوٹی بڑی عید میں تین چلے تو مشترک ہیں بعد میں فرق پڑے گا۔

---

(۱) کنز العمال صفحہ ۴۴۸ جلد ۸
(۲) حوالہ سابق
(۳) کنز العمال صفحہ ۲۱۲ جلد ۱۵
(۴) الکامل فی التاریخ ذکر قدوم عمر الی الشام سے پہلے
(۵) الاصابہ صفحہ ۵۷۰ جلد ۳
(۶) حیاۃ الصحابہ صفحہ ۶۶۷ جلد ۲
(۷) حیاۃ الصحابہ صفحہ ۶۷۷ جلد ۲
(۸) حیاۃ الصحابہ صفحہ ۶۸۷ جلد ۲
(۹) البدایہ والنہایہ صفحہ ۹۶ جلد ۸
(۱۰) حیاۃ الصحابہ صفحہ ۴۳۱، ۴۳۲ جلد ۱
(۱۱) حیاۃ الصحابہ صفحہ ۶۷۸ جلد ۱
(۱۲) حیاۃ الصحابہ صفحہ ۶۷۶ جلد ۱
(۱۳) کنز العمال صفحہ ۷۵۶ جلد ۳
(۱۴) طبقات ابن سعد صفحہ ۸۸ جلد ۳
(۱۵) حیاۃ الصحابہ صفحہ ۶۷۹ جلد ۱
(۱۶) البدایہ والنہایہ صفحہ ۱۵۹ جلد ۱
(۱۷) سورۃ الاحزاب: ۲۳
(۱۸) تفسیر طبری صفحہ ۲۴۹ جلد ۴
(۱۹) البقرہ: ۲۰۷
(۲۰) تفسیر طبری صفحہ ۲۴۹ جلد ۴

اطاعت نبوت اور نیابت نبوت

{۳۰ رمضان المبارک ۱۳۷۷ھ مطابق ۲۰ اپریل ۱۹۵۸ء}

قبل عصر خصوصی مجمع میں گفتگو

اقتباس

ایک تو اطاعت نبوت ہے اور ایک نیابت نبوت ہے ایک تو قیام حج ہے اور ایک حج ہے نیابت نبوت کی محنت کی لائن اقامت کی ہے مطیع کا درجہ نیچے کا ہے نائب کا درجہ اونچا ہے فرشتے مطیع ہیں لایعصون اللہ ما امرھم اور انسان خلیفہ ہے، یہ دوسری بات ہے کہ اطاعت سے نیابت میں پہنچے ہم اطاعت کرتے کرتے نیابت میں پہنچتے ہیں نائب بنتے ہیں اور فرشتوں نے کروڑوں سال عبادت کی نائب نہ بنے مطیع بنے گا تو نائب بنے گا اللہ نے طاعت میں نیابت رکھی ہے عبادت سے طاعت کی طاقت ہوگی آپ خدا کا سجدہ کرتے ہیں اس سے طاقت نیابت ہوگی تخلقوا باخلاق اللہ نیابت ہے کھلانا پہنانا ہدایت دینا یہ نیابت ہے علم دینا سب نیابت علمک مالم تکن تعلم پہلے اللہ نے علم دیا نبی نے ساتھیوں کو اپنا علم دیا، روپیہ روٹی زمین کپڑا مکان دینا یہ نیابت ہے ماتھا ٹیکنا نیابت کی اصلیت پیدا کرنے کے لئے ہے خدا ساجد نہیں ہے مسجود ہے، سجدہ سے نیابت کی اصلیت پیدا ہوگی۔

بعد خطبۂ مسنونہ فرمایا کہ:

بھائی دوستو بزرگو! ایک تو اطاعت نبوت ہے اور ایک نیابت نبوت ہے ایک تو قیام حج ہے اور ایک حج ہے نیابت نبوت کی محنت کی لائن اقامت کی ہے مطیع کا درجہ نیچے کا ہے نائب کا درجہ اونچا ہے فرشتے مطیع ہیں لایعصون اللہ ما امرھم (۱) اور انسان خلیفہ ہے، یہ دوسری بات ہے کہ اطاعت سے نیابت میں پہنچے ہم اطاعت کرتے کرتے نیابت میں پہنچتے ہیں نائب بنتے ہیں اور فرشتوں نے کروڑوں سال عبادت کی نائب نہ بنے مطیع بنے گا تو نائب بنے گا اللہ نے طاعت میں نیابت رکھی ہے عبادت سے طاعت کی طاقت ہوگی آپ خدا کا سجدہ کرتے ہیں اس سے طاقت نیابت ہوگی تخلقوا باخلاق اللہ (۲) نیابت ہے کھلانا پہنانا ہدایت دینا یہ نیابت ہے علم دینا سب نیابت علمک مالم تکن تعلم (۳) پہلے اللہ نے علم دیا نبی نے ساتھیوں کو اپنا علم دیا، روپیہ روٹی زمین کپڑا مکان دینا یہ نیابت ہے ماتھا ٹیکنا نیابت کی اصلیت پیدا کرنے کے لئے ہے خدا ساجد نہیں ہے مسجود ہے، سجدہ سے نیابت کی اصلیت پیدا ہوگی۔

خلاصہ یہ نکلا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے دو طرح کی ترقی ملی ایک نیابت ہے جیسے خدا کی نیابت ہے ایسے ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نیابت خدا کی نیابت میں اخلاق ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نیابت اقامت ہے، میں حج کروں تو طاعت ہے نافرمانی نہیں ہے نبی

کی طاعت ہے لیکن یہ حج نیابت نہیں ہے یہ حج جہاں نہ ہوتا ہو وہاں ہو جہاں غلط ہوتا ہو وہاں صحیح ہو یہ نیابت نبوت ہے غلام نبی بہت ہیں، نائب نبی کم ہیں، اقامت میں نیابت ہے حج کرنے سے لاکھوں درجہ اونچا حج کے فریضہ کی شکلوں کو صحیح کرنا فکر کرنا لوگ اچھی نماز پڑھیں حج صحیح ہو ذکر کریں علم سیکھیں یہ محنت کہ حج کی شکل صحیح ہو یا جہاں نہ ہوتا ہو وہاں حج ہو ان دو محنتوں سے انسان نائب بنے گا، ہزاروں حج کرو مطیع بنو گے نیابت تو بڑی چیز ہے نائب تو خلفاء تھے علم دینے والے بھی نائب ہیں لیکن علم کا منشاء عمل ہے اگر عمل نہ ہو تو جس سے عمل آئے تو نیابت ہے کسی نے حج نہ کرنے کی وعید سنائی پھر گشت کر کے سمجھایا پھر حج قائم ہوا یہ سب نیابت ہے بعض دفعہ جنگ کرنی پڑے گی مسلمان حج کا انکار کریں تو لڑو مرنا مارنا کرو گے یہ جنگ مسلموں سے ہوگی یہ جنگ نیابت انبیاء علیہم السلام ہے، ابوبکرؓ نے زکوۃ پر جنگ کی نیابت نبوت ہے آگے چل کر نہ مانا تو ڈنڈے مارو یہ بھی نیابت ہے نیابت میں جتنی ترقی ہے غلامی میں ترقی نہیں ہے یہ دوسری بات ہے کہ غلامی سے نائب بنے گا مثلاً ایک میوات قوم پر ۱۵ دن گشت کیا اب ایک دفعہ میں ۱۳ سو جا رہے ہیں وہ ۱۵ دن نیابت کے ہیں حج جو کر کے آتے ہیں ذاتی عمل کیا ۷۰۰ حاجی پچھلے سال گئے ۱۲۵۔ ۱۲۵۔ ۲۵۰۔ ۷۰۰۔ ۱۲۵۰ جا رہے ہیں شاید اگلے سال ہزاروں تک ہوں گے سب جگہ یہی گھیریں گے، سارے میو حاجی ہوں گے تھوڑے دن میں شاید سارے جہاز میووں کے ہوں اب یہ کوشش کرو کہ خالی حج نہ رہے ہم نے حج اس لئے اٹھایا تا کہ اقامت دین ہو حاجی اقامت دین کا ذریعہ بنے تارے اور سورج کا فرق ہے، هٰذَا رَبِّیْ هٰذَا اَكْبَرُ (۴) بنے کہنا پڑا بعد میں منہ موڑ لیا اتنا فرق اقامت دین اور دین میں ہے، اس میں بمبئی وغیرہ حج میں جانے والا نہ جانے والا سب آئیں گے جو چیز جتنی بڑی ہوتی ہے اللہ اسے اتنا عام اور آسان کرتے ہیں۔

مدنیؒ ذکر کو فرماتے تھے کہ عام ہے وضو بے وضو ہر وقت کر سکتے ہیں اس واسطے پاکی کی قید نہ رہی سوتے جاگتے کھاتے پیتے ذکر کر سکتے ہیں اس سے استنباط کر کے کہتا ہوں کہ حج مشکل ہے اقامت حج اپنے گاؤں میں بھی ہو سکتی ہے، حج مضمون میں خلاصہ یہ نہیں ہے کہ فقط بندرگاہ پہنچو بلکہ ہر جگہ محنت کرو سارے ہند میں خط بھیجو تو جتنے حاجی ہیں اتنے حاجی روکنے پڑیں گے ہاں جہاں حاجی جمع ہو ریل پکڑتے ہوں وہاں محنت ہو دہلی کلکتہ لکھنو ہے ناگپور ہے ان جگہوں پر جماعتیں پڑ جائیں (کیوں کہ عموماً ان ہی مقام سے اس وقت حج کا سفر ہوتا تھا) وہاں والوں سے کہو کہ حاجیو میں کام کرنا ہے جتنا زیادہ کماتے ہیں دماغ خراب ہوتا ہے یکسوئی کے ساتھ سن بھی نہیں سکتا ہے حج کے سفر میں دماغ ٹھکانے آئے گا وہ سمجھا ہے کہ جتنا کماؤں گا مال ملے گا حالانکہ کنگال بنے گا فقیر و بخیل بنے گا خدا کی دین کی محنت سے سخی اور غنی بنے گا ہم باولے ہیں جو تبلیغ میں جاتے ہیں تو روپیہ کم ہوگا، خود تو کنگال کا کام کرتے ہیں اور دعا کرواتے ہیں تم کنگال کا کام چھوڑ دو تبلیغ میں نکلو پھر دعا کرو۔

---

(۱) سورۃ التحریم: ۶

(۲) احیاء العلوم صفحہ ۲۸۲ جلد ۴

(۳) سورۃ النساء: ۱۱۳

(۴) سورۃ الانعام: ۷۸

بیت اللہ سارے نبیوں کی قربان گاہ ہے

{۳۰ رمضان المبارک ۱۳۷۷ھ مطابق ۲۰ اپریل ۱۹۵۸ء}

بعد عصر، بمقام: بنگلہ والی مسجد، نئی دہلی

اقتباس

ہود علیہ السلام نے ساری عمر بیت اللہ پر گزار دی قوم ہلاک ہوگئی، بیت اللہ سارے نبیوں کی قربان گاہ ہے یا تو دین زندہ کر کے قربانی کر کے پہنچے، موسیٰ علیہ السلام ۷۰ ہزار لے کر پہنچے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سوا لاکھ لے کر پہنچے، ابراہیم علیہ السلام نے وہیں قربانی کی، دین زندہ کر کے امت لے کر پہنچے ورنہ امت ہلاک ہوئے تو نبی پہنچے، حجر اسود سے زم زم اور مقام ابراہیم تک ۷۰ ہزار انبیاء علیہم السلام مدفون ہیں اور ہاجرہ علیہا السلام اور اسمٰعیل علیہ السلام میزاب رحمت کی جڑ میں ہیں، اللہ نے سارے قربانی دینے والے وہاں جمع کئے ہیں مکانی طور پر ہر شخص بیت اللہ نہ پہنچے گا زمانی طور پر رمضان کو ہر شخص کے پاس بھیج دیا، رمضان میں عبادت کا شوق اپنا کمال نہیں ہے جیسے مکہ میں مجاہدین کی شعاعیں طواف نماز حج کی طرف کھینچ رہی ہیں حاجی اپنا کمال نہیں ہے، ابراہیم علیہ السلام اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہؓ کی قربانی پر حج کا شوق پیدا ہوتا ہے۔

بعد خطبۂ مسنونہ فرمایا کہ:

بھائی دوستو بزرگو! رمضان کا برکت والا مہینہ ختم ہو رہا ہے جس میں اللہ نے دن رات میں خصوصی انعامات کے دروازے کھول رکھے تھے صبح شام تک ہر روزہ دار کے لئے ۷۰ ہزار فرشتے استغفار کرتے ہیں رات کے سجدہ میں فی سجدہ ایک محل ملتا ہے جس کے ۶۰ ہزار دروازے ہر دروازے پر ایک مکان سرخ یاقوت جڑے ہوئے اور ایک درخت ملتا ہے جس کے سایہ میں ۵۰۰ سال چل سکیں فی سجدہ ۱۵ سو نیکی لکھی جاتی تھی (۱) سال بھر کے لئے رمضان جا رہا ہے دن رات ملتا ہے ایسا مہینہ جا رہا ہے جس نے جو کچھ اچھا کیا ہے اونچا کیا ہے تو اونچا کیا یہ مہینہ استقبال والوں کے پاس سے بھی جا رہا ہے نافرمانوں سے بھی جا رہا ہے جنھوں نے صحیح محنت کی اور غلط محنت کی جا رہا ہے اگلے سال کون زندہ رہے گا مرے گا شعبان میں ۱۵ تاریخ کو کتنے کے پتے جھڑ چکے ہوں اور مریں گے (۲)، رمضان میں یہ برکت کیوں آئی؟ قرآن پاک کے نزول کے اعتبار سے ہے آسمانی وحی سے نماز ہوتی رہی وحی کی وجہ سے بابرکت مہینہ ہے، دوکاندار وغیرہ بعض ماہ کو اہم قرار دیتے ہیں کیوں کہ نفع زیادہ ہوتا ہے اسی طرح اللہ نے وحی بھیجی ہے ان وحیوں کے اعتبار سے اس مہینہ کو بابرکت کیا

کسی رات توریت زبور انجیل قرآن صحف ابراہیم علیہ السلام نازل ہوئے تو زمانی اعتبار سے ہے رمضان، جیسے کہ مکانی اعتبار سے بیت اللہ سارے مکانوں کی جڑ ہے وہاں کا فریضہ سارے عالم سے تعلق رکھتا ہے زمانہ کے اعتبار سے رمضان جڑ ہے دونوں جڑیں قریب قریب کردیں زمانہ والی جڑ رمضان ہے نقشہ بدلے ایک نبی کا انتخاب کر کے وحی بھیجی زمانہ بدل گیا وحی والے یوں کرتے تھے اب زمانہ بدل گیا اب والا زمانہ بھی بدل سکتا ہے زمانہ ایسے بدلتا ہے کہ وحی پر جان دیں تو زمانہ بدلے گا رمضان جا کر شوال آئے گا تم نے وحی کا استقبال کیا، گیارہ ماہ بھی قرآن پڑھتے ہیں اور نماز میں بھی قرآن پڑھتے ہیں رمضان میں قرآن پڑھا، وحی پر محنت کی وجہ سے قیمتی بنا کثرت سے قرآن میں مشغول ہوئے دن کو روزہ رات کو تراویح تہجد کی صورت میں عمل کیا رات کو نیند قربان دن کو کھانا قربان کیا جب اس طرح کیا امت آئی تو اللہ نے ترقی کے دروازے کھولے اس ماہ میں برکات ہیں اس میں رمضان کی برکت سے عمل ہو رہا ہے ہمارا کمال نہیں ہے ہماری بات نہیں ہے رمضان کھینچتا ہے کیوں کہ اللہ نے اس ماہ میں وحی کو اتارا (۳)، اور محنت شروع کی قربانی کی مکان پر سب نہیں پہنچ سکتے تو زمانی طور پر قربانی والا مہینہ جہاں نبیوں کی قربانی چلی ہے وہاں ہر شخص کے پاس اس کی جگہ پر اتارا رمضان پہنچایا اور مکان کی طرف صرف منہ کروادیا۔

ہود علیہ السلام نے ساری عمر بیت اللہ پر گزار دی قوم ہلاک ہوگئی (۴) بیت اللہ سارے نبیوں کی قربان گاہ ہے یا تو دین زندہ کر کے قربانی کر کے پہنچے، موسیٰ علیہ السلام ۷۰ ہزار لے کر پہنچے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سوا لاکھ لے کر پہنچے (۵)، ابراہیم علیہ السلام نے وہیں قربانی کی (۶) دین زندہ کر کے امت لے کر پہنچے ورنہ امت ہلاک ہوئے تو نبی پہنچے (۷) حجر اسود سے زم زم اور مقام ابراہیم تک ۷۰ ہزار انبیاء علیہم السلام مدفون ہیں اور ہاجرہ علیہا السلام اور اسمٰعیل علیہ السلام میزاب رحمت کی جڑ میں ہیں (۸) اللہ نے سارے قربانی دینے والے وہاں جمع کئے ہیں مکانی طور پر ہر شخص بیت اللہ پہنچے گا زمانی طور پر رمضان کو ہر شخص کے پاس بھیج دیا، رمضان میں عبادت کا شوق اپنا کمال نہیں ہے جیسے مکہ میں مجاہدین کی شعاعیں طواف نماز حج کی طرف کھینچ رہی ہیں حاجی اپنا کمال نہیں ہے، ابراہیم علیہ السلام اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہؓ کی قربانی پر حج کا شوق پیدا ہوتا ہے اس پر میں قسم کھاتا ہوں رمضان میں شوق پچھلوں کی قربانی پر ہے ہمارا وقت علاوہ رمضان کے ہے رمضان سے رمضان تک بیچ کے وقت میں دیکھیں آپ کتنا کرتے ہیں رمضان میں تو سارے نبیوں کی روحانیت نور سب جمع تھا اس لئے کیا ہے سب بڑی برکات قرآن کی وجہ سے ہے سب میں جامع اور حاوی ہے، اب رخصت ہو رہا ہے آدھا گھنٹہ باقی ہے رخصت ہو رہا ہے۔

آج کی رات لیلۃ الجائزہ (انعام کی رات) کل عید ہے شوق پیدا کرو اسی رمضان کا اثر ہے پہلوں کی قربانی سے بیت اللہ پر کرے گا اب حاجی وہاں سے آ کر کیا کرتا ہے روزہ دار رمضان کے بعد کیا کرتا ہے عبدالملک بن مروان قرآن پڑھتا تھا خبر ملی کہ بادشاہ بن گئے والد مر گئے اب قرآن کو بوسہ دیا اور کہا کہ اپنی آخری ملاقات ہے (۹) ایسا قرآن تو کام نہ دے گا، حافظ نے آخری سہ پارہ سنا دیا اور بوسہ دے کر اگلے رمضان کے لئے رکھ دیا، رمضان کا قرآن میں نبیوں کی نسبت سے کھینچیں گے اب مناسبت ہوئی تو سارے سال قرآن سے تعلق رکھو گے زمان مکان انبیاء کی قربانی ہے، انفروا خفافاً و

ثقالاً و جاھدوا باموالکم و انفسکم فی سبیل اللہ ذالکم خیر لکم ان کنتم تعلمون، (۱۰) یہ آپ ﷺ کی نقل وحرکت اکیلی اتنی برکت اپنے اندر لئے ہوئے کہ زمانہ مکان برکات آپ ﷺ کے نور کے انوارات کے حدوحساب نہیں ہے اب اس کیفیات کو باقی رکھنا ہوتو خدا کی راہ کی نقل وحرکت میں لگا رہے رمضان میں روزہ، دعوت، تسبیح، قرآن کیا رمضان کے بعد ایک پارہ پڑھنا بھی دشوار ہوتا ہے حالانکہ غیر رمضان میں کھانا بھی ملتا ہے پھر بھی قرآن نہیں پڑھتا ہے یقین جانو پہلے رمضان سے اگلے رمضان تک نماز روزے تسبیح رکھیں تو اگلا رمضان آگے بڑھائے گا وہاں اس رمضان میں جہاں تک پہنچے وہیں تک اگلے میں بھی پہنچو گے آگے چل کر ساری عبادتیں مضبوط پکڑلو قرآن تہجد اشراق چاشت سب کچھ پڑھ لو اب جتنی غفلت ہوئی آخر رخصت میں مانگ لو کہ رمضان والا برکت اور بیت اللہ سے زیادہ برکت آپ ﷺ والی نقل وحرکت ہے، رمضان کی برکات کی تعدی اور بیت اللہ کی برکات کی تعدی آپ ﷺ والی نقل وحرکت سے پھیلے گی نقل وحرکت کی برکات سے زمانی مکان برکتیں پھیلیں گی، سارے رمضان پر روؤ اعتکاف پر روزوں نماز پر روؤ کہ ایسا کرنا نہیں آتا ہے کہ ٹھیک چلتے رہیں پہلے والے تو کرتے تھے ڈرتے رہتے تھے آج توفیق مانگ جتنی مانگ سکو۔

---

(۱) کنز العمال صفحہ ۴۷۰، ۴۷۱ جلد ۸

(۲) روح المعانی صفحہ ۳۳۱ جلد ۲۵

(۳) سورۃ البقرہ: ۱۸۵

(۴) اخبار مکۃ للازرقی صفحہ ۱۱۲ جلد ۱

(۵) الرحیق المختوم صفحہ ۴۵۴

(۶) البدایہ والنہایہ صفحہ ۱۶۳ جلد ۱

(۷) سبل الھدیٰ صفحہ ۲۱۰ جلد ۱

(۸) حلیۃ الاولیاء صفحہ ۱۳ جلد ۶

(۹) المختصر فی اخبار البشر صفحہ ۱۲۴ جلد ۱

(۱۰) سورۃ التوبہ: ۴۱

مسلمان کی بنیاد کمائیوں پر نہیں ہے

{۳۰ رمضان المبارک ۱۳۷۷ھ مطابق ۲۰ اپریل ۱۹۵۸ء}

بعد تراویح، بمقام: بنگلہ والی مسجد، نئی دہلی

اقتباس

جب مخلوق خدا کی خدمت کرو سب سے بڑی خدمت ان کے ایمان کو بچانا ہے جب یہ مقدم ہو اور کمائی موخر ہو تب بخیل وسخی کا فرق نظر آتا ہے کمائی کو مقدم کر کے چلنے والا اندھا ہے نفع نہیں دیکھتا ہے واقعات گزر گئے لیکن صحیح ذہن نہیں بنتے ہیں لاکھوں آدمی کمائی چھوڑ کر بھاگا ہے چند دن پہلے ایک پناہ گزین مانگ رہا تھا لکھ پتی نے نہ دیا چند دن کے بعد لکھ پتی مانگ رہا تھا فقر والا تھا ہم نے دیا اس وقت چنے ابال کر سب میں تقسیم کر دیئے بعض دفعہ ایک دن میں ایک لقمہ بٹا ہے بوٹی بٹی ہے یہ وجوہات بچنے کی ہیں مفتی صاحبؒ نے فرمایا کہ نظام الدین میں رہنا خودکشی کے مترادف ہے مگر اللہ کی مدد آئی جتنی خدا کے دین پر محنت ہوگی خدا زیادہ دیں گے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا یہی طریقہ ہے جب انھوں نے کمائی کو موخر کیا دین کو مقدم کیا تب مال کا دروازہ کھلا۔

بعد خطبۂ مسنونہ فرمایا کہ:

بھائی دوستو بزرگو! اب تک تو سنا کہ حکومت کس طرح مال تقسیم کرتی تھی اب افراد میں تقسیم مال کا کتنا جذبہ ہے، اس زمانہ میں رات دن کماتے ہیں اور پیسے تقسیم کرنے کی بھی توفیق نہیں ہے، صحابہؓ کو کمانے کے لئے تھوڑا وقت ملتا تھا تو بھی وہ اشرفیاں تقسیم کرتے تھے معلوم ہوا کہ مسلمان کمائی سے عالی حوصلہ نہ ہوگا بلکہ بخیل اور فقیر ہوگا جب فقط کماوے تو بخیل و فقیر ہوگا کیوں کہ اللہ نے اس کی بنیاد کمائی پر نہ رکھی لہٰذا کمائی سے غنی یا سخی نہ ہوگا، ننانوے کے پھیر میں پڑتا ہے دو گھر تھے ایک مسلمان کی جھونپڑی دوسرا لالہ جی کی کوٹھی تھی جھونپڑے والے تو خوب پکا کر کھاتے تھے اور کوٹھی والے کے پاس کچھ نہ تھا ایک لالہ جی کے پاس بوتل میں گھی تھا صرف مسح لگا کر کھاتے تھے اب لالہ جی کے مرنے کے بعد لڑکے آئے صرف دیکھ کر کھا لیتے تھے تو ایسے ہی لالہ جی کے کبھی کبھار پکتا تھا، بنیے نے کہا اچھا کھانا کیوں نہیں پکتا کہا کہ ننانوے کے پھیر میں پڑے ننانوے کی تھیلی لالہ جی نے مسلمان کے گھر میں ڈالی اب سو کی فکر پڑی اب بچانا شروع کیا تھوڑے دن کے بعد اس نے کہا کہ ننانوے کے پھیر میں آ گیا ہے ہم سب ننانوے کے پھیر میں ہیں جب کمائی ہی زندگی کی بنیاد ہو تو وہ فقیر ہوتا ہے، خدا کے ضابطے بھول جاتا ہے۔

یعقوب علیہ السلام پر بلا آئی روئے اس کی ایک وجہ یہ ہے کہ ایک دفعہ بیٹوں کے ساتھ بیٹھ کر کھا رہے تھے فقیر آیا تو کھانے کی مشغولی کی وجہ سے فقیر کی بات نہ سنی تو مصیبت آئی (۱) مرغ پکا میاں بیوی کھا رہے تھے ابھی کھایا نہیں تھا کہ سائل آیا میاں نے کہا کہ سائل کو دیدو عورت لے گئی پھر چیخ مار کر گر گئی خاوند نے پوچھا تو کہا کہ یہ سائل میرا پہلا خاوند ہے ایسے ہی طرح ہم کھا رہے تھے سائل آیا تھپڑ مار کر نکالا تو مفلس بن گیا مجھے طلاق دی آج مانگنے آیا ہے اس قلق پر چیخ نکلی اس میاں نے کہا کہ جو سائل مانگنے آیا تھا وہ میں ہوں (۲) اسی دن سے خدا نے حالات بدلے، آج کروڑوں کا مالک ہوں وہ کنگال ہے جب آدمی کمائی کی بنیاد پر اٹھتا ہے تو خدا کے دینے کے ضوابط کو بھولتا ہے، کمائی کو صرف ایک شعبہ رکھو اصل دین کی محنت ہو اب یہ جانے گا اس طرح کمانے سے سود لینے سے جھوٹ سے فقر آئے گا کمانے والا اس بات کو نہ جانے گا، اس لئے اونچا چڑھ کر کمانے والے گرتے ہیں ہم نے دین کو تابع کیا بنیاد نہ کیا کمائی میں خدا کی حدود توڑیں 'ومن یتعد حدود اللہ فاولئک ھم الظلمون' (۳) کمائی کی حد یہ ہے کہ جتنی ضرورت ہے کماؤ اور خرچ کرو اس سے تجاوز کرے گا تو غنی نہ بنے گا حدود توڑیں، رشوت دی تو حد ٹوٹی مسلمان کو سزا شفقۃً دنیا میں ہوگی کافر کو صرف آخرت میں ہوگی اس لئے مسلم جہالت کی بناء پر جتنا کماتا ہے فقیر بنتا ہے حدود اللہ پھر شعبہ اس وقت آئیں گے کہ بنیادی طور پر دین کی محنت ہو، دین کی محنت اس وقت آئے گی کہ جب جان کے بارے میں یہ سوچ کر کہ یہ وقت دین کی محنت کا ہے یا نہیں آج تو پہلے کمائی کو دیکھتے ہیں اس سے وقت بچا تو تبلیغ میں لگایا مثلاً کفر پھیل رہا ہے تو دین کی محنت مقدم ہے کمائی موخر ہے جتنی بھی موخر کرو مثلاً حج کا زمانہ آرہا ہے سب جانتے ہیں کہ حجاج آپ صلی اللہ علیہ وسلم والے نقشے پر نہیں ہیں یورپ اور حج کے سفر میں فرق نہ رہا ایک پاسپورٹ کا فکر ہے نماز دین کا فکر حاجی میں نہیں ہے جب ہم نے یہ دیکھا تو سب پر فرض ہے کہ اس پر محنت کریں، مقدم تبلیغ ہے ڈیڑھ ماہ حج پر محنت کرو بعد میں کمائی کرو میں اس مسئلہ کا تجربہ کار ہوں جتنا خون اور بربادی ہوئی ہے کمائی کی وجہ سے ہوئی ہے مثلاً دہلی میں پناہ گزیں آئے اگر یہ اپنے علاقے میں مرتد ہوئے تو نہ آتے صرف اسلام کی نسبت سے آئے، ۵۰ ہزار آئے اب پٹائی بھی ہوئی موت بھی ہوئی مال بھی سب گیا اس طور پر دہلی آئے اب اس زمانہ میں تقاضا یہ تھا کہ سب لگ لپٹ کر ان کا انتظام کرتے کہ ایمان پر ابھارا جائے روٹی کا بعد میں انتظام کرتے پہلے دین سکھاتے میں نے ماہ بھر دہلی میں گشت کیا جلسے کئے ایک مطالبہ تھا کہ مردوں کو مسجد میں ڈالو اور محلہ وار ایک گھر میں عورتوں کو رکھو کلمہ نماز سکھاؤ، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں قبائل اسی طرح آتے تھے اس کے لئے فی محلہ ایک مکان اور وقت مانگتے تھے اس وقت پرانے مبلغوں نے بھی نہ مانا اس وقت اللہ نے کمائی بھی دکھائی لوگ کہتے تھے آج کل اتنی بکری ہوتی ہے کہ وقت دینا مشکل ہے چار گھنٹے میں چار دن کی کمائی کا نقصان ہوگا، یوم سبت مچھلی والوں کی طرح ہوا۔

میرا پورا رمضان دہلی میں گزرا قرآن بھی یاد کرنا دہلی میں محنت کرنا روزہ میں جانا پڑتا تھا وہاں وقت کا تقاضا یہ تھا کہ راجہ الور بھرت پور پھرتے تھے کہ مرتد ہو جاؤ سب کے دیں گے سکھ گردوارے دیتے تھے کہ سکھ بنو میں یقین کے ساتھ کہتا ہوں کہ اس وقت مبلغین کام نہ کرتے تو ۵۰ لاکھ مرتد ہوتے، باہر کے ۱۵۰ مبلغین نے کام کیا دلی والے نہ لگے گشت

کر کے لاتے غسل میں پانی خرچ ہوتا تو متولی صاحبان پانی پر تالے لگاتے کہ وقف کا پانی خرچ ہوتا ہے بس جی اس کے بعد میں تالے لگاتے دھکے دے کر باہر نکالا مسجد سے نکالا چوراہے پر پڑے ہوئے تھے ایمان پر قربانی تھی یوں تو لاکھوں روپیہ جمع کیا لیکن وقت دے کر تسلی نہ دیتے تھے سکھاتے نہ تھے حتیٰ کہ بڑی بڑی بلڈنگ والے تھے بڑے بڑے دوکان والے تھے اس نے کہا کہ میری بیوی اور بیٹی ایک مکان میں نہیں رہ سکتی ہے اس لئے خالی نہ کر سکوں گا اب وہ وقت آیا کہ منتظمین کی سمجھ میں آیا کہ پناہ گزیں غیر محفوظ جگہ میں ہیں وہ نظام الدین آئے اور انتظام کیا کہ سایہ میں ۵ ہزار آدمی یہاں لا کر ڈالا اب بستی نظام الدین والوں نے ہندو مسلم نے جو کچھ تھا وہاں پہنچایا بستی غلہ کپڑا پہنچایا، ۵ ہزار آدمی کا خرچ پھر بھی نہ چل سکا تین دن فاقہ رہے بچے مرے چودھری میرے پاس آئے کہا کہ مرنا دیکھا نہیں جاتا اگر اجازت دے تو لوٹ مچاویں میں نے کہا کہ اب تک ہم بے کئے مر رہے ہیں مظلوم ہیں اللہ کی مدد آئے گی انھوں نے ڈاکہ نہ ڈالا بات مانی تین دن کا فاقہ ختم ہوا اس کے بعد فوراً ۲۴ گھنٹے کا کرفیو دہلی میں ہوا اسی میں سارا فساد ہوا ہر وقت سمجھایا لیکن نہ سمجھے آخر قتل ہوئے کمائی سے نکلنے میں نقصان جانتے تھے میں نے جا کر تقریر شروع کی جامع مسجد اترا تھا کہ مبلغین کے پاس جاؤں اترتے ہی کرفیو لگ گیا ایک لیڈر آیا کہ اب بات سمجھ میں آئی کہ اب آپ تقریر کریں پاس بنوالیں اور تقریر کریں میں نے کہا کہ اب نہیں کروں گا سیاسی ہو جائے گا اب تک اصلاحی تھا اب وجہ دیکھو کیا ہے کمائی کی وجہ سے مرے کمائی اجڑ جائے لیکن تبلیغ کرے تبلیغ اجڑے تو کمائی میں نہ لگو آج تو کمائی کو اول نمبر دیتے ہیں اسی وجہ سے مرتے ہیں ہمارے اوقات لینے والے کمزور ہیں کام سن کر کمزور پڑ جاتے ہیں کام بتلا دیا ہم گئے، جبرئیل علیہ السلام والی بات نہیں ہے گدھے ہیں کھیتوں میں کچھ نہیں ہے ذلت کا لقمہ ملے گا، ذلت کے لقمہ سے عزت کی موت اچھی ہے اب بستی نظام الدین میں بھیڑ لگی ۳ لاکھ ہو گئے حوض کا پانی ختم ہوا پھر جامع مسجد فتح پوری میں چولھے جلے اور پاخانے بھرے پڑے ہیں خود دہلی والوں نے ایسا کیا ہے اب دہلی والے مظلوم بنے، مصیبت میں آئے پناہ گزین بننے کے بعد قرض بھی چھوڑے بے پردہ عورتیں ہو گئیں بے پردگی زنا عام ہو گیا، رجوع الی اللہ نہ ہوا تب جماعتیں یہاں سے بھیجیں، میاں جی عمرو کی جماعت گئی اور روتی ہوئی واپس آئی کہ دیکھا نہیں جاتا ہے ماضی اس لئے ہوتی ہے کہ آئندہ کے لئے سبق ہو، ماضی بھلانے کے لئے نہیں ہوتی کمانے کو مقدم کرنا غلط تھا اپنی چیز کو دنیا پر لگانا غلط ہے یہاں کے منتظموں نے کہا کہ یوں کرو یوں کرو میں نے کہا کہ تمہیں بھی پناہ گزیں بننا ہو تو کرو پانی بند نہ ہوگا کنویں سے نل سے خوب پانی دیا جتنا لحاف کپڑے تھے سب دیدیئے مسلمانوں کے واسطے دیئے اسی کی برکت سے ہم بچے ہیں جو نہ بچے ان کی وجہ دیکھ لو۔

جب مخلوق خدا کی خدمت کرو سب سے بڑی خدمت ان کے ایمان کو بچانا ہے جب یہ مقدم ہو اور کمائی موخر ہو تب بخیل وسخی کا فرق نظر آتا ہے کمائی کو مقدم کر کے چلنے والا اندھا ہے نفع نہیں دیکھتا ہے واقعات گزر گئے لیکن صحیح ذہن نہیں بنتے ہیں لاکھوں آدمی کمائی چھوڑ کر بھاگا ہے چند دن پہلے ایک پناہ گزین مانگ رہا تھا لکھ پتی نے نہ دیا چند دن کے بعد لکھ پتی مانگ رہا تھا فقر والا تھا ہم نے دیا اس وقت چنے ابال کر سب میں تقسیم کر دیئے بعض دفعہ ایک دن میں ایک لقمہ بٹا ہے

بوٹی بٹی ہے یہ وجوہات بچنے کی ہیں مفتی صاحبؒ نے فرمایا کہ نظام الدین میں رہنا خودکشی کے مترادف ہے مگر اللہ کی مدد آئی جتنی خدا کے دین پر محنت ہوگی خدا زیادہ دیں گے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا یہی طریقہ ہے جب انھوں نے کمائی کو موخر کیا دین کو مقدم کیا تب مال کا دروازہ کھلا، کمائی تو ملنے کا دروازہ بنے گا دین کی محنت پر ملے گا سارے سال دین پر محنت کرو، دو ایک ماہ میں کماؤ تو سارے سال کا اللہ دیں گے اگر دین کی محنت نہ ہو صرف کمائے تو مشکل سے گزارہ ہوگا، صحابہؓ نے سب کیا تب دروازے کھلے حوصلہ وہی تھا جب تو پیٹ کاٹ کر کھجوریں دیتے تھے اب سونا چاندی دیتے ہیں، اب محکومین کیا خرچ کرتے تھے حالانکہ ذاتی مال تھا حضرت طلحہؓ کے پاس ایک عورت پہنچی تو وہ بوجھل تھے کیا ہوا؟ شاید بیوی کی طرف سے شک ہو تو معافی مانگوں کہا کہ تو تو پاک دامن ہے اچھی عورت ہے لیکن بات یہ ہے کہ میرے پاس مال جمع ہو گیا ہے سمجھ میں نہیں آتا کیا کروں؟ آج تو مکان بناتے بیوی نے کہا کہ قوم کو بلا کر تقسیم کر دو چنانچہ ایسا ہی کیا ۴ لاکھ تقسیم کیا (۴)۔

ایک روایت میں طلحہؓ نے زمین ۷ لاکھ میں بیچی مال کی وجہ سے رات نیند نہ آئی صبح سارا مال تقسیم کر دیا تب سوئے (۵) ایک روایت میں ہے کہ ۴ لاکھ تقسیم کئے (۶) روزانہ کی پیداوار ایک ہزار درہم آئے تھے (۷)، زبیرؓ کے ایک ہزار غلام خراج دیتے تھے روز تقسیم کرتے تھے گھر میں کچھ نہ لاتے تھے روزانہ کی کمائی تقسیم ہوتی تھی (۸) ایک روایت میں ہے کہ جب زبیرؓ جمل کے دن کھڑے ہوئے بیٹے عبداللہ سے کہا آج مقتول ظالم یا مظلوم ہوگا میں مظلوم بن کر قتل ہوں گا کیوں جنگ سے ہٹ گئے علیؓ نے بلایا اور کہا زبیرؓ میں اور تو خوش تھے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دوسرے کی محبت پوچھ کر کہا یہ ظلم کرے گا علیؓ سے لڑے گا اب زبیرؓ نے قسم کھائی اب نہ لڑوں گا (۹)۔

الغرض اصلاح کے لئے ٹھہرو مصالحت کراؤ امید مصالحت نہ رہی تو واپس ہوئے ایک آدمی علیؓ کا تھا پیچھے ہوا انھوں نے نماز میں سجدہ کیا وہیں شہید ہوئے (۱۰)، اب مظلوم بن کر قتل ہوئے جب زبیرؓ ہٹے تو طلحہؓ بھی ہٹے، مروان نے دیکھا تو طلحہؓ کو شہید کر دیا (۱۱) کہ لوگوں پر ہٹنا ظاہر نہیں ہے ورنہ لوگ بھاگیں گے سب سے بڑا فکر زبیرؓ کو قرض کا تھا میرے مال سے قرض ادا ہوگا یا نہیں؟ بیٹا مال بیچ کر قرض ادا کر ایک تہائی کی وصیت کرتا ہوں، ابن زبیرؓ کی اولاد کے لئے ہے اگر قرض کے بعد بچے تو تیری اولاد کے لئے ہے ۹ بیٹے ۹ بیٹیاں تھیں اور ایک بیٹے کی اولاد کی وصیت کی ان وارثوں میں تقسیم کرو بیٹا اگر عاجز ہو تو میرے مولیٰ سے مدد مانگنا میں مولیٰ کو نہ جانا تو کہا کہ اللہ سے کہہ دینا خدا کی قسم ابن زبیرؓ نے کہا کہ فوراً اللہ سے کہتے ہی قرض ادا ہوتا غابہ میں دو زمین ۱۱ گھر مدینے میں ایک گھر مصر میں ایک گھر کوفہ میں تھا زبیرؓ امین تھے لوگ امانت دیتے اسے قرض بناتے ضرورت مند کو دیتے تھے اپنی کمائی کے علاوہ قرض والا بھی تقسیم کرتے تھے کبھی امیر نہ بنے خراج کے متولی بھی نہ بنے تھے یہ مال ان کا حکومت والا نہ تھا تجارت کا غنیمت کا مال تھا بتلانا یہ ہے کہ مالیت یوں زیادہ نہ تھی بلکہ برکت تھی، برکة الغازی فی ماله حیاً ومیتاً۔ الخ' (۱۲) کے عنوان سے قصہ لکھا ہے، قرض ۲۲ لاکھ تھا حکیم بن حزامؓ عبداللہؓ سے ملے قرض پوچھا تو ایک لاکھ کہا ۲۲ لاکھ نہ بتلائے حکیمؓ نے کہا تمہاری مالیات سے ایک لاکھ ادا نہ ہو سکے

گا میں نے کہا کہ اگر ۲۲ لاکھ ہو تو کیا ہوگا؟ کہا پھر تو بالکل طاقت نہیں ہے اگر عاجز ہو تو میں بھی قرض ادا کرنے کے لئے تیا رہوں، حضرت زبیرؓ نے غابہ میں ایک لاکھ ۷۰ ہزار کی زمین خریدی تھی تو عبداللہؓ نے ۱۶ لاکھ میں بیچی برکت ہوئی، زبیرؓ کا حق دینا شروع کیا عبداللہ بن جعفرؓ آئے ۴ لاکھ کا قرض تھا کہا کہ کہو تو قرض معاف کروں کہا نہیں موخر کرو کہا کہ نوٹ لے لو کہا کہ زمین سے ایک ٹکڑا دیدو، عبداللہؓ نے دیدی باقی ساڑھے چار حصہ رہی یہ معاویہؓ کے پاس گئے اب ساڑے چار حصے بک گئے ساڑے چار لاکھ روپے ملے سب بک گئے، اب جعفرؓ نے اپنا حصہ چار لاکھ والا معاویہؓ کو ۶ لاکھ میں بیچا حضرت معاویہؓ نے لیا عبداللہ بن جعفرؓ بھی خرچ کرنے والے تھے، ابن زبیرؓ قرض سے فارغ ہوئے لڑکوں نے میراث مانگی تو کہا کہ ۴ سال حج میں اعلان کروں گا جب سب زبیرؓ کا قرض ادا ہوگا تب ملے گا ۴ عورتیں تھیں ایک عورت کو ۱۲ لاکھ ملے ۴۸ لاکھ ثمن ہوا وارثوں میں تقسیم ہوا، وہ ۳ کروڑ چوراسی لاکھ ہوا قرض کے علاوہ ہے ایک کروڑ بانوے لاکھ تہائی وصیت والا ہوا، ۵ لاکھ ۷۶ لاکھ ہوا، کل مال ۵ کروڑ ۹۸ لاکھ ہوا (۱۳)، وہ مال اتنا بنا ۲۲ لاکھ قرض بھی ادا ہوا کمانے والے سب گنواتے ہیں ایک لاکھ کے قرض ادا نہ ہو سکتے تھے اس کا اللہ نے کتنا دیا فرق یہ ہے کہ وہ دین کی محنت کرنے والے تھے ہم کمانے والے ہیں، ان کو اللہ دین کی محنت کا سارا آخرت میں دیں گے لیکن اکراماً میرے دین کی محنت کر رہے ہیں اس لئے خوب دیتے ہیں آج آخری رات ہے، بتاؤ جب اللہ جائزہ دینے کے لئے رات مقرر کی تو اللہ کے دین کی محنت کے اعتبار سے جائزہ لینے پر کون تیار ہے؟ جن کے نام اب تک نہیں آئے ہوں اپنا نام دیدیں۔

---

(۱) تفسیر خازن تحت قولہ تعالیٰ: انما اشکو بثی و حزنی الی اللہ

(۲) پاکیزہ حکایات: ۶۸

(۳) سورۃ البقرہ: ۲۲۹

(۴) الترغیب والترہیب صفحہ ۱۷۶ جلد ۲

(۵) حلیۃ الاولیاء صفحہ ۸۹ جلد ۱

(۶) طبقات ابن سعد صفحہ ۳۷۸ جلد ۳

(۷) حیاۃ الصحابہ صفحہ ۲۹۰ جلد ۲

(۸) الاصابہ صفحہ ۵۴۶ جلد ۱

(۹) البدایہ والنہایہ صفحہ ۲۲۸ جلد ۷

(۱۰) البدایہ والنہایہ صفحہ ۲۳۶ جلد ۷

(۱۱) البدایہ والنہایہ صفحہ ۲۳۴ جلد ۷

(۱۲) بخاری صفحہ ۴۴۱ جلد ۱

(۱۳) حیاۃ الصحابہ صفحہ ۲۹۱ تا ۲۹۵ جلد ۲

قربانی اور محنت کے دو نقشے ہیں

{ یکم شوال المکرم ۱۳۷۷ھ مطابق ۲۱ اپریل ۱۹۵۸ء }

بعد فجر، بمقام: بنگلہ والی مسجد، نئی دہلی

اقتباس

دو نقشے ہیں ایک رمضان کی عید دوسرے بقرعید، آج عید کا دن عطایا کے لینے کا تجویز کیا ہے کیوں کہ رمضان کے پورے مہینے رات دن تکلیفیں اٹھائیں تو اللہ نے عید کا دن مقرر کیا کہ خدا کے حکموں پر تکلیف اٹھانے سے عید آتی ہے یعنی انعامات خوشی کے لئے ملتے ہیں، خدا کے حکموں پر تکلیفیں اٹھائیں تو کسی نہ کسی دن خوشی ملے گی یہ عید اصل عید کی یادگار ہے آج کیسا مزہ آرہا ہے یہ مجموعی مزہ ہے ورنہ افطار کے وقت بھی تھوڑا تھوڑا مزہ آتا تھا، سارے دن کھائے تو اتنی رغبت نہیں ہوتی ایک خوشی تو روز ہوئی آج کے دن کی خوشی اسی خوشی کا تکملہ ہے کہ دن میں کھا رہے ہیں، رمضان میں فرض ادا ہوا عید کی خوشی بھی افطار والی خوشی ہے روزانہ افطار والی بھی خوشی دونوں مل کر ایک خوشی ہے دوسری خوشی فرحة عند لقاء ربه (اللہ تعالیٰ سے ملاقات کے وقت کی خوشی) جب اللہ کی ملاقات ہوگی تب خوشی ہوگی جنت ملے گی وہ بڑی خوشی ہے اس عید کی خوشی کی کوئی حیثیت نہیں ہے تو جنت میں حور و غلمان باغ و بہار میں زیادہ خوشی ہوگی بات یہ نکلی کہ اللہ کے حکم پورا کرنے میں جو لوگ تکلیف اٹھائیں گے تو دنیا میں بھی کوئی نہ کوئی دن خوشی کا آئے گا۔

بعد خطبۂ مسنونہ فرمایا کہ:

بھائی دوستو! دیکھو کل عصر کے بعد عرض کیا تھا رمضان میں جو دین کی طرف رجوع ہے رمضان کی سابقہ محنت کا اثر ہے اور سارے سال محنت کریں تو اثرات سارے سال باقی رہیں گے رمضان میں تو فاسق بھی نماز پڑھتا ہے رمضان میں چلایا دور گیارہ ماہ دیدیئے کہ چلو کیسے چلتے ہو اگر یہ نقشہ اچھا تھا تو سارے سال گزارو اگر آئندہ سال کو مقید کیا جائے اور خواہشات پر نہ لیا جائے تو اگلے رمضان میں ترقی ہوگی خدا کے احکامات میں حد نہیں ہے ہر اگلا رمضان پچھلے رمضان سے اونچے مقامات پر پہنچائے گا بشرطیکہ رمضان والی نوعیت پورے سال بنی رہے اگر غیر رمضان میں بھی خواہشات پر لگے اور احکامات توڑے تو پھر رمضان آیا تو زیادہ سے زیادہ پچھلے رمضان کی طرح ہوگا ترقی نہ ہوئی جہاں تھے وہیں رہے، احکام ٹوٹے تو آئندہ ماہ اسی کو معاف کرادے یہی بہت کچھ ہے بیوی کھانا سونے کی نسبت سے احکام توڑے تو اگلا رمضان مکافات بنے گا لیکن آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تو امت کو اتنے اونچے مقام پر پہنچایا کہ نبیوں کے لئے گواہ بنیں گے شہادت انبیاء

علیہم السلام ہے اس میں طاعت والے احکام پورے کرنے والے ہوں گے تب شہادت انبیاء علیہم السلام کی اصلیت ہوگی ساری امت کی طرف نسبت اس لئے ہے کہ ہر زمانہ میں مطیعین موجود ہیں اب یہ نقشہ اللہ کو پیارا ہے کہ خدا کے حکم کو پورا کرنے کے لئے اپنے کھانے پینے اور نفسانی چیزوں پر تکلیف اٹھانا یہ روزہ کا خلاصہ ہے رمضان کی ساری راتوں میں دوزرخ سے آزاد کئے ہیں آخری رات میں سارے ماہ کے برابر آزاد کئے (۱)۔

دو نقشے ہیں ایک رمضان کی عید دوسرے بقرعید، آج عید کا دن عطایا کے لینے کا تجویز کیا ہے کیوں کہ رمضان کے پورے مہینے رات دن تکلیفیں اٹھائیں تو اللہ نے عید کا دن مقرر کیا کہ خدا کے حکموں پر تکلیف اٹھانے سے عید آتی ہے یعنی انعامات خوشی کے لئے ملتے ہیں، خدا کے حکموں پر تکلیفیں اٹھائیں تو کسی نہ کسی دن خوشی ملے گی یہ عید اصل عید کی یادگار ہے آج کیسا مزہ آرہا ہے یہ مجموعی مزہ ہے ورنہ افطار کے وقت بھی تھوڑا تھوڑا مزہ آتا تھا، سارے دن کھائے تو اتنی رغبت نہیں ہوتی ایک خوشی تو روز ہوئی آج کے دن کی خوشی اسی خوشی کا تکملہ ہے کہ دن میں کھا رہے ہیں، رمضان میں فرض ادا ہوا عید کی خوشی بھی افطار والی خوشی ہے روزانہ افطار والی بھی خوشی دونوں مل کر ایک خوشی ہے دوسری خوشی فرحۃ عند لقاء ربہ (اللہ تعالیٰ سے ملاقات کے وقت کی خوشی) جب اللہ کی ملاقات ہوگی تب خوشی ہوگی جنت ملے گی وہ بڑی خوشی ہے اس عید کی خوشی کی کوئی حیثیت نہیں ہے تو جنت میں حور وغلمان باغ و بہار میں زیادہ خوشی ہوگی بات یہ نکلی کہ اللہ کے حکم پورا کرنے میں جو لوگ تکلیف اٹھائیں گے تو دنیا میں بھی کوئی نہ کوئی دن خوشی کا آئے گا، تجارت یا زراعت میں عید آئے گی جو لوگ روز کھاتے تھے تو عید نہیں ہے وعید ہے کھانے کا ابھار نہ ہوگا لذت نہ آئے گی ایک گروہ نے روزہ رکھا ایک نے نہ رکھا دونوں کھائیں تو افطار کے وقت روزہ دار کو مسرت ہے حقیقی خوشی روزہ دار کی ہے دوسرے تو بناوٹی خوشی منا رہے ہیں آج دروازہ کھلا اسی طرح جو اللہ کے حکموں کو پورا کرے کھانے پینے کے مسئلوں کی پرواہ نہ کرے تجارت زراعت میں حکم پورا کریں چاہے ایک لقمہ بھی نہ ملے اس طور پر حکم پورا کر رہے ہوں کہ جانوں پر زد پڑے، مقررہ حد جو عند اللہ ہے وہ پوری ہو جائے تکلیف کی حد پوری ہو جائے تو عید آئے گی، فرحۃ عند افطارہ و فرحۃ عند لقاء ربہ (۲) کاروبار حکم کے مطابق چلایا تکلیف اٹھائی اب مالیات کا دروازہ کھلا اب عطایا ملیں گی ایک خوشی تو اب ہوگی کھیتی اجڑنے دی سودی روپیہ نہ لیا کھیتی اجڑی تجارت احکام کی وجہ سے اجڑنے دی لیکن حکم نہ ٹوٹنے دیا جب حد ختم ہوگی سال میں دو سال میں جب تکلیف کی حد ختم ہوگی تو اللہ دنیا میں بھی کھانے کا دروازہ کھولیں گے احکامات کی لائن سے کھانے ملیں گے حکم والی تجارت و زراعت سے ملے گا خوشی ہوگی نافرمانی پر تو پہلے دن چلتا تھا فرمانبرداری پر اب چلنے لگا اب مال بلاؤں کو لے کر نہ آئے گا حکموں کی تعمیل پر بھوک پیاس برداشت کر کے کمائے تو آفتیں نہ آئیں گی احکامات کی لائن سے دروازہ کھلیں گے تو عید آئی، آگے اور مزید دیتا ہے پھر اللہ چکر میں ڈالیں گے حکم پورا کیا تو کل سطح پر کامیابی ہوگی ایسے میں موت آئی وقتاً فوقتاً عید آتی رہی اب موت کے وقت عید آئی پھر رمضان کے بعد عید آئی روزانہ افطار کیا تو ۳۰ افطار ہوئے اور عید کا افطار ہوا، پچاس ساٹھ سال میں یہ عید الفطر بھر کر آئے مگر اللہ کی ملاقات اکٹھی ملے گی یہاں تو چھوارہ ملا اس پر خوشی ہوئی تو جب اللہ دوزخ سے آزاد کریں

جنت میں ڈالیں تو کتنی خوشی ہوگی فرحت ہوگی یہ ایک نقشہ ہے صرف روزہ وافطار ہی نہیں ہے جو احکامات کو سامنے رکھ کر چلیں گے تو روزہ کی طرح تکلیف ہوگی عید کی طرح خوشی ہوگی اس نقشے کو ذہن میں بٹھانا ہے۔

رمضان میں بھی حکمت ہے کہ پوری زندگی کا نقشہ دکھلا رہے ہیں کہ حکم نہ توڑو چاہے جان پر جو کچھ گزرے، ذلت برداشت کرو تو اسی طرح تھوڑی تھوڑی مسرت تو روزانہ رہے گی بڑی مسرت کچھ وقفے کے بعد ہوگی عید افطار میں تھوڑا زیادہ کھایا تو پیٹ بھاری ہوگیا پیاس زیادہ لگی تو رات کے بارہ بجے تک برا حال ہوا لیکن افطار کے وقت خوشی ہے ۱۴ گھنٹے کی تکلیف میں افطار آیا ایسے ہی زندگی میں تھوڑی تھوڑی خوشی آئے گی مہینوں کے لئے خوشی آتی ہے جھٹکا آیا پھر حکم نہ توڑا، یہ اس لئے ہوتا ہے کہ آیا مخلص ہے یا حریص ہے، حریص تکلیف کے وقت احکام توڑتا ہے مخلص ہر حال میں حکم پورا کرتا ہے اس کے بعد میں استقامت پیدا ہو جائے کہ حکموں پر چلنا ہے خواہ عزت ملے یا ذلت ملے آگے جا کر اللہ مستقل کامیابیوں کے دروازے کھولیں گے اور موت کے وقت اصل دروازہ کھلے گا یہ چھوٹا سا شخصی نقشہ ہے۔

بقرعید میں بڑی قربانی ہے گھر بار چھوڑنا پڑتا ہے بیوی چھوڑنی پڑتی، گھر قربان کیا جب ماں باپ سب ایک جگہ ہوتے ہیں تو تکلیف میں بھی راحت ہے اگلی عید میں تو بیوی بچہ کہیں ہے اور باپ کہیں ہے باپ دوسروں کو کھلاتا ہے بیوی بچہ پر فاقہ ہے یہ سب خدا کے حکم کو پورا کرتے ہیں حکم پورا کرنے میں بیوی بچوں سے کھانے پینے سے وطن سے جدائی ہے پردیس کی تکلیف ہے مکان نہ ہونے کی تکلیف ہے اور آنسو پونچھنے کے لئے خاوند نہیں ہے باپ نہیں ہے یہ تکلیفوں کا اونچا نقشہ ہے کچھ احکام رمضان کی سی تکلیف لائیں گے کچھ حج والی تکلیف کے احکام آئیں گے ختم نبوت والی محنت دعوت الی اللہ ہے، بیوی کہیں پڑی ہے گھر پر فاقہ ہے دوسروں کو کھانا کھلا رہا ہے، ابراہیم علیہ السلام مشرکین کو بھی کھلاتے تھے بیوی بچے بھوکے ہیں پانی بھی نہیں ہے بہت دنوں تک پھر پانی ہی پانی ملا بعد میں بچہ بڑا ہوا شکار کر کے گوشت کھایا یہ نقشہ ہے ابراہیم علیہ السلام کے پاس اونٹ بھیڑ بکری ہزاروں ہیں ایک میل کے اندر کے آدمیوں کو کھلانا ذمہ کیا تھا اب بیوی بچے ضرور یاد آرہے ہوں گے کہ کافر گوشت کھا رہا ہے نبی کو مشرک سے نفرت ہوتی ہے ووعدتکم (۳)، وماتدعون من دون اللہ (۴)، واھجرنی ملیاً (۵)، سلام علیک' (۶) شرک کے خلاف لفظ تھا لیکن کھلا رہے تھے، دوسرے انسانوں پر کھانا خرچ کیا اور بیوی بچے صرف پانی پر ہیں مکان میں مشرکین ٹھہرتے تھے بیوی بچے بے مکان تھے سب سے جدائی کی اس پر ایک عید آئی بقرعید آئی ایسی عید آئی کہ ابراہیم علیہ السلام دنیا میں ہوتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکرؓ پیدا ہوئے اور مکہ میں توحید کی پکار لگی ابراہیم علیہ السلام دنیا میں ہوتے تو اتنا مزہ آتا کہ بقرعید ہے۔

امت مسلمہ کی ان قربانیوں پر بنیاد اٹھی ملۃ ابیکم ابراھیم ھو سمٰکم المسلمین (۷) امت مسلمہ تک قربانی قبول کرا کر دعا مانگی تھی کہ گردن جھکانے والی امت تیار کر پوری دنیا کی امت حج کی لائن کی قربانیوں سے ہے کھانے پینے کی زور سے امت نہیں ملی ہے بلکہ بیوی بچے بے مکان اور کھانے کی قربانی دے رہے تھے اس سے امت ملی اگر آپ اس لائن کی قربانی چاہتے ہیں کہ امت سہولت سے رہے مجموعہ کی عید چاہو تو خدا کی راہ میں نکلو بچے بھوک میں ہیں اور باہر

کھلا رہے ہیں، ابوبکرؓ سارا روپیہ لے کر چل دیئے باپ آیا تو کہا کہ ابوبکرؓ سارا مال لے کر گیا ہے تکلیف پہنچے گی ابوبکرؓ کی بیٹی نے کہا دادا سے ترک لنا خیراً کثیراً (ہم لوگوں کے لئے بہت خیر مال چھوڑ کر گئے ہیں) خیر چھوڑ کر گئے ہیں، وہیں درہم ہوتے تھے توڑ توڑ کر ڈلے کی طرح ٹھیکرے درہم کی شکل کے طاق میں ڈال کر کپڑا ڈھانپا نابینا تھے تو جانا کہ مال بہت چھوڑ گیا ہے زندگی گزرے گی حالانکہ چونی نہ تھی (۸) سارا روپیہ ہجرت پر خرچ ہوا بیوی بچوں کو اللہ کے نام پر چھوڑا، ابراہیم علیہ السلام جیسی قربانی جب دی جائے تو بڑی عید میں پہلے خوشی منالو پھر بکرا کاٹو۔

قربانی دو ہیں ایک انفرادی جس سے شخص بنیں گے دوسرے اجتماعی قربانی کہ قوم بنے امت بنے، ابراہیم علیہ السلام نے قربانی دی اس سے وجود امت ہوا، سارے صحابہؓ ابراہیم علیہ السلام کی طرح قربانی دینے والے تھے سارا مال قربانی دعوت میں لگاتے تھے تکلیف اٹھائی کچھ دن مال ملا خوشی ہوئی ۲۵ سال کے بعد دروازے کھلے ملک ملا مہینہ کا روزہ تھا یہاں تو ۲۵ سال کی قربانی تھی، ابراہیم علیہ السلام کی قربانی کا زمانہ لگاؤ وہاں گھر نے قربانی دی تو مجموعہ کے لئے دروازہ کھلا مجموعہ نے قربانی دی تو سارے عالم کے لئے قربانی کا دوازہ کھلا نقشہ بدل گیا نیچے کے انسان اونچے ہوئے خدا کے دین کے لئے محنت کرنے میں خدا کے احکام پر ابراہیم علیہ السلام کا نقشہ لیا۔

محنت کے دو نقشے ہیں (۱) تھوڑی شخصی تکلیف (۲) گھریلو تکلیف ہوا اس سے مجموعہ کی زندگی بنے گی، ایک نقشہ گزارنے کی تکلیف ہے اور اگلے نقشے کی عید کی تمہید ہے اس عید سے بقر عید کی استعداد ہوتی ہے امتیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہؓ ابراہیم علیہ السلام کی گھریلو قربانیوں سے امتیں بنتی ہیں بتلاؤ اس کے لئے کون تیار ہے جو گھر جائے وہ بھی وعدہ دے کر جائے، ۲۵ ہزار کی زمین ہو تو ۲۵ سو لے کر اللہ کے راستہ میں نکلو دسواں حصہ لگاؤ تو زمیندار امریکہ جا سکتا ہے اس پانچ دن میں پیر اٹھا کر کہاں پھینکو گے بتاؤ اصل عید نبیوں والی عید منانا ہو تو بتاؤ۔

---

(۱) کنز العمال صفحہ ۴۷۰ جلد ۸

(۲) کنز العمال صفحہ ۴۴۸ جلد ۸

(۳) سورۃ ابراہیم: ۳۶

(۴) سورۃ مریم: ۴۸

(۵) سورۃ مریم: ۴۶

(۶) سورۃ مریم: ۴۷

(۷) سورۃ الحج: ۷۸

(۸) البدایہ صفحہ ۲۲۲ جلد ۳

رواج والی زندگی ہٹا کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم والا طریقہ لائیں

{یکم شوال المکرم ۱۳۷۷ھ مطابق ۲۱/اپریل ۱۹۵۸ء}

بعد نماز عید، بمقام: بنگلہ والی مسجد، نئی دہلی

اقتباس

ساٹھ ستر سالہ زندگی رمضان کی طرح محدود زمانہ ہے اگر رمضان کی طرح حکموں پر گزارا تو موت کے وقت عید ہوگی، آج عید للابرار و وعید للفجار دفتر بند ہوں گے فجار بھی عید مناتے ہیں حقیقت کے اعتبار سے نیکوں کی عید ہے حکم پورا کرنے والے کے لئے عید، نافرمان کے لئے دھمکی کا دن ہے جس کا آج بھی اللہ نے مغفرت کا ارادہ نہ کیا تو وہ دوزخی ہے اس کے بخشش کی صورت نہیں ہے فجار کے لئے وعید کا دن ہے، رمضان میں حکموں کے پورا کرنے کا نقشہ بتلایا روزہ کا حکم کیسے پورا ہوا پیاس، بھوک، عدم جماع کی تکلیف اٹھائی تب روزہ کا حکم پورا ہوا، رات کو تراویح ہے سارے دن مشقت ہے غیبت نہ کر گالی مت دے جھگڑے سے بچے گالی دینے والے سے کہو کہ میرا روزہ ہے، کمال والے روزے میں خوب تکلیف اٹھانی پڑے گی۔

بعد خطبۂ مسنونہ فرمایا کہ:

بھائی دوستو بزرگو! اللہ نے ہر کام مصلحت کے ساتھ دیا ہے مصلحت چاہے ہماری سمجھ میں نہ آئے دو سجدوں میں اشارہ ہے کہ پہلے سجدے سے اٹھنا منها خلقنٰكم (۱) مٹی سے اللہ نے بنایا دوسرے سجدے میں وفيها نعيدكم (۲) مر کر زمین میں جانا ہے پھر اٹھنا ہے تو مراد یہ ہے کہ قیامت میں زندہ ہونا ہے ومنها نخرجكم تارة اخرىٰ (۳) اگر کوئی آدمی ہر دو سجدے اسی ذہن سے کرے تو آخرت اور موت کتنی یاد رہے گی پھر شریعت کے خلاف کام نہ کرے گا ہر عمل میں حکمت اور منشاء رہے ہم تو صرف صورت جانتے ہیں ساری چیزوں کا یہی حال ہے آج عید ہے ایک آج عید ہے دوسری بقر عید ہے حکیم کی کیا حکمت ہے اللہ سے عیدوں میں شریک ہونے والا زیادہ سے زیادہ نعمتیں کس طرح حاصل کرے گا یہ سوچنا ہے یہ منشاء تو نہیں کہ رمضان میں تو خوب عبادت کریں اور ۱۱ ماہ احکام توڑیں یہ منشاء نہیں ہے حشر میں نامۂ اعمال دے کر جنت میں بھیجا جائے گا تب اطمینان ہے عیش ہے اصل عید کا نقشہ وہی ہے یہاں تو تھوڑے احکام دے کر خوشیوں کا تھوڑا نقشہ آتا ہے ایک ماہ کے بعد خوشی تھوڑی سی ہے، ساٹھ ستر سالہ زندگی رمضان کی طرح محدود زمانہ ہے اگر رمضان کی

طرح حکموں پر گزارا تو موت کے وقت عید ہوگی، آج عید للابرار و وعید للفجار دفتر بند ہوں گے فجار بھی عید مناتے ہیں حقیقت کے اعتبار سے نیکوں کی عید ہے حکم پورا کرنے والے کے لئے عید، نافرمان کے لئے دھمکی کا دن ہے جس کا آج بھی اللہ نے مغفرت کا ارادہ نہ کیا تو وہ دوزخی ہے اس کے بخشش کی صورت نہیں ہے فجار کے لئے وعید کا دن ہے۔

رمضان میں حکموں کے پورا کرنے کا نقشہ بتلایا روزہ کا حکم کیسے پورا ہوا پیاس، بھوک، عدم جماع کی تکلیف اٹھائی تب روزہ کا حکم پورا ہوا، رات کو تراویح ہے سارے دن مشقت ہے غیبت نہ کر گالی مت دے جھگڑے سے بچے گالی دینے والے سے کہو کہ میرا روزہ ہے (۴) کمال والے روزے میں خوب تکلیف اٹھانی پڑے گی، جوتے کھا کر صبر کرو دن میں یہ ہوا رات میں تراویح ہے سارے دن مشقت ہو راحت کے وقت تراویح آئی پیٹ بھاری ہوا لیکن تراویح پڑھوائی تکلیف اٹھائی برداشت کیا تب تراویح پڑھا سحری میں اٹھنا بھی مجاہدہ تو حکم پورا کرنے کے لئے تکلیف اٹھانا پڑتی ہے وہ تکلیف زیادہ دیر نہ چلے گی، رمضان صبر کا مہینہ ہے (۵) تکلیف بھی ساتھ میں افطار کے وقت راحت بھی آتی تھی پھر تکلیف ہوئی پھر راحت ہوئی تکلیف کے ساتھ راحت بھی ہے جب حکم پورا ہوا تو راحت آج کا دن آیا کہ گیارہ ماہ تک کھاؤ لیکن بالکل جنت میں داخلہ نہیں ہوا، فرحۃ عند لقاء ربہ (خدائے تعالیٰ سے ملاقات کے وقت کی خوشی) والی عید نہیں آئی ہے، اصلی عید جب آئے گی تو احکامات نہیں رہیں گے اب تو ایک نمونہ ہے کہ تکلیف اٹھا کر حکم پورا کرو تو عیش کے دروازے کھلیں گے رمضان کا مہینہ سبق دے کر چلا گیا کہ اگر مسرتوں والے بننا چاہتے ہو تو اگلے سال آؤں گا اس وقت تک یوں ہی چلتے رہنا تکلیف اٹھا کر حکم پورا کرنا گھبرانا نہیں تکلیف اٹھانا تو دنیا و آخرت میں عیدیں آئیں گی یہ مزاج پیدا کرو جیسا کہ رمضان مزاج تھا اس گُر کو گیارہ ماہ نہ بھولنا مثلاً کمائی خدا کے احکام کے مطابق کرنا اس میں تمہیں نقصان نظر آئے گا، رمضان کو دیکھ کر سمجھ لینا کہ چاہے تکلیف ہو حکم پورا کرنا ہے حکم پورا ہوگا تو عید آئے گی۔

نافرمانی کے راستے سے جو ملتا ہے تھوڑے دنوں صبر کرے تو فرمانبرداری پر اتنا ہی ملنے لگے گا بس حکم پورا کرنا ہے شروع میں تکلیف ہے بعد میں راحت ہے ہر حکم میں جتنا تکلیف کا حصہ ہے وہ تکلیف اٹھا لے وقت پورا ہونے پر خوشی دیں گے دنیا ہی میں خوشی آجائے گی ایسے ہی کمائیوں پر تکلیفیں برداشت کرو خواہشات چھوڑو نقصان سے نہ گھبرائیں ذرا دنیا میں بھی برکت کے دروازے کھلیں گے طاعات کے راستے سے اللہ دیں گے جونسا بھی شعبہ ہو تکلیف اٹھا کر حکم پورا کیا، سردی میں روزہ گیارہ گھنٹے کا ہے گرمی میں ۱۵ گھنٹے کا ہوتا ہے اصل تکلیف گرمی میں ہوگی سردی میں تکلیف تھوڑی ہوگی اسی طرح احکامات کے پورا کرنے میں تکلیف ہوتی ہے کسی پر تھوڑی تکلیف ہوتی ہے کسی پر زیادہ تکلیف ہوتی ہے جب تکلیف کی حد ختم ہو جائے تو خدا کی طرف سے فرحت کے دروازے کھلیں گے احکامات پر چلے گا تو سینکڑوں کے لاکھوں میں ملیں گے لیکن تکلیف کی گھاٹی عبور کر کے حکم پورا کرے اسی کا نام استقامت ہے اسی پر فیصلہ ہوگا یہاں تکلیفیں صحیح طور پر اٹھائیں تو دنیا میں خدا مالدار کرے گا تو سینکڑوں والے لاکھوں دینے والے بن جائیں گے عید تو دنیا کی خوشی ہے موت کے بعد اصل خوشی لامحدود ملے گی وہ اصلی ہے دیرپا باقی ہے اصل آخرت میں ہے، عید نے ایک نقشہ سمجھایا کہ آیا حکم پورا کرو گے؟ یا

خواہشات پر احکام توڑو گے؟ اگر احکامات توڑے تو دوزخ میں جائے گا کمانے میں حکم پورا کرنا ہے۔

عید نمبر ۲ قربانی کی ہے پہلی عید میں تو صرف حکم پر چلو لیکن اگر چاہو کہ عالم میں حکم چلے تو اس کے لئے عید البقر ہے، ابراہیم علیہ السلام نے قربانی پیش کی اس سے عالمگیر نقشہ بدلے گا صرف عبادت سے عالم کا نقشہ نہ بدلے گا نہ بنے گا ابراہیم علیہ السلام نے بیوی بچوں کو حکم پر جنگل میں ڈالا ریت میں بچہ کو رکھا روپیہ بھی ہے سب کچھ ہے لیکن خدا کی اجازت نہ ہونے سے وہ نہ گئے وہ پانی پر گزارہ کر رہے ہیں دور دور تک پانی نہ تھا ماں صفا و مروہ پر دوڑی خدا کے دوست کا بچہ یوں تڑپ رہا ہے ماں بھاگ رہی ہے صفا پر قافلہ نظر نہ آیا تو مروہ پر گئی سات مرتبہ اسی طرح بے قرار ہو کر دوڑی ہیں یہ بے قراری ہے، ابراہیم علیہ السلام کافروں تک کو پانی پلاتے ہیں دہریوں کو کھانا کھلاتے ہیں لیکن اپنا بچہ ایڑیاں رگڑ کر مر رہا ہے ایک کٹورہ پانی کے لئے بیوی پھر رہی ہے (۶) خدا کے دین کی قربانی کے لئے بیوی چھوڑنی پڑتی ہے دین کو لے کر دنیا میں پھرنے والے کی جان پر اور بیوی بچوں پر بنتی ہے اس سے عالم کا نقشہ بدلے گا جب کماتے ہوئے حکم پورا کرنے میں تکلیف ہوتی ہو تو چھوڑ کر جانے میں زیادہ تکلیف ہوگی لیکن ابراہیم علیہ السلام سے گھر بنوایا اور دعا منگوانا چاہا تو کہا کہ جس بات پر اے اللہ آپ دعا منگوا رہے ہیں وہی بات والی دعا چاہئے اللہ کو قربانی پسند آئی تھی جب اللہ نے کہا کہ مانگ تو کہا کہ میرے والی اداوالی امت تیار کر اپنے اور اسمٰعیل علیہ السلام کے بارے میں دعا مانگی تھی کہ ہمیں مسلم بنا چنانچہ ربنا واجعلنا مسلمین لک (۷) اے اللہ جس ادا پر آپ کو پیار آیا اسی طرح حکموں پر جھکنے والا ہی کر دے اور ایک ایسی امت پیدا کر جو حکموں پر گردن جھکائے اسمٰعیل علیہ السلام کو لے گئے باپ نے کہا کہ اللہ کا حکم ہے ذبح کروں یا بنی انی اری فی المنام انی اذبحک فانظر ماذا تری (۸) نبی کا خواب وحی ہے خدا کی طرف سے دکھایا جاتا ہے نبیوں کو صحیح چیز نظر آتی ہے آج اگر خواب دیکھو تو قرآن وسنت سے ملاؤ قال یا بت افعل ما تؤمر کہا معلوم ہوا کہ خواب ان دونوں کے نزدیک وحی ہے، ستجدنی انشاء اللہ من الصابرین صبر کروں گا حکم پورا ہوگا اللہ نے کہا فلما اسلما (۹) کہا دونوں مسلم تھے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی مسلم تھے یعنی حکم پر گردن جھکانا خواہ تکلیف آئے امت مسلمہ وہ گروہ ہے کہ جو جج ایسا ہو سارا ہی کہ حکموں کے پورا کرنے میں گردن جھکاوے چاہے تکلیف ہو یہ ابراہیم علیہ السلام کی قربانی پر ہوا بڑے بڑے حکموں کو پورا کرنا سارے گھر پر زد پڑے گی بعد میں اللہ راستہ کھول دیں گے دنیا میں عید آئے گی اصلی عید آخرت میں آئے گی وہ عید صرف کاروبار میں برکت ہو یہ نہیں ہے بلکہ حدود اللہ کا قیام اور قومیں اور ملک ہدایت پر آتے ہیں یہ مسلم کی اصل عید ہے کہ اللہ کے حکم دنیا میں سرسبز ہوں اور چالو ہوں اگر امتیں بنانا چاہو اور مجموعہ کے ٹھیک ہونے پر جو نعمتیں ملتی ہیں وہ لینی ہو تو علاقوں میں دین پر محنت کرو اخلاق واذکار پر محنت کرو تکلیفیں ضرور ہوں گی گھر بیٹھنے والے حکم میں بھی تکلیف ہوتی ہے تو قوموں اور علاقوں والے احکامات ہیں وہاں قوموں کو سمجھنا پڑتا ہے دوسری زبان خاندان والوں کو سمجھانا ہے تب بڑی عید آئے گی چھوٹی عید میں تو صرف اپنے کو سمجھانا ہے چھوٹے نقشے پر تکلیف آتی ہے تو بڑی عید پر لامحالہ تکلیف ہوگی، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وارثین ہوں گے جو اپنی جان پر تکلیف اٹھا کر راستہ کھلوا دیں یہ عید ہوگئی تو اگلی عید کا دروازہ کھلے گا اب فوراً حاجی بمبئی جا رہے ہیں جب تھوڑی تکلیف اٹھاؤ

تو بڑے مجاہدہ کا دروازہ کھلے گا، اب رمضان والا نقشہ سارے سال چلا، اب رواج والی زندگی کو ہٹا کر آپ ﷺ والا طریقہ لاویں۔

تیسری بات یہ ہے کہ سارے عالم کے نقشے پلٹوانے کے لئے بڑی عید کی تیاری کرو اب تو صرف امت پر محنت ہے بتاؤ اس کے واسطے کون تیار ہے دو رکعت عید پڑھ لو اب بتاؤ کہ اگلی عید آنے تک محنت کرو خوب محنت کر کے بڑی عید لے لو صرف پانچ منٹ وقت ہے، دوسرے یہ کہ آپ ﷺ کو اگر اللہ کے راستہ میں بھیجنا ہوتا تھا تو عید کی نماز کے بعد اللہ کے راستہ میں روانہ کرتے تھے چھوارے خوب کھائے میٹھا کھانا سنت ہے اچھے کپڑے پہنے خوشبو لگائی ایک سنت یہ بھی ہے کہ عید کے بعد آپ ﷺ اللہ کے راستہ میں روانہ کرتے تھے آج بھی تین جماعتیں روانہ ہو رہی ہیں۔

---

(۱) طٰہٰ:۵۵

(۲) حوالۂ سابق

(۳) حوالۂ سابق

(۴) مجمع الزوائد صفحہ ۱۷۹ جلد ۳

(۵) کنز العمال صفحہ ۷۷ ۴ جلد ۸

(۶) البدایہ والنہایہ صفحہ ۱۵۹ جلد ۱

(۷) سورۃ البقرہ:۱۲۸

(۸) سورۃ الصافات:۱۰۲

(۹) سورۃ الصافات:۱۰۲، ۱۰۳

دین کی محنت کو مقصد بناؤ گے تو اللہ غنی وسخی بنائیں گے

{یکم شوال المکرم ۱۳۷۷ھ مطابق ۲۱/اپریل ۱۹۵۸ء}

بعد عشاء، بمقام: بنگلہ والی مسجد، نئی دہلی

اقتباس

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے انسان تیار کئے اگر دیندار بنو گے تو ایسے بنو گے آج تو فقط نماز روزہ کیا تو دیندار بن گیا خواہ زمین دبا ہوا ہو یہ غلط دینداری ہے، دور صحابہؓ میں اپنا پیٹ کاٹ کر دوسروں پر لگاتا تھا اور خدا کی راہ میں نقل وحرکت کرتا تھا آج تو لاکھ والا بھی کنگال ہے زمیندار شادی میں ڈھائی ہزار لگاتے ہیں اور تبلیغ میں ۳۰ روپے لے کر آتے ہیں سرسوں بیچ کر ۴۰۰ روپے لے کر نہیں آتے ہیں کہ دور جائیں اب صحابہؓ کے قصے سنو، عبدالرحمن بن عوفؓ نے زمین ۴۰ ہزار اشرفی میں بیچی اور قبیلے اور فقراء اور آپؓ کی بیویوں پر خرچ کر دی تقسیم کر دی، عائشہؓ کے پاس مال آیا قصہ کا پتہ چلا تو کہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے بعد صالحین یا صابرین ازواج پر اپنا مال لگائیں گے، ابن عوفؓ نے ۳۰ ہزار گھرانے آزاد کئے ہیں۔

بعد خطبۂ مسنونہ فرمایا کہ:

بھائی دوستو بزرگو! اللہ نے مسلمان کو کمائی مال دینے کے لئے نہیں دی ہے کمانے سے تو گزر کے برابر ملتا ہے اگر کمانے کو مقصد بنایا جائے تو فقر اور بخل پیدا ہوتا ہے، ہمیشہ ہائے ہائے رہتی ہے اور جب مسلم خدا کے دین کی محنت کو مقصد بنائے اور بچا کچھا وقت کمائی میں لگائے تو اللہ غنی اور سخی بنائیں گے تو اللہ خوب دیں گے آج کل تو تھوڑا مال ہے کیوں کہ کمائی کو کام بنایا ہے تبلیغ میں کہو تو کہتے ہیں کہ ہم زمیندار ہیں اور مصیبت کے لئے دعا کرواتے ہیں حالانکہ زمیندار ہونے کی وجہ سے پریشان ہے، صحابہ کرامؓ نے دین پر ۲۵ سال جان مال خدا کے دین پر جھونکا ہے (دور نبویؐ اور دور صدیقیؓ میں) رات دن یہی جذبہ تھا فاقہ جھیلا (۱) پٹی باندھی (۲) گڑھے کھود کر رات گزاری (۳)، مال دار غریب بنے (جیسا کہ صدیق اکبرؓ)، خوب مصیبت اٹھائی (جیسا کہ عام صحابہؓ) تب مال کے دروازے کھلے وہ عمرؓ جو چند آنوں پر بکری چراتے تھے (۴) ان کے دسترخوان پر ۶۰ ہزار لوگ کھانا کھاتے تھے (۵)، دین کے کام پر ملا، مال آتا تھا تو پتھر کی طرح تقسیم

کر دیتے تھے ہم تو گیہوں کو بچا کر رکھتے ہیں وہ سونے چاندی کو بھی نہ بچاتے تھے انھوں نے دین پر محنت کی تو برکت ہوئی، زبیر بن عوامؓ نے خوب خرچ کیا حالانکہ مالدار نہ تھے قرض لے کر لوگوں کو دیتے تھے انتقال ہوا تو جائیداد کے مبصرین نے کم قیمت بتائی اس سے بھی زیادہ قیمت آئی جس کی ایک لاکھ قیمت نہ تھی وہ دو لاکھ کم چھ کروڑ میں بکی (۶)، خدا کے کام میں جان مال جھونک دیا تھا ان کے مالوں میں برکتیں ہوتی تھیں طلحہؓ نے ایک مجلس میں دو لاکھ تقسیم کیا رات کو نیند نہ آتی تھی (۷) لوگوں نے کما کر نعمت کھوئی کنگال ہوئے کنگال پنے کا احساس نہیں ہے کچھ اناج مدرسہ میں دیا تو سمجھنے لگے کہ ہمارے مال سے علم چلتا ہے اپنے کو غنی کہا عالم کو فقیر کہا، حالانکہ علماء زمیندار دوکاندار سب نے مل کر دین پر محنت کی تھی اس پر جو ملا تھا اس کے مقابلے میں سب کنگال ہیں حکومت بھی کنگال ہے فخر سے کہتی ہے کہ ہمارا ایک وفد امریکہ مانگنے گیا ہے وزراء بھی مانگتے ہیں پانچ ہزار کی تنخواہ والا بھی بھکاری ہے سارے بھیک مانگنے والے ہیں اوپر سے اور نیچے سے بھی بھیک مانگتے ہیں دین پر محنت کی تھی تو سب دینے والے تھے مانگنے والا نہ تھا، فریضہ ادا کروایا جاتا تھا، نیچے سے ٹیکسوں کے راستے بھیک مانگ رہے بھیک زمیندار اور دوکاندار سے مانگی اور اوپر سے بھی بھیک مانگی دین پر محنت کی تھی تو سب کو دینے والے تھے مانگنے والا نہ تھا فریضہ ادا کروایا جاتا تھا دنیا کی حکومت مانگ کر چلاتی ہے اور عمرؓ سے کسی نے کہا کہ آیا ہوا مال جمع کرو تو کام آئے گا عمرؓ خفا ہوئے اور کہا کہ تیری زبان سے شیطان نے کہلوایا ہے (۸) مال سے کام نہ چلے گا اب سب بھکاری ہیں جو جتنا اوپر ہوگا زیادہ مانگے گا نیچا کم مانگے گا اور صحابہؓ تو کہتے تھے کہ کلمہ پڑھو ورنہ جزیہ دو نہیں تو پلٹیں گے۔

ایک آدمی نے شیر مارا تو حکومت نے پانچ سو روپے دیئے اور پہلے زمانے میں حضرت حسنؓ نے اپنی جیب سے بغیر کارنامے کے ایک لاکھ اشرفیاں دیدیں صرف دیکھنے منگائی تھی ہبہ کر دی (۹) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دینے والی پبلک تیار کی تھی روپیہ دینے جا رہے ہیں لینے والا نہ تھا، آج تو مانگتے ہیں لیکن دینے والا نہیں ہے ابن عمرؓ سے کسی نے کہا کہ آپ سے زیادہ سخی کون ہے کہا سارا عرب ہم سے سخی ہے کہا کہ ہم سفر پر تھے بدو کے ہاں ٹھہرے روزانہ صبح و شام دو پہر چار اونٹ کاٹتا تھا تاکہ مہمان باسی نہ کھائے اور بچا ہوا قبیلہ میں تقسیم کرتا تھا وہاں سے، چلے تو اشرفیوں کی تھیلی گھر میں چھوڑ دی اور چلے آئے آگے وہی مہمان نواز ملا اور کہا کہ او کمینو! ٹھہرو اشرفیوں کی تھیلی منہ پر ماری اور کہا کہ تیری جان نکالوں گا تم نے ہمیں کمینہ جانا کہ روپے دے رہے ہو اتنا غصہ تھا کہ چپکے سے اشرفیاں لے لیں (۱۰)۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے انسان تیار کئے اگر دیندار بنو گے تو ایسے بنو گے آج تو فقط نماز روزہ کیا تو دیندار بن گیا خواہ زمین دبا رہا ہو یہ غلط دینداری ہے، دور صحابہؓ میں اپنا پیٹ کاٹ کر دوسروں پر لگاتا تھا اور خدا کی راہ میں نقل و حرکت کرتا تھا آج تو لاکھ والا بھی کنگال ہے زمیندار شادی میں ڈھائی ہزار لگاتے ہیں اور تبلیغ میں ۳۰۰ روپے لے کر آتے ہیں سرسوں بیچ کر ۴۰۰ روپے لے کر نہیں آتے ہیں کہ دور جائیں اب صحابہؓ کے قصے سنو۔

عبدالرحمن بن عوفؓ نے زمین ۴۰ ہزار اشرفی میں بیچی اور قبیلے اور فقراء اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں پر خرچ کر دی تقسیم کر دی، عائشہؓ کے پاس مال آیا قصہ کا پتہ چلا تو کہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے بعد صالحین یا صابرین ازواج پر

اپنا مال لگائیں گے (۱۱) ابن عوفؓ نے ۳۰ ہزار گھرانے آزاد کئے ہیں (۱۲)، عمرؓ نے ۴۰۰ اشرفیاں تھیلی میں دے کر غلام سے کہا کہ ابوعبیدہ بن جراحؓ کو دو اور تعارف نہ کرانا فوراً سب ختم کر دیا لوگوں کو دیدیا پھر ۴۰۰ اشرفیاں معاذ بن جبلؓ کے پاس بھیجیں تو انھوں نے بھی خیرات کر دیں بیوی بولی ہم بھی تو فقیر ہیں تو کپڑا اچھینک کر مارا کہ یہ تمہارا ہے دو اشرفیاں ملیں جب عمرؓ کو پتہ چلا تو خوش ہوئے تو فرمایا کہ بعض بعض کے بھائی ہیں مال سے محبت نہیں ہے (۱۳) یہ سند بالکل صحیح ہے راوی صحیح ہیں مال دار غیر معروف بتلایا حالانکہ وہ عمرؓ کے خزانچی ہیں معروف راوی ہیں اصابہ میں لکھا ہے عمرؓ نے کہا ساتھیوں سے کہ تمنا کرو ایک نے تمنا کی کہ یہ گھر اشرفیوں سے بھرا ہو دوسرے سونے سے تیسرے نے جواہرات سے خرچ کروں چوتھے نے کہا کہ سارے گھر مجاہدین سے بھریں ہوں اور تبلیغ میں بھیجوں (۱۴) ابن عمرؓ کے پاس ایک لاکھ بھیجے سال بھر میں سب تقسیم کیا ابن عمرؓ کے پاس دس ہزار آئے تھوڑی دیر بعد بازار جا کر چونی کا گھاس ادھار لیا دوکاندار نے کہا کہ دس ہزار ابھی تو آئے ہیں، ابن عمرؓ کے پاس فلاں جگہ سے آیا ہے کہا کہ وہ تو سارا تقسیم کر دیا ہے اپنے واسطے ادھار لینے گئے آکر بازار والوں سے کہا کہ کما کر کیا کرو گے بلا کمائے دس ہزار تقسیم کئے ایسے ہی بیس ہزار آئے تقسیم کئے، بازار سے ایک شخص آیا مانگا ختم ہو چکا تھا قرض لے کر دیا (۱۵) پھر بھی لوگ انھیں بخیل کہتے تھے جھوٹ ہے ایک شخص پر ابواسحق کا قرض تھا صبح کے وقت مطالبہ کے لئے گیا ایک دن مسجد میں نماز پڑھی تو ہر نمازی کے آگے ایک جوڑا کپڑا جوتا اور ۵۰۰ درہم کی تھیلی احنف بن قیس نے دیا (۱۶)، عائشہؓ کے پاس ایک لاکھ آئے روزہ سے تھیں سارا تقسیم کیا باندی نے روزہ یاد دلایا کہ چونی کا گوشت منگائیں افطار کرتے فرمایا کہ پہلے یاد دلاتی تو گوشت خریدتی مجھے تو یاد نہیں ہے کہ مجھے بھی کھانا ہے (۱۷)، سودہؓ کے پاس کھانا آیا تھیلی آئی سارے روپے تھے تقسیم کر دیئے عمرؓ نے جب وظائف تقسیم کئے ۱۲ ہزار ان کے حصے کے بھیجے تو کہا کہ تقسیم خود نہیں کیا میرے پاس بھیجا کہا کہ تمہارا حق ہے کہا کہ سبحان اللہ اتنا مال الغرض تقسیم کر دیا، باندی سے تقسیم کروایا بچا ہوا باندی کو دیا، ۸۵ چونی گھر والوں کو دی فرمایا کہ اے اللہ اگلے سال عمرؓ کا مال تقسیم ہونے سے پہلے مار دے عمرؓ کو معلوم ہوا تو کہا کہ اچھی عورت ہے، ایک ہزار ذاتی خرچ کے لئے بھیجا تو وہ بھی تقسیم کر دیئے (۱۸)۔

آج تو ایک حاجی کے لئے رکشہ والے نے، جھاڑو والے نے، روپے لئے معلم ۵۰ روپے لیتا ہے اور تبلیغ کے امیر کو حاجی کوڑی بھی نہ دے کر کام خوب لیتے ہیں اس سے بھی آگے رکشہ کے ۲ روپے طے ہوئے دوسرے شخص نے ڈیڑھ میں کیا، یہاں سے بمبئی تک حاجی بات کر رہے تھے کہ مولوی صاحب نے ۸ آنے دبا لئے، بابو سے خود بات کرو کہیں ٹکٹ میں سے نہ دبا لے یہ سختی دیکھ لو ٹیکے لگانے کے واسطے یہاں سے دو آدمی روکے ہیں بمبئی والے بھی مفت میں کام کر دیتے ہیں صرف ایمان، کھانے کا لالچ ہے کام سارے لے لیتے ہیں لیکن تعلیم میں شریک نہیں ہوتے ہیں جان چلی جاتی ہے بلا پیسے سارا کام کرتے ہیں پھر بھی تعلیم میں نہیں بیٹھتے سینکڑوں آدمی رکے ہوئے ہیں پھر بھی نہیں سیکھتے ہیں اب کمانے والے تو چار آنے پر جان نکلتی ہے بے دین دوکاندار زمیندار ایسے ہی ۸ آنے کے لئے لڑتے ہیں اور سفر تک لڑائی ہوتی رہی، صراحی سے پانی پیا اس پر لڑائی ہوتی ہے اب یہ ہے حوصلہ پانی میں جان نکلتی ہے چادر چارپائی استعمال ہو تو جان نکل جائے۔

اصل دین صحابہؓ میں تھا توبہ کرو آج عطایا کے مانگنے کی رات ہے دین وایمان اور حوصلہ اللہ سے مانگو دین کی محنت کرنے والے ہوں گے اور مخلوق خدا کی حاجتوں میں اپنی حاجتوں سے زیادہ لگاؤ گے تب برکت ہوگی ورنہ بے برکتی ہوگی چاہئے کتنا ہی کمالو۔

---

(۱) حیاۃ الصحابہ صفحہ ۴۱۵ جلد ۱

(۲) حیاۃ الصحابہ صفحہ ۴۳۱ جلد ۱

(۳) حیاۃ الصحابہ صفحہ ۴۳۲ جلد ۱

(۴) حیاۃ الصحابہ صفحہ ۴۷ جلد ۲

(۵) حیاۃ الصحابہ صفحہ ۲۵۷ جلد ۲

(۶) حیاۃ الصحابہ صفحہ ۲۹۴، ۲۹۵ جلد ۲

(۷) حیاۃ الصحابہ صفحہ ۳۹۰ جلد ۲

(۸) حیاۃ الصحابہ صفحہ ۲۸۴ جلد ۲

(۹) البدایہ والنہایہ صفحہ ۳۶ جلد ۸

(۱۰) مدارج السالکین صفحہ ۲۹۲ جلد ۲

(۱۱) حیاۃ الصحابہ صفحہ ۲۹۵، ۲۹۶ جلد ۲

(۱۲) حلیۃ الاولیاء صفحہ ۹۹ جلد ۱

(۱۳) حیاۃ الصحابہ صفحہ ۲۹۶، ۲۹۷ جلد ۲

(۱۴) حیاۃ الصحابہ صفحہ ۲۹۷ جلد ۲

(۱۵) حلیۃ الاولیاء صفحہ ۲۹۶ جلد ۱

(۱۶) مجمع الزوائد صفحہ ۴۱۵ جلد ۹

(۱۷) الاصابہ ۳۵۰ جلد ۴

(۱۸) طبقات ابن سعد صفحہ ۱۱۰ جلد ۸

دین سیکھنے سے زندگی میں آئے گا

{۲۸ رمضان المبارک ۱۳۷۷ھ مطابق ۱۸ اپریل ۱۹۵۸ء، شب جمعہ}

بمقام: بنگلہ والی مسجد، نئی دہلی

اقتباس

ہمارے ذمہ باعتبار مسلمان ہونے کے صرف رمضان کا آخری جمعہ ناکافی ہے جاہلوں کا عقیدہ ہے کہ اگر دہلی کی جامع مسجد میں ۷ جمعہ پڑھے گا تو حج کا ثواب ملے گا یہ جہالت ہے ایسے ہی اجمیر کی بات پھیلائی یا تو جاہلوں نے پھیلائی یا مصلحت والوں نے پھیلائی کہ دیہات میں لوگ مرتد ہوں گے، لہٰذا جمعہ کی نماز پڑھا کر اسلام پر قائم رکھا لیکن غلط ذہن ہوگیا ہے کہ سود رشوت وغیرہ لیتے ہیں اور جنت کی ہوس کرتے ہیں مسلمان کے ذمہ میں پانچ نمازیں فرض ہیں اگر پڑھے گا جنت میں جائے گا ورنہ دوزخ میں ڈالا جائے گا روزہ رکھنے والا جنت میں ورنہ دوزخ میں ایسے ہی زکوٰۃ اور حج ہے حرام کمائی سے جہنم میں جائے گا مسلم کے ذمہ لمبا چوڑا مسئلہ ہے، یہ سب سیکھنے سے آئے گا ورنہ غلط طریقہ ہوگا سب کچھ سیکھنے سے صحیح طریقہ سے آئے گا نماز غلط پڑھی یا روزہ غلط ہوا صبح صادق پر پانی پیا تو روزہ نہ ہوا، غیبت کی تو کمال جاتا رہا سیکھے بغیر کوئی چیز ٹھیک نہ ہوگی۔

بعد خطبۂ مسنونہ فرمایا کہ:

بھائیو دوستو بزرگو! ہمارے ذمہ باعتبار مسلمان ہونے کے صرف رمضان کا آخری جمعہ ناکافی ہے جاہلوں کا عقیدہ ہے کہ اگر دہلی کی جامع مسجد میں ۷ جمعہ پڑھے گا تو حج کا ثواب ملے گا یہ جہالت ہے ایسے ہی اجمیر کی بات پھیلائی یا تو جاہلوں نے پھیلائی یا مصلحت والوں نے پھیلائی کہ دیہات میں لوگ مرتد ہوں گے، لہٰذا جمعہ کی نماز پڑھا کر اسلام پر قائم رکھا لیکن غلط ذہن ہوگیا ہے کہ سود رشوت وغیرہ لیتے ہیں اور جنت کی ہوس کرتے ہیں مسلمان کے ذمہ میں پانچ نمازیں فرض ہیں اگر پڑھے گا جنت میں جائے گا ورنہ دوزخ میں ڈالا جائے گا روزہ رکھنے والا جنت میں ورنہ دوزخ میں ایسے ہی زکوٰۃ اور حج ہے حرام کمائی سے جہنم میں جائے گا مسلم کے ذمہ لمبا چوڑا مسئلہ ہے، یہ سب سیکھنے سے آئے گا ورنہ غلط طریقہ ہوگا سب کچھ سیکھنے سے صحیح طریقہ سے آئے گا نماز غلط پڑھی یا روزہ غلط ہوا صبح صادق پر پانی پیا تو روزہ نہ ہوا (۱) غیبت کی تو کمال جاتا رہا (۲)

سیکھے بغیر کوئی چیز ٹھیک نہ ہوگی بغیر سیکھے کنواں نہیں چلتا کوئی کام بغیر سیکھے نہ ہوگا جب بے سیکھے کوئی کام بھی نہ ہوگا پتھر بھی بے سیکھے نہ ہوگا تو نماز روزہ حج وغیرہ بغیر سیکھے نہ ہوں گے یہ بات سمجھ لو یہ بات کہنی ہے جب قرآن وغیرہ مانا ہے تو سیکھنا فرض ہے، زمیندارہ نہ کرنے سے دوزخ میں نہ جائے گا لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ کے خلاف کرے گا تو جائے گا کمائی سے زیادہ اہم یہ ہے کہ وقت دیں تاکہ دین سیکھیں تبلیغ میں یہی کہتے ہیں کہ جتنے بھی کمانے والے ہیں وہ سیکھ کر فرض ادا کریں۔

ایک آدمی کو مسائل یاد نہیں ہے لوٹا پاخانہ میں رکھا تلوانا پاک ہوگیا مٹکے کے اوپر رکھ کر بھرتا ہے نماز نہ ہوگی چادر ناپاک ہے نماز بالکل نہ ہوگی، دعائیں، التحیات سیکھنے سے آئیں گے، قیامت میں یہ نہ چلے گی کہ اے اللہ مجھے پتہ نہ تھا، حرام کی کمائی ہو سود ہو تو اللہ معاف نہ کریں گے جیسے کہ اللہ نے زندگی کا طریقہ فرض کیا ہے سیکھنا بھی فرض کیا ہے مرنے پر آدمی آخرت میں ایک کوڑی بھی لے کر نہ جائے گا سارے اعمال لے کر جائے گا اچھے برے عمل لے کر جائے گا اچھے عملوں سے جنت ملے گی، زمیندارہ پر جنت نہیں ہے اعمال پر معاملہ ہے ہندو پاک کی تقسیم نہیں ہے اگر ہند میں زمین تھی تو پاک میں ملی، ۵۰ ہزار میں ۱۰ ہزار ملے، آخرت میں یوں نہیں ہے وہاں تو اعمال کے گٹھر ساتھ میں ہوں گے جہاں تک نظر جائے گی دفتر اعمال کے وہاں تک پھیلے ہوں گے ۔ لَا يُغَادِرُ صَغِيرَةً وَّلَا كَبِيرَةً (۳) وہاں گیہوں نہ ہوگا گیہوں کمانے کے اعمال ہوں گے اچھے برے عمل ساتھ ہوں گے ساری دنیا سے بڑی جنت ملے گی (۴)، اگر عمل خراب ہوں گے اس لئے دوزخ میں جائیں گے بہت سے ایسے کہ کچھ نہ ہوگا اعمال پر ہے آخرت کا معاملہ چیز پر نہیں ہے عمل پر ہے اچھا عمل بلا سیکھے نہ ہوگا برا عمل بلا سیکھے بھی ہوگا جھوٹ، زنا، چوری میں سیکھنے کی ضرورت نہیں ہے بغیر سیکھے کی زندگی خراب ہے سیکھنا ضروری ہے۔

---

(۱) شامی صفحہ ۸۸ جلد ۲

(۲) شرح البخاری لابن بطال صفحہ ۲۶ جلد ۷

(۳) سورۃ الکہف: ۴۹

(۴) کنز العمال صفحہ ۵۰۴ جلد ۱۴

مالیات کے نقشوں کی قربانی سے دین چلے گا

{۲۸ رمضان المبارک ۱۳۷۷ھ مطابق ۱۸ اپریل ۱۹۵۸ء}

شب جمعہ، بعد تراویح، بمقام: بنگلہ والی مسجد، نئی دہلی

اقتباس

آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور صدیق اکبرؓ کا زمانہ یاد کرو زمین کھود کر پودا لگا پانی دے بعد میں پھل آئے گا اگر کہا کہ پھل دو تو کہاں سے پھل ملے گا، عمرؓ والا نقشہ بنیادی طور پر نہیں ہے نتیجہ کا دور ہے، پھل آیا ہے ۲۵ سال اصل دور ہے بعض درخت دادا بوئے گا پوتا کھائے گا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے درخت لگایا ابوبکرؓ نے تکمیل کی عمرص کے زمانہ میں پھل کھائے محنت تو جاتی رہی عمرؓ والا عمل کیا، اب مال تو نہیں ہے تو بھیک مانگتے ہیں اس وقت تو سب کنگال ہیں روپیہ پہلے ہرقل وکسریٰ کے پاس تھا اور آج امریکہ وروس کے پاس مال ہے باقی سب کنگال ہیں تاجر زمیندار سب کنگال ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نقشے پر محنت کرنا سیکھو تو غریبوں کو دینا آئے گا پھر خدا دیں گے زیادہ اچھی صورت یہ ہے کہ اللہ ان کو اسلام دیں وہ ہمارے مشورے پر مال خرچ ہو اگر وہ مال ہمارے پاس آئے تو دین اتنا پکا نہیں ہے ہماری سلامتی کا راستہ یہ ہے کہ قومیں اور ملک ہدایت پر آئیں۔

بعد خطبۂ مسنونہ فرمایا کہ:

بھائی دوستو! مسلمانوں کو جو مالیات دینے کا نسخہ اللہ نے دیا ہے وہ ہم نے چھوڑ دیا جو نہ دیا تھا وہ اختیار کر لیا تو ہم کنگال ہوئے کھیتی دوکان کر کے روپے جمع کرنا یہ اللہ نے ہمیں نہ دیا تھا بلکہ اللہ نے ہمیں دین کی محنت دی تھی اتنی محنت کرو کہ دین آئے تو مال ملے گا پھر صحیح خرچ کرو پہلے مال دے کر دین نہیں دیا بلکہ دین پر چلا کر مال دیا، بہت غریب مسلمان تھے دین پر چل کر مال لیا، آج کل سب کنگال ہیں، عمرؓ کے زمانے کے وظیفے ذہن میں ہیں حالانکہ ۲۵ سال، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ۲۳ سال اور ابوبکرؓ کے ۲ سال، صرف اپنی جان ومال لگانے کے ہیں مغازی میں مال غنیمت تقسیم ہوا وہ بالکل ناکافی تھا، ابوبکرؓ کے زمانہ میں ۵۰ ہزار آیا، صرف یرموک میں ۳۶ ہزار آدمی تھے سب نے جنگ کی یہ خرچ ابوبکرؓ نے نہیں دیا لوگوں نے اپنی جان ومال دیا یہ شامی بلاک کی خالدؓ کی جنگ تھی، ایرانی بلاک فارس کی جنگ میں عمرو بن عاصؓ تھے بعد میں خالدؓ بھی آئے، ابوبکرؓ کے زمانے میں مال معمولی آیا صرف ۵۰ ہزار آیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وعدے پورے کر کے ڈھائی روپے فی نفر، اگلے سال ۵ روپے فی آدمی ملے، اب جہاد میں جان ومال اپنا لے کر گئے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک طبقہ ایسا

بنایا تھا تو پتہ چاب کر، ٹڈیاں، چمڑے کی راکھ، پیدل، کھیت، دوکان چھوڑنا یہ سب کر کے نقل وحرکت قائم کی دین پر محنت کرائی ایک طرف نقل وحرکت کے اخراجات اور دوسروں پر مال لگانا جب استعمال ہوا تو مدینے میں دین سیکھنے بلایا، یمن میں معاذؓ کو بھیجا (۱) یہ خال خال تھا ورنہ نومسلموں کو مدینہ بلا کر سکھاتے تھے، خالدؓ نے کہا کہ آپؐ کے کہنے سے یہاں آیا چاروں طرف اونٹ دوڑائے یا بنی حارث اَسْلِمُوا تَسْلَمُوا (اسلام لاؤ محفوظ رہو گے) میں ٹھہر کر اسلام سکھاتا ہوں، آپؐ نے خفا ہو کر فرمایا کہ بَشِّرْهُمْ وَاَنْذِرْهُمْ وَاَقْبِلْ مَعَكَ وَفْدَهُمْ (انھیں خوشی وڈر کی بات سناؤ اور ان کی جماعت لے کر مدینہ آجاؤ) اور ان کی جماعت مدینہ میں بھیجو (۲) بھوکے عرب تھے معمولی کھیت دوکان تھی وہاں کی، آج بھی کھیتی کم ہے آج تو پٹرول اور سونے کا نیا نقشہ بنا ہے حج کو پیسے لینے کی چیز بنائی اس کے علاوہ عرب میں کوئی کمائی نہیں ہے حاجیوں کے ذیل میں کمائی ہے باقی عرب میں کچھ نہیں ہے۔

طائف بدر میں دیکھو اب بھی وہ کمائی کا علاقہ نہیں ہے تو عرب نے روپیوں سے کام نہ کیا تھا بھوکے پیاسے لوگوں نے پیٹ کاٹ کر خدا کی راہ کی نقل وحرکت کو چالو کیا اب حنین بدر میں مال غنیمت ملا تو بھوکوں کو جو مال غنیمت ملا تو دیکھو اخراجات کتنے زیادہ ہیں ہزاروں لاکھوں گنا زیادہ اخراجات ہیں، مدینہ آنے والوں کو کھلانا بھی ان کے ذمہ تھا، قوت عاملہ سارا عرب نہ تھا صرف مدینہ تھا دوکان کھیت نہ تھے باہر کے آدمی کم تھے عام غزوات میں مدنی صحابہؓ تھے، بدر خیبر وغیرہ پر جنگ اہل مدینہ نے کی تھی اب ان کی کھیتیاں دوکانیں دیکھو اور مال غنیمت دیکھو اور خرچ دیکھو، تبوک میں ۳۰ ہزار میں سے ۱۰ ہزار کا خرچ، عثمانؓ نے کیا (۳)، روپے سے کام نہ چلا تھا بلکہ روپے نہ ہونے سے کام چلا تھا، دس نفر میں ایک اونٹ تھا دین کی نقل وحرکت کا کام چلایا، انصارؓ کی کھیتیاں اجڑیں تو چھ ماہ کی چھٹی بھی نہ ملی، اقتصادی حالت فیل ہو چکی تھی پھر بھی سب سے زیادہ مال اہل مدینہ نے خرچ کیا نقل وحرکت کا ضابطہ نہ تھا جب آواز لگی نکل کھڑے ہوئے کبھی جوتنے کے وقت مطالبہ ہوا دوکان کو تالا مارا اور چل دیئے کافی وقت کے لئے جاتے تھے کمائی پر زد پڑی، ابوبکرؓ ۸۰ ہزار لے کر اسلام میں داخل ہوئے خلافت کے پہلے دن چادر بیچتے ہیں تو عمرؓ نے وظیفہ کی کہی چھ ماہ میں ایک جوڑا اگلے چھ ماہ پر پرانا واپس کریں اور نیا لیں اور سالانہ تھوڑا وظیفہ ہے (۴)، انتقال کے وقت اپنی چیزیں بکوا کر بیت المال کا مال واپس کیا (۵) تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکرؓ کا زمانہ مالیت کے خرچ کا ہے، خیبر، بنو قریظہ، بنو نضیر ملا لیکن اخراجات بڑھ رہے تھے تبوک کا سفر اس کے بعد ہوا ہے ان کو جتنا ملا ہے اس سے زیادہ خرچ کیا اسی کسمپرسی میں مسیلمہ کذاب کو مارا غرض کہ نقل وحرکت پہلے چلی۔

ابوبکرؓ نے شام کے بارے میں مشورہ چاہا تو عمرؓ نے کہا کہ اللہ سبقت کا ثواب جسے چاہیں دیں، میری رائے تھی لیکن کہہ نہ سکا ضرور جانا چاہئے (۶)، عبدالرحمن بن عوفؓ نے کہا حد حدید ورکن شدید (۷) کہ تانتا نہ باندھو عربوں کی فوج ٹریننگ شدہ نہ تھی قبائل نوعیت تھی شام میں فوجی نوعیت تھی اور سارے اسباب وسائل تھے اور صحابہؓ بے سامان والے تھے اب ہرقل کی مرتب فوجوں کے پاس جانا ہے اس لئے ابن عوفؓ نے انکار کیا کہ مال ہو اور کچھ سیکھیں لہٰذا روپیوں پر شب خون کریں تو مالیات ملے گی پھر عرب کو عجم سے جنت کا حوصلہ ہوگا معلوم ہوا کہ کارکنوں کے پاس مال بھی نہ تھا پھر رائے مانگی تو

عثمانؓ نے کہا کہ آپ ناصح و مشفق امیر خیر خواہ ہیں، آپ کی رائے ہماری رائے سارے باقی عشرہ مبشرہ نے عثمانؓ کی تائید کی (۸)، ابوبکرؓ والی رائے دوسری رائے ابن عوفؓ کی ہے کہ جنگ نہ کریں (۹) بعد میں ابوبکرؓ نے فیصلہ کیا کہ بھیجنا ہے مرنے پر تیار کیا مالیات پر کام نہ چلا بلکہ کام سے مالیات چلا اب تو پہلے پیسوں کی فکر کرتے ہیں کنگالوں کے پاس سے کیا نکلے گا اگر مال ہے تو دل سے کنگال ہیں اس لئے ساری اسکیم فیل ہوتی ہے، مکان بھی اس زمانے کے نقشے کا بناتے ہیں جھونپڑا کافی نہیں سمجھتے ہیں نہ نو من تیل ہوگا نہ رادھا ناچے گی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے محنت کرا کر ایمان والا نقشہ پیدا کیا خلاف شرع دوکان سے نہ دیں گے غلط نقشوں سے زمین دباتے ہیں اور برکت کی دعا کراتے ہیں حرام پر بسم اللہ کہہ کر کھانا کفر کا خطرہ ہے (۱۰)، اللہ والے طریقے سے پیسے لو دفتر کی محنت پر مال ملے گا حلال کمائی سے کم ملے گا لیکن حلال کمائی بھی نہیں، کمائی میں حرام گھس رہا ہے دوسروں کو دیں گے کیوں کہ ان میں دین نہیں ہے تو اب کیسے اجازت دیں کہ کماؤ۔

ایک آدمی نے کہا کہ دوکان فیل ہوئی تو ہوا کرے کیوں کہ دوکان پر مسئلہ نہیں ہے اصل تو دین کی محنت ہے دوکان بند ہوا کرے ۲۵ سال سارا علاقہ محنت کر رہا تھا مالیات کو قربان کیا حاجتیں کاٹنا اور دوسروں کی ہدایت کے لئے پھرنا یہ طبقہ تیا رہوا مدینہ والوں کے ۸ ماہ نقل و حرکت کے تھے صرف ۴ ماہ کمائی کے نکلے جو ۲۴ گھنٹے کماتا تھا اتنا اب کمانے والا نہ رہا دس سال میں، پچیس تیس سفر بڑے غزوے آپ صلی اللہ علیہ وسلم والے ہیں ۲۵ صحابہؓ والے ہیں ڈیڑھ سو غزوات دس سال میں ہوئے (۱۱) تو کمائی کیسے ہوگی اور سفر بھی زیادہ وقتوں کے تھے مدینہ کا وقت بھی دین پر لگتا تھا آج تو مقامی گشت بھی نہیں کرتے ہیں، صحابہؓ کی کوئی مسجد ایسی نہ تھی کہ تعلیم نہ ہو باہر والے مسجدوں میں قیام کرتے تھے صرف مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں ایسا ہو یعنی (حلقہ ہو) ایسا نہ تھا بلکہ ساری مسجدوں میں یہ رائج کرو مدینہ میں تعلقات والوں کے پاس ٹھہرتے تھے، مصنف عبدالرزاق کی ایک روایت میں ہے کہ ایک وفد آیا ہے ان پر تعلیمی محنت کون کرے گا۔

ایک صاحب محلے میں لے گئے آٹھ دن میں کادوا ان یفقھوا اور دوسرے آٹھ دن میں قد فقھوا دوسرے محلے میں ہوئے چار سو افراد پندرہ دن میں فقیہ بنے، مسجد نبوی کے علاوہ سبھی مساجد کا نقشہ بھی وہی تعلیم والا تھا وہی تہجد والا بھی، بعض اصحاب صفہ ہیں نو مسلموں کو مدینہ لاتے اور مدینہ والے کھلاتے اخراجات دہرے ہو گئے بے اونٹ والوں کو اونٹ دلانا اب کمائی کم اخراجات زیادہ ہیں مال غنیمت سے بہت زیادہ اخراجات ہیں، ۲۵ سال محنت کی دوسروں پر محنت کی مکارم اخلاق آئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے گئے اور شام کی طرف رخ کر گئے اب خدا ان پاکیزہ لوگوں کو دے گا اب تو صرف عمرؓ والی بات چل رہی ہے کہ وظیفہ ملے تو ہم کریں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور صدیق اکبرؓ کا زمانہ یاد کرو زمین کھود کر پودا لگا پانی دے بعد میں پھل آئے گا اگر کہا کہ پھل دو تو کہاں سے پھل ملے گا، عمرؓ والا نقشہ بنیادی طور پر نہیں ہے نتیجہ کا دور ہے، پھل آیا ہے ۲۵ سال اصل دور ہے بعض درخت دادا بوئے گا پوتا کھائے گا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے درخت لگایا ابوبکرؓ نے تکمیل کی عمرؓ کے زمانہ میں پھل کھائے محنت تو جاتی رہی عمرؓ والا عمل کیا، اب مال تو نہیں ہے تو بھیک مانگتے ہیں اس وقت تو سب کنگال ہیں روپیہ پہلے ہرقل و کسریٰ کے پاس تھا اور آج امریکہ و روس کے پاس مال ہے باقی سب کنگال ہیں تاجر زمیندار سب کنگال ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نقشے پر محنت کرنا سیکھو تو غریبوں کو دینا آئے گا پھر خدا دیں گے زیادہ اچھی صورت یہ ہے کہ اللہ ان کو اسلام دیں وہ ہمارے مشورے پر مال خرچ ہو اگر وہ مال ہمارے پاس آئے تو دین اتنا پکا نہیں ہے ہماری سلامتی کا راستہ یہ ہے کہ قومیں اور ملک ہدایت پر آئیں، ہمارے مشورے سے مال غرباء پر لگے انصار سے معاہدہ کیا تھا کہ دنیا میں نہ ملے گا جنت ملے گی (۱۲) اب اگر یہ نقشہ تو پلٹ جائے اتنا کہنے کے بعد بھی رات گزار کر صبح چل دو گے، ۱۵ دن سے مالیات کا خرچہ چل رہا ہے تم نے افلاس والے صحابہؓ کے قصے سنے دوسروں پر لگاتے تھے اب مالیات کے دروازے کھلے اب عمرؓ نے رجسٹر بنوائے اور سب کے نام اور وظیفے لکھے اب یہ نقشہ آیا ہے اسے سب ٹھیک جانتے ہیں اب کھیت بیچ کر کام نہیں کرتے ہیں اتنا لمبا کام ہوا ابتداء سفر سب سے پہلے مولانا اسمعیل صاحبؒ دادا صاحب امیر تھے ان کے والد نواب ٹونک کے ساتھ تھے عربی تھے یہ گھرانہ مال دار تھا دستاویزیں بھی ہمارے پاس تھی جھنجھانہ پرا کثر زمین کا رقبہ مولوی اسمعیلؒ کے نام تھا لیکن ان کے پاس دولت تھی کہ ادعیہ مسنونہ میں احسان کی صفت حاصل تھی بارہ تسبیحیں وغیرہ نہ کی تھی دعائیں پڑھتے تھے اور احسان کی صفت پیدا کر دی خدا کا دھیان تھا اخیر زمانہ میں گنگوہیؒ کو خط لکھا کہ میں نے ذکر نہ کیا ہے اجازت ہو تو کروں جواب ملا کہ مقصود حاصل ہے، تبلیغ کی نقل وحرکت سے ہمارا نام چلا پھر بھی دعا منگوانے آتے ہیں تو احسان کی صفت والوں کے پاس کتنے حضرات آئے تھے۔

مولوی اسمعیلؒ شہرت سے گھبراتے تھے اپنے کو مجمع سے چھپانے کے لئے یہاں آ گئے اور دورو پیہ والی امامت کی امام اور موذن بنے حوض کے پاس بنگلہ تھا ظفر کے زمانے ۱۸۵۷ء کے پہلے کا قصہ ہے یہاں بنگلہ تھا شاہی خاندان میں ملازمت ہوئی یہاں سسرال تھی مرزا ثریا جاہ تھے فارسی زبان مادری تھی تو امام موذن شاہزادوں کے معلم تھے سبق پڑھایا تو گھر پر بچوں سے پوچھا جاتا تو فارسی نہ آئے ہٹا دیتے تھے، مولوی اسمعیلؒ نے حقیقی فارسی بتائی قابلیت تسلیم ہوئی جم گئے مرزا ثریا جاہ کے بچوں کو پڑھانا شروع کیا (خاندانی بچوں کو) موذن کی حیثیت تھی اسی زمانہ میں اپنا قافلہ حج کا بھی نواب ٹونک کا قافلہ بھی تھا اذکار سے متاثر ہوئے دونوں ایک قافلہ بنا اس حج کے وقت ۱۸۵۷ء کا واقعہ ہوا، واپسی کے وقت راستے میں خطرہ کی بات کا پتہ چلا کہ پھانسی کا خطرہ ہے فرمایا کہ یہ نمک حرامی ہے موت کے وقت ان کے پاس رہوں گا دہلی آ گئے مرزا الٰہی بخش کے بھی وارنٹ آئے انگریز سے ملے ہوئے نہ تھے غلط مشہور ہے کہ ملے ہوئے تھے مرزا ہوشیار تھے جب دیکھا کہ ملک ہاتھ سے گیا تو جو محقق ہو وہ خود انگریز سے کہتے تھے کہ فلاں بات یوں ہے، اس سے رسوخ ہوا بہت سوں کو پھانسی سے بچایا غداری کی وجہ سے چھوٹے ہوں یہ بات نہیں ہے پھانسی کا حکم تو ہو چکا تھا دو آبہ میں مجذوب نے کہا کہ مسجد کے ملا سے دعا کرا اسی حجرہ پر دعا کے لئے مولوی اسمعیلؒ سے کہا سر پیر پر رکھ دیا انھوں نے منع کیا پھر ڈانٹ کر سچی توبہ کروائی یہی ہماری پکار ہے کہ سچی توبہ کرو، صرف توبہ تو سچی توبہ نہیں ہے شراب کے مٹکے توڑے زنا وغیرہ سے سچی توبہ کی اسی مسجد میں روئے کچھ دن بعد آیا کہ پھانسی میں توقف ہوا اسی بنگلہ میں قرآن شریف حفظ کیا، اب جائیداد ضبط کی اور پھانسی موقوف ہوئی یوں چھوٹے۔

حضرتؒ نے کہا کہ اس واقعہ کے بعد مولوی اسمعیلؒ اپنے استاذ کے پاس جو مظاہر حق کے مصنف تھے ان کے پاس گئے تو پوچھا کہ کیا بتایا کہ جان بچی جواب دیا کہ استغفار کرایا ہے اچھل پڑے اللہ نے الہام کیا اب شیخ بن گئے سارے خاندان کے

بچے جمع ہوئے مدرسہ بنا جب سے آج تک چندہ نہیں ہوا پھر مولوی اسمعیلؒ چھٹے ماہ جھنجھانہ جاتے اپنی نقدی اس مدرسہ میں لگاتے تھے پھر مولوی نور محمد نے بھی ایسا نہ کیا، دہلی میں چار فرقے تھے سب ان سے جڑے تھے پھر حضرتؒ کا زمانہ آیا جھنجھانہ والوں نے ساری زمین دبالی پھر بھائی ظہیر کا دور دورہ ہوا کاغذات بنائے حضرت جیؒ سے کہا کہ عدالت میں صرف ایک دفعہ حاضری دو زمین ملے گی حضرتؒ نے کہا کہ توجہ تو تبلیغ میں لگ رہی ہے زمین میں توجہ لگ جائے گی اس قربانی سے تبلیغ کا کام چل رہا ہے جب حضرتؒ نے مکاتب کا ارادہ کیا پھر وعظوں کا سلسلہ پھر یہ تبلیغ اماں جی کا یعنی اپنی بیوی کا سارا زیور لے کر روپیہ لیا مکاتب بنائے، کام اس طرح ہوتا ہے آج زیور بیچ کر جانا سمجھ میں نہیں آتا خدا کے کام اپنی چیز کی قربانی پر ہے مالیات پر نہ چلیں گے مفاد حاصل کرنے کے لئے تو ساری دنیا ہے لیکن مفاد قربان کر کے دوسروں پر لگانا اب بھی قربانی کے پر تو پڑتے ہیں دیر ہوگئی ہے۔

عمرؓ کے پاس دو لاکھ روپئے ملے ابو ہریرہؓ لانے والے سے کہا کہ پاک بھی ہے کہا پاک ہے ارے دیہاتی غلط تو نہیں کہہ رہا ہے تجھے گنتی تو آتی نہیں ہے کہا کہ صحیح ہے کہیں نیند تو نہیں ہے چلا جا صبح کو پوچھوں گا ابو ہریرہؓ نے گنا تو ساری رات نہ سوئے کروٹ بدلتے رہے مال کی وجہ سے نیند نہ آئی نیند کیسے آتی مال آگیا کیا اطمینان ہے کسی مصرف میں خرچ کے بغیر خرچ نہ ہو جائے، بات بات میں دین ٹپکتا ہے صبح کی نماز کے بعد فرمایا آج وہ چیز آگئی جو اسلام میں نہ آتی تھی رائے یہ ہے کہ ناپ کر سب تقسیم کر دوں لوگوں نے کہا کہ نو مسلم زیادہ آئیں گے اور مال بھی زیادہ آئے گا لہٰذا رجسٹر بناؤ نام لکھ کر دو تا کہ حساب رہے مشورہ دو کہ ابتداء کس سے کی جائے رائے ملی کہ پہلے آپ کا خاندان پھر دوسرے کو فرمایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خاندان سے ابتداء ہوگی بنو ہاشم سے ابتداء ہوئی مشورہ میں علیؓ نے کہا کہ ہر سال خرچ کر دو روک کر نہ رکھو، عثمانؓ نے کہا کہ مال زیادہ آئے گا نظام بنا کر دو تا کہ سب کو مل سکے لکھت پڑھت ہونی چاہئے، ولید بن ہشامؓ نے کہا کہ صحابہؓ کو مال ملا لیکن حساب کا پتہ نہیں ہے آج حساب جانتے ہیں لیکن مال تو نہیں ہے میں ملک شام گیا تھا وہاں رجسٹر تھے، عمرؓ نے ایسا ہی کر دیا اب علیؓ کے بھائی عقیلؓ کو بلا کر رجسٹر کا کام حوالے کیا۔

عمرؓ کا نمبر تیسرے نمبر پر آیا جتنا نمبر اول ہوگا مال زیادہ ملے گا اپنی ترتیب تیسرے نمبر پر آئی تو بیسویں نمبر پر لے لیا، عمرؓ کے خاندان والے آئے اور کہا کہ آپؓ خلیفہ ہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور ابو بکرؓ کے خلیفہ ہیں تو تیسرے نمبر پر رہو تو جواب دیا کہ اے خاندان والو میری پیٹھ پر رکھ کر کھانا چاہتے ہو میری نیکیاں جاویں اور تمہیں کھانا ملے ہرگز ایسا نہ ہوگا نسب نامے سے نام آئے گا پہلے نہ آئے گا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے باپ کی اولاد پھر دادا کی اولاد، بنو جہم اور بنو عدی اخیر میں آتے ہیں دور جا کر ملتے ہیں میرے دو ساتھی مجھ سے جا چکے ان کی موافقت کرنی ہے دنیا کی فضیلت اور آخرت کی امید آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وجہ سے ہے، لہٰذا جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جتنا قریب ہے شریف ہے ورنہ دور ہے حضرت آدم علیہ السلام تک پہنچنے میں چند باپوں کا فرق رہے گا تو شرافت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قریب والا اشرف ہوگا، اس کے باوجود عجمی اگر اچھا عمل لایا تو قیامت میں عربوں میں سے اونچا ہوگا اچھے عمل سے جنت ملے گی (۱۳) بعد میں ابو بکرؓ اور علیؓ کے نزدیک سب مالیات برابر برابر تقسیم، عمرؓ کی رائے یہ تھی کہ جنھوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ مل کر قتال کیا انہیں زیادہ ملے (۱۴)

الغرض تفریق ہوا ایک روایت ہے کہ عمرؓ نے ابوبکرؓ کی رائے پر رجوع کیا اگلے سال زندہ رہا تو ابوبکرؓ کی طرح مساوات کروں گا (۱۵) تقسیم کے بعد کچھ مال باقی رہا تو عباسؓ نے کہا کہ میں آپ کا چچا ہوں اکرام کرو بچا ہوا مال مجھے دیدو، عمرؓ نے اجازت لے کر مال دیا (۱۶)، عمرؓ کے پاس مال آیا تو اجازت چاہی کہ عائشہؓ کو اول اجازت ملی تو دیدیا، عائشہؓ نے دیکھا کہ بھائی مال ہے تو دعا کی کہ اے اللہ آئندہ سال تک مجھے زندہ نہ رکھ دنیا آنے لگی عائشہؓ زندہ رہیں دوسری عورت کی دعا قبول ہوئی اور مرگئی مال بوریوں میں آتا تھا آٹے دال کی طرح بوریوں میں آیا تھا آج تو چونی میں چاندی بھی نہیں ہے اس وقت تو موٹے درہم پر چاندی تھی بہت سے گئے آئے تو پوچھا کہ کیا عمرؓ نے غلہ بھیجا؟ جواب ملا کہ چاندی ہے تو کیا عمرؓ کو تقسیم کرنے کے لئے میں ہی ملی تھی یہ زینبؓ تھیں جواب ملا کہ یہ آپؓ کا حصہ ہے قلق ہوا مال پر کپڑا ڈلوادیا بے دیکھے ہاتھ ڈلوا کر تقسیم کروادیا اور دعا مانگی اگلے سال وظیفہ ملنے تک مجھے موت آجائے دنیا آنے لگی زینبؓ کا انتقال ہوا (۱۷)، ابوبکرؓ نے انسؓ کو عامل بنایا عمرؓ کے زمانے میں آئے سب مال انہیں کو دیدیا (۱۸)، علیؓ نے سال بھر میں تین دفعہ تقسیم کیا چوتھی دفعہ آیا کہ لے لو میں خازن نہیں ہوں قاسم ہوں مال لے جاؤ جن رسیوں میں مال آیا وہ بھی تمہاری ہیں (۱۹) اب تو سب لالاجی بن گئے خرچ نہیں کرتے ہیں۔

---

(۱) حیاۃ الصحابہ صفحہ ۱۹۵ جلد ۲
(۲) حیاۃ الصحابہ صفحہ ۱۵۶ جلد ۱
(۳) رحمۃ للعالمین صفحہ ۱۳۶ جلد ۱
(۴) حیاۃ الصحابہ صفحہ ۳۵۴ جلد ۲
(۵) حیاۃ الصحابہ صفحہ ۳۵۳ جلد ۲
(۶) حیاۃ الصحابہ صفحہ ۵۵۷ جلد ۱
(۷) حیاۃ الصحابہ صفحہ ۵۵۸ جلد ۱
(۸) حوالہ سابق
(۹) حوالہ سابق
(۱۰) حاشیہ طحطاوی صفحہ ۶ جلد ۱
(۱۱) رحمۃ للعالمین صفحہ ۱۸۵ تا ۲۰۲ از منصور پوری جلد ۲
(۱۲) بخاری صفحہ ۶۲۰ جلد ۲
(۱۳) حیاۃ الصحابہ صفحہ ۲۷۹ تا ۲۸۱ جلد ۲
(۱۴) حوالہ سابق
(۱۵) حیاۃ الصحابہ صفحہ ۲۸۱ جلد ۲
(۱۶) حیاۃ الصحابہ صفحہ ۲۸۲ جلد ۲
(۱۷) حیاۃ الصحابہ صفحہ ۳۰۱ جلد ۲
(۱۸) حیاۃ الصحابہ صفحہ ۲۸۲ جلد ۲
(۱۹) کنز العمال صفحہ ۳۲۰ جلد ۲

ناپاک انسان پاک رب سے جڑے

{۲۹ رمضان المبارک ۱۳۷۷ھ مطابق ۱۹ اپریل ۱۹۵۸ء}

بعد عصر، بمقام: بنگلہ والی مسجد، نئی دہلی

اقتباس

الغرض سارے زنا سے بچے گا نماز پر روئے تو زنا سے بچے گا آنکھوں کی، زبان، ہاتھ، پیر، دل کی ظلمت سے نماز گندی کی اس پر روئے تو گناہ سے اللہ بچائیں گے اور گناہ بھی اللہ کی طرف سے خیر ہو کر آتی ہے بشرطیکہ وہ کیفیت پیدا ہو گناہ بڑھے مگر ندامت اچھی ہے، آدم علیہ السلام صورت میں مجرم ہیں مگر جہاں آدم علیہ السلام کا قدم پڑتا تھا جنت کی برکتیں وہاں اترتی تھیں خدا کا حکم ٹوٹنے پر کیفیت پیدا ہوئی شیطان نے توانا خیر منہ کہا، حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں شیطان نے کہا کہ زندہ کو نہ مانا تو مردہ کو کیا مانوں گا، آدم علیہ السلام اتنے روئے کہ ساری دنیا والوں سے زیادہ روئے پانی بہتا تھا اور گارا ہوتا تھا اتنے چالیس سال روئے یہ حدیث میں ہے، یہ ندامت اچھی ہے جرم ہوا تھا ندامت اچھی ہے اگر طاعت کر کے شیطان بنا اور حکم توڑ کر ندامت سے آدم علیہ السلام بنا تو آدم شیطان سے اچھا ہے۔

بعد خطبۂ مسنونہ فرمایا کہ:

بھائی دوستو بزرگو! اللہ نے انسان کو گندے قطرے سے بنایا ہے اور گندگی بھری ہے اس کے مقابل جس اللہ سے وابستہ ہونے کے لئے بنایا ہے وہ ضد ہے یہ گندہ ظلمت والا حقیر ہے وہ پاک نور والے عظیم ہیں، اب چھوٹے بڑے کا جوڑ کیسے پیدا ہو اگر یہ چھوٹا چھوٹا سمجھے گا تو بڑے سے جوڑ ہوگا جتنا ناپاک ہے اتنا ناپاک جانے تو جوڑ ہوگا پاک سے، اگر ناپاکی بھول جائے تو پاک سے جوڑ نہ ہوگا اللہ نے نقشہ بتایا ہے کہ اگر حکم پورا کرو تو پاک ہو گے ہو اسر کی پاخانہ نکلا تو ظاہر ہوا کہ میں سارا ایسا ہوں اندر سے تو ایسا اب اگر پاک کرنا ہو سارا تو سارا پاخانہ کہاں سے نکالو گے اگر نکالو تو بھی چمڑہ منی سے بنا ہے لہٰذا پاک کے مناسب پاکی تو سب کی نہیں ہے لیکن ناپاکی تو ہے بس تم دھودو بڑی گندگی پورے وجود کی گندگی کھلی ہے تو سارا بدن دھوڈالو یہ ساری نجاست کی جگہ نہیں پہنچا گندے وجود کے اوپر پانی پہنچا ہے اسی سے جوڑ ہوگا نماز پڑھ سکتے ہو اتنے کو ناپاک جانو، حکم ہے غسل کرو نماز پڑھو، نوالہ میں خوشبو تھی اب پاخانہ میں بدبو آئی ہے تو ہمارا وجود گندہ ہے اس گندگی کے ساتھ اس پاک سے جوڑ کیسے ہو اگر پاک کا کہنا پورا کرو اس کا نام برکت والا ہے پاکی حاصل کرنے کا حکم ہوا تھوڑی سی

پاکی آئی ناپاکی کا استغفار کر پھر ہوا سر کی پھر پاکی چلی گئی، اندر سے نہ نکلے تو پاک ہے وہیں دبی رہے تحریک نہ ہوا گر تیرے اندر تحریک ہوئی تو پاکی گئی، عورت دکھی شہوت سے دیکھا اندر تحریک کی جوش پیدا ہوا، منی نکلی تو پاکی ختم ہوگئی، اب قرآن نہیں چھوسکتا سجدہ نہیں کرسکتا (۱) گندہ مادہ باہر آ گیا ہے گندگی وہاں سے سر کی ظہور میں آ گئی اس کے حکم کو پورا کر، استنجاء کر، وضو کر، کاٹ کر مت پھینک کیوں کہ تیرے بس میں نہیں ہے کاٹے گا تو سلسلہ ہی ختم ہو جائے گا کہیں دور جگہ سے لے پالک لاوے گا سلسلہ نہ چلے گا خدا نے تجھے ناپاک بنایا ہے اب پاک سے جوڑ کیسے ہو؟ بس ناپاک اپنے کو ناپاک یقین کرے اور پاک سے وابستہ ہونے کی بیقراری ہو جتنا اپنی نسبت کو دبائے گا پاک سے جوڑ کرے دنیا میں تو اللہ نور پاکی برائی کو ظاہر نہیں فرمائیں گے عالم آخرت میں پاکی پتہ چلے گا یہی اجسام سے جنت میں خوشبو نکلے گی پسینہ خوشبودار ہوگا جنت میں ہوا چل کر خوشبو پھیلے گی کھانا ہضم ہوا (تو یہ گندگی اللہ کے درمیان حجاب ہوگی) یہ پاکی ہے اپنا وجود تو ناپاک ہے اس گندے کو گندہ جاننا چھوڑ دیں اور پاک سے وابستگی کا جذبہ نہ ہو تا یہ گندگی اللہ کے درمیان حجاب ہے، ہم میں پاکی نہ آئے گی اگر ذہن میں ہو کہ اللہ سے وابستہ ہونا ہے میری گندگی حجاب ہے اب حکم پورا کرے اس نے حکم دیا میں نے کیا وہ حکم پہلے اللہ سے نکلا نور تھا ہم میں سے نکلا تو ظلمت تھا، تعمیل میں نے کی ظلمت ہوئی ہم نے نماز پڑھی تو نور کو ظلمت بنایا ہے تعمیل میں نور کو ظلمت بنایا ہے ہماری ظلمت نے گھیر لیا ہے، امر الٰہی کو کالا کر دیا ہے ہم ناز کر رہے ہیں کہ روزہ نماز کیا حالانکہ حکم کو کالا کیا ہے کرنا ضرور ہے کیوں کہ حکم دیا ہے لیکن ہم اتنے کالے گندے ہیں کہ وہ حکم بھی کالا کیا ہے کرنا ضرور ہے کیوں کہ حکم دیا ہے لیکن ہم اتنے کالے گندے ہیں کہ وہ حکم بھی کالا گندہ ہوتا ہے لیکن پورا کرنا ہے کیوں کہ حکم ہے یہ میرا مزاج ہے کہ وہ حکم بدبودار بنتا ہے اب رونا چاہئے کہ ہائے میرے ہاتھ سے بدبو ہوئی میں روؤں گا تو وہ ہنسیں گے کہ میرے بندے میرے کہنے سے کرتے ہیں اور روتے ہیں خوش ہوتے ہیں یوں خدا سے تعلق ہوگا اگر اپنے کو اچھا جانا تو اول تو گندہ کیا پھر بھی اچھا جانا چوری اور سینہ زوری اللہ کے ہاں سے جوڑ نہ ہوگا چاہے جتنی بھی عبادت کرے جوڑ نہ ہوگا جب تک اپنی کمی پر نہ روئے صرف اس لئے روئے کہ مجھ سے حکم خراب ہوئے حکم پورا کرے اور اپنے اندر کی نوعیت کا خیال کر کے روئے حضرتؒ نے فرمایا کہ اللہ اس سے گناہ نہ کرائیں گے اللہ کو رونا اور بیقراری اچھی لگتی ہے ہر وقت آدمی میں خوف ہو کہ کہیں میں زمین میں نہ دھنس جاؤں، اگر طاعات میں یہ بات پیدا ہوئی تو معصیت سے اللہ محفوظ رکھیں گے ورنہ معصیت میں اللہ مبتلا کریں گے پھر بھی اگر رویا تو درجہ پائے گا جوڑ پیدا ہوگا پھر بھی احساس نہ ہوا تو خطرے میں ہے طاعت میں بھی رونے کی وجہ ہے روتا رہے کہ خدا کی شان کے مناسب نہ ہوا کہیں اللہ پکڑ نہ کریں یوں ڈرے، روئے، فخر نہ کرے تو تعلق پیدا ہوگا روزہ نماز کر کے رونا ہے حکم کی وجہ سے کیا چونکہ میں نے کیا تو ظلمت ہوئی نیکیاں کرے اور ڈرے ایمان والے سے غلطی سے زنا ہو جائے تو اسے پہاڑ نظر آتا ہے اگر نماز روزہ کو پہاڑ جاننے لگے اور روئے تو زنا سے بچے گا اگر روئے کہ آنکھ کو نماز میں خدا کی مرضی کے مطابق نہ رکھا اس پر روئے تو آنکھ زنا سے بچے گی۔

الغرض سارے زنا سے بچے گا نماز پر روئے تو زنا سے بچے گا آنکھوں کی، زبان، ہاتھ، پیر، دل کی ظلمت سے نماز

گندی کی اس پر روئے تو گناہ سے اللہ بچائیں گے اور گناہ بھی اللہ کی طرف سے خیر ہو کر آتی ہے بشرطیکہ وہ کیفیت پیدا ہو گناہ بڑھے مگر ندامت اچھی ہے، آدم علیہ السلام صورت میں مجرم ہیں مگر جہاں آدم علیہ السلام کا قدم پڑتا تھا جنت کی برکتیں وہاں اترتی تھیں خدا کا کا حکم ٹوٹنے پر کیفیت پیدا ہوئی شیطان نے تو انا خیر منه (۲) کہا، حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں شیطان نے کہا کہ زندہ کو نہ مانا تو مردہ کو کیا مانوں گا، آدم علیہ السلام اتنے روئے کہ ساری دنیا والوں سے زیادہ روئے پانی بہتا تھا اور گارا ہوتا تھا اتنے چالیس سال روئے یہ حدیث میں ہے (۳)، یہ ندامت اچھی ہے جرم ہوا تھا ندامت اچھی ہے اگر طاعت کر کے شیطان بنا اور حکم توڑ کر ندامت سے آدم علیہ السلام بنا تو آدم شیطان سے اچھا ہے شیطان کو عبادت کر کے یہ ذہن میں آیا کہ میں اچھا ہوں اپنے وجود کی طرف نگاہ کی عبادت سے بڑائی آئی، ندامت کا ذہن اس نے نہ بنایا روزہ رکھ کر اپنی بہتری کا خیال ہوا تو شیطانی خیال ہے لہٰذا اصل چیز رونا ہے اپنے کو برا جاننا حکم پورا کر کے نادم بنو، رمضان کی آخری ساعات ہیں رو پیٹ لو اور اب رونا پیٹنا کر لو روزہ اور تبلیغ میں رو لو کہ جو نیکی ہم نے کی اس میں بھی گناہگار ہیں اور گناہ تو بہت بڑے ہیں ہمارے قصور معمولی نہیں ہیں رو پیٹ لو اللہ سے مانگ لو۔

---

(۱) ترمذی صفحہ ۳ جلد ۱

(۲) سورۃ الاعراف: ۱۲

(۳) الرقۃ والبکاء صفحہ ۳۳۳ جلد ۱

حکم کی تکلیف ہی اصل عید ہے

{۳۰ رمضان المبارک ۱۳۷۷ھ مطابق ۲۰ اپریل ۱۹۵۸ء}

بعد فجر، بمقام: بنگلہ والی مسجد، نئی دہلی

اقتباس

اس عید کا خلاصہ یہ ہے کہ اس امت کا شعار ہے زمانہ جاہلیت میں کچھ تہوار تھے خوشیاں تھیں بے پیندا خوشی تھی رنگ چھڑک لیا وغیرہ، بعض ایسے کہ خوشی میں کچھ مصالح ہیں کہ بہادر اسلاف کے نقشے رکھ لئے رگ پھڑکتی رہے انصار کی عید میں اسلاف بہادروں کے نقشے لاتے تھے تاکہ جنگ پر ابھرے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان لکل قوم عیداً وھذا عیدنا' یہ ہماری عید ہے کہ خدا کے حکم کے پورا کرنے میں تکلیف اٹھانا یہ عید ہے اب بتاؤ جب حنالی تھوڑا کھانا کھانا قربان کرنے پر عید آ گئی دنیا میں تو اتنی عید آئی کہ رات کھاتے تھے اب دن کو بھی کھاؤ گھر پر جا کر کھرپا (گھانس کھودنے کا آلہ) سنبھال لیا اور بھی بڑے بڑے احکامات ہیں جن میں روزے سے بھی زیادہ تکلیف اٹھانی پڑتی ہے وہ تکلیف اٹھائے تو بڑی عید ہوگی۔

بعد خطبۂ مسنونہ فرمایا کہ:

بھائی دوستو بزرگو! دیکھو مسلمان کی سال بھر میں دو عیدیں آتی ہیں عید کے معنی خوشی کے ہیں لیکن اللہ نے ان دونوں خوشیوں کو تکلیفوں کے ساتھ جوڑا ہے گویا تکلیفوں میں خوشی ہے خدا کے حکم کے پورا کرنے میں خوشی ہے ایک رمضان کی عید ہے اللہ نے روزہ کا حکم دیا یہ پورا کیا جان پر خواہشات کے ٹوٹنے کی تکلیف اٹھاؤ رات کی نیند پر زد پڑی، دن کے کھانے پر زد پڑی، رات بھر کھانا دن میں نہ کھانا یہ تکلیف ہے رات کو نیند آتی ہے نشاط اور بھوک کا کھانا نہیں ہے بے وقت کھانا ہے اس لئے کھاتے ہیں کہ کل نہیں ملے گا یہ بھی تکلیف ہے کہ بغیر جی چاہے کھایا، میوات میں ہر جگہ کھاؤ یہ دباؤ کا کھانا ہے (میوات میں جماعت کا اکرام زیادہ ہوتا ہے، اکرام کی وجہ سے وہ حضرات جماعت سے کچھ نہ کچھ کھانے کا ہر جگہ اصرار کیا کرتے ہیں اسی کی طرف اشارہ ہے) رات کو بیس پڑھوائی جب کہ سارے سال میں چار پڑھنا مشکل تھا نیند کا غلبہ رہتا تھا ۲۰ پڑھوائی اس حکم میں تکلیف اٹھاؤ دن میں روزہ رکھوایا، صحابہؓ ۳۰ دن فاقہ کرتے تھے اب ایسا کہاں ہے صبح وشام اور پھر ناشتہ ہوتا ہے کئی وقت کھانے کی عادت ٹوٹی کسی کو سر میں درد پیش ہوتی، آگے اعتکاف آیا تو اور تکلیف اٹھاؤ تب انھوں نے کہا کہ اب

خوشی کا دن آ گیا ایک خوشی تو روزانہ افطار کے وقت ہوئی، فرحۃ عند افطارہ (۱) اور ایک سب سے بڑی فرحت عید الفطر میں ہے، روزہ عند الغروب افطار تھا اور عید میں عند الطلوع افطار ہے میٹھی پھلکی کھاتے ہیں تو فرحۃ عند فطرۃ یفطر بھی آئے گا اس دن افطار کی خوشی زیادہ ہے کیوں کہ آج معمول کا کھانا ہے روزہ دار کی تو روز عید تھی غروب کا انتظار ہوتا تھا جیسے کہ چاند کا انتظار ہے گھڑی بار بار دیکھتے ہو آخری سورج ڈوبا روزہ کھلا عید ملی کھانے کا دروازہ اس وقت کھلا جب کہ کھاتے نہ تھے اور صبح والی افطار ہے، نئے کپڑے اب خوشی اس بات کی ہے کہ خدا کا حکم پورا کرنے میں ہم نے تکلیف اٹھائی اس پر خوشی ہے دن کو روزہ رات کو تراویح ہے اس پر خوشی کا دن دیا، خلاصہ یہ کہ خدا کے حکم کو پورا کرنے میں تکلیف اٹھانا ایمان والے کے لئے عید و مسرت ہے اسی لئے خطبہ میں کہا جاتا ہے کہ عید للابرار و عید للفجار یہ عید مسلم کا ہے، یہود و نصاریٰ بھی چھٹی مناتے ہیں، چمار بھی عید کر رہے ہیں بتوں کے پجاری بھی اسے عید کہتے ہیں حالانکہ سب کی عید نہیں ہے ساری رات نماز پڑھنے والے بھی عید کہتے ہیں ساری رات سونے والے بھی عید کہتے ہیں، روزہ بے روزہ سب عید کہتے ہیں، عید للابرار نیک بختوں کی عید ہے، خدا کے مطالبوں میں پورا اترے ان کی عید ہے، و عید للفجار خدا کے حکم کو توڑنے والوں کے لئے دھمکی کا دن ہے خواہ خوشی مناوے، یوں لگاؤ کہ فرحۃ عند فطرہ و فرحۃ عند لقاء ربہ تو یہ اس کے ساتھ مل کر فرحت بنے گی فرحۃ کا ایک جوڑا ہے، (۱) افطار کے وقت (۲) اللہ کی ملاقات کا وقت ہے، (۲) افطار میں ہے جب اللہ کہیں گے کہ آجاؤ میرے پاس اب اللہ ماریں گے کہ تم تو فجار ہو تمہاری عید نہیں ہے دوزخی ہو عید تو ابرار کی ہے۔

اس عید کا خلاصہ یہ ہے کہ اس امت کا شعار ہے زمانہ جاہلیت میں کچھ تہوار تھے خوشیاں تھیں بے پیندا خوشی تھی رنگ چھڑک لیا وغیرہ، بعض ایسے کہ خوشی میں کچھ مصالح ہیں کہ بہادر اسلاف کے نقشے رکھ لئے رگ پھڑکتی رہے انصار کی عید میں اسلاف بہادروں کے نقشے لاتے تھے تاکہ جنگ پر ابھرے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان لکل قوم عیداً و ھذا عیدنا (۳) یہ ہماری عید ہے کہ خدا کے حکم کے پورا کرنے میں تکلیف اٹھانا یہ عید ہے اب بتاؤ جب خالی تھوڑا کھانا کھانا قربان کرنے پر عید آ گئی دنیا میں تو اتنی عید آئی کہ رات کھاتے تھے اب دن کو بھی کھاؤ گھر پر جا کر کھرپا (گھانس کھودنے کا آلہ) سنبھال لیا اور بھی بڑے بڑے احکامات ہیں جن میں روزے سے بھی زیادہ تکلیف اٹھانی پڑتی ہے وہ تکلیف اٹھائے تو بڑی عید ہوگی، ۲۵ سال حکم پورا کرتے تھے (یہ اشارہ ہے زمانہ نبوت اور حضرت ابوبکرؓ کے دور خلافت کی طرف) ۲۶ ویں سال عید آئی پچاسوں سال عید رہی (یہ اشارہ ہے دور عمریؓ اور اس کے بعد کی طرف) پہلے سینکڑوں دفعہ تین تین دن کے فاقے ہوتے تھے آج تو فقط روزہ میں ۱۴ گھنٹے کی بھوک حالانکہ عصر کی نماز تک ڈکار آتی ہے روزہ ہے لیکن فاقہ نہیں صبح سے زیادہ سحری میں کھایا شام کی روٹی خوب کھائی مغرب پڑھتے ہی کھالی، صبح شام کی ذرا سے بھوک کی خوف کے مارے اتنی کھائی دبا کر کھائی ہضم کی بھی فکر نہیں ہے حکم پورا کرنے میں تکلیف، کھانے کے آگے پیچھے کھانے میں تکلیف اٹھائی حالانکہ زمین دکان فیل نہیں ہوئی، عورتیں بیوی نہیں ہوئیں بچے یتیم نہیں ہوئے ہیں ذرا سوچو جس حکم کے پورا کرنے میں بچے یتیم بنتے ہوں بائیکاٹ ہوتا ہو وغیرہ تو اس پر کتنی بڑی عید ہوگی ۲۵ سال حکم پورا کرنے میں جو عید آئی تو ۲۲ سال تک عید رہی، عمرؓ کی

خلافت سے عثمانؓ تک عید رہی ہے، دن رات عید ہے، ۲۲ سال عید رہی ایک مہینہ روزہ رکھا تو ایک دن عید ہے ایک دن ۱۴ گھنٹے کا ہے ۱۴ گھنٹے کی عید ہوئی جب اس حکم کو پورا کیا تو ۲۲ سال کی عید ہوئی کہ کسی کھانے کا غم نہ تھا ۲۲ سال والی عید دور عمریؓ و دور عثمانؓ میں ہر ایک دوسرے سے خوش تھا برداشت تھی بدلے کا ارادہ نہ کیا، عثمانؓ کی شہادت کے بعد بدلہ کا وقت آیا، طاعون عمواس میں ۳۰ ہزار مرے احساس بھی نہ ہوا، (۴) ایک صحابیؓ نے غلط فہمی میں کس کر لاٹھی ماری مذاق ہیں آپ ﷺ کے زمانہ میں بھی مذاق کرتے تھے (حضرت نعیمانؓ جو مذاقی صحابی تھے انھوں نے ایک نابینا سے حضرت عثمان غنیؓ کے سر پر ایک لاٹھی لگوائی تھی) (۵) ابوبکرؓ اور نعمانؓ اور ایک صحابیؓ تینوں شام تجارت کے لئے گئے، ابوبکرؓ تجارت کے لئے گئے، نعمان نے صحابیؓ سے پکانے کو کہا انھوں نے کہا کہ سب مل کر کھائیں گے ابوبکرؓ کو آنے دو وہ تلخ زبانی کر گئے کہا کہ میرا ایک غلام ہے اچھا پکاتا ہے کام کرتا ہے لیکن عیب یہ ہے کہ اپنے کو آزاد کہتا ہے اسے بازار پھرانے لے گئے سودے سلف کی بات ہوئی سودا خریدا جیسے پیسے لینے کے لئے کوئی جاوے اور بٹھاوے بٹھادیا اب دوکاندار کے پاس تھوڑی دیر انتظار کیا اب جانے لگے تو دوکاندار نے زبردستی بٹھالیا، الغرض دوکاندار نے عیب جان لیا غصہ میں چلنے لگے تو تاجر نے پکڑ لیا اب ابوبکرؓ آئے تو نعمان نے قصہ سنایا کہ بیچا اب دوکاندار سے قصہ سنایا کہ مذاق ہوا ہے (۶)۔

مذاق (۲) مدینہ میں دیہاتی آیا اونٹنی باہر بٹھا کر مسجد میں آئے بعض صحابہؓ نے نعمانؓ سے کہا گوشت کھلا الغرض اونٹنی پر ہاتھ ڈالا ذبح کر ڈالا اب دیہاتی آیا اونٹنی کٹی دیکھی (نعمانؓ بھاگے پیچھے آپ ﷺ دوڑ رہے ہیں) وہ چیخا وا محمداہ! اب نعمانؓ بھاگے آپ ﷺ دوڑ کر آئے اونٹنی کٹی دیکھی نعمانؓ بھاگے آپ ﷺ پیچھے دوڑ رہے ہیں حتیٰ کہ آپ ﷺ کی چچازاد بہن کے مکان پر پہنچے کسی چیز کے پیچھے چھپ گئے، ایک صحابیؓ نے اشارہ کیا آپ ﷺ نے ہاتھ پکڑا تو مذاقی کی طرح صورت بنائی کہ صحابہؓ نے گوشت مانگا میں نے کھلایا تو مجھے پکڑوایا (۷)۔

مذاق (۳) نعمانؓ کا مذاق ہے ایک نابینا کو زور سے پیشاب لگا تو نکلا نعمانؓ نے مسجد نبوی کی بازار کی طرف منہ کر کے پیشاب کے لئے بٹھایا انھوں نے شروع کیا لوگوں پر چھینٹ پڑی تو لوگ دیکھ رہے تھے تب آواز لگی کہ کیا کر رہا ہے؟ اسے غصہ آیا تو کہا کہ اگر اللہ نے طاقت دی تو نعمانؓ کو پوری طاقت سے لکڑی ماروں گا، ایک دن عثمانؓ اکیلے مسجد میں نماز پڑھ رہے تھے موتنے والے صحابیؓ بھی تھے نعمانؓ نے آواز دے کر پوچھا کہ کیا اپنی قسم پوری کرے گا؟ تو کہا ہاں، تو پکڑ کر عثمانؓ کے پیچھے کھڑا کیا نماز میں تھے زور سے عثمانؓ پر لکڑی ماری خون آیا نعمانؓ بھاگ گئے، اس دن صحابہؓ کو غصہ آیا بنو غفار کا قبیلہ ہتھیار لے کر آ گیا کہ آج نعمان کا گلا کاٹنا ہے عثمانؓ گر پڑے تھے سارے قبیلے کو اسی حالت میں بلا کر عثمانؓ نے کہا وہ نعمان بدری ہے اسے نہ مارو، (۸) ۲۲ سال کی عید تھی حکم پورا کرنے پر بچے یتیم ہوئے ایک حکم ۲۵ سال تک پورا کر رہے تھے ۲۲ سال کی عید آئی ایسے قصے ہیں کہ سر پھوٹا لیکن ہنس کر گزارا معاف کر دیا جیسے عید کے دن لڑائی نہیں کرتے تھے، ۲۲ سال عید کے تھے کسی کو کھانے پینے مکان کا غم نہیں کسی نے کہا میرے پاس اونٹنی نہیں ہے عید کے دن جس کے پاس پہنچا کھلائے گا عید ۲۲ سال کی عید تھی، ایک آدمی آیا مکہ والوں نے مشورہ کیا کہ سب سے زیادہ سخی کون ہے؟ کسی نے ابن

جعفرؓ کے پاس پہنچایا کہا میرے پاس سواری نہیں ہے مال کی اونٹنی لدی تھی ۵۰ ہزار اشرفیاں لے کر اونٹ پر سفر کیا کرتے تھے تاکہ راستہ میں محتاج کو دیں وہ مال سے لدی ہوئی اونٹنی پر تھے تو پورے مال سمیت اونٹنی دیدی (۹)۔

سو قصے تو میں بتا سکتا ہوں عجب نقشہ تھا ۲۲ سال تک عید مناتے رہے، گورنر کے پاس آدمی فاقہ زدہ آیا ناک کا آدمی تھا مانگنا نہ چاہتا تھا بیوی نے فاقہ کی شکایت کی کہ جا کر گورنر سے مانگ تو کہا کہ دال آٹے کی بوری ملے گی ختم ہو جائے گی بیوی نے کہا کہ شاید نقدی ملے تجارت کریں گے اب وہ پہنچے یہ ۲۲ سال کے اندر کے قصے ہیں یہ بحیثیت مجموعی قصے ہیں بعد میں انفرادی قصے ہیں گورنر کے پاس پہنچے حذیفہؓ سلمان فارسیؓ جیسے گورنر نہ تھے دور عمری کے بعد کے گورنر کے پاس گئے خوش عیش تھے گورنر نے کہا کیوں آئے تو سوال نہ کر سکے گورنر نے کہا کہ یہ شرماتا ہے لہٰذا تم سب اٹھ کر چلے جاؤ اجنبی آدمی کے لئے سب کو اٹھا دیا یہ معمولی بات نہیں ہے اب کے اس نے پھر نہ کہا فرمایا کہ میرا بھائی منہ در منہ نہ بول سکے تو ساری روشنی گل کرو پھر بولے گا ناراض نہ ہوئے چپکے سے کہا کہ ''محتاج'' اندھیرے میں کہا اتنا دیندار تھا کہ میرے وکیل سے مل لینا ذاتی مال ملے گا، بیت المال نہ کہا وکیل نے کہا کہ مزدور لے آٹھے گا نہیں بیوی کی بات آ گئی کہ نقدی نہ ملے گی آٹا دال ملے گا ورنہ مزدور کیوں بلواتے بیوی پر غصہ آیا صرف آٹا دال ملے گا جھلا کر کہا کہ میرے پاس نوکر کہاں ہے میں جا رہا ہوں گورنر اتنا نیچے اترا ساری روشنی گل کی یہ فقیر تیز ہو رہا ہے نوکر نہیں ہے میں جا رہا ہوں فقیر ڈانٹ رہا ہے گورنر دب رہا ہے بیوی کو لتاڑا کہ تو نے ذلیل کیا باہر سے آواز آئی ۳۰ آدمی سب کے سروں پر گٹھڑ ہیں منہ چڑھا کر کہا کہ ڈال دو جاؤ کہا کہ ہم تو تمہارے غلام ہیں تو ۳۰ غلام کا مالک بنایا اب گورنر کی قدر ہوئی ساری گٹھڑیوں میں درہم تھے یہ عید کے زمانے کے قصے ہیں اس حکم کی عید ہے کہ ۲۵ سال تک پورا کیا چاہے بھوک رہی بیمار رہے مرے ایک طرف زخم آئے، پھر حکم ہوا نکلے راستے میں ابوسلمہؓ زخمی تھے مر گئے حکم ہوا کہ جو احد میں تھے حمراء الاسد میں وہی چلیں نئے نہ چلیں سب زخمی تھے کہ آپ ﷺ بے ہوش ہو کر گڑھے میں گرے ہیں نوے زخم طلحہؓ پر تھے ہر زخم موت کے لئے کافی ہے حکم ہوا کہ کفر پر رعب کا تقاضا یہ ہے کہ حمراء الاسد چلو وہاں ابوسفیان وغیرہ ٹھہرے ہیں اب تلاش کر کے آپ ﷺ اور ابوبکرؓ وغیرہ کا سر کاٹے عورتوں کو باندی بنانے کے لئے پھر ارادہ جنگ کیا واپسی کا ارادہ ہوا جس جماعت نے ابھی پسپائی دیکھی انھیں کو بڑھا رہے ہیں پاؤں کیسے رکھیں تندرست تھے زخمی ہوئے کسی کا ہاتھ پاؤں کٹا ہے انھیں کو بھیجا جا رہا ہے مزید نہ ہوئے تھے پاؤں کیسے اٹھے جو زخمی تھے وہی چلیں اب ابوسفیان کو بات پہنچی صحابہؓ جوش سے چلے ایک بھائی نے دوسرے سے کہا سواری نہ تھی کہا کہ کیا آپ ﷺ کے ساتھ ہم نہ ہوں؟ دونوں چلے اپنی کمر پر میں لادتا ہوں میرے زخم پر تکلیف ہوئی تو پیدل چلنے میں پھر چڑھانا، اسی طرح حمراء الاسد پہنچے (۱۰) اس طرح حکم پورا کیا تھا پانچ سو کے اندر کے قصے ہیں اسی طرح حکم پورا کیا تھا کہ ستر ستر کے درمیان زخم پر زخم گہرا تھا موت قریب تھی کان میں آواز پڑی یا اھل بدر یا للانصار پڑے تھے بے ہوش تھا آنکھ کھولی سر کنا شروع کیا ابن عمرؓ نے کہا کہ کیا کر رہا ہے مر رہا ہے کہا کہ میری قوم کو آواز لگی کہا کہ کچھ کر سکے، اسے آواز ہے کہا کہ یا للانصار کہا، ابن عمرؓ نے کہا کہ یا الاصحاء من الانصار مراد ہے کہا کہ عموم ہے گھسٹتے گھسٹتے آواز پر کھڑے ہوئے دعوت نہ ہو رہی تھی (۱۱) یہ مسیلمہ

کذاب کے ساتھ لاکھ سے زیادہ تھے صحابہؓ چند ہزار تھے جو مرتد شدہ توبہ کرتا تو خالدؓ والے لشکر میں ابوبکرؓ بھیجتے جب مصیبت آئی تو توبہ والے بھاگتے اب ماتھے پر تو نہ لکھا تھا کہ یہ انصار ہیں یہ توبہ والے ہیں اب پاؤں اکھڑنے لگے بعض گڑھے کھود کر چھاتی تک دبایا تاکہ بھاگ نہ سکیں ایک تو زید بن خطابؓ ہیں (۱۲) یمامہ کی طرف سے ہوا چلتی ہے تو زیدؓ کی خوشبو آتی ہے یہ عمرؓ نے کہا بھائی کی خوشبو آتی ہے (۱۳) دوسرے سالم مولیٰ حذیفہؓ تھے (۱۴)، باقیوں نے دیکھا کہا کہ 'اخلصونا' پرانوں کو الگ الگ کرو حکم پورا کر رہے ہیں۔

کھیت دیکھ کر آج بھاگ رہے ہیں بچہ بیمار ہے تو بھاگ رہے ہیں بعضوں نے قربانی دی میواتی کو پکڑ لائے تبلیغ میں ایک دن کے لئے آیا بیوی حمل سے تھی تین چلہ کر کے گھر آیا ڈرتے ہوئے گھر آیا گھر کے آگے بچہ کھیلتا کودتا ملا اسی کا بچہ کھیل رہا تھا صحت اچھی، کولھوں پر چلتا تھا، اندر جا کر السلام علیکم کہا، وہ بیوی تو ہنسی خوشی سننا چاہتی تھی، وہ ڈر رہا ہے، الحمدللہ لڑکا ہوا، پیٹ میں درد ہوا، میں نے پڑوسن کو آواز دی، اسی میں بچہ پیدا ہوا، صاف میں نے کیا، اسی دن سے اچھا چل رہا ہے، ایسے پرانے ہیں تبلیغ میں پہلی کچھ جھلک ہے اسی سے یہ کام کچھ چل رہا ہے، الغرض پرانے الگ ہوئے یا للانصار پرانوں کو الگ کرنے کی آواز تھی صحابیؓ گھسیٹتے آگے چلے ابن عمرؓ کی نہ مانی اسی حالت میں منادی کے پاس ٹیک لگا کر کھڑا کیا یاللانصار کرۃ کیوم حنین' (۱۵) اب جوش آیا اب توبہ والے شرمندہ ہو گئے خواہ اللہ پکڑ نہ کریں مگر پکے وقت کے حکم کو جو پورا کرے وہ پکا ہے، صرف توبہ کی اللہ نے معاف کیا اگلے موقعہ پر بھی صرف توبہ کرے گا توبہ والوں کے بس میں جھٹکے نہیں ہیں مقابلے والے حکم پر جمنے والے ہیں توبہ والوں کو جنت تو ملے گی لیکن دنیا کے فتنوں کا توڑ نہ بنیں گے ہاں جو وقت پر کود پڑیں جان پر بنے اسے جھیل لیں ان سے کام ہوگا ان میں پوری طاقت ہوگی اب سب آگے بڑھے تو یہ ہوا کہ سوا لاکھ آدمی میدان چھوڑ کر بھاگے چند ہزار نے مقابلہ کیا کچھ قتل ہوئے کچھ بھاگے جھوٹے نبی کے پاس بھاگے قادیانی کی طرح مسیلمہ تھا، مسیلمہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تھا کہتا تھا میں مسلم ہونے کو تیار ہوں مگر تمہارے بعد مجھے نائب بنانا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسلمان جسے طے کر لیں پھر کہا کہ شہر تمہارے جنگل میرے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تنکے کے برابر بھی نہ دوں گا، اسلام اللہ کے لئے لا اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا اعلان کیا، ایک عورت نے بھی نبوت کا اعلان کیا دونوں کا بیاہ ہوا، اب ایسا بیاہ کرو کہ کسی نے ایسا نہ کیا ہو تو اسی کی عورت بھی نبی ہے اب بات نرالی ہو طے یہ کیا کہ اسلام پر چلے خرافات ملالی وحی بڑھالی چونکہ دو کا بیاہ ہوا نبی اور نبیہ ہیں، لہٰذا دونوں نے حصے کی ایک ایک کر کے دو نمازیں فجر و عشاء کی معاف ہیں تین پڑھو دو مہر میں معاف ہوئیں، اس کے ساتھ بھاگ کر ۴۰ ہزار قلعہ میں محصور ہوئے صحابہؓ نے قتل کا ارادہ کیا قلعہ مضبوط تھا پکے نے کہا کہ مجھے اندر ڈالو میں زنجیر کھولوں گا اونٹوں پر بٹھا کر ڈھال میں لے کر اندر پھینکا اندر ۴۰ ہزار تھے اس کے سامنے یہ ہے کہ زنجیر کھلی تو ۴۰ ہزار مریں گے نتیجہ یہ ہوا کہ زنجیر کھولی ۴۰ ہزار پر ایک غالب آیا مسیلمہ قتل ہوا، اس طرح محنت کی جب آواز پکوں کو لگوائی شام کا وقت تھا صحابیؓ کی آخری سانس تھی نام لیا تو کہا کہ کیا ہوا؟ کہا کہ خوش ہو جاؤ (مدہوش تھا) اللہ نے آنکھ ٹھنڈی کی مسیلمہ قتل ہوا اب شکر کر کے ہاتھ اٹھایا جان نکلی، اس طرح حکم پورا کیا ہے ۲۵ سال تک حکم پورا کیا ہے آواز لگ

گئی تو کچھ نہ دیکھیں گے سب چھوڑ کر نکل کھڑے ہوں گے اس طرح ۲۵ سال دین پر محنت کی تو ۲۲ سال تک عید چلتی رہی اب یہ نمونہ آتا ہے کہ مہینہ بھر حکم پورا کیا تکلیف اٹھا کر سونا کھانا موقوف کیا آگے پیچھے کر دیا اس کی عید ایک دن ہے آخرت میں بھی ملے گی ۲۵ سال والے حکم کی تعمیل والی نہ ملے گی، رمضان عید تو اپنا ہی نقشہ ہے ساری امت میں چل رہی ہے بقر عید تو اصل کی قربانی کی یاد دہانی کی عید ہے، مِلَّةَ اَبِيْكُمْ اِبْرَاهِيْمَ هُوَ سَمّٰكُمُ الْمُسْلِمِيْنَ، وہ عید زوردار ہے یہاں تو روزہ رکھ کر عید ہے وہاں تو عید منا کر قربانی دو خدا کا حکم پورا کرنے کے لئے ایک آدمی نے اپنا سارا گھرانہ قربان کر دیا رمضان میں تو صرف ترتیب بدلی تھی بیوی وغیرہ سب ویسے ہی تھا وہاں تو باپ نے بیوی بچہ کو جنگل میں ڈالا سارے مسائل قربان کیا اسمٰعیل علیہ السلام کے بیاہ میں بھی شریک نہ تھے بلکہ بیوی کو آکر طلاق دلوادی بنوجہم قبیلہ میں بیاہ ہوا گھر تشریف لائے بہو تھی اسمٰعیل علیہ السلام شکار میں تھے حال چال پوچھے تو کہا کہ برا حال ہے شکار کر کے آٹھ دس دن میں کھلاتے ہیں پانی پر گزارہ ہے فرمایا کہ ایک آدمی نے سلام کہا ہے اور چوکھٹ خراب ہے اسے بدل دو اب اسمٰعیل علیہ السلام آئے تو ابوت نبوت کی مہک محسوس ہوئی زور سے مہک محسوس ہوئی تو پوچھا کہ کوئی آئے تھے۔

الغرض حلیہ بتایا ساری تفصیل کہا تو کہا کہ میرے باپ تھے عورت خراب ہے طلاق دیدے طلاق دیدی، بجائے بیاہ کے طلاق دلوادی سارے مسائل قربان کئے بیوی والے مسئلے قربان کئے حکم پورا کرنا تھا یہاں تو بھوک ہے دن میں نہ کھانا حقیقت میں ہم بھوکے نہیں رہتے ہیں وقت میں تبدیلی ہے اگر عادت ڈالدو تو کچھ بھی بھاری نہ ہوگا تکلیف عادت کی تبدیلی کی ہے عادت کا احساس ہوتا ہے بھوک کا احساس نہیں ہے، عادت ڈال دو کہ صرف رات کو کھائیں گے کچھ بھی بھاری نہ ہوگا تکلیف عادت کی تبدیلی کی ہے چائے پان زیادہ کھاتے ہیں 'یزداد فیہ رقز المؤمن' عادت پر چوٹ پڑتی ہے وہاں تو کھانے پینے ہی کو نہ تھا بڑی قربانی ہے قربانی عید ہے سارے مسلمانوں کو یاد دلایا کہ اپنی گھریلو چیز کو قربان کرو تو علو عزت گھریلو مسرتیں اس وقت ہوں گی گھر کے مسائل قربان کرو۔

دو عید ہیں (۱) ایک حال کا نقشہ ہے (۲) جن کی قربانی پر ہم ہیں، ان کی عید ہے بیوی بچے کو جنگل میں ڈالا، ابراہیم علیہ السلام کا مال کہاں لگ رہا ضیافت ان سے چلی ہے سب سے پہلے انھوں نے ضیافت کی، چونکہ عرب ان کی اولادیں ہیں اس لئے عربوں میں ضیافت ہے ابراہیم علیہ السلام کے پاس خوب تھا ایک میل کے اندر کے سارے آدمیوں کو کھلانا اللہ کے حکم سے ذمہ ہے اور بیوی بچے جنگل میں ہیں، شکار کے بعد میں کہا کہ کیسے گزاری ابراہیم علیہ السلام تو اس سے پہلے میں ڈال گئے تھے پانی پر گزری پیاس کی شدت میں پیر رگڑے اماں جان بھاگی اس پر اللہ خوش ہوا، جبرئیل نے پر مارا تو پانی نکلا (۱۶)، ہمارا تمہارا ذرات کا وجود اسی قربانی پر ہے، ہماری عزت بلندی صحت عزت کے سارے وجود ابراہیم علیہ السلام کی قربانی پر موقوف ہیں دو نقشے ہوئے تھوڑی قربانی دے کر چھوٹی عید ہے بڑی قربانی دے کر عید مناؤ چھوٹی قربانی دے کر وہ یہ ہے کہ تین چلے دو سال میں چلہ مہینہ میں تین دن ہفتہ میں ایک دن یہ چھوٹی عید آئے گی اگر بڑی عید چاہئے تو کیا کرو گے چار ماہ میں کھیت دوکان نہ اجڑے گا چھوٹی عید میں کچھ بھی نہیں اجڑتا ہے اس قربانی سے چھوٹی عید رمضان جیسی آئے گی اگر اپنے اندر ان سارے موعودات کو دیکھنا چاہتے

ہو جس کے لئے دنیا بے قرار ہے اطمینان، فرحت، باغ و بہار، سکھ، چین، مال و عزت وغیرہ کا وجود ہے۔

اب آگے بڑھو کہ جتنا وقت دین کی محنت کو چاہئے اتنا وقت لگاؤ ۸ ماہ تبلیغ ۴ ماہ کمائی میں لگاؤ، کمائی پر زد برداشت کرو جان پر مصیبت جھیلو اس پر سالوں صدیوں والی عید ملے گی ۲۵ سال سے ۲۳ سال کی عید ملی یہ اعلیٰ عید تھی ورنہ قیامت تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت سے مل رہا ہے ائمہ اربعہ اولیاؒ وغیرہ سب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت سے کھا رہے ہیں اب تک عید مل رہی ہے اب بتاؤ اگر اعلیٰ عید چاہئے تو ہر سال میں چار چھ ماہ لگا ڈالو کچھ اجڑے گا تو بہت سے لوگ طعنہ ماریں گے بعض لوگ منهم من قضیٰ نحبه' (۱۷) کہیں گے کسی نے ہلہ کر دیا تو کسی نے کہا اپنے کو ہلاکت میں ڈالا تو ابو ہریرہؓ (۱۸) نے کہا ومن الناس من یشری نفسه ابتغاء مرضاة الله، (۱۹) عمرؓ نے کہا عسیٰ رجل اشتریٰ لنفسه مرضاة ربه (۲۰) ایک قسم قربانی والوں کی ایسی ہو کسی سے کچھ نہ کہے بیوی بچوں پر گزر رہی ہے ان پر بڑی عید کے دروازے کھلیں گے اب چاہے چھوٹی عید والے بنو چاہے بڑی عید والے بنو عید والے نہ بنو چھوٹی عید میں صرف عادتیں بدلیں رمضان کا نقشہ ہے بڑی عید میں حج کا نقشہ ہے گھر اجڑے رب اللہ لا جلی (یعنی خدایہ فرمادے کہ میری وجہ سے یہ نقصان ہوا ہے مطلب خدا کا اس قربانی کو قبول کرنا ہے) فرمادیں چھوٹی بڑی عید میں تین چلے تو مشترک ہیں بعد میں فرق پڑے گا۔

---

(۱) کنز العمال صفحہ ۴۴۸ جلد ۸
(۲) حوالۂ سابق
(۳) کنز العمال صفحہ ۲۱۲ جلد ۱۵
(۴) الکامل فی التاریخ ذکر قدوم عمر الی الشام سے پہلے
(۵) الاصابہ صفحہ ۵۷۰ جلد ۳
(۶) حیاۃ الصحابہ صفحہ ۷۶۶ جلد ۲
(۷) حیاۃ الصحابہ صفحہ ۷۶۷ جلد ۲
(۸) حیاۃ الصحابہ صفحہ ۷۶۸ جلد ۲
(۹) البدایہ والنہایہ صفحہ ۹۶ جلد ۸
(۱۰) حیاۃ الصحابہ صفحہ ۴۳۱، ۴۳۲ جلد ۱
(۱۱) حیاۃ الصحابہ صفحہ ۶۷۸ جلد ۱
(۱۲) حیاۃ الصحابہ صفحہ ۶۷۶ جلد ۱
(۱۳) کنز العمال صفحہ ۷۵۶ جلد ۳
(۱۴) طبقات ابن سعد صفحہ ۸۸ جلد ۳
(۱۵) حیاۃ الصحابہ صفحہ ۶۷۹ جلد ۱
(۱۶) البدایہ والنہایہ صفحہ ۱۵۹ جلد ۱
(۱۷) سورۃ الاحزاب: ۲۳
(۱۸) تفسیر طبری صفحہ ۲۴۹ جلد ۴
(۱۹) البقرہ: ۲۰۷
(۲۰) تفسیر طبری صفحہ ۲۴۹ جلد ۴

اطاعت نبوت اور نیابت نبوت

{۳۰ رمضان المبارک ۱۳۷۷ھ مطابق ۲۰ اپریل ۱۹۵۸ء}

قبل عصر خصوصی مجمع میں گفتگو

اقتباس

ایک تو اطاعت نبوت ہے اور ایک نیابت نبوت ہے ایک تو قیام حج ہے اور ایک حج ہے نیابت نبوت کی محنت کی لائن اقامت کی ہے مطیع کا درجہ نیچے کا ہے نائب کا درجہ اونچا ہے فرشتے مطیع ہیں لایعصون اللہ ماامرھم اور انسان خلیفہ ہے، یہ دوسری بات ہے کہ اطاعت سے نیابت میں پہنچے ہم اطاعت کرتے کرتے نیابت میں پہنچتے ہیں نائب بنتے ہیں اور فرشتوں نے کروڑوں سال عبادت کی نائب نہ بنے مطیع بنے گا تو نائب بنے گا اللہ نے طاعت میں نیابت رکھی ہے عبادت سے طاعت کی طاقت ہوگی آپ خدا کا سجدہ کرتے ہیں اس سے طاقت نیابت ہوگی تخلقوا باخلاق اللہ نیابت ہے کھلانا پہنانا ہدایت دینا یہ نیابت ہے علم دینا سب نیابت علمک مالم تکن تعلم پہلے اللہ نے علم دیا نبی نے ساتھیوں کو اپنا علم دیا، روپیہ روٹی زمین کپڑا مکان دینا یہ نیابت ہے ماتھا ٹیکنا نیابت کی اصلیت پیدا کرنے کے لئے ہے خدا ساجد نہیں ہے مسجود ہے، سجدہ سے نیابت کی اصلیت پیدا ہوگی۔

بعد خطبۂ مسنونہ فرمایا کہ:

بھائی دوستو بزرگو! ایک تو اطاعت نبوت ہے اور ایک نیابت نبوت ہے ایک تو قیام حج ہے اور ایک حج ہے نیابت نبوت کی محنت کی لائن اقامت کی ہے مطیع کا درجہ نیچے کا ہے نائب کا درجہ اونچا ہے فرشتے مطیع ہیں لایعصون اللہ ماامرھم (۱) اور انسان خلیفہ ہے، یہ دوسری بات ہے کہ اطاعت سے نیابت میں پہنچے ہم اطاعت کرتے کرتے نیابت میں پہنچتے ہیں نائب بنتے ہیں اور فرشتوں نے کروڑوں سال عبادت کی نائب نہ بنے مطیع بنے گا تو نائب بنے گا اللہ نے طاعت میں نیابت رکھی ہے عبادت سے طاعت کی طاقت ہوگی آپ خدا کا سجدہ کرتے ہیں اس سے طاقت نیابت ہوگی تخلقوا باخلاق اللہ (۲) نیابت ہے کھلانا پہنانا ہدایت دینا یہ نیابت ہے علم دینا سب نیابت علمک مالم تکن تعلم (۳) پہلے اللہ نے علم دیا نبی نے ساتھیوں کو اپنا علم دیا، روپیہ روٹی زمین کپڑا مکان دینا یہ نیابت ہے ماتھا ٹیکنا نیابت کی اصلیت پیدا کرنے کے لئے ہے خدا ساجد نہیں ہے مسجود ہے، سجدہ سے نیابت کی اصلیت پیدا ہوگی۔

خلاصہ یہ نکلا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے دو طرح کی ترقی ملی ایک نیابت ہے جیسے خدا کی نیابت ہے ایسے ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نیابت خدا کی نیابت میں اخلاق ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نیابت اقامت ہے، میں حج کروں تو طاعت ہے نافرمانی نہیں ہے نبی

کی طاعت ہے لیکن یہ حج نیابت نہیں ہے یہ حج جہاں نہ ہوتا ہو وہاں ہو جہاں غلط ہوتا ہو وہاں صحیح ہو یہ نیابت نبوت ہے تمام نبی بہت ہیں، نائب نبی کم ہیں، اقامت میں نیابت ہے حج کرنے سے لاکھوں درجہ اونچا حج کے فریضہ کی شکلوں کو صحیح کرنا فلاں کرنا لوگ اچھی نماز پڑھیں حج صحیح ہو ذکر کریں علم سیکھیں یہ محنت کہ حج کی شکل صحیح ہو یا جہاں نہ ہوتا ہو وہاں حج ہو ان دو محنتوں سے انسان نائب بنے گا، ہزاروں حج کرو مطیع بنو گے نیابت تو بڑی چیز ہے نائب تو خلفاء تھے علم دینے والے بھی نائب ہیں لیکن علم کا منشاء عمل ہے اگر عمل نہ ہو تو جس سے عمل آئے تو نیابت ہے کسی نے حج نہ کرنے کی وعید سنائی پھر گشت کر کے سمجھایا پھر حج قائم ہوا یہ سب نیابت ہے بعض دفعہ جنگ کرنی پڑے گی مسلمان حج کا انکار کریں تو لڑو مرنا مارنا کرو گے یہ جنگ مسلموں سے ہوگی یہ جنگ نیابت انبیاء علیہم السلام ہے، ابوبکرؓ نے زکوٰۃ پر جنگ کی نیابت نبوت ہے آگے چل کر نہ مانا تو ڈنڈے مارو یہ بھی نیابت ہے نیابت میں جتنی ترقی ہے غلامی میں ترقی نہیں ہے یہ دوسری بات ہے کہ غلامی سے نائب بنے گا مثلاً ایک میوات قوم پر ۱۵ دن گشت کیا اب ایک دفعہ میں ۱۳ سو جا رہے ہیں وہ ۱۵ دن نیابت کے ہیں حج جو کر کے آتے ہیں ذاتی عمل کیا ۷۰۰ حاجی پچھلے سال گئے ۱۲۵۔۱۲۵۔۲۵۰۔۷۰۰۔۱۲۵۰ جا رہے ہیں شاید اگلے سال ہزاروں تک ہوں گے سب جگہ یہی گھیریں گے، سارے میو حاجی ہوں گے تھوڑے دن میں شاید سارے جہاز میووں کے ہوں اب یہ کوشش کرو کہ خالی حج نہ رہے ہم نے حج اس لئے اٹھایا تا کہ اقامت دین ہو حاجی اقامت دین کا ذریعہ بنے تارے اور سورج کا فرق ہے، هٰذَا رَبِّیْ هٰذَا اَكْبَرُ (۴) بنے کہنا پڑا بعد میں منہ موڑ لیا اتنا فرق اقامت دین اور دین میں ہے، اس میں بمبئی وغیرہ حج میں جانے والا نہ جانے والا سب آئیں گے جو چیز جتنی بڑی ہوتی ہے اللہ اسے اتنا عام اور آسان کرتے ہیں۔

مدنیؒ ذکر کو فرماتے تھے کہ عام ہے وضو بے وضو ہر وقت کر سکتے ہیں اس واسطے پاکی کی قید نہ رہی سوتے جاگتے کھاتے پیتے ذکر کر سکتے ہیں اس سے استنباط کر کے کہتا ہوں کہ حج مشکل ہے اقامت حج اپنے گاؤں میں بھی ہو سکتی ہے، حج مضمون میں خلاصہ یہ نہیں ہے کہ فقط بندرگاہ پہنچو بلکہ ہر جگہ محنت کرو سارے ہند میں خط بھیجو تو جتنے حاجی ہیں اتنے حاجی روکنے پڑیں گے ہاں جہاں حاجی جمع ہو ریل پکڑتے ہوں وہاں محنت ہو دہلی کلکتہ لکھنو ہے ناگپور ہے ان جگہوں پر جماعتیں پڑ جائیں (کیوں کہ عموماً ان ہی مقام سے اس وقت حج کا سفر ہوتا تھا) وہاں والوں سے کہو کہ حاجیو میں کام کرنا ہے جتنا زیادہ کماتے ہیں دماغ خراب ہوتا ہے یکسوئی کے ساتھ سن بھی نہیں سکتا ہے حج کے سفر میں دماغ ٹھکانے آئے گا وہ سمجھا ہے کہ جتنا کماؤں گا مال ملے گا حالانکہ کنگال بنے گا فقیر و بخیل بنے گا خدا کی دین کی محنت سے سخی اور غنی بنے گا ہم باولے ہیں جو تبلیغ میں جاتے ہیں تو روپیہ کم ہوگا، خود تو کنگال کا کام کرتے ہیں اور دعا کرواتے ہیں تم کنگال کا کام چھوڑ دو تبلیغ میں نکلو پھر دعا کرو۔

---

(۱) سورۃ التحریم: ۶

(۲) احیاء العلوم صفحہ ۲۸۲ جلد ۴

(۳) سورۃ النساء: ۱۱۳

(۴) سورۃ الانعام: ۷۸

بیت اللہ سارے نبیوں کی قربان گاہ ہے

{۳۰ رمضان المبارک ۱۳۷۷ھ مطابق ۲۰ اپریل ۱۹۵۸ء}

بعد عصر، بمقام: بنگلہ والی مسجد، نئی دہلی

اقتباس

ہود علیہ السلام نے ساری عمر بیت اللہ پر گزار دی قوم ہلاک ہوگئی، بیت اللہ سارے نبیوں کی قربان گاہ ہے یا تو دین زندہ کر کے قربانی کر کے پہنچے، موسیٰ علیہ السلام ۷۰ ہزار لے کر پہنچے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سوا لاکھ لے کر پہنچے، ابراہیم علیہ السلام نے وہیں قربانی کی، دین زندہ کر کے امت لے کر پہنچے ورنہ امت ہلاک ہوئے تو نبی پہنچے، حجر اسود سے زم زم اور مقام ابراہیم تک ۷۰ ہزار انبیاء علیہم السلام مدفون ہیں اور ہاجرہ علیہا السلام اور اسمٰعیل علیہ السلام میزاب رحمت کی جڑ میں ہیں، اللہ نے سارے قربانی دینے والے وہاں جمع کئے ہیں مکانی طور پر ہر شخص بیت اللہ نہ پہنچے گا زمانی طور پر رمضان کو ہر شخص کے پاس بھیج دیا، رمضان میں عبادت کا شوق اپنا کمال نہیں ہے جیسے مکہ میں مجاہدین کی شعاعیں طواف نماز حج کی طرف کھینچ رہی ہیں حاجی اپنا کمال نہیں ہے، ابراہیم علیہ السلام اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہؓ کی قربانی پر حج کا شوق پیدا ہوتا ہے۔

بعد خطبۂ مسنونہ فرمایا کہ:

بھائی دوستو بزرگو! رمضان کا برکت والا مہینہ ختم ہو رہا ہے جس میں اللہ نے دن رات میں خصوصی انعامات کے دروازے کھول رکھے تھے صبح شام تک ہر روزہ دار کے لئے ۷۰ ہزار فرشتے استغفار کرتے ہیں رات کے سجدہ میں فی سجدہ ایک محل ملتا ہے جس کے ۶۰ ہزار دروازے ہر دروازے پر ایک مکان سرخ یاقوت جڑے ہوئے اور ایک درخت ملتا ہے جس کے سایہ میں ۵۰۰ سال چل سکیں فی سجدہ ۱۵ سو نیکی لکھی جاتی تھی (۱) سال بھر کے لئے رمضان جا رہا ہے دن رات ملتا ہے ایسا مہینہ جا رہا ہے جس نے جو کچھ اچھا کیا ہے اونچا کیا ہے تو اونچا کیا یہ مہینہ استقبال والوں کے پاس سے بھی جا رہا ہے نافرمانوں سے بھی جا رہا ہے جنھوں نے صحیح محنت کی اور غلط محنت کی جا رہا ہے اگلے سال کون زندہ رہے گا مرے گا شعبان میں ۱۵ تاریخ کو کتنے کے پتے جھڑ چکے ہوں اور مریں گے (۲)، رمضان میں یہ برکت کیوں آئی؟ قرآن پاک کے نزول کے اعتبار سے ہے آسمانی وحی سے نماز ہوتی رہی وحی کی وجہ سے بابرکت مہینہ ہے، دوکاندار وغیرہ بعض ماہ کو اہم قرار دیتے ہیں کیوں کہ نفع زیادہ ہوتا ہے اسی طرح اللہ نے وحی بھیجی ہے ان وحیوں کے اعتبار سے اس مہینہ کو بابرکت کیا

کسی رات توریت زبور انجیل قرآن صحف ابراہیم علیہ السلام نازل ہوئے تو زمانی اعتبار سے ہے رمضان، جیسے کہ مکانی اعتبار سے بیت اللہ سارے مکانوں کی جڑ ہے وہاں کا فریضہ سارے عالم سے تعلق رکھتا ہے زمانہ کے اعتبار سے رمضان جڑ ہے دونوں جڑیں قریب قریب کر دیں زمانہ والی جڑ رمضان ہے نقشہ بدلے ایک نبی کا انتخاب کر کے وحی بھیجی زمانہ بدل گیا وحی والے یوں کرتے تھے اب زمانہ بدل گیا اب والا زمانہ بھی بدل سکتا ہے زمانہ ایسے بدلتا ہے کہ وحی پر جان دیں تو زمانہ بدلے گا رمضان جا کر شوال آئے گا تم نے وحی کا استقبال کیا، گیارہ ماہ بھی قرآن پڑھتے ہیں اور نماز میں بھی قرآن پڑھتے ہیں رمضان میں قرآن پڑھا، وحی پر محنت کی وجہ سے قیمتی بنا کثرت سے قرآن میں مشغول ہوئے دن کو روزہ رات کو تراویح تہجد کی صورت میں عمل کیا رات کو نیند قربان دن کو کھانا قربان کیا جب اس طرح کیا امت آئی تو اللہ نے ترقی کے دروازے کھولے اس ماہ میں برکات ہیں اس میں رمضان کی برکت سے عمل ہو رہا ہے ہمارا کمال نہیں ہے ہماری بات نہیں ہے رمضان کھینچتا ہے کیوں کہ اللہ نے اس ماہ میں وحی کو اتارا (۳)، اور محنت شروع کی قربانی کی مکان پر سب نہیں پہنچ سکتے تو زمانی طور پر قربانی والا مہینہ جہاں نبیوں کی قربانی چلی ہے وہاں ہر شخص کے پاس اس کی جگہ پر اتارا رمضان پہنچایا اور مکان کی طرف صرف منہ کروا دیا۔

ہود علیہ السلام نے ساری عمر بیت اللہ پر گزار دی قوم ہلاک ہوگئی (۴) بیت اللہ سارے نبیوں کی قربان گاہ ہے یا تو دین زندہ کر کے قربانی کر کے پہنچے، موسیٰ علیہ السلام ۷۰ ہزار لے کر پہنچے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سوا لاکھ لے کر پہنچے (۵)، ابراہیم علیہ السلام نے وہیں قربانی کی (۶) دین زندہ کر کے امت لے کر پہنچے ورنہ امت ہلاک ہوئے تو نبی پہنچے (۷) حجر اسود سے زم زم اور مقام ابراہیم تک ۷۰ ہزار انبیاء علیہم السلام مدفون ہیں اور ہاجرہ علیہا السلام اور اسمٰعیل علیہ السلام میزاب رحمت کی جڑ میں ہیں (۸) اللہ نے سارے قربانی دینے والے وہاں جمع کئے ہیں مکانی طور پر ہر شخص بیت اللہ نہ پہنچے گا زمانی طور پر رمضان کو ہر شخص کے پاس بھیج دیا، رمضان میں عبادت کا شوق اپنا کمال نہیں ہے جیسے مکہ میں مجاہدین کی شعاعیں طواف نماز حج کی طرف کھینچ رہی ہیں حاجی اپنا کمال نہیں ہے، ابراہیم علیہ السلام اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہؓ کی قربانی پر حج کا شوق پیدا ہوتا ہے اس پر میں قسم کھاتا ہوں رمضان میں شوق پچھلوں کی قربانی پر ہے ہمارا وقت علاوہ رمضان کے ہے رمضان سے رمضان تک بیچ کے وقت میں دیکھیں آپ کتنا کرتے ہیں رمضان میں تو سارے نبیوں کی روحانیت نور سب جمع تھا اس لئے کیا ہے سب بڑی برکات قرآن کی وجہ سے ہے سب میں جامع اور حاوی ہے، اب رخصت ہو رہا ہے آدھا گھنٹہ باقی ہے رخصت ہو رہا ہے۔

آج کی رات لیلۃ الجائزہ (انعام کی رات) کل عید ہے شوق پیدا کرو اسی رمضان کا اثر ہے پہلوں کی قربانی سے بیت اللہ پر کرے گا اب حاجی وہاں سے آ کر کیا کرتا ہے روزہ دار رمضان کے بعد کیا کرتا ہے عبدالملک بن مروان قرآن پڑھتا تھا خبر ملی کہ بادشاہ بن گئے والد مر گئے اب قرآن کو بوسہ دیا اور کہا کہ اپنی آخری ملاقات ہے (۹) ایسا قرآن تو کام نہ دے گا، حافظ نے آخری سہ پارہ سنا دیا اور بوسہ دے کر اگلے رمضان کے لئے رکھ دیا، رمضان کا قرآن میں نبیوں کی نسبت سے کھینچیں گے اب مناسبت ہوئی تو سارے سال قرآن سے تعلق رکھو گے زمان مکان انبیاء کی قربانی ہے، انفروا خفافا و

ثقالاً و جاھدو ابامو الکم و انفسکم فی سبیل اللہ ذالکم خیر لکم ان کنتم تعلمون، (۱۰) یہ آپ ﷺ کی نقل وحرکت اکیلی اتنی برکت اپنے اندر لئے ہوئے کہ زمانہ مکان برکات آپ ﷺ کے نور کے انوارات کے حدوحساب نہیں ہے اب اس کیفیات کو باقی رکھنا ہو تو خدا کی راہ کی نقل وحرکت میں لگا رہے رمضان میں روزہ، دعوت، تسبیح، قرآن کیا رمضان کے بعد ایک پارہ پڑھنا بھی دشوار ہوتا ہے حالانکہ غیر رمضان میں کھانا بھی ملتا ہے پھر بھی قرآن نہیں پڑھتا ہے یقین جانو پہلے رمضان سے اگلے رمضان تک نماز روزے تسبیح رکھیں تو اگلا رمضان آگے بڑھائے گا وہاں اس رمضان میں جہاں تک پہنچے وہیں تک اگلے میں بھی پہنچو گے آگے چل کر ساری عبادتیں مضبوط پکڑلو قرآن تہجد اشراق چاشت سب کچھ پڑھ لو اب جتنی غفلت ہوئی آخر رخصت میں مانگ لو کہ رمضان والا برکت اور بیت اللہ سے زیادہ برکت آپ ﷺ والی نقل وحرکت ہے، رمضان کی برکات کی تعدی اور بیت اللہ کی برکات کی تعدی آپ ﷺ والی نقل وحرکت سے پھیلے گی نقل وحرکت کی برکات سے زمانی مکان برکتیں پھیلیں گی، سارے رمضان پر روؤ اعتکاف پر روزوں نماز پر روؤ کہ ایسا کرنا نہیں آتا ہے کہ ٹھیک چلتے رہیں پہلے والے تو کرتے تھے ڈرتے رہتے تھے آج توفیق مانگ جتنی مانگ سکو۔

---

(۱) کنز العمال صفحہ ۴۷۰، ۴۷۱ جلد ۸

(۲) روح المعانی صفحہ ۳۳۱ جلد ۲۵

(۳) سورۃ البقرہ: ۱۸۵

(۴) اخبار مکۃ للازرقی صفحہ ۱۱۲ جلد ۱

(۵) الرحیق المختوم صفحہ ۴۵۴

(۶) البدایہ والنہایہ صفحہ ۱۶۳ جلد ۱

(۷) سبل الھدیٰ صفحہ ۲۱۰ جلد ۱

(۸) حلیۃ الاولیاء صفحہ ۱۳ جلد ۶

(۹) المختصر فی اخبار البشر صفحہ ۱۲۴ جلد ۱

(۱۰) سورۃ التوبہ: ۴۱

مسلمان کی بنیاد کمائیوں پر نہیں ہے

{۳۰ر رمضان المبارک ۱۳۷۷ھ مطابق ۲۰ر اپریل ۱۹۵۸ء}

بعد تراویح، بمقام: بنگلہ والی مسجد، نئی دہلی

اقتباس

جب مخلوق خدا کی خدمت کرو سب سے بڑی خدمت ان کے ایمان کو بچانا ہے جب یہ مقدم ہو اور کمائی موخر ہو تب بخیل وسخی کا فرق نظر آتا ہے کمائی کو مقدم کر کے چلنے والا اندھا ہے نفع نہیں دیکھتا ہے واقعات گزر گئے لیکن صحیح ذہن نہیں بنتے ہیں لاکھوں آدمی کمائی چھوڑ کر بھاگا ہے چند دن پہلے ایک پناہ گزین مانگ رہا تھا لکھ پتی نے نہ دیا چند دن کے بعد لکھ پتی مانگ رہا تھا فقر والا تھا ہم نے دیا اس وقت چنے ابال کر سب میں تقسیم کر دیئے بعض دفعہ ایک دن میں ایک لقمہ بٹا ہے بوٹی بٹی ہے یہ وجوہات بچنے کی ہیں مفتی صاحبؒ نے فرمایا کہ نظام الدین میں رہنا خودکشی کے مترادف ہے مگر اللہ کی مدد آئی جتنی خدا کے دین پر محنت ہوگی خدا زیادہ دیں گے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا یہی طریقہ ہے جب انھوں نے کمائی کو موخر کیا دین کو مقدم کیا تب مال کا دروازہ کھلا۔

بعد خطبۂ مسنونہ فرمایا کہ:

بھائی دوستو بزرگو! اب تک تو سنا کہ حکومت کس طرح مال تقسیم کرتی تھی اب افراد میں تقسیم مال کا کتنا جذبہ ہے، اس زمانہ میں رات دن کماتے ہیں اور پیسے تقسیم کرنے کی بھی توفیق نہیں ہے، صحابہؓ کو کمانے کے لئے تھوڑا وقت ملتا تھا تو بھی وہ اشرفیاں تقسیم کرتے تھے معلوم ہوا کہ مسلمان کمائی سے عالی حوصلہ نہ ہوگا بلکہ بخیل اور فقیر ہوگا جب فقط کماوے تو بخیل و فقیر ہوگا کیوں کہ اللہ نے اس کی بنیاد کمائی پر نہ رکھی لہٰذا کمائی سے غنی یا سخی نہ ہوگا، ننانوے کے پھیر میں پڑتا ہے دو گھر تھے ایک مسلمان کی جھونپڑی دوسرا لال جی کی کوٹھی تھی جھونپڑے والے تو خوب پکا کر کھاتے تھے اور کوٹھی والے کے پاس کچھ نہ تھا ایک لالہ جی کے پاس بوتل میں گھی تھا صرف مسح لگا کر کھاتے تھے اب لالہ جی کے مرنے کے بعد لڑکے آئے صرف دیکھ کر کھا لیتے تھے تو ایسے ہی لالہ جی کے کبھی کبھار پکتا تھا، بنیے نے کہا اچھا کھانا کیوں نہیں پکتا کہا کہ ننانوے کے پھیر میں پڑے ننانوے کی تھیلی لالہ جی نے مسلمان کے گھر میں ڈالی اب سو کی فکر پڑی اب بچانا شروع کیا تھوڑے دن کے بعد اس نے کہا کہ ننانوے کے پھیر میں آ گیا ہے ہم سب ننانوے کے پھیر میں ہیں جب کمائی ہی زندگی کی بنیاد ہو تو وہ فقیر ہوتا ہے، خدا کے ضابطے بھول جاتا ہے۔

یعقوب علیہ السلام پر بلا آئی روئے اس کی ایک وجہ یہ ہے کہ ایک دفعہ بیٹوں کے ساتھ بیٹھ کر کھا رہے تھے فقیر آیا تو کھانے کی مشغولی کی وجہ سے فقیر کی بات نہ سنی تو مصیبت آئی (۱) مرغ پکا میاں بیوی کھا رہے تھے ابھی کھایا نہیں تھا کہ سائل آیا میاں نے کہا کہ سائل کو دیدو عورت لے گئی پھر چیخ مار کر گر گئی خاوند نے پوچھا تو کہا کہ یہ سائل میرا پہلا خاوند ہے ایسے ہی طرح ہم کھا رہے تھے سائل آیا تھپڑ مار کر نکالا تو مفلس بن گیا مجھے طلاق دی آج مانگنے آیا ہے اس قلق پر چیخ نکلی اس میاں نے کہا کہ جو سائل مانگنے آیا تھا وہ میں ہوں (۲) اسی دن سے خدا نے حالات بدلے، آج کروڑوں کا مالک ہوں وہ کنگال ہے جب آدمی کمائی کی بنیاد پر اٹھتا ہے تو خدا کے دینے کے ضوابط کو بھولتا ہے، کمائی کو صرف ایک شعبہ رکھو اصل دین کی محنت ہو اب یہ جانے گا اس طرح کمانے سے سود لینے سے جھوٹ سے فقر آئے گا کمانے والا اس بات کو نہ جانے گا، اس لئے اونچا چڑھ کر کمانے والے گرتے ہیں ہم نے دین کو تابع کیا بنیاد نہ کیا کمائی میں خدا کی حدود توڑیں 'ومن یتعد حدود اللہ فاولئک ھم الظلمون' (۳) کمائی کی حد یہ ہے کہ جتنی ضرورت ہے کماؤ اور خرچ کرو اس سے تجاوز کرے گا تو غنی نہ بنے گا حدود توڑیں، رشوت دی تو حد ٹوٹی مسلمان کو سزا شفقۃً دنیا میں ہوگی کافر کو صرف آخرت میں ہوگی اس لئے مسلم جہالت کی بناء پر جتنا کماتا ہے فقیر بنتا ہے حدود اللہ پھر شعبہ اس وقت آئیں گے کہ بنیادی طور پر دین کی محنت ہو، دین کی محنت اس وقت آئے گی کہ جب جان کے بارے میں یہ سوچ کر کہ یہ وقت دین کی محنت کا ہے یا نہیں آج تو پہلے کمائی کو دیکھتے ہیں اس سے وقت بچا تو تبلیغ میں لگایا مثلاً کفر پھیل رہا ہے تو دین کی محنت مقدم ہے کمائی موخر ہے جتنی بھی موخر کرو مثلاً حج کا زمانہ آرہا ہے سب جانتے ہیں کہ حجاج آپ صلی اللہ علیہ وسلم والے نقشے پر نہیں ہیں یورپ اور حج کے سفر میں فرق نہ رہا ایک پاسپورٹ کا فکر ہے نماز دین کا فکر حاجی میں نہیں ہے جب ہم نے یہ دیکھا تو سب پر فرض ہے کہ اس پر محنت کریں، مقدم تبلیغ ہے ڈیڑھ ماہ حج پر محنت کرو بعد میں کمائی کرو میں اس مسئلہ کا تجربہ کار ہوں جتنا خون اور بربادی ہوئی ہے کمائی کی وجہ سے ہوئی ہے مثلاً دہلی میں پناہ گزیں آئے اگر یہ اپنے علاقے میں مرتد ہوئے تو نہ آتے صرف اسلام کی نسبت سے آئے، ۵۰ ہزار آئے اب پٹائی بھی ہوئی موت بھی ہوئی مال بھی سب گیا اس طور پر دہلی آئے اب اس زمانہ میں تقاضا یہ تھا کہ سب لگ لپٹ کر ان کا انتظام کرتے کہ ایمان پر ابھارا جائے روٹی کا بعد میں انتظام کرتے پہلے دین سکھاتے میں نے ماہ بھر دہلی میں گشت کیا جلسے کئے ایک مطالبہ تھا کہ مردوں کو مسجد میں ڈالو اور محلہ وار ایک گھر میں عورتوں کو رکھو کلمہ نماز سکھاؤ، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں قبائل اسی طرح آتے تھے اس کے لئے فی محلہ ایک مکان اور وقت مانگتے تھے اس وقت پرانے مبلغوں نے بھی نہ مانا اس وقت اللہ نے کمائی بھی دکھائی لوگ کہتے تھے آج کل اتنی بکری ہوتی ہے کہ وقت دینا مشکل ہے چار گھنٹے میں چار دن کی کمائی کا نقصان ہوگا، یوم سبت مچھلی والوں کی طرح ہوا۔

میرا پورا رمضان دہلی میں گزرا قرآن بھی یاد کرنا دہلی میں محنت کرنا روزہ میں جانا پڑتا تھا وہاں وقت کا تقاضا یہ تھا کہ راجہ الور بھرت پور پھرتے تھے کہ مرتد ہو جاؤ سب کے دیں گے سکھ گردوارے دیتے تھے کہ سکھ بنو میں یقین کے ساتھ کہتا ہوں کہ اس وقت مبلغین کام نہ کرتے تو ۵۰ لاکھ مرتد ہوتے، باہر کے ۱۵۰ مبلغین نے کام کیا دلی والے نہ لگے گشت

کر کے لاتے غسل میں پانی خرچ ہوتا تو متولی صاحبان پانی پر تالے لگاتے کہ وقف کا پانی خرچ ہوتا ہے بس جی اس کے بعد میں تالے لگاتے دھکے دے کر باہر نکالا مسجد سے نکالا چوراہے پر پڑے ہوئے تھے ایمان پر قربانی تھی یوں تو لاکھوں روپیہ جمع کیا لیکن وقت دے کر تسلی نہ دیتے تھے سکھاتے نہ تھے حتیٰ کہ بڑی بڑی بلڈنگ والے تھے بڑے بڑے دوکان والے تھے اس نے کہا کہ میری بیوی اور بیٹی ایک مکان میں نہیں رہ سکتی ہے اس لئے خالی نہ کرسکوں گا اب وہ وقت آیا کہ منتظمین کی سمجھ میں آیا کہ پناہ گزیں غیر محفوظ جگہ میں ہیں وہ نظام الدین آئے اور انتظام کیا کہ سایہ میں ۵ ہزار آدمی یہاں لاکر ڈالا اب بستی نظام الدین والوں نے ہندو مسلم نے جو کچھ تھا وہاں پہنچایا بستی غلہ کپڑا پہنچایا، ۵ ہزار آدمی کا خرچ پھر بھی نہ چل سکا تین دن فاقہ رہے بچے مرے چودھری میرے پاس آئے کہا کہ مرنا دیکھا نہیں جاتا اگر اجازت دے تو لوٹ مچاویں میں نے کہا کہ اب تک ہم بے کئے مر رہے ہیں مظلوم ہیں اللہ کی مدد آئے گی انھوں نے ڈاکہ نہ ڈالا بات مانی تین دن کا فاقہ ختم ہوا اس کے بعد فوراً ۲۴ گھنٹے کا کرفیو دہلی میں ہوا اسی میں سارا فساد ہوا ہر وقت سمجھایا لیکن نہ سمجھے آخر قتل ہوئے کمائی سے نکلنے میں نقصان جانتے تھے میں نے جا کر تقریر شروع کی جامع مسجد اترا تھا کہ مبلغین کے پاس جاؤں اترتے ہی کرفیو لگ گیا ایک لیڈر آیا کہ اب بات سمجھ میں آئی کہ اب آپ تقریر کریں پاس بنوالیں اور تقریر کریں میں نے کہا کہ اب نہیں کروں گا سیاسی ہوجائے گا اب تک اصلاحی تھا اب وجہ دیکھو کیا ہے کمائی کی وجہ سے مرے کمائی اجڑ جائے لیکن تبلیغ کرے تبلیغ اجڑے تو کمائی میں نہ لگو آج تو کمائی کو اول نمبر دیتے ہیں اسی وجہ سے مرتے ہیں ہمارے اوقات لینے والے کمزور ہیں کام سن کر کمزور پڑ جاتے ہیں کام بتلا دیا سہم گئے، جبرئیل علیہ السلام والی بات نہیں ہے گدھے ہیں کھیتوں میں کچھ نہیں ہے ذلت کا لقمہ ملے گا، ذلت کے لقمہ سے عزت کی موت اچھی ہے اب بستی نظام الدین میں بھیڑ لگی ۳ لاکھ ہوگئے حوض کا پانی ختم ہوا پھر جامع مسجد فتح پوری میں چولھے جلے اور پاخانے بھرے پڑے ہیں خود دہلی والوں نے ایسا کیا ہے اب دہلی والے مظلوم بنے، مصیبت میں آئے پناہ گزین بننے کے بعد قرض بھی چھوڑے بے پردہ عورتیں ہوگئیں بے پردگی زنا عام ہوگیا، رجوع الی اللہ نہ ہوا تب جماعتیں یہاں سے بھیجیں، میاں جی عمرو کی جماعت گئی اور روتی ہوئی واپس آئی کہ دیکھا نہیں جاتا ہے ماضی اس لئے ہوتی ہے کہ آئندہ کے لئے سبق ہو، ماضی بھلانے کے لئے نہیں ہوتی کمانے کو مقدم کرنا غلط تھا اپنی چیز کو دنیا پر لگانا غلط ہے یہاں کے منتظموں نے کہا کہ یوں کرو یوں کرو میں نے کہا کہ تمہیں بھی پناہ گزیں بننا ہو تو کرو پانی بند نہ ہوگا کنویں سے نل سے خوب پانی دیا جتنا لحاف کپڑے تھے سب دیدیئے مسلمانوں کے واسطے دیئے اسی کی برکت سے ہم بچے ہیں جو نہ بچے ان کی وجہ دیکھ لو۔

جب مخلوق خدا کی خدمت کرو سب سے بڑی خدمت ان کے ایمان کو بچانا ہے جب یہ مقدم ہو اور کمائی موخر ہو تب بخیل وسخی کا فرق نظر آتا ہے کمائی کو مقدم کر کے چلنے والا اندھا ہے نفع نہیں دیکھتا ہے واقعات گزر گئے لیکن صحیح ذہن نہیں بنتے ہیں لاکھوں آدمی کمائی چھوڑ کر بھاگا ہے چند دن پہلے ایک پناہ گزین مانگ رہا تھا لکھ پتی نے نہ دیا چند دن کے بعد لکھ پتی مانگ رہا تھا فقر والا تھا ہم نے دیا اس وقت چنے ابال کر سب میں تقسیم کر دیئے بعض دفعہ ایک دن میں ایک لقمہ بٹا ہے

بوٹی بٹی ہے یہ وجوہات بچنے کی ہیں مفتی صاحبؒ نے فرمایا کہ نظام الدین میں رہنا خودکشی کے مترادف ہے مگر اللہ کی مدد آئی جتنی خدا کے دین پر محنت ہوگی خدا زیادہ دیں گے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا یہی طریقہ ہے جب انھوں نے کمائی کو موخر کیا دین کو مقدم کیا تب مال کا دروازہ کھلا، کمائی تو ملنے کا دروازہ بنے گا دین کی محنت پر ملے گا سارے سال دین پر محنت کرو، دو ایک ماہ میں کماؤ تو سارے سال کا اللہ دیں گے اگر دین کی محنت نہ ہو صرف کمائے تو مشکل سے گزارہ ہوگا، صحابہؓ نے سب کیا تب دروازے کھلے حوصلہ وہی تھا جب تو پیٹ کاٹ کر کھجوریں دیتے تھے اب سونا چاندی دیتے ہیں، اب محکومین کیا خرچ کرتے تھے حالانکہ ذاتی مال تھا حضرت طلحہؓ کے پاس ایک عورت پہنچی تو وہ بوجھل تھے کیا ہوا؟ شاید بیوی کی طرف سے شک ہو تو معافی مانگوں کہا کہ تو تو پاک دامن ہے اچھی عورت ہے لیکن بات یہ ہے کہ میرے پاس مال جمع ہو گیا ہے سمجھ میں نہیں آتا کیا کروں؟ آج تو مکان بناتے بیوی نے کہا کہ قوم کو بلا کر تقسیم کر دو چنانچہ ایسا ہی کیا ۴ لاکھ تقسیم کیا (۴)۔

ایک روایت میں طلحہؓ نے زمین ۷ لاکھ میں بیچی مال کی وجہ سے رات نیند نہ آئی صبح سارا مال تقسیم کر دیا تب سوئے (۵) ایک روایت میں ہے کہ ۴ لاکھ تقسیم کئے (۶) روزانہ کی پیداوار ایک ہزار درہم آئے تھے (۷)، زبیرؓ کے ایک ہزار غلام خراج دیتے تھے روز تقسیم کرتے تھے گھر میں کچھ نہ لاتے تھے روزانہ کی کمائی تقسیم ہوتی تھی (۸) ایک روایت میں ہے کہ جب زبیرؓ جمل کے دن کھڑے ہوئے بیٹے عبداللہ سے کہا آج مقتول ظالم یا مظلوم ہوگا میں مظلوم بن کر قتل ہوں گا کیوں جنگ سے ہٹ گئے علیؓ نے بلایا اور کہا زبیرؓ میں اور تو خوش تھے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دوسرے کی محبت پوچھ کر کہا یہ ظلم کرے گا علیؓ سے لڑے گا اب زبیرؓ نے قسم کھائی اب نہ لڑوں گا (۹)۔

الغرض اصلاح کے لئے ٹھہرو مصالحت کراؤ امید مصالحت نہ رہی تو واپس ہوئے ایک آدمی علیؓ کا تھا پیچھے ہوا انھوں نے نماز میں سجدہ کیا وہیں شہید ہوئے (۱۰)، اب مظلوم بن کر قتل ہوئے جب زبیرؓ ہٹے تو طلحہؓ بھی ہٹے، مروان نے دیکھا تو طلحہؓ کو شہید کر دیا (۱۱) کہ لوگوں پر ہٹنا ظاہر نہیں ہے ورنہ لوگ بھاگیں گے سب سے بڑا فکر زبیرؓ کو قرض کا تھا میرے مال سے قرض ادا ہوگا یا نہیں؟ بیٹا مال بیچ کر قرض ادا کر ایک تہائی کی وصیت کرتا ہوں، ابن زبیرؓ کی اولاد کے لئے ہے اگر قرض کے بعد بچے تو تیری اولاد کے لئے ہے ۹ بیٹے ۹ بیٹیاں تھیں اور ایک بیٹے کی اولاد کی وصیت کی ان وارثوں میں تقسیم کرو بیٹا اگر عاجز ہو تو میرے مولیٰ سے مدد مانگنا میں مولیٰ کو نہ جانا تو کہا کہ اللہ سے کہہ دینا خدا کی قسم ابن زبیرؓ نے کہا کہ فوراً اللہ سے کہتے ہی قرض ادا ہوتا غابہ میں دو زمین ۱۱ گھر مدینے میں ایک گھر مصر میں ایک گھر کوفہ میں تھا زبیرؓ امین تھے لوگ امانت دیتے اسے قرض بناتے ضرورت مند کو دیتے تھے اپنی کمائی کے علاوہ قرض والا بھی تقسیم کرتے تھے کبھی امیر نہ بنے خراج کے متولی بھی نہ بنے تھے یہ مال ان کا حکومت والا نہ تھا تجارت کا غنیمت کا مال تھا بتلانا یہ ہے کہ مالیت یوں زیادہ نہ تھی بلکہ برکت تھی، برکة الغازی فی ماله حیاً و میتاً۔ الخ' (۱۲) کے عنوان سے قصہ لکھا ہے، قرض ۲۲ لاکھ تھا حکیم بن حزامؓ عبداللہؓ سے ملے قرض پوچھا تو ایک لاکھ کہا ۲۲ لاکھ نہ بتلائے حکیمؓ نے کہا تمہاری مالیات سے ایک لاکھ ادا نہ ہو سکے

گا میں نے کہا کہ اگر ۲۲ لاکھ ہو تو کیا ہوگا؟ کہا پھر تو بالکل طاقت نہیں ہے اگر عاجز ہو تو میں بھی قرض ادا کرنے کے لئے تیا رہوں، حضرت زبیرؓ نے غابہ میں ایک لاکھ ۷۰ ہزار کی زمین خریدی تھی تو عبداللہؓ نے ۱۶ لاکھ میں بیچی برکت ہوئی، زبیرؓ کا حق دینا شروع کیا عبداللہ بن جعفرؓ آئے ۴ لاکھ کا قرض تھا کہا کہ کہو تو قرض معاف کروں کہا نہیں موخر کرو کہا کہ نوٹ لے لو کہا کہ زمین سے ایک ٹکڑا دیدو، عبداللہؓ نے دیدی باقی ساڑھے چار حصہ رہی یہ معاویہؓ کے پاس گئے اب ساڑے چار حصے بک گئے ساڑے چار لاکھ روپئے ملے سب بک گئے، اب جعفرؓ نے اپنا حصہ چار لاکھ والا معاویہؓ کو ۶ لاکھ میں بیچا حضرت معاویہؓ نے لیا عبداللہ بن جعفرؓ بھی خرچ کرنے والے تھے، ابن زبیرؓ قرض سے فارغ ہوئے لڑکوں نے میراث مانگی تو کہا کہ ۴ سال حج میں اعلان کروں گا جب سب زبیرؓ کا قرض ادا ہوگا تب ملے گا ۴ عورتیں تھیں ایک عورت کو ۱۲ لاکھ ملے ۴۸ لاکھ ثمن ہوا وارثوں میں تقسیم ہوا، وہ ۳ کروڑ چوراسی لاکھ ہوا قرض کے علاوہ ہے ایک کروڑ بانوے لاکھ تہائی وصیت والا ہوا، ۵ لاکھ ۷۶ لاکھ ہوا، کل مال ۵ کروڑ ۹۸ لاکھ ہوا (۱۳)، وہ مال اتنا بنا ۲۲ لاکھ قرض بھی ادا ہوا کمانے والے سب گنواتے ہیں ایک لاکھ کے قرض ادا نہ ہو سکتے تھے اس کا اللہ نے کتنا دیا فرق یہ ہے کہ وہ دین کی محنت کرنے والے تھے ہم کمانے والے ہیں، ان کو اللہ دین کی محنت کا سارا آخرت میں دیں گے لیکن اکراماً میرے دین کی محنت کر رہے ہیں اس لئے خوب دیتے ہیں آج آخری رات ہے، بتاؤ جب اللہ جائزہ دینے کے لئے رات مقرر کی تو اللہ کے دین کی محنت کے اعتبار سے جائزہ لینے پر کون تیار ہے؟ جن کے نام اب تک نہیں آئے ہوں اپنا نام دیدیں۔

---

(۱) تفسیر خازن تحت قولہ تعالیٰ: انما اشکو بثی و حزنی الی اللہ

(۲) پاکیزہ حکایات: ۶۸

(۳) سورۃ البقرہ: ۲۲۹

(۴) الترغیب والترہیب صفحہ ۱۷۶ جلد ۲

(۵) حلیۃ الاولیاء صفحہ ۸۹ جلد ۱

(۶) طبقات ابن سعد صفحہ ۷۸ ۳ جلد ۳

(۷) حیاۃ الصحابہ صفحہ ۲۹۰ جلد ۲

(۸) الاصابہ صفحہ ۵۴۶ جلد ۱

(۹) البدایہ والنہایہ صفحہ ۲۲۸ جلد ۷

(۱۰) البدایہ والنہایہ صفحہ ۲۳۶ جلد ۷

(۱۱) البدایہ والنہایہ صفحہ ۲۳۴ جلد ۷

(۱۲) بخاری صفحہ ۴۴۱ جلد ۱

(۱۳) حیاۃ الصحابہ صفحہ ۲۹۱ تا ۲۹۵ جلد ۲

قربانی اور محنت کے دو نقشے ہیں

{ یکم شوال المکرم ۱۳۷۷ھ مطابق ۲۱/اپریل ۱۹۵۸ء }

بعد فجر، بمقام: بنگلہ والی مسجد، نئی دہلی

اقتباس

دو نقشے ہیں، ایک رمضان کی عید دوسرے بقرعید، آج عید کا دن عطایا کے لینے کا تجویز کیا ہے کیوں کہ رمضان کے پورے مہینے رات دن تکلیفیں اٹھائیں تو اللہ نے عید کا دن مقرر کیا کہ خدا کے حکموں پر تکلیف اٹھانے سے عید آتی ہے یعنی انعامات خوشی کے لئے ملتے ہیں، خدا کے حکموں پر تکلیفیں اٹھائیں تو کسی نہ کسی دن خوشی ملے گی یہ عید اصل عید کی یادگار ہے آج کیسا مزہ آرہا ہے یہ مجموعی مزہ ہے ورنہ افطار کے وقت بھی تھوڑا تھوڑا مزہ آتا تھا، سارے دن کھائے تو اتنی رغبت نہیں ہوتی ایک خوشی تو روز ہوئی آج کے دن کی خوشی اسی خوشی کا تکملہ ہے کہ دن میں کھا رہے ہیں، رمضان میں فرض ادا ہوا عید کی خوشی بھی افطار والی خوشی ہے روزانہ افطار والی بھی خوشی دونوں مل کر ایک خوشی ہے دوسری خوشی فرحة عند لقاء ربه (اللہ تعالیٰ سے ملاقات کے وقت کی خوشی) جب اللہ کی ملاقات ہوگی تب خوشی ہوگی جنت ملے گی وہ بڑی خوشی ہے اس عید کی خوشی کی کوئی حیثیت نہیں ہے تو جنت میں حور وغلمان باغ وبہار میں زیادہ خوشی ہوگی بات یہ نکلی کہ اللہ کے حکم پورا کرنے میں جو لوگ تکلیف اٹھائیں گے تو دنیا میں بھی کوئی نہ کوئی دن خوشی کا آئے گا۔

بعد خطبۂ مسنونہ فرمایا کہ:

بھائی دوستو! دیکھو کل عصر کے بعد عرض کیا تھا رمضان میں جو دین کی طرف رجوع ہے رمضان کی سابقہ محنت کا اثر ہے اور سارے سال محنت کریں تو اثرات سارے سال باقی رہیں گے رمضان میں تو فاسق بھی نماز پڑھتا ہے رمضان میں چلایا دور گیارہ ماہ دیدیئے کہ چلو کیسے چلتے ہو اگر یہ نقشہ اچھا تھا تو سارے سال گزارو اگر آئندہ سال کو مقید کیا جائے اور خواہشات پر نہ لیا جائے تو اگلے رمضان میں ترقی ہوگی خدا کے احکامات میں حد نہیں ہے ہر اگلا رمضان پچھلے رمضان سے اونچے مقامات پر پہنچائے گا بشرطیکہ رمضان والی نوعیت پورے سال بنی رہے اگر غیر رمضان میں بھی خواہشات پر لگے اور احکامات توڑے تو پھر رمضان آیا تو زیادہ سے زیادہ پچھلے رمضان کی طرح ہوگا ترقی نہ ہوئی جہاں تھے وہیں رہے، احکام ٹوٹے تو آئندہ ماہ اسی کو معاف کرادے یہی بہت کچھ ہے بیوی کھانا سونے کی نسبت سے احکام توڑے تو اگلا رمضان مکافات بنے گا لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تو امت کو اتنے اونچے مقام پر پہنچایا کہ نبیوں کے لئے گواہ بنیں گے شہادت انبیاء

علیہم السلام ہے اس میں طاعت والے احکام پورے کرنے والے ہوں گے تب شہادت انبیاء علیہم السلام کی اصلیت ہوگی ساری امت کی طرف نسبت اس لئے ہے کہ ہر زمانہ میں مطیعین موجود ہیں اب یہ نقشہ اللہ کو پیارا ہے کہ خدا کے حکم کو پورا کرنے کے لئے اپنے کھانے پینے اور نفسانی چیزوں پر تکلیف اٹھانا یہ روزہ کا خلاصہ ہے رمضان کی ساری راتوں میں دوزخ سے آزاد کئے ہیں آخری رات میں سارے ماہ کے برابر آزاد کئے (۱)۔

دو نقشے ہیں ایک رمضان کی عید دوسرے بقرعید، آج عید کا دن عطایا کے لینے کا تجویز کیا ہے کیوں کہ رمضان کے پورے مہینے رات دن تکلیفیں اٹھائیں تو اللہ نے عید کا دن مقرر کیا کہ خدا کے حکموں پر تکلیف اٹھانے سے عید آتی ہے یعنی انعامات خوشی کے لئے ملتے ہیں، خدا کے حکموں پر تکلیفیں اٹھائیں تو کسی نہ کسی دن خوشی ملے گی یہ عید اصل عید کی یادگار ہے آج کیسا مزہ آرہا ہے یہ مجموعی مزہ ہے ورنہ افطار کے وقت بھی تھوڑا تھوڑا مزہ آتا تھا، سارے دن کھائے تو اتنی رغبت نہیں ہوتی ایک خوشی تو روز ہوئی آج کے دن کی خوشی اسی خوشی کا تکملہ ہے کہ دن میں کھا رہے ہیں، رمضان میں فرض ادا ہوا عید کی خوشی بھی افطار والی خوشی ہے روزانہ افطار والی بھی خوشی دونوں مل کر ایک خوشی ہے دوسری خوشی فرحۃ عند لقاء ربہ (اللہ تعالیٰ سے ملاقات کے وقت کی خوشی) جب اللہ کی ملاقات ہوگی تب خوشی ہوگی جنت ملے گی وہ بڑی خوشی ہے اس عید کی خوشی کی کوئی حیثیت نہیں ہے تو جنت میں حور وغلمان باغ و بہار میں زیادہ خوشی ہوگی بات یہ نکلی کہ اللہ کے حکم پورا کرنے میں جو لوگ تکلیف اٹھائیں گے تو دنیا میں بھی کوئی نہ کوئی دن خوشی کا آئے گا، تجارت یا زراعت میں عید آئے گی جو لوگ روز کھاتے تھے تو عید نہیں ہے وعید ہے کھانے کا ابھار نہ ہوگا لذت نہ آئے گی ایک گروہ نے روزہ رکھا ایک نے نہ رکھا دونوں کھائیں تو افطار کے وقت روزہ دار کو مسرت ہے حقیقی خوشی روزہ دار کی ہے دوسرے تو بناوٹی خوشی منا رہے ہیں آج دروازہ کھلا اسی طرح جو اللہ کے حکموں کو پورا کرے کھانے پینے کے مسئلوں کی پرواہ نہ کرے تجارت زراعت میں حکم پورا کریں چاہے ایک لقمہ بھی نہ ملے اس طور پر حکم پورا کر رہے ہوں کہ جانوں پر زد پڑے، مقررہ حد جو عند اللہ ہے وہ پوری ہو جائے تکلیف کی حد پوری ہو جائے تو عید آئے گی، فرحۃ عند افطارہ و فرحۃ عند لقاء ربہ (۲) کاروبار حکم کے مطابق چلایا تکلیف اٹھائی اب مالیات کا دروازہ کھلا اب عطایا ملیں گی ایک خوشی تو اب ہوگی کھیتی اجڑنے دی سودی روپیہ نہ لیا کھیتی اجڑی تجارت احکام کی وجہ سے اجڑنے دی لیکن حکم نہ ٹوٹنے دیا جب حد ختم ہوگی سال میں دو سال میں جب تکلیف کی حد ختم ہوگی تو اللہ دنیا میں بھی کھانے کا دروازہ کھولیں گے احکامات کی لائن سے کھانے ملیں گے حکم والی تجارت و زراعت سے ملے گا خوشی ہوگی نافرمانی پر تو پہلے دن چلتا تھا فرمانبرداری پر اب چلنے لگا اب مال بلاؤں کو لے کر نہ آئے گا حکموں کی تعمیل پر بھوک پیاس برداشت کر کے کمائے تو آفتیں نہ آئیں گی احکامات کی لائن سے دروازہ کھلیں گے تو عید آئی، آگے اور مزید دیتا ہے پھر اللہ چکر میں ڈالیں گے حکم پورا کیا تو کل سطح پر کامیابی ہوگی ایسے میں موت آئی وقتاً فوقتاً عید آتی رہی اب موت کے وقت عید آئی پھر رمضان کے بعد عید آئی روزانہ افطار کیا تو ۳۶۰ افطار ہوئے اور عید کا افطار ہوا، پچاس ساٹھ سال میں یہ عید الفطر بکھر کر آئے مگر اللہ کی ملاقات اکٹھی ملے گی یہاں تو چھوارہ ملا اس پر خوشی ہوئی تو جب اللہ دوزخ سے آزاد کریں

جنت میں ڈالیں تو کتنی خوشی ہوگی فرحت ہوگی یہ ایک نقشہ ہے صرف روزہ وافطار ہی نہیں ہے جو احکامات کو سامنے رکھ کر چلیں گے تو روزہ کی طرح تکلیف ہوگی عید کی طرح خوشی ہوگی اس نقشے کو ذہن میں بٹھانا ہے۔

رمضان میں بھی حکمت ہے کہ پوری زندگی کا نقشہ دکھلا رہے ہیں کہ حکم نہ توڑو چاہے جان پر جو کچھ گزرے، ذلت برداشت کرو تو اسی طرح تھوڑی تھوڑی مسرت تو روزانہ رہے گی بڑی مسرت کچھ وقفے کے بعد ہوگی عید افطار میں تھوڑا زیادہ کھایا تو پیٹ بھاری ہوگیا پیاس زیادہ لگی تو رات کے بارہ بجے تک برا حال ہوا لیکن افطار کے وقت خوشی ہے ۱۴ گھنٹے کی تکلیف میں افطار آیا ایسے ہی زندگی میں تھوڑی تھوڑی خوشی آئے گی مہینوں کے لئے خوشی آتی ہے جھٹکا آیا پھر حکم نہ توڑا، یہ اس لئے ہوتا ہے کہ آیا مخلص ہے یا حریص ہے، حریص تکلیف کے وقت احکام توڑتا ہے مخلص ہر حال میں حکم پورا کرتا ہے اس کے بعد میں استقامت پیدا ہو جائے کہ حکموں پر چلنا ہے خواہ عزت ملے یا ذلت ملے آگے جا کر اللہ مستقل کامیابیوں کے دروازے کھولیں گے اور موت کے وقت اصل دروازہ کھلے گا یہ چھوٹا سا شخصی نقشہ ہے۔

بقرعید میں بڑی قربانی ہے گھر بار چھوڑنا پڑتا ہے بیوی چھوڑنی پڑتی، گھر قربان کیا جب ماں باپ سب ایک جگہ ہوتے ہیں تو تکلیف میں بھی راحت ہے اگلی عید میں تو بیوی بچہ کہیں ہے اور باپ کہیں ہے باپ دوسروں کو کھلاتا ہے بیوی بچہ پر فاقہ ہے یہ سب خدا کے حکم کو پورا کرتے ہیں حکم پورا کرنے میں بیوی بچوں سے کھانے پینے سے وطن سے جدائی ہے پردیس کی تکلیف ہے مکان نہ ہونے کی تکلیف ہے اور آنسو پونچھنے کے لئے خاوند نہیں ہے باپ نہیں ہے یہ تکلیفوں کا اونچا نقشہ ہے کچھ احکام رمضان کی سی تکلیف لائیں گے کچھ حج والی تکلیف کے احکام آئیں گے ختم نبوت والی محنت دعوت الی اللہ ہے، بیوی کہیں پڑی ہے گھر پر فاقہ ہے دوسروں کو کھانا کھلا رہا ہے، ابراہیم علیہ السلام مشرکین کو بھی کھلاتے تھے بیوی بچے بھوکے ہیں پانی بھی نہیں ہے بہت دنوں تک پھر پانی ہی پانی ملا بعد میں بچہ بڑا ہوا شکار کر کے گوشت کھایا یہ نقشہ ہے ابراہیم علیہ السلام کے پاس اونٹ بھیڑ بکری ہزاروں ہیں ایک میل کے اندر کے آدمیوں کو کھلانا ذمہ کیا تھا اب بیوی بچے ضرور یاد آرہے ہوں گے کہ کافر گوشت کھا رہا ہے نبی کو مشرک سے نفرت ہوتی ہے ووعدتکم (۳)، وماتدعون من دون اللہ (۴)، واھجرنی ملیاً (۵)، سلام علیک' (۶) شرک کے خلاف لفظ تھا لیکن کھلا رہے تھے، دوسرے انسانوں پر کھانا خرچ کیا اور بیوی بچے صرف پانی پر ہیں مکان میں مشرکین ٹھہرتے تھے بیوی بچے بے مکان تھے سب سے جدائی کی اس پر ایک عید آئی بقرعید آئی ایسی عید آئی کہ ابراہیم علیہ السلام دنیا میں ہوتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکرؓ پیدا ہوئے اور مکہ میں توحید کی پکار لگی ابراہیم علیہ السلام دنیا میں ہوتے تو اتنا مزہ آتا کہ بقرعید ہے۔

امت مسلمہ کی ان قربانیوں پر بنیاد اٹھی ملۃ ابیکم ابراھیم ھو سمٰکم المسلمین (۷) امت مسلمہ تک قربانی قبول کرا کر دعا مانگی تھی کہ گردن جھکانے والی امت تیار کر پوری دنیا کی امت حج کی لائن کی قربانیوں سے ہے کھانے پینے کی زور سے امت نہیں ملی ہے بلکہ بیوی بچے بے مکان اور کھانے کی قربانی دے رہے تھے اس سے امت ملی اگر آپ اس لائن کی قربانی چاہتے ہیں کہ امت سہولت سے رہے مجموعہ کی عید چاہو تو خدا کی راہ میں نکلو بچے بھوک میں ہیں اور باہر

کھلا رہے ہیں، ابوبکرؓ سارا روپیہ لے کر چل دیئے باپ آیا تو کہا کہ ابوبکرؓ سارا مال لے کر گیا ہے تکلیف پہنچے گی ابوبکرؓ کی بیٹی نے کہا دادا سے ترک لنا خیراً کثیراً (ہم لوگوں کے لئے بہت خیر 'مال' چھوڑ کر گئے ہیں) خیر چھوڑ کر گئے ہیں، وہیں درہم ہوتے تھے توڑ توڑ کر ڈلے کی طرح ٹھیکرے درہم کی شکل کے طاق میں ڈال کر کپڑا ڈھانپا نابینا تھے تو جانا کہ مال بہت چھوڑ گیا ہے زندگی گزرے گی حالانکہ چونی نہ تھی (۸) سارا روپیہ ہجرت پر خرچ ہوا بیوی بچوں کو اللہ کے نام پر چھوڑا، ابراہیم علیہ السلام جیسی قربانی جب دی جائے تو بڑی عید میں پہلے خوشی منالو پھر بکرا کاٹو۔

قربانی دو ہیں ایک انفرادی جس سے شخص بنیں گے دوسرے اجتماعی قربانی کہ قوم بنے امت بنے، ابراہیم علیہ السلام نے قربانی دی اس سے وجود امت ہوا، سارے صحابہؓ ابراہیم علیہ السلام کی طرح قربانی دینے والے تھے سارا مال قربانی دعوت میں لگاتے تھے تکلیف اٹھائی کچھ دن مال ملا خوشی ہوئی ۲۵ سال کے بعد دروازے کھلے ملک ملا مہینہ کا روزہ تھا یہاں تو ۲۵ سال کی قربانی تھی، ابراہیم علیہ السلام کی قربانی کا زمانہ لگا وہاں گھر نے قربانی دی تو مجموعہ کے لئے دروازہ کھلا مجموعہ نے قربانی دی تو سارے عالم کے لئے قربانی کا دوازہ کھلا نقشہ بدل گیا نیچے کے انسان اونچے ہوئے خدا کے دین کے لئے محنت کرنے میں خدا کے احکام پر ابراہیم علیہ السلام کا نقشہ لیا۔

محنت کے دو نقشے ہیں (۱) تھوڑی شخصی تکلیف (۲) گھریلو تکلیف ہو اس سے مجموعہ کی زندگی بنے گی، ایک نقشہ گزارنے کی تکلیف ہے اور اگلے نقشے کی عید کی تمہید ہے اس عید سے بقر عید کی استعداد ہوتی ہے امتیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہؓ ابراہیم علیہ السلام کی گھریلو قربانیوں سے امتیں بنتی ہیں بتلاؤ اس کے لئے کون تیار ہے جو گھر جائے وہ بھی وعدہ دے کر جائے، ۲۵ ہزار کی زمین ہو تو ۲۵ سو لے کر اللہ کے راستہ میں نکلو دسواں حصہ لگاؤ تو زمیندار امریکہ جا سکتا ہے اس پانچ دن میں پیر اٹھا کر کہاں پھینکو گے بتاؤ اصل عید نبیوں والی عید منانا ہو تو بتاؤ۔

---

(۱) کنز العمال صفحہ ۴۷۰ جلد ۸

(۲) کنز العمال صفحہ ۴۴۸ جلد ۸

(۳) سورۃ ابراہیم: ۳۶

(۴) سورۃ مریم: ۴۸

(۵) سورۃ مریم: ۴۶

(۶) سورۃ مریم: ۴۷

(۷) سورۃ الحج: ۷۸

(۸) البدایہ صفحہ ۲۲۲ جلد ۳

رواج والی زندگی ہٹا کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم والا طریقہ لائیں

{ یکم شوال المکرم ۱۳۷۷ھ مطابق ۲۱/اپریل ۱۹۵۸ء}

بعد نماز عید، بمقام: بنگلہ والی مسجد، نئی دہلی

اقتباس

ساٹھ ستر سالہ زندگی رمضان کی طرح محدود زمانہ ہے اگر رمضان کی طرح حکموں پر گزارا تو موت کے وقت عید ہوگی، آج عید للابرار و وعید للفجار دفتر بند ہوں گے فجار بھی عید مناتے ہیں حقیقت کے اعتبار سے نیکوں کی عید ہے حکم پورا کرنے والے کے لئے عید، نافرمان کے لئے دھمکی کا دن ہے جس کا آج بھی اللہ نے مغفرت کا ارادہ نہ کیا تو وہ دوزخی ہے اس کے بخشش کی صورت نہیں ہے فجار کے لئے وعید کا دن ہے، رمضان میں حکموں کے پورا کرنے کا نقشہ بتلایا روزہ کا حکم کیسے پورا ہوا پیاس، بھوک، عدم جماع کی تکلیف اٹھائی تب روزہ کا حکم پورا ہوا، رات کو تراویح ہے سارے دن مشقت ہے غیبت نہ کر گالی مت دے جھگڑے سے بچے گالی دینے والے سے کہو کہ میرا روزہ ہے، کمال والے روزے میں خوب تکلیف اٹھانی پڑے گی۔

بعد خطبۂ مسنونہ فرمایا کہ:

بھائی دوستو بزرگو! اللہ نے ہر کام مصلحت کے ساتھ دیا ہے مصلحت چاہے ہماری سمجھ میں نہ آئے دو سجدوں میں اشارہ ہے کہ پہلے سجدے سے اٹھنا منھا خلقنٰکم (۱) مٹی سے اللہ نے بنایا دوسرے سجدے میں وفیھا نعیدکم (۲) مر کر زمین میں جانا ہے پھر اٹھنا ہے تو مراد یہ ہے کہ قیامت میں زندہ ہونا ہے ومنھا نخرجکم تارۃ اخریٰ (۳) اگر کوئی آدمی ہر دو سجدے اسی ذہن سے کرے تو آخرت اور موت کتنی یاد رہے گی پھر شریعت کے خلاف کام نہ کرے گا ہر عمل میں حکمت اور منشاء رہے ہم تو صرف صورت جانتے ہیں ساری چیزوں کا یہی حال ہے آج عید ہے ایک آج عید ہے دوسری بقر عید ہے حکیم کی کیا حکمت ہے اللہ سے عیدوں میں شریک ہونے والا زیادہ سے زیادہ نعمتیں کس طرح حاصل کرے گا یہ سوچنا ہے یہ منشاء تو نہیں کہ رمضان میں تو خوب عبادت کریں اور ۱۱ ماہ احکام توڑیں یہ منشاء نہیں ہے حشر میں نامۂ اعمال دے کر جنت میں بھیجا جائے گا تب اطمینان ہے عیش ہے اصل عید کا نقشہ وہی ہے یہاں تو تھوڑے احکام دے کر خوشیوں کا تھوڑا نقشہ آتا ہے ایک ماہ کے بعد خوشی تھوڑی سی ہے، ساٹھ ستر سالہ زندگی رمضان کی طرح محدود زمانہ ہے اگر رمضان کی

طرح حکموں پر گزارا تو موت کے وقت عید ہوگی، آج عید للابرار و وعید للفجار دفتر بند ہوں گے فجار بھی عید مناتے ہیں حقیقت کے اعتبار سے نیکوں کی عید ہے حکم پورا کرنے والے کے لئے عید، نافرمان کے لئے دھمکی کا دن ہے جس کا آج بھی اللہ نے مغفرت کا ارادہ نہ کیا تو وہ دوزخی ہے اس کے بخشش کی صورت نہیں ہے فجار کے لئے وعید کا دن ہے۔

رمضان میں حکموں کے پورا کرنے کا نقشہ بتلایا روزہ کا حکم کیسے پورا ہوا پیاس، بھوک، عدم جماع کی تکلیف اٹھائی تب روزہ کا حکم پورا ہوا، رات کو تراویح ہے سارے دن مشقت ہے غیبت نہ کر گالی مت دے جھگڑے سے بچے گالی دینے والے سے کہو کہ میرا روزہ ہے (۴) کمال والے روزے میں خوب تکلیف اٹھانی پڑے گی، جوتے کھا کر صبر کرو دن میں یہ ہوا رات میں تراویح ہے سارے دن مشقت ہو راحت کے وقت تراویح آئی پیٹ بھاری ہوا لیکن تراویح پڑھوائی تکلیف اٹھائی برداشت کیا تب تراویح پڑھا سحری میں اٹھنا بھی مجاہدہ تو حکم پورا کرنے کے لئے تکلیف اٹھانا پڑتی ہے وہ تکلیف زیادہ دیر نہ چلے گی، رمضان صبر کا مہینہ ہے (۵) تکلیف بھی ساتھ میں افطار کے وقت راحت بھی آتی تھی پھر تکلیف ہوئی پھر راحت ہوئی تکلیف کے ساتھ راحت بھی ہے جب حکم پورا ہوا تو راحت آج کا دن آیا کہ گیارہ ماہ تک کھاؤ لیکن بالکل جنت میں داخلہ نہیں ہوا، فرحة عند لقاء ربه (خدائے تعالیٰ سے ملاقات کے وقت کی خوشی) والی عید نہیں آئی ہے، اصلی عید جب آئے گی تو احکامات نہیں رہیں گے اب تو ایک نمونہ ہے کہ تکلیف اٹھا کر حکم پورا کرو تو عیش کے دروازے کھلیں گے رمضان کا مہینہ سبق دے کر چلا گیا کہ اگر مسرتوں والے بننا چاہتے ہو تو اگلے سال آؤں گا اس وقت تک یوں ہی چلتے رہنا تکلیف اٹھا کر حکم پورا کرنا گھبرانا نہیں تکلیف اٹھانا تو دنیا و آخرت میں عیدیں آئیں گی یہ مزاج پیدا کرو جیسا کہ رمضان مزاج تھا اس گُر کو گیارہ ماہ نہ بھولنا مثلاً کمائی خدا کے احکام کے مطابق کرنا اس میں تمہیں نقصان نظر آئے گا، رمضان کو دیکھ کر سمجھ لینا کہ چاہے تکلیف ہو حکم پورا کرنا ہے حکم پورا ہوگا تو عید آئے گی۔

نافرمانی کے راستے سے جو ملتا ہے تھوڑے دنوں صبر کرے تو فرمانبرداری پر اتنا ہی ملنے لگے گا بس حکم پورا کرنا ہے شروع میں تکلیف ہے بعد میں راحت ہے ہر حکم میں جتنا تکلیف کا حصہ ہے وہ تکلیف اٹھا لے وقت پورا ہونے پر خوشی دیں گے دنیا ہی میں خوشی آجائے گی ایسے ہی کمائیوں پر تکلیفیں برداشت کرو خواہشات چھوڑو نقصان سے نہ گھبرائیں ذرا دنیا میں بھی برکت کے دروازے کھلیں گے طاعات کے راستے سے اللہ دیں گے جونسا بھی شعبہ ہو تکلیف اٹھا کر حکم پورا کیا، سردی میں روزہ گیارہ گھنٹے کا ہے گرمی میں ۱۵ گھنٹے کا ہوتا ہے اصل تکلیف گرمی میں ہوگی سردی میں تکلیف تھوڑی ہوگی اسی طرح احکامات کے پورا کرنے میں تکلیف ہوتی ہے کسی پر تھوڑی تکلیف ہوتی ہے کسی پر زیادہ تکلیف ہوتی ہے جب تکلیف کی حد ختم ہو جائے تو خدا کی طرف سے فرحت کے دروازے کھلیں گے احکامات پر چلے گا تو سینکڑوں کے لاکھوں میں ملیں گے لیکن تکلیف کی گھاٹی عبور کر کے حکم پورا کرے اسی کا نام استقامت ہے اسی پر فیصلہ ہوگا یہاں تکلیفیں صحیح طور پر اٹھائیں تو دنیا میں خدا مالدار کرے گا تو سینکڑوں والے لاکھوں دینے والے بن جائیں گے عید تو دنیا کی خوشی ہے موت کے بعد اصل خوشی لامحدود ملے گی وہ اصلی ہے دیر پا باقی ہے اصل آخرت میں ہے، عید نے ایک نقشہ سمجھایا کہ آیا حکم پورا کرو گے؟ یا

خواہشات پر احکام توڑو گے؟ اگر احکامات توڑے تو دوزخ میں جائے گا کمانے میں حکم پورا کرنا ہے۔

عید نمبر ۲ قربانی کی ہے پہلی عید میں تو صرف حکم پر چلو لیکن اگر چاہو کہ عالم میں حکم چلے تو اس کے لئے عید البقر ہے، ابراہیم علیہ السلام نے قربانی پیش کی اس سے عالمگیر نقشہ بدلے گا صرف عبادت سے عالم کا نقشہ نہ بدلے گا نہ بنے گا ابراہیم علیہ السلام نے بیوی بچوں کو حکم پر جنگل میں ڈالا ریت میں بچہ کو رکھا روپیہ بھی ہے سب کچھ ہے لیکن خدا کی اجازت نہ ہونے سے وہ نہ گئے وہ پانی پر گزارہ کر رہے ہیں دور دور تک پانی نہ تھا ماں صفا و مروہ پر دوڑی خدا کے دوست کا بچہ یوں تڑپ رہا ہے ماں بھاگ رہی ہے صفا پر قافلہ نظر نہ آیا تو مروہ پر گئی سات مرتبہ اسی طرح بے قرار ہو کر دوڑی ہیں یہ بے قراری ہے، ابراہیم علیہ السلام کافروں تک کو پانی پلاتے ہیں دہریوں کو کھانا کھلاتے ہیں لیکن اپنا بچہ ایڑیاں رگڑ کر مر رہا ہے ایک کٹورہ پانی کے لئے بیوی پھر رہی ہے (۶) خدا کے دین کی قربانی کے لئے بیوی چھوڑنی پڑتی ہے دین کو لے کر دنیا میں پھرنے والے کی جان پر اور بیوی بچوں پر بنتی ہے اس سے عالم کا نقشہ بدلے گا جب کماتے ہوئے حکم پورا کرنے میں تکلیف ہوتی ہو تو چھوڑ کر جانے میں زیادہ تکلیف ہوگی لیکن ابراہیم علیہ السلام سے گھر بنوایا اور دعا منگوانا چاہا تو کہا کہ جس بات پر اے اللہ آپ دعا منگوا رہے ہیں وہی بات والی دعا چاہئے اللہ کو قربانی پسند آئی تھی جب اللہ نے کہا کہ مانگ تو کہا کہ میرے والی اداوالی امت تیار کر اپنے اور اسمٰعیل علیہ السلام کے بارے میں دعا مانگی تھی کہ ہمیں مسلم بنا چنانچہ ربنا واجعلنا مسلمین لک (۷) اے اللہ جس ادا پر آپ کو پیار آیا اسی طرح حکموں پر جھکنے والا ہی کر دے اور ایک ایسی امت پیدا کر جو حکموں پر گردن جھکائے اسمٰعیل علیہ السلام کو لے گئے باپ نے کہا کہ اللہ کا حکم ہے ذبح کروں یابنی انی اری فی المنام انی اذبحک فانظر ماذا تریٰ (۸) نبی کا خواب وحی ہے خدا کی طرف سے دکھایا جاتا ہے نبیوں کو صحیح چیز نظر آتی ہے آج اگر خواب دیکھو تو قرآن وسنت سے ملاؤ قال یابت افعل ماتؤمر کہا معلوم ہوا کہ خواب ان دونوں کے نزدیک وحی ہے، ستجدنی انشاء اللہ من الصابرین صبر کروں گا حکم پورا ہوگا اللہ نے کہا فلما اسلما (۹) کہا دونوں مسلم تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی مسلم تھے یعنی حکم پر گردن جھکانا خواہ تکلیف آئے امت مسلمہ وہ گروہ ہے کہ جو حج ایسا ہو سارا ہی کہ حکموں کے پورا کرنے میں گردن جھکاوے چاہے تکلیف ہو یہ ابراہیم علیہ السلام کی قربانی پر ہوا بڑے بڑے حکموں کو پورا کرنا سارے گھر پر زد پڑے گی بعد میں اللہ راستہ کھول دیں گے دنیا میں عید آئے گی اصلی عید آخرت میں آئے گی وہ عید صرف کاروبار میں برکت ہو یہ نہیں ہے بلکہ حدود اللہ کا قیام اور قومیں اور ملک ہدایت پر آتے ہیں یہ مسلم کی اصل عید ہے کہ اللہ کے حکم دنیا میں سرسبز ہوں اور چالو ہوں اگر امتیں بنانا چاہو اور مجموعہ کے ٹھیک ہونے پر جو نعمتیں ملتی ہیں وہ لینی ہو تو علاقوں میں دین پر محنت کرو اخلاق واذکار پر محنت کرو تکلیفیں ضرور ہوں گی گھر بیٹھنے والے حکم میں بھی تکلیف ہوتی ہے تو قوموں اور علاقوں والے احکامات ہیں وہاں قوموں کو سمجھنا پڑتا ہے دوسری زبان خاندان والوں کو سمجھانا ہے تب بڑی عید آئے گی چھوٹی عید میں تو صرف اپنے کو سمجھانا ہے چھوٹے نقشے پر تکلیف آتی ہے تو بڑی عید پر لامحالہ تکلیف ہوگی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وارثین ہوں گے جو اپنی جان پر تکلیف اٹھا کر راستہ کھلوا دیں یہ عید ہوگئی تو اگلی عید کا دروازہ کھلے گا اب فوراً حاجی بمبئی جا رہے ہیں جب تھوڑی تکلیف اٹھاؤ

تو بڑے مجاہدہ کا دروازہ کھلے گا، اب رمضان والا نقشہ سارے سال چلا، اب رواج والی زندگی کو ہٹا کر آپ ﷺ والا طریقہ لاویں۔

تیسری بات یہ ہے کہ سارے عالم کے نقشے پلٹوانے کے لئے بڑی عید کی تیاری کرو اب تو صرف امت پر محنت ہے بتاؤ اس کے واسطے کون تیار ہے دو رکعت عید پڑھ لو اب بتاؤ کہ اگلی عید آنے تک محنت کرو خوب محنت کر کے بڑی عید لے لو صرف پانچ منٹ وقت ہے، دوسرے یہ کہ آپ ﷺ کو اگر اللہ کے راستہ میں بھیجنا ہوتا تھا تو عید کی نماز کے بعد اللہ کے راستہ میں روانہ کرتے تھے چھوارے خوب کھائے میٹھا کھانا سنت ہے اچھے کپڑے پہنے خوشبو لگائی ایک سنت یہ بھی ہے کہ عید کے بعد آپ ﷺ اللہ کے راستہ میں روانہ کرتے تھے آج بھی تین جماعتیں روانہ ہو رہی ہیں۔

---

(۱) طٰہٰ:۵۵

(۲) حوالۂ سابق

(۳) حوالۂ سابق

(۴) مجمع الزوائد صفحہ ۱۷۹ جلد ۳

(۵) کنز العمال صفحہ ۷۷ ۴ جلد ۸

(۶) البدایہ والنہایہ صفحہ ۱۵۹ جلد ۱

(۷) سورۃ البقرہ:۱۲۸

(۸) سورۃ الصافات:۱۰۲

(۹) سورۃ الصافات:۱۰۲، ۱۰۳

دین کی محنت کو مقصد بناؤ گے تو اللہ غنی وسخی بنائیں گے

{یکم شوال المکرم ۱۳۷۷ھ مطابق ۲۱/اپریل ۱۹۵۸ء}

بعد عشاء، بمقام: بنگلہ والی مسجد، نئی دہلی

اقتباس

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے انسان تیار کئے اگر دیندار بنو گے تو ایسے بنو گے آج تو فقط نماز روزہ کیا تو دیندار بن گیا خواہ زمین دبا رہا ہو یہ غلط دینداری ہے، دور صحابہؓ میں اپنا پیٹ کاٹ کر دوسروں پر لگاتا تھا اور خدا کی راہ میں نقل وحرکت کرتا تھا آج تو لاکھ والا بھی کنگال ہے زمیندار شادی میں ڈھائی ہزار لگاتے ہیں اور تبلیغ میں ۳۰ روپے لے کر آتے ہیں سرسوں بیچ کر ۴۰۰ روپے لے کر نہیں آتے ہیں کہ دور جائیں اب صحابہؓ کے قصے سنو، عبدالرحمن بن عوفؓ نے زمین ۴۰ ہزار اشرفی میں بیچی اور قبیلے اور فقراء اور آپؐ کی بیویوں پر خرچ کر دی تقسیم کر دی، عائشہؓ کے پاس مال آیا قصہ کا پتہ چلا تو کہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے بعد صالحین یا صابرین ازواج پر اپنا مال لگائیں گے، ابن عوفؓ نے ۳۰ ہزار گھرانے آزاد کئے ہیں۔

بعد خطبۂ مسنونہ فرمایا کہ:

بھائی دوستو بزرگو! اللہ نے مسلمان کو کمائی مال دینے کے لئے نہیں دی ہے کمانے سے تو گزر کے برابر ملتا ہے اگر کمانے کو مقصد بنایا جائے تو فقر اور بخل پیدا ہوتا ہے، ہمیشہ ہائے ہائے رہتی ہے اور جب مسلم خدا کے دین کی محنت کو مقصد بنائے اور بچا کچھا وقت کمائی میں لگائے تو اللہ غنی اور سخی بنائیں گے تو اللہ خوب دیں گے آج کل تو تھوڑا مال ہے کیوں کہ کمائی کو کام بنایا ہے تبلیغ میں کہو تو کہتے ہیں کہ ہم زمیندار ہیں اور مصیبت کے لئے دعا کرواتے ہیں حالانکہ زمیندار ہونے کی وجہ سے پریشان ہے، صحابہ کرامؓ نے دین پر ۲۵ سال جان مال خدا کے دین پر جھونکا ہے (دور نبویؐ اور دور صدیقیؓ میں) رات دن یہی جذبہ تھا فاقہ جھیلا (۱) پٹی باندھی (۲) گڑھے کھود کر رات گزاری (۳)، مال دار غریب بنے (جیسا کہ صدیق اکبرؓ)، خوب مصیبت اٹھائی (جیسا کہ عام صحابہؓ) تب مال کے دروازے کھلے وہ عمرؓ جو چند آنوں پر بکری چراتے تھے (۴) ان کے دسترخوان پر ۶۰ ہزار لوگ کھانا کھاتے تھے (۵)، دین کے کام پر ملا، مال آتا تھا تو پتھر کی طرح تقسیم

کر دیتے تھے ہم تو گیہوں کو بچا کر رکھتے ہیں وہ سونے چاندی کو بھی نہ بچاتے تھے انھوں نے دین پر محنت کی تو برکت ہوئی، زبیر بن عوامؓ نے خوب خرچ کیا حالانکہ مالدار نہ تھے قرض لے کر لوگوں کو دیتے تھے انتقال ہوا تو جائیداد کے مبصرین نے کم قیمت بتائی اس سے بھی زیادہ قیمت آئی جس کی ایک لاکھ قیمت نہ تھی وہ دو لاکھ کم چھ کروڑ میں بکی (۶)، خدا کے کام میں جان مال جھونک دیا تھا ان کے مالوں میں برکتیں ہوتی تھیں طلحہؓ نے ایک مجلس میں دو لاکھ تقسیم کیا رات کو نیند نہ آتی تھی (۷) لوگوں نے کما کر نعمت کھوئی کنگال ہوئے کنگال پنے کا احساس نہیں ہے کچھ اناج مدرسہ میں دیا تو سمجھنے لگے کہ ہمارے مال سے علم چلتا ہے اپنے کو غنی کہا عالم کو فقیر کہا، حالانکہ علماء زمیندار دوکاندار سب نے مل کر دین پر محنت کی تھی اس پر جو ملا تھا اس کے مقابلے میں سب کنگال ہیں حکومت بھی کنگال ہے فخر سے کہتی ہے کہ ہمارا ایک وفد امریکہ مانگنے گیا ہے وزراء بھی مانگتے ہیں پانچ ہزار کی تنخواہ والا بھی بھکاری ہے سارے بھیک مانگنے والے ہیں اوپر سے اور نیچے سے بھی بھیک مانگتے ہیں دین پر محنت کی تھی تو سب دینے والے تھے مانگنے والا نہ تھا، فریضہ ادا کروایا جاتا تھا، نیچے سے ٹیکسوں کے راستے بھیک مانگ رہے بھیک زمیندار اور دوکاندار سے مانگی اور اوپر سے بھی بھیک مانگی دین پر محنت کی تھی تو سب کو دینے والے تھے مانگنے والا نہ تھا فریضہ ادا کروایا جاتا تھا دنیا کی حکومت مانگ کر چلاتی ہے اور عمرؓ سے کسی نے کہا کہ آیا ہوا مال جمع کرو تو کام آئے گا عمرؓ خفا ہوئے اور کہا کہ تیری زبان سے شیطان نے کہلوایا ہے (۸) مال سے کام نہ چلے گا اب سب بھکاری ہیں جو جتنا اوپر ہوگا زیادہ مانگے گا نیچا کم مانگے گا اور صحابہؓ تو کہتے تھے کہ کلمہ پڑھو ورنہ جزیہ دو نہیں تو پلٹیں گے۔

ایک آدمی نے شیر مارا تو حکومت نے پانچ سو روپئے دیئے اور پہلے زمانے میں حضرت حسنؓ نے اپنی جیب سے بغیر کارنامے کے ایک لاکھ اشرفیاں دیدیں صرف دیکھنے منگائی تھی، ہبہ کردی (۹) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دینے والی پبلک تیار کی تھی روپیہ دینے جارہے ہیں لینے والا نہ تھا، آج تو مانگتے ہیں لیکن دینے والا نہیں ہے ابن عمرؓ سے کسی نے کہا کہ آپ سے زیادہ سخی کون ہے کہا سارا عرب ہم سے سخی ہے کہا کہ ہم سفر پر تھے بدو کے ہاں ٹھہرے روزانہ صبح وشام دوپہر چار اونٹ کاٹتا تھا تاکہ مہمان باسی نہ کھائے اور بچا ہوا قبیلہ میں تقسیم کرتا تھا وہاں سے، چلے تو اشرفیوں کی تھیلی گھر میں چھوڑ دی اور چلے آئے آگے وہی مہمان نواز ملا اور کہا کہ او کمینو! ٹھہرو اشرفیوں کی تھیلی منہ پر ماری اور کہا کہ تیری جان نکالوں گا تم نے ہمیں کمینہ جانا کہ روپئے دے رہے ہو اتنا غصہ تھا کہ چپکے سے اشرفیاں لے لیں (۱۰)۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے انسان تیار کئے اگر دیندار بنو گے تو ایسے بنو گے آج تو فقط نماز روزہ کیا تو دیندار بن گیا خواہ زمین دبا رہا ہو یہ غلط دینداری ہے، دور صحابہؓ میں اپنا پیٹ کاٹ کر دوسروں پر لگاتا تھا اور خدا کی راہ میں نقل وحرکت کرتا تھا آج تو لاکھ والا بھی کنگال ہے زمیندار شادی میں ڈھائی ہزار لگاتے ہیں اور تبلیغ میں ۳۰ روپئے لے کر آتے ہیں سرسوں بیچ کر ۴۰۰ روپئے لے کر نہیں آتے ہیں کہ دور جائیں اب صحابہؓ کے قصے سنو۔

عبدالرحمن بن عوفؓ نے زمین ۴۰ ہزار اشرفی میں بیچی اور قبیلے اور فقراء اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں پر خرچ کردی تقسیم کردی، عائشہؓ کے پاس مال آیا قصہ کا پتہ چلا تو کہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے بعد صالحین یا صابرین ازواج پر

اپنا مال لگائیں گے (۱۱) ابن عوفؓ نے ۳۰ ہزار گھرانے آزاد کئے ہیں (۱۲)، عمرؓ نے ۴۰۰ اشرفیاں تھیلی میں دے کر غلام سے کہا کہ ابوعبیدہ بن جراحؓ کو دو اور تعارف نہ کرانا فوراً سب ختم کر دیا لوگوں کو دیدیا پھر ۴۰۰ اشرفیاں معاذ بن جبلؓ کے پاس بھیجیں تو انھوں نے بھی خیرات کر دیں بیوی بولی ہم بھی تو فقیر ہیں تو کپڑا پھینک کر مارا کہ یہ تمہارا ہے دو اشرفیاں ملیں جب عمرؓ کو پتہ چلا تو خوش ہوئے تو فرمایا کہ بعض بعض کے بھائی ہیں مال سے محبت نہیں ہے (۱۳) یہ سند بالکل صحیح ہے راوی صحیح ہیں مال دار غیر معروف بتلایا حالانکہ وہ عمرؓ کے خزانچی ہیں معروف راوی ہیں اصابہ میں لکھا ہے عمرؓ نے کہا ساتھیوں سے کہ تمنا کرو ایک نے تمنا کی کہ یہ گھر اشرفیوں سے بھرا ہو دوسرے سونے سے تیسرے نے جواہرات سے خرچ کروں چوتھے نے کہا کہ سارے گھر مجاہدین سے بھریں ہوں اور تبلیغ میں بھیجوں (۱۴) ابن عمرؓ کے پاس ایک لاکھ بھیجے سال بھر میں سب تقسیم کیا ابن عمرؓ کے پاس دس ہزار آئے تھوڑی دیر بعد بازار جا کر چونی کا گھاس ادھار لیا دوکاندار نے کہا کہ دس ہزار ابھی تو آئے ہیں، ابن عمرؓ کے پاس فلاں جگہ سے آیا ہے کہا کہ وہ تو سارا تقسیم کر دیا ہے اپنے واسطے ادھار لینے گئے آکر بازار والوں سے کہا کہ کما کر کیا کرو گے بلا کمائے دس ہزار تقسیم کئے ایسے ہی بیس ہزار آئے تقسیم کئے، بازار سے ایک شخص آیا مانگا ختم ہو چکا تھا قرض لے کر دیا (۱۵) پھر بھی لوگ انھیں بخیل کہتے تھے جھوٹ ہے ایک شخص پر ابواسحق کا قرض تھا صبح کے وقت مطالبہ کے لئے گیا ایک دن مسجد میں نماز پڑھی تو ہر نمازی کے آگے ایک جوڑا کپڑا جوتا اور ۵۰۰ درہم کی تھیلی احنف بن قیس نے دیا (۱۶)، عائشہؓ کے پاس ایک لاکھ آئے روزہ سے تھیں سارا تقسیم کیا باندی نے روزہ یاد دلایا کہ چونی کا گوشت منگائیں افطار کرتے فرمایا کہ پہلے یاد دلاتی تو گوشت خریدتی مجھے تو یاد نہیں ہے کہ مجھے بھی کھانا ہے (۱۷)، سودہؓ کے پاس کھانا آیا تھیلی آئی سارے روپے تھے تقسیم کر دیئے عمرؓ نے جب وظائف تقسیم کئے ۱۲ ہزار ان کے حصے کے بھیجے تو کہا کہ تقسیم خود نہیں کیا میرے پاس بھیجا کہا کہ تمہارا حق ہے کہا کہ سبحان اللہ تنا مال الغرض تقسیم کر دیا، باندی سے تقسیم کروایا بچا ہوا باندی کو دیا، ۸۵ چونی گھر والوں کو دی فرمایا کہ اے اللہ اگلے سال عمرؓ کا مال تقسیم ہونے سے پہلے مار دے عمرؓ کو معلوم ہوا تو کہا کہ اچھی عورت ہے، ایک ہزار ذاتی خرچ کے لئے بھیجا تو وہ بھی تقسیم کر دیئے (۱۸)۔

آج تو ایک حاجی کے لئے رکشہ والے نے، جھاڑو والے نے، روپئے لئے معلم ۵۰ روپئے لیتا ہے اور تبلیغ کے امیر کو حاجی کوڑی بھی نہ دے کر کام خوب لیتے ہیں اس سے بھی آگے رکشہ کے ۲ روپئے طے ہوئے دوسرے شخص نے ڈیڑھ میں کیا، یہاں سے بمبئی تک حاجی بات کر رہے تھے کہ مولوی صاحب نے ۸ آنے دبا لئے، بابو سے خود بات کرو کہیں ٹکٹ میں سے نہ دبا لے یہ سختی دیکھ لو ٹیکے لگانے کے واسطے یہاں سے دو آدمی روکے ہیں بمبئی والے بھی مفت میں کام کر دیتے ہیں صرف ایمان، کھانے کا لالچ ہے کام سارے لے لیتے ہیں لیکن تعلیم میں شریک نہیں ہوتے ہیں جان چلی جاتی ہے بلا پیسے سارا کام کرتے ہیں پھر بھی تعلیم میں نہیں بیٹھتے سینکڑوں آدمی رکے ہوئے ہیں پھر بھی نہیں سیکھتے ہیں اب کمانے والے تو چار آنے پر جان نکلتی ہے بے دین دوکاندار زمیندار ایسے ہی ۸ آنے کے لئے لڑتے ہیں اور سفر تک لڑائی ہوتی رہی، صراحی سے پانی پیا اس پر لڑائی ہوتی ہے اب یہ ہے حوصلہ پانی میں جان نکلتی ہے چادر چارپائی استعمال ہو تو جان نکل جائے۔

اصل دین صحابہؓ میں تھا تو بہ کرو آج عطایا کے مانگنے کی رات ہے دین وایمان اور حوصلہ اللہ سے مانگو دین کی محنت کرنے والے ہوں گے اور مخلوق خدا کی حاجتوں میں اپنی حاجتوں سے زیادہ لگاؤ گے تب برکت ہوگی ورنہ بے برکتی ہوگی چاہئے کتنا ہی کمالو۔

---

(۱) حیاۃ الصحابہ صفحہ ۴۱۵ جلد ۱

(۲) حیاۃ الصحابہ صفحہ ۴۳۱ جلد ۱

(۳) حیاۃ الصحابہ صفحہ ۴۳۲ جلد ۱

(۴) حیاۃ الصحابہ صفحہ ۴۷۷ جلد ۲

(۵) حیاۃ الصحابہ صفحہ ۲۵۷ جلد ۲

(۶) حیاۃ الصحابہ صفحہ ۲۹۴، ۲۹۵ جلد ۲

(۷) حیاۃ الصحابہ صفحہ ۳۹۰ جلد ۲

(۸) حیاۃ الصحابہ صفحہ ۲۸۴ جلد ۲

(۹) البدایہ والنہایہ صفحہ ۳۶ جلد ۸

(۱۰) مدارج السالکین صفحہ ۲۹۲ جلد ۲

(۱۱) حیاۃ الصحابہ صفحہ ۲۹۵، ۲۹۶ جلد ۲

(۱۲) حلیۃ الاولیاء صفحہ ۹۹ جلد ۱

(۱۳) حیاۃ الصحابہ صفحہ ۲۹۶، ۲۹۷ جلد ۲

(۱۴) حیاۃ الصحابہ صفحہ ۲۹۷ جلد ۲

(۱۵) حلیۃ الاولیاء صفحہ ۲۹۶ جلد ۱

(۱۶) مجمع الزوائد صفحہ ۴۱۵ جلد ۹

(۱۷) الاصابہ ۳۵۰ جلد ۴

(۱۸) طبقات ابن سعد صفحہ ۱۱۰ جلد ۸

مسلمان خدا سے لے کر مخلوق خدا پر خرچ کرتا ہے

{۹/اپریل ۱۹۶۱ء، خصوصی خطاب، بمقام: راولپنڈی}

اقتباس

آج کا معاشرہ یہ ہے کہ ہم ان پر کام کریں تاکہ ہمیں کچھ حاصل ہو جائے اُس وقت یہ نہیں تھا وہ پہلے خرچ کر کے جاتے تھے پھر انھیں مسلمان کر کے گھر لا کر تعلیم دیتے تھے پھر تحفے تحائف دے کر باہر بھیجا، یہ طبقہ کچھ کمائی بھی کر رہا ہے مگر بہت تھوڑی سی کمائی ہے، حضرت اسماءؓ اپنے خاوند کے جانے کے بعد تین میل دور جا کر اپنی زمین میں کام کر کے آتی تھیں، ملک چلانے والے آدمی بنائے جا رہے تھے ان کے نقشے بہت چھوٹے تھے مگر جب آدمی بن گئے تو آگے بڑھے پھر یہی تھے کہ ایک ہزار اپنے تھے جو کمائی میں لگے ہوئے ہیں اور تعلیم میں لگے ہوئے ہیں کمائیاں بھی ہو رہی ہیں اور آزاد بھی ہیں مکان بنایا نہ کچھ اپنا جان و مال لوگوں پر خرچ کرنا سیکھا یہ لوگ جس شعبے میں گئے اس تربیت کا ثبوت دیا جہاں گئے یہ لینے کے مزاج پر نہیں گئے دینے کی بنیاد پر شعبے چلا رہے تھے وہ کونسی عبادت ہے جس میں خریدنے والوں کا نقصان نہ ہو بلکہ ملک کو اس سے فائدہ پہنچے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو دھوکہ دے وہ ہم میں سے نہیں، سود حرام ہے، اس بنیاد پر سود حرام ہے کہ ذمی کا پیسہ کھینچے گا اس کی زندگی اس کے تابع ہو گئی۔

بعد خطبۂ مسنونہ فرمایا کہ:

بھائیو دوستو بزرگو! جب حقوق دیئے گئے تو یہ دینے کے رخ پر بنائے گئے تھے آج ہماری معاشرت میں یہ لینے کے رخ پر آ گئے غریب اور امیر کو علیحدہ علیحدہ حقوق دینے کے لئے سمجھائے تھے اس کے اوپر کیا پڑتا ہے یہ بتلایا، آج کمیونسٹ سب ہماری حدیثوں سے نکال رہے ہیں تمام معاشرہ مالہ پر گھوم رہا ہے جب یہ ماعلیہ حکم خداوندی پر آئے گا تب آپس میں جوڑ اور محبت پیدا ہوگی اصل میں پہلے مسلمانوں کا مزاج ٹھیک کرنا ہے حکومت کو یوں سمجھیں جیسے امام اور محکوم مقتدی، نماز پڑھنے کے لئے دونوں فریق کو تیاری کرنی پڑے گی استنجا پاک، کپڑے پاک، پاک جگہ کھڑے ہو جاؤ جس طرح امام آواز لگائے اس کے ساتھ چلے چلو اگر صورت حال یہ ہو کہ سارے مقتدی تو باوضو ہوں اور امام صاحب کو وضو نہ ہو تو جماعت کی نماز نہیں ہوگی، اسلام کی زندگی کے آنے کے لئے جو تیاری ہے وہ تیاری کرنے کے لئے کوئی تیار نہیں مثلاً طہارت کے بغیر نماز نہیں ہوگی اس طرح اگر چلانے والا اپنا یقین ٹھیک نہ بنائے گا تب بھی نماز ٹھیک ہو سکتی امام غلطی

کرے تو اشارے سے بتایا جائے گا اسلام کے چلانے کا طریقہ بہت لطیف ہے، اللہ تعالیٰ پاک ہیں اس سے امام نکالے گا کیا غلطی ہوگئی اسلام کے تمام شعبے کے لئے نماز نمونہ ہے کچھ مجاہدہ کچھ تعلیم کچھ ذکر کچھ دبنے کا کہیں دبانے کا نقشہ ہوگا اخلاص سے محبتیں اور تعلق آئے گا سمجھانا بجھانا آئے گا سو فی صد سمجھانے بجھانے سے چلتا ہے جب یہ ختم ہوگا تب ڈنڈے کی باری آئے گی، آج لوگ چاہتے ہیں کہ سو فیصد ڈنڈا چلایا جائے نہ چلانے والے نے سکھانہ سکھانے والے نے سیکھا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات عالی سے کوئی اونچا نہیں ہوسکتا بغیر سکھانے کے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی نہیں چلایا چاہے بڑا چاہے چھوٹا انجینئر بنائے بنیاد تو ڈالنی ہی پڑے گی کوئی کہے کہ چھت جلدی ڈال دو مکان کا مفاد اسی ترتیب سے حاصل ہوگا عجلت سے چھت ڈالے گا تو پھر زمین پر ہی ہوگی چھت والا مقام پیدا ہو جائے گا مکان والا مقام پیدا نہیں ہوگا۔

حضرت عمرؓ کا زمانہ آیا تھا انھوں نے چلایا حقیقت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے چلایا کیوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آدمیوں کی تربیت کی تھی ان بنے ہوئے آدمیوں کو لے کر حضرت عمرؓ نے چلایا نقشہ بنا کر بغیر آدمیوں کو تربیت دیئے چلانے لگے تو ہوگا نہیں، حضرت عمرؓ کے وقت جو بنے ہوئے آدمی تھے وہ کیسے تھے اس کو دیکھنا ہوگا حضرت عمرؓ نے پوچھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے میں اگر ذرا سی بھی ڈھیل کروں گا تو کیا کرو گے ایک صحابیؓ نے کہا تمہاری گردن اڑادوں گا (۱) نقشہ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم والا بنانا چاہیں مگر آدمی تیار نہیں شعبے چلانا چاہتے ہیں مگر کسی شعبے میں آدمی ملتے نہیں، حضرت عمرؓ نے حضرت محمد بن مسلمہ کو مال تقسیم کرنے کو بھیجا اور بعد میں خود نگرانی کے لئے گئے ایک عورت نے شکایت کی حضرت عمرؓ نے اسے بلایا اور کہا کہ اس عورت کا جواب خدا کے ہاں کیا دو گے (۲) حضرت عمرؓ کا نقشہ ان آدمیوں پر قائم تھا حضرت کا قانون یہ تھا گورنر اس کو بناتے تھے جو قاضی اور معلم بھی ہو ایک گورنر نے خطبہ دیا اور کہا کہ تمہیں دین سکھائیں صفائی کریں اور تم میں انصاف کریں (۳) وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ماہر تھے گورنروں پر یہ نظام تھا (۱) ان کے گھر میں کواڑ نہ ہوتا کہ مظلوم ہر وقت اس کے گھر میں گھس کر ہاتھ پکڑے (۲) لباس بڑھیا نہ ہو (۳) سواری بڑھیا نہ ہو (۴) کوئی دعوت کرے تو اس کے ہاں جا کر دعوت کھائیں، اگر ان میں سے ایک بات بھی چھوڑ دی تو وہ معزول ہے (۴)۔

گورنروں میں سب سے بڑھیا چھاؤنی کوفہ کے گورنر سعد بن وقاصؓ، انھوں نے مکان میں کواڑ لگا دیا حضرت عمرؓ نے محمد بن مسلمہ کو بھیجا کہ اس کے کواڑ کو آگ لگا دو، سعد بن وقاصؓ جمعہ کا خطبہ دے رہے تھے، محمد بن مسلمہ نے پہلے کواڑ کو آگ لگائی اور بعد میں نماز کو گئے کسی نے سعدؓ کو خبر دی انھوں نے کہا عمرؓ نے بھیجا ہوگا اور محمد بن مسلمہ ہوں گے کہا اس نے دیا تھا میں نے دیا نہیں (۵) شعبے جتنے ہیں آدمیوں سے چلتے ہیں، حکومت دفاتر آدمیوں سے چلتے ہیں، مسئلہ اس پر ہے کہ یہ آدمی کیسے ہوں جن سے یہ چلے، تجارت، زراعت، معاشرت، پولیس ان سب شعبوں میں آدمیوں کو باعتبار اس کام کے سکھایا جاتا ہے، کھیت والے کو صرف کھیت کے متعلق سکھایا جاتا ہے ہل جوتنا، بیج ڈالنا، پانی دینا، جانور پالنا، وغیرہ یہ نہیں سکھایا جاتا کہ کونسی زمین پر چلے گا اور کس پر نہیں چلے گا۔

جانوروں کو لعنت کرتے ہوئے نہ چلائے زبان کے اعتبار سے کیسے پابند ہو کھیتی کرنے میں کس رقبے کا پابند ہو کہاں

جائز ہے کہاں پر ناجائز ہے، پھر جب دودھ نکالے گا کہاں اسے استعمال کرنا ہے اور کہاں استعمال نہیں کرنا، اب ہر شعبے کے سکھانے کا کام یہ رہ گیا ہے کہ موٹر ڈرائیور موٹر کے چلانے کے لئے اس موٹر ڈرائیور کو بحیثیت انسانیت کے تیار ہونا نہیں سکھایا جاتا ہے باقی ساری پابندیاں سکھائی جاتی ہیں جو حکام تیار ہوتے ہیں انھیں بھی اسی ایک نوعیت سے سکھایا جاتا ہے، یہی حال تاجر کا ہے اسے یہ سکھایا جاتا ہے کہ دکان کے اعتبار سے کیسے کیسے خریدے یہ شعبے یا تو دوسروں کو مفاد پہنچانے کے لئے چلیں گے یا اپنے آپ کو مفاد پہنچانے پر چلے گا پہلا چونکہ موضوع نہیں کہ تم اپنے جان و مال دوسرے پر خرچ کرنا اس لئے یہ نہیں سکھلایا جاتا، اگر مفاد پڑا ہوا ہے اور اس سے مجھے اور میرے بچوں کو جتنا فائدہ پہنچائے اتنا ہی اچھا ہے اس طریقہ سے ایک نزاعی معاشرہ بن جاتا ہے مال والا چوری ڈاکہ جھگڑے سے مال کھینچے گا۔

آج مسلمانوں کو اسلام کا سمجھنا مشکل ہو گیا ہے کتاب تو ہر حالت میں پڑھ لو لیکن الفاظ کا مصداق کیا قرار دیں گے یہ معاشرے سے پیدا ہوتا ہے اگر معاشرہ معارض ہو تو حقیقت مطلب سمجھ میں نہیں آئے گا مثال کے طور پر یہ ایک آیت ''ولاتلقوا بایدیکم الی التھلکۃ'' (۶) یعنی کہ تم اپنے آپ کو ہلاک نہ کرو، اللہ تعالیٰ تمہیں ہلاک نہیں کرے گا آج اس آیت کے معانی بدل گئے قرآن وحدیث کو سمجھنے کے لئے ماحول کی سخت ضرورت ہے چنانچہ دور صحابہؓ میں چلی اوپر کی آیت کے معنی ماحول کی تبدیلی کی وجہ سے غلط سمجھ لئے گئے ایک آدمی نے پورے لشکر پر حملہ کر دیا لوگوں نے یہ آیت پڑھی کہ اس نے اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈال دیا آواز جب حضرت ایوب انصاریؓ نے سنی تو سخت ناراض ہوئے اور کہا کہ اے لوگو جو بات نہیں جانتے اسے بولا نہ کرو۔

یہ آیت ہم انصار کے بارے میں نازل ہوئی تھی ہم تھے کھیتی والے (۷)، آیت کا یہ مطلب نہیں جو تم بتلا رہے ہو گویا تم نے وہ بتلایا جو قرآن نہیں بتلا رہا ہم انصار نے وعدہ کیا تھا کہ اسلام کے مقابلے میں کسی چیز کو نہیں دیکھیں گے جیسے کھیتی کرنے کی ایک ترتیب ہے مگر جس وقت خدا کے راستے کی آواز لگے گی اس وقت اپنا کام چھوڑ کر اللہ تعالیٰ کے راستے میں نکل جائیں گے، ۸ سال تک ایسا کام کیا اسلام زندہ ہو گیا، کمائی اور کھیتیاں خراب ہو گئیں کوئی کلمہ گو نہیں تھا کلمہ آ گیا مسجدیں تعلیم تعاون نقشہ اسلامی تمام کے ذمہ ہو گیا، ہم نے ایک پنچایت کی، الحمدللہ جو معاہدہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا تھا وہ پورا ہوا اب رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے جا کر چند مہینے کی چھٹی بیرونی کاموں کے لئے لیں (مقامی کام بدستور کرتے ہوئے) یہ آیت اس وقت اتری اور ہمارے وفد کے بیٹھتے ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پیش کر دی۔

ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ نے بتلایا کہ اس ہلاکت کا بیان کیا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ گھروں میں بیٹھ جانے اور بیوی بچوں اور دنیا میں لگنا اور وہ قربانیاں چھوڑ دینا خدا کے نزدیک یہ ہلاکت ہے جو مسئلہ تمہیں درپیش ہے وہ تو دوسری آیت میں اس کا حل آتا ہے جہاں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْرِيْ نَفْسَهُ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ (۸) یعنی اس نے خدا کے نام پر جان بیچ دی، اس طرح حضرت عمرؓ نے کیا، اور وہ شخص پورے لشکر پر حملہ کر دیا (۹) اُس زمانے کی زندگی کا ساتھ نہ چھوڑا جائے تو صحیح نقشہ پیدا ہوتا ہے، حضرت زبیرؓ کی کمائی کا نقشہ دیکھنے سے معلوم ہوگا ان کام کرنے

والوں کا پیسہ خرچ تو بہت اور بڑی قربانیاں دینی پڑیں مگر نتیجہ یہ ہوا کہ وہ داعی مسلم مہاجر خدمت خلق کرنے والے انصاف کرنے والے جہاد کرنے والے بن گئے، ایسا معاشرہ تیار ہو گیا جس میں جان و مال خرچ کر کے دوسروں کی زندگی بنائی جارہی تھی، سارے کلمہ گو پر یہ فریضہ ہے کہ اسے چاروں طرف پھیلائے، جب مال و جان لگتا ہے تو پھر لوگوں کی ضروریات کا پتہ لگتا ہے اس ترتیب سے یہ کام ہوگا۔

آج کا معاشرہ یہ ہے کہ ہم ان پر کام کریں تا کہ ہمیں کچھ حاصل ہو جائے اُس وقت یہ نہیں تھا وہ پہلے خرچ کر کے جاتے تھے پھر انھیں مسلمان کر کے گھر لا کر تعلیم دیتے تھے پھر تحفے تحائف دے کر باہر بھیجا، یہ طبقہ کچھ کمائی بھی کر رہا ہے مگر بہت تھوڑی سی کمائی ہے، حضرت اسماءؓ اپنے خاوند کے جانے کے بعد تین میل دور جا کر اپنی زمین میں کام کر کے آتی تھیں (۱۰) ملک چلانے والے آدمی بنائے جارہے تھے ان کے نقشے بہت چھوٹے تھے مگر جب آدمی بن گئے تو آگے بڑھے پھر یہی تھے کہ ایک ہزار اپنے تھے جو کمائی میں لگے ہوئے ہیں اور تعلیم میں لگے ہوئے ہیں کمائیاں بھی ہو رہی ہیں اور آزاد بھی ہیں مکان بنایا نہ کچھ اپنا جان و مال لوگوں پر خرچ کرنا سیکھا یہ لوگ جس شعبے میں گئے اس تربیت کا ثبوت دیا جہاں گئے یہ لینے کے مزاج پر نہیں گئے دینے کی بنیاد پر شعبے چلا رہے تھے وہ کونسی تجارت ہے جس میں خریدنے والوں کا نقصان نہ ہو بلکہ ملک کو اس سے فائدہ پہنچے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو دھوکہ دے وہ ہم میں سے نہیں (۱۱) سود حرام ہے (۱۲) اس بنیاد پر سود حرام ہے کہ ذمی کا پیسہ کھینچے گا اس کی زندگی اس کے تابع ہو گئی۔

اسلام نے انسان کو زندہ بنانے والا بنایا تھا یہ نہیں تھا کہ تاجر لکھ پتی بن جائے مقصد یہ تھا کہ مفاد عام ہو سودا خریدا اس وقت ذرا سستے داموں میں اسے روک لے جب زیادہ ضرورت ہو اور زیادہ پیسے ہوں تب بیچیں اس کو احتکار کہتے ہیں یہ حرام ہے (۱۳)، آگے ترغیبات کی لائن ہے کس کے پیسہ نہیں تم قرضہ دے دو ثواب ملے گا قرضہ ادا نہ کر سکے تو اسے مہلت دو، فی دن جو مہلت دو گے صدقے کے اوپر صدقہ بنے گا (۱۴)۔

ایک آدمی پریشان ہو کر تاجر کے پاس آیا کہ یہ گھڑی خرید لو کیوں بیچتا ہے میرے گھر فاقہ نہ ہو، اسے یہ ظاہر نہ کر مجھے ضرورت نہیں ہے تجارت پر جو دین ہے وہ پبلک کا مفاد ہے اب تاجر کہتا ہے کہ اس زمانے میں نہیں چل سکتا معاشرے کے ہر رخ کی تبدیلی یہ کہہ رہی ہے کہ اسلام آج نہیں چل سکتا، اسلام اس نکتے سے چلا تھا کہ میں دوسروں کو کیسے فائدہ پہنچا سکتا ہوں اس زمانے کا اسلام یہ ہے کہ سوچو! مال کم نہ ہو مال بڑھے ایک وقت تھا مسلمان کو تجارت آتی تھی چین میں دو تاجر گھس گئے باقی تاجروں کے دیوالیے نکل گئے چین کی حکومت نے حضرت عمرؓ کو خط لکھا کہ ان آدمیوں نے بڑا فتور ڈالا ہے، حضرت عمرؓ نے دکان بند کر دینے کا حکم دیا اب حکومت نے کہا کہ سب کو معلوم ہے آج ان کی دکانوں کو بند کیا جائے گا، غیر مسلم تلواریں لے کر اس دکان کی حمایت پر آ گئے تھے ان کو اجازت دینی پڑی پورے چین میں اسلام پھیل گیا اسلام کو چلانے کے لئے آدمی بنائے جائیں گے ان کا موضوع ہو خالق سے لینا اور مخلوق خدا پر خرچ کرنا، فقیر تو اور مانگتا رہے لینے کے لئے جس کا ہاتھ اٹھے اس سے کیا لینا ہے، لینا اس سے ہے جو دینے کو ہاتھ بڑھاتا ہے گویا میں جن کے ساتھ زندگی گزار

رہا ہوں دینے کے لئے گزار رہا ہوں، خالق سے لینے کا نقشہ مسجد میں بن رہا ہے اور آواز لگ رہی ہے یہ کام تو کچھ بھی نہیں۔

''اللہ اکبر'' وہ تو بہت بڑے ہیں چار دفعہ کہا جارہا ہے (اذان کی ابتداء میں) یہ کُل عناصر اربعہ (آگ، پانی، مٹی اور ہوا) کے مقابلے میں چھوٹی چھوٹی گولیاں ہیں یہ چھوٹے چھوٹے ذرات ہیں عناصر اربعہ ان سے بہت بڑے ہیں اور ان کا جو اصل ہے وہ بہت بڑا ہے ہمارے سامنے تو تھوڑا سا ہے جیسے بند باندھ کر پانی تھوڑا تھوڑا چھوڑتے ہیں تاکہ غرقابی سیلاب کی شکل نہ ہو جتنا ہمارے سامنے لاتے ہیں وہ بہت تھوڑا سا ہے کبھی زیادہ بھی لے آتے ہیں چار دفعہ دہرایا جارہا ہے یہ دوکان، یہ نوکری، یہ مزدوری اس کی کیا حقیقت ہے یہ کوئی حقیقت نہیں رکھتے اللہ تعالیٰ بہت بڑے ہیں جو چاہتا ہے اللہ تعالیٰ سے معاملہ کرے ''میں گواہی دیتا ہوں کہ یہی ہے اور کوئی ہے ہی نہیں'' دکان یا چیز کی کوئی حیثیت نہیں ہے محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ سے فائدہ اٹھانے کے طریقے بتائے ہیں۔

'اشھدان لا الہ الا اللہ (میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے) واشھدان محمدرسول اللہ' (میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں) اب نماز پڑھائی جارہی ہے ایک چار رکعتیں ہیں ایک ان کا منشاء ہے جس طرح یہاں خدا کے اعتبار سے استعمال ہوا ہے اسی طرح ساری زندگی میں استعمال ہو کر بتائے مخلوقات کے مشاہدے اور توجہ سے خالی کر کے کھڑے ہو کر استعمال کر کے بتایا جو شخص دنیا کی سوچ رہا ہے اس کو خدا کا خیال کیسے پیدا ہوگا نماز میں خدا کی تجھے ماننی ہے اور شعبوں میں بھی اس طرح پابند بناتے ہیں باعتبار حالت کے اور باعتبار خدا کے لینا اللہ تعالیٰ سے ہے، دینا مخلوق کو ہے اپنا صحیح استعمال پھر نماز پھر مانگنا ملازمت کرنی ہے اور اللہ تعالیٰ سے لینا ہے مالداری اور غربت شکل ہے اور اللہ تعالیٰ سے لینا ہے۔

یہ مسجد بن گئی جو کام اٹکے گا اس کے لئے مسجد جاؤ گے اور اللہ تعالیٰ سے مانگو گے ان تجارت معاشرت خانہ داری کو ان کے حکم کے مطابق چلا کر خدا سے مانگو وہ اپنی شان کے مطابق دیں گے خدا کے اعتبار سے لے گا یہ خدا سے لینے والا بن گیا، پہلا تصور یہ ہے کہ نماز پڑھنے سے کیا ہوگا؟ اب یہ تصور نماز پڑھنے سے ہوتا ہے پہلا تصور یہ تھا نماز کے مطابق زندگی گزارنے سے کیا ہوتا ہے اب تصور یہ ہے بندوں کے مفاد پر لگاؤ اور اللہ تعالیٰ سے مفاد مانگو تو یہ شعبہ کیسے زور سے چلے گا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے آدمی تیار کر دیئے تھے بس اب باقی کام آسان ہو گیا تھا اب صحابہؓ کا نقشہ نماز پر چلنے کا نقشہ اور عنوان ہے اللہ تعالیٰ سے لینے کے لئے دو رکعت نماز پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے مانگ لو اگر اللہ تعالیٰ کے حکم پر زندگی گزار کر نماز پڑھو گے تو پھر اللہ تعالیٰ سے جو مانگو گے وہ ملے گا، ہمارے میں یہ بات نہیں رہی، صحابہؓ دن رات یہ کرتے تھے کفر کے مقابلے میں ہمارے پاس اپنے طریقے ہیں اسلام کیا بنے گا دوسروں کے حقوق دینے کا مسئلہ حقوق لینے کا نہیں سے رخ دوسروں کا نہیں جس کا حق ہم پر ہے اس کی ادائیگی کرنا غیر اسلام حق لینے کا اور اسلامی نکتہ حق دینے کا۔

جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس شکایت لے کر آتا اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دوسرے کا حق بتلاتے بیٹا باپ کی شکایت لے کر آرہا ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسے والد کا حق بتا رہے ہیں (۱۵) اگر باپ بیٹے کی شکایت کر رہا ہے تو باپ کو بیٹے کا حق

بتائے جارہے ہیں (۱۶) حاکم کو محکوموں کے حقوق بتائے جارہے ہیں (۱۷) دوسروں کا تیسرے پر کیا حق ہے ساری حدیثیں یہ بتاتی ہیں، میں جب حق ادا کروں گا تو اللہ تعالیٰ سے بدلہ لوں گا (۱۸) اس نہج سے تمام طبقوں کو جوڑ دیا تھا۔

---

(۱) حیاۃ الصحابہ صفحہ ۹۶ جلد ۲

(۲) حیاۃ الصحابہ صفحہ ۲۱۷ جلد ۲

(۳) حیاۃ الصحابہ صفحہ ۱۰۲ جلد ۲

(۴) حیاۃ الصحابہ صفحہ ۱۰۰ جلد ۲

(۵) حیاۃ الصحابہ صفحہ ۱۰۴ جلد ۲

(۶) سورۃ البقرہ: ۱۹۵

(۷) حیاۃ الصحابہ صفحہ ۵۹۵ جلد ۱

(۸) سورۃ البقرہ: ۲۰۷

(۹) کنز العمال صفحہ ۴۴۵ جلد ۴

(۱۰) حیاۃ الصحابہ صفحہ ۹۳۵ جلد ۲

(۱۱) کنز العمال صفحہ ۶۰ جلد ۴

(۱۲) سورۃ البقرہ: ۲۷۵

(۱۳) کنز العمال صفحہ ۹۹ جلد ۴

(۱۴) حوالہ سابق ص ۲۱۴ جلد ۶

(۱۵) کنز العمال صفحہ ۴۷۳ ج ۱۶

(۱۶) کنز العمال ص ۴۷۱ ج ۱۶

(۱۷) حیاۃ الصحابہ ص ۱۰۰ ج ۲

(۱۸) الزلزال: ۷

اللہ تعالیٰ نے تمام انسانوں کو مجاہدہ کی دولت عطا فرمائی ہے

{ ۶ رذی الحجہ ۱۳۸۲ھ مطابق ۱۲ رمئی ۱۹۶۲ء }

بروز جمعہ، بعد نماز مغرب بمقام: دہلی کالج

اقتباس

ایک لائن پر محنت کرنے سے صرف اس لائن کا انکشاف ہوگا، ڈاکٹر کو ڈاکٹری کا انکشاف ہوگا صنعت والے کو ڈاکٹری کا انکشاف نہ ہوگا بلکہ صنعت کا ہوگا دوسری لائنوں سے جاہل مطلق رہتا ہے یہ مثالیں گھٹیا قسم کی محنت کی ہیں یہ سفلی مجاہدات ہیں حقیقت وواقعہ سے تعلق نہیں اس محنت کو کائنات پر لگنا ہے کہ آسمان، زمین برف، سونے چاندی میں کیا ہے اور اگر انسان اللہ کے لحاظ سے محنت کرے تو اس پر انکشاف خدا کے لحاظ سے ہوگا اور ایسی صفات کا ہوگا غیر پر محنت کرنے سے خدا کا انکشاف نہ ہوگا بلکہ غیر کا ہوگا اور یہ جہل ہے اگر خدا کے لحاظ سے محنت نہ کی، زمین کا واسطہ حکم الٰہی سے ایسا ہے جیسے جسم کو روح سے کہ روح نکل جائے تو جسم سے کوئی فائدہ نہیں ملتا ہے ایسے ہی حکم الٰہی کے ہٹ جانے سے زمین وکائنات کی کسی چیز سے کوئی فائدہ نہ ملے گا اگر محنت صرف کائنات پر رہے اور مرجائے تو وہ مصائب کے تھپیڑوں میں آجاتا ہے۔

بعد خطبہ مسنونہ ارشاد فرمایا کہ

میرے بھائیو اور دوستو!

حق تعالیٰ شانہٗ نے دنیا بھر کے تمام انسانوں کو ایک دولت عطا فرمائی ہے جس سے چھپی ہوئی چیزیں ودولتیں منکشف ہوتی ہیں وہ دولت مجاہدہ کی ہے، مجاہدہ اگر صحیح تو انکشاف صحیح اور پھلے گا پھولے گا اور مجاہدہ اگر غلط ہو تو انکشاف بھی غلط ہوگا اس سے دنیا وآخرت میں مصائب کا شکار ہوگا ہر انسان محنت کرتا ہے صدر وزراء، فقراء مختلف لائنوں پر محنت کرتے ہیں جو جس چیز پر جس اعتبار سے محنت کرتا ہے اس پر انکشاف اسی اعتبار سے ہوگا غلہ کے اعتبار سے محنت کرنے سے غلہ کا زمین سے انکشاف ہوگا، سونے کے اعتبار سے محنت کرنے سے زمین سے سونے کا انکشاف ہوگا، پٹرول کے اعتبار سے پٹرول کا انکشاف دوسرے اعتبار کا انکشاف نہ ہوگا۔

ایک لائن پر محنت کرنے سے صرف اس لائن کا انکشاف ہوگا، ڈاکٹر کو ڈاکٹری کا انکشاف ہوگا صنعت والے کو ڈاکٹری کا

انکشاف نہ ہوگا بلکہ صنعت کا ہوگا دوسری لائنوں سے جاہل مطلق رہتا ہے یہ مثالیں گھٹیا قسم کی محنت کی ہیں یہ سفلی مجاہدات ہیں حقیقت وواقعہ سے تعلق نہیں اس محنت کو کائنات پر لگنا ہے کہ آسمان، زمین برف، سونے چاندی میں کیا ہے اور اگر انسان اللہ کے لحاظ سے محنت کرے تو اس پر انکشاف خدا کے لحاظ سے ہوگا اور ایسی صفات کا ہوگا غیر پر محنت کرنے سے خدا کا انکشاف نہ ہوگا بلکہ غیر کا ہوگا اور یہ جہل ہے اگر خدا کے لحاظ سے محنت نہ کی، زمین کا واسطہ حکم الٰہی سے ایسا ہے جیسے جسم کو روح سے کہ روح نکل جائے تو جسم سے کوئی فائدہ نہیں ملتا ہے ایسے ہی حکم الٰہی کے ہٹ جانے سے زمین وکائنات کی کسی چیز سے کوئی فائدہ نہ ملے گا اگر محنت صرف کائنات پر رہے اور مرجائے تو وہ مصائب کے تھپیڑوں میں آجاتا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ دنیا کی تمام شکلیں، سائنس، عجائب قوم خدا کی تابع ہیں، خدا نے انسان کو اس مجاہدہ کے لئے بھیجا ہے جس سے خدا سے استفادہ کے طریقوں کا انکشاف ہو، یہ حقیقت ہے کہ انسان دوسرے مجاہدوں پر رہے اصل مجاہدہ پر نہ آئے تو اس پر انکشاف غلط ہوتے ہیں، جس سے کامیابی کے لئے اٹھنے والا ہر قدم ناکامی پر لے جائے گا اس ملک میں مجاہدہ کیا گیا، ساٹھ، ستر برس کہ ملک انگریزوں سے نکل کر ہندیوں کے ہاتھ میں آجائے تمام بھائی ہوں گے، خوف مہنگا ہوگا، چیزیں سستی، ہندو مسلم بھائی بھائی اب ملک مل گیا ہے لیکن حالات پہلے سے زیادہ ابتر ہیں اگرچہ شکلیں پہلے سے زیادہ ہیں اس وجہ سے کہ مجاہدہ ملک کے اعتبار سے تھا نہ کہ خدا کے اعتبار سے اس سے انکشاف یہ ہوا کہ عہدوں پر قبضہ ملنے سے حالات درست نہ ہوں گے یہ نہ ہوا کہ اعمال درست ہوں گے تب حالات درست ہوں گے اس وجہ سے عہدے ملے لیکن حالات بگڑے یہ اس وجہ سے ہے کہ انسان غور وفکر کرے کہ اشیاء کی کثرت کے باوجود بھی حالات درست نہ ہوئے، لہٰذا اب دوسرا مجاہدہ لینا چاہئے۔

غلط مجاہدہ کرنے سے وہ شکلیں مل جاتی ہیں جن کی طلب ہوتی ہے لیکن پریشانیاں ساتھ نہیں چھوڑتی ہیں خواہ اسے وزارت، زراعت، عہدہ، تجارت مل جائے، یہ اس وجہ سے ہے کہ وہ سوچ بچار کرے کہ کونسی محنت اسے کامیاب کرسکے گی، انبیاء انسانوں کی محنت کو صحیح رخ پر لانے کے لئے آئے ہیں، انسان کی محنت اگر ان دو بنیادوں پر ہو تو تمام حالات میں ناکام ہوجاتے ہیں یہ کہ خواہش مشاہدہ پر محنت ہو ان دونوں پر محنت سے انسانی جوہر ضائع ہوتا ہے جس جوہر کی وجہ سے وہ جانوروں سے ممتاز ہوتا ہے باوجود کہ اس کے اور جانوروں کے تقاضے ایک سے ہیں اور دونوں جان رکھتے ہیں انسان اگر صحیح محنت کرلے تب جانوروں سے ممتاز ہوگا اگر میدان محنت وہی ہو جو جانوروں کا ہے تو انسان جانوروں سے آگے نہ چلے گا 'اولئک کالانعام بل ھم اضل' (۱) پھر اس کی کوئی پوچھ نہیں عزت نہیں۔

انسان کی محنت خدا کی معرفت پر آجائے کہ خدا سے کیسے استفادہ کرسکتا ہوں اور خدا کن کن طریقوں سے فائدہ پہنچا سکتے ہیں میرے تمام تقاضے پورا کرنے پر کس کس طرح سے قادر ہیں اور میں انسانیت کے کن طریقوں پر استعمال ہوں کہ خدا مجھے کامیاب کردیں؟ یہ مختصر سا مجاہدہ ہے اس پر چلنے سے ہم چاہے برق وبھاپ، سونے، چاندی آسمان چاند پر محنت نہ کرسکیں تو کوئی حرج نہیں ہے بس یہ پہچان لیں کہ خدا کس کس طرح فائدہ مجھے پہنچا سکتے ہیں اور میں خدا سے کن

اصولوں سے فائدہ حاصل کرسکتا ہوں یہ مجاہدہ تمام مجاہدہ سے بے نیاز کرنے والا ہے اس انکشاف کے علاوہ باقی انکشاف والوں کو ان انسانوں کے قدموں میں لاڈالیں گے جو اس انکشاف والے مجاہدے کو کررہے ہوں ''یہ ہے کلمہ طیبہ'' جیسے سیاست وزراعت، وزارت، حکومت، سائنس صرف زبانی کلمہ نہیں ہے بلکہ محنت والے ہیں ایسے ہی کلمہ طیبہ بھی محنت کا کلمہ ہے صرف زبانی نہیں ہے اس میں محنت یہ ہے کہ اپنے اندر کے ان جواہر کو پہنچانے جس سے محبوب خداو خلق ہوگا اور ان اوصاف کو پہچانے جن سے یہ بہت نیچے گرے گا اور یہ بھی پہچان لے کہ خدا زندگی بگاڑنے پر کتنی طاقت رکھتے ہیں اور میرے زندگی بنانے پر کتنی طاقت رکھتے ہیں خود کو پہچانے۔

خدا کو پہچانے، دونوں اعتبار سے اور انسان میں وہ مادہ ہے جس سے جانوروں میں اس کا شمار ہے یہ والا سب سے گھٹیا ہے 'یاکلون کماتاکل الانعام والنار مثوی لھم' (۲) اس مادہ پر چلنے والا ہر انسان خواہ کتنی نسبتوں والا ہو وہ خدا کے یہاں کتے وسؤر سے آگے نہیں، کھانے کے لئے محنت کرنا وزارت کے حصول کے لئے محنت کرنا، یہ تمام جانور کرتے ہیں سؤر، کتا، بندر بھی گدھے اپنا رزق تلاش کرتے پھرتے ہیں یہ کمانا ہے بعض جانور کچھ کما کر رکھ لیتے ہیں جیسے چیونٹی سرمایہ دار یا روز کمائیں یہ مزدور جانور ہیں کھانا، بیوی، بچوں کو کھلانا، مرغا اپنی مرغی کو بھی دانہ پر آواز دے کر بلالیتا ہے، مکان بنانا، جانور زمین دوز مکان بناتے ہیں پرندے درختوں پر بالا خانے بناتے ہیں بیوی سے صحبت کرنا، بچوں کی پرورش وتفریح لباس کو صاف کرنا، چڑیا بھی اپنے کپڑوں کو صاف کرتی ہے چڑیا نہا کر پروں کو صاف کرتی ہے، تفوق بھی جانوروں میں ہے گھر میں اگر نیا مرغا آجائے تو دونوں مرغے آپس میں لڑیں گے۔

مشاہدہ پر چلنا بھی جانوروں میں ہے آئندہ وپس منظر کو نہیں سوچتے ہیں دکھائی دینے والی حالت پر زندگی گزار دیتے ہیں اس پر مچھلی کانٹے میں پھنس جاتی ہے جانور دانوں میں آکر جال میں پھنس جاتے ہیں یہ نسبتیں تمام انسانوں میں جمع ہیں صرف ان نسبتوں پر زندگی گزارنے سے انسان صرف جانور ہی رہتا ہے گزشتہ تاریخ کو سامنے رکھے صرف اپنی ذاتیات میں لگا رہے تو انسان میں حیوانیت بڑھتی جاتی ہے پہلا درجہ حیوانیت کا انسان میں یہ ہے کہ دوسروں کو نظر انداز کرکے خود کو بنائے (دوسرا حیوانیت کا)، بڑا درجہ یہ ہے کہ دوسروں کی بگاڑ کر اپنی بنائے، دوسرا جوہر سب سے اعلیٰ ہے انسان میں اسی وجہ سے دنیا وہر مخلوق پر فضیلت ہے وہ ہے خلافت خداوندیہ والا، خلیفہ بننے پر دشمن دوست بن جائیں گے، حریف حلیف، اس نسبت کو ہر انسان مانتا ہے کہ یہ اونچی وبڑی ہے اللہ نے اپنی نیابت کی استعداد رکھی ہے۔

اللہ تمام حیوانی تقاضوں سے پاک ہیں شکل وصورت اور کمائی سے پاک ہیں خدا دوسروں کے تمام تقاضوں کو پورا کرتے ہیں دوسروں کو مکان، جائیداد، نعمت، معافی، ستر عیوب دیتے ہیں، دوسروں کے حالات درست کرتے ہیں کھانا کھلانا اپنا مکان بنانا دوسروں کا مکان بنانا خدا نے اس انسان کو اس وجہ سے بنایا ہے کہ تمام انسانوں میں میرے نمائندے بن جاؤ، ان کے تمام ظاہری وباطنی تقاضوں کو پورا کرو، انسان جب اس تمام کی محنت کرتا ہے تو اسے ذاتی تقاضے دبانے پڑتے ہیں ایسے انسان کے سامنے قاتل ودشمن کے دل بچھ جاتے ہیں سب اسے چاہنے لگتے ہیں اب جانور والے اعمال

سے نکل کر تم اعمال الٰہیہ پر آؤ، اعمال الٰہیہ کی عظمت تمام مذاہب وملحدین کے نزدیک مسلم ہے اب مجاہدہ یہ کرنا ہے کہ حیوانیت سے نکل کر خلافت پر کیسے آئے اب اس کے لئے فرشتوں والے اعمال ہیں ان کے اعمال ہیں مجالس ایمان میں شرکت کرنا، تعلیم وعلم کے حلقوں میں آنا، عبادت ونماز میں ساتھ ہونا، ساتھ آمین کہتے ہیں امام کے تسمیع کے بعد فرشتے تسمیع کہتے ہیں (۳)، ذکر کی محفلوں میں شرکت، ان اعمال کی استعداد انسان میں ہے۔

حیوانیت سے خلافت کی طرف انتقال اسی وقت ہوگا جب اعمال ملائکہ پر خوب چلنے والا ہو، اس سے جوہر وکمالات ظہور میں آئیں گے فرشتے ہر وقت ان اعمال وعبادت میں لگے رہتے ہیں دوسروں کو لگاتے نہیں ہیں، انبیاء اسی واسطے آئے ہیں کہ وہ دوسرے انسانوں کے پاس ان کے مشاغل میں جا کر حیوانیت والے اعمال سے نکال کر اعمال ملائکہ میں لگا کر خدا کا خلیفہ بنائیں، انبیاء ایک قوم، ایک زبان، ایک علاقہ میں مقامی محنت کرتے تھے سید الانبیاء افضل البشر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا میدان محنت بہت بڑا ہے انبیاء کی محنت کو دنیا چپہ چپہ میں زندہ کرنے کے لئے محنت کرنا ہر انسان خواہ وہ کسی زمانے میں ہو اپنے حیوانی اعمال سے نکلے اور داعی بن کر اعمال ملکیہ میں مشغول ہو، اور ہر ایک کو انھیں اعمال میں لگا کر خدا کا خلیفہ بنے اور بنائے اگر انسان صرف اعمال حیوانیہ میں لگے تو خدا کے یہاں اس کی کوئی قیمت نہیں ہے چاہے وہ سرمایہ دار ہو یا بادشاہ یا وزیر، یہ چیزیں ہمارے یہاں قیمتی ہیں لیکن خدا کے یہاں ایک ذرہ کی حقیقت نہیں رکھتی ہیں آج کل مال کے راستے سے زندگی بنانے کا رواج ہے انبیاء اسے ہی زیر کرنے کے لئے ہیں ان کے طریقے موجودہ نقشے کو توڑنے کے لئے آئے ہیں۔

شروع سے ہی دو راستے ہیں مال کے اعتبار سے کامیاب بننا، اعمال کے لحاظ سے کامیابی لینا، ایمان ویقین واعمال صالحہ ہمارا ذاتی سرمایہ ہے ان کا نور تمہارے ہر ہر عضوء جز میں ہوگا ان سے ملنے والی عزت اصلی ہے، انبیاء ذات انسان کو قیمتی بنانے آئے ہیں (۴)، بیرونی چیزوں کو نہیں دنیا کے تمام نقشے قیمتی نہیں ہیں کہ خدا نے انھیں بنایا ہی بے قیمت ہے اور ان بے قیمت پر محنت کرنے سے آج انسان بھی بے قیمت بن گیا، دنیا کی تمام اشکال چاہے کتنی صورتیں بدل کر آئیں سب مٹی ہیں، مٹی سے نکل کر آئی ہیں، مٹی میں چلی جائیں گی حیوانیت سے نکل کر خلافت پر آنا بذریعہ اعمال ملکیہ، خلافت کا دستور ۲۴ گھنٹے کا ہے، جیسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں سکھایا ہے وہ ساری خلافت کی زندگی ہے اس کے لئے زبردست محنت کی ضرورت ہے سب سے پہلے محنت دنیاوی لائن میں یہ ہے کہ مال حاصل کیا جائے پھر مکان، لباس، طعام، شادی بیاہ کا انتظام ہوگا پھر مال پر محنت کرنے سے چیزیں ملیں گی ان سے اپنے تقاضے پورے ہوں گے۔

اسی طرح انبیاء والی لائن میں پہلی محنت حصول ہدایت کے لئے ہے ہدایت ملنے کے بعد اسی کی روشنی میں اعمال کے درست کرنے کی محنت کریں گے، اگر پہلی محنت حصول ہدایت والی نہ ہو تو اعمال درست نہ ہوں گے اور تباہ وبرباد ہوں گے اب اصل مقابلہ مال ملنے والی محنت وہدایت ملنے والی محنت میں ہے ہدایت یہ ہے کہ میری ہدایت سے کچھ نہیں ہوتا ہے، حتیٰ کہ صحیح محنت کرنے سے بھی خدا کے دینے سے محنت ملتی ہے جو کچھ چیزوں میں دکھائی دیتا ہے وہی اعمال میں نظر آئے پانچ سو روپئے ہیں جب بھوک لگے گی کھالیں گے پیسہ سے صحت، حفاظت، عزت، شبع کا ملنا بند ہو جائے اور اعمال سے ملنے کا

ذہن بن جائے، قرآن میں بتایا ہے کہ اقوام ماضیہ کی زندگی ان شکلوں میں بگڑی ہے اس کی دعا ہے، ۴۰/۵۰ مرتبہ روزانہ 'غیر المغضوب علیھم ولا الضالین' (۵) اور انبیاء کے قصص میں بتایا ہے کہ چیزوں کے بغیر ان کی زندگی کیسے بنی جنگل بیابان سے اسکیم چلا ڈالی (۶)، قرآن ہدایت کی کتاب ہے ہمیں ہدایت کب ملے گی؟ جب دل کا وجدان اس قرآن کے مطابق ہو۔

قرآن کہتا ہے مال و چیزوں سے پرورش نہیں ہے دل یہ کہتا ہے مال چیزوں سے پرورش ہے تو دل میں ضلالت ہے ہدایت نہیں، محنت مجاہدہ کرو ہدایت لینے کے لئے، اعمال پر نعمت ملنے کا ذہن بن جائے کہ عزت، دولت، علو ملے گا مال و چیزیں مردہ معلوم ہوں جیسے سانپ زندہ ہے سب گھبرا جائیں گے، مرا ہوا ہے سب مطمئن ہو جائیں گے جیسے میت کے معنی ہیں شکل اس سے نہیں ہوتا ایسے ہی مخلوق کے معنی کے ہیں شکل وصورت اس سے وہی ہوگا جو خدا چاہیں گے، خدا ان کے بغیر جو چاہیں کر دیں، انبیاء بھی خدا کے پابند ہیں، محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھوں ابوطالب کو ہدایت نہ ملی (۷) وحشی ؓ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارادے کے خلاف ہدایت مل گئی (۸)، حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہدایت کی شکل ہیں لیکن ہدایت ان کے ہاتھ میں نہیں ہے قلعہ حفاظت کی شکل ہے حفاظت اس کے ساتھ نہیں ہے (۹) حفاظت وقلعہ کے خالق اللہ کے ہاتھ میں ہے چیونٹی سے جبرئیل علیہ السلام وذرہ سے عرش وکرسی تک تمام غائب ومشاہد چیزیں سب کی سب سے کچھ نہیں ہوتا ہے صرف خالق اشکال سے ہوگا جو شکل سے پاک ہے، بنی ہوئی مخلوق سے کچھ نہیں ہوتا ہے بنانے والا شکل سے پاک، صرف وہی کرنے والا ہے۔

ہدایت اس کا نام ہے کہ مشاہدہ والی چیزوں سے ملنے وزندگی بننے کا ذہن نہ رہے بلکہ اعمال سے ہونے کا ذہن بن جائے ان اعمال خمسہ پر حفاظت، بلندی، علو مکان، زمین، پرورش خدا اپنی قدرت سے دیں گے کہ وہ اچھے اعمال پر راضی ہو کر زندگی بنا دیتے ہیں مال کے راستے سے کامیابی کا ملنا یہ ضلالت ہے، تمام انبیاء وموسیٰ نے شروع میں آکر تورات نہ دی کہ پہلے پڑھ لو پھر عمل کرنا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے وہر نبی نے یہی کیا ہے کہ فرعونی نظام غلط ہے عورتوں کی عصمت وبچوں کے جانیں وکاروبار محفوظ نہیں ہے موسیٰ نے کہا اے قوم توکل کرلو، انھوں نے زبان سے توکل کر کے دعا بھی مانگی جواب میں آیا کہ صرف زبانی بات کافی نہیں ہے عمل کرو، نماز کو درست کرلو، ایمان ودھیان علم ونیت کے اعتبار سے درست ہو تو نماز پر خدا ہر مسئلہ کو حل کریں گے (۱۰)

آج تو کہتے ہیں کہ خالی نماز سے کیا ہوتا ہے؟ ارے خالی نماز سے ہر نبی کے زمانے میں ہوا ہے تم بتلاؤ خالی کمانے سے کیا ہوتا ہے؟ خالی کمانے سے وہ ہوتا ہے جو آج ہمارے ساتھ ہو رہا ہے آج اعمال کو کسب مال کا ذریعہ بنایا یا اعمال کا انحصار مال پر کرلیا گیا کہ میری محنت سے مال اور مال سے اعمال چلیں گے ایسا نہیں ہے تمام حالات ابتر سے بچنا اعمال کے ذریعہ ہے فرعونی حکومت و پبلک سے مصیبت پہنچی (۱۱) اس کے پاس جا کر اپنے حقوق کا مطالبہ نہیں کرتے ہیں کہ میری زمین واپس دلوادو، وہاں جا کر مقدمہ میں پانچ ہزار اور خرچ ہوں گے ارے تم نماز پڑھو، خدا سے کہتے رہو مصائب جھیلتے رہو نہ معلوم کتنی عورتوں کی پٹائیوں کی دعائیں، دکانیں جائیدادیں ضبط کرنے کی دعائیں خدا کے یہاں جمع تھیں جس پر خدا

نے فرعونی نظام کو غرق کیا اور بنی اسرائیل نے کبھی فرعونیوں کی طرف رجوع نہ کیا صرف نماز کو درست کر لیا، اشیاء کی خلقت بظاہر چیزوں سے ہے اور اشیاء کی تقسیم قدرت سے ہے نمازی کا براہ راست تعلق قدرت سے ہے۔

اب بنی اسرائیل نے آنکھ سے دیکھ لیا کہ ہماری نماز و عمل شدائد و صبر پر حکومت مل گئی، فرعونی نظام غرق ہوا تب انہیں تورات پوری دے دی گئی نماز پر عمل کا ذہن بنایا گیا کہ ہر تقاضہ و ہر چیز عمل سے ملے گی ذہن عمل کا بن جانے کے بعد تورات دی سمندر میں سے جگہ دی (۱۲)، من وسلویٰ آسمان سے اتارا (۱۳)، مال کی طاقت اعمال کی طاقت کا مقابلہ نہیں کر سکتی جب اعمال کا معیار قائم ہو جائے گا، ملک و مال کا معیار نہ رہے گا اللہ کے بندوں میں مال و جان لگانے والا بن جائے تو خدا اپنی قدرت کو استعمال کر کے ترتیب بدلیں گے، خواہ ہدایت دیں یا عذاب بھیج دیں، مکہ کے تیرہ سال میں صرف ۵/۶ اعمال تھے، دعوت تعلیم، ذکر تعاون پھر نماز نقشے خلاف تھے، بچے چھن رہے تھے، جائیدادیں جا رہی تھیں بیوی مٹ رہی تھی، یہاں تک کہ وطن چھوڑ دیا، تب خدا نے بدر میں بغیر سامان و نقشوں کے آسمان سے فرشتے اتارے (۱۴) لکڑی کو تلوار بنایا (۱۵)، ان اعمال کی قیمت معلوم ہو گئی، تو حوصلے اور بلند ہو گئے یہاں تک کہ قحط سالی ہے پاس کچھ نہیں ہے کٹائی کا وقت ہے ایسے نازک وقت میں حکم ملنے پر کمائی کے مقابلے میں ۳۰/۴۰ یا ۷۰ ہزار روانہ ہوئے کمائی کو قربان کر کے نکل گئے (۱۶) کہ خدا خود پالیں گے اگرچہ اقتصادی حالات بہت بدحال ہیں صحابہؓ اس عرصہ میں اعمال حسنہ پر کاربند رہے تھے یقین بھی ان اعمال سے ملنے کا تھا جب کمائی کے تقاضے کو توڑ کر نکلنے والے بن گئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی محنت دے کر چلے گئے کہ ان اعمال کو کریں گے مال و جان کا صحیح خرچ ہوگا تو خدا مدد کرتے رہیں گے۔

صحابہؓ کرام خلیج فارس عبور کر گئے (۱۷) دعا پر زمین پھٹ کر پانی نکلا (۱۸)، بارش رک گئی (۱۹) (دعا پر) آسمان سے کھانا اترا (۲۰)، جانور زندہ ہو گیا (۲۱) سب لوگ خود بخود مائل ہو گئے افریقہ میں ایک جگہ کو چھاؤنی بنانے کے لئے منتخب کیا مقامی لوگوں نے کہا کہ اس میں اتنی تعداد میں فلاں فلاں جانور ہیں جن کے نکالنے کے لئے سو سال چاہئے صحابہؓ کرام نے کہا نہیں دن میں چھاؤنی ڈال دیں گے قوم بربر جمع تھی ایک صحابی نے ٹیلہ پر کھڑے ہو کر کہا "ہم غلام محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں ہم اللہ کے راستہ میں ہیں ہمیں چھاؤنی ڈالنی ہے تین دن میں نکل جاؤ اس کے بعد جو ملے گا مار دیں گے" تین دن کے بجائے صرف ۲۴ گھنٹے میں جنگل خالی ہو گیا، اس پر کئی لاکھ مسلمان ہو گئے (۲۲) جیسے قدرت کو خدا انبیاء کے زمانے میں خلاف رواج استعمال کرتے تھے اس طرح انبیاء کی محنت پر صحابہ کرامؓ کے ساتھ ہوا ہے ابو مسلم خولانی کی دعا پر کھانا اترا ہے (۲۳)، ابو مسلم آگ میں نہیں جلے (۲۴) نخعی رحمۃ اللہ علیہ کی دعا پر مردہ سواری زندہ ہو گئی (۲۵) اس سب کا سبب یہ ہے جو کچھ چیزوں میں نظر آ رہا ہے وہ سب اعمال میں نظر آئے، بس اپنے ذاتی تقاضوں میں کمی کر دو اور ہدایت والے اعمال کو کرو عبادات، اخلاقیات کے ساتھ ساتھ دعوت پر کھڑے ہو جاؤ کچھ وقت کمانے کا کچھ وقت اللہ کے راستے میں، کمائی و گھریلو زندگی میں کمی آ جائے اور مجاہدہ و محنت میں زیادتی آئے، محنت کے میدان قائم کئے جائیں، پھر ہدایت کی دعا مانگی جائے۔

جتنا میدان ان اعمال حسنہ کے پھیلنے کا بنے گا تو محنت ومجاہدہ کے پورے ہونے کے دن کفار وفساق کو ہدایت مل جائے گی، اس میں اپنے آرام وراحت وگھریلو نقشوں میں کمی آجائے گی لیکن تمہاری دعاؤں سے کروڑوں کو ہدایت ملے گی عمرؓ جیسے کو ہدایت دعا سے ملی تھی (۲۶) اسلام سے پہلے مسلمان ان کو شیطان مکہ کہتے تھے اور یہ کہ عمر کے باپ کا گدھا تو مسلمان ہوسکتا ہے لیکن عمر مسلمان نہیں ہوسکتا رات کو بہن فاطمہ کو اتنا مارا کہ سمجھے اب مرگئی ہے سو گئے رات کو تہجد میں بہن کا قرآن سنا، صبح کو اسلام لائے جیسے ان کی قربانی ودعا پر عمر جیسے کو ہدایت ملی ہے (۲۷) ایسے ہی ہماری محنت، دعا پر ہزاروں کو ہدایت مل سکتی ہے اگر ہم نے محنت کر کے خلافت خداوندیہ کو حاصل کرلیا تو تمام انسان ہمارے قدموں میں آکر گریں گے ہماری ذات قیمتی بنے گی اس پر قبولیت دعا کا انعام ملے گا میرے مطالبہ پر جان کو لگایا ہے تو میری بات پر اپنی قدرت وذات کو لگادے، اپنی ذات کو ان کی بات پر لگاؤ، وہ اپنی ذات تمہاری ہر بات پر لگادیں گے اس میں خواہش کم ہوگی، ہم نے ذات کو خواہشات پر لگادیا ہے اب دعا کا مطلب یہ ہے کہ ہم تو خدا کو آرڈر دے رہے ہیں جب ہمارا آرڈر پورا نہ ہوا تو پیروں اور مولویوں سے دعا کو کہا، ارے اگر تم اپنی ذات کو ان کی بات پر لگاؤ تو تمہاری بات پر ان کی ذات لگ جائے گی، صحابہ کرامؓ کی ترتیب ثلث والی تھی تو اس زمانے میں مسجدیں آباد تھیں جس سے ہدایت ہر ایک انسان کو ملتی تھی، مسجد ان اعمال خمسہ کے لئے بنی ہے اس ماحول کو مسجدوں میں زندہ کرنے کے لئے محنت کی ضرورت ہے سب سے اونچا درجہ صحابہؓ کرام والا ہے آج کل کے لحاظ سے ہر سال میں چلہ کا مطالبہ ہے شیطان فقر وفاقہ وموت کو سامنے لاتا ہے (۲۸) ہزاروں نے چار ماہ دیئے لیکن وہ بھی تمہاری طرح مزے کر رہے ہیں۔

---

(۱) الاعراف: ۱۷۹ 'یہ لوگ چوپایوں کی طرح ہیں بلکہ یہ لوگ زیادہ بے راہ ہیں (ترجمہ حکیم الامتؒ)

(۲) محمد: ۱۲ 'اس طرح کھاتے ہیں جس طرح چوپائے کھاتے ہیں اور جہنم ان لوگوں کا ٹھکانہ ہے (حکیم الامتؒ)

(۳) بخاری صفحہ ۱۰۸، ۱۰۹ جلد ۱

(۴) وہ کہتے ہیں: اے لوگو! لا الہ الا اللہ کہہ لو کامیاب ہوجاؤ گے

(۵) نہ رستہ ان لوگوں کا جن پر آپ کا غضب کیا گیا اور نہ ان لوگوں کا جو رستہ سے گم ہوگئے (ترجمہ حکیم الامتؒ)

(۶) جیسا حضرت ابراہیمؑ کی اسکیم وادی غیر ذی ذرع (مکہ) سے چلادی،

(۷) بخاری صفحہ ۵۴۸ جلد ۱

(۸) مجمع الزوائد صفحہ ۱۰۰ جلد ۷، طبرانی کی روایت ہے کہ آپؐ نے وحشیؓ کو بھی اسلام کی دعوت دی تھی

(۹) جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے قلعہ کے اندر ہی ابورافع کو قتل کرادیا

(۱۰) طٰہٰ: ۱۳۲

(۱۱) جیسا کہ بنی اسرائیل اس کے شکار ہوئے

(۱۲) البقرہ: ۵۰

(۱۳) البقرہ:۵۷

(۱۴) آل عمران:۱۲۵

(۱۵) ابن سعد صفحہ ۱۸۸ جلد ۱

(۱۶) جیسا کہ غزوہ تبوک میں ہوا

(۱۷) البدایہ والنہایہ صفحہ ۲۵۳ جلد ۶

(۱۸) الکامل فی التاریخ صفحہ ۲۲۳ جلد ۱

(۱۹) البدایہ والنہایہ صفحہ ۲۷۳

(۲۰) مستدرک حاکم صفحہ ۴۴۷ جلد ۴

(۲۱) البدایہ والنہایہ صفحہ ۲۸۵ جلد ۶

(۲۲) الاصابہ صفحہ ۸۰ جلد ۳

(۲۳) البدایہ والنہایہ صفحہ ۲۹۰ جلد ۶

(۲۴) البدایہ والنہایہ صفحہ ۲۶۱ جلد ۶

(۲۵) البدایہ والنہایہ صفحہ ۲۸۵ جلد ۶

(۲۶) حلیۃ الاولیاء صفحہ ۴۱ جلد ۱

(۲۷) حلیۃ الاولیاء صفحہ ۴۲ جلد ۱

(۲۸) البقرہ:۲۶۸

اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طریقے میں کامیابی

{ صفر، ۱۳۸۲ھ مطابق ۱۹/جولائی ۱۹۶۲ء }

بروز جمعرات، بعد عصر

اقتباس

اللہ کی لامحدود عزت پر یقین بھی لامحدود ہوگا، اللہ کی بڑی صفات ۹۹ ہیں، چھوٹی بڑی ہزار ہیں، ہر صفت لامحدود ہے لہذا یقین بھی ہزار طریقوں سے لامحدود ہوگا، خدا سے چلنے والا نظام بھی لامحدود ہے، کائنات پر یقین کرنے سے نظام بھی محدود، پروش بھی محدود، لال قلعہ دروازہ بند، اوپر سے مشین گن، تب وزیر کی حفاظت ہوگی، اب یقین لامحدود یہ ہے کہ اگر مارنا ہے تو لقمہ یا گھونٹ سے مار سکتے ہیں ورنہ وہ تو بطن حوت میں زندہ رکھ لیں (جیسا کہ حضرت یونس علیہ السلام کے ساتھ ہوا) ہر چیز حفاظت، عزت، بھوک، شبع، سیرابی لامحدود ہے، اس کے لیئے یقین بھی لامحدود چاہئے، پہلی چیز یہ ہے کہ یقین حاجت و نظم کے اعتبار سے جہاں تک سلسلہ چل رہا ہے وہاں تک لے جاؤ، صرف ذاتی حالات پر نہ رکھو، جب انسان ہر ایک سے یقین ہٹا کر لا الہ الا اللہ پڑھے، سب ماتحت، خدا حاکم خود مختار ان سے جو چاہے کروالیں، ہر چیز کے نظام پر حاوی، دوسرا یقین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کی ذات والے نظام اسی ذات والے وجود کے سلسلے سے لینے کے لیئے اعمال دیئے ہیں۔

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم۔

میرے بھائیو اور دوستو!

دنیا میں جتنے بھی انسان ہیں چاہے وہ حاکم ہو یا محکوم، مالدار ہو یا غریب، علماء، مشائخ، مرید، عوام، سارے کے سارے انسان ہی رہتے ہیں، انسان ہونے سے نکلتے نہیں، اگر انسان سائنس کے بہت اونچے پیمانے کو حاصل کرلے پھر بھی وہ انسان ہے، بہت بڑی حکومت لے لے تو بھی انسان، بہت زیادہ علم دین لے لے تو بھی انسان ہے انسان ہونے کے اعتبار سے ان کو دکھائی دیتا ہے، دکھائی دینے کے اعتبار سے سمجھتا ہے سمجھ کے اعتبار سے قدم اٹھاتا ہے، انسان کی حد بہت چھوٹی ہے کامیابی کے لئے اگر اپنی حد انسانی میں ہی قدم اٹھائے تو پھر خدا کو جواب دینا ہے کہ تو صحیح نہیں سمجھا اسے ناکام کردیں گے، چاہے وہ سائنس والے ہوں یا حکام اگر حد انسانی کے اعتبار سے بولیں گے انبیاء بھی تو ان کی بھی گرفت کرسکتے ہیں۔

موسیٰ علیہ السلام توراۃ پڑھا رہے تھے کسی نے پوچھا آج سب سے زیادہ علم کس کے پاس ہے 'انا اعلم' اس پر حکم ہوا جاؤ خضر! کے پاس جاؤ، گئے، اے خضر میں تمہارے ساتھ رہنا چاہتا ہوں، خضر نے کہا یہ لائن دوسری، تمہاری دوسری، نہیں میں صرف رہا کروں گا، اچھا سوال نہ کرنا، دونوں عمدہ کشتی پر چلے، کشتی والے نے پہچان کر خوب استقبال کیا، نکلتے وقت کشتی کا تختہ اکھیڑ دیا، ارے یہ کیا کر دیا، میں نے کہا نہیں تھا کہ تم جانتے نہیں، اچھا پہلی مرتبہ ہے، آئندہ ایسا نہ ہو، آگے آؤ بھگت کرنے والوں کے بچہ مارنے پر پھر موسیٰ علیہ السلام کا سوال، اس پر وہی جواب دونوں طرف سے، وہاں سے کسی بستی میں پہنچے وہاں والوں نے بالکل استقبال نہ کیا ٹھکرا دیا کج دیوار پر پشت رکھی وہ سیدھی ہوگئی، ارے دھتکارنے والوں کے ساتھ احسان، احسان کرنے والوں کے ساتھ برائی یہ کیا؟ اچھا سن لو! کشتی والوں کو ظالم بادشاہ سے بچانا تھا، وہ بچہ اگر زندہ رہتا تو والدین کے کفر کا باعث ہوتا اسے مار دیا اسکے بعد جو بچہ آئے گا اس سے محبت بھی ان کے لئے باعث جنت ہوگا، اور ایسے ہی بستی میں صالح آدمی بہت نیکیواں والا مر چکا تھا اسکے بچوں کا خزانہ اس دیوار کے نیچے تھا گر جاتی تو سب لے لیتے اسلئے سیدھا کر دیا، نبی نے جب یہ کہدیا 'انا اعلم' تو پھر ان کو ایسا سفر کرایا جس میں قدم قدم پر تو نہ جانتا تھا، اس واقعہ میں یہ بھی ہے کہ سمندر سے چڑیا نے پانی پیا خضر علیہ السلام نے کہا میرے تیرے تمام مخلوق کے علم سے خدا کے علم میں اتنی کمی نہیں ہوتی جتنی اس چڑیا کے پینے سے سمندر میں (۱) جب نبی کے ساتھ اس طرح ہوتا ہے کہ حد انسانی پر بولنے سے خدا فوراً دکھا دیں کہ یہ غلط کہدیا تو پھر کسی اور کی حیثیت کیا؟ تم نے کیسے کہا 'انا اعلم' میں اعلم ہوں۔

خدا کہتے ہیں مکہ والوں نے سوچا کہ انھیں کسی طرح لاجواب کروان کا مذہب تو پھیلتا ہی جا رہا ہے مکہ والوں نے آدمی اسی غرض سے مدینہ بھیجا کہ یہود کی کتب سے معلوم کریں ایسا قصہ جو نبی ہی بتا سکے تمام مجمع اکٹھا ہوا، مسلم اور غیر مسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اصحاب کہف کے بارے میں سوال کیا گیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کل بتادوں گا صرف انشا اللہ نہیں کہا، جس سے اپنا عجز اور مسئلہ کا دوسرے کے ہاتھ میں ہونا معلوم ہو، اس پر کل اور کئی کل آئے اوپر سے کچھ نہیں آرہا ہے، تمام مکہ والے کہنے لگے! ارے اس کے خدا نے چھوڑ دیا، اس پر خدا نے سورہ کہف اتاری اور اس میں کہدیا کہ ہر کام کرنے کے لیئے انشاء اللہ کہا کرو (۲)، اس سے معلوم ہوا کہ تم کرنے والے نہیں، دوسرا ہے، تمام انبیاء نے حد انسانی پر محنت نہیں، بلکہ اس طرح محنت کا میدان قائم کیا جس طرح خدا نے بتایا، اس میدان میں جب انسانی بول آ گیا تو خدا نے فوراً جتا دیا۔

یعقوب علیہ السلام یوسف علیہ السلام سارے کھانا کھا رہے تھے، سب میں الفت محبت تھی اتنے میں سائل نے آکر سوال کیا اور انھوں نے کھانے و اولاد کی مشغولی میں سائل کی آواز نہ سنی، خدا کو پسند نہ آیا کہ ایسی مشغولی، اس پر خدا نے آزمائش میں ڈالا، تفرقہ قلوب، کنواں، غلامی، تہمت، جیل (۳)، انسان جب اپنی حدود انسانیہ ہی میں رہ کر کامیابی کی محنت اٹھائے تو پھر خدا دکھلاتے ہیں کہ ان کی سمجھ غلط، کامیابی سے محروم ہے چاہے یہ محنت کرنے والے حکام ہوں یا متمول، اب کامیابی سے محرومی آج دکھلائیں یا دس سال بعد، کہ موت کے بعد تو ہے ہی ناکامی کا سامان، خود دیکھیں گے کہ کاش میں ایسا کر کے نہ آتا، ایک محنت تو اپنی حد انسانی کے مطابق محنت کرنا ہے اور ایک محنت یہ ہے کہ ہم انسان کو تاہ علم، صرف خدا کی مان کر

چلو، ہم محتاج ہیں ہر تقاضے کے پورا کرنے کا ارادہ ہے ملکی، ذاتی، اجتمائی مسائل ہیں، لیکن ہم چلیں گے خدا کے بتائے ہوئے طریقے پر کہ وہی سب کچھ جانتے ہیں، ہم نہیں، پہلے راستے میں اپنے علم، اپنی ذات ومحنت پر اعتماد ہے، دوسرے راستے میں یہ ہے کہ ہم زمانے کے اعتبار سے ناقص، معلوم نہیں کہ کسی کو پانچ منٹ بعد کیا ہوگا، مکان کے اعتبار سے ناقص چھت پر کون؟ دیوار سے پرے کون؟ مکاں وزماں کے مسائل سے ناواقف، چونکہ خدا نے بنایا ہے، اسلئے وہی جانتا ہے کہ ہمارے مسئلے کیسے حل ہوں، امیر غریب میں کیسے جوڑ ہو، حکام محکوم میں کیسے اختلاط، ہمارا ملک کیسے چلے؟

ہر لائن میں یہ دو بنیادیں ہیں مزدوری سے پورا ملک چلانے تک بھی دو لائنیں ہیں، وزیر اعظم بھی سوچتا ہے کہ ملک کیسے ترقی کرے؟ فسادات کیسے ختم ہوں؟ جوڑ خدا کے فیصلے سے ہے، سیلاب ان کے حکم سے، زلزلہ انکے حکم سے، تباہی ان کے حکم سے، ارے تم اپنی روٹی سے نہیں پلے بلکہ خدا کے ارادہ سے پلے کہ خوراک اپنے سوراخ میں جائے وہاں سے خوراک کی صحیح تحلیل ہو، ارے معدہ کو انسان اپنا سمجھتا ہے لقمہ کے پیٹ میں پہونچ جانے کے بعد معدہ خدا سے ہی پوچھتا ہے کہ اسے کیا بنایا جائے، صاحبِ معدہ سے کبھی سوال نہیں کیا جاتا ہے کہ اگر نظام الٰہی سے پردہ ہٹ جائے تو صاف معلوم ہوجائے گا کہ میری حد سے آگے کی باتیں ہیں، تو پھر طریقہ بھی آگے والے سے ہی لیا جائے، خدا ہر حکومت والے کے، ہر طبقہ کے، ہر انسان کے رب ہیں (۴)، اسی وجہ سے حضور ﷺ کو خدا نے سب کیلئے رحمت بنا کر بھیجا ہے (۵)، کہ وہ ہر ایک کے لئے کامیابی کے طریقے لائے ہیں، جن پر نہ چلنے سے حوادث میں گھر جائیں گے، گھر انگارے بن جائیں گے، ہارٹ فیل ہوجائے گا، کامیابی کبھی نہیں ملے گی تا آنکہ میرے طریقے پر چلو، جس سے ہر کھیت کی ہر خون کی حفاظت ہوگی، دلوں میں جوڑ ہوگا امن وچین ہر گھر میں جائے گا، ورنہ تم جانوروں کی طرح اڑو گے سمندروں میں تیرو گے، کھانا کھاؤ گے اوران کی طرح جہاں چاہے وہاں شکار کر لئے جاؤ گے۔

لوگ کہتے ہیں: سب کے لئے ایک بات کہتے ہیں، ارے کیا کریں، خدا نے سب کو ایک مٹی سے بنایا، ایک جیسا معدہ سب کو دیا، سب کو موت بھیجیں گے، سب کو اپنے سامنے کھڑا کریں گے، اس لئے سب کے لئے ایک جیسی بات، ساری انسانیت کے کامیاب ہونے کے لئے سب سے پہلی محنت ہے ایمان ویقین درست کرنے کی، اپنے مشاہدہ کے انڈے توڑ کر یقین باہر نکالو اور اللہ تک یقین لے جاؤ، اللہ لامحدود ہیں، لہذا یقین بھی پورا کرو، وزرات، زراعت، تجارت، بادشاہت کی حدوں سے یقین آگے لے جاؤ، لامحدود تک لے جاؤ، اسی لئے تم پیدا کئے گئے۔

اللہ کی لامحدود عزت پر یقین بھی لامحدود ہوگا، اللہ کی بڑی صفات ۹۹ ہیں (۶)، چھوٹی بڑی ہزار ہیں (۷)، ہر صفت لا محدود ہے لہذا یقین بھی ہزار طریقوں سے لامحدود ہوگا، خدا سے چلنے والا نظام بھی لامحدود ہے، کائنات پر یقین کرنے سے نظام بھی محدود، پروش بھی محدود، لال قلعہ دروازہ بند، اوپر سے مشین گن، تب وزیر کی حفاظت ہوگی، اب یقین لامحدود یہ ہے کہ اگر مارنا ہے تو لقمہ یا گھونٹ سے مار سکتے ہیں ورنہ وہ تو بطن حوت میں زندہ رکھ لیں (جیسا کہ حضرت یونس علیہ السلام کے ساتھ ہوا) ہر چیز: حفاظت، عزت، بھوک، شبع، سیرابی لامحدود ہے، اس کے لیئے یقین بھی لامحدود چاہئے۔

پہلی چیز یہ ہے کہ یقین حاجت ونظم کے اعتبار سے جہاں تک سلسلہ چل رہا ہے وہاں تک لے جاؤ، صرف ذاتی حالات پر نہ رکھو، جب انسان ہر ایک سے یقین ہٹا کر لا الہ الا اللہ پڑھے، سب ماتحت، خدا حاکم خودمختاران سے جو چاہے کروالیں، ہر چیز کے نظام پر حاوی، دوسرا یقین محمد رسو اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کی ذات والے نظام اسی ذات والے وجود کے سلسلے سے لینے کے لیئے اعمال دیئے ہیں، بس میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو مع اعمال کے مانتا ہوں، ایک دائرہ پہلے جز میں ہے کہ مشاہدہ کی جزو سے زندگی نہیں بنتی، لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت وسیادت دائمی وختم نبوت پر ملنے والا ہمیشہ کے لئے ملے گا، چیزوں سے زندگی وقت مقرر کے لئے بنتی ہے، دوسرے راستے میں زندگی اس وقت بنے گی جب تک اللہ ورسول ہیں، اور وہ ہمیشہ کو، لہذا زندگی بننا ہمیشہ کو، ایمان واعمال پر ہی ہر شخص وحکومت وتاجر وزارع کی زندگی بنے گی۔

لا الہ الا اللہ، لامحدود فائدہ، محمد رسول اللہ لامحدود استفادہ، ہر انسان لامحدود استفادہ کے لئے بنا ہے، ہمیشہ کے لئے بنایا گیا ہے، ایمان واعمال کے بغیر اب حکومت تیرا پلان ختم، اس صوبہ میں غلہ کی ارزانی ہوگی، دیکھو تو آدھا صوبہ پانی میں غرق، آدھے میں قحط، نہ مانو گے تو ہر ماہ، ورنہ ہر روز، ورنہ ہر وقت مصائب لائیں گے اور دکھائیں گے کہ تم انسان ہو، خدا نہیں، آنکھ کھول لو، نہ کھلی تو موت پر کھلے گی، لیکن سب بے سود، ایمان واعمال کے لئے مسجد ہے، یہاں آکر اعمال سیکھو ایمان لو، اچھے برے اعمال کے اثرات معلوم کرو۔

ایمان کی باتیں اتنی سنو کہ ایمان سے دل بھر جائے، باہر جسے بھی دیکھو کہو اس سے وہی ہوگا جو خدا چاہے گا، اب تمہیں کسی کا نہ ڈر ہوگا نہ کا کسی سے چھینو گے، اپنے اعمال پر خدا سے لو گے، ۲۴ گھنٹے تم تحقیق کرو کہ اعمال سے کیا ہوتا ہے؟

دنیا چیزوں پر ریسرچ کرے، تم اتنی ریسرچ اعمال پر کرلو کہ ہر جگہ اعمال کو کھولو، لیکن چیز پر بولنے والے کے ساتھ ہو گئے تو اگر وہ کہے، ایسا قلعہ بناؤ جس سے حفاظت ہو، نہیں ایسا عمل بناؤ جس سے آگ میں حفاظت ہو، پھر اللہ کا ذکر خوب کر کے اس کا دھیان لے لو، اللہ اکبر اللہ کی بڑائی کا دھیان آئے الحمد للہ ساری خوبیاں اللہ کی ہے، 'لا الہ الا اللہ' اللہ سب کچھ کرتے ہیں، جہاز دیکھنے پر خدا کا دھیان آئے کہ اس سے کچھ نہیں ہوتا ہے خدا سے ہوتا، ہے جہاز بہت چھوٹا خدا بہت بڑے۔

ایمان وعلم ودھیان لے کر اس یقین کے ساتھ نماز پڑھو کہ اگر نماز قبول ہوگئی تو اس پر تخت سلیمانی مل سکتا ہے، اکثریت ڈوب سکتی ہے (جیسا کہ قوم نوح علیہ السلام باوجود اکثریت کے غرق آب ہوگئی) آسمان سے کھانا اتر سکتا ہے (۸) مردہ زندہ ہوسکتا ہے (۹)، جو اس نماز کو حاصل کرلے گا اس کے تمام مسائل ہر شب میں حل ہوں گے۔

اس کے آگے تین محنتیں اور ہیں جن کے بغیر گاڑی پنکچر ان تینوں کو کمائی میں لے کر جائیں، کمائی میں کونسے عمل پر خدا دیں گے، کس پر نہیں دیں گے، کمائی سے نہیں ملتا، خدا اپنی قدرت سے دیتے ہیں، کمائی میں خدا کا دھیان رہے، نماز کی طرح اس کمائی سے بھی ملے گا کہ ایمان وعلم ودھیان وعمل کا پابند رہا، کمائی میں یقین غلط عمل درست نہیں، سود رشوت، جھوٹا مقدمہ دگوا ہی، نماز سے ملنے کا راستہ بند ہوگیا، کمائی میں یہ تینوں چیزیں لے جاؤ، اس کاروبار کو اگر حکومت ضبط کرنا چاہے لوگ اسے

آگ لگانا چاہے تو ان کے خلاف تیری مدد کریں گے کہ اس دکان میں وہ ذکر، علم، عمل اور ایمان آ گیا جن میں سے ہر ایک پر خدا مدد کرتے ہیں، اب پیسہ گھر لے جانے کے ساتھ علم و ایمان اور دھیان کو لے جائے گا کہ پیسہ سے نہیں ملتا خدا دیتے ہیں، لہذا خدا کے طریقے پر اس پیسہ کو خرچ کر، صرف اپنی ذاتی زندگی پر نہ لگا، تمام مصارف شرعیہ پر لگا، اس کے خلاف کرنے والے حکومت عوام پر خدا اپنا غضب نازل کریں گے۔

اس کے بعد اپنے معاشرہ کو تربیت کرو، تم صرف خدا کے بن کر رہو کسی ایک انسان، رشتہ دار، قوم، ملک رنگ کے نہ بنو، صرف دین والوں کا ساتھ دو، چاہے وہ دوسری زبان، دوسرے ملک اور دوسرے رنگ کا ہو، رشتہ داروں کا دشمن ہو صرف دین و عدالت و صداقت پر معاشرہ اٹھے گا، اور یہ یقین کرو کہ جب تم رحمدل عادل بنو گے تو خدا مدد کریں گے، اور کس کا ساتھ دیں، اس کی تفصیل قرآن و حدیث سے معلوم کرو، ان سات چیزوں: ایمان، علم، ذکر، نماز، کمائی، مال کا خرچ، معاشرہ کے درست کرنے سے تم کامیاب ہو جاؤ گے، چاہے ایک ہو، اقلیت ہو، فقیر ہو، ملک مال بالکل پاس نہ ہو۔

---

(۱) کنز العمال صفحہ ۴۶۰ جلد ۲

(۲) تفسیر ابن کثیر صفحہ ۷۳ جلد ۳

(۳) قصص القرآن واقعہ حضرت یوسفؑ

(۴) الفاتحہ: ۱

(۵) الانبیاء: ۱۰۷

(۶) تفسیر ابن کثیر صفحہ ۲۷۰ جلد ۲

(۷) حوالہ سابق

(۸) المائدہ: ۱۱۴، ۱۱۵

(۹) حیاۃ الصحابہ ۸۲۴، ۸۲۵ جلد ۳

ہدایت کی دعا مانگنا ہر رکعت میں واجب ہے

{ ۱۷ر صفر ۱۳۸۲ھ مطابق ۲۱ر جولائی ۱۹۶۲ء }

بروز ہفتہ ، بعد عصر

اقتباس

مسائل دو طرح کے ہیں، ہدایت کی دو قسمیں ہیں، محنت دو قسم کی، مسائل انفرادی و اجتماعی ہیں، ہدایت بھی اجتماعی و انفرادی، محنت بھی اجتماعی و انفرادی، انفرادی محنت سے انفرادی ہدایت، اور اس پر انفرادی حل مسائل، اجتماعی محنت سے ملک وقوم میں ہدایت، اس پر اجتماعی حل مسائل، اگر پورے ہند کی ہدایت یا پورے عالم کی ہدایت مانگیں گے تو پھر اسی کے لحاظ سے ہدایت ملے گی، انفرادی محنت پر صرف اسے ہدایت مل جائے گی، سارے ہند یا سارے عالم کو نہ ملے گی، ایک شخص نے محنت کر کے ہدایت مانگ لی تو پھر دوسروں کے غلط اعمال کی وجہ سے آنے والے مصائب سے بھی دو چار ہونا پڑے گا، انسان کا صحیح حل مسائل صرف اجتماعی محنت پر ہے، انسان کے تمام مسائل، اسکیم کی کامیابی، پلان کا چلنا، ملک و مال کا ملنا، عزت و ترقی عروج کا آنا صرف خدا سے ہے، غیر خدا دکان، سونا، چاندی، ملک، مال حکومت، فوج پولس، کسی سے کچھ نہیں ہوتا بلکہ میرے اعمال پر خدا کریں گے، اچھے پر اچھے حالات آئیں گے، برے پر برے حالات، یہ حیاء پر، یہ بے حیائی پر، یہ جو کچھ چیزوں میں نظر آرہا ہے، گندم، آم، جو، جوار، زمین میں یہ فائدہ سب کچھ اعمال میں دکھائی دینے لگیں گے۔

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

میرے بھائیو اور دوستو!

انسان کی محنت کے دو راستے ہیں، ایک میں کامیابیاں دکھائی دیتی ہیں، لیکن ہوتی نہیں، اس پر محنت کرنے کے باوجود کامیابیاں دکھائی دینے کے مصائب و بلایا کا شکار ہوتا ہے، مرنے کے بعد جہنم میں ڈال دیا جاتا ہے، دوسرے میں کامیابی بالکل دکھائی نہیں دیتی، لیکن تھوڑی سی تکالیف کے بعد کامیابی ملنے لگ جاتی ہے، موت کے بعد جنت میں پہنچا دیا جاتا ہے، ان دونوں راستوں کو دعا کے طور پر ہر رکعت میں کہلواتے ہیں، اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ (۱) تک، انعام والے راستہ کی طرف ہدایت فرما، غضب وضلالت والا راستہ نہ دکھا، اس دعا کے علاوہ اور سیکڑوں دعائیں ہیں، لیکن متعین طور پر واجب کوئی نہیں، مانگو یا نہ مانگو جن میں دنیا و آخرت کے تمام تقاضے مانگے گئے، لیکن ہدایت کی طلب کی دعا فرض ہے یا واجب، عام

نماز میں روزانہ اسے چار یا پانچ مرتبہ پڑھتا ہے، لیکن لفظ کی پہچان میں نیت کو دخل ہوتا ہے محنت کرنی پڑتی ہے ورنہ لفظ ہوگا، مطلب معلوم نہ ہوگا، ایسے ہی چالیس، پچاس سال سے جو دعا مانگ رہے ہیں ہدایت وضلالت میں ہے۔

یہ دو کیفیتیں ہیں جو دل میں ڈالی جاتی ہیں جیسے روشنی اور ظلمت اس عالم میں ڈالے جاتے ہیں، ظلمت میں زہر تریاق، ہمدرد قاتل، سیڑھی کنواں، پھول یا پتھر نفع یا نقصان والی چیزوں میں فرق نہیں معلوم ہوتا، ضلالت ہی دلوں کی ظلمت ہے، اسے اچھے برے اعمال میں فرق محسوس نہ ہو، ظلمت میں سانپ سے بچنے کے لئے لاٹھی سمجھ کر سانپ ہی پر ہاتھ ڈالتا ہے، اس کے کاٹنے پر زہر کو تریاق سمجھ کر پی کر جلد ہی مر گیا ہے، اس کی لاٹھی سے اس کی طرف بھاگا، اس نے چھرا گھونپا، محنت کرتے ہیں، لیکن ضلالت باقی رہتی ہے، اگر موت تک اسی پر قائم رہے تو پھر جہنم میں ہمیشہ کیلئے، لیکن اگر خدا ہدایت دکھادیں تو پھر قاتل دوست میں فرق دکھائی دیتا ہے، پھر قاتل سے بچتا ہے اور دوست کی طرف لپکتا ہے، لاٹھی کو پہچان کر اس سے سانپ کو مارتا ہے، ورنہ ظلمت میں گھبرا کر سانپ ہی پکڑے گا، ہدایت وضلالت دلوں میں صرف خدا کی طرف سے اتاری جاتی ہے، جیسے روح من جانب اللہ جسم میں اتاری جاتی ہے، لیکن ہدایت کے لئے بھی ضلالت کی طرح محنت ہے اگر ضلالت والی محنت ہے تو پھر نافع ضار معلوم ہوگا، اور ضار نافع، اگر ہدایت والی محنت ہو تو پھر ہر چیز اسے اپنے اصلی رنگ میں دکھائی دے گی۔

اللہ نے ایک محنت بتادی ہے، دوسری کو اس سے سمجھ جاؤ، خدا نے یہ حقیقت کو بیان کیا ہے، اھدنا کی دعاء بعد میں، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ رب صرف اللہ ہے، ضلالت یہ ہے کہ تربیت کا تعلق ملک ومال، تجارت وزراعت کے نقشوں سے ہے، تمہیں صرف وہی مرض وشفاء، بکاء وضحک، فقر وغنی، وحفاظت وپریشانی دینے والے ہیں، جو کچھ ہوتا ہوا نظر آرہا ہے، آسمان میں زمین میں سب کچھ صرف خدا سے ہورہا ہے، دل کی وہ روشنی جو صرف اللہ ہی میں دکھائے ہدایت ہے، ضلالت اللہ کے علاوہ ہر چیز غیر میں دکھائی دے گی، دکان سے ہوگا، ممبر سے، کھیتی سے، مال سے، اپنے مسائل کا غیر اللہ سے بننا نظر آنا ضلالت کی دلیل ہے، صرف اللہ سے ہونا ہدایت کی دلیل ہے، دل کا وجدان وآواز صرف خدا سے ہونے کی ہو، یہ ہدایت ہے، اگر نمبر دار سے ہونے کی ہے تو ضلالت ہے، یہ ضلالت وہدایت مومن وملحد کی ہے، لیکن مومنوں میں فرق ہے، صرف خدا کرتے ہیں لیکن اس دنیا میں کوئی سبب بھی تو ہو اس کے لئے اگر عہدہ، مال، حکومت، تجارت، زراعت کو سبب مانے تو پھر یہ بھی ضلالت ہے، اگر خدا کی مانو گے اللہ سے مانگو گے تو پھر ہدایت ہے۔

اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ، خدا سے غلبہ، ترقی، عروج، صحت، مال ودولت، ملک، عورت، بیوی، خوبصورتی، آرام راحت لینے کے لئے صرف یہ راستہ ہے، کہ تیری مانیں گے، تجھ سے ہی دعا میں یہ سب کچھ مانگیں گے، اس کے علاوہ اور کوئی راستہ نہیں ہے، حل مسائل، وقضاء حاجات کا اگر یہ دل میں آجائے تو یہ ہدایت ہے، یہ لوگ اعمال کی اصلاح میں لگے رہیں گے، نہ کسی حاکم کے پاس جائیں گے نہ کسی ممبر کے پاس، نہ کسی تاجر کے پاس نہ کسی زارع کے پاس، صرف ہدایت والی محنت کریں گے، محنت مخلوق ہے اس سے ہدایت نہیں ملتی بلکہ اس محنت کے بعد کی دعا سے خدا دل میں ڈالیں گے۔

مسائل دو طرح کے ہیں، ہدایت کی دو قسمیں ہیں، محنت دو قسم کی، مسائل انفرادی واجتماعی ہیں، ہدایت بھی اجتماعی و

انفرادی، محنت بھی اجتماعی وانفرادی، انفرادی محنت سے انفرادی ہدایت، اور اس پر انفرادی حل مسائل، اجتماعی محنت سے ملک وقوم میں ہدایت، اس پر اجتماعی حل مسائل، اگر پورے ہند کی ہدایت یا پورے عالم کی ہدایت مانگیں گے تو پھر اسی کے لحاظ سے ہدایت ملے گی، انفرادی محنت پر صرف اسے ہدایت مل جائے گی، سارے ہند یا سارے عالم کو نہ ملے گی، ایک شخص نے محنت کر کے ہدایت مانگ لی تو پھر دوسروں کے غلط اعمال کی وجہ سے آنے والے مصائب سے بھی دو چار ہونا پڑے گا انسان کا صحیح حل مسائل صرف اجتماعی محنت پر ہے، انسان کے تمام مسائل، اسکیم کی کامیابی، پلان کا چلنا، ملک ومال کا ملنا، عزت وترقی عروج کا آنا صرف خدا سے ہے، غیر خدا دکان، سونا، چاندی، ملک، مال حکومت، فوج پولس، کسی سے کچھ نہیں ہوتا بلکہ میرے اعمال پر خدا کریں گے، اچھے پر اچھے حالات آئیں گے، برے پر برے حالات، بے حیاء پر، بے حیائی پر، یہ جو کچھ چیزوں میں نظر آرہا ہے، گندم، آم، جو، جوار، زمین میں یہ فائدہ سب کچھ اعمال میں دکھائی دینے لگیں گے، زمین کے نقشوں میں جو کچھ ہے وہ سارا اعمال میں دکھائی دے اس آفت کی وہ وجہ ہے، اس سیلاب کی وہ وجہ نہیں، اس زلزلہ کی وجہ کثرت زنا ہے، اس قحط کی وجہ کثرت سود ورشوت ہے، قرآن میں ملک ومال چیزوں کی تردید خوب کی ہے، سب کچھ اعمال میں بتایا ہے، سائنس کی تردید کی ہے، قدرتی تارے سے بارش ہوگی، جب وہاں آجائے گا، مانسون کے فلاں جگہ آجانے سے بارش ہوگی، پہلے اس کا نام نجوم تھا اب حساب ہے۔

حضرت علی جنگ پر جارہے تھے نجومی نے آکر لگام پکڑ لی اس گھڑی مت جاؤ میں نے حساب لگا کر معلوم کیا ہے کہ اس گھڑی میں جانے والا ناکام ہوگا، اس پر علی نے غصہ میں آکر چند سوال کئے، جس پر صحیح جواب دئے تو فرمایا اگر درست نہ کہتا تو دو آنکھ والے سر کو کانٹ کر رکھ دیتا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس یہ حساب کتاب نہ تھا، میں تو ابھی جاؤں گا، ورنہ لوگ نہ جانے کی صورت میں بچ جانے پر تیرے حساب پر یقین کرلیں گے چنانچہ گئے اور کامیاب ہوئے (۲)۔

اپنے تمام مسائل کو صرف اعمال میں دیکھو، اشخاص تدابیر ملک حکام سے ذہن ہٹا کر اپنے اعمال پر لاؤ، اس ذہن کی محنت کرتے رہو، رو رو کر دعا مانگو کہ صورت تو بنالی حقیقت تو دیدے، خدا نے پہلے چیزوں سے ہٹا کر ظاہر کی پاکی پھر استقبال قبلہ پھر تحریمہ وثناء وتعوذ، تسمیہ وحمد اتنے احکام پورے کردئے، چلنا شروع کردے جس کے بعد یہ دعا دی ہے، نماز کا عمل دے کر اپنے تمام مسائل کا حل اس میں سمجھنے کو فرمایا، دنیا وآخرت کے مصائب سے حفاظت، ہلاکت دشمن، گھریلو زندگی کا بننا، بیوی بچوں کی حفاظت، سیلاب وقحط کی روک تھام، قرضے کی ادائیگی، حکومت، وزرات، ممبری، وزیری، دشمن، سب کچھ نماز سے ملے گا۔

لیکن نماز سے پہلے تین محنتیں ہیں اور بعد کی بھی تین ہیں، پہلی تین محنتوں کے نہ ہونے کی وجہ سے دروازہ نماز کا کھلے گا ہی نہیں، بعد کی تین محنتیں نہ ہونے کی وجہ سے کھلا دروازہ بند ہوجائے گا، ان محنتوں کو ذات سے کرنے سے انفرادی ہدایت وانفرادی حل مسائل ہوگا، مجمع سے کرنے سے اجتماعی ہدایت اجتماعی حل مسائل ہوگا، نماز سے پہلے یقین بدلئے علم وذکر کی محنت کرو، اس کے بعد نماز کا دروازہ کھلے گا، جب یہ چاروں کئے تو ہدایت ملے گی، پھر ان چاروں سے تمام کام ہو

نے شروع ہو جائیں گے۔

یقین بدلنے کی ایک محنت ہے، دنیا میں ایک یقین دیکھ کر بنتا ہے، جانور، کھیتی، سونا چاندی، مکانات، پولس فوج، عدالتیں پارلیمنٹ، گورنر، حکام، مالدار، عورت، دنیا کے نقشے دیکھنے سے بننے والا یقین شرک ہے، ایسے ہی پہاڑ، سمندر، آسمان زمین، دیکھنے سے شرک کا یقین ملے گا، ہدایت ملنے کے بعد ان کے دیکھنے سے یقین پیدا نہ ہوگا، مثلاً چیونٹی کے دیکھنے سے یقین بنا کہ اس سے کیا ہوگا، سانپ دیکھا اس سے سب کچھ ہو جائے گا، مٹی سے کیا ہوگا، سونے سے سب کچھ ہو جائے گا، بازار کا چکر لگا لو فلاں چیز مل جاتی تو خوب مزے رہتے۔

لیکن صحیح یقین سننے سے ملتا ہے، وہ بہت بڑے ہیں، ان کی بڑائی کی کوئی حد نہیں تمام غیر ان سے چھوٹا ہے، اس چھوٹے میں خدا کیا تغیرات کراتے ہیں، فرشتوں سے نظام کیسے چلے گا، قرآن حدیث، صحابہؓ کی صحیح تعریف سننے سے تیار ہونے والا یقین ایمان ہے، جیسے دیکھنے سے روز یقین بگڑے گا، ایسے ہی یہاں مسجد میں آکر اسے روز درست کرنا پڑے گا، اس ایمان کا انتظام علم والوں کے پاس بھی نہیں، ضرب، ضربا (۳) سے ابتدا کی اور سمجھتے رہے کہ میں مولوی بن رہا ہوں، اس سے روٹی آتی ہے، اس سے بیماری دور ہوتی ہے، اس سے ملازمت ملے گی، سات سال علوم، منطق، فلسفہ، صرف، نحو، وغیرہ میں لگ گئے، جس میں کسی قول سے ایمان پیدا نہیں ہوتا، آٹھویں سال میں مشکوٰۃ، جلالین سے صرف علوم الٰہی کی ہی بحث کی، ایمان، جنت، نار کو بار بار سننا نہ ہوا، دورہ میں ایمان میں اختلاف کی بحث ہی ملے گی، یقین صرف ایک سال میں نہ جمے گا، جبکہ اس کے خلاف میں ہر سات آٹھ سال لگا چکے، دورہ کے بعد یہ سب کچھ چھوڑ کر کمانے میں لگے، امام وخطیب بن گئے زیادہ سے زیادہ علوم آلیہ کے پڑھانے ہی میں لگ گئے، ایمانیات، غیب، جنت، نار، ملائکہ کا تذکرہ ہی نہیں جو سن کر یقین بنتا تھا، وہ پڑھ کر بھی نہ ملا، چیزوں کو دیکھنے سے یقین ملے گا۔

ہوائی جہاز کو اڑتا دیکھ کر یہی دل میں آتا ہے کہ کاش یہ بھی ہمارے پاس ہوتا تو مزے ہوتے، میں تو جب بھی یہ دیکھتا ہوں تو یہ سوچتا ہوں کہ اس ہوائی جہاز میں جو بدعملی ہو رہی ہے یہ کہیں مجھ پر ہی نہ گر جائے، اس میں شراب، عورتوں کا اختلاط، عورتوں کو چھیڑنا چھاڑنا، عیاشی ہوتے دیکھ کر، ایسے ہی بحری جہاز میں آرہے تھے، ہمیں فرسٹ کلاس میں ساتھیوں نے بٹھا دیا شروع میں تو ہم اوپر نیچے احباب کے پاس جاتے رہے، لیکن ایک دن سارے راستے بند کر کے جہاں نماز وتعلیم ہوتی تھی، وہاں ان کا ناچ گانا مخلوط ہوگا، بس جی اس رات تو نیند بالکل نہ آئی کہ اس عصیان پر خدا کہیں غرق نہ کر دیں، دیکھنے کی وجہ سے ہمارا یقین روز گر رہا ہے، کہ سننے سے پیدا ہونے والا یقین غائب ہو رہا ہے، جہاز اونٹ کی طرح چلتا ہے، اس رات میں مجھے ہر وقت خطرہ تھا کہ اب ڈوبا، اس کے بعد کسی رات کو نیند نہ آتی اس فرسٹ کلاس میں، بلکہ میں نیچے آگیا تھرڈ میں، تب نیند آئی۔

خدا کی ربوبیت وقدرت ونظام، ضوابط وقواعد، حشر ونشر کو اتنا سنو کہ دل میں اتر جائیں، یہ سب سے پہلی محنت ہے، تعلمنا الایمان ثم تعلمنا القرآن، (۴) دیکھنے والی جگہوں سے خود کو نکالو، سننے کی جگہوں میں قدموں کو

بڑھاؤ، جنت کی باتیں آرام، راحت، باغ و بہار، کھانا پینا و دوزخ کے مصائب کو سنو، ایسے ہی خلق عالم و ملائکہ، و تقدیر کو سنو، تمام مغیبات کو سنو، اتنا سنو کہ اپنے میں یقین آجائے، یہاں تک کہ باہر جانے میں وہ سننے والا یقین دیکھنے والے یقین پر غالب آجائے، جیسے ہر نماز کے واسطے پاکی حاصل کرتے ہیں، ایسے ہی کسی نقشے و چیز میں لگنے سے یقین میں کمی آتی ہے تو اسے دور کرنے کی فکر کرو، وضوء ظاہر کی پاکی ہے، ایمان دل کی پاکی ہے۔

محنت ایمان کے قصے صحابہؓ میں بہت ملیں گے کہ ہم مسجد میں بیٹھ کر ایمانیات، جنت و قصہ بدر پر بات کر رہے تھے، اب تم دیکھنے والی چیزوں کے مقابل میں مغیبات کا یقین بنالو، دھلی کا یقین دیکھ کر ہوا، امریکہ کا یقین، مکہ مدینہ، پیرس کی سڑکوں کا یقین صرف سن کر ہوا ہے، دنیا کا یقین کچھ دیکھ کر بہت ساسن کر بنا ہے، ان کے پاس اتنی فوج، اتنی طاقت، اتنے بم ہیں یہ سنکر بننے والا یقین زیادہ مقدار میں ہوتا ہے، اسے دیکھ کر کم کرو، لیکن ہم نے سننے دیکھنے کے لئے صرف دنیا کو تجویز کرلیا ہے، قرآن حدیث میں ہے کہ تم مغیبات کا یقین سن کر کرلو، اس پہلی محنت کا خلاصہ ہے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہ سب کچھ خدا سے ہوتا ہے، محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اعمال کو کرنے سے وہ حالات موافق کریں گے ورنہ مخالف۔

دوسری محنت مسجد میں علم حاصل کرنے کی ہے، علم دیکھنے سے بھی ملتا ہے سننے سے بھی، دیکھنے سے چیزوں کا علم ملتا ہے، دیکھ کر جانیں گے کہ اس گیہوں اس گندم سے یہ ہوگا، لیکن اعمال کے اثرات کو صرف سن کر جانیں گے، لہذا مسجد میں آکر اعمال سے کیا ہوگا معلوم کر کہ جنت کے تذکرہ سے کیا ملے گا، انصاف کرنے سے کیا ہوگا، کسی کا دبا لینے سے کیا ہوگا، فضائل کو سنو پھر ساتھ کے ساتھ اعمال کرنا سیکھو، نماز سے ہر کام ہو جائے گا، زندگی بنے گی تو اب اس نماز کو مع اس کے اجزاء کے تفصیل سے سیکھو، تسبیحات میں انگلیوں کا استعمال درست ہو، کولہا و سر اس طرح، فلاں حال میں اسے پکڑو، اسے نہ پکڑو، مسائل کو جانو فضائل کو پہچانو، علم پر محنت کرلو کہ جو کچھ آج تم چیزوں میں جانتے ہو کل اسے اعمال میں جان لو۔

سب سے بڑا عمل نماز ہے، لینے کے لئے صرف یہی عمل ہے سب کچھ کر کے نفل پڑھو پھر دعا مانگو، ترکیب، تدبیر، محنت، مزدوری سے نہیں ملتا، نماز سے ملتا ہے، تیسری مشق دھیان کی ہے، ایک دھیان دیکھنے سے بنتا ہے، ایک سننے سے، مثلاً گورنر کو دیکھا کہ پورے صوبے کا مالک ہے، سارا دھیان اس کی طرف ہو گیا، یہ گورنر ہے سارا دھیان اس کی طرف ہے، ہاں کیا عمدہ بنگلہ ہے، سپاہی موجود، اس پر کچھ نہیں ملنا، یہاں نظام الدین گئے تھے، دھیان میں ہمایوں کا مقبرہ یا گورنر یا رئیس آجائے، لفظ کے ادا کرنے سے ہی دھیان میں مختلف چیزیں آجاتی ہیں، اللہ کا کرم ہے کہ جو کچھ دیکھ لیا وہ دھیان ہی سے آئے، دیکھنے کے بعد کسی کا دھیان میں آجانا غفلت ہے۔

ذکر اللہ اتنا کرو کہ بغیر دیکھے خدا کا دھیان ہر وقت رہے، ذکر اللہ حصن حصین، یعنی ہر چیز کا دیکھنا اس بات کا متقاضی ہے کہ اس سے وہ ہمارے دھیان میں آجائے، اس سے بچنا صرف ذکر الٰہی سے ہی ہوگا، ذکر خدا کریں، اب کلکٹر بات کر رہا ہے تو دھیان میں ہے کہ کون بات کر رہا ہے، لہذا چاپلوسی و تعریف ناحق نہ کرے گا، بلکہ حکام کو نصیحت کرے گا کہ ظلم نہ کرو خدا اپنی گرفت میں لے آئے گا، نماز میں وہی سننے والا یقین ہو، فضائل و مسائل کا علم ہو، صرف خدا کا دھیان ہو، نماز ساتوں زمین

وآسمان سے بڑھیا ہے کہ ان سے کچھ نہیں ہوتا ہے، اس نماز سے جو کچھ چاہیں گے خدا کردیں گے رکوع سجدہ ہر تسبیح ہر کلمہ، قرآن کو ایسا ہی سمجھ، اس نماز کے بعد جو کچھ مانگو گے وہی ملے گا، صرف نماز کی مشق سے نماز نہیں آتی ہے، پہلی تین مشقوں کے بعد نماز میں جان پڑتی ہے، مسجد میں بیٹھ کر خوب چاروں مشقوں کو کرو، اس کے بعد خوب رو رو کر دعا کرو کہ صورت صداقت اختیار کرلی حقیقت تو دیدے، اب نماز دس پندرہ منٹ کی نہ ہوگی، تم سالن تیار کروا بھی نماز پڑھ کر آتا ہوں، اب تو گھنٹوں کی نماز ہوگی، فلاں کام کرلو، نہیں اذان ہوچکی، کب آؤ گے پتہ نہیں، نماز کے بعد کیا کام کرنے لگ جاؤں، ذکر کرنے لگ گئے تو نہ معلوم کتنی دیر لگے، تعلیم کا حلقہ کتنی دیر ہو، اب صورت اختیار کر کے خدا سے ہدایت مانگو کہ ان اعمال کا یقین دیدے کہ حلقہ تعلیم ومجلس، ایمان ذکر ونماز پر آپ دیں گے اس طرح کرتے رہنے سے ہدایت کی روشنی ملے گی۔

ہر پریشانی پر مسجد کی طرف رجوع کرو گے 'اذا حزبه امر صلی (۵) اب تو وضوء کے وقت سے نماز میں شمار ہوگا' انتظار الصلوة کانه الصلوة، (۶) اگر نماز کے انتظار کے وقت حلقہ تعلیم ہے یا مجلس ایمان، ذکر تو سبحان اللہ، ہر مصیبت کے وقت سوچو کہ اب مسجد میں جا کر مجلس ایمان یا حلقہ تعلیم یا ذکر ونماز میں لگ جاؤں تو خدا کام کردیں گے، اب لیڈروں، حکام، وزیر، ممبروں کے یہاں کے چکر ختم، اولیاء کے یہاں جا کر خرافات کرنا ختم کہ تم خدا کی توفیق سے ولایت کے راستے پر پڑ گئے، تمام اولیاء وصحابہؓ کے ساتھ جو کچھ ہوا ہے وہ ان کے اعمال کی وجہ سے ہوا ہے، آج ولایت سے خالی ہو کر اولیاء سے جوڑ، قطرہ کا سمندر سے جوڑ ہے، ولایت مل جانے کے بعد اولیاء سے جوڑ، سمندر ہوگیا۔

اب ان چار محنتوں کی وجہ سے دروازہ کھل گیا، نماز سے گھریلو زندگی وکمائی کے نقشے میں کتنا فرق آگیا ہو، اب صرف ایک ہی پایا اٹھا ہے، دوسرا پایا کمائی ہے، اس میں علم ذکر یقین کو لے جاؤ، کمائی سے نہیں بلکہ خدا کے دینے سے ملتا ہے، لہٰذا کمائی میں خدا دیئے ہوئے اعمال کو سیکھو، جو عمل معلوم ہو اس پر عمل کرو، سود حرام، دھوکہ جھوٹ درست نہیں، وکلاء کی باتوں میں آ کر غلط بات چھوڑو، ان سب کو چھوڑ کہ ان سے خدا ناراض ہو کر بگاڑیں گے وہ صرف کمانے پر نہیں دیتا ہے بلکہ علم ذکر ایمان پر دیتے ہیں، ایمان اور اعمال کے بغیر کمائی مجھے دلوا نہیں رہی ہے، بلکہ مجھ سے چھنوا رہی ہے، جب میں کمائی کو اعمال مسجد پر لے آؤں گا تو پھر خدا میری کمائی میں برکت ڈالیں گے، اسے ہر قسم کے نقصانات سے محفوظ کریں گے، اب یہ کمائی نماز کی شاخ ہے، جیسے نماز پر ملتا ہے ایسے ہی کمائی پر ملے گا، خدا سے اب پیسہ ملنے کے بعد لوگوں کو دیکھ کر ان کی طرح نہ لگاؤ، قرآن وحدیث سے معلوم کرو کہ مال کہاں صرف کیا جائے، اس طرح نہ ہو کہ مال صرف اس جگہ لگا دیا جائے جہاں بیوی نے کہا، یا بچوں نے کہا یا دل نے کہا، اس طرح کرنے سے اگر نماز وکمائی سے ملا تو اب یہاں گنوا دیا، یقین کرو کہ اس مال سے کچھ نہیں ہوتا ہے، اسے اگر صحیح طور پر استعمال کروں گا تو خدا دینگے ورنہ بگاڑ دیں گے۔

اس کے بعد قرآن وحدیث سے مصارف کا علم حاصل کر کہ اپنے پر بقدر حاجت قناعت سے لگاؤ، دوسروں کی آخرت وزندگی سنوارنے پر لگاؤ، پڑوسی رشتہ داروں دوستوں پر سب کچھ لگاؤ، آج رشتہ داروں وپڑوسیوں کی لڑائیاں ہو رہی ہیں، جن میں ہزاروں خرچ کر رہے ہیں، کہ ان کے حقوق توڑے جو سیکڑوں میں پورے ہو سکتے ہیں، فقراء، مساکین

یتامیٰ و دیگر مصارف پر لگاؤ، اب تیسرا پایا بھی درست ہو گیا۔

اب چوتھا پایا یہ ہے کہ اپنی معاشرت درست کرو کسی پارٹی، ملک، قوم، گاؤں بستی زبان، رنگ کا نہ بن، مسلمانوں کا نہ بن، صرف خدا کا بن، جس سے خدا خوش ہو اس کا بن، جو حق پر ہو اسی کا ساتھ دے، دوسرے گاؤں والوں کا ساتھ دے اگر تیرے گاؤں والے ظلم کرے، غیر مسلم کا ساتھ دے اگر مسلم عورت یا زمین دبا کر ظلم کرے، کہ تمہارے ذمہ فرض ہے کہ عدالت میں جا کر کہو کہ اس نے دبائی ہے، ہم کسی کے اندھے ساتھی نہیں کہ جو چاہے کرے، ہم اس کے ساتھ ہیں اگر ظلم کرے تو نہیں ورنہ تم بھی ظالم کی حمایت کر کے ظالم بن جاؤ گے، جب تک مظلوم کو بدلہ دلوا دیا نہ جائے چین نہ آئے، آج اس لحاظ سے معاشرت بگڑی ہوئی ہے، ہم سکھ، عیسائی، اپنی قوم، دوسری قوم سب کا ساتھ دیں گے، جبکہ وہ حق پر ہو یا مظلوم ہو، اور یہ یقین ہو کہ مظلوم کا ساتھ دینے سے ہم آفتوں سے بچ جائیں گے ورنہ آفت نہیں ٹلے گی معلوم نہیں اس ظلم میں ظالم کا ساتھ دینے سے سیلاب یا قحط یا زلزلہ آجائے، اب چوتھا پایا درست اور دین مکمل ہو گیا۔

اس ساری تفصیل کے ساتھ چیزوں میں چلو، ایمان کی مجلس، تعلیم کے حلقہ میں بیٹھو، ذکر اللہ کرو، نماز پڑھو، کمائی درست کرو، گھریلو زندگی اچھی ہو معاشرہ حق و انصاف والا ہو، پھر خدا تم کو ہر عمل کی وجہ سے چمکائیں گے، اسکے بعد ہدایت مل جائے گی، کہ اعمال ہی سے مسائل حل ہوں گے، صرف کھانے کمانے سے بربادی ملے گی، اگر یہ دل میں بیٹھ جائے تو روشنی ہے ورنہ دنیا میں بھی اندھیرا ہے، اس سب کے پھیلنے کی محنت میں پھرنا ملکوں میں، پھر اس کے بعد دعا کی جائے تو اس دعا سے ہزاروں کو ہدایت ملے گی، اس واسطے چار ماہ مانگتے ہیں، دوسرے چار ماہ سے ملکی بنے، اس سے اگلے چار ماہ سے عالمی بنے، چلنے کو نہیں تو پیدل چلو، اور کھانے کو نہیں تو یقین کا بننا آسان ہوگا، کہ پیسے ہیں جو میں اپنی محنت سے کما کر لایا اس سے کھانے پینے کا انتظام ہو جائے گا، اگر خدا پر توکل کرے غیر خدا سے نہ مانگے، نہ ان سے اظہار حاجت کرے، صرف خدا سے مانگے یا حاجت کا اظہار کرے، اس میں پیسے کا خرچ نہیں ہے یہ پہلا قدم ہے، دوسرا قدم یہ ہے کہ اللہ سے پیسے مانگ مانگ کر سارے ملک میں پھرو، پھر چار ماہ لے کر حجاز و عرب میں چلو، اور جب کوٹھیوں و کاروں پر پیشاب لرنے کو دل چاہے، بموں پر تھوکنے کو تو پھر یورپ میں جا کو دو۔

---

(۱) الفاتحہ

(۲) حیاۃ الصحابہ صفحہ ۹۳۵ تا ۹۳۷ جلد ۳

(۳) فنِ صرف کی گردان ہے

(۴) سیر اعلام النبلاء صفحہ ۱۷۵ جلد ۳

(۵) کنز العمال صفحہ ۶۹ جلد ۷

(۶) نماز کا انتظار نماز کے حکم میں ہے

کامیابی اعمال والے راستے میں ہے

{۲۰ر صفر ۱۳۸۲ھ مطابق ۲۴ر جولائی ۱۹۶۲ء}

بروز منگل، بعد فجر

اقتباس

مال کی بنیاد پر چلنے سے ساری زندگی غصب، کذب، سود، وغیرہ سے لبریز ہو جائے گی، کہ ۲۴ گھنٹوں میں جانوروں کی طرح صرف کھانے کمانے بیوی کے ساتھ تفریح میں لگے ہوئے، بعض جانور تو ضابطے سے ازدواجی تعلقات صرف ایک سے قائم کرتے ہیں بعض ہر ایک سے، انسان بھی ہر عورت سے تعلقات رکھنا چاہے گا مرغوں کی لڑائی کی طرح ہر وقت فوقیت کی لڑائی، اس زندگی پر آجانے سے ہر ایک پر خدا کی طرف سے غضب آجائے گا، سرمایہ دار لکھ پتی، کروڑ پتی، صدر، نائب صدر، وزیر اعظم، فقیر سارے مصیبتوں میں گرفتار ہوں گے، بہت محنت کے بعد دنیا میں بھی کم مال، آخرت میں بھی جہنم، جہاں مال سانپ کی شکل میں آکر کاٹے گا اور کہے گا میں تیرا مال ہوں، خراب عمل آدمی کی شکل میں آکر اسے جہنم میں دھکیلے گا، تمام اعمال سود، ظلم وستم، نام ونمود، کی وجہ سے ہزاروں اژدہوں میں گرفتار ہزاروں فرشتے مارنے والے ہوں گے۔

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

میرے بھائیو اور دوستو!

ابتدائے انسانیت سے آج تک، اور آج سے قیامت تک چلتے آتے ہیں اور چلتے جائیں گے، ایک راستہ مال کا اور ایک عمل کا، محنت کر کے مال حاصل کیا جائے پھر مال سے زندگی بنائی جائے، محنت کر کے عمل درست کرے، اور اس سے زندگی بنے، دونوں راستہ ساتھ ساتھ رہے اور رہیں گے، فرق یہ ہے کہ کبھی عمل پر چلنے والے تھوڑے رہ گئے اور مال پر چلنے والے ساری دنیا تھی، کبھی محنت سے عمل والے کروڑوں بن گئے، راستے دونوں رہے اگرچہ کمی بیشی رہی ایک ختم نہیں ہوا۔

دیکھنے میں مال کا راستہ آساں نظر آتا ہے، اس میں کامیابی بھی نظر آتی ہے، عمل کا راستہ مشکل نظر آتا ہے اور کامیابی بھی نظر نہیں آتی، مال کے راستے میں خرچ بہت اور آمد بہت کم، عمل میں خرچ بہت کم اور آمد بہت، بلکہ خرچہ کچھ نہیں اور صرف آمد ہے، عمل کا راستہ بہت آسان ہے، بہت کامیابی دلانے والا، مثلاً کمائی کے وقت آمد ہوگی، باقی وقت صرف خرچ، مثلاً عمل زمینداری کے اشتغال سے تو آمد ہوگی، باقی تمام کاموں میں خرچ، کپڑے، مکان، لباس، شادی، کھانا پینا، سب خرچ ہیں، آمد صرف کھیتی کرنے سے ہوگی، کھیت میں لگنے کا وقت کم ہے، باقی وقت زیادہ، نفس عمل زمینداری پر ہی ملتا

ہے، اس میں سردی گرمی دھوپ برداشت کرنے سے کچھ نہیں ملا، ملازم کو اپنے چھ گھنٹے کی ملازمت کامل جاتا ہے، باقی وقت میں خرچ، تاجر دو گھنٹے اگر بیٹھتا ہے اس میں بھی سودا ہو جانے کے بول پر ملے گا، باقی سارے وقت میں خرچہ، خاندان، عوام، حکومت سب اس سے وصول کرنے والے ہیں، مال کے راستے میں محنت بہت، خرچہ بہت، آمد کم۔

اسی وجہ سے مال والے ہمیشہ پریشان رہتے ہیں کہ ہر ایک پر اس کی سطح کے مطابق خرچہ آکر پڑتا ہے، لاکھ والے پر لاکھ کا خرچہ، خرچ ۲۴ گھنٹے، آمد تھوڑی دیر، کام کیسے چلے گا، اسی وجہ سے مال والے راستے پر چلنے سے اقتصادیات خراب ہو جاتی ہیں، پھر اخلاقی گراوٹ آتی ہے، غصب، سود، رشوت، حکام کی تعریف بے جا، چلتے چلتے خدا کا غضب عمل خراب کرنے پر آئے گا، کہ مال کی بنیاد پر چلنے سے ساری زندگی غصب، کذب، سود، وغیرہ سے لبریز ہو جائے گی، کہ ۲۴ گھنٹوں میں جانوروں کی طرح صرف کھانے کمانے بیوی کے ساتھ تفریح میں لگے ہوئے، بعض حیوانوں تو ضابطے سے ازدواجی تعلقات صرف ایک سے قائم کرتے ہیں بعض ہر ایک سے، انسان بھی ہر عورت سے تعلقات رکھنا چاہے گا مرغوں کی لڑائی کی طرح ہر وقت فوقیت کی لڑائی، اس زندگی پر آجانے سے ہر ایک پر خدا کی طرف سے غضب آجائے گا، سرمایہ دار لکھ پتی، کروڑ پتی، صدر، نائب صدر، وزیر اعظم، فقیر سارے مصیبتوں میں گرفتار ہوں گے، بہت محنت کے بعد دنیا میں بھی کم مال، آخرت میں بھی جہنم، جہاں مال سانپ کی شکل میں آکر کاٹے گا اور کہے گا میں تیرا مال ہوں (۱)، خراب عمل آدمی کی شکل میں آکر اسے جہنم میں دھکیلے گا، تمام اعمال سود، ظلم وستم، نام ونمود، کی وجہ سے ہزاروں اژدہوں میں گرفتار ہزاروں فرشتے مارنے والے (۲)۔

یہ راستہ اس لحاظ سے آسان ہے، اندر میں نفس میں مرض موجود، باہر نقشے جنہیں دیکھ کر رغبت ان کی ہوتی ہے، کوٹھی دیکھنے سے اس کی رغبت ہوتی ہے، لیکن معلوم نہیں اس کی رات کیسے گذرتی ہے، آج کے ممالک مغربیہ کا یہ حال ہے کہ بیوی کسی مرد کے ساتھ مشغول ہو، بیوی خاوند کے درمیان آجانے سے بیوی خاوند کے خلاف مقدمہ دائر کر دیتی ہے، اور آزادی نسواں کے نام پر مقدمہ بیوی کے حق میں، ایسے ہی بالکل ننگا جلوس عورتوں کا نکلا تم اپنا مال دیتے ہو مالداروں کو، مالدار حکومت کو، حکومت ان ممالک مغربیہ کو، ان عورتوں کو ایک پولیس والے نے روکا، تو اس کے خلاف مقدمہ دائر کر دیا، جس پر اسے جیل جانا پڑا، کہ تم کون ہو آزادی میں فرق ڈالنے والے۔

ایک جج کے ہاں مقدمہ پیش ہوا تاریخ دیدی لیکن مقدمہ سمجھ نہ سکا، پریشان ہو کر گھر گیا، تو لڑکی نے کہا پریشان کیوں ہو، یہ مقدمہ ہے جو سمجھ میں نہیں آرہا ہے، لڑکی نے کہا وہ کتے سے صحبت کراتی ہے، جب وہ آئے تو اس کے سینے پر کتے کے پنجے کے نشان دیکھ لینا، کتے سے صحبت کرانے سے مردوں سے مناسبت نہیں رہتی، یوروپ کی اکثر لڑکیاں کتوں سے صحبت کراتی ہے، یہ واقعات تو کروڑوں میں سے ایک ہے، کوٹھی دیکھنے سے اس کی رغبت ہوتی ہے، ارے اس کوٹھی میں غلط نسب ہے، یہ بچے ایرانی، تورانی، ملکی غیر ملکی کس عورت سے ہے، مرد یا گدھے یا کتے کے نطفہ سے ہے، اس راہ پر آجانے کے بعد جتنے زلزلے آئیں، سیلاب آئیں، فسادات ہوں، لڑائیاں ہوں کم ہے، مال والے راستے میں مصائب زیادہ، کہ وہ کار،

کوٹھی، لباس کی تہوں میں چھپی ہوئی ہیں، سرسری نظر سے دیکھنے سے آسان معلوم ہوتا ہے، کرید تے تو نفرت کرتے ہیں۔

عمل والے راستے میں دکھائی نہیں دیتا ہے، لیکن جب وہ ایمان کی روشنی میں عمل والے راستے پر چل پڑے تو پھر نظر آئے گا، کہ اس راستے میں کتنا ملتا ہے، پچھلی تاریخ میں نظر آئے گا کہ اس راستے والے شروع میں مصائب میں پٹ رہے ہیں، ذلیل ہو رہے ہیں، ایک دم مال والے سیلاب (۳)، پتھروں کی بارش (۴)، آندھی طوفان (۵) یا کسی اور طرح ہلاک ہو گئے، اور عمل والے چمک گئے، ہمیں اس راستے کے لئے آئندہ کے حالات دیکھنے ہوں گے، موت بعد الموت کے، پچھلی زندگی کی تفاصیل معلوم کرنے سے بھی ہمت بڑھے گی، اور مستقبل و ماضی سے حال والوں کی ناکامی سامنے آئے گی، حکومت والوں کی ناکامی، فرعون و نمرود کی حکومت کی ناکامی سے معلوم ہوگی، شداد کی جائیدادیں، قوم سباء کی مزارع، قوم عاد کی قوت میں ہلاکت، اگلے کے حالات، گذشتہ اقوام کے حالات قرآن میں خوب ہیں، عمل کے راستے میں جس دن زندگی بنتی ہے اس دن میں بننے سے ایک منٹ پہلے تک یہی معلوم ہوگا کہ زندگی ختم، بننے کا کیا سوال۔

بنی اسرائیل سمجھے زندگی ہماری ختم، لیکن بارہ راستے بنے عمل والے چل کر پار ہو گئے، فرعونی اس میں ڈوب گئے (۶)، تو بنی اسرائیل کامیاب ہو گئے، قارون کو ناکامی اس وقت نظر آئی، جب وہ دھنسنا شروع ہوا (۷)، مال والے راستے میں مصیبت آنے کے وقت ہی نظر آتی ہے، عمل کے راستے میں زندگی بننے کے وقت کامیابی نظر آئے گی، کارخانہ میں آگ لگنے سے ناکامی نظر آئے گی، ۵ منٹ بعد بجلی سے یہ لوگ مریں گے، گاڑی کی ٹکر سے مرنے والوں کو ٹکر سے ایک سیکنڈ پہلے آرام و راحت ملے ہوئے تھے، استقبال کرنے والوں کا دماغ میں دھیان، اسی وجہ سے ناعاقبت اندیش اس زندگی پر چلتے ہیں، جس میں شروع میں بننا دکھائی دیتا ہے، لیکن اچانک ناکامی آجاتی ہے، جہاز جب ڈوبنے لگے تب اپنی ناکامی کا احساس ہوتا ہے، آخرت میں مرتے ہی ایک دم عذاب میں دبوچ لیئے گئے۔

آسان راستہ عمل کا ہی ہے، ۲۴ گھنٹے کے اعمال درست کرلو تو پھر چلنے پھرنے، بیٹھنے کھڑے ہونے، دیکھنے، گرمی سردی، دھوپ برداشت کرنے، تعلیم کرنے، تسبیح کرنے، دکان و گھر میں اچھے عمل، پیشاب، پاخانہ درست کرنے، کھانے پینے، صحت و پرورش اور غرض یہ کہ ہر عمل سے ملے گا، کپڑے خریدنے پر عمل صالح کے انعامات ملیں گے، خوب کمائی و آمد ہوگی، کسی سے ملاقات پر بھی ملے گا، ایسے عمل و یقین بناؤ جیسے خدا کو پسند ہے، اس میں چیزوں سے پہلے نگاہ کو اٹھالو، کھیتی، دکان، ملازمت ہو کہ نہ ہو کہ یہ مال والا راستہ چمکدار دکھائی دیتا ہے، سراب کی مانند دور سے، کامیابی نظر آتی ہے، لیکن سراب کے پانی کی طرح کہیں ملتی ہی نہیں، عمل کے راستے سے قوت، غلبہ، حفاظت، عیش سب کچھ لینا ہے۔

اب عمل بنانے کی کوشش کی کہ ایسے بن جائیں جن پر خدا پالتے ہیں، جیسے مال کے ہاتھ آنے تک پریشانی رہتی ہے، بلکہ ہاتھ میں کروڑ روپیہ آجانے سے ہی پیاس، مرض جوع دور ہوگا، مال سے ہی ایکدم بچے گھر میں نہ ہو جائیں گے بلکہ مال خرچ کر کے نقشہ بنے، اس سے پیاس، مرض، جوع ختم ہوگا، کیا پتہ اس راستہ میں اس سے کوئی مال چھین لے، پہلی محنت مال بنانے کے لئے ہے، دوسری محنت چیزیں و نقشے بنانے کے لئے، پھر جیسے بھی زندگی بنے۔

اس طرح دو محنتیں ہیں، پہلی محنت سے ہدایت حاصل کی جائے، ہدایت اس کا نام ہے کہ مال سے کچھ نہیں ہوتا، عمل درست ہوں تو خدا دیتے ہیں، پرورش فرماتے ہیں، جیسے مال سے زندگی کا سلسلہ، مال سے زمین، عزت وحفاظت، بلندی، قضاء حاجات دکھائی دیتا ہے، یہ سب کچھ عمل میں دکھائی دے، یہ ہدایت ہے، اگر عمل مال میں دکھائی دے تو یہ عمل ضلالت کے ساتھ ہے، جب چار پیسے ہو تبھی تو نماز ہو سکے گی، ضلالت والے عمل سے، عمل کا دروازہ نہ کھلے گا، عمل سے اس وقت ملے گا جب سب کچھ عمل میں دکھائی دے، مالدار یہ سمجھتا ہے کہ مال سے ممبری لونگا، پھر مال سے بڑا بن کر مال سے ہی وزیر بنوں گا جب ضرورت آپڑے گی تو پیسے پاس ہیں، فوراً دور ہو جائے گی، قتل وغیرہ کے مقدموں سے وہ نہیں گھبرائے جن کی جیب کروڑوں سے بھری ہو، کہ دو چار لاکھ اس مقدمہ میں خرچ کر دیں گے تو کام ختم، فرسٹ کلاس میں جا رہے ہیں، کھانے کا کیا ہوگا، پیسے، بہت، ہوٹل اسٹیشنوں پر بہت، ایسے ہی سیری عمل پر ہو، گھر تو بند، اعمال میرے درست ہیں، نماز کے بعد کی دعا سے سب کچھ کروالیں گے، سب کچھ اعمال میں دکھائی دے، مال میں کچھ نہ دکھائی دے، سارے مالدار ناکام دکھائی دیں، سب کے پریشان ہونے کی وجہ سے خرابی اعمال محسوس ہو، اور اپنی ساری کامیابیاں اعمال کی درستگی میں نظر آرہی ہوں۔

مال وعمل کے راستوں میں آخر تک مقابلہ چلنا ہے، آپس میں راستے ملیں گے نہیں، جیسے لمبی چھوٹی لائن اکٹھی چلتی ہے لیکن ایک دوسرے کے ساتھ ملتی نہیں، کہ اس سے گاڑیوں کا نظام نہ چلے گا، کوئی گاڑی نہ چل سکے گی، جس کی لائن ہوگی وہی گاڑی چلے گی، ایسے ہی اعمال کو مال والی لائن سے جوڑ دیا جائے تو اعمال والی گاڑی چلے گی نہیں، جب مال واعمال دونوں لائنوں پر گاڑیاں چلے تو پھر مال والی بہت پیچھے رہ جاتی ہے، وہ تیز چلنا چاہے تو الٹ جائے گی، بس ہر کام عمل والے طریقے پر کیا جائے، عدالت میں جانا شادی بیاہ، باتیں کرنا سب کچھ اعمال کے نقطہ پر ہو، مال کے نقطہ پر نہیں۔

مال وعمل میں کلی مقابلہ ہے، حکومتوں کی طرح نہیں، کہ لڑ لڑا کر آپس میں منقسم ہو گئے پھر وہی پرانا طریقہ چلے گا، یہاں تو ہر ہر کام میں مال وعمل کا مقابلہ ہے، پاخانہ میں بھی مقابلہ ہے، مال والے اور طرح کا پاخانہ بنائیں گے، کشادہ، صاف شفاف، اگر مال زیادہ ہے تو پاخانے میں پنکھا بھی، عمل والے کا پاخانہ بھی اور طرح ہے۔

ملا جیون بادشاہ کے ہاں پڑھانے گئے، کہنے لگے حاجت محسوس ہو رہی ہے، بادشاہ نے غلام ساتھ کر دیا، غلام نے ایک کمرے تک پہنچا دیا، اس میں داخل ہوئے، پاخانے کے اثرات نہ پائے نہ ڈلا، نہ پیشاب، نہ پاخانہ، کمرہ خوشبو سے بھرا ہوا، ملا جیون نے اس میں دو رکعت پڑھ لیں، پھر واپس جا کر دوسری مرتبہ دو رکعتیں پڑھ لی، تیسری مرتبہ جانا چاہا تو بادشاہ نے کہا دست لگے ہوئے ہیں، کہا نہیں، غلام خلوت میں لے جاتا ہے، ارے نہیں وہ پاخانہ ہے، نہیں میں تو عبادت خانہ سمجھا، عمل والے کا پاخانہ ایسا نہ ہوگا، بلکہ اس میں خرچ ہوئے مال کو دوسروں پر لگا دے گا، آج مال ہی مال ہے اس کی حکومت سب پر ہے، جیسے مال کے بغیر چیزیں نہیں ملتی ہیں ایسے ہی ہدایت کے بغیر اعمال نہیں ملتے ہیں، ہدایت کے مل جانے کے بعد خود بخود عمل کی رغبت پیدا ہوگی، مکان پر مال نہ لگائے گا کہ اس پر لگانے سے مال ضائع ہو جاتا ہے۔

آج ہماری زندگی مال والی ہے، ۵ لاکھ کا مکان بنا رہا ہے کہ اسی کے محلے میں ہزاروں محتاج ہیں، بیوہ رو رہی ہے کہ خاوند

ہوتے تو بچہ کا یہ حال نہ ہوتا، ان کی شریف بیٹیاں مال کے حاصل کرنے کے لئے زنا کروا رہی ہیں، یہ مکان پر ۵ لاکھ روپئے لگا رہا ہے، تحقیق کرو، اصل حاجات کی تمہاری چار بیٹیاں ہیں شادی کیوں نہیں کر دیتے، میرے پاس تو باراتیوں کو ایک وقت کھلانے کی سکت نہیں، آج مال کا دور دورہ ہے، محنت کرنے سے عمل کا زمانہ آسکتا ہے، لیکن اس کے لئے پہلے ہدایت کی ضرورت ہوتی ہے، جس سے تمام احوال کی درستگی، تمام تقاضوں کا پورا ہونا صرف عمل میں نظر آئے، جیسے مال ہاتھ آجانے کے بعد انسان بیٹھتا نہیں ہے چیزیں لاتا ہے، ایسے ہی ہدایت میں آجانے کے بعد بیٹھتا نہیں ہے بلکہ اعمال میں لگ جاتا ہے، ہدایت مل جانے کے بعد گذشتہ اعمال کو دیکھے گا، ساری بداعمالیاں ہر شعبہ کی دور کریگا، حقوق العباد معاف کروائے گا۔

جیسے ایک دفعہ مال آجانے سے ہمیشہ کا کام نہیں چلتا ہے بلکہ مال حاصل کرنے کی شکل اختیار کرنی پڑتی ہے، ایسے ہی ایک دفعہ ہدایت لے لینے سے کام نہیں چلے گا بلکہ ہدایت حاصل کرتے رہنے کی شکل لینی پڑے گی، ہدایت مل جانے کے بعد اسے ہر ہر عمل پر اسے ملے گا، آرام سے سونا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم والے طریقہ پر سونے والے کو خدا سے ہزاروں دلوا سکتا ہے، ایسے ہی رات کے سارے اعمال محمدی صلی اللہ علیہ وسلم لے لے، اٹھنا، تہجد، ذکر دعا، تسبیح پڑھتے پڑھتے سویا، حشر وقبر کا خیال کرتے ہوئے سویا، صبح اٹھ کر تعلیم، دعوت، ذکر کے عمل بنائے، کمائی میں جا کر کہا کہ کمائی سے نہیں ملتا، خدا دیتے ہیں، میں اعمال درست کرونگا، اور گھر گیا تو پھر اعمال بنانے لگا، کہ کھانے میں پیسے کم خرچ کرو، باقی پیسے فلاں محتاج کے گھر پہنچانے ہیں، اب اسے ہر ہر عمل پر ملے گا، عمل تو انسان کے اعضاء سے اچھے برے ہر وقت ہر جگہ ہوتے رہتے ہیں، اب اگر عمل والے نے پیسے بنا لئے تو چلنا دشوار ہو جائے گا، عمل سے اسی وقت چل سکتا ہے جبکہ اس میں علم، اخلاص، ایمان وعیان کے ساتھ ہو۔

شادی میں ان چاروں کے آجانے سے عمل صالح بن گئے، شادی سے مسرت وشادمانی نہیں ملتی ہے، بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم والے اعمال لانے سے ملے گی، پھر شادی میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ معلوم کریں، شادی سے مقصد نہ لذت، نہ خواہش نہ اولاد، بلکہ رضائے الٰہی ہو، ذکر الٰہی کے ساتھ، رات کو بیوی کے پاس گئے بھی تو چار بنیادیں ہیں، اس شادی پر خدا مال دیں گے، عزت، وقار، دبدبہ، حفاظت، غرض یہ کہ سب کچھ دیں گے، شادی کے کام رہن سہن کے طور طریقے، گھریلو کاروباری زندگی کو ان چاروں پر لے آنے سے سب اعمال بن جائیں گے، خدا سے دلوانے والے ۲۴ گھنٹے کی زندگی، خدا سے عزت، چین، سکون ومال دلوائے گی، قبر میں میٹھی نیند، حشر میں عرش کا سایہ، دوزخ پر سے ایکدم پار ہونا، پھر جنت کے اونچے درجات، ہدایت لینے کے لئے مال، زمین، سوال کرنے خرچ کرنے کی مذمت نہیں ہے، بلکہ ہدایت نفس کے مجاہدہ سے ملے گی۔

زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوَاتِ (۸) الا یہ' تمام خواہشات کمائی، سواری، چیزیں، لباس، طعام، مکان، اولاد، بیوی کے حصول کے لئے کتنی مشقت کرلو مجاہدہ نہیں، عورت کے حصول کے لئے دسمبر کی رات میں ۴ گھنٹے ایک ٹانگ پر کھڑے ہو کر وظیفہ، لا الہ الا اللہ کا وظیفہ مجاہدہ نہیں ہے، متقی بننے کی نیت سے چارپائی پر تکیہ لگا کر پیاس، بھوک دور کر کے صرف رضائے الٰہی کے لئے آدھے گھنٹے کا ذکر مجاہدہ ہے، اللہ والے عمل کو نفس کے خلاف کرنا مجاہدہ ہے، قُلْ آ

أُونَبِّئُكُمْ بِخَيْرٍ مِّنْ ذَالِكُمْ (۹)' لفظ تقویٰ کہہ کر خدا اسے سب کچھ کہہ دیتے ہیں، اَلصَّابِرِيْنَ وَ الصَّادِقِيْنَ وَ الْقَانِتِيْنَ وَ الْمُنْفِقِيْنَ وَالْمُسْتَغْفِرِيْنَ بِالْاَسْحَارِ (۱۰)' نفس کے تمام تقاضوں کو دبانے والے اٰمَنَّا وَ اَسْلَمْنَا (۱۱) میں سچے اترنے والے اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ يَّقُوْلُوْا اٰمَنَّا وَهُمْ لَا يُفْتَنُوْنَ (۱۲) پر صادق اور سچا وہی اتریگا جو عمل کی آواز لگتے ہی سب کچھ چھوڑ کر کھڑا ہو جائے قانتین میں اطاعت تمام جانی و مالی آگئے وَالْمُنْفِقِيْنَ مال کے سارے اعمال کرو، پھر اندھیریوں میں اٹھ کر خدا سے رو رو کر مانگو، متقی بننے کے لئے یہ صفات حاصل کرو، پھر تقوی پر خدا دینگے خلاف گماں۔

بکس میں تالا لگا رکھا ہے کھولتے ہی مل جائیں گے ہزاروں، ایسے عمل وہی بنا سکتا ہے جو کمائی، زراعت، عیش کی بندشوں کا پابند نہیں ہے، تو پھر خدا دینے والا، دینے میں کسی شکل کی پابندی نہ لیں گے، پیٹ میں ہی روٹی اتار دیں، دیوار سے کھانا نکال دے، چونکہ ہم اعمال کو شکلوں کی وجہ سے چھوڑ دیتے ہیں، اس لئے وہ صرف شکلوں کے راستے ہی سے دیتے ہیں، پہلے نمازیں بناؤ اس کے لئے اعمال بھی ہیں، دعوت: ایک دوسرے کو کھینچ کر لاؤ جیسے اور دنیا کو دیکھتے ہو، ایسے ہی روز اس کا اہتمام کرو، دنیا سے نہ ہونے کی محفل ہو، روزانہ مسجد میں جمع ہو کر اللہ سے ہونے کی غیر سے نہ ہونے کی، اللہ کی بڑائی بیان کرو، اعمال پر خدا تمہیں دیں گے، خدا کی ذات وصفات، ملائکہ، آخرت، حشر، قبر، احوال جنت و نار، انبیاء کی زندگی بننے کے لئے مصائب کا اٹھانا خوب بیان کیا جائے، ماضی، مستقبل پر یقین کرو، مال میں صرف حال کے لحاظ سے نقشے تیار کئے جاتے ہیں، اسلام کو اونٹوں کے زمانے کا کہہ کر حال کا رخ لئے مال لے لیا جاتا ہے، ماضی میں ہم نے دیکھا ہے کہ سوئے عمل سے اس دنیا میں کیا ہوگا، مرنے کے بعد کیا ہوگا، جانوروں کی طرح صرف دیکھنے پر دوڑو پھر جانوروں کی طرح مصائب کا شکار ہو جاؤ گے، پھر دیکھ لینا! کوٹھیاں مٹی کا ڈھیر، ساری زندگی بگڑی، سیلاب سے بچنے کے لئے نوح علیہ السلام کا طریقہ لو، آگ سے بچنے کے لئے ابراہیم علیہ السلام کا طریقہ لو، اللہ جب تمہارے اعمال پر اسے دکھلا دیں تو پھر تم اپنے حالات بیان کرنا، اس وقت تک ماضی حال کے حالات کو راہ پر لاتے رہو۔

یہ ایمان کی مجلس روزانہ کا ایک کام ہے، اتنا کیا جائے کہ سننے والا یقین، دیکھ کر بننے والے پر غالب آجائے، مثلاً ذرا سے جھوٹ سے آفت آجائے گی، اب سننے والا یقین کہے گا کہ نہیں وقتی مصیبت دور ہوگی، لیکن جھوٹ کی وجہ سے عذاب طویل آئے گا، اتنا سننا فرض ہے جس سے ایسا یقین مل جائے جو حرام سے بچا دے، شبلی، جنید، شیخ عبدالقادر سننا فرض نہیں ہے، برے اعمال سے روکنے والا یقین حاصل کرنا فرض ہے، خدا پر اتنا توکل فرض نہیں کہ پانی پر چلائے، بلکہ اتنا خدا پر توکل واعتماد فرض ہے جو ہم سے فرائض ادا کرا دے، اور ہمیں برے سے بچا دے، خدا پر توکل کر کے حج پر تبلیغ میں چلا جائے، رشتہ داروں کے تقاضے پر رنڈی کا ناچ، شادی میں نہ نچوائے، اتنا ایمان وتوکل فرض ہے جو اسے رشتہ داروں کے مقابلے میں لے آئے، بیوی رو رو کر اصرار کرے کہ رنڈی کا ناچ دیکھنے جاؤں گی، ارے تمہارا اتنا ایمان تو ہو جو اسے روک سکو، تم تو اس عورت کے مرد ہو اس کی عورت نہیں، بیوی کہے گی کہاں جا رہے ہو؟ مسجد کے ملا بنتے ہو؟ نہیں میں ایمان کی

مجلس میں جارہا ہوں، جس سے میری تیری آخرت بنے گی۔

ایک وقت وہ تھا کہ جہاں مجلس لگی وہیں ایمانیات کے تذکرے، لیکن آج کی مجلس میں دین کا تذکرہ آئے تو یقین بنانے والا کون؟ یہی کہیں گے کہ اتنے پیسے لو جس سے مسجد کا غسل خانہ بنے، فرش سنگ مرمر کا ہو جائے، اگر تمہاری مسجد میں مجلس ایمان نہیں تو پھر وہاں جاؤ جہاں مجلس ایمان ہو، دنیا، مال، ننگی عورتیں، دیکھ کر مقابلے کا یقین حاصل کرنا روز ضروری ہے، پندرہ دن پہلے کے وضوء سے نماز نہیں ہوتی ہے، ایسے ہی ہر روز ایمان تازہ کرنے کی ضرورت ہوتی ہے (۱۳)، پھر پہلے ہے مقصد، علم الٰہی حاصل کرو، ذکر کی کثرت کرو، مقصود اس سے رضائے الٰہی ہو، اور یقین ہو کہ مال سے کمائی سے مسجد کے باہر کے نقشے سے کچھ نہیں ہوتا ہے، ان اعمال مسجد سے ہی سب کچھ ہوگا، یہ اعمال ہر نبی کے پاس تھے ان ہی سے ان کی امدادیں نصرتیں ہوتی، آسمان سے کھانا اترا (۱۴)، تخت سلیمانی ملا (۱۵)، چھری سے بچے (۱۶)، سمندر میں بچے (۱۷)، سب کچھ ان اعمال سے ہوا، تمام اعمال، ان اعمال سے چھوٹے ہیں، ہر عمل ایمان کی برکت سے ہوا، تو عمل ایمان بڑا ہوا، ہر عمل کا معیار طریقہ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوگا، کہ تعلیم اصل ہونے کی وجہ سے ضروری واہم ہوگئی۔

ہر عمل کی جان اس وقت ہوگی جب دل میں صرف خدا ہو، جیسے چیونٹی و چمار کے گزرنے پر تجھے ان کا دھیان نہیں آتا، انھیں دکھانے کے لئے لوگوں کو نہیں بلاتا ہے، ایسے ہی گورنر و جہاز کے گزرنے پر تجھے ان کا دھیان نہ آئے، کہ نہ انھیں دکھانے کے لئے کسی کو بلائے، ہر غیر سے تعلق توڑ کر خدا ہی سے تعلق جوڑلو۔

امام ابو یوسفؒ مطالعہ میں غرق، امام محمدؒ حاکم آرہے ہیں، ہر آدمی ان کی وجہ سے کھڑا ہو رہا ہے، ابو یوسفؒ نے ان کی طرف توجہ بھی نہ کی، امام محمد نے فوراً بلوایا کہ کھڑے کیوں نہیں ہوئے، مجھے پتہ ہی نہیں چلا، اچھا تو یہ حکومت سے بڑی چیز ہے، فوراً حکومت سے استعفاء دیدیا، پھر علم کے میدان میں کودے، جلسہ میں گدھے کی آواز پر متوجہ نہیں ہوتے لیکن ایک کار کے ہارن پر سب متوجہ، یہ ذکر کی کمی کی وجہ سے ہے، دل ہر غیر سے غافل رہے، صرف خدا کا دھیان رہے، یہ بڑے بڑے اعمال ہیں، انہیں انبیاء نے کیا انھیں کی طرف بلایا، اولیاء نے ان کی پابندی کی، تمام کرامات و معجزات ان اعمال کی وجہ سے ہوئے، تمام اعمال کا سرچشمہ ہیں، ان سے آج بھی زندہ ہوگا، ان سے آج بھی کرامات ہو سکتے ہیں، ان چار کاموں کے ساتھ نماز پڑھی جائے، پھر نماز سے دروازہ کھلے گا، اب ان اعمال مسجد سے ملنے کی مشق کرو، دنیاوی کاموں میں کچھ نہ سمجھو، اعمال کے پورا ہونے پر ملنے کا یقین ہو، کمائی میں ان اعمال کو توڑنے سے تم خطرہ میں ہو، خالص دودھ ایک روپیہ سیر دے سکتے ہو، ملاوٹ والے دودھ کو خالص کہہ کر آٹھ آنے سیر بیچنا جائز نہیں، ملے گا تو ان اعمال سے ہی، ان مال والوں کی کہیں بھی نقل نہ کرو، ورنہ کتوں کی اقتداء کرنی پڑے گی۔

عمل والوں کے امام حضور صلی اللہ علیہ وسلم، تمام انبیاء، ملائکہ، خدا کو دیکھ آئے، اعمال کی قیمت کو دیکھ آئے، سب سے آگے حضور صلی اللہ علیہ وسلم، کے پیچھے بدریین خلفائے راشدین، مال والے حکومت کے تابع، حکومت والے بڑی حکومت کے پیچھے، اور سائنس کے پیچھے، اور سائنس والے چاند پر جانے کے خواہش مند، اس سے پہلے خلاء میں راکٹ خالی چلایا، پھر خالی راکٹ

میں سب سے پہلے کتا بھیجا، اور ساری دنیا میں بیٹھے ہوئے سائنس دان اس کتے کی تمام حرکات وسکنات معلوم کرتے ہیں، جیسے ہم حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تمام حرکات وسکنات معلوم کرتے ہیں، ہر جگہ ہر گھر میں کتے کے ہی تذکرے، کہ آج اس نے یہ کیا یہ کیا، کتا ان کا امام ہے، چاند میں بالفرض گئے بھی تو سب سے پہلے کتا، پھر کتے کے پیچھے کتے (۱۸)، فوج کو کلاب الاسیر کہتے ہیں، پھر صدر، وزراء، پھر مال والے پھر تم، یہ مال والا راستہ ہے۔

عمل والے راستے میں سب سے پہلے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، اور سب سے پیچھے تم، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو خود جا چکے آسمانوں میں، روحانی و جسمانی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے معراج کی اور ہمیں روحانی معراج نماز میں دے گئے، سورج، چاند گرہن کے وقت دو رکعت سے چاند سورج متاثر ہوں گے، تمہاری صحیح دعا سے عرش الٰہی ہل سکتا ہے، بس اس راستے کی مشق کرلو، اپنا منہ مال سے عمل کی طرف پھیر لو، رخ پھیرے بغیر تم اکرام میں مذہب کو کچھ کہو گے نہیں، لیکن دل مانے گا نہیں، اب لکھاؤ چار ماہ ہمت کر کے، اس عمل والی زندگی کو اپنالو، تھوڑی مصیبتیں ہیں اگر مل گیا یہ راستہ تو پھر مزے ہی مزے ہیں۔

---

(۱) مجمع الزوائد صفحہ ۶۴ جلد ۳

(۲) مشکوٰۃ صفحہ ۵۰۲ تا ۵۰۵

(۳) جیسا کہ قوم نوح

(۴) قوم لوط

(۵) قوم عاد

(۶) تفسیر ابن کثیر صفحہ ۳۳۷ جلد ۳

(۷) القصص: ۸۱

(۸) آل عمران: ۱۴

(۹) آل عمران: ۱۵

(۱۰) آل عمران: ۱۷

(۱۱) ہم ایمان لائے اور اسلام لائے،

(۱۲) العنکبوت: ۲

(۱۳) مجمع الزوائد صفحہ ۵۲ جلد ۱

(۱۴) المائدہ: ۱۱۴، ۱۱۵

(۱۵) ص: ۳۵

(۱۶) الصافات: ۱۰۵، ۱۰۷

(۱۷) الشعراء: ۶۵

(۱۸) صاحب بیان کے زمانہ میں چاند پر پہنچنے کی یہ ابتدائی کوشش ہو رہی تھی۔

خلافتِ الٰہی والے اعمال

{ ۲۱ر صفر ۱۳۸۲ھ مطابق ۲۵ر جولائی ۱۹۶۲ء }

بروز بدھ، بعد فجر

اقتباس

ایمان، تعلیم، ذکر، نماز کی کثرت کرنے سے اعمال الٰہی پر انسان آسکتا ہے، یہ اعمال بقیہ چار کام کرتے ہیں، وہ دوزخ، جنت، صفات، عظمت الٰہی کے تذکرے کرتے ہیں، نہ ملک مال کی باتیں ہیں، نہ عورت وزمین کی، خدا کے پسندیدہ تذکرے ان کے پاس ہیں، علم پر جمع ہونے والوں کی مجلس میں شریک ہوں، ذکر کی محفل میں شرکت، نمازوں میں شریک ہونا، خدمت گذاری بھی فرشتے کرتے ہیں کہ دنیا کا نظام لے کر آتے ہیں، فرشتوں کے ان اعمال کے کرنے سے خدمت کا مادہ پیدا ہوتا ہے، جانور پنے کے خلاف چلنے کی طاقت پیدا ہوتی ہے 'لا یعصون اللہ ما امرھم ویفعلون مایؤمرون' کو اعمال حیوانی کم کر کے یا چھوڑ کر ان اعمال ملکیہ میں لگنا ہوگا، ایمان کی مجلس میں بیٹھے، چیزوں کے حالات دیکھنے سے معلوم ہوتے ہیں، اعمال کے فوائد سن کر معلوم ہونگے ایسے ہی اعمال کے مضار بھی سن کر معلوم ہوں گے، دیکھ کر یقین بن جانے کی جگہ سے خود کو ہٹاؤ، سننے سے یقین بن جانے کی جگہ لگاؤ۔

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

میرے بھائیو اور دوستو!

اللہ جل جلالہٗ پرورش فرمانے والے ہیں (۱)، انھوں نے بنایا ہے، بناتے ہیں پھر پالتے ہیں، بھوک، پیاس، مرض صحت، خوف وامن، ذلت وعزت سب ان کی طرف سے آتا ہے، تمام جانداروں کے ساتھ سارے احوال خدا کی طرف سے پیش آتے ہیں، ہر حالت کے لانے اور لے جانے والے صرف خدا ہیں، ان کے غیر سے کچھ نہیں ہوتا (۲)، جانور اس لئے بنائے کہ جو چاہے کریں، خدا انھیں پالتا ہے، سینگ ماریں، لڑیں، یہ جانور ہمیشہ کے لئے نہیں ہیں، یہاں اپنی اجل مقررہ پر مرجائیں گے، قیامت کو سب کو اٹھا کر ایک دوسرے سے بدلہ دلوا کر پھر مٹی بنا کر ہمیشہ کے لئے ختم کر دئے جائیں گے (۳)، قیامت کو بے سینگ والی بکری کو سینگ ملیں گے، جس سے وہ اپنا بدلہ سینگ والی سے لے گی (۴)، جانور عارضی طور پر بنے ہیں کہ وہ کچھ پل کھا پی لیں، بیوی بچوں کے ساتھ مزے کریں، جس خدا نے انھیں پالا ہے کبھی بھوکا بھی رکھیں گے، ان کے احوال وقتی ہیں، ان کی پیاس، غم، خوشی، بھوک، امن، خوف سب وقتی ہیں۔

دوسری قسم یہ ہے کہ خدا نے انسان بنایا، لیکن زندگی جانوروں کی طرح گذارے، جو دیکھا اسے کرلیا، جہاں کھانا پینا نظر آیا وہاں چلے گئے، جانور لڑتے ہیں، تیرتے ہیں یہ بھی اڑنے، تیرنے لگا، جانور کھاتے ہیں، بیوی بچوں میں لگتے ہیں ایسے ہی انھوں نے کھایا اور بیوی بچوں میں لگے، اعمال حیوانیہ کی وجہ سے کچھ دن پالیں گے جانوروں کی طرح، ان سے ناراض ہوکر، جانور کو خدا ناراض ہوکر نہیں پالتے ہیں، ایسے ہی قیامت کو جانور مٹی بن جائے گے، لیکن انھیں جہنم میں ڈال دیا جائے گا، لہو، پیپ، خون پینا، گرم پانی پینا، جس سے انتڑیاں باہر، کروڑوں مصائب سخت سے سخت لیکن موت نہیں (۵)، کہ انسانیت کو ضائع کر کے خود کو جانوروں والے اعمال پر ڈال دیا، جیسے جانور پلنے کے بعد حیثیت والا نہیں ہے، گدھا گدھا ہی ہے چاہے اسے ایک لاکھ کے زیورات پہنادو، نہ یہ کہ یہ وزیر اعظم جارہا ہے، یا جانور کا تاج، ایسے ہی یہ بھی بے حیثیت ہوکر رہیں گے (۶)، خدا انہیں دیں گے جیسے سور، بلی، کتے کو دیتے ہیں، دنیا میں جب چاہیں گے ان کی زندگی حیوانی بگاڑ دیں گے، جانور پلتے بھی ہیں لیکن ایک آندھی یا سیلاب سے ہزاروں کی بگڑ جاتی ہے، ایسے ہی ایک سیلاب سے انسان نما جانور مریں گے، جانوروں کی طرح ان کی چیخ وپکار ضائع ہوگی۔

اب تیسری قسم یہ ہے کہ خدا انھیں دنیا وآخرت میں خوش ہوکر پالیں، انسان نما جانور وہ ہے جو اعمال حیوانیت میں لگے ہیں، کھانا بیوی بچوں کے ساتھ تفریح، ان کے ساتھ پیار، بالا خانے بنانے، تہہ خانے بنانے، عورتوں کی بدن کی صفائی، تفوق کی کوشش، سونا یہ کام جانوروں کے ہیں، صرف ان اعمال میں ہی زندگی لگادینے سے وہ خدا کی قسم! خدا کے ہاں جانوروں کی صف میں ہیں، چاہے وہ وزیر اعظم ہوں، یا صدر، یا لکھ پتی، ہوا میں اڑے تو باز، چیل، سمندر میں بھاگے تو مچھلی کی طرح خدا کے ہاں بے حیثیت، انسان نما جانور کی کثرت سے دنیا میں قحط سالی، سیلاب، زلزلہ، بلیات، امراض، و مصائب آتے ہیں، آپس میں ٹکراتے ہیں، راتوں کی نیند جاتی ہے، آفات کو ان کے لئے جمع کردیا جاتا ہے، کہ ہر وقت صرف انہی اعمال حیوانیہ میں لگے ہوتے ہیں، خدا ان پر عتاب نازل فرماتے ہیں، مشرک بن کر جانور بنا کریں تو پھر ابدی جہنم اور اگر مسلم بن کر جانور بنا کریں تو دنیا میں مصائب ہی سے مزا چکھادیا جائے گا، اگر سخت ہے تو قبر میں عذاب مسل جائے گا، قیامت کو حساب کتاب کے بعد خدا جنت میں لے جائیں گے، یہ جانوروں کو ان کے ظلم پر گرفت میں نہیں لاتے ایسے ہی جانور نما انسانوں کو بعض مرتبہ ان کے ظلم پر گرفت نہیں کرتے ہیں لیکن قیامت کو جہنم میں گھسیٹ کر ڈالتے ہیں، ایک دوسروں کو گرانا خود کو بڑا بنانا، خدا کے یہاں مرغوں کی لڑائی کی طرح ہے، اس سے انسان نگاہ الٰہی سے گر رہے ہیں، اس زندگی میں اگر چہ کچھ دن کے لئے آرام وراحت مل جائے گی لیکن مصائب وحوادث کا ڈر ہے۔

دوسرا راستہ وہ ہے جو خدا نے تجویز کیا، کہ انسانوں میں خدا کی نمائندگی کرے اخلاق والا ہو، انبیاء کی طرح دعوت دے، تعلیم ونماز وذکر میں لگے، انبیاء والے اعمال کرے، ملائکہ والے اعمال کرے، جان مال سے انسانی ضرورتوں کو پورا کرے، انسانی پرورش کا سبب بنے، بھوکوں، ننگوں، مظلوم، یتیم، بیوہ، کو ان سے مدد مل رہی ہو، دوسروں سے نہ لے بلکہ سب کچھ دوسروں کو دے، یہ خدا والے اعمال ہیں، جانور اپنے لئے بناتا ہے مکان، خدا دوسروں کو بنا کر مکان دیتے

ہیں، جانور اپنی بیوی بچوں میں لگتا ہے، خدا یہ سب کچھ دوسروں کے لئے کریں گے، انسان بھی خدا کی اس صفت سے متصف ہو، ایک طرفہ راستہ بنانے کے لئے دس قدم چلے، عیب کے چھپانے نابینا کو اس کی منزل مقصود تک پہنچانے میں مدد کرنے پر جنتیں رکھی گئی ہیں، ان کے ترک پر جہنم ہے، زکوۃ نہ دے، مال جمع کرے تو پھر مال سونا چاندی تختی بن کر اس کے داغ لگائے گا (۷)، سانپ بن کر اسے کاٹے گا (۸)، ہر انسان اپنی جان مال دوسروں پر لگائے، اور اپنے حوائج میں کم لگائے، دوسروں پر زیادہ لگائے یہ خلافت خدا ہے، اس خلافت کے سب تک پہنچنے کے لئے محنت کرنی پڑتی ہے، جانور پنے تک آنے کے لئے کچھ نہیں کرنا پڑتا، اصلاح نہ کرو تو پھر یہ جانور پنا آئے گا۔

جیسے بچہ کو اس کے حال پر چھوڑ دیں نہ اسے روکا جائے نہ بتایا جائے تو پھر یہ بہت بڑا بدمعاش ہوگا، لیکن نبوی وخدائی رنگ پر آنے کے لئے مجاہدہ کرنا پڑتا ہے، کمانے کے جذبہ کھانے، بیوی بچے، مکان، بڑائی تفوق کے جذبات توڑنے پڑیں گے، خدمت کرنے، کھانا کھلانے، مکان بنانے میں مدد کرنے کا جذبہ پیدا کرنا پڑے گا، انسان میں حیوانور بننے کی استعداد رکھی ہے اسے توڑ، خلافت والے جوہر کو ابھار، بیوی بچوں کے اشغال کو کم کر، بے کار باتیں بند کر، زندگی موڑ، مجاہدہ سے تو جانور پنے سے خلافت الٰہی پر آجائے گا ورنہ حوادث کا شکار رہے گا، خدا سے ان کی دعا ایسے ہی ہے جیسے کتے بھیڑیئے بھینس کی آواز پر کوئی توجہ نہیں کی جاتی ہے۔

دعا خلفاء کو انعام ملا ہے، جو مانگو گے دونگا تم پسندیدہ زندگی ہماری والی اپناؤ، سارے خزانے دیں گے، اب ریاضت ومجاہدہ کے میدان قائم کرنے پڑتے ہیں، محنت کرنے کے لئے پہلے فیصلہ کرو کہ جانور پنے سے نکلنا ہے، اس وقت نکل سکتے ہیں کہ اللہ والے اعمال کے لئے، یا ان اعمال کے لئے، اعمال حیوانیہ کو ترک کرے جن سے اعمال الٰہی ملتے ہیں، اعمال الٰہی کا رنگ ایمان سے مل سکے گا۔

ایمان، تعلیم، ذکر، نماز کی کثرت کرنے سے اعمال الٰہی پر انسان آسکتا ہے، یہ اعمال بقیہ چار کام کرتے ہیں، دوزخ، جنت، صفات، عظمت الٰہی کے تذکرے کرتے ہیں، نہ ملک مال کی باتیں ہیں، نہ عورت وزمین کی، خدا کے پسندیدہ تذکرے ان کے پاس ہیں، علم پر جمع ہونے والوں کی مجلس میں شریک ہوں، ذکر کی محفل میں شرکت، نمازوں میں شریک ہونا، خدمت گذاری بھی فرشتے کرتے ہیں کہ دنیا کا نظام لے کر آتے ہیں، فرشتوں کے ان اعمال کے کرنے سے خدمت کا مادہ پیدا ہوتا ہے، جانور پنے کے خلاف چلنے کی طاقت پیدا ہوتی ہے لَا يَعْصُوْنَ اللّٰهَ مَا اَمَرَهُمْ وَ يَفْعَلُوْنَ مَا يُؤْمَرُوْنَ (۹) کو اعمال حیوانی کم کر کے یا چھوڑ کر ان اعمال ملکیہ میں لگنا ہوگا، ایمان کی مجلس میں بیٹھے، چیزوں کے حالات دیکھنے سے معلوم ہوتے ہیں، اعمال کے فوائد سن کر معلوم ہونگے ایسے ہی اعمال کے مضار بھی سن کر معلوم ہوں گے، دیکھ کر یقین بن جانے کی جگہ سے خود کو ہٹاؤ، سننے سے یقین بن جانے کی جگہ لگاؤ۔

ایک دھیان دیکھنے سے ملتا ہے، ایک دھیان مشق کے بغیر دیکھے، مسجد میں خدا کا ذکر اتنا کرو کہ خدا کا دھیان بغیر دیکھے آجائے، چاہے دوسروں کا دھیان ان کے دیکھنے سے بھی نہ آئے، پھر نماز پڑھو، اس میں یہ ذہن کہ نماز سے زندگی بنتی

ہے، مال سے چیزیں نہیں، چیزوں سے پرورش نہیں، نہ محنت سے مال بلکہ خدا خوش ہوکر پالتے ہیں، اس پر یقین کرو کہ اعمال صالحہ پر خدا پالیں گے، سیئہ پر بگاڑیں گے، ہر چیز عمل میں سمجھو، مال سے عزت، پلنا، حفاظت نہیں ہے، عمل سے عزت، پلنا، حفاظت یقینی وحقیقی ہے، مال والوں کو چند دن ناراض ہوکر ہی پالنا ہے پھر ہمیشہ کو بگاڑ دینا ہے، اعمال والوں کو چند دن تکالیف دے کر پھر ہمیشہ کے لئے پالتے ہیں، اچھی زندگی پر خدا ضرور پالیں گے۔

---

(۱) الفاتحہ:۱

(۲) الانسان:۳۰

(۳) تفسیر ابن کثیر صفحہ ۴۶۷ جلد ۴

(۴) مجمع الزوائد صفحہ ۳۵۲ جلد ۱۰

(۵) سورۃ طٰہٰ:۷۴

(۶) سورۃ الکہف:۱۰۵

(۷) سورۃ التوبہ:۷

(۸) مجمع الزوائد صفحہ ۶۴ جلد ۳

(۹) سورۃ التحریم:۶

دھوکہ والا راستہ اور کامیابی والا راستہ

{ ۲۲ر صفر ۱۳۸۲ھ مطابق ۲۶ر جولائی ۱۹۶۲ء }

بروز جمعرات، بعد عصر

اقتباس

جب انسان دن رات مال کمانے میں لگے تو اسے صرف مال کمانے کا وقت ملے گا، سارے دن، سارے ہفتہ وسارے ماہ، سارے سال محنت کرے تو صرف اتنے وقت کا ملے گا جتنا اس کمائی کی شکل میں لگے گا، مثلاً دفتر میں آنے جانے، کھیت تک آنے جانے دکان تک آنے جانے کا معاوضہ ملیگا، نفس ڈیوٹی ونفس کھیتی کرنے، تجارت کرنے کا ملے گا، یہ کما نہیں رہا ہے کھو رہا ہے، اول تو ملے گا تھوڑا، اس تھوڑے کے پیچھے مصائب بہت، پھر آنکھ نہ کھلنے پر موت سے بڑے سمندر مصائب کے سامنے آئیں گے، جبکہ وہ روئے گا، رونے کے کام موت سے پہلے نہ کہ موت کے بعد، موت کے بعد اس کا رونا دھونا بے چینی خدا کے غضب کو ہی بڑھائے گا، مشقت بہت، ملتا تھوڑا ہے، کچھ دن بعد وہ بھی چھن جاتا ہے، پھر وہ مصائب میں اکیلا رہ جاتا ہے۔

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

میرے بھائیو اور دوستو!

زندگی کی کامیابی کے لئے دو راستے ہیں، ایک دھوکہ کا، اس میں کامیابی کا دھوکہ لگتا ہے، لیکن ملتی نہیں ہے، ایک میں دھوکہ ناکامی کا لیکن کامیابی تک پہنچاتا ہے، جس میں کامیابی دکھائی دے وہ مال والا راستہ ہے، مال پر محنت کرتا ہے مشقت برداشت کرتا ہے اور ہر منزل محنت پر اسے اپنا کیا محسوس کرتا ہے، ہل چلانے کے بعد زمین میں فرق محسوس کرتا ہے، بیج ڈالنے اور پانی سے چند دن بعد اسے سرسبز کھیتی نظر آتی ہے، آگے کی توقع بڑھتی ہے، یہ چلتا رہتا ہے، اور توقعات بڑھاتا رہتا ہے، لیکن اچانک پکڑ لیا جاتا ہے، اور سیلاب سے سبزی ختم، یا کھیتی حاصل کر کے رقم لے کر مکان، دکان وغیرہ لے آتا ہے، لیکن اس بیوی سے اسے پریشانی ملتی ہے، جس سے آگ میں جلتا ہے، مصائب بعد میں آتے ہیں، کامیابی پہلے، محنت کے نقشہ لاکھوں کے بنائے، حکومت نے ایک ٹیکس لگایا تو اس کا ہارٹ فیل ہو گیا، اسے ۵ منٹ پہلے خبر نہ تھی کہ ایسا حادثہ پیش آنے والا ہے، جس سے بچے بیوی مریں گے، دیکھنے میں کامیابی دکھائی دیتی ہے، ناکامی جمع ہوتی ہے اور پھر اچانک وہ سامنے آجاتی ہے۔

راستہ آسان ہے کہ ہر جگہ کے لوگ اس راستے پر چل رہے ہیں، کہ اس محنت سے نقشے بنتے دکھائی دے رہے

ہیں، حالانکہ ملکوں اور شہروں پر نگاہ ڈالنے سے سینکڑوں زندگیاں ٹوٹتی ہوئی نظر آئیں گی لیکن اس سے اس کا پس منظر نظر نہیں آتا ہے، اگر اس نقشے والے کے دل، خلوت میں پہنچ کر تحقیق کرنے سے نظر آئے گا، کہ جس بات کے لئے یہ نقشہ بنا تھا وہی نہیں ملی، لیکن نقشہ پر نقشہ چل رہا ہے، صرف دکھائی دینے کی وجہ سے، یہاں تک کہ موت پر اس کا یہ دھوکا ختم ہو جاتا ہے، جہاں سارے نقشے ختم، ننگا خدا کے سامنے، خدا بلا ترجمان اس کا حساب لے رہے ہیں، پاس کچھ نہیں تو پھر جہنم کا مہیب عذاب، یہ راستہ دیکھنے سے ملتا ہے، اس کے پیچھے مصائب وحوادث ایسے لگے ہوئے ہیں جیسے کانٹے پر لگے ہوئے گوشت کے پیچھے مچھلی کا شکار ہونا چھپا ہوا ہے، خدا کی قسم مال کے راستے میں جتنا بڑا نقشہ اتنی بڑی گرفت، جتنی بڑی مچھلی اتنا بڑا کانٹا، جیسے کانٹا منہ میں آجانے کے بعد مچھلی مجبور ولاچار ہو جاتی ہے، کہ زندگی کھو بیٹھتی ہے، اسی طرح مالداروں کے حوادثات ان کے مالوں کے پیچھے جمع ہیں، کسی دن ابھر سکتے ہیں، پھر اس سے کسی طرح نکل نہ سکے گا، چاہے وہ حکومت والے ہوں یا مال والے یا غربت یا فقر والے، حوادثات کا شکار ہونا طے شدہ بات ہے، اول میں اتفاقی حوادثات کا شکار بنتا رہتا ہے، پھر لامتناہی سلسلہ حوادثات کا چل پڑتا ہے، جیسے بھڑ، بھڑ کے چھتے سے ایک نکلی تو اسے مارا، دوسری نکلی تو اسے مارا، دو تین مارنے کے بعد چھتے سے ہزاروں بھڑیں نکل آئیں تو کہنے لگا اچھا یہاں تو بہت ہیں میں سمجھا تھا کہ اتفاق سے آبیٹھی ہے، شیطان ونفس کو دکھائی دینے کی وجہ سے یہ راستہ آسان ہے، لیکن بہت مشکل ہے۔

جب انسان دن رات مال کمانے میں لگے تو اسے صرف مال کمانے کا وقت ملے گا، سارے دن، سارے ہفتہ، سارے ماہ، سارے سال محنت کرے تو صرف اتنے وقت کا ملے گا جتنا اس کمائی کی شکل میں لگے گا، مثلاً دفتر میں آنے جانے، کھیت تک آنے جانے دکان تک آنے جانے کا معاوضہ ملیگا، نفس ڈیوٹی ونفس کھیتی کرنے، تجارت کرنے کا ملے گا، یہ کما نہیں رہا ہے کھو رہا ہے، اول تو ملے گا تھوڑا، اس تھوڑے کے پیچھے مصائب بہت، پھر آنکھ نہ کھلنے پر موت سے بڑے سمندر مصائب کے سامنے آئیں گے، جبکہ وہ روئے گا، رونے کے کام موت سے پہلے نہ کہ موت کے بعد، موت کے بعد اس کا رونا دھونا بے چینی خدا کے غضب کو ہی بڑھائے گا، مشقت بہت، ملتا تھوڑا ہے، کچھ دن بعد وہ بھی چھن جاتا ہے، پھر وہ مصائب میں اکیلا رہ جاتا ہے۔

دوسرا راستہ عمل کا ہے، اپنے ہر تقاضے، عزت، قوت، غلبہ، حفاظت، دشمنوں کی ہلاکت، تغیر احوال، جنت، حفاظت، زر، جہنم وعذاب سب کچھ عمل سے لیا جاتا ہے، روٹی سالن، تسمہ بھی عمل سے لیا جاتا ہے، ایسا عمل بناؤ جس پر خدا نے سب کچھ ملک، زمین، کھانے کپڑے، قلعہ محلات، دشمنوں کی زیری کا وعدہ کیا ہے (۱)۔

مال کا راستہ خدا نے دیا ہے لیکن اس کے دھوکہ ہونے کو بتا دیا ہے، کہ چوہے دان ہے اس سے کھانا اتنی دیر ملے گا جتنی دیر تک ڈھکن بند نہ ہو، مچھلی کا کھانا اس وقت تک ہے جب تک کانٹا نہ اٹکے، اٹکنے کے بعد سارے کھانے بھول جائے گی۔

نماز ہر راستہ کا نمونہ ہے، نماز کا ارادہ کیا اس ارادہ پر بھی ملے گا، قدم بڑھایا، ہر قدم پر اسے ملے گا کہ عمل تو مسجد میں

ہے، لیکن گھر ہی سے ملنا شروع ہوا، ذیلی اعمال پر خدا دیتے ہیں تو نفس عمل پر کیا دیں گے، نماز گھر پر ہو سکتی ہے، بڑھیا مسجد میں آکر ہوگی، اس پر اسے مل رہا ہے، ایک قدم پر ایک نیکی، ایک گناہ معاف، ایک درجہ جنت میں، اب وضو کے ہر ہر جز کلی، استنشاق (۲)، غسل وجہ وایدورجل (۳) ومسح راس (۴) کا دو، ادعیہ وبسم اللہ کا بھی دو، مسجد میں بھی، نماز کے انتظار کا بھی دو، انتظار کا ثواب الگ، اور اس عرصہ میں قرآن اور ذکر، نفل نماز کا علیحدہ ملے گا، پھر نماز میں استقبال، ثناء، تسمیہ، تعوذ، قرات، قیام، سجدہ ہر جز کے انعامات علیحدہ علیحدہ ملیں گے، نماز پر آجانے کی وجہ سے ہر عمل پر ملے گا، اندھیری یا سردی میں چلنے کے انعامات علیحدہ، مشقت برداشت کر کے آنے کے انعامات علیحدہ، یہ سلسلہ نماز کے علاوہ ہر عمل پر بھی ملے گا۔

جیسے دین کی محنت کیلئے نکلے، سمجھانے میں ایک گھنٹہ، ۴۰، ۵۰ میں زندگی گزاری صحیح، اب ان کی زندگیوں میں سے سب کا ایک ایک گھنٹے سمجھانے والے کو ملے گا ہر صبح، ہر شام، ہر ٹھہرنے پر، چلنے پر غبار کے علیحدہ علیحدہ انعامات ملیں گے، زراعت، تجارت، امور خانہ داری کو اعمال کے نقشے پر لے آئے، عمل کا ذہن بن گیا تو اپنی بیوی کے منہ میں کھلانے، اپنے خود کھانے، خود پہننے، ہر عمل پر مستقل ملے گا، بشرطیکہ مال کے راستے کا خیال نہ رہے، اعمال سے زندگی بنانے کا ہی ذہن رہے، تکالیف، دکان، لباس، طعام، علاج، مرض، جوع، شفاء ہر چیز پر ملے گا، پیشاب میں عمل بنانے پر ملے گا، جاگنے، شادی، صحبت، تربیت اولاد، کھانے پینے میں ہر ایک پر بغیر خرچ کئے لیتے جاؤ (۵)۔

مال والے راستے میں ۲۴ گھنٹے خرچ ہی خرچ تھا، بس آمد ۸ گھنٹے کی یا ۶ گھنٹے کی، اب ۶ گھنٹے کی آمد، دونوں کے خرچ کا کیسے مقابلہ کریں، نقشے والے لوگ ہر کام وزیر، نائب صدر، صدر، گورنر سے ذرا پوچھ لو تو جواب ملے گا پہلے اقتصادیات درست کرلو پھر اعمال بنالیں گے، ارے بھائی تو ۵۰ سال سے محنت کر رہا ہے اقتصادیات درست نہیں ہوئے، کیسے ہوں؟ آمدنی گھنٹوں کی خرچ دنوں کا۔

ارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم والے اعمال ہر جگہ لے آؤ، اس سے ہر وقت آمد ہوگی، پھر آرام، راحت، چین سے زندگی ہر شخص گذارے گا، ہر انسان دوسرے کو ہر ملک دوسرے کو دینے والا ہوگا، یہ دونوں راستے ہیں جو آدم سے چل رہے ہیں، جب عمل والوں کا زور رہا تو آسمان سے کھانا اترا (۶)، سمندر خشک ہوا (۷)، عائشہؓ کو ساڑھے تین سیر جو میں سے نکال نکال کر کھلائے گئے (۸)، تو اس پر بھی ایک حساب نکلے، ایسے ہی ابو ہریرہؓ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کھجور کی تھیلی دی اور دعا دی (۹)، یہ دعا تو عمل کے راستے کی چیز ہے، مال والے راستے کی چیز نہیں ہے، تو چلتا ہے مال والے راستے پر اور مانگتا ہے عمل والے راستے کی چیز۔

جیسے پاکستانی ہند میں آکر کارخانہ، دکان، جائداد مانگے، تو اسے غیر ملکی ہونے کی وجہ سے کچھ نہ ملے گا، اور وہ پاکستان جا کر کہے کہ ہند میں کچھ بھی نہیں، میں نے بہت مانگا نہیں ملا، ارے غیر ملکی کو کیسے دے سکتے ہیں، جس ملک وراستے کے ہو، اس ملک وراستے کی چیز مانگو، تمام مسائل کا حل دعا میں ہے، لیکن دعا عمل کے راستے کی چیز ہے، مال کے راستے کی نہیں مال کے راستے میں مال ہی پر زندگی چلتی ہے، ارے جیب میں پانچ سو روپے ہیں اس کا کھانا بھی ملے گا، سونا بھی، عمل والے کا

جواب یہ ہے کہ فکر نہیں، نماز کے بعد دعا کرلیں گے اس سے خدا حفاظت کردیں گے، کھانے کو دیں گے، پینے کو بھی وغیرہ۔

جیسے ہر جگہ بیل گاڑی، ریل، موٹر وغیرہ ملتی ہے لیکن ہوائی جہاز ہر جگہ نہیں اترتا کہ وہ طاقت والی چیز ہے، اگر اسے اپنے یہاں اتروانا چاہتے ہو تو پھر زمین پکی کرلو جو اس کی طاقت کو برداشت کرے، ایسے ہی دعا بہت بڑی طاقت ہے، اس کے لئے پکی زمین عمل والی بنالو، عمل کا اصل بدلہ تو جنت ہی ہے، ساری دنیا ایک عمل کی قیمت بھی نہیں بن سکتی ہے اور یہ دنیا تو چھوٹنے کی چیز ہے، اب بعض چونکہ لیتے نہیں کہ اپنے حصے پر ہی اکتفا کرلیں گے، یہ اولیاء صحابہؓ، انبیاء ہیں جو آخرت پر ہی اکتفا کرلیں گے، اور اگر لینا ہی ہے تو ساری دنیا لے لو، جیسے ایک لائن بمبئی سے دہلی آتی ہے، راستے میں چھوٹی چھوٹی لائینیں چلتی ہیں، رہ جاتی ہیں، ایسے ہی عمل کی لائن سیدھی آخر تک لے جانے والی ہے، آج ہمیں شراب کی طرح مال والے راستے کا نشہ پڑا ہوا ہے، اس سے رخ موڑنے کے لئے مجاہدہ کرنا پڑے گا، بیل گاڑی، موٹر، ہر جگہ مڑ سکتی ہے، انجن ہر جگہ نہیں پھر سکتا، بڑے جنکشن پر گول دائرے میں چکر دلایا جائے تب پھرے گا اور رخ بالکل بدل جائے گا، اس رخ پھیرنے کا نام مجاہدہ ہے، جب تک رخ پھرے اس وقت تک مجاہدہ ہے، پھر تو آمد ہی آمد ہے، چلنا ہی چلنا ہے، عمل والے راستے پر چلنے سے آدمی بڑی جنگوں بڑی لڑائیوں، آفتوں سے اطمینان سے ہوگا، کہ میں دو رکعت پڑھ کر دعا مانگی اور خدا نے ہر طرح سے حفاظت کردی، باقی آس پاس کے سب ہلاک ہوں گے۔

عمل والے کو مرتے وقت دیکھو اور مال والے کو مرتے وقت دیکھو، مال والوں کی موت تو تم دیکھتے ہی ہو، ایک عمل والا مر رہا تھا تو خوش تھا کہ میں مر رہا ہوں کہ میں نے کسی کے کہنے سے نہیں کیا، اس کا انعام ملنے والا ہے، جب تک رخ پھرے مشقت ہے، رخ پھر کر مزے ہی مزے ہیں، مال سے عمل والے راستے پر آجانے تک مجاہدہ ہے، مال والے راستے میں ہر بات مال سے دکھائی دیگی اور رخ پھرنے کے بعد ہر بات عمل میں نظر آئے گی، خدا اپنی ترتیب بدلنے کو کہتے ہیں، عمل والے بھی مکان، طعام، عہدہ، کھیتی، کپڑے، تربیت اولاد میں لگتے ہیں، مال والے بھی ان کاموں میں لگتے ہیں لیکن عمل والا وہ شکل بنائے گا جو عمل والی ہو، مال والا مال کے اعتبار سے ہر کام چلائے گا، اب عمل والا بننے کے لئے اپنے کام کاج وزارت، بادشاہت، تجارت، زراعت، ختم نہیں کرنے ہیں، بس تو پیچھے ہٹ کر رخ پھیر لے اور رخ پھیرنے کو یہ اعمال دئے ہیں، ان سے خدا سے لینے کا ذہن بن جائے۔

اپنی کمائی سے مال ملنے کو ذہن سے نکالو، اور اللہ والے عمل سے ملنے کو جانو، درستگی حالات اعمال میں پہچانو، اس تبدیلی امن کے لئے اعمال ہیں جو ہر نبی کے پاس تھے، ایسے ہی اذہان مال سے عمل کی طرف لے آئے، سب سے پہلا ایمان ویقین بدلنے کی ہے، اللہ کی عظمت، اس کی قدرت، اللہ کی صفات، اللہ کی حفاظت، زور، غلبہ، تمام صفات کی طرف بلانے والے بنو، غیر اللہ سے ہٹاؤ، اس دعوت پر خدا سے سب کچھ ملنے کا یقین کرو۔

جیسے الیکشن کے زمانے میں ممبری کی کوشش میں پارٹیوں نے افراد کھڑے کئے، بعض آزاد، یہ ان کے ورکر تھے، جو لوگوں میں گھس کر ان افراد کی طرف بلاتے ہیں، خلق سے خالق، چیز سے عمل کی طرف بلانے والے کا نام داعی ہے، ان ور

کروں کا سارا خرچ ان افراد نے اٹھایا ہے، کھانے پینے میں بیسیوں چیزوں میں لگا رہا ہے، ایک گیلن کی جگہ پانچ گیلن لگاتا ہے، مدعوالیہ (جس کی ورکری کر رہا ہے) خرچ اٹھاتا ہے، جب یہ انسان خرچ اٹھاتے ہیں تو خدا خالق وقادر نہ اٹھائیں گے، تم ہماری طرف بلاؤ ہم تمہیں دیں گے، کہ دنیا کے تمام انسان تمہاری مانیں گے، یا ہم ان کو ہلاک کر دیں گے، زلزلہ یا سیلاب یا گولہ باری یا ہیضہ یا کسی اور طرح، حالات بدلیں گے تعمیر سے یا تخریب سے، میں بلاؤں گا خدا دے گا، اس یقین کا ہزاروں میں ایک شخص نہ ملے، اکثریت یہ کہتی ہے کہ مال ہوگا تب دعوت کا کام چلے گا، داعی بن کر اٹھو، دعوت کا طریقہ سیکھو، جس دن بلا رہے، یہ اس کے نہیں، عمل کی مشق کرلو۔

اب دعوت میں لگنے سے، دعوت وکمائی کی کبڈی ہوگی، کمائی یہ کہے گی: مت جاؤ ورنہ نہیں ملے گا، دعوت کہے گی: اس وقت جانے میں ملے گا، جب کاروبار ٹوٹتا نظر آتا ہو اس وقت جانے سے ہی بہت ملتا ہے، ہر ایک کا مقابلہ دعوت کے شغل سے ہوگا، جسے مقابلہ کے لئے پہلے دنگل کھودو، پھر ڈنڈ بیٹھک، پھر دنوں کے بعد آپس میں مقابلہ ہوگا، جو یہ کہے کہ میری تجارت تو اس نے ایک کو گرا رکھا ہے، جو چلے وہ مقابلہ کی تیاری کر رہا ہے، دعوت تمام انبیاء کا کام ہے، خاتم المرسلین کے طفیل یہ ساری امت کو ملی ہے۔

دعوت کے بعد تعلیم ہے کہ خدا سے لینے کے لئے یہ اختیار کرو، لہٰذا اعمال کا علم حاصل کرو، نفس دعوت کا علم حاصل کرو، صحابہؓ نے کس طرح دعوت دی انبیاء وصحابہؓ نے اس میں کس طرح جان لگائی، کتنے سفر کئے کتنی قربانیاں دیں، کتنا اخلاص ان میں تھا، دعوت پر عمل، اس کی تعلیم ایک عمل، دعوت کے لئے تعلیم چاہئے، اور اس تعلیم میں ایمان چاہئے کہ اس پر یقین ہو کہ اس تعلیم میں لگنے سے خدا وہی کچھ کریں گے، جو گذشتہ انبیاء کے ساتھ کیا، دعوت پر دیں گے اور دعوت سے متعلق اعمال پر بھی دیں گے، پھر مدعوالیہ خدا ہی کا دھیان کرو، ہر مشکل ہر رکاوٹ میں تمہیں اس کا دھیان لے کر چلے گا، کہ وہ بہت با اختیار ہے، بہت بڑی قدرت والا ہے، اس کے ماسوا دھوکا ہے، لہٰذا وہ ہر مشکل سے بچا سکتا ہے، دھیان کے لئے ذکر ہے ان تینوں پر خوب ملے گا، دعوت دینے سے ایمان ملا، تعلیم سے علم واعمال ملے، ادعیہ ہر مصیبت سے بچنے کی یاد کرلیں ذکر کیا، اب خدا سے لینے کے لئے نماز پڑھ کر ہاتھ پھیلاؤ بشرطیکہ اس نماز میں یہ تینوں چیزیں ہوں، یقین صرف خدا کا ہو، صرف خدا کا دھیان ہو، اور ہر جز علم پر آجائے یہ چار کام ہو گئے۔

پانچویں چیز یہ ہے کہ تو سارے انسانوں کا بن کسی ایک قوم، کسی ایک ملک، کسی ایک مذہب کا نہ بن، خدا ہر انسان کے رب ہیں، لہٰذا تو ہر انسان کا بن، تجھے جو کچھ ملے مال یا جان میں سے اسے تمام انسانوں پر لگا، ہر ایک کا ہمدرد بن، طبقاتی، قومی معاشرت سے نکل، ظالم کی حمایت سے بچ، مظلوم کی حمایت کر، چاہے ظالم تیرا ہم ملک، ہم مذہب، یا ہم قوم یا بیٹا ہی ہو، ان اعمال کو پھیلانا، خود ان پر چلنا، کمائی سے نہ ملنے، مال سے چیزیں نہ ملنے، چیزوں سے درستگیٔ احوال نہ ہونے کو حاصل کرو، صرف ان اعمال سے لینے کا ذہن ہو، ہر چیز وہر شکل سے ذہن موڑ لو، کمائی وگھریلو زندگی ومعاشرت میں اعمال اختیار کرو، ساری دنیا کا لوہا تمہارے ایک پاؤں کی قیمت نہیں بن سکتا ہے، اس لوہے کے انجن کو موڑنے کے لئے

اور درست کرنے کے لئے دو تین ماہ لگ جاتے ہیں، تو تمہارے جسم کی درستگی میں ساری زندگی لگے کم ہے، لیکن ہم صرف تین چلے رخ موڑنے کے لئے، پھر اپنے لائنوں کا انتخاب کر لینا۔

---

(۱) سورۃ آل عمران: ۱۳۹

(۲) ناک میں پانی ڈالنا

(۳) چہرہ، ہاتھ اور پاؤں کا دھونا

(۴) سر کا مسح

(۵) انما الاعمال بالنیات (بخاری صفحہ ۱ جلد ۱)

(۶) المائدہ: ۱۱۴، ۱۱۵

(۷) تفسیر ابن کثیر صفحہ ۳۳۸ جلد ۳

(۸) بخاری صفحہ ۹۵۵ جلد ۲

(۹) حیاۃ الصحابہ صفحہ ۸۸۲ جلد ۳

خواہشات کو قربان کرنا حقیقی کامیابی ہے

{۲۳ر صفر ۱۳۸۲ھ مطابق ۲۷ر جولائی ۱۹۶۲ء}

بروز جمعہ، بعد فجر

اقتباس

بادی النظر میں یہاں خواہش کا پورا کرنا کامیابی سمجھی جاتی ہے، لیکن حقیقی کامیابی اس دنیا کی خواہش کو دبا کر آخرت میں خواہشات کو پورا کرنا ہے، یعقوب علیہ السلام و یوسف علیہ السلام کی قربانی پر ان کی اولاد کو سینکڑوں سال حکومت ملی، زارع، تاجر وقتی خواہش کو دبائے تو ایک ماہ کی جگہ چھ ماہ مسلسل خواہش پوری کر سکیں گے، پھر بھوک، انبیاء وہ طریقہ لے کر آئے ہیں کہ ہمیشہ کے لئے تکمیل خواہش ہو، ابراہیم علیہ السلام آئے، ان کے اتباع کا حکم خدا نے انبیاء کو بھی دیا، اور اس امت کو، ابراہیم علیہ السلام نے خواہش کو دو رخوں سے قربان کیا، اعلیٰ رخ وہ ہے جو ھاجرہ و اسماعیل علیہ السلام کے ذریعے پیش کی، اس سے بڑی نبوتیں بڑی امت آئی، دوسری قربانی وہ ہے جو اسحاق علیہ السلام و سائرہ سے متعلق ہے، اس سے چھوٹی امتیں ہوئیں، ایک قربانی دونوں راستوں میں مشترک ہے، جیسے یہاں سے آگرہ یا علی گڑھ یا مراد آباد جانا ہو تو غازی آباد تک سڑک اکٹھی، پھر وہاں سے پھٹتی ہے۔

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

میرے بھائیو اور دوستو!

بادی النظر میں ظاہری و سطحی طور پر نظر آتا ہے کہ خدا نے ہم میں جو خواہشات رکھی ہیں ان کا پورا ہونا کامیابی ہے، لیکن حقیقت میں انہیں قربان کرنا کامیابی ہے، جیسے ایک من غلہ کی بوری کھانے کی خواہش ایک بھوکے کو ہے، اگر وہ اسے کھالے تو چند دن بعد پھر اسے بھوک کا سامنا ہوگا، لیکن بھوک کو قربان کر کے اس بوری کو زمین میں بودے تو پھر اس اکیلے کے لئے چند سالوں کا انتظام ہو جائے گا، ایک کے پاس پانچ ہزار روپیہ ہے، گھریلو زندگی کے تقاضے پر لگا دے، تو اس مقدار سے خواہشات تو پوری ہو جائیں گی لیکن پھر مصائب کا سامنا ہوگا اسے اس کے بیوی بچہ کا، لیکن اگر وقتی خواہشات کو دبا کر اس پانچ ہزار کو تجارت میں لگا کر پانچ لاکھ بنا لے یا اس سے زائد، تو پھر کافی زیادہ عرصہ کے لئے وہ اپنی خواہشات کو پورا کر سکے گا۔

ظاہری نظام میں یہ بتایا ہے کہ خواہشات پورا کرو تو ٹوٹے گی، قربان کر دو تو بنے گی، انسان اگر اس وقت خواہشات کو پورا کر لے تو پھر آئندہ کی خواہشات لمبے عرصہ کے لئے پوری نہ ہو سکے گی اور جو اختیاری طور پر اس وقت قربان کر لینے سے آئندہ کی خواہشات بہت لمبے عرصہ کے لئے پوری ہوں گی، تکالیف یہاں کم اختیار سے لو کامیابی بہت بڑی، تمام کھیتی

والے روتے ہیں کہ گھر میں روٹی کپڑے نہیں، مکان نہیں، بھائی اس بھینس یا گائے یا بیل کو بیچ کر کھالو تو کہتے ہیں کہ بعد میں اور زیادہ بھوک اور پیاس کا سامنا کرنا پڑے گا، مصائب سے، تجارت ٹیکس ونقصان میں گرفتار، گھر میں روٹی چٹنی، لیکن وہ دکان کو وقتی فائدہ کے لئے نہیں بیچ دیتا، کہ آئندہ اس پر کافی عرصہ کے لئے ملنے کی امید ہے، ایسے ہی اس دنیا میں جو اپنے مال جان سے تکمیل خواہشات ہوگی، اور آئندہ کی خواہشات خوب ٹوٹیں گی۔

اگر کھانے پر آئے تو خواہش ساری دیگ میں ایک سیر سے پوری ہو جاتی ہے، صبح کے کھانے کے بعد شام کو پھر بھوک لگ جائے، عورت سے خواہش کو پوری کی تو پہلی رات کی بات دوسری رات میں نہیں، وہ تیسری رات میں نہیں، دوسرے سال میں پہلے کی بات نہیں، لیکن میری بیوی ارے اس میں ہزار ہا برس مسلسل کھانے کی طاقت، ہزار ہا سال کھانے کا سرمایہ موجود ہے، لیکن تھوڑی دیر کے پیٹ بھرنے کو ان پر ترجیح دی، اپنی بیوی میں لگ کر اس بیویوں کو قربان کر دیا کہ جو صحبت کے فوراً بعد کنواری بن جائے، جینے والے اسی مکان سے خواہش پوری کی تو آخرت کا باقی مکان نہ ملے گا، موجودہ زندگی بہت چھوٹی ختم ہونے والی ہے، آئندہ زندگی بہت لمبی ختم نہ ہونے والی، پہلی زندگی میں عارضی خواہشات کو دبا کر آئندہ کے لئے ہمیشہ تک کے لئے خواہشات کی تکمیل لے لو۔

بادی النظر میں یہاں خواہش کا پورا کرنا کامیابی سمجھی جاتی ہے، لیکن حقیقی کامیابی اس دنیا کی خواہش کو دبا کر آخرت میں خواہشات کو پورا کرنا ہے، یعقوب علیہ السلام و یوسف علیہ السلام کی قربانی پر ان کی اولاد کو سینکڑوں سال حکومت ملی، زارع، تاجر وقتی خواہش کو دبائے تو ایک ماہ کی جگہ چھ ماہ مسلسل خواہش پوری کر سکیں گے، پھر بھوک، انبیاء وہ طریقہ لے کر آئے ہیں کہ ہمیشہ کے لئے تکمیل خواہش ہو، ابراہیم علیہ السلام آئے، ان کے اتباع کا حکم خدا نے انبیاء کو بھی دیا (۱)، اور اس امت کو (۲)، ابراہیم علیہ السلام نے خواہش کو دو رخوں سے قربان کیا، اعلیٰ رخ وہ ہے جو ھاجرہ و اسماعیل علیہ السلام کے ذریعے پیش کی، اس سے بڑی نبوتیں بڑی امت آئی، دوسری قربانی وہ ہے جو اسحاق علیہ السلام و سائرہ سے متعلق ہے، اس سے چھوٹی امتیں ہوئیں، ایک قربانی دونوں راستوں میں مشترک ہے، جیسے یہاں سے آگرہ یا علی گڑھ یا مراد آباد جانا ہو تو غازی آباد تک سڑک اکٹھی، پھر وہاں سے پھٹتی ہے۔

دونوں قربانیوں کا مشترک حصہ یہ ہے کہ ابراہیم وزیر کے بیٹے تھے، ملک کا مفاد انھیں مل گیا، جائیداد، نوکر چاکر، اختیارات، غلہ قوت سب کچھ حاصل تھا، حکومت میں ان کی چلتی تھی، باپ کے بعد وراثت میں یہ وزیر بنتے، آج کل کی طرح ہر وقت چھن جانے کا خطرہ نہ تھا، ابراہیم علیہ السلام رواج کے اعتبار سے وزیر کے گھرانے کے ہیں، وزیر بننے کا احتمال تھا، خدا نے ان پر حقیقت حال کو منکشف کیا، رب کی تلاش ہوئی، والدہ سے پوچھا میرا رب کون؟ میں تیری رب میں تیرے سارے کام کرتی ہوں، تمہارا رب کون؟ تمہارے والد، ان کا رب کون؟ نمرود، اس کا رب کون؟ ارے اس کا رب کوئی نہیں ہے 'رب الارباب' بچے کو تسلی نہ ہوئی، زمین سے آسمان کی طرف نظر گئی، ستارے کو مربی سمجھا، کہ چمکدار و بلند ہے، کہ میرا رب وہ جو ہر وقت میرے ساتھ رہے، میری ضروریات کو پورا کرتا رہے، پھر چاند کو اپنا رب سمجھا، صبح کو چاند کے ڈوبنے پر

سورج کو اپنا مربی سمجھا، شام کو وہ سورج بھی غائب، شام کو دل میں آ گیا کہ یہ آنے جانے والے رب نہیں ہیں، لیکن لانے لے جانے والے حقیقی رب ہیں (۳)۔

زمین آسمان کی خلقت اور اس کے اختلاف، حالات، اندھیرا، روشنی، خوف امن، عزت وذلت، موت وحیات، ہر بڑے نقشے سے چھوٹے نقشے تک کے حالات کے اختلاف کو دیکھا، کہ ریل دہلی والے کو بمبئی پہنچا رہے ہیں، انہیں ریلوں وہوائی جہازوں سے لاشیں خون نکل رہا ہے تو پھر پہنچانے والا کوئی اور ہے، ورنہ یہ ضرور پہنچا دیتی، آسمان زمین میں فکر کرنے سے ربوبیت خدا کی دلیل ملے گی، لیکن صرف اس کو یَذْکُرُوْنَ اللّٰہَ قِیَاماً وَّ قُعُوْداً وَّ عَلٰی جُنُوْبِھِمْ (۴) خدا کی بڑائی خدا کی قدرت، خدا کی طاقت کو مدنظر رکھتے ہوئے آسمان زمین میں دیکھنے سے حقیقت پر غور کیا، ارے اس جملہ کے بعد کی دعا رَبَّنَا فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ (۵) سے ہی معلوم ہوتا ہے، کہ اس آیت سے دنیاوی نقشوں میں لگ جانا نہیں ہے، رَبَّنَا اِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِیًا یُّنَادِیْ لِلْاِیْمَانِ اَنْ اٰمِنُوْا بِرَبِّکُمْ فَاٰمَنَّا (۶)، ہم نے اس کی آواز پر یقین کو موڑ لیا، یعنی عالم کے نقشے، نظام خدا پر یقین سے، ہم نے مدعوالیہ کی طرف یقین موڑ لیا، رَبَّنَا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَ کَفِّرْ عَنَّا سَیِّاٰتِنَا وَ تَوَفَّنَا مَعَ الْاَبْرَارِ (۷) ساری آیات کا جوڑ دنیا میں لگنے سے ہرگز نہیں، رَبَّنَا وَ اٰتِنَا مَا وَعَدْتَّنَا عَلٰی رُسُلِکَ وَ لَا تُخْزِنَا یَوْمَ الْقِیَامَۃِ اِنَّکَ لَا تُخْلِفُ الْمِیْعَادَ (۸) ہم وعدے کے شرائط پورے کر چکے، لہذا اپنا وعدہ پورا کیجئے، فَاسْتَجَابَ لَھُمْ رَبُّھُمْ اَنِّیْ لَا اُضِیْعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِّنْکُمْ (۹)۔

اب عمل کی دو قسمیں ہیں، ایک پیسے کی طرف منہ کر کے عمل کرتا ہے، ایک کائنات سے خدا کی طرف، ان سے ہی لینے کا نقشہ تیار کریں، ایک بنیاد اٹھائی ہے اس پر نتیجہ نکالا فَالَّذِیْنَ ھَاجَرُوْا وَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِیَارِھِمْ وَاُوْذُوْا فِیْ سَبِیْلِیْ وَ قَاتَلُوْا وَ قُتِلُوْا لَاُکَفِّرَنَّ عَنْھُمْ سَیِّاٰتِھِمْ (۱۰) کہ رواج ونقشوں کی ترتیب سے نکلے، کمائی وطن، ملکی تدابیر کو چھوڑیں گے کہ خدا کے اعتبار سے چلیں گے، اس راستہ میں تکالیف ہیں، چاہے وہ کسی طرح کی ہوں، اب خدا کی طرف سے صحیح یقین وصحیح زندگی پر جنت ملے گی وَلَا یَغُرَّنَّکَ تَقَلُّبُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا فِی الْبِلَادِ... لِلْاَبْرَارِ (۱۱) انھوں نے حقیقت حاصل کر کے آخرت بنالی، اس آیت مَا خَلَقْتَ ھٰذَا بَاطِلاً (۱۲) سے ترک مخلوق پر اعتراض کرتے ہیں، اگلے پچھلے سارے خلاء کہتے ہیں، خدا نے ابراہیم علیہ السلام کو حقیقت کی طرف رہنمائی فرمائی، اِنِّیْ وَجَّھْتُ وَجْھِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ (۱۳)، یعنی ہر مخلوق سے خالق کی طرف منہ موڑ لیا، یعنی تمام اعضاء کو موڑ لیا، یہ نہیں ہے کہ منہ کسی طرف، چلو کسی اور طرف وَمَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ (۱۴) مخلوق میں کچھ نہیں سمجھتا ہوں، آسمان سے آیا اَسْلِمْ (۱۵)، زبان سے کہہ دیا کافی نہیں ہے اِنِّیْ اَسْلَمْتُ لِرَبِّ الْعَالَمِیْنَ (۱۶) اب موجودہ رواج کے خلاف آواز لگانے کو کہا، اللہ کا ہتھوڑا برسانا شروع کیا اِذْ قَالَ لِاَبِیْہِ (۱۷)، اب وزیر کو حکومت دے رہے ہیں، تم دنیا کو نہیں جانتے ہو، میں جانتا ہوں، اقتصادیات کا حل، انسانی خون کی حفاظت کیسے ہو؟

تم کو ایک اور درست بات بتاتا ہوں، ابراہیم علیہ السلام میرے رب پر اعتراض کرتا ہے، پتھر مار کر مار دونگا سَلَامٌ

عَلَيْكَ (۱۸) میں چھوڑ کر چلا جاؤ نگا، اس سخت بات کے بعد گھر کا آرام راحت گیا، خدا نے دعوت دی، نمرود کے پاس گئے، تیرا یقین خراب سارے دربار میں اکیلے، اے بادشاہ تیرا یقین خراب رَبِّيَ الَّذِيْ يُحْيِيْ وَ يُمِيْتُ (۱۹)، زندگی موت کے تمام تر شعبوں کا نظام حکومت سے نہیں، خدا سے چلتا ہے، نمرود نے یہ کیا کہ ایک پھانسی والے کو بلایا، ایک بچنے والے کو بلایا، یہ فیصلے عدالت نے کئے تھے، بچنے والے کو مار دیا، پھانسی والے کو زندہ کر دیا، نظام عدالت کے خلاف خود ہی کر دیا، حکومت والے بیوقوف ہی ہوتے ہیں، اس پر ابراہیم علیہ السلام نے کہا رَبِّيَ الَّذِيْ يَأْتِيْ بِالشَّمْسِ مِنَ الْمَشْرِقِ فَأْتِ بِهَا مِنَ الْمَغْرِبِ فَبُهِتَ الَّذِيْ كَفَرَ (۲۰)' ابراہیم علیہ السلام نے عملی بات طلب کی، کھسیانی بلی کھمبا نوچے، ساری پارلیمنٹ میں ذلیل ورسوا کرنے والے کے کتنا خلاف ہوا ہوگا۔

انسانی قدم کے پیچھے، تمہاری عقلوں پر پتھر پڑا ہوا، ہاتھ سے بنایا پھر اسے پوجا، سارا علاقہ آگ بن گیا، ہر جگہ گالیاں سنانا، پریشان کرنا رواج کو لات ماری، خدا کے لئے قربان کر دیا، ساری قوم میلے میں گئی بتوں کے بڑے مرکز میں جا کر سارے بتوں کو توڑ کر کلہاڑا بڑے کے کندھے پر رکھ دیا، سب نے آکر دیکھا کہ ان سب کو کس نے مار دیا، اب تو نظام عالم معطل ہو جائے گا، ابراہیم علیہ السلام کو بلاؤ، وہ ان کے خلاف ہے، ابراہیم علیہ السلام نے کہا قانون ہے کہ جس کے پاس آلہ قتل ہو وہی مجرم ورنہ صفائی دے، پورے عوام پوری صفائی سے بول رہے ہیں کہ اس نے ہی سب کو مارا تم اس اکیلے کو مارو قصہ ختم، اس پر آپس میں کہنے لگے کہ تالا لگا کر جائے، کھلا کیوں چھوڑ دیا، تم اس سے بات ہی کیا کرتے ہو، اے ابراھیم جانتے ہو کہ یہ بات نہیں کیا کرتے اُفٍّ لَّكُمْ وَلِمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللهِ (۲۱)

اپنے خداؤں کی مدد کے لئے آگ میں ڈال دیا ابراہیم علیہ السلام نے سب سے خدا کی طرف رخ پھیرا تھا اس لئے کسی سے کسی مشقت کا تذکرہ نہ کیا، بچوانے کو نہ کہا، فرشتے آئے: میں ملک الجبال ہوں پہاڑ لاؤں اس قوم کو تباہ کر دوں، ایک بولا میں ملک البحار ہوں سمندر لا کر آگ بجھا دوں اِمَّا اِلَيْكَ فَلَا (۲۲) اس پر حکم ملا يَانَارُ كُوْنِيْ بَرْدًا وَّ سَلَامًا عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ (۲۳) ابراہیم علیہ السلام نہ جلے، سائرہ نے دیکھا کہ ابراہیم علیہ السلام تو بڑے مزے کر رہے ہیں، میں بھی آجاؤں، آجاؤ لیکن وہی کہو جو میں نے کہا تھا، اس نے بھی ربی کہہ کر آگ میں چھلانگ لگا دی اور بچ گئی، اس پر نمرود سے کہا گیا کہ اگر سلسلہ ایسے ہی چلتا رہا تو سارے آگ میں جا کر ابراہیم علیہ السلام پر آجائیں گے، اے ابراہیم علیہ السلام ہمارے ملک سے چلے جاؤ، یہاں تک کی قربانی ہر ایک کو دینا پڑتی ہے، ابراہیم علیہ السلام نے کہا کہ ہمارا مسئلہ تم پر ہرگز موزوں نہیں ہے، میرا خدا تو جنگل میں پال سکتا ہے، چنانچہ بابل سے ابراہیم علیہ السلام قریۃ الخلیل پہنچ گئے، راحت عزت، خاندان قوم، تمام مسئلہ قربان کئے (۲۴)۔

اب خدا نے بہت پیارا ہونہار بچہ اسماعیل علیہ السلام دیا، اتنی تکالیف کے بعد ایک بچہ کے ذریعے دلچسپی پوری کریں، کہ حکم ملا کہ اس بچہ کو اس کی ماں کے ساتھ مکہ کے میدان میں ڈال آؤ، جہاں کوئی قوم کوئی پانی کوئی کھیتی نہیں، بچہ و ماں کو کھجور و پانی دے کر جانے لگے تو کہنے لگی کہاں جا رہے ہو، کس کے کہنے پر چھوڑ رہے ہو؟ خدا کے حکم سے اِذًا لَّا يُضَيِّعُنَا (۲۵) ایک انسان کا تعلق بیوی بچہ سے جتنی طرح سے ہوتا ہے اسے ختم کیا، بچے کی پرورش، بچے کی تعلیم، بچہ کے لیئے مکان لباس، طعام کا

انتظام، شادی، بیوی کا مرض، بیوی کی موت و دفن، ان تمام مسائل کو قربان کیا، ابراہیم علیہ السلام نے بڑی حسرت کے ساتھ ان تمام مسائل کو قربان کیا، اے ابراہیم تو نے قربانی پوری کر دی، (۲۶) جسے مجھ سے لینا ہو وہ ابراہیم علیہ السلام کی طرح قربانی دے، بیت اللہ کے پاس آ کر مانگ لو، اگر نہ آسکو تو پھر اپنی مسجد سے اس طرف منہ کر کے مانگ لو، جیسے ابراہیم علیہ السلام کی دعا قبول ہوئی معجزات ظاہر ہوئے، ویسے ہی تمہاری دعائیں قبول ہو سکتی ہیں، محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس بڑی قربانی کے نتیجے پر ہیں۔

چھوٹی قربانی اسحاق و سارہ کی ہے، کہ دونوں پاس ہیں، دعوت میں مشغول ہیں، کبھی بیوی بچے کے پاس، کبھی ان کو چھوڑنا، کبھی ان کے کپڑے بنا دے، کبھی سارا بھوکے کو اٹھا کر دیدیا، کبھی انتظام ہوتا ہے، کبھی نہیں، ہاجرہ کی ہزار بیماریوں میں ایک تسلی نہ دی، سارہ کو باہر سے واپس آ کر تسلی دیتے ہیں، اسحاق میں دونوں لگ رہے ہیں، اسماعیل علیہ السلام کے پاس ماں ہے باپ نہیں، اسحاق علیہ السلام کے سلسلہ قربانی چھوٹی ہے، اس سے چھوٹے انبیاء و چھوٹی امت چلی ہے، ابراہیم علیہ السلام قربانی کی نیو (بنیاد) رکھ گئے۔

ایک چھوٹی قربانی ایک بڑی قربانی، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دونوں کو اٹھایا، اپنا گھر اپنی برادری کو چھوڑا، ایک بچے پر ابراہیم علیہ السلام نے چھری چلائی، مہاجرین نے اپنے باپ بیٹے پر تلوار اٹھائی، وطنی زندگی، برادری کی زندگی سے علیحدہ ہو کر مدینہ منورہ چلے گئے، ساری زمین و جائیداد چھوڑ کر آئے، لیکن انصار سے چھوٹی قربانی دلوائی، اوس و خزرج سے آپس میں رشتہ داروں کو نہیں مروایا، ان سے جائیداد زمین باغات کی قربانی نہ دلوائی، دونوں قربانیوں سے ایک امت کو اٹھایا، اپنے تمام مسائل: پینے کھانے، بیوی بچے کے رہنے سہنے کے قربان کرائے، بعض کو بڑی پر آنا پڑتا ہے، بعض کو چھوٹی پر، اس سے بعض اپنوں سے اجنبیوں میں آ گئے۔

بدر کے واقعہ سے واپسی پر مصعب بن عمیرؓ کے بھائی کہتے ہیں کہ انصاری مجھے باندھ رہا تھا، تو مصعب نے کہا: اے بھائی! اس آدمی کو اچھی طرح باندھنا، اس کی ماں بہت مالدار ہے، بہت پیسے مل جائیں گے، اس پر انھوں نے کہا: اچھا میرے بھائی ہو کر یہ کلمات؟ نہیں تم میرے بھائی نہیں، یہ باندھنے والا میرا بھائی اسلام کی وجہ سے ہے، (۲۷) ابوعبیدہؓ کے والد سامنے آئے تو باپ سمجھ کر چھوڑ دیا، پھر خیال آیا کہ جسے ایک مرتبہ چھوڑ دیا اس کو اب کیوں چھوڑوں؟ چنانچہ اپنے والد کو قتل کیا (۲۸)، مکہ والوں نے بڑی قربانی دی، رئیس فقیر، باحیثیت بے حیثیت بن گئے۔

ابوسفیان مدینہ آئے، صہیب رومی، سلمان فارسی، بلال حبشی، غلام فقیر متفرق جگہ کے تھے، انھوں نے ابوسفیانؓ کو دیکھ کر کہا: یہ اللہ کا دشمن پھر رہا ہے اسے مار ڈالو، ابوبکر نے کہا تم قریش کے سردار کو اس طرح کہتے ہو، ابوبکرؓ نے جا کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اگر تو نے ان غلاموں کو رنجیدہ کر دیا تو خدا کو رنجیدہ کرو گے، چنانچہ ابوبکر نے باہر آ کر کہا میری غلطی معاف کرو، (۲۹) آیئے چھوڑ دیئے، جس کو کہا سر پر بٹھایا، چاہے وہ فقیر یا کالے کلوٹے ہوں، حال کو مآل کے لئے قربان کیا، قوم وطن برادری ذاتی تعلقات سب کو ختم کر دیا، پرورش کسی کی مقصود نہ رہے، یہ صرف ذرائع ہیں، پالنے والے خدا ہیں، ذرائع کے رہنے میں کچھ نہیں گھر، کمائی کے تقاضوں کو قربان کر کے چلائے، جب قربانی زندگی کا مزاج بن گئی،

عبداللہ بن ابیؓ نے کہا مدینہ جا کر عزت والے ذلت والوں کو نکال دیں گے، مدینہ پہنچنے سے پہلے صاحبزادے عبداللہ نے کہا، اے عبداللہ! رک جا آگے مت بڑھ ورنہ گردن اڑا دونگا، خود کو ذلیل ورسول اللہ کو عزیز کہہ (۳۰)، موجودہ تمام گھریلو کمائی کے تقاضوں کو دباؤ، انھیں کچلو، توڑو، احکام کے لیے قدم اٹھاؤ، اس سے زندگی بنے گی، جنت ملے گی، غنیٰ، عروج، راحت، عیش سب کچھ ملے گا، جبکہ حال کے مطالبات کو دین کے لئے قربان کیا جائے، خوب قربانی دے رہے ہوں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال کے چھ ماہ قبل انصار کی پنچایت ہوئی، مقامی کام میں سارے تقاضے قربان نہیں ہوئے، سارے تو باہر نکلنے میں قربان ہوں گے، سارے سفر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا سے بھوک نہ لگی لَا تُلْقُوْا بِاَيْدِيْكُمْ اِلَى التَّهْلُكَةِ (۳۱) ابو ایوبؓ اس آیت کا مطلب بتاتے ہیں فكانت التهلكة في الاقامة في الاهل والمال وترك الجهاد (۳۲) پھر صاحبزادے نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کہنا چاہا کہ ایک نہر نکلواؤ، سارا مدینہ سارا عرب مانتا ہے، دو دن میں نہر تیار، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے، آکر بیٹھے ہی تھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خود بات شروع کر دی، واہ رے انصار! تم نے تو خوب قربانیاں دیں، آج جو مانگو گے وہی خدا سے مل جائے گا، وہ سارے نہر کھدوانے آئے تھے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بات سن کر آپس میں اشارے کئے اور کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہم مشورہ کر لیں، مشورہ کر کے آئے کہ جب خدا اور رسول دینے پر آئے ہیں اس دنیا کا کیا لیں، آخرت باقیہ کا لیں، اور آکر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے جنت مانگ لی (۳۳)۔

اس قربانی پر قیصر و کسریٰ جھکے تھے، اس زمانے میں بھی اس قربانی کے آجانے پر قیصر و کسریٰ، فرعون، نمرود، قارون، جھکیں گے، ہم اس کی کوشش کرتے ہیں کہ مسئلہ بنالیں پھر اللہ کے راستے میں نکلیں گے، اللہ کہتے ہیں تو قربانی دینے پر آمادہ ہو جا، چاہے میں اسے قربان نہ ہونے دوں، تجھ سے میں یہ دیکھنا چاہتا ہوں کہ تو میرا بندہ ہے، دکان زمین، بیوی بچہ، مکان لباس طعام کا نہیں ہے، ہر وقت میری آواز پر لپکنے والا بن، اوروں کی رعایت نہ کر، اس قربانی پر زندگی نہ ڈالی تو اشیاء موت تک ساتھ دینے والی ہیں۔

اگر قربانی ہو جائے تو دیکھ لو کہ آج تک ان کی قربانی پر امت چل رہی ہے، ابراہیم علیہ السلام نے ایک بچہ کو قربان کیا، اس کے متعلق اپنے تمام چونچلوں کو قربان کیا، اب فرماتے ہیں کہ ابراہیم علیہ السلام کو دیکھا کہ ایک بڑے میاں ہیں (۳۴) ان کے پاس بچے ہی بچے ہیں، جبرئیل علیہ السلام نے بتایا کہ یہ ابراہیم علیہ السلام ہیں ایک بچہ کو قربان کرنا چاہا تو ہر مسلم کا بچہ ابراہیم علیہ السلام کو دلوا دیا، قربانی والوں کو سب کچھ ملتا ہے، زراعت، تجارت، آخرت، دنیا، خود خدا ملتا ہے، ورنہ جنت، رسول، خدا، دین سب کچھ دنیا کا چھنا، اب اپنے کاروبار میں بھی کیڑے پڑ رہے ہیں، غازی آباد تک کی سڑک مشترک ہے، چلہ چار ماہ سب کے لئے ہے، پھر اس کے بعد بڑی قربانی، چھوٹی قربانی۔

---

(۱) سورۃ النحل: ۱۲۳

(۲) سورۃ آل عمران: ۹۵

(۳) سورۃ الانعام: ۷۶ تا ۷۹ و

(۴) سورۃ آل عمران:۱۹۱

(۵) حوالۂ سابق

(۶) سورۃ آل عمران:۱۹۳

(۷) حوالۂ سابق

(۸) سورۃ آل عمران:۱۹۴

(۹) سورۃ آل عمران:۱۹۵

(۱۰) حوالۂ سابق

(۱۱) سورۃ آل عمران:۱۹۶ تا ۱۹۸

(۱۲) سورۃ آل عمران:۱۹۱

(۱۳) سورۃ الانعام:۷۹

(۱۴) حوالۂ سابق

(۱۵) اسلام لاؤ

(۱۶) سورۃ البقرہ:۱۳۱

(۱۷) سورۃ الانعام:۷۴

(۱۸) سورۃ مریم:۴۷

(۱۹) سورۃ البقرہ:۲۵۸

(۲۰) سورۃ البقرہ:۲۵۸

(۲۱) سورۃ الانبیاء:۶۷

(۲۲) تفسیر ابن کثیر صفحہ ۱۸۵ جلد ۳

(۲۳) سورۃ الانبیاء:۶۹

(۲۴) سورۃ ابراہیم:۳۷

(۲۵) البدایہ والنہایہ صفحہ ۱۵۹ جلد ۱

(۲۶) سورۃ الصافات:۱۰۵

(۲۷) حیاۃ الصحابہ صفحہ ۴۰۳ جلد ۲

(۲۸) حیاۃ الصحابہ صفحہ ۳۹۷ جلد ۲

(۲۹) حیاۃ الصحابہ صفحہ ۵۳۵ جلد ۲

(۳۰) حیاۃ الصحابہ صفحہ ۴۰۰ جلد ۲

(۳۱) سورۃ البقرہ:۱۹۵

(۳۲) حیاۃ الصحابہ صفحہ ۵۹۶ جلد ۱

(۳۳) حیاۃ الصحابہ صفحہ ۵۲۲، ۵۲۳ جلد ۱

(۳۴) سورۃ البقرہ:۱۲۴

انسان اعضاء و دل پر محنت کرے

{۲۴ر صفر ۱۳۸۲ھ مطابق ۲۸ر جولائی ۱۹۶۲ء}

بروز ہفتہ، بعد فجر

اقتباس

اب سب سے بڑی ہدایت کی دولت ہے، اس کی روشنی میں ہر عمل سے تجھے ملے گا، ہدایت وہ روشنی ہے کہ اسے اپنے اعمال ہی میں کامیابی دکھائی دے، اور برے اعمال میں ناکامی، جیسے اندھیرے میں غلطی سے سانپ مارنے کیلئے سانپ کو ہی پکڑلیا، اور اس کے زہر سے بچنے کے لئے تریاق کی جگہ زہر کو ہی پی لیا، اندھیرا وہ کیفیت ہے جس میں انسان نفع ونقصان میں امتیاز نہ کرسکے، اگر اندھیرا آسمان وزمین کے درمیان ہو تو اس اندھیرے سے چمکیلی چیز نظر نہیں آتی ہے، اگر اندھیرا دل میں ہو تو اسے ضلالت کہتے ہیں، ہدایت ایک روشنی ہے، پھر اس کی روشنی سے قاتل، محافظ میں فرق دکھائی دے گا، سانپ لاٹھی میں فرق محسوس ہوگا، سب سے بڑی دولت ہدایت ہے، اور سب سے بڑی ناکامی ومصیبت ضلالت ہے، اسی وجہ سے قرآن کی کسی دعا سوائے اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ کے واجب یا فرض نہیں ہے، اگرچہ قرآن میں ملک جنت، غلبہ عدو، ہلاکت عدو کی دعائیں بھی ہیں، لیکن ہدایت کی دعا سب پر واجب یا فرض ہے۔

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

میرے بھائیو اور دوستو!

اللہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے تمام انسانوں کی فلاح وبہبود، دنیوی واخروی کے حصول کے لئے بہت سے اعمال دیئے، سر سے پیر تک کی ساری زندگی کامیابی کا سبب بنایا ہے، انسان ایک مشین ہے کہ اس کے ہر عضوء سے ہزاروں عمل کرسکتا ہے، اور ہر عمل پر ہزاروں مسائل حل کرواسکتا ہے، اور درجات لے سکتا ہے، کامیابی ناکامی کا تعلق انسان کے اعمال سے ہے، صدر سے فقیر تک سب کے ذرائع اعمال اعضاء وجوارح ہیں، ان کی کامیابی اور ناکامی اعمال پر موقوف ہے، قرآن میں کسی قسم کی تفریق نہیں ہے، ہر ایک کے اعمال کو اس کی کامیابی ناکامی کے اسباب بتایا، ہر طبقہ کونسے اعمال سے کامیاب کونسے سے ناکام، نقشوں میں ناکامی ہے، کتنے ہی بڑے محلات، قلعہ، کوٹھی، زمین عمارتیں کامیابی نہیں ہے، ان کے خلاف میں ناکامی نہیں، اسے اپنانے پر کامیابی ناکامی ہے۔

واقعات انبیاء میں بتایا کہ ابراھیم علیہ السلام کامیاب ہیں کہ دو پہاڑوں کے درمیان ان کی اسکیم چلی، نمرود کی اپنی حکومت میں اسکیم نہ چلی تو ناکام ہے، فرعون حکومتی نقشے میں ناکام ہے، موسیٰ علیہ السلام بغیر مال وملک ودولت کے کامیاب ہیں، تمام قصوں میں یہی ہے کہ نقشوں میں کامیابی نہیں ہے، بغیر نقشے کے ناکامی نہیں، تمام چھوٹے بڑے نقشے خود عمل نہیں کرتے ہیں،

بلکہ ان نقشوں میں رہنے والا انسان عمل کرتا ہے، اب کامیابی، ناکامی اعمال کے اعتبار سے ہے، یہ اعمال اعضاء و جوارح سے ہوں گے، اچھے برے اعمال یقین کی بنیاد پر ہوں گے اس وجہ سے خدا نے دل تمام انواع انسانیت کو برابر برابر دیا، اچھے اعمال ایمان سے برے اعمال شرک سے ہوں گے، قرآن میں یقین و اعمال بناؤ، ایمان کی جگہ دل اعمال کی جگہ اعضاء دیئے، عضو دیا اور اس کے اعمال قرآن وحدیث میں ہیں، اعمال بھی دیئے، ذرائع اعمال بھی دیئے، اور محل ایمان قلب بھی ہر ایک کو دیا، کامیابی کے لئے کسی سے کسی عضو کی ضرورت نہیں۔

ہر ایک کے پاس ذرائع اعمال ہیں، قابل نہ ہونے آنکھ چلے جانے پر بھی یقین کرو، اور صبر سے کامیابی لو، آنکھ ہوتی تو رنڈی دیکھتا، اس پر ناکامی دلیل نہیں، آنکھ ہوتی میں بہت کو دیکھتا، اس پر کامیابی دیئے، تمام انسان کی خلقت ایک طرح سے ہے، غذاؤں سے خون، خون سے منی، منی سے انسان بنتا ہے، ایسے ہی تجار وغیرہ، ہر ایک کے پاس ذرائع اعمال ہے اور جن سے حقیقی کامیابی کا تعلق نہیں انہیں خدا نے تمام انسانوں میں مشترک نہیں کیا، ہر ہر عمل پر ملے گا، دن رات میں ہزاروں عمل کرسکتا ہے، ہر بول، ہر نگاہ، ہر قدم ایک مستقل عمل ہے، ہر عمل پر کتنے باغات، انہار، محل ملیں گے، اور ایسے عمل بھی کرسکتا ہے جن سے ناکام ہو، ایسے ہی انبیاء ہیں جو چیزوں کی آمد و رفت کو نہیں کہتے، بلکہ ہر ایک کو اس کی کامیابی اعمال میں بتاتے ہیں، اور اعمال ہی کو کہتے ہیں، ان کی بلا سے اس نے دنیا کا کوئی چھوٹا، بڑا نقشہ بنایا یا نہیں، اعمال برے ہوں تو ہر نقشے ناکامی لے آئیں گے، کوٹھی میں ذلیل، ساری رات جاگنے والا، نوکر بیوی سے لڑائی، کاروبار فیل کہ اعمال برے آسمان میں گئے جن کی وجہ سے ناکامیابی ہوتی ہے۔

کامیابی کی محنت ہے کہ انسان اعضاء و دل پر محنت کر کے ایمان و اعمال حاصل کرے، ناکامی کو ایمان و اعمال کو زندگی کے نکلنے سے قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰهَا وَ قَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰهَا (۱) اس صورت میں اعمال دے کر ان پر کامیابی بتائی ہے، تو ہر انسان کی محنت اس میں ہوئی کہ وہ صحیح محنت کر کے اعمال اپنے درست کرلے، اس سے لڑائی بالکل بند ہوگی، اور تھوڑی تھوڑی محنت کر کے ہر ایک کامیاب ہو جائے گا، آج زمین پر کشمیر کے بارے میں ہندو پاک، ہندو چین میں لڑائی ہے کہ زمین پر کامیابی کو سمجھ لیا ہے، حکومت والے تمام فقراء کا خون چوس کر اس ٹکڑے کو لینا چاہتے ہیں، اس سے تو ناکامی ہی ملے گی، آفات میں مبتلا ہو رہے ہیں، ان سب کے ہاں درد کسی اور جگہ، علاج کسی اور جگہ کا کر رہے ہیں، ہر انسان سوء اعمال کی وجہ سے اپنے نقشے میں ناکام ہے اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ (۲) کہ ان اعمال سے کائنات تیرے موافق، ان اعمال سے کائنات تیرے قبضہ میں اب ہدایت مل جانے کے بعد پہاڑوں میں جا کر اعمال و یقین درست کرلے وہیں کامیاب ہو جائے گا۔

اب سب سے بڑی ہدایت کی دولت ہے، اس کی روشنی میں ہر عمل سے تجھے ملے گا، ہدایت وہ روشنی ہے کہ اسے اپنے اعمال ہی میں کامیابی دکھائی دے، اور برے اعمال میں ناکامی، جیسے اندھیرے میں غلطی سے سانپ مارنے کیلئے سانپ کو ہی پکڑ لیا، اور اس کے زہر سے بچنے کے لئے تریاق کی جگہ زہر کو ہی پی لیا، اندھیرا وہ کیفیت ہے جس میں انسان نفع و نقصان میں امتیاز نہ کرسکے، اگر اندھیرا آسمان و زمین کے درمیان ہو تو اس اندھیرے سے چمکیلی چیز نظر نہیں آتی ہے، اگر اندھیرا دل

میں ہو تو اسے ضلالت کہتے ہیں، ہدایت ایک روشنی ہے، پھر اس کی روشنی سے قاتل، محافظ میں فرق دکھائی دے گا، سانپ لاٹھی میں فرق محسوس ہوگا، سب سے بڑی دولت ہدایت ہے، اور سب سے بڑی ناکامی و مصیبت ضلالت ہے، اسی وجہ سے قرآن کی کسی دعا سوائے اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ (۳) کے واجب یا فرض نہیں ہے (۴)، اگرچہ قرآن میں ملک جنت، غلبہ عدو، ہلاکت عدو کی دعائیں بھی ہیں، لیکن ہدایت کی دعا سب پر واجب یا فرض ہے، فاتحہ میں دو باتیں ہیں اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ تمام انسانوں کے تمام مسائل کا تعلق خدا سے ہے شکلوں سے نہیں، تجار کے مسائل تجارت سے، زارع کے مسائل زراعت سے متعلق نہیں ہیں بلکہ خدا سے ہے، اس کا جانا خدا سے ہے، چیونٹی سے فرشتے، فقیر سے صدر تک جو ہوتا ہوا نظر آرہا ہے وہ صرف خدا کے کرنے سے ہو رہا ہے، دنیا کے کسی نقشے سے کچھ نہیں ہوتا ہے، صرف حکم الٰہی سے ہو سکتا، تجارت، زراعت، سے اجتماعی انفرادی مسائل حل نہ ہوں گے بلکہ خدا کی طرف سے ہوں گے۔

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه اسے سب مسلمان مان لیتے ہیں، کہ دیتے تو خدا ہی ہیں لیکن کوئی ذریعہ تو ہو، ارے ذریعہ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ہے، ذرائع نقشے میں نہیں بلکہ نماز اور دعا خدا سے لینے کا ذریعہ ہے، ایمان و اعمال خدا سے لینے کا ذریعہ ہیں، مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰه اعمال خدا کے رسول جیسے ہوں، اپنے ہر حال کا یا کسی بھی حال کا دل سے یقین نکالو، خدا کے کرنے میں ہی سب کچھ سمجھے، اور ان سے لینے کا ذریعہ مانگنا اور اس سے پہلے ماننا ہے، مشرکین و غیر مسلمین لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کے قائل ہو جائیں گے لیکن ذریعہ ماننے کو یقین بتاتے ہیں، دعا یہی ہے کہ وہ روشنی دیدے جس سے تجھ میں ملنا دیکھیں اگر سب کچھ خدا میں جان کر ان سے لینے کے لئے اعمال کو ذریعہ بنائیں تو ہر بات ماننا، اللہ کے راستے میں نکلنا ہر عذر کے ساتھ آسان ہو جائے گا، چیزوں کی پرواہ انسان نہ کریگا بلکہ اعمال کو درست کرے گا۔

ہر وقت ہر ایک سے اس کا نقشہ چھڑوایا پھر اللہ اکبر کی آواز پر بلوایا، خدا بہت بڑے ہیں، خدا سے چھوٹوں میں بڑائی چھوٹائی ہوتی ہے، مثلاً اولاد میں ایک سب سے بڑا ہوگا، خود کو بھی باپ سے بڑا کہے گا، بڑا بیٹا کہنے لگے کہ آپ بڑے، میں بڑا آپ کی کیسے مانوں؟ ارے تیرے ساتھ اولاد لگی ہوئی ہے، اس سے چھوٹائی تو خود بخود نکل آئی، چڑیا چھوٹی باز بڑا، ستارے چھوٹے چاند سورج بڑے، مکان چھوٹا آسمان زمین بڑا، اب اللہ اکبر سامنے آنے سے اسے یہ پتہ نہیں لگا کہ خدا کی بڑائی کا کیا مطلب ہے، کہ بڑائی و چھوٹائی کا استعمال بہت ہوا، بہت سوں کی بڑائی دل میں بیٹھ گئی، خدا کی بڑائی کو مخلوق کی بڑائی کی طرح سمجھا، یہ غلط ہے، جیسے زمین آسمان، دہلی، یوپی، بہار، ہند، ایشیاء، یورپ سے بڑا ہے، اور یہ زمین آسمان خدا کے سامنے ایک چیونٹی سے کم تر ہے۔

خدا بہت بڑے ہیں کہ ایک حکم سے اس دنیا کو توڑ دیں، لامحدود احکام ایک وقت ہی دے سکتے ہیں، سب کی بڑائی دل سے نکال کر ان کی چھوٹائی دل میں بٹھالو، اسرافیل کے ایک صور کی طاقت سے سارا عالم ٹوٹے، جبرئیل کا قدثری سے عرش تک جائے تو یہ دونوں چھوٹے ہیں، خدا ان سے بڑے ہیں، اور ہونا صرف بڑے سے ہے، چھوٹے سے نہیں ہوتا، بڑے کے قواعد محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے معلوم ہوں گے کہ ان کے قواعد اعمال میں ہیں۔

تھے، ارے کہاں جارہی ہو؟ میں نے دیکھ لیا ہے، اسے مارنے جارہی ہوں، ابن رواحہ نے کہا کہ اچھا میں قرآن سنادوں کہ میرا اجنبی نہ ہونا معلوم ہوجائے، چنانچہ اشعار بنا کر اسے قرآن کے لہجے میں پڑھ دیا، اس عورت نے خنجر پھینک دیا، کہ آمنت باللہ و کذبت البصر (۶) صبح جا کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے قصہ عرض کیا، تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تبسم فرمایا (۷)، یعنی جان بچانے کے لئے اتنا کرسکتے ہیں۔

کسی نے آکر کہا بھائی بیمار ہے، شہد پلاؤ، شہد پلایا، پلایا تو دست، آکر عرض کیا شہد پلایا، جتنا پلایا اتنے ہی زیادہ دست، حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہر مرتبہ فرماتے، تیرے بھائی کا پیٹ جھوٹا، قرآن کا فِيْهِ شِفَاءٌ لِّلنَّاسِ درست ہے، آخر پانچویں مرتبہ اسے شفاء مل گئی (۸)، اسی کو پیدا کرنے کے لئے مسجد کی مجلس ایمان میں بیٹھو، اس دل کی پاکی کے لئے نقشوں کو چھوڑو، ایمان درست کرلو، علم کے حلقہ سے عمل کا علم لو، ذکر سے دھیان بدل دو، اب نماز پڑھ کر ہدایت کی دعا مانگ، اس میں ہر بات اصلاح اعمال میں نظر آئے، وہ روشنی دے، اس سے نماز میں تخت سلیمانی، نزول مائدہ، ہلاکت قیصر و کسریٰ نظر آئے، اس کے لئے ضروری کاموں کے علاوہ باقی وقت مسجد میں لگایا، ان اعمال اربع کو کیا اور مسلسل کرتا رہا، تو کسی بھی دن اعمال سے کامیابی کا وجدان دل میں ڈال دیں گے اور اعمال مسجد ہی میں کامیابی دکھائی دے گی، ایمان کی مجلس میں بیٹھنے سے خدا شفاء دیں گے، تعلیم کے حلقہ سے مقدمہ میں کامیابی مل جائے گی، وکلاء و عدالت کا جھگڑا ختم، ذکر کرنے سے فلاں آفت جائے گی، ایمان، علم، دھیان کی طاقتوں کے ساتھ نماز پڑھی۔

خدا کسی شکل کے پابند نہیں، اور ہر شکل خدا کی پابند ہے، خدا دیوار سے، چھت سے غلہ برسادے، یا بغیر کسی شکل کے گھر میں غلہ آموجود ہو، ایکدم شکلیں اس کی پابند ہے، شکل سے اسی وقت ملے گا جب وہ دیں، لیکن خود شکلوں کا پابند نہیں، لیکن قدرت کا استعمال اسی وقت ہے جبکہ عمل سے لینے والا بنے، ارے تو تو شکل ہی میں گھسا جاتا ہے اور مجھ سے شکل کے خلاف قدرت چاہتا ہے، ان اعمال میں لگ جانے سے تجارت، مقدمہ، وکیل، حکام کی شکلوں سے بچ جائے گا، صرف تجارت میں لگنے یا نہ لگنے سے ان اعمال مسجد سے ہی مل جایا کرے گا، آج مصائب اس وجہ سے زیادہ ہیں، تبلیغ سے کچھ ایمان، کچھ خشوع و خضوع ملا، اب ہدایت کی دعا مانگی کہ انبیاء کے راستے پر چلا، غیروں کے راستے پر چلنے سے بچا، اس دعا کے مانگنے کے بعد تجارت، زراعت میں حرام کر کے انبیاء کا راستہ چھوڑ دیا، اب خدا نے اس کی مسجد والی دعا قبول کرلی تو اسے اس تجارت و زراعت سے، سیلاب زلزلہ سے محروم کرایا اس کی دعا پر اس کے گھر میں آفتیں آرہی ہیں، اگر یہی دعا ہو اور محنت بھی انبیاء کی طرح کی ہو تو رنگ دیکھو، اگر دعا انبیاء والی اور محنت اعداء والی، تو بھائی یا تو دعا مقبول اور محنت پر مصیبت، یا دعا رد، نقشہ، محنت باقی۔

اب اعمال مسجد میں خوب لگو، رو رو کر خدا سے ہدایت مانگو، ان اعمال سے کامیابی کا دل میں یقین ہو، اپنی الوہیت، ربوبیت کھول دے، محنت بھی بڑھ جائے، دعا بھی بڑھ جائے تو روشنی مل جائے گی، فلاں مصیبت آرہی ہے چلو نماز سے آئیں، فلاں بات اٹک رہی ہے، چلو مسجد، ایمان کی مجلس میں بیٹھ آئیں، اب تمہارے دعا پر سب کچھ مل جائے گا، کمائی و

گھریلو زندگی، احباب دوستوں سے وقت کم کر کے ان اعمال میں لگے تو مسلسل قربانی سے ایک دن ہدایت مل جائے گی، تو ازالہ مصائب، دفع بلیات ورفع درجات ہوگا، جب تک اعمال سے ملنے کا ذہن نہ بناؤ، اس وقت تک باہر کی زندگی کو تبدیل نہ کرو، کہ اعمال سے ملنے کا ذہن نہ بنے اور حرام چھوڑ کر فقیر بن گیا تو "کاد الفقر ان یکون کفراً" (۹) اب ان اعمال مسجد میں لگنے سے دوست احباب کے طعنے: ملا مسجد کے بن گئے۔

ذہن عمل کا بن جانے کے بعد تجارت وکسب میں بتدریج کمی کرو، حرام ترک کرتے چلے جاؤ اور اگر حرام کے ترک سے آمد میں کمی ہو تو شیطان کہے گا کہ دیکھ لیا حرام چھوڑ کر کمی ہو رہی ہے، جواب یہ دو: ارے نہیں! حرام کاموں میں لگنے کی وجہ سے ایمان کی دعوت، ذکر الٰہی، خدمت خلق، نماز کے دروازے بند ہیں، میں حرام چھوڑ دوں گا تو ان اعمال سے ملنے کے دروازے کھلیں گے، ہر پریشانی میں خدا کی طرف ان اعمال کی طرف دوڑو، انسانوں سے نہ کہو، باہر کے مصائب سے ان اعمال کو بڑھا دو اور ہم مصائب والجھنوں کی وجہ سے ان اعمال کو ہی کم کرنے لگ جاتے ہیں، ارے ان اعمال سے ملنے کا وقت آیا اور انبیاء والی نصرت ملنے والی تھی، اگر ان مصائب پر صبر کر کے ان اعمال کو اور بڑھا لیتے جتنا تبلیغ میں لگنے کے بعد تبلیغ سے دوری ہوگی اتنی ہی مصائب کی بوچھاڑ تم طے کر لو حرام نہیں کرنا، چاہے کچھ ہو جائے، خانہ پری کے لئے کمائی کے نقشوں میں ضرور لگے رہو لیکن یقین اعمال سے ملنے کا ہی رکھو، اور اعمال میں آگے بڑھتے رہو، جب کہ اس میں زیادتی نہ کرو، اب اڑے رہنے پر دروازہ کھلے گا، اس آنے والے مال کو حرام جگہ نہ لگانا ورنہ دروازہ پھر بند ہو جائے گا اور مصائب آئیں گے۔

ہزار ملنے کے بعد مسجد میں جا کر قرآن وایمان وتعلیم سے مال کے مصارف معلوم کرو، پھر اس کے مطابق خرچ کرو، دو سو سے دور کا چلہ دے دیا، فقراء پر لگایا، کچھ رشتہ داروں کو دیا، کچھ اپنے گھر میں لگا دیا، اب اس پر بھی ملنے کا دروازہ کھل گیا، اب ہدایت والا بن گیا، کرتا رہ، لیتا رہ، اوپر سے نیچے آیا تھا، اب نیچے سے اوپر جائے گا، جیسے بیج پہلے اوپر سے زمین میں جاتا ہے، پھر درخت بن کر اوپر کو بڑھتا رہتا ہے، ان اعمال کو کرتے رہیں، ان سے ہی ملنے کا دل میں یقین ہو، ان اعمال سے ہی کمائی میں معاشرت میں دکان مال میں ملے گا۔

اب تو ہدایت والا بن گیا، چاروں طرف سے دروازے کھلیں گے لیکن تم بدل نہ جانا، سارا نقشہ محنت کر کے ہدایت ملنے سے بدلے گا، عمل تو ہدایت کے بغیر ہی ہوتا رہتا ہے، تعلیم ودعوت وذکر میں لگا ہوا ہے اور ذہن یہ ہے کہ تجارت، کمائی سے ملنا ہے کام اچھے تو اس کے لئے دروازہ نہ کھلے گا تم ایک طرف مشق وعمل بڑھاتے رہو اور دوسری طرف دعائیں جیسے مال سے کام بننا ہر وقت ذہن میں ہے، کہ کوئی آفت آگئی تو پولس والے ساتھ ہو جائیں گے جو وجدان مال پر ہے وہی ذکر و اعمال پر آجائے کہ ذکر کروں گا تو پولس والے کچھ نہ کر سکیں گے، اس محنت سے ہدایت ملتی ہے، ترتیب حاضر بدلتی ہے، ابھی مسجد میں لگے رہو، باہر کو قبل از وقت نہ چھیڑنا، جہاں کوئی بات سے الجھن مصیبت پیش آئے تو مسجد کی طرف آؤ پھر ان اعمال سے ملنے کا دروازہ کھل جائے گا۔

اب اپنی زندگی سے حرام نکال دو کہ تم ظاہر کے خلاف دعا سے کام بنتا دیکھ چکے ہو، باہر کو تبدیل کرنے میں دیر

کر، سود ختم کر، دیر لگائی تو پھر کھلا ہوا دروازہ بند ہو جائے گا، اگر دروازہ بند ہو جائے تو پھر اسی طرح سے کھلے گا، اسلام میں تدریج ہے، ایکدم سے حرام کو چھوڑ دیا، اعمال سے ملنے کو شروع نہ کروایا، درمیان میں آ کر گر جائے گا، دوسرا قدم رکھا جا چکے تب پہلے سے ہٹاؤ، تدریج سے چلتے جاؤ، پاک پیسہ پہچانو، خرچ کرنے میں ناپاک نہ کردو، اس ترتیب پر چلنے سے کوئی خطرہ جنگ، ایٹم، حکومت، فوج، لشکر سے نہیں رہا، ہر جگہ سے ملے گا، آفات وسیلابوں سے اعمال والی مسجد بچے گی، ان کی دعا سے زلزلہ ٹلے گا، آگ ان کی دعا سے بجھ جائے گی یا تمہارے متعلقہ چیزوں کو چھوڑ جائے گی، ایسی طاقت دنیا میں کسی کے پاس نہیں ہے کہ سیلاب، زلزلہ، آفات سے خود کو بچالے، ہر ایک اپنے دل کو ٹٹول کر جان سکتا ہے کہ اس کے پاس ہدایت ہے یا نہیں، جیسے روح خدا کے ڈالے سے آتی ہے ایسے ہی ہدایت بھی خدا کے دینے سے آتی ہے۔

آج اعمال ہے لیکن ان سے دروازہ کھلوانے کا ارادہ دل میں نہیں ہے، اس محنت کو مقامی طور سے کرنے سے شخصی دروازے کھلتے ہیں، ساری دنیا میں مارے مارے پھرنے سے اجتماعی دروازہ کھلے گا، ترتیب دونوں میں ایک ہی ہوگی آج سب ہدایت کے نہ ہونے کی وجہ سے پریشان ہیں، ساری دنیا کا ارادہ کرو جہاں تک جاسکو جاؤ، جہاں نہ جاسکو وہاں بھیجو، بس اس ترتیب میں تدریج کا خیال رہے، پہلا مکان توڑنے سے پہلے اپنے لئے کسی اور مکان کا انتظام کرلے، ورنہ مکان توڑنے کے بعد سامان بیوی، بچے، سڑک پر رکھنا پڑے گا اور کرایہ پر مکان ملے یا نہ ملے۔

مقامی کام میں گھنٹوں کے اعتبار سے ترتیب تھی، باہر جا کر مہینوں وچلوں کے اعتبار سے ترتیب ہوگی قربانی زیادہ ہوگی، مسجدوں میں سوؤ، مسجدوں میں جمع کروانھیں کام کرنا سکھاؤ، ایمان کی دعوت ہدایت کی تفصیل لاؤ، اپنے نقشوں میں اتنی تبدیلی کرتے جاؤ جتنے کا اس وقت تحمل ہو، سال میں ۱۷ جوڑے تھے تو اب ۸ کردو، بجلی سو کی جگہ ۷۵ کی خرچ کرو، جذبہ میں آ کر ایکدم سے تبدیلی نہ کرو، کہیں کل کو کام چور یا مسائل نہ بن جائے، جیسے دل چاہتا ہے کہ ہند کے تمام شہروں میں برانچ ہو اور ہند سے باہر دوسرے ممالک میں ہو، ایسے ہی جن جن مسجدوں میں محنت کرلی تم نے تو تمہاری دعا سے، تمہاری مسجد اور تمام برانچوں میں ہدایت آئے گی، بس اعمال اربعہ سطحی طور پر ضابطہ پری سے ہو سکتے ہیں کہ مختصر سورتوں میں اوابین کے نفل پڑھ لئے، تین منٹ کی تین تسبیحات، باقی وقت پھر دنیا کی باتوں میں لگا دیا یہ ضابطہ پری ہے، اگر نہیں ہے تو پھر ان سے زیادہ پڑھو، قرآن یاد نہیں ہے تو پھر تین کی جگہ ۲۰ پڑھ لو، پورا وقت صرف ان چار کاموں میں لگے، بازاروں میں جا کر غضب، ذکر، قبر کا استحضار ہو، مسجدوں میں خوب محنت کرو، نام لکھنے کے بعد گھروں سے لانے کی پوری کوشش کرو، پھر خدا سے رو رو کر مانگو، تعلیم ذکر میں اچھی طرح لگو۔

اعمال اربعہ جماعت کے ساتھ ہو، اس وقت نظم کے ساتھ ہوں گی، باقی فارغ وقت میں بھی ان اعمال کو ہی اپنی ترتیب ونظم سے کیا جائے، جیسے فرض نمازوں کی جماعت کے بعد اجتماعی نماز سے چھٹی ہے لیکن انفرادی نوافل وسنتیں ہیں، ایسے ہی تبلیغ میں نکل کر دنیا وگھر کے دھندوں کا ذکر نہیں ہے، چھٹی ملنے پر سونے یا کھانے یا پیشاب پانی کے تقاضے کو پورا کرے، اگر تقاضا نہ ہو تو ان چار میں سے کسی کام میں ہی لگے، اپنی رغبت سے ہر وقت ان چار میں لگو، ۲۴ گھنٹے میں سے حاجات کے ۶ گھنٹے کی نیند، خدمت خوب کرو، اس سے تواضع پیدا ہوگی اور خدا ملے گا، امیر رفقاء اجنبی اور اپنی خدمت کر

نے میں لگے، یہ امیر و جماعت کا نقص ہے کہ ہر کام میں امیر ہی لگے امیر تو حکمت و نرمی کے ساتھ سب سے ہی کام لے، اگر امیر کسی کام میں جائے تو باقی جماعت کے اجتماعی کام کا نظم کر کے جائے، اس طرح محنت کرنے سے ہدایت ملے گی۔

پہلا درجہ یہی ہے کہ پیسہ لے کر چلتے ہیں، اجتماعی کام میں خدا سے ملنے کو پڑھا اور سنا، پھر امیر صاحب کھانے کا کیا ہوگا، تمہارے پاس پیسے تو نہیں ہے، میں ہوٹل دیکھ آیا ہوں، اب امیر کے اس کام سے عمل سے ملنے کا ذہن نہیں بنا بلکہ پیسہ یا کسی اور سے ملنے کا یقین بنتا ہے، باقی وقت میں ایمان، قصص انبیاء، و معجزات وغیرہ اعمال میں معلوم ہوئے، اب چلتے چلتے پیسے ختم ہو گئے، کھانے کا کیا ہوگا، کوئی دعوت نہیں کر کے گیا اور پیسے ختم، اب وضو کرو نماز پڑھو، اور خدا سے چپکے چپکے مانگے کھانا اور کام میں لگے، لے اچھا بھائی سو جاؤ پانی پی کر، اس طرح ہو سکتا ہے کہ کوئی خود دعوت لے کر پہنچے، اس سے یقین آ گیا کہ دعا سے کھانا ملا، ایک پہلی جماعت میں پیسہ بریلی میں ختم ہوا، اظہار حال سے بچنے کے لئے امیر نے شہر سے نکل جانا اختیار کیا، شہر سے باہر آ کر چشمہ پر لاڈالا اور کہا کہ پیسہ ختم ہے، اب تو خدا سے مانگو سب نے مانگا، ایک تانگہ بریلی سے کھانا لے کر آیا، اس وجہ سے پہلے ایسے ہے جیسے آپریشن سے پہلے ادویہ کا استعمال، اور دعائیں مانگتے رہو نہ معلوم کونسی دعا قبول کر لے، اب تمہاری نقل و حرکت سے یورپ، ایشیاء، مشرق مغرب میں کھیتی ہو رہی ہے، بیج پڑ رہا ہے۔

بس تم محنت کر کے دعائیں مانگ کر خدا سے ہدایت مانگ لو نہ معلوم کونسی قوم یا ملک کو ہدایت دیدیں، پرانے اسلام والوں کو حرکت پر لے آئیں، یوں ہی نقل و حرکت کرتے رہو، ان اعمال سے ملنے کا ذہن بناتے رہو، ابھی تک یہ ہے کہ محنت سے مال ہے، اور مال سے تبلیغ ہے اور مال سے چیزیں بھی ہیں، سب کاموں سے فارغ ہو کر دس بیس تبلیغ میں لگا دیئے، اور اس میں بھی یہی سامنے ہے کہ اصل زندگی تو وہی تجارت زراعت ہے، تبلیغ اچھا کام ہے، یہ سامنے نہیں ہے کہ ساری حکومتوں، فوجوں، انسانوں کے خون کی حفاظت اسی کام میں ہے، اس میں اگر نہ لگے تو ساری دنیا کو چھٹی کا دودھ یاد آ جائے گا اور سب کی اینٹ سے اینٹ بج جائے گی۔

---

(۱) سورۃ الشمس: ۹، ۱۰

(۲) سورۃ الذاریات: ۲۱

(۳) سورۃ الفاتحہ: ۵

(۴) مراقی مع حاشیہ طحطاوی صفحہ ۲۴۸

(۵) سورۃ المدثر: ۲، ۳

(۶) میرا اللہ پر ایمان ہے، میری آنکھ نے غلطی کی

(۷) حیاۃ الصحابہ صفحہ ۱۵ جلد ۳

(۸) حیاۃ الصحابہ صفحہ ۱۳ جلد ۳

(۹) کنز العمال صفحہ ۴۹۲ جلد ۶

اعمال میں حقیقت پیدا کی جائے رسمیت ختم کی جائے

{۲۵ر صفر، ۱۳۸۲ھ مطابق ۲۹ر جولائی ۱۹۶۲ء}

بروز اتوار، بعد فجر

اقتباس

سب سے پہلے مشق تھی کہ سب کچھ خدا دیتے ہیں، چیزیں خدا دیتے ہیں، پانی سے سیرابی، کھانے سے شبع نہیں ملتا ہے، خدا سے نمازی کو سب کچھ ملتا ہے، زمین آسمان خدا کی قدرت سے بنے ہیں اور مظہر قدرت بیت اللہ ہے، پہلے پانی ہی پانی تھا کہ بیت اللہ کی جگہ پر ایک بلبلہ اٹھایا اسے اتنا پھیلایا کہ ساری دنیا بنا ڈالی، ایک بلبلہ سے امریکہ، روس، جاپان، افریقہ، ایشیاء بنا ہے اسی طرح ان تمام جگہوں میں قدرت ہی نظام چلا رہی ہے جس نے اسے پیدا کیا ہے، تمہاری عزت قدرت وقار و پرورش صرف خدا سے ہے، ابراھیم علیہ السلام کے ذریعے اسمعیل علیہ السلام وہاجرہؑ کو یہاں ڈال کر دکھلایا کہ باغ، پھل، اناج کھیتی سے انسان نہیں پلتا بلکہ خدا کے پالنے سے پلتا ہے، چاہے بے آب وگیاہ زمین میں بغیر کھانے پینے کے سامان کے پال ڈالیں، ابراہیم علیہ السلام نے غیر خدا سے پلنے کو غلط ثابت کرنے کے لئے قدم اٹھایا تھا، پھر خدا نے پالا۔

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

میرے بھائیو اور دوستو!

بیت اللہ وہی بیت اللہ ہے جس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حج کیا تھا، اور سارے انبیاء کرام نے کیا تھا، ابراھیم علیہ السلام، اسماعیل علیہ السلام خلفائے راشدین نے بھی کیا، وہی بیت اللہ اب ہے اور اب بھی لوگ حج کو جارہے ہیں، وہی قرآن آج ہے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں تھا، جو احادیث ابوبکرؓ وعمرؓ کے پاس تھیں وہی آج ہمارے پاس ہیں، ہم بھی ان کی طرح دیکھتے، بولتے، سنتے ہیں، نماز روزہ، حج زکوۃ، ذکر وعلم نہیں بدلا ہے، ان کی طرح ان کاموں کو ادا کرلیتے ہیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے نکلی ہوئی دعاؤں کو بھی ادا کرلیتے ہیں ایسے ہی تمام انبیاء کی دعائیں مسلمانوں کی زبان سے نکلتی ہیں، عین بیت اللہ پر ابراہیم علیہ السلام کی مانگی ہوئی دعا بھی حاجی پڑھتے ہیں، لیکن اس زمانے میں ان اعمال سے ملک کے ملک پلٹ گئے، اور اب اپنا گھر نہیں چلتا، جہاں کفر ومعصیت تھی وہاں ایمان والی امت آگئی اب فرق کیا پڑا، اس مجمع میں بہت سوں نے ایک سے زیادہ مرتبہ حج کیا ہوگا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ ایک حج کیا، اس سے ان کی زندگی ایسی بدلی کہ ایران، افغانستان، عراق شام، اردن، فلسطین، مصر، ترکی، افریقہ سارے ممالک پلٹ گئے، اور آج حاجی کے گھر تک میں اسلام نہیں ہے، جہاں

جھوٹ یا سود یا بینک کا قرضہ تھا، یا لڑائی جھگڑے یا شادی میں ناچ گانا تھا اب بھی وہی ہے، اگرچہ کہ کئی حج کر چکا ہے، چودھری صاحب، نمبردار صاحب، ان کاموں کو کرتے ہیں تو احتمال تھا کہ نہی و مراد لے کر دل کو سمجھالیں، لیکن حاجی صاحب ان کاموں کو کرتے ہیں تو ان سے صرف مسلمان ہی سمجھ میں آتا ہے۔

حاجی تو وہ ہے کہ تمام رگیں کٹ جائیں صرف انبیاء والی رہ جائیں، اولیاء، صحابہؓ و انبیاء حاجی تھے، آج کا حاجی جھوٹی گواہی دے رہا ہے، مانگ تو رہا ہے، یہ ایسے ہی ہے جیسے کہ نماز میں زنا کر رہا تھا، فقط حاجی کے ساتھ گناہ کا بول نہیں جڑتا ہے، کہ حاجی صاحب نے پانچ قالین چھ قلم سات تھان لائے ہیں، حاجی اور دنیا کی چیزوں کا جوڑ نہیں بیٹھتا ہے، پنڈت یا چودھری، یا نمبردار کے ساتھ ان گناہوں کو جوڑ سکتے ہیں، انبیاء و صحابہؓ نے ان کاموں کو کہاں کیا، حاجی اور پکے مکان کا جوڑ کہاں سے آ گیا۔

حاجی کے ساتھ جوڑ ہے حاجی صاحب، ایران میں پھر رہے تھے کہ وہی صحابہؓ کے طریقہ پر انہیں کا کام کریں، حاجی صاحب فلاں علاقہ میں دینی کام میں پھر رہے ہیں کہ انبیاء و صحابہؓ نے حج کر کے دعوت کا کام ہی کیا، ایمان اطاعت و عبادت کو ہی پھیلایا تھا، میں گھر کیسے بناؤں، یہاں دین مٹ رہا ہے، اس حاجی میں صحابہؓ و انبیاء والی بات آ گئی حاجی نے واپس آ کر ایک سفر بیل بیچ کر کیا، ایک سفر گائے بیچ کر کیا، شاید اس حاجی کی پہنچ حضرت ابوبکرؓ، عمرؓ، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سینے کی بات تک ہوگئی ہے میرا مصافحہ بھی حضرت سے کروادو، اس کا لفظ حاجی سے جوڑ کرادو، میرے بیوی بچے یاد کر رہے ہوں گے، ارے حاجی کو بیوی بچوں کا کہاں سے خیال آ گیا، یہ ایسے ہے جیسے شیر، کھن کھجورے یا بچھو دیکھ کر ڈر جائے، ارے! شیر سے تو بچھو یا چوہا بھاگنا، لوگ کہیں گے: شیر ہے یا اس کا نام رکھ لیا ہے، سب کہیں گے حاجی ہے یا نام رکھ لیا ہے۔

قیامت کو بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم و انبیاء و مہاجرین و انصار کہیں گے کہ تم حاجی نہیں تھے حاجی نام تم نے اپنا رکھ لیا، ہاتھ بندھے ہوئے قیامت کو پیش ہوگا، ارے! تو نے حج کر کے فلاں فلاں گناہ کئے؟ ارے دیکھو! ان حاجیوں کو کہ ان کے چہرے چمک رہے ہیں، فرق کہاں سے پڑ گیا، اسے معلوم کرو، یہ بات نہیں ہے کہ تم عرفات، یا مزدلفہ یا منیٰ میں نہیں ٹھہرے، جہاں اولیاء، صحابہ و انبیاء ٹھہرے تھے، ایسے ہی ان کی طرح تم نے رمی جمار کیا طواف و عمرہ و سعی بھی ادا کئے، پھر کیا فرق پڑ گیا کہ وہ حج کر کے ساری دنیا میں پھیل جائیں موت تک کے لئے، دنیا کے گوشوں میں پھیل گئے، ۳۰ ہزار حاجی ایک جگہ طاعون عمواس میں مر گئے اور وہیں سو رہے ہیں (۱)، اگر اس زمانے میں ۵ لاکھ حاجی تھے تو آج کروڑوں ہوں گے پھر فرق کیا پڑ گیا ہے، اسے دور کر لو تو تم بھی اولیاء و صحابہؓ کی طرح حاجی بن جاؤ گے۔

حاجی بننے کے لئے میں تمہیں فرق بتادوں، اگر چاہو تو پہلے یہ طے کر لو کہ اس فرق کو دور کریں گے، ساری بات یہ ہے کہ ہم دوکان دار، ملازم، کسان، مزدور کے گھر پیدا ہوئے، اور اسی ماحول میں رہے، اس سے ذہن میں بھی آیا کہ محنت سے مال، مال سے چیزوں کو لے کر اپنے تقاضے پورے کریں اور بھی ذہن میں جم گیا، ابا جان محنت کر کے کھیت سے گندم لاتے ہیں، اسے بیچ کر مال حاصل کرتے ہیں پھر اس سے چیزیں لاتے ہیں، یہ پلنے کا نقشہ اس بچہ کے ذہن میں روز روز

بیٹھتا جارہا ہے، یا والد صاحب صبح کو مسجد گئے نہ گئے، گئے تو جلدی سے آگئے، پھر اس وقت سے شام تک دکان پر بیٹھے، اس سے ہمارے گھر میں چیزیں آئیں، جنھیں ہم نے استعمال کیا، اب بچپن سے ہی یہی ذہن میں جم گیا ہے کہ محنت سے مال، مال سے چیزیں، چیزوں سے پرورش۔

اس یقین کے ساتھ کہتا ہے کہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ خدا پالنے والے ہیں، دل کی تسبیح چیزوں سے پلنے کو کرتی ہے، زبان کے کلمات خدا ہی سے پلنے کو بتا رہے ہیں، دل کی یہ غلط تسبیح ہی عرفات، مزدلفہ میں بھی چلتی رہی، اس کی توجہ ہمیشہ چیزیں خریدنے کی طرف وہاں بھی رہی کہ ساری عمر اس حاجی نے ہر جگہ یہی سنا کہ خدا پالتے ہیں، لیکن کوئی سبب ظاہری بھی تو ہو، عیسیٰ علیہ السلام و موسیٰ علیہ السلام کے یہاں کھانے اتفاق سے اتر گئے ہوں گے، لیکن اب تو خدا کھانا کسی سبب ظاہری سے ہی دیتا ہے، ارے جب ان کی اپنی محنت سے ہی ہو رہا ہے تو خدا کی طرف کیسے رجوع کریں، اس ذہن کا حاجی ایسا ہی بن کر آئے گا جیسے کہ آج بن رہا ہے۔

سب سے پہلے مشق تھی کہ سب کچھ خدا دیتے ہیں، چیزیں خدا دیتے ہیں، پانی سے سیرابی، کھانے سے شبع نہیں ملتا ہے، خدا سے نمازی کو سب کچھ ملتا ہے، زمین آسمان خدا کی قدرت سے بنے ہیں اور مظہر قدرت بیت اللہ ہے، پہلے پانی ہی پانی تھا کہ بیت اللہ کی جگہ پر ایک بلبلہ اٹھایا اسے اتنا پھیلایا کہ ساری دنیا بنا ڈالی (۲)، ایک بلبلہ سے امریکہ، روس، جاپان، افریقہ، ایشیاء بنا ہے اسی طرح ان تمام جگہوں میں قدرت ہی نظام چلا رہی ہے جس نے اسے پیدا کیا ہے، تمہاری عزت قدرت وقار و پرورش صرف خدا سے ہے، ابراھیم علیہ السلام کے ذریعے اسمعیل علیہ السلام و ہاجرہؑ کو یہاں ڈال کر دکھلایا کہ باغ، پھل، اناج کھیتی سے انسان نہیں پلتا بلکہ خدا کے پالنے سے پلتا ہے، چاہے بے آب و گیاہ زمین میں بغیر کھانے پینے کے سامان کے پال ڈالیں (۳)۔

ابراہیم علیہ السلام نے غیر خدا سے پلنے کو غلط ثابت کرنے کے لئے قدم اٹھایا تھا، پھر خدا نے پالا، بغیر لوہے اوزار، و مزدور کے پانی زمین سے نکالا، وہاں سے کھودو تو ہرگز پانی نہ نکلے، اپنی قدرت سے ایڑیاں رگڑتے وقت پانی زمین سے نکالا (۴)، اس پانی سے ہی پینے کھانے کا کام وغیرہ لیا، آج وہاں دکانیں ہیں، چیزیں سستی ہیں انھیں دیکھنے کے لئے قدرت نے نہیں بنایا ہے، قرآن و احادیث و سیرت نبوی کی دوربین سے اس بیت اللہ کو دیکھ؟ اس میں کیا ہے؟ ہمارے خدا نے بغیر کسی دنیاوی اسباب کے ابراہیم علیہ السلام کے بیٹے اسمعیل علیہ السلام و ہاجرہ کو پالا، ایسے ہی قرآن و احادیث سے منیٰ میں دیکھ کہ ابراہیم علیہ السلام کے چلانے کے باوجود چھری نے اسمعیل علیہ السلام کا گلا نہیں کاٹا (۵)، وہاں دنبے بکرے کا گوشت مت دیکھو، خدا نے پہلی قدرت زمین بنانے میں دوسری قدرت دونوں کو بغیر نقشے کے پالنے میں دکھائی، اسی کو سمجھانے کے لئے خدا حج پر بلاتے ہیں، ہر نبی نے ساری عمر محنت کی، آخری عمر میں حج کیا کرتے تھے (۶)، اسی وجہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حج کا نام حجۃ الوداع ہے، بیت اللہ و قدرت اور قدرت سے استفادہ کو معلوم کیا، مکہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ اور کوئی نبی نہیں تمام انبیاء نے حج سے پہلے بھی آواز اٹھائی تم غیر خدا سے نہیں پلتے ہو، غیر سے نہیں ملتا ہے نہیں پلتا ہے، خدا دیتے ہیں اور پا

لتے ہیں، اسی یقین کی مشق اس مسجد حرام میں کی گئی۔

زندگی کا کوئی تعلق سونے، چاندی، زمین، بیل، گھوڑے سے نہیں ہے، نوح علیہ السلام نے یہ سمجھانے کا کام خوب کیا، اتنا پتھراؤ کیا کہ ان کے نیچے دب جاتے، نوح علیہ السلام نے محنت کی لوگ اپنے غلط عقیدہ پر اڑے رہے، کسی نے نوح علیہ السلام کی مان کر نہ دی، نوح علیہ السلام بھی اڑے رہے، دعوت میں کمی نہ لائے، غیر خدا کا یقین کرتے ہو؟ تم بے وقوف ہو، چنانچہ کرتے کرتے ایک دن خدا نے قدرت دکھائی بہر حال اللہ تعالیٰ قدرت سے استفادہ والے اعمال میں جان پڑ جائے، غیر سے اپنی محنت سے غلہ، کھیتی زمین، وچیزوں سے پلنے کا یقین نہ رہا، تمام مسائل میں خدا کی طرف ہی رجوع ہو، نماز کی دعا سے تمام مشکلات حل ہوتی معلوم ہوں۔

اب رات دن اسی پر محنت کی، اور ظاہر ہے کہ اس محنت میں زیادہ لگنے سے کھیتی میں کمی آئے گی، دنیاوی نقشے کم ہو جائیں گے، لیکن نوح علیہ السلام کو یقین تھا کہ ایک دن خدا اپنی قدرت کو ظاہر فرمائیں گے اور سب کچھ توڑ کر پھینک دیں گے، قوم نوح کہتی تھی کہ دیکھ لی تیرے خدا کی قدرت جو اس طرح فقیر و ذلیل ہو رہا ہے، پھر اچانک پانی ہر جگہ بادل ہوا زمین سے نکلنے لگا، سارے نقشے ڈوب گئے، ساری کشتیاں اس پانی میں ڈوب گئیں، لیکن کشتی نوح اس طوفان میں بھی بچ گئی اور جو کچھ کشتی میں تھا، جانوروں کے جوڑے، درختوں کے بیج یا پودے بھی بچ گئے، نوح کی بات کو سچ کر دکھایا کہ نقشوں سے کچھ نہیں ہوتا، خدا کرتے ہیں، صرف ایک کشتی بچی باقی سب کچھ تباہ ہو گیا، کشتی کی ایک چیز پر اثر نہ ہوا، دوسروں کو ہلاک کرنے میں ایک جوڑے سے ساری چیزیں پھیلانے میں قدرت دو طرح دکھلائی اب قدرت دیکھ کر نوح علیہ السلام حج کرنے آئے، اور قدرت سے سب کچھ کروانے کی دعا مانگی، بعض روایات میں ہے کہ باقی عمر وہیں گذار دی، کھانے پینے کا انتظام ؎

مدت میں ہاتھ آئی ہے وہ آستین تمہاری کیسے چھوڑ دوں

غیب سے کر دیا (۷)، پہلے حج کرنے ایسے آدمی آتے تھے کہ چیزیں نہ پاس تھی نہ مکہ میں تھی، بغیر چیزوں کے رہے، قدرت سے خوب استفادہ کیا۔

اور آج کا حاجی وہاں جا کر بھی منیٰ، عرفات، مزدلفہ، مکہ، مدینہ میں چیزوں سے ہونے، چیزوں کی فکر میں لگے رہے، اپنے گھر بار بیوی بچوں کو ہی سوچتے رہے کہ کھیتی کون کر رہا ہوگا، مقدمہ کا کیا فیصلہ ہوا ہوگا، چونکہ قدرت کا تماشہ دیکھ کر نہ گئے تھے، اس وجہ سے وہاں بھی قدرت سے استفادہ کو نہ سوچا، نہ ذکر، و دعا سے لینے والا بن کر حج پر گئے، پہلے انبیاء و صحابہؓ نے بھی محنت کی کہ خدا سے لینے اور اعمال صالحہ سے پل جانے کا ذہن بن جائے، یقین بدل گیا، اب لاکھ قدرت سے اعمال کے ذریعے لینے والے بن گئے، تب بنی اسرائیل کے لئے آسمان سے اترا (من وسلویٰ وغیرہ)، چیزوں و نقشوں سے کچھ نہ ہونے کا یقین رکھتے تھے۔

پھر حکم ملا ان اسرائیلیوں کو ان کی معمولی تعداد کے ساتھ یہاں سے لے چلو، اس سے پہلے فرعونی کہتے تھے کہ تم خدا کو ماننے والے بنتے ہو، دکھاؤ خدا کی قدرت کہاں ہے؟ جیسے آج کے مسلمانوں کا حال ہے کہ انہیں تکلیف پہنچانے والے بھی

کہہ رہے ہیں خدا کو اپنے بلاؤ؟ اس کا جواب ہمارے ذمہ ہے، تمام تکالیف مصائب کے باوجود موسیٰ علیہ السلام وغیرہ ایمان کی دعوت دیتے رہے کہ یہ فرعون تکلیف پہنچا رہے ہیں، لیکن صبر کرنے سے یقین درست کرلو تب قوم کو موسیٰ علیہ السلام لے کر چلے، فرعون غصہ میں فوج لیکر چلا کہ اچھا ہمارے ہاتھ سے بھاگنا چاہتے ہو، فرعون پورے لشکر اور اسلحہ کے ساتھ چل پڑا، موسیٰ علیہ السلام قدرت خداوندی سے لینے پر یقین کر کے چل رہے تھے، ایک تو اسرائیلی قوم کے پاس کچھ نہیں، سمندر آ گیا، آگے بڑھو تو ڈوبیں، نہیں تو فرعونی مار ڈالیں، ذمہ دار کون كَلَّا إِنَّ مَعِيَ رَبِّي نقشے کیسے ہوں، قدرت پر یقین خدا کو پسند ہے، اسرائیلی موسیٰ علیہ السلام کی اس ادا کے دل میں آجانے کی وجہ سے چمکے اور من وسلویٰ اترا اور آخر میں سمندر پار کر گئے، اسی میں فرعونی ڈوب گئے اب بنی اسرائیل حج کرنے اس یقین کے ساتھ چلے اور راستہ میں گزشتہ اقوام کے حالات دیکھتے گئے کہ قدرت سے کیسے ہلاک ہوئے، ایک چیخ سے مار دیا، قوم نوح اس طرح ڈوبی، چلتے ہوئے بھی یقین بڑھتا گیا، ہمارا پہلے سے یقین غیر خدا سے ملنے کا تھا، راستے میں جہاز، بابو جی سے کام ہوتا دیکھ کر ان سے کام ہونے کا یقین کرلیا، اسی وجہ سے کہتے ہیں کہ بابو جی تمہارے بتوں میں میرا مسئلہ ہے، اگرچہ وہ شرک ہے یہ لوگ کیا سمجھے کہ قدرت کیا ہے۔

۷۲ ہزار بنی اسرائیل چلتے چلتے مدینہ پہنچے، مدینہ احد کو دیکھا تو کہنے لگے کہ کیا اسی شہر میں نبی آخر الزماں آئیں گے، موسیٰ علیہ السلام نے کہا یہی وہ شہر ہے، دل میں بات رکھ لی، حج سے واپسی میں موسیٰ علیہ السلام سے اجازت لے کر وہیں ٹھہر گئے (۵۰۰) کہ نبی آخر الزماں کا ساتھ دین پھیلانے میں دیں گے، مدینہ میں نہ ان کا مکان نہ بیوی بچے نہ جائیداد، انھیں یقین آچکا تھا کہ خدا پالتے ہیں اپنی قدرت سے ہر جگہ پال سکتے ہیں ان ۷۰ ہزار اسرائیلیوں نے منیٰ، عرفات، مزدلفہ صفا، مروہ، بیت اللہ میں کیا کیا دیکھا ہوگا۔

اب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آئے نبوت سے پہلے حج کئے لیکن اسلام کے بعد حج صرف ایک کیا کہ حج تو یقین بدل جانے کے بعد کی چیز ہے پہلا کام یہ ہے کہ سب سے پہلے خدا کی قدرت کی طرف سب کو پھیرو، غیروں سے کاٹ کر خدا سے جوڑنے کی کوشش مکہ میں شروع کی جس پر آپ کو پیٹا گیا، گلے میں کپڑا ڈال کر گھونٹا گیا، نماز میں اوجھڑی ڈال دی گئی، خوب تکالیف کو برداشت کیا، اور ایمان لانے والوں کو بھی تکالیف کا سامنا ہوا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو ایمان، خدا پر یقین، علم، ذکر، پر ڈالا، سب نے رات دن محنت کی، کوئی زخمی، کوئی بھوکا، کوئی پیاسا، کسی کے نکلنے والے خون پیپ سے آگ بجھ رہی ہے، کسی کو بوری میں بند کیا گیا (۸)، کسی کو پکڑ کر پانی میں گردن ڈال دی، پیٹ میں پانی جانے لگا تو بعض نے کہا جو کہو کہہ دیں گے، اگرچہ دل اس عمار کا نہ بدلا تھا (۹)، قدرت سے لینے کے لئے پہلے یہ محنت تھی کہ بغیر اسباب کے خدا سے لیں گے۔

۱۳ سال تک یہ ہوتا رہا حبشہ ہجرت کر کے چلے گئے، کہ مکہ کی زمین تنگ ہوگئی سارے دشمن پتھر سے مارے جائیں، پھر ۵ سال بعد خدا نے قدرت دکھائی، مشرکین ہتھیاروں سے لیس، صرف بہادر، خدا کے قریب، مسلمانوں میں ایک تلوار، دو گھوڑے، مخلوط مجمع، ۳۱۳ صحابی (۱۰)، پھر آسمان سے فرشتے اتر گئے (۱۱)، لکڑی تلوار بن گئی (۱۲) عباس کو فرشتے نے قید کیا (۱۳)، قسم کھا کر کہتے تھے کہ گلے کٹ رہے تھے، لیکن کاٹنے والا نظر نہ آرہا تھا (۱۴) دو قدم کی دوری

کے بعد کوڑے کی آواز آئی کہ ایک مشرک مرا ہوا ملا، جس کی ناک پر کوڑے کا نشان تھا (۱۵)، اب قدرت دیکھ لی تو مطالبہ محنت کا بڑھ گیا اگر چہ میوات والے نصرت دیکھ کر بھی پیچھے ہٹ جاتے ہیں۔

پھر صحابہؓ قدرت کو سامنے رکھ کر نکل پڑے اور قدرت دیکھ رہے ہیں، رات کو اونٹ پر کا سامان گرا، بالکل اندھیرا، حمزۃ بن عمرو اسلمیؓ کے پاؤں کے انگھوٹے سے بہت تیز روشنی نکلی، اس سے سامان تلاش کر لیا پھر روشنی ختم (۱۶)، ام شریکؓ ہجرت کر کے آرہی تھیں، راستے میں یہودی ملا اس نے یہودی بنانے کے لئے ایسا گاڑھا شربت پلا دیا کہ جس سے پیاس تیز ہوگئی، اب جو پانی مانگا تو اس یہودی نے کہا، میں پانی اس وقت دونگا جبکہ یہودی بن جاؤ گی، انھوں نے انکار کر دیا کہ مرجانا پسند لیکن اسلام نہیں چھوڑوں گی، اب مرنے کے لئے کپڑے میں منہ لپیٹ کر سو گئی، آسمان سے سفید ڈول، سفید رسی میں پانی اترا، شہد سے زیادہ میٹھا، اس کو پیا، باقی بدن پر چھڑکا، اس کے بعد موت تک پیاس نہ لگی، چاہے وہ سخت گرمی میں روزہ رکھ کر دھوپ میں بیٹھ جائیں (۱۷)۔

ایک صحابیؓ کی آنکھیں اسلام کے بعد جاتی رہیں، دعا مانگی اے اللہ واپس کر میری بینائی، ورنہ کافر کیسے اسلام میں آئیں گے، چنانچہ اس کی بینائی واپس ہوئی (۱۸)، صحابہؓ نے حج سے پہلے خوب قدرتیں دیکھ لی تھی تین سو سے زائد کی مشقتوں کے بعد ایک بہت بڑی مچھلی نکلی جسے ان سب نے ایک ماہ سے زیادہ کھایا، آنکھ کے حلقے میں چربی نکالنے کے لئے تیرہ آدمی داخل ہوئے، اس کی بڑائی کا اندازہ کرنے کے لئے ابوعبیدہؓ نے ایک پسلی کھڑی کی کہ سب سے اونچے اونٹ پر سب سے اونچے قد کے آدمی کو بٹھا کر اس کے نیچے سے گزروایا تو اس کا سر پسلی کو نہ لگا، اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ قدرت کا معاملہ ہے، قدرت نے بھیجی تھی (۱۹)۔

اب قدرتیں دیکھ کر حج کو چلے پہلے سے یقین بن چکا تھا کہ نماز کے بعد جو مانگیں گے وہی ہو جائے گا، کھانے کا بڑھنا (۲۰)، مقداد بن اسودؓ کو استنجا کرتے ہوئے ایک چوہے نے ایک ایک کر کے سترہ اشرفیاں لا کر دیں (۲۱)، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بتایا تو آپؐ نے فرمایا وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا (۲۲) خندق میں حذیفہؓ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حالات معلوم کرنے بھیجا تو کفار کے ہاں بہت تیز ہوا، صحابہؓ کے ہاں وہی ہوا نرم میٹھی، نیند لانے والی اور کفار کے ہاں اتنی تیز کہ خیمے اکھڑ رہے ہیں، دیگیں اڑ رہی ہیں، اس پر ابوسفیان واپسی پر ترغیب دے رہا تھا میں واپس جا رہا ہوں اور گھبرا کر جلدی میں اونٹ کو کھڑا کرنا چاہا اور پاؤں کی رسی کھولنا بھول گیا مارتا وہ اوپر ہوتا پھر گر جاتا آخر رسی ٹوٹ گئی پھر اس پر وہ بھاگا (۲۳) راستے میں حذیفہؓ نے بیس کے قریب سفید عماموں میں فرشتے دیکھے، صلح حدیبیہ میں قدرت دیکھی کہ پست حالات سے مکہ والے اسلام میں آگئے، مال جان لے کر ایمان تعلیم ذکر میں اللہ کے راستے میں نکلنے والے بن گئے پھر یقین آچکا تھا کہ دعا سے ہر کام ہو جائے گا سمندر مسخر ہو جائے گا، آگ بجھ جائے گی مردہ زندہ ہو جائے گا اس یقین کے ساتھ جانے والوں کی مکہ میں کیا کیفیات ہوں گی قدم قدم پر قدرت کے واقعات بتاتے گئے اور یہ مانتے گئے۔

اس جگہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں جانے والا ہوں، جو کچھ لے چکے ہو اسے دوسروں تک پہنچا دو، اور پھر صحابہؓ

لے کر پھیل گئے، اب تو یہ طے کرلو کہ دیکھ لیا اس دنیا کی محنت کو مقروض ہی رہے، اب تو ابراھیم علیہ السلام محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ پر چل کر قدرت سے لینے والے بنیں گے، تم خود کو حاجی نہ سمجھو، تمہارا یقین تو کمائی پر آیا ہوگا کہ کمایا تو حج کیا، اب تو جا کر خوب کمائیں گے تاکہ حج اور کرسکوں بچوں کی شادی کرلو، گئے اس واسطے تھے کہ دل سے زمیں و چیزوں کا یقین نکل جائے اور اس یقین کو پھیلانے کا دل میں شوق ولولہ ہو لیکن اس کا عکس لے کر ہی آئے، جب یہاں کہیں کہ اللہ کے راستے میں چلو تو دل کی بات یہ ہے کہ ڈیڑھ ہزار لگا چکے ہیں ذرا تین ہزار اور لگالیں، دنیاوی حالت درست کرلیں پھر تبلیغ میں جائیں گے، اگر زیادہ زور لگائیں تو دو دن بعد آنے کا وعدہ کریں گے، لیکن یہاں سے گھر جا کر پانچ سو قرض لے کر اور خرچ کرے گا کہ اپنے رشتہ دار دوست احباب کو کھانا کھلا کر اپنا حاجی ہونا ثابت کرلیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ یہ ہے کہ اس خرچ کرنے سے آسمان سے فرشتے اتریں گے، زمین پھٹے گی، تیری وجہ سے دنیا کا نظام بدلے گا، لیکن تیرا تو یقین اور زیادہ چیزوں پر وہاں جانے سے بڑھ گیا وہاں اعداء کے نقشے بکھر گئے، اور تو ان نقشوں سے مسحور کر آیا کہ کتنی بلند عمارت ہے کیسی چیزیں سستی ہیں۔

خدا کی قسم اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم آجائیں تو اس دنیاوی نقشے میں زبردست آگ لگادیں جو کہ مکہ مدینہ میں ہے ارے وہاں سے لانے کی چیز تو وہ تھی جو قبروں میں جا چکی، تمہارے حج کر کے آنے کو خدا قبول کرے، اس کی امید رکھو، اب تو تمہاری مثال ایسی ہے کہ پھل اس معیار پر آگیا کہ اگر پکے تو بہت عمدہ ورنہ بیکار، اب تم یہاں سے سیدھے گھر چلے گئے تو حج کا پھل ختم، اور اگر طے کرلو کہ آئندہ سال حج کریں گے اور اس سے پہلے اس کی تیاری میں وقت لگالو، یقین درست کرلو، دل کی آنکھ کھلوالو، پھر مکہ مدینہ جا کر وہاں کی اندر کی چیزیں دیکھ کر آنا، اب تو صرف وہاں کی چیزیں دیکھ کر آئے ہو، عمرہ میں اکتوبر میں گئے، دسمبر میں دو ماہ کے بعد چار ماہ کے لئے روانہ کیا، (۳۰۰) میں سے (۱۵۰) احباب روانہ ہوئے، ۳۰۰۰ روپئے فی کس خرچ ہوا ہوگا، بہت سے چار ماہ سے حج پر آگئے کہ حاجیوں میں کام کریں گے، گیارہ ماہ کے بعد واپس ہو رہے ہیں اور ان میں میواتی کوئی نہ تھا، اور میوات میں سود کے بینک کھل رہے ہیں، مقدمہ بازیاں خوب ہو رہی ہیں اب لوگ اگر تمہارے علاقے کو دیکھیں کہ یہاں سے کام چلا تھا تو وہ کیا اثر لیں گے، تم حج بھی کر آئے تو اس وجہ سے کہ امتیاز نام میں حاصل ہو جائے اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حج کے مشابہ اپنے حج کو بنانا ہے تو اللہ کے راستے میں نکل جاؤ اور کام، تجارت، زراعت، سے بدل کر ابراھیم علیہ السلام اسماعیل علیہ السلام و محمد صلی اللہ علیہ وسلم والا کام اپناؤ۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا 'لاترجعوا بعدی کفارا یضرب بعضکم رقاب بعض' (۲۴) حج میں اور یہاں ہے کہ لوگ کہتے ہیں کہ حاجی صاحب آپ کا انتظار تھا اب مقدمہ فلاں پر کرنا ہے، قتل مسلم، زنا، شراب پینے، سود کھانے سے زیادہ سخت ہے، مسلم کو گالی دینا، عزت خراب کرنا بہت سخت ہے، ابن عمرؓ نے بیت اللہ کی طرف منہ کر کے کہا کہ اے بیت اللہ تو بہت محترم ہے، تیرا ڈھانے والا دنیا کا بہت بڑا ملحد، لیکن اللہ کے ہاں تجھ سے زیادہ احترام ایک مسلم کا ہے، قتل مسلم ہدم کعبہ سے زیادہ سخت ہے (۲۵)، کھانا پلانا حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے صحابہؓ سے ثابت نہیں ہے اس لئے اس میں لگانے سے زیادہ اچھا یہ ہے کہ اسے لے کر تبلیغ میں دور چلے جاؤ، اور جب کھانے پر اکھٹے ہوں گے تو سارے علاقوں کے جھگڑوں

کا سننا ہے، رشتہ داروں کو لگانے کی فکر خوب کرو۔

پہلے زمانے میں تو لوگ حج کو چھپاتے تھے کہ کہیں دنیا میں تو نام ہو جائے، آخرت میں قبول نہ ہونے پر کہیں بدنامی و رسوائی ہو، چپکے سے واپس آجاتے تھے، اور آج تو حج قبول ہو یا نہ ہو لیکن حج کا خوب ڈھنڈورہ پیٹتے ہیں اور نہ ہو سکے تو ہاتھ پر گھڑی اور سر پر رومال ڈال لیں گے، ایک زہریلے بند کویں کو کھولنے کے لئے ایک صاحب نے آدمی اتارا تو وہ نیچے پہنچتے پہنچتے ہی مر گیا، جب معلوم ہوا تو دوسرا اتارا، یہاں تک کہ سات اتار دیئے اور ہر ایک پہنچتے ہی مر جاتا، بس ایسے ہی گاؤں بھی زہریلا کنواں ہے جس میں پاؤں رکھتے ہی نور ایمان مر جائے گا۔

---

(۱) الکامل فی التاریخ صفحہ ۳۹۲ جلد ۲
(۲) سبل الہدیٰ صفحہ ۲۸۱ جلد ۳
(۳) سورۃ ابراہیم: ۳۷
(۴) تفسیر طبری: صفحہ ۱۵۲ جلد ۱۳
(۵) البدایہ والنہایہ صفحہ ۱۶۲ جلد ۱
(۶) اخبار مکۃ للازرقی صفحہ ۸۸ جلد ۱
(۷) اخبار مکۃ للازرقی صفحہ ۸۸ جلد ۱
(۸) حیاۃ الصحابہ صفحہ ۳۳۴ تا ۳۴۶ جلد ۱
(۹) حیاۃ الصحابہ صفحہ ۳۸۱ جلد ۱
(۱۰) بخاری صفحہ ۵۶۴ جلد ۲
(۱۱) حیاۃ الصحابہ صفحہ ۷۴۳ جلد ۳
(۱۲) حیاۃ الصحابہ صفحہ ۹۱۵ جلد ۳
(۱۳) حیاۃ الصحابہ صفحہ ۷۴۹ جلد ۳
(۱۴) حوالہ سابق صفحہ ۷۵۲
(۱۵) حوالہ سابق صفحہ ۷۵۰
(۱۶) حیاۃ الصحابہ صفحہ ۸۵۳ جلد ۳
(۱۷) حلیۃ الاولیاء صفحہ ۶۶، ۶۷ جلد ۲
(۱۸) حیاۃ الصحابہ صفحہ ۷۷۷ تا ۷۷۹ جلد ۳
(۱۹) حیاۃ الصحابہ صفحہ ۸۹۰ جلد ۳
(۲۰) حیاۃ الصحابہ صفحہ ۸۷۳ تا ۸۷۶ جلد ۳
(۲۱) حیاۃ الصحابہ صفحہ ۸۹۸ جلد ۳
(۲۲) سورۃ الطلاق: ۲
(۲۳) البدایہ والنہایہ صفحہ ۱۱۵ جلد ۴
(۲۴) مجمع الزوائد صفحہ ۱۵۶ جلد ۱
(۲۵) مجمع الزوائد صفحہ ۸۱ جلد ۱

۲۴ گھنٹے کی زندگی نماز والی ترتیب پر گزارے

{۲۶ر صفر ۱۳۸۲ھ مطابق ۳۰ر جولائی ۱۹۶۲ء}

بروز پیر، بعد فجر

اقتباس

الیکشن میں دو خیمے علیحدہ علیحدہ لگتے ہیں کہ ووٹ کہاں دیتے ہو لیکن خدا نے چیزوں و اعمال کا مقابلہ دین میں رکھا ہے، سب سے پہلی آواز اللہ اکبر، سب کے چھوٹے ہونے کا تو یقین کر لے کہ ان کا ماسوا بہت چھوٹا، وہ خود بہت بڑے، ان کے صفات بہت بڑے، اللہ کا رحم بڑا، اللہ کا غضب بہت بڑا، اللہ کی پکڑ بہت بڑی، غیر خدا جبرئیلؑ و عزرائیلؑ تک سب چھوٹے ہیں، ان کے مقابلہ میں ایک ذرہ کی طرح ہیں اور اس چھوٹے سے کچھ نہیں ہوتا ہے، موت، زندگی، ہنسی، خوشی، غم، راحت، سکون، ذلت، عزت، بے چینی، غنیٰ، فقر ان میں سے کسی سے نہیں ملتا ہے، صرف خدا کے دینے سے ملتا ہے وہی معطی (دینے والا) و آخذ (چھین لینے والا) ہے، وہی دیتا ہے وہی لیتا ہے، وہی چیزوں کو بناتا ہے بگاڑتا ہے، چیزوں میں زندگی وہی بناتا ہے جسے وہی بگاڑتا ہے، یہ لا الہ الا اللہ ہے، اس کے بعد محمد رسول اللہ ہے کہ اس بڑے سے لینے کے لئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم والے ایمان و اعمال ہونگے تو راستہ کامیابی کا ہے، جب ہر ایک کو چھوٹا مان لیا کہ ان سے نہیں ہوتا، اور خدا بڑے ہیں ان سے ہوتا ہے تو اب سب کچھ چھوڑ کر چلا آ، اور اپنے تمام اعضاء کے اعمال درست کر، جس کے کرنے سے روکا اس سے رک جا۔

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

میرے بھائیو اور دوستو!

اللہ نے تمام انسانوں کے لئے کامیابی ناکامی اعمال میں رکھی ہے، مالدار ہوں یا غریب، حاکم یا محکوم، تاجر یا زارع، ان سب کی پرورش اللہ ان کی چیزوں کے اعتبار سے نہ فرماویں گے، بلکہ ان کے اعمال کے اعتبار سے فرماوینگے، یعنی اعمال اگر انھیں پسند ہیں تو سکون و وقار، عزت، علو، کثرت مال، غنیٰ وغیرہ عطا فرمائیں گے اور خرابی اعمال پر زندگی بگاڑ دیں گے چاہے اس کے پاس نقشہ کتنا بڑا ہو اور اسی وجہ سے خدا نے ذرائع اعمال یعنی اعضاء تمام کو برابر دئے ہیں، وزراء، صدر، حکام، محکوم، مالدار غریب، سب کو اعضاء برابر دے رکھے ہیں، یہ نہیں کہ وزیر کے چار ہاتھ، صدر کی آٹھ آنکھیں یا مالدار کے بارہ پیر وغیرہ، اب کمائے یا نہ کمائے ذرائع اعمال اعضاء سب کے پاس برابر دئے ہیں، جس پر

کامیابی ناکامی کا مدار ہے وہ سب کو برابر ملے ہیں، دل کا یقین، اعضاء کا عمل ہر ایک کے پاس اصلی ذرائع ہیں، دنیا پر محنت کرنے سے اعضاء نہیں بڑھتے، خس وخاشاک بڑھتا ہے کہ اس طرح سے زیادہ ملے گا، فلاں کوٹھی عمدہ تیار کروں گا۔

اب اشیاء ہر ایک کو برابر نہیں دی ہیں کہ کامیابی ناکامی کا تعلق ان اشیاء سے نہیں ہے، لیکن حقیقی ذرائع عمل سب کو برابر دئے ہیں، ذرائع اعمال خراب کر لینے سے جائیداد، موٹر جہاز، باغ و بہار قلعہ فوج حکومت سب میں ناکام ہو جائے گا کامیابی ناکامی کا تعلق اشیاء سے نہ ٹھہرا بلکہ اعمال سے ہے، کہ درستگی اعمال پر دنیا و آخرت میں کامیاب ہوگا چاہے اس کے پاس نہ عہدہ، نہ مکان، نہ جھونپڑا، نہ لباس، نہ مکان، نہ طعام، نہ سواری، کچھ بھی نہیں ہے، کامیابی ناکامی اعمال میں رکھ کر اعمال کے ذرائع سب کو دے دئے، اب جن چیزوں میں کامیابی ناکامی نہیں ہے اسے سامنے رکھ کر اچھا مکان مل جائے کھانا عمدہ ہو، لباس بڑھیا ہو، ملک مال سامنے ہو تو اندر سے یقین خراب ہوگا، سارے عمل خراب، چیزیں اس کی بڑھتی رہے گی، عہدہ میں ترقی ہوگی، مال زیادہ ہوتا جائے گا، ساتھ ساتھ خرابی اعمال بھی ترقی پر ہوگی، دائیں بائیں کے فرشتے اس کے تمام اعمال سوء لکھتے رہیں گے، اور انسان خود کو کامیابی میں تصور کرتا رہے گا۔

سورج نکلنے سے پہلے رات کے آنے سے پہلے دن کے عمل آسمان کو جاتے ہیں، کثرت اشیاء و نعم پر یہ خود کو کامیاب سمجھتا ہے، اس پر اس کے لئے آسمان سے حکم ناکامی کا چلے گا، جیسے خرابی ایمان و بگاڑ اعمال پر ناکامی ہوا کرتی ہے تو یہ دنیا اس کے لئے جیل بن جائے گی، جیل کی عمارت مضبوط ہوتی ہے، لیکن قیدی ہر وقت پریشان رہتا ہے کہ اس کے لئے کیا حکم ملے گا، ایسے ہی کثرت اشیاء پر حکم آئے گا کہ نہ رات کو نیند نہ دن کو سکھ آفات آئیں گی، ٹڈی سے کھیت ختم، دیوالیہ نکلے، ماں باپ سے یا اولاد سے یا بیوی سے یا پڑوسی سے یا بھائی سے یا محلے والوں سے لڑائی ہوگی، جس چیز کی وجہ سے عمل خراب کیا اس میں ضرور آفت آئے گی، جن دوستوں کی وجہ سے اعمال خراب کئے ان سے مصیبت ملے گی جس کھیت وزمین و جانوروں کی وجہ سے اعمال خراب کئے ان میں آفات لے آئیں گے، یہ خدا کی طرف سے تنبیہ ہوگی کہ تم جس کی وجہ سے اعمال خراب کرتے ہو اس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ نہیں لیتے تو دیکھ لو اب اس کا نتیجہ، کس طرح مصیبت آرہی ہے، اگر سچی توبہ کر لے اور مڑ جائے ایمان و اصلاح اعمال کی طرف تو پھر خدا اسے مصیبتوں سے نکال کر آرام و راحت میں لے آئیں گے اور سچی توبہ کی توفیق نہ ہوئی تو مصائب بڑھتے جائیں گے، جب سمجھ میں آئے گا مصائب کو ہٹالیں گے، اور اگر مرتے دم تک سمجھ میں نہ آیا تو مرنے کے بعد ہی عذاب شروع ہو جائے گا اور ہر برے عمل کو یاد دلا کر عذاب دیا جائے گا، فلاں ترک صلوٰۃ سے یہ عذاب لو، فلاں دوست کی بات غلط ماننے سے یہ عذاب لو، قیامت کو کہے گا یٰلَیْتَنِیْ لَمْ اَتَّخِذْ فُلَانًا خَلِیْلًا (۱)۔

دوسرا راستہ انبیاء و صحابہ و محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے کہ آدمی چیزوں پر محنت نہ کرے بلکہ خدا کی دی ہوئی مایہ پر محنت کرے، ایک طرف زمین، ایک طرف دل، ایک طرف زمین کی چیزیں، ایک طرف جسم کے اعمال، اب انسان چیزوں کی فکر نکالے کہ وہ ساتھ رہے یا نہیں، مجھے بہر حال ان اعمال پر لگنا ہے، جن سے خدا راضی ہوں گے، اپنے ایمان کو درست کرنا ہے کہ صحتِ اعمال پر زمین، غنی، بلندی، عزت، شہرت، اور اطمینان سکون سب کچھ ملے گا، اس نے سب کچھ برداشت کیا،

پیاس، بھوک، بے عزتی، رشتہ داروں کی ناراضگی وغیرہ، ہر حال میں موت کی تکلیف نزع کی شدت ہے، قبر میں آنا ہے، چاہے دنیا کیسی ہی گزار دے، اسی لئے میں تو اعمال درست کرلوں اعمال سے پرورش کو دل سے جانے، اب خدا نے عمل پر کچھ دیا، اس ملنے والی چیز سے عمل اور اچھے بنائے تو اب کامیابی پہلے سے زیادہ ملے گی، اس نے عمل اور بڑھایا کہ جب سے عمل درست کئے بھینس دو بچے دینے لگ گئی، کھیتی بڑھ گئی، ٹڈی سے خود حفاظت ہوتی ہے، جتنی کامیابی اسے ملی اس سے آگے کی لینے کے لئے اعمال درست کرتے گئے، مرنے کے بعد کامیاب، ساتوں زمین آسمان سے بڑی جنت ملے گی، چیزوں سے کچھ نہیں ہوتا ہے، عمل پر خدا دیتے ہیں، اشیاء کی مثال چھلکے کی سی ہے کہ چھلکے سے کچھ فائدہ حاصل نہیں ہوتا ہے، چھلکے کے اندر کے زرد وسفید سے بچہ بنتا ہے، ایسے ہی تجارت، زراعت، ملازمت، مزدوری، سب انڈے کے چھلکے کی طرح ہیں، ان کے اندر کے اعمال زردی وسفیدی کی طرح ہیں اگر اس چھلکے میں جانور بن گیا تو اسے ایک دن باہر نکالیں گے، پھر اسے پالیں گے یہاں تک کہ وہ ہوائی جہاز، مکان، وزیر، صدر، بھینس، جس پر چاہے جا بیٹھے، جب تک چھلکے میں ہے قوت پرواز نہیں مل سکتی ہے، اگر یقین اعمال خراب ہوجائے زردی سفیدی خراب ہوجائے تو خدا اس چھلکے کو توڑ دیں گے، ہوگا کچھ نہیں، زندگی ختم، کامیابی درستگی ایمان میں ہے، ہر چیز سے یقین موڑ لو کہ ان سے کامیابی نہیں ہے، بلکہ خدا کامیابی دیتے ہیں جبکہ اعمال ویقین درست ہوں اس کے لئے مساجد بنائی گئی ہیں۔

الیکشن میں دو خیمے علیحدہ علیحدہ لگتے ہیں کہ ووٹ کہاں دیتے ہو لیکن خدا نے چیزوں واعمال کا مقابلہ دین میں رکھا ہے، سب سے پہلی آواز اللہ اکبر، سب کے چھوٹے ہونے کا تو یقین کرلے کہ ان کا ماسوا بہت چھوٹا، وہ خود بہت بڑے، ان کے صفات بہت بڑے، اللہ کا رحم بڑا، اللہ کا غضب بہت بڑا، اللہ کی پکڑ بہت بڑی، غیر خدا جبرئیلؑ وعزرائیلؑ تک سب چھوٹے ہیں، ان کے مقابلہ میں ایک ذرہ کی طرح ہیں اور اس چھوٹے سے کچھ نہیں ہوتا ہے، موت، زندگی، ہنسی، خوشی، غم، راحت، سکون، ذلت، عزت، بے چینی، غنیٰ، فقر ان میں سے کسی سے نہیں ملتا ہے، صرف خدا کے دینے سے ملتا ہے وہی معطی (دینے والا) وآخذ (چھین لینے والا) ہے، وہی دیتا ہے وہی لیتا ہے، وہی چیزوں کو بناتا ہے بگاڑتا ہے، چیزوں میں زندگی وہی بناتا ہے جسے وہی بگاڑتا ہے، یہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ہے، اس کے بعد مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ہے کہ اس بڑے سے لینے کے لئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم والے ایمان واعمال ہونگے تو راستہ کامیابی کا ہے، جب ہر ایک کو چھوٹا مان لیا کہ ان سے نہیں ہوتا، اور خدا بڑے ہیں ان سے ہوتا ہے تو اب سب کچھ چھوڑ کر چلا آ، اور اپنے تمام اعضاء کے اعمال درست کر، جس کے کرنے سے روکا اس سے رک جا، جہاں جانے یا کرنے کو بتایا ہے اسے کر وہاں جا، جو کچھ کہا گیا اسے ہی کر، اپنی ترتیب اشیا والی چھوڑ خدا سے فائدہ لینے کیلئے ایسی زندگی گزار جو خدا کو پسند ہے جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم لے کر آئے ہیں، یہ اعلان ہوگیا کہ تمہاری کامیابی کثرت مال، قلعہ، فوج، لشکر، حکومت مال، دولت، سونے چاندی میں نہیں ہے بلکہ خدا سے ہے، اور وہ صحت اعمال پر دیتے ہیں، نماز نمونہ ہے کہ جیسے ان دس منٹوں میں تم مقید وپابند ہوکر مخصوص اعمال کرتے ہو، ان میں چیزوں کی رعایت نہیں کرتے ہو، اب یہ نماز ۲۴ گھنٹوں کا نمونہ ہے، ۲۴ گھنٹے کو اس نمونہ پر لے آئے تو کامیاب ورنہ ناکام کہ اعمال کو

اشیاء کی رعایت میں خراب کر دیا، لڑائی جھگڑا، غیبت، ہتک عزت، تذلیل مسلم، تعریف فاسق میں لگے، اگر نماز سے باہر اعمال خراب کرائے کہ سود کا قرضہ لیا عورتوں کو گھورا، جھوٹا بیان و گواہی دی، تمام اعمال توڑ دئے تو ایک لقمہ حرام سے نماز ۴۰ دن کی قبول نہ ہوگی، مسلمان سے لڑائی کی، جھگڑا کر لیا تو نماز اس وقت تک قبول نہ ہوگی جب تک صلح صفائی نہ کر لو، دو پیسے دبا لینے سے ۷۰۰ نمازیں دوسروں کو ملیں گی، ۲۴ گھنٹے کے ہر عمل میں پابندی نماز کے نہج پر ہے، کھانا چھوڑنا، بیوی بچے کی طرف پیٹھ کرنا، دکان و اشغال کو پس پشت ڈال کر فکر نہ کرنے کو سیکھ، ہر جگہ تیرا بولنا، تیرا چلنا، تیرا دیکھنا خدا کے اعتبار سے ہے جیسے نماز میں دس منٹ کی پابندی ہے، نماز دن بھر کی پابندی ہے، چالیسواں حصہ مال میں پابند بنے تو زکوٰۃ دو، تین ماہ کی پابندی حج ہے، یہ چاروں پابندی کی مشق کر، ۲۴ گھنٹے کی پابندی دین ہے، اگر ۲۴ گھنٹے کی پابندی توڑ دی تو چاروں اعمال قبول نہیں ہونگے، حرام کا لباس، حرام کا طعام، پھر لبیک کہا تو خدا غیر حاضر کہہ کر جواب دیں گے، اس کا حج مردود ہو گیا، حج میں اعمال کا پابند نہ رہا، جو کچھ لوگوں سے سنا، دیکھا، اسی پر کمایا، نہ قرآن پڑھا نہ احادیث سنی، پیسے بھی سن سنا کر کما لیا تو حرام افطاری سے روزہ حرام کر دیں گے، حرام مال کی وجہ سے اس کی زکوٰۃ بھی مردود کہ ۲۴ گھنٹے کی زندگی پابندی میں نہیں ہے، مکان میں ۵۰۰ کی جگہ ۵۰۰۰ لگایا، رنڈی کا ناچ کروایا، دکان میں حرام لیا۔

اب مسجد عمل کی مشق کی جگہ ہے، سب کچھ چھوڑو، اب سب سے پہلے کمانا تجارت، زراعت، حکومت نہیں ہے، بلکہ یقین درست کرو کہ عمل سے کامیابی و پرورش ملے گی، اس کے لئے چند اعمال ہیں، مسجد میں بیٹھ کر اللہ کی صفات، اللہ کی ربوبیت، ملکیت، خلق، زمین و آسمان کو سنو، پہلے دانہ گندم، پہلی بھینس، پہلی روٹی کیسے بنی؟ اسے معلوم کرو، ایمان کی دولت، مجلس ایمان، غیب کا تذکرہ، جنت دوزخ، انبیاء کے قصص، حالات جنت و دوزخ معلوم کرو، اور یقین کرو کہ ایمان کی مجلس سے ہماری پرورش و کامیابی ہے کہ اس مجلس سے ایمان و اعمال میں زیادتی ہوگی، ایمان کی مجلس، حلقہ، علم، ذکر، نماز، سب کے ساتھ عبداللہ بن کر زندگی گزارو، کسی قوم کسی ملک، وطن، کسی خاندان، کسی زبان کے بن کر نہ چلو، حق، ناحق، ظلم انصاف کی تحقیق کرو، حق و مظلوم کی حمایت کرو، ناحق و ظالم کی حمایت چھوڑ دو، غیر مسلم کا ساتھ دے کر مسلم ظالم سے بدلہ دلواؤ، کہ اگر بدلہ نہ دلوایا تو اس ظالم پر عذاب آسکتے ہیں۔

زمانہ تاتار میں مسلم حکومتیں تھیں سارا افریقہ، سارا افغان، سارے ممالک عربیہ یورپ کا حصہ ہند و ایران، اتنی بڑی حکومت، چند غیر مسلم تاجر آئے جن پر مسلمانوں نے ظلم کیا، انھوں نے واپس جا کر اپنی حکومت سے کہا، اس حکومت نے ان کو پیغام بھجوایا کہ مسلمانوں نے ہم پر ظلم کیا بدلہ دلواؤ، دربار میں ان کا لباس و چہرہ دیکھ کر ہی بادشاہ نے باہر نکلوا دیا، اس پر اس قوم کے بادشاہ نے تین دن تین رات ایک ٹانگ پر کھڑے ہو کر دعا مانگی اے مسلمانوں کے خدا اگر تو ہے تو مسلمانوں سے بدلہ دلوا، تیسرے دن آواز آئی جا اب تیری مدد کریں گے، تاتاری نکل پڑے ۲۳ لاکھ کے شہر سے ۱۷ لاکھ قتل ہوئے، تمام مسلم حکومتیں ٹوٹ گئیں، خوب مرد مارے گئے، عورتوں و بچوں کو چھینا، کتب خانہ سے کتابوں (قلمی) کو دجلہ میں ڈالا تو دجلہ کا پانی چھ ماہ تک سیاہ رہا، یہ ۲۰۸ سال کا سرمایہ تھا، یہ سب کچھ پارٹی کی حمایت ظالم کے ساتھ دینے کی وجہ سے ہوا۔

اب غیر مسلم آجائے تو بھی اسے کھلاؤ، پہناؤ، کپڑا دو، اسے مت مارو، اور چاہے تو فوراً اس کی مدد کرو کہ سامان چھین لیا گیا ہے، لڑکی فلاں مکان والا لے گیا ہے، تم فوراً سامان یا لڑکی واپس دلواؤ، ورنہ اپنی بستی کی ہلاکت کو جان لو، تم طے کرو کہ صرف خدا کے بن کر رہیں گے اور ہر انسان کے ساتھ حسن سلوک کریں گے، دکان، پیسہ، زراعت، سے نہیں ملتا ہے، ان اشیاء کے ذریعہ خدا کو راضی کر لینے سے خدا سے ملتا ہے، اب یقین کرو کہ جتنا ان اعمال مسجد میں لگو گے ان کے پھیلانے کی محنت کروں گا، اللہ سے مانگنا آجائے گا، ایمان کی مجلس ہو، ذکر و تعلیم کا حلقہ ہو، تو خدا میرے تمام مسائل کو نماز کی دعا سے حل کریں گے، نماز کے بعد کی دعا سے ملنے میں اتنی دیر ہے جتنی دیر میں یقین اور سب سے ہٹ کر ان اعمال مسجد پر آجائے، سوء یقین کی وجہ سے ان اعمال سے نہیں مل رہا ہے، ورنہ بہت کچھ اس دنیا میں بھی مل سکتا ہے، ان اعمال سے زبانیں خدا تذکرے سارے غلط، صحیح یہ ہے کہ انبیاء نے اعمال مسجد کو کر کے مانگا تو فرعون کی حکومت غرق ہوئی، نمرود ناکام ہوا، قارون ان کی وجہ سے ہی زمین میں دھنسا، نزول مائدہ ہوا، من وسلوی اترا، بعض موت میں پرورش ہوئی، تمام انبیاؑ کے ساتھ جو کچھ ہوا وہ صرف ان اعمال کی وجہ سے ہوا، وہ قوم کے نہ تھے، صالح نے اپنی قوم سے کہا میں تمہارا نہیں ہوں، اس طرح رہو، ورنہ میں تمہیں اپنی بددعا سے ہلاک کر دونگا۔

ان اعمال پر حالات عالم بدلے ہیں، غنی سے فقر، فقر سے غنی، حاکم سے محکوم، محکوم سے حاکم، عزت سے ذلت یہ سب کچھ ان اعمال کی وجہ سے ہوا، اور سب کچھ چھوڑ دو ان اعمال پر محنت کرو، جب ان اعمال سے ہی ملنے کا یقین آ گیا تو ان اعمال سے ملنے گے گا، قرضہ سودی میں مل رہا تھا، نماز پڑھ کر دعا مانگی باہر نکلا قرضہ لے لے، سودی نہ لونگا، اچھا تاریخ مقرر نہیں کر سکتا، نقد نہیں لے سکتا، اچھا گھر جا کر تکیہ کے نیچے سے ۵۰۰ ملے، ان اعمال میں سے ہر ایک عمل پر ملنے کا یقین آجائے کہ جن چیزوں سے ملنے کا یقین ہے وہ ختم ہے، ان اعمال کی دعوت مسجد کی طرف جانے میں ہے، اس سے ہی نماز میں جان پڑے گی، ان اعمال سے حالات بدلیں گے، ذاتی، خاندانی، صوبائی، ملکی، عالمی حالات درست ہوں گے اور اپنی کمائی و گھریلو زندگی قربان کر کے ان اعمال کو کیا، ان پر یقین کیا تو تبلیغ شروع ہوگئی، پھر تو بیل لانے گیا آواز لگی وہیں سے اللہ کے راستے میں، آج تو ہم تبلیغ میں وقت مال اس طرح لگا رہے ہیں جیسے فقیر کو دیتے ہیں، بیل ۶۰۰ کے، مکان ۵ ہزار کا، لباس میں ۸۰۰، شادی میں ۱۰۰۰، یقین تبلیغ میں دس بیس روپے، تم اس کام کو یہ نہیں سمجھے کہ اس سے عالم کے حالات درست ہوں گے، میری اور سب کی زندگی بنے گی، اگر ان اعمال پر یقین آجائے تو پھر سب کچھ قربان کر کے تبلیغ کرے گا، اگر دوسرا قدم نہ کمانے کا اٹھائے تو کسی غیر اللہ سے نہ مانگنا ورنہ ان اعمال کا دروازہ بند ہو جائے گا، اظہار حال صرف خدا سے کر چاہے فاقہ پر فاقہ پڑے، قرضہ لے تو ایسے سے جو وصول کرے، جس کے متعلق خیال ہو کہ وہ معاف کر دے گا کہ اس میں دل میں چور ہوگا۔

عمرؓ کے زمانہ خلافت میں تجارت میں مال لگانے کے لئے ابن عوف سے قرض منگوایا، ابن عوف نے کہا بیت المال سے لے لو، اس پر ناراض ہو کر فرمایا ہاں تم نے یہ کہا ہے ارے میں مر گیا تو تم سب مل کر بیت المال سے معاف کروا دو گے اور قیامت کے دن خدا مجھے پکڑیں گے، میں تجھ جیسے بخیل سے لونگا کہ مرنے کے بعد وصول کر لے (۲) ہر حال میں خدا

سے راضی رہوں، چاہے کتنی تکلیف کا سامنا ہو، اگر کمانا قدم ہے تو حرام طریقے سے بالکل بچو اور کمائی کو ان اعمال اربعہ کے ساتھ کرو اس سے جیسے ان اعمال پر ملتا تھا اب کمانے سے بھی ملے گا کہ کمائی میں ان اعمال کو رکھ لیا ہے جسے کمائی پر یقین ہو وہ جماعت میں نکلنے پر کہے گا، ارے کمائی بگاڑنے کو خدا نے نہیں کہا ہے، میں تو نماز بھی بعد میں پڑھ لونگا، ارے جماعت آنے والی ہے، مشورہ عشاء کے بعد کیا جائے، اگر ان اعمال سے ملنے کا یقین ہو تو فوراً سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر نکل جائے گا، کمائی میں ایمان محفوظ رکھا اس پر اسے ملے گا، اگر کمائی میں ایمان نہ رہا تو اعمال مسجد سے ملنے کا دروازہ بند ہو جائے گا، کمانے میں شرط ہے کہ ایمان محفوظ رہے اتنی دیر کماؤ جتنی دیر میں ایمان نہ بگڑے، جب بگڑنے لگے فوراً مسجد میں آکر ایمان کی مجلس میں لگ جاؤ، کمائی میں ذکر، علم، ایمان ملے گا جس کی تم نے اس کمائی میں حفاظت کی، زبان کا ذکر بچا کر کماؤ، زبان کا ذکر توڑ کر مت کماؤ، جانوروں کو بددعائیں مت دو، کہیں تم پر نہ آجائے، کماتے ہوئے خدا کے پسندیدہ بول بولو، اخلاق حسنہ استعمال کرو دوسروں سے نہ لو، دوسروں کو دو، جب مال ملنے لگے تو اسے دوسروں کو دیکھ کر خرچ نہ کرو، بلکہ قرآن وحدیث سے مصارف معلوم کرو پھر ان پر لگاؤ اور اپنے اوپر بقدر ضرورت لگاؤ، موٹا جھوٹا کھاؤ، اب ساری زندگی دین والی ہوگی، تیرا دل مطمئن ہو گیا، اس اطمینان سے امریکہ، روس، یورپ، کے سارے سرمایہ دار محروم ہیں، سارے اپنے خاکوں میں پریشان ہیں، معلوم نہیں کس وقت کیا آفت آئے، چین یا روس کرے یا امریکہ کیا کر ڈالے، تم اطمینان سے رہو گے کہ میرا خدا میرے ساتھ ہے، اگر سمندر میں آگ لگ جائے، ساری دنیا کے ہتھیار جل جائیں، آگ لگ جائے، مکان تباہ کر دئے جائیں، مجھے خدا اس سب کچھ سے بچائیں گے، ان کو ہی ماریں گے چیزوں کے بغیر تجھے سکون ملے گا، پھر تجھے دکھائیں گے بغیر مال کے چیزیں مل جاتی ہیں مال بھی ملتا ہے اب تو مزے ہی مزے ہیں، کہ ۲۴ گھنٹے کی زندگی سے آمد ہی آمد خرچ کچھ نہیں، کتنے زور سے پیسہ بڑھے گا، جس کارخانے میں خرچ نہیں ہے، آمد ہی آمد ہے، اس طریقے سے اتنا ملتا ہے جتنا دنیا کے کسی کارخانے سے نہیں مل سکتا ہے۔

شادی کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم والے طریقے پر کرنے سے خدا غنیٰ دیں گے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی نے کہا میں فقیر ہوں، شادی کرو غنیٰ ملے گا (۳)، مقدمہ میں صحیح عمل سے ملے گا، ہر جگہ صحیح عمل سے ملے گا، مر گئے تو جنت ہی جنت، اس سب کی بنیاد ایمان پر ہے، مال پر نہیں، ہم تو یہ کہتے ہیں کہ مال کما کر لائیں، لیکن اسے غلط ایمان غلط طریقے سے کما کر تبلیغ میں لگانے سے کیا ملے گا، بغیر پیسے کے نکل پڑے کہ راستے میں سوال واظہار حاجت صرف خدا سے کرے تب ایمان بنے گا کہ نماز سے ملتا ہے، اور خدا دیگا، اب اسے سیکھنے کے لئے وقت نکالو اسے سیکھ لیا تب ساری زندگی اسلامی بن سکے گی۔

---

(۱) سورۃ الفرقان: ۲۸

(۲) حیاۃ الصحابہ صفحہ ۳۰۳ جلد ۲

(۳) حیاۃ الصحابہ صفحہ ۸۹۹ تا ۹۰۲ جلد ۲

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم والے طریقے جان کی بنیاد پر ہیں

{۳ ربیع الاول ۱۳۸۲ھ مطابق ۵ اگست ۱۹۶۲ء}

بروز اتوار، بعد فجر

اقتباس

اسلام بہت آسان ہے، سب طریقے مشکل ہیں وہ مال کی بنیاد پر ہیں، دین کی محنت سے انسان سب سے آگے جاتا ہے، اس لحاظ سے مساوات ہے کہ اسلام میں ہر ایک کو جان کا خاص استعمال سیکھنا پڑتا ہے، اگر جان کے ان طریقوں کو سیکھ لیا وہ مسلم ورنہ نہیں، جو مسلم بن گیا سب اس کے سامنے جھکیں گے، اگر کوئی بھی عالم نہ رہے تو سب حوادث و بلایا کا شکار بنیں گے، نماز، تعلیم، ذکر، ایمان، اخلاص، صبر و تحمل، رحمدلی، ایثار، عبادات، معاملات، ایمانیات، اخلاقیات، خوش خلقی کے طریقے صرف جان لگانے سے ہی مل سکتے ہیں، انسان مسلم سے سب فائدہ لیتے ہیں، اخلاقیات، رحمدلی، غصہ پی جانے، صبر تحمل، درگزر کرنے وغیرہ میں ہر جاندار کا فائدہ ہے، اگر کوئی مالدار کہے: میرے پاس مال بہت ہے، ایسی ترکیب بتادو جس سے ہمیں تیرنا آجائے، یہ مال لے لو، فلاں اس سے تیرنا سیکھ لے گا، یہ بیوقوف ہے، ایسے ہی وہ مالدار سخت بیوقوف ہے جو اسلام مال سے حاصل کرنا چاہتا ہے، دوسروں کو مال دینے سے تجھے تو کیا ملے، اسے بھی نہ ملے گا جسے مال دیا ہے کہ صبر و تحمل کا مادہ کہاں سے آئے گا، اس میں اسلام تو جان لگانے سے آتا ہے۔

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

میرے بھائیو اور دوستو!

تمام انسانوں کی کامیابی لے کر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آئے ہیں، افراد، اشتات، گورے کالے، مرد عورت، تمام طبقات کے لئے لے کر آئے ہیں، ان طریقوں کا نام دین یا اسلام ہے، اس سے دنیا میں بھی کامیابی ملتی ہے اور آخرت میں بھی، اس دنیا کے مصائب و حوادث کو دور کرتے ہیں، آخرت میں جنت و حشر کی سہولت و قبر میں میٹھی نیند دلواتے ہیں، یہ طریقے جتنے آسان ہیں اتنی کوئی چیز آسان نہیں، سائنس، تجارت، زراعت، ملازمت، حکومت کوئی طریقہ اتنا آسان نہیں، تمام طریقے مال کی بنیاد پر ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم والے طریقے جان کی بنیاد پر ہیں، زمیندار اس وقت ہوگا جبکہ زمین ہو، پھر نہر یا بارش ہو، خالی جان کافی نہیں، تجارت میں خالی جان کافی نہیں ہے، مال کی کافی مقدار چاہئے، پھر جان مال لگے تو کام چلے، سیاست میں پیسہ چاہئے،

ممبری تک بغیر پیسے کے نہیں ملتی ہے، صرف مزدوری مال پر نہیں ہے یہ صرف جان سے ہوتی ہے، اس سے مال پھل جاتا ہے لیکن حیثیت نہیں بنتی ہے، ذلیل ورسوا شمار کیا جاتا ہے، دور کا سفر نہیں کرسکتا ہے، بمشکل دو وقت کھانا، فٹ پاتھ، پارک میں رات گزارتا ہے، لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم جو طریقے لائے ہیں یہ صرف جان کی بنیاد پر ہیں، جیسے مزدوری میں، اور اس جان لگانے سے صرف مزدوری کی طرح نہیں ملتا ہے، بلکہ جان کے تمام طریقے بنا لینے سے حکومتیں جھکتی ہیں، قومیں گردن جھکا لیتی ہیں، سرمایہ دار پیر چومتے ہیں، جائیداد قدموں میں گرتی ہے، سارے ملک کی باگ دوڑ ہاتھ میں آتی ہے(۱)۔

صرف دین یا مزدوری جان کی بنیاد پر ہے، جیسے ملازمت بھی مال کی بنیاد پر ہے کہ مال خرچ کر کے تعلیم حاصل کرے تب ملازم ہو سکے گا، جیسے مزدوری میں محنت ومختلف طریقے سے جان لگتی ہے، سامان اٹھانا، پتھر توڑنا وغیرہ، ایسے ہی دین میں مختلف طرح سے جان لگتی ہے، اب مزدوری سے بمشکل کھانے کو ملتا ہے، بمشکل کپڑے مکان کا انتظام ہو سکے، لیکن دین سے اکثریت جھکے، وزراء قدم چائیں، مزدور بالکل تابع حکم ہوتا ہے جو حکم ملے وہی کرتا ہے، گالیاں بھی سننی پڑتی ہیں، لیکن اسلام میں یہ نہیں ہے، اگر کسی کو ۲۴ گھنٹے کا اسلام آجائے، ہر عضو سے صرف صحیح اعمال ظاہر ہوں تو یہ اسلام ضامن ہے تمام کی گردنیں جھکوانے کا، وزراء سر پر بٹھائیں، محکوم محبت کریں، حکام قدم چومیں، اسلام مکان بنا لینے، پیسہ جمع کرنے، غلہ جات جمع کرنے، کپڑے بنانے سے نہیں آتا ہے۔

اسلام تو تمہارے اعمال سے بنتا ہے کہ جہاں جہاں انسان کے اعضاء استعمال ہوں وہاں صرف خدا کے اعتبار سے استعمال ہوں، ہر عضو ان شرائط کا پابند ہو جائے، جسے خدا نے اس کے لئے تجویز کیا ہے، صرف وہ بول بولے جسے خدا نے تجویز کیا ہے، صرف وہ چیز دیکھے جسے خدا نے تجویز کیا، اب حاکم محکوم، مال دار غریب، تاجر زارع، جو بھی اسلام لینا چاہے، اسے جان سے محنت کرنی پڑے گی، اس میں ملک زبان قوم کی کوئی تفریق نہیں ہے، مثلاً آٹا گوندھنا جان کا خاص طرز استعمال، تیرنا جان کا خاص استعمال، پہلوانی وکبڈی جان کا خاص استعمال، یہ چیزیں صرف مال کے پاس ہونے سے نہیں آتی ہیں، غریب تیرلے گا اگر جان لگائے اور امیر جان نہ لگائے تو ہرگز تیر نہ سکے گا، وزیر اعظم کبڈی نہیں کھیل سکتے ہیں اگر جان لگا کر نہ سیکھیں، فقیر کبڈی کھیل لے گا اگر جان لگا لے، ویسے کھیل کود، کبڈی تیرنا آسان ہے، اگر جانوں کا ان میں استعمال ہو، تیر مارنے سیکھنے میں کسی جہاز قلعہ کا محتاج نہیں ہے بلکہ ساری دنیا کے قلعہ وکارخانے وملز ہاتھ میں، لیکن کبڈی نہیں آئیگی اگر اکھاڑے میں نہیں اترے، تیرنا نہیں آئے گا اگر سمندر میں نہ اترے، میں فٹ بال کھیلنے گیا تو ہاتھ اتر گیا۔

اسلام بہت آسان ہے، سب طریقے مشکل ہیں وہ مال کی بنیاد پر ہیں، دین کی محنت سے انسان سب سے آگے جاتا ہے، اس لحاظ سے مساوات ہے کہ اسلام میں ہر ایک کو جان کا خاص استعمال سیکھنا پڑتا ہے، اگر جان کے ان طریقوں کو سیکھ لیا وہ مسلم ورنہ نہیں، جو مسلم بن گیا سب اس کے سامنے جھکیں گے، اگر کوئی بھی عالم نہ رہے تو سب حوادث وبلایا کا شکار بنیں گے، نماز، تعلیم، ذکر، ایمان، اخلاص، صبر وتحمل، رحمدلی، ایثار، عبادات، معاملات، ایمانیات، اخلاقیات، خوش خلقی کے طریقے صرف جان لگانے سے ہی مل سکتے ہیں، انسان مسلم سے سب فائدہ لیتے ہیں، اخلاقیات، رحمدلی، غصہ پی جانے،

صبر تحمل، درگزر کرنے وغیرہ میں ہر جاندار کا فائدہ ہے، اگر کوئی مالدار کہے: میرے پاس مال بہت ہے، ایسی ترکیب بتادو جس سے ہمیں تیرنا آجائے، یہ مال لے لو، فلاں اس سے تیرنا سیکھ لے گا، یہ بیوقوف ہے، ایسے ہی وہ مالدار سخت بیوقوف ہے جو اسلام مال سے حاصل کرنا چاہتا ہے، دوسروں کو مال دینے سے تجھے تو کیا ملے، اسے بھی نہ ملے گا جسے مال دیا ہے کہ صبر وتحمل کا مادہ کہاں سے آئے گا، اس میں اسلام تو جان لگانے سے آتا ہے۔

اولیاء اپنے تمام نقشوں سے نکلے، حکومت، تجارت، حکمت، طب، زراعت وغیرہ سے نکل کر جان سے اعمال کو سیکھا، پھر سب کی گردنیں اس کے سامنے جھک گئیں، حریف ان کے سامنے جھک گئے، یہاں بہت عجیب عجیب قصے ہیں، کہ کس طرح یہ ان کے سامنے جھکے۔

فریدالدین عطارؒ کی دکان عطر کی بہت بڑی تھی، سامنے صندوق مال کا تھا گاہک آرہے ہیں، دوائی دیئے پیسے لئے، اتنے میں فقیر آیا وہ اوپر نیچے دیکھنے لگا، ابے فقیر کیا دیکھتا ہے؟ بس دیکھ رہا ہوں کہ تیری جان بہت مشکل سے نکلے گی، کیوں؟ اس شیشی سے اس شیشی میں، اس سے اس میں، آخری میں صندوقچے سے، بہت سی چیزوں سے نکلے گی، اچھا تیری جان جیسے نکلے گی ویسے ہی میری نکل جائے گی، ارے میاں میری تو اس طرح نکل جائے گی اور فقیر لیٹ گیا اور ختم، موت کی اس آسانی سے اس کے دل کو دھکا لگا، دکان میں تالا لگا کر فوراً چلے گئے، تمام بزرگوں کی خدمت میں حاضری دی، جان سے مشق کی، اعمال کو حاصل کیا، چند ماہ میں اندرونی امراض کا علاج لکھا، سارے قدموں میں پڑے۔

ابراہیم بن ادھمؒ بہت بادشاہت کے خاکے میں تھے اور دعائیں کروایا کرتے تھے کہ خدا مل جائے، ایک دن چھت پر کسی کے چلنے کی آواز آتی ہے فوراً بلایا، کون ہے؟ حضور محل کی چھت پر اپنے اونٹ کو تلاش کرنے آیا ہوں، ارے بیوقوف چھت پر اونٹ کیسے آئے گا؟ تم بیوقوف! اس مال وتخت میں خدا مل سکتا ہے، خدا ملے گا اسلام سے، اسلام ملے گا جان لگانے سے، فوراً ابراہیم بن ادھمؒ وہاں سے چلے، جان جھونک کر اعمال حاصل کئے، ان کا ایک حلقہ تھا جسے لیکر سارے عالم میں پھرتے تھے۔

ان کے معاصر داؤد طائیؒ کی تحقیق تھی (۱۰۰ ہجری) کہ دنیا میں اب ہر کمائی میں حرام آگیا ہے، لہٰذا کمایا نہیں، والد نے ۱۰۰ درہم چھوڑے تھے، اس رقم میں ۳۰ سال گزارے، خود نہیں کیا کہ اسلامی اصول کمائی میں نہ رہے، کسی سے نہ ملتے تھے، بادشاہ وزراء آتے تو ملاقات نہ کرنے دیتے تھے، مال داروں کو گھر میں گھسنے کی اجازت نہ تھی کہ تم نے اسلام کو توڑ کر مال حاصل کیا ہے، جب یہ رقم ختم ہوگئی تو چھت کی کڑیاں بیچ کر گزارا کرتے رہتے، جب انتقال ہوا تو صرف ان کی جگہ کے اوپر ہی چھت تھی، جب جنازہ نکلا تو صبح کو چل کر شام کو دفن ہوئے، چودہ چارپائیاں ٹوٹیں، یہودی، نصرانی، مالدار سب شریک جنازہ تھے، سب رو رہے تھے، ہر ایک کہہ رہا تھا کہ یہ ہمارے بڑے ہیں، ان کی وجہ سے مصیبتیں ٹلتی تھیں، سب بغداد والوں کے دل کھنچ گئے (۲)، ابراہیم بن ادھمؒ کی تحقیق یہ تھی کہ تمام کمائیاں حرام، صرف کھیتی کاٹنے کی اجرت، ساری دنیا میں، نماز دعوت دعا نصیحت ذکر کے ساتھ پھرتے رہتے تھے، جہاں کہیں پیسہ ختم ہوا وہاں کھیتی کاٹ کر رقم لے لیتے (۳)۔

ایک مرتبہ ایک یہودی کی کھیتی رات کو کاٹی (۴)، ایسے ہی دیگر اولیا اپنے نقشوں سے نکل کر مشق کرنے لگے، جب اعمال کی مشق کرلی تو سب کا دل کھینچ لیا، اب بھی مالداران کے نام پر ہزاروں خرچ کرتے ہیں، یہ نظیریں تو اس لئے قائم کی گئی تھیں کہ اسلام لے لینے سے اس طرح فتوحات کے دروازے کھلتے ہیں، اب تم نے یہ کرلیا کہ یہ باتیں تو صرف اولیاء کرسکتے ہیں، یہ نہیں سوچتے کہ آج کے مصائب وحالات کے حل کے لئے ہم بھی نقشوں سے نکل کر اسلام کو اپنالیں، غیر مسلم تو ان مُردوں کو سجدہ کرتے ہیں جو اسلامی زندگی کے حامل تھے، اگرچہ ان کی اسلامی زندگی اب نہ رہی اور اگر ہم اسلامی زندگی اب بھی اپنالیں تو یہ سارے جھک جائیں، دل اپنے چیر کر دیدیں، اولیاء نے ریاضت ومجاہدہ انفرادی کیا، اس سے افراد کی زندگی بنی، صحابہ کرامؓ نے ریاضت مجاہدے اجتماعی کئے جس سے ایک مجموعے کی زندگی بنی، جان کی مشق سے ہر عضو کا استعمال کریں، دل دماغ، ہاتھ، پیر، آنکھ کان، منہ شرمگاہ کے اعمال صحیح اپنایئے، سارا مجموعہ ان اعمال کا حامل تھا۔

مجمع لگا ہوا تھا، عمرؓ نے کہا کہ اگر میں اپنی موجودہ روش بدل لوں، غیر اسلامی باتیں لے لوں، اتنے میں ایک شخص تلوار لے کر کھڑا ہوا، کہ ادھر ادھر ہوئے تو اس تلوار سے اس طرح سیدھا کردیں گے، جیسے تیر کو سیدھا کیا جاتا ہے، عمرؓ اس پر بہت خوش ہوئے کہ تم مجھے عذاب سے بچاؤ گے (۵)، انفرادی زندگی نہ تھی بلکہ ایک مجموعہ اس زندگی کو لے کر چل رہا تھا، ایسے ہی تجسس ممنوع ہے (۶)، عیوب کو کریدنا اسلامی زندگی کے خلاف ہے۔

اُبی وہ ہے جس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مارنے کو کہا تھا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا میں اسے قتل کروں گا، چنانچہ جنگ احد میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قتل کیا (۷)، عمرؓ جارہے ہیں رات کو ایک شخص مکان میں بیٹھا ہوا ہے، روشنی ہورہی ہے، یار احباب ساتھ بیٹھے ہوئے ہیں، گلاس چل رہا ہے، ظاہر ہے شراب ہے، اتنے میں عمرؓ نے کہا، کیا پی رہے ہیں؟ ساتھی ابن عوف یا زبیر بن ارقمؓ خاموش رہے، ویسے وزیر اعظم وحاکم اعلیٰ کے آگے ہاں میں ہاں ملائی جاتی ہے، عمرؓ نے دو تین مرتبہ پوچھا جواب نہ ملا، کہا کیا میں تجسس کررہا ہوں؟ یعنی اسلام کے خلاف چلنے پر تمہارا ساتھ نہ دوں گا، عمرؓ نے کہا اس کا کفارہ کیا ہے؟ کہا کہ جتنی عزت ووقار تمہارے دل میں اس واقعے سے پہلے تھی، وہی دوبارہ اس کے لئے لے آؤ ویسا ہی سمجھو جیسا اس واقعے سے پہلے سمجھتے تھے (۸)۔

یہ سخت مجاہدہ کی بات ہے، جان کے مجاہدے کی اس میں ضرورت شدید ہے، جان کی مشق ہے، مال ہو یا نہ ہو جان کا استعمال تو درست ہو، اب مال مختلف نوعیتوں کا ہوگا بعض لئے جائیں گے، بعض روکے جائیں گے، پھر مال کے خرچ میں بھی جان استعمال ہوگی، اس کی فلاں چیز لے آؤ اس میں زبان بھی استعمال ہوتی ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم جان کے استعمال کے طریقے بتا گئے ان کا نام ہی اسلام ہے، مکان، کپڑا، روٹی، بیوی، بچے، کتابیں، اسلام نہیں ہیں، تمہارے اعمال لینا دینا، غور وفکر، اٹھنا بیٹھنا کا نام اسلام ہے، اگر صحیح ہو، انسان کسی نقشے میں چلا جائے، جان استعمال ضرور ہوگی۔

اب سب سے پہلے وہ یقین لو جس پر اسلام آتا ہے، اسلام اعضاء کے اعمال کا نام بن گیا، اب یقین یہ ہو کہ زندگی ملک، مال، حکومت، گندم، زمین، تجارت، ملازمت سے نہیں بنتی ہے، خدا بناتے ہیں اور ہمارے اعمال پر بناتے ہیں، مال

واشیاء سے یقین ہٹا کر اعمال پر لاؤ، مال سے زندگی نہیں عمل سے ہے، مال وعمل کا مقابلہ ہوگا، اب یقین کو موڑنے کی مشق کرنی ہوگی، مال سے عزت، روٹی، وقار، محبوبیت، مقدمہ میں کامیابی، سکون ہرگز نہ ملے گا، بلکہ اعمال پر خدا یہ سب کچھ دیں گے، اس یقین کے بن جانے کے بعد اسلام والے اعمال آپ میں آسکیں گے، اگر گندہ یقین مال والا ہو تو پھر اس کے اعمال ۲۴ گھنٹے میں اسلام کے پابند نہیں بن سکتے کہ وہ کہتا ہے کہ محنت کر کے مال لونگا، مال سے چیزیں، چیزوں سے حالات، محنت کر کے حکومت یا ممبری، پھر مال، اس کے بعد انسان تو اپنے اعضاء پر کنٹرول نہ کر سکے گا، ہر شعبہ میں آزاد رہے گا، اسلام تو ہر شعبے میں عمل دیتا ہے، اسلام کے اعمال پر وہی آسکتا ہے جس کا ذہن عمل والا ہو، مالی ذہن والے اسلامی اعمال پر نہیں آسکتے ہیں۔

اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ پالنے والے صرف وہ ہیں، ان کے والے اعمال کریں گے پھر مانگیں گے تو ہمیں دیں گے، صرف خدا پالتا ہے، اعمال وحکم ماننے پر پالتا ہے، یہ اسلام کی بنیاد ہے، اور اگر زمین، ملازمت، حاکمیت، تجارت، لیڈری سے پلنے کا ہو تو اسلام کا گلا کٹ گیا، اب تیری عزت نہیں ہے جب تک مال ہے سب پوچھیں گے، مال ختم تو دوستوں کی دوستی ختم، سب غیر ہو جائیں گے، کہ تجھ میں کوئی قیمتی وصف نہ تھا صرف مال تھا، جب تک مال ہے لوگ پوچھیں گے مال ختم وصف نہیں، اب کوئی پوچھے اسلام میں انسان اوصاف لیتا ہے جو ہر وقت ساتھ رہتے ہیں، جسکی وجہ سے ساتھی ہر وقت پوچھیں گے، اسلام داعی کی ذات کا نام ہے، سب سے پہلے یقین کو عمل کی طرف لانا ہے، محنت سے مال، مال سے چیزیں، چیزوں سے زندگی، اس گورکھ دھندے سے اس وقت نکلو گے جب تم کمائی سے نکلو گے۔

جیسے الیکشن میں ورکر پھرتے ہیں، ایسے ہی بہت بڑا کام ہے دعوت کے لئے پھرنا، ورکر لوگوں میں گھس کر اپنے ممبروں کی طرف بلاتا ہے، اور ممبران ان کو سارا خرچ دیتے ہیں، عمدہ عمدہ کھانے، کاروں میں سفر، صبح شام چائے، دودھ، پھل فروٹ، روپیہ غبن کرتے ہیں، ڈھائی کا پیٹرول، ڈھائی جیب میں، کل پانچ وصول کئے، ورکر بھی اپنے نفع کے لئے مارے مارے پھرتے ہیں، اس سے کوئی نسبت تو نہیں ملتی، آپ کو معلوم ہے، صرف یہ ہے کہ اس وقت کچھ مل جائے گا، اگر منتخب ہو گیا تو کچھ اور ہوتا رہے گا، ایسے ہی داعی بھی خدا کا ورکر ہے، جس کی طرف بلایا جاتا ہے وہی خرچ اٹھاتا ہے، ہمیں خدا پر یقین نہیں ہے ورنہ خدا دعوت پر بہت زیادہ پالتے ہیں، جان لگاؤ، خدا کی آواز لگاؤ، دنیا سے توڑ کر خدا سے لوگوں کو جوڑو، ان نقشوں سے زندگی نہیں بنتی ہے، خدا بناتے ہیں، اور وہ اچھے اعمال محمدی صلی اللہ علیہ وسلم پر پالتے ہیں۔

دعوت پر تندرستی ملتی ہے، غلبہ علو کا ملنا احادیث میں صراحتاً ہے (۹)، جتنی محنت کرو گے اپنے نقشوں میں چیزوں کو چھوڑ چھوڑ کر اس سے تمہارا یقین بدلے گا، اور دوسروں کا بھی، کلمہ بھی ہے کہ غیر سے زندگی نہیں بنتی ہے، غیر میں ہر مخلوق آگئی ہے، کارخانہ، کھیت حکومت، ملازمت سے زندگی نہیں بنتی ہے، صرف خدا سے بنتی ہے، اس کلمہ کی آواز کو اتنا کہو، اتنا سنو کہ کچھ اور نہ سن سکو، نہ کہہ سکو، اس آواز کو سننے، اس کے بولنے، اس کے لئے نقل وحرکت وتحمل شدائد ہیں، خدا بہت دیتے ہیں، یہ آواز خدا کو بہت پیاری ہے، اس پر جتنا پالتے ہیں نماز پر بھی اتنا نہیں پالتے ہیں، اس آواز کے لینے وپھیلانے پر محنت کرنے والا

بھی خدا کا پیارا بنے گا، نماز سے پہلے طہارت کا حاصل کرنا ہے، ایسے ہی اعمال کے ذریعے لینے سے پہلے دل کو غلط یقین سے پاک کرنا ہے، غیر سے زندگی بننے کو سمجھنا شرک ہے مجازی یا حقیقی، جس طرح بھی غیر پر یقین آوے شرک ہے۔

ایک بزرگ کا انتقال ہوا خدا کے یہاں پیشی ہوئی، سوچا کہ اب خدا کو کیا پیش کروں، میں نے سوچا کہ توکل کو پیش کروں گا، فوراً آواز آئی 'أنسیت لیلة اللبن' رات کو دودھ پیا، نزلہ ہوا تو صبح کو کہا محفل میں، دودھ سے نزلہ ہو گیا، اب کیا حق ہے توکل والا کہنے کا، ارے دودھ پیا، خدا نے نزلہ کر دیا، صنم پردہ ہے، جو تجھے خدا سے اپنے میں مشغول کرے، دوست احباب، بھینس گائے، حکومت دکان سارے صنم ہیں، ان سب کا دل سے یقین نکال لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ صرف خدا سے ہوتا ہے، خدا سے لینے کے لئے وہ اعمال کرو جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے کئے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے پہلا عمل دعوت کا کیا ہے، عمل بھی پہلے دن سے آخری وقت وفات تک رہا، جان کنی کا وقت ہے، کہہ رہے ہیں کہ جیش اُسامہ جائے، جیش کو میدان میں ڈال دیا، زبان بند ہو گئی تو ہاتھ کے اشارے سے اس جیش کو بھیجنے کو کہا، غار حرا سے خوف سے کپکپاتے ہوئے آئے تو آواز آگئی 'یٰٓاَیُّهَا الْمُدَّثِّرُ. قُمْ فَاَنْذِرْ وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ (۱۰) آپ کھڑے ہو گئے، ابوبکرؓ کو جا کر دعوت دی، ایمان لے آئے (۱۱)، انھیں سب سے پہلے دعوت و محنت دین پر ڈالا، پہلی بات عمل ذکر سے اس دن کہی، ابوبکرؓ گئے زبیرؓ، ابوعبیدہؓ، ابن عوف کو لے آئے، پہلے دن ہی تو کلمہ کو ماننے والے اور دعوت والے بن گئے، انتقال تک اس کام کو کیا۔

اس سے اونچا کوئی کام نہیں ہے، اس کے لئے خدا نے انبیاء کو چھانٹا، اگر نبوت ختم نہ ہوتی تو تم کو کون پوچھتا، بس حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل میں مل گیا ہے، بڑے کے امتی ہو، بڑا کام لے لو، ورنہ تم سے پہلے کسی امت کو یہ کام نہیں دیا، اس کام کے کرنے پر خدا نے ذمہ داری لی ہے کہ وہ خود اپنی قدرت سے سارے عالم کی ترتیب کو بدلیں گے، ہر نظام بدل جائے گا، ہر قوم جھکے گی یا مرے گی، اس کام کو کرنے سے حکومتوں کے فیصلے ہوں گے، مانے گی تو جھکے گی ورنہ مریں گی، اس کے سامنے تجارت زراعت کی کیا حیثیت ہے، حضرت جی نے مکہ میں علماء کے سامنے یہ کام رکھا کہ ایک نجد کا عالم کہنے لگا کہ اس کام کو نہ کرنا، کیوں؟ یہ دعوت والا کام ہے، خدا کا قانون ہے کہ جس قوم کو دعوت دی جائے اگر مان لے تو بہت ابھرے گی، نہ مانے تو عذاب آئے گا، اب تم مسلمانوں کو دعوت دے رہے ہو، مسلمانوں میں ماننے کا مادہ نہیں، کہیں تمہاری دعوت سے ان پر عذاب نہ آجائے، فرمایا، میں مسلمانوں کو دعوت سیکھنے کے لئے کہہ رہا ہوں، اچھا، ضرور ایسے کام کو کرو، تبلیغ میں اس دعوت کو سیکھنا ہے جو انبیاء لے کر آئے تھے اور اس دعوت پر خدا پالینگے، کھیتی، تجارت، زراعت، ملازمت سے نہیں پالتے ہیں۔

اس دعوت کو تمام شرائط کے ساتھ کر لینے پر خدا بہت کچھ دیں گے، دعوت اسے آئی جیسے کوئی حال، کوئی چیز نہ روک سکے، گھر والوں کی بیماری، اپنی بیماری، قیمتی کار، بنگلہ، تجارت کا موسم، کوئی نہ روک سکے، جب تمہیں اعمال سے پلنا ہے تو ان کا علم لینے کے لئے تعلیم میں لگو، علم دین ہے اور دنیا بہت بڑا عمل ہے، اللہ کی طرف بلانا، آنے والوں کو علم دینا، بہت بڑے عمل ہیں، تجارت زراعت میں اسلامی اصول تعلیم سے ملیں گے، ایسے ہی ہر شعبہ و آخرت کے اعمال تعلیم سے ملیں گے، تعلیم سے جب پوری زندگی کے اعمال ملتے ہیں تو تعلیم کتنا بڑا عمل ہے، تعلیم کے راستے میں قدم اٹھانے سے فرشتے پر

بچھاتے ہیں، حلقہ تعلیم پر، فرشتے آسمان تک حلقہ لگاتے ہیں (۱۲)، اب یقین کرو میں تعلیم کرونگا، خدا حفاظت و پرورش کر لے گا عزت آبرو دیں گے۔

دنیا میں جس کے علم کو پھیلاؤ گے وہی تمہارا خرچ اٹھائے گا، تمام لیکچرار و پروفیسران و ماسٹر صاحبان کو تنخواہ حکومت اس وجہ سے دیتی ہے کہ یہ لوگ حکومت کے علم کو پھیلا رہے ہیں، حکومت والے دینی مکتب میں تنخواہ نہیں دیتے ہیں کہ ان کا علم نہیں ہے، ہاں گرانٹ دیدیں گے اگر ان کی چند کتابیں مکتب میں رکھ لی جائیں، ارے ان کے ناپاک علم پر محنت کرنے سے وہ خرچ دیں تو پاک علم پر محنت کرنے سے خدا نہ خرچ دیں گے، اب خدا کے تذکرہ کرو، بڑوں کی تعریف وتذکرہ سے بہت کچھ ملتا ہے، آج تو کوئی بڑا نہیں ہے، جمہوری حکومت تو ہے ہی جمہور کی، انھیں کوئی حاکم یا وزیر بڑا نہیں ہے، ان کی تعریف کرنے سے ایک پکوڑی شاید ملے، پہلے زمانے میں بڑے تھے۔

نعیم خان ایک بہت بڑا رئیس تھا، قافلہ لے کر چلتا تھا، ایک بار جہاں ٹھہر جاتا وہیں دربار لگتا، مصاحبین تیار، کھانے پکنے لگیں جیسے کہ اپنے گھر میں ہوں، بیٹھے ہوئے تھے ایک شخص نے آکر شعر پڑھا تم جنگل میں ہو تو وہ شہر، شہر میں نہ رہو تو وہ جنگل، مانگ کیا مانگتا ہے، ایک لاکھ دیدو، دوسرے پڑاؤ پر آکر اس شاعر نے وہی شعر پڑھا، مانگ کیا مانگتا ہے، ایک لاکھ دیدو، تیسرے پڑاؤ پر آکر اس شاعر نے وہی شعر پڑھا، مانگ کیا مانگتا ہے، ایک لاکھ دیدو، اس کے بعد شاعر نے سوچا اب بس، چوتھے پڑاؤ پر نعیم خان انتظار کرنے لگا، نہ آیا کہنے لگا بہت کم ظرف ہے، کل تین لاکھ پر بس کرلی، میں نے تو شروع ہی میں ۱۸ لاکھ کی نیت کرلی تھی۔

اولیاء نے اس گر کو پہچان لیا تھا آج کے حکام بڑے نہیں، آج بھنگی کل وزیر، آج وزیر کل کو بھنگی، نٹ والے ہماری تعریف کردیں تو ہم انھیں خوب دیتے ہیں، ارے نقلی بڑوں کے تذکرے کرنے سے ملتا ہے، تو حقیقی بڑے کے تذکرے و یاد سے نہ ملے گا، ذکر سے ملے گا، ذکر سے سارے مسائل حل ہوں گے، اس پر یقین ہو پھر خدا کی عبادت ونماز میں جان لگے اور یقین ہو کہ نماز کی بعد کی دعا سے ہر کام ہوجایا کرے گا

اب ہمیں ان اعمال پر جان سے محنت کر کے انھیں اپنے اندر لانا ہے، دوسروں میں پھیلانا ہے، ان کے مطابق یقین کرنا ہے، اس سے حالات عالم بدلیں گے، اسلام چمکے گا، ہر عمل کو ان چار چیزوں کے مطابق کرو، کمائی سے نہیں ملتا، خدا دیتے ہیں، کمانے سے مال حاصل کرنا مقصد نہیں ہے بلکہ کمانے میں اعمال لانے ہیں، دعوت کے لئے اس کو ترک کیا جائے، جاؤ تو سمجھ لو کہ چھوٹے کام کو چھوڑ کر بڑے کام کو جارہا ہوں کہا تمہاری پرواز ہوائی جہاز کی طرح آزاد ہوگی، اب تمہارے آگے سارے عالم والے جھکیں گے کہ انھیں اپنی مشکلات ومسائل سے نکلنے کا راستہ نہ ملے گا، آئیں گے، تم انھیں دین کا راستہ بتاؤ گے، اول نہ مانیں گے پھر مان لیں گے، جب انھیں اپنے ہر کام میں ناکامی نظر آئے گی، ہر طرف سے آفات اور چین کے ختم ہونے کا ڈر ہوگا۔

اب یہ چار چیزیں سیکھنی ہیں اور ان پر ایمان، اس کے لئے چار سال کم ہیں اور تم پرائمری میں چار سال لگاتے

ہو، پرائمری پڑھنے سے عزت، نہ حکومت، نہ ملازمت، ڈاکٹروں، بیرسٹروں کے قدموں میں بیٹھے، لیکن ہم نے تخفیف کردی، فی سال ایک ماہ کم، کل چار ماہ اور اسے سارے عالم کی بھاگ دوڑ ہاتھ میں آئے، تمام اقوام جھکیں، عزت ووقار و غلبہ ملتا ہی جائے، بس ان چار کاموں کو سیکھنا ہے، اس کے لئے بھی چار ماہ کو بہت کم کہتے ہیں، پرائمری کے چار سال بہت ہیں، جہاں مدت زیادہ ملے کچھ نہ، تم نے چار ماہ کے ذکر کو، عبادت کو، دعوت کو، تعلیم کو پرائمری سے کم سمجھ لیا، یہی ناسمجھی وغلط فہمی ہے، بس چار ماہ کو نکل جاؤ، جس سے وہ بنیادی اعمال آجائیں گے جن پر اسلام کی عمارت بنتی ہے۔

---

(۱) حیاۃ الصحابہ صفحہ ۹۳۸ جلد ۳

(۲) حلیۃ الاولیاء صفحہ ۳۳۵ تا ۳۶۷ جلد ۷

(۳) حلیۃ الاولیاء صفحہ ۳۷۴ جلد ۷

(۴) حلیہ اولیاء صفحہ ۳۷۲ جلد ۷

(۵) حیاۃ الصحابہ صفحہ ۹۵ جلد ۲

(۶) سورۃ الحجرات: ۱۲

(۷) عمدۃ القاری صفحہ ۳۹۴ جلد ۱۲ باب المحن و من تیترس بترس صاحبہ

(۸) حیاۃ الصحابہ صفحہ ۵۴۸ جلد ۲

(۹) حیاۃ الصحابہ صفحہ ۸۵۹ تا ۸۷۱ جلد ۲

(۱۰) سورۃ المدثر: ۱ تا ۳

(۱۱) حیاۃ الصحابہ صفحہ ۲۵۰ جلد ۱

(۱۲) مجمع الزوائد صفحہ ۱۳۱ جلد ۱

توحید وسنت ہی دین کی اساس ہے

{۴ ربیع الاول ۱۳۸۲ھ مطابق ۶ اگست ۱۹۶۲ء}

بروز پیر، بعد فجر

اقتباس

کامیابی لینا چاہتے تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم قاصد خدا کی اتباع کرو، ان سے کامیابی ناکامی کا معیار معلوم ہوگا، محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے انبیاء آئے لیکن اب اعتبار رکھو، مشرق سے مغرب تک کسی کی بات کا اعتبار نہیں ہے، صرف محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بات چلے گی، بزرگوں کی وہی بات چلے گی جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے موافق ہو، اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بات کے علاوہ کچھ اور بات کہہ دے تو اس کی بات اور بزرگی اس کی ختم، بلکہ وہ بزرگ ہی نہیں، اب تو دور محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہی کا ہے، ان کی ہی سنو، سائنس والے چاہے کچھ کہتے ہوں کہ ہمیں کتے کی آواز کا بالکل التفات نہیں، کہ یہ جاہلوں کی آوازیں ہیں، حکومت والے چاہے کچھ کہتے رہیں گدھے رینک رہے ہیں جیسے: یہ کان گدھے کتے کی آواز سننے کے لئے نہیں ہیں، ایسے ہی گدھے یا کتے نما انسان کی سننے کے لئے نہیں ہیں، جیسے آنکھ کتے گدھے کو دیکھنے کے لئے نہیں ہے ایسے ہی گدھے یا کتے نما انسان کو دیکھنے کے لئے نہیں ہے، پارلیمنٹ، حکومت، فوج، اکثریت والے کچھ بھی کہتے رہیں بکواس کرتے ہیں۔

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

میرے بھائیو اور دوستو!

اسلام اللہ کی ذات کے خزانوں سے دنیا و آخرت میں کامیابیاں حاصل کرنے کے طریقے کا نام ہے، یعنی انسانی استعمال کا وہ طریقہ جس سے دنیا، قبر، حشر، دوزخ، جنت ہر جگہ خدا سے فائدے حاصل کرے اور یہ طریقہ بہت آسان ہے، مشکل نہیں، آسان ہے جان جھونکنے سے، مال ہو تو بھی جان کا طریقہ ہے، مال نہ ہو تو بھی جان کا طریقہ ہی ہے تمام طبقات انسانیہ کو فقراء، غرباء، امراء، حکام، تجار، زارع کو جان لگانے سے ہی اسلام آئے گا کہ دین کسی مکان، دکان، کپڑے، غلہ وغیرہ کا نام نہیں ہے، بلکہ اعضاء انسانی کے صحیح استعمال کا نام ہے، کسی شعبہ، کسی قوم و ملک و زبان سے تعلق رکھتا ہو اس کے جوارح و اعضاء کے خاص طریقہ پر استعمال کو دین کہیں گے، یہ خدا اور رسول نے عطا فرمایا ہے، جتنا اس سے ملیں گے دین سے نہیں ہٹیں گے۔

دین سے انسان ہمیشہ کے لئے خدا سے فائدہ حاصل کرنے والا بن جاتا ہے، اگر یہ طریقہ جان کے استعمال کا آ جائے تو یہ اپنے ہر شعبے میں کامیاب ہو جائے گا چاہے جنگلوں غاروں میں جا پڑے، بڑے مزے کرلے گا، غنیٰ ملے گا غیبی طاقتیں اس کے سامنے پامال، ظاہری طاقتیں اس کے سامنے شکست کھا جائیں گی، ہر جگہ یہ اپنے اعضاء کو لے جائے گا اور اعضاء کے استعمال خاص ہی پر دینے والا ہر جگہ ہے، اگر یہ طریقہ نہ آوے اسے انسان نہ سیکھے، دنیا کی چیزوں کے چکر میں پڑ جائے، بھینس گائے، ملک روپیہ، مال وغیرہ کے چکر میں پڑ جائے تو یہ ہر جگہ نہیں جاتی ہے، ہمارے پاس بہت کچھ ہے لیکن اسے یہاں لے کر نہیں آتے ہیں، ساری دنیا کے آلات و مال لگا دیں تو گاؤں یا گاؤں میں ہونے والی ہر اشیاء ساتھ لئے نہیں پھر سکتے، صرف سامان منقولہ کو لا سکتے ہیں اور اسے بھی ہر جگہ نہیں لے جا سکتے ہیں، بہت سی چیزیں ایسی ہیں کہ اندروں ملک میں ہر جگہ لے جا سکتے ہیں، ملک سے باہر نہیں، ۵۰ ہزار روپیہ امریکہ نہیں لے جا سکتے صرف ۵۰ روپیہ، ایسے ہی ہر چیز میں تخصیص ہو جائے گی، جو شہر میں تمہارا اسے سارے ملک میں نہیں لے جا سکتے، جسے سارے ملک میں لے جا سکتے ہو، اسے ساری دنیا میں نہیں لے جا سکتے ہو، جسے ساری دنیا میں لے جا سکے ہو، اسے قبر میں نہیں لے جا سکتے ہو، یہ وہ چیزیں ہیں جن سے احوال کے درست ہونے نہ ہونے کا بالکل تعلق نہیں ہے۔

اور وہ اعضاء جن پر کامیابی ناکامی کا دارومدار ہے انھیں ہر جگہ لے جا سکتے ہیں، کوئی روک نہیں سکتا، بلکہ اعضاء کے ذریعے ہی شناخت پاس پورٹ کی صحت مانی جاتی ہے، کہیں تم سے نہ کہیں گے: پاؤں یہاں رکھ جاؤ، جہاز، گدھے، گھوڑے، موٹر پر جاؤ تو اعضاء ہر ایک کے اس کے ساتھ، پیدل چلو تو سب کچھ ساتھ، ان اعضاء سے راحت مصیبت، غنیٰ فقر، عزت ذلت، جنت جہنم، عذاب قبر، شدت قیامت کا تعلق ہے، جو دھوکا ہے وہ کبھی ساتھ ہے کبھی نہیں اور موت پر بالکل ساتھ چھوڑ دیگا، ذریعہ کامیابی ہر انسان کے پاس برابر ہیں، کامیابی کے ذرائع ہتھیار جہاز، ریلیں گندم، جو جوار، زمین مال دولت، ملک کپڑے مکان دکان نہیں ہیں بلکہ اعضاء سے نکلنے والے اعمال ہیں، یہی اعضاء پر کامیابی ناکامی ہے، مشائخ علماء، وزراء، صدر نائب صدر، جرنل فوج عسکر تاجر زارع ملازم کے لئے یہ اعضاء اسی طرح مالدار و غریب حاکم و محکوم ہر ایک کے پاس برابر ہیں، بہرا مالدار بھی ہو سکتا ہے غریب بھی، بہرا حاکم بھی بن سکتا ہے اور محکوم بھی، کامیابی کا اصل سرمایہ خدا نے سب کو برابر دیا ہے، سرمایہ کامیابی میں چیزوں پر محنت کرنے سے زیادتی نہیں ہوتی ہے، بلکہ عمر کے ساتھ ساتھ انحطاط اس میں ہوتا ہے، اگر جان لگا کر مشق کر کے اعضاء کے استعمال کو درست کر لیا، تو دنیا و آخرت میں کامیاب ہو جائیں گے، اگر ہم دوسری چیزوں کے بنانے میں لگے اور اعضاء کے استعمال کو درست نہ کیا، ایسے اعمال کرنے لگے جن سے بھوک فقر، ذلت مصیبت عذاب کا سامنا کرنا پڑے گا، پھر اس دنیا میں بھی کوئی جھٹکا آئے گا جس سے ہاتھ کا نقشہ جاتا رہے گا، امیر وزیر تا جر و زارع سے، اگر اس پر دنیا میں مصیبت نہیں آئی تو مرتے ہی شروع ہو جائے گی، اب مسئلہ مال ہونے نہ ہونے کا نہ رہا، کامیابی ناکامی کا انحصار اعمال کی درستگی و بگاڑنے پر ہے۔

خدا محنت پر ہی کچھ دیتے ہیں، مال پر محنت کر کے مال حاصل کر سکتے ہیں، لیکن تم محتاج اور وہ بھی محتاج، جیسے اندھے کو

اندھا دیدیا جائے تو منزل مقصود تک نہیں پہنچ سکتے ہیں، چاہے لاکھ اندھے جمع ہو جائیں، ایسے ہی لنگڑے کو لنگڑا دے دیا جائے تو آگ سے دونوں نہیں بچ سکتے ہیں، محتاج کی حاجتیں پوری کرنے کے لئے کسی غیر محتاج کی ضرورت ہے، مال محتاج ہے اگر مال رکھا ہے تو وہاں جانے میں کسی کا محتاج ہے، کتا پیشاب کر دے تو اس کی ٹانگ نہیں پکڑ سکتا، اس مال سے حاصل کرنے اور چیزیں گائے بیل مکان دکان لباس چیزیں بھی محتاج ہیں، یہ انسانی مشاہدہ کی غلطی ہے، کہ اپنے جیسے محتاج میں اپنی حوائج کو دیکھتا ہے، حالانکہ ان چیزوں سے عزت، وقار، پرورش، حفاظت نہیں مل سکتی ہے، چند دن کا دھوکہ اس سے زیادہ نہیں ہے، لیکن جھٹکہ یا موت کے جھٹکے سے سب کافور، اب قبر میں آ گیا، جس میں نہ مال کام دے نہ سفارش، مال کے ہوتے ہوئے پٹائی ہوگی، پھر ہاتھ برے مال و چیز میں موجود ہیں اور یہ قبر میں عذاب بھگت رہا ہے، سب دھوکہ کا راستہ ہے، وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ (۱) خدا اس راستے والوں کو بھی محنت پر دیتے جاتے ہیں، کیوں محنت کر رہے ہو؟ مال کے لئے، لے لو، مال کیوں خرچ کر رہو؟ چیزیں لانے کے لئے، اچھا لے لو، چیزوں کی کثرت سے خوف میں اضافہ ہی ہوتا ہے، جیسے حاجات کثرت اشیاء سے خود بخود بڑھ جاتی ہیں، ان سے کام اور زیادہ ہو گئے، جو اس راستے پر چلے کہ محنت سے مال، مال سے چیزیں، چیزوں سے زندگی بنائے تو یہ انسان لاکھ برس محنت کرے تو آخر میں فقیر، ذلیل و حوادث و مصائب کا شکار ہوگا۔

اگر کوئی اپنے اوپر محنت کر کے ہر عضو سے ان اعمال کو لائے جن پر خدا پالتے ہیں، پھر یہ آدمی بہت بڑا سرمایہ دار و بڑا صدر و بادشاہ و بڑا مخدوم ہو جائے گا، چاہے اس کے پاس مال مکان عہدہ، زمین چیزیں نہیں ہیں، لیکن ہر حصہ کا ہر استعمال درست ہے اور انسانیت کو اس طریقہ سے استعمال کرنا ہے جس پر خدا کامیابی دیتے ہیں، یہ کچھ نہ ہونے پر بھی کامیاب ہوگا، اسے سب کچھ ملے گا، دشمن نیست و نابود ہوں گے، دشمن گھٹ جائیں گے دوست بڑھیں گے، عزت ملے گی، جان کو جانوروں، زمین، عہدہ، مکانوں پر جھوکنے میں ناکامی ہے، اپنی جان کو اپنی جان پر ہی لگا دیا اپنے استعمال کو درست کرنے کے لئے تو بھی کامیابی ہے۔

اسی وجہ سے اللہ کی طرف سے ۲۴ گھنٹے میں ۵ مرتبہ آواز لگتی ہے، کبھی تم کھیتی میں تھے، کبھی عدالت میں، کبھی یار دوستوں میں، کبھی بیوی بچوں میں تھے، کہ آواز لگی اللہ اکبر اللہ بہت بڑے ہیں، ان کا غیر بہت چھوٹا ہے، چیونٹی سے مکوڑا بڑا، مکوڑے سے بھڑ بڑا، بھڑ سے انسان، حتیٰ کہ سورج بہت بڑا، سورج سے وہ فرشتہ بہت بڑا جسکی ایک آواز سے سارے انسان مر جائیں، یا جو ہر انسان کی روح نکالتا ہے، یا جس کا اصلی جسم تحت الثریٰ سے عرش تک جاتا ہے، اور آخر میں کہہ یہ سارے ذرہ کے برابر نہیں ہیں، خدا سب سے بڑے ہیں کہ یہ سب کچھ مخلوق اور یہ خالق ہے، اپنی چیزوں میں بڑائی چھوٹائی صرف تعارف کے لئے ہے، جیسے موتی بیٹا سب سے بڑا ہے، وہ باپ سے چھوٹا ہی رہے گا کہ باپ ہے ہی بڑا، اور اولاد ہے ہی باپ سے چھوٹی، اگر سب سے بڑا بیٹا خود کو بڑا کہنے لگے اور باپ کا حکم نہ مانے تم میری مانو تو باپ اسے سزا دے گا، مارے گا، باپ نے کہا نوکر یہاں آ، بڑے بیٹے نے کہا مت آ تھوڑی دیر میں باپ نے ناراض ہو کر گھر سے نکال دیا، ہر مخلوق چھوٹی جنس ہے، فرشتے، انسان، جنات سب سے چھوٹے ہیں، خدا صرف اکیلے بڑے ہیں، ایسے بڑے کہ

ان کے مقابلہ میں خود کو ذرا سا بھی بڑا سمجھ لینے سے سیدھا جہنم میں جائے گا۔

اب اس آواز نے بتایا کہ اس دنیا کی غلط تعارفی آوازوں سے غلط فہمی میں نہ آجانا کہ بہت بڑا مکان، بہت بڑا کارخانہ، بہت بڑا آدمی کہ ہند کا وزیر اعظم یا صدر یا گورنر ہے، ارے یہ سارے چھوٹے ہیں، یہ تمام حکم الٰہی سے بنے ہیں، ایک حکم سے گائے بیل، بھینس، سورج، چاند، زمین، آسمان بنے ہیں، ایک حکم سے سب کو توڑ بھی سکتے ہیں، آپس میں تعارف کے لئے ایک دوسرے کو بڑا چھوٹا کہتے ہیں، حقیقی بڑا صرف اللہ ہے، ان کا ماسوا چھوٹا ہے اور چھوٹائی کی کوئی حد نہیں، جسے دیکھو اللہ اکبر کہو، آسمان دیکھا، بازار میں کارخانہ یا مل تو بہت بڑا کہنے کے بجائے اللہ اکبر کہو کہ ساتوں زمین و آسمان خدا کے سامنے ایک ذرہ کے برابر ہیں، ساتوں زمین و آسمان ایک جنتی کے جنت میں ایک پیاز کے چھلکے کے اندر، جنتی کی جنت بڑی، جنتوں کے مقابلہ میں ایک ذرہ کے برابر اور ساری جنتیں خدا کے سامنے بہت چھوٹی، خدا بڑے ہیں۔

ایک حکم سے انبیاء کو جہنم میں ڈال دیں کوئی چوں نہ کر سکے، پانچ وقت تو یہ آواز لگوائی، اس کے علاوہ بھی احادیث میں اللہ اکبر کی ترغیب ہے، ارے حقیقت کو پہچان ہر ایک کو بڑا نہ سمجھ، ورنہ بڑے چوہے کی خوشامد کر، بڑی چیونٹی سے سفارش کروا کہ ان سے بھی لفظ بڑے کا اطلاق ہو رہا ہے، ایسے ہی بہت بڑی ریل، بہت بڑی مل، بہت بڑا کارخانہ تعارفی ہیں ان میں اور بہت بڑے چوہے میں کوئی فرق نہیں ہے، ساری دنیا کے سائنس داں کہہ دیں کہ یہ چوہا بہت بڑا ہے، اس جیسا اور کہیں نہیں، تم اس سے کہنے لگے اے چوہے میرے پیٹ کا درد دور کر، مقدمہ میں کامیاب کرا، اتنے میں بلی کے بچے نے میاؤں کی اور یہ بڑا چوہا، یہ جا، وہ جا، وزیر اعظم، جنتا، وزراء، صدر، امریکہ کی حیثیت چوہے جیسی ہی ہے کہ ایک فرشتہ جان لینے والا میاؤں کر دے تو سب کی جان نکل جائے، یہ فرشتہ خدا کی ایک میاؤں یا حکم پر فوراً ختم، آخر میں ملک الموت آکر کہیں گے کہ اب تم جاؤ اور حملۃ العرش کی روحیں نکال، اب آپ اور ہم جاؤ ان تینوں کی روح نکال، اتنے قوی فرشتوں کی ملک الموت روح نکالیں گے۔

بڑا تو وہ ہے جس کے حکم سے سمندر کھڑا ہوا ہے، آندھیاں چلتی ہیں، سورج روز نکلتا ہے، جس کے حکم سے کھیتیاں اگتی ہیں، ریلیں چلتی ہیں، ہوائیں آتی ہیں، راکٹ، جہاز، ایٹم بم، ریل سب کچھ چھوٹا ہے، ایک خدا بڑا ہے 'اشھد ان لا الہ الا اللہ' کہا جاتا ہے کہ پرزہ بہت چھوٹا ہے، لیکن اس کے بغیر انجن نہیں چل سکتا، ایسے یہ نہیں کہا جا سکتا ہے کہ ہے تو یہ چیزیں چھوٹی لیکن ان پر زندگی موقوف ہے، بس یہ نہیں ہے، کسی انسان و چیز پر کسی کی زندگی کا بننا موقوف نہیں ہے، بڑے ہوئے پھر ان سے میلان نہ ہونا بیکار، اب کے چھوٹے ہیں اور ان سے ہوتا نہیں تو پھر میلان ان کی طرف بدرجہ اولیٰ نہیں۔

کامیابی لینا چاہتے تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم قاصد خدا کی اتباع کرو، ان سے کامیابی ناکامی کا معیار معلوم ہوگا، محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے انبیاء آئے لیکن اب اعتبار رکھو، مشرق سے مغرب تک کسی کی بات کا اعتبار نہیں ہے، صرف محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بات چلے گی، بزرگوں کی وہی بات چلے گی جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے موافق ہو، اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بات کے علاوہ کچھ اور بات کہہ دے تو اس کی بات اور بزرگی اس کی ختم، بلکہ وہ بزرگ ہی نہیں، اب تو دور محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہی کا ہے، ان کی ہی سنو، سائنس والے چاہے کچھ کہتے ہوں کہ

ہمیں کتے کی آواز کا بالکل التفات نہیں، کہ یہ جاہلوں کی آوازیں ہیں، حکومت والے چاہے کچھ کہتے رہیں گدھے رینک رہے ہیں جیسے یہ کان گدھے کتے کی آواز سننے کے لئے نہیں ہیں، ایسے ہی گدھے یا کتے نما انسان کی سننے کے لئے بھی ہیں، جیسے آنکھ کتے گدھے کو دیکھنے کے لئے نہیں ہے ایسے ہی گدھے یا کتے نما انسان کو دیکھنے کے لئے بھی نہیں ہے، پارلیمنٹ، حکومت، فوج، اکثریت والے کچھ بھی کہتے رہیں بکواس کرتے ہیں۔

میں تو صرف محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ہی سنوں گا، اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز ہے حی علی الصلوۃ کہ کامیابی اعمال سے ہے اور اعمال محمد صلی اللہ علیہ وسلم والے اختیار کرو پھر تم کامیاب، جس بڑے کی بڑائی کے کرم سے تجھے اعضاء ملے ہیں، اعضاء کو اس کی اطاعت میں لگا، وہ ان اعضاء کے ظاہر و باطن کو بڑھائے گا، آنکھ و معدہ، کان کی طاقت کو، تیری جاذبیت کشش حسن، خوبصورتی کو بڑھائے گا تو اپنے اعضاء کو ان کے احکام پر لگا، چیزوں پر اعضاء اپنے نہ لگا، ہر کام خدا کے اعتبار سے کر، مال ہو یا نہ ہو، اس طرح کرنے سے تیری ہر چیز بڑھے گی، تیری عزت، غلبہ، وقار، دولت مال، آسمان زمین سے کروڑوں گنا بڑھ جائے گی۔

اور اگر اپنے اعضاء کو دوسروں پر بڑا سمجھ کر لگا دیا جو کہ خدا کے ماسوا تھے تو تجھ سے لیتے جائیں گے، قیامت کو تجھے محتاج ہی بنا کر جہنم میں ڈال دیں گے، کامل کامیاب وہ ہے جو ۲۴ گھنٹے اعمال خدا کے اعتبار سے کرنے والا بن جائے، دوست، دشمن کے ساتھ سفر حضر بیوی بچوں کے تعلقات، تجارت و زراعت میں اعمال خدا کے اعتبار سے کر لے، پھر خدا اپنی صفات قدرت و عزت و اختیارات کی بڑائی دکھائیں گے، اس سے تمام ملک و مال ہاتھ تیرے سامنے جوڑیں گے، تجھ سے سارے دعا کروائیں گے، تیرے لئے کاریں رک جائیں گی، پارلیمنٹ والوں کی گردنیں جھک جائیں گی، مسئلہ آسان ہو جائے گا کہ سب کچھ تیرے پاس ہے۔

آج چار ماہ کے جواب میں کہتے ہیں کہ میں زمیندار ہوں، تاجر ہوں، بیوی بچوں والا ہوں، یعنی میں غیر خدا پر اعمال کرنے والا ہوں، کسی اور کو اللہ کے راستے میں لے جائے تو کیسے کامیاب ہوگا، تیری کامیابی تو اس وقت ہوگی جب تو اپنے اعضاء کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے پر لے آ، ان نقشوں سے نکلا چلا جا جنکی بڑائی دل میں رہتے رہتے آگئی ہے اور خدا کی بڑائی دل میں بٹھاؤ یہ تمام خوبیوں کی جڑ ہے، اور تمام برائیوں کی جڑ دنیاوی نقشوں کی بڑائی اور محبت کا دل میں بیٹھ جانا ہے، اسی وجہ سے سب سے پہلا حکم تو کہہ سن کر ہی ہے انھیں ڈراؤ کہ بڑوں کی بڑائی کو بھی سامنے نہ رکھا، چھوٹوں کے مطابق ہی چلتے رہے تو آفات و مصائب و بلایا کا شکار ہو گئے، خدا کو ہی بڑا سمجھ کر اسی کے مطابق جان لگاؤ، سب سے پہلے پیدا ہوتے ہی ایک طرف سے اذان سنی ایک طرف سے تکبیر، اے بچے ابھی سے سمجھ لے خدا بہت بڑے ہیں، ماں، باپ، مکان یا کسی دنیاوی نقشے کو بڑا نہ سمجھ لینا، اسی کو بڑا سمجھنا کامیابی کا راز ہے، اس بڑے سے ہی ہوتا ہے اور وہ بڑے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے پر چلنے سے کامیابی دیتے ہیں۔

محمد صلی اللہ علیہ وسلم بینا ہم نابینا، محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے معراج میں سب کچھ دیکھ لیا ہے، اور اس محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے بتایا ہے کہ ۲۴ گھنٹے

کے اعمال درست کرلو، ہر عضو کا ہر عمل خدا کی بڑائی کے اعتبار سے ہو، حرکت، سکون، اٹھنا، بیٹھنا، لیٹنا، چلنا، پھرنا اسی کی بڑائی کے اعتبار سے ہو، جب سے پیدا ہوئے تبھی سے آواز لگ رہی ہے، کوئی کہتا ہے یہ کارخانہ بڑا، یہ زمین بڑی، یہ کوٹھی بڑی، موذن کی آواز نے سب کی کاٹ کردی کہ خدا بڑے ہیں یہ سب چھوٹے، ان چھوٹوں سے ہوتا نہیں یہ سب بڑے سے ہی ہوتا ہے، تو اس کی بڑائی سے متاثر ہو کر کام لیا کر، پھر سارے تجھ سے متاثر ہوں گے، اس آواز سے خدا نے مسجد میں بلالیا کہ باہر تو دھوکے کی حکومت ہے، حقیقت کچھ اور دکھائی، کچھ اور دے رہا ہے، مسجدیں بنائی گئی ہیں اور مسجد دوربین ہے۔

لوگ آج دوربینیں بنا رہے ہیں، محمدی زمانے میں اعمال دوربین بنائے گئے ہیں، محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی دوربین سے اللہ کی حفاظت، قبر کا عذاب، حشر کا منظر دکھائی دیتا ہے، آج کی دوربین سے صرف چاند کے دھبے دیکھے جاسکتے ہیں اور ایسی کوئی دوربین نہیں ہے جس سے آئندہ کے حالات معلوم ہو سکے ہیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد (دوربین) سے آئندہ کے حالات بھی معلوم ہوتے ہیں، دوربین سے اس وقت نظر آتا ہے جب صرف تعلیم ہو، ایسے ہی مسجدوں کو دنیا سے بالکل پاک صاف کر کے تعلیم کے حلقے ہوں، ایمان کی مجلسیں ہوں، ذکر و نماز و دعا و خدمت کا ماحول ہو، اس دوربین سے یہ ہوگا کہ شیر دیکھا اور اس سے فوراً خدا اور اس کا رابطہ دیکھ لیا، ایک واقعہ سے ساتوں زمین سامنے آگئی، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دوربین سے سارے مکاں و زماں کا احاطہ کر لیا، اس سے گزشتہ زمانے کے حالات معلوم ہوئے، یہ دوربین اس طرح نہیں بنتی ہے، کہ ۵ منٹ کو آجائیں، اس دوربین سے دیکھنے کے لئے یہ طے کرنا پڑے گا کہ تمہاری پرورش کا راستہ حکومت، سائنس، مال دولت، مکان دکان نہیں ہے بلکہ پرورش کا راستہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم والے اعمال پر آجانا ہے، دنیا کی چیزوں سے تعلق نہیں ہے ہمارا کہ یہ سب کچھ چھوٹی ہیں، صرف بڑے حقیقی سے جوڑ لگائیں گے، اس سے ملک و عہدہ و غلبہ، ہر امداد لینا ہے، آنے والی مصیبتوں و آفات کا بدلہ لینا ہے، جو چھیننا ہے اسے لینا ہے، مقدمہ میں کامیابی لینی ہے، لیکن چھوٹے سے نہیں لینا ہے، بلکہ بڑے سے ہی لینا ہے بعد کے طریقے کے پابند بن کر، ہمارا کام تجارت، زراعت نہیں ہے، سند اس پر ہے کہ صرف خدا کو بڑا مان لیں، توحید مضبوط ہو جائے، توحید و سنت ہی زندگی کی اصلی اساس بن جائے، کرنے والے صرف ایک خدا، محمد صلی اللہ علیہ وسلم بھی کرنے والے نہیں ہیں جن کے طریقے پر چلنے پر خدا دیتے ہیں، ان کے طریقے پر چلنے سے خدا نعمتوں کو بارش کی طرح برسائیں گے، ان کے خلاف پر چلنے سے آفات کا نزول ہوگا، وہ طریقہ بتانے والے ہیں، دینے والا خدا ہی ہے، صرف خدا سے ہم تک لانے والا نہ رہا، ہم نہیں چاہتے کہ تم فقیر بنو، تم ممبر بننا چاہتے ہو، ہم چاہتے ہیں کہ تم ممبر کیا بنتے ہو، سارے عالم کے امام توحید بن جاؤ کہ تعریف ہو، سارے سامنے جھکیں، لیکن اس کے حصول کا رستہ دنیا، اور دنیا کی چیزیں نہیں ہیں، صرف کرنے والے خدا سے معاملہ کرو، ہر مسئلہ میں خدا کی طرف رجوع کرو کہ خدا ہی ہمارے دنیا کی ہر چیز اور جز کے مالک ہیں، ان کے ملکوں و زمین و حکومتوں کا معاملہ ان سے کرو اس کے لئے دنیا چھوڑ کر باہر آجاؤ، اللہ کی بڑائی دل میں پیدا کرو، اس کے لئے ہی دنیا میں اس کی بڑائی کے گیت گاؤ، یہی تمہارا کام ہے، اور یہی تمہاری آواز ہے، خدا کی تقدیس و تسبیح و تحمید کو پھیلاؤ، اللہ سے لینے کے طریقے انسانوں کو بتاؤ، اس طرح سے دنیا و آخرت میں خدا سے ملے گا، بس تم ثابت کردو کہ ہماری تجارت محنت، حکومت، مال و دولت و اقرباء سے نہ ہونے کو ہم مانتے ہیں، اور اس کا

ثبوت یہ ہے کہ آپ ایک کرنے والے کے ہی کام میں لگے رہو اپنی زندگی سے ثابت کردو کہ تم حکومت انسان مال و دولت چیزوں میں نہیں سمجھتے ہو، بلکہ خدا و محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے میں ہی سمجھتے ہو، بس یہ اذان والی آواز لے کر چپہ چپہ پر پہنچا دو اور اس کے لئے اپنی بساط بھر محنت کرلو، اس سے ساری تجارتیں، ساری حکومتیں ساری زراعتیں تمہارے قدموں میں گریں گی، خوب نقل و حرکت کرو اپنے مکان کو بیچا ۴۰ ہزار میں، ۵ ہزار کا نیا مکان، ۱۰ ہزار تجارت میں اعتماد والی جگہ پر ۲۵ ہزار لے کر نکل پڑے اس کام کی طاقت اگر دیکھنی ہے تو اس طرح کر کے دکھلاؤ جس طرح سے لوگوں نے ملک گیری و سیاست کے لئے کر کے دکھلایا ہے، ابھی تک تو نام لکھا ۳۰، ۴۰، ۵۰ روپئے، یہ تو صرف ذوق پیدا کرنے کے لئے ہے، ارے اگر ساری دنیا کو خرچ کردے، دن رات جنگل میں مارا مارا پھرتے رہے، تیری بوٹیاں بوٹیاں کٹ جائیں تو اس کے احسانات کا ذرا سا بھی شکر ادا نہ ہو، ارے اس کے دیئے ہوئے مال، اعضاء و جان کو اس کے لئے لگادے پھر خدا اپنے تمام خزانوں کے دروازے کھلوا دیں گے، تمام دنیا والے اپنی اپنی دنیا کو لے کر تیرے قدموں میں پڑیں گے، تجھے بڑا سمجھیں گے اب تم ایمانیات و تعلیم میں زیادہ وقت لگاؤ، کمائی و گھر پر زندگی میں بقدر حاجت وقت و جان لگاؤ اس سے تمہارے ہر عضو کے عمل درست ہوں گے، آج تو ہمارے بول و عمل اس جگہ کے اعتبار سے ہوتے ہیں جہاں جاتے ہیں، اب بننا یہ ہے کہ جہاں جائیں خدا کے اعتبار سے بولیں اور عمل کریں، رات کو عمرؓ و ساتھی نے ایک شخص کو مع ساتھیوں کے جام پیتے ہوئے دیکھا، یہ شراب پی رہے ہیں، خلیفہ عمرؓ کے جواب میں ابن عوف و زید بن ارقم خاموش ہیں، زبان خدا و قرآں کے خلاف نہیں بولتی ہے، اگر بولے تو کہہ دیا تم تجسس ہی کر رہے ہو (۲)، ۲۴ گھنٹے کی زندگی اسی وقت قابو میں آئے گی جب زیادہ وقت مسجد میں لگے، چار مہینے تو صرف ذوق بدلنے کے لئے ہیں پھر آہستہ آہستہ آگے آگے بڑھاتا ہے، اور جذبات و کیفیات کے ان درجوں پر پہنچتا ہے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم و صحابہؓ کے پاس تھے کہ ہمیں ان کی طرح کے مکان و لباس طعام پسند آنے لگیں ان کی زندگی کو چھوڑنے والے ہماری نظر میں گدھے معلوم ہوں، اگر کہہ دیا جائے جو گدھا بنے گا وہ وزیر ہوگا یا ہوائی جہاز میں اڑے گا تو شاید کوئی اس کی تمنا کرے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے سے ہٹ کر انسان گدھے، کتے، خنزیر سے زیادہ ذلیل ہے، محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے پر آکر انسان فرشتوں سے زیادہ معظم و عزیز ہے، آدمیت صرف احسان و محسن کو پہچاننا ہے جس کے ہاتھ میں مسئلہ ہے اس سے رابطہ قائم کر لینے کو ہی آدمیت سمجھو اور لوگ یہ کہہ رہے ہیں کہ وزیر بننے دو، حکومت و کوٹھی ہاتھ آنے دو چاہے گدھے بن جائیں، صرف چار ماہ مانگ رہے حالانکہ ابھی تو عمروں، جانوں مالوں کی ضرورت پڑے گی، چار ماہ تو مناسبت پیدا کرنے کے لئے ہیں، چار ماہ ایسے ہی ہیں جیسے پرائمری میں چار سال، پرائمری والوں کو دنیا کا کوئی عہدہ، ڈپٹی کلکٹر نہیں ملتا ہے، مردم شماری میں پڑھے لکھوں میں نام آجائے گا، جس سے پڑھے لکھوں کی تعداد اکثریت کی ہوگی، اس سے نام ملک کا روشن کریں گے، اوپر والا طبقہ اس طرح کام بنا کر عہدے صرف اونچی تعلیم والوں کو دیتے ہیں اور ویسے بھی ہر اونچی تعلیم والے کو اونچا عہدہ نہیں ملتا ہے، محدود وزیر ہیں مثلاً ہزار، اور پڑھنے والے لاکھوں اور یہ کہتے ہیں کہ پڑھ لو بہت کچھ ملے گا، بس لوگوں سے چوسنے کے لئے یہ اسکولوں کا ڈھونگ ہے، پرائمری کا سلسلہ تم کو دینے کے لئے نہیں ہے، اس سے عہدہ نہیں ملتا، لڑکوں، لڑکیوں کے اختلاط سے اخلاق خراب، آپس

کے ناجائز تعلقات قائم ہوئے، کوئی ناجائز تعلق میں ظاہر ہوا وہاں فساد کھڑا ہو گیا، اب دین میں پرائمری ہم نے چار سال کی جگہ چار ماہ مدت رکھی ہے اس سے قیامت کو انبیاء کے کام کرنے والوں میں نام آجائے گا، اس پرائمری والے کو ایسی جنت ملے گی کہ اس میں یہ خود صدر یہ خود وزیر خارجہ، تمام شعبے اس کے ہاتھ میں سارا نظم ونسق کرے گا، بس بھائی چار ماہ لگا کر ان کی فہرست میں نام کروالو، ہم نے چار سال سے چار ماہ بتائے، لوگ سمجھے کہ یہ چار ماہ ولی اللہ بننے کے لئے ہے، انھوں نے اس میں اور کمی کر دی، ارے اونچی جنتیں لینی ہیں تو پھر چار ماہ کیا، عمروں کو لگاؤ، یہ راستہ بہت اونچا ہے اگر چل پڑا تو لوگ پیدل چلنے، بے گھر ہونے، مارا مارا پھرنے کو، حکومت، صدارت، وزارت، کوٹھی میں رہنے آرام وراحت سے گزارنے پر ترجیح دیں گے۔

---

(۱) سورۃ آل عمران: ۱۸۵

(۲) حیاۃ الصحابہ صفحہ ۵۴۸ جلد ۲

اعمال خمسہ پر محنت کرو

{۵ ربیع الاول ۱۳۸۲ھ مطابق ۷ اگست ۱۹۶۲ء}

بروز منگل، بعد فجر

اقتباس

شکلوں سے نکلنا آسان ہے جسے تم نے ہی مشکل بنا رکھا ہے مشکل تو یہ ہے کہ شکلیں دل سے نکل جائیں، بیوی، بچوں، دکان، کھیت کو چھوڑ کر پانچ سال، دس سال ساری عمر کے لئے نکلنا آسان ہے اس سے آج محبت سے ملیں گے جنھوں نے ہمیشہ کے لئے شکلیں چھوڑ رکھی ہوں، ان کی تعداد کروڑوں سے زیادہ ہوگی، فسادات کے بعد حکومت نے گارنٹی لی کہ اب فساد نہ ہوگا، سب نے کہہ دیا کہ ان سے طبیعت کھٹی ہوگئی، جہاں ایک مرتبہ ذلیل ہو گئے اور کاروبار جلا دئے گئے، عورتوں کی عصمت دری کر دی گئی، وہاں دوبارہ رہنا نہیں ہے، چاہے کہیں اور کھانے اور رہنے کو ملے یا نہیں، شکلوں سے نکلنا مشکل نہیں ہے جتنا مشکل شکلوں کو دل سے نکال کر خدا کو دل میں لے آنا ہے کہ اگر اپنی شکلوں میں سے نکل آئے تو رہے پھر بھی شکلوں میں، جہاں جاؤ گے وہاں شکل ہوگی، یہاں آئے تو یہاں کا مطبخ کھانے اور پرورش کی شکل ہے، پہلا قدم ہے شکلوں سے نکلنا، دوسرا قدم شکلوں کو دل سے نکالنا، پہلا قدم اٹھے تب دوسرا اٹھے گا، شکلوں سے نکلنے کے بعد اب حضور ﷺ کے اعمال دیے گئے ہیں جن سے شکلیں دل سے نکل جاتی ہیں۔

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

میرے بھائیو اور دوستو!

زمین اور آسمان ایک شکل ہے اور شکلوں سے بھرا ہوا ہے، پہاڑ، انسان، جانور، معدنی، غذائی، کھیتی، باغ سب شکلیں ہیں، اللہ رب العزت کی ذات عالی پوری کی پوری مع صفات کے شکلوں سے پاک ہے، اللہ کی ذات و ربوبیت، حفاظت، قوت شکل سے پاک، خزائن اللہ شکلوں سے پاک، یہ عالم شکلوں سے بھرا ہوا، انسان کو شکلیں دکھائی دیتی ہیں اللہ نہیں، حقیقتاً سب کچھ خدا سے ہو رہا ہے شکلوں سے نہیں، لیکن انسان کو دکھائی یہ دیتا ہے کہ سب کچھ شکلوں سے ہی ہو رہا ہے، موت، حیات، بھوک، شبع، آرام، عزت، ذلت اسے شکلوں میں نظر آتی ہے، اسے نہ اللہ دکھائی دیتے ہیں نہ اللہ کا شکلوں سے پاک ہونا اور

باقی تمام شکلیں اس کے سامنے ہیں، فقیر سے لے کر امیر یا حاکم اعلیٰ تک کی تمام شکلیں دکھائی دیتی ہیں، اسی وجہ سے انسان خدا کے بجائے شکلوں کی طرف مائل ہوتا ہے کہ اپنے احوال ومسائل کا حل شکلوں میں نظر آرہا ہے، یہی آدمی کی بیماری ہے، جو بھی خدا سے ہورہا ہے اسے وہ شکلوں میں دکھائی دے رہا ہے، اسی وجہ سے عزت، حفاظت، قوت، خوف وذلت سے بچنے، امن لینے وغیرہ کے لئے شکلوں کی طرف دوڑتا ہے، انسان کی بیماری ہے شکل پرستی، اب انسان جتنا شکل کی طرف بڑھے گا اتنا ہی خدا اُسے مصائب وحوادث میں گھیرتے جائیں گے، جتنا غلہ لینے کے لئے کھیتی میں لگے یا مال کے حصول کے لئے دکان ومکان میں بڑھے یا جانور یا ملازمت میں زیادہ لگے تو اسے اور زیادہ مصیبتوں کا سامنا کرنا ہوگا اور اسے اپنی کامیابی دکھائی دے رہی ہے اس چیز میں جس میں اس کی موت وذلت وفقر ومرض بھوک ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے احادیث میں بتایا کہ شکلوں پر جو زیادہ محنت کرے یا جان جھونکے وہ زیادہ مصائب کا شکار ہوگا، مثلاً فرمایا کہ جس نے مال بڑھایا سونا چاندی جمع کیا صندوق میں بھر بھر کر، اس سے اپنی زندگی بنانے، عزت لینے، آفات سے بچنے وتقویت قلب کا کام لیں، مرنے کے بعد اس کا سونا اژدھا بن کر اس پر مسلط ہوجائے گا، کہ سونے کی شکل میں لگنے سے خدا والا یقین سونے پر آگیا اور خدا والے اعمال توڑ کر مال وسونے کے بڑھانے میں لگا رہا، سو کے ہزار، ہزار کے دس ہزار، دس ہزار کے لاکھ ہوجائیں، تو اب جتنا مال اس نے حاصل کیا اور خرچ کیا ۵۰، ۶۰ سال میں، اس سب سونے چاندی کی تختیاں بنا کر آگ میں تپائی جائیں گی، خوب تپ جانے کے بعد اس کے ماتھے پر رکھا جائے گا ساری کھال جل جائے گی، دھواں، خون، دوسری تختی گرم ہوگی تو پہلی کو ٹھنڈا ہونے پر اتار لیا جائے گا، اور کھال اپنی جگہ پر واپس آگئی، ایسے ہی کمر، پہلو پر دو دو تختیوں سے باری باری داغا جائے گا ایسے ہی قرآن میں ہے (۱)، اللہ کے راستے میں چلو کسی ملک میں دین کی محنت کے لئے، جواب دیا کہ اجی کمانے سے وقت کہاں ملتا ہے، اور تیوری چڑھالی، زیادہ کہا تو پہلو پھیر لیا، پھر پشت پھیر کر چل دیا، یا کسی فقیر کے آکر مانگنے پر پہلے تیوری بدلی، پھر پہلو بدل لیا، پھر پشت پھیر کر چل دیا اور فقیر کو خوب ڈانٹا وہ فقیر حقیقی محتاج تھا، ان تینوں جگہ پر اسے داغ لگائیں گے کہ میرا حکم ملنے پر ماتھے پر شکن کیوں پڑی، پہلو کیوں پھیرا اور پشت پھیر کر کیوں چل دیا، آج اس سب کی جگہ مزا چکھ (۲)، تو ان میں پھنسا رہا ہماری ذات وصفات عذاب وثواب کو نہ پہچانا، ایک ہزار، ایک لاکھ، دس لاکھ کی قید نہیں ہے، روزانہ اس کے ساتھ یہی معاملہ ہوگا، کچھ مال کی تختیاں بنی کچھ مال کا اژدھا بنا دیا گیا، ان میں سے ایک اژدھا اگر دنیا میں ایک سانس لے لے تو چالیس سال تک سبزی کا ایک پتہ نہ اگے، ایسے ستر اژدھے قیامت سے پہلے قبر ہی میں مسلط کردئے جائیں گے وہ اسے نوچیں گے اور کہیں گے میں مال ہوں (۳) جس کے کسب وخرچ میں تو نے یقین بگاڑا، اعمال الٰہی توڑے کہ اس مال سے بنائے، جانور، گائے، بیل، بھینس، اونٹ ہزاروں ختم کئے، کچھ بیچے کچھ خریدے لیکن احکام پر مال وجان کو نہیں لگایا، احکام کو توڑا تو قیامت کے دن اسے میدان حشر میں لٹا دیا جائے گا اور اس کی ملکیت میں آنے والے تمام جانوروں کو اس کے اوپر سے چلایا جائے گا، جو بہت موٹے بہت تیز، کھڑے سینگ والے ہوں گے، جب اتر کر چلے جائیں گے تو آخری جانور دوبارہ لڑ کھڑا کر اس پر آجائیں گے، پچاس ہزار سال تک ایسا ہی ہوتا

رہیگا (۴)، ان جانوروں کی وجہ سے دین کی محنت نہ کی، جان کو مصارف پر نہ لگایا، شکلوں کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی کچھ بتا کر گئے ہیں کہ شکلوں کے پیچھے اپنی زندگی ڈال دینے سے مصائب وحوادث میں مبتلا ہوتے ہیں انبیاء کرام علیہم السلام نے آکر کہا کہ مکانات زمیں آسماں شکلوں کو تم سے واپس لے لیا جائے تو یقین خدا پر کرو کہ خدا کے اعتبار سے عمل کرنے والے بن جاؤ یہ ہے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ، خدا خود پاک ہے شکل سے اس کے خزانے شکل سے پاک ہیں کیونکہ شکل محدود ہوتی ہے جس پر شکل کا لفظ آجائے وہ محدود ہے، آسماں زمین جنت، جہنم، پر شکل کا لفظ آتا ہے لہذا یہ سب محدود ہے لیکن خدا خود لامحدود ہے، ان کی صفات بھی لامحدود ہیں، تمام شکلیں پولس، فوج، مکان وقلعہ، آسمان وتارے، چاند، کھیتی و دکان کی ہیں، ان شکلوں سے اس طرح کچھ نہیں ہوتا ہے جیسے کہ ان کی تصویر سے کچھ نہیں ہوتا ہے، پہاڑ کی تصویر سے کچھ نہیں ہوتا ہے، ان شکلوں کی تم تصویر کھینچتے ہو تو وہ کاغذ کے اوپر ایک عکس ہے، اللہ نے پالنے، حفاظت کرنے، پیدا کرنے، دینے کی تصویر کھینچ کر ان کی شکلوں کو پیدا کر دیا، اس شکل کو تم اپنی بنائی ہوئی تصویر جیسا سمجھو، جیسے کاغذ کی بھینس سے دودھ نہیں ملتا ہے، ایسے ہی ظاہری بھینس سے نہیں ملتا ہے، سونے کی تصویر سے کچھ نہیں ملتا ہے، ایسے ہی ظاہری سونے سے کچھ نہیں ملتا ہے، خدا کے دینے سے ملتی ہے، خدا کے لینے سے چھنتی ہے، خدا کے بنانے سے بنتی ہے، جیسے تصویروں سے کچھ نہیں ہوتا حقیقت چاہئے ایسے ہی شکلوں کی صورتوں سے نہیں ہوتا حقیقت چاہئے اور حقیقت اللہ ہے، پانی، ہوا زمین، سمندر، پہاڑ، آسمان سب کی حقیقت اللہ ہیں، اللہ جس شکل سے جو چاہے کر دیں، پتھر کے نیچے دبا کر پانی دیں، شیر، سانپ کے منہ میں دے کر بچا دیں سمندر میں بچا دیں، آگ میں بچا دیں، سارے عالم میں اللہ کر رہے ہیں، سارے ملک میں اللہ کر رہے ہیں، سارے صوبے میں، سارے ضلع، سارے شہر، سارے کھیت اور ہر زاویے میں خدا کر رہے ہیں، جس سے جو ہوتا ہوا نظر آرہا ہے وہ اس سے نہیں ہے خدا سے ہے، یہی لا الہ الا اللہ ہے، انسان کے بنانے سے نہیں بنتی، انسان کے لینے سے نہیں چھنتی ہے کوئی شکل، خدا کے بنانے سے بنتی ہے، خدا کے دینے ہی سے ملتا ہے، ملنے کی شکل، حفاظت کی شکل، عزت کی شکل، موت کی شکل سے پلنا حفاظت عزت ودولت کی شکل سے نہیں ہے بلکہ یہ سب کچھ براہ راست خدا سے تعلق ہے، زمیندار کو جو کچھ مل رہا ہے وہ خدا کے دینے سے مل رہا ہے، زارع کے احوال صحت ومرض وغیرہ خدا کے کرنے سے ہو رہا ہے، اقلیت واکثریت کے ساتھ جو کچھ ہو رہا ہے وہ خدا کی طرف سے ہو رہا ہے، شکلوں سے نہیں ہو رہا ہے، جب تک اس شکل سے خدا یہ ہونا چاہ رہے ہیں اس وقت اس شکل سے یہی ہوگا، جب ارادہ بدل دیں اس وقت اس شکل سے یہ نہ ہوگا، وہ جب چاہے حالات کو بدل سکتے ہیں، یہی لا الہ الا اللہ ہے۔

اگر شکلوں کا یقین نکال کر خدا والا یقین لے لیا تو ہر شکل میں اضافہ ہوگا، جہاں سے جتنا ہو رہا ہے وہاں سے اس سے زیادہ ہونے لگے گا، یہی توحید ہے، شرک یہ ہے کہ جو خدا کرتے ہوں اس میں غیر کو ملا دیں، اگر خدا سے ہونے کا انکار کر دیں تو کفر ہوگا، مولانا! اللہ پالتے ہیں چیزیں ہوں گی تب پالیں گے اس کا نام شرک ہے، کرے خدا، نام لیا اس کے غیروں کا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اصبح الناس مؤمنین ومشرکین۔۔۔ الخ (۵) اب کامیابی صرف ایمان سے ہے، کامیابی

مکان بنانے، دکان چلانے سے نہ ہوگی بلکہ شکلوں کا یقین نکالنے سے ہوگی، خدا وہ شکل ہمارے ہونے یہ نہ ہونے، زمیندار ہونے نہیں ہوا اور اس کا یقین نہ ہو تو کامیاب، زمیندار نہیں ہے اور اس کا یقین تو ناکام، زمیندار نہیں ہے اب یقین اس پر ہے تو ناکام، اور اگر اس پر یقین نہ ہو تو کامیاب، حکومت نہ ہو لیکن حکومت سے نہ ہونے کا یقین ہو تو کامیاب، حکومت ہو یا نہ ہو لیکن حکومت سے ہونے کا یقین ہے تو ناکام، شکلوں کا ہونا نہ ہونا کامیابی کے لئے ضروری نہیں ہے، پولس، فوج، ایٹمیات، حکومت کے نہ ہونے میں کامیاب بھی ہو سکتے ہیں اور ناکام بھی، اگر ان سے ہونے کا یقین کر لیا تو ناکام ورنہ کامیاب، حکومت والے حکومت ہو کر اس پر یقین کرے اور ہم حکومت کے بغیر بھی حکومت پر یقین نہ کریں تو وہ حکومت ایک دن پریشان ہو کر گھٹنے ٹیکے گی، تمام طبقاتِ انسانی ایک صف میں ہیں جس کے دل میں یقین نہ ہو کامیاب، جس کے دل میں یقین ہو وہ ناکام، اب اس کلمہ پر محنت کرنی ہوگی، لا الہ الا اللہ، شکلیں تمہارے ہاتھ میں ہو یا نہ ہو ہر حال میں محنت کر کے ان کا یقین دل سے نکال دو پھر تم بہت بڑے کامیاب بن جاؤ گے، خدا کے خزانے کھل جائیں گے، پرورش کی شکل کے بغیر پرورش ملے، ہارون پانچ سو لے کر پہنچا، کیا کل کی بات تھی جو چلی گئی، بہلول ہر وقت ننگے رہتے تھے بادشاہ کو عار آتی تھی کہ اس کا بھائی ہو کر ننگا پھرے، ہارون نے کہا صرف پاجامہ پہن لو، کہنے لگے پاجامہ کے ساتھ قمیص ضروری، قمیص کے ساتھ ٹوپی و جوتا لازم، پھر ان کپڑوں کے لئے صندوق، صندوق کے لئے مکان، ایسے ہی کپڑوں کے لئے دھوبی، دھوبیوں کی وجہ سے بہت سے جوڑے، دھوبیوں کے گھر بار والوں کے لئے بیوی بچے اور ان سب کے لئے مکانات، ان سب کا خرچ و انتظام وغیرہ، ان سب کی حفاظت کے لئے پولس، پولس کے لئے بیرکیں پھر... پھر... پھر یہاں تک کہ ایک چھوٹی سی ریاست کا نقشہ بنا دیا، ہارون نے اشارہ کیا کہ یہی پاجامہ پہنا دو، پہنانے لگے تو کہہ دیا ایک پاجامہ سے اتنی مصیبتیں آتی ہیں تو میں پاجامہ نہیں پہنتا چل دیئے وہاں سے اگر تم چاہتے ہو کہ روس و امریکہ و ہند و سارے عالم کے آلاتِ حرب، راکٹ، ایٹم بم وغیرہ کا یقین دل سے نکل جائے تو پاجامہ نکال دو یعنی اپنے نقشے کا یقین نکال دو، کہ جب تم اپنی دکان، مال، و تدبیر و تلوار پر یقین کرتے ہو تو پھر سارے عالم کے تاجر و اموال، تدابیر و آلات حرب کا یقین کیوں نہیں، اگر تمہارے نقشے نکل جائے تو سارے عالم کے نقشوں کا یقین خدا کی قسم نکل جائے گا، جب غیر کا یقین نکل جائے گا تو سارے غیر قدموں میں گر پڑیں گے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو بھی راستہ دکھایا، انھوں نے اپنی شکل سے یقین نکال لیا تھا جس سے سارے عالم کا یقین جاتا رہا سارا عالم قدموں میں آ پڑا، ان کا یقین اپنے چھوٹے چھوٹے کھیتوں معمولی مکانوں، پرانے لباسوں، سخت کھانوں سے نکل گیا تو کسریٰ و قیصر کے بڑے بڑے نقشوں سے نکل گیا، مسئلہ یہ ہے کہ لا الہ الا اللہ کو سیکھنا ہے جو سیکھ لے وہی کامیاب ہے نقشے والے ناکام ہو جائیں گے، اگر اسے یہ کلمہ نہ آیا یہ کلمہ سے ہے کہ شکلوں سے نکل کر جا پہنچیں، حفاظت و قوت و عزت و سرور و اطمینان کی تمام شکلوں سے یقین نکل کر اس پر آ جائے کہ خدا حفاظت کریں گے تو ہوگی ورنہ نہیں، خدا اطمینان دے تو اطمینان ملے ورنہ نہیں، وہ شکلیں آسمان سے، زمین سے، چٹیل میدان سے دے سکتے ہیں شکلوں کے بغیر جس طرح چاہیں پال دیں، جس طرح چاہے عزیز کر دیں یا ذلت میں ڈال دیں، خدا کے

ارادے کے بغیر انسان زمین آسمان سے بھوک وذلت وروٹے کو دور نہ کر سکے گا، تمام شکلوں کی حیثیت دوسروں سے آگے نہیں ہے، جب یہ یقین آیا تو خدا کی طرف سے عزت، وقار، قوت، غلبہ، سرسبزی ملے گی اور اپنی قدرت سے تمام لائنوں سے کامیابی دینی شروع کر دیں گے، اب یہ یقین کیسے حاصل ہو؟ سیدھی سادی بات یہ ہے کہ جن شکلوں کا یقین نکالنا ہے ان سے نکلو، دکان، مکان، کھیتی، باغ کا یقین نکالنا ہے، بیوی بچوں کی حفاظت و پرورش کا یقین نکالنا ہے، تو پہلے ان شکلوں سے جسم کو نکالو، پھر شکلوں کو دل سے نکالو، تب یقین ان شکلوں کا نکلے گا اور کلمہ طیبہ آجائے گا۔

اس کلمہ کو ساتوں زمین آسمان کی کنجی کہا گیا ہے (۶) اور جس کے ہاتھ میں مکان کی کنجی، مکان واس کی چیزیں اس کی، تو گویا کلمہ والے کو اس دنیا کے سارے منافع ملیں گے، عزت ووقار کی حقیقت ملے گی، اطمینان وسرور کی حقیقت ملے گی، اس کی اسکیم ملے گی، شکل کامیابی قوم نوح وفرعون، نمرود نے اختیار کی لیکن کامیاب نہ ہوئے، شکل کامیابی نوح علیہ السلام اور ابراہیم علیہ السلام کے پاس نہ تھی، لیکن کامیاب ہوئے، نمرود نے جو چاہا وہ اس کے زمانے میں بھی نہ ہوا کہ سارے نقشے، حکومت کے باوجود ابراہیم علیہ السلام کو پیدا ہونے سے روک سکا، نہ پیدا ہونے کے بعد مار سکا، اس زمانے میں ایک مومن نہ تھا، ابراہیم علیہ السلام نے چاہا کہ امت مومنہ وجود میں آئے، تو صرف کلمہ سے اتنی بڑی اسکیم چلالی، اپنی بیوی و بچہ کو جلتی ریت اور پہاڑوں کے درمیان ڈال گئے، جہاں نہ پانی، نہ سبزا، نہ انسان، اور اسکیم یہ تھی کہ ایسی جماعت اس علاقہ میں تیار ہو جو ساری شکلوں (قومی، حکومتی، مالی) میں جا کر کہے کہ شکلوں سے نہیں ہوتا ہے، اعمال پر خدا کرتے ہیں، اور اعمال میں سب سے بڑا عمل نماز ہے، اس پر خدا نے ہاجرہ واسماعیل علیہ السلام کو پالا، پھر محمد صلی اللہ علیہ وسلم وصحابہؓ کو پیدا کیا اور ان کی محنت کے نتیجے میں سارے عالم میں آج مسلمان ہی مسلمان ہیں، مسلمان کسی حکومت یا تجارت، ملازمت، عہدہ، کمیٹی یا عمارت میں ہونے والی کوششوں کے نتیجے میں نہیں ہے، لا الہ الا اللہ والے نے جو چاہا وہ آج تک ہو رہا ہے، حکومت والے نے چاہا وہ اس کے زمانے میں نہیں ہوا، اگر تم چاہتے ہیں کہ سارے عالم میں اسلام چمکے، دین آئے تو ہمیں کلمہ حاصل کر کے اسکیم خدا سے چلوانے کی ضرورت پڑے گی، اسلام مال سے چندہ سے چلنے والا نہیں ہے، یہ شکلوں کا یقین دل سے نکالنے کے لئے شکلوں سے نکلنا پڑے گا، جو ان شکلوں سے نکل جائے گا تو سائنس وحکومتی بڑی بڑی مشکلیں آلاتِ حرب وفوج و پولیس سب کی سب قدموں میں اب کامیابی کیلئے شکل کے بڑھانے کی ضرورت نہیں ہے، بیوقوف ہے وہ جو کہتا ہے کہ ایک بیگھہ ہے، پانچ بیگھہ ہو جائے تب اسے چھوڑوں گا، سو روپے کی دکان ہے جب پانچ سو کی ہو جائیں گی تب اسے چھوڑوں گا، مقدمہ ہو رہا ہے مکان مل جائے تب نکلوں گا، فلانے سے شادی ہو جائے تب نکلوں گا، ارے جب ایک بیگھہ یا سو بیگھہ روپئے کی دکان ومکان یا عورت کے ملنے کا تصور نکلنے سے مانع ہے پانچ بیگھہ، پانچ سو روپئے کی دکان مکان بیوی مل جانا کیسے مانع نہ ہوگا، اگر دنیا سے خدا کا اقرار کروانا ہے، خدا کے آگے سب کی گردنیں جھکوانی ہے، مشرکین معاندین کی باتیں غلط ثابت کرنی ہیں تو ہمیں شکلوں کا یقین نکالنے کے لیے ہر شکل کو فورا چھوڑ کر نکلنے کی ضرورت پڑے گی، انفرادی اجتماعی طور پر شکل کا یقین نکلے گا تب خدا کا یقین آئے گا، جس دل میں شکلوں کا یقین ومحبت ہے اس دل میں خدا کا یقین ومحبت نہیں آسکتی ہے جو اعضاء کو برے اعمال ہی میں ڈالے اس کے اعضاء سے اچھے اعمال نہیں آسکتے

،کامیابی لینے کے لئے کھیت تیار کرنے، دکان لگانے، حالات درست کرنے کی کوشش کرنے کی ضرورت نہیں ہے، بس جس شکل میں تم ہو اسی سے نکل جاؤ فوراً، اس کے بعد سارے تمہارے آگے جھکیں گے جن کی زندگی آج تمہارے لئے قابل رشک ہے، وہی کل کو تمہاری زندگی اپنے لئے قابل رشک بنالیں گے۔

شکلوں سے نکلنا آسان ہے جسے تم نے ہی مشکل بنا رکھا ہے مشکل تو یہ ہے کہ شکلیں دل سے نکل جائیں، بیوی، بچوں، دکان، کھیت کو چھوڑ کر پانچ سال، دس سال ساری عمر کے لئے نکلنا آسان ہے اس سے آج محبت سے ملیں گے جنھوں نے ہمیشہ کے لئے شکلیں چھوڑ رکھی ہوں، ان کی تعداد کروڑوں سے زیادہ ہوگی، فسادات کے بعد حکومت نے گارنٹی لی کہ اب فساد نہ ہوگا، سب نے کہہ دیا کہ ان سے طبیعت کھٹی ہوگئی، جہاں ایک مرتبہ ذلیل ہو گئے اور کاروبار جلا دئے گئے، عورتوں کی عصمت دری کر دی گئی، وہاں دوبارہ رہنا نہیں ہے، چاہے کہیں اور کھانے اور رہنے کو ملے یا نہیں، شکلوں سے نکلنا مشکل نہیں ہے جتنا مشکل شکلوں کو دل سے نکال کر خدا کو دل میں لے آنا ہے کہ اگر اپنی شکلوں میں سے نکل آئے تو رہے پھر بھی شکلوں میں، جہاں جاؤ گے وہاں شکل ہوگی، یہاں آئے تو یہاں کا مطبخ کھانے اور پرورش کی شکل ہے، پہلا قدم ہے شکلوں سے نکلنا، دوسرا قدم شکلوں کو دل سے نکالنا، پہلا قدم اٹھے تب دوسرا اٹھے گا، شکلوں سے نکلنے کے بعد اب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اعمال دیے گئے ہیں جن سے شکلیں دل سے نکل جاتی ہیں ان میں یہ ہے کہ آواز لگائی جائے اور سنی جائے کہ خدا بہت بڑے ہیں، بہت بڑی قدرت ہے ان کی، اور وہ اعمال محمدی میں لگنے پر خوب پالتے ہیں شکلوں کے بغیر، اب اعمال میں لگو ایمان کی دعوت، علم کا اشتغال اللہ کا ذکر، اللہ کی عبادت، خدمت خلق، کل پانچ اعمال ہیں، ایمان کی دعوت دوا سے سنو، ایمانیات وتوحید وشرک، جنت، جہنم، قصص انبیاء، حشر قبر کے تذکرے کرو، اعمال کے اچھے برے اثرات معلوم کرو، یقین کرو کہ اس پر خدا اپنی قدرت سے پالیں گے، بعض کہتے ہیں کہ دنیا دارالاسباب ہے اس لئے کچھ کرنا تو پڑے گا، ارے کرنا صرف تجارت زراعت، ملازمت نہیں ہے، بلکہ ورکروں کی طرح انسانوں کو اللہ کی طرف بلانا بھی کرنا ہے پتھر توڑنے، کپڑے سینے، بیلوں کو لیکر خالی زمین پر پھرنے، گوبر کو سر پر لے جانے کو ہم کمائی کہیں، اور اسے کرنا قرار دیں اور خدا کی صفات، قدرت کو بیان کرنا، کرنا نہیں ہے، کمائی نہیں ہے۔

خدا کی قسم یہ عمل اتنا بڑا ہے کہ سارے عالم کی ترتیب بدلے بشرطیکہ اسے اس عمل سے ملنے کا اتنا ہی یقین ہو جتنا تجارت والے کو اپنی تجارت پر یا مزدور کو اینٹیں ڈھونے پر تھی، برتن والے کو قلعی کرنے پر برتن گھسنے پر یقین ہے، اللہ کی باتیں کرنے وسننے پر یقین نہیں ہے حالانکہ اسٹیشن کے دفتر سوالات کا کلرک، صرف باتیں کرنے کے حکومت سے پیسے لیتا ہے، اس کی باتیں دلوائیں، خدا کی باتیں نہ دلوائیں، بس یقین شرط ہے، موت کے عمل سے ہی انبیاء علیہم السلام کے ساتھ وہ کچھ ہوا جسے معجزے کہا جاتا ہے، تم دین وحلال، سنت کی طرف بلاؤ، خدا کی طرف بلاؤ اور یقین کرو کہ اس پر روز کھانے کو دیں گے، پالیں گے، عزت دیں گے، سب کو محبوب کر دیں گے، کہ تمام ملکوں میں تغیر، تمام انسانوں کے قلوب کو پلٹنا ان کے ہاتھ میں ہے، پہلا قدم ہے شکلوں سے نکلنا دوسرا قدم ہے شکلوں کو دل سے نکالنا، اس کے لئے ہے دعوت، لوگوں کو کلمہ

سمجھاؤ اور شکلوں سے مڑو دوسروں کو موڑو، اور یقین کرو کہ اللہ و ایمان کی مجلس قائم کر کے ان کی باتیں کرنے پر سب کچھ مل جائے گا، اور تمام شکلوں کا دل سے یقین نکالو کہ میں صرف ان اعمال میں لگوں گا خدا اپنی قدرت سے مجھے پالیں گے، دوسرا قدم وہ محنت ہے جس سے کمائی، مال اور چیزوں سے ملنے کا یقین نکلے، اور اللہ کا یقین پیدا ہو، تیسرا قدم یہ ہے کہ ظاہری کمائی میں نہ لگو، اور ان اعمال سے ہی لینا چاہو کہ سارے شکلوں والے تم سے نیچے ہوں تو پھر کسی قسم کی تکلیف کا تذکرہ غیر خدا سے نہ کرو، خدا کی طرف سے جو کچھ آئے اس پر راضی رہو، اس رضا سے دوست بن جاؤ گے، دل خدا سے کھٹا کر لیا تو کان پکڑ کر نکال دیں گے، خدا کا محبوب و دوست شکل رنگ کپڑے سے نہیں بنتا ہے بلکہ تکالیف اٹھانے سے بنتا ہے، بس یہ اعمال خمسہ کرتے رہو، تکالیف کو برداشت کرتے رہو، اب تیری طرف لوگوں کے دل کھنچیں گے تجھے دینے میں دوسرے اپنے لئے برکت سمجھیں گے، غیب کے خدا دروازے کھولیں گے، ایک روپیہ سے ہزاروں کا کام ہو جائے گا، لوگ احسان مند ہوں گے تمہارے لینے پر، زمین سے سونا نکال دیں گے، عزت سے رہو گے۔

دوسرا درجہ یہ ہے ظاہری کمائی میں لگو اور یہ یقین کرو کہ کمانے میں ایمان، علم، ذکر و عبادات کی وجہ سے ملے گا خدا کی طرف سے، کمانے سے نہیں ملتا ہے، خدا کے کرم سے ملتا ہے، مزدوری، ملازمت، دکان میں یقین محفوظ رکھو جیسے مسجد میں یا اللہ کے راستے میں محفوظ رکھا، کمائی میں اس وجہ سے لگ کہ تو ثابت کر دے کہ کمائی سے نہیں پلتے، اس کی دو علامتیں ہیں، اول یہ کہ جب آواز لگے فوراً چل دے، کمائی میں پھنسا ہوا نہ ہو، آواز لگتے ہی سب چھوڑ دے، دکان بند کر دے، ملازمت چھوڑ دے، اور اگر آواز لگنے پر کہہ دیا کہ میں ذرا کما لوں، کھیت درست کر لوں، تو اس نے کمانے میں ایمان چھوڑ دیا، پھر اس کمائی میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم والا علم لے اس پر عمل کر اور یقین کر کہ اس علم پر عمل کرنے سے خدا دیں گے، نا کہ اس دکان کی رکھی ہوئی چیزوں سے، جیسے مسجد میں بیٹھ کر تعلیم کا حلقہ چل رہا ہے، تو اس پر عمل کرنے سے تعلیم کمانے پر بھی ملے گا، صرف حلال پر چل، حرام کو ترک کر، فجار کی تعریف نہ کر، غصب و کینہ و حسد وغیرہ نہ کر، اب کمائی میں لکڑی، برتن، لوہے، پیتل وغیرہ کا نہ ملے گا بلکہ سچ بولنے اور اچھے اعمال کا ملے گا، علم کے پابند بن کر چلنے سے کمائی میں بھی ملے گا، دعوت و نقل و حرکت، سیکھنے سکھانے، ذکر خدا، عبادات، خدمت خلق کا ملنا ہے، کمائی میں صحیح طرح سے لگنے سے ملے گا، رخ صحیح کر لے، رخ خراب نہ کر، جس کمائی سے چیزیں لینا مقصود نہ ہو بلکہ آخرت و رضائے الٰہی مقصود ہو اس کمانے میں ہو اس کمانے میں، جیسے مسجد کی نماز سے چیزیں مقصد نہیں ہیں بلکہ آخرت و خدا ہی مقصود ہوتا ہے، یہی صحیح رخ ہے، صحیح طرح کمانے سے آخرت میں انبیاء، صدیقین، کے ساتھ اٹھے (۷)، کمانے سے یا بغیر کمائے مال آئے تو اس پر یقین کرے کہ اس مال سے نہیں ملتا خدا کے دینے سے ملتا ہے کہ خدا اس مال پر اس وقت دیں گے جب کہ اسے مسجد والے طریقے پر لگائیں گے، صرف اپنے اوپر اپنے تقاضے پر لگانے سے خدا اس مال کو ضائع کر دیں گے، مصارف مال پر مال کو لگاؤ فقراء غرباء، حاجت مند، بیوہ و یتیم پر لگا، قرآن حدیث کے مطابق مال خرچ کرنے پر ملے گا، اس خرچ میں یقین درست رکھنے پر بھی ملے گا، اس کے بعد کھانے مکان بنانے بیاہ شادی سے بھی ملے گا، جب کہ یہ سب خدا کی حدود کے اندر ہوں، رواج کے مطابق مال خرچ نہ کرو، بلکہ اسلام کے مطابق خرچ کرو، مال پر صحیح یقین کرنے پر بھی ملے

گا، نیت اللہ کی رضاء ہو، دھیان بھی ان کا ہی ہو، آخرت میں جنت ملے گی، دنیا میں ایک کے دس، چار آنے کی روٹی کھائی تو اسے ڈھائی روپیے مل گئے، صبح شام پانچ روپیے، چار بچے وماں وبیوی کے حساب سے تیس روپے روزانہ کی آمد، دوسروں پر لگانے کی آمد علیحدہ، نقل وحرکت کے خرچ کا دس گناہ علیحدہ ملے گا، مہمانوں کو پچیس روپے کھلایا (۲۵۰) روپے لے لئے، اب یہ بے وقوف ہے کہ ایسی بڑی تجارت کو چھوڑ کر پتھر کوٹنے وزمین کھودنے میں لگے، بظاہر آزاد ہوگا، کمائی کا نقشہ بھی ہوگا، لیکن اس کے ہاتھوں لاکھوں کا ہیر پھیر ہوگا، اور یہ اپنی جان مال کو لے کر مارا مارا پھرے گا، اس ترتیب سے قدم اٹھانے ہیں، کمائی بالکل نہیں چھوڑنی ہے بلکہ ایمان حاصل کرنے تک اسے چھوڑ دو، پھر نقل وحرکت میں وقت زیادہ لگے اور کمائی میں کم کہ ایمان مل جانے کے بعد کمائی میں لگنا بہت مشکل ہوجائے گا، ہزار والی جگہ چھوڑ کر دس والی جگہ کیوں لے، پھر تم ہزاروں ہزاروں لے کر سارے عالم میں پھرو گے کہ اسے ہی سب سے بڑی کمائی سمجھ لیا ہے، جب یقین نکالنا ہے تو جتنی شکل ہے اسی میں سے نکل کھڑے ہو کہ اگر شکل جتنی بڑی ہوتی جائے گی اس میں نکلنا اتنا ہی مشکل ہوتا جائے گا، لہذا ہمت کر کے چار ماہ دیدو اور اعمال کا یقین حاصل کرلو، پھر اعلیٰ بننا ہے تو ہر سال چار ماہ یا چھ ماہ یا آٹھ ماہ یا کبھی کبھار ہفتہ، دس دن کے لئے گھر چلے گئے، اور کم سے کم درجہ یہ ہے کہ سال میں ایک چلہ، ماہ میں تین دن، روزانہ کی تعلیم، صبح شام کے ذکر، نوافل وتلاوت، یہ اہتمام کرلو، استعدادیں مختلف ہوتی ہیں،، ہر ایک وزیر اعظم نہیں بنتا ہے۔

---

(۱) سورۃ التوبہ: ۳۵

(۲) روح المعانی صفحہ ۸۸ جلد ۱۰

(۳) کنز العمال صفحہ ۳۰۴ جلد ۶

(۴) مسند احمد من مسند ابی ہریرہؓ صفحہ ۱ جلد ۲

(۵) کنز العمال صفحہ ۶۳۸ جلد ۳

(۶) مجمع الزائد صفحہ ۸۲ جلد ۱۰، کنز العمال صفحہ ۵۵ جلد ۱

(۷) کنز العمال صفحہ ۷ جلد ۴

دعوت بہت بڑا عمل ہے

{۶ ربیع الاول ۱۳۸۲ھ مطابق ۸ اگست ۱۹۶۲ء}

بروز بدھ، بعد فجر

اقتباس

سب سے پہلا عمل ہے ایمان کی دعوت دو کہ دنیا میں جتنی شکلیں پھیلی ہوئی ہیں ان میں جو کچھ نظر آرہا ہے، اس سب کی ان سے نفی کر کے خدا سے ثابت کردو، ہر ایک سے جا کر کہو اس کے نقشے سے کچھ نہیں ہوتا ہے بلکہ خدا کرتے ہیں، اللہ کے غیر سے نہ ہوگا، اس کلمہ کو لے کر ہر گاؤں ہر شہر، ہر انسان کے پاس جاؤ، اور اس کی شکل سے زندگی بننے، پلنے حفاظت ملنے کا انکار کرو، حکو مت سے کہو پنچایت سے ایک دانہ نہیں ملتا ہے، زارع سے کہو تمہاری محنت سے ایک دانہ نہیں ملتا ہے، خدا اگاتے ہیں اور تقسیم کرتے ہیں، کسی کی طرف بلانا بھی پلنے کا ذریعہ بنتا ہے، غیر ملکوں میں محبت سے لوگ انسانوں کو ہند کی تائید کی طرف بلا رہے ہیں، تو انھیں مال، سواری، مکان حکومت ہند دے رہی ہے، ایسے ہی الیکشن کے زمانے میں مقابلہ میں کھڑے ہونے والے افراد کی طرف ورکر بلاتے ہوں پبلک کو کہ ہماری پارٹی ممبر کو ووٹ دو، ورکروں میں بھاگتے پھرتے ہیں، پہلے سائیکل نہ ملتی تھی، پہلے چٹنی روٹی نہیں ملتی تھی اب ہر وقت کھانا شربت، سوڈا وغیرہ، یہ سارا خرچ وہی اٹھا رہا ہے جسکی طرف یہ بلا رہا ہے جیسے غیر اللہ کی طرف بلانے سے لوگ پل رہے ہیں ایسے ہی یقین کرو کہ اللہ کی طرف بلانے پر اللہ پالیں گے۔

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم:،

میرے بھائیو اور دوستو!

انسان کو اللہ نے اس دنیا میں زندگیوں کی کامیابی حاصل کرنے کی محنت کے لئے بھیجا ہے کہ ہم سونا چاندی، جوہرات، حشم وخدم، مکان، عزت، بلندی، راحت چین سکون، حاصل کریں، جو کچھ ہم چاہتے ہیں ان کے حصول کے لئے ہم کو بھیجا ہے، اور جو کچھ ہم چاہتے ہیں وہ خدا کے خزانوں میں لامحدود ہے، جس خدا نے ہمیں بنایا، ہر عضو وطاقت کو بنایا، اور جس نے ہم میں کامیابی ناکامی کا شعور رکھا ہے، بھوک پیاس سے شبع میں راحت رکھی ہے، اسی خدا نے کامیابی کے طریقے بھی متعین کردئے جن پر چلنے سے دنیا میں انسان کی مرغوبات حاصل ہوں اور آخرت میں بھی بشرطیکہ وہ اپنے عقل وتجزیہ سے

کام نہ لے صرف ان طریقوں پر چلے، اور جو کامیابی کے لئے اپنی رائے، مشاہدہ وعقل کو استعمال کریں گے تو خدا ان کو اس دنیا میں بھی کامیابی سے محروم کردیں گے، نہ چین نہ سکون نہ راحت اور مرنے کے بعد بھی ہمیشہ کے لئے جہنم کے عذاب ہیں، حالات وسائل تو یہی ہیں جن کے لئے ہم ہاتھ پاؤں مار رہے ہیں اور کامیابی وناکامی بھی یہی ہے جسے ہم سمجھتے ہیں، محنت اور راستہ کا فرق ہے، اللہ کا راستہ بہت آسان ہے، اور انسان کا راستہ مشاہدہ والا لمبا اور بہت مشکل ہے، تمام انسانی راستوں میں انسان اپنے ماسوا کا محتاج بنتا ہے، ہر انسان ہی ذلت پر محنت سے اس کی زندگی اونچی نہیں بناتا ہے، اگر یہ اپنی سوچ سمجھ کے لحاظ سے زمیندارہ سے کامیابی لے تو اسے زمین، بیج، بیل، پانی چاہئے، لیکن یہ سب غیر انسان ہیں، چار حصہ غیر اور ایک حصہ انسان، صرف انسان ہو، ان چاروں میں سے کوئی ایک نہ ہو تو زمیندارہ نہ ہوگا، مثلاً بارش نہ ہوئی، کنویں خشک ہوگئے، ایسے ہی تجارت کے راستے میں اسے وہ سامان چاہئے جو دکان میں رکھا جائے، ملک وعہدہ میں بھی مال وآدمی بھیڑ ومکاری کے طریقے ہی چاہئے، ہنگامہ اور قتال کے لئے آدمی چاہئے، انسان کو اپنا ماسوا چاہئے، غیر انسان جتنا زیادہ اس کی محنت میں ہوگا اتنا زیادہ دھوکہ کامیابی کا ہوگا، صرف مزدوری ہے جس میں مزدور جان سے مٹی کھود کر پیسے لے لیتا ہے، لیکن اس سے عموماً اونچی زندگی نہیں ملتی ہے، مزدوری میں انسان رات فٹ پاتھ پر یا درخت کے نیچے گزار لیتا ہے، دو وقت بمشکل کھانے کو ملتا ہے، پھٹے پرانے کپڑے رہتے ہیں، یہ انسانی راستے ہیں جن میں انسان کو اپنے غیر کی ضرورت رہتی ہے، جتنا سلسلہ محنت بڑھائیں اتنا زیادہ ماسوا کا محتاج ہوگا، مزدور اگر مزدوری کو زیادہ وقت دے تو پاگل ہوجائے گا۔

اللہ نے انسان کو جو راستہ دیا ہے وہ مزدور ہی کی طرح انسان ہے، اس میں انسان کو اپنے ماسوا کا کچھ بھی نہیں چاہئے، تمام شرائط اس کے بدن سے متعلق ہیں، اب انسان کو کامیابی کا ملنا، عہدہ، ملک، مال ودولت، عزت، وقار، سکون، راحت وغیرہ کا ملنا بہت آسان ہے، اس کے لئے اسے کسی چیز کی ضرورت نہیں ہے بلکہ اپنے بدن کی شرائط کو پورا کر کے لے سکتا ہے، مثلاً سب سے پہلی شرط ایمان کی ہے جو کہ مکان، دکان، ملک، مال کسی کا محتاج نہیں ہے، صرف دل چاہئے اور دل ہر ایک کے پاس موجود ہے، اب وہ محنت کرو جس سے خاص یقین دل میں آجائے، ہر انسان کے پاس محنت بھی ہے، ایک یقین عام ہے اس پر کامیابی نہیں ملتی ہے کہ جو کچھ سامنے آئے اس پر یقین کرلو، چاندی سے سونے سے گوبر سے بیل سے یہ ہوجائے گا، اس سے انسان مصیبت کا شکار رہتا ہے، یقین خاص یہ ہے کہ جو سامنے آئے تو اس کی نفی کرو، خواہ جبرئیل علیہ السلام اسرافیل علیہ السلام یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم یا ابراہیم علیہ السلام بھی سامنے آئے تو کہہ دو ان سے نہیں ہوتا ہے، صرف خدا سے ہوتا ہے کہ سب کچھ خدا کی قدرت سے ملتا ہے، ملک جائیداد عزت دولت مال سکون راحت خدا سے ملے گا، وہ ان کے دینے سے کسی شکل کے پابند نہیں ہیں، شیر سامنے آیا، یقین کرو کہ کچھ نہیں کرسکتا، اس سے وہی ہوگا جو خدا چاہیگا، فوج سپاہی آئے تو کہہ دے ان سے وہی نکالے گا جو خدا چاہے گا، چاہے مجھے ان سے پٹوادیں، خاص یقین کیلئے ایک محنت ہے، اگر غیروں کے اعتبار سے چلتا رہے تو غیروں کا یقین عام اس کے دل میں اترے گا، وہیں حاضری دے گا، حکام کی خوشامد ہوگی، زمین، جانور، بیل، غلہ کے اعتبار سے چلے گا تو اس کا دل یقینِ عام کا حامل ہوگا چاہے نقشے اس کے بڑے بڑے ہوں، اس پر اسے کوٹھی میں ذلیل، صدارت میں ناکام، گورنری میں نیست ونابود کریں گے،

سرمایہ داری میں اسے رلائیں گے، ہر انسان کے لئے مسئلہ آسان ہو گیا کہ اپنی جان سے محنت کر کے خدا سے کامیابی لینے کے لئے ایمان خاص لے لو، اپنے نقشے کے شعبے کو بڑھانے کی ضرورت نہیں ہے، دل پر محنت خاص سے خاص یقین لے آؤ، یقین خاص لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ یہ یقین یہ ہے کہ غیر خدا صرف شکل وصورت ہے، ان کو خدا نے بنایا ہے، روح و طاقت خدا نے ان میں رکھی ہیں، ان کی روح وطاقت پر خدا کا قبضہ ہے، ان میں اپنی مرضی سے تصرف کرتے ہیں، ان شکلوں سے براہ راست نہیں ہوتا ہے، ہر شکل اپنے موضوع میں خدا کی محتاج ہے، ان کے بغیر خدا جو کچھ چاہے کریں، جس طرح چاہیں نعمت دیدیں پال دیں، حفاظت دیدیں، لیکن یہ شکلیں خدا کے امر کے بغیر کچھ نہیں کر سکتی، یہی لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ہے یہ یقین خاص محنت مجاہدہ سے آئے گا، مجاہدہ یہ کہ انسان کو خدا اس کے تمام مسائل کا حل چیزوں میں دکھادیں گے، کہیں راحت، کہیں مصیبت، کہیں موت، کہیں حیات، کہیں بے آرامی، کہیں ذلت، سب اس کو دکھائیں گے، اپنے مسئلے کا حل اس شکل میں نظر آرہا ہے، اسے چھوڑ کر خدا سے لینے کی محنت میں لگ جائے، شکل سے لینے کا راستہ انسان کو مختصر معلوم ہوتا ہے، اور خدا سے لینے کا راستہ طویل سمجھتا ہے، لیکن معاملہ برعکس ہے کہ شکل تو بہت سے نظاموں میں گھری ہوئی ہے خدا تو نظر آتے نہیں، نامعلوم کتنے دن لگ جائیں گے، لیکن درحقیقت نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْدِ (۱) وہ ہر وقت قریب، جہاں چاہا مانگ لیا، اور شکل کا نظام تو عرش سے متعلق ہے، شکل میں لگنے سے ہی کام نہ بن جائے گا بلکہ عرش سے فیصلہ چلے گا اور اسے چلتے وہی ہو جائے گا کہ اگر خدا کو ساتھ لیا تو وہ ایک سیکنڈ میں جو چاہیں کر دیں، چاہیں سارے شکلوں کے خلاف کر دیں، ان کے حکم سے ہی اطمینان ملے گا، ان کے حکم سے فوراً مل جائے گا، جہاں مسئلہ کا حل قریب نظر آتا ہے لیکن اس میں بعد ہے، تمام شکلوں سے حل ہونے کا یقین نکل جائے اور ایک خدا سے جڑ جائے، اپنی قدرت کو استعمال کرنے کے لئے خدا نے شرائط رکھی ہیں، شرطیں ایمان کی اور اعمالِ صالحہ کی ہیں، انسان کے استعمال کا نام عمل ہے، اللہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے پورے جسم واعضاء کے طریقے بتائے ہیں، اب ہمیں آپ کو عام اعمال سے نکل کر خاص اعمال پر آنا ہوگا عام یہ ہوگا کہ جس چیز کو دیکھا تو اس کے اعتبار سے اپنے اعضاء سے عمل محدود کر دیا، خاص عمل یہ ہے کہ شکل کوئی بھی نظر آئے عمل حضور صلی اللہ علیہ وسلم والے طریقے پر ہر ہر عضو کا ہو، بہت بڑا کارخانہ یا مل یا فوج یا حکومت یا آلات سب ہوں تو اعمال حضور صلی اللہ علیہ وسلم والے طریقے پر ہوں، جان کی مشق سے بھی یہ بات آسکتی ہے کہ عمل اس چیز کے اعتبار سے نہ ہو جیسے دیکھا ہے بلکہ اللہ کے اعتبار سے ہو، جیسے کہ یقین خاص یہ ہے کہ مشاہدہ کے اعتبار سے یقین نہ ہو بلکہ ایک خدا پر یقین ہو، کامیابی لینے کے لئے صرف دو شرطیں ہیں جن کا تعلق ہمارے ہر ہر عضو سے ہے، انسان کو مجاہدہ اس وجہ سے آئے گا کہ جو کچھ دیکھتا ہے اس کے اعتبار سے یقین نہ کرے اور نہ عمل کرے خدا اور رسول کے اعتبار سے یقین ہو اور عمل ہو، شعبے اپنے برابر رکھو، شادی کرو، حکومت کرو، عہدہ لو، عدالتیں قائم کرو وغیرہ، لیکن یقین بھی خاص اور عمل بھی۔

انسان کے پاس کچھ نہ بھی ہو تو اس کا یقین وعمل ہوتا ہے، اور بہت کچھ بھی ہو تو اس کا یقین وعمل ہوتا ہے، اب پاس کچھ ہو یا نہ ہو یقین وعمل خاص رکھو، خصوصیت یقین وعمل بقدر محنت وقربانی ملے گی، مزدور کی طرح قربانی دینا آسان ہے کہ اس میں انسانی نفس کو اگر مشقت ہے لیکن اس میں کسی ماسوا کی ضرورت نہیں پڑتی ہے، صرف جان کافی ہے، حکومت

زمیندارہ، تجارت، سرمایہ داری، صرف تنہا کی جان سے نہیں ہوسکتی ہے بلکہ اس میں بہت سی چیزوں کی ضرورت پڑتی ہے، لیکن ایمان لینے، تقویٰ واحسان وانصاف وعمل صالح لینے میں کسی اور چیز کی ضرورت نہیں ہے، صرف اس کی جان کی محنت کافی ہے، اس میں مشقت ہوسکتی ہے، بے گھری، وطن سے دوری ودیگر شدائد، اب حضور صلی اللہ علیہ وسلم محنت کے وہ طریقے بتا گئے ہیں جن سے خاص یقین وعمل ملتا ہے، جس رخ پر انسان عمل کرے اس رخ کا یقین دل میں آئے گا، حکومت یا تجارت یا زمین یا ملازمت جس چیز کے اعتبار سے عمل کرے گا اس راستہ کا یقین دل میں بھرے گا، ایسا نہ ہوگا کہ یقین دل میں خدا کا بھرے حالانکہ عمل مخلوق کے اعتبار سے ہو، کلکتہ کی طرف چلو تو لاہور کی طرف والی چیزیں نظر نہ آئے گی، مخلوق واشیاء والے راستے پر چلنے سے خالق کا یقین نہ آئے گا، بلکہ مخلوق واشیاء کا ہی یقین آئے گا، اب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کچھ اعمال دے گئے ہیں، تاکہ خاص یقین وعمل مل جائے، یقین لیں گے تب اعمال درست کرسکے گا، عمل پر زندگی آجائے گی، اس کے بعد انسان ہر ہر عمل پر خدا سے لینے والا بن جائے گا، دنیا میں بھی سب کچھ عملوں پر ملے گا وآخرت میں بھی، پرورش چیزوں سے ہٹ کر عملوں پر آجائے گی، عمل کیا خدا سے مانگا حاجت پوری ہوگئی، اس سے ہم بہت غنی بہت بڑے سرمایہ دار بن جائیں گے، امریکہ وروس سے بھی زیادہ سرمایہ ہمارے پاس ہوگا، مرنے کے بعد مزے ہی مزے ملیں گے، اعمال ہماری حاجت کے پورا کرنے کا ذریعہ بن جائیں گے، بس ہمارا یقین خاص ہوجائے پھر اعمال بھی خاص ہوجائیں گے، پہلے مشق کے طور پر چند اعمال دئے جائیں گے، پھر بقیہ سارے اعمال، پہلے اس موٹر یا سائیکل کو چلا کر مشق کرلو، پھر ساری دنیا کی موٹر وسائیکلیں حاضر ہیں جیسے چاہے چلانا، ایسے ہی مشق کے لئے خدا نے چند اعمال دئے، ان کے لئے خدا نے مسجدیں بنوائی ہیں۔

سب سے پہلا عمل ہے ایمان کی دعوت دو کہ دنیا میں جتنی شکلیں پھیلی ہوئی ہیں ان میں جو کچھ نظر آرہا ہے، اس سب کی ان سے نفی کر کے خدا سے ثابت کردو، ہر ایک سے جا کر کہو اس کے نقشے سے کچھ نہیں ہوتا ہے بلکہ خدا کرتے ہیں، اللہ کے غیر سے نہ ہوگا، اس کلمہ کو لے کر ہر گاؤں ہر شہر، ہر انسان کے پاس جاؤ، اور اس کی شکل سے زندگی بننے، پلنے حفاظت ملنے کا انکار کرو، حکومت سے کہو پنچایت سے ایک دانہ نہیں ملتا ہے، زارع سے کہو تمہاری محنت سے ایک دانہ نہیں ملتا ہے، خدا غلہ اگاتے ہیں اور تقسیم کرتے ہیں، کسی کی طرف بلانا بھی پلنے کا ذریعہ بنتا ہے، غیر ملکوں میں محبت سے لوگ انسانوں کو ہند کی تائید کی طرف بلا رہے ہیں، تو انھیں مال، سواری، مکان حکومت ہند دے رہی ہے، ایسے ہی الیکشن کے زمانے میں مقابلہ میں کھڑے ہونے والے افراد کی طرف ورکر بلاتے ہوں پبلک کو کہ ہماری پارٹی ممبر کو ووٹ دو، چرخہ یا ہاتھی یا بیل کے بکس میں ووٹ ڈالنا، ورکروں میں بھاگتے پھرتے ہیں، پہلے سائیکل نہ ملتی تھی، پہلے چٹنی روٹی نہیں ملتی تھی اب ہر وقت کھانا شربت، سوڈا وغیرہ، یہ سارا خرچ وہی اٹھا رہا ہے جسکی طرف یہ بلا رہا ہے، پٹرول ناشتہ، انڈے، ٹورسٹ کا خرچ اس کی طرف سے ہے جس کی طرف یہ بلا رہا ہے، جیسے غیر اللہ کی طرف بلانے سے ہر لوگ پل رہے ہیں ایسے ہی یقین کرو کہ اللہ کی طرف بلانے پر اللہ پالیں گے، دعوت بہت بڑا عمل ہے، انبیاء کے زمانے میں جو کچھ ہوا وہ اس عمل ودعوت کے نتیجہ میں ہوا، اسی عمل سے موسیٰ علیہ السلام کامیاب فرعون غرق (۲)، قوم نوح غرق، نوح علیہ السلام کامیاب (۳)، اس دعوت کے عمل سے حالات عالم بدلیں گے، فقیر امیر، گھر والے بے

گھر، عزیز ذلیل، ذلیل عزیز ہوجائے گا، بس یقین ہو کہ دعوت پر اللہ ضرور دیں گے، اور سب کچھ دیں گے اور ساتھ میں توحید بھی ہو کہ نہیں صرف دعوت سے ملے گا، تجارت یا ملازمت سے نہیں ملے گا یہ نہیں کہ دعوت سے بھی ملے گا اور تجارت سے بھی، صرف ایک جگہ یقین رہے، ہر ایک سے یقین کو موڑ لے، دعوت پر اللہ کھانے کو دیں گے، اپنی قدرت پر دیں گے، کہ یہ عمل بہت پیارا ہے، تمام انبیاء نے اسے کیا ہے، اسی پر من وسلویٰ اترا (۴)، اسی پر مائدہ اترا (۵)، اسی پر زمین سے پانی نکلا (۶)، حکومت زراعت انسان نہیں دیتے ہیں، صرف اللہ دیتے ہیں، اب ہر شکل کی تردید کرو، زمین حکومت، وزارت صدارت سے کچھ نہیں ہوتا ہے، ہر ایک کے نقشے کی تردید کرو، آج ہم ہر ایک کے پاس جا کے اس کے نقشے کی تائید کرتے ہیں، آپ وزیر ہیں آپ کی حکومت سے فلاں کام ہوجائے گا، آپ مالدار ہیں آپ صدر وزیر بن سکتے ہیں، لیکن ہر ایک سے کہو تم کامیاب اس وقت ہو سکتے ہو جب اسلام پر چلو، ایمان درست کرلو، اعمال مخصوص کرو، اس سے ہی زندگی بنے گی، تمہاری محنت وتدبیر سے زندگی نہیں بنے گی، ہر ایک کو اس کی دعوت دو، دوسروں کو دعوت دو کہ اپنا یقین بدلے، اگر یقین کرلیا کہ مالداروں کو دعوت دینے سے اسلام پھیلے گا نہیں، میں انھیں اس وجہ سے دعوت دے رہا ہوں کہ اگر ان کے ایمان واعمال درست نہ ہوئے تو دنیا میں بھی مصائب میں گھریں گے اور آخرت میں بھی، کس وقت کونسا جھٹکا لگے کونسی آفت کھڑی ہوجائے، دو ملکوں میں جنگ ہوجائے، یا خدا زمین کو ہلا دیں یا زلزلہ آجائے، اس سے تمہارا نقشہ ختم ہوجائے گا، اسی لئے تم ایمان وعمل حاصل کرو، تمہاری اسی میں بھلائی ہے، لیکن ذہن میں رہا کہ تبلیغ میں لگ گیا تو اس کی کوٹھی اچھی ہے کام دے گی، پاخانہ قریب ہے، کار سے کام کریں گے، تو بندر کے جیسی ہے تمہاری زندگی بھی، خرابی یقین پر خطرہ ہے، ارے مظلوم اس فقیر کی خرابی یقین پر کب کوٹھی گرے، کار میں آگ لگے، مل میں فساد ہوجائے، دعوت تو ایسا کام ہے جسے خدا نے بھی کیا ہے (۷)، نماز، روزہ وغیرہ اگرچہ خدا نے ادا نہیں کی ہیں، حضرت موسیٰ علیہ السلام کو مستقلاً دعوت بلا واسطہ دی ہے (۸)، تمام انبیاء علیہم السلام کو اللہ نے دعوت دی، بس یقین کرلو کہ ہم دعوت دیں گے اور خدا سے لیں گے، ہمیں ملنا دکھائی دے گا کھیتی سے یا مزدوری سے یا ملازمت سے، ان ظاہری نقشوں میں لگو گے تمہارا یقین بگڑے گا، جتنا تم نقشے چھوڑ کر دعوت دیتے رہے تو ایک طرف تمہارا یقین ہوگا تو دوسری طرف خدا کی نصرت تمہارے ساتھ جتنا یقین اونچا اتنا ہی زیادہ خلاف ظاہر ہوگا، صحابہ کرامؓ نے دعوت کے عمل پر اپنی تمام چیزوں کو چھوڑ کر یکسوئی سے دعوت دی، مسلسل انہماک فی الدعوۃ سے یقین ایسا بن گیا کہ ایک شخص کی سواری مرگئی، سب اسے اپنے ساتھ بیٹھنے کی دعوت دیتے رہے، لیکن اس نے کہہ دیا تم چلو میں آتا ہوں، سب گئے وضوء کیا نماز پڑھ کر دعا مانگی، تو ہر ایک کو قیامت میں زندہ کرتا ہے، میں کسی کا احسان نہیں لینا چاہتا ہوں، تیرے مجھ پر بہت سے احسانات ہیں، ایک اور احسان کردے اور گدھا زندہ ہو گیا (۹)، محدثین بھی اس واقعہ کو صحیح بتاتے ہیں (۱۰)، یہ ہے قوت یقین اور یہ قوت دعوت سے ملی ہے، جب تک لوگ نہ مانے یقین جمتا ہے، لیکن لوگ ماننے لگ جائیں تو یقین اس کی طرف مائل ہوجاتا ہے، سیٹھ صاحب اپنے واسطے کہتے نہیں ہیں مہمان ہر وقت آتے رہتے ہیں مکان بنا دو اور کھانے کا کچھ انتظام کردو، اب کہے گا یہ سب کچھ لے لو اس کا اپنا مکان بھی بناؤ، اور اس سے اپنے کھانے کا انتظام بھی کرلینا، مہمانوں کا بھی، اگر سیدھا چلتا رہا تو اپنی دعا سے سواری بھی زندہ کروالینا، دل اس کا صرف

خدا کی طرف متوجہ رہے، جن کو بلایا ہے ان سے بھی کہو تم سے بھی نہیں ہوتا ہے، میں تم سے بھی نہیں لونگا، صرف خدا اچھے اعمال پر دیتے ہیں، تم بھی خدا سے اچھے اعمال پر لینے والے بن جاؤ۔

اگر ملک والے تمہاری ماننے لگ جائیں تو بھی اپنے یقین کو مضبوط رکھو، موت تک صرف اللہ سے امید رکھو، اسی سے مانگو، ایک یہ کہ تجارت، زراعت، سے ملنے کا یقین کرو، دعوت اچھی بات ہے اس سے معمولی سا یقین ملے گا، لیکن اس سے ملک یا اقوام کی ترتیب نہ بدلے گی، دعوت سے نظام عالم بدلتا ہے، بشرطیکہ داعی میں قوت یقین بہت ہی ہو، شکلوں سے خدا اعمال کی طرف رخ کرلیا جائے، اپنے اوپر بھی یقین نہ کرو، ہماری محنت سے بھی اسلام نہیں پھیلتا ہے بلکہ ہماری صحیح محنت کے بعد کی دعا سے خدا سب کو اسلام میں لے آئیں گے، یوں نہ کہو کہ ہم نے کوشش کی تھی لوگ اب سننے لگ گئے ہیں، اس طرح کہو کہ ہم نے کوشش کی، لوگوں میں خدا نے سننا ڈال دیا، اب پھر کوشش کرو خدا انھیں عمل پر ڈال دے، ہر منزل خدا سے سمجھ، نہ کہ اپنے سے، ہر غیر سے تردید کر کے خدا سے اثبات کرتے رہو، حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب حجاز سے تھک گئے جہاں بچہ بچہ خون چوسنے، آپ کو پتھر مارنے کا جذبہ رکھتا تھا وہ سارے بدل گئے، مکہ فتح ہو رہا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرح پڑھا کہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ اَنْجَزَ وَعْدَهٗ وَنَصَرَ عَبْدَهٗ وَهَزَمَ الْاَحْزَابَ وَحْدَهٗ (۱۱) کہ اس سارے منظر میں نہ میرا دخل نہ کسی اور بدری یا خندقی کا دخل ہے، صرف ایک خدا نے کیا ہے، سب کچھ اس نے کیا ہے ہم نے کچھ نہیں کیا ہے عرب و خالد و عمر کو خدا ہی نے پلٹا ہے، یہ دعوت ہر وقت دوسروں کو دینی پڑیں گی، اپنا یقین بنانے کیلئے، کہ شکلیں بنتی جائیں گی تو کردیں اس یقین خاص پر پڑتی رہے گی جو کہ دعوت کے کرنے سے دور ہوگی، ہمیشہ یہی اور ہر جگہ یہی کہتے رہو، خدا سے ہوتا ہے غیر سے نہیں، غیر میں خود داعی اور اس کے ساتھی اس کی تحریر و تقریر سب داخل ہے، یہ عمل ہے یقین بدلنے کیلئے، آپ کے کھانے پینے کی یہی صورت ہوتی ہے اور جو کماتا ہے وہ اپنی کمائی کا تذکرہ کردیتا ہے جو کماتا نہیں وہ پرمژدہ ہو جاتا ہے، ارے صاحب صاف کہہ دو کہ صورت یہ ہے کہ ہم دعوت دیتے ہیں اللہ اس پر ہمیں دیتے ہیں دوسرا عمل یہ ہے کہ جسکی طرف تم بلا رہے ہو اس کو پہچانو علم کے ذریعہ، حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے اعمال کو علم سے ہی پہچان سکتے ہو، ہر داعی کو علم کا اشتغال دے یا قران حدیث سنو سناؤ اعمال کا علم حاصل کرو دوسروں کو پہنچاؤ، اب یقین کرو تجارت، کھیتی، ملازمت، مزدوری کسی انسان سے نہیں ملتا ہے، نہ کسی سے لینا ہے بلکہ ہمیں تو علم پر محنت کر کے لینا ہے، جسکی تعلیم و علم پھیلاؤ وہ پالتا ہے، ہندو میں آباؤ اجداد وغیر خدا کا خوب تذکرہ کیا، گائے یا بیل سے یہ ہوگا، یہ ہمارے ملک کے بہت بڑے آدمی تھے، جہالت کو علم قرار دیا، اس سے کاغذ کالے کئے اور تمہارے گاؤں میں یہ ہے کہ تعلیم دو ہم خرچ دینگے، ارے ان کی تعلیم پھیلانے پر یہ خرچ برداشت کریں اور ہم خدا کی تعلیم کو پھیلائے اور وہ ہمارا خرچ نہ برداشت کرے ارے ہم صحیح علم لے کر جنگلوں میں چلے جائیں وہاں بھی خدا پالیں گے، مسلمان کہتا ہے ہم تجارت کرتے ہیں خدا پالتے ہیں، مسلمان ہونے سے اتنی خصوصیت کیا ہوئی، پنڈت گدھا سور بھی روزی کی تلاش میں مارا مارا پھرتا ہے خدا اسے پال دیتا ہے، نہیں تم یقین کرو میں تمام اعمال کا علم اصلی حال پر کردوں گا اور دوسروں کو دونگا، اور اللہ مجھے پالیں گے، جیسے اسکول کے ماسٹر بچوں کو پڑھانے پر پلتے ہیں، ایسے ہی جب میں مسجد میں

احادیث، آیات سنوں گا سناؤں گا، سیکھوں گا سکھاؤں گا، میرا اللہ مجھے پالے گا۔

یہ علم کی پہلی بنیاد ہے اور میں اس علم پر عمل کرونگا تو خدا مجھے پالیں گے، علم میں ہے کہ سوال نہ کرو، دنیا سے بے رغبت بنے، دنیا میں سوال نہ کرے، دنیا سے بے رغبت ہو کہ خدا سے لونگا، ہر عمل کو علم الٰہی کے مطابق کرنے سے خدا پالیں گے، علم لینے میں پلونگا پھر علم پر چلنے سے پلونگا، خدا کی قدرت سے پلونگا، اب اللہ کا ذکر ہے، خوب قرآن پڑھو، قرآن اللہ کے ساتھ ہم نشینی ہے، جیسے کہ اللہ کے پاس بیٹھ کر اللہ سے باتیں کر رہا ہوں، مصاحبت سے بھی لوگ پلتے ہیں، بزرگوں کا قرب و مصاحبت لیتے ہیں کہ جب وہ کھائیں گے وہ تو ہمیں بھی مل جائے گا، سخی مالدار کے پاس بیٹھنے سے بھی خدا مل جائے گا، ایسے ہی بڑوں کے تذکرے کرنے سے بھی پلتا ہے، شاعر کہتا ہے کہ اور لوگ اپنے باپ دادا کے تذکرے پر خوب دیتے ہیں، گاؤں میں تو منت پھرتے ہیں جو نسب نامہ کے جاہل ہوتے ہیں، ہر جگہ جا کر وہاں کے آباء واجداد کے خوب تذکرے کئے تو سارے گاؤں والے انھیں دیتے ہیں، بڑوں کے تذکرے سے ایک مستقل قوم پل رہی ہے، اب تم بھی ذکر خدا کرو، تسبیح وتقدیس میں لگو اس پر خدا خوش ہو کر پالتے ہیں، میں جتنا ذکر کرونگا خدا مجھے پالیں گے، میری حفاظت کریں گے وغیرہ، اب نماز ہے، نماز کو ایمان وعلم وذکر کے ساتھ ادا کرو، نماز کے راستے ہی سے خدا سے مل سکتا ہے، نماز میں خدا کی اطاعت ہے اور جس کی بات مانی جائے وہ پالتا ہے، فوجیوں کو اس وجہ سے پالا جاتا ہے کہ جو جس وقت کہا جائے اس وقت اسے ہی فوراً کر دیتے ہیں، اطاعت پر بھی پلتے ہیں، فوجیوں کا اطاعت کے سوا کوئی کام نہیں ہے، ساری تنخواہ اسی پر مل رہی ہے، ایسے ہی نماز بھی اطاعتِ مطلقہ ہے اب یقین جماؤ میں نماز پڑھونگا، خدا پالیں گے، جس راستے پر چلو خدا پالتے ہیں لیکن کسی پر خوش ہو کر کسی راستے پر ناراض ہو کر، لیکن اگر ناراضگی کے راستے پر چلے تو تھوڑا سا پل کر مصیبت میں چلے جاؤ گے اور اگر رضا کے راستے سے چلو گے تو ہمیشہ کے لئے چلو گے، پالنے والا اس وقت کسی کو پالتا ہے جب وہ شخص پالنے والے کے متعلقین کے ساتھ اچھی طرح رہے، ایسے ہی یہ بات ہے کہ خدا ساری خلق کو پالنے والے ہیں اور خدا جسے پالتے ہیں اس کے ساتھ بے عنوانی نہ کرو، خدا ہر ملک ہر انسان ہر قوم ہر رنگ وزبان والے کو پالتے ہیں، کسی پر ظلم نہ کرنا ورنہ خدا تم سے ناراض ہو جائیں گے، تم صرف خدا کے بن کر رہو، ظلم وانصاف معلوم کرو، ظلم ہے دوسرے کی زندگی بگاڑنا، تکلیف پہنچانا، انصاف ہے دوسرے کی زندگی بنانا، تم ظالم کا ہرگز ساتھ نہ دو چاہے زمین دبانے والے تمہاری قوم یا ملک یا صوبہ کے آدمی ہوں، جب تک زمین واپس نہ دلوا دو آرام سے نہ بیٹھو، ہر مظلوم کا ساتھ دو، بلا تفریق مذہب ہر بھوکے ونگے کو دو، مسلم اگر غیر مسلموں کے کھیت جلائیں، ان کو پیٹیں تو تم کو مظلوم غیر مسلم کا ساتھ دینا ہوگا، اس کے حق میں گواہی دو، سارے بندوں پر ترس کھاؤ، ہر ایک کی پرورش میں اپنی جان لگاؤ، پرورش بگاڑنے والے کے خلاف اپنی طاقت لگا دو، اب تم اللہ کے بندے بن گئے ہو اور تمہیں ان اعمال سے ملے گا اور پھر ہر ایک سے ہزاروں ملیں گے۔

آج تو مسئلہ یہ ہے کہ پیداوار بہت کم ہے، انسان بڑھ رہے ہیں، لہٰذا انسانوں کو پیدا نہ کرو، تین سے زیادہ بچے نہ ہوں، لیکن انھیں معلوم نہیں کہ ایمان کے بگڑنے واعمال کے خراب ہونے پر خدا اول تو پیداوار کو کم کر دیتے ہیں اور اگر

پیداوار ہوتو اس میں سے برکت نکال دیتے ہیں، غلہ وگندم ایک جگہ ہزاروں من پڑا رہے، اچھا اگر ہر گھر میں تین سیر ہوئے پھر غلہ کم رہا تو اب دو بچے، پھر ایک بچہ، پھر ہر پچاس سال سے زائد کو مار دو، یہ راستہ بہت ٹیڑھا ہے، یہ تو لوگوں کو مار نے کی ترکیبیں لگا رہے ہیں، تم لوگوں کو پالنے میں لگو گے، ہزاروں کی زندگی تم سے ایمان واعمال آنے کے بعد بنے گی، جہاں آج تم ایک کو نہیں پال سکتے ہو، ان اعمال میں لگنے سے تمہیں خاص ایمان واعمال مل جائیں گے، اب سب کے بعد یہ ہے کہ اگر تم نہ کماؤ تو کسی سے سوال نہ کرو، اگر تکلیف آئے تو اس پر صبر کرو، گلہ شکوہ نہ کرو،

پاؤں تو چوم لوں میں ان کا ریاضؔ
آج ان کی گالیوں نے بڑا مزا دیا

ارے جب حسن صوری پر یہ بات ہے تو خدا کے حسن حقیقی پر آنے والی تکلیف کیوں نہ اچھی لگے، جب ان اعمال کا دروازہ کھل جائے تو پھر قناعت کے ساتھ بقدر حاجت خود پر لگا، باقی سارا کا سارا دوسروں پر لگا دے، اگر کماتے ہو تو کوئی حرج نہیں، لیکن اس پر یقین رکھ کہ مجھے کمائی میں لباس، چیزوں سے نہیں ملتا ہے بلکہ خدا ایمان، علم، ذکر اطاعت پر دیتے ہیں، جب کہ نماز ان چاروں چیزوں کے ساتھ ہو، اس سے دنیا وآخرت میں بہت کچھ ملے گا، فرشتے جھکیں گے، قلوب انسانی پر قابض تو بن جائے گا، اخلاق سے ہر جگہ کام لو، کوئی قرض لینے آئے تو اس سے پوچھو کب دو گے، ایک ماہ بعد، کیسے ادا کرو گے، اللہ کوئی شکل بنا دیں گے، گھر کا کیا حال ہے؟ بیوی بیمار ہے، ماں و بچے بھی بیمار، دو وقت سے کھانے کو نہیں ملا، ارے! نہیں بھائی قرض کیا لو گے یہ ویسے ہی لے جاؤ، ارے! اس گھڑی کو ابھی مت بیچو کم داموں پر بکے گی، بعد میں کسی وقت بیچ دینا، اسے بیس روپئے دے دو، تم کو خدا ہزاروں دیں گے، کمائی دکان پر بیٹھنے سے دوسروں کی حاجات کھلتی ہیں، تم تاجر ہو لیکن دوسروں کی حاجت پر آسانی کرنے والے ہو، تم خدا کے پاس صالح عالم، ذاکر، متقی کہلاؤ گے، جیسے ذکر، علم، ایمان پیارا ہے، ایسے ہی وہ کمائی بھی پیاری ہے جس میں یہ چیزیں واوصاف ہوں، اللہ نے تمام مصائب کو ختم کرنے، مسائل کو حل کرنے، اپنی زندگیاں بنانے کا اعلیٰ راستہ یہی انبیاء علیہم السلام والا دیا ہے، تمام انبیاء وصحابہ، اولیاء ومحبوبین خدا صرف ان اعمال سے ہی چلے ہیں، ان اعمال کے لئے سب سے پہلے کم از کم چار ماہ مانگتے ہیں، چار ماہ کو لوگ بہت سمجھتے ہیں حالانکہ بہت کم ہیں کہ ان اعمال سے حکومتیں درست ہوں گی، حاکم محکوم غریب امیر سب الجھنوں سے نکلیں گے، پیداوار ملک کی بڑھے گی، امن وسکون دنیا میں آئے گا، ذرا سوچو کہ پرائمری میں چار سال لگتے ہیں، پرائمری کا خلاصہ یہ بنتا ہے کہ جو کچھ نظر پڑھے لکھے جانتا ہے، اسے پڑھ لکھ کر، جاں لے کر بچپن سے جانتا ہے کہ یہ بھینس ہے یہ نیم ہے، یہ استاد ہے، یہ موٹر ہے، اس کی دو ٹانگیں ہیں، صرف اس کے لئے چار سال لگتے ہیں، ان کے ہاں پرائمری کا فائدہ یہ ہے کہ اس چار سال میں صرف پڑھائی کا ذہن بنے گا، حالانکہ پڑھے گا وہی جو بغیر پڑھے جانتا ہے، اسے ہی لازم کیا ہے، پکا ذہن بن گیا اور فرصت ملی تو آگے چلیں گے، اگر فرصت نہ ملی تو پھر وہیں سے رخصت، ایسے ہی چار ماہ میں ذہن بنایا جائے گا کہ اعمال پر خدا پالتے ہیں، جس مسجد میں آواز سنو گے کہ آؤ مسجد میں تعلیم کرلیں، آواز جہاں کی باتیں کریں گے، تم بیٹھ جاؤ

کروگے آواز سن کر، پرائمری میں جاننے والی چیزوں کو پڑھا ہے اور اس چار ماہ میں نہ جانی ہوئی چیزوں کو جانتا ہے، چار ماہ صرف ذہن بنانے کے لئے ہیں، اس سے توکل، بزرگی، تقویٰ ملے گا، اس کے بعد بہت گھروں کو واپس ہو جائیں گے، جیسے پرائمری کے واپس ہو جاتے ہیں، ان کا فائدہ یہ ہوگا کہ مقامی طور پر جماعتی کام میں جڑتے رہیں گے، لیکن اگر تم کو آگے بڑھنا چاہئے، اس سے یہ ہوتا کہ علم الٰہی سب کے سامنے آئے، لوگ جہالت سے علم پر آکر امن حاصل کرلیں، جب متقی بن کر خدا سے لینے والے بن جائیں تو پھر ہر سال چھ ماہ، آٹھ ماہ حسب استعداد، ایسے وہ ہوں گے جن پر خدا رکھ کر دکھائیں گے، اور ہر شخص جھکے گا، آدمی چاہے جہاں تک ہی پڑھے، مڈل یا میٹرک، یا ایم اے، بی اے تک، پرائمری تو ہر ایک کو پڑھنی پڑے گی، ایسے ہی تم کیسے ہی بننے چاہو، چار ماہ تو دینے ہی پڑیں گے۔

---

(۱) سورۃ ق:۱۶

(۲) سورۃ الشعراء:۶۵، ۶۶

(۳) سورۃ الاعراف:۶۴

(۴) سورۃ البقرہ:۵۷

(۵) سورۃ المائدہ:۱۱۵

(۶) البدایہ والنہایہ صفحہ ۳۲۲ جلد ۶

(۷) سورۃ یونس:۲۵

(۸) سورۃ طٰہٰ:۱۴

(۹) البدایہ والنہایہ صفحہ ۱۵۲ جلد ۶

(۱۰) حوالۂ سابق

(۱۱) کنز العمال صفحہ ۶۰ جلد ۵

دعوت ونماز پر بنی اسرائیل کی مدد ہوئی

{۷ ربیع الاول ۱۳۸۲ھ مطابق ۹ اگست ۱۹۶۲ء}

بروز جمعرات، بعد فجر

اقتباس

پھر اللہ نے قدرت دکھائی، فوج، پولس، دولت مال، حکومت، خزانوں والوں کو بھی چلایا، نماز ومعلومات والوں کو بھی چلا یا، سمندر میں بارہ راستے بنا کر ایک قوم کو گزار دیا، ملک مال ولوں کو اسی میں ڈبو دیا، پھر نماز دعوت والوں کو آسمان سے اتار کر دیا، ساری قوم حکومت انھیں مل گئی، دعوت والوں کو چمکا دیا، دعوت والے انھیں پہلے سے ڈراتے تھے کہ مان لو ورنہ مصائب کی بارش ہوگی، دکھایا کہ ساری حکومت وممبران دسترخوان پر بیٹھے ہیں کہ سونے چاندی کی قابوں میں کھانا ایک دم مینڈک بن گیا کہ دیکھ لو جیسے رکابیاں تمھارے ہاتھ میں نہیں ایسے ہی تمہیں بدل سکتے ہیں عسکریت کو لاش بنا دے یا پتھر بنا دے مار سکتے ہیں، ایسے ہی کھانا کھانے فرعون وجابر ارکان حکومت بیٹھے ہیں کہ ساری رکابیوں میں کھانے کو خون سے بدل دیا، سوجی کا حلوہ، پکوڑی، آلو کا بھرتہ، گوشت ملیدہ خون بن گیا، اللہ چاہے تو شکل اس طرح بدل دیں، جب ڈوبنے وزوال کے دن آتے ہیں تو لوگ سمجھتے نہیں ہیں۔

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

میرے بھائیو اور دوستو!

دنیا کے تمام انسان اپنی اپنی زندگی کو کامیاب بنانے کے لئے محنت کرتے ہیں، کامیابی کی سطحیں مختلف ہیں، اس وجہ سے محنت کی سطحیں بھی مختلف ہیں، ایک کی کامیابی یہ ہے کہ چاہے ذلیل ہوتا رہے رسوا ہوتا رہے، پریشانیاں آتی رہیں، انھیں تو دو وقت کی روٹی، کپڑا، مکان مل جانا چاہئے، یہی ان کا مبلغ فکر ہے، دوسرے وہ انسان ہیں جو اس سے اگلا قدم اٹھاتے ہیں کہ ان کی حیثیت ہو، ان کی بات چلے، ان سے لوگ دبتے ہوں، اس سے اگلا قدم یہ ہے کہ اختیارات ہاتھ میں ہوں، لوگ ان کے احکام پر چل پڑتے ہوں، مختلف طرح کی کامیابیوں کو حاصل کرنے کے لئے مختلف محنتیں ہیں، اللہ تعالیٰ شانہ نے بھی کامیابیاں دنیا و آخرت میں اونچے پیمانے پر دینے کے لئے احکامات دئے ہیں، دنیا میں مقتداء امام بن کر رہے ہمارے کہنے کے مطابق زندگی گزاریں، ہمارے فیصلے چلتے ہوں، عدالت میں جو کہہ دیں فریقین قبول کریں، مظلوم ظلم سے

بچیں، ظالم ظلم سے ہٹیں، پھر انسان اطمینان سے رہیں دنیا میں امن وامان ہو، اور آخرت میں بہت کچھ زیادہ ہے، اب تاجر و مزدور، زارع علماء ومشائخ، حکام، محکوم، عوام ہر طبقہ کے لئے یہ طریقہ ہے جس سے یہ کامیابی ملے، بنی اسرائیل نے جو ساکھ دکھائی، دکھادینے کے اعتبار سے ختم ہو چکے، ان کو ماردو تو کوئی احتجاج کرنے والا نہیں، دکانیں لوٹ لیں تو مددگار نہیں ان کا، بیوی بچوں کو ماردیں تو فریاد سننے والا نہیں، ان پر احسان کریں کہ پیروں کے نیچے سے نکال کر بالکل سر پر لے آئیں کہ وہ ان کے ہر ہر عمل میں مقتدیٰ بنتے جائیں اور فرعون وجنودہ سے سب کچھ لے کر کمزوروں کو دیدیں کہ یہ ظالم بن چکے اور ہم کمزوروں کو زور، دبدبہ، طاقت دیدیں کہ ان کی ہی بات ہر جگہ چلے مانی جائے، اب دکھادیں کہ اقتدار وطاقت پر آنے والے تمام انسانوں کی خطا کو ظاہر کردیں، جس راستہ پر چل کر سب سے نیچی سطح والے امام بن جائیں تو اس سے اونچی سطح والے کیسے امام بنیں گے، سب سے نیچی سطح والوں کی طرف سب کچھ فوج پولس خزانے عدالتیں منتقل کردیں، اس کی صورت کیا ہوئی 'فاوحینا الیٰ ام موسیٰ ان ارضعیہ' (۱) وحی کا سلسلہ قائم فرماتے ہیں، وحی یہ ہے کہ اللہ اپنے ارادہ ومشیت و قدرت کے لحاظ سے انہیں احکام دینا شروع کرتے ہیں، کہ ان پر چلو، ہم اپنی قدرت سے کامیاب کردیں گے۔

ایک ظاہری راستہ ہے کہ اس طرح محنت، تجارت، زراعت وغیرہ کی جائے، جس سے مال لیں، پھر ہم چیزیں مکان، لباس، طعام میں صرف کریں گے، یہ منشاء کا راستہ ہے، لیکن اللہ جنہیں امام بنانا چاہیں تو پھر ان کو حکم دینا شروع کرتے ہیں، کہ حکم میں بظاہر نقصان نظر آتا ہو، لیکن نتیجہ میں اسی حکم سے کامیابی ملے گی، مثال میں موسیٰ علیہ السلام کا قصہ ذکر کردیا کہ اگر تم احکام پر صحیح طرح سے چلو گے تو ایسے ہی کامیاب ہو جاؤ گے جیسے کہ موسیٰ علیہ السلام، موسیٰ علیہ السلام دنیا میں ایسی حالت میں تشریف لائے کہ ان کی پوری قوم ذلیل وخوار تھی، دوسری قوم مذہب وحکومت کے لحاظ سے مختلف تھے، دوسری قوم قبطی فرعون کو خدا سمجھتی، فرعون اپنی خدائیت کا ثبوت، ملک اس کے ہاتھ میں، سیاہ وسفید کا مالک، جس کے ساتھ جو چاہے کردو، میرا مقابلہ میں آنے والا نہیں ہے کوئی بھی، یہ قبطیوں کا مذہب تھا، بنی اسرائیل کا مذہب یہ تھا کہ فرعون تو خدا نہیں ہے، خدا وہ جس نے ابراہیم علیہ السلام واسماعیل علیہ السلام واسحاق علیہ السلام ویعقوب علیہ السلام ویوسف علیہ السلام کو نبی بنا کر بھیجا، چاہے گو بنی اسرائیل خدا کے احکام پر نہ چلتے ہوں جیسے آج کل کے مسلم، اسی وجہ سے ذلیل تھے کہ ان کی زمین دبائی جاتی تو حکومت اسے سراہتی، ان کی عورتیں وبچے چھین لئے جاتے تو عدالت میں فیصلے خلاف ہوتے، لوٹ مار ہو جاتی تو حکومت پولس کی پیٹھ تھپکتی، نظام حکومت سے ہی معلوم ہوا کہ ایک اسرائیلی بچہ پیدا ہونے والا ہے، اس کے حکم سے ساری مصری حکومت ختم ہوگی، اچھا، میں تو خدا ہوں، سب کچھ کرسکتا ہوں، پارلیمنٹ سے تجویز پاس ہوئی جو اسرائیلی بچہ پیدا ہوا سے قتل کردیا جائے، اذن عام ہے، فوجی ہر گھر میں گھس جائیں، ایسے ہنگامے کے حالات میں موسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے، آج کل تو یہ ہے کہ ترغیب دی جارہی ہے کہ دو بچہ پیدا کرو پھر میاں بیوی اپنے میں سے قوت تولید ختم کروالیں، اس کے بعد اگر بچے مرجائیں تو پھر ساری عمر بے اولاد، ایسے ہنگامی حالات کا تقاضہ یہ تھا کہ موسیٰ علیہ السلام اندھیری کوٹھری میں پیدا ہوں چھپائے جائیں، اللہ نے احکام کا سلسلہ حکومتی شروع کیا پھر تشریحی،، اللہ نے والدہ موسیٰ علیہ السلام کے دل میں بلاواسطہ ملک یہ ڈالا کہ جب تک فوجی وغیرہ آئیں خوب چھپا کر رکھو،

جب یہ معلوم ہو کہ گھر کی بھنگنی یا نوکرانی کے ذریعے حکومت کو معلوم ہو گیا ہے، تو پھر صندوق میں اسے ڈال کر بہادو، اور اس کام میں خطرہ پہلے سے زیادہ نظر آتا ہے کہ ڈوب جائے تو موت، چلتا رہے کھانے کو نہ ملے تو موت، کنارے پر کسی کے ہاتھ لگ جائے تو موت، فرعون کی نظر پڑ جائے تو موت، اس حکم میں کھلی موت نظر آ رہی ہے، حالانکہ اس حکم سے اللہ قوم کے امام بنائے، چمکائے، قوی بنانے کا ارادہ کئے ہوئے ہیں۔

موسیٰ علیہ السلام کی والدہ نے انھیں صندوق میں رکھ کر دریا میں ڈال دیا، جب معلوم ہوا کہ حکومت کو موسیٰ کا علم ہو چکا ہے، ماں نے بیٹی کو ساتھ لگا دیا، صندوق چلتے چلتے وہاں پہنچ گیا جہاں فرعون اپنی بیوی کے ساتھ سیر و تفریح کر رہا تھا، عاجزوں کی ترتیب بھی اور قوت والوں کی ترتیب بھی، تین کروڑ کی اکثریت، اپنی حکومت، چالیس لاکھ فوج، ایک پاکستانی آجائے تو کھلبلی پڑ جائے، شروع سے اس کی تفتیش میں لگ جائیں گے، آخر تک کرتے رہیں گے، ایسے ہی پاکستان میں ہندی کے ساتھ یہ معاملہ ہے، یہ کمزوروں کا طریقہ ہے، لیکن قوی کا طریقہ یہ ہوتا ہے کے سب کچھ دشمن کے ہاتھ میں دے کر کہنا: اب ذرا ہمت ہے تو کر، ایسے ہی اللہ نے ٹوکرا وہاں پہنچا دیا تو فرعون نے کہا کہ اسے نکالو، پیراک جا کر لائے تو بچہ نکلا، فوراً کہنے لگا فرعون! یہی موسیٰ معلوم ہوتا ہے، اسے قتل کرو، جلاد کو بلاؤ، جلاد آ گیا، تلوار ہاتھ میں ہے کہ خدا نے فرعون کی بیوی کے دل میں بچے کی محبت ڈال دی، اس کی بیوی کے آگے فرعونی حکومت بھی جھکتی تھی، چنانچہ بیوی نے آگے بڑھ کر کہا، اسے مت مارو میں نے اپنا بچہ بنا لیا، اب مار کر دیکھ ارے ہمت ہے تو اب فرعون موسیٰ کی ناک دیکھنے والا بن گیا، مرضعات (دودھ پلانے والیاں) لوگ لا رہے ہیں کہ جس کے گھر میں یہ بچہ ہوگا اس پر فرعون کی کرم کی نظر ہوگی، اتنے میں بہن نے پہنچ کر کہا فلاں محلہ میں ایسی عورت ہے جس کا دودھ ہر بچہ پی لیا ہے، لے آؤ، بچہ تم لے جاؤ اور پہلے تو وہ مفت میں موسیٰ کو دودھ پلاتی اور پالتی، لیکن اب شاہی خزانے سے لے رہی ہیں، گھر سے باہر فوجی بھی حفاظت کے لئے پہرہ دے رہے ہیں، فرعون کبھی بھی موسیٰ کو دیکھنے کے لئے بلاتا تو موسیٰ غضبناک ہو کر اس کی داڑھی زور سے پکڑتے، اس پر فرعون کو شبہ ہوتا جا رہا ہے کہ یہی موسیٰ ہے جو پل رہا ہے، اس پر بیوی نے کہا بچہ ہے داڑھی پکڑ لیتا ہے، تمہاری داڑھی میں موتی ہیں اس کی چمک اپنی طرف مائل کر لیتی ہے، اچھا تو انگاروں کو کیوں نہیں پکڑتا، وہ دور ہوتے ہیں، اچھا، ایک جگہ انگارے چمکتے اور دوسری جگہ موتی، دونوں سامنے آئے تو نظر یہ آ رہا ہے کہ اگر موسیٰ کا ہاتھ انگاروں پر نہ پڑا تو موسیٰ کی موت ہے اور انھوں نے موتی ہی اٹھانے چاہے تو جبرئیل علیہ السلام نے ہاتھ انگاروں پر رکھ دیا، جس میں سے ایک انگارہ اٹھا کر منہ میں رکھ لیا (۲)، اس آزمائش سے بچ گئے پھر جوان ہوئے۔

اب فرعون کا دل یہ چاہتا تھا کہ یہ میرے خیالات و میری قوم کے حامی ہو، لیکن ایک دن انھوں نے دیکھا کہ قبطی اسرائیلی کو مار رہا ہے، قبطی کو اسرائیلی کے کہنے پر مکہ سے مار ڈالا وہاں پارلیمنٹ میں یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچ گئی کہ یہی موسیٰ ہے اسے پکڑ کر لاؤ، اس سے قبل ہی آ کر ایک شخص نے موسیٰ کو اس تجویز کی اطلاع دیدی فوراً وہاں سے بھاگے (۳)، نصرتیں قدم قدم پر دیکھیں، نبی کے گھر آٹھ دس سال بکریاں چرائیں، بیوی مل گئی پھر چاہا کہ اپنے ملک کو واپس چلو، چپکے سے رات کو داخل ہوں گے اور زندگی وہیں گزار لیں گے، چلے، طور پر سردی ہوا، دردزہ کی وجہ سے آگ لینے طور پر آئے

رسالت آئی، اور بہت بڑا حکم مل گیا کہ جا کر فرعون کو دعوت دو (۴)، یہ بہت بڑا حکم ہے کہ جس سے یہ چھپنا چاہتے ہوں اس کے سامنے جا کر اس سے یہ کہو کہ تم اور تمہاری قوم میری مانو، موسیٰ علیہ السلام بیوی بچے کو وہیں چھوڑ کر سیدھا چل دیئے (۵)، فرعون کو جا کر دعوت دی میں رب العالمین کا رسول ہوں، ارے تو وہ نہیں ہے جس کو پالا تھا اور جس نے فلاں کو قتل کر دیا تھا، ہاں، غلطی ہوگئی تھی (۶)، اب تو میں رسول اللہ ہوں، اللہ کون، فلاں، دعوت چل رہی ہے، فرعون غصہ وغضب سے بات کر رہا ہے، لیکن موسیٰ اطمینان سے بات کر رہے ہیں، ایسی مثال کہ نہالچہ کا بچہ کہے کہ میں ایسے کر دونگا، ارے تجھ سے اٹھا تو جاتا نہیں؟ کرے گا کیا،؟

وہاں سے موسیٰ علیہ السلام واپس ہوئے اور قوم کو سمجھایا کہ اب چلنے کا وقت آ گیا ہے، اس کی شکل سے نہیں کہ تم فرعونی نظام سے چلو گے کہ فرعونی تعلیم حاصل کرو، ان کے نظم ونسق میں دخل دو، فوج پر قبضہ کرو، نہیں تم احکام کے امتثال سے چلو گے چمکو گے، میرے ذمہ دعوت دی گئی ہے، اور تمہارے ذمہ توکل کو اپنانا اور نماز کے بعد کی دعا (۷)، ایک طرف موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کو احکام بتا رہے ہیں، اور سمجھا رہے ہیں کہ خدا بڑی قدرت والے ہیں، تمہارے پاس کچھ نہ رہے تو بھی وہ تمہیں پال سکتے ہیں، لہذا تم خدا کو ساتھ لینے کے لئے سارا یقین حکومت، دریا سمندر، فوج، پولس، فرعون، وزارت، بادشاہت سے ہٹا کر خدا پر لے آؤ کہ ہم نماز درست کر کے پڑھ لیں گے پھر اس کی دعا قبول ہوگی، تمہیں پارلیمنٹ میں جانے، حکومت کی حمایت لینے، تجارت کرنے، کھیتیاں، عہدہ وغیرہ بنا لینے کی ضرورت نہیں ہے کہ فرعون سے ہونے کا یقین کرو بلکہ تم نماز ہر مسئلہ کا حل سمجھو، پٹائی سے بچنے، مال چھننے سے، جیل سے بچنے، جیل سے نکلنے، شفا لینے، بھوک دور کرنے کیلئے نماز ہی کو سمجھو، تم سارے ملک میں نماز کو جاندار بناؤ، بعد میں جا کر ان سب قبطیوں کو دعوت دو، ہر ایک تک بات پہنچا دو، پھر دیکھ خدا کیسے باطل فرعونی نظام کو ختم کر کے نماز و دعوت والوں کو چمکاتے ہیں،؟ اب تمہیں زیادہ کام نہیں کرنے ہیں، لو ہے پر محنت کرنے کی ضرورت نہیں ہے، زمین کی بھی ضرورت نہیں ہے، دکان وغیرہ کی بھی نہیں، بلکہ ہمت ہو تو اپنی چیزیں فرعونیوں کو دیدو، بس سارے ملک خدا کے ہاتھ میں ہیں وہی جسے چاہتا ہے اوپر لاتا ہے، جسے چاہے گرا دیتا ہے، چمکاتا ہے، ہر بات کے حل کو نماز سے ہی سمجھو، مسئلہ خواہ اجتماعی ہو یا انفرادی، بڑا ہو یا چھوٹا اسے خدا نماز پر حل کر دیں گے اور میں ان سب کو دعوت دیدوں، ان پر یقین نہ کروں بلکہ سوچوں کہ اگر انھوں نے بات میری مانی تو کامیاب ہو جائیں گے، نہ مانی تو ان کی حکومت، مال، دولت، فوج، سالانہ پلان، زراعتی اسکیمیں، انھیں بچا نہ سکیں گی، ذلیل ہوں گے، آخرت میں عذابوں میں جائیں گے، یہ موسیٰ علیہ السلام کہا کرتے تھے، آج کہا جاتا ہے ہر کام کے لئے ڈالر یا سونا ہونا چاہئے، پھر سب کچھ ہو جائے گا۔

ہر ملک والے یہی دیکھتے ہیں کہ باہر سے سونا کہیں ملک میں نہ آ جائے، لیکن اگر یہی ملک میں آنے والا سونا اس حکومت کو مل جائے تو بہت خوش، دوسرے کے پاس نہ رہے، اسی وجہ سے کسٹم والے عجیب عجیب کام کرتے ہیں، سالن دیکھتے ہیں، بوٹیاں توڑتے ہیں، جوتے توڑتے ہیں، پیٹھی کے پائے توڑ کر دیکھتے ہیں، شرمگاہ، پاخانہ گاہ کو ہاتھ لگا کر دیکھتے

ہیں، پھر کدواتے ہیں کہ معدہ میں ہوگا تو باہر نکل آئے گا، ایسی مشین لے آئے ہیں کہ اسے قریب کرنے سے معلوم ہو جاتا ہے کہ سونا ہے کہ نہیں، جیسے ان جاہلوں واحمقوں کے یہاں سونے کی حیثیت ہے، وہی درجہ ہمارے یہاں نماز کا ہے، دائی کا یقین یہ ہو کہ میری بات نہ مانی تو ان کے یہاں سیلاب، زلزلہ، قحط کی کثرت ہوگی، سارے بھوکے رہیں گے، اس کے نقشے سے میری مانے بغیر کچھ نہ ہوگا، جب تک یقین نماز پر نہ آئے اس وقت تک تکلیف اٹھانی پڑے گی، یقین بن جانے کے بعد تو دروازہ کھل جائے گا، یقین بننے سے پہلے اللہ ان چیزوں کو چھڑا کر دیکھیں گے جن پر تیرا یقین ہے کہ تو نماز کی طرف بھاگتا ہے یا غیر کی طرف، عدالت یا وکیل، یا ممبر یا کسی اور کی طرف رخ نہ کر، کچھ ہو جائے مال سنسر رہے مکان چھنے، کپڑے پھٹیں تو صرف نماز ہی پڑھتا رہے، اسی پر اس طرح سے ایک دن دروازہ کھل جائے گا اور نظام عالم بدل جائیگا وَتَمَّتْ كَلِمَةُ رَبِّكَ الْحُسْنٰى عَلٰى بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ بِمَا صَبَرُوْا (۸) صبر کرنے سے تمہارا ہو، ہنگامہ نہ کھڑا ہو، بچے چھنے، مکان لئے، بیوی کٹی، صبر کرتے رہے، نماز پڑھتے رہے، موسیٰ علیہ السلام نماز کے ساتھ دعوت دیتے رہے، یہاں تک کہ اللہ ان سے راضی ہو گئے۔

پھر اللہ نے قدرت دکھائی، فوج، پولس، دولت مال، حکومت، خزانوں والوں کو بھی چلایا، نماز و معلومات والوں کو بھی چلایا، سمندر میں بارہ راستے بنا کر ایک قوم کو گزار دیا، ملک مال ولوں کو اسی میں ڈبو دیا (۹)، پھر نماز دعوت والوں کو آسمان سے اتار کر دیا (۱۰)، ساری قوم حکومت انھیں مل گئی، دعوت والوں کو چمکا دیا، دعوت والے انھیں پہلے سے ڈراتے تھے کہ مان لو ورنہ مصائب کی بارش ہوگی، دکھایا کہ ساری حکومت وممبران دستر خوان پر بیٹھے ہیں کہ سونے چاندی کی قابوں میں کھانا ایک دم مینڈک بن گیا کہ دیکھ لو جیسے رکابیاں تمھارے ہاتھ میں نہیں ایسے ہی تمہیں بدل سکتے ہیں عسکریت کو لاش بنا دے یا پتھر بنا دے مار سکتے ہیں، ایسے ہی کھانا کھانے فرعون وجابر ارکان حکومت بیٹھے ہیں کہ ساری رکابیوں میں کھانے کو خون سے بدل دیا، سوجی کا حلوہ، پکوڑی، آلو کا بھرتہ، گوشت ملیدہ خون بن گیا (۱۱)، اللہ چاہے تو شکل اس طرح بدل دیں، جب ڈوبنے و زوال کے دن آتے ہیں تو لوگ سمجھتے نہیں ہیں، آج بھی ملک ہند میں یہی ہو رہا ہے کہ اسکیموں کی بھرمار کے باوجود، سیلاب، ٹڈیاں خطرہ ہیں، نقشے ٹوٹ رہے ہیں اگر اس طرح آنکھ نہ کھلی تو پھر عذاب و پکڑ کا سلسلہ شروع ہو جائے گا اور ملک ہند والے زوال پذیر ہو جائیں گے، یہ قصہ قرآن میں ہے، ایک جگہ اللہ نے ان تمام انبیاء کا تذکرہ کر کے کہا فَبِهُدَاهُمُ اقْتَدِهْ (۱۲) اپنی امت کو چمکانے کے لئے نماز و دعوت پر ڈالو، ہر نبی نے نماز و دعوت ہی کی مشق کروائی، اور نماز و ایمان کی طرف دعوت دی، اللہ ہر وقت تغیر و تبدل کر سکتے ہیں، جس کو جس طرح چاہیں ذلیل کریں یا عزیز بنا دیں، با اختیار کر دیں یا بے اختیار کر دیں۔

بس دو باتیں لے لیں، دعوت انبیاء والی آجائے تو زبان و دل سے سارے نقشوں کی تردید کریں، صرف زبان سے کافی نہیں ہے بلکہ دل سے ہونا ضروری ہے کہ دل کو خدا جانتے ہیں دیکھتے ہیں، مقدمہ میں کامیابی کی کوئی شکل نہیں ہے، اب یقین ہے یا نہیں کہ نماز سے کامیابی مل سکتی ہے، سیاست، ملک، سونے، چاندی، حکومت، وزارت پر یقین ہے، یا نماز پڑھ کر خدا سے مل جانے پر ہے، ملکی، اجتماعی، انفرادی، ذاتی مسائل کا حل یہی ہے کہ یقین ان کے حل کا خدا ہے

کرو، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت سے ہمیں دو ہی باتیں پہلے ملتی ہیں کہ دعوت دی جائے، اس پر خدا سے ملنے کا یقین کیا جائے، اور یہ کہ مدعوئین اگر مان گئے تو چمک جائیں گے، وزیر اپنے نقشے میں ذلیل بن جائیں گے، دعوت ونماز پر خوب محنت بنی اسرائیل کر رہے تھے، تحمل شدائد ومکارہ بھی اس کے ذیل میں ہے، اسی طرح دعوت کی تکمیل کو دعاء ونماز کا مکمل علم حاصل کیا جائے، قصص انبیاء وصحابہؓ معلوم کرے فلاں جگہ فلاں کی مدد نماز سے کیسے ہوئی، نماز پر مسائل کیسے حل ہوتے ہیں، نماز سے کیا ہوتا ہے اور نماز کیسے درست ہوتی ہے، دعوت وکلمہ کا پورا علم مل جائے، ملائکہ کی تحقیق کرو، انبیاء علیہم السلام کی نبوت کی تفاصیل معلوم ہوں، ان کے ساتھ جو کچھ ہوا ہے وہ حق ہے، وہ صرف دعوت کی وجہ سے ہوا ہے، صحابہؓ کی تفصیلی زندگی معلوم کرو کہ تکالیف انھوں نے کیسی کیسی برداشت کیں اور داعی کے ساتھ کیا کیا جاتا ہے، نماز کا علم مکمل کرلو ان دو باتوں سے سارے عالم کا نقشہ بدلے گا، پھر خدا نے تورات پوری دی اور کہہ دیا کہ تم امتثال امر سے مسائل کا حل دیکھ چکے ہو، اس تورات کے ہر حکم پر چلتے رہنا مسائل حل ہوتے رہیں گے، تورات کی تفاصیل کو ماننے سے انکار کر دیا تو خدا ان پر پہاڑ اٹھا کر لے آئے، کہ جیسے حکم نہ ماننے پر فرعونی غرق ہوئے، ایسے ہی تم کو حکم نہ ماننے پر ختم کرنے کی قدرت رکھتے ہیں کہ تم ہمارے رشتہ دار اور دوست نہیں ہو، بندہ جو فرعونیوں کی طرح پہاڑ کو سر پر دیکھ کر کہہ دیا سَمِعْنَا وَ اَطَعْنَا، پہاڑ ٹلا تو کہہ دیا سَمِعْنَا وَعَصَيْنَا (۱۳) ایسے ہی جس عمل پر خدا راستہ کھولتے ہیں مل جانے کے بعد اس معیار عمل کے بدلنے کے سے ملنا بھی بدل جاتا ہے، یا بند ہو جاتا ہے، ایسے نہیں کہ کانگریس ولیگ تقسیم سے پہلے تو خوب تکالیف برداشت کرتیں اور ملک ہاتھ میں آجاتے ہی سب کچھ بدل لیا، آرام راحت میں پڑ گئے، صحابہؓ ایسے نہ تھے، تکالیف برداشت کر کے خدا سے اس کی مدد لے لی۔

دور عمریؓ میں فتوحات کے باوجود زندگی وہی رکھی، جس پر یہ ساری فتوحات ہوئی تھیں، اس معیار زندگی کو بدل دیا تو ملنا بھی بند ہو جائے گا، پہلے یہی اجمالی احکام چلے کہ دعوت ونماز کی حقیقت کو مع اس کے علم کے حاصل کرو، دعوت پر یقین ہو کہ جس کو دعوت دو اس کے نقشے پر ہرگز یقین نہ آنے پائے، اس کو دعوت دینے میں اس کا نقشہ خود لینے کا دل میں خیال نہ ہو بلکہ اپنا کام چلانے کا ذریعہ نماز کے بعد کی دعا کو سمجھ کہ میں دعوت دونگا ان کے نقشے سے نہ لوں گا، نماز پڑھ کر خدا سے ہی مانگونگا، کسی کی خوشامد نہ کرونگا، ملک میں جب چاہیں ہنگامے خدا کر دیں، خدا بارش بڑھا کر یا گھٹا کر پلان ان کے توڑ دیں، شیر کی ایک دھاڑ پر پاخانہ نکل جائے، یہ ضعیف کیا کر سکتے ہیں، صرف خدا ہی ہے وہی کر سکتا ہے، اس کی خوشامد کریں گے، دعوت کے لئے نظام حقیقی ملائکہ، کتاب ورسل کی تحقیقات کرو، موت وبعد الموت کی تفصیل معلوم کرو، ماضی ومستقبل کو خوب جمع کرو، صرف نماز میں لگنا انفرادی عمل ہے اس سے انفرادی زندگی بن سکتی ہے، دعوت اجتماعی کام ہے اس سے اجتماعی زندگی بنے گی، جس کو دعوت دو اس کی ہمدردی دل میں ہو، اس سے کچھ لینے یا اس کے نقشے اپنانے کا خیال نہ ہو، اس کے حریف بن کر نہ جاؤ بلکہ اس کے رفیق بنو، اب لوگوں سے اختلاط ہوگا، اب ان سے ذاتی مفاد لینے کو دل میں ہرگز جگہ نہ دو، ہم تو اپنی دعوت کا فائدہ اپنے خدا سے لیں گے، تمہیں دعوت اس وجہ سے دے رہے ہیں کہ تم دعوت ونماز پر آکر

خطرات عظیم سے بچ جاؤ، تمہاری تجارت، زراعت، ملک مال، حکومت وملک سے فائدہ ہرگز نہ لیں گے، صرف خدائے نماز کے ذریعے لیں گے، اگر تم نے بہت منت سماجت کی ہاتھ پکڑے تو دعوت کھالیں گے لیکن تمہارے پاس حاجت لے کر نہ آئیں گے، چلو دعوت دیں کہ روٹی دو وقت کی ضرور کھلا دیں گے، اس کی دعوت فیل ہے اس کی دعوت کا رخ نقشوں کی طرف چلا گیا، نیت بدل گئی ہے اس سے نظام عالم نہ بدلے گا، تمہاری دعوت جل کر راکھ ہوگئی اوپر سے خدا کی دعوت ہے اندر سے مخلوق کی دعوت ہے، اپنے یقین کو موڑنا ہے اس کے لئے چار ماہ کو نکلنا ہے، ذرا کھیتی کرلیں پھر جائیں گے، ارے شرک کی گندگی کھالیں گے پھر آئیں گے ارے نہیں ہمیں تو اپنی کمائی بدلنی ہے، تجارت، زراعت کی جگہ دعوت کے ذریعے سے خدا سے لینا ہے، تمام شکلوں، نقشوں سے یقین ہٹا کر خدا پر لانا ہے، اس کے لئے دعوت ہے خدا سے فائدہ حاصل کرنے کے لئے لوگوں کو چلانے کے لئے کھڑے ہو جاؤ کہ وہ بھی دعوت دیں اور اپنے تمام مسائل کا حل نماز سے کرواؤ، حکومت پر ہمارے جائز حقوق نہیں ہیں کوئی بھی، حضور صلی اللہ علیہ وسلم و ہمارے حقوق اللہ پر، اور اللہ کے بندوں پر بتائے گئے ہیں، ارے یہ غصب کرنے والے ظلم کرنے والے بھی ہمارے حقوق ادا کریں گے؟

اللہ کا حق ایمان کامل لاکر ادا کردو، پھر خدا اپنے وعدے کے مطابق بڑا حق ادا کریں گے، بس شرک سے پاک ہو کر نماز پڑھ، کسی شعبہ یا نقشہ پر یقین بالکل نہ ہو، نماز سے ہی خدا کے کرنے کا یقین رکھ، ہر غیر کا یقین دل سے نکال کر نماز پڑھ، اور اپنے تمام مسائل کا حل اسی نماز میں سمجھ، دعوت میں لگو، تکالیف کو برداشت کرلو، تمہارے لئے دروازہ کھل جائے گا، انھوں نے مان لیا تو ان کی کامیابی ہوگی ورنہ یہ ذلیل ناکام ہوں گے، ہم ان کے نقشے کے محتاج نہیں ہیں، اگر خدا ہند کو بالکل تباہ کر دے تو خدا ہماری دعوت ونماز پر آسمان سے لاکر دیں گے، جب لوگوں میں گھسو تو اخلاق کے ساتھ چلو، ہم جس کو دعوت دیتے ہیں اس کو خطرہ سے نکالنا چاہتے ہیں، ان سے لینا نہیں چاہتے ہیں، چاہے حکام، تجار، زارع، عمال یا فقراء کو دعوت دیں، ان فقیروں ومسکینوں سے کیا لیں گے، ہم تو کریم سے ہی لیں گے ساتھ ساتھ ذکر کو بھی کرتے جاؤ، خدا کا دھیان لیتے جاؤ، اب ایک جگہ بیٹھ کر ان اعمال میں لگنے سے اتنی جگہ ہی تبدیلی آئے گی جتنا دائرہ محنت ہوگا، تبدیلی خواہ تعمیر کے ساتھ اسلام کو لے کر آئے یا تخریب کے ساتھ جہنم کے داخلہ کو لے کر آئے، دعوت وعلم وذکر ونماز واخلاق آجائیں تو دروازے کھلیں گے، جب تمہاری محنت سے کسی کی زندگی بنی، اخلاق سنور گئے، غفلت سے ذاکر بنا، جہل سے علم آیا تو وہ آئندہ بھی تم کو تمہارے ریاضت ومجاہدہ وانصاف وعدل وعبادات ومعاملات ودوسروں پر جان لگانے کی وجہ سے محبوب ومقتدیٰ سمجھے گا، بادشاہ بننا، وزیر یا امیر بننا امامت اصلیہ نہیں ہے بلکہ اصلی امامت یہ ہے کہ ہر شعبہ والا اپنے شعبہ میں آکر تم سے ہدایات حاصل کرے، تم بوریے پر بیٹھ کر حکومتوں وتجارتوں کو چلاؤ گے لیکن اگر داعی ہی بدل گئے بوریے سے تخت پر آجائیں تو پھر مقتدی بن جائیں گے اور وہ مقتدا اور پھر سارا عالم آفات ومصیبت میں، امام اصل نہ بننے بلکہ امام اصلی کے مقتدی بننے کے لئے یہ نصاب ہے، مقتدی کو بھی تو بہت سے اعمال وضو، استقبال، طہارت، آمین وغیرہ سب کرنے پڑیں گے اور اگر امام بننا چاہے تو سارے شعبوں میں ایم۔اے، ایل۔ایل۔بی جتنی محنت کرنی پڑے گی، مقتدی بننا تو پرائمری کی طرح ہے اور پرائمری میں اس چیز

کو پڑھ کر جانتے ہیں جس کو پہلے سے ہی پڑھے لکھے بغیر ہی جانتا ہے، اس میں اور پانچ سال لگا دیتے ہیں اس سے تعلیمی ذہن بنے گا اور شوق تعلیم کا بنے گا، اب بچوں نے سائنس داں، ڈاکٹر ڈپٹی بننے کے لئے دس بیس تیس سال لگا دیئے، چار ماہ تو پرائمری کی حیثیت میں ہے بلکہ اس سے آگے ہے کہ پرائمری میں جانتے ہوئے کو پڑھ لکھ کر جانتے ہیں، چار ماہ میں ہم سارا وہی جانتے ہیں جو پہلے سے معلوم نہیں ہے، اس لحاظ سے تو چار پانچ سال سے زیادہ اس لائن کی تبلیغ میں لگتے، لیکن ہم نے کانٹ چھانٹ کر چار ماہ بنا دئے، اس چار ماہ میں مقتدی بن جائیں گے، ذہن بنے گا دین کی حقیقت لینے کا، اصلی امام نہ بنے گا، لوگ سمجھتے ہیں کہ چار ماہ میں جنیدؒ یا معین الدین اجمیریؒ بنا رہے ہیں، ارے ان جیسا ساری عمر لگا کر بن جائیں تو کم ہے، اس چار ماہ سے تو صرف ذہن بنانا ہے۔

---

(۱) سورۃ القصص: ۷

(۲) تفسیر ابن کثیر صفحہ ۱۴۷ جلد ۳

(۳) سورۃ القصص: ۲۰، ۲۱

(۴) سورۃ طٰہٰ: ۴۳

(۵) تاریخ طبری صفحہ ۲۹۰ جلد ۱

(۷) سورۃ الدخان: ۲۳

(۸) سورۃ الاعراف: ۱۳۷

(۹) تفسیر ابن کثیر صفحہ ۳۳۷ جلد ۳

(۱۰) سورۃ البقرہ: ۵۷

(۱۱) تفسیر ابن کثیر صفحہ ۲۴۱ جلد ۲

(۱۲) سورۃ الانعام: ۹۰

(۱۳) تفسیر ابن کثیر صفحہ ۱۰۶ جلد ۱

سب سے زیادہ قیمتی چیز انسان کا عمل ہے

{۷ ربیع الاول ۱۳۸۲ھ مطابق ۹ اگست ۱۹۶۲ء}

بروز جمعرات، بعد عصر

اقتباس

تمام انبیاء دو محنتیں لے کر آئے ہیں، اور اس بات کی ضمانت لے کر آئے ہیں کہ جب یہ دو محنتیں ہوں گی تو خدا ان محنت والوں کو ملک و مال کے بغیر کامیاب کردیں گے، ایک محنت دعوت کی ایک نماز کی، اعمال تو بہت سارے ہیں ہر جگہ کے لئے اعمال ہیں، لیکن حکیم پہلے تجربہ کراتا ہے، پھر ساری بات دیدیتا ہے، اسی طرح تجربہ کے لئے پہلے تھوڑے سے عمل دیئے ہیں، ان میں سے ایک عمل دعوت کا ہے، ایک نماز کا، موسیٰ علیہ السلام ابراہیم علیہ السلام آئے، انھوں نے آکر دو کام کئے اول تو یہ کہ حقیقت سے بے خبر انسانوں کے پاس جاکر انھیں سمجھایا کہ لا الہ الا اللہ وزارت، گورنری، مالداری، تجارت، زراعت، عمارت ہر نقشے والے کے پاس جاکر بتایا کہ نقشے سے کامیابی نہیں ہے بلکہ خدا سے کامیابی ہے، خدا کی ذات کو مان، اسی نے سارے نقشے بنائے ہیں، اسی نے اعضاء وانسان کو بنایا، اگر تو نے اعضاء کو خدا کا بندہ سمجھ کر اس کے کہنے کے مطابق استعمال کیا تو پھر کامیاب ہوجائے گا، نقشوں سے بالکل نہ ہونے، خدا سے ہونے کو مان جا، پھر خدا سے فائدہ لینے کے لئے نماز سیکھ، نماز تھوڑے سے وقت میں اعضاء کا صحیح استعمال ہے، دل میں خدا کا ہی یقین ہو، خدا کی ہی نسبت ہو۔

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

میرے بھائیو اور دوستو!

سب سے زیادہ قیمتی چیز مایہ اس زمانے میں سب سے زیادہ بے قیمت ہوگئی ہے اور وہ ہے انسان کا عمل، عمل انسانی میں جتنی نعمتیں وحالات کی درستگی رکھی ہے، اتنی نعمتیں وحالات کی درستگی ساتوں زمین وآسمان میں نہیں ہے اور خدا کی طرف سے معاملہ عزت، فقر، اسکیم میں کامیابی یعنی حالات کے بگاڑ یا صلاح کا انسان کے ساتھ اعمال کے لحاظ سے ہوگا، چیزوں کے لحاظ سے نہیں، اسی وجہ سے خدا نے ذرائع عمل سب کو برابر دئے ہیں، چاہے وہ امیر ہوں یا غریب، حاکم ہو یا محکوم، مالدار کارخانہ دار وغیرہ سب کے دو ہاتھ، دو پاؤں، دو آنکھیں ہیں، وزیر بننے سے چار آنکھیں نہیں بنتی ہیں، اور گورنر بننے سے چار ٹانگیں نہیں ہوتی ہیں، فقیر ہونے سے کم نہیں ہوتی ہیں، جتنے اعضاء ماں کے پیٹ سے لے کر آیا ہے اتنے ہی رہیں گے حادثہ میں کم ہوجائے یہ اور بات ہے، ذرائع اعمال سب کو برابر دئے، جس دل پر کامیابی ناکامی کا دارومدار ہے وہ سب

کودیا، زبان سب کودی، جن کاموں سے کامیابی ناکامی ملتی ہے وہ سب کو برابر دئے، عالم جاہل، پیر مرید، حاکم محکوم، کارخانے دار خوانچہ والے سب کے لئے ضوابط اعمال برابر ہیں، جیسے وہ سب کے سب انسان ہیں، ہوائی جہاز میں جانے سے بندر بن جائے یا چاند میں جا کر چیل بن جائے، گورنر بن کر گدھا کہ انسانی قواعد نہ رہے جہاں چلے جائیں انسان ہی رہیں گے، ہندوستانی پاسپورٹ والا کہاں بھی چلا جائے ہندوستانی ہی رہے گا، انسان اپنے ساتھ صرف انسانی سرمایہ ہی لے جا سکتا ہے ہر جگہ، کچھ سرمایہ تو اپنے گھر میں رہ گیا کچھ سرحد پر کہ (۷۵) سے زائد نہیں لے جاسکتے، لیکن اعضاء جن سے اعمال صادر ہوں گے انہیں کوئی حکومت نہیں روک سکتی، بندوق یا چیز کو روک سکتی ہے، انہیں اعضاء پر دنیا و آخرت میں کامیابی ناکامی ملے گی، مرنے کے بعد بھی انسان جہاں جائے گا ہر عضو کو ساتھ لے کر جائے گا، کامیابی کی حقیقی شرائط کے اعتبار سے نہ زمین جھگڑا کرنے کی چیز ہے نہ ملک کہ اس کے پاس چار پیسے ہیں ان کے پاس نہیں، اس سے فرق نہیں پڑتا ہے، فرق تو اس سے پڑتا ہے کہ دونوں کے اعضاء کے اعمال کونسے ہیں اچھے یا برے۔

حقیقی اعمال پر محنت کرنے سے وہ سب کا محبوب و مرجع بن جائے گا، چاہے آپس میں طبقات لڑیں ٹکرائیں، زبانوں یا صوبوں یا مذہبوں کے لحاظ سے لڑیں، دنیا میں کتنے انقلابات آئیں، کتنی جنگیں کھڑی ہوں، سیلاب وٹڈی وزلزلے ظہور پذیر ہوں، راکٹوں بموں کی بھرمار ہو، اچھے اعمال پر حال والے ہی مطمئن رہیں گے، وہی مریں گے جن کے اعمال برے اور وہی نیست و نابود ہوں گے، اعمال کا معیار بہت مضبوط ہے، اعمال سے ملنے والی کامیابی میں کبھی فرق نہیں آسکتا، چیزوں سے ملنے والی کامیابی زلزلے، سیلاب، فساد، ھنگامہ، لوٹ مار سے بدل سکتی ہے، چاہے نقشہ کتنا بڑا بنالیں، چاہے ملک کے وزیر اعظم بن جائیں، یا سارے ملک کی تجارت و مال پر قبضہ کرلیں ناکام ہو جائیں گے اگر اعمال درست نہ کئے، جیسے خدا نے اعضاء سب کو برابر دئے ہیں ایسے ہی اعمال بھی دیئے ہیں، غیر ملکی مشین اگر آئے تو اس کے ساتھ پرچہ استعمال ہوگا، جیسے اپنی ہاتھ کی بنائی ہوئی چیز کے لئے طریقہ بناتے ہیں، ایسے ہی خدا نے اعضاء بنائے اور ان کے استعمال کے طریقے بھی دئے، اعضاء کے استعمال کے طریقوں کا نام دین ہے، تجارت، زراعت، ملازمت میں ہر جگہ جسم استعمال ہوگا اور جسم کے استعمال کے طریقے ہیں، ایسے ہی خواہ پارلیمنٹ میں ہو یا جنگل میں یا پانی میں، ہر جگہ کان و آنکھ و زبان ہر عضو کو اس کے صحیح اعمال پر استعمال کرو، اب کامیابی ملک مال ممبری ہاتھ میں آجانے سے نہیں، ناکامی ان چیزوں کے جانے سے نہیں بلکہ اعمال پر حالات ہیں، درست کرلینے سے کامیابی ملتی ہے، اور اگر اعمال کو بگاڑ کر خدا کو ناراض کردیا تو ناکام ہوں گے۔

تمام انبیاء دو محنتیں لے کر آئے ہیں، اور اس بات کی ضمانت لے کر آئے ہیں کہ جب یہ دو محنتیں ہوں گی تو خدا ان محنت والوں کو ملک و مال کے بغیر کامیاب کردیں گے، ایک محنت دعوت کی ایک نماز کی، اعمال تو بہت سارے ہیں ہر جگہ کے لئے اعمال ہیں، لیکن حکیم پہلے تجربہ کراتا ہے، پھر ساری بات دیدیتا ہے، اسی طرح تجربہ کے لئے پہلے تھوڑے سے عمل دیئے ہیں، ان میں سے ایک عمل دعوت کا ہے، ایک نماز کا، موسیٰ علیہ السلام ابراہیم علیہ السلام آئے، انھوں نے آکر دو کام کئے اول تو یہ کہ حقیقت سے بے خبر انسانوں کے پاس جا کر انھیں سمجھایا کہ لا الہ الا اللہ وزارت، گورنری، مالداری، تجارت، زراعت، عمارت ہر نقشے

والے کے پاس جا کر بتایا کہ نقشے سے کامیابی نہیں ہے بلکہ خدا سے کامیابی ہے، خدا کی ذات کو مان، اسی نے سارے نقشے بنائے ہیں، اسی نے اعضاء وانسان کو بنایا، اگر تو نے اعضاء کو خدا کا بندہ سمجھ کر اس کے کہنے کے مطابق استعمال کیا تو پھر کامیاب ہوجائے گا، نقشوں سے بالکل نہ ہونے، خدا سے ہونے کو مان جا، پھر خدا سے فائدہ لینے کے لئے نماز سیکھ، نماز تھوڑے سے وقت میں اعضاء کا صحیح استعمال ہے، دل میں خدا کا ہی یقین ہو، خدا کی ہی نسبت ہو، نماز ہر وقت وہاں دیکھے جہاں دیکھنے کو بتایا گیا ہے، جہان میں ہر موقع پر صرف وہی کلمات کہے جن کا حکم دیا گیا، اور اعضاء کے استعمال پر یقین کر کہ اس نماز سے خدا مجھے کامیاب کردیں گے، کپڑا، روٹی، کھانا، زمین، عزت، دولت، وقار، حکومت، عہدہ دیں گے، سارے مسائل حل کریں گے، وزارت، ملازمت، تجارت، زراعت، حکومت چلانا تیرا کام نہیں ہے، تیرا کام اس وقت یہ ہے کہ ایمان درست کرلے اور نماز کو سنوار لے، چاہے یہ دونوں باتیں ایک دن میں، ایک ہفتہ، ایک ماہ، ایک سال میں ملیں۔

اگر یقین یہ ہے کہ پیسے یا تجارت سے روٹی ملے گی تو نماز نہیں آتی، خدا نماز پر روٹی دے گا تو آگئی، قلعہ وفوج سے دشمن سے حفاظت ہوگی نماز نہیں آتی، خدا نماز پر حفاظت کریں گے نماز آگئی، اس نماز پر انبیاء محل خسران میں کامیاب ہوئے اور محل فلاح میں ناکام ہوئے ان کے دشمن، انسان کی کنجوسی ہے کہ کامیابی کا راستہ دوسروں کو نہ بتائے، نہ بتائے تو بخیل ہے کہ آج کل اگر حربی یا آمدنی کا راز کسی ملک کو معلوم ہوجاتا ہے، تو وہ دوسرے کو نہیں بتاتا ہے اور خدا یہ کہتے ہیں کہ پہلے دوسروں کو بتا پھر خود کر، وزراء، حکام، تجار، زارع، ملازم سب کو بتا، پھر خود بھی کر، دوسروں پر بتانے میں محنت کر، اور اپنی نماز کو درست کرنے کی محنت کر، اپنے تمام مسائل حل ہوتے معلوم نہ ہو نماز سے تو مشق کو بڑھاتا جا، بڑھاتا جا یہاں تک کہ نماز آجائے یا تو مرجائے، اس راستہ کا مرنے والا بھی جنت میں اور زندہ بھی جنت میں، اگر حکومت والے کلمہ نماز نہیں سیکھیں گے تو مرجائیں گے، تباہ ہوں گے، اسکیموں میں فیل ہوں گے کہ ہوشیاری سے اپنی نماز ویقین کو نہ بناتے رہے۔

موسیٰ علیہ السلام فرعون کے پاس جا کر بھی اعلانیہ سمجھاتے تھے اور اپنی قوم کو بھی نماز ویقین پر ڈالتے تھے، اس پر فرعونی کھانے پر بیٹھے ہیں مختلف قسم کے کھانے ہیں تو کبھی سارا کھانا مینڈک بن گیا کبھی خون (۱)، اس سے آنکھ نہ کھلی سمجھانے کی آخری حد تک سمجھایا گیا نہ مانے تو پھر ساری حکومت کو لے جا کر بحر قلزم میں ڈبو دیا (۲)، بنی اسرائیل نے دیکھ لیا کہ اپنے اعضاء کے صحیح استعمال سے کیا ہوتا ہے تب خدا نے پوری توراۃ دی (۳) اور نظام زندگی کے احکام واعمال بتادئے اور پہلے دکھا چکے ہیں کہ پہلے تھوڑے احکام کی پابندی سے عزت وملک مل گیا ہے، سارے احکام پر چلنے سے کتنی ملے گی، قوم بنی اسرائیل نے ان پابندیوں واحکام کو ماننے سے انکار کرنا چاہا تو سر پر بہت بڑا پہاڑ لا کر کھڑا کردیا کہ تم میرے حبیب وصدیق نہیں ہو، جیسے میں اپنی قدرت سے حکم نہ ماننے پر فرعون کو غرق کرسکتا ہوں تو تمہیں بھی حکم نہ ماننے پر پہاڑ سے توڑ سکتا ہوں، اس پر بنی اسرائیل نے سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا (۴) کہا اب یہ ذہن بنایا گیا پہلے کہ اعمال ونماز سے زندگی بنے گی، اعلانیہ کہو کہ آفات تعاقب کررہی ہیں، ہر جانب سے آرہی ہیں، لاتعداد بلیات آرہی ہیں اگر ایمان ونماز پر نہ آئے، ہر شخص اپنے نقشے سے یقین ہٹائے دوسروں سے ایمان کو کہتا رہے لیکن اپنے دل کے یقین کو نہ بدلا تو سیلاب آندھی وزلزلہ میں دوسروں کی طرح

گرفتار ہوگا، بس ہر نقشے والے کو سمجھاؤ کہ تیرے نقشے سے زندگی نہیں بنے گی بلکہ خدا کے بنانے سے بنے گی اور خدا درست اعمال پر بنائیں گے اور یقین رکھو کہ جب وزیر یا صدر کی زندگی وزارت یا صدارت سے نہیں بنتی ہے اس وزارت یا صدارت سے تیری زندگی کیسے بن جائے گی، لہذا مدعو کے نقشے کی طلب داعی کے دل میں نہ ہو، جیسے وزیر کی زندگی ایمان وعمل سے ہی بنتی ہے تو تیری بھی انھیں ایمان واعمال سے بنے گی تو میں دعوت حکام وصدر ووزیر کو ان کے بھلے کی وجہ سے دے رہا ہوں، میں ان سے ان کا نقشہ ہتھیانا نہیں چاہتا ہوں بلکہ میری زندگی بھی ایمان واعمال سے بنے گی، ایسے اعلان کردے کہ اسکیم، پلان، پروجیکٹ، گفتگو سے زندگی نہیں بنتی ہے ایسے ہی یقین کر تیری بھی اس سے نہیں بنتی ہے، دوسروں کو یہ بتانا کہ ان کے نقشوں سے ان کی زندگی نہیں بنتی ہے، اس میں یہ چور ہوسکتا ہے کہ تمہاری زندگی اس کے نقشے سے نہیں بنتی ہے، تمہاری زندگی تمہارے اپنے نقشے سے بھی نہیں بنتی اس کو ثابت کردو تو یہ چور نہیں رہے گا، اس نقشہ کی پابندی چھوڑ دو، اور ہر عضو کو ہر وقت مطلوبہ عمل میں لگاؤ، بس یہی ضابطہ رہا کہ اعمال صحیح سے زندگی کامیاب ورنہ ناکام۔

اب اس دعوت ونماز کے ساتھ علم وذکر ہے جس کی طرف بلا رہا ہے، اس کی قدرت وصفات معلوم کر، اس نے کیسی زندگیاں بنائی وبگاڑی، قدرت کو کیسے کیسے ظاہر کیا؟ دنیا کیسے بنائی؟ دنیا کی یہ چیزیں اپنی قدرت سے بغیر کسی جنس کے بنائی ہیں، جنت ونار وحشر وقبر کے تذکرے معلوم کر، پہلا سارا علم حاصل کر کہ خدا کیا کیا کر چکے، اور آئندہ کا سارا علم حاصل کر کہ خدا کیا کیا کریں گے کہ وہ کیسے سارے نقشے توڑیں گے، وہ کیسے سب کو زندہ کریں گے، پھر ہر شکل وحکومت وصورت کے انکار میں تو بصیرت والا ہوگا، اور تجھے گورنر ہاؤس چڑیا کا گھر معلوم ہوگا، ملوں کو بازیچہ اطفال کہے گا، جب گزشتہ کے تمام نقشوں کا علم ہوگا، بغیر علم کے نابینا بن کر انکار ودعوت الی اللہ نہ ہوگی، علم کے ساتھ بینا بن کر انکار ودعوت ہوگی، اگر تو اپنی زندگی بنانا چاہتا ہے اور سارے ملک والوں کو خطروں سے نکالنا چاہتا ہے تو علم حاصل کر، گزشتہ وآئندہ کی تاریخ بہت لمبی ہے، اس سب کو تیری آنکھ سے بچانے کے لئے حال کو اخبارات وریڈیو کتب ونشریات کے ذریعے بہت بڑا کر کے دکھاتے ہیں کہ تل کی اوٹ میں پہاڑ ہو جائے، اگر پہاڑ سامنے آجائے تو تل تل ہی نظر آئے گا، ایسے ہی گذشتہ وآئندہ کے تمام حالات کا علم ہو جائے تو موجودہ حالات عالم ایک تل سے کم معلوم ہوں، ایمان کے علم میں لگا، نماز کے علم میں لگا، دوسروں کو بھی لگا، اس علم کو دل میں اتار، دماغ میں چڑھا، کلمہ ونماز کو بھی علم پر اٹھا، علم سے انبیاء وصحابہؓ کی نماز کی تفاصیل معلوم کر کے ان جیسی ہی نماز بنا کہ ان کی نماز سے آسمان سے کھانا اترا (۵)، زمین پھٹی (۶) ناقہ پتھر سے نکلی ہے (۷)۔

خالی نماز سے کام نہیں بنتا ہے بلکہ ان جیسی نماز سے کام بنتا ہے کہ اس میں ایمان واخلاص، علم وذکر ہو اور تم یہ کہتے ہو کہ خالی نماز سے کام نہیں بنتا ہے، لہذا جہاز وحکومت وفوج بناتے، یہ مجھ میں تجھ میں فرق ہے، اب سارا معاملہ کلمہ نماز پر آگیا ہے، انبیاء علیہم السلام کے زمانے میں سب کچھ ان دو پر ہوا، کلمہ کا یقین خود لو، دوسروں کو دو، نماز درست کرو دوسروں کی کراؤ اور علم حاصل کر، اور خدا کا ذکر اتنا کر کہ اندر خدا سے بھر جائے، پھر ہر ایک کو دیکھنے سے خدا ہی سامنے آئے اور ہر نقشے کی بے حیثیتی سامنے آجائے، پانچ سال کا بچہ ہاتھ پاؤں خوب ہلا کر اکثر قتل کی دھمکیاں دے تو ہم ہنسیں گے کہ اٹھا تو

جاتا نہیں، ایسے ہی وزیروں واکثریت کی دھمکیاں اس بچہ کی دھمکیاں معلوم ہوں، شیر بھی اس بچہ سا دکھائی دے، سارے قلعہ وکارخانے وملیں کاغذ کی معلوم ہوں، جیسے کاغذ کا سانپ کاٹتا نہیں ہے ایسے ہی حقیقی سانپ خود نہیں کاٹتا ہے، خدا چاہے تو کاغذ کا سانپ کاٹ لے اور حقیقی نہ کاٹے، جب تجھے ایمان والا اور خدا کا بندہ بننا ہے تو پھر ڈرنا کیسا، "انفق یابلال ولا تخش من ذی العرش اقلالا" (۸) ہر مظلوم کی حمایت کر، ہر ظالم سے بدلہ دلوا، اپنے پر بقدر حاجت لگا کر باقی سارا ہر انسان پر بلا تفریق مذہب وملک وزبان لگا، ہر جگہ خدا کا نمائندہ بن، کسی قوم، پارٹی، جماعت کا ہرگز نہ بن ورنہ خدا سے نہیں ملے گا، حزبیت، قومیت، عصبیت سے خدا سے ملنا بند ہو جاتا ہے۔

یہ چند باتیں ہیں جنھیں بنا لینے کے لئے چار ماہ مانگتے ہیں، ان چار ماہ میں ولی نہ بن جاؤ گے بلکہ یہ تو پرائمری کی تعلیم کی طرح ہے کہ پرائمری میں انسان پڑھ لکھ کر اسے ہی جانتا ہے جسے بغیر لکھے پڑھے دیکھنے سے جانتا تھا، اس پرائمری کا مقصد یہ ہے کہ اب تعلیمی ذہن بن گیا ہے آگے پڑھے گا، فقط پرائمری سے کام نہیں بنتا ہے، ایسے ہی ہماری پرائمری میں چار ماہ میں وہ جانو گے جسے پہلے سنا یا دیکھا نہیں اور اس سے عملی ذہن بنے گا۔

---

(۱) تفسیر ابن کثیر صفحہ ۲۴۱ جلد ۲

(۲) تفسیر ابن کثیر صفحہ ۳۳۷ جلد ۳

(۳) سورۃ المائدہ: ۴۴

(۴) تفسیر ابن کثیر صفحہ ۱۰۶ جلد ۱

(۵) سورۃ المائدہ: ۱۱۴، ۱۱۵

(۶) البدایہ والنہایہ صفحہ ۳۲۲ جلد ۶

(۷) تفسیر ابن کثیر صفحہ ۲۲۹ جلد ۲

(۸) حیاۃ الصحابہ صفحہ ۱۸۴ جلد ۲

انسان کی ذات ہی میں کامیابی کے اسباب ہیں

{ یکم ربیع الاول ۱۳۸۲ھ مطابق ۳/اگست ۱۹۶۲ء }

بروز جمعہ، بعد فجر

اقتباس

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں مساجد تمام نقشوں سے خالی تھیں لیکن وہ اعمال ان مساجد میں تھے جن سے جنگل بیابان میں آسمان سے کھانے کے دسترخوان اترتے تھے، سمندروں کو سواریوں پر چل کر پار کیا کرتے تھے، مردہ جانور دعا سے زندہ کروایا کرتے تھے، پاؤں کی روشنی میں سامان تلاش کرتے تھے، ان ہی اعمال مسجد کی وجہ سے، اب سب سے پہلے دل کی درستگی پر محنت ہے کہ دل محبت، ایمان ودھیان کی جگہ ہے، اب محنت کر کے ان دلوں میں خدا کی محبت، خدا کا دھیان وایمان آجائے، اور ہر کام وہر الجھن کا حل اپنے اعمال میں نظر آئے، یعنی قدرت الٰہی سے فائدہ حاصل کرنے کے لئے، صحیح اعمال کو اپنانے کے لئے مسجد بنائی گئی ہے، خواہ، ایمان، اعمال کو لے کر تم پھر نقشے میں لگو یا نہیں، مسجد تم سے مال لینے کے لئے نہیں بنی ہے بلکہ تمہارے فقر کو دور کرنے کے لئے بنی ہے، تمام انسانوں کو اس مسجد والا رب فقراء کہہ رہا ہے 'انتم الفقراء واللہ ھو الغنی' بیت غنی فقراء سے لینے کے لئے ہوتا ہے، یا فقراء کو دینے کے لئے بنتا ہے، ارے مسجد تو مالدار، حکام، وزراء وممبران، فوج، پولس، ہر انسان کو دینے کے لئے بنی ہے، ان سے لینے کے لئے نہیں بنی ہے۔

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

میرے بھائیو اور دوستو!

دنیا کے تمام انسانوں کی کامیابی ناکامی کے لئے خدا نے ضوابط ان کی انسانیت میں رکھے ہیں، کچھ ضوابط ایسے ہیں جن کے وجود سے انسان کامیاب ورنہ ناکام، وہ ضابطہ انسان کے ہر ذریعہ عمل یعنی ہر عضو سے تعلق رکھتے ہیں، یہ انسان جس نقشے میں پہنچ جائے ضوابط سے مستثنیٰ نہیں ہوتا، فقر، امارت، صدارت، وزارت، زراعت، وزیر، دولت کا یا کوئی اور نقشہ ہو انسان اس میں جا کر انسان ہی رہتا ہے، گدھا یا کچھ اور نہیں بن جاتا ہے، ایسے ہی چاند میں جا کر بھی انسان رہے گا کہ جہاں وہ انسان ہے، عزت وامن وسکون، واطمینان کے ایک ہی ضوابط ملیں گے ان کے ترک سے سب کچھ کھو سکتا ہے، ضوابط انسان کی انسانیت میں ہی ہے، اگر انسان نقشوں کی وجہ سے اور نقشوں کے چکر میں پھنس کر ضوابط کی طرف متوجہ نہ ہو، اور ناکامی کے اسباب سے ہٹا کر کامیابی کے اسباب پر نہ ڈالے تو ہر نقشہ میں ناکام ہو جائے گا، کوئی بھی نقشہ جو وزارت، یا دولت، زراعت، تجارت کا، اور اگر ضوابط کامیابی حاصل کر لے تو جس نقشہ میں بھی ہوگا کامیاب ملے گا۔

اس ضابطہ میں تمام انبیاء وصحابہ واولیاء، حکام، مالدار ومشائخ، مریدین، علماء، عوام سب آجاتے ہیں کہ اس کی ذات میں کامیابی کے اسباب ہیں یا ناکامی کے، گدھے پر ہو یا جہاز پر، کوٹھی میں ہو یا جھونپڑے میں، اسی وجہ سے کامیابی کے اصلی ذرائع تمام انسانوں کو خدا نے برابر دئے ہیں، کمی بیشی نہیں کی، نقشوں میں کمی بیشی ملے گی، کسی کے پاس زمین ہے، کسی کے پاس کم ہے، کسی کے پاس نہیں ہے، کوئی فقیر، کوئی بہت بڑا مال دار، کسی کے پاس تھوڑے سے پیسے وغیرہ لیکن ذرائع عمل یعنی اعضاء خدا نے سب کو وزیر صدر، فقیر، قیدی، جھونپڑے والے، کوٹھی والے، قلعہ والے فوج والے، نہتے، سب کو برابر دئے ہیں، علماء کے یا مشائخ کے پاس ذرائع بڑھ جائے ایسا نہیں ہے، جیسے دو آنکھیں ان کے پاس ہیں، ایسے ہی سب کے پاس ہیں اب اپنی اپنی محنت ہے، اگر اپنی محنت سے ضوابط کو ضائع کردے تو وزارت میں بھی ایک دن ناکامی، سزا، عذاب کا سامنا کرے گا ورنہ ہر نقشہ میں کامیاب ہوگا، دنیا کے ہر ملک میں انسان مصائب، بلایا میں اس جہالت کی وجہ سے مبتلا ہیں کہ کامیابی اپنی ذات میں قرار نہیں دیتے ہیں، بلکہ اشیاء میں سمجھتے ہیں۔

اب تین صورتیں ہیں، ایک ناکامی کی دو کامیابی کی، ناکامی کی صورت یہ ہے کہ انسان رات دن نقشے بنانے میں لگا رہے، حفاظت، پیداوار، عزت، شبع، آرام وراحت کا نقشہ بنائے، نقشے کے اصلی مالک سے رخ بالکل موڑ لے، اور اسکے ہر عضو کا عمل سمجھ بول چال، دیکھنا، سننا، خواب ومشاہدہ نقشے ہی سے معمور ہوں تو وہ کسی بھی ازم میں ہوں تو خدا حالات بدل کر برے حالات لے آئے گا، عزت کے بجائے ذلت، محبت کے بجائے عداوت، غنیٰ کی بجائے فقر وغیرہ لائیں گے اگر اس پر آنکھ نہ کھلی تو آہستہ آہستہ ہلکے پیمانے پر نقشے توڑنے شروع کردیں گے، تصادم، زلزلہ، ٹڈی، سیلاب وغیرہ سے اس پر بھی آنکھ نہ کھلی تو قبر سے عذاب شروع ہوجائیں گے، جہنم کا بستر، جہنم کی کھڑکی، سانپ اژدھے، اتنی پٹائی ہوگی کہ چیخیں سخت مارے یہ نقشے والوں کا انجام ہے، مال کے پجاری، ملک ومال کے نقشوں پر محنت کرنے والوں کا انجام ہے، بدقسمتی سے آج زندوں سے بھی محنت دنیا میں چل رہی ہے، جس سے آج کے مالدار فقیر، بااختیار بے اختیار، عزیز ذلیل، صاحب امن صاحب خوف بننے والا ہے۔

اس کے علاوہ کامیابی دلانے والی دو محنتیں ہیں، اول تو نقشوں سے باہر نکل کر یقین وعمل درست کرے، پھر نقشوں میں جاکر صحیح پہچان وعمل کے ساتھ ان نقشوں کو چلائے، دوسری قسم یہ ہے کہ نقشوں سے نکل کر نقشوں پر بالکل ہی لات ماردیں، اپنے اعضاء وجوارح پر محنت کرکے ناکامی والے اعمال نکال کر کامیابی والے اعمال لے آئیں تو بغیر کسی نقشے کے پرورش وحفاظت، عزت، سکون، راحت اور بہتر حال ملے گا، یہ اعلیٰ قسم ہے کہ نقشوں کو بالکلیہ چھوڑ دیں، یا نقشوں کی پرواہ کو ترک کردیں، یہ نقشے ان کے لئے ہتھکڑیاں یا بیڑیاں نہ ہوں، اعمال صحیحہ کو اپنالیں، برے اعمال سے بچیں۔

خدا نے ان دو قسموں کے لئے مسجدیں بنوائی تھیں اگرچہ آج مسجدیں اس نوعیت کی نہیں رہی ہیں نقشہ والی بن گئی ہیں، ہر مسجد کے ساتھ دکانیں، نہانے وضوخانہ کی شکلیں وغیرہ موجود ہیں، چھوٹی سی سمجھ کر مالدار کہتے ہیں، بڑی مسجد کو آمدنہ ہونے کی وجہ سے غریب کہنے لگتے ہیں، مسجدیں تاجر، زارع، وحاکم کے ذریعے پلنے کے لئے نہیں بنی تھیں بلکہ ان اندھے انسانوں کی ہدایت ودلوں کے بدلنے کے لئے بنی تھیں، کہ نقشوں کی بجائے اعمال سے کامیابی لینے کے دروازے اس سے

کھلیں، خدا پر ہر شئے سے ہٹ کر ایمان آجائے، آج کے مصائب کی وجہ یہ ہے کہ مسجد میں یہ اعمال نہ رہے بلکہ نقشوں کی وجہ سے مسجد کے اندر آج بھی لڑائی ہے کہ دوسو کا امام کون بنے اور مسجد سے باہر متولی بننے میں مالداروں میں جھگڑے ہیں کہ ۲۵ ہزار ماہانہ امداد ہے لیکن اگر مسجد کے سارے نقشے دور کردئے جائیں، نہ دکانیں، نہ ملحقہ کمرے، نہ حوض، نہ کمرے، نہ کنویں، نہ صفیں، بالکل حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد نبوی کے رنگ پر ہو اور پھر کہا جائے کہ امام صاحب روزانہ بعد فجر ایمانیات کی مجلس لگائیں، متولی تعلیم وذکر کا اہتمام کرے اور کرائے، اچھا کھانے پینے کا کیا ہوگا، خدا کے ہاں سے ملے گا، وہ ان اعمال مسجد پر پالینگے تو ہر ایک یہ کہے گا، آپ ہی اس کی امامت کے لئے مناسب ہیں، آپ ہی متولی کے لئے موزوں ہیں، یعنی مسجد کی امامت ومتولی کے لئے کوئی راضی نہیں ہے بلکہ مسجد کے نقشوں کی وجہ سے جھگڑے ہیں، بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم والی مسجد کے بجائے تو ہم گھر پر نماز پڑھ لیں، کہیں مسجد میں جھاڑو نہ دینا پڑ جائے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں مساجد تمام نقشوں سے خالی تھیں لیکن وہ اعمال ان مساجد میں تھے جن سے جنگل بیابان میں آسمان سے کھانے کے دسترخوان اترتے تھے (۱)، سمندروں کو سواریوں پر چل کر پار کیا کرتے تھے (۲)، مردہ جانور دعا سے زندہ کروایا کرتے تھے (۳)، پاؤں کی روشنی میں سامان تلاش کرتے تھے (۴)، ان ہی اعمال مسجد کی وجہ سے، اب سب سے پہلے دل کی درستگی پر محنت ہے کہ دل محبت، ایمان ودھیان کی جگہ ہے، اب محنت کر کے ان دلوں میں خدا کی محبت، خدا کا دھیان وایمان آجائے، اور ہر کام وہر الجھن کا حل اپنے اعمال میں نظر آئے، یعنی قدرت الٰہی سے فائدہ حاصل کرنے کے لئے، صحیح اعمال کو اپنانے کے لئے مسجد بنائی گئی ہے، خواہ، ایمان، اعمال کو لے کر تم پھر نقشے میں لگو یا نہیں، مسجد تم سے مال لینے کے لئے نہیں بنی ہے بلکہ تمہارے فقر کو دور کرنے کے لئے بنی ہے، تمام انسانوں کو اس مسجد والا رب فقراء کہہ رہا ہے اَنْتُمُ الْفُقَرَاءُ وَاللّٰهُ هُوَ الْغَنِيُّ (۵) بیت غنی فقراء سے لینے کے لئے ہوتا ہے، یا فقراء کو دینے کے لئے بنتا ہے، ارے مسجد تو مالدار، حکام، وزراء ومبران، فوج، پولس، ہر انسان کو دینے کے لئے بنی ہے، ان سے لینے کے لئے نہیں بنی ہے، مال کی، چیزوں کی تقسیم کی جگہ ہے، امن دینے، قحط سالی، سیلابوں وزلزلوں، ٹڈی والوں آندھیوں، آگ سے بچنے کے لئے مسجدیں بنائی گئی ہیں، لیکن مسجدیں نقشوں کی بنیاد پر نہیں بنائی گئی ہیں بلکہ اعمال کی مشق کے لحاظ سے بنی ہیں، ایمان کے قوی کرنے اور اعضاء کے اعمال کی مشق میں لگو وہ سننا، جھکنا، بیٹھنا، نقل حرکت ہوں، لیٹنا سیکھو، جن سے خدا خوش ہوں، ناکامی والے اعمال خود میں سے دور کرو، اب ایک راستہ یہ ہوا کہ نقشوں پر محنت کر کے نقشے بنا کر بازاروں میں بیچ کر چند ڈلے پتھر یا کاغذ گھر لے جاؤ، نقشے والوں کا مرکز بازار ہے، کھیتی کا غلہ، جھنڈ کی بکریاں، کارخانوں کا مال بازار ہی میں بکے گا، پھر مال لے کر بازار آئے تو چیزیں لے کر گھر چلے گئے اور ایک نقشہ بنالیا جس پر خوش ہو رہے ہیں، حکومت والے مختلف طریقوں سے بازار والوں سے کھینچتے ہیں، اس سے اپنی زندگی بناتے ہیں، لوگ بازاروں میں چھوٹے بن کر بازار میں جا کر کچھ لیتے ہیں، حکومت والے بڑے بن کر ہی لیتے ہیں، بازاری انسان گدھے، رنڈی سے زیادہ حقیر ہے خدا کے ہاں، دنیا وآخرت میں اس کی پاداش میں سزائیں بھگتنی پڑیں گی، اس کے مقابلہ میں مسجد کی محنت ہے، پہلے ایمان واعمال کی صحت کو حاصل کرو،

پھر باہر جا کر اعمال کرو پھر مسجد میں آ کر خدا سے جوڑ لگا کر دعا مانگو۔

دو فرشتے ہر وقت اچھے برے اعمال لکھنے کے لئے ہر انسان کے ساتھ رہتے ہیں (۶)، کچھ فرشتے فجر کے وقت آ کر عصر کے وقت وہ سارے اعمال لے جاتے ہیں جو انسان کسی جگہ بھی بناتا ہے، اور عصر کے وقت آ کر فجر کے وقت سارے اعمال لے جاتے ہیں (۷)، ہر نقشے والے کو اس مسجد میں آ کر اپنے اعمال پیش کر کے مانگنا ہوگا، بدن و اعضاء کے غلط و صحیح اعمال لاؤ اور جو مسجد میں آتا نہیں اس کا پتہ کٹ گیا، کہ سمن کسی کے نام جائے، پھر بھی عدالت میں نہ آئے تو وارنٹ جاری ہوگا اور جیل میں جائے گا، تو اذان سمن ہے، جسکی آواز پر نہ آنے پر وارنٹ پہنچ جائیگا جس سے عذاب کا مستحق بن جائیگا، ممکن ہے اس دنیا میں ہی کیڑے، سیلاب، کثرت خطر، آگ سے اس کے ذاتی نقشے تباہ کر دئے جائیں، صرف مسجد میں نہ آنا زندگی کی بربادی یعنی ملازمت اسکے ہر نقشے کے تباہ ہونے، اور اس کی ذلت، مصیبت کے لئے کافی ہے، ہم نے بلایا تم کیوں نہیں آئے، اب مسجد میں آنے والا ہر انسان خدا کے سامنے اپنے اعمال پیش کرتا ہے، تو برے اعمال لے کر آنے پر فیصلہ زندگی کی ناکامی کا مل جائے گا کہ سر سے پیر تک اعمال برے ہیں، جس سے یہ فیصلہ ہو رہا ہے کہ آج یہ جیل میں جائے گا کارخانہ ضبط ہوگا، کھیتی تباہ ہوگی، دکان لٹے گی، آج مصیبتیں صرف اسی وجہ سے آ رہی ہیں کہ یا تو مسجد میں نہیں آ رہا ہے، یا مسجد میں آ کر برے اعمال ہی لائے ہیں، دنیا و آخرت کے تمام مسائل کا حل صرف نماز میں ہے۔

نوح علیہ السلام کے زمانے میں جو کچھ ہوا، اقلیت بچی، اقلیت کی اولادیں بچیں، اکثریت ڈوبی، موسیٰ کے زمانے میں فرعونی نقشہ ختم ہوا، قارونی نقشہ مٹا، موسیٰ و بنی اسرائیل کا مہکنا صرف نماز کا کرشمہ ہے لیکن وہ نماز ہے جس کا پڑھنے والا اپنے ہر تقاضے کو نماز سے پورا کرنے والا ہے، اس کے لئے تین محنتیں نماز سے پہلے ہیں اور تین نماز میں ہیں، کل چھ ہوئیں، محبوبیت و مرجعیت پائے گا اس کی وجہ سے زمین سے پانی نکلے گا، مردے زندہ ہوں گے، اس کے مقابل نقشے والوں کی زندگیاں نقشے میں ٹوٹیں گی اور اس نمازی کے آگے سمندر، شیر، سارے جانور مسخر ہوں گے آج نماز کو چھوڑنے والوں نے محنت کو ترک کیا اور پڑھنے والوں نے چھ محنتوں کو ترک کر دیا، جس سے نماز ایک تخیل بن گئی، حقیقت نہ رہی۔

سب سے پہلی محنت یہ ہے کہ یقین بدلو، ہر نقشے و ہر غیر سے یقین ہٹا کر خدا پر یقین لاؤ، جو آواز سب سے پہلے کان میں چلی گئی وہی آواز سنتے چلے آ رہے ہو، روزانہ پانچ مرتبہ اللہ اکبر سیکھو، زبان سے کہنا کافی نہیں ہے، اسے سمجھ اسے سیکھ، جہاں تک تیری نگاہ پہنچے وہاں تک یہ بڑے، چھوٹے کا استعمال ہوگا جیسے باپ اپنے سب سے بڑے لڑکے کو کہے گا کہ یہ میرا سب سے بڑا لڑکا ہے، یہ بیٹا روز یہی کلمہ سن کر کہے گا کہ میں بھی بڑا، آپ بھی بڑے لہذا آپ بھی میرا حکم مانیں باپ ایسے بیٹے کو گھر سے نکال دے گا کہ بیٹا ہونا چھوٹا نہیں ہے باپ ہونا ہی بڑا نہیں ہے، یہ تو فرق ایک باپ بیٹے میں پڑا کہ اس نے سن کر خود کو بڑا سمجھا جس سے باپ کی ہر نعمت سے محروم ہو گیا، ایسی ہی دنیا کے نقشوں میں بڑائی کا لفظ بہت سی چیزوں پر استعمال ہوتا ہے، بہت بڑا مکان، بہت بڑا سمندر، بہت بڑا کارخانہ، بہت بڑے انسان، ایک حوض سے سمندر تک، ایک پتھر سے پہاڑ تک، چپراسی سے وزیر اعظم تک اب یہ سب بڑے ہیں، باطنی طاقتوں کے آگے چھوٹے ہیں۔

اسرافیل میں اتنی طاقت ہے کہ ان کی آواز پر ساری دنیا مرجائے (۸)، جبرائیل اتنے بڑے ہیں کہ عرش سے تحت الثریٰ تک جا پہنچے (۹)، اب جنس ملائکہ کو خدا سے چھوٹا کہو کہ عزرائیل کو ایک حکم سے خدا مار دیں، جنہوں نے ایک ایک منٹ میں نہ معلوم کتنے جانداروں کی جانیں نکالی ہیں، ساری دنیا محدود ہے، خدا لامحدود ولانہایت ہے، اللہ بہت بڑے، آسمان وزمین بہت چھوٹے ہیں، کہ ان کے نور کی کوئی حد نہیں ہے، یہ دکان، یہ کارخانہ، یہ ملک، یہ کوٹھی، یہ شہر، یہ صوبہ بہت ہی چھوٹا ہے، ساتوں زمین وآسمان ساری جنتیں ساری جہنم بہت چھوٹی ہیں، خدا ان سب سے بڑے ہیں، اگر تم سرمایہ داروں کو جھکوانا چاہتے ہو حکام سے جوتے اٹھوانا چاہتے ہو، ارے نہیں فرشتوں کو تابع کروانا چاہتے ہو تو اللہ اکبر کو دل میں لے آؤ، مسجد اسی کے لئے ہے کہ خدا کی بڑائی ہی تمہارے دل میں رہے اور ہر چیز کی بڑائی دل سے نکل جائے، ایک کی بڑائی دل میں گھر کر جائے، سب کی بڑائی دل سے نکل جائے۔

دوسری بات کان میں پیدا ہوتے ہی یہ ڈالی گئی اشھد ان لا الہ الا اللہ ان چھوٹوں سے کچھ نہیں ہوتا ہے صرف بڑے خدا سے ہوتا ہے، زمین آسمان، جانور، ملک ومال سے نہیں ہوتا ہے کہ چھوٹے ہیں، صرف خدا سے عزت، ذلت، حفاظت دم، حفاظت جان ملتی ہے کہ وہ بڑے ہیں، ساتوں زمین وآسمان کی کسی چیز سے کچھ نہیں ہوتا ہے، صرف خدا سے ہوتا ہے، اور خدا دکھائی نہیں دیتا ہے، لہذا ساری دنیا کے انسان، وزراء، کاشتکار، تجار، حکام، سائنس دان، اندھے ہیں، اور خدا کے خزانوں کو اس نظاموں سے چند چیزوں کے دیکھ لینے سے بینا نہیں بن جائے گا، اب بینا رہبر کی ضرورت ہے اشھد ان محمد أرسول اللہ صرف ایک ہی بینا ہیں، انھوں نے خدا کو اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے اب یہ خدا سے کامیابی ناکامی کے اصول لے کر آئے ہیں ان کے مطابق فیصلہ کرنا، ان اصولوں کے بغیر کسی اور انبیاء پر فیصلہ کر لینا بالکل نادانی ہے، خود کو نابینا سمجھ کر محمد صلی اللہ علیہ وسلم بینا کی ہی مانو، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اعمال کے اثرات محسوس ہوتے تھے، بیٹھے ہوئے تھے، فرمانے لگے، غیبت کی وجہ سے یہ بدبو آرہی ہے (۱۰)، ایسے ہی آسمانوں پر جا کر اعمال کے اثرات دیکھے ہیں فرمایا: تیرے دل سے اتنی سیاہی پیدا ہوئی کہ اگر سمندروں میں ملا دی جائے تو سارے سمندر سیاہ ہو جائیں۔

ایک مرتبہ فرمایا روزہ رکھ لو مجھ سے پوچھے بغیر افطار نہ کرے، سب آکر اجازت لیتے رہے شام کو اور آپ اجازت دیتے رہے، اتنے میں کسی نے کہا کہ آپ کی دو باندیاں بھی اجازت مانگ رہی ہیں آپ نے فرمایا کہ ان کا روزہ ہی کہاں ہے؟ انہوں نے غیبت کر کے فلاں کا گوشت کھایا، آپ نے قے کروایا تو خون اور گوشت کے ٹکڑے نکلے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم اعمال کے اثرات دیکھتے تھے، ہم برے اچھے اعمال کے اثرات نہیں دیکھتے ہیں، ساری دنیا، ساری حکومتیں، سائنس دان، ساری جائیدادوں والے، سارے حکام اندھے ہیں، بینا صرف ایک محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، ان کے پیچھے چلو، جب صحیح منزل پر پہنچ جاؤ گے تو آنکھ کھل جائے گی قبر میں، اگر اچھے اعمال لے کر گئے تو ہنسو گے ورنہ روؤ گے، آنکھ بہر حال کھلنی ہے، اگر موت سے پہلے کھلی تو مزا آجائے گا ورنہ مصیبتیں ہی مصیبتیں، بس تمہاری طرف ایک بینا یہی ہے اس کی ہی تم مانو، ان کے خلاف ہرگز نہ چلو حی علی الصلاۃ، حی علی الفلاح' اعمال میں کامیابی محمد صلی اللہ علیہ وسلم بتلائیں گے، نقشوں کی ترتیب مال وتجارت،

زراعت ملک، حکومت کی ترتیب بدل کر اعمال کی ترتیب لے لو، حکومت کی ایک ترتیب وہ ہے جس میں ٹیکس وظلم وتعدی کی بھرمار ہوگی، ایسے ہی حکومت کی ایک ترتیب وہ ہے جس میں اعمال محفوظ ہوں گے، ایسے ہی ہر نقشے کی ترتیب مال کے لحاظ سے ہے، اور اعمال کے لحاظ سے بھی ہے، باپ کی گود میں آنے سے پہلے، بہنوں کے بولنے کے قبل نہلاتے ہی آواز سنائی گئی کہ یہ بھی دل میں گڑ جائے، یہ کلمات صرف بول نہیں ہیں، ان کی حقیقتیں ہیں۔

اب پہلی مشق مسجد میں آکر یہ ہے کہ خدا، اللہ کی صفات، ذات، نظام الٰہی، اچھے برے اعمال کے اثرات، انبیاء و صحابہؓ کے واقعات سنو، اس سننے سے یقین بنے گا، ایک یقین دیکھنے سے بنتا ہے، آج ہمارے پاس قرآن محفوظ ہے، ابتدا میں قرآن ایمانیات کا حاصل ہے، مکہ میں حج زکوٰۃ روزہ نہ تھا، ان کے احکام مکہ والے قرآن میں نہیں ہیں، احکام بہت کم ہیں، ایمانیات شروع میں زیادہ ہے، انہیں شروع سے آخر تک پڑھتے رہے، احکام سے متعلق قرآن بعد میں پڑھنا شروع ہوا، قرآن میں سب سے پہلے وَ رَبَّكَ فَكَبِّرْ ہی اتارا ہے، بشرطیکہ پہلے قرآن وحدیث کی ایمانیات سنے، لیکن اس کا رواج نہ رہا، غیب پر یقین دیکھنے سے نہیں بلکہ سننے سے ہی ہوتا ہے، ہم میں سے کسی نے راکٹ نہیں دیکھا ہے امریکہ انگلستان نہیں دیکھا ہے لیکن ان پر یقین ہے، غیب پر یقین انسان کرتا ہے، اب یہ علیحدہ رہا کہ انسانوں سے سن کر یقین کرے جو ہماری طرح اندھے ہیں، خدا اور رسول سے غیب سنو تو تمہیں صحیح ودرست یقین ملے۔

آج کے ماحول میں دیکھنا، بولنا، پڑھنا، سب نقشوں سے متعلق ہوگیا ہے اور غیب کو سنتے بھی نہیں ہیں، نقشے سے ہٹ کر غیب پر کیسے آئے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں بہت سے علوم انسانی تھے، ان سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے روکا (۱۱) بلکہ دیگر آسمانی کتب سے بھی عمرؓ کو منع فرمادیا، بس مجھ میں ہی لگو ہر وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم وصحابہ کرامؓ میں جنت ودوزخ، قصص انبیاء کے تذکرے رہتے تھے، جن کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم لے کر آئے، عمر سے اوپر صرف ابوبکرؓ، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دایاں بایاں ہاتھ، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں ہر وقت بوجھ، دنیا میں ان کو ایسا نسخہ مل گیا، جس میں سب کی باتیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تائید میں ملیں تو اسے نقل کرا کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لائے، خوشی میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا تو عرض کیا کہ دانیال نبی کا نسخہ ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم ناراض ہوئے، سب کو جمع کرنے کا حکم فرمایا، اور انصار میں یہ بات بھی چلی السلاح السلاح حضور صلی اللہ علیہ وسلم ناراض ہیں، یعنی ہتھیار لے کر چلو جس کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کہیں گے ماردیں گے، سب کے جمع کرنے پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں تمہیں روشنی دے کر جارہا ہوں، اس کے غیر کی طرف ہرگز مت مڑو، اگر موسیٰ بھی آجائیں تو انھیں میرے اتباع کے سوا چارہ کار نہیں ہے (۱۲)، یعنی علم صرف وہ ہے جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم لے کر آئے ہیں، باقی سب کچھ جہل، آسمانی کتب تحریف کی وجہ سے جہل ہیں، صرف ایک علم، جس کا اکثر حصہ ایمانیات ہے۔

آج کل کے مولوی آٹھ نو سال تک نحو، صرف، منطق، ادب، فلسفہ، معانی میں لگنے سے ہی مولوی کہلانے لگے ہیں، فنون عربیہ میں بھی لگے، لیکن جب آخری سالوں میں قرآن وحدیث میں لگے تو جنت وایمانیات کے تذکرے سرسری، اور وہاں بھی آٹھ سال پہلے والے علوم سے مطابقت یا مذہب کی بحث، آخری سال دورہ میں ایمانیات وجنت کا تذکرہ اتنی

جلدی کہ جنت کی وہ قیمت آئی جو ایک کوٹھی کی ہے، جہنم سے اتنا نہ ڈرا کہ جیل سے جتنا ڈرتا ہے، یہاں کی عدالت کا خوف قیامت کی عدالت سے زیادہ، اب مدرسے سے نکلنے کے بعد کھانے پینے، زندگی کا چکر چلا، اگر پڑھایا بھی تو قرآن و حدیث کے علاوہ دیگر علوم، خیر چلو انہوں نے ایک سال میں کچھ سن لیا، لیکن غیر علماء تجار، زارع، حکام وغیرہ کے سامنے تذکرے نہیں، جس کی وجہ سے قبر وحشر سامنے نہیں، عصیان الٰہی بہت آسان ہو گیا ہے، روزانہ اس یقین کے حصول کے لئے خود کو بیمار سمجھ کر ایمانیات کو سنو سناؤ، جنت کے اتنے تذکرے ہوں کہ یہاں کے نقشے و آرام و راحت کا دل میں خیال سنہ رہے، انبیاء کے تذکرے ہوں تو ہر حاکم و سرمایہ دار جو ایمان و عمل سے ہٹا ہوا ہو اور کتے کو ایک نظر سے دیکھو، ورنہ تمہارے ایمان میں فرق ہے، اللہ رسول کی بڑائی اس وقت دل میں بیٹھے گی جب دیگر انبیاء کے تذکرے سامنے ہوں۔

حضرت جی فرمایا کرتے تھے کہ مسلمانوں کو شیطان نے کیا سمجھایا کہ ماہ پیدائش میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تذکرے کرلو گیارہ مہینے چھٹی، ارے نبوت سے پہلے جتنے بڑے تھے نبوت کے بعد اس سے بہت بڑے ہو گئے ہیں، اب صرف ولادت کے تذکرے کر لیتے ہیں، جس سے یہ معلوم ہوا کہ اللہ کے فضل سے ایسا ہو گیا، ارے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے ہر عمل و ہر شعبہ میں امام ہیں، تمام انبیاء کے امام ہیں، تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عظمت دل میں بٹھانی ہے، اس کے لئے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و انبیاء کے تذکرے کرو کہ سیادت اس زمانے میں ذاتی اوصاف سے ملا کرتی تھی، آج کل کی سیادت ذاتی اوصاف سے نہیں ملتی ہے بلکہ مال و فساد و دھینگا مشتی و دھوکہ بازی سے ہوتی ہے، جس سیادت کی افتتاح آج خون بہانے سے ہو رہی ہے اس کی اشیا جرائم پر کیوں نہ ہو حجاج پیدائش کے وقت کھا نہیں رہا تھا، اسے خون چٹایا گیا (۱۳) تو اس نے ایک لاکھ مہاجرین و صحابہؓ تابعین کو اپنی آنکھوں کے سامنے قتل کیا ہے، گذشتہ زمانے میں حکومتیں رعایا کو اپنا بیٹا سمجھتی تھیں، دو بادشاہ اپنی فوجیں لے کر آئے تو ایک نے پیغام بھیجا کہ آؤ اوصاف میں مقابلہ کرلو، فوج و عوام علیحدہ رہیں، جو جیت جائے اس کے ساتھ دوسری فوج مل جائے، دونوں بادشاہ نکلے آپس میں جوہر دکھا کر لڑے ایک مر گیا دوسرے کے ساتھ دونوں فوجیں مل گئیں، یعنی دونوں نے اپنے خون کو بہانا پسند کیا تاکہ عوام و جمہور کو راحت ملے، اور آج فریقین تو خوب مزے سے آرام کی زندگی گزاریں، حلوے پراٹھے کھائیں اپنا الو سیدھا کرنے کے لئے دوسرے انسانوں کا فساد کر کے خون بہاویں، انبیاء کے قصص میں شدائد انسانیت کو اسباب فلاح پر کھینچنے کے لئے محنت وغیرہ کے تذکرہ پاؤ گے، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان تمام اوصاف میں ان انبیاء سے آگے ہیں کہ خود ان اوصاف کو لیا، اپنے ساتھیوں میں پیدا کیا۔

اب مسجد میں آؤ، ایمانیات کی مجلس میں گھنٹوں کی قید کے بغیر بیٹھو حتیٰ کہ محلات جھونپڑا، راکٹ، ہاتھی، جہاز، گدھا سب برابر معلوم ہوں، اچھے اعمال میں کامیابی خدا کی موافقت نظر آئے، برے اعمال میں ناکامی خدا کی مخالفت نظر آئے، اس میں گھنٹوں کی قید نہیں ہے، بس اتنی کرنی ہے جس سے خدا پر یقین، غیب پر یقین ہی غالب آجائے، خدا کی بڑائی غیر کی نفرت دل میں آجائے، اسے حاصل کرنا ہے، اس کی علامت پہلے کے اعمال ہیں، ایک دفعہ جھوٹ بولا تو خدا کی بڑائی دل میں نہیں آئی ہے، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت چھوڑی تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیادت پر ایمان نہیں رہا، دیگر انبیاء کی نہ ماننے پر وہ

معذب ہوئے تو سردار انبیاء کی نہ ماننے پر کیا ہو جائے گا، باہر کی ساری زندگی وسارے ماحول سے ایمان بگڑتا ہے، مسجد کے اس ماحول سے ایمان بنتا ہے۔

اب مسجد کی مقدار اتنی کرلو کہ ایمان بگڑنے سے محفوظ ہو، اچھے برے اعمال کے اثرات معلوم کرلو، ایمان کی مجلس میں خود بیٹھے تو اس کے اعتبار سے یقین، دوسروں کو بلا کر لائے تو اس کے اعتبار سے یقین ملے گا، فضائی، بری، بحری، حکومتی مال، سائنسی نقشوں سے یقین ہٹ کر خدا پر آجائے، اس مجلس پر بہت بڑے انعامات کے وعدے ہیں، صحابہؓ کے یہاں ایمانیات کے تذکرے ہر وقت رہا کرتے تھے، غزوہ بدر کے بعد بدر کی لغزشیں بھی تذکرے میں نہیں۔

دوسری محنت تعلیم کی ہے، ایک علم دیکھ کر آتا ہے، ایک سن کر آتا ہے، ایک علم تو خدا نے جبرئیل علیہ السلام کو، جبرئیل علیہ السلام نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو، محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہؓ کو سنایا اور پھر ان کے ذریعے یہ ہم تک پہنچا، یہ اعمال والا علم ہے، تمہاری آنکھیں دنیا کے نقشوں میں حالات دیکھے گی، قلعہ سے حفاظت نہیں، ذکر سے حفاظت، دوا سے صحت نہیں دعا سے صحت، دعا سے موت، حکومت سے مال نہیں، دعا مانگنے کے بعد خدا کی طرف سے دبدبہ، اب جتنے ہم ایمان کی مجلس وتعلیم کے حلقے میں آئیں اتنا ہی یقین بنائیں کہ اس مجلس وحلقہ سے خدا خوش ہو کر پالیں گے۔

تیسری مشق دھیان کی ہے، ایک دھیان سننے سے آتا ہے، ایک دیکھنے سے آتا ہے، دہلی، ہمایوں کے مقبرہ، لال قلعہ کو دیکھا، اب جب بھی ان کا زبانی تذکرہ ہوگا تو فوراً ان کا نقشہ سامنے آجائے گا، بعض دفعہ بغیر ذکر کے بھی ان کے نقشے سامنے آجائیں گے، ایک دھیان بغیر دیکھے خدا کا جمانا ہے، اللہ کا نام آتے ہی اللہ کا دھیان بن جائے، جیسے دوسروں کے نام آتے ہی ان کا دھیان آتا ہے، یہ تین مشقیں نماز سے پہلے ہے، ایمان، علم، اعمال ودھیان خدا سے لو، اب جس چیز کے سامنے آجانے پر خدا کا دھیان کرلیا جائے وہ چیز فوراً مسخر ہو جائے گی، اولیاء کے لئے چیتے، صحابہ کے لئے بھالو شیر ہوئے، لیکن مشکل یہ ہے کہ شکل دیکھتے ہی اس کا اثر دل میں آجاتا ہے، کہ اگر دل کی بوتل خدا کے دھیان سے خالی ہو، اگر دھیان خدا کا دل میں آجائے ہر چیز کو دیکھ کر تو دنیا کا ہر وزیر تمہارے سامنے ہاتھ جوڑے، ہر چیز، جانور خونخوار مسخر ہو۔

اب نماز پڑھو، دل کا یہ حال ہو کہ اللہ بہت بڑے ہیں، ان کے لئے سجدہ بہت بڑا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم بہت قیمتی ہیں، ان کے طریقہ پر عمل خدا کے یہاں ساتوں زمین آسمان سے بے انتہا قیمتی ہے، اگر یہ یقین ہو کہ اس نماز کے بعد کی دعا سے میں چھوٹے مقدمہ، سیلاب، اکثریت کی خونخواری، بھوک، پیاس، ذلت سے محفوظ رہوں گا، اب مسجد میں چار محنتیں چلیں گی، ان چاروں کو ہی مسجد میں چلاؤ، تمہاری کامیابی خارج میں نہیں ہے، تمہارے داخل میں ہے، خدا اعمال پر پالتے ہیں اور جب اعمال پر پالنے لگے تو چوبیس گھنٹے آمد، اقتصادیات بالکل درست، آج کل اقتصادیات کا رونا ہے، سونے لگے تو بجلی کا پنکھا یا ایئر کنڈیشن، سوتے وقت بھی خرچ، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ چراغ سوتے وقت بجھا دو (۱۴) کہ سوتے وقت خرچ نہ ہو، فرسٹ کلاس میں بیٹھنے کا کرایہ ۱۵۰ دینا ہے چاہے اس میں سو جاؤ یا جاگو۔

اب اس انسان کا خرچ ۲۴ گھنٹے کا ہے اور کمائی صرف چھ گھنٹے کی، اس لئے ۲۴ گھنٹے آمد کرنا چاہتے ہیں، رشوت، سود، حرام

طریقے سے لیتے ہیں، دیگر ممالک میں تو یہ ہے کہ ہاں میں تمہیں فلاں جگہ پہنچا دونگا کتنے پیسے دو گے، ماں کہتی ہے ذرا اسپتال سے دوائی لادو، بیٹی کا جواب یہ ہے کہ میں پاگل نہیں ہوں کہ تیری وجہ سے معطل بنوں تو تو اپنی بیچارگی کی وجہ سے معطل بن چکی ہے، لیکن اگر اعمال کو اپنالیں تو خدا ۲۴ گھنٹے دیں، لیکن سب سے پہلے ایمان درست کرلو کہ ان اعمال پر خدا ہماری پرورش فرمائیں گے، پرورش چیزوں سے نہیں ہوتی ہے، چیزوں پر ناراضگی کے ساتھ پالتے ہیں، اعمال پر خوش ہوکر پالتے ہیں۔

اب ان چار محنتوں کے عمل کو باہر نکالو، مسجد کے کارخانے میں ان چار اعمال کی مشینوں سے اعمال تیار کئے، اب تمہاری خوشی ہے کہ تم کمائی کے دھندے میں نہ پڑو، جیسے بعض انبیاء، بعض صحابہؓ، وبعض اولیاء نہیں پڑے، تو بھائی پھر اس کی ضرورت ہے کہ رضا بالقضاء ضروری ہے، جدھر مولا ادھر شاہِ دولا، اظہار حاجت وسوال نہ ہو، اس سے مال آئے گا ضرورت بڑھے گی، اگر کمائی کرو تو سمجھ لو کہ اس کمائی میں اعمال اختیار کرنے سے اعمال پر خدا دیں گے، کمائی میں اعمال کو لے جاؤ کہ کمانے یا چیزوں سے نہیں پلتے، خدا پالتے ہیں، اس یقین کی حفاظت کر لینے پر خدا دینگے، مسجد میں خوب شور مچایا کہ چیزوں و نقشوں پر ہمارا یقین نہیں ہے، اس یقین کو اگر چیزوں ونقشوں میں ثابت کردیا تو پھر اس یقین پر کمائی میں بھی ملے گا، جیسے دعویٰ کرے کہ مجھے اس عورت سے بالکل تعلق ورغبت نہیں ہے تو دونوں کو ایک جگہ امتحان لینے کے لئے جمع کیا جائے گا۔

کمائی کے بارے میں احادیث ہیں کہ کمانے سے نہیں ملتا، خدا کے فیصلے سے ملتا ہے (۱۵)، ایسے ہی کمائی میں علم کو لے جاؤ، کمائی کے برے اعمال کے اثرات معلوم کرو، سود نہ لونگا، علم پر عمل کر کے بہت بڑی جنت لونگا، اس علم پر کمائی میں بھی ملے گا، اگر عمل اس علم کے مطابق ہو، ذکر بھی کمائی میں لے جاؤ، چیزوں میں بیٹھ کر خدا کا دھیان رہے، اگر خدا تمہیں دکھلا دیں کہ نماز سے مسئلے حل ہوتے ہیں، نماز پڑھنے سے قرض ملا، مقدمہ سے بچے، بیماری سے صحت ملی، اس حل کو دیکھ لینے کے بعد کمائی کے اعمال کو بدل لو، ممکن ہے کہ مسجد کے ان اعمال سے ملنا بند ہوجائے، کمائی درست نہ کی تو آفت کا شکار ہوگا، درست کرلی تو اور زیادہ ملنے لگ جائے گا ان پانچ محنتوں سے بھی ملے گا۔

اب مال ملا ہے اسے دوسروں کو دیکھ کر خرچ نہ کرو، اس میں ایمان لا کہ اس مال سے خدا کامیاب نہ کریں گے بلکہ صحیح جگہ خرچ کرنے پر کامیاب کریں گے، اس میں علم خدا بھی لا، مصارف معلوم کر کے وہاں خرچ کر، فرعون وقارون کی نقل نہ اتار، ہر جگہ سادگی اختیار کر، علم کے مطابق مال کی تقسیم کر، فقراء، غرباء، حاجت مندوں پر لگاؤ، اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تقسیم پر میں نے لگادیا تو خدا کامیابی کے دروازے کھولیں گے، اب مال کا یہ خرچ بھی ذریعہ آمد ہوگا، دس ہزار ملا تو گھر و دوسروں کو ہزار بتایا، باقی نقل وحرکت تعلیم وتربیت میں لگادیا فقراء ونادار وں میں لگادیا۔

اب آخری مشق ساتویں ہے، مکان والی، علم والی، ودھیان والی معاشرت بناؤ، کسی قوم یا مذہب یا پارٹی کے بن کر زندگی نہ گذارو، خدا نے انصاف وظلم، حق ناحق بتلادیا، جو مظلوم وحق پر ہوں اسی کی حمایت کرو، آج لوگ اپنی پارٹی کے اعتبار سے اعمال کرتے ہیں، پارٹی کا مفاد یہ ہے کہ اسے جیل میں بند کرو، اس کی زمین دباؤ، اس کی ٹوپی اچھالو، پارٹی کے اعتبار سے گواہی دو، اب یہاں حق ناحق مظلوم میں لحاظ نہیں ہے، خدا کا بن کر زندگی گزارو، یہی خدا کو پسند ہے، ہر بھوکے

ننگے کو کھلاؤ، ہر مظلوم کا ساتھ دو خواہ دوسرے مذہب، دوسری قوم، دوسرے ملک کا ہو، اگر تم نے پارٹی یا ملک یا قوم کے اعتبار سے کسی ظالم کی حمایت کر دی، تو سارے اعمال کی بجلی ختم ہو جائے گی، اپنے خاندان کے خلاف کر دا گر وہ ظالم ہیں، اگر مسلم غیر مسلم کو پیٹ دے یا اگر غیر مسلم کی بیوی دبا لے تو تم غیر مسلم کے لئے گواہی دو، اسی کی حمایت کرو، کسی ایک کا ساتھ نہ دو، صرف مظلوم کا ساتھ دو، خواہ وہ یہودی، کافر، ہندو یا مشرک ہو، اگر مظلوم کا ساتھ نہ دے سکو تو چپکے سے بیٹھ جاؤ ظالم کی حمایت تو نہ کرو، تمام مذاہب پارٹی بندی پر آ گئے ہیں۔

آج اسلام کو بھی سیاست نے پارٹی بنا دیا ہے، جس سے غیر مسلم اسلام سے ہٹے ہوئے ہیں، پارٹی بندی کو اصل کفر کے سرغنوں نے اسلام کے ہٹانے کے لئے بنایا ہے، کافرانہ کردار والی حکومت نہ کرو، تم کو دوسروں پر لگانا ہے، دوسروں کی زندگی بناؤ تمہیں سونے چاندی کے مکانات ملیں گے، دودھ شہد کی نہریں ملیں گی، حوریں ملیں گی، تم مال جان کو خدا کے طریقے پر خرچ کرو، اب ایمان و ذکر، کمائی و خرچ، و معاشرت کی محنتوں کے انعامات نماز کے بعد کی دعا سے ملیں گے، فرنیچر و مکان، ہتھیار و قلعہ، عہدہ و مال و ملک کے چکر میں نہ پڑو گے کہ ان چکروں سے جو کچھ ہوا ہے صرف دعا سے ہونے لگے گا، اخلاق ہر جگہ لے جاؤ، حقوق العباد ادا کرتے جاؤ، عبادات میں لگے رہو، تو تم اس دنیا میں بھی کامیاب، آخرت میں بھی، کہ وہاں ذرائع اعمال میں ساتھ ہوں گے اور ایسے چمک رہے ہوں گے کہ سورج اور چاند کی روشنی ماند پڑ جائے، فرشتے جھکتے چلے جائیں گے، عرش کے نیچے جگہ۔

پہلی تین محنتوں کے لئے تین چلہ مانگتے ہیں، مساجد میں اعمال کے لئے چہل پہل ہو اس پر یقین ہو کہ اعمال پر خدا پالیں گے اور دیں گے، تین چلہ میں کچھ مناسبت پیدا ہو گی پھر گھر واپس جاؤ، اگر مناسبت نہ ہو تو پھر آؤ، اگر مناسبت معلوم ہو تو اسے باقی رکھنے کے لئے آتے رہو، جب ان اعمال سے ملنے کا یقین ہو جائے تب کمائی و گھریلو زندگی میں اعمال کو بدلو کہ ظلم و حرام کو ہٹاؤ، انصاف و حلال کے اس کی جگہ آ جانے میں کچھ وقت لگے گا، پھر انصاف و حلال سے ملنے لگے گا، اب اس مقصد میں وہی نکل سکے گا جس کا یقین ان اعمال سے ملنے کا ہو، ان چار ماہ میں نقشوں کے خلاف اتنی آواز لگاؤ کہ اگر ساری دنیا کی حکومت، مال و متاع دیا جائے، تو اسے عمل کو باقی رکھنے کے لئے ٹھکرا دو۔

(۱) حیاۃ الصحابہ صفحہ ۸۸۹ جلد ۳
(۲) حیاۃ الصحابہ صفحہ ۸۴۲ جلد ۳
(۳) حیاۃ الصحابہ صفحہ ۸۲۶ جلد ۳
(۴) حیاۃ الصحابہ صفحہ ۸۵۳ جلد ۳
(۵) سورۃ فاطر: ۱۵
(۶) تفسیر ابن کثیر صفحہ ۲۲۵ جلد ۴
(۷) کنز العمال صفحہ ۲۹۴ جلد ۷
(۸) تفسیر ابن کثیر صفحہ ۱۴۷ جلد ۲
(۹) تاریخ دمشق صفحہ ۳۴۲ جلد ۱
(۱۰) البدایہ والنہایہ صفحہ ۱۵۹ جلد ۴
(۱۱) مثلاً: علم نجوم و علم رمل وغیرہ سے
(۱۲) کنز العمال صفحہ ۲۰۱ جلد ۱
(۱۳) البدایہ والنہایہ صفحہ ۱۲۶ جلد ۹
(۱۴) کنز العمال صفحہ ۳۶۴ جلد ۹
(۱۵) تفسیر ابن کثیر صفحہ ۵۱۰ جلد ۴

کلمہ سیکھنے کے لئے محنت کرو

{ ۲ ربیع الاول ۱۳۸۲ھ مطابق ۴ اگست ۱۹۶۲ء }

بروز سنیچر، بعد فجر

اقتباس

آج ہر ایک اپنے نقشے میں مست وغرق ہے، دوسرے کلمات پر محنت ہو رہی ہے، اس کلمہ توحید پر محنت نہ اس کے سیکھنے کا فکر ہے، کلمہ سے یہ چاہا جاتا ہے کہ ہر اعتبار سے دل سے غیر کا یقین نکل جائے تمام اعتبار سے یقین خدا کا ہی ہو، یقین اپنی تمام مشقوں کے لحاظ سے صرف خدا کا ہی رہ جائے، موافقت، مصیبت، اعطاء، مالکیت، خزائن، بیت، حفظ، تقویت کا تعلق صرف خدا ہی سے جوڑے کسی اور سے نہیں، آگ، مال، سونے، دکان، کھیتی، اپنی محنت، حکومت، فوج پولس، زمین آسمان، مکان ہر غیر کا یقین دل سے نکل جائے، خدا کا یقین دل میں آجائے، یہ لا الہ الا اللہ ہے، با اعتبار مجبور ہونے، مقصود ہونے، محبوب ہونے، ہر اعتبار سے غیر کا یقین دل سے نکل جائے، صرف خدا کا یقین دل میں ہو تو یہ کلمہ ہے، جتنا غیروں کا یقین نکلا اتنا کلمہ آگیا، جتنا غیروں کا باقی ہے اتنا کلمہ نہیں ہے، جیسے جتنا کلمہ آتا ہے اسکی مقدار عزت وعلو ملے گی، پریشانی بند ہوگی، کلمہ سیکھا جاتا ہے، سیکھے گا تو آئے گا، جسے آگیا اسے بہت بڑی دولت مل گئی۔

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

میرے بھائیو اور دوستو!

انسان کی ذات جس پر لگتی ہے وہ اس کے دل میں بیٹھ جاتی ہے، جسے انسان دیکھے، جس کے لئے بولے، جسے سنے، جس کے لئے نقل وحرکت کرے، گرمی سردی برداشت کرے، سوچے، غور وفکر کرے، جو چیز دل میں اتر جائے اس کے اعتبار سے اس کے اعضاء کا استعمال اٹھنا، بیٹھنا، چلنا، پھرنا ہوگا، اگر زمین پر ذات لگائے، تکالیف برداشت کرے تو زمین دل میں اتر جائے گی، پھر اسی کے لئے رونا، لینا دینا، سوچنا، غور کرنا، لڑنا، بیٹھنا، اٹھنا ہوگا اور یہ زمیندار ہوگا، اسی طرح جو تجارت پر جان مال لگائے قربانی دے، اس کے لئے ہی سوچے، چلے پھرے، اٹھے بیٹھے وغیرہ تو یہ دکان اس کے دل میں بیٹھ جائے گی اور یہ تجارت والا ہوگا، ایسے ہی اگر ملک وصوبہ وضلع کو ملکی طور سے سوچے، اس کے لئے رونا دھونا، لڑنا، چلنا پھرنا، بیٹھنا اٹھنا ہو تو یہ ملک یا صوبہ اس دل میں اتر جائے گا اور یہ سیاست والا ہے، سیاست، تجارت، زراعت کے بہت سے درجات ہیں، پس جس

پر اس کی جان لگی وہی دل میں اترے گی۔

لیکن ان کلمات میں سب سے اونچا کلمہ توحید ہے، یہ کلمہ ساتوں زمین آسمان سے وزن میں بھاری ہے، اس کا پلڑا جھک جائے گا اور ساتوں زمین و آسمان کا پلڑا اوپر ہو جائے گا جسے یہ کلمہ آجائے زمین آسمان اس کے قدموں میں ہوں گے، عرش کے سامنے ایک درخت حرکت کرتے رہتا ہے، خدا کہتے ہیں کہ ٹھہر جا، کیسے ٹھہروں؟ اس کی مغفرت تو ہوئی نہیں (۱) کہ توحید والے پر قبر کا عذاب آخرت کا کھٹکا نہیں، تمام طاقتیں اس کے سامنے جھکتی ہیں، سب سے زیادہ بلندی، غلبہ، عیش نعمتیں، پرورش و کامیابی اس کلمہ والے کو ہی ملتی ہے، اب یہ کلمہ کیسے آئے بھائی، جان لگانے سے دل میں اترے گا، صرف اس کا بول دینا کافی نہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو اس کلمہ کو ایک دفعہ کہے تو جنت میں داخل ہوگا (۲)، دوزخ حرام ہوگی، لیکن اخلاص کے ساتھ کہے، اخلاص کیا ہے؟ یہ کلمہ اسے حرام سے روک دے، گویا حرام کے ساتھ کلمہ کہہ رہا ہے تو وہ اخلاص کے ساتھ نہیں کہہ رہا ہے، بعض روایات میں ہے کہ لا الہ الا اللہ آدمی کو نفع پہنچاتا رہتا ہے، جب تک اس کا استخفاف نہ کریں، استخفاف کیا ہے؟ دنیا میں برائیاں کی جائیں اور اسے روکا نہ جائے (۳)، دوسری روایت میں استخفاف کا مطلب یہ بیان فرمایا کہ دنیا کے انہماک سے روکدے کہ خدا کے خلاف نہ چل سکے، اگر دنیا بنانے میں احکام ٹوٹنے لگ جائیں، جانور، مکان، بیوی، طعام، لباس آجائے، اصل دنیا بنانا مقصد نظر بن جائے تو یہ کلمہ کا استخفاف ہے، اگر زمیندار اپنی زمین کی وجہ سے دین سے بے نیاز ہو گیا تو اس کا کلمہ کہنا خدا کے ہاں جھوٹ ہے، عمل تمہارے جابروں والا دنیا کے لئے اور بول انبیاء والا، لہٰذا عمل کا اعتبار کر کے بول مردود۔

آج ہر ایک اپنے نقشے میں مست و غرق ہے، دوسرے کلمات پر محنت ہو رہی ہے، اس کلمہ توحید پر محنت نہ اس کے سیکھنے کا فکر ہے، کلمہ سے یہ چاہا جاتا ہے کہ ہر اعتبار سے دل سے غیر کا یقین نکل جائے تمام اعتبار سے یقین خدا کا ہی ہو، یقین اپنی تمام مشقوں کے لحاظ سے صرف خدا کا ہی رہ جائے، موافقت، مصیبت، اعطاء، مالکیت، خزائن، بیت، حفظ، تقویت کا تعلق صرف خدا ہی سے جوڑے کسی اور سے نہیں، آگ، مال، سونے، دکان، کھیتی، اپنی محنت، حکومت، فوج پولس، زمین آسمان، مکان ہر غیر کا یقین دل سے نکل جائے، خدا کا یقین دل میں آجائے، یہ لا الہ الا اللہ ہے، با اعتبار مجبور ہونے، مقصود ہونے، محبوب ہونے، ہر اعتبار سے غیر کا یقین دل سے نکل جائے، صرف خدا کا یقین دل میں ہو تو یہ کلمہ ہے، جتنا غیروں کا یقین نکلا اتنا کلمہ آگیا، جتنا غیروں کا باقی ہے اتنا کلمہ نہیں ہے، جیسے جتنا کلمہ آتا ہے اسکی مقدار عزت و علو ملے گی، پریشانی بند ہوگی، کلمہ سیکھا جاتا ہے، سیکھے گا تو آئے گا، جسے آگیا اسے بہت بڑی دولت مل گئی۔

کلمہ اس طرح سیکھا جاتا ہے کہ اوروں کے اعتبار سے استعمال نہ ہو، صرف خدا کے اعتبار سے اپنے آپ کو استعمال کرے، ہر عضو کا استعمال صرف خدا کے اعتبار سے ہو، تب اسے یہ کلمہ آتا ہے، ملک و مال، تجارت زراعت، مکان، جائیداد، بیوی بچے کے اعتبار سے استعمال رکے، صرف خدا کے اعتبار سے استعمال ہو، اس سے کلمہ آتا ہے، جتنا غیروں کے

اعتبار سے اس کا استعمال ہوگا، چلنا پھرنا، لیٹنا بیٹھنا، سونا کھانا ہو، اتنا کلمہ نکل جائے گا، اس کے استعمال کے بقدر یہ دل میں اترے گا یا نکلے گا، اپنے استعمال کو دیکھو، اور صبح سے شام تک ابتداء ماہ سے انتہا تک اول سے آخر تک، جتنا غیر کے اعتبار سے استعمال ہو رہا ہے اتنا دل سے نکل رہا ہے، جتنا خدا کے اعتبار سے استعمال ہو تو اس کے دل میں اتر رہا ہے، غیر کے اعتبار سے استعمال ہو، اور زبان پر یہ کلمہ، تو یہ منافق ہے، کلمہ سیکھنے کے لئے یہ ہے کہ ہم صرف خدا کے اعتبار سے استعمال ہوں، زمین، قوم، ملک، راحت، عیش، ملک مال، تجارت، زراعت، سیاست کے اعتبار استعمال نہ ہوں، ہمارا چلنا پھرنا بیٹھنا نقل وحرکت، گرمی سردی کا تحمل، تحمل تکالیف خدا کے اعتبار سے ہو، جتنا خدا کے اعتبار سے استعمال ہوگا، اتنا ہی دل میں اترے گا، کامیابی کے دروازے کھلتے جائیں گے اور اگر غیروں کے اعتبار سے استعمال ہو تو دل سے نکلے گا پھر مصائب کے پہاڑ سارے زمین وآسمان کی تخریب ہے، دل سے نکل جانا ہی پہاڑ کا ہلنا، آسمانی بلاؤں کا نزول، طاعون، ہیضہ، آگ لگنا، ڈاکہ چوری ہونے کے مترادف ہے، اور اسکا دل میں آجانا ان تمام کا نہ ہونا صرف راحات وبرکات کا نزول ہے، استعمال بدن کے لئے محمد رسول اللہ ہے، جیسے محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اس جان کو خدا کیلئے لگایا ہے، اسی طرح تم بھی ان کے اعمال پر اپنی جان لگاؤ، زندگی کے موجودہ نقشے وخاکہ سے نکل کر محمد صلی اللہ علیہ وسلم والے اعمال میں جان لگاؤ، اس سے دل میں کلمہ اترے گا، یہ ترکیب ہے، جیسے محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے پہلے جان کلمہ پر لگائی، تم بھی جان کلمہ پر لگاؤ، مجھے کلمہ نہیں آتا، ملک والوں یا صوبے والوں یا شہر والوں کو کلمہ نہیں آتا، کیوں نہیں آتا کہ اس کلمہ کے لئے لوگ ایک دوسرے کے پاس نہیں جاتے، اس کے لئے نقل وحرکت نہیں ہے، اس کے لئے محنت نہیں ہے، اس وجہ سے بہت سوں کو زبان سے نہیں آتا ہے، جنہیں زبان سے آتا ہے ان کے پاس دل میں نہیں ہے۔

صحابہ کرامؓ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کہتے تھے کہ کلمہ کہاں ہے؟ جہاں نہ دیکھتے وہاں سب خود جاتے تھے، علاقوں میں جماعتیں بھیجتے تھے، اسی کلمہ پر جان لگاؤ، اسی کے لئے دیکھو کہ کلمہ کا کیا حال ہے، اگر لوگ کلمہ والے ہوتے تو سود کیوں لیتے، کلمہ والے پر بہتان کیسے باندھتے، کلمہ والے کا سر کیوں پھوڑتے، بس کلمہ نہیں رہا تو مسلمانوں کے گھر، دکانیں زمینداری حرام سے بھر گئے، عدالتوں میں جگہ نہیں ہے، اسمیں کلمہ ہوتا تو ظالموں جابروں کی تعریف نہ کرتا، احکام کو نہ توڑتا، بس اس کلمہ کے اعتبار سے دیکھو، کلمہ کے اعتبار سے چلو، اسی کے اعتبار سے سنو، بولو، دیکھو، اس سے کلمہ ہمارے دل میں آجائیگا، اعمال سے کلمہ دل میں گھستا ہے ان میں سب سے بڑا عمل یہ ہے کہ کلمہ کے اعتبار سے خود کو استعمال کرو جب کلمہ نہیں آتا تو مکان سے پرورش کیسے ہوگی؟ تجارت زراعت سے کیسے کام چلے گا؟ حالانکہ کلمہ آجائے تو سب کچھ مل جائے گا، ورنہ سب کچھ چھن جائے گا، کلمہ نہ آیا تو ایک لقمہ نہ ملے گا، ایک مکان باقی نہ رہے گا، ایک چیز ہاتھ میں نہ رہے گی، اور اگر کلمہ آجائے تو سب کچھ واپس مل جائے گا، سارا ملک، ساری مسجدیں، ساری عمارتیں، سارے عہدے واپس آجائیں گے۔

اگر کلمہ پر محنت نہ کی تو جو ہے وہ بھی جاتا رہے گا، کلمہ جان لگانے سے آئے گا، اس کلمہ کو لو، زمین، دکان، ملازمت، بیوی، بچوں کے اعتبار سے استعمال سے نکلو، میں جاتا تو سہی، لیکن بیوی بچے ہیں، لیکن زمیندار ہوں، لیکن دکان پر کون بیٹھے

گا، ارے اس لیکن سے معلوم ہورہا ہے کہ تجھے کلمہ نہیں آتا ہے، اگر آتا ہوتا تو کہتا میں کلمہ پھیلاؤنگا، میرا خدا مجھے پالے گا، ہمیں ملک، وزارت، عسکریت، صدارت، ملازمت کے کلمہ آتے ہیں، کلمہ توحید نہیں آتا ہے، کھیتی، صدارت، حکومت سے کچھ نہیں ہوتا، اگر فوج سے ہوتا تو فوج فرعونی کیوں ڈوبتی، تمام کلمات والے غلطی پر ہیں، ان سے کچھ نہیں ہوتا ہے، صرف خدا سے ہوتا ہے، یہی کلمہ توحید تمام کلمات کی کاٹ ہے، اگر خدا نے چاہا کھیتی نہیں کرنی ہے تو تم کتنے بند باندھ لو اُگے گا نہیں، اگا تو ٹڈی کھالے، ہاتھ آیا غلہ تو برکت غائب، اس غلہ سے زندگی نہ بنے گی، ہر انسان، ہر شبہ کا بول گدھے کے بول کے برابر ہے، انسان کا صحیح بول تو کلمہ توحید ہے، جسے کلمہ آجائے گا خدا اسے پال کر دکھادیں گے، اسے خوب دیں گے۔

حضرت نوح علیہ السلام، سلیمان علیہ السلام، داؤد علیہ السلام، موسیٰ علیہ السلام، عیسیٰ علیہ السلام ہر نبی وصحابہؓ کے زمانے میں جو کچھ ہوا ہے، صرف اسی کلمہ سے ہوا ہے، دوسرے کلمات والوں کی زندگیاں توڑ دی، کلمہ والوں کی بنادی، اب سب سے پہلے اس کلمہ پر محنت ہے، کلمہ کے اعتبار سے ہنسنا، رونا، دھونا، دیکھنا، چلنا، پھرنا، بولنا، سوچنا ہوجائے، ملک، مزدوری، عدالت، ملک ومال کے کلمات چھوڑو، یہ غیروں کے اعتبار سے استعمال ہے، صرف کلمہ کے پھیلانے کے لئے خدا کے لئے کرو کہ کلمہ سیکھنے جارہا ہوں اگر نہ سیکھ لیا تو قبر میں سخت عذاب ہوگا، جس کی وجہ سے نکلنے والی چیخ کو سارے جاندار سنتے ہیں، مشرق سے مغرب تک 'الا الثقلین' (۴) مکان ملے نہ ملے، غلہ ہو نہ ہو، بھینس بچے یا نہ بچے، میں تو اس وجہ سے پھر رہا ہوں کہ کلمہ آجائے، تمام کلمات کو کاٹ کر اسی کلمہ سے جڑ جاؤ۔

اب یہ دیکھ رہا ہے کہ عالم میں کلمہ کہاں کہاں ہے، کہاں نہیں ہے، کلمہ کے لئے بولنا پھرنا سب سے پہلے ملا ہے، مکہ میں قول بلا عمل کے تھا، ابتداء اسلام میں صرف ایک ہی عمل تھا کہ کلمہ سیکھنے کے لئے محنت کرو، کہیں مجلس میں پٹائی ہوگئی، گھر والوں نے روٹی بند کردی، ہم تو روٹی چھوڑنے کو تیار نہیں ہیں، ماں باپ ماریں گے گھر سے نکال دیں گے، لیکن صحابہؓ کو کلمہ آیا ہی روٹی چھوٹنے، کاروبار میں فرق پڑنے، مال دینے، مصائب میں گھرنے، رسیوں میں باندھ کر مکہ کی گلیوں میں گھسٹنے، آگ پر لیٹنے، اپنے خون سے زمین کو رنگ دینے، بدن کے چھلنے، کھال کے کٹنے سے، اب اس کا جسم کلمہ پر استعمال ہورہا ہے، اس طرح جان مال دینے سے آتا ہے، اس طرح نہیں آتا ہے کہ پہلے روٹی کھالو، کھیتی کرلو، پھر کلمہ پر محنت کریں گے، ارے نہیں، پہلے کلمہ پر محنت کرلو، پھر خدا بغیر اسباب کے کھانے کو دیگا، تمام انسانوں کو میرے سامنے جھکادے گا۔

کلمہ سیکھنے کے لئے جان لگادو، ہر شئے کو قربان کر کے کلمہ پر جان لگاؤ، مقدمہ سے پہلے وکیل سے مشورہ کرتا ہے، کھیتی کا وقت عمدہ ہے، میلہ کی وجہ سے تجارت جمے گی، اب سب کو قربان کر کے اس کلمہ کی محنت میں لگو، غیروں کے نام سے لگنے والے اوقات کو خدا کے نام پر قربان کرو، کلمہ کے لئے مال جان خرچ کرنے، عہدہ، حکومت، فوائد حکومت، بیوی بچے، دکان، زمین، زر چھوڑنے ہی سے آتا ہے، کلمہ وہ آجائے گا جو خلفاء، عشرہ مبشرہ، انبیاء وموسیٰ علیہ السلام، نوح علیہ السلام، آدم، محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو آیا تھا، بس کلمہ پر جان اس طرح لگادے کہ کچھ بھی ہوجائے اقتدار، حکومت ہندیہ، دکان، تجارت، زراعت کوئی بھی نہ روک سکے۔

آج تو کمائی کی وجہ سے کلمہ کی محنت کو چھوڑ رہے ہو، اگر کلمہ آ گیا تو پھر روس امریکہ کے اقتدارات بھی ملے تو اسے کلمہ کی محنت کے لئے چھوڑ دو، جب تم اس کلمہ کے لئے پھرو، سردی گرمی، تنگی ترشی، بھوک پیاس کی تکالیف کو برداشت کرو جو خدا تم سے کہے تم کر دو، حج پھیلاؤ، نماز درست کرواؤ، روزہ میں جان ڈلواؤ، کلمہ آجانے کے بعد دین کی محنت کے لئے قدم اٹھالینا ہر تقاضے پر آسان ہوگا، ارے یہ کلمہ تمام چیزوں کی تردید ہے، صرف خدا کے کرنے سے ہوتا ہے 'وحدہ لا شریک لہ' روٹی سالن سے پیٹ نہیں بھرتا ہے، لاکھ من کھالے خدا نہ چاہے تو پیٹ نہ بھرے، رتی بھر نہ کھائے تو خدا کے حکم سے پیٹ بھر جائے، خدا اپنے حکم سے تن تنہا کرتے ہیں اس کو کلمہ ثابت کرتا ہے، کارخانہ، مل، فیکٹری، سائنس، تجارت، زراعت، ملک، حکومت فوج، عسکر، اسلحہ، کی بالکل تردید ہے، صرف اس خدا سے ہوتا ہے جس نے اپنی قدرت سے یہ سب کچھ اس وقت بنایا جب کچھ نہ تھا، جس نے پہلی بھینس اپنی قدرت سے بنائی ہے، وہی آج اپنی قدرت سے ہر بھینس کو بنا رہا ہے، جس نے انسان کو بنایا ہے، وہی آج اپنی قدرت سے ہر انسان کو بنا رہا ہے، انسان یا اس کی محنت یا چیزیں کچھ نہیں بنا رہی ہیں۔

صرف خدا بنا رہے ہیں، میری زبان و دل میں صرف اسکی نفی کے وقت وہ آئے ورنہ نہیں، جانور سے نہیں ہوتا، دکان سے نہیں ملتا، یہ نفی کے وقت غیر ہے، اثبات کے لئے صرف خدا زبان پر آئے گا، سونا ہے اور سونے سے نہیں ہوتا ہے، زمین ہے اور زمین سے نہیں ہوتا ہے، اس طرح بول ہوا کریں، جو ان چیزوں میں نہ ہونا جانے گا تو آواز لگتے ہی آجائے گا، اگر رکے گا تو ان چیزوں گائے، بیل، بھینس، دکان، زمین سے ہونا جان رہا ہے، اگر جاتا ہے تو گائے کا دودھ بازار میں کیسے بیچے گا، اگر نہ بیچتا تو پیسے کیسے آتے، اور پیسے نہ آئے ہوں تو زندی کیسے گزرے گی، یہاں ملک سے ہوا تو اسنے گائے کو رب کہا، ابناء وطن کو تو ہر جانور کا پیشاب پاخانہ لینا چاہئے کہ ان سے ہی ملنا ان کے ذہن میں ہے، اس کے لئے کلمہ لا الہ الا اللہ ہے تم وزارت، حکومت، تجارت، بیل بھینس سے نہیں پلتے ہو صرف خدا پالتے ہیں۔

اب اس کلمہ والے کے چلنے کے لئے ان سب کا بیچنا ضروری نہیں ہے، صرف اس یقین کا ہونا اس کے لئے ضروری ہے، اسی سے عذاب قبر و دوزخ، طاعون، زلزلہ، ڈکیتی سے بچے گا، اس کلمہ سے سب کی تردید کرو، لیکن دوسرے کی تردید آسان ہے، اپنی مشکل ہے، تیری زمین سے نہیں ہوتا ہے یہ آسان ہے، نہ اس کی زمین سے ہمیں غلہ ملتا ہے، نہ پیسے ملتے ہیں، نہ فائدہ آتا ہے، اصل تردید اپنے نقشے کی ہے، جس دکان سے مال آرہا ہے، جن جانوروں کا دودھ مل رہا ہے، جس زمین سے غلہ مل رہا ہے، اس دکان جانور زمین سے نہیں ہوتا ہے، ایسے کہو، اس کا کہنا ہی کافی نہیں ہے بلکہ اس کے لئے عمل حکم بنے گا، اللہ کے راستے میں چلو، تم بھی چلو، تم خود دکان، زمین، مکان، بیوی، بچوں کو چھوڑ کر چلو، دوسروں کے نقشے کی تردید آسان ہے لیکن اپنے نقشے کی تردید کر، کلمہ تجھے اس وقت آئے گا جب اپنے مسئلہ کو قربان کر دے۔

اس وقت کے نکل جانے سے تجارت ٹھپ ہو جائے گی اس وقت نکل جانا اصل ہے کہ اس تجارت سے نہیں ہونا سمجھ رہا ہے، دوسروں کی دکانوں کی تردید بہت آسان ہے، کہ ان سے نہیں ملتا ہے، اصل اپنے نقشے سے نہ ہونے کا دل میں آجانا ہے، تین چلہ لگا کر خوب نقشوں کی تردید کی، لیکن پھر زمین یا دکان کو واپس، یعنی دوسروں کے نقشے کی تردید کی، اپنے

نقشے کی تردید نہیں کی ہے، کہ اپنی زندگی کو اپنی زمین یا دکان سے ہونا سمجھ رہا ہے، اپنے نقشے کی تردید اس وقت مانی جائے گی جبکہ اپنے نقشے کی پابندی چھوڑ دے، بیوی بیمار ہے، کہاں جارہے ہو؟ میری کون دیکھ بھال کرے گا؟ میں خدا کا کام کروں گا، خدا میرے سارے کام کرے گا، اور یہ کہہ دیا کہ میرا ارادہ تو جانے کا تھا، لیکن بیوی بیمار ہے رہ کر ڈاکٹر سے علاج کراؤں گا دوا پلاؤں گا، جس سے صحت ملے گی، بس کلمہ ختم، ارے جو شفاء دیتا ہے اسی سے ہی شفاء مانگ دوائی صرف اس وجہ سے استعمال کر کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے استعمال کی تھی اللہ پر یقین کر کے قدم اٹھانے پر ہی یقین کامل ملے گا، بیوی کو بیمار، مقدمہ کو، تجارت، کھیتی باڑی کو چھوڑ چھوڑ کر نکلو۔

ارے کیسے یقین کرلیا کہ تیرے نہ ہونے سے مقدمہ تیرے خلاف ہوجائے گا، کلمہ تو نکل ہی گیا، پھر وکیل وجج سے چونکہ ہونا سمجھ لیا تھا، اس لئے ان کو روپیے دیئے، جھوٹ بھی مقدمہ میں بولا، حرام آیا، شرک بھی کیا، کلمہ سیکھا ہے تو نکلو جس حال میں بھی ہو اگر موافق ہوجائے تو اس کا شکر ادا کرو کہ اس کام کی برکت سے مشکل دور ہوگئی، مقدمہ خارج کردیا گیا، اگر مخالف ہوجائے، مقدمہ کا نتیجہ تمہاری قید سے ہوجائے تو کہو: مجھے آج قید ہونا ہی تھا، اگر مقدمہ میں لگتا تو بھی ضرور قید ہوجاتا، مجھے تو خدا کے ذریعے کلمہ سے پلنا ہے، مجھے تو ہر قوم، ہر ملک، ہر زبان، ہر شہر میں جا کر اس کلمہ کی محنت کو قائم کرنا ہے، اس کلمہ کا اب کام شروع کردو، تفصیل اس کلمہ کی ہم سے ملے گی، علم کا مقابلہ بھی ظاہری نظاموں سے ہوگا، وزیر آنے والا ہے علم کو چھوڑ دیا تو یہ علم ختم، وزیر کو علم کی وجہ سے چھوڑا، تو کلمہ باقی، علم لونگا یا دونگا خدا ہر حال میں پالے گا، ہر مسجد میں تعلیم کو پھیلانے کی کوشش کرے گا، ہر طبقہ تجار، زارع، حکام میں تعلیم کو جاری کرائے گا کہ بلا علم ہر شعبہ خدا کے راستے سے ہٹ کر ہوگا، اس سے دنیا میں آفات، آخرت میں عذاب آئے گا، اب محنت علم پر آگئی، پہلے مقابلہ نقشوں سے کلمہ کے اعتبار سے ہوا، اب علم کے اعتبار سے ہوگا، ہر وقت پکڑیں گے جب تک کلمہ نہ آجائے، ارے جب کلمہ آجائے گا تو کلمہ کے مطالبات کو پکڑنا نہ سمجھے گا، اگر کلمہ کے مطالبات کو پکڑنا سمجھتا ہے، تو خدا کی قسم تجھے کلمہ ہی نہیں آتا ہے، اپنی مسجد کی تعلیم کی ہے فلاں مسجد کی تعلیم میں جانا ہے۔

اب نقشوں سے مقابلہ ہوگا، بیوی نے کہا بھینس بھاگ گئی، اسی سے گذر ہے، ہم سب کا، ارے نہیں تعلیم کرونگا خدا پالیں گے، حاکم اعلیٰ آیا ہوا ہے، اس کی مقدمات سے زمین آتی ہوئی نظر آئے تو اسے قربان کر کے میں تعلیم کروں گا، خدا زمین دلوائیں گے، بلکہ ہر طرح دلوائیں گے، اب اس علم کو لینا ہے اور دینا بھی ہے یہ کام ہمارا ہی ہوگا، جیسے کلمہ پھیلانے میں جان لگانا ہے، ایسے ہی جان سیکھنے، سکھانے میں لگائے، علم کو لینے اور دینے والا بن جائے، جان کو، مکان جائیداد، دکان، بیوی بچوں، دوستوں سے نکال کر کلمہ کی محنت کر کے علم میں لگاؤ، جہاں جہاں کلمہ نظر نہ آئے وہاں جا کر محنت کرو، آج ہر ملک اور ہر شہر میں کلمہ والی زندگی ٹوٹی ہوئی ہے بیٹھنے کا زمانہ نہیں ہے۔

اب ذکر خدا ہے، اس کا بھی دنیاوی نقشوں سے مقابلہ ہوگا، قرآن پڑھو، خدا کا ذکر کرو، اس سے مصیبت ٹلے گی، ڈپٹی کے ہاں جانے کی ضرورت نہیں رہے گی، ذکر پر آج ڈالتے ہیں، لیکن غیر کی تردید نہیں کرتے، ارے نہیں، تردید کرو، تمہارا مسئلہ لیڈروں حاکموں کے پاس جانے سے حل نہ ہوگا، استغفار کرنے سے ہر بلا ٹل جاتی ہے (۵)۔

ذکر سے طاقت ملے گی، بھینس کے دودھ سے طاقت نہیں ملے گی، لہٰذا ذکر چھوڑ کر بھینس کے پیچھے جانے کی ضرورت نہیں ہے، تم گاؤں والے ہو، خوب دودھ گھی کھائے ہو، علیؓ بھوکوں میں رہتے تھے، کبھی کبھی کھجور مل جاتی تھی، علیؓ کا کھانا جو وسر کہ تھا، علیؓ نے گندم نہیں دیکھی، بھینس بھی نہ تھی، جنگ خیبر میں ڈھال ٹوٹ گئی، تو لکڑی سے کام لیا، ایسے ہی خندق کو پار کرنے کے لئے قلعہ کا دروازہ اکھاڑ کر زمین پر رکھ دیا دوسرا ہاتھ میں پکڑ لیا اور لوگ گھوڑوں پر اس پر سے گزرتے رہے، ابورافع کہتے ہیں کہ ہم نے بعد میں دس نے مل کر اٹھانا چاہا تو بالکل اپنی جگہ سے نہ ہلا (۶)۔

تسبیح پڑھو، قرآن پڑھو، ذکر کرو، اس سے طاقت ملے گی، سکون وراحت ملے گی، تفریح سے سکون وفرصت کیسے ملے، جب جہاں غیر قوموں پر نظر پڑتی ہے ذکر سے پریشانیاں دور ہوں گی، ذکر چھوڑ کر چودھری کے پاس گیا کام کروانے کے لئے، چودھری نے غیبت کی، تم نے ہاں میں ہاں کی یا آدمیوں کے تذکرے میں لگ گئے تو اب مصیبت کیسے جائے، فرماتے ہیں آدمیوں کے تذکرے سے مصیبت آتی ہے، ذکر خدا سے جاتی ہے "یک در گیر محکم گیر" (۷) تمام نقشوں سے بہتر تیری مدد ذکر خدا سے ہوگی۔

اب ہر بات کے لئے نماز پڑھو، قرض کے لئے مارا مارا نہ پھر، ایک دو جگہ جا، حلال طریقے سے لینے کی کوشش کر، سب کے دکھ درد ایک دوسرے سے کہو، خرچ پر مت جاؤ، اس سے کہہ دو قرض دیدے تجھے ثواب ملے گا ورنہ تیری پکڑ ہوگی کہ میں مانگ رہا تھا تم نے امداد نہیں کی، کسی کی چاپلوسی نہ کر، خوشامد نہ کر، کسی کے آگے نہ جھک، صرف مسجد میں آکر نماز پڑھ کر خدا سے دعا مانگو پھر جو ہو جائے اسی میں خیر کو سمجھ لو، ارے سکریٹری کے ہاں جا کر خوشامد کی ضرورت نہیں ہے، کلمہ کی محنت میں لگ، علم کو لے ذکر کر پھر نماز پڑھ کر خدا سے مانگ، اس سے سارے عہدہ دار تجھے سجدہ کریں گے، جو پیپل گائے، سورج بت کو سجدہ کر لیتے ہیں، چونکہ تو نے ان کے آگے گردن جھکا رکھی ہے، اس وجہ سے وہ تیرے سامنے نہیں جھکاتے ہیں، اب اگر تو سارے مسائل کا حل خدا سے مانگنے میں سمجھ لے تو ان کے آگے کیوں جھکے، ہماری زندگی کی خرابی سے اسلام پھیلنے سے رک رہا ہے، چونکہ اللہ سے لینا نہیں آیا ہے اس وجہ سے لیڈروں کے سامنے تمہاری گھبراہٹ بڑھتی ہے، وہاں تو محمد ﷺ کے مرنے پر گھبرانے سے روکا ہے کہ خدا دینے والا تو موجود ہے (۸)، ابوعبیدہؓ، ابوبکرؓ، عمرؓ مرجائیں فکر نہیں خدا دینے والا ساتھ ہے، ارے نماز آجائے تو چین کیا ساری دنیا مل کر ہم پر حملہ کر دے کچھ بال بیکا ہمارا نہ ہو۔

دہلی میں اگر زلزلہ آجائے، سیلاب آجائے، بارش کے قطروں کی طرح گولے گرنے لگے تو پھر کلمہ والا ہرگز نہ گھبرائے گا، سارے عہدہ وتجارت ومال والے بھاگ جائیں گے، نہ معلوم کہاں کی زمین ایک دم صاف ہو جائے، اور پھر وہاں صرف ذکر ہی سے مزہ ملے، لیکن اگر تم نے کلمہ سیکھا تو بچ جاؤ گے، اگر نہ سیکھا تو صاف ہو جاؤ گے، بس اپنے نقشوں سے ٹکر ہے، جو نقشوں کو چھوڑ کر ان اعمال میں لگے اس کا سب کچھ بن گیا، لیکن نقشوں کو قربان نہ کیا اعمال کو قربان کر دیا تو پھر یہی کہے گا: کلمہ نماز سے کیا ہوتا ہے؟ یہ تو کلمہ کفر ہے، ایسے آدمی کے پاس جا کر کام کروانے سے زیادہ بہتر ہے کہ اپنا کام بگاڑ لو، ارے ہماری دنیا وآخرت کے تمام مسائل کا حل کلمہ نماز سے ہے، اللہ کے نعرے پر مرے تو ایمان پر مرے، حکومت، پار

لیمنٹ، ممبری، عہدہ، کے نعرے پر مرے تو ایمان کے بغیر مرا۔

اب چار طرح اپنے نقشوں سے ٹکر ہوگئی ہے، عدالت میں جانے، حکام کی خوشامد، وکیل کی رشوت، دکان مکان، زمین، بیوی بچوں سے ٹکر ہے، نماز کی، ذکر کی، علم کی، کلمہ کی محنت کی، آج ٹکر کے وقت اپنے نقشوں کو آگے لے آنے کی وجہ سے ہی اسلام گھٹتا جارہا ہے، پہلے بڑھتا جارہا تھا کہ لوگ اپنے نقشوں کو ان کاموں کے لئے قربان کررہے تھے۔

ایک شخص شیر کا نشان کمر پر گدوانے گیا، دم بنانے لگا تو درد کی وجہ سے کہا، دم کے بغیر بنا، جب بھی درد ہوتا تو کہہ دیتا کہ سر کے بغیر بنادے، کمر کے بغیر بنادے، پاؤں کے بغیر بنادے، منہ کے بغیر بنادے، اس نے جھلا کر کہا: یہاں سے چلا جا، شیر بنانا نہیں آتا ہے کہ اس کے لئے اعضاء نہ ہوں، آج ہمارا تمہارا یہی حال ہے، ایک شیر کی تصویر جسم پر آئے تو تکلیف اٹھانی پڑتی ہے، تو کیا دل میں خدا کے یقین کے لانے میں تکالیف نہ آئیگی؟ جس سے سارا عالم جھکے گا، بس ایمان کے حصول کے لئے ان کاموں میں لگنا ہے۔

آج کام تجارت، زراعت، مزدوری، عہدہ، نائب صدارت، حکام، مشائخ، علما، کی خوشامد سے نہیں چل رہا ہے، تمام راستے مسدود ہیں، صرف ایک ہی راستہ دین کا کھلا ہے جو دوسروں کے لئے بھی اگرچہ کھلا ہے، بس کلمہ سیکھنے کے لئے نکل پڑے جب آجائے تبھی اپنے نقشوں کو واپس آنا، تین چلوں کی کیا بات ہے۔

---

(۱) مجمع الزوائد صفحہ ۸۲ جلد ۱۰

(۲) مجمع الزوائد صفحہ ۸۳ جلد ۱۰

(۳) فضائل تبلیغ صفحہ ۱۳

(۴) مجمع الزوائد صفحہ ۵۱ جلد ۳

(۵) کنز العمال صفحہ ۹۷ ۴ جلد ۱

(۶) البدایہ والنہایہ صفحہ ۱۹۰ جلد ۴

(۷) ایک کو پکڑو، مضبوطی سے پکڑو

(۸) سبل الھدیٰ صفحہ ۹۷ جلد ۱۰

ہمیں اعمال نبوی ﷺ میں کامیابی دکھائی دے

{۱۵/ جمادی الثانی ۱۳۸۲ھ مطابق ۱۴/ نومبر ۱۹۶۲ء}

بمقام: مکی مسجد کراچی، بعد نماز مغرب

اقتباس

انسان جب ماں کے پیٹ سے آیا تو چھوٹا بدن اور چھوٹی سی روح لے کر آیا یہ دو جنسیں علیحدہ ہیں جسم کو جسم کی ضرورت تھی تھوڑی دیر میں اس کا بڑھنا ختم ہو گیا چوڑے ہونے کی ایک حد ہے لیکن خدائے پاک کی قسم کھا کر کہتا ہوں روح ایک بالشت تھی وہی پھیلتی رہی روح بڑھے گی اپنے جنس سے آدمی کے لئے خطرہ ہے کہ کہیں ناکامیابی کا حال اس پر مسلط نہ کر دیا جائے پہلے روح گندی اور کمزور بنتی ہے پھر ناکامی کا حال اس پر ڈالا جاتا ہے اب وہ زمینوں، کارخانوں، دوستوں وغیرہ سب میں آتی ہے اسے کچھ پتہ نہیں لگتا کہاں ناکامیابی فرمادیں، اس کو زلزلوں سے اور آگوں سے ڈراتے ہیں اور مرنے کے بعد قبر کے اندر سے عذاب شروع کر دیں۔

بعد خطبۂ مسنونہ فرمایا کہ:

بھائیو دوستو بزرگو! فائدہ پہنچانا اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے دین کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ ہمارے دل میں نور داخل کرے، جس سے کامیابی نظر آتی ہیں اور یہ زیادہ سمجھنے اور سمجھانے پر موقوف نہیں اگر متوجہ ہو کر اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کی نیت سے بات کو سنتا رہے تو اللہ تعالیٰ اس کی قربانی پر نور کو اس کے دل میں داخل کریں گے اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ مَثَلُ نُوْرِهٖ كَمِشْكٰوةٍ فِيْهَا مِصْبَاحٌ ؕ اَلْمِصْبَاحُ فِيْ زُجَاجَةٍ اَلزُّجَاجَةُ كَاَنَّهَا كَوْكَبٌ دُرِّيٌّ يُّوْقَدُ مِنْ شَجَرَةٍ مُّبٰرَكَةٍ زَيْتُوْنَةٍ لَّا شَرْقِيَّةٍ وَّلَا غَرْبِيَّةٍ يَّكَادُ زَيْتُهَا يُضِيْٓءُ وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْهُ نَارٌ ؕ نُوْرٌ عَلٰى نُوْرٍ ؕ يَهْدِي اللّٰهُ لِنُوْرِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَيَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ ؕ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ (۱) یہ دنیا محنت کا میدان ہے، جتنے انسان آئے انھوں نے کامیابی کو حاصل کرنے کے لئے محنت کی انفرادی اجتماعی محنتیں ہو رہی ہیں، دین اور دنیا دونوں میں محنتیں ہو رہی ہیں ایک تو کامیابی کی حقیقت کو معلوم کئے بغیر اور ایک اس کے راستے کی تحقیق کر کے کامیابی حاصل کرنے کے لئے محنت کرنا ان دونوں میں فرق ہے جو انسان دھوکہ میں ہے وہ دنیا اور آخرت

دونوں میں ناکامیاب ہوں گے محنت چاہے تھوڑی کرو صحیح کی تحقیق زیادہ کرو، اس طرح ایک شخص ایک قدم پر اتنا کامیاب ہوگا جو دوسرا ساری عمر لگا کر کامیاب نہیں ہوگا، انبیاء کرام علیہم السلام اس موضوع کو سمجھانے کے لئے آئے، محمد صلی اللہ علیہ وسلم سب نبیوں کے سردار یہی بتانے کے لئے آئے ہیں سب سے زیادہ اونچے پیمانے پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کام کو بتایا کامیابی اور ناکامیابی ایک حال ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے انسانوں کی محنت پر ڈالا جاتا ہے بلندی انتہائی کامیابی اور ناکامیابی ایک حال کا نام ہے جو ان کے موافق اور ناموافق حالات انسانوں پر ڈالے جائیں گے دونوں میں ہمارا رعب وعزت وغیرہ ہماری کامیابی ہے، قوت، رعب، امن، عزت کی حالت ڈال دی تو کامیابی ہے۔

انسانوں کو فقیری اور جھونپڑے میں بھی کامیاب کردے اور پورا ملک دے کر ناکام کردے، انسان کوہِ ہمالیہ کے برابر کوٹھیوں کو رکھنے کے باوجود بھی ناکامیاب ہوسکتا ہے جیسے اولیا جھونپڑیوں اور جنگلوں میں کامیاب ہوئے فاقوں میں صحابہ ؓ کامیاب ہوئے انسان کی حقیقت اس کی روح ہے جسم نہیں ہے ناکامیابی اور کامیابی براہ راست ہر ایک کے لئے بلا استثناء خدا کے فیصلے سے ڈالی جاتی ہے ان کی محنت پر اس کا تعلق براہ راست خدا سے ہے اس حال کے آنے کا ضابطہ کیا ہے اگر روح صحیح بن رہی ہے جیسے اللہ تعالیٰ نے تجویز کیا نورانی پاک اور قوت پرواز بڑھ رہی ہے اس پر کامیابی کا حال ڈالیں گے اگر اس کی سیاہی اور بدبو زیادہ اور قوت پرواز کم ہو رہی ہے تو اس کی روح پر خوف ڈالیں گے، اصل مسئلہ روح کے بگڑنے اور بننے کا ہے یہ حال براہ راست خدا کے حکموں سے ہوگا، اب روح کا بگڑنا کس طرح ہے؟ یہ باعتبار نقشوں کے نہیں ڈالے جائیں گے بلکہ اگر روح بننے اور ترقی کے رخ پر ہے کامیابی کا حال ہماری روح پر ڈالا جائے گا۔

انسان جب ماں کے پیٹ سے آیا تو چھوٹا بدن اور چھوٹی سی روح لے کر آیا یہ دو جنسیں علیحدہ ہیں جسم کو جسم کی ضرورت تھی تھوڑی دیر میں اس کا بڑھنا ختم ہوگیا چوڑے ہونے کی ایک حد ہے لیکن خدائے پاک کی قسم کھا کر کہتا ہوں روح ایک بالشت تھی وہی پھیلتی رہی روح بڑھے گی اپنے جنس سے آدمی کے لئے خطرہ ہے کہ کہیں ناکامیابی کا حال اس پر مسلط نہ کردیا جائے پہلے روح گندی اور کمزور بنتی ہے پھر ناکامی کا حال اس پر ڈالا جاتا ہے اب وہ زمینوں، کارخانوں، دوستوں وغیرہ سب میں آتی ہے اسے کچھ پتہ نہیں لگتا کہاں ناکامیابی فرمادیں، اس کو زلزلوں سے اور آگوں سے ڈراتے ہیں اور مرنے کے بعد قبر کے اندر سے عذاب شروع کردیں۔

دوسرا راستہ کامیاب ہے جسم پر پاؤ بھر محنت کرو تو روح پر تین پاؤ محنت کرو جسم ختم ہوجائے گا روح باقی رہے گی، اگلی ترکیب روح کے اعتبار سے ہوگی جن کی روحیں بن گئیں اور ان کا نور آگے آگے چلے گا میلوں تک ان کا نور پڑ رہا ہے ہر نور والا اپنے نور سے چلے گا ایک کی روشنی دوسرے کے لئے استعمال نہیں ہوگی، آخرت میں کوئی کسی کے نور میں نہیں چل سکے گا دیوار بیچ میں کھڑی ہوجائے گی (۲) پوچھیں گے آج دیوار کیوں کھڑی کردی گئی تم دنیا میں پھنس گئے گویا تم نے اللہ کا رخ حاصل نہیں کیا اگر مایا بن گئی تو یہ روح کی مایا ہے ارواح کے بننے سے آخرت کی زندگی کامیاب بنے گی اور چیزیں اس دنیا میں نہ ہوں تو ان پر اطمینان سکون اور عزت کے حالات ڈالے جائیں گے، ان کی کامیابیاں، زمینوں، پانیوں اور زمین وآسمان

کی جہاں تک ان کی روحیں باقی ہیں وہاں تک ان کے اثرات پہنچیں گے روح علیحدہ جنس ہے یہ اعمال سے بنتی ہے جتنے اجسام کے نقشے ہیں وہ آپ کے جسم سے باہر رہیں گے اور بعض اندر جسم کے داخل ہو جائیں گے وہ روح تک نہیں پہنچتے عمل روح کی طاقت سے ہوتا ہے اور جیسا وہ عمل ہوگا روح کو ویسا بنائے گا اگر قرآن اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ پر عمل کیا تو اس کی روح میں عروج اور ارتقاء ہوگا اگر خدا کے اعتبار سے عمل کریں گے تو روح بنے گی سارے فسادات فقط سارے عالم کا ٹھیک ہونا اسی روح کا بننا ہے جو خدا کے کمالات اور اخلاق سے آراستہ ہو رہی ہو اس کے لئے ایک مجاہدہ کرنا پڑتا ہے، جسم کے تقاضے کا نام ہے نفس، مال، دکان، ملک، زمین، باغ ان کی طرف کھینچنا اس کا کام ہے یہ روح کے بننے کے لئے کبھی وقت نہیں دے گا یہ زمین کھیتوں مکان لباس سواریوں کی طرف کھینچے گا یہ مادہ روح کے بگاڑنے کے لئے رکھا جاتا ہے، اگر پیٹ پھٹ جائے تو جانور کا ساری روح کڑوی ہو جاتی ہے اس نفس کو ایسا باندھ دو کہ اس کی کچھ نہ چلے شکلوں کی طرف مت چلنے دو، عملوں کی طرف چلنا شروع کر دو جتنا عملوں کی طرف بڑھتے چلے جاؤ گے نفس تمہیں چھوڑنا شروع کر دے گا ختم تو نہ ہوگا مگر چھوٹا ہو جائے گا پھر اس کی احتیاط رکھنی پڑے گی اس کے لئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ایک محنت لائے ہیں محنت کرتے کرتے اللہ تعالیٰ کا نور تمہارے اندر آجائے گا روشنی جب آئے گی تو پھر ہم صحیح عملوں پر چلیں گے جسم والا راستہ وقتی اور ختم ہونے والا راستہ ہے انسانوں کی محنت سے سورج نہیں نکلتا اللہ تعالیٰ نکالتے ہیں سب چیزیں اور ان کا نفع بھی نظر آتا ہے اگر سورج نہ نکلے یا روشنی نہ نکالیں تو چیزیں نظر آئیں نہ ان کے اندر کا نفع نظر آئے گا نفع نظر آتا ہے نور سے، سورج کی روشنی سے چیزیں نظر آئیں گی اگر روح کی ترقی کے راستے پر چلیں گے روح کی روشنی سے ایمان عبادت کے اندر کے نفع نظر آئیں گے، اگر دل آپ نے نورانی بنالیا تو پھر نفع نظر آئیں گے یہ نور مخلوق نہیں ہے یہ آنے کے بعد ہمیشہ رہے گا جہاں بھی تمہاری روح ہوگی وہ تمہاری چیز سے نکلے گا تمہارے جسم سے نیک عملوں کے انوارات تمہارے بدن سے نکلیں گے اس نور سے اللہ تعالیٰ کے اعمال میں کامیابی نظر آتی ہے وہ نور آئے جس میں نماز پڑھ کر مانگنے میں روٹی صحت باطل حکومت کا اکھڑنا نظر آئے، قرآن کریم بتاتا ہے کہ فرعون کی حکومت قارون کا دھنسنا نماز کے بعد دعا سے ہوا کہ نہیں ہوا (۳)، اللہ تعالیٰ والے عملوں سے قیدی نکل کر وزیر بنے کے نہیں بنے (۴)، یہ کلمے اور نمازوں پر ہوئے ہیں مولانا کلمہ اور نماز ہی کہتے ہیں اور کچھ نہیں کہتے۔

اے نوجوان تجھے کلمہ اور نماز پڑھنی نہیں آتی نور والی نہیں ہر عمل کے اندر وہ طریقہ بنادے جو نور حاصل کرنے والا ہو، یہ اعمال چوبیس گھنٹوں کی زندگی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک ایک عمل جو صادر ہوا ہے وہ اس ساری کائنات سے قیمتی ہے اگر دنیا کی قدر ایک مچھر کے پر کے برابر ہوتی تو کافر کو پانی نہ ملتا (۵)، ۲۴ گھنٹہ کی اللہ تعالیٰ کے حبیب کی لائی ہوئی زندگی ہے جب تک نور ہمارے دلوں میں نہیں کامیابی چیزوں میں نظر آئے گی، جب نور حقیقت آئے گا تو چیزوں کی حقیقت آئے گی، آپ کو اعمال میں کامیابی خود دکھائی دے گی نماز میں روٹی، تعلیم میں ترقی جس طرح مالوں میں اور حکومتوں میں کامیابیاں نظر آتی ہیں مال والے اور حکومتوں کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے عملوں کی ضرورت ہے، اگر زندہ رہنا ہے تو ان عملوں کو اختیار کرنا پڑے گا عمل کرے تو چمک جائے گا اگر نہیں کریں گے ایسی مصیبت آئے گی کہ چھٹی کا دودھ یاد آجائے گا جو عمل نہیں کرے گا

خود ٹوٹے گا دل میں نور لانے کی ضرورت ہے، عملوں سے نور آئے گا اپنی زندگیوں میں ان سے پروان چڑھے گا، قرآن کریم کے حقوق مال اور حکومتوں سے نہیں چلے یہ کتاب نور کی بھی کتاب، ارے تو نور پہلے قرآن کریم کا ان کے عمل میں تمہیں کامیابی نظر آئے گی نہیں تو ایسے ہی بھٹکتا پھرے گا، قرآن کریم کا عمل دل کے نور سے چلتا ہے یہ ملکوں، حکام، اکثریت، سائنس کو زیر کر کے دکھلاتا ہے، جب یہ عمل آئیں گے تو باطل خود ٹوٹ ٹوٹ کر گرے گا، وہ عمل دل کے نور کی بنیاد پر ہوں گے قرآن کریم کے عملوں سے براہ راست خدا کی قدرت سے فائدہ حاصل کرنا نظر آئے گا، اللہ تعالیٰ کا علم نہ پیسوں سے ہوا ہے اور نہ پیسوں سے ہوگا جب تک اس کو مال اور حکومت پر رکھو گے قرآن کریم کی مٹی پلید ہوتی رہے گی اور تمہاری تاریکی بڑھتی رہے گی، زمین و آسمان انسانوں، کارخانوں سے کچھ نہیں ہوتا خدا کی چیزوں سے نہیں ہوتا اللہ تعالیٰ سے ہوتا ہے پہلے سب کی تردید چلے گی خدا کی ذات کا خدا کی صفات کا تعلق، اللہ تعالیٰ کا بچہ پیدا کرنا، صحبت کے اوپر دارومدار نہیں خدا محیط ہے اپنی قدرت سے، خدا رحمن اور رحیم ہے اپنی قدرت کے ساتھ زمین و آسمان کے ساتھ نہیں کرے گا سب خدا کے محتاج ہیں اللہ تعالیٰ سب سے بے نیاز ہے (۶) خدا بغیر شکلوں کے اپنی قدرت سے بنائیں گے خدا کی قدرت کو کسی چیز کی ضرورت نہیں اب تردید کرو ساری دنیا میں تاکہ غیر اللہ سے نہ ہونے کا یقین تمہارے اندر پیدا ہو جائے، لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ، لہ الملک ولہ الحمد وھو علی کل شئی قدیر۔ (۷)

کھیتی پیسے کمانا چیزیں پرورش چیزوں سے نہیں اللہ تعالیٰ سے ہوتے ہیں (۸) شکل کی تردید اور خدا کا اثبات، الیکشن کے ورکر جب تک کام کر رہے ہوتے ہیں وہ خرچ اٹھاتے ہیں اگر آپ خدا کی طرف بلائیں خدا کے ورکر بنیں وہ اپنی قدرت سے آپ کی ساری ضروریات کو پورا کرے گا ساری شکلوں کی تردید دل میں رکھ کر دعوت دے، اپنی کھیتی سے یقین نکال، اس کی کھیتی سے یقین نکالنا تیرا کام نہیں، دعوت اس لئے دے کہ اپنے دل میں تردید پیدا ہو کر ایمان ہو جائے یہ مایا حاصل کرو جو اپنی کمائی کر رہا ہے اس کی تردید کرنی ہے تب کلمہ کا نور حاصل ہوگا، ۱۳ سال مکہ معظمہ میں اس کی مشق کرائی گئی تھی کلمہ کے متعلق اللہ تعالیٰ نے کیا کیا بتایا ہے کہ اس سے کیا ہوگا تعلیم، ذکر نماز ان کے پھیلانے کی محنت سے کیا ہوگا اللہ تعالیٰ کا علم پھیلائیں گے تو اس کا خرچہ وہ برداشت کریں گے علم سے چلنا آجائے تو مال والے پیروں میں گریں گے ایک دھیان دیکھنے سے بنتا ہے اگر علم یقین کے ساتھ آئیں گے تو علم سے چلنا نظر آئے گا، یقین کے ساتھ علم حاصل کر کلمہ ذکر کا نہیں، اللہ تعالیٰ کا علم پھیلاؤں گا اللہ تعالیٰ مجھے دیں گے جس چیز کو دیکھو گے دھیان اس میں جائے گا مشاہدہ جب دھیان میں آئے گا اس کا نام معیت ہے، خدایا دآئے کلمہ، تعلیم، ذکر اب نماز پر محنت کرو اس یقین کو نماز پر لگاؤ، نماز پڑھ کر جو خدا سے مانگو نگا اللہ اپنی قدرت سے سب کچھ کرے گا یہ یقین ہو کہ میری دو رکعت نماز ساری دنیا سے بہتر ہے اور جو مانگو نگا وہ مل جائے گا، اخلاص کے ساتھ دعوت دو ان صفات کے ساتھ اور اللہ تعالیٰ کے نور والے عملوں کو کرتا رہے اور اللہ تعالیٰ سے نور مانگتا رہے کلمہ سے مصیبت دور ہوگی ذکر سے یوں ضرورت پوری ہوگی اس کے لئے مسجدیں بنائی گئیں، اللہ تعالیٰ نے پانی بنایا بلبلہ بنایا پھر پوری زمین بنائی (۹) یہ خدا کی قدرت کا مظہر ہے، بیت اللہ شریف بنا دیا ہم اس قدرت کو مانتے ہیں جس سے جب سلسلہ وجود چلا، چیزیں بنانے کے بعد پھر ان کی

پرورش میں بھی خدا کی ضرورت چلتی ہے، محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو غربت اور یتیمی کی حالت میں ایک اسکیم دے کر پوری دنیا میں چلا کر بتادیا، مسجدیں دوکان داروں کے بل بوتے پر نہیں ہیں یہ بیت اللہ شریف کی شاخ ہے پبلک سے ماحول بنتا ہے کھانے پینے کا ماحول ہے مسجدیں بنی ہیں تاکہ شکلوں سے نکل کر خدا کی قدرت پر یقین آجائے، ہمارا کام تو یہ ہے کہ ہم اپنی ۲۴ گھنٹے ذکر تعلیم نماز اور یقین کے ٹھیک کرنے کی جگہ بنا کر ماحول بنانا ہے جس سے ہمارے دل میں نور آئے، مسجدوں کے کام کو زندہ کرنے کے لئے وقت مانگتے ہیں خدا پر توکل کرو دوسرا قدم ہے کمائی کو محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے احکامات کے مطابق کرے اول مسجدوں کے عملوں کو ٹھیک کرنا پھر کمائی پھر خرچ اس کی مشق کرو جیسے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خرچ کیا تھا پیسے کو خدا کی ملک اور اس کے بتائے ہوئے طریقے سے خرچ کرو اس سے اپنی معاشرت ٹھیک کرلو تمہاری حمایت ہوگی ظلم اور عدل کی بنیاد پر انسان مکمل بنتا ہے اگر پوری صحیح محنت کی جائے تو روحیں عرش تک پہنچتی ہیں پھر اپنے تمام مسلمانوں اور تمام دنیا کے انسانوں کے لئے مانگو، معلوم نہیں تمہاری قربانیوں سے آئندہ کن کن کو نوازیں گے اس کی بنیاد مکہ معظمہ میں بنی تھی اس لئے کہتے ہیں کہ اپنی زندگی میں چار چار مہینے لگاؤ مسجد میں تمہاری خانقاہ تمہارے انصاف کرنے کی جگہ جو فقیر بن کر آئے گا وہی پائے گا جو غنی بن کر آئے گا وہ خالی ہاتھ جائے گا مسجد میں تمہیں فقیر کر کے بلایا ہے اگر ہمارا ماحول بن جائے گا دنیا خود بخود بدل جائے گی۔

---

(۱) سورۃ النور: ۳۵

(۲) سورۃ الحدید: ۱۲ تا ۱۴

(۳) تفسیر ابن کثیر صفحہ ۴۰۲ جلد ۳

(۴) مثلاً خلفاء اربعہ وغیرہ

(۵) کنز العمال صفحہ ۱۹۵ جلد ۳

(۶) سورۃ فاطر: ۱۵

(۷) اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی معبود نہیں وہ تنہا ہے اس کا کوئی شریک نہیں، اسی کی بادشاہت ہے اور اسی کے لئے تمام تعریفیں ہیں اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

(۸) سورۃ التکویر: ۲۹

(۹) سبل الہدیٰ صفحہ ۲۸۱ جلد ۳

متقی کے لئے خدا کی قدرت استعمال ہوگی

{۱۶/ جمادی الثانی ۱۳۸۲ھ مطابق ۱۵/ نومبر ۱۹۶۲ء}

بمقام: کاکرائیل مسجد، ڈھاکہ، بعد فجر

اقتباس

ایمان، صبر، تقویٰ، ذکر، اخلاق کے لفظ بولتے ہیں تو ان کی حقیقت ہمارے اندر ہو جو برق بھاپ پر جو زندگی کی ترتیب قائم ہے، اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ترتیب پر چلایا تو پھر دنیا کی اس ترتیب کو بدل کر بنائیں گے مسجد بھی بناتا ہے تو اسی راستے میں بناتے ہیں تمہاری مسجدوں میں بہت ساز و سامان ہے تمہاری مسجد تمہارے پیسوں سے چل رہی ہے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں یہ نقشہ نہیں ہے، مالدار مسجد میں آئے اور کہا کوئی ضرورت ہو تو پوری کردوں گا یہ مسجد تو اپنے آپ کو حاجت مند بنانے کی جگہ ہے، محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی محنت کو سب نے چھوڑ دیا یہ مسجدیں حاکموں اور مالداروں کی بنیاد پر نہیں چلیں، آج کل مسجد ایک بھکاری کا گھر ہے مسجد کو اپنے پیسوں سے چلا رہے ہو تم مسجد میں یہ کہو کہ مجھے یہ دے وہ کہے کہ تم نے مسجد کو خود چلانے والا سمجھا ہے تم نے اسے حفاظت کرنے والا اور درکار سمجھا کب ہے مسجد کو فقیر کا گھر سمجھا ہے مسجد کا کوئی مالک نہیں سوائے خدا کے یہ مسجد ہے کیا یہ دکانوں اور حکومتوں یا فوجوں اور پولیس کے بل بوتے نہیں بنی یہ صرف اللہ تعالیٰ کی ذات سے فائدہ حاصل کرنے کے لئے بنائی گئی تھی۔

بعد خطبۂ مسنونہ فرمایا کہ:

بھائی دوستو بزرگو! جتنے بھی الفاظ ہیں وہ اپنی حقیقتیں رکھتے ہیں بچہ جب پیدا ہوتا ہے اس کے کانوں میں الفاظ پڑھے بچہ ماں کی گود میں لفظ لفظ جانتا ہے اگر دنیا کا ماحول ہو تو اس لائن کے الفاظ جانتا ہے اور اگر اللہ والا ماحول ہوتا تو اس لائن کے الفاظ جانتا، بہر حال دونوں قسم کے الفاظ سیکھتا رہتا ہے الفاظ آتے ہیں اس کی حقیقت اس کے سامنے نہیں ہوتی پھر جب وہ عقل اور شعور کی حد کو پہنچتا ہے اور جس محنت میں اپنے آپ کو ڈالتا ہے اس کی حقیقت اس کے سامنے آتی ہے موٹر کارخانہ اس کے سامنے آتا ہے تو وہ الفاظ جو اس نے بچپن میں سنے تھے وہ اماں جان سے سب پوچھتا ہے اور سن کر ان کے مصداق کو پہچانتا ہے اگر بیٹے کو کہو قرآن شریف حفظ کرلو جنت ملے گی بیٹا تیار نہیں اور اگر کہیں قرآن پڑھو تو گورنری ملے گی

فوراً حفظ کرلے گا جتنے الفاظ ہیں وہ اپنے حقائق رکھتے ہیں جب وہ کوئی جان جائے تو پھر اس کی کوشش پیدا کرتی ہے اگر وہ الفاظ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پہنچا کر گئے ہیں اور ان کی حقیقت ان پر کھل گئی تو پھر یہ ان کو اپنی طرف کھینچتے ہیں ایمان سیکھ لو عزت مل جائے گی بلندی اور عزت آئے گی نہ ایمان نہ اس کی وجہ سے جو عزت آتی ہے وہ جانتا ہے ہر لفظ بن کر اس کے سامنے آتا رہے گا مگر اسی راستے کو نہیں لوٹے گا جس پر اس نے محنت نہیں کی کائنات اور مادے کے جتنے لفظ ہیں ان سے ہمارے دل ودماغ بھرے ہوئے ہیں اگر دنیا کی کوئی چیز وعدہ کی جائے تو ۳ چلہ دینے کو تیار، خدا کے ساتھ ہونے کے فائدے نہیں جانتے قرآن پاک کے جتنے الفاظ ہیں ان کے حقائق سے ہم واقف نہیں کھیتی تجارت ملازمت پر ۳۰۔۳۵ سال سے محنت کر رہے ہیں اور ان کی حقیقتوں سے واقف نہیں ہم خدا کے حدود تقویٰ وغیرہ وغیرہ کی حقیقتیں نہیں جانتے عمل کرتا ہے جس سے دوزخ میں جائے گا کیوں کہ لفظ دوزخ کی حقیقت سامنے نہیں آئی، انسان پر الفاظ وہ منکشف ہوتے ہیں جن کے لئے محنت کی ہوگی، دوسرے الفاظ کو وہ حربے کے طور پر استعمال کرتا ہے مادے کو حاصل کرنے کے لئے وہ قرآن کے الفاظ کو استعمال کریں گے یہی ہماری مصیبت اور انحطاط کی وجہ ہے مذہب پروری اور عہدوں، سیاست، حکومت کی وجہ سے بہت ہیں مگر خالص اللہ تعالیٰ کی رضاء کے لئے کوشش کرنے والے بہت کم ہیں ہم مادے کے لئے محنت کریں اور یہ کہیں کہ اللہ تعالیٰ مدد کرے گا اللہ تعالیٰ مدد نہیں کرے گا بلکہ سزا دے گا قرآن کے الفاظ ایسے ہماری زبان پر چڑھ گئے جیسے طوطے کو لفظ سکھا دیئے جاتے ہیں لفظوں سے نہیں لفظوں کی حقیقت سے زندگی بنتی ہے اس واسطے نفاق کا شعبہ قرار دیا گیا ہے صبر، توکل کی حقیقت حاصل نہیں تو نفاق کہیں گے۔

اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ فِي الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ (۱) ایک لائن کے الفاظ قرآن پاک باقی وہ الفاظ دنیا کے کتے بولتے رہے ہیں، حقائق مشاہدات ہیں یہ لائن زندگیوں میں رائج ہیں ہم نبیوں والے راستے پر چلنے کی دعا کرتے ہیں ہمیں قیصر وکسریٰ پر مت چلا ہمیں حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کے طریقے پر چلا ہمیں حضرت اسماعیل علیہ السلام اور مائی ہاجرہؓ کے طریقے پر چلا جنھیں تو نے اپنی قدرت سے پالا تھا، ہزاروں مرتبہ دعا مانگ رہا ہے بھٹکے ہوئے راستوں پر مت چلا آگے دو دو راستے ہیں اگر یہی دعا ہے اور یہی محنت ہے تو ایک راستہ ہے نبیوں کی طرح نماز اور نماز پر محنت کرتا ہے تو تھوڑے دنوں میں دروازے کھل جائیں گے جو دعا نبیوں کے راستے کی مانگتا ہے اور محنت فرعون اور ہامان کے طریقے پر کرتا ہے ان گدھوں کا کیا بنے گا اس آدمی کا کیا ہوگا اس کی دعا منہ پر پھینک دیں گے یہ ہوگا تو مرتے ہی قبر میں عذاب ہوگا اور یا یہ کہ حکومت زراعت وغیرہ پر مصیبتیں آئیں گی یا یہ کہ نقشہ ٹوٹے گا اور پھر عاقبت بنے کسی کی دنیا بن رہی ہے تو آخرت بگڑ رہی ہے محنت اور دعا میں مطابقت نہیں ہے سیلاب اور زلزلہ سے نقشے ٹوٹے تو پھر نصرانی آئیں گے اپنے راستے پر چلانے کے لئے مدد دیں گے اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کوئی حقیقت لکھتے تھے زمین اور کی ہے تو ان کے راستے پر ڈال کر ان کے حقائق کو حاصل کیا جائے۔

ایمان، صبر، تقویٰ، ذکر، اخلاق کے لفظ بولتے ہیں تو ان کی حقیقت ہمارے اندر ہو جو برق بھاپ پر جو زندگی کی ترتیب قائم ہے، اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ترتیب پر چلایا تو پھر دنیا کی اس ترتیب کو بدل کر بنائیں گے مسجد بھی بناتا ہے تو اسی راستے میں

بناتے ہیں تمہاری مسجدوں میں بہت ساز وسامان ہے تمہاری مسجد تمہارے پیسوں سے چل رہی ہے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں یہ نقشہ نہیں ہے، مالدار مسجد میں آئے اور کہا کوئی ضرورت ہو تو پوری کردوں گا یہ مسجد تو اپنے آپ کو حاجت مند بنانے کی جگہ ہے، محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی محنت کو سب نے چھوڑ دیا یہ مسجدیں حاکموں اور مالداروں کی بنیاد پر نہیں چلیں، آج کل مسجد ایک بھکاری کا گھر ہے مسجد کو اپنے پیسوں سے چلا رہے ہو تم مسجد میں یہ کہو کہ مجھے یہ دے وہ کہے کہ تم نے مسجد کو خود چلانے والا سمجھا ہے تم نے اسے حفاظت کرنے والا اور درکار سمجھا کب ہے مسجد کو فقیر کا گھر سمجھا ہے مسجد کا کوئی مالک نہیں سوائے خدا کے یہ مسجد ہے کیا یہ دکانوں اور حکومتوں یا فوجوں اور پولیس کے بل بوتے نہیں بنی یہ صرف اللہ تعالیٰ کی ذات سے فائدہ حاصل کرنے کے لئے بنائی گئی تھی، اللہ تعالیٰ نے دنیا میں پہلے بلبلہ بنایا (۲) کہا کہ یہ زمانہ اونٹ کا نہیں ہے یہ تو راکٹ کا زمانہ ہے، قرآن شریف کو بھی بعد میں لکھا ہوا سمجھتا ہے اللہ تعالیٰ نے قلم بنائی اس میں یہ سب روس اور امریکہ کی ایجادات بھی لکھی گئی ان کے بننے اور بگڑنے کا سبب سب لکھا ایک ایک بات پہلے لکھی گئی خدا نے یہ تفصیلی طور پر لکھ دیا اور جب کرنا شروع کیا تو ایک بال برابر بھی فرق نہیں ہوا یہ سب کتابیں بھی لکھی ہیں، جب یہ معلوم ہو تو پھر یہ نہیں کہے کہ یہ حالات اور وہ حالات، ہمارے خدا ایسے ہیں کہ ان کو سب چیزوں کی خبر ہے کہ فلاں دن یہ ہوگا فلاں دن یہ ہوگا یہ سب پہلے لکھا ہوا ہے نبیوں کے زمانے کے حالات ہم سے زیادہ سخت تھے خدا کی قدرت کے اعتبار سے اس وقت اور آج کوئی فرق نہیں جو خدا تلواروں کے برخلاف فتح دے سکتا تھا وہ آج راکٹوں کے برخلاف بھی کامیابی اور فتح دے سکتا ہے ہم نے خدا کو پہچاننا اور سمجھنا چھوڑ دیا اس کی قدرت کو نہیں جانتے، مسجد سب سے پہلے خدا نے اپنی قدرت سے بنایا پانی پہ، اللہ تعالیٰ کی قدرت کا استعمال ہے جہاں بیت اللہ ہے وہاں ایک بلبلہ بنایا پھر بلبلے پر قدرت استعمال کی پھر ساری دنیا پر اسے پھیلا دیا (۳) پھر اس میں درخت اور نباتات بنا دیئے خدا کی قدرت سے جو وجود کا سلسلہ قائم ہوا تو ہمارا منہ اس لئے کرایا جاتا ہے ہمارے رخ خدا کی قدرت کی طرف ہے کیوں کہ وہاں سے قدرت کا ظہور ہوا اس لئے ادھر منہ کرایا جاتا ہے چیزوں کے اعتبار سے وہاں کچھ نہیں اس قدرت کی طرف مائل ہو جس سے نقشہ بنتا اور بگڑتا ہے خدا نے اس دنیا کو بنایا اور جب چاہے گا اسے توڑ پھوڑ دے گا جب چاہیں تو بنے ہوئے نقشوں میں توڑ کر بنائیں اور جہاں پالنے کا کچھ نقشہ نظر نہیں آتا وہاں پال کر بتایا، حالات پرورش کا بننا اور بگڑنا یہ خدا کی قدرت میں ہے مکہ میں حملہ کرنے کے لئے ہاتھیوں کا لشکر لایا اللہ تعالیٰ نے اسے برباد کر دیا (۴)۔

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو فقیری اور یتیمی کے جالے میں اٹھایا اور کہا کہ ساری دنیا میں تم سے اسلام پھیلانا ہے ساری دنیا خلاف اور کام یہ دیا کہ ساری دنیا پلٹ دو بغیر کسی سرمایہ داروں سے مال لئے، اللہ تعالیٰ نے اس دین کو ساری دنیا میں پھیلا دیا، قدرت سے فائدہ حاصل کرنے کے لئے کیا کرنا پڑے گا سب سے پہلے تو یقین ٹھیک کرنا پڑے گا اس کے لئے نہ سونا چاندی حکومت ملعون کی ضرورت نہیں دل کے اندر ایک خاص یقین کی ضرورت ہے سب کا یقین نکل جائے اللہ تعالیٰ پر یقین آجائے۔

اگر تقویٰ آئے گا تو چار طریقوں سے خدا اپنی قدرت سے کریں گے اپنے نقشوں پر یقین نہ آئے اسے نکال دو ایک یقین پیدا کر لو سب کچھ اللہ تعالیٰ کی قدرت سے ہوگا پہلا انسان پہلا گیہوں ہر چیز کا پہلا کیسے بنا اللہ تعالیٰ کی قدرت سے

بنا کہ نہیں؟ خدا کی ہر صفت ازلی اور ابدی ہے(۵)، اللہ تعالیٰ کی صفات پیدا کرنے والے قدرت کے ساتھ شکلیں ہیں پیدا کرنے میں، دینے میں اپنی قدرت سے دیتے ہیں، اگر خدا دل میں بیٹھ جائے ویسا اللہ تعالیٰ جیسا کہ وہ ہے خدا پالتے ہیں شکلوں کے پابند نہیں ہیں اسی کا نام ہے لا الہ الا اللہ ہے، ہاں کرنے والے تو اللہ تعالیٰ ہیں مگر کیسے کریں؟ اللہ تعالیٰ کے فیصلے سے ہوگا اللہ تعالیٰ کے فیصلے پر زندگی کی ترتیب بنے گی یہ قدرت کا استعمال کیسے ہوگا؟ آدمی اس یقین پر کیسے پہنچے گا؟ جس سے یقین نکالنا ہے تھوڑے دن کے لئے اس میں سے نکل جاؤ خدا سے استفادہ حاصل کرنے کے لئے مسجدیں بناتے ہیں مسجدیں یقینوں کے بدلنے کے لئے ہیں، مسجدیں بنائی گئی ہیں سب کی تردید کرواتنی آواز لگائے جاؤ یہاں تک کہ تمہارا دل اس تردید کو اپنے اندر لے لے، جب یہ آجائے تو پھر سمجھو کہ کلمہ کی حقیقت حاصل ہوگی، دعوت تعلیم ذکر کی جگہ مسجد ہے جب میں نعبد(۶) اور نستعین(۷) پر چلوں گا تو اللہ تعالیٰ اپنی قدرت سے چلائیں گے، نماز بھی باقی شکلوں سے یقین نکالے مسجد باغ قرار دیا گیا یہ اجڑا ہوا ہے روحانی رخ قائم نہیں، دو ملکوں کو وائرلیس کے ذریعہ ملا دیا ایک پوسٹ ادھر اور ایک پوسٹ ادھر، اسی طرح بیت اللہ شریف اور سب مسجدوں میں روحانی تعلق ہے، ذکر غذا بن جائے نماز خدا سے لینے کا ذریعہ بن جائے مسجدوں میں خدا سے فائدہ حاصل کرنے کا ماحول بناؤ مسجد میں سوچ سمجھ کر آؤ یہ مسجد خدا کی ہے نماز پڑھ کر دعا مانگوں گا اللہ تعالیٰ انتظام فرمائیں گے مسجد کا ماحول نہیں بن رہا اب دعا کیسے منظور ہوگی مسجد والوں کا جو کہنا نہیں مانیں گے وہ برباد ہوں گے اور مسجد والوں کی اللہ تعالیٰ حفاظت کریں گے۔

ہماری آپ کی نماز کارخانوں آدمیوں کا تحصیل ہے، آج بازاری مسجد میں آرہے ہیں پہلے مسجد والا بازار میں جاتا تھا اب بازاری مسجد میں جارہا ہے تبلیغ میں کیا کہتے ہیں؟ مسجد والے بنو، خدا کا سارا نظام تمہارے ساتھ ہوگا ایمانیات، مالیات والے عمل ٹھیک ہوجائیں گے اور ہر حالت میں ایسے رہیں اب آدمی متقی ہوگیا اور اب متقی کے لئے خدا کی قدرت استعمال ہوگی اب تقویٰ کے راستہ سے مالیات کا دروازہ کھولیں گے تقویٰ والے اور غیر کے لئے اللہ تعالیٰ کے دینے کے راستے مختلف ہیں، تقویٰ نہ ہو تو ہر چیز جارہی ہے باہر جاکر مسجدوں والے بننے کی کوشش کرنے والے بن جاؤ، مسجد ہمارے ہر وقت کی جگہ ہے ضرورت کے لئے باہر جاؤ پھر مسجد میں آجاؤ مسجد والوں کی وجہ سے تمہاری اور دوسروں کی بھی مصیبتیں ہٹیں گی۔

---

(۱) سورۃ النساء: ۱۲۵

(۲) سبل الھدیٰ صفحہ ۲۸۱ جلد ۳

(۳) سبل الھدیٰ صفحہ ۲۸۱ جلد ۳

(۴) دیکھئے سورۃ الفیل

(۵) اتحاف السائل بمافی الطحاویہ من مسائل صفحہ ۲۲۴ جلد ۱

(۶) ہم خدا کی عبادت کرتے ہیں۔

(۷) ہم خدا سے مدد طلب کرتے ہیں۔

ایمان پرسات اعتبار سے محنت کی جائے

{۱۶ر جمادی الثانی ۱۳۸۲ھ مطابق ۱۵ر نومبر ۱۹۶۲ء}

بمقام: کاکرائیل مسجد، ڈھاکہ، بعد مغرب

اقتباس

آج کے انسان کتوں کی صفوں کے اندر آ گئے فرشتوں کی صفوں کے اندر نہیں رہے اس طرح آج خدا کی طرف سے انسان کے خون کی کوئی قیمت نہیں، عمل کے راستے سے نعمت، حفاظت محبوبیت ملے گی، محنت چھوڑ دی تو ضلالت کا مادہ باہر آ گیا، روح کی لائن سے جتنا مادہ تھا ضائع اور سلب ہو گیا آپ کی زندگی کے عمل بول رہ گئے، انبیاء اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس بنیاد پر تشریف لائے کہ اعمال کے راستے سے پیارا انسان اور اعمال کے راستے سے خدا کا مبغوض اور ذلیل انسان، وزارت کے اندر یوسف علیہ السلام کے قسم کا بھی بن سکتا ہے کیوں کہ یوسفؑ بھی اپنے زمانہ میں وزیر تھے، تجارتوں میں، حکومت میں، فقیری میں، مالداری میں دونوں قسم کے انسان بنتے ہیں، بڑے عمل والے بن کر چلنے کی اجازت نہیں دی گئی جونسی لائن چاہئے اختیار کریں، آپ کے دائیں اور بائیں فرشتے آپ کے عمل لکھ رہے ہیں اچھے کتنے کئے برے کتنے کئے، خوش ہو رہے ہیں ایک جھٹکا آیا اور ٹوٹ گیا، دنیا کے نقشے بنانے میں کامیابی نہیں ہے بلکہ صحیح عمل کی قیمت ہے، ملک و مال کے نقشہ سے انسان کی قیمت قائم نہیں ہوتی، انسان کی قیمت عمل و ایمان کی شکل سے قائم ہوتی ہے۔

بعد خطبۂ مسنونہ فرمایا کہ:

بھائی دوستو بزرگو! انسان اگر اپنی کامیابی کا صحیح راستہ پہچان لے اور اس راستے پر چلے تو تھوڑی تھوڑی محنت سے بڑی بڑی پریشانیوں سے بچتا ہے اور بڑی بڑی کامیابیوں کو پہنچتا ہے اور اگر نہیں چلتا تو بڑی بڑی کامیابیوں سے محروم ہو جاتا ہے اور سخت مشکلات میں پھنس جائے گا، اگر سواری راستے سے بھٹکتی ہے تو انسان مشکلات میں پھنس جاتا ہے اس زمانے میں انسان تمام دنیا میں پریشان ہے، مسلمان خصوصیت کے ساتھ مشائخ اور غریب سب بھنور کے اندر آئے ہوئے ہیں جو راستہ ہم چل رہے ہیں تباہی کا راستہ ہے کئی طریقے سے لوگ تباہ ہو رہے ہیں لوگوں کی تخریب کا وقت آ گیا جو شخص صحیح راستہ پر چلے گا وہ خود بھی بچے گا اور دوسروں کو بچانے کا ذریعہ بنے گا، سارے انبیاء اس کو بتانے کے لئے آئے کہ انسانوں کی پریشانیوں کے ختم ہونے کے کیا کیا طریقے ہیں؟ زندگی کا بگاڑنا اور بنانا براہ راست اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے چیزوں میں

کچھ نہیں یہی لا الہ الا اللہ کا خلاصہ ہے جو فائدہ تم غیر اللہ میں دیکھتے ہو اس کا تعلق چیزوں میں نہیں بلکہ سب کا تعلق ایک اللہ وحدہ لاشریک کی ذات سے ہے، لا الہ الا اللہ ایک حقیقت ہے اس کے بغیر کوئی نہیں چلا جو جہاں بھی ہو رہا ہے وہ وہاں سے نہیں ہوتا بلکہ اللہ تعالیٰ سے ہوتا ہے اس دنیا پر کامیابی کا دینا تمہارے حالات کی مساعدت اس کے فیصلے براہ راست خدا کی ذات سے چلیں گے خدا کے فیصلے تمہارے اعضاء جوارح کے عمل پر آئیں گے، وزیر، فقیر، جاہل، شیخ، پیر ہر ایک کے لئے یہی ضابطہ ہے جو شخص کامیاب ہونا چاہتا ہے وہ عمل کو ٹھیک کر کے اللہ تعالیٰ کے فیصلے کو اپنے مطابق کروالے اور نقشے اور مشاہدات کے تقاضوں پر عمل کرو گے تو برباد ہو جاؤ گے اور اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے یقین پر عمل کرو گے تو کامیاب ہو جاؤ گے، ان بیوقوفوں نے داخلی مایا کو کھویا ہے اور خارجی بنیادوں پر ہماری محنت ہو رہی ہے ساروں کی زندگیاں بربادی کے کنارے پر کھڑی ہیں اندر کا یقین اس سے نکلنے والے اعمال کو کنٹرول کرو گے کونسے عمل پر کامیابی آئے گی؟ اور کونسے عمل سے تباہی آئے گی؟ اسے معلوم کیا جائے عملوں کی تحقیق کر کے اگر عمل کرو گے تو ساتوں زمین و آسمان کی نعمتوں کو پاؤ گے، سب سے زیادہ بے قیمت آج انسان ہے کچرے کی بھی حفاظت کی جاتی ہے احتیاط کے ساتھ جمع کر رہے ہیں مٹی لوہے پتھر مکان کی قیمت ہے اگر قیمت نہیں تو انسان کی قیمت نہیں، مال دار امیر فقیر جس کے لئے مارے جا رہے ہیں مصرف ہے دوسری چیزوں میں مکان، سونا، زمین کے لئے انسان مارے جا رہے ہیں، انسان کا یہ مقام کیوں ہوا انسان کا کوئی عمل ایسا نہیں رہا جس سے تعمیر ہو وزیر سے زندگی نہیں بنتی وزارت سے زندگی نہیں بنتی، ملک و مال کے نقشے بنے ہوئے ہیں۔

آج کے انسان کتوں کی صفوں کے اندر آ گئے فرشتوں کی صفوں کے اندر نہیں رہے اس طرح آج خدا کی طرف سے انسان کے خون کی کوئی قیمت نہیں، عمل کے راستے سے نعمت، حفاظت محبوبیت ملے گی، محنت چھوڑ دی تو ضلالت کا مادہ باہر آ گیا، روح کی لائن سے جتنا مادہ تھا ضائع اور سلب ہو گیا آپ کی زندگی کے عمل بول رہ گئے، انبیاء اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس بنیاد پر تشریف لائے کہ اعمال کے راستے سے پیارا انسان اور اعمال کے راستے سے خدا کا مبغوض اور ذلیل انسان، وزارت کے اندر یوسف علیہ السلام کے قسم کا بھی بن سکتا ہے کیوں کہ یوسف بھی اپنے زمانہ میں وزیر تھے، تجارتوں میں، حکومت میں، فقیری میں، مالداری میں دونوں قسم کے انسان بنتے ہیں، بڑے عمل والے بن کر چلنے کی اجازت نہیں دی گئی جونسی لائن چاہئے اختیار کریں، آپ کے دائیں اور بائیں فرشتے آپ کے عمل لکھ رہے ہیں اچھے کتنے کئے برے کتنے کئے، خوش ہو رہے ہیں ایک جھٹکا آیا اور ٹوٹ گیا، دنیا کے نقشے بنانے میں کامیابی نہیں ہے بلکہ صحیح عمل کی قیمت ہے، ملک و مال کے نقشہ سے انسان کی قیمت قائم نہیں ہوتی، انسان کی قیمت عمل و ایمان کی شکل سے قائم ہوتی ہے، فرعون کا واقعہ (الخ) (۱)۔

کسی نبی نے مکان کھیتیاں کپڑے نہیں بنوائے یقین اور عمل ٹھیک کرو تو یہ برباد ہو جائیں گے، پھر آپ مزے سے زندگی گزاریں گے، محمد صلی اللہ علیہ وسلم سارے علاقوں، سب طبقوں اور سارے زمانے کے لئے آئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دائرہ عالمی ہے مگر بنیاد وہی ہے جو سب نبیوں کی ہے، شعبوں میں چلتا ہے اپنے کو بنا کر چلو اپنے کو بگاڑ کر مت چلو اب عقلمندی کی محنت کیا؟ اگر ۶ سیر چیز کریں تو ۱۰ سیر عمل پر محنت کرو، اس کے لئے مسجد بنائی گئی، روٹی، بلندی، عزت، راحت سب عمل سے

ملے گی، حال والا یقین نکال کر اور دنیا بھر کی شکلوں اور صورتوں کو نکالو، اسلام زندہ کیوں نہیں ہوتا؟ باوجود مدرسوں مسلم حکومتوں کے یہ جہالت ذہن میں آگئی کہ مال سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا دین چلے گا سب اس لئے مر رہے ہیں کہ ہمارے پاس ہو تو ہم عمل چالو کریں مال بڑی چیز ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل چھوٹے ہیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل پیسے سے چلے گا بڑھیا سے بڑھیا چلتا ہے بڑی چیز کیا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑی چیز ہے اللہ تعالیٰ کا یقین اگر ملک حکومت صدارت کا یقین رکھتا ہے تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل مجھ سے نہیں ہوگا اگر مال والی حکومتوں سے خالی ہو تو بھنگوں کے عمل سے بھی گزرا ہے، تجھے یقین دیا گیا ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم والا، میکائیل علیہ السلام اور جبرائیل علیہ السلام والا، حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم والے عملوں سے زندہ ہوتا ہے تو اپنے میں اللہ تعالیٰ کا یقین پیدا کرو ایسا ہی ہے جیسا ہوائی جہاز کو بیلوں سے کھینچنا ہے کیوں کہ پٹرول نہیں ہے یہاں بیل ہے تو ہوائی جہاز پہنچتے پہنچتے جھگڑا ہو جائے گا قوت پرواز نہیں ختم ہوگی، ایمان سات اعتبار سے پیدا ہو جائے ایک میں بھی کمی آجائے تو قبول نہیں، شکلوں سے یقین جانا خدا سے ہوتا ہے اور کسی سے نہیں ہوتا۔

(۱) جو کرتا ہے وہ شکل سے پاک ہے (۲) خدا کے نظام سے ہوتا ہے کسی اور کے نظام سے نہیں ہوتا زمین سے کچھ نہیں ہوتا نفی اور اثبات دونوں کرنا ہوگا، جو خدا اپنے نظام سے کریں گے وہ ہو جائے گا، (۳) خدا کی کتابوں پر یقین لانا (۴) جتنے نبی اور رسول آئیں ان کی نبوت کا یقین اور ان کے مدمقابل جو ہیں ان کی نفی ہے۔

شخصیت ملک اور مال سے قائم نہیں ہوتی، شخصیت جو نبیوں کے رنگ پر نہیں اس کی کوئی قیمت نہیں جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے رنگ میں رنگ جائے ان کی شخصیت ہے (۵) آخرت کے مسائل کا یقین آئے دنیا کے مسائل کا یقین نہ ہو (۶) چیزوں سے نکل کر عملوں پر یقین لاؤ (۷) تدبیر سے یقین ہٹاؤ اور تقدیر پر یقین لاؤ، ہمیں عمل کے لئے ایمان چاہئے اور عمل ہوگا تو سب ہمارے پاؤں پکڑیں گے ہمیں بالکل خوشامد کرنے کی ضرورت نہیں اسی سے آپ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل کو پہنچ رہے ہیں ایمان جانئے کہ محنت سے آئے گا، اگر فضا بناؤ گے مسجدوں کے اندر یہ تذکرے چلیں گے تب جا کر ہر اعتبار سے یہ یقین ٹھیک ہوگا، سارے نقشوں کی تردید اور اللہ تعالیٰ کے نقشوں کو لینے کے واسطے مسجدوں میں بیٹھو، اس کے لئے تجارت، زراعت اور گھروں سے نکلنا ہوگا، ایمان کی مشق کے ساتھ اپنا کاروبار چلائیں، عمل اور ایمان کیا کیا ہوگا اس کا علم چاہے کلمہ اور کلمہ کی دعوت پر کیا ملے گا اس سے زندگی بنے گی اس کا رواج نہیں رہا، ہر ایک عمل کے لئے دھیان چاہئے اللہ کا اتنا ذکر کرو کہ چیزیں دیکھے تو خدا کا دھیان آئے، عمل کے ٹھیک ہونے کے لئے اخلاص چاہئے کوئی غرض نہ ہو خدا کی رضا مقصود ہے یہ چیزیں جان کی مشق سے آئیں گی، یہ چاروں چیزیں جان کی محنت سے آجائیں اب ان کے بعد دروازہ کھلے گا نماز ان کے ساتھ پڑھو فرض ادا کرو تندرسی روٹی سب ملے گی، یقین کا دھیان اور اخلاص کے ساتھ نماز پڑھو علم کی روشنی میں نماز پڑھنا، ذکر کر کے دھیان کے ساتھ اور خالص خدا کے لئے جیسے نماز آجائے وہ ملک اور مال والا بننا نہیں چاہتا۔

خالی کلمہ نماز سے کیا ہو؟ تو نبیوں والا کلمہ اور نماز کو کیا کہا جائے اگر یقین اور نماز آجائے گی اب زمین تیار ہوگی عمل کے لئے اب جو بیج دو گے اُگ جائے گا، اب معاشرت اور اخلاق کی مشق کرنی ہوگی، اپنا ہاتھ بڑھانے کو روک دے جو بھوکا ہو

کسی قوم یا مذہب کا ہو اسے کھلاؤ اور جو ننگا ہو اسے کپڑا پہناؤ گھر کے عمل اور معاشرت بھی ٹھیک کرو تیری طرف داری خدا کے حکموں پر ہوگی جس کے بارے میں حکم ٹوٹ رہا ہے اس کی مدد کرنی پڑے گی انصاف کرنا ہوگا، ظلم سے بچنا ہوگا، سب لائن پر جب آپ محنت کریں گے ساری زندگی کے دروازے کھل جائیں گے، ہر پریشانی نماز سے ختم ہوگی، نماز سے روٹی ملے گی، ان چیزوں کے لئے وقت فارغ کرو، صحابہؓ نے ترتیب قائم کرلی تھی سال میں چار ماہ دیا کرتے تھے مکان میں رہتے ہوئے ۵۰ فیصد وقت مسجدوں میں لگاتے تھے۔

---

(۱) تفصیل کے لئے دیکھئے قصص القرآن واقعہ موسیٰ

جان و مال کا خرچ قرآن کے مطابق کرو

{۱۷ر جمادی الثانی ۱۳۸۲ھ مطابق ۱۶ر نومبر ۱۹۶۲ء}

بمقام: کاکرائیل مسجد، ڈھاکہ، بعد مغرب

اقتباس

دعوت یقین کے ساتھ دینا ہے، جب تو نہیں جوڑا تو دوسرا کیا جوڑے گا اصل راستہ تو یہ تھا، اللہ کہتے ہیں سانپ سے کٹوائیں گے تو سمجھ میں نہیں آتا ہے، ایک راستہ مال کا ہے وہ اتنا ہو گیا ہے کہ ہر جگہ گھس گیا پیری میں مریدی میں تعلیم میں تصوف میں ہر جگہ مال گھس گیا جو کچھ قرآن نے بتایا وہ ہو رہا ہے، اگر پیسہ دیا جائے تو تبلیغ میں آنے والوں کی تعداد اتنی پیدا ہو جائے کہ جگہ نہ ملے اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے سے بلایا جاتا ہے تو نہیں آتے کیا بات ہے؟ ایمان نہیں ہے، ساری کامیابی مال میں سمجھ رہے ہیں، اس لئے سارا قرآن زندگیوں سے نکل گیا اور نرے الفاظ رہ گئے، توکل، تقویٰ وغیرہ ان کے سامنے نہیں ہے، سب خدا کی مددوں سے محروم ہیں اس لئے کہ الفاظ ہیں خالی زبانی بول ہے پچاس برس پڑھتے ہو گئے اور تفسیر پڑھاتے ہو گئے، ایاک نعبدو ایاک نستعین کو، مگر ہر بات مال سے دکھائی دیتی ہے، جھوٹ پر کیا آفت آئے گی یہ نہیں دکھائی دیتی۔

بعد خطبۂ مسنونہ فرمایا کہ:

بھائی دوستو بزرگو! حق تعالیٰ شانہٗ نے اس ساتوں آسمانوں اور زمین کو بنایا اور ساری چیزیں بنائیں انسانوں کو بنایا اور عقل دیا مال اور اولاد کے تقاضے بھی رکھے ہاتھ پیر اور عقل آنکھ اگر نہ دیتے تو ہم کیا کرتے تو جب سب کچھ اللہ نے بنایا تو بنا کر بتلا رہے ہیں کیسی زندگی گزاری جائے، جس طرح خدا کہیں وہی محنت کریں تو خدا چمکا دیں گے اگر آج دور دکھائی دیتا ہے توکل ہزاروں میل دکھائی دے گا اگر آج ہماری کھانے پینے کی جو خواہش ہے وہ تھوڑی ہے توکل کو خدا بہت بڑھا دیں گے، جنت میں ہزاروں گناہ بڑھا دیں گے اب کامیابی کا راستہ جو خدا نے تجویز کر رکھا ہے اس کی تحقیق نہ کر کے اپنے آپ

کامیابی کا راستہ قرار دے لئے تو سب کچھ چھین لیں گے اور قیامت میں اندھا کر کے اٹھائیں گے (۱)، چاہے وزیر بن جائے گورنر بن جائے، اللہ کے یہاں اس کی حیثیت ایک قطرہ کی ہے، جو طریقے خدا نے بتائے ہیں اس کی تحقیق کرنی اور اس پر یقین کرنا ضروری ہے یہ سب زیادہ ضروری ہے ضروری یہ نہیں کہ ملک اور عہدے اور دوکان مل جائے ضروری یہ ہے کہ زمین آسمان کے بنانے والے پر ہمارا یقین ٹھیک ہو جائے ہماری محنت صحیح ہو جائے کامیابی اور ناکامیابی کے راستہ کی تحقیق ہو جائے ضروری یہ ہے کہ ہماری نماز اور یقین، علم، دھیان ٹھیک ہو جائے روٹی کپڑا پیسہ ہاتھ آنا ضروری نہیں بلکہ ہماری محنت اور یقین صحیح ہو جائے، ضروری وہ ہے جس کو خدا نے ضروری قرار دیا ہے تو یقین والوں کی دنیا بھی بنائیں گے اور آخرت بھی بنائیں گے، حق تعالیٰ شانہٗ نے ہر زمانے میں نبیوں کو بھیجا صحیح بات سمجھانے کے لئے، انبیاء کو گھر کے سارے مسئلے قربان کرنا پڑے تو قربان کر دیئے۔

وہ صحیح بات کیا ہے جس کی محنت نبیوں نے اٹھائی وہ لا الہ الا اللہ، اگر اس پر محنت نہ کی تو یہ لفظ بنتا ہے اس میں تجارت کی بھی نفی ہے کھیتی کی بھی نفی ہے ملک کی بھی نفی ہے اس یقین کو بنانے کے لئے نبیوں نے زبردست محنت کی اور نبیوں نے خدا کی قدرت سے فائدہ حاصل کرنے کے لئے کچھ عمل کئے قدرت کا یقین اور قدرت سے فائدہ حاصل کرنے کے لئے نماز دی، جو کچھ دیکھتے ہو اس سے یقین ہٹاؤ عہدوں وغیرہ سے یقین ہٹاؤ پھر نماز پڑھو، اللہ کو سب قدرت ہے، جو دیکھا اس پر یقین کیا، جہاں تک تمہاری آنکھ کا پردہ دیکھتا ہے وہاں سے یقین نکالو اور اللہ کا یقین پیدا کرو پہلے یقین پیدا کرو پھر پڑھ نماز، تمہارا تو بیرون پر یقین ہے ان سے یقین ہٹا کر تقدیر پر یقین لاؤ، جو چیز تمہیں دکھلائی دے رہی ہیں ان سے یقین ہٹا کر قرآن میں جو بتایا گیا ہے اس پر یقین لاؤ، اس پر یقین جماؤ کہ اس نماز سے ساتوں آسمان زمین کا نظام ہل جائے، روٹی، کپڑے، زمین، حکومت سے یقین ہٹاؤ، نماز پر یقین لاؤ ہماری نماز طاقتور ہو جائے گی، اس سے زیادہ ملے گا، ایک عملی حیا نماز کے راستہ سے لینے والے پر جب نیت صحیح ہے تو اللہ نے جوڑی، یقین خراب فرائض واجبات سنتوں میں خامی ہے تو اللہ سے نہیں جوڑی، نماز کیا ہے؟ تیرا استعمال ٹھیک ہو جائے جو کچھ اس سے مانگ خدا دیدے، جڑا ہوا ہے غیر سے اور پڑھ رہا ہے نماز اس نماز سے غصہ کے طور پر دیں گے، کب دیں گے؟ کوئی حاجت کوئی پریشانی کوئی حادثہ آیا تو فوراً نماز کی طرف گیا اور اس یقین کے ساتھ کہ اس سے ہم کامیاب ہو جائیں گے خدا کی قدرت ہے وہ نقشوں کے بغیر کامیاب کر دے جو قدرت اللہ کی ہے وہ کب استعمال ہوتی ہے جب کہ تجھے جو قدرت ہے وہ خدا کے حکموں پر استعمال کرے، ہر نبی ہر مسئلہ کے لئے نماز لائے، ایک یہ کہ نماز کو جاندار بنائے، حضرت امیر معاویہؓ کا واقعہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ تیرا پیٹ نہ بھرے (۲) خدا کی قسم آج وہی ہو رہا ہے جو خدا چاہ رہے کوئی دوسرا نہیں کر سکا سارے تجربات غلط ہو سکتے ہیں لیکن حضور ﷺ کے ارشادات غلط نہیں ہو سکتے، خاصیتوں کا وجود تسلیم ہے لیکن استقرار نہیں ہے، ایک یقین کی مشق ہے، نبی ایک عمل اور ایک دعوت لے کر آئے۔

نماز کی محنت: دوکان چلی گئی نماز بن گئی چیز چلی گئی نماز بن گئی گھاٹا نہیں ہوا، خلق کو دے کر خالق کو لیا، ایک کرتے

چھوڑنے کے لئے تیار نہیں خدا کے لئے یعنی غیر اللہ کو تمہیں چھوڑنا پڑے گا خدا کے لئے، ہر بات کے لئے خدا نے نماز دی محنت کر کے نماز بنالو پھر اللہ تمہارے ہو جائیں گے نبیوں نے کیا چیز دی ایک دعوت اور ایک نماز دی، ہم محنت کر کے نماز ٹھیک کر لیں گے تو سارا مسئلہ ٹھیک ہو جائے گا ساری دنیا اپنے آپ بدلے گی۔

بولنے کے لئے وہ محنت دعوت ہے جو میں کر رہا ہوں اس سے نہیں ہوتا اللہ سے ہوتا ہے، اللہ سے لینے کے لئے دو طریقہ ہیں، ایک متعارف راستہ اور دوسرا غیر متعارف راستہ ہے زارع اور زراعت دونوں سے موڑنا ہے، جن کو موڑنے کے لئے آئے تھے انھیں پر یقین آ گیا اپنی محنت پر بھی یقین نہ ہو۔

دعوت یقین کے ساتھ دینا ہے، جب تو نہیں جوڑا تو دوسرا کیا جوڑے گا اصل راستہ تو یہ تھا، اللہ کہتے ہیں سانپ سے کٹوائیں گے تو سمجھ میں نہیں آتا ہے، ایک راستہ مال کا ہے وہ اتنا ہو گیا ہے کہ ہر جگہ گھس گیا پیری میں مریدی میں تعلیم میں تصوف میں ہر جگہ مال گھس گیا جو کچھ قرآن نے بتایا وہ ہو رہا ہے، اگر پیسہ دیا جائے تو تبلیغ میں آنے والوں کی تعداد اتنی پیدا ہو جائے کہ جگہ نہ ملے اللہ اور رسول ﷺ کے واسطے سے بلایا جاتا ہے تو نہیں آتے کیا بات ہے؟ ایمان نہیں ہے، ساری کامیابی مال میں سمجھ رہے ہیں، اس لئے سارا قرآن زندگیوں سے نکل گیا اور نرے الفاظ رہ گئے، توکل، تقویٰ وغیرہ ان کے سامنے نہیں ہے، سب خدا کی مددوں سے محروم ہیں اس لئے کہ الفاظ ہیں خالی زبانی بول ہے پچاس برس پڑھتے ہو گئے اور تفسیر پڑھاتے ہو گئے، اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ کو، مگر ہر بات مال سے دکھائی دیتی ہے، جھوٹ پر کیا آفت آئے گی یہ نہیں دکھائی دیتی۔

قرآن وحدیث کے لفظوں کی حقیقت سامنے نہیں ہے اس لئے جس کو دیکھو اس کے سامنے مصیبت منڈلا رہی ہے بھیڑ بکریوں کی طرح آج مسلمان کی حیثیت ہے اس نے اللہ کے دین کو بے قیمت سمجھ لیا، اللہ نے بھی بے قیمت بنا دیا آج ہم مال کے مقابلہ میں عمل لاتے ہیں، تجارت زراعت کے مقابلہ میں عمل کا راستہ لاتے ہیں اپنے یقین اور پیسہ کے خرچ کو قرآن کے مطابق تیار کرو، اللہ رب العزت اپنی قدرت سے پالیں گے آج ساری چیزیں مال میں دکھائی دیتی ہیں، تمہاری حفاظت عملوں سے ہوگی، تمہارے دشمن عملوں سے ہلاک ہوں گے، چیزوں سے کچھ نہیں ہوتا آج جو کچھ مال کے راستہ سے مل رہا ہے وہ عمل سے ملے گا، یہ جب ہوگا کہ عمل کے مقابلہ میں عمل کریں گے قبر میں عذاب سے عمل سے بچیں گے، حشر کی سختیوں سے عمل سے بچیں گے، دنیا کی ترتیب عمل سے بنتی ہے اور بگڑتی ہے، روٹی کپڑا کھانا سب عمل سے ملے گا یہ ہے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ، جب تمہاری تعلیم حضرت محمد ﷺ کے طریقہ پر ہو تو اللہ اپنی قدرت سے پالیں گے، طالب علم چوری کرنے لگے نہیں بلکہ چور طالب علمی کرنے لگے، یہ بات نہیں کہ نمازی جھگڑا کر رہے ہیں بلکہ جھگڑا کرنے والے نمازی بن گئے، ساری خرابی کو ٹھیک کر کے ساری چیزیں چھوڑ کر نماز کی طرف آ جاوے، بنی اسرائیل نے نماز کی مشق کی جب سارے کام نماز پر آ گئے تب فرعون کو ڈبایا، ہمیں نہروں کی ضرورت نہیں پانی کی ضرورت پڑے گی تو نماز پڑھ کر اللہ سے کہہ دیں گے، بدر کے اندر ایک ہزار نے گھیر لیا تو حضور ﷺ نے نماز پڑھ کر مدد اتروائی (۳)، خندق میں کاہے سے بھگایا نماز سے

بھگایا (۴)، روٹی کے واسطے بھی نماز پڑھو ہر مسئلہ کے لئے نماز پڑھو، یقین بدلنے کی محنت ہے، آج مال کے اعتبار سے ترتیب ہے اسے عمل کی ترتیب پر لانا ہے، اللہ پالنے والے ہیں اللہ کی قدرت سے کب ہوگا جب تو ایسی نماز پڑھے گا جیسی محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے بتائی، جو تم کہتے ہو کہ نماز سے کیا ہوگا اس سے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین ہوتی ہے۔

ہر مسئلے کے لئے قرآن نے بتایا کہ حضرت زکریا علیہ السلام کو اولاد نماز سے ہوئی (۵)، اس آواز کو لے کر اٹھ لا الہ الا اللہ تاجروں سے کہہ کہ تجارت سے نہیں ہوتا بلکہ کرنے والی اللہ کی ذات ہے ہر شخص آزاد ہے جو چاہے کرے یہ بے دینی کی جڑ ہے، سننا اور ماننا اس کے بعد دین کی حیات کا مسئلہ ہے، اللہ کی وجہ سے سننا ہے، دین پر سب وعدہ ہے خالی نماز اور زکوٰۃ نہیں فرمایا، ساری چیزیں ٹھیک ہوں ساری شکلوں میں یقین ٹھیک ہو، الوہیت کے اعتبار سے یقین ہے لیکن ربوبیت کے اعتبار سے یقین نہیں ہے خالی الوہیت پر یقین لانا نہیں ہے بلکہ اٰمنت باللہ کماھو باسمائہ و صفاتہ، (۶) ہمارا یقین ہے کہ کمائی کی شکل سے پلتے ہیں تو ہم دعوت وغیرہ پر نہیں آئے، شکلوں پر یقین منکر بھی کرتا ہے مشرک بھی کرتا ہے اللہ بغیر شکلوں کے ہلاک کر دیوے ملک الموت سے موت نہیں آئی بلکہ اللہ تبارک تعالیٰ ملک الموت کی شکل سے موت عطا فرماتے ہیں بت کا یقین چھوٹا ہے اس کا مقصد صرف اس سے یقین ہٹانا نہیں ہے بلکہ ہر بنی ہوئی چیز سے یقین ہٹانا ہے اللہ پر یقین کرنا ہے شکلوں پر سے یقین ہٹانا، لا رب الا اللہ (۷) شکلوں سے پرورش نہیں ہے شکل سے حفاظت نہیں ہوتی یہاں تک جبرئیل تک سے حفاظت نہیں ہوتی یہ تیرا فیصلہ ہے کہ اللہ شکل سے دیں گے امر پر ترتیب ہوئی ہے شکلوں پر نہیں ہوتی اب وہ چیزیں حاصل کرو جس سے یقین بدل جائے، لوگ دوکان کی شکل بناتے ہیں اللہ کہتے ہیں اعمال کی شکل بناؤ ترتیب قائم کرو کب شکل میں لگنا ہے کب نہیں لگنا ہے دین دار نہیں ہے، نماز کے اندر اگر خدا کی مرضی نہیں ہے تو دین میں بے دینی ہے جب دین میں بے دین بنتا ہے تو ایسا ڈوبتا ہے کہ کوئی نکالنے والا نہیں ہے بدعتی کو توبہ کی توفیق نہیں ہوتی ہے (۸) اس لئے کہ عبادت سمجھ کر گناہ کرتا ہے، نبی عمل کی شکل بنانے کو کہتے ہیں امر اگر آجائے تو گل گلزار بن جائے، مچھلی کے پیٹ میں حفاظت ہو جائے (۹) اگر خلاف ہے تو انسان کے نیچے کا گھوڑا ہلاکت کا سبب بن جائے، تمہاری ترقی کے واسطے شکلیں ٹوٹی ہیں اس لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شکل پر بناؤ، آج ہم شکلیں دوسرے کی شکلیں توڑ کر بناتے ہیں۔

اب ہم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ پر آئیں گے تو وہ شکلیں ٹوٹیں گی، شکلیں حوادثات سے بھی ٹوٹتی ہیں شکلیں دونوں طرف سے ٹوٹے گی، ہماری پرواز کے لئے شکلیں ٹوٹیں گی اور ہمارے ختم ہونے کے لئے بھی شکلیں بنیں گی اگر اعمال کے راستہ سے شکلیں ٹوٹیں گی اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے شکلیں ٹوٹیں گی تو یہ شکلوں کا ٹوٹنا پرواز کا باعث ہوگا آخر دوسرے طریقے کے لئے شکلیں تو ٹوٹتی ہی رہتی ہیں۔

زندگی کی کامیابی کے لئے محنت کے دو راستے ہیں، ایک سفلی، ایک علوی، ایک راستہ کا رابطہ کائنات سے ہے دوسرے راستہ کا رابطہ خالق کائنات سے ہے جو گھٹیا راستہ ہے وہ مال کا ہے، اپنی زندگی غریب دکھائی دے رہی ہو خدا کے بجائے خدا کی مخلوق کو سامنے رکھے جس کا مطمح نظر مال ہو اس کا کوئی عمل مستقبل نہیں ہے انسان کے انحطاط کا راستہ ہے، اگر

چہ ظاہری طور پر مال ہو لیکن حقیقت میں وہ ختم ہو رہا ہے۔

دوسرا راستہ دعا کا ہے اپنی بلندی مال عزت جو کچھ تمہیں چاہئے اللہ سے لو اگر تمہیں عورت چاہئے اللہ سے مانگو یہاں تک کہ جوتے کا تسمہ (۱۰) یہاں تک کہ پوری دنیا کی حکومت، حضرت سلیمان علیہ السلام نے اللہ سے مانگی (۱۱)، دعا خدا کی ذات سے استفادہ کا نام ہے مال والوں کا کوئی اعتبار نہیں ہے کب بول جائے دعا والوں کے دل میں استقامت پیدا ہوتی ہے، ضعیف وقوت ہر حال میں ایک ہی بات ہوگی، دعا والے آدمی میں استقلال ہوگا مال والوں کا حال یہ ہے کہ آج یہ وزیر ہے تو اس کی ساری تعریف ہے سارے قصیدے ہیں اگر بدل گیا تو سارے قصیدے دوسرے وزیر کے لئے ہیں، دعا والوں کے واسطے یقین کا، اعمال کا ایک راستہ ہوگا، مثلاً نماز کا ایک معیار ہے عروج ذلت ہر حال میں، اس طرح دعا والوں کے حالات بدلتے نہیں، ایک لڑکی نے کہا کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ امیر المومنین بن گئے اب ہمارے بکریوں کا دودھ نہیں نکالیں گے لیکن امیر المومنین خلیفہ بننے کے بعد بھی دودھ نکالتے (۱۲)، دعا والے راستے میں پستی اور بلندی میں ویسے ہی رہے گا، دعا والا راستہ استقلال کا ہے خلیفہ ہونے کے بعد بھی ویسے ہی رہے۔

---

(۱) سورۃ طٰہٰ: ۱۲۵

(۲) البدایہ والنہایہ صفحہ ۱۱۴ جلد ۸

(۳) حیاۃ الصحابہ صفحہ ۶۱۹ جلد ۱

(۴) حیاۃ الصحابہ صفحہ ۶۱۸ جلد ۱

(۵) سورۃ آل عمران: ۳۹

(۶) میں اللہ تعالیٰ پر ایمان لایا اسی طرح جیسے اس کے اسماء وصفات ہیں،

(۷) اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی پالنے والا نہیں۔

(۸) کنز العمال صفحہ ۲۲۱ جلد ۱

(۹) جیسا کہ حضرت یونسؑ کی ہوئی۔

(۱۰) کنز العمال صفحہ ۶۵ جلد ۲

(۱۱) سورۃ ص: ۳۵

(۱۲) حیاۃ الصحابہ صفحہ ۷۵۰ جلد ۲

مدرسہ تاج الاسلام میں طلباء سے خطاب

{ یکم رجب ۱۳۸۲ھ مطابق ۲۹ رنومبر ۱۹۶۲ء }

بمقام: مدرسہ تاج الاسلام، بروز جمعہ

اقتباس

دوسروں کا علم تو سونے اور اٹمیات میں بتاتا ہے ہمارا علم محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں بتاتا ہے، اگر تمہارے اعمال محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق ہوجائیں تو تم کو دعاؤں سے کامیاب کردیں گے، خندق کے واقعات کافر سارے بھاگ گئے یہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے ہوئے، فرشتے سوار ان کی شکل میں آئے اور سب کو بھگا دیا جو بھی ان کے عمل سے خارج ہوں ان کے مقابلے میں یہ بتاتا ہے، ادنیٰ مرجعیت انسانوں کی محبت دنیا کے نظاموں میں تغیر وتبدل آجائے گا اگر چاند گرہن ہوجائے دعا نماز پر مانگو تو اللہ تعالیٰ اس حالت کو بدل دیں گے، محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اعمال اس قدر طاقت رکھتے ہیں کہ عالم کے بدلنے کی صلاحیت رکھتے ہیں، جو مادے کی شکل کے آج کے حالات ہیں ان کو بدلنے کے لئے ویسے ہی نماز ہے جیسے چاند گرہن کو بدلنے کے لئے نماز دعا مانگتے ہیں، کسی کو سائنس آجائے اٹمیات کے ایسے راز آجائیں کہ دوسرے نہیں جانتے پھر وہ اپنے اس علم کو محنت کر کے زبردست فائدے اٹھا سکتے تھے مگر انھوں نے اپنی زندگی مصیبت میں اور غربت میں ڈال دی اسی طرح محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے رازوں کو معلوم کر کے اور اس پر اپنی زندگی نہ بنائی اور ان سارے رازوں پر اپنی زندگی نہ اٹھائی اور ان سے کوئی فائدہ حاصل نہ کیا محنت کرے ان اصولوں کو اپنے علماء نے حاصل کیا ہے، ان کو اب عملاً حاصل کیجئے اور دوسروں تک پہنچایئے۔

بعد خطبۂ مسنونہ فرمایا کہ:

بھائی دوستو بزرگو! اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے محنت کر کے اپنے میں پیدا کر لئے جائیں جیسے ان کے زمانے میں ان علوم پر عمل کرنے سے مسلمان ساروں پر چھا گئے تھے، آج بھی مسلمان اپنے اندر وہ طاقت پیدا کر سکتا ہے، جب یہ تمہاری زندگی بنے گی تو یہ زمانے کے باطل کو ختم کرے گی، بادل، ایٹمیات وغیرہ یہ انسان مصائب کی وجہ سے کر رہے ہیں، انسانیت کی وجہ سے نہیں کر رہے ہیں، دجال باطل طاقتوں کے عروج کی آخری حد ہے وہ کہے گا زمین سونا نکال وہ بادل کو کہے گا بارش

برسا، وہ اپنے حکم سے زندہ کرے گا وہ ایک علاقہ میں پہنچے گا سرسبز علاقہ ہے علاقے والوں کے انکار پر زمین خشک ہو جائے گی جانوروں میں ہلاکت کی نوبت آئے گی اور اسی طرح اس کے بالمقابل یہ وہ بغیر مادے کی مدد سے ہوگا وہ مادے سے اگلی طاقت دجال والی سے کام کرے گا، مہدی اور عیسیٰ علیہ السلام جب صحیح یقین کی طاقت کو لے کر اٹھیں گے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر چلیں گے تو پھر باطل طاقتیں پاش پاش ہو جائیں گی (۱) باطل طاقتیں اللہ تعالیٰ جب اور جس طرح چاہیں ختم کر دیں اور ان کی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے ایمان کو یقین کے ذریعے سے جو اعمال ہیں ان کا یہ مقابلہ نہیں کر سکتے۔

احکامات قرآن میں ہیں اور اس کے امثال کی شکلیں بخاری میں ہیں، اس حکم کی تفصیل ملے گی قرآن و بخاری مل کر وہ طریقہ بتاتا ہے جو باطل چاہے کسی شکل میں ابھر آئے تو اللہ تعالیٰ کے احکامات اور شکلیں بخاری سے نظر آئیں اور اس پر محنت کرنے کے لئے اٹھ کھڑے ہوں تو اللہ تعالیٰ پورے عالم کے باطل کو ختم کر کے دکھا دیں گے ایسے ہی ہوگا جیسے موسیٰ علیہ السلام نے اپنے عصاء سے جادوگروں کو ختم کر دیا (۲) اس طرح محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ باقی سب طریقوں کو عصائے موسیٰ علیہ السلام کی طرح ہضم کر جائے گا آخر زمانہ میں مہدی سے یہی چیز اٹھے گی ایک طرف دجال جیسی طاقت اور دوسری یاجوج ماجوج والی طاقت لڑے گی، جب ایک چیز آخر تک چلتی ہے تو اب بھی ہوگا کیسے نہیں ہوگا یہ بتا دیئے ہیں کہ یہ راستہ طاقتور ہے اب یہ فقط ہماری محنت پر مدار ہے (منحصر) ہے، وہ پہلے والے مناظر قائم کر سکتے ہیں اور اگر ہم نے محنت نہ کی تو قیامت میں شرمندگی ہوگی کہ کیوں نہ ہم نے اس طریقے کو اختیار کر کے طاغوتی طاقتوں کو توڑ دیا، دین کی ذاتی طاقت سے استفادہ ہے، زمین آسمان اور جو کچھ اس کے درمیان ہے یہ ساری طاقتیں کام خدا کی قوت سے کر رہی ہیں، براہ راست اللہ تعالیٰ کے ارادے اور مشیت سے ہو رہا ہے اور اللہ تعالیٰ کی ذات کے اندر جو قوت و صفات ہیں ان سے استفادہ ہو جائے گا اگر ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے پر چلیں گے اگر علم حاصل کرنے کے بعد اس پر چلیں گے اور اس پر یقین آ جائے ہمارے ایمان و عمل میں مطابقت ہو اور پھر ہماری معاشرت اس کے مطابق ہو، علم صحیح ہو یقین محمد صلی اللہ علیہ وسلم والا اور طریقہ وہی جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بتایا ہو پھر خدا تعالیٰ اپنی مشیت کی قوت کو ظاہر کریں گے اور باطل کو دور کریں گے اگر ایک طبقہ بھی تیار ہو جائے گا۔

دوسروں کا علم تو سونے اور اٹمیات میں بتاتا ہے ہمارا علم محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں بتاتا ہے، اگر تمہارے اعمال محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق ہو جائیں تو تم کو دعاؤں سے کامیاب کر دیں گے، خندق کے واقعات کافر سارے بھاگ گئے یہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے ہوئے، فرشتے سوار ان کی شکل میں آئے اور سب کو بھگا دیا (۳) جو بھی ان کے عمل سے خارج ہوں ان کے مقابلے میں یہ بتاتا ہے، ادنیٰ مرجعیت انسانوں کی محبت دنیا کے نظاموں میں تغیر و تبدل آ جائے گا اگر چاند گرہن ہو جائے دعا نماز پڑھ مانگو تو اللہ تعالیٰ اس حالت کو بدل دیں گے (۴) محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اعمال اس قدر طاقت رکھتے ہیں کہ عالم کے بدلنے کی صلاحیت رکھتے ہیں، جو مادے کی شکل کے آج کے حالات ہیں ان کو بدلنے کے لئے ویسے ہی نماز ہے جیسے چاند گرہن کو بدلنے کے لئے نماز دعا مانگتے ہیں، کسی کو سائنس آ جائے ایٹمیات کے ایسے راز آ جائیں کہ دوسرے نہیں جانتے پھر وہ اپنے اس علم کو محنت کر کے زبردست فائدے اٹھا سکتے تھے مگر انھوں نے اپنی زندگی مصیبت میں اور غربت میں ڈال دی اسی

طرح محمد ﷺ ہمارے رازوں کو معلوم کر کے اور اس پر اپنی زندگی نہ بنائی اور ان سارے رازوں پر اپنی زندگی نہ اٹھائی اور ان سے کوئی فائدہ حاصل نہ کیا محنت کرے ان اصولوں کو اپنے علماء نے حاصل کیا ہے، ان کو اب عملاً حاصل کیجئے اور دوسروں تک پہنچایئے، دنیا کے مسئلے ہر ہر جگہ الجھے ہوئے ہیں مگر ان مسائل کا حل کسی کے پاس نہیں، اللہ تعالیٰ سے یقین کائنات کے مخالف اور یقین جو چیزوں کے راستے سے ہو پہلا یقین صحیح یقین ہے۔

بدر کا واقعہ یہی ہے فرعون جس کے پاس سب کچھ نظر آئے گا اور موسیٰ علیہ السلام کا وقعہ بتا رہا ہے کہ اگر تم اللہ تعالیٰ پر یقین کرو اور اس یقین سے عمل کرو گے تو کامیاب ہو جاؤ گے حالانکہ تمہارے پاس کچھ نہیں یہ مقابلہ والا یقین نکل گیا چیزیں ہوں گی تو پھر اللہ تعالیٰ ہمیں کامیاب کر دیں گے، پورے مسلمان مٹھی بھر غیر مسلموں سے مرعوب، مالیات سے نہیں پلا کرتے، کرتے تو اللہ تعالیٰ ہیں مگر چیزوں کے راستے سے کرتے ہیں، یہ بنے ہمارا یقین، یہی یقین کافر کا ہے ہمارا یہود ونصاریٰ اور مشرکین کا ایک چیز میں اتحاد و یقین ہو گیا، اللہ تعالیٰ سے ہوتا ہے چیزیں ہوں یا نہ ہوں تم ساری دنیا بھر سامان لے آؤ ہم کر کے دکھا دیں گے کائنات، مال، سونا، چاندی ان ساری مادی طاقتوں سے نہیں ہوتا ہمارا کام ان کے بغیر چلے گا کرنے والا یہ نہیں، کرنے والا کرتا ہے، قدرت خدا کی اللہ تعالیٰ ایک طرف تو درخت بنا رہے ہیں دوسری طرف توڑ دیتے ہیں اور اپنی قدرت سے پرورش کرتے بھی ہیں اور بگاڑتے بھی ہیں، اللہ تعالیٰ تو امر سے ہی کرتے ہیں امر میں موجود ہے، اللہ تعالیٰ امر دیں عزت کا اور یہ عزت بن کر دنیا میں پھیل جائے گا اللہ تعالیٰ کی قدرت اور صفت مخلوق نہیں (۵)۔

زمین و آسمان کے بنانے میں اللہ تعالیٰ کے دلائل ہیں اور ان کے ٹوٹنے میں بھی اللہ تعالیٰ کے دلائل ہیں، دنیا کی حقیقت مکھی کے پر کے برابر قیمت نہیں (۶)، علم دیا جاتا ہے بہت بڑی چیز کے لئے، ہم پرورش حفاظت غنیٰ کی کوشش محمد ﷺ کے طریقے پر کریں، اگر ہوائی جہاز کا پٹرول ختم ہو گیا تو سارے بیل پٹرول کے بغیر اس ہوائی جہاز کو نہیں چلائیں گے بیل چلائیں گے تو بیل گاڑی چلائے گا، یہ اسلامی اعمال کائنات پر چلائیں گے تو ہوائی جہاز ڈھاکہ تک چکنا چور ہو جائے گا اس وجہ سے دہریہ اور منکر خدا ہمارا مذاق اڑا رہا ہے وہ کہتا ہے اپنے خدا کو پکار کے بتاؤ کیا ہوتا ہے؟ اس طرح روس نے کہا تھا کہ ہم نے اپنے ملک سے خدا کو نکال دیا یہ ضروری ہے کہ ہم اس عمل کی طاقت سے کر کے دکھائیں، بخاری کے علوم قدرت کی بنیاد پر ہیں مادے کی بنیاد پر نہیں، اللہ تعالیٰ کی قدرت سے مزہ حاصل کرنا ہمارا مطمح نظر ہو اس کے لئے اللہ تعالیٰ نے ہمیں نماز اور دوسرے اعمال دیئے، اگر ان لائین سے مشکلات کو عبور کرو گے تو پھر تمہاری زندگی کامیاب ہو گی، اسی بخاری سے تمہاری تربیت ہو گی یہ سارے اعمال اعمالِ انبیاء میں سے ہیں ان اعمال انبیاء ہی کی مشق کرنے کے لئے مسجدیں بنائی گئی ہیں، اگر اللہ تعالیٰ کی قدرت کے یقین پر یہ اعمال کئے جائیں تو پھر انھیں عملوں میں سے اور عمل نکلیں گے معاشرے کے علوم اور خرچ کے یقین ہمارا یقین بنے اس لئے ہم دعوت دیں گے اللہ تعالیٰ اپنی قدرت سے بحری اور بری نقشوں کو بدلیں گے، دعوت دیتے دیتے یہ یقین جب دلوں میں اترے گا اور اسی یقین پر اللہ تعالیٰ اپنی قدرت سے کر کے دکھلائیں گے اس کے پاس سب طرح کی قدرت ہے ہم میں استعداد پیدا ہو جائے کچھ دن اسی زندگی پر جم کر چلیں

گے چاہے کچھ ہی ہو جائے تو پھر عالم میں تبدیلی آئے گی، حکام، مالدار، غریب جتنوں کے حصوں میں سعادت لکھی ہوگی وہ سب چل کر آئیں گے جب ہم سارے نقشوں سے ان کی طرف متوجہ ہو جائیں، سمجھیں کہ یہ باطل یقین مکڑی کے جالے کے علاوہ کچھ نہیں اور باقی خود جھک آئیں گے کسی خوشامد کی ضرورت نہیں۔

اور اگر وہ نہیں کرے گا تو پھرنا کامیاب ہوگا، یہ طریقے کائناتی نقشوں سے یقین کے بجائے ایمانی طریقوں پر چلتے ہیں یہ ایمان ویقین محنت ومجاہدوں سے آئے گا جب ایسا ہوا تو قدرت سے اپنے کیا کیا تماشے کرائے اب سب ان کی بات مانیں گے کسی طبقے میں یہ اٹھ جائے پھر تو خدا کھینچ کھینچ کر لائے گا جس کو ایک سجدہ کی توفیق نہیں وہ اسلام کیسے چلائے گا اگر ہمارا یقین ہے تو ہم اسلام کو کیسے چلائیں گے ایک طبقہ بھی کائنات کے مقابلے میں اللہ تعالیٰ اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر یقین کرے محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک انگلی کے اشارے سے چاند کو دو ٹکڑے کر دیا (۷)، چاند تک جانا اور چاند کے دو ٹکڑے کر دینے میں بڑا فرق ہے، یہ انگلی کا نماز میں اٹھانا اس کی طرف اشارہ ہے کائنات کے مقابلے میں اللہ تعالیٰ اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا یقین کائناتی نظام اعمال پر بدلیں گے، محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک ذات سے جو اعمال سرزد ہوئے ہیں ان سے ہوگا کائنات سے نہیں ہوگا اب جو ہو رہا ہے تو کیوں ہو رہا ہے ان کی خفگی کی وجہ سے ہو رہا ہے جیسے شہزادے کو بادشاہ بھنگی کے کام میں لگائے یہ عتاب کی صورت ہے، سب پڑھے ہوئے اور بے پڑھے ہوئے کوشش کریں، صحابہؓ کا واقعہ نماز پڑھ کر پانی کے لئے دعا کی اور ہاتھ نیچے نہیں کئے جب تک پانی پھٹ کر باہر نہیں آئے گا (۸) اس طرح دعوت اپنی جگہ پر پہنچے گی، دعوت کیسے چلے جب دعوت اور اس کا یقین برابر ہوگا آج تو ہم دعوت نہیں دے رہے دعوت سیکھ رہے ہیں دعوت اور نماز پڑھ کر سیکھنا آجائے تم میں بصیرت پیدا ہو جائے سو سو آدمی بھیج دو گے انگلستان اور امریکہ۔

شیر آگے آگے چل پڑا اور راستہ دکھایا (۹) اس یقین پر پہونچیں تو پھر ملکوں میں جا کر دعوت دینی شروع کر دو تو پھر اگر وہ نہیں مانیں گے تو اللہ تعالیٰ خود ان کو تابع کر دیں گے تھوڑے مجاہدے اور تکلیفیں اور مشقت اٹھالو پھر اس کے بعد کچھ نہیں چاہئے مجاہدہ نہ کرو گے تو پھر اصل یقین حاصل نہیں ہوگا وہ دل کو چیرنے والی بات نہیں ملے گی جو کچھ بنا وہ خدا ہی سے بنا ہے اس کا یقین اللہ تعالیٰ ہمارے دلوں میں چاہتے ہیں خداوند قدوس اپنی قدرت سے چاہتے ہیں زمین، مال، دکان دیتے ہیں اور جس سے چاہتے ہیں لے لیتے ہیں اللہ تعالیٰ کامیابیوں اور ناکامیابیوں راحت اور خوف جو حالات آرہے ہیں خدا کی طرف سے آرہے ہیں، کسی کا پیٹ کا درد ہے اللہ تعالیٰ کی قدرت سے اور کوئی دور کرنا چاہے تو وہ اللہ تعالیٰ کی قدرت سے حالات تابع ہوئے خدا کی قدرت اصل ہوئی چاہے تمہارے پاس چیزیں ہوں یا دوسروں کے پاس ہوں اسے خدا سمجھا دے، جب ایمانی حالات دل میں آجائیں تو پھر اللہ تعالیٰ عزت کے حالات لائیں گے اور ایسے یقین پر انسان پھلے گا اور پھولے گا انسان جدھر چلے کامیابی نظر آئے گی، انسان کے اندر ایک یقین کا مادہ رکھا ہے جس پر محنت کرتا ہے اسی کا یقین بن جاتا ہے۔

سب سے پہلے پانی بنایا پھر جہاں بیت اللہ بنا ہے وہاں ایک بلبلہ بنایا پھر اسے پھیلایا تو زمین بن گئی (۱۰)، پھر وہاں بیت اللہ شریف کی چار دیواری بنادی جو کچھ دنیا میں بنا ہوا دیکھ رہے ہو یہ خود کچھ نہیں ہے یہ ہماری قدرت کا مظاہرہ

ہے، ریت پر ایک عورت اور ایک بچے کو پال کر دکھلا دیا (۱۱) کہ پرورش کا سلسلہ خدا کی قدرت میں ہے اور چاہے تو پرورش کے نقشوں کے اندر پرورش کی شکل بگاڑ دے، دنیا کے حالات موافق یا مخالف ہوں گے وہ خدا کی قدرت سے ہوں گے، تیسرے درجہ میں ابرہہ جو ہاتھی لے کر بیت اللہ شریف کو گرانے آیا تھا اسے ہلاک کر کے بتلایا (۱۲)، محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک یتیم اور غریب گھرانے سے اٹھا کر اسے عالمی اسکیم دے کر کامیاب کر کے دکھلایا اور بیت اللہ کو مرکز قرار دیا (۱۳)، جہاں بھی ہو اپنی جگہ پر مسجد بنالو جو کام کرو اور جہاں رہو مسجد کے اندر رہ کر عملوں کے کرنے کو سیکھو، اعضائے عمل تمہارے پاس ہیں اور وہ سب میں برابر ہیں اور جو عمل کرو اگر خدا کی قدرت سے فائدہ حاصل کرنا چاہتے ہو تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا پورا اتباع کرو، اللہ تعالیٰ اپنی قدرت سے تمہیں کامیاب کر دیں سارے عمل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اعتبار سے ہونے چاہئیں، اگر کامیاب ہونا چاہتے ہیں اسی کے لئے اذان ہے، اللہ تعالیٰ کی بڑائی اللہ تعالیٰ سے ہونے اور نہ ہونے کی بنیاد پر اور اللہ تعالیٰ کے بڑے ہونے کی بنیاد پر اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بڑائی کے یقین پر عمل کرو اب سب کو آواز ہے کہ تم آجاؤ جو کچھ تمہارے پاس ہے اس سے دھوکہ نہ کھاؤ بلکہ اپنی کامیابی کے لئے مسجد میں آجاؤ۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز سے پہلے مسجد میں اور چند اعمال بتائے تھے جس میں ایمان کی زندگی وجود میں آیا کرتی تھی مسجد میں دعوت دو اور سنو اللہ تعالیٰ کی ذات اور صفات کے بارے میں سنو یہاں ملائکہ کے تذکرے سنو ان انبیاء کے تذکرے سنو کیسے ان کی کوشش میں اللہ تعالیٰ نے انھیں کامیاب کیا، اچھے اور برے عمل اور ان کے فضائل اور نقصان پھر اللہ تعالیٰ کے دھیان کی مشق کرو ان چار کو سن کر دل میں ایک خاص قسم کا یقین ہوگا پھر آپ کو خالی نماز میں سب کچھ نظر آئے گا تخت سلیمانی (۱۴) کھانے (۱۵) بچوں کا بانجھ عورت سے پیدا ہونا (۱۶) یہ سب نماز پر ہوا آپ کو سنتے سنتے عملوں کا علم آجائے یہ نماز ساتوں زمین و آسمان سے قیمتی ہو نماز جس میں خدا کا دھیان قائم ہو جائے ایسی نماز پڑھو تو خدا کی قدرت سے ملنا شروع ہو جائے گا جو کچھ قرآن میں انبیاء کے قصے ہیں یہ سب نماز کے قصے پر ہے نہ نیت ٹھیک ہو نہ روح کی طاقت پیدا ہو ایسی نماز سے مشکل آتی ہے، بنی اسرائیل کو نماز سکھانے کے لئے موسیٰ علیہ السلام نے حکم دیا تا کہ ان کی تمام تکلیفیں ختم ہوں پہلے نماز کے سارے اجزاء کا علم آجائے، پھر فضائل کا علم آجائے، مسائل کی صحیح شکل ہو پھر اسے سرمایہ بنا سکتا ہے اور کسی چیز سے نہیں بنا سکتا اگر عمل خراب ہو گئے تو خدا کی قدرت مقابلے میں آگئی پھر ساتوں زمین و آسمان سے بھی کام نہیں بنے گا اور پانچ دفعہ آنا ضروری کر دیا پانچ دفعہ کوئی چیز فرض نہیں مگر اپنے ایمان اور نیت کو پانچ دفعہ ٹھیک کرنا ضروری قرار دیا اور اس رخ سے کرو گے تمہارا دل چیزوں سے خدا کی طرف پھر جائے مسجد میں چار چیزیں پہلے سیکھی جائیں گی، نماز ان چار پر آجائے گی تو نمازیں ٹھیک ہو جائیں گی اب کمائی پر بھی چار چیزیں آئیں گی، پھر کمائی ٹھیک ہو جائے گی۔

اگر اپنی تجارت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے پر آئے تو انبیاء اور ان کے ولیوں کے ساتھ اٹھایا جائے گا (۱۷) اسی طرح زارع کا حال ہے، اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقوں پر آگئی تو ہر دانہ پر صدقہ کا ثواب ہوگا (۱۸)، یقین، صحیح علم، دھیان اور اخلاص خرچ پر لگاؤ، اپنے گھر والوں پر بھی خرچ کرنا ہے اور جو محتاج ہے ان پر بھی خرچ کرنا ہے یوں کہو کہ یہ زندگی دنیا کے انسانوں

کی زندگی بنانے کے لئے ہے، اب یہ تمہارا گھر خدا سے استفادہ کا گھر بن گیا، اب دوسرے ملکوں اور علاقوں سے ملنا ہے جو اختلاط ہوگا قوم، زبان، خاندان کے اعتبار سے معاشرت نہ بناؤ، مسجد سے معاشرت کا علم لو اور یہاں سے سیکھو انصاف کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ کا حکم جس کے ساتھ چلنے کا ہے اسی کے ساتھ چلئے اگرچہ اپنا رشتہ دار کیوں نہ ہو اگر یہ زندگی آ گئی تو جو مصیبت آئے تم نماز پڑھ کر اللہ سے مانگو تو ان آفتوں سے بچ جاؤ گے اور آخرت میں ساتوں زمین و آسمان سے بڑی جنت ملے گی، آج کل ایمان، علم دھیان، نماز کمائی خرچ اور اخلاص اور معاشرت نہیں سیکھی تو پھر جب تکلیف آئے گی تو دعائیں مانگیں گے منہ پر پھینک دی جائیں گی، دعا محنت کی چیز ہے جو صحیح محنت کر کے سیکھا ہے ان سب کو با اعتبار محنت وصفتوں کے مطابق کرے، اب اللہ تعالیٰ کہے گا مانگ جو مانگتا ہے جو ان نقشوں پر محنت کریں گے تو ان کی دعائیں قبول کرنے کا وعدہ ہے، اب مسجد میں رات کو تالے لگائے جاتے ہیں تا کہ کوئی مسلمان چرا کر نہ لے جائے یہ بازاریوں والی مسجدیں بنا دیں۔

بڑھیا اور باز کا واقعہ بادشاہ نے سارے شہر میں یہ کہلوایا کہ جب نا اہلوں کے ہاتھ کوئی چیز آتی ہے اس کی یہ حالت ہوتی ہے یہی حالت ہم نے مسجدوں کی کر دی ہماری مسجدوں میں ایمان کے حلقے علم کے حلقے دھیان اور نماز اور رو رو کر اللہ تعالیٰ سے مانگنا نہیں رہا، ساری دنیا کے خطرات جو آ رہے ہیں وہ اس مسجدوں کے ماحول کے بنانے سے دور ہوں گے تا کہ یقینوں کی قوت کا رخ پڑے، مسلمانوں اور غیر مسلموں دونوں کے لئے یہ بہتری کا باعث ہوگا اور ہماری کشتی اس بھنور سے نکل جائے ہمت کر کے چار چار مہینے کا وقت لگاؤ، آقا کا باغ اجڑا ہوا ہے تو تمہاری غلامی کا کمال یہ ہے کہ ہم اسے ٹھیک کرنے کے لئے وقت دینے والے بنیں۔

---

(۱) سورۃ آل عمران: ۱۳۹
(۲) سورۃ الشعراء: ۴۵
(۳) حیاۃ الصحابہ صفحہ ۴۸۷ جلد ۳
(۴) کنز العمال صفحہ ۴۳۳ جلد ۸
(۵) التحاف السائل بمافی الطحاویہ من مسائل صفحہ ۱۰۸ جلد ۱
(۶) کنز العمال صفحہ ۱۹۵ جلد ۳
(۷) البدایہ والنہایہ صفحہ ۷۴ جلد ۶
(۸) البدایہ والنہایہ صفحہ ۳۲۲ جلد ۶
(۹) حیاۃ الصحابہ صفحہ ۸۳۶ جلد ۳
(۱۰) سبل الھدیٰ صفحہ ۲۸۱ جلد ۳
(۱۱) سورۃ ابراہیم: ۳۷
(۱۲) دیکھئے سورۃ فیل
(۱۳) سورۃ البقرہ: ۱۲۵
(۱۴) سورۃ ص: ۳۵
(۱۵) سورۃ المائدہ: ۱۱۴، ۱۱۵
(۱۶) سورۃ آل عمران: ۳۸، ۳۹
(۱۷) کنز العمال صفحہ ۷ جلد ۴
(۱۸) کنز العمال صفحہ ۸۹۱ جلد ۳

احکام کا مزاج حاصل کرو

{۱۴ شعبان ۱۳۸۲ھ مطابق ۱۱ جنوری ۱۹۶۳ء}

بروز جمعہ، بعد فجر

اقتباس

چوبیس گھنٹے کی زندگی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ پر گزرے گی، حلال مال دوسروں پر سلیقہ سے لگانا، مال جان دوسروں پر لگانا، تقاضے دبا کر لگایا، تو یہ عمل قیمتی ہوگا، آخرت میں بھی ملے گا دنیا بھی جھکے گی، اس وجہ سے ان چار کے بہت فضائل ہیں، اس چاروں کا مزاج حاصل کرنا باتوں سے، ان چاروں کو کلمہ والے یقین پر، علم کی شکلوں پر، اللہ کے راضی کرنے کے واسطے، اللہ کے دھیان کے ساتھ، اخلاص ہو، خدا کا دھیان ہو خدا کا یقین ہو، علم خوب ہو 'من اولہ الی آخرہ عمل کی شکل محمد صلی اللہ علیہ وسلم والے طریقے پر ہو، گھر سے چلنے سے نماز پڑھ کر گھر کو واپس جانے تک کا ہر عمل محمد صلی اللہ علیہ وسلم والے طریقے پر ہو، نظر نیچی، آداب وضوء پر یقین کرو، وضوء ہتھیار ہے ایسے ہتھیار والا گھبراتا نہیں ہے، اب میں بھی نہ گھبراؤنگا کہ دعا والا ہتھیار مل گیا، سنتوں کا ہر جگہ لحاظ ہو ہر چیز محمد صلی اللہ علیہ وسلم والے طریقے پر ہو، سارے وقت میں خدا کا دھیان ہو، صرف خدا کو راضی کرنے کی نیت ہو، ایسی نماز سے جان لگانے کا مزاج بنے گا، مسجد ہی سے افطار تک کا روزہ کلمہ والے یقین، خدا کو راضی کرنے، محمد والی شکل، خدا کے ذکر کے ساتھ، حرام لقمہ نہ ہو، بے کار بات نہ ہو، خوب نماز و قرآن، تلاوت و دعا ہو، اس سے تقاضے دبانے کا مزاج پیدا ہوگا۔

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم۔

میرے بھائیو اور دوستو!

اسلام ایک عملی زندگی ہے جس کا چوبیس گھنٹے کے سارے عملوں سے تعلق ہے، وہ عمل جونسے بھی عضوء سے صادر ہوں، خوف امن، عیش، سردی، گرمی، فقر، ذلت، عزت، مصیبت کے سارے ہی حالات میں اعمال کی پابندی کے ساتھ ۲۴ گھنٹے گزارنا اسلام ہے، ایک ایک عمل اتنا قیمتی ہے کہ ساتوں زمین آسمان سے بڑی جنت اس کے عوض میں ملے، مشہور ہے

کہ ایک رنڈی کو جنگل میں پیاس لگی، کنویں میں اتر کر پانی پیا، باہر نکلی تو دیکھا کہ ایک کتا پیاس کی شدت سے تڑپ رہا ہے، اسے یہ دیکھ کر اپنی پیاس کی تکلیف یاد آئی، اس پر وہ واپس گئی، کچھ اور تھا نہیں، چمڑے کا موزہ نکال کر اس میں پانی بھرا، اس موزہ کو منہ میں پکڑا، ہاتھوں پیروں سے باہر نکل کر کتے کو پلایا، اس پر اللہ نے اسے جنت ہی دیدی (۱)، اول تو پانی پلانا بہت بڑا عمل ہے، اس پانی پلانے کے لاکھوں درجہ ملیں گے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو، ابراہیم علیہ السلام کو، انبیاء کو، پھر صحابہؓ کو، پھر اولیاء کو، پھر عام مسلمانوں کو، پھر عام انسانوں کو پھر جانوروں کو پلایا جائے، سب سے گھٹیا کتے کو پلانا ہوگا، اس سے آگے سور کو، خود پانی پلانا بڑا عمل نہیں ہے، اور یہ اپنی نوعیت کا گھٹیا درجہ ہے، اس چھوٹی نیکی کے لاکھویں درجہ کا یہ انعام ہے، تو ۲۴ گھنٹے کی زندگی جب صحیح گزرے تو اس کے انعامات کا اندازہ لگانا مشکل ہے، بعض اعمال بعض پر موقوف ہیں کہ وہ حاصل ہوں تو اگلے ہوں گے ورنہ نہیں، جیسے وضو نہ ہو تو نماز نہ ہوگی، وضو ہوا تو نماز ہو سکے گی (۲)۔

موقوف علیہ عمل کی بہت قیمت ہے، موقوف علیہ عمل نماز، روزہ، حج، زکواۃ ہیں، یہ چاروں اسلامی زندگی کے عناصر اربعہ ہیں، ان کی بہت قیمت بتائی گئی ہے، نماز میں جان لگانا، روزہ میں تقاضے دبانا، زکوۃ میں مالیات کا خاص طور سے خرچ، حج میں مال جان دونوں کو خاص طور سے خرچ کرنا ہے، ان چار قیمتوں کے اعمال ہوں گے، زکوۃ مخلوق پر مال لگانا، نماز میں اللہ کے واسطے اللہ پر جان لگانا ہے، دونوں مال، جان کے دوسروں پر لگانے کے درجہ بنیں گے، تقاضے ادا کر کے یا تقاضے دبا کر کے، ایسے ہی مال وجان میں سے کسی ایک کا تقاضے دبا کر یا تقاضے پورے کر کے جان لگانا ہے، جس میں تقاضے ہوں گے وہ اعلی ہوگا، مثلاً ایک شخص نے بھوک پیاس کی وجہ سے کھایا اور پیا، دل چاہنے پر عورت، پھل وغیرہ استعمال کر لیا، سارے تقاضے پورے کر کے نماز پڑھ لی، دوسری شکل یہ ہے کہ روزہ کی وجہ سے پانی، کھانے، پان، حقہ کے تقاضوں کو دبایا پھر نماز پڑھی یہ پہلی نماز سے اونچی نماز ہے اس وجہ سے فضائل میں نماز رمضان کے اندر والی کی بہت قیمت بڑھائی گئی ایک سجدے پر نا معلوم کتنی حوریں ملیں کہ تقاضے دبا رہے ہیں، ایسے ہی رات کو سو کر راحت کی، صبح کو کھا پی کر عبادت کو گئے، صبح کو تدفین میں پہنچے، ایک یہ ہے کہ رات کا سونا چھوڑ کر عبادت وتدفین کو گئے، یہ پہلے سے اونچا ہے، کسی تقاضے کی آواز لگی کھانا کھاتے ہوئے، اب کھا کر جائے یا اسی وقت، دونوں میں فرق ہے، شادی وغیرہ کے تقاضے پورے کر کے دوسروں پر لگایا اس سے اعلی یہ ہے کہ تقاضے دبا کر دوسروں پر لگائے۔

فضائل حج میں اور تھوڑے سے فرق کے ساتھ دوسرے صاحب کا قصہ ہے، میں حج کے لئے چلا، ایک جگہ پڑاؤ پر میں نے دیکھا کہ برقعہ پوش عورت کوڑی سے مردہ مرغیاں اٹھا رہی ہے، میں پیچھے چلا، وہ گھر میں گئی، انھوں نے دروازے سے دیکھا تین چار عورتیں مرغی پر جمع ہوگئیں، پر نوچے، پکانا شروع کیا، انھوں نے چیخ مار کر کہا کہ صرف ایک مذہب کے سوا سب مذاہب میں مردہ حرام ہے، اس پر لڑکیوں نے آکر کہا کہ تم ہمیں مسئلہ بتاتے ہو حالانکہ وہ سب مسائل ہمارے گھر سے چلے ہیں، ہم سادات ہیں، ہمیں یہ مسئلہ معلوم ہے کہ چوبیس گھنٹے کے فاقے کے بعد مردار حلال ہو جاتا ہے، ہم پر تو تین دن گزر چکے ہیں یہ اپنے مال سے سارا سفر کا خرچ لا کر دے دیا خود ٹھہر گئے قافلے چلے گئے حج گزر گیا، قافلے واپس آنے

لگے، یہ باہر جا کر کھڑے ہو گئے، انھیں بہت حسرت تھی کہ لوگ زیارت حرمین سے فارغ ہو کر واپس آ رہے ہیں میں ان سب سے محروم رہا، پہلے قافلے کو کہا اے حجاج السلام علیکم، اس پر جواب ملا وعلیکم السلام تم کو تمہارا حج مبارک ہو، میں نے تو حج نہیں کیا، ارے تم فلاں فلاں جگہ پر تو تھے، ہر قافلہ ان سے ایسا ہی کہتا رہا، آخر میں وہ قافلہ بھی آ گیا جس میں یہ چلے تھے، اس سے بھی ایسی ہی بات ہوئی، آخر میں اس میں سے ایک آدمی نے تھیلی دی کہ تم نے مجھے فلاں جگہ دی تھی، اس تھیلی پر لکھا ہوا تھا 'من عاملنا ربح' مسئلہ سمجھ میں نہ آیا اسی میں نیند آ گئی، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آ کر فرمایا، تیرے حج پر کتنی گواہیاں قائم کریں، تو نے میری اولاد کی خبر لی زادراہ خرچ کر کے، میں نے خدا سے دعا کی، ایک فرشتہ قیامت تک تیرے لئے حج کرتا رہے گا، تھیلی کھولی جتنی چونیاں خرچ کی تھیں اتنی ہی اشرفیاں اس میں موجود تھیں (۳)، تقاضا دبا کر دوسروں پر خرچ کرنا جان لگانا مال لگانا تقاضے دبا کر دونوں کو یا ایک کو لگانا تقاضے پورا کر کے ایسا کرنا، نماز، زکوٰۃ، حج کو اس طرح ادا کیا جائے کہ مزاج حاصل ہو جائے، تب پوری اسلامی زندگی کا دروازہ کھلے گا۔

چوبیس گھنٹے کی زندگی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ پر گزرے گی، حلال مال دوسروں پر سلیقہ سے لگانا، مال جان دوسروں پر لگانا، تقاضے دبا کر لگایا، تو یہ عمل قیمتی ہوگا، آخرت میں بھی ملے گا دنیا بھی جھکے گی، اس وجہ سے ان چار کے بہت فضائل ہیں، اس چاروں کا مزاج حاصل کرنا باتوں سے، ان چاروں کو کلمہ والے یقین پر، علم کی شکلوں پر، اللہ کے راضی کرنے کے واسطے، اللہ کے دھیان کے ساتھ، اخلاص ہو، خدا کا دھیان ہو خدا کا یقین ہو، علم خوب ہو 'من اولہ الی آخرہ' (۴) عمل کی شکل محمد صلی اللہ علیہ وسلم والے طریقے پر ہو، گھر سے چلنے سے نماز پڑھ کر گھر کو واپس جانے تک کا ہر عمل محمد صلی اللہ علیہ وسلم والے طریقے پر ہو، نظر نیچی، آداب وضوء پر یقین کرو، وضوء ہتھیار ہے ایسے ہتھیار والا گھبراتا نہیں ہے، اب میں بھی نہ گھبراؤنگا کہ دعا والا ہتھیار مل گیا، سنتوں کا ہر جگہ لحاظ ہو ہر چیز محمد صلی اللہ علیہ وسلم والے طریقے پر ہو، سارے وقت میں خدا کا دھیان ہو، صرف خدا کو راضی کرنے کی نیت ہو، ایسی نماز سے جان لگانے کا مزاج بنے گا، مسجد ہی سے افطار تک کا روزہ کلمہ والے یقین، خدا کو راضی کرنے، محمد والی شکل، خدا کے ذکر کے ساتھ، حرام لقمہ نہ ہو، بے کار بات نہ ہو، خوب نماز و قرآن، تلاوت و دعا ہو، اس سے تقاضے دبانے کا مزاج پیدا ہوگا۔

ایسے ہی زکوٰۃ بھی چار پر آ جائے، زکوٰۃ کے سارے وعدے مستحضر ہوں، محمد صلی اللہ علیہ وسلم والے طریقے پر زکوٰۃ دو، خود مارے مارے پھر کر مصارف اصلی کی تحقیق کرو، مصارف نہ مانگیں، نہ ظاہر کریں، بلکہ خود کو چھپا دیں، تم ان کے لباس و چہرے سے فقر کو پہچان لو، بیوی کو گھر میں بھیج کر حالات تفصیلی معلوم کرو کہ چار لڑکیاں تمہاری ہیں، رات کو لحاف نہیں اب تم اس گھر کو اس کی حاجت کے مطابق دیدو، ڈھائی روپئے دے کر اس کے چالیس نہ کرو، مصارف خود مانگیں، ہم تھوڑا سا دیدیں تو بھی، اس زکوٰۃ کے مصارف تلاش کرنا ضروری و فرض ہے، البتہ مصرف کے ذمہ خود کو چھپانا ہے، اخلاص و دھیان ساتھ ہو، ایسے ہی حج کو چلے، پاک پیسہ ہو، خیانت، دھوکہ، خلاف شریعت حرام کمائی کا نہ ہو، سب کے قصور معاف کروا کر جائے، پھر چلے تو سارا وقت نماز، دین کی باتوں، ذکر، علم، مسجد میں رہے، بازاری بن کر صرف بازار کے چکر نہ لگائے، جہاز

میں، بس میں، پیدل جہاں بھی ہو مسجد والے اعمال ساتھ ہوں، لڑائی جھگڑا نہ ہو، بقدر حاجت کھانا ہو، اس طرح چار ماہ گزر نے سے حج کا مزاج حاصل ہوگا، مسلمانوں میں ایک طبقہ ان چار عملوں کو کرنے والے ہوں گے، پھر ان چار کو چار کے مطابق کرنے والے ہزار، دس ہزار، بیس ہزار میں ایک بھی نہ ہو، اس وجہ سے اسلامی زندگی کا مزاج نہیں ہے، وہ مزاج ہے جو غیر اسلامی زندگی کا ہے، اس کا ایک ایک جز دوزخ میں ڈلونے کو کافی ہے۔

ایک عورت نے بلی کو باندھ دیا، نہ کھانے کو دیا، نہ کھانے کو چھوڑا تو اسے دوزخ میں جانا پڑا (۵)، پوری غیر اسلامی زندگی کا عذاب کتنا سخت ہوگا، جب اس کے ایک جز پر دوزخ ملی ہے، اسلامی زندگی لانے کے واسطے ضرورت ہے چاروں پر محنت کی جانے کی، سارے سال نماز پر محنت کرو، نماز نہ پڑھنے والے نماز کو آویں، نماز زی چار محنتوں کے ساتھ نماز کو ادا کریں، ایمان، علم، ذکر کی مشقیں اللہ کے رضاء کے جذبہ کے ساتھ کریں، پھر چاروں مشقوں کو نماز میں زندہ کریں اس سے نماز والا مزاج بنے گا، فحش منکر اور سارے ہی خلاف شرع غیر مرضی خدا سے نماز روک دے گی (۶)، شرط یہ ہے کہ نماز اس طرح سے ہو کہ نماز والا مزاج پیدا ہو جائے، سارے سال کی محنت ہے نماز پر، نہ آنے والوں کو نماز پر لانا، آنے والوں کے ایمان مضبوط کرنے، علم لینے، فضائل و مسائل کو ان میں چلانے، اخلاص پر ان کو تیار کرنے کی محنت ہو۔

مسجد اس واسطے ہے کہ ان چار باتوں کو کرتے ہوئے نماز پڑھو، کلمہ کی آواز لگاؤ خدا سے ہوتا ہے کسی اور سے نہیں، تمہارا نعرہ ہے جو ہر جگہ لگے گا، تاجر کا دکان کا، سیاسی کا ملک کا، زارع کا، زراعت کا، فوجی کا فوج کا، سائنس دان کا سائنس کا نعرہ ہوگا، تمہارا نعرہ صرف خدا سے ہونا غیر سے نہ ہونا ہے، طیارہ، سیارہ، جنگی جہاز سے کچھ نہیں ہوتا ہے، اس نعرے سے تم دوسروں میں ممتاز ہو گے، گھر میں، دوستوں میں بھی نعرہ ہوگا، بیوی بچوں، دشمنوں، مالداروں فقیروں میں ہر جگہ یہی نعرہ اتنا لگاؤ کہ دل اس کا ساتھ دیدے، زبان نعرہ نہ لگائے تو دل یہ نعرہ لگا رہا ہو، آنکھ نے پچاس کروڑ کا کارخانہ دیکھا، زبان نہ بولی تو دل بولا اس سے نہیں ہوتا، آنکھ نے دیکھا بہت سے بمبار جہاز آرہے ہیں، دل کی آنکھ اس کی تردید کرے۔

نعرہ اٹھے گا مسجد سے، لیکن پہنچے گا دنیا کے گوشہ گوشہ میں، دکان کھولی بسم اللہ کے ساتھ، یعنی مجھ سے دکان سے نہیں ہوتا ہے، خدا کرتے ہیں، ان کی بات سنوں گا تجارت میں تو کامیاب کردیں گے، اس نعرہ کو لگانا، سننا سیکھ لو، نعرہ لگانے والا فائدہ سننے سے بھی مل جاتا ہے، یہ نعرہ ہوگا، مسجد میں تعلیم ہوگی، پہلے نماز کے فضائل معلوم کرو، مسائل بھی، مسجد میں اللہ کا ذکر کرو، قرآن سیکھو، پڑھو اور یاد کرو، چاروں کی مشق کے ساتھ نماز پڑھو، اللہ کرتے ہیں، محمد والی نماز پر خدا کردیں گے، نماز کے ہر ہر جز کے فضائل معلوم ہوں، یہ نہ ہو کہ تعلیم میں جان لیا، نماز میں دکان کی جلدی کے مارے سب کچھ بھولا رہا، دکان یا ڈپٹی کی ملاقات کر کے زمین کی بات طے کر لینے کی وجہ سے جلدی ہے تو نماز میں غیروں کا جاننا ہوا جبکہ تعلیم میں نماز کو جاننا، جسے نماز سے باہر جانا اسے نماز میں مستحضر کرو، ایک سجدہ پوری دنیا سے بہتر ہے، تکبیر کہتے وقت دھیان ہو کہ بہت قیمتی عمل ہے (۷)۔

''قدر گوہر شاہ داند یا بداند جوہری'' (۸)

ایک مولوی تھے ان کے شاگرد بھی تھے اسے جب کوئی بات بتاتے تھے تو اسے کہتے کہ یہ دس ہزار کا، یہ پانچ ہزار کا،

یہ پچاس ہزار کا مسئلہ ہے، ابن مسعودؓ بھی آیات سکھایا کرتے تھے کہ اتنے اونٹوں سے بہتر ہے (۹)، ابن عباس سے کہا کرتے تھے کہ تو عمر کا مقرب بن گیا ہے، میری باتیں سن لے، کسی کی غیبت اس کے سامنے نہ کر، عمر کو تجھ پر جھوٹ کا تجربہ نہ ہو، ایسی چار باتیں بتائیں تو کسی نے کہا کہ دس ہزار سے زیادہ قیمتی نہیں ہیں، انھوں نے کہا نہیں ایک لاکھ سے زیادہ قیمتی ہیں، ایسے ہی ان مولوی کے شاگرد ایک مرتبہ جوتی ٹھیک کروانے گئے، چار آنے خرچ کرنے تھے پاس نہ تھے موچی سے کہا کہ میں تمہیں سو روپے کی بات سنادوں گا اس نے چار آنے مانگے، انھوں نے ہزار دس ہزار، لاکھ کروڑ تک کی بات سنانے کی کہی، وہ نہ مان کر دیا کہ مجھے صرف چار آنے دے دو اس سے گزارہ کرلونگا۔

اس زمانے میں برکتیں تھیں جو آج کے جمہوری دور میں سلب کرلی گئی ہیں، شاگرد کے دل میں شک گزرا کہ ان باتوں کی یہ قیمت مجھے غلط استاد نے بتائی ہیں، استاد سے جا کر کہا تو وہ سمجھ گئے، انھوں نے نکال کر ایک موتی دیا کہ اسے بیچنے کی اجازت نہیں ہے، پہلے موچی پھر بھٹر بھونجے گیرو والے کے پاس جانا، ہوتے ہوئے آخر میں جوہری کے پاس جانا، اب وہ گیا تو اسے شروع میں اس موتی کی کوئی قیمت محسوس نہیں ہوئی، موچی نے کہا میرے بچے اس سے کھیلیں گے، اب چلتے چلتے قیمت لگنے لگی، ہزاروں لاکھوں کروڑوں، سب سے بڑے جوہری نے کہا اسے ہم نہیں خرید سکتے ہیں، اسے صرف بادشاہ ہی خرید سکتا ہے، اس پر یہ مثال مصرعہ والی، اعمال کی قدر اللہ جانیں یا اللہ کے رسول، جب وقت آوے گا عمل کی قدر کرنے والوں کا پھر دیکھنا، ایک ایک عمل پر خدا کتنی جنتیں لٹاتے ہیں۔

نماز پڑھو اس خیال سے کہ ایک اللہ، ایک سبحان اللہ، ایک رکوع تخت سلیمانی سے قیمتی ہے (۱۰)، روزانہ کے یہی کام ہیں، کلمہ کی باتیں کرنا، فضائل معلوم کرنا، ہر عمل پر کیا ہوگا اسے معلوم کرنا، مسائل سیکھنا کہ یہ سب کچھ کیسے رکوع پر ہوگا، اللہ کی رضاء کی نیت کیسی ہو، نماز کو جانتے ہوئے پڑھنا، نماز کے ہر جزء کو فضائل و مسائل کے اعتبار سے جانتے ہوئے پڑھنا، اس سے نماز والا مزاج ملے گا، پھر یہ مزاج جان کے سارے ہی برے اعمال سے روک کر جان کے جنت میں لے جانے والے اعمال پر ڈالے گا، علم ذکر اخلاص ایمان کو نماز میں لے آنے سے یہ مزاج ملے گا، یہ سارے سال کی محنت ہے اپنے مقام پر اسے کرنا، چل پھر کر سب کو نمازی بنا کر پھر نمازیوں کو یہ سکھائے کہ ایسی نماز پر تخت سلیمانی ملا (۱۱)، معجزات ایسی نماز پر ہوئے (۱۲)، سلیمان کے پاس چھوٹی سی حکومت تھی، بہت دور سے بہت ہی بڑھیا طاقتور گھوڑے منگوائے، گھوڑے آئے تو وزارت لے کر انھیں دیکھنے گئے، اب ان کے اعضاء کے دیکھنے میں ایسے غرق ہوئے کہ نماز بھول گئے، نماز قضاء ہوگئی، اب اک دم خیال آیا تو گھوڑوں کو واپس بلا کر شروع سے آخر تک سب ہی گھوڑوں کو مار دیا، پھر خلوت میں جا کر مچھلی کی طرح تڑپ تڑپ کے خوب روئے، اللہ سے معافی مانگی، اس وقت کا رونا، بلبلانا، تڑپنا نماز کے قضاء ہوجانے پر خدا کو ایسا پسند آیا کہ قدرت نے کہا مانگ کیا مانگتا ہے، اے خدا ایسا ملک دے جو میرے علاوہ کسی کو نہ ملے، یہ ظاہر ہے ملک رغبت کی وجہ سے مانگا ہو، کہ اس سے قبل گھوڑوں کا حشر دیکھ چکے ہو، بلکہ یہ دکھانا ہے کہ جو اس عالم کی قیمتی چیزوں کو اعمال پر قربان کردے گا، خدا اس کے سامنے سارے ہی عالم کو جھکا دیں گے، ہوا، جنات، جانور وانس تابع تھے، ہوا تخت لے کر

چلتی، پرندے سایہ کرتے، جنات وانس ساتھ ہوتے، ان کے تخت کے سائے کے نیچے آنے کی ہر جانور کوشش کرتا تھا، تخت سلیمانی بہت ہی عزت اور عیش کا نقشہ ہے، (۱۳) لیکن ایک ادنیٰ جنتی کا نقشہ اس کے کہیں آگے ہوگا (۱۴)، خوب اعزاز واکرام ہوگا، تخت سلیمانی پر کیا ہوا ہوگا۔

ایک دفعہ ہوا میں جارہے تھے کسان نے کہا اللہ اکبر خدا نے سلیمان کو کتنا دیا، ہوا نے بات پہنچائی، نیچے اتر کر پوچھا تم نے میرے بارے میں کیا کہا، ایسے پوچھا کہ بغاوت کا جملہ کہا ہو، سلیمان نے کہا فلاں جگہ فلاں وقت کہا، اس نے بتایا تو فرمایا ایک دفعہ اللہ کہنے میں جو مزا ہے وہ تخت سلیمانی میں نہیں (۱۵)، اللہ نے سب کچھ دیا یہ دکھانے کے واسطے کہ نماز کتنی قیمتی ہے کہ اس کے قضاء ہونے پر سلیمان ایسے روئے کہ ماں، باپ کے مرنے پر نہ رویا جاتا ہے، ہمیں یہ رونا پسند آیا اس پر ہم نے ان کی مانگ پوری کردی، عیسیٰ علیہ السلام کو جب بھوک لگتی وضوء کر کے نماز پڑھتے۔

نماز کی سورتیں خدا کے اسمائے پاک ہیں، تفسیر ابن کثیر میں ہے (۱۶) اس دعا پر خدا کھانا اتار دیتے تھے (۱۷)، عیسیٰ علیہ السلام کو ان کی بندگی پر ملتا تھا نہ کہ ان کی خدائی پر، ابتداء میں مسلمانوں نے قیمتی بنا کر نماز کو لیا تھا، اپنی ہر حاجت کو اسی نماز میں جانا تھا، عمرؓ بے ہوش تھے، لوگوں کو تردد تھا کہ عمرؓ زندہ ہیں یا مر چکے، کسی نے کہا نماز کی آواز لگادو، زندہ ہوں گے تو اٹھ جائیں گے، فجر کی نماز ہونے کے بعد فیروز نے حملہ کیا تھا، عمرؓ زخمی ہو کر گرے، نماز کا اتنا فکر کہ گرتے ہی ابن عوف کو مصلیٰ پر کھڑا کردیا، عمرؓ تڑپتے رہے لوگ نماز پڑھتے رہے، لوگوں کو معلوم نہ ہوا کہ کیا ہوا، صرف یہ دیکھا کہ پہلے عمرؓ کی آواز تھی بعد میں ابن عوفؓ کی، نماز مختصر سی ہوئی، لوگ عمرؓ کو لے گئے، خون بہت نکل چکا تھا، دوا کام نہ کر رہی تھی، بے ہوش تھے، جگانے کے واسطے کہا گیا، 'الصلوٰۃ یا امیر المومنین' (۱۸) اسی وقت آنکھ کھول دی اور فرمایا 'نعم لا خیر فی دین لا صلوٰۃ لہ'' نقاہت تھی خون نکل رہا تھا اسی حال میں نماز ادا کی (۱۹)۔

عروہ کو پھوڑا نکلا جس کو کاٹنے کا مشورہ اطباء نے دیا اور کاٹنے کے واسطے بے ہوش کرنا ضروری تھا، انھوں نے کہا جب نماز پڑھنے لگوں اس وقت کاٹ لینا، چنانچہ جسم کے اس حصہ کو آپریشن کے مناسب بنا کر نماز شروع کردی وہ حصہ کاٹ کر پٹی وغیرہ کردی گئی، نماز سے فارغ ہو کر پوچھا کاٹ چکے؟ (۲۰) جب نماز کو اپنایا تھا، نماز کے بارے میں سمجھا تھا کہ اس سے قیصر وکسریٰ کی شکست ہے، اسی سے سارے انبیاء کے معجزات ہیں، ابن زبیرؓ نماز پڑھ رہے تھے، پاس انکا بیٹا پوتا لیٹا ہوا تھا، چھت سے سانپ گرا، بچہ کو لپٹ گیا، سارے گھر والے باہر والے بھی آگئے، حالت ایسی نازک تھی کہ سانپ کو مارے تو بچہ بھی مرے، سانپ کو نہ مارے تو بچہ کو کاٹ لے، بچہ کی موت ہر حال میں، آخر کار بچہ بچ گیا سانپ مر گیا، لوگ بچہ کے بچ جانے کی مبارک باد دینے کے واسطے ٹھہر گئے، نماز پڑھ چکے تو لوگوں نے کہا مبارک ہو، کس بات کی؟ تمہیں معلوم نہیں، نہیں، باہر تو بہت شور وشغب ہوا تھا (۲۱)۔

ایسے ہی ابن عباسؓ کی بینائی چلی گئی، اس زمانے کے ڈاکٹروں نے کہا کہ آپریشن کرلو، جس میں تین دن نماز چھوڑنی ہوگی، یعنی آج سے ۱۳ سو سال پہلے بھی آپریشن آج والا تھا، ابن عباسؓ نے کہا نماز چھوڑنے کو یا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے

سے ہٹ کر نماز پڑھنے کو گوارا نہیں کر سکتا، ساری عمر اندھا رہنا گوارا ہے، اکابر صحابہؓ، عائشہؓ، ابن عمرؓ کے خطوط اس مضمون کے آئے، اپنی آنکھ کی بینائی پر کہیں نماز کو خراب نہ کر لینا، کیسے نماز چھوٹے گی، نماز کو نماز بنایا گیا تھا تو اندھا رہنا گوارا تھا، نقص آنا گوارا نہ تھا (۲۲)۔

ایک صاحب نماز پڑھ رہے تھے سامنے کی انگور کی بیلوں میں ایک چڑیا گھس تو گئی لیکن اب اس کے نکلنے کو راستہ نہ ملے، صحابیؓ کی نگاہ اس چڑیا کے پیچھے لگ گئی، عجیب منظر، چڑیا کا ادھر ادھر پریشان ہو کر جانا، اب نماز کی طرف واپس آئے تو رکعت یاد نہ رہی، انھوں نے یاد کے مطابق نماز پوری کر لی، نماز ہو گئی، لیکن نماز میں باغ کی وجہ سے غیر کا دھیان آیا، جس سے دو منٹ خشوع نہ رہا، آ کر عثمانؓ سے کہا یہ باغ میں اللہ کے راستے میں صدقہ دیتا ہوں اور اس باغ کی قیمت پچاس ہزار تھی (۲۳)، ایسی نماز سے دنیا کا نظام بدلے، اس میں سے فرشتے اترے، زمین ہلے ایسی ہم نماز پر محنت کریں، کلمہ والا ایمان بس، دھیان پیدا کریں، خدا کی رضا جوئی پیدا کریں، پھر خدا نماز پر ہمیں ملک، مال والوں کے مقابلے میں کامیاب کر کے دکھائیں گے، ساری سائنس کو نماز کے سامنے شکست دے کر دکھائیں گے، سارے سال کی محنت ہے، یہ محنت جتنی وسیع ہوگی اس کے اثر اتنے ہی ہوں گے۔

قرآن میں 'وَلَيَنْصُرَنَّ اللّٰهُ مَنْ يَّنْصُرُهٗ' (۲۴) اس کی تفسیر ہے کہ اللہ کے دین کی مدد کر، آگے اللہ کے دین کی مدد کرنے کی تفصیل ہے کہ ایسے حوصلے ہوں کہ موقع ملا تو نماز کو قائم کریں گے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم والے طریقہ پر مالیات کی ترتیب ملائیں گے، ایسوں کی مدد کریں گے، عزت و بلندی دیں گے، محنت سارے سال کی ہے، اس کی قیمت خوب بڑھائی اس قیمت کو مستحضر کر لینے پر لگایا (۲۵)، نیا جیل خانہ گھر کا عیش مصیبت و تکلیف، بیوی بچے، بیڑیاں معلوم ہوں، ایسے میں انعامات اس محنت سے، ان کے سامنے گھروں میں بیٹھنا مشکل معلوم ہو جائے اللہ کی راہ کی ایک نماز سات لاکھ نمازوں کے برابر ہے (۲۶)، ایسے ہی ذکر و خرچ کا حساب ہے، اس وجہ سے قیمت بڑھی ہے کہ وہ سارے عالم میں نماز کو قائم کرنے کی محنت کر رہے ہیں، سارے سال کی یہ محنت ہے گیارہ ماہ کی محنت یہ ہوئی کہ نماز کا ایسا ماحول بناؤ جس سے نماز کا مزاج حاصل ہو، اس ماحول میں ذکر، علم، ایمان، اخلاص کے مرکبات ہوں، اس مزاج سے نیکیاں کرنے والے، برائیوں سے رکنے والے بنو، اب رمضان آیا تو اس میں اس محنت کو چلاؤ، رمضان کا زمانہ چوبیس گھنٹے اس طرح گزرے کہ آدمی کثرت نماز میں، ذکر، علم کے حلقوں میں لگا ہوا ہو، زبان و آنکھ کا غلط استعمال نہ ہو، کہیں بھی شہوت کا اظہار نہ ہو، کسی سے تو تو میں میں نہ ہو، کلمہ والا یقین اسی تفصیل سے چلے گا، رمضان میں نماز کے ساتھ روزے کے فضائل مسائل کا اضافہ ہو جائے گا، رات کے نوافل و تراویح سے اضافہ ہو جائے گا، دن بندے کی افہام و تفہیم میں گزرے گا، اب ایسے رمضان سے مزاج ملے گا کہ تقاضے سے کھانے یا پینے یا سونے، شہوت کے دبا کر عمل کرے، شروع رات میں نیند آ رہی ہے، لیکن تراویح کی وجہ سے اسے چھوڑا، حکم کی وجہ سے صبح کی گہری نیند چھوڑ کر سحری کھائی، دن میں پیاس، بھوک و صحبت کے تقاضے کو دبا یا، تقاضے دبانے کی دولت ملے گی، اگر انسان چوبیس گھنٹے تقاضے دبائے، کلمہ و نماز کی مشق کرنے کرنے کے ساتھ گزر جائے

تو نماز سے 'صبر عن الشھوات'(۲۷) ملے گا، وَاسْتَعِيْنُوا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ (۲۸) صبر سے مراد تقاضے کو ادھام کی وجہ سے دبانا ہے، کسی کے مرنے پر سخت رونے کا تقاضہ ہے اسے دبا کر ہلکا سا روئے، اب جو محنت کرے دوسروں کو نماز و روزے پر لائے، روزے والے کو ان اعمال بنیادی میں لگائے، اب نہ ہو کہ سحری کھا کر سوئے تو رکعت فجر کی چلی گئی، کبھی نماز بھی چلی جائے حالانکہ ایک نماز ایک روزے سے زیادہ قیمتی ہے۔

ابن مسعودؓ روزہ نفلی زیادہ نہیں رکھتے تھے کہ روزہ رکھ کر نماز زیادہ نہیں پڑھی جاتی ہے، مجھے نماز زیادہ پسند ہے، رمضان میں محنت ہو کہ نماز و روزہ بڑھے اور اس سے ان دونوں کا مزاج حاصل ہو، اس قسم کی محنت پر اللہ بہت خوش ہوتے ہیں، سالوں میں جتنا اس محنت کا رخ پڑتا وہ اس ایک ماہ میں پڑ سکتا ہے، رمضان کے آخری عشرہ سے حاجی چلنے لگیں گے، رمضان کے بعد سے حج شروع ہو گیا، یہی محنت رمضان کے اندر والی حج میں منتقل ہو جائے گی، دوسروں کو اور خود کو نماز و روزے پر ڈالا، دونوں کو ایمان، ذکر، علم، اخلاص کے ساتھ مکمل کیا تو اب نماز کے ساتھ حج کو ملا دیا، حج کو نہ جانے والے حج کو جائیں، حج پر جانے والے حج کے فضائل و مسائل معلوم کریں، تلاوت کی کثرت ہو، نمازیں خوب ہوں، اس طرح سے آنا جانا ہو اس سے حج کا مزاج ملے گا، سارے سال نماز کا، رمضان میں روزے کا، حج کے زمانے میں حج کا مزاج پیدا کرنے کی محنت کرنے والے ان سے زیادہ قیمتی ہیں جو ذاتی طور پر ان اعمال کو خود کر رہے ہیں، محنت کرنے والے دوسروں کو ان اعمال کی طرف تمام وجوہ سے لانے والے اس امت کی جڑ، ساری امت ان کی شاخ ہوگی، یہ محنت اخلاق سے ہو، علاقوں و ملکوں میں پھرنا ہو تو ان کی دعائیں ایسے ہی چلیں گی جیسے انبیاء کرام کی، ملک و اقتدار، عزت، مال، شہرت، کسی انسان سے دینی محنت کا بدلہ نہ چاہے، انبیاء کی دعا کی طرح ان کی دعا چلے گی، قرآن میں ہے موسیٰ و ہارون علیہم السلام نے نماز پر محنت کی، ایمان والی نماز آجائے، بنی اسرائیل میں کلمہ والا یقین ہو، سارے نقشوں کا یقین و طلب نہ رہے، شرک نکلے، اس کے لئے محنت خوب کی، خدا کی بشارت حاصل کرنے والا انسان بننے کی محنت کی۔

موسیٰ علیہ السلام نے دعا مانگی، رَبَّنَا اطْمِسْ عَلٰٓى اَمْوَالِهِمْ وَاشْدُدْ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ (۲۹) بہت شیطانی حکومت ہے اسے مت چھوڑ اس نے تنگ کر دیا بچوں کو مارا ہے ظلم ہم پر ڈھایا ہے، یہ تھی دعا ایمان و نماز کی محنت کرنے والے کی، اُجِيْبَتْ دَّعْوَتُكُمَا' (۳۰) ہارون علیہ السلام کو بھی داعی آمین کہنے کی وجہ سے کہہ دیا گیا، اگرچہ الفاظ دعا صرف موسیٰ علیہ السلام کے تھے، اس سے معلوم ہوا آمین کہنا بھی دعا ہی مانگنا ہے (۳۱)، دوسرے نے رو کر پانچ منٹ میں دعا مانگی تم نے آمین کہہ دیا تو وہ تمہاری بھی ہو گئی۔

ایک صحیح حدیث میں ہے کہ اے موسیٰ و ہارون علیہم السلام تم دونوں کی اور روز قیامت تک دین کیلئے محنت و مجاہدہ کرنے والوں کی دعا قبول کر لی (۳۲)، اس سے پتہ چلا کہ ان کی دعا ایک جیسی ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ جہاد سے مراد نماز و ایمان کی محنت ہے، تجارت و سیاست کی محنت پر دعا ایسی قبول نہ ہوگی، محنت کے چھوٹ جانے سے بنی اسرائیل کی نماز رسمی رہ گئی تھی، موسیٰ و ہارون علیہم السلام کی محنت سے ایمان و نماز جاندار بن گئی، ایسے ہی نماز و روزہ و حج پر محنت ہو، آج کل ہم

چونکہ بنے ہوتے نہیں ہیں اس وجہ سے دوسروں کو زکوٰۃ پر لانے کی بات نہیں کر رہے ہیں کیونکہ جب دوسروں کو جا کر زکوٰۃ کی ترغیب دی تو کہیں جماعت والوں کو لوگ زکوٰۃ کا مال دینے لگ جاویں تو جماعت والے چپکے سے لے لیں زکوٰۃ کا نام ہم بھول کر نہیں لیتے ہیں، زکوٰۃ نہ لینے کا مادہ ہم میں ہو، تب زکوٰۃ کو سمجھا دیں گے کہ اصلی مصرف تلاش کر کے ادا کرو، ہمارا حال اس زمانے میں یہ ہے کہ کھانے کی دعوت پر اصرار کرے تو کہتے ہیں پکا پکایا مل رہا ہے اسے لے لو، اس وجہ سے اس وقت زکوٰۃ کی بات چلا دینے سے جو کچھ ہوا ہے وہ ختم ہو جائے گا، ہم ایسے بھی نہیں ہیں کہ زکوٰۃ کا مال لے کر اسے صحیح مصرف پر لگا دیں بہت دفعہ لے کر بھول ہی جائیں گے، زکوٰۃ کے علاوہ بقیہ فرائض پر محنت ہے جس سے ایمان و اخلاص ہمیں ملے تب زکوٰۃ کی بات چل سکے گی، ایسی محنت کرنے والوں کی دعاؤں سے ترتیب عالم بدلے گی، ہمارے ملک کی حیثیت کوئی نہیں ہے، یہ تو دوسروں کی دم پکڑ کر چلنے والوں میں سے ہے۔

ایشیاء بے حیثیت ہے اصل ملک روس، امریکہ، یورپ ہے جس نے ذہنوں کو ماؤف کر رکھا ہے، پھر دعا ہوگی اے خدا جسکو ہدایت دینی ہے اسکو ہدایت دے، دوسروں کو تباہ کر، پھر قدرت سے عذاب آئے گا، یہ ملک مستقل نہیں ہے آس پاس کے مسلم و غیر مسلم سارے ہی ملک مستقل نہیں ہیں یہ اپنے پیروں پر نہیں ہیں، یورپ وغیرہ اپنے پیروں پر ہیں ایسے بڑے ملکوں کی ترتیب محنت کرنے والوں کی دعا سے بدلے گی تم باہر نکل کر محنت اصولوں سے کر کے اصل دعا والے بنو، دعا والے بن گئے تو رات کی اندھیریوں میں ہونے والی دعاؤں سے دن کے چاندنوں میں خدا عالم کو بلائیں گے، حق اوپر آوے گا، آج کل جماعت میں جانے والے ایسے ہیں کہ انھیں انگور و آڑو یا آم و امرود یا گیہوں یا جو کی فصل مل گئی ہو، ایسے ہی نماز و روزہ کی فصل مل کر کٹنی ہے، ۱۴ رشعبان سے ۲۴ رمضان ایک چلہ، چھ دن مزید تو دو فرض آ گئے، یہ بہت بڑی دولت ہے، اس تبلیغ کی محنت سے کتنے روزہ و نماز زندہ ہوئے خدا ہی جانتے ہیں، لوگوں کے واسطے کیا نہیں کہ انھیں بتائیں۔

میوات میں حاجی نہ تھے، آٹھ دن تک میوات میں محنت کی تو کچھ نکلے، اگلے سال تقریباً سو نکلے، پھر بڑھتے بڑھتے گئے، ایک دفعہ سارا جہاز ہی میواتیوں کا تھا، اب ہر گاؤں میں جا کر چاہے جتنے ہی ٹوکرے حاجیوں کو بھر لو، محنت بڑھی ہے جس سے حج بھی بڑھا ہے، صرف حج نہ بڑھا، علاقہ بھوپال میں حج نہ تھا، خصوصی میواتی بھوپال میں جماعت اتار دی، حج چل پڑا، اس کا ثواب ملتا رہے گا، لوگ سمجھتے ہیں کہ روزہ، نماز، حج بڑے عمل ہیں نہیں، اس سے بڑا یہ ہے کہ انہیں اس طرح کیا جائے جن سے ان کے اصل مزاج حاصل ہوں۔

دعوت، تعلیم، ذکر، نماز، تلاوت، دعا کو زندہ کرے تو انبیاء کی طرح دعا قبول ہوگی، نماز یا روزہ سے دعا انبیاء کی طرح قبول ہوگی، دنیا کی ترتیب بدلنے کی ضرورت ہمارے پاس ملک، فوج، اسلحہ اس سے نہیں ہے، ضرورت ہے کہ صرف دعا والی صورت حاصل کی جائے، انبیاء کی طرح خوب محنت کر کے دعائیں حاصل کرو، تم کو کاندھلہ، سوری، ریڑھی کے اجتماعات میں چوبیس گھنٹے گزارنے کی تفصیل سنا چکے ہیں، اب تم صرف نماز، روزہ پر اکتفا نہ کرو، قرآن میں نماز کی خاصیت تھی تنھیٰ عن الفحشاو المنکر' (۳۳) روزہ کی خاصیت تقویٰ بتائی ہے (۳۴)، اس طرح کرنا کہ اس کا اصل مزاج

مل جائے اسے حاصل کرنا ہے۔

رمضان بہت اونچا مہینہ ہے، ہر عمل ستر گنا (۳۵) اور اللہ کی راہ میں ویسے ہی سات لاکھ گنا تو اب چار کروڑ دس لاکھ ہوگیا، نماز دعا کی حقیقت سمجھو، دھوکہ نہیں ہے، نظام عالم بدل دینے والی طاقت ہے، اللہ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم وصحابہ سے بھی سب سے پہلا قدم رمضان میں اٹھوایا، بدر کا سفر اسی میں ہوا (۳۶)، فرشتے اترے (۳۷) ظاہر کے خلاف مسلمان غالب ہوئے (۳۸)، آخری صفر فتح مکہ کا رمضان ہی میں ہوا (۳۹)، اس سے بغیر جنگ کے مکہ والے اسلام میں داخل ہوئے، ساری قومیں رمضان میں اسلام میں داخل ہوئیں، قوموں میں اسلام پھیلانے کی مناسبت رمضان میں ہے، اب تم چوبیس گھنٹے صحیح طرح سے گزارو، غلط نہ دیکھو نہ بولو، چوبیس گھنٹے نماز، ذکر، نقد جماعت ہر جگہ سے نکالنے میں گزارے، خوب تشکیل وتعلیم کی، اللہ سے خوب دعائیں کیں، کیا معلوم اس رمضان کی دعا سے قومیں اسلام میں داخل ہونے لگیں، اپنی ترتیب اپنی راحت کے اعتبار سے نہ ہو، اس محنت کو عام کرنے کے اعتبار سے ہو، خوب افہام وتفہیم ہو، جان توڑ کوشش ہر جگہ سے نکالنے کی ہو۔

روزہ کا اہتمام ہر ایک سے کرواؤ، اجتماعی طور پر تعلیم کا نظم ہر گاؤں میں بناؤ، نقد نکالو، باقی رہنے والوں کا ذہن رمضان کا استقبال واحترام کرنے کا بناؤ، اس طرح کوشش کرو، خوب محنت ہو، ایمان کے تذکرے ہوں، کتابوں کے سننے، نمازوں، فرائض، قضاء، نوافل، تراویح میں وقت گزرے، گھر میں ذکر وتعلیم ہے، نیچی نگاہ، کسی عورت ومکان ودکان پر نگاہ نہ پڑے، نگاہ پڑے تو حیثیت دل میں آنے نہ پاوے، تبلیغی کام کے داخلہ کے پہلے خوب دعائیں ہوں، اے خدا ہمیں سارے ملک والوں کو ساری قوموں کو ہدایت دے، جنھیں ہدایت نہیں دینی ہے انھیں ہلاک کر، چوبیس گھنٹے جتنا اخلاص سے گزرا تو دعائیں قبول ہوں گی، پھر معلوم نہیں کس کے حساب میں کتنے انسانوں کا بن جانا ہو، مرنے کے بعد اس کا پتہ لگ سکے گا، پھر ان سب کے برابر اس اکیلے کو جنت ملے گی، میری وصیت یاد رکھو کہ رمضان سے پہلے واپس نہ آنا، عید اللہ کے راستے میں ہوئی تو سات لاکھ عیدوں کے برابر ہوگی (۴۰)۔

---

(۱) کنز العمال صفحہ ۴۲۰ جلد ۶

(۳) فضائل حج صفحہ ۲۲۱ تا ۲۲۴ واقعہ نمبر ۶۹، ۷۰

(۴) ابتداء سے انتہا تک

(۵) کنز العمال صفحہ ۷ جلد ۱۶

(۶) سورۃ العنکبوت: ۴۵

(۷) تاریخ دمشق صفحہ ۲۷۰ جلد ۶

(۸) جواہرات کی قیمت یا تو بادشاہ کو معلوم ہوتی ہے یا پھر جوہری کو

(۹) الدر المنثور صفحہ ۱۴۰ جلد ۳

(۱۰) تاریخ دمشق صفحہ ۲۷۰ جلد ۶

(۱۱) سورۃ ص: ۳۵

(۱۲) حیاۃ الصحابہ صفحہ ۳۴۷ تا ۳۹۳ جلد ۳

(۱۳) تاریخ دمشق صفحہ ۲۶۹ جلد ۲۲

(۱۴) کنز العمال صفحہ ۵۰۴ جلد ۱۴

(۱۵) تاریخ دمشق صفحہ ۲۷۰ جلد ۶

(۱۶) تفسیر ابن کثیر صفحہ ۷۳ جلد ۱

(۱۷) سورۃ المائدہ: ۱۱۴، ۱۱۵

(۱۸) ہاں جس دین میں نماز نہ ہو اس میں کوئی خیر نہیں ہوتی

(۱۹) حیاۃ الصحابہ صفحہ ۱۳۶، ۱۳۷ جلد ۳

(۲۰) تاریخ دمشق صفحہ ۲۶۳ جلد ۴۰

(۲۱) تاریخ دمشق صفحہ ۱۷۴ جلد ۴۸

(۲۲) حیاۃ الصحابہ صفحہ ۱۳۸ جلد ۳

(۲۳) حیاۃ الصحابہ صفحہ ۱۴۱ جلد ۳

(۲۴) سورۃ الحج: ۴۰

(۲۵) سورۃ الحج: ۴۱

(۲۶) کنز العمال صفحہ ۲۹۲ جلد ۴

(۲۷) خواہشات سے رکنا

(۲۸) سورۃ البقرہ: ۴۵

(۲۹) سورۃ یونس: ۸۸

(۳۰) سورۃ یونس: ۸۹

(۳۱) تفسیر ابن کثیر صفحہ ۴۳۰ جلد ۲

(۳۲) کنز العمال صفحہ ۳۱۴ جلد ۴

(۳۳) سورۃ العنکبوت: ۴۵

(۳۴) سورۃ البقرہ: ۱۸۳

(۳۵) کنز العمال صفحہ ۴۷۷ جلد ۸

(۳۶) البدایہ والنہایہ صفحہ ۲۹۶ جلد ۳

(۳۷) حیاۃ الصحابہ صفحہ ۳۴۷ جلد ۳

(۳۸) سورۃ آل عمران: ۱۲۳

(۳۹) البدایہ والنہایہ صفحہ ۲۷۹ جلد ۴

(۴۰) کنز العمال صفحہ ۲۹۲ جلد ۴

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم والی صفات سیکھو

{۱۵ شعبان ۱۳۸۲ھ مطابق ۱۲ رجنوری ۱۹۶۳ء}

بروز ہفتہ، بعد فجر

اقتباس

جیسے دنیاوی لائن میں بہت سی محنتیں ہیں ایسے ہی اللہ والی لائن میں بھی بہت سی محنتیں ہیں، اصل محنت یہ ہے کہ انسان کے باعتبار انسانیت کے سارے ہی اعمال ایمان کی بنیاد پر ہوں، جونسی بھی لائن پر چلے، خدا کا یقین، محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ نہ چھوٹے، مقصد خدا ہیں، راستہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، اسی کا نام ہے 'لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ' اللہ کا ماسوا مقصود و مطلوب نہ ہو، کسی سے نہ خوف ہو، نہ رجاء، ان سے ہی بننے حفاظت ملنے کا یقین ہو، اللہ کو پانے کے لئے سر سے پیر تک کا ہر عضو محمد صلی اللہ علیہ وسلم والے طریقہ پر عمل کر رہا ہو، تجارت، زراعت حکومت میں سے کوئی بھی یا فقیر ہی ہو فقیر بننا یا کمانا یا نہ کمانا یا کسی خاص مشق سے کمانا لازم نہیں ہے، جونسی لائن مرضی آوے اختیار کرو، بس اللہ پر یقین ہو، اعمال کا طریقہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم والا ہو، اس میں خدا نے دنیا و آخرت کی کامیابی بھر دی ہے۔

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم۔

میرے بھائیو اور دوستو!

انسان کو حق تعالیٰ شانہٗ اس کی محنت کا پھل دیتے ہیں، جتنی محنت کرے گا اس کے مطابق ملے گا، جو زمین پر گیہوں کے لئے محنت کرے گا، اسے آم آڑو اخروٹ نہ ملیں گے بلکہ گندم ملے گی، آڑو کے لئے محنت کرنے سے مسور نہ ملے گی، زمین اکثر سونے، چاندی، پٹرول سے بھری ہوئی ہے، گیہوں کے اعتبار سے محنت پر پٹرول نہ ملے گا، انسان کو اللہ نے زیادہ لینے کی محنت کے لئے بھیجا ہے، اور وہ ہے جنت، اس کے ایک ایک عمل پر جنت کے وعدے ہیں، اگر انسان دنیا کو سامنے رکھ کر محنت کرے تو اسے دنیا مل جائے گی، جب تک اصلی شئے کے حاصل کرنے کی محنت کرے تو اسے دیدیں گے لیکن اسے پریشان رکھیں گے، جس کے لینے کے لئے محنت انسان کی تجویز ہوئی اس کے لینے کی محنت میں نہ لگنے پر قوت، غنیٰ، عزت نہ دیں گے، مال، ملک، عہدہ محنت سے مل گئے، لیکن دردسری ساتھ ہوگی، جب اصلی محنت کرے گا تو وہ ساری چیزیں پیروں میں ڈال دیں گے جس کو چھوڑ کر اس میں لگا ہے، اطمینان، سکون، محبوبیت ملے گی، چین و سکون سے زندگی گزرے گی، اصلی انعامات مرنے کے بعد ملیں گے، دنیا پر محنت کرنے والوں سے زیادہ دنیا بھی لے لیگا۔

جیسے دنیاوی لائن میں بہت سی محنتیں ہیں ایسے ہی اللہ والی لائن میں بھی بہت سی محنتیں ہیں، اصل محنت یہ ہے کہ انسان کے باعتبار انسانیت کے سارے ہی اعمال ایمان کی بنیاد پر ہوں، جونسی بھی لائن پر چلے، خدا کا یقین، محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ نہ چھوٹے، مقصد خدا ہیں، راستہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، اسی کا نام ہے 'لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ' اللہ کا ماسوا مقصود و مطلوب نہ ہو، کسی سے نہ خوف ہو، نہ رجاء، ان سے ہی بننے حفاظت ملنے کا یقین ہو، اللہ کو پانے کے لئے سر سے پیر تک کا ہر عضو محمد صلی اللہ علیہ وسلم والے طریقہ پر عمل کر رہا ہو، تجارت، زراعت حکومت میں سے کوئی بھی یا فقیر ہی ہو فقیر بننا یا کمانا یا نہ کمانا یا کسی خاص مشق سے کمانا لازم نہیں ہے، جونسی لائن مرضی آوے اختیار کرو، بس اللہ پر یقین ہو، اعمال کا طریقہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم والا ہو، اس میں خدا نے دنیا و آخرت کی کامیابی بھر دی ہے۔

اس اعتبار سے کامیاب ہونے کے لئے زمین و آسمان کے درمیان کی چھوٹی چیزیں نہیں چاہئے، صرف یقین و عمل کی ضرورت ہے، محل میں رہے یا جھونپڑے میں، چنے بیچے یا زیورات، حکومت کے شعبہ میں ہے تو اسے ایٹمیات اسلحہ کی ضرورت نہیں ہے، صرف یقین و عمل کے بنانے کی ضرورت ہے، ہر لائن کا یہی حال ہے، ساری کامیابی انسان کے ہر عضوء عمل سے تعلق رکھتی ہے، اگر انسان محنت کرلے یقین و عمل کی محنت کا وقت مقرر کرلے، لائن میں بھی وقت دیدے اگر یقین و عمل پر جان کی محنت خرچ نہ کرے چوبیس گھنٹے اپنی لائن میں لگا رہے دل و دماغ پر وہی لائن چھا گئی، اس کا بولنا، سننا، دیکھنا عمل کرنا ہے تو یقین کا اور عمل کا دیوالیہ نکل جاتا ہے، اگر ترتیب قائم کرلے یقین و عمل پر اتنی، اس لائن پر اتنی محنت ہوگی اس سے یقین و عمل بھی درست ہو جائے گا اور لائن بھی ٹھیک چلے گی۔

دنیا کی ساری چیزیں عناصر اربعہ سے بنتی ہیں، پہلے عناصر اربعہ ہوں پھر چیز بنے گی، ایسے ہی اللہ والی لائن میں پہلے چار مزاجوں کی ضرورت ہے، پھر ساری زندگی اسلامی بن جائے گی، جان کے اعتبار سے مقید ہونے، مال کے اعتبار سے مقید ہونے، تقاضے دبانے، مال و جان کے اعتبار سے مقید ہونے کا مزاج، نماز میں سر سے پیر تک ہر عضوء میں پابندی کا مزاج ہے، بولنے، سننے، دیکھنے، بیٹھنے، لیٹنے، ہنسنے میں پابندی کا مزاج بن جاوے، اس پابندی والے مزاج سے بہت سے اسلامی اعمال مل سکیں گے۔

نفس کے اعتبار سے اعمال ختم ہوں، اللہ کے اعتبار سے اعمال ہوں، نفس بھی اعمال پر پابندیاں لگاتا ہے، خدا بھی پابند کرتے ہیں، نماز یہ ہے کہ انسان کو خدا کے اعتبار سے استعمال ہونے کا مزاج مل جائے، نماز میں صرف تھوڑی دیر کو تقاضے دیں گے، تقاضے پورے کر کے نماز پڑھ سکتے ہیں، عورت کو پیار، صحبت کو دل چاہا فارغ ہو گئے، کھانے، پینے، سونے کی خواہش پوری کرلی اس کے بعد نماز، تقاضے دبانے کا مزاج روزہ سے ہے، دن بھر کھانا، پینا، صحبت بند ہے، رات کو شروع میں نیند آرہی ہے تو جاگو، آخر رات میں بھی اٹھو، بیوی بچوں، صحبت، کھانے، پینے کے تقاضے دبانا روزہ میں ہے۔

زکوٰۃ یہ ہے کہ مال کے بارے میں مقید ہونے کا مزاج بن جائے، چالیسواں حصہ صرف مزاج بنانے کے واسطے ہے، اسلامی زندگی تو باقی مال سے بھی متعلق ہے، اس زکوٰۃ سے یہ بات پیدا ہوگی کہ میں مال وہاں خرچ کرونگا جہاں خدا

کہیں گے، غنی، سید کو زکوٰۃ نہ دونگا ورنہ ادا نہ ہوگی، پھر حج میں یہ ہے کہ جان و مال دونوں لے کر اٹھو، دونوں میں پابند بنو، بعض صرف جان کے، صرف مال کے مال جان دونوں کے تقاضے دبانے ہے، بغیر تقاضے دبانے کے نہ ہو، ہر لائن میں ان اختیارات کے اعمال ملیں گے۔

چار محنتیں ہوتی ہیں اگر یہ چاروں میں کامیابی مل جائے تو کامیابی والے طریقے انسان کو مل جاویں گے، اسلامی زندگی تیار ہو جاوے گی، جان کے استعمال میں، مال خرچ کرنے، جان و مال دونوں کے خرچ کرنے میں پابندی ہو، تقاضے دبائے جاویں، روزہ، نماز، حج، زکوٰۃ کو ایسے ادا کیا جاسکتا ہے کہ ان اعمال کی صورت تو ہو لیکن دین والا مزاج حاصل نہ ہو، اس سے وہ زندگی نہ بن سکے گی جو اسلامی ہے، جس پر خدا نے دنیا میں چمکانے کی گیارنٹی لی ہے، اس قسم کے واسطے کوئی ضرورت نہیں خاص محنت کی، گھڑی دیکھ کر مسجد میں آکر جلدی سے پڑھ کر چل دیئے، سحری کھا کر روزہ رکھ لیا، سارا دن تاش کھیلنے، پارکوں کی سیر و تفریح میں وقت گزار دیا، حج کو چلا پورا سفر جیسے چاہا گزار دیا، زکواۃ کا مال نکال کر کسی کو دیدیا، جہاں چاہے خرچ کر دے، اس سے کوئی خاص بات نہ ملے گی، لیکن اسلامی زندگی پر آنے کے لئے ان چاروں والا مزاج حاصل کرنا چاہتے ہو تو ان میں سے ہر ایک کو چار پر لانا ہوگا۔

(۱) اللہ والا یقین ہو، خدا والا علم ہو، اللہ کے دھیان کے ساتھ صرف اللہ کے واسطے کرنا ہو، کلمہ والا یقین ہو، زمین و آسمان نقشوں کا یقین نکال کر، اللہ کا یقین دل میں رکھ کر نماز ہو کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طریقے پر ادا کرنے پر خدا قدرت سے میری پرورش کریں گے، عزت و غنیٰ دیں گے، اسی سے دنیا و آخرت کی ساری کامیابی ملے گی، اسی بنیاد پر حج، زکوٰۃ، صوم ہو، زمین و آسمان کے درمیان کی محنتوں و تدبیروں کا یقین نکال کر اس عمل کے ذریعے خدا سے لینے کا یقین جما کر عمل ادا ہو۔

(۲) چیزوں سے، سونے، حکومت، مال، زمین، تدبیروں، محنتوں سے نہ ہونے کا یقین بنے، ان سب کے بغیر خدا سے ہو جانے کا یقین ہو، میرا یہ عمل جو ادا ہو رہا ہے اگر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طریقہ پر ہوگا تو خدا نعمتوں سے نوازے گا، اب ان کے فضائل لے لو، زکوٰۃ سے مال بڑھے گا، یہ یقین بنایا جائے، ظاہر میں زکوٰۃ دینے سے مال کم ہوتا نظر آوے، خدا ظاہر کے خلاف دے سکتے ہیں، ایسے ہی صلوۃ الحاجت سے ہر حاجت پوری ہوگی، اگر ظاہر و باطن میں اعضاء و جوارح کے اعتبار سے یہ نماز محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طریقے پر ہو، حج سے غنیٰ ملے گا، یہ نہیں کہ مکہ سے سامان خرید کر یہاں بیچنے سے غنیٰ ملے گا، نہیں بلکہ اس عمل پر ہی بغیر کوئی اور عمل مال ہونے یا سامان خریدنے کے ذخیرہ کئے ہوئے، خدا قدرت سے غنیٰ دیں گے، جیسے دوسروں کو تجارت، زراعت سے ملتا ہے، مجھے صرف حج پر ملے گا۔

(۳) تیسری بات یہ ہے کہ اخلاص ہو ہر عمل سے حاجتیں پوری ہوں گی، روزہ تقویٰ لاتا ہے، تقویٰ پر یَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ (۱) یہ ہے، لہذا روزہ ہر گمان کے خلاف، عزت، بلندی، وقار، مال ملنے کی بنے گی، اب یا تو یقین کرتے نہیں عمل پر، یقین کرے ہیں تو اسے ہی نیت میں لے آتے ہیں، یقین کرتے ہیں تو امتحان میں کامیابی، عورت ملنے کے واسطے کرتے ہیں، نماز سے قرضہ ادا ہوگا، بلندی ہوگی، مال ملے گا، لیکن نیت صرف اللہ کو راضی کرنا ہے، یہ سب کچھ اس

وقت ہوگا جب خدا راضی ہوں گے، خدا اس وقت راضی ہوں گے جب اخلاص ہو، جیسے نماز صرف خدا کے راضی کرنے کے واسطے ہے، ویسے یقین یہ ہو کہ آخرت میں ساری نعمتیں ملے گی، دنیا میں عزت، دشمن کی ہلاکت، روٹی ملے گی، اگر حور عین کے واسطے نماز پڑھے تو نماز نہ ہوگی، ہر عمل کے منافع دل کے یقین میں ہوں، نیت صرف خدا کے راضی کرنے کی ہو، اتنا بڑا محسن کہ اتنی بڑی نعمتیں ذرا سے عمل پر دے تو احسان یہ ہے کہ اسے خوش کیا جائے، دنیا و آخرت میں دینے والے خدا کے راضی کرنے کی نیت کی جائے۔

(۴) چوتھی چیز ہے علم کی شکل، یعنی اس عمل کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم والی شکل پر کیا جائے، کسی عمل میں اس کا مزاج حاصل کرنے کے واسطے اس میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم والا طریقہ چاہئے، فضائل کا علم ہو فضائل کو جانتے ہوئے عمل ادا ہو، ایسا نہ ہو کہ باہر تو فضائل میں اس عمل سے ہونا، پڑھا کرتے وقت دل میں چیزوں سے ہونے کو ذہن میں رکھا بلکہ عمل کے وقت اسے ہی مستحضر کرو جسے پڑھا یا سنا ہے کہ اس عمل کے اس جز پر کیا ملے گا، رکوع کتنا قیمتی ہے، سجدہ کی کیا قیمت ہے، روزے کو جانتے ہوئے روزہ رکھو، نماز کے سارے اجزاء سے کیا ہوگا، روزہ، حج کے ہر ہر جز سے کیا ہوگا، اسے جانتے ہوئے اس جز کو کرنا، فضائل تو پورے عمل اور عمل کے ہر ہر جز کی قیمت ہے۔

مسائل یہ ہے کہ وہ کونسی شکل ہے عمل کے اس جز کی جس پر خدا پسند کریں گے، مسائل کو جانتے ہوئے ہر عمل ادا ہو، اللہ کے دھیان پر ہر عمل ادا ہو، مال، عورت، مکان کسی کا نہ ہو، روزہ، حج میں صرف اللہ ہی کا دھیان ہو، یہ نہ ہو کہ عمل اللہ کا ہو، دھیان بیوی، بچوں، کاروباری ضرورتوں، پریشانیوں، مکان کا ہو، جس کا عمل کر رہے ہو اسی کا دھیان ہو، ایمان، علم، ذکر، اخلاص پر ہر عمل کے لے آنے سے اس عمل کا مزاج ملے گا، آج کل کے متعارف نماز، زکوۃ، روزہ، حج کو ان چاروں کے بغیر کرنا ہے، ان چاروں کے ساتھ کرنا متعارف نہیں رہا ہے، عرف غلط قائم ہو گیا ہے۔

ان چار کے بگڑنے سے اسلامی مزاج نہ رہے، چاہے نماز روزہ حج زکوۃ زیارت مدینہ میں لگے ہوئے ہیں کہ ان کو اس طرح نہیں کیا جا رہا جس سے اسلام والا مزاج ملے، اگر کوئی محنت کر کے روزہ، نماز، حج، زکوۃ، کو ایمان، اخلاص، علم، ذکر کے اعتبار سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ پر لایا تو اول تو محنت کے انعامات علیحدہ ہوں گے اور ان اعمال اربعہ کے انعامات علیحدہ ہوں گے، رہن سہن، ملنا جلنا، معاشرت، دوا دارو، دکان داری، ان میں سے ہر ایک قابل معاوضہ ہوگا، پھر تمہیں دینے میں خدا تمہاری چیزوں کا اعتبار نہ کریں گے ایک بیگھہ والے ہو تو سو بیگھہ والے سے زیادہ لکڑی کاٹ کر بیچنے والے ہو تو جواہرات بیچنے والے سے زیادہ مزے کی زندگی گزارو گے مزے و اطمینان سے، فقیر کے ذمہ حج زکوۃ نہ آوے تو روزہ نماز والا ہی مزاج لے لے، سب سے بڑا کام یہ ہے کہ ان اعمال پر ایسی محنت کرنا کہ ان اعمال والا مزاج عالم میں زندہ ہو جائے، ان اعمال کو خود کر لینا اتنا بڑا نہیں ہے جتنا بڑا عمل ان اعمال کو صحیح مزاج والا بنانے کی محنت کرنا ہے۔

ذاتی طور پر محنت کرنے سے صالحین میں شمار ہوگا ذاتی امور میں دعا ملے گی، ذاتی طور پر اسلامی زندگی ہوگی اور اگر سارے سال محنت کر کے بے نمازیوں کو نمازی بنایا، نمازیوں کو اس محنت پر ڈالا جس سے نماز کا اصلی مزاج ملے ان الصلوۃ

تنھی عن الفحشاء و المنکر' (۲) ایمان کی مجالس، علم کے حلقے، فضائل کی تعلیم ہو، سیکھنے سکھانے کا رخ ہو، مسائل معلوم کر کے مسائل کے مطابق نماز بناتا ہو، نماز کے لئے نہ آنے والوں کو لایا گیا جو آرہے ہیں انھیں نماز بتائی گئی، نماز کے لئے ایمان، ذکر، علم حاصل کرنے پر ڈالا، اس محنت پر لگنے والے طبقہ کی دعا انبیاء کی طرح قبول ہوگی، یعنی ان کی دعا پر ظاہر کے خلاف کر کے دکھائیں گے، ظاہر میں ان کا وجود نہیں ہے ملک میں ان کا زور نہیں ہے، فوج وتجارت میں نہیں ہے، لیکن ایک دن ملک ومال کے نقشوں والے ان کے سامنے جھکیں گے، یہ ان کے محبوب وآقا ہوں گے وہ ان کے غلام وخادم۔

انبیاء کی جماعت میں شمار صرف ذاتی اعمال کر لینے سے نہ ہوگا بلکہ ذاتی اعمال کو خود کرتے ہوئے دوسروں پر محنت کرنے سے ہوگا، یعقوب علیہ السلام کا لقب اسرائیل ہے، یعقوب کے دادا ابراہیم علیہ السلام ہیں، ان کے وقت سے کلمہ ونماز بنی اسرائیل میں چلا آرہا تھا، کلمہ ونماز کے قائل تو تھے لیکن اس پر ان کی محنت ہماری طرح نہ تھی، رسمی نمازیں تھیں جیسی ہماری، اللہ نے موسیٰ علیہ السلام وہارون علیہ السلام کو بھیجا، اللہ پر ایمان لائے ہو تو خدا پر توکل کرو، عَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلْنَا (۳) یہ زبان والا توکل تھا، صرف زبان سے کہنا وجود اصلی نہیں ہے، ہم نے بھینس لے لی، بھینس گھر میں نہ آوے گی، دودھ لے لیا دودھ سے بالٹی نہ بھرے گی، ہم لال قلعہ بناویں گے، ایک سیکنڈ میں کہہ لو، اگر لال قلعہ بنانے لگو تو سارے ہی مسلمانوں کا سرمایہ لگ جائے گا، لال قلعہ جامع مسجد بن کر نہ آویں، لفظ حقیقت کی طرف مشیر ہوتا ہے، قوم نے توکل کا بول بول کر دعا مانگ لی، ہمیں ظالم قوم کے حوالے نہ کر ان سے نجات دے، خدا نے جواب دیا باتیں سنہ کرو، کام کرو وَاَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوْسٰى وَاَخِيْهِ' (۴) جگہ جگہ ٹھکانے بناؤ، نماز قائم کرو، جن کی نماز میں ایمان ہو ان کو بشارت دے دو، ایک طرف زمین، مکان چھن رہا ہے، فرعونیوں سے جا کر نہیں کہہ رہے ہیں کہ اگر ان میں عدل وانصاف کا مادہ ہوتا تو اپنی زندگی بگاڑتے ہی کیوں؟ تم نماز کی مشق کر کے خدا سے کہو، ہاروں موسیٰ علیہ السلام نے نہ معلوم کتنے دن محنت کی، ایک دن اخلاص وایمان سے معمور نماز بن گئی، ایسی نماز پر قدرت استعمال ہوا کرتی ہے 'ربنا اطمس علیٰ اموالھم' (۵) محنت کرنے والے نے بد دعا کر دی پوری فرعونی حکومت کے واسطے، تمہاری دعا قبول ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ خدا نے جواب میں کہا تھا اے موسیٰ وہارون علیہم السلام تم دونوں کی اور تمہاری طرح کی نماز ایمان واخلاص والی بنانے کی قیامت تک محنت کرنے والوں کی دعا قبول کر لی یہ تھی، جیسے موسیٰ وہارون علیہم السلام کی دعا پر ملک مصر ظاہر کے خلاف ملا، دشمن ہلاک ہوا۔

ایسے ہی ان کی طرح محنت کرنے والوں کے ساتھ بھی ہوگا (۶)، نبی کوئی نہیں بنتا ہے، لیکن قبولیت دعا اللہ کے قرب کے اعتبار سے امت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے افراد جماعت انبیاء میں داخل ہوں گے، جو ان جیسی محنت کر کے اس جیسی نماز بنا لیں، محنت نہ کرنے والا نماز بنا بھی لے تو صرف ذاتی امور میں دعا چلے گی، لیکن محنت کر کے نماز درست پڑھنے والا دعا مانگے گا تو اجتماعی اُمور میں تبدیلی ہوگی، حکومتیں بدلیں گی، بس تکالیفیں برداشت کریں گے، گھر کی بیوی بچے تکالیف اٹھائیں، دل کا چونچلہ صرف اقامت صلوٰۃ ہو، اول تو محنت نہیں کرتے ہیں، محنت کر لیں تو نماز درست نہیں ہوتی ہے، نماز درست ہو جاوے تو ذاتی امور کے واسطے تڑپ کر دعا مانگتے نہیں، اسلام کے فروغ کے لئے بہت ہلکے سے الفاظ کہتے ہیں۔

ابراہیم علیہ السلام نے محنت مکمل کرلی تو خدا نے کہا مانگ کیا مانگتا ہے، ابراہیم علیہ السلام نے کہا میں اس صفت کا وجود عمومی دنیا میں مانگتا ہوں جس پر آپ کہیں مانگ کیا مانگتا ہے، اور میں ہر دم آپ کے حکم پر چلتا چلا گیا، آگ میں گرا، جنگل میں بیوی بچوں کو ڈال دیا، ایسی ہی طرح امت مسلمہ کا مجموعہ مانگتا ہوں، قربانی دے کر مانگے، ذاتی امور کو ڈھیلے ڈھالے الفاظ سے، دوسروں کے واسطے کہیں۔

بڑے حضرت سے گھر کے بیماروں، قرضہ داری، مال و کپڑے نہ ہونے کے بارے میں دعا کے لئے کہا جاتا ہے، تو فرماتے میں اتنے بڑے کام میں لگا ہوا ہوں کہ وہ چل پڑا تو مسلمان ایک ہزار سال پہلے والے نقشے پر چلے جائیں گے، میرا بولنا، دیکھنا، سوچنا اور دعا کرنا بھی اسی کام کے واسطے ہے، باقی تم ان چھوٹے چھوٹے امور کے واسطے خود ہی خدا سے کر لیا کرو، اس محنت کرنے والوں کا درجہ بہت بڑا ہے، ان کے چلنے سے اڑنے والا غبار ان کے جسم پر پڑے تو وہ خوشبو بنے گا، نور زیادہ ہوگا، جتنا نور زیادہ وہ اتنی جلدی پلصراط پار کرلے گا، اللہ کی راہ میں ایک نماز سات لاکھ گنا (۷)، ایسے ہی ذکر وخرچ کی قیمت بڑھ گئی (۸)، اس پر گزرنے والے موت ومرض کی قیمت بہت (۹)، اللہ کی دین کا تھوڑی دیر کا سوچنا، گناہ ساری عمر کے معاف کرادیتا ہے، ایک ہزار آیتیں سیکھ لینے سے تو انبیاء کے زمرہ میں اٹھایا جائے گا، عمل کی قیمت بڑھ گئی، تمہاری محنت سے جتنے بھی دین والے بنے ان سب کا اجر تمہیں مستقل ملے گا، اور ان میں مستقل طور پر سارے سال کی محنت، دعوت خدا کی خدا کے اعمال کی طرف بلائے، خدا سے استفادہ والے طریقوں پر ڈالنے کی ہے۔

ہر شعبہ میں دین وعمل کا دروازہ اس وقت کھلے گا جبکہ کہ یقین ہو کہ اس شعبہ سے نہیں ملتا، صرف اللہ سے نماز کے ذریعے ملتا ہے، مجھے میری تجارت، یا میری زراعت، یا میری حکومت سے نہیں ملتا ہے، صرف نماز پر اللہ دیتے ہیں، سارے شعبوں کے بغیر جنگل میں روٹی مل سکتی ہے، بغیر ملکی طریقوں کے صرف نماز سے مل سکتا ہے، میرے پاس شعبے ہوں یا نہ ہوں، صرف نماز ہونی چاہئے، اب وہ ہر شعبہ میں مسجد کے اعمال کا پابند بنے گا، چاہے اسے اپنے شعبے میں کمی آتی دکھائی دے، اب وہ رشوت، سود، غبن سے محفوظ ہوگا، جیسے تجارت، زراعت، مزدوری، حکومت لینے کی شکل ہے، لیکن براہ کائنات ایسے ہی نماز بھی سب کچھ لینے کی شکل ہے براہ راست خدا سے، حکومت لینے کی شکل براہ کائنات سیاست ہے اور براہ راست نماز ہے۔

سلیمان علیہ السلام کی مختصر سی حکومت تھی، بہت دور سے عمدہ گھوڑے منگوا کر دیکھنے لگے نماز قضاء ہوگئی اسی وقت گھوڑے واپس بلا کر قتل کردئے، پھر خلوت میں جا کر تڑپ تڑپ کر رونے لگے، خدا کو پسند آگیا یہ رونا، کہہ کیا مانگتا ہے، ایسا ملک جو کسی اور کو نہ ملے، سلیمان علیہ السلام میں ملک کی طلب نہ تھی، وہ یہ دکھانا چاہتے تھے کہ عمل کے واسطے جب قیمتی چیز قربان کی جاوے گی تو اس سے اعلیٰ چیز ملے گی۔

قدرت پر ہی سارے معجزے ہوئے ہیں، قدرت سے سب کچھ بنا ہے، قدرت سے سب کچھ کروادیں گے، آگے تفصیلی طور پر بھی قدرت سے گندم کے دانے سے پورا پودا نکالتے ہیں، قدرت سے پرورش بگاڑتے ہیں، قدرت سے سب کو ماردینگے، پھر ایک دن سب کو زندہ کردیں گے، اس عالم میں جو کچھ تدریج کے ساتھ ہوا ہے وہ قیامت کے دن سرعت کے

ساتھ ہوگا، بیس تیس سال میں پیدا ہونے والے انسان ایکدم قبروں سے نکلیں گے (۱۰) چھ ماہ کی غذا سے خون بنا، کتنا وقت منی بننے میں لگا، پھر صحبت سے منی منتقل ہوئی، پھر خون بننے، لوتھڑا بننے، روح ڈالنے، حیض سے پرورش پانے کے تدریجی مناظر ہیں، قیامت کے بعد سے سرعت والا انظام چلے گا، ایک حکم سے سارے زمین وآسمان ٹوٹ جائیں گے، ایکدم سب زندہ ہوئے تو ایکدم سارے پرچے اڑ کر ہر ایک کے ہاتھ میں پہنچ جاویں گے، قدرت سے ہی جنت وجہنم میں ہوگا۔

اصل قدرت ہے بننے یا بگڑنے والا اصل نہیں ہے، قدرت سے فائدہ حاصل کرنے کے طریقہ ہر نبی لائے، فرعون چلتا رہا تدریج سے، محنت کرلی گئی تو ایکدم نقشہ حکومت کا بدل گیا، ضعیف قوی، قوی ضعیف، غنی فقیر یا فقیر غنی ایکدم قدرت سے بن سکتے ہیں، قدرت سے استفادہ کی شکل کا نام نماز ہے، زندگی کے شعبے اس وقت تک درست ہو نہیں سکتے ہیں جب تک اس شعبے سے کچھ نہ ملنے کا صرف نماز سے ملنے کا یقین ہو، آج تو مسلمانوں کے بڑے بڑے نمازی کہہ دیتے ہیں کہ خالی نماز سے کیا ہوتا ہے، انھوں نے زمانے کے رواج کی نگاہ سے دیکھا، وحی انبیاء، قرآن وحدیث کی نگاہ سے نہیں دیکھا ہے، جیسی نماز پڑھتے ہیں وہ ایسی ہی ہے، لیکن محمد صلی اللہ علیہ وسلم تو دوسری نماز دے کر گئے تھے، معلومات میں اضافہ کرنے کے واسطے اخبارات، رسالہ جات، ڈرامہ کی کتابیں پڑھنے کا رواج ہے ایسے ہی اس زمانہ سے پہلے معلومات میں اضافہ کرنے کے واسطے فضائل کی کتاب پڑھ لیتے ہیں، دوسری مرتبہ نہ پڑھیں گے کہ ہم جان چکے، ضرورت پڑی تو ہم بیان کر دیں گے، ارے بار بار سن تاکہ عمل میں فضائل مسائل آجاویں۔

ابن عباسؓ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا وضوء دیکھا، عمرؓ نے اپنی خلافت میں، عثمانؓ نے اپنی خلافت میں وضوء دیکھا یہ کہ ہمارا وضوء حضور صلی اللہ علیہ وسلم جیسا ہے، ابن عباسؓ غزوہ خندق میں آئے تھے لشکر کے ساتھ آئے تھے، ظاہر کیا کہ کچھ تلاش کر رہے ہیں، سارا لشکر گیا تو وہاں سے مدینہ جا پہنچے، مدینہ میں ایک رات کو خالہ کے گھر جا کر سوئے تاکہ دیکھیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کیا کرتے ہیں، فقر وفاقہ میں گھر تھا، ایک تکیہ کے ایک رخ پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم و میمونہ کا سر ہے تو دوسرے رخ پر ابن عباسؓ کا سر ہے، سونے سے قبل وبعد کی ساری دعائیں سنیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا وضوء دیکھا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھنے لگے تو یہ بھی ساتھ پڑھنے لگ گئے، ابن عباسؓ نے سارا وضوء ونماز کا طریقہ دیکھا تھا کہ گھر کے آدمی تھے، چچازاد بھائی تھے، خالہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں ہے (۱۱)، عمرؓ وعثمانؓ کے زمانے میں پھر علیؓ کے زمانے میں ان سب کا وضوء دیکھا، یہ بے وقوف تو نہ تھے، بہت ہی عقلمند تھے۔

میدان عرفات میں سورۃ بقرہ کی تفسیر کی تو سب نے کہا کہ اگر غیر سن لیتے تو مسلمان ہو جاتے (۱۲)، اعلیٰ درجہ کے عالم تھے، لیکن پھر بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم والی چیزوں میں لگنا موضوع تھا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت تھی تو ان کے والی صفات کو دیکھنا محبوب تھا، ان کے ذہن میں تھا کہ نماز سے قیصر وکسریٰ زیر ہوں گے، ہم یہ نہیں سمجھتے کہ نماز سے امریکہ وروس پہننے کی دو جوتیاں بن سکتے ہیں، انھوں نے نماز سے فرشتوں کا اترنا (۱۳)، مردوں کا زندہ ہونا (۱۴)، زندوں کا مرجانا دیکھا تھا (۱۵)، سال بھر محنت ہے، دعوت دینا دوسروں کو سمجھانا، پھر تنہائی میں بیٹھ کر سمجھنا کہ بات سچی ہے، سیاسی بات نہیں ہے، سیاسی بات یہ ہے کہ اوپر سے کچھ اندر سے کچھ اور ہو۔

فسادات ہورہے ہوں تو سیاسی کہیں گے کہ فکر نہ کرو الیکشن آرہا ہے، فوج میں آواز وشور جاری ہو تو کہیں گے کہ فکر نہ کرو، پارلیمنٹ میں اس سے زور ڈال کر حزب مخالف سے بات منوانی ہے، سیاست یہ ہے کہ کرنا کچھ نہیں، کہنا سب کچھ ہے، اس وجہ سے لوگ گھبرا جاتے ہیں اور سیاسی بالکل نہیں گھبراتے ہیں، حقیقت میں مصالح کی کاٹ ہوتی ہے اور سچ کا علاج ہوتا ہے، ساری دنیا نہ مانے بات اور ہے، سیاست میں مصالح کے اعتبار سے بات ہوتی ہے، حقیقت وہ ہے کہ جیسے بولا جاوے چاہے کوئی مانے یا نہ مانے یا سب ہی ناراض ہو جاویں، حکومتوں سے مال سے نہیں ہوتا ہے، یہ اس وجہ سے نہیں کہہ رہے ہیں کہ ان کا خیال دل سے نکل جاوے کہ مسلمانوں کے ہاتھ سے نکل چکی ہیں۔

اب دل کو دلاسا دینا ہے ان جملوں کے ساتھ، جیسے ڈاکٹر سے کہو کہ ڈاکٹری سے نہیں ہوتا ہے تاکہ وہ معتقد ہو جائے، وکیل کی وکالت، تاجر کی تجارت کی نفی کرنا، سیاسی بات بھی ہے اگر اس سے اس کا معتقد کرنا مقصد ہو اور دینی بات بھی اگر اس سے مقصد، اسے حقیقت کی اطلاع دینا ہے چاہے وہ نہ مانے، سیاست کا بول مائل کرنے کے واسطے ہوتا ہے، اسی وجہ سے ملک والے پریشان ہیں کہ تبلیغ والوں کی باتوں سے عوام ان کی طرف مائل ہو رہے ہیں، پھر یہ اس سے حکومت نہ چھین لے ویں، ایمان تبلیغ میں اس طرح بنے گا کہ وکیلوں، ڈاکٹروں ہر ایک سے نفی، ایمانیات کی بات زور سے کہو، گشتوں سے واپس آکر کھسر پھسر نہ ہو کہ موٹی مرغی ہے، ایک بات یہی ہے اللہ ہی سے ہوتا ہے۔

اے خدا دل تیرے ہاتھ میں ہے، بس بہت سن رہا ہوں کہہ رہا ہوں تو ہی دل میں اتار، دل بھی سنے چوبیس گھنٹے، اسے ہی بولا کہا سنا چوبیس گھنٹے اسی کے واسطے دعا مانگی تب خدا دل میں اتاریں گے اور اگر جہاں گئے وہیں کی بات کر دی، گشت میں خدا کی یا حاکموں میں حکومت کی تاجروں میں تجارت کی تو حقیقت سے خالی 'گنگا گئے گنگا داس جمنا گئے جمنا داس' والی بات ہو جائے گی، اللہ کے راستے میں نکل کر چوبیس گھنٹے میں بول سکتا ہے کہ پہلے سے ماحول بنا ہوا ہے، جو ہمیں اس محنت کے تقاضوں پر پڑ جانے سے یکسر روک دیتا ہے، اس وجہ سے باہر نکلنا ہے، چوبیس گھنٹے بھی کام ہوں، خصوصی عمومی گشت سے دعوت ہو، ساتھیوں میں بات چلے، تنہائی میں دل کو سمجھایا جائے کہ بات یہی ہے خدا کرتے ہیں ان چیزوں سے نہیں ہوتا ہے، اے دل حضور صلی اللہ علیہ وسلم جیسی نماز مل گئی تو خدا کر دیں گے، اے خدا دل میں وہ حقیقت اتار دے جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم و ابراہیم علیہ السلام کے دل میں تھی۔

دعوت سے نمٹے تو تعلیم میں لگے، فضائل اعمال کے تذکرے ہوئے، مسائل کی تعلیم میں لگو سیکھو سکھاؤ، خوب ذکر و تلاوت ہو، اب ان سب کو ملا کر نماز پڑھنے کی کوشش کرو، اب نماز کا وقت آیا ہے تو ان سب کو اس میں ملاؤ، فضائل کا استحضار، مسائل کی پابندی ہو، چوبیس گھنٹے یاذ کر نماز، یا علم یا دعوت میں گزرے، اسی کی محنت سے روزہ کی حقیقت پیدا ہوگی، سارے سال نماز کے فضائل لے، اب رمضان میں روزے کے فضائل و مسائل بھی چل پڑیں گے، ایمان، ذکر، تعلیم، دعوت سے نماز جاندار بنتی ہے، تو ان سے روزہ بھی جاندار بنتا ہے، صرف روزہ والے فضائل و مسائل کا سننا، استحضار کرنا بڑھا دیا جائے، ہر دم غیروں کی تردید، خدا کا اثبات ہو۔

رمضان کے مہینے میں دو فرض جمع ہو گئے روزہ، نماز، خدا نے جب حالات عالم بدلنے کا ارادہ کیا تو اسی ماہ مبارک میں ساری آسمانی کتابیں اتریں (۱۶)، اسی میں بدر میں فرشتے اترے (۱۷)، اسی ماہ میں ساری قومیں فتح مکہ کے بعد مسلمان ہوئی ہیں (۱۸)، یہ قدوسی نورانی مہینہ ہے، چوبیس گھنٹے اس مشق میں گزرے رات کو رو رو کر دعائیں مانگیں، جیسے گزشتہ زمانوں میں اس ماہ میں حالات بدلے آج بھی بدل، لوگوں کو ہدایت دے، روڑا اجاب بننے والوں کو ہلاک کر، باقیوں کو ہدایت دے، محنت درست ہوگی تو انبیاء کی طرح دعائیں قبول ہوں گی، مادی نقشوں کے خلاف قدرت خدا کا مظاہرہ ساری دنیا دیکھے گی، نماز روزہ اور محنت کی شکل صحیح ہو جس نقشے پر چل رہے ہوں اس نقشے کا دل میں اثر نہ ہو، یہ شرائط ہیں قبولیت دعا کی۔

پھر دعا ایسے مانگو جیسے پیٹ درد کے لئے، بیوی کی صحت کے لئے، تجارت کے خسارے سے بچ جانے کے واسطے مانگتے ہو، پھر کافر اسلام کی طرف، فاسق دین پر عمل کی طرف نماز پڑھنے والے دین کی محنت کی طرف قدرت سے پلٹیں گے، کسی سے مانگا نہ جاوے، دلوں میں ان کی طرف توجہ نہ ہو، کسی کے اصرار پر کھایا جاوے تو دوسرے کا دل خوش کرنے کو، نہ کہ پیسے بچانے یا مزا لینے کو، اس محنت کے لئے انھوں نے تکالیف برداشت کی ہیں، اگر تکالیف تم پر آجاویں تو ان پر خوش ہونا، ان میں مزا محسوس کرنا، ان صفات کے ساتھ محنت ہوئی تو کیا عجب ہے کہ اللہ تعالیٰ ہدایت کا دروازہ کھول دیں۔

---

(۱) سورۃ الطلاق: ۳

(۲) سورۃ العنکبوت: ۴۵

(۳) سورۃ یونس: ۸۵

(۴) سورۃ یونس: ۸۷

(۵) سورۃ یونس: ۸۸

(۶) کنز العمال صفحہ ۳۱۴ جلد ۴

(۷) کنز العمال صفحہ ۲۹۲ جلد ۴

(۸) حوالہ سابق

(۹) حوالہ سابق

(۱۰) سورۃ الزمر: ۶۸

(۱۱) بخاری صفحہ ۳۰ جلد ۱

(۱۲) البدایہ والنہایہ صفحہ ۲۸۸ جلد ۸

(۱۳) جیسا کہ غزوہ بدر میں ہوا،

(۱۴) حیاۃ الصحابہ صفحہ ۸۲۴، ۸۲۵ جلد ۳

(۱۵) تفسیر ابن کثیر صفحہ ۵۰۷ جلد ۲

(۱۶) تفسیر ابن کثیر صفحہ ۲۱۷ جلد ۱

(۱۷) حیاۃ الصحابہ صفحہ ۴۴۷ جلد ۳

(۱۸) البدایہ والنہایہ صفحہ ۲۸۰ جلد ۴

انسان دو جنسوں کا مجموعہ ہے

{۱۶ شعبان ۱۳۸۲ھ مطابق ۱۳ رجنوری ۱۹۶۳ء}

بروز اتوار، بعد فجر

اقتباس

جسم کے تقاضے خود بخود محسوس ہو جاتے ہیں بغیر مجاہدہ کے، روح کے تقاضے محسوس ہوتے ہیں لیکن مجاہدہ کے بعد، حدیث میں ہے اِسْتَفْتِ قَلْبَكَ. وَاِنْ اَفْتَاكَ الْمُفْتُوْن اس سے مراد وہ لوگ ہیں کہ مجاہدہ کی گھاٹی میں سے گزر کر روح کو بنالیں اور روح کے اپنے صحیح تقاضے محسوس ہونے لگیں، ایسے کسی مسئلہ کو خیانت و بے حیائی نہ قرار دیا جاوے، تو اس کی روح اس کا انکار کرے گی کہ یہ عمل روح پر خوب لگانے والا ہے، ایک محنت ہے جس سے روح کے تقاضے ابھر آویں گے، جسم کے تقاضوں کا نام نہیں ہے۔

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم۔

میرے بھائیو اور دوستو!

انسان دو جنسوں کا مجموعہ ہے، ایک جنس سفلی ہے ایک علوی ہے، جنس سفلی اس کا جسم ہے اور علوی جنس اس کی روح ہے، دونوں کا مجموعہ انسان ہے، سفلی جنس ظرف کے طور پر ہے، اور علوی جنس مظروف کے طور پر، اگر ظرف کچا ہو پکا نہ ہو تو ظرف کا اثر مظروف پر پڑتا ہے، رنگ و بو کے اعتبار سے پھلنا، پھولنا، پھٹنا، کیڑے پڑنا جسم کے خواص ہیں، جب تک روح ہے صحیح سالم ہے، روح کے نکلتے ہی تشتت و انتشار، پھٹنا، بدبودار ہونا پایا جاوے گا، جسم روح کے سہارے سے باقی ہے، اصل روح ہے، دونوں کا ملنا روح و جسم کے مزاجوں کا ملنا ہے۔

روح لطیف و غیر مشاہد ہے، جسم مشاہد و کثیف، جسم کے تقاضے خوف، امن، مرض، کمزوری، تکلیف، تغیر و تبدل جلدی محسوس ہوتے ہیں کہ جسم مشاہد ہے تو اس کے تقاضے بھی مشاہد کی طرح محسوس ہیں، روح غیر مشاہد ہے، اسی طرح اس کے تقاضے ہیں تو سہی لیکن غائب، اگر محنت کر کے جسم کے تقاضے دبا کر روح کے تقاضے ابھارے، جسم کی نسبت سے ہٹا کر روح کی نسبت پر لگائے تو روح کے تقاضے محسوس ہونے لگتے ہیں۔

روح کے تقاضے اچھے اعمال مرضیہ خدا ہیں، اسی سے روح کا ارتقاء ہے، جیسے جسم دودھ، گھی، مٹھائی، غذا سے بڑھتا ہے اور کپڑے سے جسم کی زینت ہے، ایسے ہی اعمال روح کی غذا اور زینت ہیں، پرواز و ترقی کا سبب ہیں، جسم پھیل کر

ایک حد تک رہے گا اس سے آگے نہ بڑھے گا چاہے کتنی غذا یا ادویہ استعمال کرلو، لیکن روح کی کوئی حد نہیں ہے، روح کو اس کی چیزیں ملیں تو اس کی پرواز بہت اونچی ہوجاتی ہے، علماء بتاتے ہیں کہ روح کی پرواز بجلی کے کوندنے سے زیادہ تیز ہے، روح کی پرواز بہت اونچی ہے، آسمان، عرش، جنت تک جاسکتی ہے، جسم کی حد ہے روح کی حد نہیں ہے، جہاں تک چاہو ترقی کرلو، آج جتنی روح میں ترقی کرلے گا، کل کو روح کے اعتبار سے جسم پرواز والا ملے گا، یہاں جسم کے مطابق روح ملی تھی آخرت میں روح کے مطابق جسم ملے گا۔

روح چمکدار سورج کی مانند، خوشبودار کروڑ درجہ، قوی پرواز ہے، تو جسم بھی سورج کی مانند چمکدار، کروڑ درجہ خوشبودار، قوی پرواز ملے گا، دنیا میں جسم کی پرواز نہیں ہوسکتی ہے، روح کی بہت اونچی پرواز ہے، آخرت میں پل صراط پر روح اور جسم کی پرواز ایک جیسی ہوگی، جسم تابع نقل ہے دکھائی دیتا ہے، روح اصل متبوع ہے لیکن غیر مشاہد ہے، اگر انسان مجاہدہ کی گھاٹی سے نکلے، جسم کے تقاضے دبا کر روح کے تقاضے ابھارے، روح کے تقاضوں کی کتاب قرآن ہے، قرآن پر عمل کرنے سے روح بنے گی، پھر روح اچھے اعمال کا تقاضا کرے گی، رحم، حیاء، عدل، غنیٰ والے تقاضے ابھر آئیں گے، اس وقت قرآن پر عمل کرنے سے پہلے یہ تقاضے دبے ہوئے ہیں، قرآن کے پیش کردہ اعمال پر پڑنے سے جسم کا ملبہ چھوٹ جاوے گا، پھر روح کے تقاضے محسوس ہونے لگیں گے۔

جسم کے تقاضے خود بخود محسوس ہوجاتے ہیں بغیر مجاہدہ کے، روح کے تقاضے محسوس ہوتے ہیں لیکن مجاہدہ کے بعد، حدیث میں ہے اِسْتَفْتِ قَلْبَكَ (۱) وَاِنْ اَفْتَاكَ الْمُفْتُوْنَ (۲) اس سے مراد وہ لوگ ہیں کہ مجاہدہ کی گھاٹی میں سے گزر کر روح کو بنالیں اور روح کے اپنے صحیح تقاضے محسوس ہونے لگیں، ایسے کسی مسئلہ کو خیانت و بے حیائی نہ قرار دیا جاوے، تو اس کی روح اس کا انکار کرے گی کہ یہ عمل روح پر خوب لگانے والا ہے، ایک محنت ہے جس سے روح کے تقاضے ابھر آویں گے، جسم کے تقاضوں کا نام نہیں ہے۔

اس جسم کو اللہ نے اپنی قدرت سے بنایا ہے، براہ راست نہیں بلکہ دوسروں کے ذریعے سے، سب سے پہلے کائنات بنی، پھر بہت سی چیزیں استعمال ہوئیں، آخر میں کھیتی تیار ہوئی، لوہے، لکڑی، زمین، سونا چاندی، برتن، جانور، انسان کے استعمال کے بعد ایسے ہی آگ ہوا مرد، عورت چاند، سورج، بادل، پانی، برتن توا، گھر کا استعمال ہوا تو منی کا قطرہ بنا پھر مرد عورت کے اختلاط سے قطرہ منتقل ہوا، پھر عورت کی ساری مشین استعمال ہوئی ہے، ابن عباسؓ کا کہنا کہ منی کا قطرہ عورت کے اندر جاکر سارے جسم میں پھیل جاتا ہے، چالیس دن بعد اس کو رحم میں سمیٹتے ہیں، چلہ بعد منی سے خون، خون سے لوتھڑا، لوتھڑے سے شکل انسانی بنتی ہے (۳)، نہ معلوم ایک جسم کے بننے میں کتنے ہزار برس خرچ ہوئے اور کتنی ہزار چیزیں استعمال ہوئی ہیں۔

پھر خدا نے روح اس میں ڈالی، اس میں مذکورہ بالا اشیاء میں سے کوئی چیز استعمال نہ کی، غیبی طاقت، روحانیت فرشتے کو خدا نے روح دے کر بھیجا جو ڈال کر چلا گیا (۴)، روح کی غائب طاقت کو فرشتے غیبی طاقت سے بھیجا گیا، روح کے آنے میں مشاہدات کوئی استعمال نہ ہوا، کائنات کا کوئی حصہ جسم کی طرح استعمال نہ ہوا، جس راستے سے جسم آیا ہے اس

کا تقاضا رکھتا ہے، اسی کا نام نفس ہے، سورج چاند، روشنی اندھیرے، ماں باپ، عورت مرد، کھیتی کپڑے، آگ سب کا تقاضا جسم رکھتا ہے کہ ان کے راستے سے آیا ہے، براہ راست خالق سے نہیں آیا ہے، بلکہ براہ کائنات خدا سے آیا ہے، انسان کا نفس امارہ ہے جس میں اللہ کا تقاضہ نہیں ہے باقی سب کا تقاضہ ہے، سرمایہ دار، حکام، مزدور کا تقاضہ ہے، جسم کے بننے میں حکومت کے شعبے بھی استعمال ہوئے، جس خدا نے جسم میں روح کی طاقت ڈالی ہے اس خدا کا تقاضہ نہیں ہے۔

نفس وہ تقاضہ ہے جو ان تمام اجسام سے متعلق ہے، جن میں سے گزار کر جسم بنا ہے، ساری ہی چیزوں کا تقاضہ ہے، صرف ایک اللہ کا تقاضہ نہیں ہے، روح کو اجسام کی پرواہ نہیں ہے، روح کو جسم کی لائن کی پرواہ نہیں ہے، کھیتی بنے یا بگڑے، مکان گرے یا بنے، کپڑے، مال ہو یا نہ ہو، روح کو اس کی پرواہ نہیں ہے، روح کے داخل ہونے کے بعد جسم کا اپنا شعور چلنے لگا، نفس، سارا جسم دل کے تابع ہے، ہر عضو اس دل کے تابع ہے، حسین سے حسین عورت سر دباوے، پاؤں دباوے اور دل مائل نہ ہو تو شرمگاہ، لب، ران وغیرہ مائل نہ ہوگا، کالی پیلی عورت ہو اور دل مائل ہو تو سارے ہی اعضاء کام میں لگ جاویں گے۔

عبدالملک بن مروان نے لیلی مجنوں کا قصہ سنا تو لیلی کو بلا کر دیکھا کہ کیسی حسین ہے، کہ مجنوں دیوانہ ہو گیا ہے، دیکھا تو کوئی خاص بات نہیں پائی، تجھ پر مجنوں ایسا کیوں فدا ہے؟ لیلی نے جواب دیا مجھے دیکھنے کے واسطے مجنوں کی آنکھ چاہئے، اس میں اصلی بات یہ ہے کہ دل مائل نہ ہوا، مجنوں کا دل مائل تھا، دل پر مدار ہے سر سے پیر تک کے تمام اعضاء کے استعمال کا، دل کا رخ نفس کی طرف ہوا تو ہر عضو نفس کے اعتبار سے استعمال ہوگا اور نفس غیر خدا کا تقاضہ ہے، اپنی عزت، اپنی راحت، عیش و وقار کا تقاضہ خدا کے علاوہ ہے اگر دل خدا کی طرف ہو جاوے تو سارے ہی اعضاء کا رخ خدا کی طرف ہو جاوے گا۔

اب مجاہدہ یہ کرنا ہے کہ رخ نفس سے دل کا خدا کی طرف ہو جاوے، اگر تھوڑی سی محنت کر کے دل کو خدا کی طرف پھیر لیں تو پھر سارے ہی اعضاء غیر خدا سے خدا کی طرف پھر جاویں گے اور بہت آسان ہوگا اچھے اعمال پر چلنا، روح کے مطابق زندگی گزارنا، مثلاً امریکہ سے بہت خوبصورت کار آکر کھڑی ہوئی، اسے دیکھو، پندرہ منٹ بعد جانے والی ہے، نہیں میں نہیں دیکھتا، لوگ کتنا ہی کہیں، دل، آنکھوں، پیروں کانوں کو ان کے کام سے روک لے گا، سارے ہی غلط اعمال سے حفاظت ہو جاتی ہے اور اگر دل کا رخ نفس کی طرف ہو تو اچھے اعمال پر چلنا بہت ہی مشکل ہے نفس اندر میں ہے تو خدا نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْدِ (۵) ہیں اگر خدا کے اعتبار سے استعمال ہونے لگے تو خدا اپنی قدرت اس کے لئے استعمال کرنے لگیں گے، اس کا اعلان پانچ مرتبہ مسجد سے ہوتا ہے، اللہ کی بڑائی، اللہ سے ہونا، غیر سے نہ ہونا، محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا خدا کی طرف سے فوائد و ضوابط بتانے آنا بیان کیا جاتا ہے، تمام نقشوں سے نکل کر وہاں آجاؤ جہاں عمل ہوں گے اس سے کامیابی ملے گی، نماز یہ ہے کہ نیت، یقین، محبت کا تعلق سارے اعضاء روح کے استعمال کو غیر سے خدا کی طرف پھر جاوے تمہارا رخ ہر طرح سے غیر و نفس سے خدا کی طرف پھر جاوے، اسی میں دنیا و آخرت کی کامیابی ہے، جب نیت، یقین، محبت و استعمال کا رخ خدا کی طرف ہوگا تو خدا کی قدرت کا رخ اس کے بنانے کی طرف ہوگا، جب نفس خدا کی طرف موڑ لیا پکڑنے، محبت، یقین، نیت، دھیان کے اعتبارات سے تو خدا سارے ہی اعتبارات سے خود کو اس کے لئے استعمال کریں گے۔

زمین بڑھانے، ملک و مال بڑھانے کی محنت کامیابی والی نہیں ہے، دل کو نفس سے خدا کی طرف پھیرنے والی محنت کامیابی والی ہے، دل پھر جاوے تو ہر لائن دین والی ہوگی جس پر آپ چلیں فقیری، گورنری، وزارت، صدارت کوئی بھی لائن ہو دل پھر جاوے، استعمال بدل جائے، ہر لائن وشعبہ میں نفس اور خدا دونوں کے اعتبار سے طریقہ مل جائیں گے، معاشرت، معاملات، رہن سہن ہر جگہ پر نفس کے اور خدا کے طریقہ بھی ہیں، جس کا دل نفس کی طرف ہوگا وہ ہر جگہ نفس والے اور جس کا دل خدا کی طرف ہوگا وہ ہر جگہ خدا والے طریقہ کو اختیار کرے گا۔

کوئی لائن وشعبہ دینی ہے نہ بے دینی، طریقے کے اعتبار سے دین و بے دینی بنے گی، دل کا رخ نفس سے خدا کی طرف پھیرنے کی محنت کے واسطے مسجدیں بنی ہیں، صرف دو چار رکعتیں پڑھ لینے کا نام محنت ومجاہدہ نہیں ہے، محنت کا سب سے پہلا قدم مجاہدہ ہے، مجاہدہ ہے نفس کے خلاف چلنا اور محنت کرنا، نفس کا خلاف دو طرح ہوگا۔

ایک تو یہ ہے کہ کائنات کی شکلوں سے نکال کر خدا والے ان اعمال میں ڈالو جن پر دنیا کا کچھ نظر نہیں آتا ہے، اعمال میں خدا سب کچھ بناتے ہیں، لیکن انسان کو دکھائی نہیں دیتا ہے کہ اس نماز سے پرورش ہو جاوے گی، دعوت سے مصیبت دور ہوگی، جیسے لوگ کہتے ہیں کہ حالات حاضرہ کے اعتبار سے جلسہ کر کے حکومت کی تائید کر دو تو اس سے حکومت کی نگاہ میں اچھے رہو گے، اب دس بیس ہزار نے جمع ہو کر ایک ملک کو گالی دی، دوسرے کی تائید کی، اسے اخبارات میں چھاپ دیا، اب سب کو اطمینان ہو گیا کہ ہم خیر وعافیت سے رہیں گے، لیکن اگر کسی جگہ جمع ہو کر خدا کی، قرآن وحدیث کی باتیں کر لینے سے اپنی حفاظت وعافیت کا دل میں یقین نہیں آتا ہے، تجارت، حکومت، سیاست، زراعت، سے متعلقہ شکلوں میں لگنے میں سب کچھ دکھائی دیتا ہے، لیکن خدا والی شکلوں واعمال میں لگنے میں کچھ محسوس نہیں کرتے ہیں۔

جیسے الیکشن کے زمانے میں ورکروں کی بھرمار ہوتی ہے، پہلے کھڑے ہونے والے اپنے نشانات گدھے، سور، بیل، کتے وغیرہ کے بناتے ہیں، ورکر وہ ہے جو پارٹی کی طرف سے، پارٹی کے ممبران کی طرف سے لوگوں کو لاتا ہے، ورکر روز بیس میل پیدل چلتا ہو تو اس زمانے میں دس قدم کے لئے بھی موٹر لے گا، کبھی ماہ بھر میں چائے نہ پیئے، اب دن بھر چائے و کھانے، کبھی برف کا پانی پینے کا خیال آیا نہ ہو، تو اب بوتل پر بوتل، اس سے پوچھا جاوے کہ یہ سارا خرچہ کہاں سے؟ تو وہ جھلا کر کہے گا کہ معلوم نہیں ہے میں ورکر ہوں، حکومت، کانگریس، جن سنگھ کا ورکر بن جانا ہمیں خرچہ دلاتا ہے، تو خدا کا ورکر بن جانا خرچہ نہ دلائے گا اس کا یقین نہیں ہے، ورکر امیدوار کی طرف بلاتا ہے، تم خدا کی طرف بلاؤ، ورکر ساری ہی جماعتوں وامیدواروں کی تنقیص کرے گا، سارے ہی منافع ایک امیدوار میں دکھاوے گا، سونے کے مکان بن جاویں گے، دودھ کی نہریں بہہ پڑیں گی، چاہے وہ معمولی سے علاقہ کا ممبر بنے گا، لیکن اس کے ممبر بننے میں سارے ملک کا نفع دکھایا جائے گا، جیسے لوگ غیروں کی طرف بلانے میں خرچ کے مل جانے کا یقین رکھتے ہیں، ایسے ہی ہمیں بھی یقین ہو کہ ہم خدا کی طرف بلائیں گے تو خدا ہمارا خرچہ اٹھاویں گے۔

سب کی خوب تردید کرو، صرف ایک خدا سے ہونے کو بیان کرو، تمہارا خرچہ خدا اس وقت اٹھاویں گے جب تمہارے

دل میں، تمہارے قول کے مطابق ہو کہ اللہ سے سب کچھ ہو جاوے گا، کسی اور سے کچھ نہ ہوگا، اللہ سے لینے کی شکل نماز ہے، دل کے خدا کی طرف پھیرنے کی پہلی صورت دعوت ہے، کہ جس جس کی طرف نفس کھینچتا ہے ان سب سے وجود و منفعت کی نفی کرو، پھر کسی طرح سے نفس غیروں کی طرف مائل نہ کر سکے گا، ان تمام وجوہ کو خدا میں ثابت کرو، غیروں سے کاٹو جن وجوہ کی طرف دل مائل ہوتا ہے، غیروں سے بننا، ملنا، پلنا، حفاظت، قوت، لذت، مرنا، راحت نہیں ہے، لہٰذا نفس جب وجوہات کی بناء پر غیروں کی طرف مائل کرتا ہے ان تمام وجوہ کو خدا میں بیان کرو۔

بڑے حضرت جی فرمایا کرتے تھے کہ تیسرا کلمہ بالکل مدلل ہے، اس میں سبحان اللہ، یعنی جتنی بھی کسی سے لینے کی وجوہ ہوتی ہیں ان سب سے پاک ہے، مثلاً ان کے پاس بھوک کپڑے کا انتظام نہیں ہے کہیں اور سے انتظام کر کے یہاں آجاؤ، سارے ہی نقائص سے پاک ہیں جو کسی سے لینے کا سبب ہو سکتی ہیں، الحمد للہ جن وجوہ سے کسی کی طرف مائل ہو سکتے ہو وہ سب وجوہ خدا میں ہیں، جمال، قوت، مال خزانوں کی وجہ سے میلان ہوا کرتا ہو تو، یہ سب خدا کے یہاں بہت ہے، نتیجہ یہ ہے لا الہ الا اللہ ہم سب سے ہر طرح سے کٹ کر صرف خدا کے بننے والے ہیں، مسجد کی یہ پہلی مشق ہے، خدا پہاڑ، سمندر، ہتھیار، راکٹ، زمین آسمان، چاند سورج، کے بغیر جو چاہیں کر دیں، خدا کے بغیر سارے مجموعہ سے کچھ نہ ہوگا، یہ آواز اس وقت تک لگاؤ جب تک یہ آواز دل میں اتر جاوے، لا الہ الا اللہ، اللہ سے ہوتا ہے غیروں سے نہیں، خدا اس وقت کریں گے جب کہ یقین اسی پر ہو، اعمال محمدی ہوں۔

دعوت سے آدمیوں میں غیر خدا کی تردید کرنا، اطباء، دکاترہ، سرمایہ داروں، تجار، زارع، مزدوروں کے پاس جا کر ہم ہونے کی شکلوں کی تردید کریں گے، دل کو زبان کے ساتھ ملایا جاوے، جو زبان کہے دل اس کی تصدیق کر رہا ہو، گشتوں میں بات کرو تو دل تصدیق کر رہا ہو، دوسروں کو مسجد میں لانا تقریب ہے، اصل مقصد یقین کا دل میں بٹھانا ہے، پھر مسجد میں بات ہو یا مسجد سے باہر، دوستوں میں ہو یا مالدار شکلوں سے، یا رئیس انسان سے بات ہو، ہر جگہ ایک ہی بات ہو، تبلیغ والے جلوت میں خوب تردید کرتے ہیں لیکن خلوت میں جا کر پھسل جاتے ہیں، حاکم یا تاجر پوچھ لے کہ تمہاری گزر کیسے ہوتی ہے تو یہ ایسے بے قابو ہو جاتا ہے جیسے تنہائی میں جوان مرد جوان عورت کو دیکھ کر بے قابو ہو جاتا ہے، خیریت ہے کے لفظ بھی اس طرح کہے گا کہ اس سے پریشانی معلوم ہو جاوے۔

بڑے حضرت ہمیں یہ کام دے گئے، نہ مانگنا اصول بنایا، ترکہ و جائیداد بھی نہ چھوڑا، اب میرے ایک عزیز و روشتہ دار نے کہا فکر مت کرو، فلاں صاحب تبلیغ کا سارا خرچ اٹھاویں گے اور وہ واقعی بڑے حضرت کے زمانے میں مال خوب لگاتے تھے، ہم ان کی خدمت بھی خوب کرتے تھے، ایک مرتبہ وہ برتن دھو رہے تھے، حضرت جیؒ نے مجھے ڈانٹا کہ تم کیوں نہیں دھوتے ہو، میں انھیں کھڑے ہو کر کھانا کھلایا کرتا تھا، اب حضرت جیؒ کے زمانے میں جمعرات کا کھانا، سو روپیہ ماہانہ تھا، خود بھی ضرورتیں پوچھ کر دیا کرتے تھے، ہر سفر میں ان کی کار جاتی تھی، حضرت کے بعد انھوں نے آنا بند کر دیا، لیکن ویسے ہی بھیجتے رہے، میں نے انھیں پرچہ لکھ دیا کہ تبلیغ کا اصول یہ ہے کہ جو جان لگاوے اس کا مال لیا جا سکتا ہے، اب تم یا تو جان کا

خرچ لگاؤ یا یہاں کچھ نہ بھیجو، انھوں نے بھیجنا اور آنا بند کر دیا، اب مجھے اس کی بہت خوشی ہے، خیر یہ بت اس طرح ٹوٹا۔

اب کوئی راستہ اور آمد کا ظاہری سبب نہ تھا، قرض لینا کہیں سے مقرر نہ تھا قرض لینا شروع کیا، قرض بہت ہو گیا، ساتھی گھبرائے، حکیم کریم بخش سے جا کر کہہ دیا حکیم جی کے پاس بڑے بڑے آتے تھے ایک ٹھیکے دار سے انھوں نے کہا، ارے کہاں خرچ کر رہا ہے، تبلیغ والوں پر خرچ کر، اتنا ادا کر دے، وہ واقعی پندرہ بیس ہزار لے کر آیا، میں مسجد کے صحن میں پریشان بیٹھا ہوا تھا، کرتا پھٹا ہوا تھا، بنیا تقاضے پر تقاضے کر رہا تھا اس نے آتے ہی بنا سلام و مزاج پرسی کے ایکدم پوچھا کتنا قرض ہے، میں نے کہا کیوں؟ اس نے کہا میں ادا کر دوں گا، میں نے غصے میں آ کر کہا یا دنہیں، حضرت جیؒ نے آخر عمر میں تم سے کہا تھا کہ جان نہیں لگاتے ہو تو مال نہیں لیتے، اس پر وہ اٹھ کر چلدیا کہ حسب امید احسان قبول نہ کیا گیا، جھوٹ بھی تبلیغ میں لگنے کی ہاں کر دیتا تو شاید میں پھسل جاتا، پھر بات ہمارے لوگوں نے چلائی کہ یہ صرف تبلیغ والوں کا لیتا ہے، لہٰذا دہلی والے چندہ کر کے دیدیں۔

رمضان کے آخری اجتماع میں جانے سے پہلے مجھے معلوم ہوا کہ اس اجتماع میں مجھے دیں گے، حضرت مفتی کفایت اللہ صاحب بھی اس میں تھے، میں نے جا کر بیان میں کہا ہمارا کام غیر رواجی اصولوں و طریقوں پر ہے، جو اسے اصلی نہج سے ہٹائے گا وہ جہنم میں جائے گا، سب نے کہا ہم تو جنت کے واسطے کر رہے تھے، اب تو نہ دیں گے، جب رواجی طریقے پر اور کلمہ کی مشق میں پڑنے پر الجھنیں پڑیں گی، جو نکل گیا وہ پا گیا، عزت و افلاس، پریشانی و راحت میں جمع و خلوت میں، بازار و مسجد میں، ایک ہی بات کہنی ہوگی، سارے مسائل چھپانے ہوں گے، کسی سے ملک و مال دونوں سے، ملک سے، مال سے نہیں ہوتا ہے، صرف خدا سے ہوتا ہے، نماز پڑھ کر مانگنے پر خدا دیں گے، بیوی، ماں باپ گھر میں بات ہو یا مسئلہ، لیکن تو بھی کہا جا رہا کہ نماز پڑھ کر خدا سے مانگو، ایسا نہ ہو کہ دوسروں کو نماز پر ڈالا، اپنے مسائل میں ساتھیوں سے مل کر ترکیبیں کی جائے، اس کے دل کا رخ نہ بدلے گا، ہر حال میں تردید ہو غیروں کی، خدا کا اثبات ہو، خصوصی، عمومی گشتوں میں، خلوت و جلوت میں بھی ہو، تنہائی میں دل کو آواز دو، یہ بات بالکل سچ ہے، ایسی ہی ہے، ارے دل خدا سے ہوتا ہے غیر سے نہیں ہوتا ہے، یہ کہتے کہتے دل میں اتر جائے، اس سب کے ساتھ خدا سے دعا ہو اے خدا! میں کوشش کر رہا ہوں، آپ میرے دل کو نفس سے اپنی طرف پھیر لو، ہر جگہ ہر ایک سے ایک ہی بات ہے۔

اب نماز پڑھو، اس یقین کے ساتھ کہ خدا سے ہوتا ہے غیر سے نہیں، نماز خدا سے لینے کی شکل ہے، باہر کلمہ کی دعوت سے نماز کے اندر نماز پر بھی یقین بنانے سے یقین کی مشق ہے، کلمہ والے یقیں پر نماز کی مشق لائی جائے، پھر دوسری محنت ہے، ایمان کی مجلس، کلمہ اجمالی نفی و اثبات ہے، مجلس ایمان میں مغیبات، ذات و صفات، فرشتے، مبداء و معاد، جنت دوزخ کے تذکرے، اچھے برے اعمال پر خدا کیا کرتے ہیں اس کے تذکرے، اس سے یقین بنایا جاوے، پھر غائب پر یقین کی مشق کے ساتھ نماز ہو، اللہ اکبر کہتے وقت خدا کی بڑائی، غیروں کی چھوٹائی دل میں ہو، رفع یدین میں غیروں سے براءت، خدا سے جوڑ، ہر اعتبار سے ہونے کا یقین ہو۔

لا الہ کے لئے ہاتھ کا اشارہ ہے، اللہ اکبر زبان سے کہنا الا اللہ ہے اِنَّنِیْ بَرِیْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِکُوْنَ (۶) رفع یدین ہے، اِنِّیْ وَجَّھْتُ وَجْھِیَ (۷) اللہ اکبر میں ہے، ہر ہر جزء سے متعلقہ امر کا یقین ہو، پہلے سجدہ میں ہونا، پہلے سجدہ سے اٹھنا، مٹی سے بننا، دوسرے سجدے میں جانا مٹی بن جانا، دوسرے سجدے سے اٹھنا قیامت کا اٹھنا مراد ہے، دو سجدوں کے درمیان کا معمولی سا فاصلہ اس دنیا کی عمر کو بتاتا ہے، ایسی نماز خدا سے دروازہ کھلوائے گی نعمتوں و برکتوں، حاجتوں کے پورا ہونے کا۔

تیسری مشق ہے علم حاصل کرنا باعتبار فضائل کے، قرآن، کلمہ، تسبیح، تکبیر، دعا، سجدہ، تہجد، اشراق، فرائض کی فضیلتیں معلوم کرو، پھر جب اس عمل کو کرو تو اسکی ساری فضیلتیں مستحضر ہوں، آج کل فضائل جان لیتے ہیں لیکن عمل کے وقت وہ مستحضر نہیں ہوتے ہیں، علم مسائل کا حاصل کرو، سجدہ کرنا، نظر رکھنا مسائل کے مطابق ہو، پھر کلمہ، ایمان، مسائل، فضائل کی چار محنتیں ہیں۔

پانچویں محنت ذکر ہے، خدا کا دھیان ذکر ہے، غیر کا دھیان غفلت ہے، ایک دھیان دیکھنے سے بنتا ہے، مکان، باغ، عورت، موٹر دیکھتے وقت صرف وہی دھیان میں ہے، تو وہاں سے چلے گئے تو بھی وہ چیز دھیان میں آجاوے گی، کبھی بغیر اس کے تذکرے کے، کبھی تذکرے سے، دنیا میں اللہ کا دھیان دیکھنے سے نہ بنے گا، بلکہ قرآن پڑھے اس طرح سے کہ غیر کا دھیان نہ آوے، اتنی دیر تسبیحات و ذکر ہو کہ دھیان میں خدا ہی رہ جاوے، شروع میں تو دوسروں کا دھیان آوے گا، استقلال سے صرف خدا کا دھیان آوے گا۔

پھر نماز کو خدا کے دھیان کے ساتھ ادا کرو، خدا دیکھ رہے ہیں، سن رہے ہیں، نماز سے باہر اور اندر میں کلمہ کی، ایمان کی، علم کی، ذکر کی مشق کی گئی اور سب کچھ صرف خدا کو راضی کرنے کے واسطے ہو، خصوصی گشت ہو یا عمومی، خلوت سے یا جلوت سے مشق ہو، ذکر یا تعلیم سے مشق ہو، خارج صلوٰۃ مشق ہو یا داخل صلوٰۃ مشق ہو، اخلاص ہر جگہ رہے، یہ سب مل کر مجاہدہ اس وقت بنے گا جب اغراض سے پاک ہو، نفس اول تو اس مشق میں لگنے نہیں دیتا ہے، لگ جائے تو نیت کو بگاڑ دیتا ہے، ملک، مال انسان میں کامیابی کو نیت میں لے آتا ہے، مجاہدہ نفس کے خلاف کرنا ہے، چیزوں کی نیت سے نفس کا تقاضا ہی پرورش پاوے گا۔

ایک شخص خوب ذکر و تسبیح کرے نفس کہے گا خوب کر، خلافت پیر کی ملے گی، اس وجہ سے ذاکرین ہر وقت ٹوہ میں رہتے ہیں کہ پیر نے ایسی بات کہی ہو جس سے ہماری بات بنے، یہ مجاہدہ نہیں ہے، غیر دل کی نیت میں آیا تو دل کبھی نہ خدا کی طرف سے بھرے گا، عورت مل جانے کے واسطے، امتحان میں پاس ہو جانے کے واسطے تبلیغ میں جانا مجاہدہ نہیں ہے، ان باتوں کے واسطے ملک و ممبری لینے کے واسطے مسلم تو کیا غیر مسلم بھی مشقت والے وظائف کر لیتے ہیں، لیکن اس سے مجاہدہ نہ بنے گا۔

اگر دعوت دی تو تعارف سب سے ہوگا، ہر ایک جھکے گا، یہ باتیں ہوں یا نہ ہوں لیکن دل نہ پھرے گا، اس طرح محنت کرنے والا صرف محنت سے دل کے پھر جانے کو نہ سمجھے، محنت کے بعد اس کی دعا مانگے تب خدا دل پھیریں گے، اے خدا سارے اعمال اوپر سے ہیں، عارضی اشتغال ہے، دل پھیر دے، دل نہ پھرا تو یہ عارضی کثرت و ذوق و شوق اعمال کا سب

ختم ہوجاوے گا، ٹمپریری ملازمت ہے، جب چاہے برخواست کیا جاسکتا ہے، اس محنت کو کرتے ہوئے تنہائی میں خدا سے دل کے پھیرنے کو مانگا جاوے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعائیں ہیں، **اللھم مصرف القلوب اصرف قلوبنا علی طاعتک** (۸)، **یا مقلب القلوب ثبت قلبی علی دینک**' (۹) حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا دل ایک حال پر نہیں رہتا ہے، پلٹتا رہتا ہے، اس وجہ سے اسے قلب کہتے ہیں، جیسے میدان میں پڑا ہوا پر، یہ محنت ہوگی دل کو پلٹنے کی، نیت صرف اللہ کو راضی کرنے کے واسطے، پھر دعائیں ہوں گی تو خدا دل پھیر دیں گے، پھر دل ہر غلط کام سے روک دے گا، ہر اچھے پر ڈالے گا، دین پھر بہت آسان ہوگا۔

اس مجاہدہ کے واسطے مسجد ہے، مسجد میں صرف نمازیں ہیں، تفصیلی محنت نہیں ہے، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سب کو دعوت وتعلیم پر ڈالا تھا، مسجد اصل اٹھان تھی، بقدر ضرورت باہر جاتے زیادہ سے زیادہ وقت مسجد میں گزرتا تھا، کسی وقت رونا پیٹنا، دعوت دینا، تلاوت ذکر، سیکھنا سکھانا، دل پھیرنے کی محنت یہاں ہوتی تھی، اور مسجد سے باہر کی زندگی کو ٹھیک چلاتے تھے، باہر کے سارے ہی شعبے ٹھیک چلتے رہے جب تک فضائل، ذکر، نماز، علم، ایمان کی مشقیں مسجد میں دعاؤں کے ساتھ جاری رہیں، لوگ دعوت سے عالم کو اٹھیں، جس نقشے میں جاویں دل اس نقشے میں نہ پھرے بلکہ ہر حال میں اللہ ہی کی طرف پھرتا رہے۔

اس وقت ہم کام کرتے ہوئے مالداروں میں جا پہنچے ہیں، اگر ہمارے دل ان کی طرف نہ پھرے تو پھر حکومتیں ناک رگڑتی ہوئی آویں گی، اس وقت تک جب تک دل ان کی طرف نہ پھرے، یہ ہے راز، سائنس وتجارت واسلحہ والے اپنا راز نہیں بتایا کرتے ہیں، لیکن ہم اپنے سارے راز بتا دیتے ہیں کہ وہ رحمت وشفقت لے کر آئے ہیں نہ کہ تاجر ووصول کرنے والا بن کر، سارے عالم کی تسخیر یہ ہے کہ کوئی شکل ہمیں اپنی طرف نہ کھینچ لے، ہر دم خدا کی طرف دل پھرے، اگر کسی شکل کی طرف دل پھر گیا اس سے آگے کی شکل نہ آوے گی، روس امریکہ کی وزارت کا دل پلٹ جاوے اس کی شکل یہ ہے کہ ہمارا دل کسی کی طرف نہ جھکے، سب کو اس کی دعوت دیں، کوئی مانے یا نہ مانے، نہ ماننے والے مریں گے، ماننے والے چمکیں گے۔

ہمارا بننا اس وقت ہے جب کہ ہم کسی کی طرف بالکل متوجہ نہ ہوں، کسی سے کھانے، دینے کے طالب نہ ہوں، تکالیف آئیں تو انھیں قیمتی جانیں کہ جتنی تکالیف ومجاہدہ والی شکلیں ہوں گی دل اتنا ہی پھرے گا، مالیات، عیش وراحت کی شکلوں میں دل بدلا نہیں کرتا، شہر سے شہر کی جانب، پیدل ہو یا سواری پر، مسجد سے باہر ہو یا مسجد کے اندر، ہر وقت ان چار میں سے کوئی عمل ہو، ذکر وتلاوت، تسبیح، دعا، استغفار ہو، دعوت، تعلیم نماز ہو، نفس کتنا ہی ادھر ادھر لے جائے تم ان میں ہی لگے رہو، حتی کہ جب تم پیشاب، پاخانے کو جاؤ گے تو شیطان اول چائے کے واسطے ہوٹل میں، پھر اخبار کی طرف، پھر اخبار سے سیاست کی باتوں کی طرف لے جاوے گا، غیروں سے ہونے کی باتیں کر کے جو کچھ لیا تھا اسے گنوا دیا، جیسے چھلنی میں پانی ڈالا تو سارا نکل گیا، دوسروں سے خدا کی اپنوں سے غیروں کی باتیں کیں تو سوراخ ہو گئے جس سے سب کچھ نکل جاوے گا جو لیا تھا۔

بس تم اللہ کے راستے میں نکل کر ایسی محنت کر لو کہ دل پھر جاوے، لوگ کہتے ہیں دعا کرو دل پھر جاوے، بغیر محنت کے دل پھر جانا تو صفت انبیاء ہے، جو ہر ایک کو نہیں ملتی ہے، زنا وشراب میں مشغول انسان نے 'الم یأن' (۱۰) کی آیت سنی

تو سب کچھ چھوڑ کر ایکدم نکل پڑے اور بڑے ولی بنے، فضیل بن عیاضؒ چوری یا زنا کیلئے دیوار پر چڑھ رہے تھے۔

یہ ہوتو جایا کرتا ہے لیکن عمومی قانون یہ ہے کہ موافق ومساعد محنت کے بعد اللہ دل پلٹتے ہیں، ہم دل پھرنے کی محنت کو جارہے ہیں، پیشاب و پاخانے کو جائیں اصول وآداب نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق، جلدی سے آجاؤ، تمباکو کے عادی ہوتو علیحدگی میں سگریٹ پی لو، لیکن حقہ کی مجلس میں جاکر نہ بیٹھو ورنہ باتیں ہوں گی، دوسرے قسم کی، چائے کی عادت ہے تو ہوٹل میں بیٹھ کر نہ پیو، باہر لاکر پی لو، ہوٹل میں بیٹھو تو نیچی نگاہ ہو، ادھر ادھر کی باتیں نہ سنو، ورنہ دل اثر لے لے گا، دل پھر جاوے گا، تو پھر ایسی غلط باتیں سن لو تو بھی اثر نہ ہوگا، اگر اثر ہو بھی گیا تو جلدی سے زائل کیا جاسکے گا، دل پھیرنے کے زمانے میں ایسی باتیں نہ سنو، رات کے سوتے وقت ادھر ادھر کی باتیں نہ ہوں، ایمانیات کی باتیں ہوں، قرآن کی تلاوت، نبوی طور پر سورت پڑھو، نیت کرلو کہ ساری رات پڑھوں گا، اب تم جس وقت سوجاؤ ساری رات ذکر خدا میں لگے گی۔

ایسے ہی کھانے پینے میں شیطان ونفس بہت کوشش کریں گے بگاڑنے کی، تم بات ہی نہ کرو، بات کرو تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے فاقے، صحابہؓ کی بھوک وتکالیف کی، گھر کی باتیں نہ ہوں، آئندہ کی باتیں ہوں تو آج کی تکلیف پر ملنے والی آخرت، نعمتوں کا تذکرہ ہو، ہوٹل میں جانے کا خیال دل میں نہ لاؤ۔

پھر خوب ہر طرح کی دعائیں کرو، محنت کرنے والوں کی دعا اپنے حق میں اور دوسروں کے حق میں قبول ہوا کرتی ہیں، جتنا میدان محنت ہوگا اس میں ہدایت اترے گی، ساری امت وسارے ملک والوں کے لئے دعا مانگو، اے خدا خبیث عنصر کو چھانٹ کر ہلاک کردے، بس چوبیس گھنٹے کی محنت صحیح کرو، پھر خدا سے دعا کرو سارے انسانوں کے واسطے، یورپ و ایشیاء کے واسطے، خصوصاً رمضان کا مہینہ فرشتوں و جبرئیل کے اترنے، آسمانی کتابوں کے اترنے کا، دلوں کے نرم ہونے کا، برکتوں ورحمتوں کے نازل ہونے کا، دنوں کی دعائیں روزہ کی وجہ سے قبول ہوں گی تو رات کی دعائیں اس ماہ میں جاگنے کی وجہ سے، کیا معلوم کس کی محنت رنگ لے آوے اور ہدایت کا فیصلہ ہوجاوے۔

---

(۱) کنز العمال صفحہ ۴۳۲ جلد ۳

(۲) کنز العمال صفحہ ۴۳۱، ۴۳۲ جلد ۳

(۳) تفسیر ابن کثیر

(۴) مشکوٰۃ صفحہ ۲۰

(۵) سورۃ ق: ۱۶

(۶) سورۃ الانعام: ۷۸

(۷) سورۃ الانعام: ۷۹

(۸) کنز العمال صفحہ ۳۹۷ جلد ۱

(۹) مجمع الزوائد صفحہ ۲۱۰ جلد ۷

(۱۰) سیر اعلام النبلاء صفحہ ۴۲۳ جلد ۸

رمضان میں دعوت کی محنت کی اہمیت

{۱۸ شعبان ۱۳۸۲ھ مطابق ۱۵ رجنوری ۱۹۶۳ء}

بروز منگل، بعد فجر

اقتباس

دوسرا راستہ ہے مسجد کا، مسجد میں آکر تم خود قیمتی بنو، اس راستے کا مرکز بیت اللہ ہے، اس مرکز کے راستے سے غیبی مدد اتر یگی، چیزوں کے اعتبار سے مراکز بعد میں بنے اور بدلتے رہے اور انسان قیمت کے اعتبار سے سب سے پہلے بیت اللہ کا مرکز بنا اور یہ بالکل نہیں بدلا، کچھ نہ تھا، قلم سے کہا لکھ، اس سے لوح محفوظ میں لکھ دیا، وہ سب کچھ جو جنت ودوزخ کے داخلے تک ہوگا، کب فلاں مرے گا کب فلاں پیدا ہوگا، اس کی زندگی میں کیا گزرے گا، فلاں عمارت کب بن کر کب گرے گی، جیسے عمارت سے پہلے نقشہ بنتا ہے ایسے ہی سب کچھ بنانے سے پہلے نقشہ لوح محفوظ میں بنایا، اس میں سب کے بننے سے پہلے لکھا گیا، انبیاء بعد میں آئے، ان کی تاریخ پہلے لکھی گئی، جولانے والا ہے وہی لکھنے والا ہے، قرآن وساری کتابیں پہلے لکھی گئیں جب لکھا گیا تو پھر ویسا ہی ہوا اگر چہ قرآن میں نزول کے اعتبار سے ماضی کے صیغے استعمال کئے ہیں لیکن وہ لکھنے کے اعتبار سے مستقبل ہے۔

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم۔

میرے بھائیو اور دوستو!

انسان کو اللہ نے بہت قیمتی، زمین آسمان کو بہت بے قیمت بنایا ہے، پوری دنیا اتنی بے قیمت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اگر اس کی قیمت مچھر کے پر کے برابر ہوتی تو کافر کو پینے کو پانی نہ ملتا (۱)، علماء نے لکھا کہ جیسے سارے انبیاء توحید، رسالت، بعث، جنت ودوزخ کے بتانے میں مشترک ہیں ایسے ہی اس دنیا کی بے قیمتی کو سب نے بتایا اپنے قول وعمل سے، ارب ہا ارب سے زیادہ مالیت قارون کے پاس تھی، قارون کو موسیٰؑ نے دھنسوایا (۲) کہ نقدی سے ایمان وعمل ہی خراب ہوتا ہے اور کیا۔

حدیث میں ہے کہ خدا نے جب سونے کو بنایا تو شیطان نے اس سے پیار کیا، آنکھوں وسینے سے لگایا، کہ تجھ میں لگا کر ابن آدم کو بچلاؤنگا، خدا نے سونے کو اس وقت دیکھا ہی نہیں، خدا کے دیکھنے کی رحمت اس سونے میں نہیں ہے، شیطانی اثرات البتہ خوب ہیں، پوری دنیا کی کوئی قیمت نہیں ہے، آدمی کی اتنی قیمت کہ سجدہ فرشتوں سے کروایا (۳) اور ان فرشتوں کے ہاتھ میں دنیا جکڑی ہوتی ہے (۴)۔

اب انسان قیمتی اور زمین وآسمان اور ان کے درمیان کا نقشہ بے قیمت ہے، انسان کی قیمت اس بے قیمت دنیا سے نہیں ہے، ساری دنیا کا سونا چاندی جواہرات ملیں یا لاکھوں بیگھ زمین حاصل کرلے تو اس سے انسان قیمتی نہ بنے گا، بے قیمت سے قیمتی نہیں بنتا ہے، جیسے عام انسان پاخانے کو بے قیمت جانتے ہیں، اگرچہ حکومت نے ساری بستی کا پاخانہ زمین دوزنل ڈال کر جمع کر کے بدل کر قیمت وصول کرتے ہیں، ایسے ہی اگر کوئی کہے کہ میں نے تھیلوں میں چڑیا، کبوتر کا پاخانہ جمع کرلیا ہے، اور پاخانے سے کمانے والا بھنگی بے حیثیت ہوجاتا ہے، ایسے ہی اس دنیا پر محنت کرنے اور اسے سمیٹنے سے خدا کے ہاں بے حیثیت ہوجاتا ہے۔

اب انسان کی قیمت اس ایمان وعمل سے ہے جو خدا نے اس کے لئے تجویز کئے ہیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حکومت، عہدہ، پکے مکان نہ تھے، کچا مکان تھا، تین دن کا فاقہ، بوریے پر لیٹے، گندم کی روٹی نہ دیکھی، بے چھنے جو کی روٹی کھائی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم ساری انسانیت میں افضل ہیں (۵)، چیزوں کے راستے سے نہیں بلکہ ایمان وعمل کے اعتبار سے۔

کسی نے عائشہؓ سے پوچھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کیسے تھے، تو نے قرآن نہیں پڑھا، پڑھا ہے، بس حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق قرآن ہی ہے (۶)، قرآن حضور صلی اللہ علیہ وسلم تھے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم قرآن تھے، یعنی قرآن کے تمام صفات کا مظہر کامل تھے، انسان کی قیمت اس کے یقین وعمل سے ہے، جو جتنا قیمتی بنے گا اتنا کامیاب، باغات، مکانات، چاند ہتھیار لینا، حکومت، تجارت وغیرہ کامیابی کا ضابطہ نہیں ہے، یہ اتنا ہی کامیاب ہے جتنا قیمتی بن جاوے، قیمتی اس وقت بنے جبکہ خدا کے پسندیدہ یقین واعضاء کے اعمال حاصل کرلے، یقین وعمل کی جتنی محنت کرے گا اتنا قیمتی بنے گا، اور ساری دنیا کا نظام قدموں میں گرے گا، اکثریت، حکومتیں، اصل مال والے خود جھکیں گے، لوگ دنیا کو جہازوں، ریلوں، پلیٹ فارموں وغیرہ کے ذریعے قیمتی بنانا چاہتے ہیں، یہ سب ان کے سامنے جھکیں گے جو انسان کو قیمتی بنادیں۔

ایک محنت مسجد میں ہے، ایک بازار، بازار کا مرکز حکومت، مسجد کا مرکز بیت اللہ، دو مختلف راستے ورخ ہیں، لوگ محنت کر کے زمین سے غلہ نکال کر بازار میں بیچ کر پیسے حاصل کرتے ہیں، لوگ مٹی، لوہے، پیتل وغیرہ پر محنت کر کے اسے بازار میں بیچتے ہیں اور ان چیزوں کو قیمتی وقابل حفاظت سمجھنے والے خرید کر گھروں کو بازار سے لے جاتے ہیں، جو حکومتیں دنیا کو قیمتی سمجھتی ہیں اسی سے پرورش پاتی ہیں وہ آکر اصل بازار، زمینداروں، تاجروں، ملازموں سے مختلف بہانوں سے وصول کرتے ہیں ایک طرف مختلف محنت کر کے بازار میں لانے والے، دوسری طرف مختلف ناموں سے وصول کرنے والی حکومت، بیچ میں بازار ہے۔

دوسرا راستہ ہے مسجد کا، مسجد میں آکر تم خود قیمتی بنو، اس راستے کا مرکز بیت اللہ ہے، اس مرکز کے راستے سے غیبی مدد اتریگی، چیزوں کے اعتبار سے مراکز بعد میں بنے اور بدلتے رہے اور انسان قیمت کے اعتبار سے سب سے پہلے بیت اللہ کا مرکز بنا اور یہ بالکل نہیں بدلا، کچھ نہ تھا، قلم سے کہا لکھ، اس سے لوح محفوظ میں لکھ دیا (۷)، وہ سب کچھ جو جنت ودوزخ کے داخلے تک ہوگا، کب فلاں مرے گا کب فلاں پیدا ہوگا، اس کی زندگی میں کیا گزرے گا، فلاں عمارت کب بن کر کب گرے گی، جیسے عمارت سے پہلے نقشہ بنتا ہے ایسے ہی سب کچھ بنانے سے پہلے نقشہ لوح محفوظ میں بنایا، اس میں سب کے

بننے سے پہلے لکھا گیا، انبیاء بعد میں آئے، ان کی تاریخ پہلے لکھی گئی، جولانے والا ہے وہی لکھنے والا ہے۔

قرآن وساری کتابیں پہلے لکھی گئیں جب لکھا گیا تو پھر ویسا ہی ہوا اگر چہ قرآن میں نزول کے اعتبار سے ماضی کے صیغے استعمال کئے ہیں لیکن وہ لکھنے کے اعتبار سے مستقبل ہیں، ہر ایک کی تفصیلی زندگی لکھی گئی، عرش کرسی سے فارغ ہو کر سب سے پہلے بانی بنایا، قدرت سے بیت اللہ کی جگہ پر بلبلہ اٹھایا اور جیسے قدرت کو استعمال کر کے مٹی سے انسان بنائے ہیں، ایسے ہی اسے پھیلا کر زمین بنادی (۸)، زمین میں مختلف چیزیں بنادیں جہاں سے سارا سلسلہ چلا، وہاں بیت اللہ بنایا کہ انسان یاد رکھے کہ زمین کچھ نہیں ہے، اصل وہ قدرت ہے جس نے شروع میں بنایا ہے، اب بھی خدا بنا رہے ہیں جس قدرت سے بیج سے درخت بنائے ہیں اسی سے اس درخت کو ختم کرتے ہیں، اس قدرت سے ملنا، چھننا، بننا بگڑنا ہے، اس قدرت سے استفادہ کا مرکز بیت اللہ ہے، بنے ہوئے سے دھوکا مت کھانا، قدرت کو سامنے رکھنا، پھر جہاں بننے کی کوئی شکل نہ تھی، نہ حکومت، نہ جانور، نہ انسان، نہ کھانا، نہ غلہ، نہ کچھ اور، ابراہیمؑ نے حکم خدا سے اسماعیلؑ وہاجرہ علیہا السلام کو وہاں ڈالا، تو خدا نے ایک کنویں سے پال دیا، یعنی بغیر چیزوں کے خدا پال سکتے ہیں اور چاہے تو بڑے بڑے نقشوں میں قارون، فرعون، نمرود وشداد کو ہلاک کر دے، ملنے اور بننے کا مرکز بیت اللہ ہے، راکٹ، بم، ملک، ٹرین، جاندار دے کر زندگی بگاڑ سکتے ہیں تو سب کچھ لے کر اسے پال سکتے ہیں۔

تیسرے نمبر پر ابرہہ لشکر لے کر آئے، سارے مکہ والے مکہ سے بھاگ گئے، اب خدا نے پرندے بھیجے جن کی چونچوں و پنجوں میں کنکر تھے، جس پر وہ کنکر گرتا اسے زمین تک چیرتا ہوا چلا جاتا، اس طرح سے ساری قوت انسانی تباہ ہوئی (۹)، بتادیا کہ ان لشکروں سے ہوتا نہیں ہے، پاس ہوں تو اکڑنا مت، نہ ہوں تو ڈرنا مت یہ سب دکھانے کے دانت ہیں، اصلی نظام فرشتوں کا ہے، وہ خدا کی ہر بات کو پورا کر رہے ہیں، ایک فرشتہ حکم پر ملک کو توڑ دے، زندہ سے جان نکال لے، ظاہر میں کرنے والا کوئی، اصل میں کرنے والا کوئی اور، آخر میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اٹھا کر اسلام کی اسکیم ان کی والی ساری دنیا میں چلادی۔

ابھی چار مسئلے ہیں انسان کے چیزوں کے ملنے، پرورش ہو جانے، مخالف طاقتوں کے ہلاک ہونے اور اپنی اسکیم چل جانے پھر خدا نے پکارا جو خدا کی قدرت سے یہ چاروں مسئلے چاہیں تو تم قدرت سے استفادے کے واسطے محنت کرو، یہ ہے بیت اللہ کا مطلب، جو انسان لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کے بول بول چکے ان کے واسطے مسجد بنادی، جو زراعت، تجارت، حکومت، سیاست، ملازمت، مزدوری سے لینا چاہے اسے اس کے اعتبار سے طریقے اختیار کرنے ہوں گے۔

غیر سے ہوتا نہیں ہے، خدا سے ہوتا ہے، خدا سے لینے کے واسطے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے ہیں، آج مسلم مسجد کو آتے ہیں لیکن مرکز کو پہچان کر نہیں آتا ہے، نہ قدرت کا یقین کر کے آتا ہے، ہر ایک اپنے اپنے شعبے پر محنت کرتا ہے، اس سے مسئلوں کا حل جانتے ہیں، مسجد میں صرف ویسے ہی آجاتے ہیں، مسجد کی دیواروں پر، اپنے اور امام کے ہاتھ پر، گھروں دیواروں ومکان پر گھنٹے لگا دئے، حساب لگا کر آتے، پڑھ کر چل دیئے، اس کے علاوہ کوئی کام نہیں ہے، حالانکہ دنیا وآخرت والی کامیابی صرف اس مسجد کی محنت میں ہے۔

خدا نے قدرت کو بیان کیا، سارے ہی مسائل کا حل ہونا قدرت سے دکھایا ہے، اس قدرت پر یقین کرنے کی محنت کی جگہ مسجد ہے، حکومت، سیاست، تجارت، ملازمت، زراعت، مزدوری والے جتنی محنت باہر کر رہے ہیں، تم کو ان سب کے برابر مسجد میں محنت کرنی ہوگی کہ ان سب کا یقین نکل کر صرف خدا کا یقین دل میں ہو، معجزات انبیاء کی ذات کے نہیں بلکہ انبیاء کی صفات کے مظاہرے ہیں، ان کا عمل نماز و دعا تھا، پھر خدا نے کیا تھا، ابراہیمؑ نے آگ ٹھنڈی نہ کی، اللہ نے ابراہیمؑ کی نماز پر اسے ٹھنڈا کیا (۱۰)، سارے معجزے و کرامات انبیاء، اولیاء کے اپنے کام نہیں ہیں بلکہ ان کی نماز و دعا کے کرشمے ہیں۔

نماز ہے خدا سے استفادہ کی صورت، جیسے حکومت ملک سے، تجارت مال سے، زراعت زمین سے، استفادہ کی صورت ہے، ایسے ہی خدا کی مان کر، خدا کے سامنے ہاتھ پھیلا کر کہنا اے خدا جیسا تو نے کہا ہم نے کیا، اب ہم جیسے کہیں ویسے کر، یہی ہے اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ (۱۱) بندہ بن کر ہر حکم پورا کریں گے، پھر تم سے مانگیں گے ہر چیز، یہ ہے استقامت و خدا کے مرضی کے مطابق زندگی، کہ پالنا اِيَّاكَ نَعْبُدُ ہے، یہ سارے انبیاء کا طریقہ، مرکز ہوا بیت اللہ، مرکز چلانے والا خدا، اس مرکز کے اصول بتانے والے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ہمیں قدرت سے استفادہ کے واسطے صرف یقین بدل لینا ہے اور خدا کی پسندیدہ نماز پہلے ہے، پھر ہے کلمہ و کمائی، پھر ہے کلمہ و گھریلو زندگی، پھر ہے کلمہ و معاشرت، اس طرح سے چار قدم ہیں۔

جو پہلا قدم نہ اٹھائے وہ اسلام کیسے اٹھائے گا، تبلیغ میں پہلا قدم اٹھانے کی محنت ہے پھر اگلے قدم اٹھائے جا سکیں گے، مسجد و انبیاء والے راستے میں چیزوں سے نہیں ہوتا ہے، بلکہ خدا کی قدرت موافقت و مخالفت میں استعمال ہوگی، ہمارے اچھے برے اعمال کے اعتبار سے ہوگی، صدق ایمان سے قیمتی بنے فسق، عصیان، کذب، شرک سے بے قیمت بنے گا، یقین و عمل کی جگہ مسجد ہے، جیسے بازار میں سب سے پہلی محنت مال حاصل کرنے کی ہے، مال ہوگا تو سارے کام چلیں گے ایسے ہی مسجد میں سب سے پہلے ہدایت حاصل کرنے کی ہے، ہدایت سے چیزوں میں ناکامی اور اعمال میں کامیابی نظر آوے گی دنیا کی ساری چیزیں روشنی سے دکھائی دے رہی ہیں، روشنی نہ ہو تو کچھ نہ ہو، ان چیزوں کے دکھائی دینے کے واسطے خدا نے ایک روشنی رکھی ہے سورج کی، لیکن سورج کی روشنی سے عمل کے نفع و نقصان نظر نہ آویں گے۔

کلمہ سیکھے نہ سکھائے، صدق، کذب، نماز، ترک صلوٰۃ کے اثرات اس روشنی سے معلوم نہ ہوں گے بلکہ یہ سب اس نور سے معلوم ہوگا جو نور خدا کا ہے اور دل میں اترتا ہے، اللہ کا نور لینے کے واسطے مرد مومن کا دل ہے، اس نور سے اعمال میں کامیابی نظر آوے گی، جیسے بازار میں سارے کام پورے کرنے کے واسطے مال لینے کی محنت ہے ایسے ہی سب سے پہلے محنت دل میں نور لانے کی ہے، جس سے اعمال صالحہ میں سب کچھ نظر آوے پھر کمائی، معاشرت اور گھر کے احکام زندہ ہو سکیں گے۔

اب سب سے پہلی محنت ہے دل میں خدا کا نور لینے کی، صرف نماز پڑھنا محنت نہیں ہے جو کہ دس پندرہ منٹ میں ادا ہو جاوے، اس نماز سے تو ہدایت نہ ملے گی، نماز پر پورے طور سے محنت کریں گے تب نور دل میں آوے گا، اس نور سے سب سے پہلے نماز ہی میں سب کچھ دکھائی دے گا، آج دل میں نور نہیں ہے اس لئے ہم مسجد کو نہیں آتے ہیں، پریشانی و مشکل کے آنے پر ہم نماز مسجد کی چھوڑ دیتے ہیں، صحابہؓ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جب مشکل و مصیبت آتی تھی تو وہ نماز کی

طرف دوڑتے تھے کسی اور کی طرف نہیں، ملا کی دوڑ مسجد تک، آجکل تو ملا دس روپئے کا ہو گیا، پہلے ملا پورے دین و نقشے والے کو کہا جاتا تھا، اس ملا پر جیسی مصیبت آتی تو وہ مسجد کو چلا جاتا، نوافل و فرائض نمازوں کا اہتمام ہے، لیکن مسئلے کے الجھنے پر مسجد کی طرف متوجہ نہیں ہے، مقدمہ ہے تو وکیل کی طرف، بیماری ہے تو ڈاکٹر کی طرف، کھانے کو نہیں ہے تو دکان کی طرف بھاگتے ہیں، بعض دفعہ اس سے نماز موخر کر دی جاتی ہے اور پھر عدو میں گھر گئے تو نماز، فاقہ ہے تو نماز، بیماری ہے تو نماز، جو اسے جان کر نماز پڑھے اور خدا کو یہ نماز پسند آ گئی تو سارے کام کر دیں گے۔

جب نماز میں ملنا دیکھ کر نماز پڑھو گے جیسے کھیتی میں ملنا دیکھ کر، دفتر میں ملنا دیکھ کر تجارت و ملازمت کرتے ہو پھر خدا دیں گے اور تم پورے دین پر چلیں گے کہ نماز میں چند منٹ کی پابندی ہے تو دین میں چوبیس گھنٹے کی پابندی ہے، نماز میں تمام اعضاء کے اعمال پر پابندی ہے ایسے ہی ساری زندگی کے ہر عمل میں حکم کی پابندی اختیار کرنا دین ہے۔

جو نماز میں کامیابی نہ جانے تو وہ سود چھوڑنے کی پابندی تجارت میں کیسے اختیار کریگا، نماز پر یقین نہیں ہے تو آگے نہیں، نماز پر ہے تو سب جگہ یقین ہے، اب سب سے زیادہ محنت ہر جگہ سے، کمائی کے ہر نقشے سے، یقین ہٹا کر خدا سے نماز سے مل جانے کا یقین بنانے کی ہے، اب ہماری نماز تو نور و ہدایت دلا نہیں سکتی ہے، نماز سے پہلے چار باتیں ہیں، اس کے بعد نماز درست ہوگی، کلمہ والا یقین، اللہ کا دھیان، اللہ کی رضاء کا جذبہ، نماز کے فضائل و مسائل کا علم، یہ چاروں کو نماز سے با ہر محنت کر کے حاصل کرنا ہوگا۔

ذکر، کلمہ کے بتانے، علم حاصل کرنے کی محنتیں نماز سے باہر اخلاص کے ساتھ ہو، کلمہ کی محنت اس طرح سے ہے کہ چوبیس گھنٹے اللہ کے ماسواء کی تردید کرو، اسے ہی بولو و سوچو اور سنو، جہاں جاؤ، زمین، ترکیب، بم، تدبیر، راکٹ، آسمان سے ہونے کی تردید کرو، محمد صلی اللہ علیہ وسلم جیسی نماز آ گئی تو تکالیف دور ہوں گی، ویسی نماز نہ ملی تو دور نہ ہوں گی، نماز میں سب کچھ بتایا، با ہر کے تمام عسکری، فوجی، مالی، حکومتی نقشوں کی تردید کی، آگ، پانی، مٹی، ہوا سے نہیں ہوتا ہے، نہ ان سے بنے ہوئے سے۔

بچپن سے سنتے سنتے چیزوں وغیروں سے ہونا دل میں بھی پک گیا ہے اسے اتارنا ہے، اس کی محنت کے لئے کلمہ والی آواز لے کر پھرو، چلہ بھر اس کے خلاف بولو اور سنو، یہ ترکیب نماز کی محنت، جس سے نور ملے گا، ایک منٹ کو ایسا بول نہ بولنا جس سے غیر کا دخل معلوم ہو، اس عنوان پر چوبیس گھنٹے بات ہو، جہاں جہاں یقین بگڑا ہوا ہے وہاں جا کر اس کی تردید کرو، بازار میں نیچی نظر اور ذکر کے ساتھ جاؤ اور لوگوں کو جمع کر کے کہو ان دکانوں و کمائیوں سے نہیں ہوتا ہے، اپنی دکان و کمائی کی بھی تردید اس میں شامل کرو۔

دل کے آئینہ میں ہے تصویر یار
جب ذرا گردن جھکائی دیکھ لی

دوسروں کے نقشوں کی تردید درست ہے کہ ہماری اپنی گاڑی دوسروں کے نقشے سے نہیں چل رہی ہے، اس سے اصل بت نہ نکلے گا، جو ہمارا خرچ اٹھا رہا ہے اس کی تردید سے اس کا یقین دل سے نکلے گا، دوسروں کی تردید سے اس کا یقین نہ نکلے گا۔

گفتہ آید در حدیث دیگران

دوسروں کی دکانوں وزمینوں وانتظاموں پر رکھ کر اپنی دکان وزمین، انتظام کی تردید کر، دوسروں کی چیزوں کا یقین پہلے سے نہیں ہے، تم کہتے ہو کہ دوسروں کے کمائے ہوئے مال ومکان سے کہاں کام چلتا ہے، ہمیں تو خود ہی کمانا ہوگا، یہ یقین پہلے ہی سے بنا ہوا ہے، اب یقین حاصل کرنا ہے اپنی چیزوں وتدبیروں سے نہ ہونے کا۔

اوصیکم و نفسی اولا بتقوی اللہ (۱۲) پہلے خود کو کہو، دوسروں پر رکھ کر عمومی، خصوصی گشت میں، مساجد کے مجمعوں میں اسے کہو، تنہائی میں دل سے کہو کہ یہی بات ہے، یہ سیاست نہیں کہ کرے کچھ اور بات کچھ اور ہے، یہ دعوت نہ ہونے کی دوسروں کو نکالنے کے واسطے نہیں ہے بلکہ یہ حقیقت کا بیان واظہار ہے، کوئی مانے یا نہ مانے میرے دل میں یہ اترے، اے دل آج تک تو نے غیروں سے ہونا سنا ہے وہ غلط ہے، ایسے ہی غیروں سے ہونا دیکھا ہے یا محسوس کیا ہے یہ غلط ہے، بازار میں جا کر ہر ایک کو پکڑ کر، گھر میں بھی یہی کہنا ہے، دوسروں کے نقشے کی تردید کے وقت اپنے نقشے سامنے رکھو، خدا وہاں رزق دے سکتے ہیں جہاں پتھر میں ہوا کا سوراخ بھی نہ ہو (۱۳)، دوسروں سے جو باتیں تردید کی کی ہیں، وہی باتیں اپنے ساتھیوں میں ہوں۔

کہیں مدعوین کے ظاہری نقشوں کی باتیں نہ چل پڑیں، اس سے مشق ناقص رہے گی، اسے حق بولنا اور سننا ہے، گشت میں چلو یا ویسے ہی سفر ہو تو اِدھر اُدھر نہ دیکھو، ورنہ بہت سا غلط یقین نگاہ بٹھا دے گی، آج تک بہت سا غلط یقین آنکھ، ناک، کان، زبان سے اتنا پہنچا کہ یہی دل میں بیٹھ گیا، اب پچاس برس اور گزشتہ کی ساری زندگی کے مقابلہ میں دین اتنا پہنچانا ہے کہ پہلے سے بھرا ہوا سارا نکل جائے، اس وجہ سے اس کلمہ کے خلاف بات نہ کرو، اگر ذرا سی بات کی تو بھرے ہوئے میں بارود کی مانند آگ لگ جاویگی۔

مسجد سے باہر جہاں بھی جاؤ نگاہ کی حفاظت کرو، نیچے دیکھو، زمین میں یہ سارے نقشے انسان دینے والے ہیں لہٰذا ان نقشوں وانسانوں سے میری کوئی حاجت نہیں ہے، مٹی سے بنا کر مٹی میں لے آنے والے خدا سے میری حاجتیں ہیں ذکر کرو متکلم بات کرے تو ذکر چھوڑ کر اسے سنو، ورنہ ذکر ہی ہو، کان یا ذکر سنے یا متکلم کی بات، آنکھ زمین دیکھے اور سب کا انجام اسے ہی زبان بولے۔

اب بولنا صرف کلمہ والے یقین کے مطابق ہے تو اسے سوچو کہ زمین، آسمان، چیزوں سے نہیں ہوتا ہے، پھر خدا سے کہو محنت میں کر رہا ہوں دل میں اتارنا تیرا کام ہے، اب کلمہ کی اس مشق کو نماز میں ملاؤ، نماز پڑھنے لگے، زمین آسمان سے نہیں ہوتا ہے خدا سے ہوتا ہے، محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے پر اس نماز کو اور کیا تو خدا سب کچھ کر دیں گے، سارے غیر خدا سے خدا کے واسطے ایک لحظہ کا قیام قیمتی ہے، خصوصی عمومی گشتوں میں کلمہ کی مشق کی، اسے ہی لوگوں سے کہا اسے ہی سوچا، اس کی مشق نماز میں کی۔

اب تعلیم کو نماز سے باہر کرو، بازار میں چیزوں کے اثرات دیکھ کر جانتے ہو، اب تم مسجد میں اعمال کے اثرات سنو، نماز کے ہر ہر جز قرات، تسبیح، درود شریف، تکبیر کی قیمت معلوم کرو، آج کل ہماری نماز، ہم اس کے اجزاء کی قیمت جان کر

نہیں پڑھتے ہیں، سب کے فضائل سنو، ان فضائل کو یاد کرو دل میں اتارو، پھر ان کو جانتے ہوئے نماز پڑھو، اللہ اکبر کہا تو تمہیں معلوم ہے کہ یہ کتنی بڑی مایہ ہے، یہ ساری دنیا سے بہتر ہے (۱۴)، نماز کے اجزاء کی قیمت حدیث میں ہے، اسے جان کر نماز ایسے جانتے ہوئے ہی پڑھو، نماز سے باہر فضائل کا علم اور نماز کو ان فضائل کے استحضار کے ساتھ ادا کرو، مسائل طہارت، ناپاکی کے معلوم کرو، ہر ہر جزء کا مسئلہ معلوم کرو، پھر نماز ان مسائل کی پابندی سے پڑھو، بچپن سے جیسی عادت ہے ویسے ہی نہ چلتے جاؤ، نگاہ پابند نہیں ہے تو اسے ہر جگہ اس کی پابندی کرو۔

پھر ذکر کی مشق ہے، ذکر نماز کی جان ہے، ذکر الفاظ کا نام نہیں ہے ذکر دھیان ہے، دھیان بنانے کے واسطے الفاظ ہیں، دیکھنے سے دھیان بنتا ہے، خوبصورت عورت دیکھی تو ہر چیز ہٹ کر وہی عورت دھیان میں ہوگی، وہاں سے چل دئے تو وقتاً فوقتاً وہ عورت یا مکان دھیان میں آتی رہے گی، چیزوں، مکانوں، انسانوں کا دھیان دیکھ کر بن جاوے گا، خدا کا دھیان مشق سے بنے گا، تلاوت وذکر خوب کرو، سارے دھیان بند ہو، صرف اللہ ہی دھیان میں رہے، اللہ سن رہے ہیں، اللہ میرا تذکرہ کر رہے ہیں، پھر جب نماز آوے تو اس ذکر کو لے کر نماز پڑھو، تکبیر وتلاوت وتسبیح میں ذکر و دھیان ہو، خالی دو چار رکعت نماز نہیں ہے، اس سے فرض تو ادا ہو جاتا ہے لیکن انبیاء کی طرح مضبوط، طاقتور نماز اس مشق سے بنے گی، دعوت دوسروں کو دو اپنے دل میں لانے کے واسطے، تعلیم خوب ہو، ذکر خدا کی کثرت ہو، پھر اس سب کو لے کر نماز ادا ہو، ساری محنت اخلاص پر ہو، محنتیں، دعوت، تعلیم، ذکر، نماز وغیرہ کی ہر نبی نے کی ہے۔

اس محنت میں وقت لگے گا تو خدا کو پسند آوے گا تو کہیں گے مانگ کیا مانگتا ہے، تو سب سے پہلی دعا ہے، اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ (۱۵) اے خدا میری محنت تو عارضی واوپری ہے، مستقل اس وقت بنے گی جب دل میں ہدایت کا نور آجاوے، خدا، صدیقین، شہدا، صالحین کی طرح نور کا فیضان پیدا کر، اس محنت کے بعد کی دعا سے نور کا فیضان ہوگا، اے خدا میرا شمار ملک ومال والوں میں نہ کر، انبیاء، صدیقین، شہداء، صالحین کی جماعت میں داخل کر یہ پہلی محنت اور پہلی دعا ہے، یہ محنت غرض نام ونمود زمین ومقدمہ کی وجہ سے نہ کرے، صرف خدا کو راضی کرنے کی نیت سے ہو تو خدا دل میں اتاریں گے، انبیاء وصدیقین میں شمار کریں گے، تجارت، زراعت، ملازمت والوں سے نکال کر جماعت میں داخلے کے بعد جماعت کی ساری دعائیں چلیں گی، جماعت میں داخلے کے بغیر ایک بھی دعا قبول نہ ہوگی چاہے لاکھوں حفاظ رَبَّنَا اطْمِسْ عَلٰى اَمْوَالِهِمْ (۱۶) اور رَبِّ لَا تَذَرْ عَلَى الْاَرْضِ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ دَيَّارًا (۱۷) کی دعا پڑھ لیں لیکن کچھ نہ ہوگا کہ ہم اپنے علم ویقین ودھیان کے اعتبار سے ملک ومال کی جماعت میں ہیں خدا کی جماعت میں نہیں ہیں اُولٰٓئِكَ حِزْبُ اللّٰهِ (۱۸) اللہ کی جماعت میں داخلہ لو، پھر اللہ کی راہ میں پھرنے، علم وذکر کو پھیلاتے ہوئے ادا کرنے میں ساری حاجتیں نظر آئیں گی، آج کسی کو اللہ کی راہ میں نکلنے کو کہیں تو وہ کہتا ہے کہ میں تاجر ومزدور، زارع وحاکم ہوں یعنی دوسری پارٹیوں میں ہوں، لیکن جہاں مسئلہ اٹکتا ہے وہاں دعا والی پارٹی کی دعا کا حربہ استعمال کرتے ہو، محنت دوسری جماعت کی، حربہ اس جماعت کا، کام کیسے چلے! پہلے اس دعا والی جماعت میں داخلہ لے لو پھر سائنس فیل ہوگی، مادہ قدم چومے گا، سارے

نقشوں والے قدموں پر جھکیں گے۔

حکومت (۱۹) و بچہ ملا (۲۰)، کھانے اترے (۲۱)، دشمن زیر ہوئے (۲۲)، یہ دعا سے ہو چکا، ویسے کلمہ پڑھ کر حکومت اس جماعت میں داخلہ لے چکے ہیں، فی الجملہ شفا دیں گے، جیسے ہندوستانی ہونے سے ہند میں داخلہ مل گیا ہے سارے ہند میں بغیر ویزے پاسپوٹ کے پھر ولیکن وزارت و گورنری عہدہ حکومت ضد سے مانگو تو بالکل نہ ملے گی، بلکہ جو محنت کر کے الیکشن میں خاص پارٹی ممبران اسمبلی میں بن گئی، انھیں ایسی ہی چیزیں ملے گی، ایسے ہی کلمہ پڑھ لینے سے فی الجملہ داخلہ مل گیا، جس سے آخرت میں کوئی درجہ ملے گا تو سہی لیکن دنیا و آخرت مین چمک سب کے اوپر صرف خدا میں داخل ہونے میں ہے، اس جماعت میں تم بھی کرو گے لیکن اس سے تم نہ بخیلی بنو گے، دوسروں پر قبضہ نہ کرو گے نہ چھوڑ سکو گے، کمانا اس جماعت مخصوصہ کے منافی نہیں ہے، لیکن یقین و عمل حکومت کے خوش کرنے کے واسطے حضور کی چیزیں توڑ کر کفریات و شرکیات میں تائید کرنا اس جماعت مخصوصہ میں داخلہ سے روک رہا ہے۔

اس جماعت میں داخلہ باہر نکل کر بنالو، پھر اسے جا کر باقی رکھو کہ آنکھ مرتے دم تک غلط یقین بتائے گی، اس وجہ سے ضرورت ہے کہ روز کلمہ کی مشق ہو ان مشقوں کو سیکھ لو باہر نکل کر، پھر واپس آ کر ان مشقوں کو باقی رکھنا، نفس تو ان مشقوں کا دشمن ہے دنیا کی چیزوں کا دوست ہے، اس وجہ سے وہ کھیتی تجارت کا وقت بڑھا دے گا، اخباروں پر بے اثر تبصرے کروائے گا کہ فلاں مر گیا ہے، اب اس کی جگہ فلاں مناسب ہے، اس نے اچھا پارٹ ادا کیا تھا، ارے تم سے کوئی رائے لے رہا ہے، خود ہی بول رہے ہو، نفس ایران، توران میں لگا دے گا، لیکن ذکر و علم و عمل میں لگنے سے روکے گا۔

چھ گھنٹے سونے کے، بازار سے سودا سلف لانے کا وقت گھر کو دو، خواہ مخواہ کھیلنا، ہنسنا، بولنا بچوں دوستوں سے نہ ہو، لیکن خالی وقت ہے تو اسے مسجد میں لگا دو، مسجد ہی جمع ہونے کی جگہ ہے، مسجد میں اکیلے ہو تو نماز و ذکر و تلاوت کر لو ورنہ تعلیم و دعوت کا سلسلہ چل پڑے، پھر کلمہ کمائی ہے، کمائی سے ہوتا نہیں ہے محمد صلی اللہ علیہ وسلم والے طریقہ پر خدا کامیاب کریں گے مسجد سے اللہ والا علم لے، اللہ کا دھیان ساتھ ہو، میں مال لینے کے واسطے نہیں بلکہ خدا کے لئے کما رہا ہوں، اپنے پلنے کے لئے نہیں کما رہا ہوں محمد صلی اللہ علیہ وسلم والے طریقہ پر استعمال کرونگا تو ہر پر صدقہ کا ثواب ملے گا (۲۳)، پہلے نماز کو محنت کر کے بنالیا، اسی سے ہر حاجت کا انتظام بیماری کے بعد ہووے گا مقدمہ میں کامیابی لینے کا کیا پھر اس کے بعد ظاہری انتظام کا لیکن اس میں اصول محمدی صلی اللہ علیہ وسلم نہ توڑے، مثلاً ہسپتال میں گئے یہاں عورتیں ہیں، ان کی تیمارداری مرد کریں گے، وہی ران دبائیں گے، وہی ان کے اشیاء دھوئیں گے، وہی ان کا پاخانہ پیشاب صاف کریں گے، یہاں مردوں کی جگہ ہے ان کی تیمارداری کے لئے عورتیں آئیں گی نہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے کے خلاف ہے، شراب سے صحت ملے گی نہیں میں مسئلہ معلوم کر لوں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے پر موت آتی ہے تو جنت ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے کے خلاف موت ہے تو جہنم، نماز پڑھ لو پھر قرضہ لینے جاؤ، فاسق کی تعریف نہ ہو اس سے عرش ہل جاتا ہے (۲۴)، لیکن دعا جزوی نہ ہو، ایسی بات نہ ہو جس سے کلمہ پر زد پڑے، پھر مال کے خرچ کرنے میں دنیا کے انسانوں کو سامنے نہ رکھو کہ وہ کیا کیا خرید رہے ہیں، ان ڈیزا

ئینوں، مکانوں، کپڑوں سے زندگی نہیں بنتی ہے، خدا ہر جگہ زندگی بنا سکتے ہیں، اس وجہ سے میں ان میں طریقہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم والا لونگا، اس سب میں مقصد صرف خدا کی رضا ہو۔

پھر ہماری معاشرت، ہمارا رہن سہن، وطنیت، لسانیت پر نہ ہو، علم کے مطابق ہم مخالف و موافق ہوں، مسلم زمین دبالے تو غیر مسلم کے ساتھ ہو، مسلم صحیح کرے تو اس کا ساتھ دے ورنہ اس کے مخالف کا، کبھی ہم یہودی کے، ہندو کے، کبھی نصرانی کے، کبھی مسلم کے ساتھ نہ ہوں گے، صرف مظلوم کے ساتھ ہوں گے، چاہے غیر مسلم ہو، ظالم کا ساتھ نہ دیں گے چاہے وہ باپ ہی ہو (۲۵)، یقین ہو کہ ظلم کا بدلہ نہ ہوا تو خدا کا غضب اترے گا اس سب کو صرف خدا کے راضی کرنے کے واسطے ہو، کوئی راضی ہو یا ناراض، یہاں آکر دین مکمل ہو گیا۔

زندگی بالکل محفوظ سارے ملک تم پر حملہ کر دیں، بمباری ہو رہی ہو، تمہارے مکان دکان مسجد پر ایک بم نہ گرے گا، سیلاب سے دوسروں کی چیزیں ختم ہونگی، تمہارا کچھ نقصان نہ ہوگا، زلزلہ سے نقصان نہ ہوگا، اگر خدا نے تمہارا رخ دیکھنے کے واسطے نقصان دیدیا تو پھر پہلے سے زیادہ دیں گے، تکلیف برداشت کی تو ایوب علیہ السلام کو سب کچھ ملا اور بہت ملا (۲۶)، تم نے پہلی محنت پر قدم اٹھایا ہے، یہاں تک پہنچنے کی محنت کرلو، پہلی محنت ہوگی تب آگے کے دروازے کھلیں گے، نماز سے ملنا نظر آتا ہے تو پھر یہ کمائی کی ترتیب بدل لے گا، کمائی پر یقین ہے تو پھر کمائی کی ترتیب نہ بدلے گی، پھر ظلم و جبر کی تعریف کرے گا، یہ محنت ہے تو رلائے گی، اس محنت سے سب سے پہلے تمھیں ملے گا، اس سے تم انبیاء کی ملت میں داخل ہو گئے تو تمہاری دعاؤں سے دوسروں کو نور ملے گا، غیر مسلموں کو ہدایت ملے گی۔

اسلام ملک مال سے چلتا ہے غلط ہے مٹتا ہے، ملک مال سے چلتا تو پاکستان، افغانستان ایران، عراق، شام میں چلا ہوا ہوتا بلکہ تمہارے یہاں وہاں سے زیادہ ہے، اسلام تو دلوں کو خدا کی طرف پھرنے سے چلتا ہے، جہاں جاؤ اپنا کماؤ اور کھاؤ، اگر لوگوں پر نگاہ ہوگی تو اللہ سے نماز پڑھ کر کھانے کا مزاج کیسے بنے گا، اللہ نے آسمان سے تمام علوم دنیا میں تبدیلی لانے کے واسطے رمضان کے مہینے میں بھیجے ہیں، تورات، زبور، انجیل اتری، قرآن ایک رات میں سماء دنیا کی طرف منتقل ہوا، وہاں سے (۲۳) سال میں اترا (۲۷)، بدر کے میدان میں، فرشتوں کا نزول (۲۸)، فتح مکہ کا سفر، مکہ والوں کے اسلام لے آنے پر سارے عرب کا اسلام میں داخلہ رمضان میں ہوا (۲۹)، محنت بھی ہدایت کی، مہینہ بھی ہدایت کا، اس ماہ کی نقل و حرکت غیر مسلموں کے دلوں کو پلٹنے والی ہے، ہندہ سے زیادہ سخت اسلام پر کوئی نہ تھا، یہاں تک کہ جب ابوسفیان مسلمانوں کی ظاہری حالت سے متاثر ہو کر آئے تو کہنے لگے صلح کرلو، لڑو مت، تو اس پر غصہ میں آکر اسے نیچے گرالیا، مونچھ پکڑلی، ایک ہاتھ میں جوتا لے لیا، اس احمق کو قتل کر دو (۳۰)، اگلی صبح کہنے لگی مجھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کرادو، ابوسفیانؓ نے کہا کل تو تو بہت سخت تھی، ہندہ نے کہا آج کی رات میں نے بیت اللہ کے پاس مسلمانوں کی ایسی عبادت دیکھی کہ کبھی نہ دیکھی تھی، طواف، قیام، رکوع، سجدہ، قعدہ دعا میں رات گزار دی، عبادت کو دیکھ کر ہندہ مسلمان ہو گئی (۳۱)، خوب عبادت کرو، تم نے رمضان میں عمل دعوت کی محنت کو کیا تو کیا عجب ہے ہندہ جیسے سخت انسانوں کو خدا ہدایت دے دیں رمضان سے پہلے واپس آنے کا

ارادہ نہ کرو، پورا رمضان ایسا گزر جائے کہ پہلی زندگی کا کفارہ اور آئندہ کیلئے دین والی زندگی کی بنیاد بن جائے۔

---

(۱) مجمع الزوائد صفحہ ۲۸۸ جلد ۱۰
(۲) سورۃ القصص: ۸۱
(۳) سورۃ البقرہ: ۳۴
(۴) روح المعانی صفحہ ۲۱۹ جلد ۱
(۵) موسوعۃ الدفاع عن رسول اللہ ﷺ صفحہ ۱۸۳ جلد ۱۲
(۶) کنز العمال صفحہ ۲۲۲ جلد ۷
(۷) مجمع الزوائد صفحہ ۱۲۸ جلد ۷
(۸) روح المعانی صفحہ ۵ جلد ۴
(۹) تفسیر ابن کثیر صفحہ ۵۵۳ جلد ۴
(۱۰) سورۃ الانبیاء: ۶۹
(۱۱) الفاتحہ: ۴
(۱۲) میں پہلے خود کو اور بعد میں تم لوگوں کو تقویٰ اختیار کرنے کی وصیت کرتا ہوں
(۱۳) روح المعانی صفحہ ۲ جلد ۱۲
(۱۴) فتح الباری صفحہ ۱۷ جلد ۶
(۱۵) الفاتحہ: ۵
(۱۶) سورۃ یونس: ۸۸
(۱۷) سورۃ نوح: ۲۶
(۱۸) سورۃ المجادلہ: ۲۲
(۱۹) سورۃ ص: ۳۵
(۲۰) سورۃ آل عمران: ۳۸، ۳۹
(۲۱) سورۃ المائدہ: ۱۱۴، ۱۱۵
(۲۲) جیسا کہ غزوہ بدر وغیرہ میں ہوا
(۲۳) مجمع الزوائد صفحہ ۶۸ جلد ۴
(۲۴) کنز العمال صفحہ ۵۷۵ جلد ۳
(۲۵) سورۃ النساء: ۱۳۵
(۲۶) البدایہ والنہایہ صفحہ ۲۲۹ جلد ۱
(۲۷) تفسیر ابن کثیر صفحہ ۲۱۷ جلد ۱
(۲۸) حیاۃ الصحابہ صفحہ ۳۴۷ جلد ۳
(۲۹) البدایہ والنہایہ صفحہ ۲۷۹ جلد ۴
(۳۰) البدایہ والنہایہ صفحہ ۲۸۴ جلد ۴
(۳۱) البدایہ والنہایہ صفحہ ۲۹۶ جلد ۴

تمہارا یقین وعمل خدا کو پسند آجائے

{۲۱ رشعبان ۱۳۸۲ھ مطابق ۱۸ رجنوری ۱۹۶۳ء}

بروز جمعہ، بعد فجر

اقتباس

ایک ہے شکلوں سے چلنا، گاؤں ملک لینے کی شکل، ملک بگاڑنے کی شکل، عہدہ لینے کی شکل، یوں نہیں، بلکہ ایمان وعمل ایسا بنالو کہ خدا خود قدرت سے تمہارے سارے کام کردیں گے، پھر تمہاری ایک لوہار کی ہوگی دوسروں کی ساری شکلیں دھری رہ جائیں گی، بس اللہ کے غیر سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم و جبرئیل سے ہوتا نہیں، سب کے بغیر اللہ اپنے ارادے سے جو چاہے کردیں، اللہ کے حکم وفیصلہ کے بغیر سارے انبیاء علیہم السلام، صدیقین واولیاء، عوام سارے نقشے لے کر ایک مچھر کو نہ مار سکتے ہیں اور نہ بچا سکتے ہیں، اللہ کے پاس کرنے کی لامحدود صورتیں ہیں، وہ جس طرح چاہے کردیں، قرآن میں جو معجزات ہیں، خدا ان کے علاوہ بھی معجزات لاسکتے ہیں، صرف 'کن' سے اونٹ بنے، وہ قادر مطلق ہے، جس طرح چاہے کردے، انبیاء علیہم السلام کے واقعات میں خدا نے دکھایا ہے کہ دعا والوں کا راستہ دعا سے حاصل ہوگا۔

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم۔

میرے بھائیو اور دوستو!

رمضان کا مہینہ آرہا ہے، ایک لائن کے اعتبار سے یہ ایک ہی مہینہ ہے لیکن ایک لائن کے اعتبار سے ہزاروں کے برابر ہے، یہ لائن انبیاء وحضور صلی اللہ علیہ وسلم والی ہے، یعنی بجائے مال وملک پر محنت کر کے کامیابی حاصل کرنے کے ایمان وعمل سے یہ محنت کر کے کامیابی حاصل کرنا ان کا راستہ ہے، وہ سارے ہی مسائل کا حل یقین وعمل درست کر کے اللہ سے مانگنے میں بتاتے ہیں، ان کے اعداء کا راستہ ان کے خلاف ہے۔

بس تمہارا یقین وعمل خدا کو پسند ہو پھر خدا کے ہاں تمہاری دعائیں چلیں گی، دعاؤں سے الجھنوں کا حل ہوگا، قرآن میں سارے مسائل کا حل دعاؤں میں دکھایا گیا ہے، بس تم اس طرح کرلو، اپنی عقل کو دخل نہ دو، جیسے آج کل مسلمان دخل دے رہے ہیں، لکڑی کا اژدہا بنانے (۱)، آگ میں حفاظت (۲)، پتھر سے اونٹنی کی پیدائش (۳) عقل میں کہاں آتا ہے، لیکن خدا قدرت والے ہیں جو چاہے کرسکتے ہیں، اس راہ میں بغیر صورت کے خدا سے ہونے کا یقین بناؤ، ہر بات اللہ سے ہو، اللہ کے بارے میں اہل سنت والجماعت کا اتفاق ہے کہ اللہ صورت وشکل سے پاک ہے (۴)۔

اب اللہ سے ہوتا ہے یعنی صورت سے نہیں ہوتا ہے، اس زمانے میں ہم صورت سے پاک کو صورت کا پابند بنا رہے ہیں، قرآن کے واقعات میں بتایا گیا ہے کہ انبیاء علیہم السلام نے کوئی صورت نہیں بنائی، ایوب علیہ السلام کے سارے باغات، دوست احباب، محنت طاقت اولاد و بیوی بچے ختم، پورے بدن میں کمزوری اور کیڑے، گاؤں والوں نے گاؤں سے باہر نکال دیا، پھر ایوب علیہ السلام کی دعا ہے رَبِّ اِنِّیْ مَسَّنِیَ الضُّرُّ (۵) اس دعا پر چشمہ نکلا کہ اس میں نہا کر بالکل صحت مند ہو گئے، پہلے سے بھی زیادہ خوبصورت و طاقتور جسم ملا، ایک روایت کے مطابق وہ تمام اقرباء و جانور زندہ کر دئے گئے جو مر گئے، جو پہلے تھا وہ سارا دیا، پھر باقاعدہ سونا برسایا (۶)، اس میں عقل کو کیا دخل، صورتوں کے خلاف، بغیر صورتوں کے خدا نے کامیاب کر دیا۔

انبیاء علیہم السلام کے مدمقابل کا راستہ اور ہے، انبیاء علیہم السلام کا راستہ اور ہے یقین و عمل ایسا بنانا جس پر خدا بغیر صورتوں کے بھی چمکا دیں، گھر کی زندگی بنانے کا راستہ ایوب علیہ السلام نے بھی اختیار کیا هُوَ اللّٰهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ (۷) وہی صورتیں بناتے ہیں، اپنی حکمت کے مناسب ایک دم تمہاری زندگی بنا دیں گے تم بس صورتوں کی پرواہ نہ کرو، جس دن چاہے گا تمہارے لئے صورتیں بنا دے گا تم ایمان و عمل بنا لو گھریلو زندگی کی مثال یوسف علیہ السلام و یعقوب علیہ السلام کی بھی ہے، صورتیں بگڑتی چلی گئیں بھائیوں نے ہاتھ دے مارا، کنویں میں ڈالا، چند چونیوں کے بدلے میں بیچ کر ملک بدر کیا، مصر میں بکے غلام بنے، الزام لگا، جیل میں گئے، کوئی ساتھی، ہمدرد وکیل و بیرسٹر نہیں ہے، ادھر باپ رو رو کر ادھ موا ہو گیا، پھر یوسف نے نہیں بلکہ یعقوب نے دعا مانگی۔

جواب ملا اے یعقوب آج کی دعا ایسی ہے کہ یوسف اگر مر بھی جائے تو آج دوبارہ زندہ کر کے تمہیں واپس کرتا (۸)، پھر بغیر اسباب و وسائل کے اس گھر کو وزارت تک پہنچایا، یہ بھی ایک گھر کی زندگی کا نقشہ ہے کہ انھیں ملک و مال ملا، ایوب کے ہاں صرف مال ملا ملک نہیں، اولاد کے لئے یہ ہے کہ بوڑھا خاوند، بانجھ عورت، اس کی دعا سے بچہ ملا، یحییٰ ہوگا، دعا مانگ تو لی پھر بچہ ہوگا کیسے؟ جوانی میں عورت سے نہ ہوا، اب میں نا قابل صحبت، ہوگا کیسے؟ جواب ملا اللہ اپنی قدرت سے کرتے ہیں (۹)، کہیں دکھایا ہے کہ جنگل بیابان میں ڈال دیا، پلنے کی کوئی شکل نہیں ہے، اس میں پانی نکال دیا (۱۰)، پھر وہاں بڑا شہر منڈی نہ بنائی کہ ہماری حکمت ہے کہ چیزیں لا کر پال دیں یا بغیر چیزوں کے ہی پال دیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا سلسلہ ہے، جو اللہ کو جتنا محبوب ہوتا ہے اسے اتنا ہی دنیا سے بچاتے ہیں (۱۱)۔

یہ مضمون حدیث میں آیا ہے کہ جیسے مریض کو تم پرہیز کراتے ہو ایسے ہی خدا اپنے محبوب کو دنیا سے پرہیز کراتے ہیں (۱۲)، اس وجہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سلسلہ میں یہ اختیار کیا کہ چیزیں تو نہ ہوں لیکن کام سارے ہو جاویں، بس ایک پانی سے سارے تقاضے پورے ہوں، پھر کہا جاتا ہے کہ آج حکومتوں کا مسئلہ ختم ہو تو غریب چین سے بیٹھیں، اس کا جواب یہ ہے کہ نہیں تم چین سے بیٹھو، ایمان و عمل بنا لو، پھر ظالم فرعونی حکومت دریا میں جا ڈوبی، بنی اسرائیل نے اس حکومت کی ہلاکت کے واسطے نہ پتھر مارا نہ لکڑی ماری، موسیٰ نے لکڑی ماری تو وہ بھی سمندر پر نہ کہ فرعونیوں پر، ہم تم جیسے ہوتے موسیٰ تو ضرور کہتے اے خدا دشمن ادھر ہے لکڑی ادھر کیوں ماروں۔

اس میں دکھایا ہے کہ انبیاء والے راستے میں بلا چوں و چرا ماننا ہے سوچنا نہیں، تم حکم پر چلو چاہے اس میں ہلاکت ہی نظر آوے، سمندر کا کوئی نقصان نہ ہوگا بلکہ لکڑی مارنے سے کپڑے موسیٰ کے ہی بھیگیں گے، اب اس لکڑی مارنے سے فرعونی حکومت ختم، اب عقل لگالو کتنی لگاؤ گے، عقل پر آئے تو انبیاء والے راستے سے ہٹ گئے، اس وجہ سے خدا نے معجزات دیئے، بہت سے اسلام سے نکل گئے جو عقل پر تھے، صرف تسلیم والے رہ گئے۔

عقل والے آج بھی معجزات کے عجیب مطلب بتاتے ہیں، ایمان سے نکل کر عقل پر آ گئے لیکن قصص انبیاء میں کرلیں گے، صبح اٹھ کر ام ہانی سے کہا آج رات یوں ہوا اور جب میں دوبارہ گیا تو بستر کی گرمی باقی تھی، دروازے کی کنڈی ہل رہی تھی، ام ہانی نے فوراً آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پکڑ لیا، ان سے نہ کہنا کہ مکہ کے عقل والے ہرگز نہ مانیں گے، لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم پلٹ کر مسجد حرام پہنچ گئے، سرداران قریش اپنے اپنے حلقوں میں بیٹھے ہوئے تھے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آواز دے کر سب کو بلایا اور سب کچھ تفصیل سے سنا دیا، ہندی کی چندی کردی کچھ نہ چھوڑا، ایسے جانور پر بیٹھا کہ جہاں تک نگاہ جاوے وہاں قدم جا پڑے۔

مسجد اقصیٰ میں فلاں جگہ براق باندھا، نماز پڑھائی، اس پر مشرکین نے سوال کیا، اس مسجد میں کتنے دروازے و ستون ہیں، حالانکہ دل کا بینا مسجد میں آکر مسجد کی دیوار و عمارت نہیں دیکھا کرتا ہے، وہ تو جا کر اعمال میں لگ جاتا ہے، پھر خدا نے مسجد اقصیٰ سامنے کردی، اس میں دیکھ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم بتاتے رہے، اب اس پر سارے ہی مشرکین ہنسی سے لوٹ پوٹ ہو گئے (۱۳)، بہت سے اسلام سے اس معجزہ کی وجہ سے نکل گئے، جیسے آج بھی لوگ نکل رہے ہیں (۱۴)۔

لوگ بھاگے ہوئے گئے اے ابوبکرؓ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اب بھی مانو گے، کیا ہوا؟ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے یوں کہا ہے، اگر تم اپنی طرف سے کہہ رہے ہو تو مانتا نہیں، اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا ہے تو بالکل یقین ہے، اس میں تعجب کی کیا بات ہے، جبرائیل علیہ السلام ادنی ہے، سیکنڈوں میں آسمان سے زمین تک آجاتے ہیں تو کیا ان سے اعلی و مخدوم اتنی دیر میں آسمان پر جا نہیں سکتا! اس پر ابوبکر کو لقب صدیق کا ملا (۱۵)، حضور صلی اللہ علیہ وسلم جیسے کہدیں ویسا ہی یقین، ابوبکر کا جواب تھا قدرت کی بنیاد پر، اللہ کی قدرت سے زندگی بنانے کا راستہ ہے۔

ایک ہے شکلوں سے چلنا، گاؤں ملک لینے کی شکل، ملک بگاڑنے کی شکل، عہدہ لینے کی شکل، یوں نہیں، بلکہ ایمان و عمل ایسا بنالو کہ خدا خود قدرت سے تمہارے سارے کام کردیں گے، پھر تمہاری ایک لوہار کی ہوگی دوسروں کی ساری شکلیں دھری رہ جائیں گی، بس اللہ کے غیر سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم و جبرئیل سے ہوتا نہیں، سب کے بغیر اللہ اپنے ارادے سے جو چاہے کردیں، اللہ کے حکم و فیصلہ کے بغیر سارے انبیاء علیہم السلام، صدیقین و اولیاء، عوام سارے نقشے لے کر ایک مچھر کو نہ مار سکتے ہیں اور نہ بچا سکتے ہیں (۱۶)، اللہ کے پاس کرنے کی لامحدود صورتیں ہیں، وہ جس طرح چاہے کردیں، قرآن میں جو معجزات ہیں، خدا ان کے علاوہ بھی معجزات لا سکتے ہیں، صرف 'کن' سے اونٹ بنے (۱۷)، وہ قادر مطلق ہے، جس طرح چاہے کردے، انبیاء علیہم السلام کے واقعات میں خدا نے دکھایا ہے کہ دعا والوں کا راستہ دعا سے حاصل ہوگا۔

حکومت کی تین شکلیں ہوا کرتی ہیں، حکومت جس سے ملے، حکومت کی اسکیم فیل ہو جاوے، حکومت تباہ ہو، نمرود کی

حکومت کی اسکیم فیل ہوئی (۱۸)، سلیمان علیہ السلام کو حکومت ملی (۱۹)، فرعون کی حکومت ڈوبی (۲۰)، یہ تینوں باتیں صرف دعا سے ہوتی ہیں، یہ اجتماعی مسائل ہیں، اس کے علاوہ چھوٹے مسائل مرض سے صحت، کھانے کا ملنا وغیرہ قرآن میں دعا سے حل ہونا دکھایا ہے، یہ سب خدا نے قدرت سے نبی کی دعا پر کیا ہے، کوئی شکل نہ تھی، خدا نے خود ہی قدرت سے شکلیں بنادیں۔

ان سب سے معلوم ہوگا کہ عقل ہی ہماری دشمن ہے، اگر وہ عقل شکلوں میں لگ جاوے، اور اگر عقل یہ کہے کہ خدا کی قدرت ایسی ہے، کچھ نہ تھا قدرت سے زمین، گندم، جو، بیل، بھینس کو بنایا اور قدرت اب بھی بنا سکتے ہیں، عقل خدا کے منا سب سوچے تو عقل کارآمد ہے، اگر عقل صرف شکلوں سے ہونے کو سوچے تو آخرت میں جہنم، دنیا میں مصائب کا بھنور، انبیاء علیہم السلام کا راستہ ہے کہ خدا سے دعا مانگنا، پھر خدا قدرت استعمال کریں گے، لیکن ایسی دعا خواہ مخواہ نہ ملے گی اس کے لئے محنت کرنی ہوگی، یہ محنت بہت لمبی نہیں ہے، صرف دل سے سب کا یقین نکال دو۔

شکلوں سے مسائل کا حل نہ ہونا، خدا سے ہر طرح حل ہونا، خدا سے استفادہ کے لئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم والے اعمال کا مدار یہ تینوں یقین میں ہوں، اس رخ سے ساری حکومتوں وقوموں وملکوں کے جنگی وتخریبی وتعمیری مسائل کا حل ہوگا، جس کا ابھرنا اور جس کا گرمادینا انسانیت کے لئے مفید ہے، خدا کے کرنے سے ایسا ہی ہوگا، دعا کرنے والے انسان چاہے محمد وانبیاء ہی ہوں نہ کریں گے، وہ خدا کریں گے جن سے کہا جارہا ہے، آسمان سے کھانا محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں اتارا (۲۱)، چاند کے دو ٹکڑے نہیں کئے (۲۲)، لکڑی کو تلوار نہ کیا (۲۳)، خدا آج بھی ہے جس پر کیا تھا وہ کتاب بھی ہے، بس اس کتاب کے مطابق محنت نہیں، وہ محنت نہیں جس پر خدا نے کیا تھا۔

اس محنت کو نہ کریں گے تو خدا ہمیں پکڑیں گے، ایسے ہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی دھمکی ملی تھی کہ تم نے اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ویسے نہ کیا جیسے میں کہہ رہا ہوں تو عذاب دئے جاؤ گے وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ (۲۴) آپ صلی اللہ علیہ وسلم اقرباء مکہ کے سردار، مکہ والے سارے عرب کے سردار، سرداروں، صدروں، وزیروں کا مزاج دوسروں سے کام لینے منوانے کا ہوتا ہے، اس وجہ سے یہ بہت ہی برباد ہوئے ہیں، اگر خدا ماننے کا ذہن دیدیں تو چمکتے بہت ہیں، مکہ کے اکثر سردار قتل ہی ہوئے، اسلام میں سردار آخر میں کوئی راستہ نہ پاکر ہی آئے جیسے عمرو بن عاصؓ، خالد بن ولیدؓ، ابوسفیانؓ، شروع میں بہت تھوڑے سردار آئے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم واقف تھے کہ سردار میری بات نہ لیں گے دوسرے سردار تو لیتے ہیں چاہے نہ مانیں۔

اس وجہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صفا پر چڑھ کر آواز لگائی، 'یامعشر بنی کعب' (۲۵) اس سے نیچے کی شاخ، پھر اس سے نیچے کی شاخ، آخر میں بنی عبد مناف، پھر دادا، پھر پردادے کی اولاد، پھر خاص رشتے داروں کو سب سے آگے کرلیا، سارے ہی قبائل کو ابوسفیان حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پکارنے پر آگے کرتا جاتا تھا، پیچھے سارے مکہ والے جمع تھے، ان سرداروں کو دعوت دی، اس پر چچا ہی بولا 'تبالک الھذا جمعتنا' (۲۶) یہ بات تم کہتے ہی ہو، اس کے واسطے ہم سب کو بلایا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم بہت ہی رنجیدہ ہوکر پہنچے، اتنے میں جبرئیل نے آکر کہا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ایسے کیا کرو جیسے ہم کیا کرتے ہیں، ورنہ عذاب ہوگا (۲۷)۔

اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سرداران کو بلایا اور سردار ویسے کہیں نہیں جاتے ہیں، کھانے پینے کو ملے تو اکھٹے ہو جائیں گے، جیسے فقیر ٹکڑے کو بھاگتے ہیں ایسے ہی سردار بھی بغیر ٹکڑے کے جمع نہ ہوں، ایک پیالہ دودھ، تھوڑے سے جو، ایک بچہ بکری کا، علیؓ کا کہنا ہے کہ اتنا کم تھا کہ ان میں سے ایک اس سارے کو کھا جاتا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کھانے کو بسم اللہ کہہ کر پھیلایا، سب کا پیٹ اس کھانے ہی سے بھر گیا، خدا نے ہمیشہ قدرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے دکھائی ہے، ایک کھانا چالیس کو پورا ہوا، کھانے کے بعد اصل مقصد کو لے کر کھڑے ہوئے تو ابولہب نے کھڑے ہو کر کہا کہ اب تو جادو سے ایک کی خوراک چالیس کو کھلا دی، اب اس وقت جادو سے تفرقہ ہم سب میں کر دے گا، اس پر سارے ہی کود کر بھاگے (۲۸)۔

اگلے دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے علیؓ سے کہا ان سب کو بلا لو، سردار کو روٹی ملے یا اقتدار میں زیادتی ہو، اللہ کے واسطے کرنا جانتے نہیں، آج بھی کل کی طرح ہوا، اگر جادو سے گھبراہٹ ہے تو جادو والا کھانا کیوں کھالیا، نہیں کھانا ہر قسم کا کھالیتے ہیں، تیسرے دن بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کھانے کا انتظام کیا، لیکن کھانے کے شروع کرنے سے پہلے ہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بات شروع فرما دی، سرداران کھاتے رہے آج محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بات کی وجہ سے کھانا نہ چھوڑا، کھانا ختم ہوا ادھر بات ختم ہوئی، میرا ساتھ کون دے گا، کوئی ان چالیس میں نہ بولا، علی کھڑے ہوئے، علی اس وقت ان سب میں چھوٹے، پھولا ہوا پیٹ، آنکھوں میں میلا کچیلا کباڑا، علی نے کہا، دوسری اور تیسری دفعہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا تو ایسا ہی ہوا، اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اچھا تم کو علی کی ماننی ہوگی، علی سب میں چھوٹے، اس پر سرداران مکہ نے خوب مذاق کیا، علی کے والد ابو طالب سے کہنے لگے اب تمہیں اپنے بیٹے کی ماننی پڑے گی (۲۹)۔

بدر میں ابوبکرؓ نے فدیہ کا عمرؓ نے قتل کا مشورہ دیا کہ ہر ایک اپنے رشتے دار کا گلا کاٹے، علی کو فلاں دو مجھے فلاں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دل میں یہ تھا کہ مکہ والے اگر مر گئے تو جہنم میں جائیں گے، زندہ رہ گئے تو اسلام میں داخل ہو جاویں گے، اللہ کی خوشنودی اس وقت ان کے قتل میں تھی، اگرچہ بعد میں وہ مسلمان ہو گئے اگلے دن ابوبکرؓ و محمد صلی اللہ علیہ وسلم ایک جگہ رو رہے ہیں، عمر نے کہا کیا بات ہے اگر رونے کی ہوئی تو روؤں گا ورنہ تمہاری وجہ سے تکلفاً روؤں گا، محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کل کی ہماری بات پر اللہ کا عذاب بہت ہی قریب اس درخت تک آ گیا ہم تو بالکل ہی مارے جاتے بس تمہاری وجہ سے ہم سب بچ گئے (۳۰)۔

قرآن و خدا وہی ہے ضابطے وہی ہیں ان کے خلاف چلنے سے جہاں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی پکڑ ہے وہاں ہماری ہے ایسے ہی ان ضابطوں پر چلنے سے جہاں ان کی مدد ہوئی وہاں ہماری بھی ہو، بس ہماری محنت بدل گئی، دعا والا راستہ ہے، دعا سے شکلیں نہ بنیں گی، دعا سے ایک دم صحیح کا، مسائل کے حل کا ظہور ہوگا، چاہے لوگوں کو ہدایت ملے یا دوسروں کو نقشوں میں ہلاک کر کے اپنوں کو اونچا کر دیں، صورتوں و شکلوں کو بنانے کا نہیں ہے بلکہ ان کا یقین نکال کر اللہ کا یقین لینے کا ہے، اس کے لئے کلمہ و نماز ہے، ہر عمل دین کا شکلوں کے ذہن کے بغیر بھی ہو سکتا ہے اور شکلوں کے ذہن سے خالی ہو کر بھی، صورتاً عمل دونوں رخ سے ہو سکتے ہیں۔

سیاسی مالی ملکی تجارتی صنعتی زراعتی ذہن کے ساتھ ساتھ بھی نماز روزہ حج، زکوٰۃ ادا کر کے خدا سے مانگ سکتے ہیں،

لیکن عقل کا ظاہری مادہ وہ تصویر ہوگی، روحانیت وجان سے عمل خالی ہوگا، جیسے فوٹو وتصویر کی قیمت ملتی ہے ایسے ہی اس عمل کی بھی قیمت مل جاوے گی، فوٹو خریدنے، فوٹو کھنچوانے کے لئے پیسے دینے پڑتے ہیں، لیکن اس تصویر کی بھینس سے دودھ نہ ملے گا نہ تصویر کے تاج محل میں ایک چارپائی بچھ سکے گی، ایسے ہی اس عمل کا آخرت میں مل جاویگا، ملے گا بعد میں پہلے غلط ذہنوں کی سزا بھگت لو، اگر ان نمازوں سے دنیا کے مسئلے حل ہوں۔

آخرت میں اعلی درجات ملیں تو پھر ذہن ایمان وکلمہ ولا بنانا ہوگا، چیزوں سے نہ ہونے کا ذہن بن جاوے، تاجر کے دل ودماغ سے ملک ومال، تجارت، زراعت، ایٹم اسلحہ سے ہونے کا یقین نکل جاوے گا، جیسے پہلے زمانہ میں لوگوں کے یہاں تھا کہ مچھروں سے کیا ہوگا، لیکن آج کل کے ڈاکٹروں نے تو بتادیا کہ اس مچھر سے وزیر وانسان مرتے ہیں، اس وجہ سے دنیا کا مشغلہ مچھر مارنے کا بن گیا ہے، اگر انھیں نہ مارا تو ان کے کاٹنے سے جراثیم جسم میں گئے تو اس سے بخار ہوگا، پھر بخار سے موت ہوگی۔

ارے مچھر سے نہیں ہوتا ہے خدا کرتے ہیں، پھر اگر ان کی حقیقت کے مطابق کر بھی دیں کہ جس پر مچھر بیٹھے وہ ختم تو مسئلہ آسان ہوجاوے، غیروں سے یقین ہٹ کر اللہ پر آجاوے، کائنات سے ہوتا نہیں، خدا سے ہوتا ہے، لا الہ الا اللہ ہو، کائنات کی چیزوں پر خدا نہیں کرتے ہیں، بلکہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم والے اعمال پر کرتے ہیں، محمد رسول اللہ ہو، کائنات کے مقابلہ پر خدا کی قدرت کا یقین، خلقت قدرت سے ہے کسی شکل سے نہیں، ہر شکل کی نفی دل میں آجاوے۔

دوسرا مقابلہ ہے محمد صلی اللہ علیہ وسلم سر سے پیر تک نماز پڑھ کر ۲۴ گھنٹے کی زندگی کے اعمال دکھا گئے، ان اعمال کے ہونے پر خدا موافق کریں گے، ورنہ مخالف، یہ اعمال نہ ہوئے تو، عزت وحفاظت، اطمینان، حیات، تعمیر کی شکلوں میں ذلت، خطرہ، بے اطمینانی، موت وتخریب لاویں گے، لا الہ الا اللہ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے ہونے کی بھی نفی ہے، اس وجہ سے ابوبکرؓ نے کہا تھا کہ جو خدا کو رب مانتا ہے تو اسکا خدا 'حی لا یموت' ہے جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو رب مانتا ہو ان سے ہی ہونے کو مانتا ہو ان کو کرتا دھرتا کہے تو اسکے خدا کا آج انتقال ہوگیا ہے (۳۱) اور جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو رسول بتانے والا، خدا کو کرنے والا مانے تو اسکا رب اور طریقہ موجود ہے، ہم اس قران کو مانتے جیسے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں قران پر عمل سے مدد خدا کی ملی آج بھی ایسا ہی ہوگا ہم نے محنت سے ہاتھ نہیں کھینچ لیا ہے، کندھوں سے تلوار نہیں اتارا، فرق کوئی نہیں پڑا انجنیئر بتایا کرتا تھا محمد نے بتایا کر کے بھی دکھلا دیا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو محبوبیت ملی، تھوک جسم پر ملا (۳۲)، خون آپ کا پیا (۳۳)، آپ کا پیشاب پیا (۳۴)، وضو کے پانی کو گرنے نہ دیں (۳۵)، جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم رسول اللہ لکھنے نہ دے (۳۶) وہی فدا ہو رہے تھے (۳۷)، شروع میں آپ پر تھوکا جاتا تھا (۳۸)، محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے دکھا دیا میں یہاں سے چلا، اس طرح چلا تو یہاں تک پہنچا، تم بھی ایسے ہی چلنا، دل ودماغ پر محنت کرنی ہے، کہ کائناتی یقین نکلے، قدرتی یقین ہوجاوے، کائنات پر خدا کے نہ کرنے، اعمال محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر خدا کے کرنے کا یقین ہو، محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اندر کیا ہوا کرتا تھا، کیسا یقین واخلاص تھا، تم بھی ان کو حاصل کرو۔

تم کلمہ ونماز اپناؤ، کلمہ ونماز ملا تو معاشرت، اخلاق عبادات کے سارے ہی اعمال مل جاوینگے، کلمہ ونماز پکڑا تو سارے ہی

عمل پکڑے جاویں گے، دعا کی طاقت کلمہ ونماز سے ملے گی، اس میں مشق ہے خدا سے اعمال پر ہونے کے یقین کی ہے، نماز کے اندر کی قراءت، تسبیح، تکبیر وتحمید باہر والے سے اعلیٰ ہے، جب اعلیٰ قابو میں آ گیا تو ادنیٰ قابو میں آ جاوے گا، جیسے زراعت، تجارت، مزدوری، ملازمت، سیاست، حکومت، سائنس، مخلوق سے استفادہ کی صورت ہے، نماز سے اونچی کوئی چیز نہیں ہے۔

اب ہمیں ویسی نماز آ جاوے جیسی نماز پر خدا دیتے ہیں، صورت جلدی قابو میں آ سکتی ہے، یقین ونیت اور اندر کے دھیان میں دیر لگتی ہے، باہر کی شکل جلد درست ہو سکتی ہے، چند دن میں نماز، وضوء کے مسائل معلوم ہو جائیں گے، لیکن اندر کی صفات میں دیر لگتی ہے، مثلاً ساتوں زمین وآسمان کی چیزوں سے یقین نکال کر خدا پر جمانا، تجارت، زراعت، ملازمت کی شکل کا یقین نکل کر نماز کا یقین بنے۔

اللہ کے راضی کرنے کی نیت ہو، اللہ اکبر سے سلام تک اللہ ہی دھیان میں رہیں، ان اندرونی محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صورتوں میں دیر لگتی ہے، ظاہری صورت تو بغیر تکلیف کے کھاتے پیتے گدوں پر مل جاوے گی، لیکن اندر والی صورت تو مشقت سے ملے گی، یقین ہو کہ ساری محنت میری نماز کی ہے، امریکہ، روس، مصر وشام سب ہی مل کر زور لگالیں کبھی مسائل حل نہ ہونگے، میری نماز سے حل ہوں گے، جیسے آج کل ڈاکٹر دوائی دیتے ہیں کہ ایک ماہ کو مرض دے، پھر اگلے ماہ علاج کو آوے، ایسے ہی پیسے لے کر تعویذ دینے والے بھی ایسے ہی تعویذ دیتے ہیں کہ ماہ دو ماہ میں پھر واپس آئے، اور اس طرح مستقل گاہک بن جاویں، ایسے ہی حل ہوگا تو ایسے ہی عارضی سارے مسائل کا حل اس دن ہوگا جس دن مجھے تجھے نماز آ گئی، محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی باتیں درست ہیں، قرآن کی ہر بات پکی ہے، تو ایسا کر کے دیکھ لو، نماز سے وہی ہوگا جو نوح علیہ السلام، موسیٰ علیہ السلام، محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں خندق وبدر میں ہوا، سینکڑوں برس کے لئے مسائل کا حل انبیاء کے طریقے پر ہوگا، ساری دنیا ایسی بنے ضروری نہیں، صرف چند سینکڑے، بدر کی مقدار تو ایسے ہوئی کہ واقعی نماز آتی ہو، اللہ پر یقین جما کر مانگنا آتا ہو، شرک مجازی بھی نکل چکا ہو۔

ساری دوڑ دھوپ ایسے ہی بننے کے واسطے ہے، اس کی فکر لگانی ہے، گھر کے نقشے بگڑنے دو کہ میرا گھر بگڑے اور عالمی تعمیر ہو تو ٹھیک ہے، صرف اپنے گھر کو سوچنا پیٹ کا کتا بننا ہے، ان سے مسائل حل نہ ہونگے، محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وصحابہ نے محنت کر کے خود کو ایسا بنایا کہ خدا نے قیصر وکسریٰ کو بدل دیا، بہت ہی انصاف وعدل کا دور چلا، مجوسیوں، یہودیوں دوسرے مذہب والوں کے ساتھ کیسے انصاف ہوتا تھا، یہ ۲۴ گھنٹے کی مشق ہے، ۲۴ گھنٹے غیروں کی تردید کرو، ایک مرتبہ بھی غیر کا اثبات نہ آوے، تردید ہی کرو، تردید ہی سنو کہ دل میں اتر جاوے، دل میں نہ اترے زبان سے کہہ دے تو دھوکہ ہے۔

جب ہمارے دل کے اندر تردید داخل ہو جاوے اور دل کہے کہ امریکہ، روس، ایٹم وراکٹ سے نہیں ہوتا، ان کے عہدوں سے بچیں گے، ان کی ملازمت کی ذلت کی چیز سمجھیں گے، عہدوں ومال سے انسان قیمتی نہیں بنتا ہے، انسان ایمان وعمل سے قیمتی بنتا ہے، جیسے کسی کا پاخانہ وزارت عظمیٰ کی کرسی پر رکھنے سے پاک نہ ہوگا، جو پاک ہے وہ بوریے پر بھی پاک رہے گا، انسانیت کے جوہر خود انسان میں ہیں، وہ بگڑے تو انسان ہر جگہ خراب، وہ بنے تو انسان ہر جگہ اچھا، افہام وتفہیم وتر

غیب وتحریض والی محنت ہو، ان کاموں کو تمام انبیاء نے کیا ہے اس محنت پر ہر نبی چلا ہے۔

اب محنت کر کے سب سے پہلی دعا ہے، ملک، مال والوں کی جماعت میں نکال کر، انبیاء والی جماعت میں داخل کر، اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اللہ پالنے والے ہیں، مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ فیصلوں سے زندگیاں ہیں اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ط زندگی بننے کی یہی بنیاد ہے، اپنی عبادت کر کے خدا سے کہنا، اب اے خدا وہ روشن دل دے جس سے تیری قدرت وفیصلے نظر آویں، پھر اس راستے پر ہمیں پہنچا دے، اپنی جماعت میں داخل کر جس میں انبیاء، صدیقین، شہداء وصالحین ہیں۔

پاسپورٹ دو ملکوں سے نہیں مل سکتے ہیں، اسی وجہ سے یہ دعا ہے غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ غضب وغصہ والی جماعت میں سے نکال یہ پڑھا لکھا وظیفہ ہے، یہ یہود ونصاریٰ ہیں، لیکن ذرا سوچو کہ یہود ونصاریٰ وہ ہیں کہ انبیاء والے طریقے پر چلے تو سب کچھ ملا، ملک ومال میں پھنسے تو سب کچھ چھن گیا۔

یوسف علیہ السلام کنعان میں رہتے تھے، بھیڑوں جانوروں پر گزارا تھا، ایمان وعمل سے ملک ملا (۳۹)، پھر جب سارے محکموں میں چھائے ہوئے تھے، سیاہ وسفید کے مالک تھے تو سب کچھ چھین کر فرعون کے ہاتھوں سے پٹوا یا (۴۰)، پھر موسیٰ علیہ السلام وہارون علیہ السلام نے وہی محنت انبیاء علیہم السلام والی کی، کلمہ والا یقین دل میں اتر جاوے، بنی اسرائیل کلمہ ونماز کے قائل تھے، نماز ہر نبی کے پاس تھی اگرچہ تعداد مختلف رہی، موسیٰ علیہ السلام وہارون علیہ السلام نے خوب محنت کی، پھر دعا مانگی تو خوب قبول ہوئی کہ تمہاری اور قیامت تک کے آنے والے تمام مجاہدوں کی دعا قبول ہوئی (۴۱)، اس وقت تک موسیٰ علیہ السلام نے تلوار وحکومت کا نظام نہ سنبھالا تھا، اسے ہی جہاد قرار دے دیا گیا۔

بنی اسرائیل عام لفظ ہے یہود ونصاریٰ کو شامل ہے، نبیوں والی بنیاد سے محنت ہٹا کر ملک مال والی بنیاد پر محنت کو ڈال دیا بنی اسرائیل کا سب سے بڑا قصور ہے، جس کلمہ ونماز سے ہوتا دیکھ لیا تھا اسے ہی چھوڑ دیا، اے خدا ہمارا شمار ملک ومال میں سے نکال کر اپنی جماعت میں داخل کر، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے جو کچھ بنی اسرئیل میں ہوا ہے، وہی سب کچھ تم میں ہوگا (۴۲)، جیسے وہ انبیاء والی محنت سے چمکے، تم بھی ایسے ہی چمکو گے، اس وجہ سے قرآن میں بنی اسرئیل کا قصہ لایا جاتا ہے، احکام کے پاس یا قدرت کا قصہ ہوگا، سورہ بقرہ میں مسلم، منافق، کافر کی قسمیں بتائیں، پھر بنی اسرائیل کے تفصیلی قصے چھیڑ دیئے کہ تم بھی ایسا کرو گے تو ایسا ہی پاؤ گے، بس تم بالکل ہلاک نہ کر دیئے جاؤ گے۔

خوب محنت کر کے دعا مانگو، اپنی جماعت میں داخل کر، اعمال بگاڑنے والے، فساق، فجار، مشرکین کی تعریف واکرام نہ کرنے والے، فاسق وفاجر وکافر کی تعریف، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تعریف میں ملا کر خدا کا عرش ہلا دیا (۴۳)، شخصیات کے عنوان پر علماء، سیاسی لوگ، انبیاء علیہم السلام واولیاء کے تذکرے کے ساتھ گدھے نما انسانوں کا بھی تذکرہ کیا ہے، آگے جا کر نفس گدھے وکتے کا بھی تذکرہ ایسے پاک انسانوں کے ساتھ ہوگا کہ یہ کتا ساری دنیا کا چکر کاٹ کے آیا ہے، اب قابل احترام اس کتے کی شخصیت ہے جو راکٹ میں سفر کر آیا ہے، یہ کتا سارے وزیروں، صدروں سے آگے ہے۔

یہ معیار شخصیت ہے تو دل مسخ ہو چکے، اندھے بن چکے، چوبیس گھنٹے کی محنت کے بعد کہو اے خدا ہمارا شمار بدل، ان کی

جماعت میں نہ رکھو ورنہ بہت برا حشر ہوگا، خدا نے دعا قبول کرلی تو آگے کی ساری دعائیں قبول ہوں گی، آگے کی ساری دعائیں اس پر موقوف ہیں کہ خدا کی جماعت میں داخلہ ملے، ہم کسی کو نکلنے کی دعوت دیں تو ہر ایک ملازم، مزدور، کسان، تاجر کہہ کر گویا کہہ رہا ہے کہ خدا کی جماعت کا نہیں ہوں بلکہ ملک و مال کا ہوں، موذن کہے گا میری مسجد جاوے گی، ملازم بھی ملازمت کا خوف رکھے، ایسے لوگ دعا کرتے ہیں، گزشتہ صدر کا نام لیتا نہیں، وہ بہت بیمار ہوئے تو ڈاکٹروں نے جواب دیدیا، تو اس نے کہا اے مسلمانوں دعا کرو، سب نے دعا شروع کردی کہ صدر پر احسان ہوگا، صحت صدر کو ملی، ہم تو سمجھے تھے کہ اب اللہ اللہ کرے گا لیکن ویسے ہی رہا۔

ہماری دعا ہے کہ جہاں میں ایسی افراتفری مچے گی کہ تیرے سوا کہیں جگہ نہ ملے جہاں بھی اعتماد کر رکھا ہے وہاں سے آفتیں نکلیں، تیری طرف لوٹیں، خدا کی جماعت میں داخلہ ہوگیا تو قران کی ساری دعائیں چلیں گیں، بغیر داخلہ کے دعا ہوئی تو صرف ثواب ملے گا، اس خدا کی پارٹی میں داخلہ اس وقت ہوگا جب کہ دوسری جماعتوں کے تقاضے دبالو، ملازمت، فصل کا موسم ہونے، تجارت کے خاص موسم ہونے کے تابع نہ ہوں، ۲۴ گھنٹے تم اس مبارک جماعت کے لیے محنت کو تیار رہو، یہ قربانی ہے، مخصوص طبقہ چند سو کا قربانی دے کر تکمیل کو پہنچے تو ان کی دعا سے تبدیلی عالم میں ہو۔

رمضان کے ایک ماہ کی محنت و دعا و نمازیں و دعوت سیکڑوں مہینوں سے آگے ہوں گی اپنی ہونے کی حیثیت سے دعا یہ ہونی چاہئے، ابنائے وطن، علماء، عام مسلمانوں کو ہدایت دے، دلوں کو حقیقت کی طرف موڑ، ہدایت کا دروازہ کھلا تو مندر کے پجاری کلمہ پھیلائیں گے، وزیر وزارت کو لات مار کر آئیں گے فقیر بنیں گے، جن دکانوں و کارخانوں کی وجہ سے اس محنت کو چھوڑ رہے ہیں کل ان سب کو چھوڑ کر اس محنت میں آئیں گے، تاریخ میں دیکھو لوگوں نے کلمہ و نماز سیکھنے کے لئے کتنے بڑے بڑے نقشوں کو لات ماری ہے، قربانی درکار ہے اس سے اضمحلال و ظلم کا دور ختم ہوگا۔

اگر تمہاری محنت اخلاص سے ہوئی تو کام کے ثمرات تو سال بھر میں مل سکتے ہیں، لیکن رمضان میں قیمت زمانے کے لحاظ سے بڑھتی ہے حج میں مکان کے اعتبار سے بڑھتی ہے، اس وقت کے بعد چلنے سے زمانی و مکانی قیمت جمع ہوجاوے گی، بس طے کرلیں رمضان سے چار ماہ ہر سال اللہ کی راہ میں لگائیں گے، جو بھی انشاء اللہ اس جماعت میں داخلہ کرلیں گے پھر ان کی دعاؤں سے تبدیلی عالم میں ہوگی، بس ان چار مہینوں کو پکڑ لے چاہے شادی، کمائی، تجارت زراعت کا کتنا ہی تقاضہ کیوں نہ ہو، جن کی قربانی سے ہدایت کے دروازے کھلیں گے، دعاؤں سے اسلام چلے گا، ان کو آخرت میں ۷۲ لاکھ حوروں والی جنت ملے گی (۴۴)۔

---

(۱) سورۃ القصص: ۳۱

(۲) سورۃ الانبیاء: ۶۹

(۳) البدایہ والنہایہ صفحہ ۱۳۸ جلد ۱

(۴) اصول الایمان: باب اثبات صفۃ الفرح للہ

(۵) سورۃ الانبیاء: ۸۳

(۶) البدایہ والنہایہ صفحہ ۲۳

(۷) سورۃ الحشر: ۲۴
(۸) تفسیر خازن تحت قولہ تعالیٰ انما اشکو بثی و حزنی الی اللہ
(۹) سورۃ آل عمران: ۳۸ تا ۴۰
(۱۰) البدایہ والنہایہ صفحہ ۱۵۹ جلد ۱
(۱۱) مجمع الزوائد صفحہ ۲۸۵ جلد ۱۰
(۱۲) حوالۂ سابق
(۱۳) مجمع الزوائد صفحہ ۶۵ جلد ۱
(۱۴) حوالۂ سابق صفحہ ۶۶
(۱۵) مجمع الزوائد صفحہ ۷۵، ۷۶ جلد ۱
(۱۶) سورۃ فاطر: ۱۳ تا ۱۵
(۱۷) سورۃ یٰس: ۸۲
(۱۸) سورۃ الانبیاء: ۶۸ تا ۷۰
(۱۹) سورۃ ص: ۳۵ تا ۳۹
(۲۰) سورۃ القصص: ۴۰
(۲۱) حیاۃ الصحابہ صفحہ ۸۸۹ جلد ۳
(۲۲) تفسیر ابن کثیر صفحہ ۲۶۳ جلد ۴
(۲۳) حیاۃ الصحابہ صفحہ ۹۱۵ جلد ۳
(۲۴) سورۃ الشعراء: ۲۱۴
(۲۵) تفسیر ابن کثیر صفحہ ۳۱۵ جلد ۲
(۲۶) الروض الانف صفحہ ۱۲۸ جلد ۲
(۲۷) تفسیر ابن کثیر صفحہ ۲۶۳ جلد ۴
(۲۸) تفسیر ابن کثیر صفحہ ۳۱۵ جلد ۳
(۲۹) حوالۂ سابق
(۳۰) البدایہ والنہایہ صفحہ ۳۳۲ جلد ۳
(۳۱) سبل الھدیٰ صفحہ ۳۰۰ جلد ۱۲
(۳۲) حیاۃ الصحابہ صفحہ ۴۱۷ جلد ۲
(۳۳) حیاۃ الصحابہ صفحہ ۴۱۸، ۴۱۹ جلد ۲
(۳۴) حیاۃ الصحابہ صفحہ ۴۲۰ جلد ۲
(۳۵) حیاۃ الصحابہ صفحہ ۴۱۸ جلد ۲
(۳۶) زاد المعاد صفحہ ۲۵۷ جلد ۳
(۳۷) سبل الھدیٰ صفحہ ۹۷ جلد ۱۰
(۳۸) الروض الانف صفحہ ۴۰ جلد ۲
(۳۹) سورۃ یوسف: ۱۰۱
(۴۰) سورۃ الاعراف: ۱۲۹
(۴۱) کنز العمال صفحہ ۳۱۴ جلد ۴
(۴۲) کنز العمال صفحہ ۱۳۳ جلد ۱۱
(۴۳) کنز العمال صفحہ ۵۷۵ جلد ۳
(۴۴) کنز العمال صفحہ ۶۴۵ جلد ۱۴

سب سے بڑی نعمت دل کی روشنی ہے

{۲۲ رشعبان ۱۳۸۲ھ مطابق ۱۹ رجنوری ۱۹۶۳ء}

بروز ہفتہ، بعد فجر

اقتباس

سورج کی روشنی سے چیزوں، کوٹھی، جانور، سونے، چاندی، جہاز وریل، ایٹمیات کے، فوائد ونقصانات، محسوس ہوں گے، ظلم، کذب، معصیت، راحت، تقوی، صبر، ایمان کے نفع ونقصان سورج کی روشنی سے محسوس نہ ہوں گے، انبیاء کے قصوں میں بتایا ہے کہ اچھے اعمال پر کنویں میں، مچھلی کے پیٹ میں بچ گئے، حکومت ساری دنیا کی ملی آگ میں حفاظت ہوئی، اعمال برے ہوں تو مال وچیزوں کی فراوانی میں ہلاک ہوئے، بڑی حکومتیں پست ہوئیں، اچھے اعمال پر پست ترین محکوم غالب بن گئے، کامیابی وناکامی کا مدار صرف اعمال پر ہے، خداحبل الورید (شہ رگ) سے قریب ہیں، حالات ہر قسم کے صرف خدا کے حکم سے آتے ہیں، وہ حکم دینے والا تم سے ہر دم بہت ہی قریب ہے، فقر غنیٰ، امن خوف، اطمینان، کامیابی ناکامی، وغیرہ کے حالات صرف حکم خدا سے ہیں، نہ کہ چیزوں سے، شہ رگ سے زیادہ وہ قریب، خدا کے احکام کو خدا نے انسان کے اعمال سے جوڑ دیا، سب کچھ پاس ہی پاس ہے، فیصلہ بھی اور فیصلے کا سبب بھی۔

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم۔

میرے بھائیو اور دوستو!

اللہ رب العزت کی سب سے بڑی دولت اور نعمت ہدایت ہے، یعنی دل میں اللہ کا وہ نور جس سے اللہ کے راستے میں کامیابی دکھائی دے، دل کا وہ وجدان وکیفیت جس سے کامیاب ہونا ناکام ہونا ایسا ہی دکھائی دے جیسا قران ہے، آنکھ چیزوں سے ہونا دیکھے تو دل اعمال سے ہونا دیکھے، یہ دولت بڑی بہت ہے ہدایت کی، جتنی ہدایت ہوگی آدمی اتنا چلے گا، اتنے ہی عمل کریگا، تھوڑی ہدایت سے تھوڑے عمل۔

جیسے اسلام میں داخل ہو گئے، عمل کوئی نہ کیا، تو روشنی اتنی ہی ہے، نماز پڑھی، نماز سیکھی، روشنی زیادہ ہے، نماز خراب پڑھی، اتنی روشنی ہے کہ نماز پڑھ لے، لیکن درست کرنے والی روشنی نہیں ہے، روزہ، حج، زکوۃ ادا کرے اتنا ہی ہدایت ہے، جتنا نور بڑھے گا اتنا ہی عمل کا معیار بڑھے گا اور قیامت میں چہرے سے اتنی ہی روشنی نکلے گی جتنے اعمال کر گیا، ایک کی

روشنی کم سے کم بجھنے کے قریب کی چنگاری کے مانند ہوگی، اس سے کسی نا کسی طرح جنت میں پہنچ جائے گا، اتنی روشنی نہ ہوئی تو پل صراط سے گر پڑے گا، کسی کی روشنی بدر کی طرح ہوگی اور جس کی روشنی جتنی تیز ہوگی وہ اسی تیزی سے پل صراط پار کرلے گا، بہت تیز روشنی والے بھی کسی کوند کی مانند پار کرلے گا (۱)۔

اور جس کے پاس آخری درجے کی روشنی ہوگی جلنے بجھنے والی چنگاری، جلنے کا وقت چلنے کا، بجھنے کا وقت لڑھکنے کا، ہزاروں برس طئے کرے گا، پل صراط پار کرنے میں جتنی تیزی ہوگی جنت اسی درجے کی ہوگی (۲)، ہدایت والے کو اس دنیا میں بھی محبوبیت، رحمت، راحت، وقار وعزت سے نوازتے ہیں، دل کا اندھیرا اوسیاہی، دل کا مسخ ہوکر اچھے برے اعمال کو محسوس نہ کرنا سب سے بڑی شقاوت ہے، جیسے اندھے کو چیزیں محسوس نہیں ہوتی بس ایسے ہی دل کسی عمل میں فرق محسوس نہ کرے، ایسے اندھے دل انسان کو کامیابی چیزوں میں نظر آتی ہے، سیاہی بڑھے تو بعض مرتبہ انسان اسلام کو چھوڑ کر دوسرے نظریئے کو اختیار کرلیتا ہے، سب سے بڑی لعنت و پھٹکار و مصیبت دل کا اندھیر ہے (۳) سب سے بڑی نعمت دل کی روشنی ہے (۴)، اعمال کا نفع ونقصان اسی روشنی سے نظر آتا ہے، سورج کی روشنی سے نہیں۔

سورج کی روشنی سے چیزوں، کوٹھی، جانور، سونے، چاندی، جہاز وریل، ایٹمیات کے، فوائد ونقصانات، محسوس ہوں گے، ظلم، کذب، معصیت، راحت، تقوی، صبر، ایمان کے نفع ونقصان سورج کی روشنی سے محسوس نہ ہوں گے، انبیاء کے قصوں میں بتایا ہے کہ اچھے اعمال پر کنویں میں (۵)، مچھلی کے پیٹ میں بچ گئے (۶)، حکومت ساری دنیا کی ملی (۷) آگ میں حفاظت ہوئی (۸)، اعمال برے ہوں تو مال وچیزوں کی فراوانی میں ہلاک ہوئے، بڑی حکومتیں پست ہوئیں، اچھے اعمال پر پست ترین محکوم غالب بن گئے، کامیابی وناکامی کا مدار صرف اعمال پر ہے۔

خداحبل الورید (شہ رگ) سے قریب ہیں (۹)، حالات ہر قسم کے صرف خدا کے حکم سے آتے ہیں، وہ حکم دینے والا تم سے ہر دم بہت ہی قریب ہے، فقر غنیٰ، امن خوف، اطمینان، کامیابی ناکامی، وغیرہ کے حالات صرف حکم خدا سے ہیں، نہ کہ چیزوں سے، شہ رگ سے زیادہ وہ قریب، خدا کے احکام کو خدا نے انسان کے اعمال سے جوڑ دیا، سب کچھ پاس ہی پاس ہے، فیصلہ بھی اور فیصلے کا سبب بھی۔

جیسے جب حکومت کو رقم کی ضرورت ہوا کرتی ہے، مثلاً باہر سے آنے والے غیر ملکی یہاں کی آمد پر پچاس ہزار خرچ کرتا ہے تو مختلف چوراہوں پر پولیس کھڑی کردی جاتی ہے، سائیکل میں پٹی کمزور ہے، تمہارا ٹائر درست نہیں، تمہارا ہارن درست نہیں بدلو، بدعملی پکڑی اور وہیں مجسٹریٹ نے فیصلہ کردیا، ایسے ہی انسان کا عمل سبب ہے اور اس سے زیادہ قریب فیصلہ ہے، عمل باہر نکلا، اس پر ہونے والا فیصلہ حالت بن کر اندر چلا گیا، حالات ہمارے خدا کے حکم سے ہیں، وزیر اعظم، صدر، نائب صدر، سرمایہ دار، جرنیل وغیرہ ہر قسم کے بڑے آدمیوں سے اعمال خراب باہر آئے تو فوراً خدا کا حکم خوف بن کر اندر چلا گیا، تو کسی دن دہلی پر بم گرا تو ان کا پاخانہ باہر نکل جاوے گا۔

چاہے اوپر سے بہت ہی کامیاب نظر آتے ہوں، لیکن خدا کے معمولی سے کھڑکے سے منظر عام سے ایسے غائب ہوجا

تے ہیں جیسے بلی کی ایک میاؤں سے سارے چوہے بھاگ جاتے ہیں، جہاں آفت آوے گی وہاں یہ نہ رہ سکیں گے، اندر عمل باہر خراب بن کر آیا تو اندر میں ناکامی والی حالت بھر دی گئی، کتنے ہی اسلحہ وفوج وجہاز جمع کر لئے جاویں وہ حالت ناکامی والی نکلے گی نہیں، مالداروں کا ہارٹ فیل ہو جاتا ہے حکومت کے نئے قوانین سخت قسم کے بنانے سے۔

ایسے بہت سے واقعات میں ساری چیزیں رکھی رہ گئیں، یہ ایک حقیقت وواقعہ ہے، خدا کے حکم سے کامیابی ناکامی اندر داخل ہوگی، یہ سب اعمال انسانی پر ہوگا، خدا کے حکم کے مطابق عمل ہے تو کامیابی والی ورنہ ناکامی والی حالت آوے گی، یہ بات دکھائی دے گی دل کی روشنی سے، چونکہ چیزوں سے کچھ ہوتا نہیں ہے اس وجہ سے متعلقہ روشنی سورج کی مفت میں مل گئی ہے، روز سورج نکلتا ہے لیکن کوئی ٹیکس نہیں ہے، دل کی روشنی جس سے اعمال نظر آویں گے، جس کے ملنے سے کامیاب ورنہ ناکام ہوگا۔

اس روشنی کی قیمت خدا نے رکھی ہے، اس قیمت کو غریب سے غریب، بیمار، حاکم محکوم مالدار دے سکتا ہے، اور وہ قیمت ہے مجاہدہ، مجاہدہ جان کی مشقت برداشت کرنا خدا کے واسطے، مشقت محنت کرنے کا نام نہیں ہے بلکہ نفس کے خلاف کرنے کا ہے، یہ مختصر سی بات ہے، صرف تسبیح دو گھنٹے پڑھ لینا مجاہدہ نہیں ہے، اگر گورنر بننے کے واسطے پڑھی یا اس واسطے دعوت دی، جماعتوں میں نکل گئے، نماز پڑھی گشت کئے تاکہ لوگ بڑا سمجھیں، نفس تو اس کا راغب ہے لہذا مجاہدہ نہیں ہوا، روٹی حاصل کرنے کے واسطے عمل کرنا مجاہدہ نہیں ہے کہ نفس تو روٹی چاہتا ہے۔

اللہ والے اعمال کرنا مجاہدہ نہیں ہے بلکہ ان اعمال کو اللہ کے واسطے کرنا مجاہدہ ہے، لوگوں سے بڑائی مقصود ہے، روزہ، حج، زکوٰۃ، نماز کتنا ہی ہو مجاہدہ نہیں ہے، علم لیا کہ ملازمت کرلوں گا، تو یہ علم میں لگنا مجاہدہ نہیں ہے، نفس کے تقاضے پر مشقت برداشت کرنا، نفس انسان کی گھٹی میں پڑا ہوا ہے، نفس محنت کا، گرمی سردی جھیل جانے کا، دعوت دینے، ذکر کرنے کا، روزہ رکھنے کا نام مجاہدہ نہیں ہے بلکہ ان اعمال کو نفس سے محفوظ رکھ کر کرنا مجاہدہ ہے، عمل کیا نفس کا حصہ ہے تو اس عمل سے نور دل میں نہ آوے گا۔

لوگ ولی سمجھیں، اور نذر نیاز دیں گے، حلوہ انڈا لا دیں گے، اس وجہ سے جو بھی عمل ہو وہ مجاہدہ نہیں ہے، صرف اخلاص ہی اصل مجاہدہ ہے، اخلاص سے عمل کرنے پر وہ نور ملے گا جس سے سب سے پہلے اسی عمل میں کامیابی نظر آوے گی جس سے یہ نور ملا ہے، پھر یہ انسان عمل کرے گا اور صرف خدا سے کرے گا، اشارہ کنایہ میں بھی مخلوق پر حال ظاہر نہ کرے گا، چاہے گھر میں فاقے پڑ رہے ہوں، نفس کے تقاضے عورتوں، باغات، زمین، حسن وجمال والی عورتوں، مکانات کے تقاضے میں ہیں، صرف اللہ کو راضی کرنے کا تقاضا نفس میں نہیں ہے، نفس ان سب کا تقاضا رکھتا ہے جہاں جہاں سے جسم بن کر آیا ہے۔

جسم بنانے میں زمین آسمان کو چکر دیا، سورج، چاند، ستارے، جانور، زمین، پانی، کارخانے، عورت، مرد، برتن، آگ استعمال ہوئے تو غذا تیار ہوئی، تقریباً ساری ہی شکلوں کا چکر ہے، اس کے بننے میں ساری چیزیں لگ گئیں، صحبت کے بعد عورت کا سارا بدن استعمال ہوا۔

ابن عباس کا قول ہے صحبت کے بعد منی کا قطرہ سارے ہی جسم میں پھیل جاتا ہے، جیسے انجکشن ہر جگہ پہنچ جاتا ہے،

ایک چلہ بعد خدا کھینچ کر رحم میں جمع کر دیتے ہیں، پھر خون، پھر لوتھڑا، پھر جسم (۱۰)، انسان جسم ہونے کے اعتبار سے جسم کا تقاضا رکھتا ہے، اس تقاضۂ جسمانی کا نام نفس ہے، خدا جسم سے پاک ہیں، یہ غیر خدا ہے، نفس غیر خدا کے تقاضے کا نام ہے۔

روح کا جسم سے کوئی تعلق نہ تھا، روح کسی جسم کے ذریعے بنی نہ آئی، بلکہ روح کی عجیب طاقت فرشتے جیسی روحانی طاقت لائی، کوئی جسم، جانور، مکان، لکڑی، لوہا، ملک کا نظام استعمال نہ ہوا، سمندر میں مہینوں ڈوبا رہے، سالوں پتھروں میں رہا ہے، زندہ قبر میں سال بھر کو دفن کر دو، روح تو اسی دن نکلے گی جس دن فرشتہ آ کر نکالے گا (۱۱)، نفس کی پہلی کوشش یہ ہے کہ انسان اجسام میں لگا رہے۔

لیکن کوئی ہمت کر کے اللہ والے اعمال، کلمہ کی دعوت، تسبیح، ذکر، اخلاق، علم پر آ جاوے تو نفس ان سے کھینچے گا، لیکن بار بار نکلنے کی وجہ سے ان اعمال پر جم جاوے تو پھر نفس اپنے تقاضے ان اعمال کا مقصد بنا دیتا ہے، اس عمل سے اللہ بھی مل جائیں گے اور فلاں کام بھی ہو جائے گا، شرک ہے، مجاہدے کی حقیقت ہے اللہ والے عمل کو صرف اللہ کی وجہ سے کرنا، اللہ والے اعمال پوری انسانی زندگی میں پھیلا دیئے ہیں، زندگی کا ہر کام کرو صرف اللہ کو راضی کرنے کے واسطے، بچوں کو اس وجہ سے نہیں پالنا کہ مجھے کام دیں گے، لوگ میری حسنِ تربیت کی تعریف کریں گے۔

ایسے ہی ہر عمل صرف خدا کے لئے ہو، پوری زندگی مجاہدہ بنے گی، یہ مجاہدہ دل کی روشنی کے بعد بہت آسان ہے، ہر دم احکام پر چل کر خدا کو راضی کرے گا، چاہے دکان میں یا باغ میں نقصان ہو جاوے یا سود پر بیل نہ لینے سے فصل نہ ہو، دل میں نور نہ ہوگا تو سارے کام کرے گا، مقصد اللہ کی رضا نہ ہوگی، چیزیں حاصل کرنا سامنے ہوگا، خدا چاہتے ہیں کہ اللہ کا راضی ہونا بڑھ جاوے، چیزیں بڑھیں یا نہ، بچہ ملے یا نہ، مکان گرے یا رہے، بس تم خدا کے راضی ہونے کو بڑھاؤ، جتنا تم ان کو راضی کر لو گے اس کے بقدر خدا راضی تم کو کریں گے ابدالآباد کے لئے، ہم چند سال کی زندگی میں ان کو راضی کر لیں تو وہ ہمیشہ کو راضی کریں گے۔

عورت دی تم نے شکر ادا کیا اس سے اچھی لا دیں گے، اس پر شکر کیا تو اس سے اچھی عورت ملے گی، عورت کی تعریف پر شکر کیا تو بادل آئے گا جس سے حوریں گریں گی، یہ لدینا مزید (۱۲) ہے، یعنی اعمال پر جتنا بتایا گیا ہے وہ تو ملے گا ہی اس سے بھی مزید ہوگا، وہ تو ہمیشہ ہمیں راضی کریں گے، ان نعمتوں کے ساتھ جن کا طالب آج ہمارا نفس ہے، خدا دیں گے پہلی نعمت نہ چھینیں گے، جیسے دنیا میں چار بیویاں ہیں ایک اور کرنی چاہو تو ایک کو چھوڑ و پھر لے سکتے ہو، جنت میں عورتوں کا ڈھیر ہوگا، کافروں نے دنیا میں جنت کا نقشہ بنانا چاہا تو ہر جگہ عورتیں جمع کر دیں لیکن ایک ہی عورت ہر ایک استعمال کرے گا۔

ہوائی جہاز میں ایک ہی عورت باقی سارے دسیوں مسافر، صرف اس وجہ سے وہ خوش ہو رہے ہیں کہ عورت کے ہاتھ سے سب کھا رہے ہیں جاتے وقت وہ مصافحہ کریں گی تو بہت خوش، جنت میں اللہ بہت دیں گے اور ہمیشہ دیں گے، جس سطح پر اللہ کو راضی کیا اسی سطح پر دیں گے، جس کی عمر میں جتنا گزر گیا، گزشتہ پر رو کر معافی لے لی تو باقی زندگی چاہے چھ ماہ کی ہو اس پر وہ ہمیشہ کو دیں گے، خدا دینے کے لئے بہانے اختیار کرتے ہیں، پکڑنے کے واسطے نہیں، نیکی کے ارادہ پر ایک نیکی

مل جاتی ہے نیکی کر لے تو دس (۱۳)، محدثین نے کہا، ارادہ تو دل کی بات ہے اس کی خبر فرشتوں کو کیسے ہوگی، اس کا جواب دوسری حدیثوں کو دیکھ کر دیا ہے کہ ہر نیکی کے دروازے پر ایک مہک اٹھتی ہے اس سے اس عمل کو پہچان لیتے ہیں، جیسے ہم خوشبو سے اس جگہ کے امرود، آم، سیب کو پہچان لیتے ہیں، بعض کہتے ہیں ارادہ پر چمک نکلتی ہے بعض کہتے ہیں خدا ارادے کو تفصیل سے بتاتے ہیں، برائی کا ارادہ کیا تو معاف ہے بلکہ سیئہ کے ترک کی وجہ سے ایک نیکی لکھی جائے گی، برائی کر لی تو ایک سیئہ لکھی جاوے گی (۱۴)۔

ایک نیکی کی تو دس نیکیاں بن گئیں، اس پر دس حوریں ملیں گی، نعمت دس گنی دیتے ہیں، پکڑ جرم کے مقدار ہی کرتے ہیں، سب سے بڑی دولت ہدایت ہے، ہدایت کی قیمت ہے مجاہدہ، مجاہدہ نفس کے تقاضے دبا کر خدا کو راضی کرنے کے واسطے کرنا، اس مجاہدہ کی کوشش کے واسطے دعوت کلمہ، تعلیم، ذکر، اللہ کی عبادات کے اعمال ہیں، اللہ کی عبادت میں سال بھر نماز ہے، سال میں مہینہ بھر روزہ ہے، روزہ سے آگے نماز ہے، رمضان میں روزہ ایک ہی رہا، صرف دن ہی میں روزہ رہ سکتا ہے، رات کو روزہ نہیں رکھ سکتا، افطار سے سحری تک، لیکن فرض نماز دن رات میں مقام پر رہتے ہوئے ۷۰ گنا ہو جاتی ہے (۱۵)۔

اللہ کی راہ میں نکل کر ہر نماز ۴ کروڑ ۹۰ لاکھ بن گئی (۱۶)، اصل نماز ہے، نماز کے ساتھ ہر عمل اونچا بنتا ہے، کلمہ کی دعوت، سیکھنا، سکھانا، تلاوت، ذکر، نمازوں کا پڑھنا یہ اعمال ہیں، اس وقت مجاہدہ بنے گا کہ ان میں ۲۴ گھنٹے لگے اور نیت ہر حال میں اللہ کے راضی کرنے کی ہو، یہاں کی دعوت کو صرف مساجد میں دے اور سنے، کسی کی امید نہ رکھی ملک مال میں سے، ۲۴ گھنٹے کی صحیح محنت سے دل منور ہوگا، رخ خدا کی طرف ہو گیا تو دل خود ہی غلط سے روک دے گا، دل منور ہے، آنکھ نے خوبصورت عورت کی اطلاع دی، تو دل اسے دیکھنے سے آنکھ کو منع کر دے گا، پھر ہاتھ، پیر، کان، ناک اس عورت سے ہٹ گئے۔

اگر دل خدا کی طرف نہ پھرا، آنکھ نے اطلاع دی، خوبصورت سی عورت کھڑی ہے، ذرا قریب جا کر دیکھو، قدم لے کر چلے، بہت خوبصورت ہے، اس کی آواز سنو، زبان بولی تم کہاں سے آئی ہو، جواب ملا، کانوں نے سن کر اطلاع دی، دل بادشاہ ہے اعضاء اس کے خادم ہے، دل پر محنت کر کے اسے خدا کی طرف پھیر لیا، دل کو تو خدا سے بھر لیا تو دل ہر غلط سے سارے اعضاء کو روک لے گا۔

دل کا رخ نفس کی طرف ہے تو دل اسے آگے کی تدبیریں خود ہی سمجھائے گا، کسی کا مکان دیکھا بہت پسند آیا، دل کا رخ صحیح ہے تو اس مکان کو چھیننے یا اس پر قبضہ جمانے کی نہ سوچے گا، یا تو صاحب مکان سے جا کر معاملہ کر لے گا، انکار کر دے تو خاموش رہے گا، ایسے تو ۲۴ گھنٹے کی زندگی کا مسئلہ ہے، اس نور کو لینے کے لئے مجاہدہ کر کے دعا مانگنی پڑتی ہے، نگاہ نیچی ہو، زمین میں قبر کو، قبر میں اپنے لیٹنے کو، لیٹنے میں حساب کتاب کو دیکھو، نگاہ ادھر ادھر نہ گئی، اسے جاسوسی سے روک دیا۔

اب دل کو جدھر سے پھیرا ہے اس کی تردید کرو، جس طرف پھیرنا ہے اس کی باتیں کرو، بچپن سے کانوں نے غیروں سے ہونے کو سنا، آنکھوں نے دیکھا، زبان نے بولا دل کا اس میں قصور کیا، سننا، بولنا، دیکھنا غیروں کا ہے تو دل بھی غیروں سے بھر گیا، سننے، بولنے، دیکھنے کا رخ خدا کی طرف پھرا تو دل بھی پھر جاوے گا، چاہے ہر الگ دو آدمی ہوں یا بازار یا مسجد

یا گھر میں بات کریں، لا الہ الا اللہ کی بنیاد پر بات کرنی ہے، غیروں سے ہونے کی تردید کرو، روٹی سے پیٹ بھر جاتا ہے، یہ جملہ ایمان کی تکمیل کے بعد مضر نہیں ہے، لیکن اس سے قبل مضر ہے، دل میں قدرت کو اسباب کا مقید بنا دے گا، ذکر سے پیٹ بھر جانا زمانہ یاجوج ماجوج میں ہونا حدیث میں آیا ہے (۱۷)۔

اللہ کی قدرت سے ہوتا ہے، شکلوں سے نہیں، جو بھی ہوتا ہے خدا کی قدرت سے ہوتا ہے، اسی بنیاد پر بولنا ہو کہ اللہ سے ہوتا ہے کسی اور سے نہیں، جماعت میں بن کر چلے، نگاہ نیچی ذکر زبان پر، دو چار کو جمع کر کے بھی کیا، چیزوں و کمائی سے نہیں ہوتا ہے، خدا کے دینے سے ملتا ہے، خدا کے بنانے سے بنتا ہے، خدا کی تربیت سے پرورش ہے کسی اور سے ملنا، بننا، پرورش، صحت، قوت نہیں ہے، بازار میں جہاں سارے لوگ چیزوں سے ہونے کو کہہ رہے ہیں، وہاں تم نے چیزوں سے نہ ہونے کو خدا سے ہونے کو کہا ہے۔

آج دل دکان کی طرف پھرا ہوا ہے نہ کہ خدا کی طرف، ایسے ہی گھروں میں جا کر گھروں کی تردید کی، گھروں سے ہوتا نہیں ہے، محمد صلی اللہ علیہ وسلم والے اعمال ہوں تو خدا چمکائیں گے، پہلے درجہ میں اعمال کی سیڑھی نماز سے چلے گی، بنیاد اسلامی زندگی کی نماز ہے، یہ سارے اعمال کا سرا ہے، نماز میں سر سے پیر تک کے تمام اعضاء خدا کے لئے استعمال کا اعلیٰ معیار ہے، بغیر کسی واسطے کے ہر ہر عضو کا خدا کے لئے استعمال ہے، نماز میں خدا کے لئے براہ راست استعمال ہے، براہ راست دربار میں جا کر بیٹھنے اور بات ماننے سے ملنے کا یقین نہ ہو تو باہر جا کر ماننے سے ملنے کا یقین کیسے بن سکے گا، یقین ہو کہ نماز درست ہوئی تو دعا سے دشمنوں کا بیڑا غرق ہوگا، مال دے گا خدا قرضہ اتار دے گا، بغیر محنت کے ہی سب کچھ مل جاوے گا۔

مقربین ملوک صرف بادشاہوں کی مرضی کے مطابق بات کر دیتے ہیں، تو اسی پر سالوں کے لئے پل جاتے ہیں، باہر کی ملازمت ہے ایک دفعہ دربار میں جا کر ایسی ادا کی جو بادشاہ کو پسند آ گئی تو اس پر بیس لاکھ دیدیا، جو عمر بھر کی ملازمت سے نہ ملتا، لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ۲۴ گھنٹے ہو، نماز محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے پر ہو، کسی سے نہ ہونے، خدا سے نماز پر ملنے کا یقین بن گیا تو خدا دیں گے، یہ بات ہر جگہ جا کر کہو، جہاں جہاں سے نگاہ نے بچلایا ہے وہاں جا کر اسے ہی کہو، یہ بات دوسروں کو اس طرح سمجھاؤ کہ اصل مقصد اپنے دل کو سمجھانا ہے، نقد نکلنے کی دعوت دو۔

اب وہ جتنے اعذار سامنے لاویں تو انھیں اپنی بیماری سمجھنا کہ اس کے والے حالات میں تم ہوتے تو وہی اعذار سامنے لاتے جو یہ آدمی لایا ہے، نماز نہ پڑھنے والے کو نماز کو بلاؤ تو بے نمازی جواب دے گا کہ میں کمائی میں اکیلا ہوں، نماز کو آنے والے کو تعلیم کی دعوت دو، تو کمائی میں اکیلے ہونے کو عذر بنائے گا، نمازی تعلیم والا ذکر کی دعوت پر بھی عذر لائے گا، ذکر، علم، نماز پر لگنے والا اللہ کی راہ میں نکلنے سے اس عذر کو لائے گا، خاص فراغت کے زمانے میں نکلنے والا کمائی کے مشغولی کے وقت میں نکلنے کی دعوت پر اس کو عذر بنائے گا۔

شروع سے آخر تک ایک ہی بات دل میں چلتی آ رہی ہے اس میں کمی نہیں، تردید کر کے اسے نکالنا ہے، دل میں بٹھانے کی نیت سے تردید ہو، بازاروں، گھروں، شہروں میں یہی بات ہو، خصوصی گشت سے واپسی پر کبھی بھی مال والوں سے اسلام

کے نکلنے کی باتیں نہ ہوں، ارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہدایت نہیں دیتے ہیں، خدا دیتے ہیں تو یہ مال والا کیسے ہدایت دے سکتا ہے، بس اسلام تو اس پر رکھ کر خدا پھیلائیں گے جن کا دل خدا کی طرف پھر چکا ہو، ہمارا دل پھر چکا ہو تو ہم سے ہی پھیل جاوے گا۔

نقشے ہر جگہ تمہیں ہونے کے دکھائی دیں گے، بازاروں اور گھروں میں پرورش، کمائی، راحت کے نقشے ہیں، مسجدوں میں بھی نقشے ہر قسم کے مل جاویں گے، تم نقشوں کی طرف توجہ نہ کرو، کیونکہ تمہیں یقین یہ بنانا ہے کہ جنگل میں ان اعمال کو کروں گا تو خدا پال دیں گے، تنہائی میں بیٹھ کر دل سے یہی خطاب ہو کہ خدا سے ہوتا ہے غیروں سے نہیں، نقد نکالنے کی محنت ہو، اپنی محنت کو نکلنے کا سبب نہ جانو، بستی سے پہلے خدا سے دعا مانگ لو، نکل جاویں تو اسے خدا کا فضل کہو، نہ نکلیں تو اسے اپنا قصور نکالو کہ میری خرابی کی وجہ سے جماعت نہ نکلی، اور یہ کہ آئندہ یہ نکلیں گے۔

کتابیں خوب سنو اس سے تفصیلی روشنی ملے گی، کوئی کہے کہ مکان سے حفاظت ہوگی مکان بنالو، تعلیم والا جواب دے گا نہیں، بس دو رکعت نماز پڑھ لو حفاظت ہو جاوے گی، علم کے حلقوں سے نور ملتا ہے کہ قرآن میں خدا کی ذات کا براہ راست نور ہے، احادیث میں خدا کا نور براہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے (۱۸)، نفس اول تو دعوت کی بات ۲۴ گھنٹے چلنے نہ دے گا، تعلیم میں جم کر بیٹھنے نہ دے گا، تم اس کے خلاف کرو، اس یقین سے کہ ایک نماز پر زمین و آسمان سے سینکڑوں گنا زیادہ انعامات دیں گے، وہ انعامات زمین ساتھ میں ہونے سے نہ ملیں گے، یقین اس سب پر ہو، لیکن یہ نیت میں نہ ہو، نیت صرف خدا کی رضاء کی ہو، سارا وقت ان ہی اعمال میں گزرے تو یہ اعمال مجاہدہ ہیں اخلاص اگر ہے۔

اب تم دعا محنت کر کے کرو قبول ہوگی، اب سب سے پہلے ہدایت دل پھرنے کی، دل میں نور اترنے کی مانگو، جس سے سارے دین پر چلنا ہوگا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہر ہر جزء کے لئے مستقل نور مانگا ہے، خدا جتنا چاہے نور ہر ایک کو دیدیں تب بھی خدا کے انوارات کے سمندر میں مچھر کے پر کے برابر کمی نہ ہو (۱۹)، ۲۴ گھنٹے کی صحیح محنت کے بعد خدا سے نور رو رو کر مانگو، محنت ساری اخلاص کے ساتھ ہو، کوئی غیر نہیں یہ عزت، بااختیار ہوگا، کافروں کا ذلیل بے اختیار ہونا وجہ عمل سنہ ہو، یقین ان پر ضرور ہو، وجہ عمل صرف خدا ہو، حضور صلی اللہ علیہ وسلم وصحابہ جیسا ہمارا ۲۴ گھنٹے کا اشتغال ہو، اخلاص ہو تو یہ مجاہدہ ہو گیا۔

مشاہدات خود بخود اپنی طرف متوجہ کر لیتے ہیں، خود ہی جہاز کی آواز پر اسے سب دیکھنے لگیں گے، مشاہدات سے چھڑانا ہے، اس وجہ سے مشاہدات کے تذکرے نہ ہو، صرف مغیبات کی باتیں ہوں، عورت کا تذکرہ کیا، وہ سامنے آوے گی تو خود ہی کھنچ جاؤ گے، عمومی گشت بازاروں میں، خصوصی گشت مکانوں میں، علم کے حلقے، ذکر اذکار، حدیث و نصائح، نماز دعوت والی باتیں، اس کے علاوہ کوئی کام دل تک نہ پہنچائیں، ۲۴ گھنٹے یہ محنت ہو تو دعا قبول ہوگی، اے خدا میں نے نیت کر لی، دل تو پھیرنے والا ہے دل تو پھیر دے، کوئی اپنا دل نہیں پھیر سکتا ہے، وہ دوسروں کے دل کیا پھیر سکے گا، جس کا دل خدا پھیرنا چاہیں وہ اپنے دل کو پھیرنے سے روک نہیں سکتا ہے، چاہے اس ملک کے حکام ہوں یا محکوم، چونکہ محنت دوسروں میں بھی ہے اور اپنے اوپر بھی، اس وجہ سے دلوں کو پھروانے محنت کے بعد کی دعاؤں سے سب کے دل پھیریں گے، پہلے محنت کرنے والوں کے دل پھریں گے، پھر ان کے بعد جن میں انھوں نے محنت کی، پھر مسلمانوں کے پھر غیر مسلموں کے دل پھریں گے۔

رمضان کا مہینہ ایسا ہے کہ کامیابی کا افتتاح، اسی ماہ کے اندر غزوہ بدر ہوا(۲۰)، فرشتے اترے(۲۱)، سارے عرب نے دل میں طے کرلیا تھا کہ جس دن مکہ والے مسلم ہوں گے، اس دن ہم بھی، چنانچہ کامیابی کا آخری سفر فتح مکہ کا اس ماہ میں ہوا(۲۲)، جس سے سارے عرب کو اسلام میں داخل ہونا پڑا، جب ہم کسی چیز کو کسی کے ہاتھ میں جانتے ہیں تو کتنے گڑ گڑا کر خدا سے اس کو مانگتے ہیں، تن پروری، دنیاداری، کھانے پینے کے چکر نہ ہوں، پیشاب پاخانہ، سونے میں بقدر ضرورت وقت لگے، سوال نہ ہو، دوسروں کے پاس جو کچھ ہے اسے جھانکو مت، نیت کی ذرا سی خرابی سارا لیا ہوا ختم ہوگیا۔

اشراف ہے تو معلوم ہوا کہ نماز سے خدا سے لے لینے کی ہم میں طاقت نہیں ہے، نہ یقین ہے، جب اپنی محنت سے اپنا پلنا یقینی نہیں ہے تو اس سے دوسروں کے دل کیا پلٹیں گے، اپنا کھانا اصل میں ہے لیکن دوسرے اصرار کریں تو ان کا کھانا اس طرح ہو کہ دین کی محنت میں لگنے کا ذریعہ بنے، اگر نہ کھانے میں یہ بات ہو تو نہ کھانا ہی اچھا ہے، اس ماہ میں ایک ملک کو ہدایت سے نوازا جاچکا ہے، اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی محنت میں شباہت لے لی تو خدا جزا میں بھی شباہت کردیں گے۔

اس ماہ میں خوب اصولوں سے محنت کرو، سارے مسلمانوں وانسانوں کی ہدایت کی دعا مانگو، جو افراد کاوٹ ہیں، ابدالآباد کو کافر ہیں انھیں چھانٹ چھانٹ کر ہلاک کر، باقی انسانوں کو ہدایت دے۔

---

(۱) مجمع الزوائد صفحہ ۳۴۱ جلد ۱۰
(۲) حوالۂ سابق
(۳) تفسیر ابن کثیر صفحہ ۲۲۸ جلد ۳
(۴) تفسیر ابن کثیر صفحہ ۱۷۵ جلد ۲
(۵) جیسا کہ یوسفؑ
(۶) جیسا کہ حضرت یونسؑ
(۷) حضرت سلیمانؑ کو
(۸) حضرت ابراہیمؑ کو
(۹) سورۃ ق:۱۶
(۱۰) سورۃ المؤمنون: ۱۲ تا ۱۴
(۱۱) سورۃ الاعراف: ۳۴
(۱۲) تفسیر ابن کثیر صفحہ ۲۲۹ جلد ۴
(۱۳) کنز العمال صفحہ ۲۳۴ جلد ۴
(۱۴) حوالۂ سابق
(۱۵) کنز العمال صفحہ ۷۷ ۴ جلد ۸
(۱۶) کنز العمال صفحہ ۲۹۲ جلد ۴ (۷ لاکھ کو ۷۰ سے ضرب دیا جائے تو ۴ کروڑ ۹۰ لاکھ)
(۱۷) تفسیر ابن کثیر صفحہ ۵۸۲ جلد ۱
(۱۸) تلاوت قرآن اور علم تجوید صفحہ ۱۲
(۱۹) کنز العمال صفحہ ۱۴، ۱۵ جلد ۱۵
(۲۰) رحمۃ للعالمین صفحہ ۳۶۸ جلد ۲
(۲۱) حیاۃ الصحابہ صفحہ ۴۴۷ جلد ۳
(۲۲) رحمۃ للعالمین صفحہ ۳۶۸ جلد ۲

قدرت کسی کی بھی پابند نہیں ہے

{۲۳ر شعبان ۱۳۸۲ھ مطابق ۲۰ر جنوری ۱۹۶۳ء}

بروز اتوار، بعد فجر

اقتباس

انبیاء کا راستہ یہ ہے کہ تمہیں خدا نے عمل کی مشین بنایا ہے، انسان کی زمین آسمان سے زیادہ قیمت ہے، چاہے وہ انسان غیر مسلم، کالا، گورا، کمیونسٹ، یہودی، نصرانی ہو، باعتبار خلقت کے سب سے زیادہ قیمتی ہے، کہ مشین ہے اعمال کی، زمین آسمان سے چیزیں بنتی ہیں، کسی انسان کے جسم سے بندوق، چاقو، قلم بن کر نہیں نکلا، البتہ پاخانہ، پیشاب، تھوک، میل کچیل، رینٹھ نکلتا ہے، وہ چیزیں نہیں نکلتی جس سے پیٹ بھر جاوے، جسے اوڑھ لے، جسے کھالے، پرورش وعیش وعزت، راحت کا سامان جسم انسانی سے نکلتا نہیں ہے۔

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم۔

میرے بھائیو اور دوستو!

رمضان کا مہینہ آرہا ہے، قریب ہے اور یہ مہینہ باعتبار دنیاوی راستہ کے اور انسانی راستہ کے ایک ہی مہینہ ہے، اس میں ایک ماہ کے برابر ہی کما سکتا ہے، راحت وکھانا پینا ایک ماہ کے بقدر ہوسکتا ہے، لیکن انبیاء جس بنیاد پر آئے ہیں اس بنیاد کے اعتبار سے انعامات، ترقیات کے دروازے ہزاروں ماہ کے برابر کھلتے ہیں۔

ہدایت اصل دولت سب سے بڑی ہے کہ ہدایت کے بقدر اعمال درست بنتے ہیں، اعمال کی درستی کے بقدر دنیا و آخرت میں کامیابی ملتی ہے، ہدایت محنت کے بقدر ملتی ہے، ایک راستہ جاہل، ناواقف، ناعاقبت اندیش انسانوں کا ہے کہ محنت کر کے سب سے پہلے عہدہ یا مال حاصل کرتے ہیں، پھر اس سے زندگی کا نقشہ بنے گا، یہ راستہ بگڑنے وبہکنے کا ہے، وہ یوں کہتے ہیں کہ چیزیں ہاتھ آجاوے گی تب زندگی بنے گی، پہلے مال ہو پھر سارے کام اور نماز وعمل وعلم وزندگی کا سلسلہ چلے گا، پہلے محنت مال یا ملک یا عہدہ پر کرتے ہیں، پھر ان سے اپنی زندگی بناتے ہیں۔

ملک لینا بھی مال لینا ہے، اصل مال ہے، ملک لینے کا مطلب ہے کہ بے کمائے کمانے والوں سے پیسے اکھٹا کرلیں گے، زمینداروں سے لیں گے، تجار سے وصول کریں گے، حالانکہ اللہ کی زمین پر اللہ کے پتھر کھڑے کر کے دکان بنائی، لیکن

یہ پیسہ وصول کرنے آ گئے، بہانے وتدابیر سے مال اکٹھا کرتے ہیں ملک والے، اسی وجہ سے جو اللہ کے پیارے انسانوں کی ہمدردی میں آئے انھوں نے انسانوں سے سمیٹا نہیں ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا بھاؤ مقرر کردو، فرمایا میں کیا مقرر کروں، اللہ کے بندے ہیں، جیسے بھی بیچیں (۱) ویسے ترغیب سستے بیچنے کی دیدی (۲) علیؓ خلیفہ ہیں، ملک ہاتھ میں ہے، وہ بازار گئے، ٹیکس وصول کر سکتے ہیں، 'سوق المسلمین کمصلی المسلمین، مسجد میں جو جگہ لے لی وہی اس کی جگہ ہے، ایسے ہی بازار میں ہو (۳)، راستہ ایک ہی، کہ محنت کر کے مال حاصل کرو، سارے کام اور تبلیغ بھی مال سے ہوگی، چار پیسے ہوں گے تبھی کھانا، شادی، بچوں کی پرورش کا سلسلہ چلے گا، مال سے چیزیں، چیزوں سے زندگی بنانا، اس چیز سے زندگی نہ بنے اسے بیچ کر دوسری چیز لے لینا، موٹر لی اور بیچ دی، باغ خریدا اور فروخت کر دیا، حقیقت مال سے بے خبر انسانوں کا یہ راستہ ہے۔

انبیاء کا راستہ یہ ہے کہ تمہیں خدا نے عمل کی مشین بنایا ہے، انسان کی زمین آسمان سے زیادہ قیمت ہے، چاہے وہ انسان غیر مسلم، کالا، گورا، کمیونسٹ، یہودی، نصرانی ہو، باعتبار خلقت کے سب سے زیادہ قیمتی ہے، کہ مشین ہے اعمال کی، زمین آسمان سے چیزیں بنتی ہیں، کسی انسان کے جسم سے بندوق، چاقو، قلم بن کر نہیں نکلا، البتہ پاخانہ، پیشاب، تھوک، میل کچیل، رینٹھ نکلتا ہے، وہ چیزیں نہیں نکلتی جس سے پیٹ بھر جاوے، جسے اوڑھ لے، جسے کھالے، پرورش وعیش وعزت، راحت کا سامان جسم انسانی سے نکلتا نہیں ہے۔

زمین آسمان سے یہ سب کچھ نکلتا ہے، لیکن ہے بہت بے حیثیت کہ قیامت کو اگر ساری زمین آسمان مع ساری چیزوں کے فدیہ میں دے تو جہنم سے جنت میں نہ جا سکے گا، دوزخ سے نہ بچ سکے گا (۴)، دوسری جگہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بتا دی، کہ پوری دنیا سجا کر لائی گئی، سجانا ایسا ہوگا جیسے حکومت ہند صرف دہلی کے بعض مخصوص حصوں کو سجاتی ہے روس یا امریکہ کے وزیر اعظم کی آمد پر، پالم سے کوٹھی تک، کوٹھی سے جلسہ گاہ تک صرف مالش ہوگی، ہماری مسجد کے سامنے کبھی نہیں سجاتے ہیں، اور سجانا یہ ہے کہ درختوں کے پتے توڑ کر سڑکوں کے دروازوں میں لٹکا دیں گے، دکانوں میں سے تھان لا کر لگا دئے، بجلی کے بلب لگا دئے، درختوں کے پھول بھی، کچھ لال، سبز، سرخ، کپڑے معمولی قسم کے غیریبوں والے اور کہیں گے کہ فلاں کی آمد پر ایک دو لاکھ روپیہ لگ گیا، ہم نے نہیں دیکھا کہ ساری دہلی کو سونے، چاندی، زمرد سے سجایا گیا ہو۔

ایک دن خدا زمین سے ساری چاندی سونے موتی جواہر زمرد کو نکال کر ساری دنیا کو اس سے سجا دیں گے، پوری دنیا کو اچھی طرح سجا کر دنیا کی طرف سے ایک درخواست خدا کے ہاں دی جائے گی، اے خدا میں اس قابل نہیں ہوں کہ کسی کو اس کی جنت کے بدلہ میں ملوں، ورنہ وہ مجھے لے کر روئے گا، البتہ درخواست ہے کہ جنتی کی جنت میں مجھے بھی داخل کر دو، جواب ملے گا نہیں تو جس جنت میں جاوے گی وہ جنت خراب ہو جاوے گی، تو کوڑا کباڑا ہے، تجھ سے جنت کو صاف کرنا ہے (۵)۔

مثال یوں سمجھو کہ سنگ مرمر سے ساری کوٹھی ہو، اوپر نیچے ہر طرف، پھر ہمارے کسی گاؤں کے یا قوم کے دیہاتی چودھری صاحب جا کر کہیں کہ اس کوٹھی میں ہم زمیندار حصہ ڈالدیں، کیا ڈالو گے کیا ہم اپلوں کے واسطے مکان بنایا کرتے ہیں گوبر کا، اس سے آپ کی کوٹھی میں مکان بنا دیں، کوٹھی والا کہے گا نا بابا خراب ہو جاوے گی، اپلوں سے حصہ اس کوٹھی والا

نہ پٹے گا، اور جب ہمارے فرش کی روز پانی سے دھلائی ہوگی تو اس اپلوں کے مکان سے سارا فرش خراب ہو جاوے گا، چودھری چاہے ایک ہزار خرید دے کوٹھی والا راضی نہ ہوگا۔

خدا ایسے ہی جنت میں دنیا داخل کرنے سے ایسے ہی جواب دیں گے، دنیا کے جانے سے جنت کی رونق چلی جائے گی، پوری دنیا سورج، چاند، زیب وزینت جہنم میں ڈال دیں گے، کہ کوڑا کباڑا جلایا ہی جاتا ہے۔

تیسری بات یہ ہے کہ بتادیا، اس حدیث کے تحت میں لکھا ہے کہ پوری دنیا کی قیمت خدا کے ہاں مچھر کے پر کے برابر بھی ہوتی تو کافر کو گھونٹ نہ ملتی (۶)، وہاں شراح نے لکھا ہے کہ سارے انبیاء نے جیسے توحید رسالت، تقدیر، بعث، حساب وکتاب کو بیان کیا ہے، ایسے ہی ہر نبی نے اس دنیا کو بے قیمت و بے حیثیت بیان کیا ہے (۷)، اس دنیا میں سب سے زیادہ قیمتی سونا ہے، اس کے حصول کی کتنی محنت ہے، سرحدی چوکیوں پر جا کر دیکھو۔

سونا لے جانے والے بھی عجیب عجیب حرکتیں کرتے ہیں، بعض سونا کھا لیتے ہیں، حکومت سونے کی بنیاد پر اٹھنے والی نے مشین سونا بنانے والی تیار کرلی ہے، پیشاب پاخانہ کی جگہ پیر میں انگلیاں ڈال کر دیکھتے ہیں، ہاتھ پھراتے ہیں، سونے پر حاکم محکوم کو، محکوم حاکم کو مار رہا ہے، اس سونے کو بنا کر خدا نے دیکھا نہیں، اور چیزیں بنا کر خدا نے دیکھ لیا، شیطان نے اسے لیا سینے سے چمٹایا، پیار کیا، اے سونے تجھے میں آدم کی اولاد کو پہنا کر خدا سے ہٹاؤں گا، انبیاء کے ہاں سونا بہت گھٹیا قرار دیا گیا ہے۔

ایک حدیث میں آیا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے یہاں اشرفیاں آئیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو گننا چاہا، تو انھیں ایسے دیکھا جیسے پاخانے کے اندر کی چیز کرید کر دیکھی جاتی ہے، پرے ہوئے، منہ دوسری طرف، کپڑے سنبھال رکھے ہیں، کن آنکھیوں سے دیکھ رہے ہیں، لکڑی سے گن رہے ہیں، گننا اس وجہ سے ہے کہ لوگوں میں تقسیم کریں (۸)، سونے کی طرح ہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے گوہ کو اسی طرح لکڑی سے دیکھا تھا، اور فرمایا ایک امت عذاب میں مسخ ہوگئی تھی تو وہ کہیں گوہ کی شکل میں تو مسخ نہیں ہوئی (۹)۔

مال والا راستہ انبیاء کا نہیں ہے، بے قیمت چیزوں پر محنت کر کے تم کچھ پالیتے ہو لکڑی پر محنت کر کے چارپائی، کواڑ بنایا، اسے قیمتی سمجھا تو خدا نے کچھ بازاروں سے دلوادیا، جیسے محنت سے چیزوں کی مختلف چیزیں بنائی جاتی ہیں، ایسے ہی انسان اگر اپنے اعمال خدا کو بنا کر دے تو وہ اس کی قیمت خوب دیں، اعمال قرآن کے مطابق بناؤ، حدیثوں کو سامنے رکھو، پھر سارے ہی اعضاء کے اعمال اس کے مطابق ہوں، ہر جگہ اچھے عمل بناؤ، عمل بن گیا ہر عمل پر زمین وآسمان سے بڑی بڑی جنت ملے گی، ایک لحظہ، ایک سیکنڈ کا کھڑا ہونا، ایک نگاہ ساتوں زمین وآسمان سے بڑی جنت دلوا سکتا ہے۔

قرآن عمل، ایمان، خدا کے وعدوں کی کتاب ہے، پورے قرآن میں جتنے عمل ہیں ان میں سے ایک عمل قرآن کا پڑھنا، سارے قرآن پڑھنے کو ایک عمل بنادیں تو سب سے چھوٹا درجہ یہ ہے کہ ایک حرف قل کا 'ق'، الحمد کا 'الف' بسم اللہ کی 'با' پڑھا جاوے تو دس نیکیوں کا ثواب ملے گا، ایک نیکی بھی قبول ہو تو اس پر ساتوں زمین وآسمان سے بڑی جنت مل

سکتی ہے (۱۰)، ایک حرف کے پڑھنے کے دسویں حصے پر اتنا ثواب مل سکتا ہے تو اس سے بڑے عمل کا کیا حال ہوگا، یہ انسان کتنا قیمتی ہوا، اپنے یقین اپنے اعضاء کے استعمال سے جنت بڑی سے بڑی لے لے، دنیا میں مدد و نصرت خدا کی حاصل کرے، انبیاء کی آمد انسان کو اس کی اصلی محنت پر لگانے کے واسطے ہے۔

اے تماشا گاہ عالم روئے تو تو بہرِ تماشہ می روی

اے انسان تو کہاں جا رہا ہے، تو خود ہی قیمتی ہے، باغوں، جہازوں، ریلوں کو کیا دیکھ رہا، دوسروں سے قیمتی بنانے سے اپنے کو قیمتی بنانے کی طرف محنت کا رخ کرنے انبیاء آئے، عمل بگڑا تو دوزخ بھی، عمل بنا تو جنت، سب سے کم جنتی کو ۷۰ حوریں ملیں گی (۱۱)، ۷۰ حوروں کی نسبت سے ایک حور میں نور ۷۰ واں حصہ ہوا، اس حور کی انگلی کی چمک سارے جسم کا ۷۰ واں حصہ ہوگی، اس انگلی کی چمک سے سورج کی روشنی سیاہ پڑ جاوے (۱۲)، تو جسے ۲۵ لاکھ حوریں ملیں گی (۱۳) وہاں کتنا نور ہوگا، جنت میں تو چھت، زمین، مکان، لباس ہر ایک میں روشنی ہوگی، دن رات روشنی ہی روشنی، روشنی ہر وقت رہے گی، اندھیرا نہ ہوگا۔

لیلھا کنھارھا (۱۴) ایک حور پر بکھر جانے والی خوشبو کا ایک قطرہ زمین پر گرے تو سارے انسان خوشبو سے مرجا دیں (۱۵)، جہنمیوں کی خوراک میں سے ایک قطرہ اپنی بدبو سے ساری دنیا کو مار دے (۱۶)، ایک سانپ کی ایک پھنکار سے چالیس سال تک سبزہ نہ اگے (۱۷)، یہ ہے ایک عمل کی جزا و سزا، جسے دنیا برداشت نہیں کر سکتی ہے، حالانکہ یہ راحت یا تکلیف کا ادنیٰ درجہ ہے، پھر اس انسان کی تکلیف کا کیا عالم ہوگا جسے ۲۴ گھنٹے سانپ کاٹتے رہیں گے۔

اس دنیا میں ایک جگہ دو سال پیداوار بالکل نہ ہو، باہر سے کوئی آمد نہ ہو تو علاقہ والے سارے ہی مرجاویں، ۴۰ سال میں تو سارے ہی انسان مرجاویں، تو اس سانپ کی ایک سانس میں اتنی تکلیف ہے جتنی سارے جانداروں کی نزاع کی تکلیف ہے، عمرو بن العاص کہا کرتے تھے مرنے والے نزع کی تکلیف بتا جایا کریں تو دوسرے عبرت حاصل کر سکیں، ان کے بیٹے نے کہا آپ بتایئے گا۔

نزع شروع ہوئی بیٹے عبداللہ نے آ کر کہا، بتاؤ، فرمایا اس کے بتانے کی اجازت نہیں ہے، پھر بتانے لگے، یعنی خدا نے حبیب کے صحابی کو بتانے کی اجازت دیدی، تکلیف بہت شدت سے ہوتی ہے، جسے عمرو بن العاص جیسے عقلمند نے ایک مثال میں بیان کیا ہے، دھاردار سلاخیں جسم میں ہیں، رضوہ پہاڑ گردن پر ہے، روح اونٹ کی طرح ہے جسے سوئی کے ناکہ سے نکالا جا رہا ہے، یہ ہے مرنے کی تکلیف۔

مردہ کو کسی نے خواب میں دیکھا تو پوچھا کہ مرنے کی تکلیف کیسی ہوتی ہے، مرنے والے نے کہا، دھاردار آلہ اس کے گھٹنے کی نچلی ہڈی میں مار کر پاؤں مضبوطی سے پکڑ لیا اور کہا بس اتنی دیر ایسی سخت قسم کی تکلیف ہوتی ہے، اب حساب لگاؤ، ایک اژدھا کے ایک سانس کی تکلیف کتنی ہے کہ سارے انسان و جانور مریں تو ان کے مرنے کی تکلیف کتنی ہے، اس سب کے برابر اس سانپ کے ایک سانس کی تکلیف ہوگی، پوری دنیا کی کوئی قیمت نہ رہی، ایک سانس سے ایک قطرہ بدبو

سے، ایک قطرہ خوشبو سے یہ ختم۔

البتہ انسان بہت قیمتی ہے، اپنے اعمال کے اعتبار سے انسان قیمتی بے قیمت بنتا ہے، خدا براہ راست رب ہیں، پالنے، حفاظت کرنے، مارنے، زندگی بنانے میں چیزوں کے محتاج نہیں ہیں (۱۸) بلکہ سب کچھ اپنی قدرت سے لاتے ہیں اور لے جاتے ہیں، قدرت سے ملک دیا، ملک دے کر حالات کو بگاڑ دیا، دنیا و آخرت میں ممالک و اقوام، افراد کے ساتھ جو کچھ ہوگا وہ خدا سے ہوگا، منی کے قطرے سے خدا نے اپنی قدرت سے بنایا ہے، انسان کو منی کے قطرہ سے نہیں بنایا، نہ رحم ماں سے، یہ سب کچھ خدا نے اپنی قدرت سے بنایا ہے، ایسے ہی ہر عضوء پر خدا کی قدرت ہمیشہ چلتی رہے گی۔

ایسے نہیں کہ بنا کر تمہیں دیدیا، جیسے چاہو استعمال کرو، اپنی قدرت سے جس سے جیسے بنایا ہے اسے بنا کر اپنے ہی قبضہ میں رکھا ہے، جبرئیل و اسرافیل کو اپنے قبضے میں رکھا ہے، قدرت کسی کی پابند نہیں ہے، سب قدرت کے پابند ہیں مردوں عورتوں جوانوں ضعفاء، بیماروں، تندرستوں کی زندگی خدا کی قدرت سے بنتی ہے، بگڑتی ہے، خندق کھودے نہ کھودے، اتنا مال ہونے نہ ہونے سے یہ یہ ہوگا، یہ غلط ہے، اعمال اچھے ہوں گے تو خدا قدرت سے یہ کردیں گے، اعمال خراب ہوں گے تو قدرت سے خدا یہ کردیں گے، جس قدرت سے زمین آسمان بنایا ہے اسی قدرت سے اسے توڑ دیں گے، پھر سب کو زندہ کردیں گے، پھر قدرت سے لوگ پلصراط بجلی کی طرح پار کریں گے۔

اول اور آخر میں سب کچھ قدرت سے ہو رہا ہے، تو درمیان کے ۴۰، ۵۰ سال میں قدرت کہاں چلی گئی، قدرت سے زمین آسمان، بلبلہ پانی سے بنایا (۱۹) اس میں چیزیں بنائیں، غذاؤں سے خون، خون سے منی، منی سے انسان بنادیا، ایک سوراخ سے نکال باہر کیا، آئندہ بھی سب کچھ قدرت سے ہوگا، ارے درمیان کے ۵۰ سال میں قدرت چیزوں کی پابند کیسے ہوگئی، اس پابندی کے ذہن سے اعمال خراب ہو رہے ہیں، حالانکہ قدرت اب بھی ہے، حلق میں سانس کا، اور کھانے پینے کا الگ الگ سوراخ ہے، لیکن فرشتوں کا نظام ایسا ہے کہ دونوں سوراخ ہر وقت کھلے رہتے ہیں سانس والا بند کردیں تو انسان ہی ختم، پھر بھی لقمہ اپنے سوراخ میں جاتا ہے دوسرے سوراخ میں نہیں، اندر سے آنے والا بلغم بھی سانس والے سوراخ سے نہیں آتا، سب اللہ کی قدرت سے ہو رہا ہے، حلق کے سانسوں سے ہی تم ہر دم زندہ ہو پھر باقی اعضاء اور اجزاء زندگی پر قدرت کا تسلط کیوں نہیں مانتے ہو، قدرت سے سب کچھ ہو رہا ہے اور ہوگا، اعمال کے مطابق قدرت استعمال ہوا کرتی ہے، جنت میں ہمیشہ کو موافق اور جہنم میں ہمیشہ کو مخالف استعمال ہوگی، وہی اس دنیا میں کسی کے موافق اور کسی کے مخالف استعمال ہوا کرتی ہے، پرورش و حفاظت، عزت، قوت کے سارے ہی اسباب سے خالی طبقہ قدرت سے اوپر آسکتا ہے، جب کہ ان سب اسباب کا حامل طبقہ قدرت سے حد پر سے گر سکتا ہے، قیمتی انسانی وجود ہوا، اس وجود سے اعمال مختلف قسم کے نکلیں گے، کان سے ہر طرح کی باتیں سن سکتے ہو، ظالم کی بات سنی، مظلوم کی بات سنی، ادنی عورت کی بات سنی، مظلوم کی بات سنی، تلاوت و ذکر سنا، سننے کا عمل چلتا رہے گا، ہر بول کان سے سنے گا، سننے کے واسطے کچھ نہیں کرنا پڑتا، البتہ حرام سے سننے کو روکا جاسکتا ہے، بے اختیار سننے کے بعد عمل خراب کرلیا، خراب عمل پر قدرت مخالف ہوگی، ورنہ موافق۔

کروڑوں، لاکھوں کا نہ ہو، ہزاروں کا ہی ایک طریقہ دنیا میں ہو جائے کہ ہر جگہ اعمال درست رکھیں، معاملات، گھر، کمائی مسجد میں درست رکھیں، فقراء، غرباء، مساکین ہوں، لباس طعام، مکان، فراش سے بالکل خالی ہوں، درختوں کے سا یہ میں بورے کے جھونپڑے میں گزارا کر لئے ہوں تو آخرت میں بڑی بڑی جنت ملے گی، اس دنیا میں ان پر رکھ کر خدا موافق ومخالف کو تماشہ دکھائیں گے، غنی، عزت کا سبب ظاہری کوئی نہ تھا، لیکن اعمال، غنی، عزت، پرسش، اختیارات، ملک مال دلانے والے ہونگے، بااختیار بے اختیار بنے گے، عزیز ان کے سامنے ذلیل ہوں گے، اعمال کا رخ شخصی طور پر ہے تو پھر یہ منظر شخصی ہوگا۔

اگر ایک مجموعہ اس رخ کا ہوگا تو سارے ہی تجار، زارع، سلاطین جھکیں گے، سارے اعمال درست اس وقت ہوں گے جب کہ خدا کا نور ہدایت مل جاوے، فِیْ بُیُوْتٍ اَذِنَ اللّٰہُ (۲۰) اس آیت میں نقشہ بتایا ہے کہ مساجد میں محنت کر نے والے انسانوں کو دنیا کے نقشے اعمال سے نہ روک سکیں تو انھیں نور ملے گا، ہدایت، مجاہدہ ومحنت سے ملے گی، اس سے دلوں میں نور آوے گا، جیسے سورج کے نور سے چیزوں کو، چیزوں کے منافع مضار کو دیکھتے ہیں تو یہ نور زائل ومجازی ہے، ایسے ہی دل کے نور سے اعمال کے منافع ونقصان نظر آتے ہیں، یہ نور دائمی وابدی ہے۔

قیامت کو بالکل ظاہر ہوگا، میلوں تک اس نور کو کسی تھرمامیٹر سے دیکھا نہیں جا سکتا ہے، اس نور کی علامت ہے کہ آیات واحادیث سے اثر لے، مقدمہ کی کامیابی، حکومت کے شرور کے حفاظت کے واسطے دل کا نور اعمال کی طرف لے جاوے گا، جہاں مصیبت پڑی، رجوع چیز کی طرف ہوا تو علامت نور نہ ہونے کی ہے، اعمال کی طرف گئے تو یہ جانا نور ہونے کی علامت ہے، آفت پڑی ذکر میں لگے، صدقہ خیرات شروع کر دیا، یہ علامت ہے نور ہونے کی اور اگر وزیروں کی خوشامد، ساتھیوں کو رشوت، چودھریوں کی تعریف میں لگ گئے، خود نماز پڑھ کر خدا سے مانگا، دوسروں ہی سے دعا کو کہہ دیا تو پھر یہ علامت نور کے نہ ہونے کی ہے (۲۱)۔

بہت سے بے حیثیت انسان حاجتوں کو نماز سے پورا کر لیے ہیں کہ دل نور سے معمور ہے، بہت سے بڑے بڑے مقرر چیزوں کے پیچھے بھاگتے رہتے ہیں کہ دل نور سے خالی ہے، دل کے نور سے اعمال، اعمال کی کامیابی دکھائی دیتی ہے، اللہ کی طرف سے ہدایت کی مایہ آتی ہے، عملی زندگی اس مایہ سے چلتی ہے کہ عمل اندر سے آتا ہے تو اس کے لئے نور بھی اندر چاہئے، اندر نور نہ ہوا تو عمل اچھے نہ بن سکیں گے، جب ہدایت مل جاوے گی، دل نور سے بھر جاوے، سیاہی وضلالت دل میں باقی نہ رہے تو ہر قسم کے خراب عمل ختم، اچھے عمل شروع۔

کمائی، گھر، معاشرت، اخلاقیات ہر جگہ اعمال کا معیار حاکم ہوگا، دکان، مال سے ہوتا نہیں ہے، ڈزائینوں، کاروں سے ہوتا نہیں ہے، ۲۴ گھنٹے نفس کی بجائے خدا کی بنیاد پر عمل کرتا ہوا چلے، لا الہ الا اللہ چیزوں وملک ومال سے نہیں ہوتا ہے، خدا سے ہوتا ہے، خدا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم والے اعمال پر کرتے ہیں، یہ اعمال تم ۲۴ گھنٹے کی زندگی میں اختیار کرو، انھوں نے ہر ہر شعبہ زندگی کے عمل بتا گئے، کوئی جگہ نہ چھوڑی جہاں خدا والے اعمال نہ ہوں، ایسے ہی ہر ہر جگہ نفس والے اعمال بھی

ہیں، اٹھنے سونے بیٹھنے میں اللہ کے بھی، نفس کے بھی اعمال ہوں گے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنتیں اللہ والے اعمال ہیں، نفس جو طریقے گھڑے وہ بدعات ورسوم ہیں، یہ سلسلہ ۲۴ گھنٹے کے ہر جزء میں ہے، سب خود کو اچھے اعمال پر ڈال لیں، یہ صرف جان لینے سے نہ ہوگا، جاننے سے تو عمل مکمل ہوگا، عمل تو دل کے نور سے ہوگا، علم ہے تو نور نہیں تو عمل نہ ہوگا، نور ہو اور علم نہ ہو تو پوچھ پوچھ کر عمل کرتا جاوے گا، بہت سے جاہل پوچھ کر علماء سے عمل بنا لیتے ہیں، لیکن بہت سے علماء جان کر بھی عمل نہیں کرتے ہیں، کہ دل نور سے خالی ہے، نور کے بغیر کام چلے گا نہیں، نور ہوگا تو اس سے علم بھی مل جاوے گا، عمل صرف نور سے ہوا کرتا ہے، علم سے نہیں، دل میں خدا کا نور آجانا سب سے اہم اور پہلا مسئلہ ہے، اے خدا دل میں وہ نور اتار جس سے اعمال میں کامیابی نظر آوے، ملک، مال میں کامیابی نظر آنی بند ہو جاوے۔

یہ نور کی محنت بغیر محنت ومجاہدہ کے نہیں ملتی ہے، مجاہدہ ہے نفس کا مقابلہ، اب نفس کا مقابلہ کیسے ہو؟ نفس ہے کیا؟ غیر خدا کی طرف میلان کا نام نفس ہے، زمین، آسمان، مکان، دکان کا مادہ انسان میں ہے کہ انسان کا جسم خدا نے براہ اشکال و صورت چیزوں کو بنایا ہے، غذائیں نہیں، اس سے پہلے لکڑی، پتھر، مزدور، حاکم، عورت، مرد، کارخانے، شکر و چاول، سوجی کے کارخانے، برتن، وغیرہ استعمال ہوئے، لاکھوں کروڑوں کے استعمال کے بعد چوہے کے برابر انسان کا جسم بنا، روح نہ پڑے تو یہ جسم اتنا ہی رہے۔

جسم کو بڑھانے کا ارادہ کیا تو روح ایک فرشتے کے ہاتھ بھیجی (۲۲)، فرشتے کائنات کے اجزاء میں سے نہیں ہے بلکہ اس کائنات پر مسلط طاقت فرشتوں کی ہے (۲۳)، روح کے لانے میں لکڑی، سونے کے برتن استعمال نہ ہوئے، غیبی طاقت، غیبی طریقہ سے روح لایا، ڈال کر چلا گیا، جن جن میں سے گزر کر جسم آیا ہے ان سب کی طرف جسم مائل ہے، روح سیدھی ہی آگئی، روح بذات خود عہدوں، حکومت، مال اور زمین کی طرف مائل نہیں ہے، بذات خود روح خدا کی طرف مائل ہے کہ ان کے پاس سے آئی ہے، اگر کسی اور طرف میلان ہے تو فرشتوں کی طرف ہوگا کہ وہ لاتے ہیں۔

زمین آسمان کی مشین سے روح نہیں بڑھتی ہے بلکہ جسم بڑھتا ہے، ہم جنس کے اضافہ سے چیز بڑھا کرتی ہے، مشک میں لکڑی کا برادہ یا چڑیا کی بیٹ ڈالنے سے مشک نہ بڑھے گا، مشک تو پہلی مقدار ہی میں رہا، ایسے ہی انسان کا جسم اپنی جنس و کائنات سے بڑھے گا، کپڑوں غذاؤں حلووں سے مزا، باغوں ومکانوں سے راحت جسم کو ملے گی روح کو نہیں، روح کی جنس سے عمل ہے، عمل روح سے ہوتا ہے، روح سے عمل، عمل سے روح، عمل اگر جسم کے اعتبار سے ہو تو روح سیاہ وبدبو دار ہو جاوے گی، جسم انسان کا گندہ ہے، روح نکل جاوے تو اگلے دن ہی بدبو نکلے، جسم پھٹے، جسم پر جو کچھ ہے وہ روح کے تعلق سے ہے، انسان کے عمل جسم کی نسبت یا نفس پر آجاویں، چیزوں کے اعتبار سے ہوں، عزت، شہرت کے واسطے ہوں تو دل وروح سیاہی واندھیرے، بداعمالیاں، اضمحلال، پراگندگی، انتشار میں بڑھ جاتے ہیں۔

پھر ایسے انسان کو کامیابی صرف چیزوں میں نظر آوے گی، ایک روٹی کے واسطے جھوٹ بولے، ایک لقمہ پر گالی دے، ایک ٹکڑے زمین پر ظلم کرے اور اگر عمل پر قابو پایا جاوے کہ نفس کے بجائے خدا کے اعتبار سے ہو، خدا کے اعتبار سے ہو

نے والا عمل مجاہدہ ہے، اللہ کے پاس سے آنے کی بناء پر روح کے پاس نور اول تھا، اچھے اعمال سے روح کے اندر میں اضافہ ہوتا جاوے گا۔

اب کچھ اعمال نفس کا مقابلہ کرنے کے واسطے دیئے گئے، ان پر جان کھپا کر نفس کا مقابلہ کرلیا گیا تو دل میں نور اترے گا، نفس کے خلاف عمل کرنے کی دولت سے نور بڑھتے بڑھتے جسم کو بھی منور کر دیتا ہے، کالے سفید ہو جاتے ہیں، بدصورت کو جاذبیت مل جاتی ہے، نور اندر چھپا رہے گا، خدا چاہیں تو اس کو دنیا میں ظاہر کر دیں، قیامت کو ہر ایک کا نور باہر ہوگا، ہر ایک اپنی روشنی میں چلے گا، نور کی دعائیں اس وقت زبان پر ہوں گی، اعمال دنیا میں دعوت، زکوٰۃ، روزہ، صدقہ، نماز کے کئے، لیکن اعمال نفس کے اعتبار سے کئے تو قیامت کو نور والوں سے علیحدہ کر دئے جائیں گے۔

نَقْتَبِسْ مِنْ نُوْرِكُمْ (۲۴) رات کے اندھیرے میں بے نور موٹر دوسری موٹر کے نور میں چل سکتی ہے، نفس پر چلنے والے بے نور انسان ایسے ہی مسلمانوں سے کہیں گے، آہستہ آہستہ ہم تمہارے روشنی میں چلیں گے، انھوں نے اعمال یا تو کئے نہیں یا کئے تو سہی لیکن نفس کے تقاضے سامنے تھے، تبلیغ و حج سے مقصد شہرت تھی اور اپنی جراءت و ہمت کا اعتبار تھا، ایسے آدمیوں کے پاس نور ہے نہیں، اخلاص سے خالی ہونے کی وجہ سے یہ کہیں گے ٹھہرو تمہارے نور سے چلیں گے۔

قِيْلَ ارْجِعُوْا وَرَآءَكُمْ فَالْتَمِسُوْا نُوْرًا (۲۵) ہمارے نور میں تم نہیں چل سکتے ہو، درمیان میں دیوار ہوگی، بے نور والوں کی طرف دیوار میں عذاب، بدبو، جوتے مارنے والے فرشتے ہوں گے، نور والوں کی طرف دیوار میں سے خوشبو، راحت، استقبال کرنے والے فرشتے ہوں گے (۲۶)، چلہ میں تعلیم کے حلقہ، ذکر کی مجلس میں تمہارے ساتھ نہ تھے، تم نفس کی تمناؤں و آوازوں میں پھنسے ہوئے تھے، تمہیں شک تھا یقین کامل نہ عامل سے زیادہ اہم نور لینے کا مسئلہ ہے، خدا ہماری محنت کو قبول کر کے نور دیدے۔

جو واقعی زندگی موڑنا چاہے اسے ایک محنت خدا نے دیدی ہے جس سے نور ملتا ہے، یہ محنت ہر شعبہ والے کے لئے ہے، یہ مشق و محنت قابو میں آجاوے تو گھر و کمائی کے تقاضوں کو پورا کرتے ہوئے بھی نور لیا جا سکتا ہے، چھ گھنٹے کمائی کے، چھ سونے کے، دو چار گھنٹے ادھر ادھر کے کاموں کے، باقی آٹھ گھنٹے ہم آج کل بیکار اعمال، غیبت و بہتان و تفریح میں لگا دیتے ہیں، حقہ کی مجلس، دنیا کی باتوں پر جمع ہونا چھوڑ دو، کمائی سے نمٹے تو مسجد کو چلدیئے، مسجد میں جا کر مشق شروع کر دی، کم سے کم روز چھ گھنٹے اس مشق کو مل سکتے ہیں، چھ گھنٹے ہم حقہ کی مجلس میں ایران، طوران کی باتوں، غیبت و شرک میں خراب کر دیتے ہیں، پھر کچھ دو تین گھنٹے کام کیا، پھر حقہ کی مجلس میں آکر لے لی۔

چھ گھنٹے کا وقفہ ان اعمال میں لگ رہا ہے جن سے سیاہی دل میں آوے، ہم سب کو مشق نور لینے کی آجاوے تو اس مشق کے ساتھ گھر و کمائی کو جوڑ سکتے ہیں، ہل چلاتے ہو، گالی نہیں بلکہ ذکر ہے، خالی دکان پر بیٹھے ہیں تو تلاوت میں ہیں، مشق آجاوے تو ہر جگہ مشق چل سکتی ہے، کمائی کے سلوٹوں میں بھی اعمال ہو سکتے ہیں، یہ مشق روزانہ ہوگی، اس سے اللہ کا نور ملے گا، باہر نکل کر گھر اور کمائیوں کو روک کر اس مشق پر قابو پانا ہے، ہر دم مشق میں لگے رہو، چند دن کی محنت کے بعد مشق قابو میں

آوے گی، اس مشق سے نور ملے گا، پھر نور ہر جگہ اچھے اعمال پر لاوے گا۔

لوٹنے سے تعاون عداوت سے محبت پر آؤ گے، باہر نکلنے کے زمانہ میں یہ مشق کرنی ہے، اس مشق کے واسطے مسجد بنی ہے، نفس غیر کی طرف مائل کرتا ہے کہ اس غیر پر یقین ہے، تم ہر غیر سے یقین ہٹالو تو کبھی نفس اس کی طرف مائل نہ کر سکے گا، یقین خدا کا ہو تو نفس کی ہر غلط پکار کا جواب یقین سے مل جاوے گا، ۲۴ گھنٹے کی مشق ہے کلمہ کی بنیاد پر باتیں کرنا اور سننا، کسی اور سے ہوتا نہیں صرف خدا سے ہوتا ہے، بنانا مارنا بننا ترکیبوں نقشوں چیزوں سے نہیں ہے، خدا سے ہے، حفاظت قلعہ و مکان سے اور چیزوں سے نہیں ہے، خدا سے ہے، خدا قادر مطلق ہیں، سب کچھ وہ قدرت سے بناتے ہیں، ہر چیز کے پہلے فرد کو بغیر کسی کے قدرت سے بنایا۔

تبلیغ میں نکلنا اسی دعوت کی مشق ہے، بازاروں میں جا کر تردید کرو، زندگی بھر ہر ایک کی آنکھ نے دل کو بازاروں دکانوں چیزوں سے ہونا پہچانا ہے، اس کا توڑ کرنا ہے اس وجہ سے اس فارغ شدہ وقت میں صرف تردید ہو، کسی غیر کا ایک لحظہ اثبات نہ کرو، چار پانچ اکھٹے ہو کر دوسروں کو سمجھانے کی شکل میں دل کو پہنچانو دل کو سمجھاؤ، اصل ہے خود کو سمجھانا، نفس لومڑی سے زیادہ ترکیبوں والا ہے، نفس جلوت میں ہر ایک کی تردید کرو آ کر خلوت میں اپنی کمائی وزمین کا خیال دلائے گا، یعنی دوسروں کو نقشوں سے نہیں ملتا ہے اپنے نقشے سے ملتا ہے، یہ بات تو پہلے سے ہی ذہن میں ہے کہ اپنے کمائے سے گزران ہوتی ہے، کانپور کے دکان دار کو دہلی والی دکانوں سے نہیں مل رہا ہے، اپنی دکان سے لے رہا ہے، اصل میں نقشوں و کمائیوں کا یقین نکالنا ہے، جب داعی کا یقین اپنے نقشوں سے نہیں ہٹا تو مدعو کا یقین کیسے ہٹے گا، دوسروں کے نقشوں کی تردید کرتے ہوئے اپنے نقشے دکان ملازمت زمین کی تردید دھیان میں ہو۔

اللہ قدرت سے کرتے ہیں، محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے پر ہونے والی نماز پر خدا سے ملتا ہے، کائنات سے استفادہ کی صورت تجارت زراعت ہے، تو خدا سے استفادہ کی صورت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے پر ہونے والی نماز ہے، خصوصی گشتوں میں جا کر مالداروں کے لگنے سے کام کا چلنا نہ دیکھو، اس سے عمل کا معیار قائم نہ ہو سکے گا، مال مالداروں، حکومت حاکموں پر سے یقین ہٹے تو عمل کا معیار قائم ہو سکے گا۔

نقشے نہ دیکھو نگاہ نیچی، قبر میں دب کر مٹی بن جائے، اس وقت کا پھرنا کل کو نور بن جانا سامنے ہو، ہر جگہ اس کلمہ کی بات ہو، مساجد میں سب سے بھی کہو، جماعت والوں کی آپس کی گفتگو میں بھی کلمہ ہو، گھر کے اور بیوی بچوں کی یاد کے تذکرے نہ ہوں کلمہ کے خلاف ظاہری بننے والی بات بھی نہ نکلے، کلمہ کی دعوت سے نفس وشیطان پر آرا چل رہا ہے، وہ کسی نہ کسی طرح اس مشق کو بگاڑنا چاہتے ہیں، یوں بات کرو بیوی بچوں کو خدا کے حوالے کر آئے خدا ہی کرتے ہیں، نماز پڑھ کر خدا سے کہہ دو وہ کریں گے۔

ہم تو گھر نہ جائیں گے، تنہائی میں نفس اور شیطان گھر کی سوچ اور دیں گے کہ پیسے ختم ہو گئے ہوں گے تو گھر والے کیا کریں گے، تم اس وقت دل کو مخاطب کر کے وہی کہو جو دوسروں سے کہو، مراقبہ بھی کرو، تفکر، تدبیر عقل کے الفاظ سے اس

مراقبہ کو قرآن میں بیان کیا گیا ہے، خصوصی، عمومی گشتوں میں سننے سنانے خلوت میں دل کے خطاب سے بھی بات ہو، اے دل سن لے، سیاسی بات نہیں ہے، تو مانے نہ مانے، کوئی کرے نہ کرے، بات یہی ہے، حقیقت کو ہم نے بتایا ہے، خدا ہی کرتے ہیں اعمال محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر، پھر خدا سے دعا ہو، اے خدا یہ حقیقت بولی جارہی ہے یہ کان کے پردوں سے ٹکراتی ہے تو ہی دل میں اتار۔

اب شیطان ونفس آکر کہے گا بہت اچھا کام ہے لوگ تعریفوں کے پل باندھے، خدا بھی راضی، طرح طرح کی دعوتیں، زمین ومال کے مناظر ملیں گے، نفس وشیطان سے کلمہ کو اپنی چیز بنالیا تم بے غرض ہوکر ساری محنت کرو، ہر وقت تجدید نیت و تجدید اخلاص کرو، نفس کا مجاہدہ اس وقت بنتا ہے جبکہ وجہ عمل خدا ہو، وجہ عمل غیر ہو تو نفس کا عین مقتضی ہے، بڑا بننے کے واسطے جیل میں نفس لے جاتا ہے، تکالیف پر لے آتا ہے، نیت کو تھامے رکھنا، نور اس وقت ان اعمال سے ملے گا جبکہ اخلاص ہو، اگر خصوصی، عمومی گشتوں میں تعارف وتعلق پیدا کیا، مختلف جگہوں پر جاکر مختلف کھانے کھائے جبکہ گھر میں ایک قسم کا کھانا کھاتے تھے، اب نور نہ ملے گا، اس کے ساتھ تعلیم ہے، قدرت کو اعمال کو اعمال کے اثرات وفرائض کو جانو، کلمہ ونماز ذکر تلاوت احکام الصلوٰۃ، اجزاء الصلوٰۃ کے فضائل کو جانو انھیں دھیان میں رکھو، مسائل بھی معلوم کرو، اس سے فراغت پر ذکر کرو تلاوت کرو، بزرگوں کے اذکار کا اہتمام ہو، ذکر میں اصل ہے دھیان جمانا خدا کا، تلاوت، تسبیحات الفاظ ذکر میں، خدا کا دھیان جمالینا ذکر کی حقیقت ہے، اس دھیان کی کوشش کرو، اب نماز کو ان سب کے ساتھ ملاؤ، اللہ کے دھیان پر ہو، اللہ والے علم پر ہو، اب کلمہ والے یقین کے ساتھ اٹھو، محمد صلی اللہ علیہ وسلم والی نماز پر خدا سب کچھ کردیں گے، نماز سے خارجی محنت بھی ہے اور داخلی بھی، باہر یقین وعلم دھیان کا بنایا، اندر میں ان سب کو جمایا، نماز کے ہر جزو کو جانتے ہوئے ادا کیا، اس سب میں اخلاص نیت ہو، سارے مسائل کا حل ہونا اس نماز میں یقینی جانو، یہ محنت ہو، اندر میں غرض نہ ہو تو خدا خوش ہوں گے، ۲۴ گھنٹے کلمے کی بنیاد پر بولنا سوچنا دیکھنا اٹھنا بیٹھنا رہا، ایسی محنت کرنے والوں کی دعا قبول ہوگی، ان کی پہلی دعا نور لینے کی ہوگی ،اے خدا اپنی جماعت میں داخل کرلے، بے وقوفوں کی جماعت سے نکال جو غیض غصب والے ہیں کہ انبیاء والی جماعت سے چمکے تھے لیکن اس راستے کو چھوڑ کر مال وملک والے راستے پر آگئے، خدا اپنی جماعت میں داخلے سے بہت خوش ہوتے ہیں، اور اس جماعت والے کی ہر دعا قبول فرماتے ہیں، اس محنت پر خود پڑتے رہو، دوسروں کو ملاتے رہو، اللہ سے مانگتے رہو ،جب محنت بڑھتی گئی اور ذکر اللہ سے اس کی جماعت میں داخلہ کی دعا بڑھتی گئی تو کسی دن خدا نور اپنا تمہارے دل میں اتاریں گے، شمار انبیاء کی جماعت میں ہوگیا پھر سارے مسائل کا حل قران کی دعاؤں سے ہوگا، ستانے والے ہلاک ہوں گے، جیسے نوح علیہ السلام وموسیٰ علیہ السلام کے غدار ہلاک ہوئے عیسیٰ علیہ السلام کی طرح کھانا ملے گا یہ ساری دعائیں خدا کی جماعت والے تھے، علم وقت، نیت ودھیان، یقین کے اعتبار سے خدا کی جماعت میں آگئے تھے، اسلام کی وجہ سے ہمارا تمہارا داخلہ اللہ والی جماعت میں ہے لیکن یہ داخلہ ایسے ہی ہے جیسے ہندوستانی ہونا، لیکن اس سے ہی سارے شعبوں میں داخلہ مل جائے، وزارت، صدارت کی کرسی تیار ہو، ایسا نہ ہو لیکن اتنا مفاد ہوگا کہ ہندوستان میں جہاں چاہے چلے جاؤ، پاکستانی ہوتے تو ہند

میں مخصوص شہروں میں جا کر اپنے آنے جانے کی اطلاع کرنی پڑتی جیسے وزیروں اور ۱۰ نمبریوں کے آگے پیچھے سی آئی ڈی والے اور پولس ہوتی ہے، وزیر اعظم کے ساتھ ہونے کا سبب حفاظت کو بتایا ۱۰ نمبری کے ساتھ ہونے کا سبب کچھ اور کہلایا، اگر ملک کے خاص بننا چاہتے ہو تو پہلے کانگریس میں پھر ممبران میں داخلہ حاصل کرو، پھر وزارت وصدارت ملے گی، ایسے ہی کلمہ پڑھ کر جماعت میں داخلہ تو مل چکا ہے، اس کا کچھ مفاد تو ملے گا، آسمانوں سے کھانے وفرشتے اتریں، ہر جگہ ملے تو یہ خاص جماعت کے لئے ہے، جو شرک مجازی سے بھی پاک ہوں، اس پارٹی میں داخلہ لو، داخلہ ملے گا تو پھر خوب دعائیں قبول ہوں گی، خوب محنت رات دن کی، پھر خدا سے مانگا، اپنی جماعتوں میں داخل کر ہر جماعت سے نکال، نور دل میں دے، نور والا ہی خدا والی جماعت میں داخل ہوسکتا ہے، ۲۴ گھنٹے کی محنت کرو پھر خدا سے مانگو پھر خدا دیں گے۔

خوب محنت کر کے سب مسلمانوں کے لئے مانگو، ان کا رخ اپنی طرف کر، ان کا نور اپنے دل میں اتار، اپنے ہم ملک انسانوں کے لئے بھی وہی چھپی ہوئی دولت مانگو جو اپنے لئے مانگتے ہو، ان کے لئے بخل کیوں کرتے ہو یہ کام مخلوق کو دلوانے کا ہے، اس سے یورپ ایشیاء کی صدارت ملے گی، تم تکالیف کے ساتھ محنت کرو، دعائیں مانگو، نہ معلوم کس قوم و ملک کو ہدایت مل جائے، رمضان تو ہے ہی ہدایت کا مہینہ، اسی میں بدر میں فرشتے اترے (۲۷)، اہل مکہ کا اقوام عرب کا اسلام اسی ماہ میں ہوا (۲۸)، ہدایت کے مہینہ میں ہدایت والا کام اس طرح کہ خدا کو پسند آ گیا، تمہاری گریہ وزاری والی محنت سے آسمان ہل جاوے تو جیسے ترک وطن کی ہوا چل چکی ہے ایسے ہی ترک مذہب کی بھی ہوا چل سکتی ہے، ہم تو اس وقت دو بوٹیوں میں پھنسے ہوئے ہیں رانوں کے بیچ میں ہے، اور جبڑوں کے بیچ میں ہے، ایک سے بیوی بچے کا سلسلہ ہے دوسرے سے کھانے پینے کا ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے جو میرے لئے ان دونوں کا ضامن ہو جاوے میں اس کے لئے وصول جنت کا ضامن بنتا ہوں (۲۹)، صرف ان دو بوٹیوں کی وجہ سے جنت چھوٹ رہی ہے، اس وجہ سے ہی لوگ رمضان سے پہلے گھر کو جا رہے ہیں کہ بیوی کا کیا حال ہوگا، پیسے ختم ہو رہے ہوں گے، ارے ویسے ہی نکل جا، پتے چاب لے، محنت کر کے اللہ سے ہدایت کا دروازہ کھلوانا ہی ہے کوئی طبقہ اڑ جائے، محنت سے خدا کر کے کئے تو کوئی عجب نہیں ہے کہ ہدایت کا دروازہ کھل جاوے، خدا کو قدرت ہے کہ دشمنوں کو دوست، مارنے والے کو جان دینے والا بنا دیں، اب کر چکے ہیں لیکن محنت کرنے کے بعد کی دعا پر، ہر وقت دعائیں کرو، تمہارے مسئلے بھول جاؤ، صرف ہدایت کا مسئلہ ہاتھ میں لے لو، آج کل بدعملی کی رو ہے جس کی وجہ سے اچھے عمل پر جمنا مشکل ہو رہا ہے، ہماری محنت سے اچھے عمل کی رو چلے گی، اپنا کھاؤ ورنہ نفس بچلائے گا، نفس کہے گا رقم تھوڑی ہے گاؤں والے کریں تو اس رقم سے چلہ پورا ہو جائے گا، نیت تو بدل گئی، یقین اس مال پر ہوا جو روٹی کھانے کی وجہ سے بچ گیا کہ اس سے تبلیغ ہوگی، لیکن تم دل ہی دل میں خدا سے خوب مانگو، خدا چاہے تو تمہارے پیسے میں برکت کر دے، بلا واسطہ کھانا دستر پر رکھ دے لانے والا دکھائی نہ دے۔

وقت چلوں کا ہے، کمزور اس سے دبو مت، تم کو خدا سے کھانا ہے، جم کر دعوت دو، اگر دل میں گاؤں والوں سے کھانا ہے، کسی نے آ کر دعوت کھانے کی دی، تم نے ضابطہ پر اسی کو دعوت دیدی، اس نے کہا اچھا مت کھاؤ، تم نے فوراً کہا نہیں

بعد میں نکل جانا، اچھا، ایک ہفتہ بعد نکلو گے، نہیں، ایک ماہ میں، نہیں، سال چھ ماہ میں، ہاں اس وقت ہو سکا فراغت ہوئی تو نکلوں گا، جماعت والو کیا بات ہے، سب نے کہہ دیا ہاں ٹھیک ہے، اس سے تمہیں کبھی مشق نہ ملے گی، نور نہ ملے گا، غیب کے دروازے کھلواتے نہ آئیں گے، تم رحمتوں کے دروازے کھلوانے کا سبب نہ بن سکو گے۔

طے کر لو اپنا کھانا ہے دوسروں کا نہیں، کوئی پیچھے پڑے تو جماعت کا بہانہ پکانے کا لگا دو اور اگر کھانا ہی ہے تو اپنا مال بچانے کے واسطے نہیں، ارے اپنے پیسے اپنے کھانے پر خرچ کرنے سے سات لاکھ ملے گا (۳۰)، موٹا جھوٹا کھالو، عمدہ نہ کھاؤ، ورنہ چلہ پورا نہ ہوگا، اپنا کھاؤ، اپنی بنیاد پر اٹھو، ورنہ نفس قابو میں نہ ہوگا، گاؤں میں گھستے ہی اشراف ہو گیا، دیکھ مجھے معلوم ہے یہاں والے دعوت کریں گے، اشراف ہے دل کا غیروں کی طرف میلان، اب مسجد میں کوئی شخص آیا تو خیال ہوا کہ دعوت کو کہے گا، وہ شخص آکر استنجاء کر کے چلا گیا، اب اس کی برائی شروع کر دی، اگر وہ مسجد میں آ گیا تو اغراض سے، چنانچہ کہا بات کرتے رہے اور انتظار رہا کہ اب دعوت کو کہے گا، ذرا کہیں کھجانے لگا تو خیال ہوا کہ اب پیسے نکال کر دے گا، چلا گیا تو اس کی برائی شروع کر دی، اس طرح محنت کرنے سے ہم اندھے بن جائیں گے، سوال حرام ہے، اشراف مکروہ ہے، مشقوں سے کام ہو، مذمت ہر ایک کی ہو، کلمہ کی وجہ سے ہر ایک سے محبت کرو، لسان وقوم کی وجہ سے تفریق نہ ہو، اس کے ساتھ دعائیں کرو کہ کیا عجب ہے کہ جن کے ہاتھوں سے اسلام مٹا ہے وہی اسلام کو زندہ کرنے والے بن جاویں۔

---

(۱) مجمع الزوائد صفحہ ۹۹ جلد ۴
(۲) بخاری صفحہ ۲۷۸ جلد ۱
(۳) کنز العمال صفحہ ۱۸۴ جلد ۵
(۴) المعارج: ۱۱ تا ۱۵
(۵) کنز العمال صفحہ ۲۳۷ جلد ۳
(۶) کنز العمال صفحہ ۱۹۵ جلد ۳
(۷) احیاء العلوم صفحہ ۱۹۰ جلد ۲
(۸) کنز العمال صفحہ ۶۳۵ جلد ۱۲
(۹) کنز العمال صفحہ ۵۰۴ جلد ۱۵
(۱۰) کنز العمال صفحہ ۵۰۴ جلد ۱۴
(۱۱) کنز العمال صفحہ ۷۶۴ جلد ۱۴
(۱۲) مجمع الزوائد صفحہ ۱۸۴ جلد ۱۰
(۱۳) کنز العمال صفحہ ۶۵۴ جلد ۱۴
(۱۴) رات بھی دن ہی کی طرح ہوگی
(۱۵) کنز العمال صفحہ ۷۳۴ جلد ۱۴
(۱۶) کنز العمال صفحہ ۵۲۳ جلد ۱۴
(۱۷) کنز العمال صفحہ ۵۲۶ جلد ۱۴
(۱۸) سورۃ فاطر: ۱۵
(۱۹) سبل الہدیٰ صفحہ ۲۸۱ جلد ۳
(۲۰) سورۃ النور: ۳۶
(۲۱) تفسیر ابن کثیر صفحہ ۱۷۵ جلد ۲
(۲۲) تفسیر ابن کثیر صفحہ ۲۰۷ جلد ۳
(۲۳) تفسیر ابن کثیر صفحہ ۴۶۷ جلد ۴
(۲۴) سورۃ الحدید: ۱۳
(۲۵) سورۃ الحدید: ۱۳
(۲۶) تفسیر ابن کثیر صفحہ ۳۱۰ جلد ۴
(۲۷) رحمۃ للعالمین صفحہ ۲۰۱ جلد ۲
(۲۸) رحمۃ للعالمین صفحہ ۲۰۲ جلد ۲
(۲۹) کنز العمال صفحہ ۵۵۴ جلد ۳
(۳۰) کنز العمال صفحہ ۲۹۲ جلد ۴

اعمال کے ذریعہ سے خدا سے لیا جاتا ہے

{۲۹ رشعبان ۱۳۸۲ھ مطابق ۲۶ رجنوری ۱۹۶۳ء}

بروز منگل، بعد فجر

اقتباس

خدا نے اپنے ماننے والوں کو اعمال کا راستہ دیا ہے، اس راستے میں پہلے زندگی پر چیزوں کے اعتبار سے زد پڑتی ہے، عمل پر محنت شروع کرنے سے چیزوں پر ہونے والی محنت پر فرق پڑے گا، ابھی تک لوگ تبلیغ کو اس ذہن سے نہیں کر رہے ہیں کہ اس محنت سے ملکوں، تجارتوں، زراعتوں، اغنیاء، فقراء کی ساری ترتیب بدل جائے گی، ان کے ذہن میں یہ ہے کہ اصل پرورش چیزوں کی محنت سے ہے، کیا کچھ تبلیغ میں لگاؤ تا کہ قیامت کو کچھ سہارا جنت کا مل جاوے، کمائی اول نمبر پر ہے اور تبلیغ دوسرے نمبر پر ہے، بس یہ سمجھ رکھا ہے کہ پلنے کا راستہ ایک ہے چیزوں والا، لیکن اعمال سے پرورش ہونے کے لاکھوں دلائل قرآن وحدیث سیرت صحابہؓ واولیاء رحمہم اللہ میں بکھرے ہوئے ہیں، جب اعمال سے پرورش ہوجانے کی محنت کے لئے قدم اٹھایا جائے گا تو ظاہر ہے کہ اعمال واخلاق ومعاشرات وعبادات پرورش دلانے والی بنے گی، تب پرورش شروع ہوگی، جیسے کھیتی اپنی خاص سطح پر جا کر پرورش کا سامان لاتی ہے۔

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم۔

میرے بھائیو اور دوستو!

اب رمضان کا مہینہ آرہا ہے، داخل ہونے کو ہے، یہ مہینہ جس اعتبار سے اپنی عظمت رکھتا ہے، متقی بننے یا اللہ کے نور یا ہدایت کے اعتبار سے یہ بہت قیمتی ہے، سینکڑوں برس، ہزاروں مہینوں کے برابر اس میں اللہ سے لیا جاسکتا ہے، دوزخ کے دروازے بند، جنت سجائی جاتی ہے، حور وغلمان وغیرہ بھی، شیطان بند کر کے فرشتے پھیلا دیئے جاتے ہیں (۱)، اللہ سے لینے کی سہولتیں پیدا کی جاتی ہیں، اللہ تعالیٰ خوش ہو کر صرف اعمال پر دیتے ہیں۔

انسان عمل کی مشین ہے، ۲۴ گھنٹے اس سے اعمال اعضاء کے راستے سے صادر ہوتے ہیں بارش کی طرح، جیسے زمین آسمان میں سے رات دن چیزیں آرہی ہیں، اگر اعمال خدا کو پسند ہو تو ایک ایک عمل پر زمین آسمان سے زیادہ انعامات ملتے ہیں، وہ بہت ہی خوش نصیب ہے جس کا ہر بول بنے گا، ہر قدم ہر سننا قابل معاوضہ ہے، اور وہ انسان جس کے ہر عمل،

ہر بولنے، ہر سننے، ہر چلنے پر چھیننے لگے تو اس جیسا بدنصیب کوئی نہیں ہے۔

اللہ اعمال کی محنت پر جتنا دیتے ہیں، اتنا کسی پر نہیں دیتے ہیں، پوری دنیا کی زمین وجائیداد وسارے مرد وعورت قبضہ میں آجاویں کسی کے تو وہ ذرہ بھر کامیاب نہیں ہے، اس انسان کے مقابلہ میں جو اعمال سے لینے والا ہو، انسان مخلوق سے، خدا سے لیتے ہیں اور خدا کا پسندیدہ راستہ انبیاء والا اعمال کا ہے کہ ان اعمال کے ذریعہ خدا سے لیا جائے، کرنے والے سب کچھ خدا ہیں، خدا سے پرورش حاصل کرنے کے دو راستے ہیں، انسانی راستہ چیزوں کا، خدائی راستہ اعمال کا، پالنے والا ہر دو فریق کا خدا ہی ہے، چیزوں پر محنت پلنے کی کرنے والوں کو خدا ناراض ہو کر پالتے ہیں، اعمال پر محنت کرنے والے کو خوش ہو کر دونوں جہاں میں پالتے ہیں۔

جسے ناراض ہو کر پالا اسے آخرت میں بالکل نہ پالیں گے، اور دنیا میں جب چاہے پلنے کو بگاڑ دیں گے جیسے قارون، فرعون، شداد، نمرود وغیرہ کے قصوں میں ہے، اگر پلنے کے واسطے اعمال پر محنت کرے تو اس دنیا میں جب تک چاہیں بگاڑ دیں، جب چاہیں بدل دیں، جیسے ایوب علیہ السلام، موسیٰ علیہ السلام ابراہیم علیہ السلام محمد صلی اللہ علیہ وسلم وغیرہ، چیزوں واعمال پر محنت کرنے میں یہی ہے کہ جب چاہیں بگاڑ دیں، جب چاہیں زندگی بنا دیں، بس فرق یہ ہے کہ ایک راستہ میں پہلے زندگی بنتی ہے پھر بگڑنا ہے، دوسرے راستہ میں پہلے بگڑتی ہے پھر سدھار ہے اور بعد والی زندگی ابدی ہے، لہٰذا خسارہ والے ہیں کہ پہلے بنی پھر بگڑی، نفع والے ہیں کہ پہلے بگڑی پھر ہمیشہ کو بنی۔

خدا نے اپنے ماننے والوں کو اعمال کا راستہ دیا ہے، اس راستے میں پہلے زندگی پر چیزوں کے اعتبار سے زد پڑتی ہے، عمل پر محنت شروع کرنے سے چیزوں پر ہونے والی محنت پر فرق پڑے گا، ابھی تک لوگ تبلیغ کو اس ذہن سے نہیں کر رہے ہیں کہ اس محنت سے ملکوں، تجارتوں، زراعتوں، اغنیاء، فقراء کی ساری ترتیب بدل جائے گی، ان کے ذہن میں یہ ہے کہ اصل پرورش چیزوں کی محنت سے ہے، کیا کچھ تبلیغ میں لگاؤ تا کہ قیامت کو کچھ سہارا جنت کا مل جاوے، کمائی اول نمبر پر ہے اور تبلیغ دوسرے نمبر پر ہے، بس یہ سمجھ رکھا ہے کہ پلنے کا راستہ ایک ہے چیزوں والا، لیکن اعمال سے پرورش ہونے کے لاکھوں دلائل قرآن وحدیث سیرت صحابہؓ واولیاء رحمہم اللہ میں بکھرے ہوئے ہیں، جب اعمال سے پرورش ہو جانے کی محنت کے لئے قدم اٹھایا جائے گا تو ظاہر ہے کہ اعمال واخلاق ومعاشرات وعبادات پرورش دلانے والی بنے گی، تب پرورش شروع ہوگی، جیسے کھیتی اپنی خاص سطح پر جا کر پرورش کا سامان لاتی ہے۔

چونکہ اعمال کے راستے سے پرورش کو ذہن میں رکھیں تو ان کو سطح پر لانے کی کوشش بھی کریں جس سطح سے پرورش کا دروازہ کھلتا ہے، جب اعمال کی محنت بڑھے گی تو چیزوں کی محنت کم ہوگی تو اس راستے کی پرورش کم ہونے لگے گی، اگر جمے رہے تو پھر اعمال کے راستے سے پرورش کا دروازہ کھلے گا، آج کل ترتیب چیزوں سے پرورش کی ہے، اس ترتیب میں کفار اوپر ہوتے ہیں، مسلمان نیچے، کافر پھلتے پھولتے ہیں مسلمان کٹتے رہتے ہیں، اعمال کے راستے سے پرورش کی ترتیب میں مسلمان اوپر ہوں گے کافر نیچے، آج اعمال موجود ہیں، لیکن ان پر مسائل کے حل کا موقوف ہونا، ان پر حالات کا بدلنا، ان

سے پرورش ہونا ذہن میں نہیں ہے، اس وجہ سے کوئی عمل کو سیکھنے کی کوشش نہیں کی جاتی ہے۔

ہندوستان سے باہر جانے والا انسان پاسپورٹ بار بار دکھائے گا کہ اس میں کوئی کوتاہی تو نہیں ہے، تمام مراحل طے کریں گے، لیکن نماز کے مراحل کی مسائل کی مستحبات کی اعضاء کی پابندی کی محنتیں نہیں کرتے ہیں کہ اعمال کے راستے میں پرورش کو نہیں سمجھتے ہیں اور چیزوں کے راستے میں پرورش کے عادی بن چکے ہیں، اعمال کے راستہ پر محنت کرنے والے کو شروع میں گھٹی آئے گی کہ چیزوں والے راستے سے ملنے کا دروازہ بند ہو گیا، اعمال کا راستہ کھلا نہیں، خدا کے پاس خزانے بھی بہت ہیں، بس یہ اس کی آزمائش ہے، چوہے کو چوہے دان سے باہر نکالا، وہ باہر جا کر چوہے دان کے کھانے پینے کے پیچھے ہی لگ گیا تو اس کا یقین چوہے دان پر ہے، باہر نہیں، اگر یہ سوچا کہ باہر اس چوہے دان سے زیادہ کھانا پینا ہے، اور اس کی طرف چلو تو پھر یہ نفع ہی نفع میں رہے گا۔

ایسے ہی اعمال پر محنت کرنے والوں کا خدا امتحان انھیں دینے کے واسطے لیتے ہیں کہ اس کا یقین کس پر ہے، چیزوں کا راستہ بند کر دیا، اعمال کا کھلا نہیں، اگر اعمال کا راستہ دل و دماغ پر چھایا ہوا ہوگا تو چند دن کی تکلیف کے بعد اعمال کا راستہ کھل جائے گا تو سات پشتوں تک چلے گا، آخرت میں یہ پشتیں اس کے ساتھ جنت میں داخل ہوں گی، کاروبار کے الجھاؤ، کھیتی کے قرض کی وجہ سے پیسوں کے راستہ کو برے طور سے شروع کر دینے والا گویا کہ اعمال کے راستہ سے پلنے کا یقین نہیں رکھتا ہے، حالانکہ اعمال کی محنت شروع کرنے پر چیزوں پر ترد کرنا صحیح صادق ہے، اس کی یہ سوچ اعمال سے پرورش کا ہونا ہے، پھر یہ انسان سب سے بے پرواہ ہوگا۔

سرمایہ دار ملک دار زمیندار سب اس کے سامنے جھکیں گے، پھر یہ انسان جہاں ہوگا ذکر دعا نماز سیکھنے سکھانے کے اعمال کرے گا اور خدا سے مانگ لے گا، اسے ضروری نہیں کسی وزیر وامیر کی، ہر جگہ صرف اعمال کر کے پل جاوے گا، پیسے کی بھی ضرورت نہیں ہے، یہ راستہ مجاہدہ سے چلتا ہے، مجاہدہ ہے نفس کے خلاف اللہ والا عمل کرنا، پہلا قدم تو یہ ہے کہ نفس چیزوں کی طرف کھینچتا ہے اگر نفس کی بات مان کر تجارت، زراعت، ملازمت پر پڑ جاوے تو آگے کی بات ہی کیا۔

اور اگر اعمال میں پرورش کے واسطے لگے تو پھر نفس ان میں اپنا حصہ ڈال لیتا ہے، نفس ہے اللہ کے غیر کی طرف مائل ہونا، جن اعمال دعوت، نصرت، ہجرت، مجاہدہ، نقل وحرکت پر خدا پالیں گے، ہزاروں کیلئے راستے کھولیں گے ان اعمال کی محنت میں پہلے درجہ میں نفس اس راستے کی طرف یکسو ہونے نہ دے گا، چیزوں وکاروبار وکمائی کی طرف بھی نگاہ ہے اور یہ اعمال بھی ہیں عمل کو چیزوں کی کمی کی وجہ سے چھوڑ دیا، اگر رخ اعمال ہی میں لگے رہنے کا ہو تو پھر نفس اغراض لاکر نیت کو بگاڑ دیتا ہے، اپنی حفاظت کسٹوڈین سے واپس لے لینے، امتحان اور مقدمہ میں کامیابی کے لئے ان اعمال کو کرتا ہے، پھر اس راستے سے دیر ہوئی بھی تو لوگوں سے کہنے لگ گئے۔

اعمال عدل وانصاف رحم وکرم حق اخلاق اعمال عبادات پر پلنا براہ راست خالق سے ہوگا نہ کہ مخلوق سے، یہ دروازہ کھلا تو ہزاروں اس سے پل سکیں گے خدا چیزوں والوں سے ہی اعمال والوں کو پال دیں ایسا نہیں ہے، زکوٰۃ دینے والے

سے علم وذکر والوں اعمال والوں کو پالنا صدقہ نہیں ہے، بلکہ میں خدا سے لینے کے لئے کر رہا ہوں، ایسوں کی دعاؤں پر پورے ملک کے نقشے کی ترتیب حاضر بدل جائے گی، فقیر مالدار اور مالدار کل کو فقیر نظر آئیں گے، غیب سے ان کے لئے پرورش کی شکلیں قائم کریں، ان کی پرورش کا تعلق اللہ کی قدرت سے ہوگا، براہ راست اپنے خزانوں سے غنی بلندی کامیابی کا دروازہ کھولیں گے، پھر ان کے سامنے بڑی بڑی حکومتیں کنگال، امراء بے حیثیت، سرمایہ دار بھکاری، ذلیل ہوں گے، سب ان کے سامنے جھک کر آئیں گے جیسے حکام مالداروں کے ہاں جاتے ہیں۔

بلکہ دعاوالے کے پاس بڑے بڑے حاکم و مالدار دعا لینے آئیں گے، کاروبار الجھ رہا ہے، دعا سے یہ ٹھیک ہوسکتا ہے، دعاوالوں کی نقل ہے، اگر دعاوالا دعا کر کے آنے والوں سے یہ کہہ دے کہ میرا خیال رکھو، میری زیارت کی فکر کرو، مجھے روٹی دے دو، تو یہ نقال بن گئی، اصلیت نہیں ہے، 'میری دعا سے تیرا کام تیرے نقشے سے میرا کام'۔

''من ترا حاجی بگویم تو مرا حاضی بگو''

اصلیت یہ ہے کہ اگر دعا کا اعمال کا راستہ مل جائے تو دوسرے آکر جھکیں گے، لیکن دعاوالے کبھی ان آنے والوں سے اپنی حاجتیں ہرگز نہ کہیں گے، ایسا کرنا تو تجارت ہوگئی تبادلہ ہوگیا، اس نے آپ کو دیا تم نے اسے دیا، ایک نے نفع پہنچا یا دعا سے دوسرے نے نفع پہنچایا اپنے نقشے سے، اعمال سے ملنے کا مفہوم والا غلط ہے، اگر قدرت پر یقین کر کے خدا کے خزانوں سے لینے کا یقین ہو، اس پر اڑ جائیں اور سارے حکام و مالداروں کی طرف پشت کرلیں تو جہاں کل کو ان کی ذاتی حاجتیں پوری ہوں گی وہاں ان کی دعا سے آج کی ترتیب حاضر بدل جائے گی پوری دنیا میں پلٹی ہوگی۔

بس اعمال کے راستے پر خود کو ڈالنے والے یکسو ہو کر اسی راہ پر ڈال دیں، اس سے انکار نہیں ہے مصائب جانی و مالی آئیں گے، اعمال کو اختیار کرو، جلد عمل نماز ہے، نفس جدھر کو مائل کرے اس سے خود کو روکو، شکلوں کی طرف مائل مت ہو نماز پڑھ پڑھ کر خدا سے کہو تو اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ (۲) کڑوے کڑوے گھونٹ پینے پر خدا کی معیت حاصل ہوگی پھر اللہ کی توفیق سے ہی سب کچھ ملے گا اس سے تقویٰ ملے گا۔

اللہ ساتھ ہوئے تو تقویٰ کا دروازہ کھلے گا، تقویٰ پر آئے تو اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الَّذِیْنَ اتَّقُوْا (۳) پہلے صبر کی بقدر ساتھ ہو سے تو تقویٰ دیا، پھر تقویٰ کی بقدر ساتھ ہوئے، پھر وَمَنْ یَّتَّقِ اللّٰہَ یَجْعَلْ لَّہٗ مَخْرَجاً (۴) اچھے اچھے پہلوان، عقل کے پتلے اور بہادر تمہاری طرف بھاگ کر آئیں گے، تمہاری مجلس میں آنے والے بڑے بڑے مالداروں، حکام سے اپنا کام بنتا نہ دیکھیں گے، بلکہ آنے والے سوچیں گے کہ اس کی دعا توجہ سے ہی سارا کام چل سکتا ہے، یہ عزت حقیقی ہے، جو اعمال کے راستے سے ملتے ہیں، ایسے آنے والوں کی خوشامد صرف اخلاق نبوی کی وجہ سے ہوگی، اگر ان سے ہونے کو جانتے ہوئے خوشامد کی تو پھر کتے کی چاپلوسی شمار ہوگی۔

اس سے انسان نبی نہیں بنتا ہے، انبیاء کے ساتھیوں، صدیقین، شہداء اور صالحین میں سے بنتا ہے، جیسے انسان اجتماعی یا شخصی بنیں گے تو حالات میں تبدیلی ایسی ہی ہوگی، ظاہری نظام کا قدم پر جھکنا صرف تقویٰ پر ہے، یوسف علیہ السلام کو مصر ملا

صرف تقویٰ پر، یوسف علیہ السلام گئے تقویٰ گیا تو فرعون سے تکالیف اٹھانی پڑیں، محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے یوسف علیہ السلام والا تقویٰ صحابہؓ کی جماعت میں زندہ کیا، یوسف علیہ السلام کا تقویٰ انفرادی تھا۔

صحابہؓ بعد میں مصر و شام گئے وہاں حسن عام ہے، حکومت کی عورتیں خوبصورت ہوا کرتی ہیں کہ تقرب حاصل کرنے کے واسطے خوبصورت عورتیں اصل حکومت کو دی جایا کرتی ہیں اب مصر و شام اردن کا نچوڑ صحابہ کرامؓ کے پاس باندی بن کر آیا تو تاریخ میں کسی ایک باندی کے حاصل کرنے پر آپس کی لڑائی نہ پاؤ گے، البتہ ایک قصہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سفر میں فرمایا کہ ادھر سے بصرہ کی شہزادی آرہی ہے ادھر سے خالد سلمہ نامی صحابی نے اس لڑکی کو مانگ لیا، چنانچہ ایسے ہی ہوا، ادھر سے خالد کا لشکر ادھر سے شہزادی شکار سے واپس آرہی تھی تو اس شہزادی کے اونٹ سے لپٹ گئے اس عورت کی وجہ سے نہیں، بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزہ وغیرہ کے طور پر،، یہ صحابیؓ ناواقف تھے، اس شہزادی کے گھر والوں نے کہا کہ ہم کچھ پیسے دے دیتے ہیں، شہزادی نے کہا نہیں، میں خود ہی بات کرتی ہوں کہ اس نے مجھے جوانی کے زمانے میں دیکھا تھا، اب تو میں بوڑھی ہو چکی ہوں، چنانچہ آکر کہا تم میرا کیا کرو گے میں بوڑھی ہو چکی ہوں، مجھ سے پیسے لے لو، اس سے جوان باندی خرید لینا کہنے لگے میں دس سو سے کم نہ لونگا، وہ کہنے لگی زیادہ ہے، نہیں اتنے ہی لونگا، چنانچہ اس نے دس سو ہی میں آزادی لے لی، کسی نے کہا تم زیادہ مانگتے تو وہ بھی مل جاتا صحابیؓ نے جواب دیا، مجھے تو دس سو سے آگے کا ہندسہ معلوم نہیں ہے (۵)، یہ صحابہؓ کا تقویٰ ہی تو ہے، ابوعبیدہؓ کے سامنے باندیاں آئیں اول تو انھیں عورتوں کے حسن کا خیال ہی نہ ہوتا تھا، غضب کے حسن والی عورتیں دیکھیں، ابوعبیدہؓ کی نظر ایسی پر پڑی اللہ اکبر، پھر دوسری بار نہ دیکھا، صحابہ کرامؓ تو بہت اونچے لوگ ہیں صحابہؓ کے خدام اولیاء کے قصے عجیب ہیں۔

دو آدمی آرہے ہیں جنگل میں پہاڑ کے پیچھے ٹھہرے ایک ساتھی جنگل میں کسی کام کو گئے دیر لگ گئی دوسرے خیمہ ڈال کر ٹھہر گئے تو خیمہ پر آباد قبیلہ کے سردار کی انتہائی خوبصورت لڑکی اس ٹھہرے ہوئے کے حسن کو دیکھ کر نیچے اتری اور انھیں اپنی طرف مائل کرنے لگی کہ جلدی سے صحبت ہو جاوے تو کوئی آنہ جاوے، وہ مختلف طرح سے داؤ چلاتی رہی کہ تم نے میرا دل لے لیا کام کر لو گلے میں ہاتھ ڈالوانھوں نے رونا شروع کر دیا، جب تک آہستہ آہستہ روتے رہے تو وہ داؤ چلاتی رہی، لیکن جب زور زور سے رونے لگے تو وہ چھوڑ کر چل دی کہ کہیں لوگ دیکھ نہ لیں اور پھر زندگی بھر کو بدنامی ہوگی (۶)۔

ان کا رونا اس وجہ سے تھا کہ میں ایسا کمزور کہ شیطان کو میرے ورغلانے کا خیال آگیا دوسرے ساتھی واپس ہوئے تو ان کا رونا دیکھ کر پوچھا، کیا گھر والے یاد آرہے ہیں، سفر بھر میں یاد نہیں آئے آج کیسے آگئے سچ بتاؤ، سب کچھ بتایا تو وہ رونے لگ گئے کہ تم پکے تھے بچ گئے میں ہوتا تو پھسل جاتا، جونہی ایک شخص نے آکر کہا کہ میں یوسف علیہ السلام ہوں تمہاری زیارت کو آیا ہوں مجھے 'ھمَ' تو ہو گیا تھا تمہیں 'ھمَ' بھی نہ ہوا (۷)، اس قسم کے تقوے والے صحابہؓ کے غلام ہیں، ایسے ہزاروں ایک صحابیؓ سے پیچھے ہیں، تقویٰ ہے اعمال و یقین و نیت کا درست ہو جانا، زندگی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ پر، اس تقویٰ کا عمومی وجود ہوا تو امریکہ و روس سارے ہی عالم میں نظام دوسرا ہوگا، اگر خصوصی وجود ہوا تو نظام نہ بدلیں گے، لیکن

نظام والے ان کے سامنے جھکیں گے، تقوی اس ذہن پر آتا ہے کہ اعمال سے خود کو پالا جائے، غیب سے قدرت کا ظہور ہو، اس میں سب سے پہلی چیز دل کی روشنی ہے، چیزوں کے راستے میں سب سے پہلے مال ہے۔

دل کی روشنی سے تقوے والی زندگی بن سکتی ہے ورنہ نہیں، جس نور سے تقوی حاصل ہوگا اس نور کے حاصل کرنے کے لئے محنت ومجاہدہ ہے، مجاہدے کے واسطے چند اعمال ہیں، کلمہ کی دعوت، علم کے حلقہ، علم پورا نہیں ہے بلکہ جن صفات، ذات محمد صلی اللہ علیہ وسلم، مغیبات، جنت، پلصراط، ملائکہ، کی دعوت دیتے ہو ان کا علم حاصل کرو، کلمہ کی دعوت میں غیروں کی مطلق تردید ہو، ان سے ہوتا نہیں ہے، خدا ان کے بغیر کرتا ہے، اپنی قدرت سے جو چاہے کردے، قدرت سے لے لے، چھینے، بیمار کرے، تندرست کرے، مطمئن کرے، خوف زدہ کرے، کرنے کے لئے انھیں کسی کی ضرورت نہیں ہے، ایمانیات و مغیبات کے تذکرے ہوں، علم کے حلقوں میں فضائل ومسائل چلیں، جتنے اعمال دئے گئے دل میں نور لانے کے واسطے، ان کے ہی مسائل وفضائل جانو، اللہ کا ذکر اور نمازیں، خدا کی قدرت سے استفادہ کی صورت نماز ہے۔

نماز سے پہلے دعوت علم ذکر کی محنتیں ہیں، اخلاص ہر ہر محنت میں ضروری ہے، دعوت والی محنت یہ ہے کہ خلوت، جلوت، دکانداری، مکانوں، وکیلوں، ورکروں، حاکموں میں جا کر ان کے نقشے کی تردید کرو، گھروں سے لینا نہیں، یہ سب کچھ کہو، اپنے دل کا یقین بدلنے کے واسطے، دوسرے کا یقین اس وقت نکلے گا جب وہ اس کے لئے محنت کرے گا، مجمع میں ساتھیوں میں یہی بات ہو، خدا سے ہوتا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم والی نماز سے حفاظت ملے گی، نماز سے ملک کا نقشہ، ملکوں کی ترتیب بدلے گی، نماز سے خاک سے عرش تک جاؤ گے، بس تمہیں نماز سے یہ سب کچھ ہوتا دکھائی دے، اس قسم کی بات دکھانے والا نور محنت سے ملے گا، پہلے یقین بنا قدرت پر، اس عالم میں خلقت تدریجی ہے۔

ہزاروں سال میں آنے والے انسانوں کو ایک گھڑی میں کھڑا کردیں گے (۸)، پہلے ساری مخلوق کو ایکدم توڑا، قیام ساعت سے (۹)، پھر دوبارہ اپنی قدرت سے سارے انسان جانور بنا ڈالیں گے (۱۰)، جو اس بیس ہزار سال میں اس دنیا میں آئے تھے، اصل میں سب کچھ اللہ کی قدرت سے چل رہا ہے، یہ یقین دل میں بیٹھے، اس کی محنت کرنی ہے، ہر جگہ جا کر اپنا یقین موڑنے کو یہ سب سے کہنا، ایسا نہ ہو کہ بازاروں، مکانوں مجمع میں خوب تردید کی اور ساتھیوں میں بیٹھے تو کہنے لگے اب کھانے کا کیا ہوگا، پیسے ہیں فکر نہ کرو، میں کما کر بہت سے لایا ہوں۔

آج گشت میں آنے والے انسان سے اسلام بہت چلے گا کہ مالدار ہیں، ان کے علاقے میں ہم محنت کریں گے یہ ہمیں کھلادیں گے، اس سے یقین نہ بنے گا، ایسا بول مت بولو کہ یقین غیروں کی طرف جائے، ارے دنیا میں امتحان ہے، کرنے والا غائب ہے، جن سے ہوتا نہیں ہے وہ سامنے کھڑے کردیئے ہیں، جب خدا سامنے آئیں گے تو سارے ہی مان لیں گے چاہے دنیا میں انھوں نے خدا کا انکار کردیا (۱۱)۔

دیکھ کر روس امریکہ ہندوستان کے غیر بھی یقین کرلیں گے، لیکن یہ کمال نہیں ہے، کمال ہے سنتے ہی مان لینا، دیکھ کر ماننا اپنی آنکھ کے دیکھنے کو ماننا ہے، ۲۴ گھنٹے اس طرح وقت گزاریئے، ہر سانس میں لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ہو خدا

سے ہوتا ہے، غیروں سے نہیں، مسجد والی نماز پر خدا عطا فرمائیں گے، جیسے تجارت، زراعت سے ملتا ہوا دکھائی دے رہا ہے، ایسے ہی خدا سے نماز کے ذریعے ملتا ہوا دکھائی دینے لگے تو خدا دے بھی دیں گے۔

دعوت کے بعد تعلیم کی مشق ہے، نماز پر جو کچھ بتایا گیا ہے اسے مان لو، محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اس نماز پر کیا کیا ہونا بتایا ہے، نفس بہکاتا ہے، فرض یا نفل نماز پڑھو، نماز کے فلاں فلاں جز پر جو بتایا ہے انھیں معلوم کرو، مسائل بھی سارے جان، اللہ کا دھیان جمانے کی مشق کے واسطے کر، مخلوق کا دھیان اسے دیکھنے سے بنتا ہے، عمدہ کھانا، خوبصورت عورت کو دیکھنے سے دھیان ان کا آتا ہے، اب وہاں سے چلے تو ان کے تذکرے سے یہ دھیان میں آجائیں گے، مشاہدے سے بننے والا دھیان غفلت ہے، جو غیر خدا کا ہوگا، دیکھتے وقت اگر ان کا ہی دھیان تھا تو نماز میں ان سب کا دھیان رہے گا، اپنی بیگم صاحبہ کو ننگی نہاتے دیکھا تھا تو اب نماز پڑھ رہے ہیں زبان پر الحمد اللہ اور دھیان میں ننگی بیگم صاحبہ، دھیان کی مشق کر، تسبیح لے کر گھنٹوں بیٹھ، اللہ تیرے ساتھ ہیں دیکھ رہے ہیں، دھیان جما کر تسبیح پڑھ، ساری ہمتیں صرف خدا کے راضی کرنے کو ہوں، اسے ہی دنیا میں پھیلا دوسروں کو سمجھا کہ تیرے دل میں بیٹھے، اس سب سے نفس پر قابو پا، یہ سب مجاہدہ اس وقت بنے گا جب خدا کے واسطے ہو، جز کی ذرا سی نیت آگئی نام ونمود کی، ملک ومال کی، شہرت کی عزت کی تو ساری محنت نفس کی چیز بن جائے گی مجاہدہ نہ رہے گا، اب نماز پڑھ کہ کلمہ کا یقین فضائل ومسائل کا جاننا، اللہ کا دھیان جمانا ساتھ ہو، یہ محنت خدا کو پسند آئے گی، نماز کو ایسا بنانا ہمیں وہ نور لائے گا جس سے ہمیں وہ سب کچھ نماز میں نظر آئے گا جسے لوگ تجارت، زراعت، ملازمت، حکومت میں دیکھتے ہیں، دوسروں سے کہنا اپنے سننے اور دل میں بیٹھنے کے واسطے ہے، دوسروں کو سنانا اصل نہیں ہے بس ہمارا اپنا یقین بنانا ہے، مسجدوں وگھروں میں جا کر سارے ہی نقشوں کا یقین نکالنے کے لئے دعوت ہو، مختلف شکلوں سے محنت ہوگی، اس سے چیزیں دل میں اتریں گی، تمہیں یقین ہو کہ خدا سے ہوتا ہے، زمین وآسمان سے نہیں ہوتا، یقین والی نماز پر خدا کرتے ہیں، نماز کے ہر جزو کے اشارے کو مستحضر کرو، زبان سے اللہ اکبر کہنا اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ (۱۲) اجمال ہے، رفع یدین غیروں سے بالکل بری ہوجانے کی طرف اشارہ ہے، پہلا سجدہ زمین میں ہونا، پہلا قعدہ اس دنیا کی زندگی، دوسرا سجدہ مرکر زمین میں جانا، دوسرے سجدے سے اٹھنا حشر کو اٹھنا ہے، کا یقین انھیں آگیا، علماء اور محققین ایسے اشارے خوب بتاتے ہیں، دعوت، ذکر، علم کی باہر کی محنتوں سے جو کچھ ملا ہے اس سب کو نماز کے ساتھ جوڑ دو، اس محنت سے تو ملتا ہے، آدمی کتنا ہی اچھا بن جائے تو اس کی محنت اس کے ذمے سے ہٹے گی نہیں، چاہے کروڑ روپیہ مل جائے دکان بند نہ کی جائے گی، ایسے ہی کیسا ہی متقی سے متقی بن جائے یہ محنت، دعوت، تعلیم، ذکر، نماز کے ساتھ ساتھ چلتی رہے گی، اب یہ محنت کرنے کے بعد یہ انسان خدا کا پسندیدہ ہے اس کی دعا قبول ہوگی۔

اب دعا مانگو خدا سے، نور کو جیسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مانگا، یہ نور حقیقی دائمی وابدی ہے، قیامت کو بھی نور ساتھ چلے گا، اس سے چہرے روشن ہوں گے (۱۳)، اگر یہ نور نہ ہوا تو عمل نقلی حقوق، نام ونمود، شہرت کے واسطے تھا اور غفلت وجہالت بھی تھی تو ان سب کی سیاہیاں آج دل میں ہوں گی لیکن کل کو سیاہیاں چہرے پر ہوں گی (۱۴)، چاہے کتنے ہی اعمال، دعوت،

تعلیم، ذکر نماز کر لے، نام کے واسطے عمل کیا یا بزرگی کے واسطے تو نیت کی خرابی کی عظمت دل میں آئے گی، اس محنت کو کر کے خدا سے مانگنا ہے اے خدا تو ہی دے تو ملے گا، اس محنت کو خود کرو دوسروں کو سمجھا سمجھا کر لگا دو، اس طرح کی محنت کی کہ خدا کو پسند آئی، خدا کے سوا کوئی غرض نہ ہو، نفس تو دوسروں کو غرض بنا کر لائے گا۔

۲۴ گھنٹے صرف ان چار باتوں میں رہنا ہو، تشکیل، بیان، مراقبہ، مجمعوں میں بیان کرنا، ایسے ہی تنہائی میں سوچنا ہو، تعلیم میں کتابوں کا سننا سنانا، سیکھنا سکھانا، کرنا ہے، نماز و دعا، ذکر و تسبیحات، قضا، فرض، سنت، نفل ہو، اس میں اخلاص ہو، اس کے واسطے دوسروں کو نکالا، نیت کو خوب ٹٹولو، دوسروں کو نکالنے پر نماز، ذکر، تعلیم پر پوری محنت ہو، اس محنت کو پھیلانے کی محنت خوب کی، اللہ کا نور لینے سے خود بھی محنت کی تو اب تمہاری دعا سے انوارات کے دروازے کھلیں گے جس سے تمہیں خوب ملے گا، پھر تمہارے دلوں سے ان کے دلوں تک پہنچے گا جن میں مشقت کی، پھر عام انسان تو کیا غیر مسلموں کو بھی نور ملے گا، رمضان کا مہینہ ہی نور کا ہے، یہ خدا کے خزانوں سے نور لاتا ہے، یہ محنت نور حاصل کرے گی، اگر اس پر خوب محنت کی گئی تو کیا عجب ہے کہ نور کا دروازہ سب کے لئے کھل جائے، پورے ملک کے ہر ہر فرد اعلیٰ و ادنیٰ اس محنت پر پڑے تو تب اسلام کی مجموعی زندگی زندہ ہو سکے گی، خوب محنت کر کے رات کو سب کے لئے خصوصاً ملک والوں کے لئے دعا مانگی تو نور حقیقی کا سورج طلوع ہوگا، ہر جگہ اس کی روشنی پہنچے گی، جیسے ظاہری سورج کی روشنی ہر جگہ خود بخود پہنچتی ہے، غیر مسلموں تک کے قلوب متاثر ہوں گے، پارلیمنٹوں اور مندروں سے لوگ اٹھ اٹھ کر مسجدوں کو آئیں گے، اپنا خرچ کرو، اپنا ہی کھاؤ، دوسروں کا کھانے سے نیت کا بگاڑ جلد ہو سکتا ہے، غیر اور خدا دونوں نیت میں ہوں تو وہ عمل صرف غیر کا بن جاتا ہے، احتیاط اسی میں ہے کہ صرف اپنا کھاؤ، دوسرا پیچھے پڑے تو سوچو کہ بچنے کی امید ہے تو مت قبول کرو، اگر دوسرے کی دلجوئی کے واسطے ہے تو قبول کر لو اس قبول کرنے سے نور ملے گا۔

موضوع اصل ہے اپنا کھانا یا فاقہ کر لینا، آدمی جب کام میں لگتا ہے تو شیطان اسے بڑائی کی طرف لے جاتا ہے، ہم نمازی و مبلغ، دوسرے تارک صلوٰۃ اور تارک تبلیغ، عجب خود کو اچھا سمجھنا، کبر خود کو بڑا سمجھنا، عجب و کبر کا علاج یہ ہے کہ بڑوں کے پاس نہ جاؤ، بقدر ضرورت جانا ہو، غریبوں کے محلوں میں کام کرو، جان سے خدمت کرو، چھوٹے چھوٹے کام کرو، پاخانہ صاف کرو، بالٹی بھر لاؤ، تواضع سے کبر و عجب کا خاتمہ ہوگا، دو چار تقریریں کر دیں دو چار پیسے دیدیئے، دو چار خیر کے جواب دیدیئے، اب ان سے کام کرنے لگ گئے تو یہ کبر آنے کی صورت ہے، جان سے خدمت کرنا کبر جانے کی صورت ہے، سب کے لئے ہی دعا مانگو، اپنے مسلمانوں کے لئے، انسانوں کے لئے سب کو رذائل سے نکال، جنھوں نے سمجھایا اور لگایا ہے انھیں کبر و عجب سے نکال، خدا نے ہمیں تمہیں بنایا تو اسلام چمکے گا، ہمیں تمہیں نہ بنایا نفس و شیطان پیچھے لگ گئے تو اس کام کے علاوہ اور کوئی کام اسلام کے چمکنے کا نہیں ہو رہا ہے، یہ کام غیروں میں اسلام لے جانے والا ہے، بس محنت اس طرح کرو کہ تم خود بن جاؤ۔

یہ مہینہ نور کی بارش ہدایت کے ملنے کا ہے، تم محنت نور و ہدایت لینے کی ہی کرو، سب سے پہلے دعا اس نور و ہدایت کی

مانگو، اپنی حاجتوں کا پورا ہونا گھٹیا چیز ہے، ایمان و ہدایت کی ہوا چلنا، اللہ کی طرف عمومی رجوع ہونا بڑی چیزیں ہے، انھیں مانگو کہ انھیں کی وجوہ سے اجتماعی زندگیاں صدیوں کو اچھے ایمان کامل کی وجہ سے بن جائے گی، ذاتی حاجتوں کے واسطے دعا والا نہیں بننا ہے، حوائج کا پورا ہونا نیت نہ ہو، ایک طرف محنت کر کے نماز کو بڑا بناؤ اور دوسری طرف دلوں میں نور کے آنے کی دعا مانگو، اب جنتوں کو چاہیں ہدایت دے دیں، اللہ کے کلمہ کی طرف پکارنا، اللہ کے ذکر کی محنت ہو تو کیا عجب ہے کہ شب قدر کی مقبول گھڑیوں میں دعا آجائے اور حالات بدل جائیں، خوب گشت، تعلیمات، تسبیحات ہوں، گڑگڑا کر دعائیں ہوں، سب سے زیادہ دعائیں ہدایت کی اور انسانوں کے دلوں میں اللہ کا نور مانگنے کی ہوں، تمام انسانوں، تمام مسلمانوں، تمام متعلقین اور اپنے لئے دعائیں کرو، اس سے اپنے لئے چار مرتبہ، متعلقین کے لئے تین مرتبہ، مسلمانوں کے لئے دو مرتبہ، انسانوں کے لئے ایک مرتبہ دعا ہو جائے گی، اب دعا مانگو۔

---

(۱) صحیح ابن حبان صفحہ ۲۲۲ جلد ۸

(۲) سورۃ البقرہ: ۱۵۳

(۳) سورۃ النحل: ۱۲۸

(۴) سورۃ الطلاق: ۲

(۶) احیاء العلوم صفحہ ۱۰۰ جلد ۳

(۷) حوالۂ سابق

(۸) سورۃ الزمر: ۶۸

(۹) سورۃ الزمر: ۶۸

(۱۰) سورۃ الکہف: ۹۹

(۱۱) سورۃ السجدہ: ۱۲

(۱۲) سورۃ الانعام: ۷۹

(۱۳) سورۃ آل عمران: ۱۰۶

(۱۴) حوالۂ سابق

اعمال کے ذریعہ سے خدا سے لیا جاتا ہے

{۲۹ رشعبان ۱۳۸۲ھ مطابق ۲۶ رجنوری ۱۹۶۳ء}

بروز منگل، بعد فجر

اقتباس

خدا نے اپنے ماننے والوں کو اعمال کا راستہ دیا ہے، اس راستے میں پہلے زندگی پر چیزوں کے اعتبار سے زد پڑتی ہے، عمل پر محنت شروع کرنے سے چیزوں پر ہونے والی محنت پر فرق پڑے گا، ابھی تک لوگ تبلیغ کو اس ذہن سے نہیں کر رہے ہیں کہ اس محنت سے ملکوں، تجارتوں، زراعتوں، اغنیاء، فقراء کی ساری ترتیب بدل جائے گی، ان کے ذہن میں یہ ہے کہ اصل پرورش چیزوں کی محنت سے ہے، کیا کچھ تبلیغ میں لگاؤ تاکہ قیامت کو کچھ سہارا جنت کا مل جاوے، کمائی اول نمبر پر ہے اور تبلیغ دوسرے نمبر پر ہے، بس یہ سمجھ رکھا ہے کہ پلنے کا راستہ ایک ہے چیزوں والا، لیکن اعمال سے پرورش ہونے کے لاکھوں دلائل قرآن وحدیث سیرت صحابہؓ واولیاء رحمہم اللہ میں بکھرے ہوئے ہیں، جب اعمال سے پرورش ہوجانے کی محنت کے لئے قدم اٹھایا جائے گا تو ظاہر ہے کہ اعمال واخلاق ومعاشرات وعبادات پرورش دلانے والی بنے گی، تب پرورش شروع ہوگی، جیسے کھیتی اپنی خاص سطح پر جاکر پرورش کا سامان لاتی ہے۔

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم۔

میرے بھائیو اور دوستو!

اب رمضان کا مہینہ آرہا ہے، داخل ہونے کو ہے، یہ مہینہ جس اعتبار سے اپنی عظمت رکھتا ہے، متقی بننے یا اللہ کے نور ہدایت کے اعتبار سے یہ بہت قیمتی ہے، سینکڑوں برس، ہزاروں مہینوں کے برابر اس میں اللہ سے لیا جاسکتا ہے، دوزخ کے دروازے بند، جنت سجائی جاتی ہے، حور وغلمان وغیرہ بھی، شیطان بند کر کے فرشتے پھیلا دیئے جاتے ہیں (۱)، اللہ سے لینے کی سہولتیں پیدا کی جاتی ہیں، اللہ تعالیٰ خوش ہوکر صرف اعمال پر دیتے ہیں۔

انسان عمل کی مشین ہے، ۲۴ گھنٹے اس سے اعمال اعضاء کے راستے سے صادر ہوتے ہیں بارش کی طرح، جیسے زمین آسمان میں سے رات دن چیزیں آرہی ہیں، اگر اعمال خدا کو پسند ہو تو ایک ایک عمل پر زمین آسمان سے زیادہ انعامات ملتے ہیں، وہ بہت ہی خوش نصیب ہے جس کا ہر بول بنے گا، ہر قدم ہر سننا قابل معاوضہ ہے، اور وہ انسان جس کے ہر عمل،

ہر بولنے، ہر سننے، ہر چلنے پر چھیننے لگے تو اس جیسا بدنصیب کوئی نہیں ہے۔

اللہ اعمال کی محنت پر جتنا دیتے ہیں، اتنا کسی پر نہیں دیتے ہیں، پوری دنیا کی زمین وجائیداد وسارے مرد وعورت قبضہ میں آجاویں کسی کے تو وہ ذرہ بھر کامیاب نہیں ہے، اس انسان کے مقابلہ میں جو اعمال سے لینے والا ہو، انسان مخلوق سے، خدا سے لیتے ہیں اور خدا کا پسندیدہ راستہ انبیاء والا اعمال کا ہے کہ ان اعمال کے ذریعہ خدا سے لیا جائے، کرنے والے سب کچھ خدا ہیں، خدا سے پرورش حاصل کرنے کے دو راستے ہیں، انسانی راستہ چیزوں کا، خدائی راستہ اعمال کا، پالنے والا ہر دو فریق کا خدا ہی ہے، چیزوں پر محنت پلنے کی کرنے والوں کو خدا ناراض ہو کر پالتے ہیں، اعمال پر محنت کرنے والے کو خوش ہو کر دونوں جہاں میں پالتے ہیں۔

جسے ناراض ہو کر پالا اسے آخرت میں بالکل نہ پالیں گے، اور دنیا میں جب چاہے پلنے کو بگاڑ دیں گے جیسے قارون، فرعون، شداد، نمرود وغیرہ کے قصوں میں ہے، اگر پلنے کے واسطے اعمال پر محنت کرے تو اس دنیا میں جب تک چاہیں بگاڑ دیں، جب چاہیں بدل دیں، جیسے ایوب علیہ السلام، موسیٰ علیہ السلام ابراہیم علیہ السلام محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وغیرہ، چیزوں واعمال پر محنت کرنے میں یہی ہے کہ جب چاہیں بگاڑ دیں، جب چاہیں زندگی بنادیں، بس فرق یہ ہے کہ ایک راستہ میں پہلے زندگی بنتی ہے پھر بگڑنا ہے، دوسرے راستہ میں پہلے بگڑتی ہے پھر سدھار ہے اور بعد والی زندگی ابدی ہے، لہٰذا خسارہ والے ہیں کہ پہلے بنی پھر بگڑی، نفع والے ہیں کہ پہلے بگڑی پھر ہمیشہ کو بنی۔

خدا نے اپنے ماننے والوں کو اعمال کا راستہ دیا ہے، اس راستے میں پہلے زندگی پر چیزوں کے اعتبار سے زد پڑتی ہے، عمل پر محنت شروع کرنے سے چیزوں پر ہونے والی محنت پر فرق پڑے گا، ابھی تک لوگ تبلیغ کو اس ذہن سے نہیں کر رہے ہیں کہ اس محنت سے ملکوں، تجارتوں، زراعتوں، اغنیاء، فقراء کی ساری ترتیب بدل جائے گی، ان کے ذہن میں یہ ہے کہ اصل پرورش چیزوں کی محنت سے ہے، کیا کچھ تبلیغ میں لگاؤ تاکہ قیامت کو کچھ سہارا جنت کا مل جاوے، کمائی اول نمبر پر ہے اور تبلیغ دوسرے نمبر پر ہے، بس یہ سمجھ رکھا ہے کہ پلنے کا راستہ ایک ہے چیزوں والا، لیکن اعمال سے پرورش ہونے کے لاکھوں دلائل قرآن وحدیث سیرت صحابہؓ واولیاء رحمہم اللہ میں بکھرے ہوئے ہیں، جب اعمال سے پرورش ہوجانے کی محنت کے لئے قدم اٹھایا جائے گا تو ظاہر ہے کہ اعمال واخلاق ومعاشرات وعبادات پرورش دلانے والی بنے گی، تب پرورش شروع ہوگی، جیسے کھیتی اپنی خاص سطح پر جا کر پرورش کا سامان لاتی ہے۔

چونکہ اعمال کے راستے سے پرورش کو ذہن میں رکھیں تو ان کو سطح پر لانے کی کوشش بھی کریں جس سطح سے پرورش کا دروازہ کھلتا ہے، جب اعمال کی محنت بڑھے گی تو چیزوں کی محنت کم ہوگی تو اس راستے کی پرورش کم ہونے لگے گی، اگر جمے رہے تو پھر اعمال کے راستے سے پرورش کا دروازہ کھلے گا، آج کل ترتیب چیزوں سے پرورش کی ہے، اس ترتیب میں کفار اوپر ہوتے ہیں، مسلمان نیچے، کافر پھلتے پھولتے ہیں مسلمان کٹتے رہتے ہیں، اعمال کے راستے سے پرورش کی ترتیب میں مسلمان اوپر ہوں گے کافر نیچے، آج اعمال موجود ہیں، لیکن ان پر مسائل کے حل کا موقوف ہونا، ان پر حالات کا بدلنا، ان

سے پرورش ہونا ذہن میں نہیں ہے، اس وجہ سے کوئی عمل کو سیکھنے کی کوشش نہیں کی جاتی ہے۔

ہندوستان سے باہر جانے والا انسان پاسپورٹ بار بار دکھائے گا کہ اس میں کوئی کوتاہی تو نہیں ہے، تمام مراحل طے کریں گے، لیکن نماز کے مراحل کی مسائل کی مستحبات کی اعضاء کی پابندی کی محنتیں نہیں کرتے ہیں کہ اعمال کے راستے میں پرورش کو نہیں سمجھتے ہیں اور چیزوں کے راستے میں پرورش کے عادی بن چکے ہیں، اعمال کے راستہ پر محنت کرنے والے کو شروع میں گھاٹی آئے گی کہ چیزوں والے راستے سے ملنے کا دروازہ بند ہو گیا، اعمال کا راستہ کھلا نہیں، خدا کے پاس خزانے بھی بہت ہیں، بس یہ اس کی آزمائش ہے، چوہے کو چوہے دان سے باہر نکالا، وہ باہر جا کر چوہے دان کے کھانے پینے کے پیچھے ہی لگ گیا تو اس کا یقین چوہے دان پر ہے، باہر نہیں، اگر یہ سوچا کہ باہر اس چوہے دان سے زیادہ کھانا پینا ہے، اور اس کی طرف چلو تو پھر یہ نفع ہی نفع میں رہے گا۔

ایسے ہی اعمال پر محنت کرنے والوں کا خدا امتحان انھیں دینے کے واسطے لیتے ہیں کہ اس کا یقین کس پر ہے، چیزوں کا راستہ بند کر دیا، اعمال کا کھلا نہیں، اگر اعمال کا راستہ دل و دماغ پر چھایا ہوا ہو گا تو چند دن کی تکلیف کے بعد اعمال کا راستہ کھل جائے گا تو سات پشتوں تک چلے گا، آخرت میں یہ پشتیں اس کے ساتھ جنت میں داخل ہوں گی، کاروبار کے الجھاؤ، کھیتی کے قرض کی وجہ سے پیسوں کے راستہ کو برے طور سے شروع کر دینے والا گویا کہ اعمال کے راستہ سے پلنے کا یقین نہیں رکھتا ہے، حالانکہ اعمال کی محنت شروع کرنے پر چیزوں پر ترد کرنا صحیح صادق ہے، اس کی یہ سوچ اعمال سے پرورش کا ہونا ہے، پھر یہ انسان سب سے بے پرواہ ہو گا۔

سرمایہ دار ملک دار زمیندار سب اس کے سامنے جھکیں گے، پھر یہ انسان جہاں ہو گا ذکر دعا نماز سیکھنے سکھانے کے اعمال کرے گا اور خدا سے مانگ لے گا، اسے ضروری نہیں کسی وزیر وامیر کی، ہر جگہ صرف اعمال کر کے پل جاوے گا، پیسے کی بھی ضرورت نہیں ہے، یہ راستہ مجاہدہ سے چلتا ہے، مجاہدہ ہے نفس کے خلاف اللہ والا عمل کرنا، پہلا قدم تو یہ ہے کہ نفس چیزوں کی طرف کھینچتا ہے اگر نفس کی بات مان کر تجارت، زراعت، ملازمت پر پڑ جاوے تو آگے کی بات ہی کیا۔

اور اگر اعمال میں پرورش کے واسطے لگے تو پھر نفس ان میں اپنا حصہ ڈال لیتا ہے، نفس ہے اللہ کے غیر کی طرف مائل ہونا، جن اعمال دعوت، نصرت، ہجرت، مجاہدہ، نقل وحرکت پر خدا پالیں گے، ہزاروں کیلئے راستے کھولیں گے ان اعمال کی محنت میں پہلے درجہ میں نفس اس راستے کی طرف یکسو ہونے نہ دے گا، چیزوں وکاروبار وکمائی کی طرف بھی نگاہ ہے اور یہ اعمال بھی ہیں عمل کو چیزوں کی کمی کی وجہ سے چھوڑ دیا، اگر رخ اعمال ہی میں لگے رہنے کا ہو تو پھر نفس اغراض لا کر نیت کو بگاڑ دیتا ہے، اپنی حفاظت کسٹوڈین سے واپس لے لینے، امتحان اور مقدمہ میں کامیابی کے لئے ان اعمال کو کرتا ہے، پھر اس راستے سے دیر ہوئی بھی تو لوگوں سے کہنے لگ گئے۔

اعمال عدل وانصاف رحم وکرم حق اخلاق اعمال عبادات پر پلنا براہ راست خالق سے ہو گا نہ کہ مخلوق سے، یہ دروازہ کھلا تو ہزاروں اس سے پل سکیں گے خدا چیزوں والوں سے ہی اعمال والوں کو پال دیں ایسا نہیں ہے، زکوۃ دینے والے

سے علم وذکر والوں اعمال والوں کو پالنا صدقہ نہیں ہے، بلکہ میں خدا سے لینے کے لئے کر رہا ہوں، ایسوں کی دعاؤں پر پورے ملک کے نقشے کی ترتیب حاضر بدل جائے گی، فقیر مالدار اور مالدار کل کو فقیر نظر آئیں گے، غیب سے ان کے لئے پرورش کی شکلیں قائم کریں، ان کی پرورش کا تعلق اللہ کی قدرت سے ہوگا، براہ راست اپنے خزانوں سے غنی بلندی کامیابی کا دروازہ کھولیں گے، پھر ان کے سامنے بڑی بڑی حکومتیں کنگال، امراء بے حیثیت، سرمایہ دار بھکاری، ذلیل ہوں گے، سب ان کے سامنے جھک کر آئیں گے جیسے حکام مالداروں کے ہاں جاتے ہیں۔

بلکہ دعا والے کے پاس بڑے بڑے حاکم و مالدار دعا لینے آئیں گے، کاروبار الجھ رہا ہے، دعا سے یہ ٹھیک ہوسکتا ہے، دعا والوں کی نقل ہے، اگر دعا والا دعا کر کے آنے والوں سے یہ کہہ دے کہ میرا خیال رکھو، میری زیارت کی فکر کرو، مجھے روٹی دے دو، تو یہ نقال بن گئی، اصلیت نہیں ہے، 'میری دعا سے تیرا کام تیرے نقشے سے میرا کام'۔

''من ترا حاجی بگویم تو مرا حاضی بگو''

اصلیت یہ ہے کہ اگر دعا کا اعمال کا راستہ مل جائے تو دوسرے آ کر جھکیں گے، لیکن دعا والے کبھی ان آنے والوں سے اپنی حاجتیں ہرگز نہ کہیں گے، ایسا کرنا تو تجارت ہوگئی تبادلہ ہوگیا، اس نے آپ کو دیا تم نے اسے دیا، ایک نے نفع پہنچا یا دعا سے دوسرے نے نفع پہنچایا اپنے نقشے سے، اعمال سے ملنے کا مفہوم والا غلط ہے، اگر قدرت پر یقین کر کے خدا کے خزانوں سے لینے کا یقین ہو، اس پر اڑ جائیں اور سارے حکام و مالداروں کی طرف پشت کر لیں تو جہاں کل کو ان کی ذاتی حاجتیں پوری ہوں گی وہاں ان کی دعا سے آج کی ترتیب حاضر بدل جائے گی پوری دنیا میں پلٹی ہوگی۔

بس اعمال کے راستے پر خود کو ڈالنے والے یکسو ہو کر اسی راہ پر ڈال دیں، اس سے انکار نہیں ہے مصائب جانی و مالی آئیں گے، اعمال کو اختیار کرو، جلد عمل نماز ہے، نفس جدھر کو مائل کرے اس سے خود کو روکو، شکلوں کی طرف مائل مت ہو نماز پڑھ پڑھ کر خدا سے کہو تو اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ (۲) کڑوے کڑوے گھونٹ پینے پر خدا کی معیت حاصل ہوگی پھر اللہ کی توفیق سے ہی سب کچھ ملے گا اس سے تقویٰ ملے گا۔

اللہ ساتھ ہوئے تو تقویٰ کا دروازہ کھلے گا، تقویٰ پر آئے تو اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا (۳) پہلے صبر کی بقدر ساتھ ہوئے تو تقویٰ دیا، پھر تقویٰ کی بقدر ساتھ ہوئے، پھر وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا (۴) اچھے اچھے پہلوان، عقل کے پتلے اور بہادر تمہاری طرف بھاگ کر آئیں گے، تمہاری مجلس میں آنے والے بڑے بڑے مالداروں، حکام سے اپنا کام بنتا نہ دیکھیں گے، بلکہ آنے والے سوچیں گے کہ اس کی دعا توجہ سے ہی سارا کام چل سکتا ہے، یہ عزت حقیقی ہے، جو اعمال کے راستے سے ملتے ہیں، ایسے آنے والوں کی خوشامد صرف اخلاق نبوی کی وجہ سے ہوگی، اگر ان سے ہونے کو جانتے ہوئے خوشامد کی تو پھر کتے کی چاپلوسی شمار ہوگی۔

اس سے انسان نبی نہیں بنتا ہے، انبیاء کے ساتھیوں، صدیقین، شہداء اور صالحین میں سے بنتا ہے، جیسے انسان اجتماعی یا شخصی بنیں گے تو حالات میں تبدیلی ایسی ہی ہوگی، ظاہری نظام کا قدم پر جھکنا صرف تقویٰ پر ہے، یوسف علیہ السلام کو مصر ملا

صرف تقویٰ پر، یوسف علیہ السلام گئے تقویٰ گیا تو فرعون سے تکالیف اٹھانی پڑیں، محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے یوسف علیہ السلام والا تقویٰ صحابہؓ کی جماعت میں زندہ کیا، یوسف علیہ السلام کا تقویٰ انفرادی تھا۔

صحابہؓ بعد میں مصر وشام گئے وہاں حسن عام ہے، حکومت کی عورتیں خوبصورت ہوا کرتی ہیں کہ تقرب حاصل کرنے کے واسطے خوبصورت عورتیں اصل حکومت کو دی جایا کرتی ہیں اب مصر وشام اردن کا نچوڑ صحابہ کرامؓ کے پاس باندی بن کر آیا تو تاریخ میں کسی ایک باندی کے حاصل کرنے پر آپس کی لڑائی نہ پاؤ گے، البتہ ایک قصہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سفر میں فرمایا کہ ادھر سے بصرہ کی شہزادی آرہی ہے ادھر سے خالد سلمہ نامی صحابی نے اس لڑکی کو مانگ لیا، چنانچہ ایسے ہی ہوا، ادھر سے خالد کا لشکر ادھر سے شہزادی شکار سے واپس آرہی تھی تو اس شہزادی کے اونٹ سے لپٹ گئے اس عورت کی وجہ سے نہیں، بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزہ وغیرہ کے طور پر،، یہ صحابیؓ ناواقف تھے، اس شہزادی کے گھر والوں نے کہا کہ ہم کچھ پیسے دے دیتے ہیں، شہزادی نے کہا نہیں، میں خود ہی بات کرتی ہوں کہ اس نے مجھے جوانی کے زمانے میں دیکھا تھا، اب تو میں بوڑھی ہو چکی ہوں، چنانچہ آکر کہا تم میرا کیا کرو گے میں بوڑھی ہو چکی ہوں، مجھ سے پیسے لے لو، اس سے جوان باندی خرید لینا کہنے لگے میں دس سو سے کم نہ لونگا، وہ کہنے لگی زیادہ ہے، نہیں اتنے ہی لونگا، چنانچہ اس نے دس سو ہی میں آزادی لے لی، کسی نے کہا تم زیادہ مانگتے تو وہ بھی مل جاتا صحابیؓ نے جواب دیا، مجھے تو دس سو سے آگے کا ہندسہ معلوم نہیں ہے (۵)، یہ صحابہؓ کا تقویٰ ہی تو ہے، ابوعبیدہؓ کے سامنے باندیاں آئیں اول تو انھیں عورتوں کے حسن کا خیال ہی نہ ہوتا تھا، غضب کے حسن والی عورتیں دیکھیں، ابوعبیدہؓ کی نظر ایسی پر پڑی اللہ اکبر، پھر دوسری بار نہ دیکھا، صحابہ کرامؓ تو بہت اونچے لوگ ہیں صحابہؓ کے خدام اولیاء کے قصے عجیب ہیں۔

دو آدمی آرہے ہیں جنگل میں پہاڑ کے پیچھے ٹھہرے ایک ساتھی جنگل میں کسی کام کو گئے دیر لگ گئی دوسرے خیمہ ڈال کر ٹھہر گئے تو خیمہ پر آباد قبیلہ کے سردار کی انتہائی خوبصورت لڑکی اس ٹھہرے ہوئے کے حسن کو دیکھ کر نیچے اتری اور انھیں اپنی طرف مائل کرنے لگی کہ جلدی سے صحبت ہو جاوے تو کوئی آنہ جاوے، وہ مختلف طرح سے داؤ چلاتی رہی کہ تم نے میرا دل لے لیا کام کر لو گلے میں ہاتھ ڈالو انھوں نے رونا شروع کر دیا، جب تک آہستہ آہستہ روتے رہے تو وہ داؤ چلاتی رہی، لیکن جب زور زور سے رونے لگے تو وہ چھوڑ کر چل دی کہ کہیں لوگ دیکھ نہ لیں اور پھر زندگی بھر کو بدنامی ہوگی (۶)۔

ان کا رونا اس وجہ سے تھا کہ میں ایسا کمزور کہ شیطان کو میرے ورغلانے کا خیال آگیا دوسرے ساتھی واپس ہوئے تو ان کا رونا دیکھ کر پوچھا، کیا گھر والے یاد آرہے ہیں، سفر بھر میں یاد نہیں آئے آج کیسے آگئے سچ بتاؤ، سب کچھ بتایا تو وہ رونے لگ گئے کہ تم پکے تھے بچ گئے میں ہوتا تو پھسل جاتا، جونہی ایک شخص نے آکر کہا کہ میں یوسف علیہ السلام ہوں تمہاری زیارت کو آیا ہوں مجھے 'ھمّ' تو ہو گیا تھا تمہیں 'ھمّ' بھی نہ ہوا (۷)، اس قسم کے تقوے والے صحابہؓ کے غلام ہیں، ایسے ہزاروں ایک صحابیؓ سے پیچھے ہیں، تقوی ہے اعمال ویقین ونیت کا درست ہو جانا، زندگی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ پر، اس تقوی کا عمومی وجود ہوا تو امریکہ وروس سارے ہی عالم میں نظام دوسرا ہوگا، اگر خصوصی وجود ہوا تو نظام نہ بدلیں گے، لیکن

نظام والے ان کے سامنے جھکیں گے، تقوی اس ذہن پر آتا ہے کہ اعمال سے خود کو پالا جائے، غیب سے قدرت کا ظہور ہو، اس میں سب سے پہلی چیز دل کی روشنی ہے، چیزوں کے راستے میں سب سے پہلے مال ہے۔

دل کی روشنی سے تقوے والی زندگی بن سکتی ہے ورنہ نہیں، جس نور سے تقوی حاصل ہوگا اس نور کے حاصل کرنے کے لئے محنت ومجاہدہ ہے، مجاہدے کے واسطے چند اعمال ہیں، کلمہ کی دعوت، علم کے حلقہ، علم پورا نہیں ہے بلکہ جن صفات، ذات محمد صلی اللہ علیہ وسلم، مغیبات، جنت، پلصراط، ملائکہ، کی دعوت دیتے ہو ان کا علم حاصل کرو، کلمہ کی دعوت میں غیروں کی مطلق تردید ہو، ان سے ہوتا نہیں ہے، خدا ان کے بغیر کرتا ہے، اپنی قدرت سے جو چاہے کردے، قدرت سے لے لے، چھینے، بیمار کرے، تندرست کرے، مطمئن کرے، خوف زدہ کرے، کرنے کے لئے انھیں کسی کی ضرورت نہیں ہے، ایمانیات و مغیبات کے تذکرے ہوں، علم کے حلقوں میں فضائل ومسائل چلیں، جتنے اعمال دئے گئے دل میں نور لانے کے واسطے، ان کے ہی مسائل وفضائل جانو، اللہ کا ذکر اور نمازیں، خدا کی قدرت سے استفادہ کی صورت نماز ہے۔

نماز سے پہلے دعوت علم ذکر کی محنتیں ہیں، اخلاص ہر ہر محنت میں ضروری ہے، دعوت والی محنت یہ ہے کہ خلوت، جلوت، دکانداری، مکانوں، وکیلوں، ورکروں، حاکموں میں جا کر ان کے نقشے کی تردید کرو، گھروں سے لینا نہیں، یہ سب کچھ کہو، اپنے دل کا یقین بدلنے کے واسطے، دوسرے کا یقین اس وقت نکلے گا جب وہ اس کے لئے محنت کرے گا، مجمع میں ساتھیوں میں یہی بات ہو، خدا سے ہوتا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم والی نماز سے حفاظت ملے گی، نماز سے ملک کا نقشہ، ملکوں کی ترتیب بدلے گی، نماز سے خاک سے عرش تک جاؤ گے، بس تمہیں نماز سے یہ سب کچھ ہوتا دکھائی دے، اس قسم کی بات دکھانے والا نور محنت سے ملے گا، پہلے یقین بنا قدرت پر، اس عالم میں خلقت تدریجی ہے۔

ہزاروں سال میں آنے والے انسانوں کو ایک گھڑی میں کھڑا کردیں گے (۸)، پہلے ساری مخلوق کو ایکدم توڑا، قیام ساعت سے (۹)، پھر دوبارہ اپنی قدرت سے سارے انسان جانور بنا ڈالیں گے (۱۰)، جو اس بیس ہزار سال میں اس دنیا میں آئے تھے، اصل میں سب کچھ اللہ کی قدرت سے چل رہا ہے، یہ یقین دل میں بیٹھے، اس کی محنت کرنی ہے، ہر جگہ جا کر اپنا یقین موڑنے کو یہ سب سے کہنا، ایسا نہ ہو کہ بازاروں، مکانوں مجمع میں خوب تردید کی اور ساتھیوں میں بیٹھے تو کہنے لگے اب کھانے کا کیا ہوگا، پیسے ہیں فکر نہ کرو، میں کما کر بہت سے لایا ہوں۔

آج گشت میں آنے والے انسان سے اسلام بہت چلے گا کہ مالدار ہیں، ان کے علاقے میں ہم محنت کریں گے یہ ہمیں کھلا دیں گے، اس سے یقین نہ بنے گا، ایسا بول مت بولو کہ یقین غیروں کی طرف جائے، ارے دنیا میں امتحان ہے، کرنے والا غائب ہے، جن سے ہوتا نہیں ہے وہ سامنے کھڑے کردیئے ہیں، جب خدا سامنے آئیں گے تو سارے ہی مان لیں گے چاہے دنیا میں انھوں نے خدا کا انکار کردیا (۱۱)۔

دیکھ کر روس امریکہ ہندوستان کے غیر بھی یقین کرلیں گے، لیکن یہ کمال نہیں ہے، کمال ہے سنتے ہی مان لینا، دیکھ کر ماننا اپنی آنکھ کے دیکھنے کو ماننا ہے، ۲۴ گھنٹے اس طرح وقت گزاریئے، ہر سانس میں لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ہو خدا

سے ہوتا ہے، غیروں سے نہیں، مسجد والی نماز پر خدا عطا فرمائیں گے، جیسے تجارت، زراعت سے ملتا ہوا دکھائی دے رہا ہے، ایسے ہی خدا سے نماز کے ذریعے ملتا ہوا دکھائی دینے لگے تو خدا دے بھی دیں گے۔

دعوت کے بعد تعلیم کی مشق ہے، نماز پر جو کچھ بتایا گیا ہے اسے مان لو، محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اس نماز پر کیا کیا ہونا بتایا ہے، نفس بہکاتا ہے، فرض یا نفل نماز پڑھو، نماز کے فلاں فلاں جز پر جو بتایا ہے انھیں معلوم کرو، مسائل بھی سارے جان، اللہ کا دھیان جمانے کی مشق کے واسطے کر، مخلوق کا دھیان اسے دیکھنے سے بنتا ہے، عمدہ کھانا، خوبصورت عورت کو دیکھنے سے دھیان ان کا آتا ہے، اب وہاں سے چلے تو ان کے تذکرے سے یہ دھیان میں آجائیں گے، مشاہدے سے بننے والا دھیان غفلت ہے، جو غیر خدا کا ہوگا، دیکھتے وقت اگر ان کا ہی دھیان تھا تو نماز میں ان سب کا دھیان رہے گا، اپنی بیگم صاحبہ کو ننگی نہاتے دیکھا تھا تو اب نماز پڑھ رہے ہیں زبان پر الحمد اللہ اور دھیان میں ننگی بیگم صاحبہ، دھیان کی مشق کر، تسبیح لے کر گھنٹوں بیٹھ، اللہ تیرے ساتھ ہیں دیکھ رہے ہیں، دھیان جما کر تسبیح پڑھ، ساری سمتیں صرف خدا کے راضی کرنے کو ہوں، اسے ہی دنیا میں پھیلا دوسروں کو سمجھا کہ تیرے دل میں بیٹھے، اس سب سے نفس پر قابو پا، یہ سب مجاہدہ اس وقت بنے گا جب خدا کے واسطے ہو، جز کی ذرا سی نیت آگئی نام ونمود کی، ملک ومال کی، شہرت کی عزت کی تو ساری محنت نفس کی چیز بن جائے گی مجاہدہ نہ رہے گا، اب نماز پڑھ کہ کلمہ کا یقین فضائل ومسائل کا جاننا، اللہ کا دھیان جمانا ساتھ ہو، یہ محنت خدا کو پسند آئے گی، نماز کو ایسا بنانا ہمیں وہ نور لائے گا جس سے ہمیں وہ سب کچھ نماز میں نظر آئے گا جسے لوگ تجارت، زراعت، ملازمت، حکومت میں دیکھتے ہیں، دوسروں سے کہنا اپنے سننے اور دل میں بیٹھنے کے واسطے ہے، دوسروں کو سنانا اصل نہیں ہے بس ہمارا اپنا یقین بنانا ہے، مسجدوں وگھروں میں جا کر سارے ہی نقشوں کا یقین نکالنے کے لئے دعوت ہو، مختلف شکلوں سے محنت ہوگی، اس سے چیزیں دل میں اتریں گی، تمہیں یقین ہو کہ خدا سے ہوتا ہے، زمین وآسمان سے نہیں ہوتا، یقین والی نماز پر خدا کرتے ہیں، نماز کے ہر جزو کے اشارے کو مستحضر کرو، زبان سے اللہ اکبر کہنا اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ (۱۲) اجمال ہے، رفع یدین غیروں سے بالکل بری ہوجانے کی طرف اشارہ ہے، پہلا سجدہ زمین میں ہونا، پہلا قعدہ اس دنیا کی زندگی، دوسرا سجدہ مرکر زمین میں جانا، دوسرے سجدے سے اٹھنا حشر کو اٹھنا ہے، کا یقین انھیں آگیا، علماء اور محققین ایسے اشارے خوب بتاتے ہیں، دعوت، ذکر، علم کی باہر کی محنتوں سے جو کچھ ملا ہے اس سب کو نماز کے ساتھ جوڑ دو، اس محنت سے تو ملتا ہے، آدمی کتنا ہی اچھا بن جائے تو اس کی محنت اس کے ذمے سے ہٹے گی نہیں، چاہے کڑوڑ روپیہ مل جائے دکان بند نہ کی جائے گی، ایسے ہی کیسا ہی متقی سے متقی بن جائے یہ محنت، دعوت، تعلیم، ذکر، نماز کے ساتھ ساتھ چلتی رہے گی، اب یہ محنت کرنے کے بعد یہ انسان خدا کا پسندیدہ ہے اس کی دعا قبول ہوگی۔

اب دعا مانگو خدا سے، نور کو جیسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مانگا، یہ نور حقیقی دائمی وابدی ہے، قیامت کو بھی نور ساتھ چلے گا، اس سے چہرے روشن ہوں گے (۱۳)، اگر یہ نور نہ ہوا تو عمل نقلی حقوق، نام ونمود، شہرت کے واسطے تھا اور غفلت وجہالت بھی تھی تو ان سب کی سیاہیاں آج دل میں ہوں گی لیکن کل کو سیاہیاں چہرے پر ہوں گی (۱۴)، چاہے کتنے ہی اعمال، دعوت،

تعلیم، ذکر نماز کرلے، نام کے واسطے عمل کیا یا بزرگی کے واسطے تو نیت کی خرابی کی عظمت دل میں آئے گی، اس محنت کو کر کے خدا سے مانگنا ہے اے خدا تو ہی دے تو ملے گا، اس محنت کو خود کرو دوسروں کو سمجھا سمجھا کر لگا دو، اس طرح کی محنت کی کہ خدا کو پسند آئی، خدا کے سوا کوئی غرض نہ ہو، نفس تو دوسروں کو غرض بنا کر لائے گا۔

۲۴ گھنٹے صرف ان چار باتوں میں رہنا ہو، تشکیل، بیان، مراقبہ، مجمعوں میں بیان کرنا، ایسے ہی تنہائی میں سوچنا ہو، تعلیم میں کتابوں کا سننا سنانا، سیکھنا سکھانا، کرنا ہے، نماز و دعا، ذکر و تسبیحات، قضا، فرض، سنت، نفل ہو، اس میں اخلاص ہو، اس کے واسطے دوسروں کو نکالا، نیت کو خوب ٹٹولو، دوسروں کو نکالنے پر نماز، ذکر، تعلیم پر پوری محنت ہو، اس محنت کو پھیلانے کی محنت خوب کی، اللہ کا نور لینے سے خود بھی محنت کی تو اب تمہاری دعا سے انوارات کے دروازے کھلیں گے جس سے تمہیں خوب ملے گا، پھر تمہارے دلوں سے ان کے دلوں تک پہنچے گا جن میں مشقت کی، پھر عام انسان تو کیا غیر مسلموں کو بھی نور ملے گا، رمضان کا مہینہ ہی نور کا ہے، یہ خدا کے خزانوں سے نور لاتا ہے، یہ محنت نور حاصل کرے گی، اگر اس پر خوب محنت کی گئی تو کیا عجب ہے کہ نور کا دروازہ سب کے لئے کھل جائے، پورے ملک کے ہر ہر فرد اعلیٰ و ادنیٰ اس محنت پر پڑے تو تب اسلام کی مجموعی زندگی زندہ ہو سکے گی، خوب محنت کر کے رات کو سب کے لئے خصوصاً ملک والوں کے لئے دعا مانگی تو نور حقیقی کا سورج طلوع ہوگا، ہر جگہ اس کی روشنی پہنچے گی، جیسے ظاہری سورج کی روشنی ہر جگہ خود بخود پہنچتی ہے، غیر مسلموں تک کے قلوب متاثر ہوں گے، پارلیمنٹوں اور مندروں سے لوگ اٹھ اٹھ کر مسجدوں کو آئیں گے، اپنا خرچ کرو، اپنا ہی کھاؤ، دوسروں کا کھانے سے نیت کا بگاڑ جلد ہو سکتا ہے، غیر اور خدا دونوں نیت میں ہوں تو وہ عمل صرف غیر کا بن جاتا ہے، احتیاط اسی میں ہے کہ صرف اپنا کھاؤ، دوسرا پیچھے پڑے تو سوچو کہ بچنے کی امید ہے تو مت قبول کرو، اگر دوسرے کی دلجوئی کے واسطے ہے تو قبول کرلو اس قبول کرنے سے نور ملے گا۔

موضوع اصل ہے اپنا کھانا یا فاقہ کر لینا، آدمی جب کام میں لگتا ہے تو شیطان اسے بڑائی کی طرف لے جاتا ہے، ہم نمازی و مبلغ، دوسرے تارک صلوٰۃ اور تارک تبلیغ، عجب خود کو اچھا سمجھنا، کبر خود کو بڑا سمجھنا، عجب و کبر کا علاج یہ ہے کہ بڑوں کے پاس نہ جاؤ، بقدر ضرورت جانا ہو، غریبوں کے محلوں میں کام کرو، جان سے خدمت کرو، چھوٹے چھوٹے کام کرو، پاخانہ صاف کرو، بالٹی بھر لاؤ، تواضع سے کبر و عجب کا خاتمہ ہوگا، دو چار تقریریں کر دیں دو چار پیسے دیدیئے، دو چار خیر کے جواب دیدیئے، اب ان سے کام کرنے لگ گئے تو یہ کبر آنے کی صورت ہے، جان سے خدمت کرنا کبر جانے کی صورت ہے، سب کے لئے ہی دعا مانگو، اپنے مسلمانوں کے لئے، انسانوں کے لئے سب کو رذائل سے نکال، جنھوں نے سمجھایا اور لگایا ہے انھیں کبر و عجب سے نکال، خدا نے ہمیں تمہیں بنایا تو اسلام چمکے گا، ہمیں تمہیں نہ بنایا نفس و شیطان پیچھے لگ گئے تو اس کام کے علاوہ اور کوئی کام اسلام کے چمکنے کا نہیں ہو رہا ہے، یہ کام غیروں میں اسلام لے جانے والا ہے، بس محنت اس طرح کرو کہ تم خود بن جاؤ۔

یہ مہینہ نور کی بارش ہدایت کے ملنے کا ہے، تم محنت نور و ہدایت لینے کی ہی کرو، سب سے پہلے دعا اس نور و ہدایت کی

مانگو، اپنی حاجتوں کا پورا ہونا گھٹیا چیز ہے، ایمان وہدایت کی ہوا چلنا، اللہ کی طرف عمومی رجوع ہونا بڑی چیزیں ہے، انھیں مانگو کہ انھیں کی وجوہ سے اجتماعی زندگیاں صدیوں کو اچھے ایمان کامل کی وجہ سے بن جائے گی، ذاتی حاجتوں کے واسطے دعا والا نہیں بننا ہے، حوائج کا پورا ہونا نیت نہ ہو، ایک طرف محنت کر کے نماز کو بڑا بتاؤ اور دوسری طرف دلوں میں نور کے آنے کی دعا مانگو، اب جتنوں کو چاہیں ہدایت دے دیں، اللہ کے کلمہ کی طرف پکارنا، اللہ کے ذکر کی محنت ہو تو کیا عجب ہے کہ شب قدر کی مقبول گھڑیوں میں دعا آجائے اور حالات بدل جائیں، خوب گشت، تعلیمات، تسبیحات ہوں، گڑگڑا کر دعائیں ہوں، سب سے زیادہ دعائیں ہدایت کی اور انسانوں کے دلوں میں اللہ کا نور مانگنے کی ہوں، تمام انسانوں، تمام مسلمانوں، تمام متعلقین اور اپنے لئے دعائیں کرو، اس سے اپنے لئے چار مرتبہ، متعلقین کے لئے تین مرتبہ، مسلمانوں کے لئے دو مرتبہ، انسانوں کے لئے ایک مرتبہ دعا ہو جائے گی، اب دعا مانگو۔

---

(۱) صحیح ابن حبان صفحہ ۲۲۲ جلد ۸

(۲) سورۃ البقرہ: ۱۵۳

(۳) سورۃ النحل: ۱۲۸

(۴) سورۃ الطلاق: ۲

(۶) احیاء العلوم صفحہ ۱۰۰ جلد ۳

(۷) حوالہ سابق

(۸) سورۃ الزمر: ۶۸

(۹) سورۃ الزمر: ۶۸

(۱۰) سورۃ الکہف: ۹۹

(۱۱) سورۃ السجدہ: ۱۲

(۱۲) سورۃ الانعام: ۷۹

(۱۳) سورۃ آل عمران: ۱۰۶

(۱۴) حوالہ سابق

عمل میں نیت صرف خدا کو راضی کرنے کی ہو

{ یکم رمضان ۱۳۸۲ھ مطابق ۲۷ جنوری ۱۹۶۳ء }

بروز اتوار، بعد فجر

اقتباس

روزہ پر شام کو کھانے کو ملا، اسی روزہ پر تقویٰ ملا اسی روزہ پر مصائب دنیا کے ہٹے، اسی پر قبر کا مزہ، اسی پر 'باب الریان' سے داخلہ، اسی پر ہمیشہ ملے گا، ہر آٹھویں دن سارے خدا کے یہاں حاضر ہوں گے، پھر خدا سنائیں گے، اسی دن مزا اترے گا، اللہ کے سنانے میں ہر حرف نور کا بادل بن کر چلے گا، بیٹھ کر سننے والوں پر برسے گا جس سے ان کے حسن، جوش، سکون، راحت میں اضافہ ہوگا، انوارات کے بادل جنتوں میں جا کر برسیں گے، تو ان جنتوں کی حوریں پہلے سے زیادہ چمک والی ہوں گی، اب جنتی واپس آ کر ساری جنت کو بدلا ہوا پائیں گے، شاعروں نے غلط کہا کہ حوریں بوڑھی ہو جائیں گی، ارے بوڑھو، بوڑھے انسان جنت میں نہ جائیں گے، یہ جملہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو بوڑھی صحابیہ رونے لگی، اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں بوڑھی کو خدا جوان بنا کر جنت میں لے جاویں گے، بے ریش ہوں گے اور ساٹھ ہاتھ کا قد، ہمیشہ اسی حال پر رہیں گے، آٹھویں دن کے قران پڑھنے پر ساری جنت میں خلاء پیدا ہوگا، خدا سے قرآن سن کر واپس آ کر کہیں گے کہ اے حورو! تم بہت ہی خوبصورت ہو گئے ہو، وہ کہیں گی ارے تم خود بھی تو بدل گئے ہو، شب زفاف کی طرح وہاں کی ہر رات خوبصورت ہوگی، عمل پر دوام وابد تک ملتا رہے گا۔

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم۔

میرے بھائیو اور دوستو!

انسانوں کی محنت پر ان کو خدا کی طرف سے ملتا ہے، محنت خالی نہیں جاتی، جیسی محنت ہوگی ویسا ہی ملے گا، گیہوں پر محنت سے گیہوں ہی ملے گا، دال پر محنت دال، غلہ پر محنت سے غلہ ملے گا، محنت پر زمین سے سونا یا پٹرول نکلے گا، اگر ساتوں زمین آسمان کو سامنے رکھ کر محنت کی جائے تو خدا بھی دیں گے، خدا کے خزانے سامنے رکھ کر محنت ہو تو بھی ملے گا، جسے سامنے رکھ کر محنت کی وہی ملے گا، دنیا کی چیزیں سامنے ہیں تو اس محنت سے ہدایت، معیت الٰہی و جنت نہ ملے گی۔

لیکن اگر خدا کی ذات سے فائدہ حاصل کرنے کی نیت سے محنت کرنے پر خدا مل جائیں گے، ہمارے سارے

مسائل کا حل، پریشانیوں کا علاج خدا کے ساتھ ہونے میں ہے، اس بنیاد پر خدا والی محنت پر خدا ساتھ ہو جائیں گے، جیسے محنت سے ملک، غلہ، مال، زمین ساتھ ہو جاتی ہے، ایسے ہی محنت پر خدا ساتھ ہو جاتے ہیں، کامیابی صرف خدا کو ساتھ لینے میں ہے کہ وہ ساتھ ہو کر سب کچھ دنیا و آخرت میں دیں گے، قبر کی میٹھی نیند و اکرام، نزع کے وقت کا اعزاز، عرش کا سایہ، نور کا منبر، سہولت سے دوزخ کا عبور، حوض کوثر پر دست مبارک سے جام، اللہ کی زیارت و قرب، میں تجھ سے راضی ہوں کا جملہ خدا کی طرف سے ملے گا، جو اللہ کو ساتھ لینے کی محنت کرتے ہیں انھیں سارے ہی انعامات ملیں گے (۱)۔

غیر کو سامنے رکھ کر محنت کرنے اور خدا کا ساتھ ہو جانا چاہے تو یہ ایسے ہی ہے کہ جو پر محنت کر کے گندم کی امید کرے، خدا صرف اس کے بنیں گے جو انھیں حاصل کرنے کی محنت کرے، اس محنت میں خدا امتحان بھی لیں گے کہ وہ سب کی نفی کر رہا ہے کہ صرف خدا کو لو نگا کسی اور کو نہیں اور خدا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے پر محنت سے ملیں گے، اب محنت خدا کے لئے کی اس طرح کی کہ غیر بھی ہاتھ سے نہ جاوے۔

یوں خدا نہیں ملتے ہیں کہ غیر ہاتھ سے نہ جاوے اور خدا بھی مل جاوے، حالانکہ جو یا گندم لینے کے لئے پہلے بہت سی بو ریاں بیج کی زمین میں ملا دیتے ہیں، ہم تو خاک میں ملا دیتے ہیں ایسے اناج کو جو غذا کا، تجارت کا سامان بن سکتا تھا، خدا قدرت سے اگا دیتے ہیں، جو گندم لینے کے لئے جو گندم خاک میں ملایا جاوے تو خدا کو لینے کے لئے غیروں کو خاک میں ملانا نہ ہوگا، مٹی سے بنی ہوئی اینٹیں خرید لیں وہ اینٹیں نہ بکیں تو ساری رقم خاک میں مل گئی، بہر حال غیر لینے کے واسطے غیر کو خاک میں ملانا پڑتا ہے، جیسے غلہ کو لینے کے لئے غلہ کو، پھلوں کو لینے کے لئے پھلوں کو خاک میں ملاتے ہو ایسے ہی اللہ کو لینے کے واسطے اپنی چیزوں کو خاک میں ملانا ہوگا، زمیندار خوش ہو کر بیج زمین میں بکھیرتا ہے، خوش چہرے کے ساتھ خاک میں ملا رہا ہے۔

اللہ کے لینے کی محنت میں کوئی چیز جانے لگے تو اس پر خوش نہیں ہوئے حالانکہ جانے و خاک میں ملنے پر صبر کرنے سے خدا ساتھ ہوں گے، تقویٰ والے اعمال پر جمنے پر خدا ساتھ ہوں گے، اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ (۲)، اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا (۳) باقی غیروں سے لینے میں تقاضے دبانے کا نہیں ملتا ہے، دھوپ میں چلنے کے پانچ سو، بیوی کو بیمار چھوڑ کر چلے آنے پر دو سو، گرمی میں ہل چلانے پر ایک سو، ملیں گے، سردی میں پانی لگانے پر ایک ہزار نہ ملے گا، صرف ملازمت یا دکان یا زمین پر بیٹھنے کا ملے گا۔

اس سلسلہ میں جتنی تکالیف برداشت کیں ان کی وجہ سے آمدنی میں اضافہ نہیں کیا جاتا ہے، تنخواہ نہیں بڑھے گی، لیکن اللہ کو لینے کی محنت میں تقاضے دبانے، تکالیف اٹھانے پر یہی خدا کے لئے ہیں، بیوی بچوں کو روتا ہوا چھوڑ آئے، صبر کیا، اس پر بھی خدا ساتھ ہوں گے اور عمل کرنے پر بھی خدا ساتھ ہوں گے، اس کے علاوہ کسی راستہ پر دونوں رخ پر نہ ملے گا، تقاضے دبانے کا کہیں نہیں ملتا ہے، صرف کرنے کا ملتا ہے، اللہ کی راہ میں تقاضوں کو دبانے اور کرنے پر خدا ملتے ہیں۔

اس کی مثال یہ لے لو کہ نماز کو آئے دوپہر کی دھوپ میں، نماز کا علیحدہ، دھوپ برداشت کرنے کا علیحدہ ملے گا، رات کے سخت اندھیرے میں آنے کا الگ ملے گا، نماز کا الگ، سردی میں ٹھنڈے پانی سے وضوء کا انعام علیحدہ ملے گا اور نفس

وضوء پر الگ، عمل پر الگ اور تقاضے دبانے پر الگ ملے گا، غیروں کی راہ میں صرف کرنے کا ملتا ہے، تقاضے دبانے کا نہیں، صبح سے شام تک دکان پر بیٹھے رہنے سے کچھ نہ ملے گا جب تک گاہک نہ آوے، لیکن مسجد میں نماز کے انتظار میں ایک گھنٹہ بیٹھے تو اس خالی بیٹھنے پر نماز پڑھنے کا ہی ثواب ملے گا (۴)۔

گھر کے تقاضے دبانے کا الگ، اللہ والے اعمال کرنے کا الگ، گھر میں نماز کی تیاری کا الگ ملے گا، دفتر جانے یا کھیت پر جانے کی تیاری پر نہ انعام ملے گا نہ اناج بڑھے گا، تکلیف برداشت کر کے وضو کی ہے تو اس تکلیف پر صبر کے بقدر ملے گا، چلے تو ہر قدم پر ایک نیکی، ایک درجہ اور ایک گناہ معاف، خدا کی معصیت زیادہ ہو رہی ہے، مسجد میں آ کر انتظار میں بیٹھنے کا ثواب الگ ملے گا (۵)، اب باوجود انتظار کے تلاوت نفل یا تسبیح میں سے کوئی عمل شروع کیا تو ان اعمال کا علیحدہ اور نفس انتظار کا الگ ملے گا، ساری محنت کے ہر ہر جز پر ملے گا، ہر حال قابل معاوضہ ہوگا ہر ایک پر معیت الٰہی ملے گی۔

پھر خدا دیں گے وہ بڑی قدرت والے ہیں، تمہاری موافقت میں قدرت استعمال کریں گے فَفِرُّوْا اِلَی اللّٰہ (۶) اللہ کو سامنے رکھ کر اللہ کی طرف دوڑنے میں ہر ہر چیز کا ملتا ہے، گرد و غبار برداشت کرنے، کھانے، نہ کھانے، اندھیرے میں چلنے کا ملے گا، روزہ میں لوگ زیادہ کھاتے ہیں، خشکی سے بچنے کے واسطے اس روزہ میں خاص طور سے دودھ یا گھی یا دودھ جلیبی کھاتے ہیں، کھانا عام دنوں سے اچھا پکے گا، سحری میں احتیاط کھانا اور پانی اور پان اور چائے میں زیادتی کی جائے گی، شام کو بہت سا افطار میں کھایا، نماز مغرب کے بعد کھانے بیٹھے تو دن بھر کی بھوک کی وجہ سے زیادہ کھایا، کھانا بھی زیادہ اور عام دنوں سے عمدہ، دن بھر کھانا چھوٹا تو اس پر خدا ساتھ ہوں گے، کہ خدا کی وجہ سے اس نے کھانا چھوڑا ہے، لہٰذا 'انا اَجزی' (۷) یہ روزہ کے بدلہ میں میں ہی اسے ملونگا' انا اَجزی' میں اس کو خاص بدلہ دونگا، حالانکہ کھانا چھوڑا نہیں ہے، رات کا کھانا تو سارے سال مغرب و عشاء کے درمیان ہی کھایا جاتا ہے، صرف دوپہر کا کھانا طلوع ہونے سے پہلے کھالیا، صبح کا کھانا تو دفتر والے نو دس بجے کھالیتے ہیں، زمیندار بھی ۱۱، ۱۲ بجے کھالیتے ہیں، دوپہر کا کھانا ذرا سر کا کر صبح صادق سے پہلے کر دیا، شام کا کھانا اپنی جگہ پر ہے، کسی کا چار، کسی کا پانچ، کسی کا کسی کا دو کسی کا چھ گھنٹے سرکا ہے، اس سرکنے پر یہ سارے انعامات مل رہے ہیں، اس سے کریم کے کرم کا اندازہ کرلو۔

زیادہ کھایا اور عمدہ کھایا، صرف ایک وقت کو مقدم کر دیا تو اللہ اسے ہی بیان کر رہے ہیں، یہ نہیں دیکھتے ہیں کہ صبح کی نماز کے سجدہ میں پیٹ سے نکلنے کے ڈر کی وجہ سے سجدہ امام کے ساتھ بہت مختصر سا کرتے ہیں، اس پر خدا کہتے ہیں اس نے کھانا چھوڑ دیا، جس پر میں ہی اسے ملونگا، اور اگر واقعی کھانے پینے میں کمی آئی ہو تو اسے نہ معلوم کیا ملے گا، کریم دینے کے واسطے بہانے بنایا کرتا ہے، غیر کریم کے ضابطے ہوا کرتے ہیں، اللہ کو لینے کی محنت میں کھانا مقدم کر لینے پر بھی انعامات ملیں گے، کھانا کچھ آگے کیا کچھ پیچھے، چاہے کھانا پینا عام دنوں سے زیادہ ہو، اس پر انعامات بہت دیں گے۔

کمائی یا گھریلو مسئلے، یا شادی آگے پیچھے ہوگئی تو اس پر بھی انعامات ملیں گے، روزہ میں طعام، شراب، جماع کو آگے پیچھے کر لینے پر بھی دے رہے ہیں، کہ ہماری وجہ سے ہی نیند چھوڑ کر سحری کی، جو اللہ کو سامنے رکھ کر محنت کرتا ہے اسے سا

رے ہی اجزاء پر ملتا ہے، غیر کو سامنے رکھ کر محنت کرنے والے کو ایک دفعہ ہی ملے گا پھر کچھ نہیں، ایک دفعہ بیج ڈالنے سے صرف ایک مرتبہ ہی کھیتی ملے گی، ایک ماہ کی ملازمت پر صرف اسی ایک ماہ کی تنخواہ ملے گی، آئندہ نہ ملے گا، لیکن خدا کو محنت کر کے پالیا تو خدا پہلے تو اس دنیا کی سائنس و ایٹمیات و راکٹ کو تمہارے قدموں میں ڈالیں گے۔

بس ایک مجموعہ اللہ کو پانے کی محنت ۲۴ گھنٹے صرف اللہ کو سامنے رکھ کر کرے، پھر انھی اعمال پر صبر و تحمل، دعوت و نماز، علم پر جن پر خدا ساتھ ہوتے ہیں تو اس دنیا میں خوب سہولت کر دیں گے، اس کی سات پشتوں تک دیتے چلے جائیں گے دنیا میں، پوتوں کی حاجتوں کا انتظام کر دیں گے، تکالیف کو دور کر دیں گے، صرف ایک کے عمل پر، ان ہی اعمال پر قبر کی میٹھی نیند ہے (۸)، اعزاز سے عرش کا سایہ ہے، جنتیں ہیں (۹)، انھیں اعمال پر اپنے رشتہ داروں، سات پشتوں یا گیارہ پشتوں کو جنت میں لے جانا ہوگا، بعض اپنے ہی اعمال پر چھ سو گھروں کو جنت میں لے جائیں گے (۱۰)۔

جن اعمال سے اللہ کو پایا اور اللہ سے اعمال کے راستے سے لینے لگے تو ایسوں کے ساتھ اچھا سلوک کرنے والا بھی جنت پائے گا، دوزخی نیچے سے اوپر سے گزرنے والے جنتی کو آواز لگا کر کہے گا مجھے پہچانا نہیں، میں نے تمہیں پانی پلایا تھا، جنتی وہاں سے پیچھے واپس گیا، خدا سے کہا فلاں نے مجھے پانی پلایا تھا، اب وہ دوزخ میں ہے، خدا کہیں گے اسے بھی جنت میں لے جا (۱۱)، نیکیوں پر خود اسے انعام ملے، اس نے دوسروں کو بھی نکلوایا، پھر نیکیاں ساری اسے ہی مل جاوے گی، کہ ان نیکیوں سے جس دوزخی کو تو چاہے نکال کر ان پر احسان کر جیسے تو دنیا میں کیا کرتا تھا۔

اب غور کرو، دنیا کے راستے میں بڑی محنت کے بعد ایک مرتبہ ملتا ہے، محمد صلی اللہ علیہ وسلم والے دین اعمال کے راستے میں ہمیشہ ملتا رہے گا، ایک دفعہ نہ ملے گا، جنتیں سب کو مل گئیں، اب خدا کی بار بار زیارت انھیں اعمال پر ہے جن پر جنت ملی، جنت پر بادل آئے، بادل پھٹے تو ان میں سے غیر متصور قسم کی حور نکل کر آئی، ارے یہ کہاں سے، ہم نے کہا تھا لدینا مزید، (۱۲) یہ مزید صرف اعمال کی وجہ سے آئی ہے جن پر کئی بار لے چکا ہے، ہزاروں من کھا چکا اب اتنا پھر کھا سکتا ہے، حوریں ملتی رہیں گی، جن اعمال پر پہلے کنواری حوریں ملی تھیں انھیں اعمال پر دوبارہ انھیں دوبارہ کنواری بنا دیں گے (۱۳)۔

روزہ پر شام کو کھانے کو ملا، اسی روزہ پر تقویٰ ملا اسی روزہ پر مصائب دنیا کے ہٹے، اسی پر قبر کا مزہ، اسی پر 'باب الریان' سے داخلہ، اسی پر ہمیشہ ملے گا، ہر آٹھویں دن سارے خدا کے یہاں حاضر ہوں گے، پھر خدا سنائیں گے، اسی دن مزا اترے گا، اللہ کے سنانے میں ہر حرف نور کا بادل بن کر چلے گا، بیٹھ کر سننے والوں پر برسے گا جس سے ان کے حسن، جوش، سکون، راحت میں اضافہ ہوگا، انوارات کے بادل جنتوں میں جا کر برسیں گے، تو ان جنتوں کی حوریں پہلے سے زیادہ چمک والی ہوں گی، اب جنتی واپس آ کر ساری جنت کو بدلا ہوا پائیں گے، شاعروں نے غلط کہا کہ حوریں بوڑھی ہو جائیں گی، ارے بوڑھو، بوڑھے انسان جنت میں نہ جائیں گے، یہ جملہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو بوڑھی صحابیہ رونے لگی، اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں بوڑھی کو خدا جوان بنا کر جنت میں لے جاویں گے (۱۴)، بے ریش ہوں گے اور ساٹھ ہاتھ کا قد (۱۵)، ہمیشہ اسی حال پر رہیں گے (۱۶)، آٹھویں دن کے قرآن پڑھنے پر ساری جنت میں خلاء پیدا ہوگا، خدا سے قرآن

سن کر واپس آ کر کہیں گے کہ اے حورو! تم بہت ہی خوبصورت ہو گئیں ہو، وہ کہیں گی ارے تم خود بھی تو بدل گئے ہو (۱۷)، شب زفاف کی طرح وہاں کی ہر رات خوبصورت ہوگی، عمل پر دوام وابد تک ملتا رہے گا عمل کے علاوہ کے راستے پر ایک مرتبہ ہی ملے گا، جس سو روپیہ کا کپڑا خریدا ہے انھیں سو روپئے کا دوبارہ نہ ملے گا اگر جا کر لالہ جی سے مطالبہ کیا تو لالہ جی پولس میں پکڑوا دیں گے، ایسے ہی ۵ روپئے کا حلوہ بنا کر کھایا تو اب اس رقم کا دوبارہ نہ کھا سکو گے، بس تمہارا عمل ایک مرتبہ قبول ہو جائے تو تمہیں انھیں، رشتہ داروں، دوستوں کو ہمیشہ ملتا رہے گا، اعمال کے راستے کی طرف موڑنے کے لئے انبیاء آئے ہیں کہ چیزوں کے راستے میں محنت بہت ہے، ملتا بہت کم ہے، مہینوں سالوں کی محنت کے بعد ایک چیز ملی، پھر تھوڑی دیر میں وہ چیز ختم، عمل کے راستے میں شروع میں آزمائش ہوگی، يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْتَعِينُوا بِالصَّبْرِ وَالصَّلَاةِ إِنَّ اللَّهَ مَعَ الصَّابِرِينَ (۱۸)، وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوعِ (۱۹)، اے خاص یقین والو، خدا کی ذات وصفات، رسل وکتب ورسولوں کے معجزات پر یقین کرنے والو صبر وصلوٰۃ کے ذریعے مدد لو، خاص یقین ہو، مشاہدات وغیرہ کا یقین نہ ہو، انھیں دیکھ کر اہل سیاست، اہل سائنس، اہل تجارت وزراعت کر رہے ہیں تم اس طرح کرنے کے تقاضے کو دباؤ، صلوٰۃ یعنی اللہ والے اعمال پر خود کو ڈالو، اعمال میں سب سے پہلے نماز ہے کہ بنیادی عمل ہے، اسے زندہ کیا تو سارے اعمال زندہ ہوں گے، نماز میں سارے اعضاء کا بیک وقت تمام حالتوں میں استعمال ہوا ہے، نیت ویقین کے اعتبار سے دل کا، تاثر ودھیان کے اعتبار سے روح کا بھی عمل نماز میں بنے گا، اس سے خدا ساتھ ہوں گے تو پھر وہی ہوگا جو موسیٰ کے ساتھ ہوا' ان معی ربی' (۲۰) ایسے ہوگا جیسے محمد وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوعِ (۲۱) وابوبکرؓ کے ساتھ غار میں ہوا، اسباب، ملک کی باگ ڈور، جنگی جہاز، فوج، کاریں دوسروں کے پاس ہیں لیکن خدا ان کے ساتھ نہیں ہے دوسرے انسانوں کے پاس کچھ نہیں ہے صرف خدا ساتھ ہیں تو اللہ ان بے اسباب والوں کو اسباب والوں کے اوپر لے آئیں گے، ان کے نقشے ان کے خلاف ہو جائیں گے، خدا ساتھ ہوتے ہیں اس طرح سے کہ خاص یقین کے ساتھ تقاضے دبا کر اللہ والے اعمال میں لگ کر اور سے مانگا جائے، بس اس محنت میں خطرات زندگی کے اقتصادیات کے بگڑنے کے، معاشرہ وگھر والوں اور دوستوں کے خلاف ہونے کے آویں گے مقربین وخواص میں سے بنو گے، تمہاری دعا دنیا میں ہر کام کرا دے، آخرت میں تمہاری سفارش پہلے (۲۲)، ایسا مقام لینے کے لئے ضرور کچھ قربان کرنا ہوگا۔

نماز کی آواز لگی، اس میں دکان کی آمد میں کمی دیکھ کر پیچھے ہٹنے والا تو پہلے ہی لڑھک گیا، زمین یا دکان یا ملازمت کے ہاتھ سے جانے، بیوی بچوں کے بگڑنے کا خطرہ تھا، پھر بھی عمل کو کیا، خدا نے اس خطرہ کو وجود دیدیا، بیوی گھر چلی گئی، زمین اجڑ گئی، دکان ٹھپ ہوگئی، اب یہ دوسری گھاٹی ہے، اب جو بیوی کی منت خوشامد کرنے لگے، دکان زمین میں لگ جاوے اور کہنے لگے کہ خدا کا کام کریں پھر زمین دکان خراب ہو تو میں تو ایسے کام سے باز آیا، پھر خوف نقصان، خوف جوع، نقص اموال، خوف نقص انھیں کی گھاٹی ہے، اس میں جمارہا تو اب جن کا خوف وخطرہ تھا وہ واقع ہو گیا، اس میں بھی پار ہو گیا۔ خدا کی طرف بڑھتا رہا تو عَلَيْهِمْ صَلَوَاتٌ مِّن رَّبِّهِمْ (۲۳) یہ پار ہو گئے ایسوں کی دعاؤں سے نظام عالم کے

بدلیں گے، ان کی سفارش پر خاندان، قوم جنت میں جائے گی (۲۴)، یہ راستہ اعمال کا ہے، اگر اس راستہ پر لوگ پار ہو جاویں تو عمومی رخ پلنے کا چیزوں سے ہٹ کر اعمال کی طرف ہوگا، آج اچھے اچھے جانکار سمجھتے ہیں کہ چیزیں پرورش کا سبب ہیں اعمال نہیں، حالانکہ چیزوں سے پرورش صرف دنیا میں ہوتی ہے، جو چیز ایک مرتبہ استعمال میں آئی پھر نہ آسکے گی، چیز لی تو رقم گئی اور رقم واپس لوگے تو چیز دوگے، ایک رقم سے صرف ایک مرتبہ ملے گا، اعمال پر پرورش دنیا و آخرت میں ہوگی، ایک عمل پر ہزار مرتبہ، لاکھ مرتبہ، کروڑ یا ارب مرتبہ ملنا ہوگا یہ غلط ہے، عمل پر تو ہمیشہ ملے گا، اونچے پیمانے پر جیسے اس دنیا میں اللہ کے خزانوں سے پھل و نعمتیں آتی رہتی ہیں ایسے ہی آخرت میں اللہ کے خزانوں سے جنت کے راستہ سے آتی رہیں گی، اصل اللہ کے خزانے ہیں، اللہ کے راستہ میں نکل کر اس کی محنت کرنی ہے کہ ہمارا رخ چیزوں سے اعمال کی طرف پلنے کے واسطے ہو جائے، پہلے یقین ہو کہ خدا قدرت والے ہیں، زمین، چاند، آسمان، دکان، مکان کے بغیر سب کچھ کر سکتے ہیں، کوئی مخلوق خدا کے بغیر کچھ نہیں کر سکتی ہے، یہاں تک مسلمان جلدی مان لیتے ہیں، لیکن اگلی بنیاد کہ خدا اعمال محمد پر کرتے ہیں یہ دیر سے سمجھتے ہیں، چلنے کا راستہ دکان، کھیتی، سونا، چاندی، ملک و مال، سائنس، سیاست، وزارت، صدارت نہیں ہے بلکہ محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔

اللہ والے اعمال پر محنت اٹھاویں گے کہ خدا ان اعمال پر کریں گے، بس ویسے تو ہم سیرت کے جلسے جلوس تو خوب کر لیتے ہیں لیکن یہ نہیں سوچتے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اثر کائنات پر پڑتا ہے، کائنات کا اثر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نہیں پڑتا ہے، انگلی کے اشارے سے چاند کے دو ٹکڑے (۲۵)، دو رکعت نماز کے بعد کی دعا سے بارش ہوئی (۲۶)، کسوف کی نماز کا سورج پر (۲۷)، خسوف کی نماز کا چاند پر اثر پڑتا ہے (۲۸)، تعمیری حالات محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم والے اعمال کے بغیر ممکن نہیں، آج چیزیں بہت ہیں اعمال محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم والے نہیں ہیں، یعنی حالات بگڑ رہے ہیں، اب جو محنت اعمال پر اٹھائیں گے وہ سب کو دلائیں گے، لا الہ الا اللہ کو لوگ جلد مان لیتے ہیں محمد رسول اللہ کو نہیں مان رہے ہیں، اعمال سے کام بن جانے کا ذہن نہیں ہے، خدا آج بھی دکھا سکتے ہیں کہ روس اور امریکہ کے پاس کچھ نہیں ہے، محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے غلاموں کے پاس سب کچھ ہے، جس دن کچھ لوگ اعمال سے ہونے کا ذہن بنالیں، محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم والا عمل ہو پھر خدا سے دعا ہو اس پر خدا دیں گے، اللہ سے ہی ہوتا ہے اور اللہ سے ہونے کی صورت کیا ہے، جواب میں ہم تجارت، زراعت، ملازمت، مزدوری کو صورت بتاتے ہیں، یہ غلط ہے، اصلی صورت نماز، ذکر، علم، زکوٰۃ اور اعمال محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں، ذرا سوچو کہ موسیٰ علیہ السلام جیسی نماز پڑھنے پر خدا خوش ہو کر فرعونی نظام کو بدل دیتے ہیں تو کیا ہم محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جیسی نماز پڑھ لیں تو کیا خدا سارے نظام کو نہ بدل دیں گے، ارے پھر تو روس اور امریکہ کا زور ختم ہو جائے گا، تاریخ سے ان کا نام مٹا دیا جائے گا، آنا اس پر ہے کہ ہم نماز سے پلتے ہیں، دکان بھی کرتے ہیں اور آج ہمارا کہنا ہے دکان کرتے ہیں اور نماز بھی پڑھ لیتے ہیں۔

اسے یاد رکھو کہ جو کچھ بھی ہم پلنے کے واسطے کرتے ہیں اسے بڑھیا بنائیں گے، جو پلنے کے واسطے ہوگا اسے گھٹیا بنا کر الٹا سیدھا کر لے گا، مثلاً کھیت سے پلنے کا یقین ہے اسی لئے کھیت کے کنویں کی کھیل درست لگاؤ گے، بیلوں سے کام

کروانے کے لئے بول بول لے جاتے ہیں، اس وجہ سے ہر جگہ کے مناسب بول بہت احتیاط سے بولو گے لیکن نماز میں جیسا چاہتے ہو بول لیتے ہو، یہ ہماری نماز ہے، نماز سے پلٹنے کا یقین بن جائے تو خدا کی قسم ساری دنیا کا نظام بدل جائے، نماز تو بہت سے اعمال کا مجموعہ ہے، نماز سے پلٹنے کا یقین بنا کر نماز اس طرح سے ادا ہو کہ گویا کہ ملک یا پیسہ، کردار و مال، جنت و دوزخ و عذاب قبر سے حفاظت اس نماز سے ملے گا، اب تجارت و زراعت کیوں ہے ارے میرے سارے مسائل کا حل تو نماز میں ہے لیکن ظاہری اسباب اس لئے اختیار کرتا ہوں کہ ان شعبوں میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم والے احکام چلا کر دکھاؤں، اور اس سے بھی خدا پالیں گے، بات نماز سے چلے گی تبلیغ اپنا دل و دماغ موڑنے کی محنت ہے، دو چار ہزار انسان اعمال سے پلٹنے والے بن گئے تو ان کی دعاؤں سے سارا نظام بدلے گا ان کا وجود اتنا بھاری ہوگا کہ سب کو ان کی طرف پلٹنا پڑے گا، جو نہ پلٹے گا وہ برباد و ہلاک ہوگا، وہ مبارک انسان خدا ہمیں بنادے کہ لیسنے کا رخ اعمال کی طرف ہو جائے اور اعمال میں سب سے پہلا عمل نماز ہے، جو اسے ذریعہ بنالے اس نے سیکھ لیا، جس نے نماز کو ذریعہ نہ بنایا وہ آگے کسی کو نہ بنا سکے گا، اللہ بہت بڑے ہیں اس بڑے سے ہوتا ہے غیر سے نہیں، وہ بڑے محمد صلی اللہ علیہ وسلم والے اعمال پر کرتے ہیں۔

اعمال محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ابتداء نماز ہے، ان بنیادوں کی آواز پر مسجدوں کو آنا ہوا ہے، اللہ اکبر کے وقت کا رفع یدین سب سے بڑی ہے الحمدللہ رب العالمین اللہ ہی پالنے والے ہیں لا رب الا اللہ اس کا خلاصہ ہے، اللہ کے علاوہ دکان، ملازمت، تجارت، زراعت، سے پرورش نہیں ہے، یہ سب سے پہلی آیت ہے، اللہ سے پلٹنے کی صورت ایاک نعبدو ایاک نستعین (۲۹) ہے، جیسے قیامت کو اعمال کے بگاڑ یا سدھار کا حکم خدا دیں گے، ایسے ہی دنیا میں زندگی کا بگڑنا یا اللہ کے حکم سے ہے، فرعون کی بگڑی، ایوبؑ کی سدھری، بگاڑ و سدھار کا مدار عبادت و استقامت پر ہے، اے خدا جیسے اس راہ پر انبیاء کو چلایا ہے مجھے بھی چلا، سب کچھ چھڑوا کر ساری محنت کرا کر یہ دعا اس لئے ہے کہ ہمیں احساس ہو جائے کہ ہمارا راستہ خدا سے عبادت کر کے لینا ہے، اللہ سے ہوتا ہے غیروں سے نہیں، محمد صلی اللہ علیہ وسلم والے اعمال پر ہوتا ہے، چیزوں سے نہیں ہوتا ہے، اس راستے والے کی دعا یہ ہوگی اے خدا جیسے اس راہ پر انبیاء کو چلایا ہے مجھے بھی چلا، یہ کبھی نہ کہے گا کہ میرے بچے کم ہوں کیونکہ چیزوں والے چیزوں کو کم دیکھ رہے ہیں، اس کی بہت سی تدبیریں ہیں ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ نسل نہ آنے دی جائے، خدا سے مقابلہ ہو گیا کہ جن انسانوں کو خدا پیدا کرنا چاہتے ہیں ان کی پیدائش کو روکنا چاہ رہے ہیں، اللہ کے نظام میں روڑہ بننے والے ٹوٹ کر گر جائیں گے، ابراہیم علیہ السلام و موسیٰ علیہ السلام کو چلنے سے روکنے والی حکومتیں تباہ ہوئی ہیں ایسے ہی آج بھی حکومتیں ایسا کریں گی تو ایسے کریں گی کہ بیج نہ رہے گا، تاریخ میں سے نام مٹا کر ہمیشہ کے لئے ختم کر دیا جائے گا۔

محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے تزوجوا الودود الولود فانی مکاثر بکم الامم (۳۰) محمد صلی اللہ علیہ وسلم والے اعمال ذریعہ پرورش تھے، جو پیدا کرے گا وہ کھانے کو دے گا، یہ نماز علم و ذکر پر محنت کر کے خدا کے لامحدود خزانوں سے لینے والے ہوں گے، ملکوں میں ہونے والی جنگیں الیکشن کے زمانے میں ہونے والے فسادات اس خبیث جذبہ پر ہیں کہ آدمی کم کرو،

یہ چیزیں تھوڑی ہیں، خدا نے کہا اچھا لو میں خود ختم کرتا ہوں، ایران میں ۷۰ ہزار زلزلہ سے مرے، آدمی بھی انسانیت کی کمی چاہ رہے ہیں اور خدا بھی کر رہے ہیں، لہٰذا تم خوب دعا کرو کہ خوب جنگ وزلزلہ وسیلاب ولڑائیوں وگولہ باریوں کے مناظر ہوں تاکہ بہت کم لوگ رہ جائیں، ہر ایک کے پاس چیزیں بہت ہوں، اس نظریہ کی بنیاد پر ملنا تو یہی چاہئے، لیکن اگر اعمال کو ذریعۂ پرورش بنالیا جائے تو سب کے لئے سہولت کے دروازے کھل جائیں گے۔

رمضان اس محنت کا مہینہ ہے کہ اللہ پالنے والے ہیں، وہ چیزوں پر نہیں پالتے ہیں اعمال پر پالتے ہیں، یقین کا موڑ اس تبلیغی محنت کا مقصد ہے، اعمال ہو رہے ہیں لیکن انھیں ذریعہ پرورش نہیں بناتے ہیں، پلیں گے تو ہم دنیاوی نقشوں سے، اعمال اچھے ہیں کرلو اگر اعمال کا رخ پڑ گیا تو چند ہزار کی وجہ سے ساری انسانیت بچ جائے گی، اگر اعمال کا رخ نہ پڑا تو ایسے جوتے انتظام کرنے والوں پر پڑیں گے کہ چھٹی کا دودھ یاد آجائے گا، قدرت اس طرح ظاہر ہوگی کہ منکر بھی یا تو اسے مان لیں گے یا بالکل بے نام ونشان ہو جائیں گے، اللہ کی راہ میں نکل کر ۲۴ گھنٹے ایسی فضا بنانی ہے جس سے یقین سائنس، زمین، دکان، مکان، مال سے ہونے کی بجائے خدا سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم والے اعمال پر ہونے کا یقین بنے، اس میں تردید ہر غیر کی ہر طرح چلے گی، مال سے روٹی نہیں ملتی ہے، مال لیکر نکلے روٹی لینے، راستے میں ٹکر ہوگئی تو اسپتال جا پہنچے خدا بغیر مال کے روٹی دے سکتے ہیں۔

ایسے ہی عمومی، خصوصی گشتوں میں کہنا، نگاہ نیچی، زبان سے ذکر، بازاروں میں چلو کہ ان کا یقین نہ ہو، یقین ہو کہ اس ذکر ونگاہ نیچی پر پلونگا، بازار میں چیزیں خریدنے کے لئے جانے کے وقت یہ یقین نہیں ہٹا سکتے ہو، اب دعوت کے لئے گئے ہو تو بنا سکتے ہو، خصوصی گشت میں گئے تو اس کے مکان کو اس نظر سے دیکھنا کہ یہ سب کھنڈر بننے والا ہے، میرے بھائی کی بھلائی میری بات سن کر مان لینے میں ہے اور میری بھی اس میں، نگاہ سب کی نیچی ہو، جب بولنے لگے تو باقی سب ذکر روک کر سننے لگیں، پھر مسجدوں میں لاکر یہی بات آکر سنیں گے، جماعت والے اسی بنیاد پر آپس میں بات کریں، تنہائی میں دل سے بھی یہی کہو، دوسروں سے کہو تو اپنے لئے، ساتھیوں سے کہو کہ ہم تردید خلائق چلہ لینے، اللہ کی راہ میں نکالنے کے واسطے نہیں کہہ رہے ہیں بلکہ اپنا یقین بدلنے کے واسطے کہہ رہے ہیں۔

کوئی بات مانے یا نہ مانے، کوئی آئے یا نہ آئے، ہم تو اس وجہ سے کہہ رہے ہیں کہ ہمارے دل میں اتر جائے، دعوت اس طرح چلی، بیٹھ کر سوچا کہ یہ حق ہے خدا سے ہوتا ہے، خدا اعمال محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر کرتے ہیں، اعمال میں سب سے پہلے نماز ہے، بچے جب کھیلتے ہیں تو پچاس یا سو اینٹیں کھڑی کر دیتے ہیں، پہلی گرادیں تو سب اینٹیں گریں، پہلے جمی ہے تو سب کھڑی کر دیں ایسے ہی نماز سے پرورش کا یقین نہیں ہے تو سود یا حرام چھوڑنے کا یقین نہ بنے گا، عمل کا سارا معیار ٹوٹ جائے گا، نماز بنی تو سارے اعمال بنے، نماز بگڑی تو سارے اعمال بگڑے، نماز بنی تو سود یا حرام کا لقمہ نہ کھا سکو گے ورنہ نماز قبول نہ ہوگی (۳۱)، لوگ کہتے ہیں کہ حرام کے لقمہ سے نماز قبول نہ ہوگی لیکن حرام چھوڑتے نہیں ہیں کیوں کہ نماز سے پرورش کا یقین نہیں ہے، لیکن اگر نماز سے پرورش کا یقین بن گیا تو ان تمام حرام اُمور کو چھوڑ دینا بالکل آسان ہوگا جن سے

نماز پر زد پڑتی ہے، رشوت، سود، غبن، غصب کے سارے سلسلے اس وجہ سے چل رہے ہیں کہ نماز سے پرورش کا یقین نہیں ہے اگر نماز سے پلنے کا یقین بن جائے تو سارے دین کا دروازہ کھل جائے، سارے اعمال درست ہو جائیں گے، انبیاء علیہم السلام نے سب سے پہلے ایمان ونماز پر محنت کی، فرعون کی حکومت کا ڈوبنا، بدر کی فتح صرف دعا ونماز پر ہوا ہے، اس مشق کے لئے رمضان کا مہینہ ہے، تعلیم میں کتابوں کا سننا ہو، اعمال کے اثرات سنے سنائے جائیں، نمازوں کی مشق ہو، ذکر کی محنت ہو، دوسروں میں اس محنت کو پھیلاؤ، رمضان پلٹا کھانے کا مہینہ ہے، نفس وشیطان سے، کائنات سے خدا کی طرف، چیزوں سے اعمال کی طرف ہماری زندگی بدل گئی تو قدرت خدا سے حالات بدل جائیں گے، اپنا کھانا پکا کر کھاؤ اظہارِ حال نہ کرو، نفس اول تو کام میں لگنے نہ دے گا، لگ گئے تو پھر نفسانیت اس عمل میں ڈالے گا، بڑائی، عزت، شہرت کے واسطے اللہ کے کام کرنے والے قیامت کو سیاہ چہرے کے ساتھ ہوں گے، شروع ہر عمل کا نیت کے صحیح کرنے سے ہو پہلے نیت بناؤ پھر ذکر، نماز، تبلیغ کا عمل ہو، بزرگی کو بڑائی کو شیطان نے دل میں بٹھایا تو کام بگڑ گیا، حالانکہ اپنی نگاہ میں خود چھوٹا بنے تو دوسروں کی نگاہ میں بڑا بنے گا، جو خود کو ہی بڑا بنا دے گا تو دوسروں کی نگاہ میں چھوٹا بنے گا چاہے ذکر کی مقدار کتنی ہی بڑی بنالے، بزرگی نہ ملے گی تو پھر یہ تدبیریں کر کے بڑا بنے گا، خدا کے بڑا بنانے سے نہ بنے گا، خدا اس کو بڑا بناتے ہیں جو کہ نماز، ذکر، علم، مراقبہ کی کثرت سے اپنے کو چھوٹا سمجھنے لگ جاوے، دوسروں کی خدمت کو ان کے حسن ظن اور حال سے ناواقفیت پر محمول کرے، جو خود کو بڑا سمجھے گا اس کو اگر کھانے کو نہ بلایا گیا تو وہ ناراض ہوگا، کہ میں نے تبلیغ کے ایسے ایسے کام کئے لیکن دل میں ذرہ بھر کبر وعجب ہے تو جنت میں نہ جا سکے گا (۳۲)۔

ہر عمل میں نیت صرف خدا کے راضی کرنے کی ہو، اپنے کو ویسا ہی سمجھو جیسے ہو، بھنگی کا بیٹا دھو کر کھا کر کہے کہ میں بادشاہ ہوں، ایسے ہی منی کے قطرہ کا آدمی کس پر اکڑتا ہے، تجھ میں قے، حیض، پاخانہ بھرا ہوا ہے، خود کو گندا بے حیثیت بنا تو خدا تجھے اچھا کہیں گے، تیرا اچھا پن یہ ہے کہ تو نے گندہ کو گندہ، برے کو برا سمجھا، اس راہ میں خدمت کرو، امیر کی مانو، اپنا ہر جگہ کھا کر نکالو، سارا وقت ان ہی اعمال میں گزرے گا، اخلاص پورا ہوا تو خدا دعا قبول کریں گے پھر تم دعائیں مانگنا، اے خدا ہمارا رخ پھیر دے، اعمال وخدا کی طرف چیزوں سے، اعمال کے راستے سے تبدیلی عالم میں لا، توحید کی جڑ مضبوط کر، شرک کی جڑ کاٹ، دعائیں رنگ لائیں گی، تم پر نور کی بارش ہوگی، پھر تمہاری محنت والوں میں، تمام انسانوں میں یہ بارش جائے گی، سب کے لئے اعمال کی طرف تبدیلی مانگو، محنت ہے نور لینے کی، یہ مہینہ ہے خدا کے نور دینے کا، اس ماہ کی محنت پر تمہیں بھی ملے گا اور نہ معلوم کتنوں کو ملے گا، اب دعا مانگو۔

---

(۱) سورۃ العنکبوت: ۶۹

(۲) سورۃ البقرہ: ۱۵۳

(۳) سورۃ النحل: ۱۲۸

(۴) مجمع الزوائد صفحہ ۲۳۶ جلد ۱

(۵) حوالۂ سابق

(۶) سورۃ الذاریات: ۵۰

(۷) مجمع الزوائد صفحہ ۱۹۷ جلد ۱

(۸) کنز العمال صفحہ ۶۳۳ جلد ۱۵

(۹) کنز العمال صفحہ ۹۰۴ جلد ۱۵

(۱۰) کنز العمال صفحہ ۶۴۰ جلد ۱۴

(۱۱) کنز العمال صفحہ ۴۰۹ جلد ۱۴

(۱۲) تفسیر ابن کثیر صفحہ ۲۲۹ جلد ۴

(۱۳) مجمع الزوائد ۴۱۷ جلد ۱۰

(۱۴) مجمع الزوائد صفحہ ۴۱۹ جلد ۱۰

(۱۵) مجمع الزوائد صفحہ ۳۹۹ جلد ۱۰

(۱۶) کنز العمال صفحہ ۴۷۱ جلد ۱۴

(۱۷) مجمع الزوائد صفحہ ۴۲۲ جلد ۱۰

(۱۸) سورۃ البقرہ: ۱۳۵

(۱۹) سورۃ البقرہ: ۱۵۵

(۲۰) سورۃ الشعراء: ۶۲

(۲۱) سورۃ البقرہ: ۱۵۵

(۲۲) مجمع الزوائد صفحہ ۳۳۰ جلد ۱۰

(۲۳) سورۃ البقرہ: ۱۵۷

(۲۴) مجمع الزوائد صفحہ ۳۳۰ جلد ۱۰

(۲۵) البدایہ والنہایہ صفحہ ۲۷۱ جلد ۶

(۲۶) مجمع الزوائد صفحہ ۲۱۲ جلد ۲

(۲۷) کنز العمال صفحہ ۴۲۲ جلد ۸

(۲۸) نیل الاوطار صفحہ ۳۳۱ جلد ۳

(۲۹) سورۃ الفاتحہ: ۴

(۳۰) کنز العمال صفحہ ۲۹۶ جلد ۱۶

(۳۱) مجمع الزوائد صفحہ ۲۹۱ جلد ۱۰

(۳۲) کنز العمال صفحہ ۵۳۳ جلد ۳

تواضع خدا کو پسند ہے

{۲؍رمضان ۱۳۸۲ھ مطابق ۲۸؍جنوری ۱۹۶۳ء}

بروز دوشنبہ، بعد فجر

اقتباس

جیسے ایک ماہ کے بعد عید کا خوشی کا دن ہوتا ہے ایسے ہی عمر کو رمضان کی طرح پابندیوں کے ساتھ گزار لیا تو پھر خوشی کا دن آوے گا، نمونہ کا خوشی کا دن تو صرف تھوڑی دیر کا ہے، پھر کاروبار کے دھندے، لیکن اصلی خوشی کا دن کبھی ختم ہو کر نہ دے گا چاہے کتنے ارب سال گزر جائیں، جیسے عید کے دن عورتیں سجتی ہیں ایسے ہی عورتیں وہاں سجی رہیں گی، جیسے عید کے دن کھانے اور لباس عمدہ ہوتے ہیں ایسے ہی اس خوشی کے دن سے ہمیشہ کو کھانے اور لباس عمدہ ہوں گے، جیسے رمضان تھوڑا پھر عید ایسے ہی عمر تھوڑی پھر خوشی کے دن کی طرف انتقال ہے، اگر زندگی بھر رمضان کی طرح وقت گزارا تو پھر ہمیشہ کو عید ہوگی، یہ مہینہ متقی بننے کا نمونہ ہے پھر اس کے بعد نمونے کی عید ہے، عید کے دن نفل بعد طلوع ممنوع ہیں بعد میں نماز عید ہے، اس میں اس اصلی عید کے دن کی جھلک ہے جس میں نماز نہ ہوگی، اور اس دن کے بعد ہمیشہ کی زندگی عید کی طرح چلتی رہے گی، جیسے عید کے موقع پر خوشیاں ہوتی ہیں، ایسے ہی اصل عید کی خوشی ہمیشہ کو چلتی رہے گی۔

نحمدہ' و نصلی علی رسولہ الکریم۔

میرے بھائیو اور دوستو!

یہ رمضان کا مہینہ دو باتوں کا مہینہ ہے، ایک متقی بننے کی محنت کا مہینہ ہے، تقویٰ حاصل کرنے کی محنت، تقویٰ اس طرح حاصل ہوگا کہ جیسے ایک ماہ گزارا جاتا ہے باقی زندگی اسی نمونہ پر گزار لو، عمر بھی تھوڑی ہے، رمضان متقی بننے کا نمونہ ہے، جیسے رمضان تھوڑا اور ختم ہونے والا ہے جو اسے تقوے کا نمونہ بنائے گا تو بنے گا ورنہ نہیں، ایسے ہی ۵۰، ۶۰ سال تھوڑی اور ختم ہونے والی مدت ہے جو اسے تقوی پر چلائے گا تو تقوی ملے گا۔

جیسے ایک ماہ کے بعد عید کا خوشی کا دن ہوتا ہے ایسے ہی عمر کو رمضان کی طرح پابندیوں کے ساتھ گزار لیا تو پھر خوشی کا دن آوے گا، نمونہ کا خوشی کا دن تو صرف تھوڑی دیر کا ہے، پھر کاروبار کے دھندے، لیکن اصلی خوشی کا دن کبھی ختم ہو کر نہ دے گا چاہے کتنے ارب سال گزر جائیں، جیسے عید کے دن عورتیں سجتی ہیں ایسے ہی عورتیں وہاں سجی رہیں گی، جیسے عید کے

دن کھانے اور لباس عمدہ ہوتے ہیں ایسے ہی اس خوشی کے دن سے ہمیشہ کو کھانے اور لباس عمدہ ہوں گے۔

جیسے رمضان تھوڑا پھر عید ایسے ہی عمر تھوڑی پھر خوشی کے دن کی طرف انتقال ہے، اگر زندگی بھر رمضان کی طرح وقت گزارا تو پھر ہمیشہ کو عید ہوگی، یہ مہینہ متقی بننے کا نمونہ ہے پھر اس کے بعد نمونے کی عید ہے، عید کے دن نفل بعد طلوع ممنوع ہیں بعد میں نماز عید ہے، اس میں اس اصلی عید کے دن کی جھلک ہے جس میں نماز نہ ہوگی، اور اس دن کے بعد ہمیشہ کی زندگی عید کی طرح چلتی رہے گی، جیسے عید کے موقع پر خوشیاں ہوتی ہیں، ایسے ہی اصل عید کی خوشی ہمیشہ کو چلتی رہے گی، میاں بیوی میں تیرم تارا ہوا کرتی ہو تو اس دن دونوں ہی مل جاتے ہیں۔

اصل عید زندگی کے بعد آرہی ہے، زندگی تقویٰ پر گزری تو عید ہمیشہ کو رہے گی، بس تم تقویٰ موت تک اختیار کرلو، تو پھر ایسا عید کا چاند طلوع ہوگا جس کا غروب نہ ہوگا، بعض بدنصیب ایسے ہیں جنھوں نے رمضان کو تقویٰ کا نمونہ نہ بنالیا 'کم من صائم لیس لہ من صیامہ الا الجوع و کم من قائم لیس لہ من قیامہ الا السھر '(۱) یہ وہ ہیں جنھوں نے رمضان کو نمونہ نہ بنایا، رات کو جاگے، دن کو روزہ رکھے، لیکن وہ پابندیاں اختیار نہ کیں جس سے یہ تقویٰ کا نمونہ بنے، ایسے ہی نماز کے نمونے کا بھی یہی حال ہے، نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ نمونہ ہیں، مال کا خرچ زکوٰۃ کی طرح ہو، رات دن کا خرچ رمضان کی طرح ہو، جان ایسے پابند بنے جیسے نماز میں سارے اعضاء پابند ہوتے ہیں۔

رمضان میں نماز کی مشق بڑھی کہ اس سے متقی بنو گے، سارے سال رمضان کی پابندیاں چلتی رہے تو متقی بن سکے گا، نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ میں سے ہر ایک متقی بننے کا نمونہ ہے، وہ تو بہت ہی بدنصیب ہیں کہ یہ سارے اعمال کریں لیکن ان میں سے کوئی عمل تقوی کا نمونہ نہ بنا، اول درجے کے بدنصیب تو وہ ہیں جنھوں نے یہ اعمال کئے ہی نہیں، دوسرے درجے کے وہ ہیں جنھوں نے اعمال کئے، نمونہ نہ بنایا، تیسرے درجے کے وہ ہیں کہ اعمال کو نمونہ تو بنایا لیکن زندگی ان نمونوں پر نہ بنائی، رمضان اور حج کو اس طرح گزارا کہ تقوی کا نمونہ بنے، نماز و روزہ کو اس طرح ادا کیا کہ تقوی کا نمونہ بن گیا، زکوٰۃ کو اس کے صحیح مصارف پر لگایا باقی مال ان پابندیوں پر خرچ نہ کیا، جہاں چاہا خرچ کر دیا، جیسے چالیسویں حصے کے مصارف مقرر ہیں، سید، غنی رشتے دار کو دیا تو زکوٰۃ ادا نہ ہوگی، ایسے ہی ۳۹ حصوں کو ان کے مصارف پر خرچ کیا تم متقی ہو، حج میں ہماری زندگی کا خاص طریقہ ہے، جان و مال اس خاص طریقہ پر خرچ ہو تو تقوی کا نمونہ، نماز جان کا خاص خرچ ہے، آج کے اعلی درجہ کے وہ ہیں کہ ان اعمال کو نمونہ بنایا لیکن زندگی ان پر نہ اٹھائی، رمضان میں روزہ اور نماز دونوں ہیں، ایک فرض نماز ایک فرض روزہ سے زیادہ ہے، جیسے نفل نماز نفل روزے سے بھاری ہے، رمضان میں تقوی سے دو نمونے نماز اور روزہ کے ذریعہ تیار ہوں گے، روزہ یہ ہے کہ کھانے، پینے، صحبت کرنے پر کنٹرول کر۔

صبح سے روزہ رکھ کر اپنے ہر عضو کی حفاظت کر، کوئی شہوت کی نگاہ نہ ہو، شرک، غیبت، ایذاء، بہتان کا بول زبان پر نہ آوے، زنا، جھوٹ، حرام کا کوئی بول نہ ہو، جیسے زبان کو حلال کھانے سے روک لیا اللہ کو راضی کرنے کے واسطے تو حرام کیسے نہ چھوٹے گا، ہر طرف سے یکسو ہو کر عمل کرنے سے اس عمل کا اثر پڑتا ہے، یکسو ہو کر کرنے سے ذکر، نماز، تعلیم، مجلس ایمان

اثر ڈالتی ہے، جن اعمال مسجد سے انسان متقی بنتا ہے ان میں یکسو کر کے لگانے کے واسطے روزہ رکھدیا ہے، اس وقت سارے ہی یکسو ہو کر بیٹھے ہیں، صرف اونگھ کا بعض پر غلبہ ہے، صحبت، کھانے پینے، دوادارو سے یکسو ہو کر ایمان کی مجلس، ذکر، نماز، حلقہ علم میں لگنا ان اعمال کا اصلی اثر ملتا ہے۔

رمضان میں اعمال کو یکسو ہو کر کرنے کی کوشش کرلو، پھر رمضان کے بعد ۲۴ گھنٹے کی زندگی میں ان اعمال نمازوں کی کثرت، نماز، ذکر، تلاوت، دعا، بکاء، دعوت، تعلیم کو ہر ایک سے یکسو ہو کر مداومت سے کرنے سے تقویٰ ملے گا، رمضان میں سارا وقت دعوت، تعلیم، ذکر، نماز میں گزارو، ان میں کھانے پینے سے یکسو ہو کر رات کو کھانے پینے کی ترتیب ہے، لیکن جس وقت حکم ملے اس وقت کھاؤ، پیو، جس وقت منع کردیں ان سے رک جاؤ۔

عمرؓ کہا کرتے تھے لوگ افضل کے وقت تو سو جاتے ہیں، جو کم افضل ہے اس کو پڑھنے میں لگتے ہیں، تراویح سے افضل تہجد ہے، ایسا نہ ہو کہ تراویح کی وجہ سے تہجد چھوٹ جاوے، تہجد کی نماز علیحدہ علیحدہ ہو کر پڑھو، مغرب کے بعد ۶ سے ۲۰ تک، پھر تراویح ۲۰ رکعت، پھر تہجد میں ۴ سے ۱۲ تک، نماز کی اس مقدار کے ساتھ کھانا پینا سمٹ جائے گا، رات کے ہر حصہ میں کھانا پینا نہ ہوگا، کھانا پینا جلدی سے ہو، ۲۴ گھنٹے کھانا پینا ہو تو پھر اسے کھانے کے وقت جلدی نہیں ہوتی ہے۔

لیکن بارہ چودہ گھنٹے کھانے کی بندش کے بعد کھانے پر بیٹھنے والا جب کھانے کو بیٹھے گا تو جلدی جلدی خوب کھاویگا، کھانے سے جلدی فارغ ہو کر اعمال مسجد والے شروع کردے، آخر رات میں کھانا ہے تو اب بیچ میں کھانے کی ترتیب نہ چلے، اعمال میں سارا وقت لگادو، نیند کو دباؤ، تراویح پڑھو، پھر سوئے تو تہجد کے لئے اٹھو، پھر سحری کھاؤ، اس نمونے پر زندگی آجاوے تو متقی بن جاؤ گے۔

جیسے روزہ میں نامحرم کو دیکھا تو تقویٰ کا نمونہ ہی نہ بنا، تم سے لڑنے جھگڑنے کوئی لگا تم نے کہہ دیا 'انی صائم' (۲) تقویٰ کا نمونہ بن گیا، سارے سال تم گالی دینے لڑنے جھگڑنے والے سے کہہ دو کہ میں لڑتا نہیں ہوں ورنہ میرا تقویٰ بگڑ جائے گا، جیسے رمضان کی پابندی کے بعد عید ہے ایسے ہی اب سے باقی رہ جانے والی زندگی میں تقویٰ کی پابندی لے لو تو پھر مرنے کے بعد عید آئے گی، ۲۴ گھنٹے کی زندگی میں کھانے پینے کی پابندی ہے، کب اور کیا کیا کھایا جائے، کیا کیا بولا جائے، جیسے نماز اور روزے سے پابندیاں ملتی ہیں ایسے ہی باقی زندگی میں بھی پابندیاں ہیں، ان پابندیوں پر پڑنے سے تقویٰ ملے گا، نماز روزے میں ان پابندیوں کو لے جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بتائی ہیں، نماز میں ہر ہر عضو پر پابندی ملے گی ایسے ہی تقویٰ بھی پابندی ہے، پہلے نمونہ بناؤ، پھر زندگی اس نمونے پر اٹھاؤ، روزے میں تقاضے دبانا ہے اپنے تمام تقاضوں کو دباؤ، تقاضے دبا دبا کر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم والے اعمال کو کرو، انھوں نے سب سے بڑا عمل دعوت کا دیا ہے، اس دعوت پر خود چلنا اور دوسروں کو دعوت دینا، اللہ کے یقین کی طرف بلانا غیروں کے یقین سے ہٹانا بہت بڑا عمل ہے، ان تمام امور کی طرف بلانا جن کی طرف خدا نے بلایا ہے، دعوت نماز روزے سے بھی آگے ہے، خدا نے بھی سب سے پہلے دعوت دی ہے ادب دعوت کا بتادیا کہ راہ چلتے دعوت نہ دو بلکہ توجہ و یکسوئی اور دل نشین ہونے کا رخ بنالو پھر دعوت سناؤ اَنَا اخْتَرْتُكَ

فَاسْتَمِعْ لِمَا يُوحٰى اِنَّنِيْ اَنَا اللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنَا فَاعْبُدْنِيْ (۳) میں ہی ہوں باقی کچھ نہیں ہے، میری عبادت کر اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِيْ (۴) میرے یاد کرنے کے واسطے یا میرے یاد دلانے کے وقت نماز پڑھ لو، توحید و نماز کی طرف بلایا تو اِنَّ السَّاعَةَ اٰتِيَةٌ اَكَادُ اُخْفِيْهَا لِتُجْزٰى كُلُّ نَفْسٍ بِمَا تَسْعٰى (۵) ایمان نہ رکھنے والے تجھے اس عقیدے سے نہ ہٹادیں، یہ دعوت ہوگئی، اللہ نے حج زکوٰۃ نماز کو ادا کرنے کو کہا، البتہ روزے میں انسان خدا کی طرح بیوی، کھانے، پینے، سونے، سے علیحدہ رہتا ہے، لیکن دعوت خدا نے دی ہے، اللہ نے حج نہیں کیا، اپنے گھر کا چکر کیسے کریں، عرفات میں خود خدا جا کر دینے والا لینے والا کیسے بن جائے وَمَا تِلْكَ بِيَمِيْنِكَ يٰمُوْسٰى (۶) سیدھا جواب دیا چرواہوں کی طرح، میں کرنے والا ہوں اسے زمین پر ڈالا تو اژدھا بن گیا، جب وہ منہ کھولتا تھا تو ایسا معلوم ہوتا تھا کہ سارے فرعونی اس کے منہ میں آجائیں، بہت زبردست معجزاتی اژدھا تھا، اسے دیکھ کر فرعون جیسا ظالم جابر ڈرتا تھا (۷)، اللہ کے حکم سے ہاتھ ڈالا تو اسے لکڑی بنادیا (۸)، یعنی اژدھا اژدھا نہیں، لکڑی لکڑی نہیں، صرف خدا کی مشیت سے ہوتا ہے، غلہ ملک و مال سے نہیں ہوتا ہے جیسا چاہیں ویسا ہی نقشہ بن جائے گا، سمندر کو پہاڑ، پہاڑ کو سمندر، بستیوں کو دریا، دریاؤں کو بستی اپنی قدرت سے کر سکتے ہیں، مخلوق میں تغیرات خدا کی قدرت سے آتے ہیں ادلنے بدلنے ذریعے سے کچھ نہیں ہوتا ہے صرف بدلنے والے سے ہوتا ہے، کبھی منی، کبھی جسم، کبھی انسان، کبھی بیج، کبھی درخت، کبھی اینٹ، کبھی دیوار، کبھی مٹی، کبھی، دھاگہ، کبھی کبھی کیڑا، یہ سب متغیر و متبدل ہیں، میری چاہ سے زندگیاں بنتی بگڑتی ہیں، میری چاہ کو سامنے رکھ کر عبادت کرو، پھر تمہارے موافق چاہ لوں گا، خدا نے بعد میں ایسا کر کے دکھایا، چاہنے سے لکڑی، اژدھا، اژدھا کو لکڑی بنادیا، ایسے ہی اپنے چاہنے پر خدا نے اژدھا فرعونی نظام اور فوج و پولیس ممبران و وزراء سب لکڑی کی طرح پانی پر تیر رہے تھے، لکڑی کی طرح بے کار و بے بس اور مظلوم انسانوں کو قدرت سے اژدھے کی طرح غالب بنادیا، ملک مصر پر چھا گئے، صدارت وزارت، قوم و پولس صرف بنی اسرائیل کے پاس رہی، سب کچھ خدا کے چاہنے سے ہوا، اے موسیٰ! ان کھیتوں دکانوں کو سامنے نہ رکھ یہ سامنے رکھ یہ سب کچھ خدا کے چاہنے سے ہے، ملکی، قومی، سرمایہ داری ساری ہی ترتیب خدا کے چاہنے سے ہے، جس طرح خدا نے چاہا بدل دیا، اونی کپڑے، لڑائی، چیزوں کو سامنے رکھ کر استعمال نہ ہو، صرف خدا کے اعتبار سے استعمال ہو، میرے لحاظ سے استعمال ہوئے تو ایک دم بدل دونگا، جیسے ایک دم لکڑی کو اژدھا بنادیا، نماز میں خدا کے اعتبار سے تمام اعضاء کو استعمال کرنے کی کوشش ہے، نماز کے ہر ہر مرحلہ میں ہر عضو کا خاص استعمال ملے گا، یقین، دھیان، تاثر، روح سب خدا کے اعتبار سے ہوں، کوئی اور دھیان، یقین، نیت و محبت میں نہ رہے، صرف اللہ ہی اللہ رہ جاویں، اس نماز پر خدا راضی ہو کر عالم کی ترتیب کو بدل دیں گے۔

اصل نماز ہے، روزہ سے بھی اس نماز کی خصوصیت مقصود ہے، ایک دن کا روزہ ستر روزے ہیں تو ایک دن کی تین نمازیں فجر، ظہر، عصر، کل ۳۱۰ ہوئیں، ایسے ہی حج ایک رہے گا، نماز اس عرصہ میں کروڑوں ہونگی، رمضان و حج میں نماز کی مشق ہے، اللہ نماز پر ہی سب کچھ دیتے ہیں، نماز والا استعمال اندر باہر سے خدا کی مرضی کے مطابق ہو جاوے تو خدا

سارے عالم کی ترتیب بدل دیں گے، ارے تم محنت کہاں ضائع کر رہے ہو، محنت کر کے نماز بنالو جس سے نیت خود موافق ہوگی، آخرت کا یقین تمہیں ہو کہ اصلی انعام قیامت کو ملے گا، یہاں ملنے والا وہاں ملنے کا اصل نمونہ ہے، جیسے نماز تقویٰ کا نمونہ ہے، باقی زندگی اصل تقویٰ ہے، ایسے ہی یہاں انعام کا نمونہ ہے، اصل انعامات تو آخرت میں ہوں گے، جو تم ہم سے سمجھے ہوا سے فرعون کو سمجھاؤ، ہم بھی تبلیغ میں ایسے ہی کرتے ہیں، یہاں آنے والوں کو سمجھاتے ہیں کہ اسے دل میں بٹھالو اسے ہی دوسروں سے کہو، یہ چیز چل گئی تو سارے عالم کی ترتیب بدلے گی۔

موسیٰ علیہ السلام کو سب سے پہلے فکر ساتھی کی ہوئی، ۵، ۶ سطروں کی دعا موسیٰ علیہ السلام نے مانگی، اے خدا ہارون کو بھی حکم دعوت دے، موسیٰ علیہ السلام ہارون سے ساتھ چلنے کو کہتے تو ہارون چل پڑتے لیکن خدا سے موسیٰ علیہ السلام نے حکم ہارون کو دلوایا، صرف اسی آدمی کا خرچ حکومت اٹھاوے گی جس کو وہ امریکہ جانے کا حکم دے، یہ جانے والا کسی کو حکومت کے بغیر ساتھ لے گا تو حکومت اس دوسرے کا خرچ نہ اٹھاوے گی، ایسے ہی موسیٰ علیہ السلام نے ہارون کو حکم دلوایا، کہ تمام نصرتیں، رحمتیں دور میں دوگنی ہوجائے گی، اور کام بھی دوگنا ہوگا، اس کا جواب خدا نے دس سطروں میں تمام احسانات گنا کر دیا۔

اِذْهَبْ سے اِذْهَبَا بنانے کے لئے صرف ایک صفحہ پڑھا، خدا سے دعا پانچ سطر کی، خدا کا جواب دس سطر کا، کل پندرہ سطریں ہوئی ہیں (۹)، کن احسانوں کو تذکرہ اس وقت کیا کرتا ہے جب کہ بہت بڑا احسان کرنے لگے، ایک آدمی کو دعوت مل جاوے، یہ بہت بڑے احسانات سے بڑا ہے، پوری دنیا کے انس وجن آگ، ہوا، پہاڑ، پتھر، پر سلیمان علیہ السلام کی حکومت اتنا بڑا احسان نہیں ہے جتنا بڑا احسان ہارون کو دعوت دینے کا ہے، تو یہاں دعا ایک سطر کی، پھر جواب میں کوئی احسان کا جتانا نہیں ہے، خدا سے کچھ کروا ہی نہیں رہے ہیں، لیکن داعی الی اللہ بن جانا بہت بڑا ہے، وہی دعوت دیں جو خدا نے موسیٰ علیہ السلام کو دی۔

داعی بننے کے مقابلے میں حاکم یا ساری دنیا کا وزیر بننے کی حیثیت ایسے ہی کم ہے جیسے وزارت کے سامنے بھنگی، موسیٰ نے جا کر دعوت دی کہ اے قوم تم اللہ پر ایمان لائے ہو تو توکل والے بنو، توکل لینے کے واسطے نمازیں ہیں، نمازوں سے ہونے کا یقین بن گیا تو انھیں توکل مل سکے گا، نماز سے ترتیب عالم بدلے گی، اللہ کی دعوت دینا بہت بڑا عمل ہے، اس دعوت کو سیکھنا ہے، ہمیں دعوت کرنی نہیں ہے، زبان سے کہہ دینا دعوت نہیں ہے، اصل دعوت یہ ہے کہ جو کچھ ہم دوسروں سے کہہ رہے ہیں وہ ہم میں پیدا ہو۔

دعوت دینے جاؤ جو مشکل آئے اسے نماز پڑھ کر مارتا جاوے، وزیر سے ملنے گئے، دربان نے روک دیا، نماز پڑھ کر خدا سے کہا، خود وزیر باہر نکل کر آیا، اس سے بات ساری دعوت کی شروع کر دی، اس نے نہ مانا تو پھر نماز پڑھ کر دعا مانگی ہدایت دے یا مار دے، اس طرح کے دس بیس ہوں تو سارے ہی ڈر کے مارے پلٹ جاویں، اب اس یقین ونماز کی مشق اپنی حاجتوں ومسئلوں کو بنا، اپنی ذاتی الجھنوں میں نماز ودعوت پر جم جا، رو رو کر خدا سے حاجت کہہ، نماز پڑھ پڑھ کر خدا سے کہتا رہ، اللہ کی قدرت سے ذاتی مسائل حل کروالئے تو پھر تم تقویٰ اور ملکی مسائل کو بھی خدا سے حل کروا سکو گے۔

اب تمہیں دعوت آگئی ہے اب تم امریکہ، روس، پارلیمنٹ، مصر چلے جاؤ، جہاں رکاوٹ پیش آئے کوئی نہ جانے دے تو نماز پڑھ کر دعا مانگو، اے خدا یہ دربان روک رہا ہے اسے ہدایت دے یا اسے مار، ایک دو دربان مر گئے تو پھر تمہیں کوئی نہ روکے گا، دعوت پکار ہے عاجز، بس ضعیف سے قوی، اور بااختیار کی طرف، اس پکار پر تم خود سب سے پہلے بڑھو، کلمہ ونماز تم سیکھنے جارہے ہو، یہ ماہ اس سیکھنے کے بہت مدد ومعاون ہے، آسمان سے فرشتوں کا تانتا بندھا ہوا ہے، جبرئیل علیہ السلام نہ آنے والے بھی ایک رات میں اتریں گے (۱۰)، نیکیوں کا خاص موسم ہے۔

بس کلمہ نماز سیکھ لو، روزہ سے تقاضے دبانے کا مادہ لینا ہے، اللہ کے حکموں پر جان لگانے کی مشق نماز ہے، تقاضے دبا کر کلمہ ونماز کی مشق ہو، تمام کائناتی طریقوں سے یقین ہٹے، اعمال محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر آوے، تو ظاہر وباطن ہر اعتبار سے نماز محمد صلی اللہ علیہ وسلم جیسی ہو تو خدا اس محنت پر پہلے تمہیں متقی بنائیں گے، اپنا نور دل میں ڈالیں گے، چیزوں کے بجائے ساری کامیابیاں اعمال میں دکھائی دینے لگیں گی، یہ محنت ۲۴ گھنٹے ہو، پھر خدا سے رو رو کر نور مانگنا ہو، اس نور سے اعمال میں نظر آتا ہے، بُرے وخراب کو چھوڑ کر صرف اچھے اعمال لینا ہے، اس سے تقوی مکمل ہو جاتا ہے۔

اس رمضان کے مہینہ میں خوب محنت کر لو کلمہ ونماز کی ہماری مسجد کے علاوہ باقی مسجدوں میں ڈیڑھ پر اذان، آٹھ پر عشاء، اور تراویح ساڑھے نو پر ہے، سونا تو اب سردی کے زمانے کی رات میں ساڑھے چار بجے اٹھ بیٹھے، ایسے ہی چھ گھنٹے ہو جاتے ہیں، گرمیوں میں راتیں چھوٹی ہو جاتی ہیں، اس زمانے میں لوگ نکل کر دکھا گئے ہیں، آج کل رات دن کا بیلنس برابر ہے، آج دل سیاہ ہیں، اس وجہ سے پریشانی کے آنے کے وقت صرف انسانوں وچیزوں کی طرف بھاگتے ہو، کوئی مسجد کو اس وقت نہیں جاتا ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو جب پریشانی لاحق ہوتی تو مسجد میں جا کر نماز پڑھ لیتے (۱۱)، پریشانیوں میں نماز کو نہ جانا دل میں نور نہ ہونے کو بتاتا ہے، خود کو بیمار سمجھ کر جاؤ، ہر عضو کی ہر گھڑی حفاظت ہو، یا تو کلمہ کی باتیں ہوں، گلیوں بازاروں میں جا کر اور مسجدوں میں لا کر سمجھایا، پھر نکالا کہ تم تقاضے دبا کر نکلو اور خدا سے نور سب کے لئے مانگو۔

خدا پھر نور کی سب سے بڑی دولت دیں گے، کھیتوں، بازاروں، کارخانوں میں جا کر دعوت دینا حق کو اپنے دل میں بٹھانے کے واسطے ہے، کلمہ کی باتیں ہوں، اللہ کے چاہنے سے ہوتا ہے، خدا کا چاہا ہماری نماز پر ہوگا، رمضان میں نکلنا، کلمہ نماز روزہ کی مشق ہے، غنیمت سمجھ کر نکلو، اب جتنے انسان تمہاری وجہ سے ملک ومال دنیا سے مڑے خدا کی طرف، بعض ولی، بعض عالم، بعض عابد بنے، تمہیں ان کی ساری زندگیوں کا ثواب تمہیں اس ایک گھنٹہ کی دعوت پر ملے گا (۱۲)، تم نے مسجد میں لا کر کہا تھا، اس پر اس نے زندگی سنوارنے کا فیصلہ کر لیا تھا، اگر فی الحال نہ نکل سکا، لیکن اعمال کی طرف رغبت تمہاری دعوت کی وجہ سے ہوئی، تمہاری محنت سے امت میں جوڑ ہو گیا تو اتنی شرافت اتراہٹ ہوگی جس کا اندازہ لگانا مشکل ہے۔

حضرت جیؒ کے ساتھ حج کو گئے، طواف، اشراق سے فارغ ہو کر باب العمرہ کے دفتر صولتیہ کے پاس کے مکان میں چائے کے لئے بیت اللہ کی طرف منہ کر کے بیٹھے ہوئے تھے، اتنے میں دروازے سے گیرو کے رنگ کے احرام میں، بدن پر تیل لگا ہوا، ابھی ابھی نہا کر آئے ہوں، کیفیات ذکر وشغل کی چہرہ سے ہی محسوس ہوں، متجرد عن الدنیا (۱۳) قسم کے

انسان، السلام علیکم ورحمۃ اللہ، جو کام تم کر رہے ہو اس پر جو تمہیں ملنے والا ہے وہ اگر معلوم ہو جائے تو خوشی کے مارے جان نکل جاوے، تم کام کرتے رہو۔

اس آدمی کو میں نے بھی دیکھا، میں نے ہی اس کی آواز سنی، نہ کسی نے دیکھا نہ سنا، اس کا نقشہ اب تک میرے ذہن میں ہے بس یہ کہ محنتوں سے زور پیدا ہوتا ہے، تمام مرنے والوں کا ثواب انھیں ملتا ہے چاہے وہ مرنے والے اگلا دین کسی اور سے لیں، دوسروں کو دعوت خوب دو، لیکن اپنی اصلاح کی نیت پہلے کر لو، جب دوسروں سے کہہ رہے ہو کہ نقشوں، چیزوں سے نہیں ہوتا ہے تو اپنے نقشوں و چیزوں کو سامنے رکھ، جماعت میں نکلنے والے دوسروں کو سامنے رکھ کر دعوت دیتے ہیں، اس کی علامت یہ ہے کہ واپس آتے ہی گھر جانے کو کہتے ہیں کہ اپنی محنت سے ہونے کا یقین ابھی تک ویسے ہی ہے، دوسروں پر ہی کلہاڑی چلائی۔

جس دن تمہارا یقین کلمہ، خدا کے وعدوں پر ہوا تم ولی بن گئے، تمہارا کلمہ و نماز بن گیا، جب تم خود یا تمہارا ساتھی نقشوں کی تردید کرے تو یہ تردید اپنے نقشوں و محنتوں کی سمجھو، اس سے کلمہ کی جڑ دل میں جمے گی۔

بندوق چلانے میں نشان ذرا سا ہٹے تو پانچ لاکھ گولیاں چلا لو گولی نشانے پر نہ لگے گی، اپنے نقشوں سے تمہاری دعوت کی گولیاں ذرا سی ہٹیں تو کتنی ہی گولیاں چلا لو کبھی یقین نہ بنے گا، جہاں تم نے کمائی، محنت، نقشے سے ہونے کا کوسنا سمجھا کہ اس سے مراد میری محنت و کمائی ہے، کلمہ کا بولنا، سننا ہو، جماعت والوں کی آپس میں یہی بات ہو، سبھوں سے یہی کہو، سارے سفر میں ہر دم تردید غیر ہو، اللہ سے ہوتا ہے غیروں سے نہیں، آپس میں بیٹھے ہو تو یہی بات ہو، دو آدمی ہوں تو یہی کلمہ والی بات ہو، خلوت میں دوسرے سے یہ نہ کہو کہ باتیں ساری ٹھیک ہیں لیکن میرا فلاں کام کیسے ہوگا، تو اس سے جو بنایا تھا اسے گرا لیا، جیسے بچے اینٹوں پر اینٹیں رکھتے چلے جاتے ہیں ایک اینٹ آخر میں نکال دیتے ہیں تو ساری گر پڑتی ہیں۔

چلہ بھر تم اتنا کر لو کہ اپنی زندگی کے بارے میں بھی اس تردید غیر کے خلاف نہ بولو، تنہائی میں حبا کر دل سے یہی کہو، اے دل! آنکھ، ہاتھ نے آپ کو آج تک غیر سے ہونے کی غلط بنیاد پہنچائی ہے، صحیح یہ ہے کہ خدا سے ہوتا ہے، دل کا قصور نہیں ہے، زبان، کان، آنکھ، سے غیروں کے ہونے کو پہنچایا تھا، وہی دل میں ہے، اب تم ان تینوں پر بندش لگاؤ، نگاہ نیچی رکھو، نقشے دیکھے تو وہ اپنی غمازی کریں گے، اگر نگاہ پڑے تو ان نقشوں کا انجام مٹی کا ڈھیر ہونا سامنے ہو، اے خدا مشق تو میں کر رہا ہوں لیکن جب تو پھیرے گا تب پھروں گا، چوبیس گھنٹے محنت اور احتیاط ہے تو کسی وقت کی پکار شب قدر کی گھڑی میں یہ دعا ہو گئی تو ایک دم تم مڑ جاؤ گے، اس سے نمٹے تو تعلیم میں وقت لگاؤ، خوب سیکھو سکھاؤ، فضائل مسائل سنو، فضائل ذکر، فضائل رمضان، فضائل حج کی خوب تعلیم ہو، قرآن سیکھنا سکھانا ہو، نمازوں کی مشق ہو، ذکر بھی خوب ہو، رات کو سوتے وقت، پیشاب پاخانہ جاتے وقت بھی کلمہ والی باتیں کرتے جاؤ، ادھر ادھر مت دیکھو، قضائے حاجت کو گئے تو ہوٹل یا حقہ کی مجلس میں ہرگز نہ بیٹھنا ورنہ مشق وہاں کی دوسری فضا کی وجہ سے بگڑتی ہے، تم اس فضا کا اثر لے لوگے، تمھیں کوئی چیز کھانی ہے تو حاصل کر کے باہر علیحدہ کھا لو اگر ہوٹل میں بیٹھنا ہے تو بالکل اچھوتوں کی طرح الگ تھلگ ہو کر کام کرو، خود کو گھٹیا سمجھو کہ خدا نے پاک نہ کیا تو بھنگی

ہوں، یہ تواضع خدا کو پسند ہے رات دن مانگا تو پھر دروازے کھلیں گے، روزہ کھلنے کے وقت، تہجد کے وقت، پھرنے پھرانے کے وقت دعا قبول ہوگی، خدا سے سب سے پہلے نور مانگو، اپنے لئے اپنے متعلقین کے لئے، مسلمانوں اور انسانوں کے لئے جن کے دل پر مہر لگادی ہے، وہ ظلم وظلمت ہیں، انھیں ہلاک کر، خود کو بھکاری بنا کر مانگو، اس ملک کے لئے بھی یہی سب کچھ مانگو، اس طرح چلہ گزارنے سے تقویٰ کا نمونہ بنے گا، اس نمونے میں گھر کا اور کمائی کا وقت داخل کردو گے واپس جا کر، گیارہ گھنٹے دوسرے کاموں میں لگا کر باقی اس محنت میں لگے، آٹھ گھنٹے متفرق ہو کر لگ سکتے ہیں، اگر مقام پر اس محنت کو قابو میں پالیا تو اس سے ہی تمہارا یقین جاندار بنے گا، کلمہ کی حقیقت ملے گی، عبادات طاقتور بنیں گی، اسلام عالم میں زندہ ہوگا، قومیں پلٹیں گی، سب کچھ اس سے ہوگا بشرطیکہ تم کو اس راستے سے زندگی بنوانی آگئی اب دعا مانگو۔

---

(۱) المسند الجامع صفحہ ۳۲۹ جلد ۱۷

(۲) مجمع الزوائد صفحہ ۱۷۹ جلد ۳

(۳) سورۃ طٰہٰ: ۱۳، ۱۴

(۴) سورۃ طٰہٰ: ۱۴

(۵) سورۃ طٰہٰ: ۱۵

(۶) سورۃ طٰہٰ: ۱۷

(۷) روح المعانی صفحہ ۱۷۷ جلد ۱۶

(۸) تفسیر ابن کثیر صفحہ ۱۴۶ جلد ۳

(۹) سورۃ طٰہٰ: ۲۴ تا ۴۳

(۱۰) کنز العمال صفحہ ۴۷۳ جلد ۸

(۱۱) کنز العمال صفحہ ۶۹ جلد ۷

(۱۲) مجمع الزوائد صفحہ ۱۶۷ جلد ۱

(۱۳) دنیا کے جھمیلوں سے الگ تھلگ

دنیا کی چیزوں سے بے رغبت ہو جاؤ

{۳؍رمضان ۱۳۸۲ھ مطابق ۲۹؍جنوری ۱۹۶۳ء}

بروز منگل، بعد فجر

اقتباس

دنیا میں اپنی پسند کے مطابق حضور صلی اللہ علیہ وسلم پیدا کئے گئے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایسی مخلوق ہیں کہ ان میں نقص نہیں، اکمل، مکمل، کامل الناس بنائے گئے ہیں، آخرت میں حسب چاہ انسانی جنت بنائی گئی، اس دنیا میں تو یہی ہے کہ تم دعائیں تسبیحات چھوڑ کر مسجد کے اندر بھاگے ہو کہیں بھیگ نہ جاؤ پانی میں، یہ نہ سوچا کہ لوگ آج زیادہ ہیں اس وجہ سے باہر ہی بیٹھنا ہوگا، اس وجہ سے سب سے پہلے اندر جانے والے سب سے آخر میں ہے، انجام کو سامنے نہ رکھ کر اپنایا ہوا قدم کا نتیجہ الٹا ہوتا ہے، اللہ کے واسطے کچھ تکالیف ہر نوع کی برداشت کر لینے پر جنت ملتی ہے، جس میں انسان کی ہر خواہش پورے طور سے پوری ہوگی، جنت کے واسطے تیاری اس دنیا میں ہے، جنت کی تیاری چیزوں سے نہیں ہوتی ہے، اعمال سے ہوتی ہے، جنت میں جانے میں ایک زبردست خطرناک پل ہے موت، بعض نے موت کی تعریف کی ہے 'الموت جسر یوصل الحبیب الی الحبیب' اللہ کے عاشق موت کے پل سے اپنے معشوق سے ملتے ہیں۔

نحمدہ' و نصلی علی رسولہ الکریم۔

میرے بھائیو اور دوستو!

بھائی کچھ دنوں کی بات ہے کہ لوگ چاہتے تھے کہ بارش ہو جائے، تو روزہ ٹھنڈا ہو جاوے، اب خدا نے ٹھنڈا کر دیا تو اب گرمی کے طلب گار، اس وجہ سے خدا نے نظام بھی ایسا رکھا ہے کہ آدمی مانگتا ہی رہے، کیچڑ کے وقت خشکی، خشکی کے وقت بارش، سردی میں گرمی، گرمی میں سردی، یہ انسان کا مزاج ہے، اس مزاج کے مطابق جنت بنی ہے، جس میں نہ گرمی ہے نہ سردی، نہ اندھیرا نہ چاندنا، سارے موسم رات دن ایک، انسان کا مزاج جیسا چاہتا ہے ویسے ہی ہوگا صرف جنت میں(۱)، دنیا میں دل چاہے تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے سے حاصل ہوتا ہے۔

احسن منک لم ترقط عینی
واجمل منک لم تلد النساء

خلقت مبرأً من کل عیبٍ
کانک قد خلقت کماتشاء (۲)

دنیا میں اپنی پسند کے مطابق حضور صلی اللہ علیہ وسلم پیدا کئے گئے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایسی مخلوق ہیں کہ ان میں نقص نہیں، اکمل، مکمل، کامل الناس بنائے گئے ہیں، آخرت میں حسب چاہ انسانی جنت بنائی گئی، اس دنیا میں تو یہی ہے کہ تم دعائیں تسبیحات چھوڑ کر مسجد کے اندر بھاگے ہو کہیں بھیگ نہ جاؤ پانی میں، یہ نہ سوچا کہ لوگ آج زیادہ ہیں اس وجہ سے باہر ہی بیٹھنا ہوگا، اس وجہ سے سب سے پہلے اندر جانے والے سب سے آخر میں ہے، انجام کو سامنے نہ رکھ کر اپنایا ہوا قدم کا نتیجہ الٹا ہوتا ہے، اللہ کے واسطے کچھ تکالیف ہر نوع کی برداشت کر لینے پر جنت ملتی ہے، جس میں انسان کی ہر خواہش پورے طور سے پوری ہوگی، جنت کے واسطے تیاری اس دنیا میں ہے، جنت کی تیاری چیزوں سے نہیں ہوتی ہے، اعمال سے ہوتی ہے، جنت میں جانے میں ایک زبردست خطرناک پل ہے موت، بعض نے موت کی تعریف کی ہے 'الموت جسر یوصل الحبیب الی الحبیب' (۳) اللہ کے عاشق موت کے پل سے اپنے معشوق سے ملتے ہیں، اس پل پر آدمی چیز ساتھ لیکر نہیں جاسکتا ہے اعمال ساتھ لے جاسکتا ہے، چاہے اعمال کتنے ہی ہوں سارے ساتھ لے جاسکتے ہیں، بے حد وحساب عمل جاسکتے ہیں لیکن چیز ایک لقمہ کے برابر نہیں جاسکتی ہے، زمین، جانور، کپڑا، غلہ، چیزیں اس پل کے اوپر کو نہیں جاسکتی ہیں، چیزوں کے اعتبار سے آدمی بالکل ننگا ہو کر جاتا ہے، اس پل سے گزرنے کے وقت آدمی کے کپڑے اتار لئے جاتے ہیں، حتیٰ کہ جسم تک چھوٹ جاتا ہے، روح اوپر چلی جاتی ہے، اصل جزا سزا اوپر ہوتی ہے، روح قبر کے علاوہ کہیں اور رکھی جاتی ہے قبر میں جسم رہتا ہے، اس وجہ سے لوگ قبر کے عذاب وراحت کا سن کر کہتے ہیں کہ کھودنے پر ان میں سے کچھ نہیں ملتا ہے، اس کا ایک جواب یہ ہے کہ اصل میں روح برزخ میں رکھی جاتی ہے، وہاں اس کے ساتھ جزا سزا کا معاملہ ہوتا ہے، اس کا اثر اس کے جسم تک پہنچتا ہے چاہے وہ جسم سمندر ہی میں کیوں نہ ہو یا راکھ بن کر اڑ چکا ہو، دوسرا جواب یہ ہے کہ جیسے تم میں روح ہے لیکن دکھائی نہیں دیتی جیسے فرشتے اور جن موجود ہیں لیکن خدا نہیں دکھاتے ہیں، ایسے ہی قبر میں سب کچھ ہے لیکن خدا نہیں دکھا رہے ہیں کہ ایمان بالغیب باقی رہے، کبھی کبھی کسی حکمت کے تحت خدا دکھا بھی دیتے ہیں، موت کے پل پر صرف عمل لے جائے جاتے ہیں چیزیں نہیں، کامیابی صرف اعمال لے جانے میں ہے، جن اعمال پر جنت ملتی ہے انہی اعمال پر حکومت، اکثریت، ملک ومال والے گرتے ہیں، عمل پر کامیابی دنیا میں بھی ہے اور آخرت میں بھی ہے، آخرت میں کامیابی کے نقشے صرف اچھے اعمال سے ملیں گے، اعمال زندگی بھر کے سو فیصد ساتھ ہوں گے، رجسٹر لمبے لمبے، اچھے اعمال کی خوشبو وانوارات، برے اعمال کی بدبو اور ظلمت، اور اس دنیا میں زندگی اعمال سے جتنی اچھی بنتی ہے چیزوں سے نہیں ملتی ہے، اطمینان، سکون، محبت، اطاعت، مودت، راحت کامیابی کے حقائق صرف اعمال سے ملتے ہیں کامیابی کا دھوکا چیزوں سے موت تک نظر آسکتا ہے لیکن کامیابی کی حقیقت اس دنیا میں صرف اعمال پر ملتی ہے، آخرت میں دھوکہ ختم ہوگا، اعمال پر محنت کر کے انھیں ٹھیک کر لینے سے دنیا وآخرت کی کامیابی ملتی ہے، اعمال پر محنت کرنی پڑتی

ہے، اعمال کا تعلق ۲۴ گھنٹے کی زندگی سے ہے، ہر وقت کوئی نہ کوئی عمل اس سے ہوتا رہے گا، بولنا، چلنا، رکنا، خاموشی، سونا، جاگنا، اٹھنا بیٹھنا، ہر وقت کوئی نہ کوئی عمل ہوتا رہے گا۔

وہاں کیوں بیٹھے؟ ایمان سیکھنے، وہاں کیوں نہ بیٹھے؟ کہ ایمان سیکھنا پڑتا، وہاں کیوں بیٹھے؟ کہ عورتوں کو دیکھوں، ۲۴ گھنٹے عمل ہی عمل ہے، اعمال درست کر لئے تو ۲۴ گھنٹے کی زندگی انعام دلوائے گی، اس سے دنیا کی نعمتیں و کامیابیاں ملیں گی، قبر کا اکرام و اعزاز، جنت کی کھڑکی، جنت کا لباس، نور کے ممبروں پر بیٹھنا، عرش کا سایہ، دوسروں کے رونے و آہ و زاری کے وقت ہنسنا، قبروں پر بیٹھ کر ایک دوسرے کی مزاج پرسی کی، کہ رات نوشے میاں کیسی گزری، بس پھر آواز لگی، چلو، کہاں؟ جنت کو (۴)، ارے کہیں ہزار کہیں ۵۰ ہزار سال کا دن کہاں گیا، ابھی تو ہم پوری طرح مل نہیں سکے ہیں، تم چلے جاؤ تم عمل والے ہو، دوسروں پر یہ وقت پچاس ہزار سال کا بن کر گزر رہا ہے۔

تم پر تو فجر کی دو رکعتوں کے بقدر ہو کر گزر رہا ہے، فجر کی سنتوں کو جتنا مختصر پڑھو گے اتنا ہی زیادہ اچھا ہے (۵)، دوسری نمازوں میں طویل مستحب ہے (۶)، عائشہؓ کہا کرتی تھی کہ فاتحہ بھی سنتوں میں پڑھی یا نہیں، ایمان داروں، اچھے عمل والوں کو قیامت میں اتنا وقت لگے گا جتنا وقت فجر کی سنتوں میں (۷)، ۳ تسبیحات فاتحہ قل ھو اللہ وغیرہ، ۲۴ گھنٹے کی زندگی عمل ہی عمل ہے، محنت کر کے ان اعمال کو صالح بنا کر قابل معاوضہ بنا لیا جاوے، تو دنیا و آخرت میں مزے، وزراء قدم چومے، مالدار جھکیں، اکثریت تابع ہو، مزے کی زندگی دنیا ہی میں بنے، ہر وقت کا رونا پیٹنا، ایک دوسرے کی شکایت بند، آخرت کے سارے خطرات ختم، نہ خطرہ رہے آگ میں جلنے کا نہ قبر کے عذاب کا، یہ اس وقت ہوگا جب ۲۴ گھنٹے کی زندگی کو قابل معاوضہ بنایا جاوے، ۲۴ گھنٹے کی زندگی کو قابل معاوضہ اس وقت بنانے کی کوشش کرے گا، جب اسے اس میں کامیابی کا یقین ہو، موت پر تو گھر والے کپڑے تک پھاڑ کر اتار لیتے ہیں کہ ہمارے کام کے کپڑے نہ سہی لیکن تو نہیں لے جا سکے گا، گھڑی، عینک اتار لی جاتی ہے، جو چیز نہ اترے اسے پھاڑ دیا جاتا ہے، مال رشتے دار ساتھ نہیں دے رہے ہیں تمہاری جیب سے مال، تمہاری انگلیوں سے چھلے انگوٹھیاں رشتے دار نکال رہے ہیں کیونکہ آدمی کے ساتھ چیزیں نہیں جاتی ہیں۔

جو موت کو سامنے رکھ کر زندگی گزارے گا وہ اعمال درست کرے گا، اگر موت سے پہلے کے وقت پر نگاہ ہوگی تو اعمال درست نہ ہوں گے، ہر وقت نزع اور موت کا وقت سامنے ہو، اس وجہ سے قریب الموت انسان کے پاس جانے کی ترغیب ہے کہ وہاں جا کر دیکھ موت کس طرح آتی ہے، مرنے کے بعد مردہ کیسا بے بس بن جاتا ہے لاٹھی مار لو یا پتھر، گرم پانی سے نہلا دیا یا ٹھنڈے سے وہ بالکل خاموش رہے گا، کپڑے اتار دو یا پہنا دو وہ کچھ بھی نہ کہے گا، اس سے موت کا استحضار کرو، جس سے زہد کی دولت ملے گی، موت سامنے ہو تو عقل درست ہو سکے گی ورنہ نہیں، موت سامنے رکھ کر عمل بنانے کی مشق میں لگ جائے تو پھر کبھی چیزوں کی حلوہ کی مانڈے کی رغبت نہ ہوگی، ہم تو بھوپال مانڈہ نامی چیز بھی دیکھ آئے ہیں تمہیں کپڑوں و چیزوں کی رغبت نہ ہوں گی 'اکثروا ھاذم اللذات الموت' (۸) دنیا کی لذتوں کی خواہش کی وجہ سے ساری بدعملیاں، سارے جھگڑے و لڑائیاں ہیں، بس تم موت کے تذکرے اتنے کرو کہ موت کا تصور چھا جائے، جس پر موت کا

تصور ہوا سے گرم کباب، گرم حلوہ کھانے کی کتنی ہی ترغیب دی جائے اس کا دل کھانے کو نہ چاہے گا، اسی کا نام زہد ہے، موت کی فکر سے چیزوں سے بے فکر ہو جاتے ہیں، انسان کی اسی حالت کا نام زہد ہے، اس حالت میں آدمی ماں، بھائی کے کہنے پر ایک دو لقمے کھالیتا ہے، زاہدوں پر نعمتیں اس طرح برستی ہیں جیسے بارش کے قطرے، اندرونی صفت ہے کہ تمہارا باطن، مکان، لباس، چیزوں کو نہ چاہ رہا ہو، یہ زہد ہے، کسی عہدے یا کسی کارخانے سے اتنا نہیں ملتا ہے جتنا اس صفت زہد سے ملتا ہے، چیزوں کی طرف رخ نہ ہو، موت ہر وقت سامنے ہو، اگر صاحب کشف مسلم الکرامات پیر کہہ دیں یا مسلم الظلم انسان کہہ دے کہ تم کل ۶ بج کر ۴۵ منٹ پر مرجاؤ گے یا تمہیں قتل کر دیا جائے گا، اس وقت سے زہد پیدا ہو جائے گا، آئے دسترخوان پر کھانا کھالو، نہیں تم کھالو، تمہاری مرغوب چیز تمہارے فلاں دوست لائے ہیں، میرا دل نہیں چاہ رہا ہے، اور خدا کہہ رہے ہیں کہ تیری موت ابھی ہے، کیا پتہ کب ہے، ایک بزرگ یا ایک ظالم کی باتیں سن کر تمہیں یہ کیفیت مل گئی ہے، خدا نے یہ کہہ رکھا ہے کہ تم سجی ہوئی دلہن ہو، سواری آنے والی ہے، اس وقت تم کو لے جائیں گے نہ معلوم کب تیری موت کا پروانہ آجائے، اموات کو دیکھنے سے وقتی استحضار ہوتا ہے موت کا، جیسے مرنے والا خوشامدوں سے کھاتا ہے رغبت سے نہیں کھاتا ہے اس صفت زہد پر نعمتیں ایسی برسیں گی جیسے بارش کے قطرے، آج تک کوئی مشین یا آلہ ایسا ایجاد نہیں ہوا ہے جس سے زہد سے زیادہ چیزیں ملتی ہیں، بس تم محنت کر کے زہد دل میں لے آؤ، ایک تو ہے زہد کا ظاہر کرنا، اس ظاہر کرنے میں کچھ تو حفاظت چیزوں سے ہوگی 'ان لم تبکوا فتباکوا' (۹) اس ظاہر کرنے میں 'من تشبہ بقوم فھو منھم' (۱۰) اصل انعامات اس وقت کھلیں گے جب دل بھی چیزوں سے پھر جاوے، ہزاروں برس کے ہل چلانے سے زیادہ نعمتیں اس زہد سے ملیں گی، بڑی بڑی ملازمتوں اور کارخانوں سے زیادہ لے، زہد میں ملک، مال، سرمایہ داری، نعمتوں، عالم کی تسخیر ہے، لوگ حکومتوں کو رئیس صاحبوں کو مالداروں کو مسخر کرنا چاہتے ہیں، زہد کے نسخے سے سارے عالم کے وزراء، سارے عالم کے مالدار مسخر ہو جاتے ہیں، دوسروں کے پیچھے چلنے والے وزراء کو تو نوکر ہی کہا ہے، بس تم زاہد بن جاؤ، اس زہد سے ساری دنیا قدموں میں گرے گی، زہد لینے کے واسطے بہت محنت کرنی پڑے گی، زہد سب سے آخری چیز ہے، آخر تک وہی پہنچے گا جو پہلے والا قدم اٹھالے۔

پہلا قدم ہے کہ دل میں نور خدا کا آجاوے، زہد تک پہنچنا سامنے ہو، پہلے ایک محنت ہے جس سے یہ نور ملے گا، اس نور سے اعمال میں نظر آوے گا، پھر چیزوں سے ہٹ تو جاوے گا لیکن رغبت ان سب چیزوں کی ہوگی، پھر مزید محنت ہوگی تو رغبت بدلے گی، چیزوں کی محبت ختم ہوگی پھر تمہارا شمار زاہدوں میں ہوگا، پھر تمہارے اوپر خوب بارش ہوگی، تم ان سے بھاگتے پھرو گے، انھیں دھکے دو گے، جتنے دھکے دو گے اتنی ہی آمد بڑھتی جائے گی، یہ زہد آخری چیز ہے، گاڑی یہاں سے چلتی ہے کہ پہلے وہ بول بولو کہ خدا کا نور دل میں آوے، اپنی آنکھ بدلو، آج چیزوں کو چیزوں کے نفع کو دیکھ رہے ہیں بلکہ آج کا اندھا پن یہ ہو گیا کہ چیزوں کے ہونے پر اعمال نظر آتے ہیں، دین کی تعلیم، مسجد کا چلنا بھی تو مال سے ہے۔

خدا نے بتایا ہے کہ اعمال پر چیزیں ملیں گی، تم کہتے کہ چیزیں ہوں گی تو اعمال چل سکیں گے، پہلے قرآن کے اندر کا

خدا والا نور دل میں لینے کی محنت کرنی پڑے گی، جب تک تم زاہد بن نہ جاؤ، اس نور کو لینے کی محنت کو مت چھوڑنا نور لیتے رہو، اعمال بناتے رہو، ایک طرف سے نور لیا ایک طرف اعمال بناتے رہے، اس طرح چلنے والا ایک نہ ایک دن زہد کی دولت کو پالے گا، زہد والے پر نعمتیں بارشوں کی طرح اتریں گی، نعمتوں کے آنے کے بعد نور لینے کی محنت کو اعمال کو چلاتا رہا تو زہد کی مقدار بڑھتی جاوے گی اور اگر نعمتوں کے آنے پر وہ نور لینے کی محنت کو چھوڑ کر نعمتوں میں لگ گیا تو پھر زہد کے آخرت والے انعامات سے محروم رہے گا، غیر زاہد ہو کر مرے گا اَذْهَبْتُمْ طَيِّبَاتِكُمْ فِي حَيَاتِكُمُ الدُّنْيَا (۱۱)۔

زہد آیا تھا جس پر ملنے لگا تھا، لیکن پھر زہد نہ رہا، اب نہ ملے گا، اعمال و نور کی محنت کرنے پر خدا نعمتیں دیتے ہیں، نعمتوں میں لگ کر ان اعمال کو چھوڑ دینے والا ان اعمال کے بغیر مرے گا، جب مرنا ان اعمال پر نہیں ہے تو پھر ان اعمال کے اُخروی منافع سے محروم ہوگا، حدیث میں ہے کہ جو جس لباس میں مرے گا قیامت میں انھیں میں اٹھایا جاوے گا (۱۲)، اس حدیث کے راوی نے ظاہر حدیث پر ہی عمل کیا، جوڑا سلوا کر اسے پہن کر مرے (۱۳)، لیکن اصلی مطلب یہ ہے کہ جن اعمال پر مرے گا انھیں پر اٹھے گا، جن اعمال پر نہ مرا ان پر نہ اٹھایا جاوے گا (۱۴)۔

پہلے وہ نور لو جس سے چیزوں کے بجائے اعمال میں کامیابی نظر آوے، اعمال بناتے رہو یہاں تک کہ زہد ملے، پھر تم نور لیتے رہے زہد بناتے رہے یہاں تک کہ زہد پر ہی موت واقع ہو جاوے، پھر تم محمد صلی اللہ علیہ وسلم، ابوبکرؓ، عمرؓ کے ساتھ اٹھو گے، کسی نے کہا زاہدین کہاں ہیں؟ جواب میں کسی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم، ابوبکرؓ کی قبروں کے سامنے لا کر کھڑا کر دیا کہ ان کے بارے میں سوال کر رہا ہے (۱۵)۔

سب سے بڑی بات ہے دنیا کی چیزوں سے بے رغبت بن جانا، روشنی لیتے رہو، چلتے رہو، نعمتیں خود بخود آتی رہیں گی، نور لینے کے بعد جب اعمال بنانے لگو گے تو چیزیں آنے لگیں گی، تم ان کو زاہد دل کی طرح خرچ کرنے لگو گے تو زہد نور میں آ جاوے گا، اندر میں چیزوں سے بے رغبتی ہو جاوے گی، زہد پر مرے تو سب سے اعلیٰ درجہ کے انعامات حاصل کرو گے، دنیا میں بڑے مکانات، عمدہ کھانے، دیکھے لیکن ان کی رغبت نہ ہوئی، پہلے تم خود کو نقشوں سے نکالو، چلہ تین چلہ کو نکلنا 'الف، با، تا' ہے، بہت سے لوگ صرف 'الف، با، تا' ہی تک پہنچے، برس چھ ماہ میں چلہ کو آئے خود کو دیندار سمجھنے لگے۔

ارے بندر کو ہلدی ملی وہ سمجھنے لگا کہ میں پنساری بن گیا، ابھی تو 'الف، با، تا' ہے باقی قرآن موجود ہے، چیزوں کا اشتغال چھوڑ، اعمال کے راستے سے ملنے کا ارادہ کر، چیزوں سے رخ پھیرنے کا ارادہ کر، نیت درست کر تبلیغ میں، زندگی موڑنے کو جا رہا ہے یا صرف وقت لگانے، مردار دنیا کے کتوں میں شمار کرانا چاہتا ہے یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھیوں میں، اگر تجھے کتوں ہی میں رہنا ہے تو واپس چلا جا، تیری ضرورت نہیں ہے 'الدنیا جیفة و طالبها کلاب' (۱۶) اگر دنیا کا کتا بن کر رہنا ہے تو ہاتھ جوڑ کر (حضرت جی نے خود بھی ہاتھ جوڑے) عرض ہے ایک دن کی ضرورت نہیں ہے، کہ تم کتے بن کر چلے تو نبیوں والے راستے کو بدنام کرو گے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی جماعت میں داخل ہونا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے خدا سے اس طرح ملاقات کرنی ہے کہ وہ ہمیں اور ہم

انھیں دیکھ کر خوش ہو رہے ہوں، اگر دنیا کے کتوں سے نکلنے کا ارادہ ہے تو پھر ایک ماہ یا ایک چلہ کو ہی جاؤ بہت مبارک ہے، اور اگر دنیا دار، زمین دار یا دکاندار ہی رہنا ہے تو مت آؤ، نیت خود کو بدلنے کی کرو، ۲۴ گھنٹے اس طرح گزارو کہ تم کو نور ملنے لگے، جب نور کا ملنا شروع ہو جائے تو اس نور لینے کی محنت ہرگز نہ چھوڑنا، یہ محنت مرنے کے دن تک کرنی ہے، موت کا تعین نہیں ہے اس وجہ سے ہر دن محنت کرو، نور لینے کی محنت بہت مختصر ہے، کلمہ بولنا، کلمہ سننا، اس کے لئے چلنا پھرنا، کلمہ یہ ہے کہ چیزوں سے نہیں ہوتا ہے، صرف خدا سے ہوتا ہے۔

اللہ ان چیزوں پر نہیں کرتے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم والے اعمال پر کرتے ہیں پیسوں سے غلہ روٹی نہیں ہے، خدا سے ہے، اللہ کی قدرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم والے اعمال پر استعمال ہوگی، ان اعمال کو اختیار کرنے پر خدا قدرت سے پالیں گے حفاظت کریں گے، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جیسی نماز روزہ ہوئی تو خدا دیں گے، چیزوں سے نہیں ہوتا ہے، خدا کرتے ہیں لیکن خدا کے کرنے کی صورت خندق کھودنا نہیں ہے، روٹی کا کھانا نہیں ہے، بلکہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم والا عمل صورت ہے، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خندق کھودی لیکن حفاظت کی بنیاد یہ خندق نہیں ہے، بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا رات بھر نماز پڑھ کر خدا سے کہنا ہے (۱۷)، حذیفہؓ کو بھیجا، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نماز پر آندھی چلی، خیمے اڑے، دیگیں گریں، سب گھبرا گئے، حذیفہؓ واپس آئے تو راستے میں فرشتوں کے گھوڑے سواروں نے کہا ہم نے کام کر دیا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہہ دینا (۱۸)، محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم والے اعمال پر خدا دیں گے سب کچھ۔

اس کلمے کو دل میں اتارنے کے واسطے یہ کلمہ ہر ایک سے کہنا ہے، ہر مکان ہر دکان پر جا کر ہر ایک سے یہ کلمہ کہو، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اعمال لو، سب سے پہلا عمل نماز ہے یہ تمام اعمال کا سرچشمہ ہے، اس سے نور خدا کا دل میں اترے گا، اس نور کے بعد چیزوں کو قربان کر کے اعمال اختیار کرو، اگر نور محنت سے لینا ہے اور پھر زہد لے کر نعمتیں لینی ہیں تو زندگی بھر کا بول اس کلمہ کو بنا لو، کسی غیر سے ہونے کا بول کبھی زبان سے نہ نکلے ورنہ تبلیغ میں جو ایمان جوڑا تھا اسے گھر جا کر ان کلمات شرک سے توڑ دیا جیسے مرتے وقت چیزیں کام نہیں دیتی ہیں ایسے ہی موت سے پہلے کام نہیں دیتی ہیں۔

اللہ ہی مرنے کے وقت، مرنے کے بعد اور مرنے سے پہلے کام آتا ہے، مرنے کے وقت مرنے کے بعد زندگی چیزوں سے نہیں بنتی ہے، اللہ کے کرم سے بنتی ہے، تو اب مرنے سے پہلے کیسے چیزوں سے کام بنے گا، ایمان والے بول روز اپنی مسجد میں بولتے ہوں گے، باہر جا کر اس کی مشق کر لو کہ جس مجلس میں بیٹھو گے کلمے کے خلاف بات نہ چلنے دو گے، بات کلمے کے خلاف چلے گی تو تم اٹھ کر چلے جاؤ گے، ہر مجلس کا افتتاحیہ، لا الہ الا اللہ ہوگا، ہر مدرسہ، ہر کالج ہر اسکول، ہر کارخانہ، ہر حکومت، کا افتتاح اس سے ہو کہ اس نقشے سے کچھ نہ ہوگا، خدا کرے گا، اس نقشے میں اعمال درست رہے تو خدا کامیاب کریں گے ورنہ نہیں

اس بات کو حاصل کرنے تبلیغ میں جاؤ، اس قسم کے بولوں سے نور ملتا ہے، اس کے خلاف بولنے سے سیاہی آتی ہے، تبلیغ میں نکل کر کلمے کی بنیاد پر بولنا سننا سیکھو، اس بنیاد پر زندگی بھر بولنا سننا ہو، ایسا نہ ہو کہ جمنا گئے جمنا داس، گنگا گئے گنگا داس، لوگوں نے طے کر رکھا ہے کہ تبلیغ میں جو باتیں ایمان کی سنیں گے انھیں ہماری مسجد میں جھاڑ کر جائیں گے اس وجہ سے یہاں

والوں نے حوض پر چھت بنادی ہے کہ لوگوں کو چھت پر جھاڑنے کی تکلیف نہ کرنی پڑے حوض پر ہی کام ہو جائے، اس طرح قیامت تک دین نہ آئے گا، ان باتوں کو روز باتوں میں کرنے کے واسطے اب تم خدا کی راہ میں جارہے ہو۔

اس مشغلہ سے نور ملے گا، اگر یہ اخلاص سے ہو، کوئی غرض دل میں نہ آئے خصوصی یا عمومی گشتوں میں، مجامع میں، آپس کی گفتگو میں، مراقبہ میں اسے ہی بولنا یا سننا ہے، اسے ہی مانگنا ہے، غیر سے خدا کی طرف، کائنات سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف موڑ اس کلمہ میں ہے، اگر یہ موڑ پیدا ہو گیا تو اعمال کا دروازہ کھل جائے گا، یہ دروازہ کھلا تو سارے اعمال ہو سکیں گے ورنہ نہیں، اب سب سے پہلے تم نماز بنالو، محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ پر، اس سے نور دل میں اترے گا، پھر اس نور سے سب سے پہلے اپنے مسائل کا حل صرف نماز میں دکھائی دے گا، نماز ہی میں دوزخ سے بچاؤ، جنت کا داخلہ ملتا نظر آئے۔

ایک طرف کلمے کی مشق ہو دوسری طرف نماز کی مشق ہو، سیکھنے سکھانے، اللہ کے ذکر، دعوت میں، نماز کی مشقوں میں وقت گزرے، دعوت سے خالی وقت کتابوں کی تعلیم میں یا ذکر و تلاوت و اذکار مسنونہ یا دعاؤں میں لگے، نمازیں خوب ہو، اس یقین پر نماز ہو کہ نماز سے رحمتیں اترتی ہیں، جو یقین مزدوری، تجارت، زراعت، ملازمت پر ہے وہ یقین اس نماز پر آجائے، کھیتی سے غلہ نہیں، غلہ سے پیسے نہیں ہے، نماز سے غلہ اور مال دونوں ملتے ہیں، نماز سے سمندر سے مچھلی (۱۹)، آسمان سے من وسلویٰ (۲۰)، زمین سے پانی ملتا ہے (۲۱)، جب تمہیں یہ بات آجائے گی تب تمہیں تقویٰ کا راستہ مل گیا، تقویٰ پر چلتے چلتے صورت زہد کا پھر مسلسل چلنے پر حقیقت زہد کا دروازہ کھلے گا، پھر ساری دنیا جھکے گی، کمانے سے نہیں ملتا ہے، خدا سے ملتا ہے، یہ سب سے پہلا قدم ہے، ایسا یقین بناؤ، اس کے ساتھ نماز کی بھی مشق ہو۔ ایک مثل ہے: ''بیٹی رے بیٹی تجھ سے کہوں، بہو رے بہو تو کان رکھ''

بالکل ایسے ہی اے میرے دل کہہ میں تو دوسروں کو کہہ رہا ہوں، لیکن اصل میں تجھ سے کہنا ہے، بہو تمہارا دل ہے، بیٹی وہ لوگ ہیں جن سے تم باتیں کرتے پھر رہے ہو، بہو اپنے گھر کی ہوتی ہے، بیٹی تو دوسرے گھر چلی جاتی ہے، دوسرے گھر سے آنے والی بیٹی سے یہ کہنا ہے کہ صبح صبح چائے بنایا کر، کھانا جلدی تیار کر، اپنی بہو سے کہنا ہے وہ تو اپنے ہی گھر میں رہے گی، ایسے ہی میں دوسروں سے کہہ رہا ہوں۔

لیکن حقیقت میں تجھ سے ہی اے دل خطاب ہے، مسجد کا مقرر، خصوصی و عمومی گشت کا متکلم تیرے ہی واسطے ہے، کلمے کا حقیقی کلی یقین غائب ہے، اس کے اجزاء پر یقین رہ گیا ہے، میرا یقین ہر نقشے سے ہٹ کر محمد صلی اللہ علیہ وسلم والے اعمال پر آجائے نوافل خوب ہوں، چاروں نوافل: صلوٰۃ الوضو، تحیۃ المسجد، صلوٰۃ التوبہ، صلوٰۃ الحاجت، خالی نوافل بھی پڑھو، جب یہ نوافل سے فراغت ہو چکی تو اب مطلق نوافل شروع کرو، ہم خالی وقت باتوں میں لگا دیتے ہیں چونکہ وقت خالی ہے اس وجہ سے باتیں کر رہے ہیں، تبلیغ میں کوئی وقت خالی نہیں ہے، باتیں ہرگز نہ کرو، باتوں سے ہی کلمہ نماز بگڑا ہے۔

حقہ کی مجلس میں باتیں، روزے میں حقہ چھوڑا تو ویسے ہی باتیں، مسجد کے اندر جگہ پر لڑنے کی باتیں، حالانکہ اتنی دیر درود، کلمہ سوم، موت کے مراقبہ میں لگ سکتی ہے، تبلیغ میں نکل کر چاہے کچھ کرو یا نہ کرو، بات نہ کرو، چپ بیٹھے رہو، حدیث

میں ہے کہ چپکا بیٹھے رہنا بھی ایسے ہی سیکھا جاتا ہے جیسے بولنا، جگہ بولنے کی ہے یا چپ رہنے کی، دنیا اور ملک، ننھیال و ددھیال، سسرال بہو وساس ان چیزوں کی باتیں ہرگز نہ کرو، تعلیم، دعوت، تسبیحات، سمجھانا، خود کرنا ان اعمال سے نور دل میں آتا ہے، اگر اخلاص ساتھ ہو، اللہ کو راضی کرنے کے لئے، دل کو خدا کی طرف موڑنے کی محنت میں ہر وقت لگے رہو، پھر خدا سے مانگو اے خدا ہر ایک کو دل کا نور دے ہر مسلم کا احترام کرو۔

اس طرح کی محنت سے دعائیں قبول ہوتی ہیں، تم مانگو، اے خدا، ہم کچھ نہیں چاہتے تو اپنا نور دیدے، ہدایت اتار دے، اس نور دلانے والے کام پر استقامت دے، اس پر ہمیں بھی لگا دے، اس طرح ہمیں یہ کام کرنے کی توفیق دے جس پر تو نور دیا کرتا ہے وہ صفات دے اس کام میں جس سے نور ملے گا، کام مانگو، پھر اللہ سے استقامت و مداومت مانگو، گھر میں جا کر یہ کام ہم سے ناغہ نہ ہو کلمہ ذکر نماز، تعلیم کے چار کام ہیں ان سے نور لینا ہے اس وجہ سے ان کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے پر کرنا ہے، اخلاص بھی شرط ہے ان چار اعمال پر نور کا دروازہ کھلے گا۔

ان ہی اعمال کو لیکر اگر تم دوسروں میں محنت کرتے پھر رہے ہو تو اس محنت سے مسلم فاسق جاہل کافر کو نہ ملے گا بس صحیح اصولوں سے محنت ہو، پھر دعا ہو، محنت کرنے والوں کو ان کی مشق والوں کو پھر سب کو نور ملتا ہے، رمضان نور کا ہی مہینہ ہے، شیاطین ظلمت لانے والے بند ہیں نور کا کام ہے، نور کا ہی مہینہ ہے، شیطان تو بند لیکن اس کا دیا ہوا چکر بند نہیں ہے، شیطان ہمیں گھات مار رہا ہے، شعبان میں آکر اس نے چکر دینا خوب تیز کر دیا، چاند نکلتے ہی اسے ہتھکڑی لگ تو گئی لیکن وہ چکر اتنا تیز دے گیا کہ رمضان بھر چلتا رہے گا، اس وقت یہ چکر بند ہو سکتا ہے کہ شیطان بند ہے، اور شیطان کا چھوٹا یا بڑا بھائی نفس تو موجود ہے۔

جب تک داخلی فتنہ نہ اٹھے اس وقت تک خارجی فتنہ نہیں اٹھتا ہے، مدرسہ میں ہونے والے فساد کے بارے میں کہا کرتے تھے کہ اندر کوئی ہے، اگر نفس نہ ہوتا تو شیطان کی کبھی نہ چلتی، باہر والا دشمن چلا گیا ہے تو اندر والا دشمن تو موجود ہے، تبلیغ والے اعمال نور لینے کے لئے ہیں، مہینہ نور کا ہے، لیکن تم نکل کر شیطان کے چکر میں ہی پڑے ہوئے ہو، امیر شام کو بلا رہا ہے کہ یہاں آؤ، لیکن مامور ہیں نکل کر چلا رہے ہیں، امیر کونسا مضبوط تھا، وہ بھی مغرب سے عشاء تک ان کے ساتھ رہا تھا، فجر کے بعد سب سونے گئے تو امیر کی تقریر سنو، عشاء کے بعد کی تقریر تھکاوٹ نے بند کروادی، اب سارے کام اندر کا نفس کر رہا ہے، لیکن تم پورے عالم پورے ملک کے لئے ہدایت لے سکتے ہو، بس تم چھ گھنٹے سونے میں، دو گھنٹے ضروری حوائج میں لگا کر باقی سارا وقت صرف ان ہی اعمال میں لگا دو، اس کام سے غیر مسلموں، پجاریوں کے لئے دروازے کھلتے ہیں، تم کوئی وقت خالی نہ جانے دو، اغراض، بے ایمان، بے حیائی کی باتیں اس کام کے خلاف ہیں۔

اس طرح محنت کر کے دعائیں مانگو، اپنے لئے مسلمانوں، کسانوں کے لئے دعائیں نور کی مانگو، ہر ایک کا بھلا چاہو، اے خدا جو دوسروں کو نور لینے سے روک رہے ہیں خود ان کے دل خوف زدہ ہیں، انھیں ہلاک کر، ہر نماز کے بعد دعا ہو، افطاری کے وقت خاص طور سے دعا قبول ہوتی ہے، لیکن ہمارے یہاں پیٹ کی انتڑی کا منہ کھلا، اور دعا بند، سحری کے کھانے

کے خمار میں دعا بھول گئے، نفلوں میں قرآن اتنا پڑھا کہ فجر میں طوال مفصل کی جگہ اوساط مفصل پڑھ لیتے ہیں، تم خوب دعائیں مانگو، کچھ نہیں چاہتے ہیں، ایک ہی غرض ہے کہ تو ہمیں نور دے، سارے انسانوں پورے ملک والوں کو نور دے، ظاہری اعمال کے اعتبار سے، باطنی نیت کے اعتبار سے۔

جتنی یہ محنت درست ہوگی ہوائیں رحمت کی زبردست چلیں گی، پھر یہ ہوائیں دلوں میں نور لائیں گی، غافلوں کو ذکر کی طرف، جاہلوں کو علم کی طرف، فاسقوں کو طاعت کی طرف، مشرکوں کو ایمان کی طرف کھینچیں گی، عالم کو بدلنے کی محنت ہے، یہ طے کرلو کہ ہمیں دکاندار، زمیندار، مالدار نہیں رہنا ہے، بلکہ ایماندار بننا ہے، ایمان والے محمدی اصولوں کے مطابق ہماری کمائی ہوگی، بیاہ شادی، پیسے کے خرچ، کمائی کے سارے طریقے بگڑے ہوئے ہیں، ان سب میں سدھار کلمہ نماز والے ذہن سے ہوگا۔

خدا کرتے ہیں، صرف نماز پر کرتے ہیں، اب اس ذہن والا سنے گا کہ ایک لقمہ حرام سے چالیس دن کی نماز قبول نہ ہوگی (۲۲) تو نوالا حرام ترک کردے گا، جس کا ذہن نماز سے ملنے کا نہیں ہے اسے لاکھ سنادو کہ اس برے عمل سے نماز قبول نہ ہوگی، وہ ہرگز پرواہ نہ کرے گا، تم تخت سلیمانی، آسمانی کھانے، ظالموں سے نجات، دوزخ سے بچاؤ، نماز میں دیکھنے لگے تو پھر تم کبھی جھوٹ، سود، رشوت حرام اختیار نہ کروگے، کہ ان سے نماز بگڑے گی، نماز بگڑی تو دنیا و آخرت بالکل تباہ، اور اگر یہ ذہن میں ہے کہ نماز سے نہ دوائی ملی نہ مقدمہ میں کامیابی ملی، خدا کے ہاتھ جوڑنے سے کچھ نہ ہوا، کارندے کے سامنے ہاتھ جوڑنے سے سب کچھ مل گیا تو پھر یہ کبھی حرام کو ترک نہ کریں گے جس سے نماز بگڑتی ہو، کلمہ نماز کا ذہن بنانے تم جارہے ہو، نفس وشیطان پہلے تو یہ زور باندھیں گے کہ چلہ کو مت جاؤ، آگے جاکر کہیں گے کہ ایک مہینہ میں اب چلہ میں کیا فرق ہے، پھر آگے جاکر کہے گا کہ عید گھر کی اچھی، یہاں جمعۃ الوداع دہلی کا پڑھیں گے، پھر شام کو گھر کی گاڑی لیں گے کہ گھر والی کے بغیر عید کا کیا مزہ چاہے وہ بوڑھی عورت ہو۔

یہ چلہ رمضان والا ہے، اس میں قاعدہ رمضان والا چلے گا، یوں کہا کہ شوال کے چھ روزے رکھ لو کوئی غلطی تمہیں بہتان غیبت ہوگی اس کے کفارے کے لئے چھ روزے رکھ لو، اس حساب سے چلیں گے، آٹھ دن بننے میں تو ۴۰ اور ۸ کل ۴۸ روزے کا چلہ ہوا کہ ۳۰ کے لئے ۶ دن ہیں تو ۴۰ کے لئے ۸ ہوں گے۔ چلہ کی غلطی کا ازالہ آٹھ دن میں ہوجائے گا، اس وقت خوب جمنا، اگر بھولو تو زیادتی کو بھولنا، کم عدد والے دن کو نہ بھولنا، کہ چلہ کے ۲۰ دن، میاں جی کتنے دن ہوئے ۱۵، ۲۰ دن ہوئے ہوں گے، اچھا چلو ۲۰ دن ہی سہی، اگر واقعی تمہیں نبیوں کے راستے والا بننا ہے تو ہر جگہ اپنا پکا کر کھاؤ۔

وقت کی اور نیت کی حفاظت بھی اسی طرح ہوگی، گاؤں میں پہنچے ہی تھے کہ روٹی کا خیال آگیا، اب پتہ نہیں تم اللہ کے لئے یا گاؤں سے روٹیاں لینے کے لئے پھر رہے ہو، اگر کھاؤ تو مسلمان کی دلجوئی کی نیت سے مجبوراً کھالو، جماعت نکل گئی تو ان کا جی خوش کرنے کو کھالو، ایسا نہیں کہ ہر وقت جی خوش کرنے کو مسجد میں تیار بیٹھے ہیں، کہ کب کوئی آوے اور اس کا جی خوش کریں۔

(۱) سورۃ ق:۳۵

(۲) دیوان حسان بن ثابت صفحہ ۲ جلد ا ترجمہ 'میری آنکھ آپؐ سے زیادہ خوبصورت کسی کو نہیں دیکھا اور آپؐ سے زیادہ خوبصورت انسان کو کسی عورت نے نہیں جنا، آپؐ ہر عیب سے بری ہیں گویا آپؐ اپنی مرضی کے مطابق پیدا ہوئے ہیں۔

(۳) العاقبۃ فی ذکر الموت صفحہ ۸ جلد ا

(۴) مجمع الزوائد صفحہ ۳۳۷ جلد ۱۰

(۵) آپؐ فجر کی دو رکعتوں میں قل یا ایھا الکافرون اور قل ھو اللہ احد پڑھا کرتے تھے (مشکوۃ صفحہ ۸۰)

(۶) نور الایضاح صفحہ ۹۶

(۷) تفسیر ابن کثیر صفحہ ۴۲۰ جلد ۴

(۸) کنز العمال صفحہ ۵۴۲ جلد ۱۵

(۹) مجمع الزوائد صفحہ ۳۹۱ جلد ۱۰

(۱۰) کنز العمال صفحہ ۱۰ جلد ۹

(۱۱) سورۃ الاحقاف:۲۰

(۱۲) کنز العمال صفحہ ۵۷۸ جلد ۱۵

(۱۳) ابوداؤد صفحہ ۴۴۴ جلد ۲

(۱۴) مرقاۃ صفحہ ۳۷ جلد ۴

(۱۵) حیاۃ الصحابہ صفحہ ۴۹ جلد ا

(۱۶) حلیۃ الاولیاء صفحہ ۲۳۸ جلد ۸

(۱۷) البدایہ والنہایہ صفحہ ۱۱۶ جلد ۴

(۱۸) حوالہ سابق

(۱۹) حیاۃ الصحابہ صفحہ ۸۹۰ جلد ۳

(۲۰) سورۃ البقرہ:۵۷

(۲۱) البدایہ والنہایہ صفحہ ۳۲۲ جلد ۶

(۲۲) مجمع الزوائد صفحہ ۲۹۱ جلد ۱۰

گندگی سے پاکی کے لئے اعمال کرے

{۵ رمضان ۱۳۸۲ھ مطابق ۳۱ جنوری ۱۹۶۳ء}

بروز جمعرات، بعد فجر

اقتباس

ہمارے جسم کی گندگی ہمارے اعمال سے نہیں جاسکتی تو خدا سے رو رو کر کہا جاوے اے خدا پاک کردے، پاکی کے لئے اعمال کرے، محنت خوب کرے، پھر روزے کے واسطے اپنا جسم بنا ہے، اعمال پاکی والے نہ کریں تو مواخذہ ہے، ترقی اس میں ہے کہ اعمال پاکی والے کرو، پھر خدا سے پاکی مانگو، نماز کی مثال میں پہلے استنجاء کیا، پاخانہ کو دور کیا، اس سے جسم پاک نہ ہوا، وضوء سے پاکی لی، جسم اپنے حال پر رہا، لباس پاک پہنا، سینکڑوں احکامات کی تعمیل نماز میں کی، آخر میں رونا شروع کر دیا، اے خدا، میں نے بہت سارا ظلم کیا، بہت بڑا ظلم کیا کہ بڑے والے عمل کو بگاڑ دیا، جیسے میری روح جسم میں آنے سے پہلے پاک صاف تھی ایسے ہی احکام تجھ سے چلے تو پاک صاف تھے، میں نے انھیں پورا کیا تو ناپاک ہو گئے، میرا ہر عمل ہر طاعت ناپاکی کی وجہ سے ناپاک ہوگئی، یہ سب سے بڑا ظلم ہے، تجھ پاک خدا کو ناپاک عمل دیا، اس سے زیادہ گستاخی اور ناپاکی کیا ہوگی، بس میرے گناہوں کو بخش دے جو کہ نماز کے اندر کے اعمال صالحہ کو ناپاک کرنے سے پیدا ہوئے ہیں، پاکی کی محنت کرے اللہ کے احکامات کو پورا کرے پھر رو کر کہے میں گندا ہوں، مجھ سے پاکی نکل نہیں سکتی ہے چاہے اعمال کتنے ہی کرلے کبھی خود کو برا سمجھے۔

نحمدہ' ونصلی علی رسولہ الکریم۔

میرے بھائیو اور دوستو!

اللہ رب العزت جل جلالہ' نے انسان کو منی کے گندہ قطرہ سے بنایا ہے (۱)، گویا اس کے اپنے حصے میں پوری دنیا سے گندا قطرہ ملا، زمین آسمان کی مشین چلائی، غذائیں بنائیں، انسان نے استعمال کیا، پھر انسان استعمال ہوا تو گندہ قطرہ تیار ہوا، اس سے جسم بنایا جو ناپاکی کا مجسمہ ہے، اس میں پاک روح ڈال کر مطالبہ کیا کہ اس روح کو گندہ نہ ہونے دو، اس کے کمالات کو ترقی دو، گندگی سے نکلنے کو ہاتھ پیر مارو، جو اپنی گندگی سے نکلنے کی محنت میں لگا رہے گا، خود کو گندا سمجھ کر خدا سے پا

کی مانگتا رہے گا تو اس کا شمار ایک دن پاکوں میں ہوگا۔

اس کی پاکی قیامت کے دن کو ظاہر ہوگی، اس کی ماہیت بدلے گی، پاک جسم کے ساتھ پاک جنت میں داخل ہوگا، اس دنیا میں تو ناپاک ہی رہے گا، اچھے اعمال تلاوت، روزہ، ذکر، نماز، اعمال قرآن سے پاکی کی محنت ہے، دوسری طرف اپنی ناپاکی پر روئے خدا سے کہو: میں گندے جسم سے بنا ہوا ہوں تو اس جسم کے سارے اعمال گندے ہیں، میری طاعت کیسے پاک ہوسکتی ہے، اس کے ظاہری اچھے اعمال کیسے پاک ہوں، پھر رو کر خدا سے کہے تو ہی مجھے پاک کردے، جیسا میں گندا ویسا ہی میرا عمل بھی گندا، ناپاک کپڑا اگر پیشاب سے دھلے تو ناپاکی ہی میں اضافہ ہوگا۔

ہمارے جسم کی گندگی ہمارے اعمال سے نہیں جاسکتی تو خدا سے رو رو کر کہا جاوے اے خدا پاک کردے، پاکی کے لئے اعمال کرے، محنت خوب کرے، پھر روزے کے واسطے اپنا جسم بنا ہے، اعمال پاکی والے نہ کریں تو مواخذہ ہے، ترقی اس میں ہے کہ اعمال پاکی والے کرو، پھر خدا سے پاکی مانگو، نماز کی مثال میں پہلے استنجاء کیا، پاخانہ کو دور کیا، اس سے جسم پاک نہ ہوا، وضوء سے پاکی لی، جسم اپنے حال پر رہا، لباس پاک پہنا، سینکڑوں احکامات کی تعمیل نماز میں کی، آخر میں رونا شروع کردیا، اے خدا، میں نے بہت سارا ظلم کیا، بہت بڑا ظلم کیا کہ بڑے والے عمل کو بگاڑ دیا۔

جیسے میری روح جسم میں آنے سے پہلے پاک صاف تھی ایسے ہی احکام تجھ سے چلے تو پاک صاف تھے، میں نے انھیں پورا کیا تو ناپاک ہوگئے، میرا ہر عمل ہر طاعت ناپاکی کی وجہ سے ناپاک ہوگئی، یہ سب سے بڑا ظلم ہے، تجھ پاک خدا کو ناپاک عمل دیا، اس سے زیادہ گستاخی اور ناپاکی کیا ہوگی، بس میرے گناہوں کو بخش دے جو کہ نماز کے اندر کے اعمال صالحہ کو ناپاک کرنے سے پیدا ہوئے ہیں، پاکی کی محنت کرے اللہ کے احکامات کو پورا کرے پھر رو کر کہے میں گندا ہوں، مجھ سے پاکی نکل نہیں سکتی ہے چاہے اعمال کتنے ہی کرلے کبھی خود کو برا سمجھے۔

اپنے کو اعمال صالحہ کے ادا کرنے کی وجہ سے اچھا نہ سمجھو، اصل بات قیامت کے دن کی ہے کہ کہیں میرے ناپاک قیامت کو میرے قبر پر نہ اتار دئے جائیں، اپنی گندگی ہر وقت سوچے، جسم گندا ہے اس سے ہر عمل گندا نکلے گا، شان کے منا سب تحفہ نہ دینا گستاخی ہے۔

دہلی میں مسلمانوں کی حکومت مغلیہ تھی، اخروٹ کے علاقہ والے اخروٹ چھکڑوں میں لے کر چلے، راستے میں ایک کھیت والے نے سارے کھیت کے پیاز دھو دھو کر ایک ڈھیر لگا رکھا تھا، سفید سفید عمدہ پیاز، اخروٹ والوں نے پیاز کبھی دیکھا نہ تھا، انھوں نے کہا اخروٹ تو بہت ہوتے ہیں، بادشاہ کو جا کر یہ نیا پھل دیں گے تو بہت خوش ہوں گے، اخروٹ کسان سے بات کر کے اسے دے دئے اور پیاز لے لئے، پیاز لے کر چل پڑے۔

دہلی جا کر بادشاہ کو اطلاع دی، بادشاہ اخروٹ کی اُمید کر کے باہر نکلا تو چھکڑے بھرے ہوئے ملے، اب جوان کو کھولا تو ۱۵، ۲۰ دن کے سڑے ہوئے پیاز نکلے، بادشاہ نے جب یہ منظر دیکھا تو کہا کہ میری توہین کردی، شاہ ہند کو سڑے ہوئے پیاز دئے جاویں اے غلامو! کھڑے ہو کر پیاز ان کے سروں پر جوتوں سے پھوڑو، اب جوتوں سے پیاز سروں پر ٹوٹنے لگے۔

اب آپس میں ایک نے دوسرے سے کہا بہت اچھا ہوا ہم نے اخروٹ بدل لئے، ورنہ آج ہمارے سر پر اخروٹ توڑے جاتے، آئندہ اس حکومت کو تحفہ نہ دیں گے، بادشاہ نے پوچھا کیا کہہ رہے ہیں کہ ان کی بات چیت سرحدی زبان میں تھی، دریافت کرنے پر معلوم ہوا تو پھر اس نے ان کا قصور معاف کیا۔

جوتوں کا پڑنا اس وجہ سے تھا کہ بادشاہ کی شان کے مطابق تحفہ نہ دیا، ایسے ہی ہمارے گندے جسم سے نکلنے والے گندے عمل کو خدا کیسے قبول کرے، وہ خود پاک ہے پاک ہی کو چاہتا ہے، ارے پیٹنے پر خدا اس کے جسم کے گندے عمل کو قبول کر لیتے ہیں، گندے عمل کو پاک کر دیتے ہیں، دنیا میں نماز، ذکر، تبلیغ، تلاوت میں لگا، نام ونمود، عجب کبر کی ناپاکی اس میں آئی، جسم کے ذریعے سے آنے والی ناپاکی کے بدلے میں پاکی کو مانگا، پاک عمل جمع کر کے قیامت کو ملیں گے، پھر خدا پاک خوشبودار جسم دیں گے، اس دنیا میں ہمارے جسم کی طرح ہی کھانا گندگی بنتا ہے، پہلے تو ریح کا خروج ہوا ہے، دماغ پھٹنے لگتے ہیں، ہضم طعام کی بدبو ہے، پاخانہ نکلا تو بدبودار ہو کر۔ ساری رات کے جاگنے کی وجہ سے نیند غالب آ گئی۔ وَاللّٰهُ غَالِبٌ عَلٰى أَمْرِهٖ (۲)

---

(۱) سورۃ المرسلات: ۲۰

(۲) سورۃ یوسف: ۲۱

رمضان انعامات کے دروازے کھلواتا ہے

{۵ رمضان ۱۳۸۲ھ مطابق ۳۱ جنوری ۱۹۶۳ء}

بروز جمعرات، بعد عصر

اقتباس

انسان کو پوری کائنات میں سے ذاتی حصہ بہت ہی گندہ ملا ہے، اس میں سارے ہی مشائخ، پیران، حسین، جمیل، بد صورت اور سلاطین داخل ہیں، ان میں پوری دنیا میں سے قطرہ منی دیا ہے، یعنی اس قطرہ کو آخرت میں لے کر جاؤ گے، قلعہ، بھینس، غلہ، مکان، زمین آسمان کی مشین دہلی اس میں خوبصورت پھولداریاں نہیں، عمدہ پھول اور پھل، لوگ وہاں سیر کو جاویں، لہلہاتے باغ، اور کھیت جس سے تیل وروٹی بنی اسے بھی لوگ خوش ہو کر دیکھتے، غذاؤں کو تو نے تیرے باپ نے کھایا تو آخر میں خون، پھر خون سے منی بنی، تجھے جو ملا ہے وہ بشکل منی ملا ہے، اس قطرہ سے جسم بنا اور جسم بڑھا، جسم تیری ترقی کے واسطے ملا ہے، اس میں ترقی چھپی ہوئی ہے، عمل کر، تجھ سے عمل کبھی خدا کی پسند کے مطابق ہو نہ سکے گا، کہ تیرا عمل تیرے بدن سے ہوگا، بدن ہے قطرہ منی سے، لہٰذا عمل بھی اس نسبت سے گندا ہی ہوگا، چیزوں کو چھوڑ، اعمال بڑا، ایسے عمل بنا جسے خدا قبول کرلیں، قابل تحفہ بنا کر پیش کر، خدا کی پسند و مرضی کے مطابق عمل بنا کر پیش کرے گا اور خدا قبول کرلیں گے تو تیرے مسائل کا حل دعاؤں سے ہونے لگے گا، اسی راستے پر لوگ چلے تو ولی بنے، جس نے اسے چھوڑا وہ شیطان بنا، اسی راستے سے ان کا اکرام، اسی کے اقرار سے مسلم بنا۔

نحمدہٗ ونصلی علی رسولہ الکریم۔

میرے بھائیو اور دوستو!

دکھائی تو دیتا ہے انسان کو یہ کہ زمین اور آسمان اور جو کچھ ان میں ہے، ان میں انسانی زندگی کے مسئلے ہیں، انسان کے ذمہ یہ ہے کہ ان پر محنت کر کے شکلیں بناوے اس سے کام بنے گا، خود انسان غریب مفلس میں کچھ نہیں ہے، لیکن یہ بات نہیں ہے ساتوں زمین آسمان سے زیادہ قیمت انسان کی ہے، انسان پر ہی حالات بنتے اور بگڑتے ہیں، زمین آسمان عارضی برتن ہیں، کل کو ٹوٹنے والا ہے، اس برتن میں انسان بن گیا تو دنیا و آخرت کی کامیابی، ورنہ ناکامی۔

محنت اگر صحیح ہو تو اس پر اس کے اور دوسروں کے حالات درست کرتے ہیں، محنت غلط ہو تو اس کے اور اس پر رکھ کر دوسروں کے حالات بگاڑتے ہیں، دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی، دنیا و آخرت کی کامیابی اس میں ہے کہ جان، مال کا استعمال صحیح ہو، خندق

تلوار، برق، بھاپ، سائنس، علم، مال وملک میں نہیں ہے، حالات کا سدھار بگاڑ ہمارے اعمال کے رخ پر ہے، اگر اعمال کا رخ وہ ہے جس پر حالات سدھرتے ہیں تو حالات سدھریں گے، ورنہ بگڑیں گے، پہلے رخ پر ہم کامیاب ورنہ ناکام۔

اللہ نے اعمال کے درست کرنے کے واسطے محنت دی ہے، حالات اپنے ہاتھ میں اگتے ہیں، مالیات، انسان، زمین میں نہیں اگتے ہیں، جیسے ارواح کسی اور میں نہیں ہے، خدا کے ہاتھ میں ہے خدا جب چاہے بھیج دیں جب چاہے نکال لیں، جیسے انسان کی روح خدا کے ہاتھ میں ہے انسان جسم میں نہ روح کو لاسکتا ہے نہ جانے سے روک سکتا ہے، ایسے ہی تمام نقشے کو وزیر، وزارت، بادشاہت، جمہوریت، ڈاکٹریٹ، سرمایہ داری کے خول میں حالات بھرے رکھے ہیں، ان سے حالات پیدا ہوتے نہیں ہیں، بلکہ روح کی طرح ایک نظام کے ماتحت حالات ان میں خدا کی طرف سے لاکر ڈالے جاویں گے۔

انسان کو پوری کائنات میں سے ذاتی حصہ بہت ہی گندہ ملا ہے، اس میں سارے ہی مشائخ، پیران، حسین، جمیل، بد صورت اور سلاطین داخل ہیں، ان میں پوری دنیا میں سے قطرہ منی دیا ہے، یعنی اس قطرہ کو آخرت میں لے کر جاؤ گے، قلعہ، بھینس، غلہ، مکان، زمین آسمان کی مشین دہلی اس میں خوبصورت پھولداریاں نہیں، عمدہ پھول اور پھل، لوگ وہاں سیر کو جا دیں، لہلہاتے باغ، اور کھیت جس سے تیل وروٹی بنی اسے بھی لوگ خوش ہوکر دیکھتے، غذاؤں کو تو نے تیرے باپ نے کھایا تو آخر میں خون، پھر خون سے منی بنی، تجھے جو ملا ہے وہ بشکل منی ملا ہے۔

اس قطرہ سے جسم بنا اور جسم بڑھا، جسم تیری ترقی کے واسطے ملا ہے، اس میں ترقی چھپی ہوئی ہے، عمل کر، تجھ سے عمل کبھی خدا کی پسند کے مطابق ہو نہ سکے گا، کہ تیرا عمل تیرے بدن سے ہوگا، بدن ہے قطرہ منی سے، لہٰذا عمل بھی اس نسبت سے گندا ہی ہوگا، چیزوں کو چھوڑ، اعمال بڑا، ایسے عمل بنا جسے خدا قبول کرلیں، قابل تحفہ بنا کر پیش کر، خدا کی پسند ومرضی کے مطابق عمل بنا کر پیش کرے گا اور خدا قبول کرلیں گے تو تیرے مسائل کا حل دعاؤں سے ہونے لگے گا، اسی راستے پر لوگ چلے تو ولی بنے، جس نے اسے چھوڑا وہ شیطان بنا، اسی راستے سے ان کا اکرام، اسی کے اقرار سے مسلم بنا۔

الحمد للہ رب العالمین یہ حقیقت ہے، خدا تربیت کرنے والے ہیں، تمام فوجی، عسکری، بڑے چھوٹے نقشے اقوام متحدہ میں بیٹھ کر ہونے والی باتوں اور تدبیروں سے نہیں ہوتا ہے، صرف خدا سے ہوتا ہے، ان کے فیصلے سے ہوتا ہے، فیصلے ایاک نعبدو ایاک نستعین (۱) پر ملیں گے، تم خدا کو وہ عمل دو جو اسے پسند ہیں، تسبیح، روزہ نماز، حج، صبر، تقدیس تحلیل ویکی بنا کر پیش کرو جیسا مجھے پسند ہے، میری پسند کے مطابق بناؤ، تمہارے اعمال کی درستگی پر خدا قبول کریں گے، پھر خدا حالات اقتصادی، ملکی، معاشرتی، بین الاقوامی ایسے انسانوں پر رکھ کر درست کردیں گے، ملک مال والوں پر رکھ کر خدا حالات ہر قسم کے بگاڑتے ہیں۔

اب عمل پر محنت اس طرح کرنی آجائے جس کو خدا پسند کرتے ہیں اس مبارک انسان کے اپنے بعد اس پر رکھ کر دوسروں کے حالات درست ہوں گے، پہلا درجہ یہ ہے کہ چیزوں کے یقین سے نکل، اعمال پر آ، کمائی چھوڑ مسجد میں آ، یہاں عمل کر، دعوت، علم، ذکر، نمازوں، روزہ کے اعمال میں لگ، ان کو درست کر، اعمال کو ویسا بنا ظاہر کے اعتبار سے جو خدا

کو پسند ہیں، اللہ کے علم کی شکل پر عمل کولا، اس میں خدا کا یقین و دھیان ہو، اسے راضی کرنے کا جذبہ ہو، خالی عمل، خالی روزہ نماز قبول نہ ہوگی بلکہ علم کی شکل پر آئے گا تو قبول ہوگی، روزہ رکھ لیا دن پھر نافرمانی کی، تو کل قیامت کو خدا روزہ منہ پر ماردیں گے، روزہ کے مسائل سیکھ، کس سے مردود ہوگا، کس سے مقبول؟ فضائل بھی روزہ کے جان، کس روزہ پر خدا کے وعدے ہیں، روزہ سے متقی بنے گا (۲)، تقویٰ پر دروازے کھلیں گے، محنت کے بغیر مال ملے گا، بغیر مال کے چیزیں، بغیر چیزوں کے حالات کا بننا تقویٰ پر ہوگا۔

اب دروازہ کونسا ہے جس پر تقویٰ ملے، یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی سراسر معجزات سے بھری ہوئی ہے، ان جیسی جس کی زندگی ہوگی، ان کی زندگی کرامات سے بھری ہوگی، ایک تو ہے عمل کرنا، ایک ہے ایسے ایسے ادا کرنا کہ ان کا منشاء حاصل ہو جائے، نماز کا منشا بھی تقویٰ ہی ہے کہ برائیوں سے اسے نیکیوں پر پڑے اب وہ نماز روزہ کونسا ہے جس پر تقوی ملے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے پر زندگی آنا تقویٰ ہے، تقویٰ پر زمین سے مال نکلا، زمین سے چوہے مال لائے (۳)، تقویٰ پر صحابہ نے جنت کا کھانا کھایا ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں یہ کھانا آیا تھا (۴)۔

اب وہ روزہ نماز کیا ہے جس پر تقویٰ ملے، نماز سے ایک مشق ہے جس کی تکمیل کے لئے روزہ آیا ہے، نماز کی مشق یہ ہے کہ نماز کے واسطے یقین لو، نماز کا علم لو، نماز کے واسطے خدا کا دھیان نیت لو، ان چار پر آنے والی نماز تقوی دلائے گی، نماز کے مسائل جانو وہ طریقہ کونسا ہے جس پر خدا نوازیں گے، تکبیر، تسبیح پاکی، ناپاکی کا وہ کونسا طریقہ ہے جس پر تقویٰ ملے، روزہ نے آکر بتایا کہ نماز سے تقویٰ اس وقت ملے گا جب کہ تقاضے دبا کر ادا کرو، روزہ میں صبح سے شام تک تقاضے دبائے۔

اب یکسو ہو کر اعمال میں لگو، نماز میں غائب نہ ہو جاویں، اصل مشق نماز کی ہے، اس وجہ سے ایک دن کا روزہ ۷۰ گنا بنتا ہے، تو فجر، ظہر، عصر، تین نمازیں ۲۱۰ بن گئیں، روزہ رکھ کر ایمان کی مجلس میں بیٹھ، تقویت ایمان کے ذرائع اختیار کر، خدا کا ذکر کر، سارا دن غیبت، بہتان، جدال بے کار باتوں سے احتراز ہے، تجھ سے لڑنے آویں تو کہہ دے میں صائم ہوں (۵)، میں کچھ نہ کرونگا چاہے تو سر اڑا دے، ماں باپ کی گالیاں دیدے، آنکھوں کی بھی احتیاط ہو، غیر محرم پر نہ پڑے، حرام بات سے کانوں، زبان کو بچایا، پاؤں غلط جگہ نہ گئے، یہ نمونہ ہے متقی بننے کا، کھانا، پینا صحبت روک روک کر اعمال پر لگو، رات کو کھانا تم جلدی سے کھالو۔

سونے سے پہلے، سونے کے بعد خوب نمازیں ہوں، کھانے پر کنٹرول رکھو، بے ترتیبی کھانے میں نہ ہو، جلدی سے فراغت کھانے سے کرلو، متقی بننے کا نمونہ ہے رمضان، ایسا نہ ہو کہ سارے رمضان اعمال اور رمضان کے جاتے ہی سب سارے اعمال ختم، قرآن لپیٹ کر رکھ دیا، نمونہ تو ٹھیک ہو گیا، لیکن اس پر زندگی نہ لگائی، وہ بدنصیب ہے کہ نمونہ ہی ٹھیک نہ بنایا، وہ بیچ میں ہے کہ نمونہ بنالیا لیکن زندگی اس پر نہ اٹھائی، وہ سب سے آگے ہے جو اس کے مطابق زندگی بنالے، اس نمونے پر دو چار سال گزر گئے تو تم متقی بن جاؤ گے، دن کو منڈی بکری کے تقاضے دباؤ، رات کو سونے، راحت کے تقاضے دباؤ، اس سے تقویٰ ملے گا یقین بنے گا۔

اب دوسرا قدم جس پر خدا کی طرف سے دروازے کھلیں گے، عمل کر کے اکڑ پیدا نہ ہو، خود کو بڑا نہ سمجھو کہ آج میں نے ۱۰ پارے پڑھے، کسی کو گالی نہ دی، کسی سے لڑا نہیں، شیطان تم میں تمہارے اچھا ہونے کو لائے گا، ارے منی کا قطرہ اچھا کیسے ہوسکتا ہے، اچھا بننے کی ترکیب یہ بتائی ہے کہ دعوت، ذکر، نماز تعلیم کا عمل اختیار کر، روزہ رکھ، عمل کرتے وقت عمل کو بہت اچھا بنا، صرف خدا کو راضی کرنے کے واسطے، کسی قسم کی عجب، تکبر، شہرت، بڑائی کے واسطے نہ کر، صحیح شکل پر کر، مکروہ ناجائز اس میں نہ ہو، یقین و دھیان درست ہو، اس سے عمل قبولیت کے رخ پر بڑھے گا۔

اب ٹھہرو ایک مشق ایسی ہے جو کبھی ختم نہ ہوگی، اور بہت ہی ترقی دلانے والی ہے، اے خدا تیرا عمل کیا، لیکن اس میں میرے جسم کی گندگی آ گئی، جب میرا جسم گندا تو اس میں سے باہر آنے والا عمل کیسے پاک ہوسکتا ہے، رو رو کر عمل کی پاکی مانگو، اے خدا میری وسعت میں اتنا ہی ہے کہ عمل گندا پیش کروں، ہر عمل کرے اور روئے، اللہ والے عمل کو اچھی طرح کرو، سب طرح بڑھیا بناؤ، تحفہ خدا کے لئے بن سکو، منی کے قطرہ کے انسان کے واسطے مالی گلدستہ پھولوں کا لاتا ہے، ہمارے واسطے بھی گلدستہ لایا گیا، اس میں نہ معلوم کتنی محنت کی، تم بھی گلدستہ کی طرح اپنا عمل پیش کرو، ہر اعتبار سے عمل کو سنوارو، تم نے بنا کر خدا کو پیش کرنا چاہا تو آخر میں نظر آوے گا کہ میرے جسم کی گندگی کیسے جاوے، اس کا رونا رحمت کے دروازے کھولے گا، گندگی مرتے دم تک باقی رہے گی، اس گندگی پر رونا رحمت کو بڑھوائے گا، مر کر اس آدمی کی وجہ سے قبر سے خوشبودار پاک جسم بن کر اٹھے گا، یہاں گندا بنا کر رکھا کہ پاکی بڑھے، عمل اس نے کئے ناپاکی پر رو کر پاکی مانگتا رہا، انعامات کے دروازے کھلنا، مصائب کا بند ہونا اس پر ہے، عمل اچھا کر کے پھر اس پر رویا، اپنے وجود کی گندگی کی وجہ سے رونا آجاوے، تو ان تمام مسائل سے حفاظت ہوگی جن کو شکاری پھانستا ہے۔

کبر عجب ریا نہ کرو، ان میں سے ایک کے ہونے پر خدا عمل کو سر پر ماردیں گے، اگر عمل کر کے اپنی گندگی کی وجہ سے رویا تو خدا قبول کرلیں گے، تیری شان کے مطابق نہیں ہے اس عمل کے ہر جز میں میری گندگی ہے کہ ہر جز میرے جسم سے باہر آیا ہے، اے خدا جیسے تو نے قطرہ سے میری اچھی شکل بنادی ہے، ایسے ہی اس گندے عمل کو قبول کرسکتا ہے، اس صفت کے آنے پر تمام برائیاں ختم، اچھے عمل کو کمزر سمجھ کر روتے ہوئے پیش کرنا کیوں کہ اچھے عمل کو جب بڑا بن کر پیش کرے گا تو خدا اسے رلانے کے واسطے اس سے گناہ کروادیں گے تاکہ اس پر توبہ کرنے کے واسطے گناہوں کا خاتمہ اس میں ہے کہ خود کی اچھے عمل کو خود کو گندہ جان کر پیش کیا جاوے۔

---

(۱) سورۃ الفاتحہ: ۴

(۲) سورۃ البقرہ: ۱۸۳

(۳) حیاۃ الصحابہ صفحہ ۸۹۸ جلد ۳

(۴) حیاۃ الصحابہ صفحہ ۸۸۹ جلد ۳

(۵) کنز العمال صفحہ ۵۰۸ جلد ۸

انبیاء علیہم السلام کی تبلیغ قدرت سے لینے کی ہے

{۶ رمضان ۱۳۸۲ھ مطابق یکم فروری ۱۹۶۳ء}

بروز جمعہ، بعد فجر

اقتباس

خواجہ اجمیریؒ سنجر علاقہ عراق سے نکل کر اس ملک میں آئے تا کہ یہاں حق آئے باطل اکھڑے، قوم، وطن، خاندان کو چھوڑ کر انبیاء علیہم السلام والے راستے، علم، نماز، ذکر، دعا، محنت کی، اقلیت میں ہیں، جہاں کسی طرف سے ملک پر حملہ ہوا تمہیں غم زیادہ کھانے لگے اور تمہارے علماء سیاسی ملک والوں کی خوشامد و چاپلوسی میں ایسے لگتے ہیں کہ خدا کی خوشا مدنہ کی ہوگی، اس میں وہ اپنا تھوک تک خشک کر لیتے ہیں وفاداری کے نعروں میں، خواجہ اجمیریؒ اکیلے اس شرک بھرے ملک میں گھسے، ان سے کتنے انسان اسلام میں آئے خدا جانتے ہیں، ایک انگریز کا کہنا ہے کہ اجمیر سے ڈھا کہ تک کے ایک سفر میں ۹۰ لاکھ اس دین میں داخل ہوئے، یہ سفر کئی سالوں میں ہوا ہوگا، چونکہ اس کار وحانی احسان و کرم ہے اس وجہ سے سارے ملک والے ان کے سامنے جھکتے ہیں، ان بزرگان دین سے ہی ہم مسلمانوں کا وجود اس ملک میں ہے، ایک آدمی صحیح راستے پر آئے تو اس سے لاکھوں پلتے ہیں۔

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

میرے بھائیو اور دوستو!

اگر کھیتی کے کام کو جاوے تو زمیندار دسمبر جنوری کے مہینہ میں صبح صبح پانی میں اتر جاوے اور اللہ کی بات ہو جاوے تو زمیندار اتنا بھی پسند نہ کرے کہ ذرا سا سرک جاوے ایک صف سے دوسری صف تک، اس وجہ سے ہمارا یقین کمزور ہو گیا، خاموش، خاموش پہلے سے آتے تو آگے بیٹھتے دیر سے آئے تو سب سے پیچھے بیٹھو، لوگ سمجھتے نہیں ہیں اس عید سے کام شروع ہو کر اس عید کو کام پورا ہو، شروع رمضان سے آخر ذوالحجہ تک، یہ چار مہینے اللہ کی راہ میں باقی آٹھ ماہ کمانے کے لئے کافی ہیں، چار ماہ ایمان، تقویٰ، اعمال کی مشق کے لئے ہیں ان چار ماہ سے ایمان کیسے قوی ہو؟

تمام ملکی، مالی، زراعتی، سیاسی، حکومتی نظام سورج کے مہینوں سے چلتے ہیں، انہیں استقلال ہے، بوائی اور کٹائی کا

مہینہ، انکم ٹیکس کا مہینہ کبھی نہ بدلے گا، ہر سال ایک ہی ماہ اس سب کے لئے مقرر ہے، دنیا کے نظاموں کے مہینہ منظم ومقرر ہیں، خدا نے اپنا سلسلہ چاند سے رکھا، اس سے عمل ۳۶۰ سال میں پورے چکر دیئے، موسموں کا کھالے گا، اب اللہ والے اعمال کا دنیا کے نظاموں سے مقابلہ ہوگا، رمضان، شوال، ذی قعدہ، ذی الحجہ، کبھی کٹائی کبھی بوائی، کبھی آپریشن کبھی انکم ٹیکس کے لئے مناسب ہوں گے۔

اللہ کا راستہ سب کے مقابلہ میں ہوگا، چاہے دنیا کا یہ کام کرلو چاہے اللہ کے راستے میں نکلو، کبھی یہ چار ماہ ضروری امور کے فراغت میں آکر پڑیں گے، بوائی وکٹائی وانکم ٹیکس کا وقت نہ ہوگا، کبھی ان کے عین وقت میں کبھی آدھا ان کے وقت میں آدھا ان سے قبل جوان چار ماہ کو ہمیشہ اللہ کی راہ میں دیتا رہے، دنیا کے نظاموں کو مؤخر کرتا رہے تو یہ متقی پرہیزگار دو جہاں والے بنیں گے، ان کی دعا سے زمین وآسمان کا نظام چلے، ظالموں کا بھیجا پھٹے، مظلوموں کی مدد ہو، بس طے کر، بس شادی، بیاری، حساب وکتاب، دکان کی وجہ سے ان چار ماہ کو گھر میں نہیں لگانا ہے۔

اس سے وہ یقین جو انبیاء والا ہوگا، دعاؤں کی طاقت پاس ہوگی، ہم شطرنج کے مہروں کی طرح ترکیبیں لاتے ہیں، کٹائی کا موسم یہ آیا تو زمین دار غائب، انکم ٹیکس کے موسم میں تجار غائب، جس کی فراغت ہے وہ تو نکلے دوسرا نہ نکلے، ہم زندگی کا بننا دنیاوی راستوں میں دیکھتے ہیں، بعض آخرت کی فکر کی وجہ سے لگاتے ہیں، لیکن کچھ اس وجہ سے لگاتے ہیں لیکن کچھ بچا کچھا وقت اور مال اس فکر میں لگایا، گہرا اصلی وقت دنیا کے راستے میں، اس وجہ سے تمام خاندان کا دستور ہے کہ جو کالج، اسکول، تجارت، زراعت میں چل سکیں ان کو ان لائنوں میں چلا دیں اور جو جوان تمام لائنوں کے قابل نہ ہو جس کا بس کچھ نہ رہے اسے مدرسے میں داخل کر دیتے ہیں۔

دماغ، صلاحیت، قوت، جوش کا طبقہ دنیا میں، ان تمام سے خالی طلبہ تو مدرسے میں لڑیں گے ہی، ان کے سامنے یہ ہے ہی نہیں کہ باطل کو ختم کر کے حق کو اوپر لانا ہے، دنیا کی تبدیلی کے واسطے دماغ وحوصلہ نہیں رکھتے ہیں، دنیاوی نظام میں بیکار نظر آئے اسے دینی نظام میں بھیج دیا، پھر کمزوری نظر آئی تو اس کی وجہ سے دین کو کمزور بتایا، ارے اس دین میں ہمت و صلاحیت والے لگیں تو پھر ان دین والوں کے سامنے سارے دنیا والے جھکیں گے، یہ چار ماہ ایمان والا بننے کے واسطے ہیں، اللہ کر سکتے تھے کہ یہ چار ماہ فارغ وقت میں رکھ دیں۔

ہند کے بہت عقلمند وزیر کے سکریٹری یہاں آکر مجھ سے کہنے لگے کہ رمضان کو جنوری میں مقرر کر دیں تو کیا حرج ہے، قرآن کے مفسر وعارف عیسائیوں کا گھڑا ہوا، عیسائیت کا رنگ وروغن لگا ہوا، خود کو بہت قابل سمجھتے تھے، دل ودماغ سب اعداء کے رنگ میں رنگے ہوئے تھے، میں نے کہا کیوں؟ کیا بات ہے؟ دن چھوٹا اور ٹھنڈا سب روزے آسانی سے رکھ لیں گے، دفتر ودکان بھی چلیں گے اور روزہ بھی، میں نے کہا میں مفتی نہیں، مفتیوں سے جا کر پوچھو، البتہ یہ بات میرے دل میں ہے کہ مئی جون مقرر کر دو، کہنے لگے کیوں؟ میں نے کہا اس سے مشقت ہوگی تو ثواب زیادہ ہوگا اور مسلمانوں کی رائے ایک کی ماہ پر متفق نہ ہو سکے گی۔

خدا نے اپنے اور عمروں کے تقاضوں کے مطابق مقابل مہینے بنائے ہیں، امتحان کی تیاری ہے پھر امتحان ہے، اب جس سے وقت مانگو وہ خود کو زمیندار، مزدور، ملازم کہہ کر عذر کر لیتا ہے، یعنی ہم پہلے سے زندگی کی پرورش کا راستہ اختیار کر چکے ہیں ہمیں انبیاء علیہم السلام والے راستے کی ضرورت نہیں ہے، سیاست، حکومت مال، ملازمت کے راستے آفتوں سے پر ہیں، ان کی راحتیں وقتی اور عارضی ہیں، مصیبتیں ابدی ہیں، انبیاء کا راستہ چند دن تکالیف پھر ہمیشہ کی راحت کا ہے، ایک انسان سے سات پشتوں تک کا راستہ کھلتا ہے (۱)، موسیٰ علیہ السلام ابراہیم علیہ السلام نے محنت کی اور کرائی، ابراہیم علیہ السلام کی کئی پشتوں تک رحمت و دولت، وزارت کا سلسلہ چلتا رہا، انبیاء علیہم السلام کے راستے میں سب کچھ ہے، لیکن انسانوں کے عقلی راستے سے نہیں ہے بلکہ خدا کے وعدے کے اعتبار سے ہے تم ویسے چلو جیسے ہم کہتے ہیں پھر ہم تمہیں پال اور آخرت میں چمکا دیں گے۔

صدیوں یہاں چمکیں گی تمہاری نسلیں، اور جنت میں داخل ہوں گی، نبیوں کا راستہ اتنا اونچا ہے، ایک کی قربانی سے ہزاروں مزے کریں گے، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ نے قربانی کی تو ان کی نسلیں چھ سات سو سال تک دنیا کے اکثر حصوں پر حکومت کرتی رہیں، خواجہ اجمیریؒ نے ذاتی قربانی دی تو ان کی وفات سے آج تک کے آٹھ سو برس میں کروڑوں ان کے نام پر مزے کی زندگی گزار چکے ہیں، نہیں تو آج تک ان کے حساب میں کھا رہے ہیں، آج کل والے تو خدا کے یہاں کوڑی کے نہ ہوں، نماز ذکر فکر مراقبہ سے خالی ہیں، التحیات تک ان کی درست نہیں، اولیاء نے بہت محنت کی۔

خواجہ اجمیریؒ سنجر علاقہ عراق سے نکل کر اس ملک میں آئے تاکہ یہاں حق آئے باطل اکھڑے، قوم، وطن، خاندان کو چھوڑ کر انبیاء علیہم السلام والے راستے، علم، نماز، ذکر، دعا پر محنت کی، اقلیت میں ہیں، جہاں کسی طرف سے ملک پر حملہ ہوا تمہیں غم زیادہ کھانے لگے اور تمہارے علماء سیاسی ملک والوں کی خوشامد و چاپلوسی میں ایسے لگتے ہیں کہ خدا کی خوشامد نہ کی ہوگی، اس میں وہ اپنا تھوک تک خشک کر لیتے ہیں وفاداری کے نعروں میں، خواجہ اجمیریؒ اکیلے اس شرک بھرے ملک میں گھسے، ان سے کتنے انسان اسلام میں آئے خدا جانتے ہیں۔

ایک انگریز کا کہنا ہے کہ اجمیر سے ڈھاکہ تک کے ایک سفر میں ۹۰ لاکھ اس دین میں داخل ہوئے، یہ سفر کئی سالوں میں ہوا ہوگا، چونکہ اس کار روحانی احسان و کرم ہے اس وجہ سے سارے ملک والے ان کے سامنے جھکتے ہیں، ان بزرگان دین سے ہی ہم مسلمانوں کا وجود اس ملک میں ہے، ایک آدمی صحیح راستے پر آئے تو اس سے لاکھوں پلتے ہیں، دنیاوی راستے میں اگر کمانا بند کر دیا تو ملنا بند ہو گیا، اگر کماتے رہے تو ایک طرف سے ملے گا، دوسری طرف سے خدا پیٹیں گے کہ کمانے میں لگ گیا، انبیاء کا راستہ چھوڑ دیا، اب ہم کس کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر کہیں، تمام ملکوں سے نبیوں والا رستہ مٹ چکا ہے، یہاں کچھ باقی ہے کہ ملک تقسیم ہوا۔

خدا نے کرم کر کے فساد کر کے مسلمانوں کو پٹوایا، اس سے ذہن یہ بنا کہ اپنا مذہب خود بچاؤ، حکومت اپنا مذہب نہ بچائے گی، بہت ہی اچھا ہوا کہ ملازمت، عہدوں، تجارت میں نہ بڑھایا، فوج سے نکال دیا، تکالیف کا انبار بکھیر دیا، اگر اس ملک والے تمہیں گلے سے لگا لیتے، دفتروں، فوجوں میں گھسا دیتے، سہولتیں ساری قسم کی مہیا کر دیتے تو تم ناچ گانہ زنا، ان کی

عورتوں کے ساتھ رنگ رلیوں میں لگ جاتے، اور نعوذ باللہ اسلام سے نکل کر دوسروں کے یہاں جا پہنچتے، اللہ کا شکر ہے چونکہ خدا نے ملکی مفاد سے ملکی نقشے سے علیحدہ کر رکھا ہے اس وجہ سے مذہب زیادہ باقی ہے، جتنا ملک والے تشدد کریں گے تمہیں تجارت، زراعت، ملازمت سے نکالے جاویں گے اتنا تمہارا مستقبل روشن ہوتا جاوے گا، اور جتنا تمہیں سینے سے لگا دیں گے اتنا تمہارا مستقبل تاریک ہوتا جاوے گا۔

اسی وجہ سے میری دعا ہے کہ خوب تمہیں تجارت، زراعت، ملازمت سے نکال دیں تا کہ انبیاء علیہم السلام واولیاء والے راستے پر پختگی کے ساتھ چل پڑو ہر طرف سے یکسو ہو کر، اس نبوی رستے میں ٹاٹا کے پیسے، امریکہ کے ڈالر، جنگی جہاز، موٹر کپڑے کی ضرورت نہیں ہے، بس اس مشق کی ضرورت ہے جس سے ایمان بنے، باقی تبدیلی کے سارے کام خدا خود کر دیں گے، وہی غلبۂ عدو کو خود ختم کریں گے، جرائم والوں کو خدا خود ہلاک کریں گے، سیلاب یا زلزلہ، یا بیماری یا جنگ سے وہ پورے عالم کی ترتیب بدل دیں، بس ہم ان کے راستے پر محنت کر کے پڑ جاویں۔

اس کے لئے چار ماہ کی ضرورت ہے جس سے ایمان بنے، تم اس کے لئے تیار نہیں ہو، اگر دو گے تو دنیاوی کاموں سے فارغ وقت میں، یعنی یہ دین کی محنت تو فالتو اور ثانوی درجہ کی ہے، اصلی محنت تو دنیا کی، سیاست کی، تجارت کی ہے اس سے ہماری زندگی ہے، اس وجہ سے جب وقت ان سے خالی ہو جاوے تو تبلیغ میں آجاویں گے، کسی کی زمیندارہ چھینے تو یہاں آکر کہے گا، زندگی تبلیغ میں لگا دونگا، مجھے زمین واپس دلا دو، یا دکان میں رگڑا پڑا، کسی مقدمہ میں جیل جا پہنچے، تو وہاں سے خط میں لکھتے ہیں کہ ہمیں باہر نکال دو دعا سے، پھر ہم زندگی بھر تبلیغ میں رہیں گے،

زندگی لگانے والے ہزاروں ہوں گے، جن میں بیوی بچے گھر سے پیٹ کر نکالیں، حکومت زمین، دکان چھین لے، جب تم ہر طرف سے مشغول ہو تو تمہیں اس راستہ کی فراغت نہیں ہے، جب تم خالی ہاتھ ہو تو اس راستہ کے لئے تیار، جب مصیبت کے آنے پر ہی تم اس راستے کے لئے تیار ہوتے ہو تو خدا مصائب کیسے نہ لائیں گے تا کہ تم جلدی سے اس راستے پر پڑ جاؤ، ملکوں پر چھائے ہوئے دھوکہ میں نہ ڈالیں، تھوڑا سا سامان دنیا ہے، ان سب کا ٹھکانہ جہنم ہے (۲)، ان کے ملک پر تسلط کو کامیابی نہ جانو۔

جو اپنی لائن بدلنا چاہے اس لائن سے نکلنا چاہے جس میں محنت بہت، مصیبت بہت، اور نبوی لائن میں آنا چاہے کہ پہلے قربانی ہے پھر ہمیشہ کے مزے کرے، قربانی تو ہر لائن کے شروع میں ہوتی ہے، زیور و مکان بیچا، زمین خریدی، مسلسل کئی ماہ محنت کی، بیل و جانور خرید کر لگائے، پھر چھ ماہ کے بعد گیہوں ملا، خدا کی قسم خود نفسانیت کا خون کر کے حاجتیں دبا کر مال و جان، باغات، زمینوں، دکانوں، میں لگ رہے ہیں، اتنی مقدار قربانی و مالی و جان و وقت کی نبوی راہ میں لگ جاوے تو بہت سی چمکو، آنے والے کہتے ہیں ہمارے کل بیس ہی دن ہیں، لینے ہیں لے لو نہیں تو ہم گھر کو واپس جا رہے ہیں، اچھا بیس دنوں میں بنگال چلے جاؤ گے، میں زمین دار ہوں، یعنی میں وہ احمق نسان ہوں جو زمین میں ہزاروں لگا دے، دین میں تھوڑا سا بھی نہ لگاوے، لوگ تشکیل کے جواب میں خود کو زمین دار، دکاندار، کارخانہ دار، کے الفاظ کہتے ہیں، یہ اصطلاحی الفاظ ہیں، ان کا

مطلب میں یہ سمجھتا ہوں، میں وہ احمق، اندھا، دل کا سیاہ، دل کا مجرم انسان ہوں کہ زمین وتجارت میں ضرورت کے مطابق مال وجان لگاتا ہوں لیکن نبوی راستہ میں ضرورت کے مطابق نہیں لگاتا ہوں، میں ایسا بدنصیب ہوں۔

ایک زمیندار نے آکر کہا، اس بچہ کا دماغ خراب ہے دعا کرو میں نے کہا چلہ کے لئے سو روپئے لے آؤ، اس نے کہا میں زمیندار ہوں اب بیونتا نہیں ہے، فرصت میں آجاؤں گا، میں نے بہت سمجھایا، گھنٹوں سمجھایا، میں نے کہا تعویذ و گنڈے کا میں نہیں ہوں، میں تو ہر ایک کو یقین وعمل درست کر کے اللہ سے لینے کو کہتا ہوں، وہ نہ مانا تو میں نے اسے دہلی دوسروں کے پاس بھیج دیا، وہ جامع مسجد میں کسی حاجت میں مشغول تھا، اتنے میں خراب دماغ لڑکے نے دکان سے سب کے سامنے ایک چیز اٹھالی، اسی رات چوری ہوئی تھی، اسے پولس نے پکڑلیا، اتنے میں یہ پیشاب کر کے آیا تو اسے یہ منظر دکھائی دیا، کہنے لگا، پاگل ہے، پولس نے کہا اچھا تو بھی اس کا ساتھی ہے، اچھا نہیں نہیں، تم اسے لے جاؤ، اب بھاگا بھاگا آیا کہ دوسری مصیبت آگئی، میں نے کہا ہمارے یہاں تو وہی بات ہے کہ اب چلے میں دوسو لگادے اور اگر دوسرا راستہ لینا ہے تو بابو جی حکیم سے بات کرلے، اس نے بات کی تو حکیم نے کہا ہم تو تجھ سے لیتے نہیں، لیکن وکیل وغیرہ کو تو دینے ہوں گے، چنانچہ ڈیڑھ سو روپئے لے کر آؤ، اب اس سے کوئی عذر نہ کیا، اس وقت رات کے بارہ بجے کی گاڑی سے گاؤں گیا، رقم لے کر دفتر کے وقت سے پہلے پہنچ گئے، اب مقدمہ میں چلے سے زیادہ وقت لگ گیا۔

ایک آدمی سے کہا تو چلا جا، اس نے کہا صرف دس روپئے ہیں، اب اس نے رقم نکالی تو اس میں دس کے ساتھ ساتھ سو کا نوٹ بھی نکلا، ہم نے کہا سو بھی تو ہیں کہنے لگا بیوی نے دس کا سمجھ کر دیا ہے، خرچ کر دیا تو بیوی مارے گی۔

پچیس تیس سال کے تجربے سے مجھے پتہ لگ گیا ہے کہ زمین دار نے طئے کرلیا ہے کہ زمیندار ہی بن کر پلنا ہے، ولی بن کر نہیں بعض لوگ بیوی بچوں کی فرمائش کے لئے رقم ایک جیب میں، تبلیغ کے حصے کی رقم دوسری جیب میں تبلیغ والے پیسے آگے ہوں گے، فرمائش کے پیسے پیچھے چھپا کر، کتنے پیسے ہیں، آگے کے پیسے دکھادئے، ایک مرتبہ ایک کی تشکیل کی تو کہنے لگا کہ صرف بیس روپئے ہیں، چاہے تو تلاشی لے لو، صبح کو وہ شور مچانے لگا کہ ۵۰ روپئے چوری ہو گئے جو دوسری جیب میں رکھے ہوئے تھے، یہ ساری تدبیریں صرف ضابطہ اور نام تبلیغ میں کرنے کے لئے ہے، چھلکا بنا رہنا ہے، حالانکہ یہ راستہ مغز ہے۔

اس راستے کی قربانیوں پر خدا مشرق ومغرب کی ساری ترتیب بدل دیں گے، ہماری ان حیلہ سازیوں سے خدا کبھی نہ بدلیں گے کہ ہماری تجارت، زراعت، ملازمت، میں فرق نہ آئے، اور ہم نبیوں والی لائن کے بن جائیں، لائن بدلنے میں ہاتھ سے کچھ جاتا بھی ہے، نبوی راستہ بہت آسان ہے کہ حکومت کو پتہ لگے تو وہ یورپ سے کسی کو نہ بلادے اور نہ وہاں کسی کو بھیجے، سارے ہماری مسجد میں بھیج دیں، کسی دن حکومت کا تارا چمک گیا تو تمہیں یہاں جگہ نہ ملے، سارے وزراء وممبران یہاں پڑ جائیں کہ وہ طریقہ ہمیں سکھلاؤ، جس سے بموں سے حفاظت ہو اور ساری مشکلات دور ہوں، حوادث سے بچاؤ ہو، امن وامان کا دور دورہ ہو، باہر پولس کھڑی ہے کہ تم ادھر نہ آؤ کہ تم بیس سال سن چکے، خدا نے انھیں چمکانا چاہا تو پھر یہ وفود واشخاص کو باہر نہ بھیجیں گے سب یہیں آکر ہم سے سیکھیں گے، ان کا تارا ابھی نکلا نہیں ہے، تمہارے حق میں تارا نکلا ہوا

ہے اور تم قدر نہیں کر رہے ہو، کہیں ایسا نہ ہو کہ تمہارا ڈوبے دوسروں کا نکلے وَاِنْ تَتَوَلَّوْا يَسْتَبْدِلْ قَوْماً غَيْرَكُمْ ثُمَّ لَا يَكُوْنُوْا اَمْثَالَكُمْ (۳) ابھی تک تم نے کام کو اس طرح کرنے کا ارادہ نہیں کیا جس سے کام کی اعلیٰ سطح بنے، اس کام کی آسانی یہ ہے کہ اس میں عمل کے راستے سے چمکتا ہے، ہر ایک کے پاس سب سے زیادہ صرف عمل ہی ہیں عمل ہر جگہ ساتھ جا سکتے ہیں، چیزیں نہیں جا سکتی، سرحد پر بہت سی چیزیں لے جانے سے روک لی جاتی ہیں۔

اعمال صالحہ پر ہر انسان خوب پلتا ہے، عمل پر پلنے والے دنیا و آخرت کو پلتے ہیں، چیزوں سے پلنے والے تھوڑی دیر پل کر ہمیشہ کو خرابی میں پڑتے ہیں، عمل پر پلنے والے شروع میں تھوڑی تکالیف برداشت کر لیں تو پھر اختیارات، غلبہ، اطمینان، سکون، بلندی، روٹی عمل پر ہر جگہ ملے، محنت کر کے عمل کو ویسا بنانا پڑتا ہے، جس پر خدا پالدیں، نماز روزہ اور رمضان اعمال صالحہ کا نمونہ ہے، رمضان سے نمونہ شروع ہوا، حج پر ختم ہوگا، مال کا خرچ حج میں آ گیا۔

اب تم پہلی محنت یہ کرو کہ تمہارا رخ سیاست، نفس، بازار، تجارت، زراعت سے خدا کی ذات وصفات کی طرف پھرے، تمہیں وہ روشنی ملے جس سے اعمال میں کامیابی نظر آوے، اس کے لئے چار ماہ لگانے ہوں گے، چیزوں میں نظر آنے والی کامیابی اعمال میں دکھائی دینے لگے، روزہ میں کھانے پینے، صحت، دوا، رات کے سونے کے تقاضوں کو دبانا ہے، کمائی کا تقاضا دبا کر اگر کمائی روٹی کھا کر کمانے کو گئے۔

نبی کے راستے کی طرف مڑنے کے لئے دن رات آواز لگانی ہوگی کلمہ کی کہ خدا سے ہوتا ہے کسی اور سے نہیں ہوتا ہے، نماز محمد صلی اللہ علیہ وسلم جیسی ہو تو اس نماز پر ہر کام پورا ہوگا، سیلاب و جنگ میں حفاظت، مصیبت و بیماری سے بچاؤ، صرف نماز سے ہے، ایسی نماز بناؤ کہ جس کے بعد کی دعا کے بعد چھت پر گرنے والا بم درخت سے گرنے والے امرود کی طرح ہو، اگر حکومت کو نماز کی اس خاصیت کا پتہ چل جاوے تو سارے وزیر اسے سیکھنے لگیں گے اگر دو چار جگہ بمباری میں لوگ نماز کے ذریعہ اپنی حفاظت کروالیں اور سارے مر رہے ہوں تو پھر بھی سب اسے سیکھیں گے، اس راستہ سے جو چاہو ہونا ہے، لیکن پہلے تم اس نماز پر پورا یقین کر کے اسے شروع کر دو۔

نماز سے آگ میں (۴) مچھلی کے پیٹ میں حفاظت ہوئی (۵)، بچہ ملا ہے (۶)، بڑے ملکوں سے مانگنے پر چھوٹے ملکوں کو صرف اوپر کے سطحی ہتھیار ملتے ہیں، اصل ہتھیار تو روس و امریکہ نہیں دیتے ہیں، دس سال پہلے ایسا آلہ تیار ہوا تھا جس کے بیٹھنے پر ان کے زعم باطل میں قیامت کھڑی ہو جاوے اور انھیں ہر آلہ کے توڑ کی فکر ہوتی ہے، تو انھوں نے ہی اعلان کیا کہ اس کا توڑ مسلمانوں کی دعا نماز میں ہے، لیکن ہماری دعا و نماز بے جان ہے، نبیوں والے راستے پر آنے کے واسطے آج راحت راتوں کے سونے، کمائی کے تقاضے دبا کر کلمہ کی آواز لگاؤ۔

ایک اللہ سے ہوتا ہے کسی اور سے نہیں ہوتا ہے، نماز پر خدا سب کچھ دیں گے، ہم چیزوں سے نہیں اعمال سے لیں گے، آواز لگاؤ اپنے دل میں بٹھانے کے واسطے، اسے اتنا بولو سنو اتنا پھرو، ہر جگہ ہر مکان ہر انسان وکیل کے پاس جا کر کہو تم سے تمہارے نقشے سے نہیں ہوتا ہے، اسے ہی دل میں اتارو، مہینوں اسی آواز کے بولنے سننے میں گزر جاویں، زبان اسے

ہی بولے، دماغ اسے ہی سوچے، کان اسے ہی سنے، اس کے سوا کوئی آواز سنو نہ بولو، مخلوط قسم کی باتیں نہ ہوں، ورنہ شرک ہی بھرے گا، پیشاب کے ایک قطرہ سے سارا پانی خراب تو شرک کے ایک کلمہ سے تو خدا کی ساری باتیں ختم۔

مبصرین کی رائے ہے کہ چار ماہ یہی بولا جائے، یہی سنا جاوے، خلوت، جلوت، دعوت وتشکیل میں یہی کہا جاوے، تنہائی میں دل کو پکار کر یہی آواز پہنچاؤ، اسی کے لئے روؤ اسی کے لئے دعا مانگو، یہاں تک کہ تم چار چاند دیکھ لو، جب پانچوں چاند دیکھ لے تب گھر کو واپس آئے اگر خود کو نبیوں والے راستے پر ڈالنا ہے۔

دعا کی طاقت لے کر امریکہ روس کو مٹی کرنا ہے، تو چار چاند باہر دیکھ گھر نہ آ، چاہے کچھ بھی ہو جاوے گھر میں، اس عرصہ میں یہ دعا ہو اے خدا، گھر کی حفاظت کر، اگر نقصان آجائے تو اس کو دور کر، اول تو نقصان ہونا نہیں ہے، خدا تو پکے انسانوں کو کس کس کر دیکھتے ہیں، خدا نے انبیاء علیہم السلام وصحابہؓ کو کس کر دیکھا، مالدار اس کے واسطے غریب بنے، خوبصورت سیاہ بنے، ہم جیسے کچے بے پیندے انسانوں اجنبیوں کا امتحان کیا لیں گے، اگر مصیبت سے گھبرانا ہے تو خدا سے مت کہنا کہ اپنا دوست بنالے، کیوں کہ خدا جسے دوست بناتے ہیں اس کی خوب آزمائش لیتے ہیں (۷)۔

ابراہیم علیہ السلام کو دوست بنایا تو کبھی آگ میں ڈالا تو کبھی بیوی بچوں کو جنگل بیابان مین اسباب ووسائل سے علیحدہ ڈلوادیا، کہیں بچے کو ذبح کروایا، اللہ کی دوستی کا ضابطہ بھی عجیب اور سب سے نرالا ہے، دیکھو تو صحیح اور تو اپنے دوستوں کو حلوے کھلادیں، پھولوں سے سجادیں، خدا اپنے دوست کو تکلیف دیں، اس کا خون گرادیں، آفتوں ومصیبتوں کی طاقت ہے تو اس کی دوستی کو مانگنا، ورنہ یہی دعا مانگو اے خدا میں بندہ ہوں، کھانے کو دیتا رہ، تبلیغ میں نکل کر خدا کا دوست بننے کے بارے میں سنتے ہیں تو اس کی بھی دعا کرتے ہیں، اس پر خدا مصیبت کا پتھر مارتے ہیں تو گھبرا کر کہتے ہیں اسے ہٹا، میں باز آیا تیری دوستی سے، دنیا کے دوستوں کی طرح خواہشات پوری نہیں کرتے ہیں وہ تو اپنے دوستوں کو دنیا کی لذتوں اور چیزوں سے اس طرح بچاتے ہیں جیسے تم مریضوں کو بد پرہیزی سے (۸)۔

تم کو ترکیب بتاتا ہوں کہ چار ماہ لگا کر دوستوں کا مزاج حاصل کرلو، جب تکالیف میں مزا آنے لگے تب خدا کی دوستی کو مانگنا، گھر لٹنے، دکان کے بیٹھنے پر کوئی رنج نہ ہو بلکہ ان تکالیف کے آنے کو دوستی کی بات کا چل پڑنا سمجھ، دوستی کی دعا مانگو تو خوب سمجھ کر مانگو، وہ دوست بنادیں گے تو خوب ٹھونک بجا کر دیکھیں گے، جیسے منکے کو کبھی یہاں سے بجاتے ہیں کبھی وہاں سے بجا کر دیکھتے ہیں، کبھی اس کو لڑھکاتے ہیں کہ کہیں اس میں سوراخ تو نہیں ہے جس سے پانی باہر نکل پڑے۔

خدا اپنی صفات ودولت کو تم میں رکھنا چاہیں تو مصائب لاکر تم میں قوت امساک دیکھنا چاہتے ہیں، کہ تم انھیں روک سکوگے یا نہیں، کوئی کتنا ہی گالیاں دے، تم اسے جواب نہ دو، کہ دوست اس سے ناراض ہو جائے گا، کسی سے نہ ہونے صرف خدا سے ہونے، نماز کے بعد کی دعا سے خدا دیتے ہیں، اس کی آواز خوب لگاؤ اسے بولو، اسے سوچو اسے سنو، ساتھیوں میں عمومی خصوصی گشتوں میں یہی بات ہو، اسے ہی خدا سے مانگو اے خدا اسے دل میں اتار، زبان سے دل میں اتار پھر یہ تو آواز ہوئی۔

زمین آسمان سے نہیں ہوتا ہے خدا سے ہوتا ہے، خدا صرف نماز پر کرتے ہیں، نماز کا مطلب یہ ہے کہ میرا جسم میری روح کے تابع ہو جاوے، یہ آواز ہو تو یقین بدلتا ہے، نماز میں جان ڈالنی ہے، نماز سے سارے مسائل حل ہوں گے، اس آواز سے وقت بچے تو تعلیم میں بیٹھو، اعمال پر کیا ہوتا ہے، کلمہ پر، کلمہ کے بولنے پر، نمازوں روزہ، نقل وحرکت پر کیا ہوتا ہے، اسے سنو قرآن حدیث میں اعمال پر ہونا بتایا ہے، تم صرف چیزوں سے ہونے کو جانتے ہو، چار ماہ اعمال سے کیا ہوتا ہے اسے جانو، خوب فضائل مسلسل سنو، سنتے سنتے یہ بات دل میں گڑ جاوے کہ نماز سے سب کچھ ہوتا ہے۔

نماز سے کیسے حفاظت ہوئی کیسے فرشتے آئے، کیسے نظام بدلا، اگر کوئی بھینس یا کسی غیر سے ہونے کی کہے تو فوراً تردید کر کے نماز سے ہونے کی کہہ دو، ذکر بہت مضبوط عمل ہے، قلعہ سے حفاظت نہیں ہے، ذکر سے ہے، پانچ چاندوں تک یہ تعلیم ہے، خوب خدا کا ذکر تلاوت ہو، تسبیح وذکر، اطمینان، حفاظت کے ملنے کا یقین ہو، اب نماز ہو خدا سے یقین کے ساتھ، یہ جانتے ہو کہ اس نماز سے کیا ہوگا، کہیں ایسا نہ ہو کہ ۲۰ سال سے نماز ہے لیکن معلوم نہیں کہ اس نماز سے کیا ہوگا، زمیندارہ بھی بیس سال سے کیا اس کے ہر جزء کے فوائد ومنافع کو جانتے ہو کیوں کہ اس زمیندارہ سے ملنے کو دیکھا۔

نماز سے ملنے کو سنا نہیں ہے، پیسوں سے غلہ خریدا اس غلہ سے گھر کا چلنا جانا، نماز پڑھی اس سے کام کا بننا نہ جانا، آج تک کی ساری نمازیں، ان نمازوں کے منافع جانے بغیر پڑھی ہیں، ملک والوں کی خوشامد میں حفاظت جانی ہے، نماز یہ جان کر نہ پڑھی کہ اس سے حفاظت ملک والوں کے سارے شرور سے ہوگی، حکومت کی پناہ کو ملکوں کی بمباری سے حفاظت سمجھا، نماز پڑھی لیکن اس سے بمباری سے حفاظت نہ جانا، بس چار ماہ نماز اسی یقین کے ساتھ ادا کرو، نماز کا ہر ہر جز صحیح طور سے اداء ہو، مسائل بھی سیکھ لے۔

اب تمہارا حال یہ ہے کہ میلہ میں بازار میں کی نئی دریاں بچھا کر یہ اعلان کر دیں کہ دریاں ناپاک ہیں ان پر کپڑے بچھا کر نماز پڑھو، لیکن لوگ اسی دری پر پڑھنے لگیں کہ کیا حرج ہے، ارے اس دری پر نماز نہ ہوگی، پھر جہنم میں جانا ہوگا، خالی زمین پر نماز ہو جاوے گی، بہت کہنے سننے پر لنگی بچھائی تو سجدہ کی جگہ پر بچھائی، قدم دری پر رہے، ارے سجدے اور کھڑے ہونے کی جگہ دونوں کو پاک ہونا ضروری ہے، جلسوں میں لوگ امام سے آگے کھڑے ہو جاتے ہیں، اتنے عرصہ سے نماز پڑھ رہے ہیں لیکن اس نماز کے مسئلوں کو لوگ جانتے ہی نہیں ہیں، بے جانے ہی نماز اداء کر رہے ہیں۔

چوبیس گھنٹے یقین علم ذکر نماز کی محنت ہے، ہر ایک سے جا کر کہو، نبیوں والا راستہ لو، ابراہیم علیہ السلام نے کہا میرا رب کون؟ میں، تیرا رب کون؟ تیرا باپ، اس کا رب کون؟ نمرود، نمرود کا رب کون؟ وہ رب الارباب ہے، آئندہ ایسا سوال نہ کرنا، یہاں رب ہونے کا مطلب ہے کہ میں تیری حاجتوں کو پورا کرتی ہوں، میری حاجتیں تیرا باپ پوری کرتا ہے، تیرے باپ کو پیسہ نمرود کی ملازمت سے ملتا ہے، نمرود تو بادشاہ ہے، اس کا پورا ملک ہے، حالانکہ اس ترتیب سے نمرود کا رب ملک ہوا، وہ ماں بے پڑھی لکھی تھی، تمہاری حفاظت اس ملک سے، اس ملک کی حفاظت روس امریکہ سے، روس امریکہ خود خطرہ میں ہیں، سب کے سفلی دماغ ہیں، ہر ایک اپنے سے بڑے کی خوشامد کر رہا ہے، ان سب بڑوں کا خاتمہ قریب ہے،

سب بڑوں کا بیج نہ بچے گا۔

خدا کا قاعدہ ہے کہ کلمہ والے بچیں، باقی سب مریں، قدرت کی موافقت والے طریقے اختیار کرلو، چوبیس گھنٹے یہی مشق ہو، اس کے خلاف کوئی بول نہ ہو، جلدی سے نماز بنالو تاکہ حادثہ عالم ہو تو ہم اپنی اور کچھ اور کی حفاظت نماز کے ذریعے کرلیں، خدا کو جتنوں کو ہلاک کرنا ہوگا ہلاک کرلے، نماز و کلمہ والوں کو عالم میں چلا دیں گے، اس ذہن سے چار ماہ لگا کر بھائی واپس آؤ، چار ماہ لگا کر یہاں آنے والوں میں تین قسم کے انسان بنیں گے، بعض نے تو سو فیصد وقت صحیح گزارا ہوگا، ہر وقت میں ان چار کاموں میں تھے، بازاروں کی سیر نہ کی، نگاہ دکان پر پڑی تو اس خیال سے نہیں، بلکہ اس کے مٹی ہونے اور اس دکان والے کے مصیبت و خطرہ میں ہونے کے خیال سے، یہ دکاندار مجھ سے زیادہ مالدار ہے اس وجہ سے یہ مجھ سے زیادہ خطرہ میں ہے۔

حکام و افواج کو دیکھا تو ان سے حفاظت کو نہ جانا، یہ خود خطرہ میں ہیں اپنی ہی حفاظت کرلیں یہی بہت ہے، ایمان کی خوب فضا بنی، اب یہ کبھی کبھی گھر گئے، بیوی بچوں کو سمجھایا کہ میں اس راستہ کا بن گیا ہوں، تم بھی نکلو، چار ماہ باہر رہا، واپس جا کر اپنے بچوں کے کمائے ہوئے میں سے کچھ نہ لیا، بچوں کو بھی اس راستہ پر لگایا، سب کو اس راستہ پر ڈالنے کی نیت کی، پھرنے والا خود کو بنایا، تجارت، ملازمت کی بیڑیاں نہ پہنی، چار ماہ اچھے گزرے تو اس سطح پر جاؤ گے، پھر نا بڑھ جاوے، گھر میں رہنا کم ہو جاوے تو یہ اعلیٰ قسم ہے، اس سے کم درجہ کی قسم یہ ہے کہ چار ماہ باہر آٹھ ماہ گھر اور چار ماہ یہی ہوں، حج سے نمونہ ملے گا مجاہدہ اور راحتوں اور خوشیوں سے بچ کر پھرنے کا، روزہ سے نمونہ بنے گا حاجتوں کے دبا کر پھرنے کا، جیسے حج میں دوسرے ملک میں جا کر رویا کرتے ہیں ایسے ہی دعوت میں بھی دوسرے ملک میں جا کر رونا بھی ہو۔

اگر ایمان و یقین کی باتیں کی، فوج کی نہ کی تو اس ملک کی حفاظت کو کیا، وزیر دیکھا تو اس کے لگنے پر اسلام کا چلنا سوچا، اللہ سے ہونے کو سو مرتبہ کہا، تو اس مرتبہ روٹی کا پیسہ سے ملنا بھی کہا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم اعمال صالحہ، و آخرت، سیاست، دھیان کے تذکرے بھی کئے، رشتہ داروں کی لڑائی کا تذکرہ بھی تھا، اچھا برا عمل کیا تو یہ اول نمبر پر نہ آویں گے، کھوٹ کے ملنے کا اثر پوری زندگی پر پڑے گا، چار ماہ لگا کر دوپہر کو پہنچے تو شام کو ہی چلے جانے کی ضرورت دیکھے گا، کیوں کہ اس نے غلط سلط کیا ہے، تقریروں و گشتوں میں کہا، کمانے، دکان، کھیتی سے نہیں ہوتا، آپس میں کہا یہ پتہ نہیں کھیتی کا کیا حال ہوگا، پتہ نہیں بیوی کیسی ہوگی، کسی کی محنت سے نہیں ہوتا، اس کے ساتھ آپس کی باتیں زمینداری پر، زندگی گزار دینے، نبیوں کے راستہ پر نہ آنے کی کرلیں۔

نفس و شیطان پورا زور لگا دیں گے کہ ان میں غیروں سے ہونے کی بات چل پڑے، خدا ایوب علیہ السلام کی بہت تعریف کیا کرتے تھے، شیطان نے کہا اس کو جتنا دے رکھا ہے اتنا لے لو گے تو بھی شکر کرے گا، خدا نے کہا نہیں، میرا ایوب علیہ السلام ہر حال میں شکر کرے گا، چاہے تو اسے جا کر آزما بھی لے، شیطان نے مکان گرایا، بچے مارے، مال، لباس چھینا، ایوب علیہ السلام اللہ کا شکر ہی کہتے رہے، شیطان نے کہا صرف مالی تکالیف ہیں جانی تکالیف بھیج، بیماری کیڑوں کی لگ

گئی تو بھی شکر کہ اے خدا تو نے زبان محفوظ رکھی کہ اس سے شکر کر لیتا ہوں۔

اب گاؤں والوں نے ایوب علیہ السلام کو چھوت کی وجہ سے باہر نکال دیا، شیطان نے پختگی دیکھی تو بیوی کے راستے سے ہلانا چاہا، بیوی کمانے گئی، کہیں سے کچھ نہ ملا، شیطان نے اسے اونچی جگہ پر لے جا کر دکھایا کہ سارے ہی بچے اور جانور زندہ ہیں، اے ایوب علیہ السلام کی بیوی یہ سب کچھ واپس مل سکتا ہے، لیکن ایوب علیہ السلام تو ہر دم خدا سے ہونے کو کہتا ہے، حالانکہ زمین پر خدا کی بھی چلتی ہے کچھ کچھ میری بھی چلتی ہے، حالانکہ شیطان کا سارا کرنا کرانا خدا کی اجازت کی وجہ سے ہے، تم ایوب علیہ السلام سے ایک تو میرے لئے بھیڑ کا بچہ ہی ذبح کر دو اور زبان سے کہلوا دو، کہ معمولی سا حصہ شیطان سے بھی ہوتا ہے، ویسے کرنے والے خدا ہی ہیں۔

بیوی نے باہر جا کر کہا میں فلاں جگہ اپنے سارے بچے دیکھ آئی ہوں، سب کچھ مل جاوے گا، بس تم خدا کے ساتھ شیطان کا دخل مچھر کے ہزارویں حصے کے برابر مان لو اور بچہ کسی جانور کا تازہ تازہ ذبح بسم شیطان کر دو، ایوب علیہ السلام سمجھ گئے کہ اب تک شیطان دوسرے راستوں سے آرہا تھا، اب بیوی کے راستے سے آیا ہے، اے بیوی رحمت جیسے حوا نے آدم کو جنت سے نکالا تو مجھے زمرہ انبیاء علیہم السلام سے نکالنا چاہتی ہے، مجھ میں ہلنے کی ہمت نہیں ورنہ مار مار کر بیہوش کر دیتا، اب منت مانتا ہوں کہ تندرست ہو کر تجھے سو کوڑے ماروں گا، اب ایوب علیہ السلام روئے کہ میرے ایمان پر حسد ہونے لگا ہے، اس غصہ میں بحکم خدا ایوب علیہ السلام کی چمڑی کے رگڑنے سے چشمہ نکلا، جس میں نہانے سے صحت مل گئی، مرے ہوئے سارے بچے واپس کر دیئے، شرک کا بالکل صفایا کیا، پھر خدا نے سونے کو ٹڈی کی شکل میں ان پر برسایا (۹)۔

اعلیٰ قسم یہ ہے کہ مال و جان لے کر سارے عالم میں پھریں، دنیا کا چلنا بالکل سامنے نہ ہو، آخرت میں لینے کا ذہن ہو کہ اس دنیا میں ملا تو چھن جائے گا، آخرت کا ملا ہوا باقی ہے، یہ اعلیٰ قسم صحیح وقت گزارنے سے بنے گا، وقت صحیح نہ گزرا تو پورا وقت لگا کر یہاں سے بھی گھر جانے کو آتے ہی کہو گے، وقت اور خراب گزرا، تو چلہ سے پانچ دن پہلے یہاں واپس آ کر کہو گے چلے یہ پانچ دن میرے گھر کو پہنچنے لگ جائیں گے، اگر تم رفاقت نبی کی لینا چاہتے ہو، بقول عمرؓ پچیس لاکھ حوروں کی جنت نبی، صدیق، شہید کو ملے گی (۱۰)، تو اس محنت میں خود کو ڈالو۔

سیاست ملک، مال کے اعلیٰ نقشے اختیار کرنا اعلیٰ بات نہیں ہے، محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے رنگ پر داعی، معلم، ذاکر، مصلی بننا اعلیٰ بات ہے، تم جا رہے ہو کھیلنے کے لئے تم سے چار ماہ مانگے، تم نے دس، پندرہ یوم دیئے، کہ نبیوں والے راستے کی طرف مڑ جاویں، اور جابروں، ظالموں، یہودیوں، نصرانیوں والے راستے کی طرح ملک، کارخانہ، موٹر چلانے کے سیکھنے کے واسطے اولاد کو دس سال کے واسطے بھیجدیں، انبیاء کے راستے پر چلنے کے واسطے دس دن ہی کافی سمجھ لیتے ہیں، چار چاند دیکھنے کے بعد جب پانچواں چاند دیکھ کر گھر واپس جاؤ۔

ہمیں کسی کے اجڑنے بگڑنے پر ڈر نہیں ہے، کہ ہم جب دعا پر پہنچ جائیں گے تو سارے مسائل حل ہو جاویں گے، نماز کے اندر سارے احکام پورے کئے، سلام پھیرا، تب تم دعا کے مقام پر پہنچے ہو، اس وقت دعا سے سب کچھ ملے گا،

نفلوں، تسبیحوں، تلاوت وذکر میں لگ کر مقام دعا پر جا پہنچو، دعا والوں جیسی نماز و دعا تمہیں آجاوے، ان جیسے اخلاق وزہد تمہیں مل جاویں، اس مقام پر پہنچے تو جو کچھ ان کے ساتھ ہوا ہے، تمہارے ساتھ بھی کریں گے، خدا سارے کام خود کردیں گے، تم محنت کر کے مقام دعا پر جا پہنچو، ہم بے کار کے ٹٹو ہیں کہ مسلمان ہیں اس وجہ سے زبردستی لوگ مجھے نکال کر لے آئے ہیں، مسلمان ہونے کی وجہ سے بے کار میں پکڑ لیا گیا، جیسے تھانہ والے کہاروں گدھوں سے بیگار میں کام لیتے ہیں، ان کو کچھ نہیں دیتے ہیں کہ قیامت کو جواب دینا ہے۔

بے شعوری میں وقت لگا گئے، اس کام کو اوچھا کر گئے، لیکن زمینوں، حاکموں، مالداروں، تجاروں کے پیچھے کتوں کی طرح لگے رہے، خود کو اس راستہ پر ڈال کر نہ دیا، تمہیں راستہ دکھا دیا اب جو تم میں سے چار ماہ کا ارادہ کرے وہ آکر مصافحہ کرلے اور جو تبلیغ وفرمائش کی دونوں جیبوں سے لگانے کا ارادہ کرے وہ بھی مصافحہ کرلے، پہلے سے چلہ لگا چکا ہو وہ تین چلہ مزید لگا کر مصافحہ کرلے، ایک طرف شیطان ہے ایک طرف جنت ہے، ایک طرف دنیا ایک طرف خدا ہیں، کون ہے جو زمینداروں سے نکل کر انبیاء علیہم السلام کی جماعت میں آوے، جماعت بن کر گھر سے آئے تو ۱۰، ۲۰، ۳۰، ۴۰، ۵۰، ۱۰۰ روپے لے کر آئے ہیں، زیادہ پیسے والے تو خاموش رہتے ہیں، اس جماعت میں سے کم پیسے والے اپنی رقم بتادیتے ہیں، اس کم رقم کے اعتبار سے بھیجا جاتا ہے، باقی پیسوں سے واپسی پر سامان خرید کر لے جاتے ہیں، اب وہ لوگ بولیں جو اپنے گاؤں والوں سے علیحدہ ہو کر زیادہ رقم سے لگاویں گے، اس زمانے میں جوتے والے عموماً رقم زیادہ لاتے ہیں کہ واپسی پر عید کا سامان خرید کر گھر لے جائیں گے، ایک چلہ اور خرچہ ۱۰۰، ۵۰ کے درمیان کا۔

(ان تین قسموں کی تشکیل کے بعد حضرت جیؒ نے ارشاد فرمایا)

بھائیو! دعا ایمان وعمل کے درست کرنے پر اللہ کی طرف سے انعام بن کر ملتا ہے، البتہ مال پر اس طرح محنت ہو کہ یقین وعمل خراب نہ ہو تو دعا پر زد نہیں پڑتی ہے اگر ملک ومال کی محنت سے یقین وعمل پر زد پڑے، غیر اللہ کا یقین ہو، مل حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے کے خلاف ہو، سود، رشوت، لڑائی جھگڑا ظلم وستم کے کمانا ہے تو نماز کے بعد کی دعا بھی قبول نہ ہوگی۔

اب تمہارا اللہ کی راہ میں جانا یقین، علم، ذکر، پر محنت کرنے جارہے ہو، ایمان واخلاص سے اس محنت پر لگے تو دعا کا انعام ملے گا، تم خدا سے کہو تین چلہ کیا زندگی بھر کی توفیق دے، زمین دکان مکان پر محنت کرنے والے بہت ہیں، نبیوں کے راستے پر محنت کرنے والے عنقا ہیں، اگر دل وجان سے چاہو گے جیسے انبیاء علیہم السلام وصحابہؓ نے محنت کی جیسے خدا نے انھیں دیا ہے، خدا ہمیں بھی ایسے قبول کرلے، اور اس کی دعائیں مانگو تو کیا عجب ہے، کسی وقت کی دعا کو خدا قبول کرلیں، کم سے کم نیت یہ تو کرلو کہ ملک ومال والوں سے نکل کر دعا والوں کی صف میں گھسنا ہے، ہم تو یہی جانتے ہیں کہ تبلیغ پیسے سے ہے، ہاں تبلیغ، تعلیم، نماز، پیسے سے ہوتی ہے ان انسانوں کی جو پیسے ومخلوق پر یقین کرے۔

لیکن انبیاء علیہم السلام کی تبلیغ وتعلیم ونمازوں کے یقین کامل پر ہوتی ہے، انہیں خدا ان اعمال پر دیتے ہیں، لوگ سمجھتے

ہیں کہ محنت سے مال، مال سے چیزیں، چیزوں سے زندگی، ہماری نماز کی ہر رکعت میں دعا ہے کہ انبیاء علیہم السلام والے راستے پر چلا (۱۱)، ہم نبیوں کے راستے کو اس راستے کی نعمتوں کو مانگتے ہیں، لیکن اس راستہ پر نہ محنت ہے، اس دعا کو عربی نہ جاننے کی وجہ سے جانتے نہیں ہے، انبیاء علیہم السلام کی تاریخ مستحضر نہیں ہے، دعا ہے بلا نیت وفہم کے، اس وجہ سے دعا اثر انداز نہیں ہے، ہم کہتے ہیں کہ نبیوں کے متقی ہونے کا مطلب یہ ہے کہ زمیندارہ وتجارت سے پلیں گے، حالانکہ انبیاء کا راستہ زمین، دکان، مخلوق سے لینا نہیں ہے۔

تم محنت اس راستے کی کرو اور دعا مانگو اے خدا ہمیں اس راستے کے لئے قبول کرو، اس وقت ہماری تبلیغ ملازموں، دکانداروں، زارعوں کی ہے، زراعت، تجارت سے مال لیتے ہیں اور تبلیغ کرتے ہیں، یوں نہیں کہ اللہ کی تبلیغ کریں، اللہ سے پلیں، تبلیغ کا ہر عمل اللہ سے پلنے کا ذریعہ ہے، ہم انھیں ذریعہ نہیں کہتے ہیں، الیکشن میں کسی کی طرف بلانے میں ورکر بن جانے پر خوب ملتا ہے تو کیا خدا کی طرف بلانے پر مدعو الیہ نہ دیں گے، یقین پر گاڑی اٹک رہی ہے، اگر ان اعمال سے مل جانے کا یقین بن جائے تو خدا وہم وگمان کے خلاف ان اعمال پر پال دیں گے، قاتل کو جاں نثار، غاصب کو جان لگانے والا بنادیں گے، بس تم انبیاء علیہم السلام کے راستے پر چلنا چاہو اس وقت ہم اپنے ہی طریقہ کو انبیاء علیہم السلام والی تبلیغ کہتے ہیں لیکن انبیاء علیہم السلام کی تبلیغ قدرت سے لینے کی ہے۔

انبیاء علیہم السلام کے معجزات، اولیاء کی کرامات کا سبب بھی اعمال ہیں، ان پر جب یقین کرلیا جائے تو پھر کرامتیں ظاہر ہونے لگتی ہیں، خدا کا ذکر ہو، دعوت جم کر ہو ہر ایک سے یکسو ہو کر خدا سے اپنے لئے آنے والے مسلمانوں کے لئے مانگو، اگر تم دوسروں پر احسان ڈالنا چاہتے ہو کسی کا احسان لینا نہیں چاہتے تو اپنا کھانا پکاؤ، آنے والوں کو کھلاؤ، انھیں کھلانے کو آمد کا ذریعہ سمجھو، انبیاء علیہم السلام کے راستے میں لوگوں سے لینے والا نہیں دینا ہے، دوسروں کو سکھانا بھی ہے دوسروں کو کھلانا بھی ہے، دل کے کسی گوشے میں دوسروں سے لینے کی توقع نہیں ہوا کرتی ہے، اگر کھلایا اور ان سے لینے کی بات دل میں تھی تو خدا کے لئے کھلانا شمار نہیں ہوگا، جن میں تم نے کام کرنا ہے تم کو انھیں کھلانا ہے، ان سے کھانا نہیں ہے، اسی مزاج پر یہ کام اٹھا ہے اور چلا ہے۔

حضرت جی کو میاں جی میوات لے جانا چاہتے تھے کہ استاد کے بھائی اور استاد کے بیٹے ہیں اور میوات جا کر کچھ کھائیں پئیں، حضرت جی نے پوچھا کہ کیوں لے جاتے ہو، تم ہمارے محسن کی اولاد ہو، اس وجہ سے لے جانا چاہتے ہیں، حضرت جی نے کہا کہ باپ بھائی کے کئے پر کھانے والوں میں سے نہیں بننا چاہتا ہوں، بڑے کرتے جاویں چھوٹے ان کے بل بوتے پر کھاویں اس وجہ سے میوات جانے میں احتیاط کرتے تھے، کہا تم جا کر مدرسہ چلاؤ میاں جی کہا یہ تو ہمارے بس میں نہیں ہے، آگے کا قصہ مشہور ہے۔

خدا سے کھانے والا ہزاروں کو کھلائے گا اس انسان کی آمد بڑھے گی رات دن آوے گا دوسروں سے کھانے والوں کی آمد بند ہوگی، اگر انبیاء علیہم السلام والا راستہ کھلوانا چاہتے ہو، نبیوں کے راستے سے حالات عالم بدلوانا چاہتے ہو تو تمہیں خدا

سے لیکر مخلوق کو دینے کا مزاج بنانا ہوگا، تم ہر جگہ اپنا کھاؤ، اگر تم نے شروع شروع میں دعوتیں قبول کرلیں تو ذہن بنے گا کہ ہم گشت تعلیم ذکر کرتے ہیں اور یہ ہمیں کھلاتے ہیں اس سے تم نبیوں والے راستے پر زیادہ نہ چل سکو گے، دوسرے کی خوشامد پر کھاؤ تو اس کی دلجوئی پر کھاؤ گے اس طرح صحیح وقت گزرا، اخلاص ہے عجب وریا نہیں ہے، اعمال میں قصور نکال رہے ہو، چوبیس گھنٹے وقت صحیح گزرا، گزشتہ پر رائے صحیح کی توفیق مانگی تو اب سب سے پہلے مانگو کہ اس سے کام کو نبیوں کی طرح کرنے کی توفیق دے، اپنے ماسوا سے ہمیں یکسو کردے اپنے سے لینے کا رخ ہمیں دے، یہود و نصاریٰ کو خدا نے علوم سے نوازا تھا نبی جب تک رہے تو ان علوم کو خدا کے لئے چلایا، نبیوں کے نامعقول وارثوں نے انھیں مخلوق سے لینے کا جوڑ بنالیا تو برکات الٰہی سے محروم ہوگئے، ہم بھی اسی دلدل میں پھنسے ہوئے ہیں سب کے لئے ہدایت کے دروازوں کا کھلنا مانگو، سب کو مصیبتوں سے نکال، حق پر ڈال، باطل سے ہٹا، اپنے لئے امت کے لئے، ساری انسانیت کے لئے دعائیں مانگو، پورے اخلاص وخدمت واتباع نبوی کے جذبے سے کام کرو، خود دعائیں ہر وقت ہوں کیا پتہ خدا تمہیں اسی ماہ میں اپنی دولتوں سے نواز دیں اور دوسروں کو بھی۔

---

(۱) الزواجر صفحہ ۱۴ جلد ۱

(۲) سورۃ آل عمران: ۱۹۵، ۱۹۶

(۳) سورۃ محمد: ۳۸

(۴) سورۃ الانبیاء: ۶۹

(۵) سورۃ الصافات: ۱۴۲ تا ۱۴۵

(۶) سورۃ آل عمران: ۳۸، ۳۹

(۷) کنز العمال صفحہ ۳۳۴ جلد ۳

(۸) مجمع الزوائد صفحہ ۲۸۵ جلد ۱۰

(۹) کنز العمال صفحہ ۴۹۱ جلد ۱۱

(۱۰) کنز العمال صفحہ ۶۴۵ جلد ۱۴

(۱۱) سورۃ الفاتحہ: ۶

نماز پر ہر نبی نے محنت کی

{۹ رمضان ۱۳۸۲ھ مطابق ۴ فروری ۱۹۶۳ء}

بروز پیر، بعد فجر

اقتباس

نماز کی محنت کے دو درجہ ہیں، چھوٹے درجہ پر چھوٹی کامیابی بڑے درجہ پر بڑی کامیابی ملے گی، نماز کی محنت یہ ہے کہ کلمہ زبان کا بول نہ ہو دل کا وجدان ہو، چوبیس گھنٹے تم اس کلمہ کے مطابق بولو، سنو، سوچو، جب تک دل میں نہ اترے اس وقت تک اس کی رٹ لگاؤ، جیسے بچہ الف، با کی رٹ لگاتا رہتا ہے جسے یاد کرنا ہے، یہاں کلمہ کو دل کا یقین بنانا ہے، لا الہ الا اللہ ہے، زمین آسمان اور اس کے درمیان کی گاڑی، راکٹ، ریل، جہاز، حکومت، مچھر، جانور سے نہ ہونے کا یقین دل میں ہو، جیسے مرے ہوئے گدھے یا شیر سے نہیں ہوتا ہے، اگر اس وقت شیر شیر کی آواز لگے تو سارے اندر مسجد کے بھاگ کر دروازہ بند کرلیں، ایسے ہی سانپ کی آواز پر سب بکھر جاویں، اب ان کے بھاگنے کی حالت میں کوئی کہہ دے مرا ہوا شیر سانپ ہے، اب یہ سب کواڑ کھول کر مرے ہوئے شیر کے پاس پہنچ جائیں گے، کبھی قریب سے شیر نہیں دیکھا، اب کوئی اس کے دانت، اس کے پنجہ کو دیکھے گا، پہلے بھی شیر تھا اب بھی شیر ہے، پہلے شیر کے لفظ سے تم زندہ سمجھے تھے، جو ہلے جلے دیکھے کو دکھائے، اب مردہ کے لفظ سے ذہن میں آیا کہ مخلوق تو ہے لیکن کچھ کر نہیں سکتا ہے، جب تم نے مردہ مخلوق سے نہ ہونا طے کر رکھا ہے ایسے ہی خدا کے یہاں زندہ مخلوق سے نہیں ہوتا ہے۔

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم۔

میرے بھائیو اور دوستو!

اللہ رب العزت جل جلالہ نے انسان کی کامیابیوں اور ناکامیوں کو اس کے عملوں کے ساتھ جوڑا ہے، زمین آسمان ان کے اندر کی ساری چیزوں سے نہیں جوڑا ہے کہ یہ سب وقتی ہیں اور تابع ہیں، خود ان سے کچھ نہیں ہوتا ہے، خدا کے کرنے سے ہوتا ہے، اللہ اصل ہے، ان سے سب کچھ ہوتا ہے، زمین آسمان میں خدا کے کرنے سے ہوتا ہے، اسے خدا نے کچھ دن کے لئے بنایا ہے، بااعتبار شخصیت کے ہر انسان کچھ وقت کے لئے آکر چلا جاتا ہے، یہ زمین آسمان ہر انسان کے لئے ۴۰، ۵۰، ۶۰ سال کے لئے ہے، جو چلا گیا گویا اس کے حساب میں یہ ختم ہو گیا۔

ایک دن اس سب کو ختم کر دیا جائے گا، خدا یہاں جو کچھ کرتے ہیں وہ وقتی طور پر کرتے ہیں، وقتی عزت یا ذلت، وقتی فقر یا غنیٰ، انسان پہلے باپ کی پشت میں پھر ماں کے رحم میں تھا، اب اس زمین و آسمان میں آ گیا ہے، اسے چھوڑ کر آخرت کو جائے گا، کامیابی ناکامی کا تعلق اس دنیا کی چیز سے نہیں ہے بلکہ اس سرمائے سے ہے جو ہر جگہ انسان کے ساتھ رہتا ہے، وہ ہیں اعمال، تم اس وقت یہاں جمع ہو، وہ اپنی زمین اور بہت سی چیزیں چھوڑ کر آئے ہو، نہ زمین لائے نہ اپنی دکان و مکان، بھینس و گائے، غسل خانہ پاخانہ چھوڑ آئے تھوڑا سا لیکر آئے ہو مرو گے تو اس تھوڑے سے کو بھی یہاں چھوڑ جاؤ گے، اور انسان کے اپنے بدن کے اندر جو ہے اسے ہر جگہ لئے پھر رہا ہے، اپنا جسم، اپنی روح اپنے جسم کے بال بال کو ہر جگہ لے جاؤ گے کسٹم والے تمہارے کسی عضو کو نہیں روک سکتے ہیں، ان اعضاء سے جو مال یا چیزیں حاصل کی ہیں انھیں روک سکتا ہے، لیکن جسم موٹر، جہاز، پیدل میں ہر جگہ قبر حشر، دوزخ، جنت، میں ساتھ لیکر جائے گا، اصل سرمایہ وہ ہے جو ہر وقت ساتھ رہے، اس مستقل سرمائے کے ساتھ خدا نے اس کی کامیابی و ناکامی کو جوڑا ہے اگر چیزوں، مکان، جائیداد، غلہ، دکان بنانے میں اعضاء کے اعمال خراب ہوں گے تو یہ انسان ناکام ہے، اس پر پریشانیاں آئیں گی، جن کے بنانے میں خود کو بگاڑا ہے ان میں آفتیں آئیں گی، گھر میں یا کاروبار میں یا زمین و جائیداد میں آفت آئی اس پر آنکھ کھل گئی، مسڑ گئے تو آفتیں ختم ہو جائیں گی، اگر خود کو ٹھیک کرنے کے رخ پر نہ پڑے اور موت آ گئی تو ہمیشہ کی مصیبت ہے، جو ہٹ نہ سکے گی۔

تمام انسان وزیر، صدر، کسان، مزدور سب کی ناکامی کامیابی کو اس کے اعمال کے ساتھ جوڑا ہے، کامیابی کا راستہ یہ ہے کہ اپنے اعمال پر محنت کر کے انھیں قابل معاوضہ اور باعث رضا خدا بنا دے، پھر خدا خوش ہو کر ہر جگہ کی مصیبتوں سے بچا کر انعامات کے دروازے کھول دیں، ایمان درست ہو، جان و مال خرچ کر کے سارے اعمال درست ہوں تو یہ تقویٰ ہے، تقویٰ پر انعام کے دروازے کھلیں گے، متقی کو جیسے کمانے سے ملتا ہے ایسے ہی بے کمائی سے بھی ملتا ہے، تقویٰ والے کو مال سے بھی چیزیں ملتی ہیں اور بے مال کے بھی، چیزوں سے بھی کامیابی ملتی ہے اور بغیر چیزوں کے بھی، متقی وہ ہے جو خدا کو سامنے رکھ کر چلے چیزوں کو نہ رکھے، خدا بھی اس کی ضروریات کے لئے چیزوں کو سامنے نہ رکھیں گے، اسی بات کی مسجد سے ہر وقت یہ آواز لگائی جاتی ہے کہ تم جہاں جہاں سائنس، سیاست، مزدوری و دکان پر محنت کر رہے ہو اسے چھوڑ کر چلے آؤ اور مشق کرو کہ تمہارے اعضاء کا ہر عمل درست ہو تمام خانوں سے نکل آؤ، سر سے پیر تک کے جتنے اعمال درست کر لئے اتنی ہی کامیابی مل گئی، کم سے کم پانچ مرتبہ نیت، یقین، دھیان کو درست کرنا ہے، یقین میں ایمان لائے غیروں کا یقین ہٹا کر صرف خدا کا یقین ہے، پانچ مرتبہ تمام اعضاء کے اعمال کو خدا کے لئے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طریقہ پر استعمال کرے، سنتوں اور نفلوں میں ایک مرتبہ سے زیادہ استعمال ہے، کامیابیاں عہدہ، غلہ، پھل، پھول، جانور، جہاز، موٹر، سائیکل میں نہیں ہے، تمہارے اعمال میں ہے، لہٰذا تم مسجد میں آ کر اعمال درست کر لو، چونکہ ہمارے تخیل میں کامیابی ملک و مال سے ہے، اس وجہ سے ہم دو چار رکعت پڑھ لیتے ہیں، صرف اتنی رکعتیں محنت نہیں ہے، بلکہ نماز کو ایسا بنایا جاوے جس پر خدا کامیاب کرتے ہیں۔

نماز کی محنت کے دو درجہ ہیں، چھوٹے درجہ پر چھوٹی کامیابی بڑے درجہ پر بڑی کامیابی ملے گی، نماز کی محنت یہ ہے

کہ کلمہ زبان کا بول نہ ہو دل کا وجدان ہو، چوبیس گھنٹے تم اس کلمہ کے مطابق بولو، سنو، سوچو، جب تک دل میں نہ اترے اس وقت تک اس کی رٹ لگاؤ، جیسے بچہ الف، با کی رٹ لگاتا رہتا ہے تب یاد کرتا ہے، یہاں کلمہ کو دل کا یقین بنانا ہے، لا الہ الا اللہ ہے، زمین آسمان اور اس کے درمیان کی گاڑی، راکٹ، ریل، جہاز، حکومت، مچھر، جانور سے نہ ہونے کا یقین دل میں ہو، جیسے مرے ہوئے گدھے یا شیر سے نہیں ہوتا ہے، اگر اس وقت شیر شیر کی آواز لگے تو سارے اندر مسجد کے بھاگ کر دروازہ بند کرلیں۔

ایسے ہی سانپ کی آواز پر سب بکھر جاویں، اب ان کے بھاگنے کی حالت میں کوئی کہہ دے مرا ہوا شیر سانپ ہے، اب یہ سب کواڑ کھول کر مرے ہوئے شیر کے پاس پہنچ جائیں گے، کبھی قریب سے شیر نہیں دیکھا، اب کوئی اس کے دانت، اس کے پنجہ کو دیکھے گا، پہلے بھی شیر تھا اب بھی شیر ہے، پہلے شیر کے لفظ سے تم زندہ سمجھے تھے، جو ہلے جلے دیکھے کو دکھائے، اب مردہ کے لفظ سے ذہن میں آیا کہ مخلوق تو ہے لیکن کچھ کر نہیں سکتا ہے، جب تم نے مردہ مخلوق سے نہ ہونا طے کر رکھا ہے ایسے ہی خدا کے یہاں زندہ مخلوق سے نہیں ہوتا ہے، اب تم کہو بہت عمدہ بھینس ہے، ۸ تھن ہیں، دس من دودھ دیتی ہے، اور ہے مری ہوئی، تو سب واپس ہو جاویں گے، کوئی خریدے گا نہیں کہ جو کچھ یقین کے منافع ہیں وہ صرف زندہ بھینس سے ہیں، ایسے ہی خدا کے ہاں خالق صرف ایک ہے، دوسرا مخلوق۔

مخلوق سے بالکل نہیں ہوتا ہے زمین زمینداری، مکان، جائیداد، آسمان سے نہ ہونے کا یقین دل میں بٹھاؤ، اب سب کے بغیر خدا سے ہونے کا یقین دل میں لاؤ، اللہ کے حکم سے سب مریں، سب زندہ ہوں، سب کو عزت ملے سب کا پیٹ بھرے، اللہ کے بغیر ساتوں زمین آسمان سے کچھ نہ ہوگا، اس کا دل میں اترنا بہت محنت سے ہوتا ہے، جب محنت دکان، زمین، مکان، دفتر پر ہو رہی ہے تو ان سے نہ ہونے کا یقین دل میں کیسے بیٹھے، تم پیسے لے کر بازار سے چیزیں خریدنے کے چکر میں ہو تو کیسے یقین دل کا بنے کہ اللہ کے دینے سے چیزیں ملتی ہیں پیسے سے نہیں۔

اب تم خود کو اپنے نقشوں سے نکال کر آواز زمین آسمان سے نہ ہونے کی لگاؤ، سب کی تردید کرو، اس سے دل کا یقین سب سے نہ ہونے کا بنے گا، اسے بیان کریں، اسے ہی سنے یہاں تک کہ دل میں اتر جائے، جیسے مردہ شیر سے نہیں ہوتا ہے، ایسے ہی مخلوق سے نہیں ہوتا ہے، اب مخلوق میں جو کام ہوتا محسوس ہو رہا ہے اسے تم خدا کے حکم سے سمجھو، سورج نکالا تو خدا نے نکالا، وہی ڈبوئے گا، بادل آئے تو خدا لائے، بادل برسے خدا نے برسایا، اتنا یقین ہو کہ جو کچھ دنیا میں ہوتا دیکھو، اس کا کرنے والا خدا کو جانو، اس مشق کا نام دعوت ہے، زمین آسمان کی تردید، ان کے نقشوں کا انکار، اللہ سے ہونا، اس کے مطابق بولنا، سوچنا، پھرنا بس بازار، گھر کی باتیں نہ ہوں، یہی سوچا جاوے، جب ماحول ایسا بنے گا اور دعا ہوگی اس کے حصول کی، بولنا، سننا، بازاروں، گھروں، مسجدوں، ساتھیوں میں بولنا، تنہائی میں دل سے کہنا، جب تم کہو گے تو دل اس کا مخاطب، دوسروں کو سمجھے گا، اس وجہ سے تنہائی میں دل کو خطاب کر کے کہا جاوے، انسان جب تک بولتا رہتا ہے شیطان ادھر ادھر رہتا ہے، نفس دبا رہتا ہے، جب بول وکام سے فارغ ہوئے تو شیطان نفس کے لائے اس خیال کو پانی پہنچائے گا کہ کمانا کہاں سے ہوگا۔

امیر صاحب اسے کہیں گے تمہارے پاس پیسے ہوں گے، ہاں ہم کما کر لاتے ہیں، اچھا تو میں گشت میں دکان دیکھا یا ہوں، تم وہاں سے لاؤ، اب شیطان نے ذہن میں بنا دیا کہ کمانے سے مال، مال سے روٹی ہے، اس سے تمہاری مشق بگڑے گی، لیکن اگر یوں باتیں ہوں کہ خدا ہی دیتے ہیں، پیسے سے روٹی نہیں ملتی ہے، ہم فسادات میں دیکھ چکے ہیں گھر میں مال وسونا ہے، کرفیو ۲۷ گھنٹے کا ہے، اپنی دکان میں غلہ وکھانے کی چیزیں ہیں، لیکن ۲۷ گھنٹے بھوکے رہے، اس کے بعد تم کھانا پیسے لے آؤ، اللہ مخلوق کے بغیر جو چاہے کر دیں، لیکن مخلوق خدا کے بغیر نہیں کر سکتی ہے۔

اللہ سے اب فائدہ کیسے حاصل ہو؟ جب اللہ کرتے ہیں تو ہمیں کچھ تو کرنا ہی پڑے گا، یا مزدوری یا تجارت یا زراعت، یا ملازمت، ان محنتوں کے بعد خدا دیں گے، اس کا توڑ ہے، محمد رسول اللہ، خدا چیزوں پر نہیں کرتے ہیں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اعمال پر کرتے ہیں، اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم جیسے اعمال تمہیں آ گئے تو خدا دیں گے، اعمال پر اس وقت آسکیں گے جب ان میں کامیابی دیکھیں گے، اس کی مشق نماز میں ہے، اب کھیتی، دکان، کارخانہ کے مقابلہ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں کہ ان کے والے اعمال ہوں، ان کے طریقے کی نماز کے بعد کی دعا ہو تو خدا دیں گے، عمل کی لائن پر آنا ہے، اعمال درست کر کے خدا کو واپس کر کے چمکنا ہے، تو نماز وکلمہ درست کر لو، یقین دونوں اعتبار سے بدلو، زمین آسمان سے نہ ہوگا، خدا سے ہوگا، چیزوں پر خدا نہ کریں گے، محمد صلی اللہ علیہ وسلم والے اعمال پر خدا کریں گے، یہی دعوت بنے گی، بازاروں، مسجدوں، گھروں، آپس کی گفتگو میں بھی یہی کہا جاویگا، دل کو یہی سمجھایا جاوے گا، اس یقین بنانے کی محنت ہے اس میں لامحالہ وقت لگے گا۔

دوسرا عمل محنت کا یہ ہے کہ علم حاصل کرو کلمہ ونماز کا، بقیہ اعمال کے بعد علم لو، دیکھ لو کہ اس کلمہ پر خدا کیا کرتے ہیں، اسے جانو، کلمہ ساتوں زمین آسمان کی کنجی ہے، کنجی جس کے ہاتھ میں ہو اس کا قبضہ، عدالت میں فیصلہ مکان، دکان کو حق میں ہو جائے تو اس کے قبضہ کے لئے دوسرے سے چابی لی جاوے گی، زمین آسمان پر قبضہ کی کنجی یہ ہے کہ اس کا یقین نکل کر خدا کا یقین ہو محمد صلی اللہ علیہ وسلم والی نماز ساتھ ہو، اس کلمہ کے فضائل معلوم کرو، تم بازاروں میں چیزوں کے بارے میں جانتے ہو مسجد میں کلمہ کے بارے میں معلوم کرو۔

نماز کی ہر چیز کو جانو، مثلاً وضو پر کیا کرتے ہیں؟ اس وضو پر جو ہوتا ہے اسے جان جاؤ، ملا جیون شاہِ جہاں کے زمانے میں عالم گیر کے استاد تھے، بادشاہ ان کا ادب کرتا تھا، اجازت تھی جس وقت جتنی فوج چاہیں لے لیں، خزانے میں سے جتنا چاہیں لے لیں، جمعہ کے دن جامع مسجد میں خطبہ دینے آئے سارے وزراء اور بادشاہ، حکام ریشم کے لباس میں موجود تھے، کسی نے کھڑے ہو کر پوچھ لیا، ریشم پہننا کیسا ہے؟ اس وقت کہا تم سب ٹھہرو، اس وقت گھر گئے، وصیت وغیرہ کر کے آ کر کہا ریشم پہننا بالکل صاف حرام ہے حدیثوں میں، جو انھیں حلال سمجھے اور استعمال کرے وہ واجب القتل ہے، اب حکومت کو غصہ بہت آیا، لیکن عوام کے ڈر سے سارے حکام خاموش رہے، ملا جی نے انتظار کیا کہ شائد اب حکام مجھے گرفتار کریں کوئی نہ آیا تو نماز پڑھا دی، اب سب نماز پڑھ کر گھر چلے گئے، ملا جی نماز پڑھ کر گھر کو گئے، قلعہ کی جائے پناہ میں پہنچ کر بادشاہ نے اعلان کر دیا کہ ملا جی کو گرفتار کرو، اس کے لئے سارے شہر میں فوج اسلحہ کے ساتھ پھیلانی پڑی، اس پر عالم

گیر استاد کے پاس گیا اور خود بادشاہ کے سامنے معذرت کرلیں اور کہا شاہ جہاں فوج لے کر آرہا ہے، ملا جی نے کہا فوج حکومت پر اکڑتا ہے، ہمارا ہتھیار لاؤ، ہم بھی آج دیکھ لیں، ہتھیار سے مراد وضو ہے، الوضو سلاح المومنین، (۱) ایک شاگرد پانی لایا، دوسرا مسواک، اور غصہ میں خوب مسواک چلانی شروع کی تو اب عالم گیر کو باپ کی فکر ہوئی، فوراً باپ کے پاس گیا کہ ملا جی ہتھیار باندھ رہے ہیں، دین سے واقف بادشاہ ہوا کرتے تھے، فوراً سمجھ گیا اور اسی حال میں قلعہ سے ملا جی کی خدمت میں حاضر ہو کر معافی مانگی، غلطی معاف کردو، ایسا آئندہ ہرگز نہ کرونگا۔

بم، جہاز، رائفل، گدھے، کتے، جو، جوار سے کیا ہوتا ہے، اسے جانتے ہیں، نماز، رکوع، سجدہ، وضو و مسواک سے کیا ہوگا اسے نہیں جانتے ہیں، تم اسے جانو، فضائل کو بیٹھ کر سنو، ان کو اپنے اندر لو اور جماؤ، انہیں یاد کرو، ان کا یقین جماؤ، یقین نماز سے ہونے کا اسی وقت پختہ ہوگا جب نماز کے اثرات معلوم ہوں، موسیٰ علیہ السلام و بنی اسرائیل کے نماز و کلمہ سے غالب آجاوے، سنو گے تبھی دل میں آویگا، کہ ہمارا آج دشمن اس نماز سے ہلاک ہوسکتا ہے، جب سنو گے کہ کیسے بھوک میں چار رکعت کے بعد کی دعا سے کھانا لیا کرتے تھے تب دل میں آوے گا کہ نماز سے روٹی مل سکتی ہے (۲)۔

اب کونسی نماز پر یہ سب کچھ ہوگا، یہ ہیں مسائل، نماز کے فرائض و واجبات و مستحبات جانو، نماز کے سینکڑوں اجزاء میں سے ایک جزء وضوء ہے، اس ایک وضوء میں چار فرض، ۳۱ سنتیں، ۸ مستحبات ہیں (۳)، نماز سے اس وقت ہوگا جب نماز و وضو میں سنت و مستحب کے ساتھ آجاوے، کلمہ والا یقین ہو، کلمہ نماز کے فضائل ہوں، نماز کے مسائل معلوم ہوں، اب دیکھو دھیان دیکھنے سے بنتا ہے، چیزوں کو دیکھتے جاؤ، ان کا دھیان اور آوے گا، کالی عورت کا دھیان نہ آوے گا، یورپ کی سفید عورت دھیان میں آوے گی، جھونپڑے پر دھیان نہ جاوے گا، کوٹھی پر دھیان جاوے گا، پھر کوٹھی دھیان میں ہوگی، اب تم نماز میں گئے تو دھیان میں وہ کارخانہ، کوٹھی، عورت اور شاندار دسترخوان آوے گا، دھیان تفصیل سے آوے گا، اس دسترخوان کے تمام کھانے سامنے ہونگے، یہ دھیان خود بخود صرف دیکھنے میں پسند آجانے سے بنتا ہے، جو پسند آگیا دھیان اسے اپنے اندر لے لے گا۔

آج تک جہاں جہاں گئے وہاں تم نے بہت سی چیزیں دیکھی ہوں گی، ان میں سے جو بھینس، بیلوں کی جوڑی، پسند آئی ہوگی وہ دھیان میں اب بھی ہوگی، دھیان میں یہ چیزیں اس وقت آتی ہیں جب آدمی دیکھنے، بولنے، سننے کے عمل سے فارغ ہو، اور نماز میں انسان ایسا ہی ہوتا ہے، نماز کے اندر مخلوق کا دھیان آگیا تو اس نماز سے نہ ہوگا، اب تم نماز میں خدا کا دھیان لو، اس کے لئے تمہیں مشق کرنی ہوگی، قرآن، تسبیح میں لگو، دوسرے دھیان آویں گے، تم خدا کا دھیان جمانے کی سعی کرو، دعوت سے خدا ہی دھیان میں رہنے لگیں گے، اس کے لئے بھی وقت چاہئے۔

ایک چیز اور ہے اس کے لئے وقت نہیں صرف خیال چاہئے، وہ ہے اخلاص اور عمل دعوت، تعلیم، گشت، سننا، سنانا، ذکر، تلاوت، صرف خدا کے راضی کرنے کو ہے، اب نماز پڑھو، نماز میں کلمہ والا یقین ہو، ساتوں زمین میں کچھ نہیں ہے، خدا کرتے ہیں، اس نماز پر خدا کریں گے، نماز کے سارے فضائل مستحضر ہوں، مسائل کی پابندی ہو، دھیان خدا کا ہو، اسے ہی راضی کرنا

سامنے ہو، اسی انفرادی، پھر ترکیبی کام میں دس منٹ نہ لگیں گے، آج تو ہم نے دیوار امام، اپنے ہاتھ پر گھڑی لگا رکھی ہے، اے بچہ حقہ بھر کر رکھ، اے گھر والی سالن گرم کر لے دس منٹ میں آیا، اے فلاں گاہک آئے تو روک لینا، دو منٹ کا رستہ، ڈیڑھ منٹ کا وضو، ڈھائی منٹ کی سنت، پانچ منٹ کی فرض عین، دو منٹ کا رستہ ہے، اب امام صاحب نے لمبی سورت پڑھ دی، تو ساری نماز میں امام پر غصہ کہ اسے نماز پڑھانی نہیں آتی، میرا گاہک نکل جاوے گا، ایسی نماز پر کیسے ملے، نماز میں سالن گرم کرنے، حقہ پینے، گاہک سے بات کرنے کا دھیان ہے، یہ نماز ہے اس پر خدا پکڑ نہ کریں تو بہت ہے۔

نماز سے پہلے دعوت ہے، فضائل ہی ہوں، اور وہ بھی صرف کلمہ و نماز کے، نماز میں قرآن و ذکر ہے تو فضائل قرآن و فضائل ذکر اور فضائل نماز ہیں، اب جو وقت ان تمام قسم کی محنتوں میں انفرادی، و بہت سا وقت لگا دے، ابھی سالن گرم نہ کرو، جب آؤں گا تب کرنا، پتہ نہیں کتنی دیر میں آؤں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں ان سب چیزوں کو چلا کر گئے ہیں ہمارے زمانے میں مسجد میں صرف نماز رہ گئی ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں لوگ نمازوں سے پہلے اور بعد میں بیٹھا کرتے تھے (۴)، مدرسہ اور خانقاہ میں صرف مسجد تھی، دو ڈھائی سو سال تک ایسا ہی رہا جو زندگیاں لگانے والے تھے وہ مسجد میں عوام اپنے مشاغل کے ساتھ مسجد میں وقت لگائے، علم سب کے پاس ہی تھا، مسجد ان اعمال سے ہر وقت آباد رہا کرتی تھی۔

ایمانیات کے تذکرے، قران کی تلاوت، خدا کا ذکر، گھڑی گھنٹے نہ تھے، نماز کے بعد اعلان ہو جاتا تھا کہ بیٹھو فلاں عمل ہوگا، اب ایک آدمی چلا، بیوی نے کہا کب آؤ گے، کچھ پتا نہیں ہے، آخر تم نماز کو ہی جا رہے ہو، پتہ نہیں نماز کے بعد کیا کرنا پڑے، عبادت یا تعزیت یا تکفین و تدفین کرنی پڑے، اذان امامت صرف اللہ کے واسطے ہوا کرتی تھی، تکفین بھی اللہ کے واسطے تھی، عوام ہی قبر کھودتے تھے، پیسے نہ ملا کرتے تھے دوسروں کو نہلانا ثواب کے واسطے تھا، مردے کی اطلاع مسجد میں ہو جاتی تو مسجد سے لوگ اس سلسلے کی تمام تر سنتوں کو ادا کرتے، نماز کے بعد اعلان ہوا کہ تدفین قبر کھودی جائے گی، ان پر یہ ثواب ملتا ہے، نہ معلوم ہم کدھر چلے جائیں یا تعلیم ہے یا تعلیم میں سیکھے ہوئے اجتماعی اعمال ہیں تعلیم نہیں ہے تو ذکر و تلاوت ہے، مسجد کے اس ماحول سے نماز کی جان تھی، مسجد کا یہ ماحول محنت اور وقت لگانے سے زندہ ہوگا اتنا وقت لگ جائے کہ ذکر، یقین، علم آجائے تو یہ مجاہدہ بنے گا ہم دس منٹ کو آتے ہیں تو یہ مجاہدہ کیسے بنے گا، مجاہدہ اس وقت ہے کہ نماز کے بعد بھوک کو دبا کر تعلیم میں بیٹھا، بیوی کے مطالبہ کے باوجود قبر کھودنے جا رہا ہے، یہ ماحول مجاہدہ ہے، اس مجاہدہ پر دروازے کھلتے ہیں، اطمینان، سکون، خشوع، خضوع سے نماز ادا کرنا ذہن میں ہو، اس نماز کی ہر دعا قبول ہوگی، آج ۹۹ فیصد غیر نمازی ہیں، ایک فیصد بھی نماز کی محنت سے خالی ہے جب یہ محنت ہوگی تو اس محنت والے کی دعا خدا کے یہاں قبول ہوگی۔

سب سے پہلے دعا لینے کی ہوگی، مسلمان اب اس دعا کو دس منٹ میں مانگ لیتے ہیں، لیکن محنت نہ ہونے کی وجہ سے یہ دعا قبول نہیں ہو رہی ہے، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ چیزوں سے لینا نہیں ہے، خدا پالنے والے ہیں، مَالِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ خدا کا پالنا تمہارے اعمال پر ہوگا، جیسے اعمال کی جزاء و سزاء آخرت میں ہے ایسے ہی اعمال سے ہی دنیا کی زندگی کا بننا بگڑنا ہے، اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ تیری مان کر تجھ سے مانگیں گے، یہی طریقہ انبیاء علیہم السلام کا ہے، کہ

سارے تجارتی، زراعتی ملکی نقشوں کا بدلنا خدا کے فیصلے سے ہے، خدا کا فیصلہ ہمارے اعمال سے ہوگا، اس کے بعد دعا ہے۔

اے خدا میرے دل میں وہ روشنی ڈال دے جس سے عبادات سے پلنا نظر آوے، وہی روشنی جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم وانبیاء، صدیقین، شہداء، صالحین کے دل میں اتاری تھی، ان کے دل میں نماز سے ملنا تھا، بدر میں، خندق میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دل میں یہی تھا کہ نماز و دعا سے دشمن بھاگیں گے، دشمن پر فتح ہوگی، محنت ہر طرح سے کر کے پھر مانگنے پر خدا دیتے ہیں، ذکر، علم، یقین پر محنت ہو، اخلاص سے پھر ان کو نماز میں جمع کریں، نماز پر ہر نبی نے محنت کی ہے اور سب سے پہلے دعا ہدایت کی ہے، اب مقدمہ آیا تو دل میں آوے گا کہ مقدمہ خدا کے ہاتھ میں ہے اس سے جا کر مانگو، ایسے ہی پولس کے تنگ کرنے پر دل خدا سے مانگنے کی طرف جاوے، آج تو مرض پر ہم ڈاکٹر کے پاس جاتے ہیں، پولس کی تنگی پر ممبر کے پاس جاتے ہیں کہ ہم نے ووٹ دے کر تمہیں ممبر بنایا ہے، اس سے پرچہ لے کر ممبر اسمبلی کے پاس گئے وہاں سے پرچہ لے کر کسی اور جگہ گئے، اس نے ٹیلی فون پولس کو کیا، پولس نے بات نہیں مانی، اس چکر سے کام نہ چلا تو ہمارے پاس آئے کہ تبلیغ والے دعا دعا کا بہت نام لیتے ہیں۔

تبلیغ والوں نے سیدھا سیدھا راستہ دکھا دیا کہ محنت کر کے تم خود ہی دعا والے بن جاؤ نا، اتنے سارے چکروں سے نجات ملے، دل کی روشنی ملے، تو سب سے پہلے دو رکعت نماز پڑھ کر خدا سے کہے گا، پھر ظاہری اسباب دور کر دو، لیڈروں سے کہے گا کہ وہ ظلم کر رہے ہیں، ان کو روک لو ورنہ میں بددعا سے ہلاک کر دونگا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہی معمول تھا کہ جب گھبراہٹ آتی تو خدا سے نماز پڑھ کر مانگتے تھے (۵)، بھوک، بیماری، تنگی، پر خدا سے نماز پڑھ کر کہتے تھے، ہر مصیبت پر خدا سے ہی جا کر کہتے، آج تو نماز کو آتے ہی نہیں، قرضے لینے کے واسطے پہلے نماز پڑھ کر خدا سے کہتا نہیں ہے حالانکہ نماز سارے ہی مسائل کے واسطے ہے، محنت کر کے خدا سے مانگا تو کسی دن انبیاء علیہم السلام، صدیقین کے ساتھیوں میں بنا دیں گے، پھر اعمال میں ہونا ایسے ہی نظر آوے گا جیسے آج سونے چاندی میں نظر آرہا ہے، اور سب سے پہلے نماز سے ہوتا محسوس ہوگا، سب سے پہلے تفصیلی محنت ہے، پھر سب سے پہلے اسی وجدان کو مانگنا ہے جو انبیاء کے پاس تھا، غیر المغضوب علیهم ولا الضالین ان یہود و نصاریٰ کے راستے سے بچا جو نبیوں کے طریقوں کو ملکی، مالی طریقوں کی وجہ سے قربان کرنے کی حماقت کر کے ضلال و غضب میں گئے۔

یہ دعا خدا نے قبول کر لی مردم شماری بدل گئی تو پھر قرآن سے اندر کی تمام انبیاء علیہم السلام کی دعائیں قبول ہوں گی، نبی کی دعا ہے اے خدا بچہ دے، اچھا دیں گے، ارے بچہ مجھے کیسے ملے گا، بس قدرت سے (۶)، ایک نبی کی دعا ہے آسمان سے سب کے سامنے کھانا اتار (۷) اس اکثریت کو ختم کر کہ ناطقہ بند کر دیا ہے، اس حکومت کو غرق کر (۸)، ہمارے تمام شخصی، اجتماعی مسائل کے لئے قرآن میں دعائیں ہیں، ہماری مردم شماری کدھر ہے، تم اس کو خود ہی نماز کے حیات و بقاء کی محنت کے مطالبہ کے وقت بنا دیتے ہو کہ میں کسان یا مزدور یا تاجر ہوں میں اکیلا ہوں ان سب بچوں کا میں ہی خدا ہوں۔

خود کو تاجروں کسانوں، حاکموں کی جماعت میں بنا لیا ہے، تو دعائیں تم کیوں کرتے ہو، دوسروں سے کراتے ہو، حالا

نکہ اپنی زبان سے تم خود دعا کر سکتے ہو، آدمی اپنے لئے خود جتنی دعا مانگ سکتا ہے، دوسرا اس کے لئے اتنی نہیں مانگ سکتا ہے، پیٹ میں درد ہے، بیوی بیمار ہے، بچہ کے سر میں درد ہے، اس کے لئے انسان کب دعا مانگتے ہیں، اس وجہ سے دعا والے ذاتی مسائل کے لئے خوب دعا و نماز میں لگتے ہیں، دوسروں کے لئے اللہ فضل کرے کہہ کر ٹال دیتے ہیں، گاڑی تو اسی وقت چلے گی جب تم خود دعا کرنا سیکھ لو۔

ہر مسلمان دعا والا ہے بس رخ دعا کی طرف کر لے، دعا کی شرائط کو پورا کرتے ہوئے چلے، توڑتا ہوا نہ چلے، جیسے پہلے محنت کر کے جماعت ممبران میں بن کر سارے کام کر رہے ہیں، ایسے ہی تم پہلے انبیاء علیہم السلام کی مبارک جماعت میں کسی طرح داخلہ کرا لو، پھر تم بیٹھے بیٹھے دعائیں کرو گے، اے خدا فلاں حاکم کو مار، تمہاری دعاؤں سے ایکسڈنٹ ہوں گے، ہر ایک اپنے علاقہ کے ظالموں سے واقف ہے، رات کے اندھیرے کی دعا سے صبح کو ظالم داروغہ کا ہارٹ فیل ہو گیا کہ دعا سے سارا نظام جلدی سے ٹھیک ہو جائے گا، پوری پبلک خراب نہیں ہے، ان کے سرغنہ کی خرابی سب میں لاتے ہیں، ان سرغنوں کو تبدیل تم دعا سے کر لو تو سب کچھ ٹھیک ہو جائے گا، بس پہلے محنت ہے پھر دعا، دعا والوں میں سب سے پہلے انبیاء پھر صدیقین، پھر شہداء، پھر صالحین ہیں ان سب کو خدا نے اپنی جماعت کہا (۹) تم تمام جماعتوں سے خدا والی جماعت میں اپنا داخلہ لے لو، پھر ہر مسئلے میں تمہاری دعا چلے گی، پھر تمہارے ذاتی مسائل تمہاری اپنی دعاؤں سے جلدی سے حل ہو جایا کریں گے اور جو تمہارے ان مسائل سے دور ہیں ان کی دعائیں اتنی قوی اور تیز اور کس کر کیسے ہوں گی۔

اب محنت کا ادنیٰ درجہ یہ ہے کہ مقام پر رہ کر چھ باتوں کو حاصل کرنے کی محنت کی جاوے، اعلیٰ یہ ہے کہ اس محنت کو عالم میں پھر کر زندہ کرنا، ہر جگہ صحیح یقین کا بولنا، دوسروں کو اس مشق پر اٹھانا اسے دنیا میں پھیلاؤ گے، جان کھپاؤ گے، انبیاء علیہم السلام والی بنیاد کو قائم کرنے کی محنت کرنے والوں کی دعاؤں کی سطح پہلے سے بلند ہو گی، باہر نکل کر محنت ترقی کا زمانہ ہے، مقامی محنت سے اس ترقی کو باقی رکھنا ہے، باہر نکل کر چوبیس گھنٹے اس مشق میں لگانے ہیں، کوئی بول کوئی نگاہ اس مشق کو نہ بگاڑے، مکان، ملک، زمین، چیزوں کی بات نہیں کرنی ہے، یا دعوت یا تعلیم یا ذکر یا نماز یا تلاوت میں چوبیس گھنٹے خرچ ہوں، کبھی گشتوں میں جانا ہے، نگاہ نیچی ذکر کرتے جاویں، متکلم بولنے لگے تو ذکر بند، متکلم کی بات ختم تو ذکر شروع، مسجد میں بات کر رہا ہے تو اسے سنو، اس کی بات ختم ہوئی تو تم بھی تشکیل میں لگ جاؤ، تعلیم کا حلقہ ہو، نماز ذکر بھی ہو، پیشاب پاخانہ میں مسجد سے باہر جاؤ تو گشت کی طرح، روٹی پکانی تمہارے ذمہ ہو تو بازار میں نگاہ نیچی زبان پر ذکر ہو، بقدر ضرورت وقت لگا کر فوراً واپس، پاخانہ میں اپنی زندگی کو سوچو، یہ کھانا باہر رہتا تو مہینہ بھر ناپاک نہ ہوتا، میرے اندر جا کر ناپاک ہو گیا۔

رات کو سوتے وقت بات نہ کرو، سورتیں پڑھنے لگ جاؤ، فاتحہ، آیت الکرسی چاروں قل سب پڑھ سکتے ہیں، حافظوں کے لئے آسانی ہے کہ ساری تسبیحات، حوامیم (۱۰) ملک پڑھو، گھنٹہ بھر نیند نہ آوے تو قرآن پڑھا جا سکتا ہے، اس طرح کھانے پینے میں کھانے پینے کی باتیں نہ ہوں، ناموافق کھانا کھا لیا تو دوزخ کی بھوک سے حفاظت ہو گی، جنت کے کھانے ملیں گے، اس مشق کو کرتے پھرو، اسے دوسروں میں لاؤ، پھر تم نے دعا مانگی، اے خدا ہمیں اس راہ انبیاء علیہم السلام پر ڈال

دے، ہمارے دل کو پھیر دے، انسانوں مسلمانوں کے لئے بھی دعا ہو، تو خدا کو یہ سب بہت پسند ہوگا، بے کار باتیں بالکل نہ ہوں، سارا وقت صرف ان ہی کاموں میں لگے، خصوصاً ماہِ رمضان تو ہدایت ملنے کا ہی مہینہ ہے، شیاطین وجہنم کے دروازے بند، جنت کے دروازے کھلے، سارے سال رحمت کے جو دروازے تہجد کے وقت کھلتے تھے وہ سورج غروب ہوتے ہی کھل جاتے ہیں، تو اس سے قوموں کی ہدایت کی توقع ہے، مہینہ ہے نور دینے کا، کام ہے نور لینے کا، اگر صحیح محنت کرلی تو نہ معلوم اس ملک ہی کو ہدایت مل جاوے، تو پھر سینکڑوں برس مزے کروگے، جلدی سے بنوالو کہ انھوں نے ہدایت دینی ہے۔

ہم نے بات کہی چھ ماہ کی بلکہ عمر بھر کی اور یہ لوگ جارہے ہیں دس دن کو، رمضان فیصلے کا مہینہ ہے، جائزہ زندگی کا لو، غلط سے توبہ کرو، صحیح کا فیصلہ کرو، جتنا وقت طے کرآئے ہو اس سے زیادہ لکھواؤ، مجاہدہ ہوگا، پھر دعا کا دروازہ کھلے گا، سب سے پہلی دعا ہے اھدنا (۱۱) انعام والی جماعت میں داخل کر، غضب وضلال سے بچا، نعمت والے انبیاء علیہم السلام، صدیقین، شہداء، صالحین ہیں، غضب وضلال والے کون ہیں؟ مولوی کہیں گے یہود ونصاریٰ، بس ہم مسلمان جنتی ہیں، ارے یہود ونصاریٰ انبیاء علیہم السلام کی اولاد ہیں، یعقوب علیہ السلام کنعان بستی میں تھے، جانوروں پر گزارا تھا، دعوت دینا کلمہ ونماز سیکھنا، یوسف علیہ السلام ویعقوب علیہ السلام نے اس پر تکالیف اٹھائی تو خدا نے مصر دیدیا (۱۲)، کوئی سیاسی، ملکی، مالی، طریقہ اختیار نہ کیا، دعائیں بھی چل رہی ہیں، ساری منڈیوں، فوجوں، ونقشوں پر قبضہ ہوا، پھر ملک ومال میں گھس گئے، انبیاء علیہم السلام چلے گئے، کلمہ نماز زبان کا بول رہ گیا، ملک مال کے طریقہ اختیار کرلیا، لاکھوں تھے، یہ سارے کلیدی جگہوں سے نیچے اتار کر فرعون کے ہاتھ میں دیدیا انھیں خوب مارا، پھر اللہ نے موسیٰ علیہ السلام ہارون علیہ السلام کو بھیجا، انھوں نے کلمہ، ذکر، نماز کی محنت کی (۱۳)، آج لوگ جلدی سے کہہ دیتے ہیں خالی کلمہ ونماز سے کیا ہوگا، انبیاء علیہم السلام والا مزاج نہیں رہا، ملک ومال کا مزاج بن گیا ہے توکل، ایمان، صلوٰۃ پر محنت شروع ہوئی، بشر المومنین (۱۴) موسیٰ علیہ السلام ہارون علیہ السلام نے نہ معلوم کتنے دن محنت کی کہ نماز جلدی سے آجاتی ہے، یقین بدلنا بہت دن میں ہوتا ہے، یقین خدا پر ہوا تو دعا مانگی رَبَّنَا اطْمِسْ عَلٰٓى اَمْوَالِهِمْ وَاشْدُدْ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ (۱۵) تخریب فرعون کی دعا مانگی، حدیث صحیح میں ہے اے موسیٰ علیہ السلام وہارون علیہ السلام تم دونوں کی، قیامت تک کے مجاہدین کی دعا قبول کرلی (۱۶)، چونکہ ملک ومال کا دور ہے، اس وجہ سے جہاد سے مراد سیاسی محنت لیتے ہیں، لیکن اس آیت کی تفسیر میں حدیث کا آنا بتاتا ہے کہ خلق سے خدا کی طرف، اشیاء سے اعمال کی طرف ہونے کی محنت جہاد ہے، موسیٰ علیہ السلام نے خوب محنت کے بعد دعا کی سارے لشکر کو حکم پر لے کر چلائے۔

آگے سمندر پیچھے دشمن، حکم ملا لاٹھی مار سمندر پر (۱۷)، عقل سے کام نہیں لیا، بلکہ یہ سوچا حکم پورا کروں گا، خدا قدرت سے کریں گے، بنی اسرائیل پار ہوگئے، فرعون مع لشکر، وزراء، ووٹران وممبران کے ساتھ ڈوب گیا (۱۸)، قرآن میں قصے تفصیل سے ہیں، تبلیغ میں محنت ہے، قدرت کو ساتھ لے کر وہ کروانا جو قرآن میں ہے، تم کو استقلال توفیق دے، صرف اللہ کے واسطے ان اعمال کو زندہ دنیا میں کرنے کے لئے نکلو، پھر تم وہ مبارک انسان بنوگے جن کی وجہ سے ساری ترتیب بدلے گی، حق ابھرے، باطل دبے، اب زندگی اس میں لگادو بہت اچھا ہے، ورنہ تعلیم سے فارغ وقت اس میں لگادو، جو محنت کرے گا

وہ پائے گا، زندگی بھر کو قرآن پر محنت کرنے پر ڈالو، اس پر اللہ کے واسطے محنت کریں گے اور اللہ ہی سے سب کچھ لیں گے۔

---

(۱) لاتحزن صفحہ ۲۱ جلد ۲

(۲) کنز العمال صفحہ ۱۹۳، ۱۹۴ جلد ۷

(۳) نور الایضاح وحاشیہ طحطاوی وشامی

(۴) حیاۃ الصحابہ صفحہ ۱۷۴ تا ۱۷۸ جلد ۳

(۵) کنز العمال صفحہ ۶۹ جلد ۷

(۶) سورۃ آل عمران ۳۸ تا ۴۰

(۷) سورۃ المائدہ: ۱۱۴

(۸) سورۃ الشعراء: ۶۶

(۹) سورۃ المجادلۃ: ۲۲

(۱۰) یعنی وہ سورتیں جس کے شروع میں ''حم'' ہیں۔

(۱۱) سورۃ الفاتحہ: ۵

(۱۲) سورۃ یوسف: ۱۰۱

(۱۳) سورۃ یونس: ۸۷

(۱۴) حوالۂ سابق

(۱۵) سورۃ یونس: ۸۸

(۱۶) کنز العمال صفحہ ۳۱۴ جلد ۴

(۱۷) سورۃ الشعراء: ۶۳

(۱۸) سورۃ الشعراء: ۶۶

عبادات چار باتوں پر آجائیں

{۷ رذیقعدہ ۱۳۸۲ھ مطابق یکم راپریل ۱۹۶۳ء}

بمقام: مکی مسجد کراچی، طالب علموں سے خطاب

اقتباس

عبادت چار باتوں پر آئے (۱) اللہ والے یقین (۲) اللہ تعالیٰ والے علم پر (۳) اللہ تعالیٰ کے دھیان پر (۴) اور اخلاص پر، خدا اپنی قدرت سے زندگی بناتا بھی ہے اور بگاڑتا بھی ہے خدا کی بڑائی دل میں بٹھالو اور باقی سب کچھ بھی نہیں، ان سے کچھ نہیں ہوتا نماز کے لئے یقین تیار کرو، غیر خدا کے نہ ہونے کو بولو اور سنو دعا مانگو کہ توحید کی حقیقت دل میں اتار دے، صدر امریکہ اور روس میں جا کر بھی تردید کرو کہ ان سے کچھ نہیں ہوگا وہی ہوگا جو اللہ تعالیٰ کریں گے جو بولے گا دل میں اتر جائے گا ہر جگہ یہ بولو چیزوں سے نہیں ہوتا اس طرح لا الہ کا بول تیرے دل میں اترے گا ۲۴ گھنٹے کی مشق کی جائے گی اس کے بعد محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے اعمال کا علم حاصل کرے، کلمہ اور نماز کے سارے اجزاء کو قیمتی سمجھ رہے ہوں اور رو رو کر اللہ تعالیٰ سے مانگو گے تو دل کا نور آئے گا تعلیم، قرآن، نمازوں کے ذریعے سے حج اور روزوں میں ان کا نور ملے، پھر انسان میں اخلاق آئیں گے پھر ان اعمال میں آنکھ کا میابی دیکھتی ہے کامیابی اعمال میں ہے چیزوں میں نہیں کوئی غلط کام نہیں کرتا کمائی کو بھی چار چیزوں پر لاؤ تو اس سے بھی دل کا نور آئے گا اسی طرح گھر میں لاؤ ہر ایک چیز کی محبت نکال کر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت پیدا کرو پھر ان کی محبت کو دنیا میں پھیلاؤ۔

بعد خطبۂ مسنونہ فرمایا کہ:

بھائی دوستو بزرگو! تقویٰ اختیار کریں تو متعارف اور غیر متعارف طریقہ سے رزق اللہ تعالیٰ بھیج دیں، حضرت مقدادؓ کا واقعہ چوہا دینار لے کر آتا ہے (۱) واقعہ جہاد ایک صحابیؓ کو خزانہ مل گیا، حضرت عمرؓ نے کہا تمہارا ہے مگر کیوں کہ امیر ہو اس کو بانٹ دو (۲)، انسان کے علم اور اللہ تعالیٰ کے علم میں فرق ہے، اللہ تعالیٰ کا علم اس کی صفت ہے اور انسانی علم چیزوں کے اعتبار سے ہے انسانی علم پر محنت کرنے سے جو ملتا ہے وہ دیر پا نہیں اس کے مقابلہ میں اللہ تعالیٰ کے علم کے ذریعہ سے جو عمل دیئے گئے ہیں اب اس کے کرنے سے چمک جائیں حاجیوں کا کھلانا وقت جاہلیت میں بھی شرافت کی بات سمجھی جاتی تھی (۳)، پہلے زمانہ کی سرداری یہ تھی کہ سردار کھلانے والا تھا لوگوں کے کام آتا تھا (۴) لوگوں کو کھلانا پلانا، آپ نے بڑا ہونے کے لئے یہی چیزیں چلائی۔

بدر کی فتح عقل میں آنے والی نہیں تھی ہمیں چیزیں خداوالے علم اور ان ضابطوں کا علم جن کے ذریعے سے خدا کی موافقت حاصل ہوتی ہے، کمانے اور نہ کمانے دونوں حالتوں میں تقویٰ والوں کو ملے گا دونوں طبقوں سے کرامات کا معاملہ کیا، صفت مشترکہ متقی ہونا ہے مسجد میں بیٹھ کر تقویٰ بدلنا یقین بدلنا جان کا استعمال مال کا استعمال علم کی روشنی میں مجموعے کے اندر اگر تقویٰ آئے تو اللہ تعالیٰ ان کے کے لئے تینوں قسم کے دروازے کھول دیں گے، جب تک چیزوں سے یقین بدل کر اعمال پر نہیں لاؤ گے تقویٰ حاصل نہیں ہوگا مسجد میں یہ ماحول بنے گا عملوں کا ثمرہ نیت کے بقدر ہوتا ہے انسان کی قیمت ساتوں زمینوں اور آسمان سے قیمتی ہے (۵) یہ قیمت بدل کے لحاظ سے نہیں درخت، غلے اور اس کے بعد پکے ہوئے کھانے اور پھر اس سے خون، خون سے منی جس کو نکال نہ دیا جائے تو کپڑا ناپاک، سب منی کے قطرے ہیں مولوی اور مشائخ بھی منی کے قطرے ہیں اس جسم پر کھال ڈال کر پردہ ڈال دیا، خون اور پاخانہ سے بھرا ہوا ہے جو اپنے جسم کے اعتبار سے قیمتی نہیں کوٹھی باغ یا کارخانہ ملنے سے کیسے قیمتی بن گیا وہ قیمتی چیزوں مادی غذاؤں غلوں کے اعتبار سے نہیں۔

اعمال کی نیت سے اس کی قیمت ہے (۶) روح بڑی قیمتی ہے جب تک اس جسم میں داخل نہیں ہوتی وہ اپنے میں نور اور خوشبو لئے ہوئے ہے جسم اس کا مخالف ہے ان دونوں کی کشتی ہوگی جسم کی بنیاد پر محنت کروگے تو روح کا نور گھٹے گا اور روح میں ظلمت اور بدبو آئے گی روح بھی جسم کی صفت پر آجائے گی روح کی مایا نے اس جسم کی بدبو کو روک رکھا ہے سب انسانوں کے پاس یہ دونوں جنسیں ہیں یا جسم سے روح کو بگاڑ دو یا روح سے جسم کو سنوار دو۔

جو مرتا رہے گا اس کے سامنے بات کھلتی رہے گی یہ اس وقت کھلے گی جس وقت آپ کچھ نہیں کرسکو گے اگر جسم کے اعتبار سے محنت ہوئی روحوں میں جسم کی ظلمت اور بدبو آگئی اگر آپ کی روح کی مایا لٹ گئی جسم کی صفات روح میں حلول کر گئی تو انتہائی جلاد فرشتے آئیں گے اور کہیں گے کہ نکل آج پتہ چلے گا کتنی پٹائیاں اور یہ روح ٹوٹ کر ٹوٹ کر ریزے ریزے ہوکر باہر آئے گی، اس روح کو پھٹکار کرتے ہوئے آسمان کی طرف لے جائیں گے اللہ تعالیٰ کہیں گے خبیث روح ہے واپس لے جاؤ یہ آسمان پر نہیں جاسکتی، آسمان سے زمین پر پٹخ کر ماردی جائے گی قبر میں سوال ہوگا تو جواب میں ہائے ہائے کرے گا کہے گا یہی نہیں جانتا میرا پالنے والا کون ہے؟ کیا ہر وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ کے چلتے تھے؟ جھوٹا، آگ کا دروازہ کھول دو، فرشتے پٹائی کے لئے مقرر کردو روح امانت ہے یہ بگڑ گئی تو زندگی بگڑ جائے گی اور بن گئی تو زندگی بن گئی روح کے اعتبار سے محنت کی تو اس کی روح نورانی خوشبودار بنی حسین فرشتے بستر لے کر آئے کہ ہم تجھے نکال لیں گے اطمینان سے آ، روح ایسی نورانی کے سورج ماند پڑ جائے ہر ایک فرشتہ ایک دوسرے سے مانگتا ہے کہیں حسرتوں سے روح کو مانگ رہے ہیں کہیں خوشبو آئی دماغ مہک گیا فلانا آیا کہا ہم منتظر ہیں سارے آسمان کے فرشتوں نے استقبال کیا اب آسمان تک پہنچے اور کہا میرے اس بندے کو اطمینان سے پہنچا دو پالنے والا کون؟ جواب اللہ تعالیٰ، کس کا طریقہ اختیار کیا؟ کہا محمد صلی اللہ علیہ وسلم، وہ آدمی کون؟ کہا ہمارا نبی صلی اللہ علیہ وسلم، اسے میٹھی نیند سلا دو (۷)، قیامت میں قوی نورانی اور خوشبو بن کر اٹھے گا کئی میلوں تک روشنی پڑ رہی ہو جنتوں میں کھانا کھانے کی خوشبو سب محسوس کریں گے نافرمان اٹھے گا تو سیاہی،

بدبو پورے جسم پر پھیلی ہوئی، اسے کچھ نظر نہیں آرہا یہاں تک کہ دوزخ میں گر پڑا یہ سارا مادی نظام عارضی ہے روح مستقل ہے جو انسان باعتبار روح کے بنیں گے بڑی بڑی قومیں ان کے پاؤں میں گریں گی آپ جتنا بھی بہتر کھانا کھائیں یہ جسم میں چکر کھاتی رہی روح تک نہیں پہنچا، اعضاء کے بن جانے سے یا چھن جانے سے روح ختم نہیں ہوجاتی جسم سے ظاہر ہوگا روح سے چلے گا جسم کا تقاضا، اجسام کے اعتبار سے چلو جسم والے مادے کو نفس کہتے ہیں روح کسی جسم سے تیار نہیں ہوتی اس کے بھیجنے میں بھی کسی جسم کو اختیار نہیں کیا۔

روح فرشتے کے جنس سے آئی اور فرشتہ ڈال کر جسم میں چلا گیا (۸) قیدی پرندے کی طرح روح جسم میں قید ہے اور جو اسے برباد کرتے ہیں اسے لعنت دیتی ہے روح کی جنس سے قرآن دیا اور جسم کے اعتبار سے کائنات دی، جب تک فرشتہ روح نکالنے میں نہیں آتا یہ تو نکلنے دینے کی نہیں اور اگر ساری دینا والے قرآن کو دنیا سے نکالنا چاہیں نکال نہیں سکتے جس دن قرآن کو اٹھائیں گے قرآن کے اندر خالی کاغذ ملیں گے اس میں اعمال بنائے گئے، جن سے روح بنے گی اور کن اعمال سے بگڑے گی اگر یہ ظلمت روح کی بڑھ گئی تو تمہاری روح پر ناکامیابی کا حال ڈال دیا جائے گا روح پر ذلت کا حال ہوگا کامیابی اور ناکامیابی نقش ونگار کا نام نہیں ہے روح کے ذریعے سے چیزوں کو لاکر تمہاری آنکھوں کے سامنے کھڑی کردیں گے اور ناکامیابی ظاہر ہوجائے گی جب سے سر سے پیر تک اس پر عمل کیا جائے گا، آپ کے اعضاء جوارح کائنات سے قیمتی بنادیئے جائیں گے اطمینان اور کامیابی کا حال روح پر ڈالیں، اللہ تعالیٰ کی خوشبو اور مزے سے اسے منور کرو اس شخص کا انتہائی خطرے میں بھی بال بیکا نہ ہوگا اندر کا بگاڑ محسوس نہ کیا تو پھر ان چیزوں پر جن پر اس کا بھروسہ ہے ان میں بگاڑ آتا ہے قرآن میں اعمال میں جس سے عملوں سے کامیابی نظر آئے گی اور دوسرا نور ہے کہ اس دل کی روشنی میں انسان چلے گا انسان کا جسم ایک چھوٹا عالم ہے (۹) اس عالم میں دل کے نور سے روشنی آتی ہے (۱۰) اعمال میں کامیابی نظر آتی ہے دل کی روشنی آئے تو امریکہ فقیر نظر آئے گا یہ ہمارے محتاج ہیں، ہمیں ان کی کسی چیز کی ضرورت نہیں یہ مسئلہ دل کی روشنی پر، مادے پر قیمتی نظر آتی ہے چیزوں پر کودر ہے ہو بغیر آپ کی محنت کے یہ روشنی نہیں ملے گی ہر جگہ ۲۴ گھنٹے میں قیمتی عمل آئیں گے مگر کب چلائیں گے جب دل کی روشنی آئے گی روح میں پرواز پیدا ہو، صاحبزادے مسجد میں آاور قرآنی عمل کی مشق کر جس سے روح میں پرواز پیدا ہوتی ہے عبادت میں جب طاقت پیدا ہوگی تو خدا کا نور دل میں آئے گا نماز، روزے، زکوٰۃ، حج بیت اللہ یہ عبادات صحیح ہوجائیں گی تو ان کے راستے سے نور ملے گا نماز کو اولیاء نے محبت کی چیز بنایا تو دل کا نور بنا خدا کے سامنے کھڑے ہوکر ان کو سوچ رہا جن کی حیثیت سور جیسی بھی نہیں اس لئے کیسے نور آئے گا اگر نماز آگئی تو پھر روزے میں بھی جان پڑ جائے گی نماز کی رمضان میں حد نہیں چاہے لاکھوں بنالو روزہ اور حج تو ایک ہوگا نمازیں بہت زیادہ بن سکتی ہیں، اب دل کا نور بڑھے گا اب اعمال میں زندگی کی کامیابی نظر آئے گی۔

عبادت چار باتوں پر آئے (۱) اللہ والے یقین (۲) اللہ تعالیٰ والے علم پر (۳) اللہ تعالیٰ کے دھیان پر (۴) اور اخلاص پر، خدا اپنی قدرت سے زندگی بناتا بھی ہے اور بگاڑتا بھی ہے خدا کی بڑائی دل میں بٹھالو اور باقی سب کچھ بھی نہیں،

ان سے کچھ نہیں ہوتا نماز کے لئے یقین تیار کرو، غیر خدا کے نہ ہونے کو بولو اور سنو دعا مانگو کہ توحید کی حقیقت دل میں اتار دے، صدر امریکہ اور روس میں جا کر بھی تردید کرو کہ ان سے کچھ نہیں ہوگا وہی ہوگا جو اللہ تعالیٰ کریں گے جو بولے گا دل میں اتر جائے گا ہر جگہ یہ بولو چیزوں سے نہیں ہوتا اس طرح لا الہ کا بول تیرے دل میں اترے گا ۲۴ گھنٹے کی مشق کی جائے گی اس کے بعد محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لائے ہوئے اعمال کا علم حاصل کرے، کلمہ اور نماز کے سارے اجزاء کو قیمتی سمجھ رہے ہوں اور رو رو کر اللہ تعالیٰ سے مانگو گے تو دل کا نور آئے گا تعلیم، قرآن، نمازوں کے ذریعے سے حج اور روزوں میں ان کا نور ملے، پھر انسان میں اخلاق آئیں گے پھر ان اعمال میں آنکھ کامیابی دیکھتی ہے کامیابی اعمال میں ہے چیزوں میں نہیں کوئی غلط کام نہیں کرتا کمائی کو بھی چار چیزوں پر لاؤ تو اس سے بھی دل کا نور آئے گا اسی طرح گھر میں لاؤ ہر ایک چیز کی محبت نکال کر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت پیدا کرو پھر ان کی محبت کو دنیا میں پھیلاؤ بیٹے سے لے کر اور دنیا کے کسی مسلمان آدمی جس سے محبت کرو، ساری زبانیں قومیں سارے رنگ والے ایک صف میں آجائیں یہ اسلامی معاشرت ہے، محبتیں بدلو قومی ملکی محبت سے نکلو، ساری دنیا والا انسان بننا ہے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت کر کے پھر ساری دنیا سے محبت کرو آپ کی محبت مغرب سے مشرق تک چلے گی جو ان کے رنگ پر آئے گا اسے چاہیں گے اور جو اس رنگ پر نہیں آئے گا ہم اسے نہیں چاہیں گے اللہ تعالیٰ نے دنیا میں دل کے نور کو آنے کے لئے ایک محنت دی ہے، اس میں دنیا میں میدان قائم کرنے آجائیں تو ان کے ذریعے سے سورج کی طرح روشنی ساری دنیا میں پھیلے گی یہ جماعتوں کی نقل وحرکت کرنے سے ساروں کے پاس نور آئے گا جس سے کافروں اور مشرکوں میں بھی نور آئے گا تبلیغ میں اسی کے لئے وقت مانگتے ہیں، اندر کی مایا کے اعتبار سے ہمارا دیوالیہ نکلا ہوا ہے اگر نور مل گیا اور جاندار بن گیا تو تم کامیاب اس عالی راستے کو چالو کرنے کے لئے چار مہینے مانگے جاتے ہیں باہر نکل کر محنت کرو گے تو اپنے اندر تبدیلی محسوس کرو گے تو اس کے لئے فرمائیں۔

---

(۱) حیاۃ الصحابہ صفحہ ۸۹۸ جلد ۳

(۲) حیاۃ الصحابہ صفحہ ۸۹۹، ۹۰۰ جلد ۳

(۳) تفسیر طبری صفحہ ۶۷ جلد ۱۰

(۴) حیاۃ الصحابہ صفحہ ۲۴۲ جلد ۲

(۵) کنز العمال صفحہ ۲۲۲ جلد ۱۴

(۶) بخاری صفحہ ۱ جلد ۱

(۷) مشکوٰۃ صفحہ ۲۵

(۸) مشکوٰۃ صفحہ ۲۰

(۹) تفصیل النشاءتین وتحصیل السعادتین صفحہ ۳ جلد ۱

(۱۰) مدارج السالکین صفحہ ۱۴۴ جلد ۲

مردوں اور عورتوں کی محنت سے ماحول بنے گا

{۸ ذیقعدہ ۱۳۸۲ھ مطابق ۲ اپریل ۱۹۶۳ء}

بمقام: مکی مسجد کراچی، عورتوں سے خطاب

اقتباس

انبیاء علیہم السلام کو کمالات پیدا کرنے کے طریقے بتائے تاکہ دونوں جہاں میں کامیاب بنائیں گے، اللہ تعالیٰ کو پسند آؤ گے سر سے پاؤں تک کمال پیدا کرنے سے، اس لئے کمال والے بھیجے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم سب کے سردار باپ کی وفات کے بعد پالنے کے لئے دائی کے لئے بھی پیسہ نہیں تھا کہ اس کے اعتبار سے آپ کی بڑائی قرار دی جائے، محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اندر ذات کے کمالات پیدا کرنے سے بڑے بنے تھے اور ان کمالات کو انسانوں کے اندر سمونے کے لئے اٹھے تھے دونوں جہاں میں یہ برکتیں رحمتیں نصرتیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھیں، حلیمہ سعدیہ بھی آکر چلی گئی جب کوئی بچہ نہ ملا خالی گود نہ جانا یہ خالی ہے یہ گھر والے کچھ تو دیں گے یہ سوچ کر اس نے لیا حال یہ تھا غربت اور افلاس کی وجہ سے حلیمہ کا دودھ کم تھا، یہ تو اس دور کا حال تھا جب آپ نبی بنائے گئے وہ اس لئے کہ اس مبارک ہستی میں کمالات بھرے جائیں گے اور کمالات کا سمندر بنایا جائے گا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم برکتیں جتنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات میں آپ سے نیچے سب انبیاء علیہم السلام اور فرشتے رہ گئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اعمال میں ان سب کو بھر بھر کر ہمیں دے کر گئے، آنکھ ناک کان منہ پر ہونٹ سے جو اعمال صادر ہوئے وہ آپ کی رحمتوں برکتوں اور نور کو لئے ہوئے ہیں جو برکت والا بننا چاہتا ہے وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے عملوں کی چادر اوڑھ لے۔

بعد خطبۂ مسنونہ فرمایا کہ:

بھائی دوستو بزرگو! اللہ تعالیٰ نے تمام انسانوں کو تھوڑے دنوں کے لئے بھیجا ہے تاکہ خدا کے ہم پسندیدہ بن جائیں، دنیا میں بھی کامیابی عنایت کریں اور جب مرجائیں تو جنت سے نوازیں، انسان چیزوں سے پسندیدہ نہیں بنتا دنیا ایک مچھر کے پر کے برابر نہیں انسان اپنی ذات میں کمال پیدا کرنے سے قیمتی اور خدا کا پیارا بن جاتا ہے، عورت اور مرد جو اپنے پر محنت کر کے کمال پیدا کریں گے وہ خدا کے پیارے بن جائیں گے سارے نبی اس دنیا کی چیزوں اور اس کے نقشوں کی قیمت کو گرانے اور انسان کی قیمت کو بلند کرنے کے لئے آئے، یہ قیمتی انسان ہے یہ کام کے نقشے قیمتی نہیں، قارون باوجود مال کے قیمتی نہیں بنا اور موسیٰ علیہ السلام اپنی جھونپڑی میں قیمتی تھے اس قیمتی کا پتہ تب چلا جب قارون نے پیسہ دے کر ایک عورت کو تیار کیا مگر موسیٰ علیہ السلام کے ایک دفعہ جھلا کر کہنے سے عورت مرعوب ہوگئی، ایک جھڑکی میں ٹوٹ گئی، اب قارون کو

زمین میں دھنسنے کی دعا کی اور زمین سے کہہ رہے ہیں کہ اس کو پکڑ لے اور پھر مال کو بھی اس کے ساتھ دھنسا دیا (۱) 'وکان عند اللہ وجیھا' (۲) قارون دھوکہ کھا رہا تھا کہ زیادہ مال کی وجہ سے میں اچھا ہوں، موسیٰ علیہ السلام کو پیغام بھیجا اس کو چھوڑا نہیں، اگر ہماری طرف متوجہ ہوتا تو ہم مان جاتے وہ کپڑے جس کو میلا کر دیتا ہے اور وہ کھانا جسے پاخانہ بنانا ہے اس سے کیا قیمتی ہے انسان کی ساری چیزیں جسمانی بے قیمت اور گندی ہیں اور جلد نے اس کو چھپایا ہوا ہے منی کے قطرہ سے بنا ہوا جو لقمہ اندر جا کر واپس آ جائے باوجود خاوند کی محبت کے کھانے پر تیار نہیں، یہ پراٹھے اور حلوے ہمیں کیا قیمتی بنائیں گے وہ داخل ہوتے ہی اپنی قیمت کھو بیٹھتے ہیں اس عالم کی چیزوں کا انجام پراگندگی اور گندگی ہے تو گندہ پراٹھا اور حلوہ ہے چاہے تو لکھ پتی یا لاکھوں بلڈنگیں بنا اس سے تو قیمتی بننے کا نہیں اس کی وجہ سے تو خدا کو پسند نہیں آئے گا جس دن حساب ہیں یہ چیزیں واپس لے لیں، تیری زندگی خطرے میں ہے قبر میں عذاب اور دوزخ میں ڈالا جائے گا وہ کمال پیدا کرو جس سے خدا کے پیارے بن جاؤ تا کہ زندگی خطروں سے نکلے۔

انبیاء علیہم السلام کو کمالات پیدا کرنے کے طریقے بتائے تا کہ دونوں جہاں میں کامیاب بنائیں گے، اللہ تعالیٰ کو پسند آؤ گے سر سے پاؤں تک کمال پیدا کرنے سے، اس لئے کمال والے بھیجے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم سب کے سردار باپ کی وفات کے بعد پالنے کے لئے دائی کے لئے بھی پیسہ نہیں تھا کہ اس کے اعتبار سے آپ کی بڑائی قرار دی جائے (۳) محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اندر ذات کے کمالات پیدا کرنے سے بڑے بنے تھے اور ان کمالات کو انسانوں کے اندر سمونے کے لئے اٹھے تھے دونوں جہاں میں یہ برکتیں رحمتیں نصرتیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھیں، حلیمہ سعدیہ بھی آ کر چلی گئی جب کوئی بچہ نہ ملا خالی گود نہ جانا یہ خالی ہے یہ گھر والے کچھ تو دیں گے یہ سوچ کر اس نے لیا حال یہ تھا غربت اور افلاس کی وجہ سے حلیمہ کا دودھ کم تھا کہ اس کے بچے کا پیٹ نہیں بھرتا تھا آپ کے دودھ پینے سے دونوں بھائیوں نے خوب پیا جس گدھی پر آئی تھی سارا قافلہ آگے آگے اور وہ پیچھے، اب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو لے کر جو بیٹھیں تو سب سے آگے آگے چلی میری گود میں برکت والا بچہ ہے، اس علاقہ میں قحط تھا حلیمہ سعدیہ کے جانور دودھ سے پھولے ہوئے مشک بنے ہوئے تھے اپنے خاندان اور محلے میں بانٹا جائے وہ اپنے اپنے چرانے والوں کو ڈھیر لگائیں کہ حلیمہ کی بکریوں کی حالت تھی (۴) یہ تو اس دور کا حال تھا جب آپ نبی بنائے گئے وہ اس لئے کہ اس مبارک ہستی میں کمالات بھرے جائیں گے اور کمالات کا سمندر بنایا جائے گا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم برکتیں جتنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات میں آپ سے نیچے سب انبیاء علیہم السلام اور فرشتے رہ گئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اعمال میں ان سب کو بھر بھر کر ہمیں دے کر گئے، آنکھ ناک کان منہ پر ہونٹ سے جو اعمال صادر ہوئے وہ آپ کی رحمتوں برکتوں اور نور کو لئے ہوئے ہیں جو برکت والا بننا چاہتا ہے وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے عملوں کی چادر اوڑھ لے جس جس عضو پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل چڑھے گا وہ برکت والا بن جائے گا، جو انسان کمال والا بننا چاہتا ہے وہ ان عملوں کو حاصل کرے اول تو آپ کی ذات برکت اور رحمت والی ذات اور اس کے آگے قرآن والے عمل، اللہ تعالیٰ والے عمل، اللہ تعالیٰ نے جس طرح کہا اس طرح کیا، اپنے جی چاہنے سے نہیں بولتے تھے جو اللہ تعالیٰ کہتے تھے وہی بولتے تھے آپ کا ہر عمل چاہے پاخانہ

پیشاب تجارت یا معاشرت کو ایک ایک عمل کی قیمت اتنی ہے کہ اس دنیا میں اس کی قیمت ادا نہیں کی جاسکتی، جنت میں اس کی قیمت ادا کی جائے گی، اللہ نے یہ طے کر دیا ہے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عملوں کو پیدا کرے گا دنیا اس کے پیروں میں ڈالیں گے اور اصل انعام ان کا آخرت میں ملے گا جب چیزیں تھیں تو صحابہ کرامؓ روتے تھے کہ ہمارا عمل قبول نہ ہوا ہو ان عملوں کا دنیا ہی میں معاوضہ بنا دیا جائے ہمارے عملوں میں فرق رہ گیا (۵)۔

حضرت عمرؓ بہت روتے تھے جب دنیا کے نقشے آتے تھے لوگ حضرت عمرؓ کو سمجھاتے تھے خدا کی نعمت آئی یہ خوش ہونے کا دن ہے میری سمجھ میں نہیں آتی یہ خیر ہو تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ہوتے کیوں کہ آپ سب خیروں کے جامع ہیں (۶) میرے میں کوئی کمی ہے یہاں ہی دے کر نمٹایا جا رہا ہے، روز بارشوں کی طرح مال برستا تھا وہ اپنے لباس اور کھانے میں کچھ فرق نہیں ہونے دیتے تھے وہ پیوند لگا کرتا وہی ٹوٹا جوتا وہی دیہاتی کھانا کہ لوگ حضرت عمرؓ کے دستر خوان پر بیٹھتے تھے کھانا نہ نگلا جائے نہ اُگلا جائے (۷) اس پر آخر تک جمے رہے کہ اپنے کو قیصر و کسریٰ کی وجہ سے نہیں بدل سکتا، حضرت عمرؓ چل رہے سب گورنر سارے اکابر ممبران شوریٰ پیچھے پیچھے چل رہے تھے دیکھا کہ زہد کا کیا حال ہے کچھ نہ کچھ تو کرو کہ اپنے لئے کچھ نہ کچھ سہولت پیدا کر لو تھوڑا کپڑا بدلیں کچھ اچھا کھالیں، اب بات چلی سب نے یوں کہا کہ عثمانؓ سے کہا انھوں نے کہا حضرت علیؓ سے کہو حضرت علیؓ نے کہا یہ بات کی تو پٹائی ہو جائے گی، ایک عائشہؓ اور حفصہؓ کی تو سن لیں گے یہ ان دونوں کو کہنے بڑے بڑے حضرات گئے، کہا اگر عمرؓ مان جائیں تو نام بتا دیں سب گھروں میں اس کے علاوہ کی وجہ سے مال نہ ہو یہ خود فقیری پر چل رہا ہے یہ کچھ سہولت پیدا کر لے دونوں نے کہا کہ وہ ماننے کا نہیں، حضرت عائشہؓ تیار ہوئیں حضرت عمرؓ کے پاس پہنچ گئیں دونوں وہیں تھیں حضرت عائشہؓ بڑی فصیح و بلیغ تھیں انھوں نے اللہ تعالیٰ کے احسانات اور تذکرے کئے اور حضرت امیر المؤمنین کی تعریف کی اور آخر میں کہا خدا کی نعمتیں ہیں تمہیں اپنے پر کچھ رعایت کرنے کو کہا، کہا ان کے نام بتاؤ جنھوں نے یہ کہا اگر ان کا نام بتا دو تو اتنا پیٹوں کہ سب کو پتہ چل جائے میری ان دو آنکھوں نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکرؓ کو ایک راستہ پر چلتے دیکھا ہے اگر میں اس راستے پر نہیں جاؤں گا ان کا بستر کیسا تھا ان کا کھانا کیسا تھا سب کی ہچکیاں بندھ گئیں (۸)، چاہے جو ہو جائے میرے عمل میں فرق نہیں آئے گا، آج عمرؓ کمال والے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکرؓ اور عمرؓ نے کہا ہم ملے جلے فقیروں میں سے اٹھیں گے گویا دونوں مجھ سے ملے ہوئے ہیں یہ اعزاز کیسے ملا، آپ کے ایک پاؤں کے عمل کو ساری دنیا ادا نہیں کر سکتی، اعمال محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے آراستہ کرنے کی کوشش کرتا رہے اگر کوئی اپنی محنت کو اپنے میں لگاتا ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم والے اعمال آجائیں اب یہ قیمتی اور اللہ تعالیٰ کو پیارا بنتا ہے جب کسی بڑے کا منظور نظر ہو جائے اس ادا کو جس سے وہ پسند ہوا ہے اسے تو باقی رکھے باقی سب کچھ مل جائے گا اس کے لئے کچھ نہیں کرنا پڑتا چاہنے والا خود لائے گا پیارا بنا رہے، یہ نہ ہو کہ اس کی نگاہ سے گر جائے اگر نہ کہنے کی ادا پسند ہے تو نہ کہے اور کہنا پسند ہے تو کہتا رہے کیوں کہ چہیتا بن گیا جو چاہے گا جی چاہنے سے ہوتا رہے گا۔

محمد صلی اللہ علیہ وسلم ملک و مال کا راستہ نہیں لے کر آئے تھے، تمہاری قیمت ہوگی ملک و مال کی قیمت سنہ ہوگی

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم والے عمل کون کتنے کرتا ہے اگر عورت خدا کی پیاری بن گئی تو جو وہ کہے گی وہی ہو جائے گا اگر مرد اللہ تعالیٰ کا پیارا بن گیا تو جو وہ کہے گا وہ ہو جائے گا کچھ عمل اعمال کے دروازے کھولنے کے لئے ہیں یوں تو ہر چیز میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عمل موجود ہے ایک ایک عمل قیمتی ہے کچھ عمل کی وجہ سے فضا بنے گی ایک تو ماحول بنانے والے عمل میں اعمال کا ماحول بنے گا اور چیزوں کا عمل ٹوٹے گا، جب اعمال ماحول بنا دیں تو عجیب عجیب قصے ہیں، جب مال آیا ملک اور عہدے شروع ہوئے اپنے عمل کے خراب ہونے کی وجہ سے عہدے قبول نہیں کرتے تھے جس زمانہ میں ماحول بن گیا تھا ایک کو گورنر بنا کر بھیج دیا خیال ہوا کہ گورنری میں شاید ان کے عمل بن گئے لیکن خط پہنچنے کے بعد ملے، میلے کپڑے تھکے ماندے سواری نہیں میرے پاس تھی نہیں انھوں نے دی نہیں اور میں نے لی نہیں، عمیر بن سعیدؓ نے کہا عمرؓ اللہ سے ڈر وہ اعمال جو محمدؐ کو کرتے دیکھا ہے سیدھے آرہے ہو جاؤ اپنے گھر پھر ایک صحابیؓ کو ایک ہزار اشرفیاں دیں اگر فقر و فاقہ دیکھو تو میری طرف سے ہزار اشرفیاں دیتے آنا، لمبا واقعہ ہے، مہمانی تین دن کے بعد کہا کہ مہمانی تین دن کی بیوی نے ترغیب دلائی کرتہ پھاڑ کر دیا اس میں اشرفیاں لے لیں اور اس کو تقسیم کر دیں حضرت عمرؓ نے کہا یہ جو کی بوری لے جاؤ کہا میرے گھر میں تیرہ سیر جو موجود ہے اور لینے کی ضرورت نہیں (۹)، جب عمل کا ماحول تھا تو یہ حال تھا مال کے آنے سے عورتیں اور مرد دونوں گھبرائے، حضرت زینبؓ کے پاس مال بھیجا ان کے حصے کا بھیجا چار ہزار درہم فی بیوی فیصلہ ہوا تھا یہ بوریوں میں سکے بھرے تھے بوریوں کے جولے بن گئے تھے کہا بوریوں میں نقدی، اللہ تعالیٰ اس کے حال پر رحم کرے کہا یہ آپ کے حصے کا مال ہے کہا ایک عورت کا اتنا مال، ان بوریوں کو خالی کر دو یہ میری آنکھ نہ دیکھے اور اسے بانٹ، اب میری درخواست ہے کہ پھر جب حصہ کا مال آئے مجھے اٹھالے (۱۰)، جب عمل کا ماحول تھا مال اور عہدوں سے ڈرتے تھے جتنا ہمارے پاس مال آرہا ہے صحابہؓ کے پاس اس سے زیادہ ایک دور میں مال آیا ایک صحابیؓ نے کہا جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی نہیں رہے اینٹ پر اینٹ نہیں رکھی اور کوئی پودا نہیں لگائیں گے (۱۱)، ابو عبیدہؓ کو اشرفیاں بھیجیں اور کہا دیکھا کیا کرتا ہے وہیں بیٹھے بیٹھے سب تقسیم کر دیا انھوں نے دوسری تھیلی دی معاذ بن جبلؓ کو اسے دیکھ آتو انھوں نے بھی یہی کیا کہا کہ یہ ایک ہی تھیلی کے بنے ہوئے ہیں (۱۲)، حضرت عائشہؓ کے پاس اسی ہزار روپے آئے اور سب بانٹ دیئے اپنے شام کے کھانے کے لئے ایک چونی بھی نہیں رکھی (۱۳)، روزہ کھولنے کے وقت بھنی ہوئی بکری بھیج دی کہا یہ اس لئے آئی کہ ہم نے روپے اللہ کے راستے میں خرچ کئے اگر خود بناتے تو بھنی ہوئی بکری نہ بناتے یہ پورے اعمال کا سلسلہ ماحول بنانے سے ہوگا ماحول بنتا ہے مجموعے سے، عورتوں اور مردوں غریبوں اور مالداروں کے سامنے بھی یہی ہو، اعمال محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ناقدری کی دو صورتیں ہیں جو مان کر نہیں کرتے ان پر دنیا میں مصیبتیں آتی ہیں اور جو مانتے ہی نہیں ان پر آخرت میں اٹھائیں گے۔

اگر خدا کی توفیق سے اقرار کرنے والے کوشش کر کے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اعمال کا ماحول قائم کر دیں تو پھر اللہ تعالیٰ ان کو جگائیں گے اور جو اعمال محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا انکار کرتے ہیں تو انھیں دونوں جہاں میں گرائیں گے وہ اعمال ایسے ہیں کہ وہ عمل سب کو کرنے ہوں گے مرد مسجدوں میں عورتیں گھروں میں سب سے پہلی چیز کلمے کی دعوت آتی ہے جو ملک اور مال غنیمتیں،

مکان، برق، فضائی طاقت، سائنس اور راکٹ ہے اس کی تردید کرو، ان سے نہیں ہوتا اللہ تعالیٰ سے بنتا ہے خاوند یا بیوی سے زندگی نہیں بنے گی یہ مجلسی گفتگو بن جائے دکانوں کارخانوں سونا چاندی حاکموں سے نہیں ہوگا اللہ تعالیٰ سے ہوگا اس دنیا کے نقشے اپنے مشاہدے کے ہم پر ڈال رہے ہیں اس کا انکار کرنا ہے اور یہ دیکھنا کہ اس کے پیچھے کیا ہے اللہ تعالیٰ کو یہ بھی قدرت ہے کہ بننے والی چیزوں کی زندگی بگاڑ دے اور نہ بننے والی چیزوں کی زندگی بنادے اللہ تعالیٰ سے ثابت کرو اور جو آنکھ دیکھتی ہے اس کا انکار کرو، خدا کا جو مقام تھا وہ مقام چیزوں پر آ گیا، تردید کر کے ان کو توڑنا ہوگا یہ دعوت کا عمل سو فی صد چلانا ہوگا یا دعوت دے یا سنے، جو مشاہدات میں ان کی تردید کرے۔

دوسرے پھر چلے گی تعلیم، اپنے محلوں اور اپنی مسجدوں میں دعوت اور تعلیم کا ماحول بناؤ ہر آدمی اپنی جان سے حصہ لیتا ہے کھانے پینے اور فرش وفروش میں جو لگتا ہے اس کو لگاؤ اگر ان اعمال میں عورتوں اور لڑکیوں میں یہ اعمال چل جائیں مردوں کا مسجدوں میں ماحول بن جائے جو وقت کے وہ سجدوں میں لگا دیں عورتیں کوشش کریں کہ بازار کے اندر مرد کو زیادہ نہ جانے دیں بیٹوں کو بازار میں تھوڑا بھیجا جائے ۶ گھنٹے سونے ۲ گھنٹے متفرق ضروریات، ۸ گھنٹے کمائی کے ۸ گھنٹے مسجدوں کے ماحول کے لئے مل جائیں اگر گھر گھر یہ ماحول چل جائے تو ہر گھر میں ماحول بن جائے، اعمال محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور اس طرح مسجد میں ماحول بن جائے اور پہلے تو مجاہدہ ہوگا ہر بچہ کلمہ کی باتیں کر رہا ہو آج تو ماحول بہت بگڑ گیا بچے پڑھ آئے وہ جا رہے تھے اسکول سے آ رہے تھے چھوٹے چھوٹے بچے کہہ رہے تھے مکہ کے محلے میں بچہ کہہ رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ اچھے ہیں یا گدھا اچھا ہے ساری دیر لگے گی ماحول بنانے میں اور پھر درخت لگنے اور پھل آنے میں دیر نہیں لگتی، نہیں لگے کی، اعمال محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں تیزی کے ساتھ آئیں گے اگر سب مل کر ماحول بنالیں عورت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے پر چل پڑے خاوند نہیں چلتا اور کبھی خاوند کہے کہ میں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقوں پر چلوں گا تو بیوی کہے کہ وہ تو پرانا زمانہ تھا کس زمانہ میں یہ چیز کہاں تک تھی۔

حضرت عائشہؓ عبداللہ بن زبیرؓ ان کے بھانجے کو بہت پیار کرتی تھی، حضرت عائشہؓ کہتی تھیں جب کھانا آتا ہے مجھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فاقے یاد آتے ہیں حضرت عبداللہ بن زبیر ان کے لئے لائیں جو لائیں سب کو بانٹ دو تو وہ کہتے کہ صبر کیا کرو تب مانیں گی جو آئے اس کو سب تقسیم کر دینا یہ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل ہے، غصے سے تھرا اٹھیں اور کہا کہ اب میرے گھر مت آئیو اب ہزاروں خوشامدیں کی گھر میں آنے نہ دیا، بڑے سفارشی لائے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نانیہال سے دبیں گی انھیں چادر میں چھپالیا کہا سب آجائیں کہا سب آجائیں اب انھوں نے نصیحتیں کرنی شروع کیں اشارہ کر دیا کہ پاؤں پکڑ لے، اے عائشہؓ بول پڑا اس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل سے روکا ہے، بہت مشکل سے بولیں، حضرت زبیرؓ سے بولنے پر چالیس غلام آزاد کیئے (۱۴)، میں نے ان کے آنے میں قسم کو توڑ دیا ماحول جب بنتا ہے تو عورتیں اور مرد دونوں ایک سے ایک اونچی بنیں گی جن میں وہ اعمال آئیں گے اللہ تعالیٰ کی قدرت ان کے ساتھ آجائے گی ماحول کے بعد اعمال محبوب ہوں گے چیزیں محبوب نہیں ہوں گی، اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نقل اتارنی ہے تو کوئی چیز مشکل نہیں ماحول نہ بدلے تو یہ عمل سو

فیصد مشکل، اس میں جو جتنا حصہ ڈال دے گا اتنا وہ اللہ تعالیٰ کا پیارا بن جائے گا جتنا تمہارا جان و مال اس کی کوشش میں لگے گا اسی کے بقدر کامیابی ہوگی ماحول بننے سے جب یہ اعمال جو صورتوں تک رخ بدلے گا اس کا اجر ان کو ملے گا جن کی کوششوں کے ساتھ یہ ہوا تھا دعوت ذکر کا ماحول ہوا کرام مسلم کا ماحول ہو جو محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اعمال کے مٹنے کے غم کو لے کر اس کوشش میں کود پڑے ایک دن کی محنت اپنے عملوں کے سینکڑوں برس کے ماحول کے برابر ہے ابن جموحؓ کا واقعہ (الخ) (۱۵)۔

حضرت زینبؓ ہاتھوں سے بوریاں بن کر اللہ کے راستے میں جانے والوں پر خرچ کرتی تھیں (۱۶) ماحول جب بنتا ہے جب ساری بیویوں خاوند سے بیٹیوں خاندان والے اور اسی طرح محلے کا اور پھر شہر کا ماحول بنے گا، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو ۲۳ برس ہمارے لئے روئے اور مانگتے رہے ان کی نقل پسند نہیں اور باقیوں کی نقل ہمیں پسند ہے محض ماحول کے بدلنے سے ایسا کر دیا ہم اپنا گلا کٹایا کرتے تھے، محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عملوں پر ماحول نے سب حقائق پر پردہ ڈال دیا یہ نمبر لگا لو جو اللہ کے راستے میں نہ نکل جائے تھوڑی محنت کر دی تو ماحول کرا دے، اللہ تعالیٰ اپنی قدرت سے تمام ماحول کو بدل دیں گے جتنا تم دیر لگاؤ گے اتنا ماحول کے بدلنے میں دیر لگے گی۔

مردوں کا کام بہت نازک ہے اور عورتوں کا تو اور بھی احتیاط کرنے کی ضرورت ہے سادگی پردے کے ساتھ آؤ یہاں کچھ کھانا پینا نہیں، دعوت اور تعلیم کے حلقے چلانے میں ماحول بنانے کی فکر کرنی ہے ایک اپنے گھر والوں کے لئے تو کریں، آج کل تو عورتوں کی حکومت ہے اگر عورتیں رونے لگیں گی تو مرد آگے آگے ہو جائیں گے جب تک تم نہیں جاؤ گے ہم نہیں مانیں گے یہ زیور تو بیچو اور خدا کے راستے میں نکل جاؤ باقی خوشامد کر کے سب کچھ کروالیا تو کیا تم یہ نہیں کروا سکتی جس مرد نے عورت کو سمجھایا اور ولیہ بنے گی اس کی ایک نیکی بنے گی کون کون کرنے کے لئے مرد بھی تیار ہو جائیں اپنے مردوں کے ساتھ باہر نکلنے کی ترکیب کر لیں۔

---

(۱) تفسیر ابن کثیر صفحہ ۴۰۲ جلد ۳
(۲) سورۃ الاحزاب: ۶۹
(۳) البدایہ والنہایہ صفحہ ۲۷۸ جلد ۲
(۴) البدایہ والنہایہ صفحہ ۲۷۹ جلد ۲
(۵) حیاۃ الصحابہ صفحہ ۳۳۸ جلد ۲
(۶) حیاۃ الصحابہ صفحہ ۳۳۷ جلد ۲
(۷) حیاۃ الصحابہ صفحہ ۳۶۵ جلد ۲
(۸) حیاۃ الصحابہ صفحہ ۳۵۴ تا ۳۵۹ جلد ۲
(۹) تاریخ دمشق صفحہ ۴۹۴ جلد ۴۶
(۱۰) حیاۃ الصحابہ صفحہ ۳۰۱ جلد ۲
(۱۱) حلیۃ الاولیاء صفحہ ۳۰۳ جلد ۱
(۱۲) حیاۃ الصحابہ صفحہ ۲۹۶ تا ۲۹۸ جلد ۲
(۱۳) حیاۃ الصحابہ صفحہ ۳۰۰ جلد ۲
(۱۴) حیاۃ الصحابہ صفحہ ۶۸۹ تا ۶۹۱ جلد ۲
(۱۵) حیاۃ الصحابہ صفحہ ۴۳۲ جلد ۱
(۱۶) حیاۃ الصحابہ صفحہ ۲۱۶ جلد ۲

اسلام ساری کائنات کی روح ہے

{۱۴ رمضان ۱۳۸۴ھ مطابق ۱۷ جنوری ۱۹۶۵ء، بروز اتوار}

اقتباس

چار محنتیں ہیں پہلی دعوت الی اللہ، خدا کی طرف پکار جس کو انسان صحیح طور پر کرنے والا بن جائے، جس کا جتنا دائرہ محنت ہوگا اتنی ہی مقدار اس کی دعا خدا کے یہاں قبول ہوگی، دائرہ محنت وسیع کرلو اور خدا کی طرف دل پلٹوالو پھر سارے عمل ٹھیک ہوں گے اور سارے بگڑے حالات درست ہوں گے، قصوار کون؟ حکومت یا میں، اور تم پبلک یا میں، اور تم امریکہ اور روس یا میں، تم بتاؤ جس کے پاس طریقہ ہو اور نہ پلٹویں، قصوروار میں اور تم ہیں، محنت کر کے دلوں کو پلٹواؤ، دوسروں کو قصوروار ٹھہراویں، کوئی حکومت کو، کوئی پارٹی کو، قصوروار میں ہوں، اور تم جتنے تبلیغ والے ہو، ہم ایسی محنت نہیں کرتے جو دل پلٹا کھالیویں، لوگ دوسری پارٹیوں پر الزام رکھتے ہیں، میں ان پر جماعت کو ذمہ ادر کہتا ہوں، اب سوال کیا ہے۔ دل کیسے پلٹیں؟ اللہ ہی سے پلٹیں گے، عمل اچھے کب؟ جب دل اچھے ہوں اور دل پلٹنے کے لئے دعوت، اپنا دل پلٹنے کے لئے نماز، ایسی نماز جو فیصلہ کروائے کہ خدا ہی ہمارے دل پلٹ دے، ہمارا دل بھی تو ملک و مال عزت وشہرت اور ظواہر عورت کی طرف ہے، اپنا دل بھی، مسلمانوں کا بھی اور ملک والوں کا بھی، یورپ اور امریکہ کا بھی سب کا دل پلٹوانا ہے، یاد رکھو جس دن دعوت سے دعوت دینے والے کا دل پلٹے گا، اسی دن جس کو دعوت دی جارہی ہے سب کا دل پلٹے گا۔

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

میرے بھائیو دوستو بزرگو!

دنیا میں جتنے بھی انسان ہیں، خاندان ہوں یا افراد، مقامی ہوں یا پردیسی، ہندی ہوں یا اجنبی، کامیاب بننے کے لئے محنت کررہے ہیں اور کامیابی موقوف ہے محنت پر اور ہر محنت کرنے والا کامیاب نہیں ہوتا، پھر جو کامیاب ہوتے ہیں وہ بھی دائمی طور پر کامیاب نہیں ہوتے، کسی کی کامیابی دائمی ہے اور اس میں استقرار ہے، کسی کی وقتی اور عارضی ہے، جتنے حقائق ہیں وہ انسان کی نظروں سے غائب ہیں اور اجسام صورتیں نظروں کے سامنے ہیں، خدا سے ہوتا ہے، خدا کے نظام سے ہوتا

ہے، رسولوں کی بات سے ہوتا ہے، رسول نظروں سے غائب ہے، روح کی طاقت سے ہوتا ہے، روح نظروں سے غائب ہے، برے عملوں سے زندگی بگڑتی ہے، یہ نظروں سے غائب ہے، اچھے عملوں پر کامیابی کا فیصلہ ہوتا ہے، یہ نظروں سے غائب ہے، جتنی حقیقتیں ہیں یہ سب نظروں سے غائب ہیں، صورتیں شکلیں سب نظروں کے سامنے ہیں۔

اور اب اگر اس پر زندگی کی بنیاد رکھی جو دکھائی دے رہا ہے، تو پہلے ہی قدم پر ناکام، ورنہ دوسرے قدم پر ناکام، ورنہ تیسرے قدم پر ناکام، ہر حال انسان ناکام ہو کر رہیں گے، جن کی محنت حقائق کی بنیاد پر ہے وہ کامیاب ہے، اب غائب انکشاف کے لئے رہے، انسان کو محنت کرنی پڑتی ہے اور وہی اصل محنت ہے فائدہ کے لئے انسان ہونا بھی شرط نہیں ہے، سارے ہی جانور مشاہدہ پر کر رہے ہیں، کتے کی ہڈی کا بھی مشاہدہ کیجئے کتے کو ڈنڈا دکھانے سے اپنے مشاہدہ سے بھاگے گا، جانور کو گھاس بس دکھایئے اپنے مشاہدہ سے آئے گا، لکڑی بتاؤ بھاگ جاویں گے، مشاہدہ پر سارے جانوروں کی زندگی چل رہی ہے۔

اگر انسان بھی اسی پر آ گیا تو 'اولئک کالانعام بل هم اضل' (۱) چوپایوں سے بھی گر جاوے گا، چوپایوں میں بھی شامل نہ رہ سکے گا، کامیابی کی بنیاد اکثریت، اقلیت، ایٹم، ہتھیار ملک و مال طاقت اور قوت پر نہیں ہے بلکہ جو گروہ، طبقہ حقیقت پر محنت کا میدان قائم نہ کرے گا وہی ناکام ہوگا، حقیقت کے منکشف ہونے سے پہلے ہر غیب والا ناکام ہوتا نظر آتا ہے، مگر جب محنت ہو چکی ہے تو زندگی مشاہدہ والوں کی نہیں غیب والوں کی بنتی ہے۔

حضرت نوح علیہ السلام غیب پر محنت کرتے تھے، آج سارا ہندوستان سارا یورپ اور امریکہ کے سارے مسلم و غیر مسلم اسی ایک کی اولاد ہیں جو غیب کی طرف بلایا کرتا تھا، اس کی دعوت پر قرآن شاہد ہے، توریت، انجیل شاہد ہیں تمام آسمانی کتابیں شاہد ہیں اور جنھوں نے مشاہدہ پر اپنی محنت کا میدان قائم کیا فَقُطِعَ دَابِرُ الْقَوْمِ الَّذِينَ ظَلَمُوا (۲) ان کی نسلیں تک پوری منقطع ہو گئیں، اب اگر دیکھنا چاہتے ہو تو آؤ محنت کے میدان میں کود پڑو، یہ سب کوئی پرا ٹھا تو ہے نہیں کہ تیار کیا اور کھا لیا مشاہدہ چھوٹے گا تو مشاہد سے ملنا بند ہوگا اور راہیں ہیں اس وقت غائب سے ملنے کا یقین پیدا ہوگا، یہ درمیان کا وقفہ ہے، روٹی سے کچھ نہ ہوگا، جب تک دعوت نہیں دکان اور کارخانہ سے کچھ نہیں ہوتا بلکہ دعوت پر سب کچھ ہوتا ہے۔

مال اور حکومت اور فوج اور قوت سے کچھ نہیں ہوتا ہے، بلکہ دعوت پر سب کچھ ہوگا، جس طرح ایک در کر ایک انسان کی طرف بلاتا ہے، اور وہ انسان اس کا خرچ اٹھاتا ہے، میں خدا کی طرف بلاؤں گا تو میرا خدا میرا خرچ نہ اٹھائے گا، دنیا دیکھے گی ایک داعی چمک اٹھا اور دنیا اس کے قدموں میں آ گئی کہ دعوت کو ملک کی ضرورت نہیں ملک کو دعوت کی ضرورت ہے، یہاں دعوت کو اسباب کی ضرورت نہیں، انسانوں کی ضرورت نہیں، اکثریت اور فوجوں کی ضرورت نہیں، دعوت قدرت پر چلے گی، جب قدرت پر یقین پیدا ہو جاوے گا، خود چلا کر دکھلائے گا، غائب کی دعوت خدا کے ہاتھ ہے، زندگی ملک و مال سے نہیں بنتی ہے، ہم خدا کی عبادت کریں گے، بندوں کی خدمت کریں گے، اور بے غرض ہو کر سب کے کام آئیں گے، ہمارا خدا غیب سے زندگی بنائے گا، دعوت دو کان فیکٹریوں پر نہیں اٹھے گی سب کارخانہ دار ڈپٹی کمشنر گدھوں پر

نہیں بلکہ خدا کی قدرت کے یقین پر اٹھے گی، انھوں نے اگر اس کا کام انجام دیا تو ٹھیک ورنہ ناکام ہوں گے، یہاں سرمایہ دار حکومت سب کو للکارا جائے گا تمہاری حکومت پر دعوت کا مدار نہیں ہماری دعوت پر حکومت کا مدار ہے، یہاں دعوت ہوگی خدا کی اور خدا ہی مدد کرے گا، خدا ہی پرورش کرائے گا، دعوت خدا کے ذکر کی ہوگی، انصاف کی ہوگی، اخلاق کی ہوگی، خدمت خلق کی ہوگی، دلوں کے جوڑنے کی ہوگی، وہ برا کریں گے ہم اچھا کریں گے، چمکیں گے، کوئی ہمیں مارے گا ظلم کرے گا، ہم اخلاق برتیں گے، کیوں کہ اخلاق والے ہی انجام کار کامیاب رہیں گے، کسی حکومت سے داعی ساز باز نہیں کرے گا، ہمیں ہندوستان کی حکومت کی ضرورت نہیں، مصر و شام و پاکستان کی ضرورت نہیں، امریکہ اور روس کی ضرورت نہیں ہے، ہماری دعوت سب کے لئے ہے جو ہماری مانے گا چمکے گا اور جو نہ مانے گا برباد ہوگا، ہماری مدد کے لئے آسمان سے فرشتے اتریں گے، ہماری سیرابی کے لئے زمین سے چشمے ابلیں گے، ہمارے لئے آگ گلزار ہوگی، دعوت کا یقین تنہا خدا کی ذات پر ہے، خدا ہدایت دے گا، اپنے پر بھی یقین نہیں، ہم کسی کا دل نہیں پلٹ سکتے، ہم سب کے دل خدا سے پلٹوا دیں گے، ہم بھی دیکھیں ہمیں خدا کی طرف پلٹوانا ہے، اپنا دل ان کا دل سب کا دل خدا کے ہاتھ ہے، جس کا پلٹ جائے گا وہ کھنچا چلا آئے گا، لوگ چھوٹی چھوٹی عقل والے ہیں، جو سوال کرتے ہیں کوئی وظیفہ بتا دو اک لڑکی کا دل ہاتھ آجائے افسر کا دل ہاتھ آجائے، ایسی ترتیب ہی بتلاتا ہوں کہ ایک نہیں لاکھوں عورتوں کا اور لاکھوں افسروں کا دل تیرے ہاتھ آجائے تو اخلاص کے ساتھ خدا کے دین کا داعی بن جا، ملک و مال اور جائیداد کا نہیں جب تیری طرف اوروں کے دل پلٹیں تو تُو کہہ دے کہ عہدہ مکان زمین نہیں چاہتے تم سے کوئی غرض متعلق نہیں میں مر کر خدا سے لوں گا، اگر تیرے دل میں چور ہے ملک کا مال کا اور زمین کا جائیداد کا تو تو خدا کا داعی نہیں ہے زمین کا داعی ہے افتخار کا داعی ہے دھوکے باز ہے خیر خواہی ہمدردی جس خدا کی طرف بلاتا ہے اس سے جا کر فائدہ حاصل کرا اے انسان، ہم ملک و مال لینے کو نہیں جائیداد لینے کو نہیں عزت اور اقتدار لینے کو نہیں بلاتے ہیں ہم فائدہ پہنچانے کو بلاتے ہیں، معاوضہ اس سے لیں گے جس کی طرف بلا رہے ہیں۔

ہماری طاقت اخلاص ہے ملک والوں کو ملک مبارک زمین والوں کو زمین مبارک، وزارت حکومت والوں کو وزارت حکومت مبارک ہم تو صرف یہ چاہتے ہیں کہ سب کے دل پلٹ جائیں اللہ راضی ہو جائیں، دنیا میں سب اطمینان سے رہیں، قبر میں عذاب نہ ہوں جنت میں جائیں خدا بٹھا کر کہیں واہ واہ تم نے میری دعوت دی تھی اگر دعوت یوں دی جاوے اس سے بڑی طاقت کوئی اور نہیں خدا کی طاقت داعی کے ساتھ ہے، کیا کہا تھا اِنَّنِیْ مَعَکُمَآ اَسْمَعُ وَاَرٰی (۳) میں تمہارے ساتھ ہوں تم جو کہو گے میں سنوں گا، لوگ جو کہیں گے وہ بھی سنوں گا لہٰذا خوف نہ کرو، انتظار کرو آج ہمارے اندر روٹی کی فکر ہے جائیداد کی فکر ہے، ابھی تک دعوت آئی نہیں، ہم ہمدرد بن کر آئے تھے حریف بنتے ہیں، ابھی تک نبیوں کے وارث نہیں بنے، ملک و مال کے دلدادہ ہیں داعی تو زاہد ہوتا ہے، ملک و مال سے بے رغبت اور جائیداد سے بے رغبت دعوت کا دور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکرؓ عمرؓ والا دور ہے، یہ تینوں زہد کے امام ہیں کسی نے پوچھا کہاں ہے دنیا کے بارے میں زاہد، آخرت میں راغب، حضرت عبداللہ بن عمرؓ حجر مبارک کی طرف روتے ہوئے اشارہ کر دیا کہ وہ ان قبروں میں سو رہے

ہیں (۴)، اپنی پوری پونجی لگا اور جو کچھ ان کے پاس ہے اس سے رغبت اٹھادو۔

بات مختصر سی ہے حالات تو اعمال کے تابع ہیں، اگر عمل اچھے تو حالات اچھے ہیں اگر برے عمل ہیں تو حالات عالم برے ہوں گے، ملک واقوام وخاندان کے حالات اعمال کے تابع ہیں، اگر ملک کے اعمال خراب ہوں تو ملک کے حالات خراب، سرمایہ داروں کے اعمال خراب تو سرمایہ داروں کے حالات خراب، حکومت کے اعمال خراب تو حالات بھی خراب، سب کے اعمال خراب ہیں تو سب کے حالات بھی خراب ہوں گے، جس طبقہ کے اعمال اچھے اس کے حالات اچھے، اللہ تعالیٰ نے حالات کو چیزوں کے تابع نہیں رکھے، اگر اعمال خراب تو زمین ہلے گی، سیلاب آئے گا، ڈھائی لاکھ کی کوٹھی ٹوٹ کے گرے گی، حالات اعمال سے تعلق رکھتے ہیں نہ کہ ملک ومال کے نقشوں سے اور اعمال تعلق رکھتے ہیں آنکھ سے زبان سے ہاتھ سے، پیر سے اور اعضاء کا تعلق دل سے ہے، زبان دل کے تابع، آنکھ دل کے تابع، کان دل کے تابع، اور پیر دل کے تابع، یہاں تک کے انسان کی شرمگاہ بھی دل کے تابع۔

ایک عورت بڑھیا گھور کے دیکھ رہی ہو اسے کمبخت دل کیوں نہیں مانتا، دوسرا دیکھتا نہیں کہ دل نہیں چاہتا، ایک کو کہا جا رہا ہے کہ تقریر فرمایئے، نہ بھئی بولنے کو دل نہیں چاہتا ہے، دوسرے کو کہا تقریر نہ کرو، شروع کردی، کیوں؟ اس لئے کہ دل بولنے کو چاہ رہا ہے، دل میں آگئی شروع کردی، کھانا سامنے ہے کھالیجئے، دل نہیں چاہتا کیا حرج ہے، چاہ نہیں رہا ہے تفریح کے لئے، سب خوشامد کررہے ہیں لیکن دل نہیں چاہتا تو نہ جاسکا، غرض یہ کہ دل کے بغیر نہ پاؤں، نہ ہاتھ پکڑے، نہ زبان چلے، سب رک گئے، دل کے نہ چاہنے سے تمام وزیر، حاکم، گورنر، عالم، غیر عالم، مسلم، غیر مسلم، سر سے لے کر پیر تک سب اعضاء دل کے تابع ہیں، اب اگر دل خدا کی طرف راغب ہے تو ہر عضو سے خدا کی مرضی کے احکام صادر ہورہے ہیں اور ہر عمل اچھا، اگر دل غیر کی طرف مائل ہے تو ہر عضو تابع ہے اور ہر عمل خراب، مسئلہ دل پر ہے حکومت سرمایہ دار اور حکام اور غریب مزدور کے دل خدا کی طرف پلٹا کھالیں، پھر عمل خدا کی طرف آجاوے گا تو کسی کا دل کسی کے ہاتھ میں نہیں نہ اپنوں کا نہ اوروں کا سب کے دل خدا کے ہاتھ میں ہے 'قلوب الانسان بین اصبعا لرحمن' (۵) سب کے دل اللہ کی دو انگلیوں کے درمیان میں ہے، جدھر چاہیں گے پھیر دیں گے، اب مسئلہ خدا کے ہاتھ ہے، اگر خدا حکومت کا دل پھیر دے اب سارا نظام بدل گیا اور خدا اس کے دل اپنی طرف پھیر دیں گے، اگر شرط پوری کردی اب سب بھوکوں کو کھلاویں گے، جو آج رعایا کو چوس رہے ہیں، یہ کب ہوگا جب دل پلٹیں۔

چار محنتیں ہیں پہلی دعوت الی اللہ، خدا کی طرف پکار جس کو انسان صحیح طور پر کرنے والا بن جائے، جس کا جتنا دائرہ محنت ہوگا اتنی ہی مقدار اس کی دعا خدا کے یہاں قبول ہوگی، دائرہ محنت وسیع کرلو اور خدا کی طرف دل پلٹوالو پھر سارے عمل ٹھیک ہوں گے اور سارے بگڑے حالات درست ہوں گے، قصوروار کون؟ حکومت یا میں، اور تم پبلک یا میں، اور تم امریکہ اور روس یا میں، تم بتاؤ جس کے پاس طریقہ ہو اور نہ پلٹویں، قصوروار میں اور تم ہیں، محنت کرکے دلوں کو پلٹواؤ، دوسروں کو قصوروار ٹھہراویں، کوئی حکومت کو، کوئی پارٹی کو، قصوروار میں ہوں، اور تم جتنے تبلیغ والے ہو، ہم ایسی محنت نہیں کرتے جو دل

پلٹا کھالیویں، لوگ دوسری پارٹیوں پر الزام رکھتے ہیں، میں ان پر جماعت کو ذمہ دار کہتا ہوں، اب سوال کیا ہے۔ دل کیسے پلٹیں؟ اللہ ہی سے پلٹیں گے، عمل اچھے کب؟ جب دل اچھے ہوں اور دل پلٹنے کے لئے دعوت، اپنا دل پلٹنے کے لئے نماز، ایسی نماز جو فیصلہ کروائے کہ خدا ہی ہمارے دل پلٹ دے، ہمارا دل بھی تو ملک و مال عزت و شہرت اور ظواہر عورت کی طرف ہے، اپنا دل بھی، مسلمانوں کا بھی اور ملک والوں کا بھی، یورپ اور امریکہ کا بھی سب کا دل پلٹوانا ہے، یاد رکھو جس دن دعوت سے دعوت دینے والے کا دل پلٹے گا، اسی دن جس کو دعوت دی جارہی ہے سب کا دل پلٹے گا، ایک تو دعوت ہوئی دوسری نماز تاکہ ہمارا دل ادھر نہ جاوے، خدا ہی کی طرف راغب رہے، ایک طرف قلوب پلٹنا ہے، دوسری طرف خود جمنا ہے اور دعا کرنی ہے، دلوں کے پلٹوانے کی کہ سب کے دل دین پر پلٹ دے آمین، اے دلوں کے جمانے والے ان کے دلوں کو دین پر جمادے آمین، ورنہ آدمی ابھی خدا کی طرف ہے، کوٹھی مل گئی تو کوٹھی کی طرف، قلب کو قلب اس لئے کہا جاتا ہے 'لانہ یتقلب' (۶) اس لئے کہ دل پلٹیاں کھاتا رہتا ہے، آج اس عورت کی طرف، کل دوسری عورت کی طرف، پرسوں تیسری عورت کی طرف، آج ایک کار اچھی لگی، دس ہزار کی خریدی، کل دوسری پسند آگئی، پانچ ہزار میں بیچ کر دوسری خریدلی، یہ دل بہت پلٹا کھاتا رہتا ہے، پہلے دل پھرے پھر جم جاوے اس کی دعا اب دل میں ہے، میں صدر بن جاؤں پارلیمنٹ کا وزیر بن جاوں اور زبان سے ممبر پر بیٹھ کر کہتا رہے، اجی میاں! وزارت سے کچھ نہیں ہوتا یہ دھوکہ بازی ہے، دعوت کا میدان اوروں کے لئے اوروں کا میدان اپنے لئے اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ (۷) نماز الگ دعوت، یہ پانچ باتیں داعی میں ہوں تو نماز طاقتور بن جائے گی اور عام پبلک کا دل خدا کی طرف پلٹے گا، ایسا یقین تمہارے دل میں بھی پیدا ہو، جیسا بولتے ہو، زمین و آسمان سے کچھ نہیں ہوتا، خدا کرتا ہے، خدا کرے گا، نماز پر مدد مانگنے سے معاملات درست ہوں گے، اگر نماز کا عمل ٹھیک ہوگیا تو سارے عمل قابو میں آگئے۔

نبی کا نعرہ 'حی علی الفلاح' نماز پر آنا کامیابی پر آنا ہے، عمل پر بغیر چیز کے ہوتا ہے، نماز پڑھتے ہوئے چیزوں میں لگوں تو نماز ٹوٹ جائے گی، عمل پر یقین ہونا بغیر چیز کے کامیابی دلاتا ہے، نماز پڑھ کر ساری چیزیں لیں گے، نماز والا یقین دعوت دے کر نماز پر مانگو، میری دعوت خدا کے یقین کی قوت پر چلے گی اور خدا دل پھیریں گے اس پر یقین ہو، میرا بھی اور میرے میدان محنت کا بھی، علم دعوت کا الگ، نماز کا الگ، دعوت کے فضائل معلوم کرو، تمہاری دعوت پر جنتوں کے دل پھیرے جاویں گے، ان کو جتنا انعام ملے گا اس کے برابر تمہیں انعام ملیں گے، محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے دعوت دی، صحابہؓ کا دل پھیرا، آپکو سب صحابہؓ کے برابر انعامات، صحابہ نے دعوت دی، تابعین کا دل پھیرا، صحابہؓ کو تابعین کے برابر، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو صحابہؓ و تابعین کے برابر، اس طرح جتنی منزل بڑھتی جائے گی پہلے کی منزل بڑھتی جائے گی تمہاری دعوت پر جو اٹھے تمہارے ثواب میں ملے گا (۸)، کتنا لمبا سلسلہ ہوگا اس کا میابی کا حساب نہیں لگا سکتے، نماز کے الگ فضائل، مسائل، سب کی تعلیم ہو یقین کلمہ والا ہو، طریقہ نماز والا ہو، شوق فضائل والا ہو، دھیان خدا کی طرف ہو، اب ساری محنت اخلاص کے ساتھ ہو، خدا کے لئے اپنی نماز ان باتوں پر لے آؤ، خدا محنت پر دل پھیریں گے، خدا کو سارے ملک والوں پر

قوت ہے، میرا اور سب کا دل پھیرے گا، اس پر یقین ہو، پھر نماز پڑھی جاوے راضی کرنے کے جذبہ سے، پھر دعا مانگی جاوے، تمہارے اندر کی روشنی سے اندر کا نفع نقصان دکھائی دیتا ہے، سورج کی روشنی سے بجلی اور آگ کی روشنی سے کائنات عالم کا نفع اور نقصان دکھائی دیتا ہے مگر سخاوت اور پاکدامنی کے نفع، ظلم و تکبر کے نقصان کو نہیں دیکھ سکتے۔

ایک نور مجازی ہے، ایک نور حقیقی ہے، فنا ہو جانیوالا ہے اور باقی رہ جانے والا انسانوں کے قلوب میں آتا ہے، مرد مومن کے دل میں باقی رہنے والی روشنی آتی ہے، کل چیز میں ایسی روشنی کا ظہور ہوگا، انسان کی روشنی حقیقی ہے جو حقیقی کامیابی انسان کو دکھاتی ہے اور اعمال اندر کی روشنی، انصاف میں فائدہ، ظلم میں نقصان دکھاوے گا، اخلاق، ہمدردی میں نفع، خودغرضی میں نقصان دکھائی دے گا، موٹر کے باہر کی روشنی سے موٹر کے اندر کی چیزیں نہیں دکھائی دیتی، دوسرے کی روشنی سے گاڑی و موٹر کو چالان نہ کرتے فوراً حکومت کا سپاہی روکتا ہے اگر وہ کہے کہ آگے تو روشنی ہے فوراً جواب ملتا ہے گاڑی اس آگے والی روشنی سے نہیں چلتی، اسی طرح اعمال میں انصاف و ظلم، ہمدردی اخلاق اندر سے آتا ہے اور جو اندر سے آتا ہے وہ اندر کی روشنی سے دکھائی دیتا ہے محنت یعنی ہر محنت کرنے والا تیار ہو جائے اور اب ترتیب قائم کرلو۔

اب محنت ہو دعوت پر، نماز پر، علم پر، ذکر پر، اخلاص پر، پھر دعا ہو کہ دلوں کو اپنی طرف پلٹ دے تو ان کی دعاؤں پر پہلے ان کو اندر کی روشنی ملے گی محنت محلہ کی کی تو محلہ کو ان کی دعاؤں پر روشنی ملے گی، اگر ضلع دائرہ محنت ہو تو ضلع کو روشنی ملے گی، پھر جس کے لئے محنت ہو سب کو روشنی ملے گی، اگر صوبہ تو صوبہ کو اور ملک تو ملک کو اگر ساری دنیا کو دائرہ محنت بنالیا تو جب وقت آوے گا، تمہاری دعاؤں پر ساری دنیا میں تبدیلی پیدا ہوگی، پہلے انبیاء علیہم السلام نے اپنی اپنی جگہ محنت کی کوئی تاجروں میں نبی بھیجا گیا جیسے حضرت شعیب علیہ السلام کوئی ملک میں نبی بنا کر بھیجا گیا، جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو مصر والوں میں بھیجا گیا، اور جیسے حضرت ہارون علیہ السلام کو فرعون کے ملک میں، کوئی زمین داروں میں نبی بھیجا گیا تو کسی نبی کو سرمایہ داروں میں بھیجا گیا، جس کا جتنا میدان تھا اتنی محنت کی، جتنوں کو پلٹنا تھا اعمال پر پلٹ دیا، جس کو نہ پلٹنا تھا خدا نے ہلاک کر کے ختم کر دیا، محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جامع نبی ہیں، آپ کو سب نبیوں کی نماز دی گئی اور وہ نماز بھی اور وہ اخلاق بھی جو پہلے انبیاء علیہم السلام نہیں لائے تھے، وہ علم بھی جو پہلے انبیاء علیہم السلام لے آئے تھے اور وہ بھی جو پہلے انبیاء علیہم السلام نہیں لے کر آئے تھے، محنت وہ لے کر آئے جو پچھلے کر گئے اور وہ بھی پچھلے نہ کر سکے، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نبی بنایا ساری قوموں کا، سارے زمانوں کا، ساری زبانوں کا سارے طبقات کا، آپ ہی دائمی نبی ہیں قیامت تک کے لئے آئے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو محنت دی گئی تو اس محنت کو زندہ کرنے کے لئے جماعت بن کر پھرو اور دوسروں کو پھراؤ، محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محنت سارے انبیاء علیہم السلام کی محنت کو حاوی ہے، ظہور پہلے انبیاء کا پہلے ہوا، وجود میں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پہلے ہیں، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حساب میں اور انبیاء اور انبیاء علیہم السلام کے حساب میں عام مومنین، عام مومنین کے حساب میں عام انسان حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بنانا تھا اس لئے انبیاء علیہم السلام کو بنایا انبیاء کو بنانا تھا اس لئے عام مؤمنین کو بنایا، عام مؤمنین کو بنانا تھا اس لئے عام انسانوں کو بنایا عام انسانوں کو بنانا تھا اس لئے زمین و آسمانوں کو بنایا۔

اصل زمین وآسمان نہیں، انسان ہیں، پھر اصل انسان نہیں، مؤمنین ہیں، پھر مؤمن اصل نہیں، انبیاء علیہم السلام اصل ہیں، انبیاء علیہم السلام اصل نہیں، محمد صلی اللہ علیہ وسلم اصل ہیں، محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود گویا سارے انبیاء علیہم السلام کی محنت کا وجود ہے، لہٰذا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی محنت کا زندہ کرنا جڑ کو زندہ کرنا ہے، اس لئے محنت کا میدان اٹھاؤ، ساری دنیا کو محنت کا میدان نیت کے اعتبار سے بناؤ، علم ذکر کے فضائل بنالو، اخلاق زندہ کرلو اس کے اصول لے کر پھرو اور جماعتیں سارے عالم میں پھراؤ، پھر محنت پر اخلاص ہو اور خدا پر یقین ہو پھر دعائیں قبول ہوں گی۔

جس کا جتنا دائرہ محنت ہوگا اس کی محنت پر خدا ہدایت دیں گے یا ہلاک فرمائیں گے، سرمایہ دار، حکام، وزراء، غیر مسلم جس کو پلٹنا ہوگا اعمال صالحہ پر پلٹیں گے، اعمال والوں کو نیچے سے اوپر لاویں گے اور چیز والوں کو اوپر سے نیچے کر کے دکھلاویں گے، خدا خود ترتیب بدلیں گے، تم محنت کر کے دعا کی قبولیت کی شرط پوری کردو، پھر خدا اپنا یقین لوگوں کے دلوں میں اتاریں گے، تب دل خدا کی طرف پلٹا کھاویں گے اور جب دل پلٹ جاوے گا تو اعضاء دل کے تابع ہیں سارے اعمال درست ہوجاویں گے، ہر قصبہ، ہر ضلع، ہر ملک کے بلکہ عالم کے حالات درست ہوں گے، اب گاڑی کہاں سے چلی تھی، شیخ چلی والا قصہ نہ ہوجاوے، مزدوری طے کی دو آنے، اب بوجھ لادے جارہے ہیں، خیالی پلاؤ شروع کردیا، دو آنے ملیں گے تو اس کے انڈے لوں گا اور پڑوسی کی مرغی کے نیچے رکھوں گا پھر بچے نکلیں گے وہ بڑے ہوں گے، ان کو بیچ کر بکری لوں گا، بکریاں زیادہ ہوں گی، ان کو بیچ کر گائے لوں گا، پھر گایوں کو بیچ کر بھینس لوں گا، میں مالدار بن جاؤں گا، پھر بڑے گھرانے میں نکاح کروں گا، پھر اللہ مجھے اولاد دیں گے، حسین سا لڑکا جب کچھ بڑا ہوگا تو مجھ سے پیسے مانگے گا ابا جی دو آنے دو، کہے گا، جو بس ہوں کرنا تھا کہ مٹکا گر گیا، بس مسئلہ ہی ہوں پر ہے کہ بس ہم جارہے ہیں۔

یہ راستہ دلوں کو پلٹنے والا ہے، اقلیت اکثریت ہندوستان کی حکومت امریکہ اور روس کے دل پلٹنے والا ہے، نبی کے راستہ پر محنت کر کے پلٹوا سکتے ہو، اللہ تم کو یہ دولت عطا فرمائے گا امریکہ یہ دولت نہیں رکھتا روس یہ دولت نہیں رکھتا ہندوستان کی حکومت یہ دولت نہیں رکھتی وہ نسخہ ہمارے پاس ہے اگر محنت صحیح محنت ہو تو ہم پلٹوا کر رکھ دیں گے اور ساری دنیا میں امن وآشتی کی دعا مانگیں گے شیخ چلی والی بات نہیں کہ ہمیں فرصت نہیں، یہ اس راستہ کی قربانی ہے جو جتنا ہر وقت قربانی دے گا اتنی اونچی جنت میں ہوگا دوسروں کی زندگی بنانے کے لئے اپنے مسئلے قربان کرنا انبیاء علیہم السلام کا کام ہے، نبیوں اور بادشاہی کا فرق ہے، انبیاء علیہم السلام اپنے مسئلہ قربان کر کے اوروں کی زندگی بناتے ہیں اور بادشاہ دوسروں کی زندگی ویران کر کے اپنے مسئلے بناتے ہیں اس لئے حکومت کبھی محبوب نہیں بنی، محبوب انبیاء علیہم السلام بنے، اولیاء رحمہم اللہ بنے، حاکموں نے دوسروں کی زندگی قربان کی اپنی زندگی کو بنانے کے لئے۔

انبیاء اولیاء اپنی زندگی کی قربانی دیتے ہیں دوسروں کو بنانے کے لئے، جو دوسروں کے لئے جتنی قربانی دے گا، عام پبلک کا دل اس کی طرف پلٹا کھاوے گا، اس لئے اپنی زندگی کے مسئلوں کو بنانا کمال نہیں اپنے مسئلہ کو جانور بھی بنا رہے ہیں اپنی پرورش اپنے بچوں کی پرورش جانور بھی کرتا ہے، اپنے مادہ کی پوشاک تو جانور تک مہیا کرتا ہے، اپنے اقتدار کے لئے

جانور بھی لڑتے ہیں، مرغے لڑتے ہیں یا نہیں؟ یہ ممبران پارلیمنٹ سے زیادہ لڑا کریں، کسی سیٹھ کے یہاں ایک مرغا ہو، اور سو مرغیاں، دانہ خوب پڑا ہو، مگر جونہی دوسرا مرغا آیا دونوں کی کھٹ پٹ شروع ہو جاوے گی، یہ لڑائی ضرورت کی نہیں ہے، اقتدار کونسے مرغے کا ہو یہ جانور پنے کی بات ہے، ممبران اسمبلی اور وزرائے حکومت خدائے پاک کی قسم مرغوں سے زائد حیثیت نہیں رکھتے، جو الیکشن میں جیت جاتا ہے اب جیتنے والے کا کام کیا ہوتا ہے، مقابل کو پنپنے نہ دے، دور سے دیکھ کر سر ہلانے لگے، جیسے مرغا، مطلب کیا؟ میرے ہوتے ہوئے فائدہ اٹھانے کا تجھے بھی حق ہے، جس پر نہ مانے تو یہ آواز نکالے، اس پر رک گیا تو ٹھیک ورنہ دوڑ کر جاوے پھر لڑائی شروع۔

آج ساری حکومتیں پاکستان شام، مصر، روس، فرعون اور ہامان اور حیوانوں کے راستہ پر ہے، انبیاء علیہم السلام کے راستہ پر نہیں، حیوانیت کے راستہ پر میدان میں ہیں، یہ دوسروں کی زندگی کو بگاڑتے ہیں، دوسروں کی زندگی بگاڑنا درندگی ہے، خلافت خداوندی نیابت انبیاء علیہم السلام دوسروں کے واسطے اپنی زندگی اور اپنے مسائل قربان کرنا ہے، یہ خلافت ہے کہ ہم جھونپڑوں میں گزر کر لیں گے ہمارا کیا، کسی طرح مخلوق کی زندگی بن جاوے، جو کی روٹی پر صبر کریں گے، ہم پیوند والے کپڑے پہن لیں گے، اس واسطے یہ محبوب ہے، یہ بنیادی فرق ہے حکومت اور خلافت کے درمیان۔

یہ راستہ تو بہت اونچا ہے، جب اعمال کے ٹھیک کرنے کی محنت ہو تو حالات خود بخود ٹھیک ہوں گے، محبوب تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ پر دنیا میں جماعت بن کر پھرو، ایک وقت متعین پھرنے پھرانے کا ہو، اس کی ترتیب قائم کرلو، چند قسمیں ہیں، ایک قسمیں بہادروں والی، سال میں چار مہینے مقام پر، خدا نے انسانی زندگی کی کامیابی جوڑ میں رکھی ہے، اب سوال یہ ہے کہ جوڑ کس طرح قائم ہو، غریب غریب اور مالدار مالدار ہوتے ہوئے، حاکم حاکم محکوم محکوم ہوتے ہوئے، آقا آقا نوکر نوکر ہوتے ہوئے جوڑ کیسے ہوگا؟ اس کو انسان نہیں جانتا، خدا نے اپنے ہاتھ میں رکھا ہے، اپنی ہدایت میں جوڑ توڑ کئے۔

انسان طبقات متضادہ کا نام ہے، دماغ کا کام سوچنا ہے باقی کا نہ سوچنا، آنکھ کا کام دیکھنا اور باقی کا نہ دیکھنا اور زبان کا کام بولنا ہے اور باقی کا نہ بولنا، ہاتھ کا کام پکڑنا ہے پیر کا کام چلنا ہے اور باقی کا نہ چلنا، ہر ایک کا متضاد ہے سب کو جوڑ کر انسان بنا، ایک آنکھ دکھتی ہے اس کے لئے زبان بولے گی سر پر تنکا ہے تو ہاتھ اٹھے گا پیر میں درد ہے آنسو آنکھ بہائے گی سر دکھے آنکھ رو رہی ہے ہاتھ میں درد ہے تو آنکھ رو رہی ہے اللہ روح کی دولت ڈال کر جوڑ پیدا فرمایا ہر جز سارے اجزاء کے کام آتا ہے، دل دھڑکنے کا کام کرتا ہے دماغ اس کے لئے سوچتا ہے، ہاتھ اس کے لئے چھوتا ہے، آنکھ اس کے لئے دیکھتی ہے، سب متضاد ہوتے ہوئے سارے اعضاء کو سارے اجزاء فائدہ پہنچا رہے ہیں، ہاتھ اپنے کو بھی فائدہ پہنچا نہیں سکتا، زبان جب کہ سب کے لئے بولتی ہے، ہاتھ جب سب کی تکلیف دور کرتا ہے، اپنی بھی دور کرتا ہے وغیرہ، اللہ نے روح کی بنیاد پر ایک طریقہ عنایت فرمایا ہے، روح نے جس طرح اجزاء کو جوڑ دیا، اب روح کیا ہے وَيَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّيْ وَمَا اُوْتِيْتُمْ مِنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِيْلاً (۹) اور اسلام روح کا نام ہے جونہی روح نکلی ہر جز جو کہ سارے اعضاء کو فائدہ پہنچا رہا تھا اپنے کو فائدہ نہیں پہنچا سکتا، جو طبقات متضاد جوڑ دیتا ہے وہ طریقہ اسلام ہے اب

جھوٹ جوڑ اسطرح ہوتا ہے۔

اب ایک گھر میں جس میں ماں، باپ، اولاد، بہن، بھائی، نوکر، بیوی، خاوند سب ہوں اب ہر ایک کو پٹی پڑھاؤ، فائدہ لینے پر ڈال دو، بیوی سے کہو خاوند کی خدمت کیا کرتی ہے، خاوند سے حق وصول کر، جب تک ہاتھ نہ لگانے دے، پھر خاوند کے پاس آکر کہیں کہ بیوی ایسی ہوتی ہے کہ رات بھر خدمت کیا کرے، نوکروں سے کہو کہ آقا ایسے ہوتے ہیں جو نوکروں کا حقہ بھر کر دیں اور تنخواہ ۵۰ کی جگہ ۱۰۰ دیتے ہیں اور آقا سے کہو کہ نوکر ایسے ہوتے ہیں، ہر لحہ خدمت میں گزار دیتے ہیں اور تنخواہ بھی نصف لیتے ہیں، اب بیوی خاوند سے بھڑ رہی ہے، خاوند بیوی کو جوتے مار رہا ہے، تیری یہ مجال کہ مطالبہ کرے سب میں اختلاف ہو گیا، اب ایک ہی گھر میں دس چولھے ہوں گے، دس بڑھ گیا، سب کو حق لینے پر راضی کر دو زندگی بگڑ جاوے گی اگر زندگی جوڑنی ہے تو کہو، بہر حال وہ تمہارے خاوند ہیں اللہ نے اس کو تم پر فوقیت دی ہے، تم اس کے حقوق ادا کرو، اللہ تم کو جنت دے گا، خاوند سے کہو بہر حال وہ تمہاری بیوی ہے اس کے سارے مطالبات تم سے وابستہ ہیں غلاموں کو آقاؤں کے اور آقا کو غلاموں کے حق ادا کرنے میں لگا دو، ہر ایک کی دھن یہ بنا دو کہ دوسرے کے حقوق نہ دیکھے وہ ادا کر رہے ہیں یا نہیں، بس اپنے حقوق ادا کرتا رہے اور اس کا عوض مخلوق سے نہیں خالق سے ہے، اب جوڑ ہو گا مخلوق سے پہلے خالق سے چاہے، اب جوڑ ہو گا، اب اگر ایک چیز ہو گی تو کام سب کا چلے گا اور توڑ میں اگر دس چیزیں ہوں گی تو با وہ کا کام نہیں چلے گا۔

اس طرح موجد کے بتائے ہوئے طریقہ پر استعمال کیا جاتا ہے، اب جمہوری دور کی ساری چیزیں کمزور، مصیبتوں کے دروازے کھلے، ٹوٹا اور بربادی، جب سب لینے والے بنے تو جوڑ ٹوٹا، اب سارے حکام محکوم کے ذلیل کرنے کو اور سارے محکوم حکام کے زوال کو سوچتے ہیں، اس راستہ پر اپنی زندگی بن جاوے، ایک سرمایہ دار اپنی ذات کے مفاد کے لئے لاکھوں غریبوں کی زندگی بگاڑ سکتا ہے، ایک حاکم اپنے سکون کے لئے ہزاروں مزدوروں کو تڑپا سکتا ہے اور کوٹھی میں جو پڑے سے زیادہ مصیبت، سارے مزدور آنکھ لگائے بیٹھے ہیں کب موقع ملے اور اینٹ سے اینٹ بجا دیں، سرمایہ دار غریب سے زیادہ تکلیف میں ہے، بیچارے باہر بھی نہیں نکل سکتے، جب تک پولس کا ساتھ نہ ہو، یہ اللہ کا طریقہ نہیں اللہ کا طریقہ جوڑ کا ہے، دینے میں ہے اور توڑ پیدا ہوتا ہے لینے والی ذہنیت سے، ایک جوڑ خدا کے طریقہ میں پیدا ہوتا ہے، جسے دنیا کی کوئی طاقت توڑ نہیں سکتی۔

دنیا کا کوئی طریقہ ہتھیار نہیں توڑ سکتا، اب اسلام پر ہر طبقہ کے لئے دوسرے کے دین کا نام ہے، آج ہمارے یہاں غیر اسلامی طریقہ چل رہا ہے، مسلمان یہود و نصاریٰ کے طریقہ پر پڑ گئے ہیں، غریب کا اسلام کیا ہے؟ غریب کا اسلام یہ ہے، اگر یہ غریب اسلام پر آجاوے تو سارے مالدار مل جاوے، اس کا اسلام یہ ہے مال والوں کے مال پر نگاہ نہ ڈال، اللہ نے جو کچھ دیا ہے اس پر صبر کر اور اپنی جان مال کے منافع کو ان پر خرچ کرے، مالدار جب بیمار ہو جائے تو عیادت کر، وہ والا کر دے خدمت کر دے کپڑے دھو دے، مالدار مر جائے تو جنازہ اٹھا قبر کھود، سو والا دے، مالدار و غیر مالدار سب کا

بوجھ اٹھالا کھوں کے کام آ، راتوں میں نگہبانی کر اگر مالدار کا لاکھ دو لاکھ کا بٹوا مل جائے تو حوالے کر دے، اگر جانور گم ہو جاوے تلاش کر کے لا دے اور ان سے کوئی چیز نہ لے، اپنا اظہار حال ان پر نہ کر بلکہ خدا سے چپکے چپکے کہہ، خدمت کے وقت اشراف نہ ہو، اس کا وسوسہ بھی دل میں نہ آوے، اگر بجلی موٹر خراب ہوگئی تو درست کرنے میں مدد کر، جب تک اپنے جھونپڑے میں لے جا چٹنی روٹی جو ہو حاضر کر دے، پنکھا جھل خدمت کر دے اور جب خوش ہو کر پیسے دینے لگے کہہ میں نے پیسوں کے لئے نہیں کیا اللہ کو راضی کرنے کے لئے کیا ہے۔

محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا طریقہ اتنا قیمتی ہے کہ دنیا کا کوئی خزانہ ادنیٰ عمل کی قیمت نہیں بن سکتا، حقوق ادا کر اور بدلہ خدا سے طلب کر، بتلاؤ اگر ایسا ہو جاوے تو سارے مالدار اس غریب کو سر پر بٹھائیں یا نہیں، غریب کا اسلام یہ ہوا کہ اپنے جانی اور مالی منافع سے ہر ایک کو فائدہ پہنچانا اور کسی چیز سے مفاد نہ لینا اور مالدار کا اسلام کیا ہے، وہ بھی فائدہ پہنچاتا ہے، مالدار سوچے کہ غریب بھی خدا کا بنایا ہوا ہے اور میں بھی، جس طرح 'ھل جزاء الاحسان الا الاحسان' ہے تو تو بھی غریب کا سودا لا کر دے، بیمار ہو عیادت کر، ڈاکٹر ہو خدمت کر، جنازہ میں شریک ہو، بھوکا ہو تو اپنے ساتھ کھانے میں شریک کر، اپنے کپڑے میں سے کپڑا دے اور پیسہ میں سے پیسہ دے، اپنی سواری میں سے سواری دے، خیال رکھے کہ ساری مخلوق اللہ کا کنبہ ہے اور اللہ کے نزدیک مقرب وہ جو مخلوق پر زیادہ احسان کرنے والا ہے (۱۰)۔

یہ مال اللہ کی امانت ہے، تجھے اس لئے ملا ہے کہ میں غرباء پر تقسیم کروں، ان کے برے وقت کام آؤں، اللہ ہماری مغفرت کرے، ہم نے خدمت کے لئے نہیں محض اللہ کو راضی کرنے کے لئے کیا ہے، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سالن تک کے بارے میں فرمایا ہے، شوربہ والا پکاؤ تاکہ دوسروں کو دے سکو (۱۱)، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہر شئے میں دین بتایا، عبادت کرنا تقریب میں شریک ہونا، قبر کا کھودنا سب بتلایا ہے، اگر مالدار ان طریقوں پر آجائے تو سارے غریبوں سے جڑ جاویں، یہ مالدار اپنی حفاظت، اپنی مال کی حفاظت کے لئے دس فٹ کی موٹی دیوار نہیں بنائے گا، یہ جھونپڑے میں رہنے والے غریب آدمی دیوار ہو گئے، مسلم غیر مسلم، کمیونسٹ، ہندو سکھ، عیسائی کے جڑ جاویں، لیکن اگر پہلے پر آیا تو سب ٹوٹ جاویں۔

۱۹۴۷ء میں تقسیم کے بعد باہر والے ہمارے ہی متعلق سوچ رہے تھے کہ یہ غیر محفوظ ہیں، ہمارے پاس سرحدے سب فسادی آئے اور کہا حق واضح ہو گیا اور سارے باطل والے بھاگ کر پاکستان چلے گئے، ہمارے بچے حکومت کے مقابلہ پر آرہے ہیں، ہمارے مارنے کی اسکیم فیل ہوگئی، ہم نے دین کی بات رکھی وہ چلے گئے، پھر کمیونسٹ کے بڑے بڑے سوار آئے اور کہنے لگے کہ دنیا میں دو نظریہ ہیں، ایک امریکہ دوسرا روس ہے، کون سا ٹھکانا اچھا، میں نے کہا دونوں غلط، صحیح کیا ہے؟ میں نے کہا غریب کو ایسا ہونا چاہئے اور مال دار کو ایسا ہونا چاہئے، آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں، کہا یہ طریقہ بہت بلند ہے، مگر پہلے ہم سرمایہ داروں کا پیٹ پھوڑیں، پھر دیکھ لوگے، میں نے کہا تمہارا راستہ خوب چل رہا ہے، ہم کوشش کر رہے ہیں ہمارا راستہ ابھی چالو نہیں ہوا، تم ٹکراتے رہو اور کمزور ہو جاؤ پھر خود ہی میری مان جاؤ گے، امریکہ اور روس دو نظریہ والے پیروی ہماری کریں گے کیوں کہ کسی کو جوڑ نہیں آتا، امریکہ والوں کو نہ ہماری حکومت کو توڑ آتا ہے، پھر جوڑ کے طریقے

پر چل کر دکھلا دیں گے، ہمارے ہی ساتھ جڑ جاویں گے، حاکموں کو اسلام کا طریقہ دئے، ہمارے تابع بن جاؤ اگر الیکشن میں ہے ایسے کرنے لگیں گے جیسے الیکشن میں کرتے ہیں۔

تم سب محنتی ہو اس کے لئے پہلی مرتبہ بنانا ہوگا، اس کے لئے نماز دیدی، خرچ کرنے اور دینے کے لئے پہلے آمد ضروری ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا راستہ نماز ہے، سلیمان علیہ السلام نے نماز پڑھ کر تخت سلیمانی مانگ لیا (۱۲)، حضرت موسیٰ علیہ السلام نے نماز پڑھ کر ملک مصر مانگا تھا (۱۳)، نماز پڑھ کر نبی کے طریقہ پر جو مانگیں گے اللہ دے گا، لیکن کوئی خدا سے لینے والا تو ہو یہاں مالداروں سے لینا نہیں ہے، حاکموں سے لینا نہیں ہے، امریکہ سے لینا نہیں ہے، بلکہ اللہ سے لینا ہے، تم یہاں سے لاؤ گے اور مخلوق کو دو گے۔

ہمارے نزدیک قارون کے خزانے کی کیا قیمت ہے، ہمارا لامحدود خزانہ ہے اور وہ اللہ کی ذات ہے، میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ پر نماز میں استعمال ہوں گا، جو مانگو نگا ملے گا، بس راحت اس میں ہے 'حی علی الفلاح' پھر نماز پڑھا براہ راست مانگا تو براہ راست دونگا، جب یہ نماز بن جائے گی تو اللہ نماز سے دینا شروع کردیں گے، مخلوق سے نکلو، خالق کے اعتبار سے استعمال ہو، نماز ہے نماز کے ہر عضو کا استعمال خالق کے اعتبار سے ہوتا ہے، خود راتوں کو گشت کرو، خود تحقیق کرو، ان کے مصائب معلوم کرو، اگر حکومت ایسی ہو جاوے تو ساری پبلک جڑ جاوے گی یا نہیں؟ پھر الیکشن کا سارا خرچ ختم ہوگا، ہم نے حکومت اس لئے کی تھی کہ مخلوقِ خدا کو نفع پہنچائیں، عادل حاکم بھی رہے، لینے کو نہیں کیا تھا، بلکہ دینے کے لئے، ایسی حکومت کی تھی کہ ایک ہی گھاٹ پر شیر اور بکری پانی پیتے تھے۔

---

(۱) سورۃ الاعراف: ۱۷۹

(۲) سورۃ الانعام: ۴۵

(۳) سورۃ طٰہٰ: ۴۶

(۴) حلیۃ الاولیاء صفحہ ۳۰۷ جلد ۱

(۵) کنز العمال صفحہ ۲۹۳ جلد ۱

(۶) لسان العرب: مادہ قلب

(۷) سورۃ الفاتحہ: ۶

(۸) کنز العمال صفحہ ۷۸۰ جلد ۱۵

(۹) سورۃ الاسراء: ۸۵

(۱۰) مجمع الزوائد صفحہ ۱۹۱ جلد ۸

(۱۱) کنز العمال صفحہ ۵۰ جلد ۹

(۱۲) سورۃ ص: ۳۵

(۱۳) سورۃ الدخان: ۲۲

یقین اور اعمال پر اللہ کا فیصلہ ہوگا

{۱۵ رمضان ۱۳۸۴ھ مطابق ۱۸ رجنوری ۱۹۶۵ء}

اقتباس

میری عبادت اخلاق خدا کے یہاں پسند آجاوے، آنکھ، کان، زبان ہر اعضاء کا عمل ایک ہو، میرا یقین دیکھنے کے اعتبار سے نہ ہو، میرا قیمتی بننا نمبر اول پر ہے، ہر بات میں پس آپ کو خدا کے طریقہ دیکھنے ہوں گے، فرصت کب ملے جب کمائی کا مسئلہ نہ ہو، کوئی نقشہ نہ ہو، سارے مسائل کا حل دوسرا رخ نہ رہے، مرض نہ مریض، امریکہ روس فرانس اول نمبر پر رخ پھیرے اور انسانیت کا اجتماع ہو جاوے، مسلسل جماعتوں کا پھیرا ڈالنا ہے، اس محنت کو مقدم کرنا ہوگا، دلوں کو ماسوا کی طرف پلٹنے کا ہمارا مسئلہ ملک کے راستے سے وزارت کے راستے سے، حکومت کے راستے سے، اکثریت کی خوشامد کے راستے سے ہوتا ہے، اس پر کائنات کی طرف پلٹے اور جتنا عبادت پر لگے گا خدا کی طرف پلٹے گا، دو باتیں سامنے ہیں، 'الحمد للہ رب العلمین، ترتیب بگڑے حالات کو بنانے کے لئے، ذلت کو عزت سے، خوف کو امن سے، کسمپرسی کو احترام سے فقر کو غنا سے، خون کو حفاظت سے، بدلنے والے صرف اللہ کی ذات ہے، جتنے نقشے بنتے ہیں ان سے نہیں ہوگا، حکومت وحفاظت اکثریت سے نہ ہوگی۔

میرے بھائیو دوستو بزرگو!

اس دنیا میں انسان کی محنت کی لائینیں مختلف ہیں، اکثریت سے کامیابی اور اقلیت سے ناکامی، یہ ظاہری نظام ہے، عہدہ ہاتھ میں ہے تو کامیاب اور عہدہ ہاتھ میں نہیں تو ناکام، ملک مال ہے تو کامیاب اور نہیں ہے تو ناکام، دوسری طرف حقیقی بنیادیں جو ایمان اور یقین کی بنیاد پر ہوں، خواہ مطالبات حکومت اکثریت ہو اقلیت ہو، اکثریت پر کامیاب انسان کے چلنے کی ایک تو ظاہری وجہ ہے ایک باطنی، بظاہر شکلیں الگ ہیں جہاں سے ہونے کا تعلق وہاں ضابطہ ہوگا خواہ لاکھوں کے نقشے چلیں، کھانا ہو یا سوکھا ٹکڑا ہاتھ ہو، لے کر جس مدد سے کچھ نہیں ہوتا اس کی شکلیں خوراک مختلف، حاکم مفلس کاشتکار کی غذائیں مختلف، اگر لاکھوں کے نقشے میں پلے ہیں تو بڑھیا خون بنے گا، ورنہ گھٹیا خون بنے گا، یہ بات نہیں اس طرح نہیں کہ ڈاکٹر غریبوں کا خون بوتلوں میں بھر لیا کرتے ہیں، پھر اسی سے سرمایہ دار زندگی بناتے ہیں، اگر فرق پہچانا تو سرمایہ دار کا خون سرمایہ دار کے لئے ہوتا ہے غریب کا خون غریب کے لئے ہوتا ہے، گورنر کا خون گورنر کے لئے ہوتا ہے، یہ ڈاکٹر کی تحقیق ہے کہ غریب کا خون سرمایہ دار کے خون سے بڑھیا ہوتا ہے۔

باہر شادی کی مختلف شکلیں ہیں، کہیں موٹریں اور کہیں بیل گاڑیاں، ظاہری نظام کچھ اور، اور باطنی نظام کچھ اور، کہیں کھوں کا جہیز، بس اسپیشل، کہیں دس روپیہ کی چڑیاں، کہیں ریلوں پر، کہیں گدھوں پر، ظاہر کا نقشہ مختلف، جب بننے کا نظام شروع ہوا، ہاتھ پیر آنکھ سب کا نظام ایک، صحبت کی نوعیت ایک، جنین کا عالم ایک، حیض کا قطرہ خون گوشت کا لوتھڑا، پھر جسم انسانی بنا، اب پھر فرشتہ روح ڈالتا ہے، اسی سے سرمایہ دار بنا، اسی سے غریب بنا، اسی سے محکوم، اسی سے حاکم بنا، اندر سے باہر آنے کی سب شکلیں اور نظام ایک ہے، اندر کا نظام اقلیت اور اکثریت کا اور باہر کا مختلف ہے، حقیقت جس پر زندگی بنتی اور بگڑتی ہے، جو انسان کے اعتبار سے یقین، دھیان بناویں، یہ معاشرت معاشرت کی اقلیت میں کامیاب، حاکمیت اور محکومیت گدھے، ہوائی جہاز جس بھی شکل میں ہو باہر کے نقشوں کے اعتبار سے کامیابی نہ آوے گی بلکہ اندر کے اعتبار سے آوے گی، کروڑ اقلیت کا لفظ ہی نہیں یہ احمق ہے اور یہ کروڑ اقلیت میں ہوسکتا ہے۔

یہ زمانے کے انسان دھوکہ دے رہے ہیں، مسلمان بارہ ہزار ہو جائیں تو اس وجہ سے مغلوب نہ ہوگا کہ اقلیت ہے(۱)، اگر عبادت نہ ہو، ایمان بگڑا، چاہے جتنا ہو جائے یہ ناکام ہوگا، ناکامی کے لئے اقلیت ہونا نہیں، بلکہ اپنی حقیقی بنیادیں چھوڑ دینا سبب ہے، سب سے اقلیت ایک آدمی یہ بھی چمکا، جو مقابلے پر آئے، سمندر میں ڈبو دئے گئے، زمین میں دھنسا دئے گئے، جو اندرون کے اعتبار سے ناکام ہے، دوسری طرف یقین، عبادت، گریہ وزاری بولنے چلنے کو قیمتی بنایا، جنہوں نے اپنے کو قیمتی بنانے کی محنت کی، اللہ نے اس کو دنیا میں چمکایا ایک طرف وزارت نقشے ہیں، مگر عمل بگڑتا ہے، دوسری طرف جیل ہے، اسے پسند کیا، ساتھی نہیں، غمگسار نہیں، ایک دن جیل سے نکالا وہ پورے ملک کو چلاتا ہے، جو تقویٰ اختیار کرے گا اور میرے تقوے پر آئے گا اس کو ایسے ہی چمکائیں گے جیسے مجھے چمکایا(۲)۔

قاعدۂ کلیہ بیان فرمایا حالانکہ موقع تھا اپنا بیان فرمادیتے جو بھی تقوی پر آئے گا خدا چمکادیں گے اندرونی کامیابی اور ناکامی کا نظام ایک ہے جن کا عمل خدا کو پسند آئے گا چاہے گدڑیاں پہنے والے اور پتے چبانے والے ہوں، خدا چمکائیں گے، قوموں کے مسائل کے حل، ملکوں کی خوشحالی، خون کی حفاظت کے اسباب حقیقتاً آدمیوں کے اندر کے اعتبار سے تیار ہوتے ہیں، آدمیوں کے باہر کے اعتبار سے تیار نہ ہوں گے، جو یقین کامیاب کروائے گا وہ بازاروں میں نہیں آدمیوں میں آئے گا، جو اخلاص، جو علم کامیاب اور ناکام کروائے گا، وہ آدمیوں میں تیار ہوگا، کتاب میں آئے گا وہ علم نہ ہوگا، دل میں آئے گا وہ علم ہوگا، کتاب کے اندر آئے وہ ذکر نہیں جو آپ کے اندر آئے وہ ذکر ہے، وہ ذکر جس پر یہ کامیاب ہوتا ہے وہ اندر آئے گا جس غفلت پر ناکام وہ بھی اندر آئے گی جس اللہ کی محبت پر کامیاب وہ اندر آئے گی۔

جس محبت پر ہوں، بچوں دکان کھیت پر ناکام، وہ بھی اندر آئے گا، وہ سارے اعضاء جن سے عمل تیار ہوتا ہے وہ سب برابر، فقیر، سرمایہ دار، حاکم محکوم سب کے دو ہاتھ ایک ناک ہیں، یہ بات نہیں وزیر بن گئے تو ایک آنکھ بڑھ گئی، ہاتھ کی انگلیاں دکھی رہیں گی، اس کی ترتیب ایک سب کو اک ہی دل دیا، اعضاء برابر، محنت کی دولت برابر، اگر ملکوں پر جان لگائیں کھیت، دکان، گھر، بن جائیں، ہمارا منہ سو عورتوں سے کالا ہونے لگے محنت کا محور ملک و مال نقشہ بنانا، جب باہر پر محنت ہوتی ہے اندر وہ

اسباب تیار ہوتے ہیں جس پر ناکام ہوتا ہے، اگر وزیر کی چوبیس گھنٹوں کی، کانوں کی، آنکھوں کی بگڑ جاوے فکر، چاہ، غور، خوش اگر اس پر آجاوے کہ ملک و مال کو حاصل کرو، عہدے داروں کا قرب حاصل کرو، اس سے کامیابی ملے گی۔

ملک و مال سے بننے کو دیکھے پھر خدا ناراض ہو کے دل کو پھیر دیتے ہیں، حاکموں کو محکوموں سے، محکوموں کو مالداروں سے، مالداروں سے غریب پر، غریب سے مالداروں کے لئے مصیبت پیدا فرما دیتے ہیں، جب جائیدادوں کی محبت دل میں جم جائے، پھر اس میں دیوانہ ہو کر وہ کریں کہ ملک و مال باہر والوں کے ہاتھ آجائے، زوال کے اسباب کی تحقیق کریں گے کہ اس ملک کا زوال کیوں ہوا، اکثریت اقلیت کیوں ختم ہوئی، اس کا رنج اور روتے ہوئے تمہیں اپنے اندر کی کوئی خبر نہیں، میں دوزخ میں جاؤں گا یا جنت میں، میرے اندر کی کونسی محنت ہے جس پر میں کامیاب ہوؤں گا، اپنے قبر حشر حساب کتاب کی باتیں نہیں، نہ کبھی دوزخ کو سوچنا، نہ کبھی تصور جنت کا ہے، دو محنتیں ہیں ایک اعلیٰ ایک ادنیٰ۔

جیسے ملک مال والے اندر سے بے فکر باہر پر ہی جان جھونک دی اور سب کو چھوڑ کر دوسرے نے ایسی عبادت تیار کی جس پر کھانے پینے کو ملتا ہے، پرورش حفاظت ہوتی ہے، جیسے ملک مال والے کی ہر وقت کی محنت اس پر لات ماردی، ایمان، اخلاص، عبادت پر محنت اٹھائی، دوسری یہ قسم اندر ہی کو دیکھتی ہے، جس طرح یہ باہر کا نقشہ مال و ملک و دولت کو دیکھیں ان مجموعہ سے وہ انسان قیمتی ہے جو باہر کو لات مار کر اندر زیادہ بڑھے، انھوں نے اندر کی پرواہ نہ کی تو انھوں نے باہر کی پرواہ نہ کی، ایسے قصے بہت سے ہیں۔

بادشاہ اہل اللہ کے پاس آئے اور انھوں نے صورتیں تک دیکھنی گوارا نہ کیں، بادشاہ نے پانی مانگا، حضرت جانِ جاناں رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا وہ کیا گھڑا رکھا ہے پی لے، گلاس تیڑھا رکھا سر میں درد ہو گیا، کہا حضور اجازت دو، فرمایا ضرور کوئی خدمت بتایئے؟ فرمایا تجھ کو اتنا سلیقہ تو آتا نہیں گلاس سیدھا رکھے، کہاں تک سر کا درد اٹھاؤں؟ بس یہی خدمت دوبارہ نہ آوے، ایسے لاکھوں قصے ہیں جنھوں نے ملک مال پر لات ماری، وہ یقین و اعمال تیار کئے جس پر ملک مال والے اپنا سر ٹیک دیتے ہیں، شاذ و نادر ہی نہیں شہرت سے آگے بڑھ گئے، بلکہ تواتر کو پہنچ گئے ہیں، ملک مال والوں کو دھتکار دیتے، دور ہو جاؤ، ہم تمہارے ساتھ بیٹھ نہ سکیں گے۔

اس راستے والے لاکھوں مرتے وقت کہہ گئے ہیں ہم ناکام، حجاج اتنا رو کر گیا کہ اکابر تابعین نے کہا رونے پر عتاب نہ ہوگا (۳)، فرعون رویا ہوگا یہ ملک و مال والے افراد کر گئے، صحابہؓ نے جو خدمت کی تھی حقیقت میں وہ کامیاب ہے اور جس طرح صحابہؓ نے حکومت کی تھی، دکان، تجارت، ملازمت، زراعت، میں اس یقین کے ساتھ آؤ، اندر کا اخلاص یہاں ہے اس کے اعتبار سے نظام کو چلا رہے ہیں، نقشوں کے اعتبار سے استعمال ہو کر نہیں بلکہ خدا کے اعتبار سے استعمال ہو کر۔

ایک مرتبہ امام محمد سے کسی نے پوچھا آپ نے تصوف پر کوئی کتاب نہیں لکھی؟ تو فرمایا: بہت لکھی ہیں، ہر قصہ ہی کتاب حلال و حرام کا بیان اگر اس پر پڑے گا تو تصوف پر آوے گا (۴)، اعلیٰ محنت کی ترتیب قائم کر لو ہمیں اس لائن میں امانت، فرمانبرداری، اخلاق و امداد چلانا ہے، رشوت ختم، حرام ختم، سود کا یقین دین کو ختم کرتا ہے، ملک و مال کی غلامی سایہ

ہے، حقیقی غلامی آج چیزوں کی کیوں نہیں، یہ اس لئے کہ صاحب زمیندار ہو غلام کی طرح آزاد ہو کر چلو، گھر کی زندگی میں غلام بیوی، بچہ اور غلام رو کتے ہیں تو ان کے غلام کے غلامی والا طوق پہن لو، ہر راہ کا ٹھیک ہونا مقدم ہے، دکان کا تجارت کا ٹھیک ہونے کا نمبر ثانی پر ہے۔

میری عبادت اخلاق خدا کے یہاں پسند آجاوے، آنکھ، کان، زبان ہر اعضاء کا عمل ایک ہو، میرا یقین دیکھنے کے اعتبار سے نہ ہو، میرا قیمتی بننا نمبر اول پر ہے، ہر بات میں پس آپ کو خدا کے طریقہ دیکھنے ہوں گے، فرصت کب ملے جب کمائی کا مسئلہ نہ ہو، کوئی نقشہ نہ ہو، سارے مسائل کا حل دوسرا رخ نہ رہے، مرض نہ مریض، امریکہ روس فرانس اول نمبر پر رخ پھیرے اور انسانیت کا اجتماع ہو جاوے، مسلسل جماعتوں کا پھیرا ڈالنا ہے، اس محنت کو مقدم کرنا ہوگا، دلوں کو ماسوا کی طرف پلٹنے کا ہمارا مسئلہ ملک کے راستے سے وزارت کے راستے سے، حکومت کے راستے سے، اکثریت کی خوشامد کے راستے سے ہوتا ہے، اس پر کائنات کی طرف پلٹے اور جتنا عبادت پر لگے گا خدا کی طرف پلٹے گا، دو باتیں سامنے ہیں، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ ترتیب بگڑے حالات کو بنانے کے لئے، ذلت کو عزت سے، خوف کو امن سے، کسمپرسی کو احترام سے فقر کو غنا سے، خون کو حفاظت سے، بدلنے والے صرف اللہ کی ذات ہے، جتنے نقشے بنتے ہیں ان سے نہیں ہوگا، حکومت وحفاظت اکثریت سے نہ ہوگی۔

اقلیت واکثریت، حکومت، سرمایہ دار کے حالات کو نہ بدلیں گے، جب تک یہ اعمال نہ بدلیں گے، ظلم، سود، زنا، بے حیائی، غبن پر حالات کی خرابی جب تک اچھے اعمال سے نہ بدلیں گے، حالات نہ بدلیں گے خواہ سیاست دان، سرمایہ دار یا قلعہ بناوے جیسی چاہو شکل بناؤ، ان سے حالات نہ بنیں گے، اکثریت، اقلیت یہ نقشہ ہے، مخلوق سے نہیں ہوتا، مفعول سے نہیں ہوتا، جس سے کہا جاتا ہے اس سے نہیں ہوتا بلکہ جو استعمال کرنے والا ہے اس سے ہوتا ہے، حکومت کل اس کا بھی دیوالیہ نکلنے والا ہے، یہ آج کی بات نہیں حضرت آدم علیہ السلام سے چلی ہے۔

ایک خدا سے ہوگا، لا الہ الا اللہ وحدہ' لا شریک لہ' کوئی اور نہ کرے گا، نہ کوئی آدمی شریک، نہ نبی شریک، پھر سونا چاندی کیسے شریک ہو جاوے گا۔

عیسائی مشرک ہیں، وہ کہتے ہیں: خدائی میں عیسیٰ علیہ السلام شریک، جنگ ہو رہی ہے، تین کے مجموعہ سے خدا نہیں، ہم لاکھوں کو کرنے والا قرار دے رہے ہیں، وہ کہتے ہیں ایک اللہ، دو مریم، تین عیسیٰ، تینوں مل کر خدا ایک کو تو یہودیوں نے مار دیا، (بقول نصاریٰ) دوسرے کو خدا نے مار دیا، اب اس ایک ثلث کامیاب، اب جس کے پاس ایک اللہ کے ساتھ ملک ومال وہ کامیاب، ان کی کتاب ساری باتوں کو قائل ساجھی بتایا، عیسیٰ ومریم کو ہمارا ایک نعرہ، ایک اللہ سے ہوگا، کسی سے نہ ہوگا اور کوئی شریک بھی نہیں، ایک ہی کرے گا، دوسرا شریک نہیں ہے کہ نبی تک کو شریک نہیں کیا ہے، کیسا مان جاوے، مال عہدے سائنس ہوگی تو کامیاب، ساری دنیا کی فوجیں، ہتھیار ایک طرف ہم تنہا ہوں گے، خدا ساتھ کامیاب ہوں گے، وہ سارے ناکام ہوں گے، اقلیت، اکثریت کے حالات خدا کے بنانے سے بنیں گے اور خدا کے بگاڑنے سے بگڑیں گے۔

دوسری بات ہے مَالِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ فیصلہ کا ہے پر کیا جاوے گا، ہر فقیر سرمایہ دار عالم، جاہل مالدار کوئی چیزوں کے ساتھ پیش نہ ہوگا، ہر ایک یقین وعمل کے ساتھ پیش ہوگا، اللہ عمل کو دیکھ کر فیصلہ فرماویں گے، ایسی نماز جیسی پسند ہے تو جنت کا ورنہ جہنم کا، اللہ کے فیصلہ سے زندگی بنتی اور بگڑتی ہے، مسئلہ کے اعتبار سے مکان اور دودھ شہد کی نہروں کے اعتبار سے حور وغلمان کے ساتھ زندگی بنے گی، ایک دم اللہ کے فیصلہ پر ہوگا، اور فیصلہ کا ہے پر ہوگا؟ آدمی کی عبادت پر، یقین پر، اعمال پر، اگر جہنم کا ہو گیا تو سارے حالات بگڑ جائیں گے، آگ سانپوں سے ڈسوانا بھوک، پیاس، بچھو، رو رہا ہے، سارے حالات فیصلہ پر ہوں گے۔

مسجد میں خدائے پاک کی قسم کھا کر کہتا ہوں: دنیا میں بھی خدا کے فیصلوں پر ہی ہوگا، اگر فیصلہ اکثریت، حکومت کے بگڑنے کا ہوا تو حکومت کی زندگی ایک دم فیل ہوگی، اگر فیصلہ ایک فی صد اقلیت کے چمکنے کا تو زندگی ایک دم بنے گی، قرآن نے کہا حَتّٰٓى اِذَا جَآءَ اَمْرُنَا وَفَارَ التَّنُّوْرُ (۵) ہمارا فیصلہ آ گیا ہے کہ اکثریت ڈوب کر ختم کرنا ہے، سارے مسئلہ ختم، وہ اقلیت جو ایمان پر ہے آئندہ اسی کی اولاد چلے گی، ان کا نقشہ چلے گا، اقلیت اپنے حصہ کا سامان کشتی میں بھر لو، شیر، بکری، سانپ، کبوتر ادنیٰ سے اعلیٰ پھولوں سے لے کر حیوانات تک اکثریت کو مع اس کے سامان کے ڈبو یا، اکثریت کے زعم میں نہ رہنا بد عملیوں پر خدا اس طرح بیڑا غرق کرتے ہیں، جیسے قوم نوح کا کیا قوم نے کوئی اسکیم اٹھائی تھی، ملکی وسیاسی محنت اٹھائی تھی، بس عبادت پر محنت کر کے ترتیب بدل دی۔

قوم عاد جو بڑے بڑے درختوں کو دونوں ہاتھ سے پکڑ کر اکھیڑ دیتے تھے فَلَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا (۶) ایسی آندھی آئی جس نے ساری قوم کو ختم کر دیا، آندھی امر اللہ ہے، طوفان نوح امر اللہ ہے، کشتی کا بچانا امر اللہ ہے، فرعون کی حکومت کا غرق ہونا، بنی اسرائیل کا سربلند ہونا امر اللہ ہے، احد میں صحابہؓ کے پاؤں اکھڑ گئے، ایک دوسرے سے کہنے لگے کیا ہو رہا ہے ہمارے پسپائی کی حالت، کہا امر اللہ ہے، اس واسطے کہ نبی کی بات کو چھوڑ دیا۔

اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ عبادت پر محنت کر کے مرضی کے مطابق بنا دیں تو فیصلہ ہوگا اگر عبادت پر تو بڑی بنے گی، اب بننا بگڑنا اللہ کے فیصلے پر ہوگا، وہ موافقت میں آویں گے عبادت پر اس کے فیصلے پر قوم ملک کے حالات فقر وغنیٰ امن خوف کا تغیر وتبدل ہوگا، وہ دعا کب ہوگی جب عبادت کے شرائط پورے ہوں، اب اپنی طرف پھرنے سے یہ نماز کی محنت پر اٹھیں گے، صفت پیدا کرنی ہوگی، جس وقت پکارا جاوے بیوی، غلام، کاروبار بچہ کو چھوڑ ہر وقت جان مال لگانا حکم کے لئے کھڑا ہو جانا آ جاوے یہ ہے نماز کی صفت۔

ایک نماز پڑھنا، دوسرے نماز کا مزاج بن جانا، وقت کے اعتبار سے جو حکم آوے اس پر آ جانا، ان کے اعتبار سے حکموں پر لگانا، زکوٰۃ ہے جتنے احکام ہیں سب سے مزاج بنتا ہے، حضرت موسیٰ علیہ السلام حضرت عیسیٰ علیہ السلام حضرت ابراہیم علیہ السلام کی راہ چلنے کے لئے محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا راستہ، مکان کپڑے کیسے ہوں تمہارا طریقہ کیا ہو، اگر ملک ومال والوں کے پیچھے چلے تو ہلاکت ڈوبنے تباہ ہونے والی قسمیں ہیں، ان کو سامنے رکھو گے تو غرق ہو گے، حکموں کے مطابق مزاج بنانا ہے، شادی مکان سواری پر

نہیں، حکموں پر جان مال لگانے کا مزاج بنانا ہے، سارا طریقہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بتایا، زکوۃ عبادت ہے، کوئی پیسہ قرآن وحدیث سے ہٹ کر خرچ نہ ہو، شادی دوکان بھی اتنا جتنا بتایا، اجتماعی زندگی ہر مسئلوں کے حل کرنے میں جتنا بتایا، روزہ خدا کے حکم کے لئے اپنے تقاضے کو دبانے کا مزاج پیدا ہو، روزہ والا مزاج کھانے والے سونے والے تقاضوں پر ہاتھ ڈالنا ہوگا، راتوں کو جاگو دنوں کی بھوک پیاس 'من طلب العلیٰ سھر اللیالی' (۷) ایک مستقل مزاج حکموں کے لئے بنانا ہوگا۔

چوتھا اور آخری مزاج حج، حکموں کے لئے زبان قوم علاقائیت نکالو، ساری دنیا کے نظاموں اور صوبوں میں پھرو، جان ومال دوسروں پر عالمی مزاج کے ساتھ لگاؤ، نہ قومی لسانی وطنی کے ساتھ، جان ومال خدا کا خدا کے حکموں پر، عالمی مزاج پر، خالی نماز روزہ زکوۃ سے باقی مزاج حاصل نہ ہوگا، حکم والے یقین پر عبادت، اعمال محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بغیر چیزوں کے کامیاب ہونے کا یقین، دنیا بھر کے نقشوں کے ساتھ بغیر اعمال محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ناکامی آوے گی، عبادت پر حفاظت ہوگی، میں خدا سے نماز پڑھ کے مانگونگا، سارے اعمال اس یقین پر ہوں، اسی واسطے ان عبادات میں تندرستی خوش دلی، مکان دور ہو، تندرستی عزت، حفاظت مخلوق سے نہیں لینا ہے۔

خدا کرتے ہیں، زکوۃ پر، نماز پر ملے گا، عبادات میں کیا کیا فائدے بتلائے، اگر آخرت پر نظر رکھی تو ثمرہ جو مرتب ہو گا کامل ہوگا، اخلاص یقین ان پر نہ ہو، پانچ باتوں پر نماز آوے تو نماز والا مزاج پیدا ہوگا، زکوۃ روزہ، حج چار مزاجوں کو پیدا کرنے کے لئے میدان پیدا کیا گیا، دکان کے راستے سے حالات ٹھیک نہیں ہوتے، بلکہ جتنی محنت کروگے خدائے پاک کی قسم اتنے حالات خراب ہوں گے، عبادات کی محنت کو جتنا بڑھاویں گے حالات درست ہوں گے۔

دعوت نماز چلاؤ، رمضان میں چلاؤ، فضائل نماز کے ساتھ روزہ رمضان بھی ہو تو روزہ کی دعائیں، شب وروز کی دعائیں، ہر وقت کی دعائیں، نماز کے فضائل، روزہ کے فضائل، اب ہر عمل کی حقیقت محنت کا میدان قائم کر کے زندہ ہوگی، اب جتنوں کو طریقہ آجاوے تقاضے دبائے اور تقاضے پر لگانے کا مزاج بن جاوے، تم ہندوستان میں بیٹھے ہو ہندوستان اپنی مرضی اپنے پیروں پر چلنے والا نہیں، اصل امریکہ وروس میں ان کی ترتیب بدلوانی ہے تم خانگی مسائل کے لئے رو رہے ہو، آج مسائل عالمی ہیں، اس لئے کوئی نظام اسکیم نہیں، نبیوں کا نقشہ عبادت کا نقشہ ہے، آدمی ہوں گے جس کی دعاؤں پر ترتیب بدلے گی، یہ چار مہینہ رمضان شوال ذی قعدہ، ذی الحجہ، ڈبل کرنٹ نماز روزہ حج میں تین اور زندہ ہوں گے۔

---

(۱) مجمع الزوائد صفحہ ۲۵۸ جلد ۵

(۲) سورۃ یوسف: ۹۰

(۳) الرقۃ والبکاء صفحہ ۱۱۳ جلد ۱

(۴) بریقہ محمودیہ صفحہ ۲۵۱ جلد ۵

(۵) سورۃ ہود: ۴۰

(۶) سورۃ ہود: ۶۶

(۷) ایقاظ الھمم صفحہ ۲۶۰ جلد ۱

کامیابی وناکامی اندر کے حال کا نام ہے

{۱۶ رمضان ۱۳۸۴ھ مطابق ۱۹ رجنوری ۱۹۶۵ء}

اقتباس

عصیان کی ظلمت ہمیشہ باقی رہے گی، اگر سچائی تو اجر ہمیشہ، اندر جھوٹ بنا، اس کا وبال ہمیشہ، جو اندر بنتا ہے وہ باقی رہتا ہے، انسان اس دنیا میں مشرق سے مغرب تک منتقل ہوتا ہے متفرق مسائل کے لئے، یہ یہاں کی کائنات کو لے کر منتقل نہیں ہوتا، کوٹھی دکان، چیزوں کو چھوڑ کر جاتا ہے، ملک کے باہر نقدی بھی چھوڑ کر جاتا ہے، محدود کرنسی ہے کہ اتنے روپے لے کر جاؤ، یہاں کی چیزیں روک لی جاویں، ہمارا سامان وہاں سرحد پر چل جاوے، ان کا ہے یا نہیں، ۶۰، ۷۰ لے کر جاؤ، باقی یہاں واپسی پر لے لینا، ضابطہ ہے یہاں انتقال میں کتنی شہر میں، کتنی صوبوں میں، کتنی ملکوں میں، کتنی اشیاء لے جاسکتے ہو، آخرت میں کسی چیز کو نہیں لے جاسکتے، یہ سب تمہارا غیر منقولہ سامان ہے، یہیں فائدہ اٹھالو، اندر جو بنتا ہے اس کو لے کر جاتا ہے، بیوی تک کو نہیں، دوستوں کو نہیں، اندر کی مایا سو فیصد ساتھ جائے گی، شادمانی کے منظر، غموں کی گھاٹی میں غرض یہ ہر جگہ منتقل ہونے والا نہ ہو جو کہیں پاس اور کہیں نہیں، اس کی کامیابی اس میں نہیں بلکہ جو مستقل جس کو ہر جگہ لے کر پھرتا ہے اس میں کامیابی وناکامی ہے۔

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

میرے بھائیو دوستو بزرگو!

حق تعالیٰ شانہ نے سب سے زیادہ قیمتی انسان کو بنایا اور جس طرح کھیتی میں زمیندار محنت کرتا ہے غلہ کو مطمع نظر بنا کر اور جب کھیت کامل تیار ہو جاتا ہے، جتنے پکتے ہیں پک جاتے ہیں، پھر کاٹ دی جاتی ہے اور باقی پھینک دیا جاتا ہے، اسی طرح زمین وآسمان کی کھیتی میں انسان دانوں کی مانند ہیں، نہ زمین رہے گی، نہ آسمان، نہ پہاڑ، نہ سمندر، بس انسان نکالا جائے گا، جب تک وقت مقرر کیا ہے بنتے رہیں گے، اپنی محنتوں کے اعتبار سے یا بگڑے ہوئے بن کر، یا بنے ہوئے بگڑ کر مٹی میں جاوے گا، جتنے حصے سے انسان بنا تھا وہ محفوظ رکھی جائے گی، غیبی خزانے میں روح کو علیین، سجین میں رکھا جائے گا، سلسلہ یوں ہی چلتا رہے گا جب تک آخری انسان نہ بن جائے۔

جس پر فیصلہ میدان حشر میں ہوتا ہے، جیسے داخل ہوئے تھے ویسے ہی نکلیں گے اس وقت فریق فی الجنۃ اور فریق

فی السعیر (۱) بعض کے چہرے چودھویں کے چاند کی طرح ہوں گے (۲)، اتنے فاصلے تک روشنی پڑ رہی ہوگی ان اجسام کی خوشبو جنت کی خوشبوؤں پر غالب آجائے گی، جنت کی خوشبو کا اگر ایک قطرہ دنیا میں آجائے تو فرمایا مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم نے اس خوشبو کی شدت سے پوری دنیا کے انسانوں کی جان نکل جائے (۳)، پوری دنیا بھی تحمل نہیں کرسکتی، کتنی ہوگی جنت کی خوشبو؟ اس پر غالب آجائے گی، جتنے خوشبو میں منہمک ہوں گے۔

حدیث میں ہے جونہی اعلیٰ علیین سے کسی نے حرکت کی بیٹھ گیا، لیٹ گیا، یا حرکت کی، یا کروٹ لی، ہاتھ سینہ پر تھا نیچے کیا خوشبودار ہوائیں چلیں گی نیچے کے سارے جنتی کہیں گے یہ کیسی خوشبو آرہی ہے، رات کی رانی جیسے فلاں درخت ہو، سب محسوس کرتے ہیں ویسے سارے جنتی محسوس کریں گے، یہ کہاں سے آئی آپس میں جواب دیں گے، اعلیٰ علیین والوں میں سے کسی نے حرکت کی ہے یہی ثمرہ کائنات ہے (۴)۔

قیامت کے دن ساری جنت کو سجایا جائے گا، سب کے ساتھ پوری دنیا کا دستور ہے، جب کسی ملک کا صدر آوے، وزیر آوے تو ایسا کرتے ہیں، ہم بارہا پہلے اس راستے سے نکلے ہم نے دیکھا کمینوں کے یہاں خالی لال کپڑا لگا دیں پتہ سے سجاویں، جانور کے واسطے سجا کر گویا صدر اس کو کھاوے گا، ایک کپڑا وہاں جہاں سے ہوکر نکلے گا چار گز کا، کسی نے آج تک پوری دلی نہیں سجائی کہ جہاں بھی نکلے پوری روشنی، ایک لاکھ خرچ پر کچھ کپڑے کچھ پتے اور کپڑے مخصوص سڑکوں پر لگا دئے جاویں گے، جنت ایسی سجائی جاوے گی پورا سونا، چاندی، ہیرے جواہرات کے ساتھ، اخیر میں دنیا عرض کرے گی ایک باندی کی طرح سے، اے خدا میں اس قابل تو نہیں ہوں کہ جنتی کو جنت کے بدلے دی جاؤں، البتہ اتنی درخواست ہے کہ کسی جنتی کے جنت میں میرا بھی داخلہ ہوجاوے، فرماویں گے نہیں، جس کی جنت میں تو جاوے گی ساری جنت کو خراب کرے گی (۵)، ہم کیوں اپنے دوستوں کی جنت کو خراب کریں، اس کی مثال ایسی سمجھ لو، ایک وزیر سنگ مرمر کی صاف شفاف کوٹھی میں ہو، کوئی زمین دار کہے آپ بہت بڑے، ہم بھی حصہ ڈالیں، بہت محبت، تم ہمارے جھونپڑوں کو منظور کرو، ہم بھی آئے ہیں حقہ پینے، گوبر کا مکان ایک طرف قبول کرلو اس میں اوپلے، وہ کہے گا نا بابا ایسا نہیں ہوسکتا، ہماری ساری کوٹھی خراب ہوجاوے گی، پانی چلے گا تو گوبر کی رنگت آجاوے گی، اس میں کوئی مبالغہ نہیں۔

دنیا جنت کے مقابلہ میں ایسی ہی ہے، کہیں گے پوری دنیا کو دوزخ میں ڈال دو، جب تک خدا نے چاہا تب تک اس میں انسان بنتے بگڑتے رہے، جو بگڑے اور جس پر بگڑے اسی کے ساتھ دوزخ میں ڈال دو (۶)، اب معلوم ہوا سب سے زیادہ قیمتی انسان کو بنایا، باقی رہنے کے لئے، باہر جو بنے گا وہ ختم ہوجانے والا ہے اور اندر باقی رہنے والا بنے گا، مشرک بن گیا تو اس کی ظلمت بدبو باقی رہے گی، نور بن گیا تو اس کا نور خوشی خوشبو باقی رہنے والی طاعت کا اجر ہمیشہ کے لئے۔

عصیان کی ظلمت ہمیشہ باقی رہے گی، اگر سچائی تو اجر ہمیشہ، اندر جھوٹ بنا، اس کا وبال ہمیشہ، جو اندر بنتا ہے وہ باقی رہتا ہے، انسان اس دنیا میں مشرق سے مغرب تک منتقل ہوتا ہے متفرق مسائل کے لئے، یہ یہاں کی کائنات کو لے کر منتقل نہیں ہوتا، کوٹھی دکان، چیزوں کو چھوڑ کر جاتا ہے، ملک کے باہر نقدی بھی چھوڑ کر جاتا ہے، محدود کرنسی ہے کہ اتنے روپے

لے کر جاؤ، یہاں کی چیزیں روک لی جاویں، ہمارا سامان وہاں سرحد پر چل جاوے، ان کا ہے یا نہیں، ۶۰، ۷۰ لے کر جاؤ، باقی یہاں واپسی پر لے لینا، ضابطہ ہے یہاں انتقال میں کتنی شہر میں، کتنی صوبوں میں، کتنی ملکوں میں، کتنی اشیاء لے جاسکتے ہو، آخرت میں کسی چیز کو نہیں لے جاسکتے، یہ سب تمہارا غیر منقولہ سامان ہے، یہیں فائدہ اٹھالو، اندر جو بنتا ہے اس کو لے کر جاتا ہے، بیوی تک کو نہیں، دوستوں کو نہیں، اندر کی مایا سو فیصد ساتھ جائے گی، شادمانی کے منظر، غموں کی گھاٹی میں غرض یہ ہر جگہ منتقل ہونے والا نہ ہو جو کہیں پاس اور کہیں نہیں، اس کی کامیابی اس میں نہیں بلکہ جو مستقل جس کو ہر جگہ لے کر پھرتا ہے اس میں کامیابی و ناکامی ہے۔

گو جھوٹ و سچ، توحید و شرک، اخلاص و اغراض، ظلم و انصاف، ذکر و غفلت، جہل و علم، کمالات و خرابی طاعت و عصیان وغیرہ ہر جگہ ساتھ رہے گا، بیوی کے ساتھ ہے تب بھی رہے گا، قبر و حشر میں بھی جو اندر بھرا ہے وہی اسباب کامیابی اور ناکامی کے ہے، پہاڑوں میں رہے سمندر میں، ہوا میں، کسی ملک میں، اگر ناکامی کے اسباب اندر نہیں ہیں تو ہر جگہ ساتھ آسکتی ہے، کامیابی کے اسباب تو کامیابی ہر جگہ، ہوائی جہاز بھی ناکام ہو سکتے ہیں، گدھوں پر بھی کامیاب ہو سکتے ہیں، آج بڑی بڑی حکومتیں، ہوائی جہاز میں سفر، ۷۵ ہزار کی کار میں اب ان پر لعنت کے ووٹ پاس ہو رہے ہیں کہ نہیں۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام جن کو دو ہزار سال کے قریب ہو گئے ہیں گدھے پر بیٹھ کر عزت پائیں اور یہ اپنے ہی زمانے والوں سے لعنت کے ووٹ، کیا بات ہے؟ کامیابی و ناکامی کے اسباب اندر میں ہیں، سارے ملک و مال کے نقشے میں ناکامی آکر رہے گی، اگر اندر ظلمت بنی، اسی طرح اندر کے بناؤ پر کامیابی آکر رہے گی، انسان اس بے قیمت دنیا سے قیمتی نہیں بنا کرتا، جس طرح ہر انبیاء علیہم السلام توحید کے لانے میں مشترک، قیامت کے بعد زندہ ہونے کے بارے میں مشترک اسی طرح اس بات میں بھی مشترک، قیامت کے بعد زندہ ہونے کے بارے میں مشترک، اسی طرح اسی بات میں بھی مشترک کہ پوری دنیا کی قیمت مچھر کے پر کے برابر نہیں (۷)، اس سے دنیا کی تحقیر بتائی، دنیا کی قیمت بتلانا مقصد نہیں، محدثین کو اشکال ہم کو تو یہ اشکال ہوا کہ پوری دنیا کی اتنی سی قیمت اور جنھوں نے نہیں حال کو مانا انھیں کوئی تعجب نہیں۔

حدیث شریف میں آتا ہے خدا کی راہ میں ایک صبح شام کا نکل جانا دنیا و مافیہا سے بہتر ہے (۸)، ہمیں اشکال ہو، دیکھو جی پوری دنیا سے قیمتی کہہ دیا، یا محققین کو شبہ ہوا، کہا ایک بات لازم آتی ہے یا تو دنیا کا قیمتی ہونا یا اللہ کے راستے کا قیمتی نہ ہونا، کیوں کہ بے قیمت سے قیمت بتائی جاسکتی ہے، ایسے ہوا جیسے یہ کپڑا پاخانے سے زیادہ قیمتی، آپ نے کپڑے کی قیمت بتائی مگر ایسے سباق میں کہ بے قیمت ہونا لازم آیا، تو اللہ کے راستے میں نکلنا قیمتی نہیں یا لازم یہ آیا کہ دنیا قیمتی ہے، اب علماء نے جواب دیے ہیں، بعضوں نے یوں کہا ہے کہ جو دنیا کو قیمتی ان کی سمجھ کے موافق سمجھانے کو یہ بات کہی، پوری دنیا کو کتنا قیمتی سمجھیں گے ورنہ کیا تناسب، اللہ کے راستے کی محنت اور دنیا کا، دوسرا جواب یہ ہے کہ یہ دنیا ظرف ہے، اس میں جتنے مظروف سارے اعمال صالحہ آگئے، سارے اعمال صالحہ سے ایک شام نکلنا بہتر ہے شان نزول یہی ہے۔

ایک مرتبہ جمعہ کو خدا کے راستے میں جماعت روانہ کی، فرمایا زیدؓ امیر ہیں اگر یہ شہید ہو جائیں تو حضرت جعفرؓ امیر

بنائیں جائیں، اگر یہ بھی شہید ہو جائیں تو حضرت عبداللہ بن رواحہؓ امیر بنائیں جائیں، پھر جس کو مسلمان چاہیں امیر بنالیں، ایک یہودی حضرت عبداللہؓ کا دوست تھا کہنے لگا، نبی جب اس طرح کلام کرتا ہے تو اس کے معنی واقعہ کی خبر دینا ہوتے ہیں، انھوں نے جھلا کر کہا سچے نبی ہیں، اگر ہم شہید بھی ہو گئے تو کیا اثر پڑے گا، میں مرجاؤں گا (۹)، جدائی کا قلق ہے، روانگی کے عجب حالات، چلے ہیں تو شعر پڑھتے ہیں سلام اس پر جو پہنچانے کے لئے آیا، اونٹنی پر شعر پڑھتے ہوئے چلے جارہے ہیں، اری اونٹنی پھر تو نے مجھے میرے محبوب سے بچھڑا دیا، یوں خیال آیا عمر کا آخری جمعہ محمد رسول اللہ ﷺ کے پیچھے ادا کرلیں جیسے رمضان کا آخری عشرہ یقینی نہیں، آئندہ نہ ملے گا، مسجد نبوی میں آپ ﷺ نے دیکھا تو ٹوکا، ابن رواحہؓ تم! عرض کیا حضور ﷺ جمعہ کے واسطے، فرمایا، تم نے جمعہ کے نکلنے کو نہ دیکھا، میں جمعہ کی نماز مسجد نبوی میں حضرت محمد ﷺ کے پیچھے پڑھ لوں سب سے بہتر مکان کے اندر جو اعمال ان میں سے اجر میں بڑا، جس کی حضرت محمد ﷺ امامت فرماویں۔

مقصد جمعہ کی نماز کو رکنا تھا، اس وقت فرمایا ایک صبح یا شام اللہ کے راستے میں پوری دنیا سے بہتر ہے (۱۰)، کسی نے جواب دیا پوری دنیا کی کیسے نام پر تقسیم کریں، زمین باغات، کپڑا ساری چیزیں اس کی جو جنت ملے گی، ایک گھنٹہ پوری دنیا سے زیادہ قیمتی ہوگی، اصولوں کے خلاف معنی ہوتے ہیں وہ حدیث جس میں دنیا کسی درجہ بھی ثابت ہوتی ہو وہ سب کلیات کے خلاف ہے، کوئی چیز بے قیمت ہے قیمتی ہو، جیسے پاخانہ پلیٹ میں ہو، گورنر والا، وزیر والا، اسے پلیٹ میں کیا کہو گے؟ کمبخت خراب ہو گیا۔

اسی طرح ان بڑے سے بڑے دنیاداروں کی حیثیت خدا کو پہچاننے والے کے یہاں ملنے والے سے زائد نہیں، انسان کی قیمت خدا کے ساتھ تعلق، یقین، عبادت سے بنتی ہے، خدا نے اس کو اپنا مظہر بنانے کے لئے بنایا ہے، اصل جو کرے اسی کا کرنے والا خلیفہ ہوتا ہے، اللہ نے ساری چیزوں کو بنا کر اس کی حاجتیں پوری کرتے ہیں، اگر تقاضے دوسروں کے پورے کئے تو خلافت ورنہ حیوان، حیوان کھاتے ہیں کھلاتے نہیں، اگر کھلایا تو خلیفہ ورنہ حیوان، جانور اپنا تقاضہ پورا کر لیتا ہے، تقاضے دوسرں کے پورا کئے تو خلافت بنے گا، بھوکوں کو کھانا کھلانا خلافت بنے گا، خدا کھلاتے ہیں کھاتے نہیں، انسان کھاتا ہے کھلاتا نہیں، اتنا کھلانا شریعت میں رکھا کہ حد نہیں۔

انسان خود قیمتی بنے تو ملکوں کا عزیز و محبوب بنتا ہے، غیر آپ سے محبت کریں گے، آپس میں تلواریں چلیں گی، مگر ان سے دونوں فریق محبت رکھیں گے، اگر بے مکان والوں کو مکان بنا دیا یہ خلافت، اگر ایک کوٹھی شاندار اتنے رقبہ میں کھڑی کر لی یہ حیوانیت کا خرچہ ہوگا، ایک گھر کے لئے سو گھر کے برابر جگہ گھیر کے راحت نہیں اور سو بے گھروں کے مکان خلافت کا کام، معمولی روٹی سالن کھا کے سو کی روٹی کا انتظام کیا۔

اب جتنی حیوانیت کم ہوتی جاوے گی، اتنا قیمتی بنتا جاوے گا، یہ معیار ہے قیمتی ہونے کا، آپ بس زندگی میں زیادہ سے زیادہ خلافت پر، کم از کم حیوانیت پر آؤ، یہ تو نہیں کہ کھاوے ہی نہیں، حیوان نہیں بنے گا بلکہ خلیفہ بنے گا، دیکھا یہ جا

وے گا محنت حیوانیت پر زیادہ ہے یا خلافت پر زیادہ، ہدایت پر یا غلط طریقوں پر۔

خلافت نام ہے سارے انسانوں کے تقاضے پورے کرنے کا، علم پر یہ بھی خدمت بنے گا، خدا غنی بے نیاز ہیں، بنایا اور دوسروں پر لگایا، حوریں، غلمان، عورتیں ہماری دلچسپی کے لئے بنائیں، دوسروں پر لگا دینا یہ کام خدا کا کام، تم بھی اسی نقشہ پر آجاؤ تو خلافت، آج لوگ اپنے بننے پر اتر آئے، اسی واسطہ یہ اسلام کی ترقی میں روڑہ ہیں، لینے والے کو دینے والے مزاج پر آخر تک بدل دیں گے۔

بادشاہ کا باز تھا اڑ کر ایک بڑھیا تک پہنچا، جسے برابر دکھائی بھی نہ دے، باز کو جانتی نہیں، جو دیکھا کہ چونچ تیڑھی، رحم کر کے بولی تو کھاتا کیسا ہوگا؟ قینچی سے برابر کر دیں، پھر ناخن، پر کی باری آئی، غرض کہ اسے مرغی بنا دیا، پھر کہا پتا نہیں کس نالائق کے یہاں تھا، پر بھی برابر نہ رکھے، ادھر بادشاہ اعلان کر رہا تلاش کر رہا، باز کے ملنے پر زبردست روپیہ، اس بوڑھیا کے گھر باز تو جانتی نہیں تھی، کہا ہاں ایک جانور ہے، باز کو کبوتر بنا دیا تھا، جو بادشاہ کے پاس آیا تو کہا ہائے میرے باز کا ستیاناس کر دیا، جو طاقت تھی ساری طاقت بڑھیا نے ذبح کر دی، ہاتھی پر ملک کے سارے شہر میں اعلان کروایا کہ جو اپنے آپ کو نااہلوں کے ہاتھوں میں پہنچا دیتا ہے اس کا یہ حشر ہوتا ہے۔

غرض یہ کہ خلافت میں اول سے دینا ہے، زکوٰۃ دینا فرض، سود حرام یعنی لینے کے راستے بند، اس واسطے کہ لینے کا مخزن خالق ہے، خالق سے لو، خدا کے اعتبار سے دینے سے ملے گا، اگر سود کی پرورش کی سو کے اعتبار سے ملے گا، اگر حکومت سب کی چوس لے خدا ان کا دیوالیہ نکال دے گا، اگر محکومیت ہے وہ محکومیت پر لینے والے، تم محکومیت پر کھلانے والے بنے، ہلانے والے بنے، انصاف اندر، سخاوت اندر، صبر و تقویٰ خوف خدا اندر، لوگوں کے اوپر شفقت اندر، پیار رحم علم دھیان اخلاص یقین اندر بنے گا، اسی طرح ناکامی کی بنیادیں بھی ظلم، بدعہدی، لوٹ کھسوٹ، کا مادہ جو اندر میں جاوے اس کے اعتبار سے حالات آویں گے، حالات کو نقشوں کے ساتھ نہیں، زمین آسمان کی شکلوں کے ساتھ نہیں انسان کے اعمال کے ساتھ جوڑا ہے اور اعمال کو چیزوں کے ساتھ نہیں، اعضاء کے ساتھ جوڑا ہے، آنکھ ہے جہاں ہوں گے آنکھ کا ساتھ، پھر وزارت ہو نہ ہو، کار بھی ہو نہ ہو، کوٹھی ہو نہ ہو، چاہے کوئی چیز نہ ہو، آنکھ ہے تو عمل ہو جاویں گے، اعمال کو اعضاء سے اور اعضاء کو دل سے، چیز سے نہیں جوڑا، آنکھ، زبان، کان، ہاتھ، پیر دل سے جڑی ہیں، جو ہر دل سے پیر تک اعضاء ادھر جدھر اعضاء ویسے اعمال۔

اعمال تو حالات کے اعتبار سے مرتب ہوں گے، کھانے موجود، دو دوست اعزاء سب خوشامد کر رہے ہوں گے، کھایا تو آپ کا جی نہیں رہا، آنکھ دیکھنے کو تیار نہ ہاتھ بڑھنے کو تیار، نہ زبان چکھنے کو تیار، جب یہ ہو تب دل پر چوٹ ہو، عشق ہو گیا ہو، معشوق کے بارے میں اب وصل نہ ہوگا، فجر میں کھالو، کیا بات ہے، بول بھی نہیں رہے ہیں، آنکھ اٹھا کے دیکھنے کو تیار نہیں، حسین بیوی پاس لیکن دل کالی پیلی سے اٹکا ہوا ہے، یہ پاس لیٹی ہے ایک تکیہ کا فاصلہ نہیں کروٹ لیتے نہیں، وہ ۲۵ میل دور کمبخت، منحوس، وہاں سے تصور میں چلی آئے، دور سے بات ہو رہی ہو، روزانہ ادھر ۲۵ میل چلنے کو تیار، ادھر آنکھ کو اٹھا کر دیکھنے کو تیار نہیں، عورت اور چیزوں سے عمل نہیں ہوتا، دل سے پھر آنکھ سے، پھر کان، زبان، ہاتھ، پیر سے ہوتا ہے، دل

پر محنت کریں گے، دل خدا کی طرف تو سارے اعضاء اور سارے اعمال خدا کے تابع، پھر یہ وزارت، صدارت میں قیمتی بنے گا، اب ساری بات دل پر، ادھر دل تو سارے اعضاء اور اعمال دل کے اعتبار سے۔

نفس کیا ہے؟ اللہ نے جو جسم کائنات کے یقین سے بنایا ہے روح براہ راست بھیجی ہے، روح کے آنے کا بننے کا سارا نظام پوشیدہ، یہ بات نہیں موٹر میں لائے ہو، مکان میں رکھا ہو، کارخانے میں بنایا ہوتا کہ تعلق ہو جائے، وہ تو براہ راست فرشتہ ڈال گیا (۱۱)، اب جسم لیا چار انگل ماں کے پیٹ میں ساری کائنات کے چکر میں نکل کر آیا ہو، لوہا غذا میں سے اب اس کا پورا نظام کئی چیزیں ہیں، لوہے کے نظام کو لکڑی ہل کی ایک بیل ایک کا نظام کھیتی کی پوری محنت اندر اور بعد میں زمین سے لینے کا پورا ضابطہ غذا کے لئے عدالتوں دفتروں، دکانوں سے گذر کر دسترخوانوں تک پہنچا ہے، کوئی وزیر اعظم کوئی وزیر اور رسل اور رسائل کوئی اور بعد میں غذا میں آئی ہے۔

پھر اندر کا نظام منی بنی، مرد عورت کا اختلاط خون، پسینہ، لوتھڑا پھر یہ آفت کا پرکالا، سارے نقشے کے اندر سے بنا، روح نے کبھی شکل بھی نہیں دیکھی، ڈالنے سے اب دو چیزیں، روح کے جسم کے اندر آنے کی بناء پر اتنا تقاضہ یہ نفس ہے، ایک روح کا تقاضا اور ایک اپنا تقاضا اس کا نام فطرت ہے، اسے سمجھو ایک وسیع زمین ہو کسی منچلے نے یا دماغ خراب کو مذاق سوجھا سوہاتھ کھود کے دنیا بھر کے پاخانے جمع کرنے شروع کئے، انسانی پاخانہ پرندوں کی بیٹ، حیوانات، درندوں، چرندوں مچھلیوں کے، حسین عورتیں وزیر گونر کا پاخانہ لمبا چوڑا رقبہ اس میں وزیر اعظم کا الگ انتظام مکمل ایک عرصہ گذرے، بات لوگوں کے ذہن سے اتر جائے پھر کسی نے وہاں کوٹھی بنانا چاہی سارے لوگ آرام سے کرسیوں پر بیٹھے اور خوب مزہ لے رہے، سوچا پانی کی تفریح نواب صاحب لے، وہ مقبرہ بناؤں گا پیر پانی اور پانی میں زعفران ومشک و نجمہ اور قیمتی خوشبو دار پانی جو بہے اور زعفران ان گڑھوں میں جو کبھی پاخانہ سے بھرے ہوئے تھے ڈالا جب تر ہوئی بھپکا مارا سب ناکوں پر رومال رکھ کر ہٹے اب بھی گلاس میں وہ پانی پرے سے جائے جب آس پاس کی پاخانے والی زمین چھوڑ دے وے، معلوم ہوا کہ یہ بھپکارا زمین کا ہے، پانی کا نہیں، اسی طرح منی کے قطرہ کی گندگی زمین کا بھپکارا نفس ہے، ہمیشہ ادھر ہی مائل ہو جہاں سے نکلا ہے، دکان میں سے نکلا لہٰذا کہے گا بڑا کام بن جائے گا، دکان ملنے پر یہ وزیر لوہے لکڑی، بیل پر اس جگہ کی طرف کھینچے، جہاں سے نکل کر آیا ہے یہ مادہ ہے جس کا نام نفس ہے، اگر خدا کی توفیق سے تھوڑی سی محنت اس پر کر لو کہ دل نفس سے خدا کی طرف پھر جائے دل پر سارا دارومدار ہے۔

دل آج نفس کی طرف ہے اور نفس زمین، مکان، جائداد، عورت، کی طرف ہے، دل کی خرابی سے آخر تک کا سلسلہ خراب ہو گیا، اگر تھوڑی سی محنت کر لیں کہ دل نفس سے خدا کی طرف پھر جاوے تو پھر ہاتھ زبان، آنکھ پورے اعضاء موافق، آپ کہیں چاہے چلئے، چاہے بادشاہت میں ہو حضرت سلیمان علیہ السلام کی طرح مقرب بنو گے، چاہے صنعت میں، فوج میں، چاہے فقیر بن کے پہاڑوں میں ہر جگہ اچھے عمل پر محبوبیت آتی ہے، اب دل کسی کے ہاتھ نہیں، وزیر کا دل وزیر کے ہاتھ میں نہیں، ڈاکٹر، وکیل، مولانا، پیر اس کے ہاتھ میں نہیں، حتیٰ کہ نبی کا دل نبی کے ہاتھ میں نہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں اے خدا تو نے عدل کا حکم دیا میں نے بیویوں کے ساتھ عدل کی صورت اختیار کی، محبت میں برابر، میرے اختیار میں نہیں (۱۲) آپ بار بار فرماتے، اے دلوں کو پھیرنے والے میرے دل کو اطاعت کی طرف پھیر دے (۱۳)، اب مسئلہ آسان ہے، تم وزیر کا، حکومت کا، ملک میں بسنے والے انسانوں کا، دنیا بھر کے انسانوں کا دل دعا کر کے پھیر سکتے ہو، دنیا دار الاسباب ہے، ہر جگہ کہیں بل چلا کر بیج ڈال کر شادی کر کے، بیگم صاحبہ پر محنت کر کے، اے خدا اولاد عطاء کر، یہ نہ کیا کہ شیخ کے پاس جا پہنچے، شادی ہوئی نہیں گناہ کا ارادہ نہیں، اللہ کو تو قدرت ہے، میرے ناک میں سے نکال دے، یہی کہے گا کسی کالی پیلی کو جھونپڑے میں ڈال۔

ایسے ہی دلوں کو پھیرنے میں اسباب اختیار کرنے پڑیں گے، جب دل پھر جاوے سارے اعمال ٹھیک ٹھیک ہوں گے، امریکہ روس تک غلام بن کر آویں گے، اس ملک میں بہت آسان ہے، اگر دل پلٹ دیا، عبادت پر محنت کرنے سے دل خدا کی طرف، ملک مال پر محنت کرنے سے غیروں کی طرف پلٹ جاتا ہے، جب اعمال کو اور اپنی عزت کو بالائے طاق رکھ کر ممبری کے لئے معمولی بھنگیوں کے محکمہ کرنے کی منسٹری کرنے کے لئے بہت ہو مگر چھوڑتا نہیں، کہتے ہو صاحب زادہ عزت یہاں ہے چاہے بھنگیوں کے ہاتھ جوڑنا پڑے، یہاں سیاست میں سب روا ہے۔

سیاست میں یزید، امام حسینؓ کو شہید کر لیتے تو ہم جان کو آجائیں اور ہم ان اعمال کو جن پر امام کو بھوکا پیاسا رکھ کر تڑپایا گیا، ذبح کریں، سیاست میں نامعلوم بے چارہ یزید کیوں پکڑا گیا، جب دل غیر کی طرف، حالات خراب، پھر جنگیں چھڑتی ہیں، زلزلہ سیلاب آتے ہیں، خون کی ندیاں بہتی ہیں پھر جس سے گھبراتے ہو سب ہوتا ہے، آج زمیندار کے سامنے کھیتی ہے، اس کے لئے جو چاہے کرنا پڑے، کفار خبیث ترین کی تعریف کرنی پڑے، سارے بد عمل گوارہ ہے، ایسے انسان دنیا میں بھی خمیازہ بھگتتے ہیں آخرت میں بھی دل کے بگڑنے کا سبب ملک و مال پر اندھے ہو کر محنت کرنا ہے، جب سامنے ملک و مال ہیں، اعمال کا جو چاہے حشر ہو، خدا توفیق دیں، دل غیروں کی طرف سے پھر جائیں۔

اس سو سال میں کیا گیا، اب جن کے ہاتھ میں ملک و مال ہے وہ کیا کر رہے ہیں، حاملہ عورتوں کی عصمت دری، آگ کے لگنے، مکان کے توڑنے کے اسباب کچھ تو ہوں، صرف اپنی ممبری باقی رکھنے کی، مسلم ممالک ان سے دس قدم آگے ہیں، جب دل غیروں کی طرف ہو جائیں، پھر ان حالات کو نہ امریکہ روکے نہ روس، کسی دن خدائے پاک کی قسم ان کے حالات خراب ہوں گے، ایک طبقہ اس کو میدان بنا لے، یہ محنت دلوں کو پھیر دے گی، نبیوں کے منبع محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ترتیب پر، ان کی شباہت پر کود پڑنا پھر تم دعا کرو گے اور دل پلٹیں گے

جیسے زمیندار محنت کا میدان قائم کرتے ہیں، بل چلا رہا ہے، بیل موڑا، دوسری لکیر، صبح سے شام تک زمیندار کا یہی کام، بیج بکھیرنا، کیا ہو رہا ہے، کہے گا جوت پر جوت لگ رہی ہے، آج جب کہ ایک ایک سیر کے واسطے دلی، یو، پی جا رہے ہیں، چار خاندان قافلے والے ہیں، روپیہ کا دو سیر آٹا لے کر چلائے جا رہے تھے، کہ سیٹی بجی پتہ نہیں کونسے ملک کے دستے نے حملہ کر دیا، پکڑ لیا، ایک غریب فاقہ مست کے دو سیر گیہوں چھین کر گویا ہماری پلٹن نے چین فتح کر لیا، جب کوئی چیز کھو

جائے تو کیا کہے، خاک میں ملا دیا، زمیندار اصل میں دانہ خاک میں ملاتا ہے، آگے خدا کرتے ہیں، بارش زمین کو نرماتی ہے، ثُمَّ شَقَقْنَا الْاَرْضَ شَقًّا (۱۴) آج جتنے حصے پر محنت ہوئی اتنے کے اعتبار سے لہراتا ہے، ایک جگہ پر ایک سو بیگھہ تو سو، اسی طرح عبادت پر محنت میں کسی ایک ملک کا انتخاب کرتے پھرتے رہو، کلمہ کی آواز لے کر پھرو، چوبیس گھنٹے کی مشق ہو ملک و مال سے کامیابی نہ ہوگی، کامیابی خدا کے ہاتھ میں ہے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نہج پر ہر عبادت سیکھ لو، اب اس پر محنت جتنا جان و مال لگائے یہ بیج ڈالنا ہے

انسانیت کی زمین میں آنکھ، کان زبان کے راستے سے بیج جا رہا ہے، اب رو رو کر دعا کرو، اے خدا اس کھیتی کو ہرا فرما، اب محنت ٹھیک، یقین بدلنے کے لئے ہاتھ پیر مارو خلافت کرو، حیوانیت سے نکلو، جب اس طرح محنت ہو، یہ سبب بنے گا دل کے پلٹنے کا، پھر دلوں کے پلٹنے کا، ہر ایک کے دل پلٹیں، ایک طبقہ اسی کو کام بنالے، جو نبیوں کے طریقہ پر پھرے پھر دل پلٹیں گے، باقی کے ہلاکت کی شکلیں نکلیں گی، پھر جس طرح چاہیں صاف کریں، غلط کو جس طرح چاہیں ہٹا دیں، ہم کریں گے تمہارا کام محنت کرنا، جان لگانا، پوری توجہ سے فَاسْتَمِعْ لِمَا يُوْحٰى (۱۵) اندر لینے والی کیفیت سے سنو اِنَّنِيْٓ اَنَا اللّٰهُ (۱۶) امیر سے سوا کسی اور سے کچھ ہوتا ہی نہیں، سب میں ہی کروں اور عبادت پر کروں، آدمی چھٹا ہوا کب ہوتا ہے، اگر نام رکھنے پر ہوتا نہیں تو سارے ہی چھٹ گئے۔

جب فرعون نے کہا، اچھا آ گیا ہمارا مجرم، فرمایا اِنِّيْ رَسُوْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ (۱۷) میں بھٹکا ہوا تھا مجھے خدا نے رسول بنا کر بھیجا ہے، ظالم آپس میں ٹکرا کر ختم ہوں گے وَمَآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ (۱۸) ہم خدا سے فائدہ اٹھانے کے لئے کر رہے ہیں، تمہارا ملک و مال تمہیں مبارک ہو، ہم تو خدا کو راضی کرنے کے لئے کر رہے ہیں، چار باتوں پر جب آئے گا اس کی دعا سبب بنے گی، یہاں بیوی کی روٹی نہیں نظر انداز کا حوصلہ چاہئے، کوٹھی میں تقاضہ کا نظر انداز کرنا آجائے، جب خدا سے ہوتا ہے خدا پرورش کرے گا، گھر پر میری جان پر جو چاہے گذر جائے اس کام کو بنا کر کمائی کو آگے پیچھے کیا جائے، اپنے مقام پر رمضان کی طرح پر وقت مقرر کرلو، تعلیم و تعلم نفل روزہ تسبیح، اتنے گھنٹے نفس کی چیزوں سے یکسو ہونا ہے، اب مشق ہو روزے کی طرح، اتنا وقت عبادت کا، عبادت میں لگے رہو، حج کی طرح باہر کا کام ہر مہینے طے کرلو۔

دائرہ عالم پورا عالم جیسے زمین، تو ہدایت آئے گی اور نبی زماں و مکاں کے اعتبار سے محدود تھے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم تمام ملکوں اور قوموں کے واسطے نبی ہیں (۱۹) اور اس محنت کو متحرک جس پر عیش کو لات ماردی جائے، پھر تمہاری دعا سے قلوب پلٹیں گے، جس دن آنکھ کے آنسو زمین پر، ہونٹوں پر نبیوں والی دعائیں، خدا فیصلہ فرمائے گا، آئندہ نسلیں سروں پر بیٹھاویں گی، دار الاسباب کے تین درجہ ہیں، اعلیٰ مال کو اور اوقات کو تلف کرو، پوری محنت کے لئے جان اور پیسہ کو جہاں عبادت کی ضرورت ہو۔

اب ایک ثلث ہر مقام پر ماحول بنانے کی جماعت بلاؤ، تو کھلانے پلانے اور خیر خبر لینے کو آدھا دن مسجد میں، آدھا کمائی میں، رات آدھی مسجد، آدھی گھر، پھر تمہاری دعا ایسی قبول ہوگی جیسے انبیاء علیہم السلام کی دعا، سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل ملکوں کے دل پلٹیں گے، دوسرا درجہ آدھا آدھا کر کے دو دو ماہ فرصت میں لگاؤ کبھی مشغولی میں، جیسے ڈاکٹر کا آلہ ہوتا

ہے، ویسے ہی اللہ کا آلہ چار مہینے کبھی ان مہینے میں سیزن لاکر دیکھتے ہیں، کمائی پر یقین یا ہماری ذات پر، کبھی شادی اور کام کو لاکر آزماتے ہیں، اگر ۳۶ برس تک دیتے ہیں جتنے چاہے حالات آجاویں یہ اعلیٰ درجہ کے عبادات اور اخلاق ایمان والوں میں بنے گا، حالات کو نہ دیکھ کر نکلے بوائی، کٹائی، علاج کا موسم، داخل خارج کا موقعہ چاہے جونسے کام ہوں۔

دوسرا تمہاری فرصت کے چار مہینے زمین دارں، تاجروں، ملازموں کے پھر مقام کی وہی ترتیب، ایک مرتبہ چار مہینے لگا کر مناسبت پیدا کرنی ہے، پھر چھٹے مہینے چلہ دیتے رہو، آخری وہ ہے سوچا کہ پہلے چلہ لگا دو اور تین چلہ کی دعا کرو، جس طریقے کی قربانی اسی سطح کے اعتبار سے دل پلٹیں گے، اس واقعہ میں سب سے پہلے دنیا کی چیزیں آتی ہیں اس کے بعد آخرت اور اس کے بعد رضائے الٰہی اب جو جہاں آسکے گا وہ وہیں رہے گا۔

---

(۱) کنز العمال صفحہ ۱۱۳ جلد ۱

(۲) کنز العمال صفحہ ۳۸۷ جلد ۱۴

(۳) کنز العمال صفحہ ۴۷۳ جلد ۱۴

(۴) حاوی الارواح الی بلاد الافراح صفحہ ۳۰۸ جلد ۱

(۵) کنز العمال صفحہ ۲۳۷ جلد ۳

(۶) کنز العمال صفحہ ۲۳۷ جلد ۳

(۷) کنز العمال صفحہ ۲۱۱ جلد ۳

(۸) مجمع الزوائد صفحہ ۲۷۹ جلد ۵

(۹) السیرۃ الحلبیہ صفحہ ۲۳۱ جلد ۵

(۱۰) حیاۃ الصحابہ صفحہ ۵۸۵ جلد ۱

(۱۱) مشکوٰۃ صفحہ ۲۰

(۱۲) زاد المعاد صفحہ ۱۴۵ جلد ۱

(۱۳) کنز العمال صفحہ ۸۰ جلد ۷

(۱۴) سورۃ عبس: ۲۶

(۱۵) سورۃ طٰہٰ: ۱۳

(۱۶) سورۃ طٰہٰ: ۱۴

(۱۷) سورۃ الاعراف: ۱۰۴

(۱۸) سورۃ الشعراء: ۱۲۷

(۱۹) سورۃ سبا: ۲۸

نماز دل کو خلق سے خالق کی طرف موڑ دے

{۱۷ رمضان ۱۳۸۴ھ مطابق ۲۰ جنوری ۱۹۶۵ء}

بروز جمعرات، بعد نماز عصر

اقتباس

دین کے برابر کوئی راستہ آسان ہی نہیں اور راستوں میں آدمی ذمہ دار ہووے گا اس طریقہ میں اس راستے میں ہونے کا ذمہ دار تو نہیں ہر صورت میں چمک جائے گا، چمکانے کا ذمہ دار اللہ ہے، اللہ تیرے ضامن ہوں گے اور راستوں میں چیزوں کے راستے کے ذمہ دار تم خود ہو، دین کی مشکل آجائے کوٹھی ہو، جھونپڑا ہو، روپیہ ہو یا نہ ہو، مگر آسان کب؟ جب دل کا رخ خدا کی طرف پھر جائے، دین کے برابر کوئی چیز آسان ہی نہیں، سود، جھوٹ، رشوت نہ لیں، کفار، فجار کی تعریف نہ کریں، ظلم کو انصاف نہیں کہنا ہے، صحیح دیکھنا اور صحیح بولنا اور صحیح چلنا ہے، پیسے کے ٹھیکیدار نہیں کمائی بھی دین ہو جاوے، خدا نے ذمہ داری ملک و مال کے نقشوں پر نہیں لی ہے، بلکہ نبی کے طریقے پر لی ہے، عبادت پر محنت کرنے سے دل خدا کی طرف پھرتے ہیں، ایک چھوٹی سی مشق، سارے سال کھاپی کے آؤ عبادت کے لئے جس میں تعلیم کا حلقہ، تسبیح نوافل، تلاوت، ایمان کی باتیں کرو، غیر رمضان میں کھاپی کے کرتے ہو، ادھر کشش ہوتی ہے نفس اپنا تقاضا یاد دلاتا ہے۔

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

میرے بھائیو دوستو بزرگو!

دنیا میں جتنی بھی چیزیں ہیں ان سے فائدہ حاصل کرنے کے دو طریقے ہیں، ایک جزئی ایک کلی، ایک تو یہ ہے کہ کارخانہ کھیتی، باغ کی شکل میں حصہ دار بن جاوے، دوسرے یہ کہ آپ مالک ہوں، جتنی آمدنی ہو رہی ہے ساری آپ کی ہو، پہلی صورت میں عام طور پر کچھ پیسہ لگا کر حصہ دار بننا ہوتا ہے، جب اس دکان کی ترتیب کے اعتبار سے منافع ملے گا تو آپ کا بھی حصہ آئے گا، اس میں پہلے خواہ آپ کے گھر میں فاقہ پڑے، بیٹی جوان شادی کو پیسہ نہیں، اس سے کچھ بحث نہیں، اگر اپنا کارخانہ تو جب فاقہ پڑا وہاں سے لیا، جب کپڑے بنانے کی ضرورت فوراً وہاں سے لیا، ہر وقت دکان سے کام چلتا رہے گا اور دکان بھی باقی رہے گی۔

اسی طرح اسلام میں ایک حصہ ڈالنا دوسرے اپنے میں اسلامی زندگی تیار کرنا اور سارے فائدے حاصل کرنا، اگر حصہ تم نہ ڈالو تو بھی اللہ نے ہی فقط مسلم ہونے کا، مسلمان کے گھر پیدا کر کے حصہ ڈال دیا، ہم ملحد، دہریئے، کمیونسٹ نصاریٰ نہیں، مرنے کے بعد زندہ ہوں گے، ہمارا حصہ اسلام میں اس طرح نماز پڑھ لی، ایک حصہ اور بڑھ گیا، کچھ تسبیح پڑھ لی کچھ حصہ ڈال دیا، جب کھیتی یا کارخانے کے حصے کی تقسیم ہوگی اس وقت بلایا جاوے گا، اسی طرح جب آسمان وزمین ٹوٹ پھوٹ جاویں گے، پھر ان کا حصہ ملے گا، اب درمیان میں آفت آوے، ضرورت پڑے نہ ملے گا، کیونکہ حصہ ڈالنے والی قسم کا مسلمان ہے، تقسیم پر ملے گا، مقدمہ، آفت، جھگڑا، زلزلہ جنگ میں نہیں، بے شک مسلمان ہے، مگر وہاں آوے گا جب ملے گا، روزہ رکھ کر ایک حصہ، حج کر کے آنے پر ایک حصہ اور بڑھ گیا، اگر اسلام کو ایسا لیا کہ دنیا اور آخرت بنے، جب چاہے تب اسلام سے فائدہ لے، تب دعا پر ہوگا، خدائے پاک کی قسم! اسلام حقانیت لئے ہوئے ہے، بغیر ملک ومال کے پورا روس، امریکہ تمہارے جوتیوں میں ڈال سکتا ہے، اگر حصہ دار بنے تو یاد رکھو، چوہیا بھی تم پر کودے گی تو تکلیف اٹھاؤ گے۔

آپ کے پارلیمنٹ والے اوپر سے چوہا گرنے پر بے ہوش ہو جاویں اور اسی طرح مصیبتوں کا شکار ہو جاویں گے، دو باتیں حصہ ڈالنے والے بھی محروم نہیں، ایک چھوٹا سا حصہ بھی ساتوں زمین وآسمان سے قیمتی ہے، نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ کے حصہ بھی ملنے ہوں گے، جب حساب چیک ہوگا اسی دن ملے گا، جنت دوزخ کے بعد نماز آ گئی تو کچھ ملے گا، ایک وہ نماز جو آپ کے دل کو نفس سے خدا کی طرف پھیر دے، منتہائے عبادت پر پہنچا دے، نماز پر محنت ایسی ہو جائے کہ نماز دلوں کو پھرا دے، خلق سے موڑے خالق کی طرف، ایک ایسا زور لگا دے دل نفس سے خدا کی طرف پھر جاوے، اس سے پورا پورا فائدہ حاصل ہوگا۔

اب چوبیس گھنٹے کی زندگی خدا کے اعتبار سے چلے گی، کھانا کھلانا، حضر سفر، سب، وزیر سے بھنگی کے بچہ تک سب کی زندگی کے دو طریقے ہیں، نفس والا اور خدا والا، خدا والا ترقی پر ڈالتا ہے اور نفس والا نیچے گراتا ہے، پیشاب، سونے، کھانے، صحبت میں ومعاش بنانے میں وہ طریقہ نفس والا، خدا والا جس کا دل نفس سے خدا کی طرف ہوگا وہ چمکے گا اور وہ اعمال اختیار کرے گا، جو خدا سے فائدہ حاصل کرنے کے لئے کیے جاتے ہیں، اللہ کو سامنے رکھ کر عبادت کرے گا، عمل کرے گا، اللہ سے لینے کا یہ طریقہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے پر پیشاب، شادی، کمانے پر اللہ یہ دیں گے، یہود ونصاریٰ کے طریقہ پر خدا سے نہیں ملتا ہے، ایک طریقہ یہ ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم جیسا کھڑا ہونا، بیٹھنا ان جیسا بولنا قیمتی بنتا ہے، انسان کے اعضاء سے جو صادر ہوتا ہے اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے پر ہو تو خدا سے مل جاتا ہے، ورنہ گدھے، کتے، سور کی طرح آسمان اور زمین میں منہ مار کر جانوروں سے مل جاؤ، خدا کی قدرت سے استفادہ سے کام ہوگا۔

اب نماز، روزہ، حج، بحیثیت رعایا و پبلک کے آ جاوے، دو محنتیں ہیں اگر اتنی محنت کر لو تمہارا دل خدا کی طرف پھر جاوے، کائنات کے طریقے اختیار کرنے سے دل بگڑ جاتا ہے، محنت ہو دل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اعمال کی طرف، چیزوں سے اعمال کی طرف، کائنات سے خدا کی طرف پھرے، نفس ایک مادہ جسمانی ہے جو خدا کی طرف اور ان اعمال کی طرف، جو

خدا سے فائدہ دلوانے والا ہے، رجوع کرتا ہے، بلکہ چیزوں کی طرف زمین، ملک، کھانا، کپڑا بڑھانے اور اعمال توڑنے پر ڈالتا ہے، یہ پتہ ہے جیسے جانوروں میں پتہ ہوتا ہے، اگر اس پر چھری پڑ گئی اور اس کی آمیزش ہوگئی تو سب کڑوا ہو جاتا ہے، اگر نفس کو اس دل سے خدا کی طرف پھیر لے وے انسان بچ جاتا ہے، نفس کا کام ہے دل کو اپنی طرف کھینچنا، آنکھ، کان، زبان، پیشاب گاہ، عورت کو جھانکنا، دل بادشاہ ہے جسے نفس کھینچتا ہے۔

مجاہدہ یہ ہے کہ آپ نماز روزہ پر اتنی محنت کرلیں کہ آپ کا دل نفس سے خدا کی طرف پھر جاوے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کچھ لینے نہیں آئے تھے بلکہ بہت کچھ دینے آئے تھے، تین تین دن کے فاقہ برداشت کئے (۱)، امت کو قالینوں پر پہنچایا (۲)، باپ کو بیٹے کے ساتھ خاوند کو بیوی کے ساتھ، عاشق زار کو محبوب کے ساتھ خدا کی قسم اتنی محبت نہ ہوگی جتنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی امت کے ساتھ ہے، وہ طریقہ جاہ وغلبہ کے ساتھ نہیں بلکہ اس اعتبار سے ہے کہ چمک اٹھے گا، سب میں محبوبیت آوے گی، جنت میں اعلیٰ مقامات پر جاوے گا، ایسا مخلص نہ کبھی ہوا اور نہ قیامت تک ہوگا۔

محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح اللہ اکبر چوبیس گھنٹہ کا کمائی میں، شادی میں، پاخانے میں، سونے میں وہ عمل بتلائے گئے، کہ انسان چمک اٹھے، یہ فکر نہ کی کہ علیؓ، عثمانؓ، حسینؓ قتل نہ ہوں، ان کے بچنے کے واسطے ایک دعا نہ مانگی، بلکہ فرمایا اے علی! تیار رہو میرے امت کے مسئلے کے حل میں تجھے بھی قربان ہونا ہے، مرنے تیار رہو (۳)، اے عثمانؓ تم مرجانا اس امت کے ہاتھوں اس امت کا خون نہ ہونے دینا (۴)، یہ ہمدردی تھی، آج جو ایک ایک ممبری وزارت کے لئے لاکھوں کی گردنیں کٹوادیں، ان کا طریقہ سمجھ میں آجاویں، جو اپنے عزیز کو تمہارے لئے کٹوادے، اس کا طریقہ سمجھ میں نہ آوے، اے خدا میری امت پر کوئی دشمن مسلط نہ کردینا، کوئی ایسا عذاب نہ آجاوے کہ یہ امت مٹ جاوے قبول، اے خدا امت آپس میں نہ لڑے نہ قبول ہوئی (۵)۔

اس امت کی فکر کی کہ ختم نہ ہو اور اپنوں کو عزیزوں کو کٹوایا، عرفات مزدلفہ میں کس کے لئے روئے، اے خدا شیطان انھیں بہکائے گا آپ ان کی مغفرت کردیجئے (۶)، وفات کے وقت نہ حسینؓ حسنؓ کی یاد تھی نہ فاطمہؓ کو یاد کیا، بلکہ امتی امتی کہہ رہے ہیں، قیامت میں امت کے لئے سارا اعزاز واکرام قربان کریں گے، مقام محمود میں نہ بیٹھیں گے، امت کی فکر میں پھریں گے، ایک صحابیؓ نے دریافت کیا کہ یارسول اللہ آپ قیامت میں کہاں ملیں گے؟ فرمایا، جہاں امت کے اعمال تولے جارہے ہوں گے، تاکہ سفارش کروں، یا حوض کوثر پر اپنے امتیوں کو پلا رہا ہوں گا، یا پلصراط پر جہاں پر میرے امتی گزر رہے ہوں گے (۷)، میں دعا کرتا رہوں گا جب تک میری امت جنت کے دروازے پر نہ پہنچ جائے گی، میں جنت میں داخل نہ ہوں گا (۸)۔

بس یہ فکر تھی کہ امت دنیا میں اور آخرت میں چمکے، کوئی اپنی غرض نہ تھی، دنیا کے سارے خبیث اپنے مفادوں کو سامنے رکھ کر طریقہ بتلاتے ہیں، کسی کے مدنظر ہمیں فائدہ پہنچانا ہے ہی نہیں، محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا موضوع ہی ہمیں فائدہ پہنچانا تھا، سوچ سوچ کر بتلایا، رو رو کر آسانیاں کروائیں اس نبی نے جس نے آپ کے لئے اپنی قربانیاں دیں۔

چوبیس گھنٹے کی زندگی اس کے خلاف استعمال ہو رہی ہے اور جنھوں نے آپ کے اسلاف خاندان، ملکوں کے ٹکڑے کئے ان خبیث ترین انسانوں کے طریقہ آج پسند ہیں، اب آپ کی مرضی ہے ادھر چلو گے تو چمکو گے ورنہ کھوؤ گے، اب زندگی بگاڑنی ہی چاہتے ہو تو جدھر جی چاہے چلو، اب سارے طریقہ آسان ہیں، لیکن دل پھرنے کے بعد جو مادہ چیزوں کی طرف کھینچے اس کا نام نفس ہے، اس نفس پر ہر قدم پر ہلاکتوں کے دروازے کھولے گا، نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طریقہ میں صرف تھوڑا دھیان رکھنا ہوتا ہے، گھر میں بسم اللہ پڑھ کر داخل ہو جاؤ، یقین جانو دل کسی اور طرف ہوگا تو بھول جاؤ گے، ہم بھول گئے، اگر پڑھ لیتے تو ابلیس شیاطین جنات رات باہر گزارتے (۹)، جیسے اژدھا باہر ہو، اب اطمینان ہوتا ہے اژدھے سے، زیادہ سخت ڈسنے والے جنات شیاطین باہر رہیں گے بس چوبیس گھنٹے کی زندگی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم والے طریقہ پر لے آؤ۔

دین کے برابر کوئی راستہ آسان ہی نہیں اور راستوں میں آدمی ذمہ دار ہووے گا اس طریقہ میں اس راستے میں ہونے کا ذمہ دار تو نہیں ہر صورت میں چمک جائے گا، چمکانے کا ذمہ دار اللہ ہے، اللہ کے نبی تیرے ضامن ہوں گے اور راستوں میں چیزوں کے راستے کے ذمہ دار تم خود ہو، دین کی مشکل آجائے کوٹھی ہو، جھونپڑا ہو، روپیہ ہو یا نہ ہو، مگر آسان کب؟ جب دل کا رخ خدا کی طرف پھر جائے، دین کے برابر کوئی چیز آسان ہی نہیں، سود، جھوٹ، رشوت نہ لیں، کفار، فجار کی تعریف نہ کریں، ظلم کو انصاف نہیں کہنا ہے، صحیح دیکھنا اور صحیح بولنا اور صحیح چلنا ہے، پیسے کے ٹھیکیدار نہیں کمائی بھی دین ہو جاوے، خدا نے ذمہ داری ملک و مال کے نقشوں پر نہیں لی ہے، بلکہ نبی کے طریقے پر لی ہے (۱۰)، عبادت پر محنت کرنے سے دل خدا کی طرف پھرتے ہیں، ایک چھوٹی سی مشق، سارے سال کھاپی کے آؤ عبادت کے لئے جس میں تعلیم کا حلقہ، تسبیح نوافل، تلاوت، ایمان کی باتیں کرو، غیر رمضان میں کھاپی کے کرتے ہو، ادھر کشش ہوتی ہے نفس اپنا تقاضا یاد دلاتا ہے۔

اب رمضان میں ایک طرف شیطان قید ہے (۱۱) تقاضے سے فراغت، اب سبحان اللہ، الحمد للہ اس کی طرف توجہ کی دعوت ایمان کی جو یقین بنا کہ خدا کرتے ہیں کبھی گشتوں میں عبادت پر محنت ان سے ہٹا کر جس پر نفس کھینچتا ہے اور روکر نفس والی چیز کو روک کر سحر سے افطار تک اب اچھی طرح عبادت ہو لڑنا مجھے نہیں، کھانا مجھے نہیں، غیبت تو کرنا نہیں، اب روزہ میں نفس کی جتنی چیزیں سب کو چھوڑ دیا جو چیزیں اللہ کی طرف پھیرنے والی ہیں ان میں خود کو لگا دینا یہی تو نماز ہے۔

سارے دن کا بھوکا پیاسا شام کو اور کھالو صبح سے کچھ نہ کھایا، پیٹ بھر جاوے پھر نیند شروع ہو، اذان شروع ہوئی اور دنوں میں ۷ رکعت پر جان نکلے، اب مزید تراویح پڑھو، تہجد بھی روز اعمال محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ہو، پھر رو رو کر اے خدا صورت ہم نے اختیار کر لی باقی دل تیرے ہاتھ ہے، میری زندگی ویران ہو رہی ہے، تیری ہدایت کے بغیر میں یوں ہی بھٹکتا رہوں گا محنت کرو دعا مانگو، ایک مہینہ میں دل مل جاوے الحمد للہ اور دوسرا چلہ لو، تیسرا جب تک کہ دل نہ پلٹے، ہمیں چین نہ آوے جب اپنا دل پلٹوا لیا پھر اس آواز کو لے کر دنیا میں مارے مارے پھرو، نماز والی چیزوں پر محنت ہو دل پلٹنے کے لئے، کسی دن ملک والوں کے بھی دل پلٹیں گے، پھر غرباء پروری، سخاوت، اخلاق زندہ ہوں گے، یہ عبادت محنت سے بنانی ہوگی، پھر حیوانیت کم ہونی شروع ہو جاوے گی، جب ایک طبقہ میں سو فیصدی حیوانیت نہ رہے جتنی انسانیت ان میں آجاوے گی،

خدا کے حوادثات ان لوگوں پر ہوں گے جو حیوانیت پر اصرار کر رہے ہیں اور ان لوگوں سے ہٹ جاویں گے جو خلافت پر ہاتھ پیر مار رہے ہیں، سب نبی اسی لئے آئے متحد طور پر سب کا مقصد یہی تھا کہ انسانوں کو محنت کا میدان بنا کر عبادت کی محنت سے خلافت تک پہنچا دیں۔

اتنے تقاضوں کے پیچھے اندھے حیوان خلافت تک پہنچ جاویں، عبادت پر لانا یہ انبیاء علیہم السلام کا موضوع تھا، اب ایک قسم فرشتوں کی طرح عبادت پر اپنے کو ڈال دیں جو کسی سے تعرض نہ کریں تعلیم و تسبیح و عبادات کریں یہ ایک قسم فرشتوں جیسی بنے گی کہ جب دیکھو قرآن نماز روزہ ہمیشہ اپنی ذات کی عبادت کی محنت میں اپنی عبادت اپنے اخلاق کا تزکیہ یہ محنت کرنے والے صالحین بنے اپنے آپ حیوانیت سے نکلے، صالح بننے سے دنیا کے نظام میں کوئی فرق نہ آوے گا، ان کی دعا پر کسی حیوانیت والی اسکیم کا زوال نہ ہوگا، اس لئے نبیوں والی محنت کو تجویز کرنا ہوگا، سب سے اعلیٰ محنت خلافت والی محنت کا یہ ہو کہ حیوانیت سے خلافت کی طرف منتقل کرنے کے لئے ہاتھ پیر مارو یہ بھی عبادت پر محنت سے ہوگا، مگر ساتھ ساتھ دوسروں پر بھی یہ انبیاء کا موضوع ہے۔

یہ فرشتوں سے بھی آگے والی قسم بنے گی، خالی اپنی عبادت درست کرنا نہیں دوسروں کو حیوانیت سے نکال کر عبادت کی محنت میں لگا کر خلافت پر پہنچانے کے لئے محنت انبیاء علیہم السلام کا موضوع ہے، اگر خدا نے اس کو روح میں ڈال دیا پھر زندگی کو بدل کر ان قسم والوں کو قدرت کے مظاہرے سے چمکا کر بتلا دیں گے، پھر ملکوں قوموں ایٹم طاقت کے مقابلہ میں عبادت کی طاقت ظاہر کر کے بتلا دیں گے اور خلافت والی محنت پر خدا قیامت تک بتلاتے رہیں گے اور انسان تجربات مشاہدات کے خلاف جو ترتیب بدلوانے کے لئے نبیوں کی طرح عبادت کو موضوع بنائے نبیوں کے حالات کو جھیل کر عبادت کی محنت پر کود کر، عبادت کے ذریعے یقین پیدا کرنے پر محنت کی سارے نبی حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرح اس بنیاد پر پڑے ادھر فرعون کی پارلیمنٹ سے گرفتاری کا حکم ہوا، حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اطلاع ملی نبوت سے پہلے، جب مقصد خلافت کو نہ بنایا تھا مدین حضرت شعیب علیہ السلام کے پاس چلے وہاں دس سال کی کمائی کی شادی کی۔

اب بیوی اور کمائی لے کر آرہے ہیں بیوی کی بیماری کی وجہ سے پہاڑ پر آگ لینے کے لئے چلے حکم ہوا فَاخْلَعْ نَعْلَيْكَ إِنَّكَ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًى (۱۲) جوتے اتار دو، مختصر بات نہیں جو کھڑے کھڑے کر لی لمبی چوڑی اسکیم ہے، فرعون والی حیوانیت کو بحر قلزم میں ڈبونا ہے، مظلوموں کو ظلم سے ہٹوانا ہے، انسان کی خلافت کسی طرح تمہارے ہاتھوں ڈلوانا ہے، لہٰذا اطمینان سے بیٹھ کر سنو، یہ نہ کہا کہ میری بیوی بیمار ہے، ابھی وقت نہیں اگر دوا وغیرہ ہو تو دیدو یہ دور میں حالات نازک تھے، یقین پیدا کروایا کہ سارے حالات خود نمٹ جائیں گے پھر فرمایا اے موسیٰ علیہ السلام میں نے تجھے چھانٹ لیا، کاہے سے کاہے کے لئے چھانٹا، حیوانیت کے موڑ سے خلافت کے لئے چھانٹ لیا، اب یہ کیسے ہوگا فَاسْتَمِعْ لِمَا يُوحَىٰ (۱۳) کان دھر کے سن ایسے سن کہ دل میں بیٹھ جائے، میں ہی اللہ ہوں میرے علاوہ سب ظاہری صورت ہے، مجھ سے ہوتا ہے اور کسی سے نہیں ہوتا، پھر اسی وقت لکڑی ڈال کر اژدھا اور اژدھے کو لکڑی بنا کر بتلایا تاکہ یقین ہو جاوے،

تو نے دیکھ لیا سب کچھ میرے چاہنے سے ہوتا ہے، میں جب چاہوں گا شکل بدل دوں گا، راکٹ مکان کو گھانس پھونس کر دوں گا، ایٹم کو مٹی کا کھلونا کر دوں گا۔

پھر کہا کہ ہاتھ کو ذرا بغل میں ڈالیو فَاِذَا هِيَ بَيْضَآءُ لِلنّٰظِرِيْنَ (۱۴) میں چاہوں تو صفات بدل دوں، دیکھ لیا میں جو چاہوں وہی ہوگا، لہٰذا اب سب طرف سے التفات ہٹا کر میری عبادت نماز دنیا میں قائم کرنا یہ خلافت کا کام ہے، یہ کام دے کر تشکیل فرمائی اِذْهَبْ اِلٰى فِرْعَوْنَ اِنَّهٗ طَغٰى (۱۵) اب فرعون کے پاس اس یقین اور دعوت کو لے کر جاؤ، جس نے خلافت کے نقشے کو روکا، ذرا نرمی سے سمجھانا شاید مان جائے، اس میں تنہا ہونے کی کیا بات؟ کان میں بات پڑ گئی نہ جان کی پرواہ کی نہ مال کی نہ بیمار بیوی کی (۱۶)، وہیں سے سیدھے مصر فرعون کے پاس پہنچے، بات کیا؟ ادھر اگر بیوی کے پاس خبر کرنے آتے ہیں تو دو گھنٹے پیچھے حکم پورا ہوتا ہے، خدا کی ذات کے کام کو دو گھنٹے بھی موخر نہ کرنا چاہئے، جب حالات سے آنکھیں بند کیں اور چل پڑے تو عبادت پر محنت چالو ہوگئی (۱۷)، جو حال گزر جائے بھوک پیاس عزت ذلت کمائی یا سرمایہ پر جو بھی گذر جائے، پرواہ نہیں نکالا تو نے جب تین لائن کی پرواہ نکال کر،، ہر قدم اٹھایا تو خلافت والی قائم ہوئی، خدا کی مرضی کے مطابق عبادت پر محنت کرنے سے عبادت کی حقیقت آتی ہے، اس لئے تعلیم سیکھنا اور سکھانا ذکر کرنا ذہن بنانا ہوگا، مشق چلانی ہوگی اور انسان کی ذات پر محنت کرنا ہوگی، حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ پر کمائی گھر اور دعوت کی تقسیم کرنی ہوگی، دنیا میں عبادت کی حقیقت آجائے اس کی محنت کو زندہ کرنے کے لئے ہاتھ پیر مارنے ہوں گے، حیوانیت سے نکل کر خلافت پر محنت کرنے والے بنو اور بناؤ، جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت ہارون علیہ السلام نے بنی اسرائیل کی نماز بنانے پر محنت کی، جب وہ نماز تیار ہوئی تو ان کی نماز اور دعوت سے باطل ختم ہوا، اسی نماز کے لئے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے دس سال صحابہؓ پر محنت کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ محنت کی جس سے عبادات زندہ ہوں خلافت کا طریقہ زندہ ہو،، اب پھرنا پھرانا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو دیا گیا، جماعت بنا کر جس سے انسانوں کے دل غیروں سے خدا کی طرف حیوانیت سے خلافت کی طرف چیزوں سے اعمال کی طرف پلٹا کھاوے، اب ترتیب کیا ہوگی جتنا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم والے ترتیب پر آجائیں اس سے عبادت کی حقیقت پیدا ہو کر خلافت ابھرے گی، حیوانیت دبے گی، حالات ٹھیک ہوں گے، آئندہ دیکھا جاوے گا حیوانیت کو بڑھا دینے والے کون؟ دوسری طرف نادان انسانوں کی طرف سے حیوانیت پر اصرار ہوگا اور ان کی محنت پوری ہوگی، اس کے بعد ہدایت ہوگی یا ہلاکت یہ محنت ان کو ہلاک کروائے گی، عبادت انسانوں کو تیرائے گی اور حیوانیت ڈبوئے گی اور خدا فیصلہ فرمادے گا، آپ کی محنت دوسروں کو حیوانیت سے نکلوانے کے لئے کوشش ہے کتنی محنت کرنی ہے اس کا نقشہ رمضان میں نقشے بنانے، تقاضے دبانے کی فضاء قائم کر کے صبح صادق سے پہلے تقاضے بند کرو، اس کے بعد نماز روزہ تسبیح، ایمان کی باتیں، ذکر کے حلقے اور خلق خدا کی خدمت بھوکوں کو تلاش کیا جائے ہے۔

ننگوں کو کپڑا پہنانے عبادت وخلافت کے کام کریں، حیوانیت کے تقاضے دبالو اور روزہ رکھو، اب کھلانے کے لئے پھرو، روپیہ تقسیم کروا اپنے تقاضے دبا کر دوسروں کے کام آؤ، کسی نے گالی دی اور جواب نہ دیا کہ میرا روزہ ہے، خلافت پر

پورا دن، خلافت کی محنت کے لئے رمضان کا مہینہ نمونہ، اگر حیوانیت سے نکلنا چاہو تو روزہ کی طرح مقام پر اور حج کی طرح بیرون کی ترتیب قائم کرلو، مقام پر اس محنت پر روزانہ اتنے گھنٹے لگیں اور دوسرے اس نظام کو دنیا میں چالو کرنے کے لئے چار مہینے دینا اپنا پیسہ لے کر اور اپنی غرض اور اپنا کام سمجھ کر دنیا میں مارے مارے پھرو، یہ رمضان اور حج محنت کے نمونے میں آکر چلتا ہے۔

کھانے پینے کا روزہ حیوانیت کا روزہ ہے، اس سے نکل کر عبودیت کا زور پیدا کرو، عبودیت اور خدمت کی طاقت سے خدا مسئلوں کو حل فرمائے گا، سارے دشمن دوست بنیں گے اور جو آڑے بنے گا اس سے خدا خود نمٹے گے انشاء اللہ۔

---

(۱) حیاۃ الصحابہ صفحہ ۴۰۱ جلد ۱

(۲) جیسا کہ حضرت عمرؓ کے زمانے میں قیصر و کسریٰ کے فتح کے موقع سے ہوا۔

(۳) حیاۃ الصحابہ صفحہ ۹۵ جلد ۳

(۴) مشکوٰۃ صفحہ ۵۶۲

(۵) مجمع الزوائد صفحہ ۲۲۲ جلد ۷

(۶) مجمع الزوائد صفحہ ۲۵۷ جلد ۳

(۷) مجمع الزوائد صفحہ ۳۰ جلد ۹

(۸) سبل الھدیٰ صفحہ ۴۶۴ جلد ۱۲

(۹) کنز العمال صفحہ ۳۹۶ جلد ۱۵

(۱۰) سورۃ آل عمران: ۱۳۹

(۱۱) صحیح ابن حبان صفحہ ۲۲۱ جلد ۸

(۱۲) سورۃ طٰہٰ: ۱۲

(۱۳) سورۃ طٰہٰ: ۱۳

(۱۴) سورۃ الاعراف: ۱۰۸

(۱۵) سورۃ طٰہٰ: ۲۴

(۱۶) تاریخ طبری صفحہ ۲۹۰ جلد ۱

(۱۷) البدایہ والنہایہ صفحہ ۲۴۳ تا ۳۲۶ جلد ۱

اللہ کا دھیان ذکر کی اصل ہے

{۱۷ رمضان ۱۳۸۴ھ مطابق ۲۰ رجنوری ۱۹۶۵ء}

بعد نماز عشاء

اقتباس

میرے بھائی! ہر محنت پر اندر بھی بنتا ہے، اگر اندر بنیاد ناکامی کی پڑی تو ناکام ہوگا، خواہ باہر کچھ ہی بنا جائے، کامیابیوں کی شکل میں ناکامی آوے گی، باہر کے ہر نقشے میں ناکامی آسکتی ہے اور کامیابی آسکتی ہے، کامیابی اور ناکامی کا حقیقی راز یہ ہے کہ وہ انسان کے اندر تیار ہوتی ہے، خدائے تعالیٰ نے جسم کی دولت عطاء فرمائی اور یہ روح کی طاقت سے چلتا ہے، باہر کی چیزوں سے اعضاء نہیں چلتے، زبان، آنکھ، کان، پیر ہاتھ یہ باہر کی چیزوں سے نہیں چلتے، اگر ایک آنکھ کا نابینا ہو تو ساری دنیا کے نظام بھی اس سے کام نہیں لے سکتے، روح کی دولت سے چلتے ہیں، اب محنت سے جس طرح باہر کے نقشے بنتے ہیں اسی طرح اندر کی کامیابی کی یا ناکامی کی بنیادیں بنتی ہیں، باہر خوب کارخانہ بنے، خوب زمین بنے، خوب مال و دولت جمع ہوا اور اندر وہ یقین بنے جس پر آفت آتی ہے، ناکامیوں کے فیصلے ہوتے ہیں، تو ناکام ہوگا، کامیابی اور ناکامی بغیر محنت کے نہیں، بلکہ جو محنت صحیح یا غلط ہو اس پر ہے۔

نحمدہ' ونصلی علی رسولہ الکریم

میرے بھائیو دوستو بزرگو!

اللہ رب العزت نے سب کچھ بنایا ہے، زمین اور آسمان میں بھی اور زمین و آسمان کے علاوہ بھی، جنت میں عیش کے اعتبار سے بہت اور جہنم میں مصائب اور تکلیفوں کے اعتبار سے بہت کچھ بنایا ہے اور جو کچھ بنایا اس سے انتہائی زائد اللہ کا خزانہ ہے، دنیا ایسی ہے جیسے بچے کے لئے ماں کا پیٹ، جیسے وہ دنیا میں آنے سے پہلے اپنی کائنات سمجھتا رہے، حالانکہ پیٹ کی دنیا کے سامنے کوئی حقیقت نہیں، اسی طرح جنت اور جہنم کے سامنے کچھ اور جنت اور دوزخ اللہ کے غیبی خزانے کے سامنے کچھ نہیں، یہاں فنا ہو جانے والی جتنی چیزیں ہیں ان میں زمین اور آسمان سب سے گھٹیا ہے اور سب سے قیمتی انسان ہے۔

اور یہ انسان جنت سے بھی قیمتی ہے اور حوروں سے بھی زیادہ قیمتی ہے اور دودھ اور شہد کی نہروں سے بھی، تسنیم اور کوثر سے بھی، ہم اللہ کی مخلوق میں سب سے زیادہ قیمتی ہیں، قیمتی ہونے کے معنی یہ ہیں کہ استعداد قیمتی بننے کی ہے، زمین کے قیمتی

ہونے کے معنی یہ ہے کہ اس میں استعداد عمدہ پیدا کرنے کی ہو، زمین میں سونا و چاندی، ہیرے و جواہرات، موتی معدنیات نکلیں، نہریں ہوں تو اس زمین کے اندر کی دولت کے مظاہرے ہوں گے، اگر زمین پر کھیتی کی محنت ہو تو سونا ہاتھ نہ آوے گا، اگر سونے کی محنت ہو تو سونا ہاتھ آوے گا، اگر پیٹرول کی محنت ہو تو چاندی ہاتھ نہ آوے گی، پیٹرول ہی نکلے گا، یہ انسان کی محنت کے اعتبار سے قیمت ظاہر ہوگی، پر انسان میں قیمتی بننے کے جوہر موجود ہیں، اگر محنت کی جاوے تو جو کچھ انسان کے جواہر اور مخفی قوتیں پوشیدہ ہیں ظاہر ہوں گی، اگر محنت کو طریقے سے خرچ کرے اور خداوند قدوس نے جس طرح بنایا ہے اگر اس طرح خرچ کرے، خرچ ہو جائے، ان احکام پر استعمال ہو جاوے تو انسان سب سے قیمتی ہے، زمین باغات، سونے چاندی، فرشتے، غلمان، حوریں سب اس پر فنا ہوں گی۔

اگر خدانخواستہ محنت کو قیمتی بننے پر خرچ نہ کرے تو ساری استعداد ختم ہو جائے گی اور یہ زمین پر نثار ہوگا، باغات پر نثار ہوگا، حکومت پر نثار ہوگا، یہ ملازمت پر نثار ہوگا، یہ زمین اور آسمان، اور زمین آسمان کی ہر شئے پر فنا ہوگا، اللہ رب العزت نے انسان کو سب سے قیمتی بنایا اور محنت کی دولت اعضاء کی دولت ہے، قیمتی انسان کی محنت ساری کائنات سے زیادہ قیمتی اور چاند و سورج سے زیادہ قیمتی اور فیکٹریوں سے زیادہ قیمتی اور انسان قیمتی بنا ہے محنت سے، انسان کامیاب ہوتا ہے اپنی محنت سے اور ناکام ہوتا ہے اپنی محنت پر۔

کامیابی کا سبب محنت اور ناکامی کا سبب محنت، مطمئن، غیر مطمئن ہوتا ہے اپنی محنت پر، سبب اس کے قیمتی اور بے قیمتی بننے کا اس کی محنت ہے، انسانوں کی محنت سے اور ظاہری آنکھوں سے یہ دیکھتے ہیں کہ ان کی محنت سے زمین پر چیزیں بن رہی ہیں اور اسی پر اندر یقین بن رہا ہے، زمین پر کارخانہ اور بلڈنگ، قالین، فرنیچر ہوائی جہاز، ریلیں آسائش کا سامان بن رہے ہیں، انکھیں ظاہر کے بننے کو دیکھتی ہیں، حالانکہ ہر محنت پر اندر و باہر بنتا ہے، ہر بول پر اور اٹھنے پر اور بیٹھنے پر ہر سوچ و بچار پر جس طرح باہر بنتا ہے، اسی طرح اندر بھی بنتا ہے، اندر جو بن رہا ہے وہ کامیابی اور ناکامی کے واسطے سبب ہے، جہاں سے زندگی بنتی دکھائی دے رہی ہے خدائے پاک کی قسم وہاں نہیں بن رہی ہے، زمین و آسمان کے درمیان چاہے کچھ ہی بن جائے، جو کچھ انسان کی محنت پر باہر بنتا ہے سب دکھاوا ہے، نہ اس سے کامیابی ملتی ہے نہ ناکامی اور اس محنت پر ایک اندر بنتا ہے وہ یقین ہے، اگر وہ یقین کامیابی کا بنا تو کامیاب، ناکامی کا بنا تو ناکام، محنت سے باہر کی چیزیں نہیں، بلڈنگ بنی، کارخانا بنا، سرمایا بنا، اور اندر وہ یقین بنا جس پر ناکامی آتی ہے، تو باہر کامیابی کے نقشوں میں ناکام ہوگا، باہر نقشے کامیابی کے ہوں گے اور اندر نیت ناکامی کی ہو، باہر بناؤ، اندر ظلمت، باہر کامیابی کی شکلیں تو بھی ناکامی ہوگی اور اگر اندر نور بنا اور باہر ناکامی کے نقشے میں کامیاب ہوگا، حقیقی بنیادیں انسان کے اندر میں ہیں وزیر کے اندر، حاکم کے اندر، دوکاندار، کاشت کار کے اندر، علماء مشائخ سب کے اندر میں کامیابی و ناکامی کی بنیادیں بنتی ہیں۔

ضوابط ایک ہیں انسانوں کے بننے کے، باہر کے نظام مختلف مگر اندر کا ضابطہ ایک ہے، انسان منی کے قطرے سے بنا ہے، باہر کے نقشے لاکھوں، کبھی اسی منی کا دخول لاکھوں کے فرنیچر پر، کبھی بوریئے پر، کسی کے پاس روٹی چٹنی تک نہیں، بازار

جا کر چنے پھانکتا ہے، کسی کے پاس سونے چاندی کے برتن ہیں جن میں کھاتا ہے، یہاں کاروں میں لدی کھانے کی چیزیں چلی آرہی ہیں اور وہاں بازار جارہا ہے، باہر بننے کے ہزاروں نقشے، باہر سب کے نقشے مختلف ہیں مگر جب منزل میں پہنچے تو فقیر سے لے کر صدر جمہوریہ تک سب ایک فقیر کو بھی چبانا پڑتا ہے اور صدر مملکت کو بھی فقیر کو بھی اتنی ہی آنتیں، صدر مملکت کی بھی فقیر کی غذا بھی انھیں لائنوں پر جاتی ہے اور سرمایہ دار کی بھی معدے میں اتری ناپاک، خواہ سرمایہ دار ہو یا مفلس خواہ وہ غذا کروڑوں کے نقشے میں کھائی گئی ہو، لاکھوں والی غذا ہو، لاکھوں کے فرنیچر پر بیٹھ کر کھائی گئی ہو، چاہے ہاتھ میں لے کر سوکھی روٹی کھائی گئی ہو یا کچے چنے پھانکے گئے ہوں، لیکن جب اندر گئی تو سب کی ترتیب ایک، ایک غریب سرمایہ دار، وزیر کے باہر کے نقشے مختلف مگر اندر کی ترتیب ایک، خون ایک، فضلہ ایک، بلکہ ڈاکٹروں کی تحقیق یہ ہے کہ سرمایہ داروں کو خون جو عمدہ غذا کھاویں، لاکھوں کے فرنیچر پر ان کا خون ذرا گھٹیا ہووے اور غریب کا خون ذرا بڑھیا ہووے، اسی لئے پیسے دے کر ان غریبوں کا خون بوتلوں میں بھر لیا جاتا ہے اور اس سے پھر مالداروں کی زندگی بنائی جاتی ہے اندر کا خون ایک ہے، اگر اور طرح کا ہوتا تو غریب کے خون سے مالدار کی زندگی نہ چل سکتی، باہر کی شکلیں مختلف ہیں، لیکن منی سے انسان بننے تک کا نظام ایک ہے۔

اب انسان بنتا ہے، نکاح ہوا، اس میں بھی باہر کے نظام الگ، کہیں پیدل بارات ہے، کہیں موٹر کار، ریل دوڑائی جا رہی ہے، کہیں دس روپئے کا سامان لایا جارہا ہے، کہیں ہزاروں کا، کہیں لاکھ کا سامان ہے، کہیں ہوائی جہاز استعمال ہوتا ہے، کوٹھیاں استعمال ہوتی ہیں، کہیں جھونپڑے میں شادی کا سامان ہو رہے ہیں، کہیں لاکھوں روپئے کے سامان آرہے ہیں، زیور آرہا ہے، ہر مقام مختلف ہے، اب ہونے کا وقت آیا، انسان کے افتتاح اور بنیاد پڑنے کا وقت آیا، یہ نظام ایک نطفہ کے داخلہ کی صورت، وزیر، سرمایہ دار کے لئے، غریب کے لئے، ایک راستہ دیوانگی اور شہوت کی ایک حالت، اب منی کا ایک قطرہ ماں کے پیٹ میں گیا، خون بنا، پھر لوتھڑا بنا، پھر روح پھونکی گئی، اس کو چھ مہینے ماں کے حیض کا خون پلایا گیا، اس سے انسان کا وجود ہوا، اس سے سرمایہ دار غریب، حکام، مشائخ، علماء بنے، انسان کے بننے میں باہر کے لاکھوں نظام، صورتیں، مگر اندر کا ایک نظام، حقیقی نظام ایک ہی ہے۔

اسی طرح کامیاب بننے کے لئے ناکام بننے کے لئے نظام ایک ہی ہے، یہ اختلاف صرف دکھاوے کا ہے، حقیقت میں اقلیت و اکثریت، حاکم و محکوم، مالدار و غریب، کوٹھی اور قلعہ، جھونپڑا و محل ہونا نہ ہونا یہ سب کامیابیوں اور ناکامیوں کے ظاہری نقشے ہیں، اگر ملک کے وزیر اعظم کی اندرونی بنیاد ناکامی پر ہے تو وہ باہر کے سارے نقشوں کے باوجود ناکام ہو کر رہے گا۔

اب وزیر ہونا نہ ہونا، مالدار ہونا نہ ہونا، اقلیت میں ہونا اکثریت میں ہونا، حاکم ہونا محکوم ہونا، یہ ظاہری بنیادیں ہیں، کامیابی اور ناکامی اس پر نہیں، پوری دنیا میں اگر ایک آدمی ایسا ہو جس کی داخلی بنیادیں کامیابی کی ہوں اور باہر کی اکثریت ظاہر میں سارے نقشہ مخالف ہوں تو وہ کامیاب ہوتا رہے گا اور اگر اکثریت کے پاس سارے مسائل ہوں مگر داخلی بنیادیں ناکامی کی ہوں تو اکثریت اپنے سارے ظاہری نقشوں کے باوجود ناکام ہو کر رہے گا، نوح علیہ السلام ایک فرد کی داخلی بنیاد کامیا

بی کی تھی، وہ کامیاب ہوئے، ان کی نسل چلی، وہ غالب ہوئے اور اس زمانے کی اکثریت سب کی بنیادیں ناکامی کی تھیں سب غرق ہو گئے، ایک کی بھی نسل نہ چلی (۱)، فرعون ڈوب گیا باوجود یہ کہ باہر کے سارے نقشے کامیابی کے تھے جن سے وہ دھوکا کھا رہا تھا، اپنی ساری جمعیت ساری فوج اور سارے ہمنواؤں کے ساتھ (۲)۔

قارون کے پاس بھی باہر کی بنیادیں کامیابی کی تھیں، انجام معلوم ہے سب کے لئے کامیاب اور ناکام ہونے کا ایک ہی ضابطہ ہے دو نہیں، ان کے اندر کی بنیادیں ناکامی کی تھی، لہٰذا باوجود باہر کے نقشوں کے ناکام ہوئے (۳) اور موسیٰؑ کے اندر کی بنیادیں کامیابی کی تھیں لہٰذا وہ کامیاب ہوئے (۴)، اندر بھی سلسلہ قائم ہوتا ہے جس طرح محنت پر باہر بنتا ہے، زمین میں پہاڑی میں درخت میں، کان میں، دریا میں، ویسے ہی جو محنت ہو رہی ہے۔

میرے بھائی! ہر محنت پر اندر بھی بنتا ہے، اگر اندر بنیاد ناکامی کی پڑی تو ناکام ہوگا، خواہ باہر کچھ ہی بن جائے، کامیابیوں کی شکل میں ناکامی آوے گی، باہر کے ہر نقشے میں ناکامی آسکتی ہے اور کامیابی آسکتی ہے، کامیابی اور ناکامی کا حقیقی راز یہ ہے کہ وہ انسان کے اندر تیار ہوتی ہے، خدائے تعالیٰ نے جسم کی دولت عطاء فرمائی اور یہ روح کی طاقت سے چلتا ہے، باہر کی چیزوں سے اعضاء نہیں چلتے، زبان، آنکھ، کان، پیر ہاتھ یہ باہر کی چیزوں سے نہیں چلتے، اگر ایک آنکھ نابینا ہو تو ساری دنیا کے نظام بھی اس سے کام نہیں لے سکتے، روح کی دولت سے چلتے ہیں۔

اب محنت سے جس طرح باہر کے نقشے بنتے ہیں اسی طرح اندر کی کامیابی کی یا ناکامی کی بنیادیں بنتی ہیں، باہر خوب کارخانہ بنے، خوب زمین بنے، خوب مال و دولت جمع ہوا اور اندر وہ یقین بنے جس پر آفت آتی ہے، ناکامیوں کے فیصلے ہوتے ہیں، تو ناکام ہوگا، کامیابی اور ناکامی بغیر محنت کے نہیں، بلکہ جو محنت صحیح یا غلط ہو اس پر ہے، وہ بڑے بڑے حاکم وزراء جو کل کو اپنے ملک سے خدا کو نکالنے کا اعلان کر رہے تھے، وہ آج جیلوں میں سڑ رہے ہیں (۵)، یہ ناکامیوں کا راستہ ہے کہ محنت کی مایا کو باہر لٹا دے اور اندر ناکامیوں کی بنیادوں کو بنا لے، انتہائی بے وقوفی اور حماقت ہے، اگر اندر کی بنیاد پر محنت ہوتی تو انتہائی عقلمندی کی بات تھی، اگر ہم نے اندر کامیابی کی بنیادیں قائم کر لیں تو ہندوستان نہیں یہ تو بھیک مانگنے والے ہیں بلکہ وہ جو بھیک دینے والے ہیں روس، برطانیہ، چین، امریکہ کے پاس کسی کے پاس اندر میں کامیابی کی بنیادیں نہیں ہیں، جن کی بھی اندر کی بنیادیں کامیابی کی بن جاویں گی وہ سب سے اوپر ہوگا، یہ مغالطہ ہے کہ دوسرا محنت کرے اور ہم کامیاب ہو جائیں۔

بلکہ ہر ایک کو اپنی کامیابی کے لئے خود ہی محنت کرنی ہوگی، پہلی بنیاد ایمان وکلمہ والا یقین، غیب پر یقین ہو مشاہدہ کے خلاف، تمہارا یقین اس سے فائق ہو جاوے، جو دنیا کے اندھوں کو دکھائی دینے والی اشیاء پر ہے، اس پر یقین آجائے ساری شکلیں مسخر ہو جاویں گی، وہ ساتوں زمین و آسمان کے اعتبار سے بھاری ہوگا، کام کیا ہے؟ صرف یہ کرنا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، معبود کون ہوتا ہے؟ جس پر بھروسہ کیا جاوے، جو کرتا دھرتا ہو، جو کل و جزء کا مالک ہو، جس کے قبضہ میں نفع و نقصان ہو، خدا کے سوا کوئی معبود نہیں تو پھر کسی اور کی طرف قدم کیوں بڑھائیں، ان وزراء اور حاکموں کے سامنے ہاتھ کیوں

پھیلائیں، ہم لوہے، راکٹ، ایٹم بم کے سامنے کیوں جھکیں، وجہ لا الہ الا اللہ ہے، اللہ کے ماسوا سے اللہ کے بغیر نہ ہوگا۔

خود اپنی محنت سے اللہ کے بغیر نہ ہوگا، حکومتوں سے وزیر سے لے کر فقیر تک اور ملک کے صدر سے لے کر فقیر تک اور ملک صدر سے لے کر ادنیٰ انسان تک سے اللہ کے بغیر نہ ہوگا، ساری دنیا سے اللہ کے بغیر کچھ نہیں، دنیا کی ساری اشیاء سے اللہ کے بغیر کچھ نہ ہوگا، غرض کہ غیر خدا سے خدا کے بغیر کچھ نہ ہوگا، چاہے ملک الموت ہو، چاہے حضرت اسرافیل ہی کیوں نہ ہوں، ملک سارے موجود، وغیر موجود، مشاہد وغیر مشاہد سے خدا کے بغیر کچھ نہ ہوگا یہ پکی بات ہے اور اللہ کی ذات سے ماسوا کے بغیر سب کچھ ہوسکتا ہے، وہ دوا کے بغیر شفاء دے سکتا ہے، روٹی کے بغیر پیٹ بھر سکتا ہے، مال کے بغیر عزت دے سکتا ہے، آگ میں ڈال کر حفاظت کرسکتا ہے، شیر کے منہ میں دے کر حفاظت کرسکتا ہے، اس سے غیر کے بغیر سب کچھ ہوتا ہے۔

وہ خالق ہے، قادر ہے، رازق ہے، پیدا کرنے والا ہے، اپنی قدرت کے ساتھ الصمد ہے، سارے اپنے موضوع میں اس کے محتاج ہیں، اب انسان کے جننے کی شکل کے لئے مرد عورت کے اختلاط کی ضرورت نہیں، اس کا قول امر خود وجود ہے، انسان کا امر طلب وجود ہے، ملک الموت تک سے نہ کہا صرف ہو تو فرمادیا، سب مر گئے تو کہہ دیا سب کھڑے ہو گئے، وجود کی ضرورت اس کو ہوگی جس کے پاس وجود نہیں، تیرا یقین، محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اور محنت پر ہو، زمین سے تا آسمان، مشرق سے تا مغرب، محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک انگلی کی بھی قیمت نہیں ہوسکتے ہیں، محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک بال کی بھی قیمت نہیں رکھتے ہیں، خدا کے نزدیک پوری دنیا کی قیمت ایک مچھر کے پر کے برابر بھی نہیں ہے، اگر مچھر کے پر کے برابر قیمت ہوتی تو دنیا میں کافر کو پانی تک نہ دیا جاتا (۶)، قیمت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے، ان سے بڑھ کر محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے جو اعمال صادر ہوئے ہیں وہ قیمتی ہیں اور ساری چیزیں بے قیمت ہے، بے قیمت پر کامیابی نہیں ملا کرتی اور ان کے اعمال پر سب کے بغیر کامیابی ملتی ہے، اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اعمال ہیں تو کامیاب ورنہ ناکام، اب اس یقین پر بنیاد اٹھاؤ تو وَلَا تَهِنُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ (۷) اگر بنیاد ہو تو کامیاب ورنہ ناکام۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم گدھے کی سواری پر عزت والے ہیں یا نہیں اور اس زمانے کے حکام لاکھوں کے ہوائی جہاز ہیں مگر اس پر لعنت کے ووٹ پاس کئے جارہے ہیں، اگر عزت شکلوں پر ہوتی تو یہ حکام عزت دار ہوتے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم ذلت والے ہوتے، لیکن معاملہ غیب کی بنیاد پر ہوتا ہے، کلمہ جب دل کے اندر گڑ جاوے، جان کی قیمت اپنی محنت پر ہے، آپ کی محنت سے دوسروں کا یقین نہ بنے گا، اب وہی یقین بنے گا جو دل میں ہے۔

غائب کی دو قسمیں ہیں ایک آنکھ دیکھتی ہے دل نہیں دیکھتا، یہ ناکامی کی راہ ہے، ورنہ کامیاب، امریکہ آنکھوں سے غائب ہے، مگر سب کا یقین ہے اور سب کا یقین ہے کہ دنیا میں امریکہ کا وجود ہے، پورے ملک میں دیکھنے والے ہزاروں بھی نہیں ملیں گے اور یقین کرنے والے پچاس کروڑ ملیں گے، لیکن غائب کی قسمیں ہیں جیسے قرآن نے کہا، غیب پر ایمان، فرشتے ہیں، رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، خدا کی ذات ہے، جنت و دوزخ ہے، حساب کتاب ہے، اچھے عمل پر کامیابیوں کو خدا نے قرآن میں بتلایا، جھوٹ، ظلم، بدکاریوں سے ناکامیوں کو بتلایا، اب سوال یہ ہے کہ جو آنکھ دیکھتی نہیں وہ دل میں کیسے

آئے؟ اس کے لئے تین راہیں ہیں، (۱) آنکھ (۲) کان (۳) زبان، کان اگر غیر کا سنے تو دل میں غیر کا یقین آئے گا، اگر خدا کی سنے تو دل میں خدا کا یقین آوے گا، آنکھ قصوروار ہے، جو خدا سے ہوتا نہیں دیکھتی، جو فاعل حقیقی ہیں، اسباب سے ہونا دیکھتی ہے، یہ پیٹ بھرنا غذا سے دیکھتی ہے، تندرستی اور شفاء دوا سے دیکھتی ہے، عزت حکومت کا لیڈر بن جانے سے دیکھتی ہے، یہ سورج کو تالاب میں دیکھتی ہے، حقیقت کے خلاف، اگر کوئی بچہ یہ کہے کٹورے میں ہے آسمان میں نہیں تو سب ہنستے ہیں، اس کو کہتے ہیں بابا دیکھ یہ بات نہیں سورج آسمان پر ہے۔

وہ ضد کرے نہیں کٹورے میں دیکھ رہا ہوں، اسی طرح یہ آنکھیں مخلوق میں دیکھتی ہیں، حالانکہ حقیقت کچھ اور ہے، پرورش خدا کرتے ہیں مگر یہ چیزوں میں دیکھتی ہیں، حفاظت خدا کرتے ہیں یہ چیزوں میں دیکھتی ہیں، شفاء خدا کرتے ہیں یہ اسباب میں دیکھتی ہیں، ہو رہا ہے کہیں اور اسے دکھائی کہیں دے رہا ہے اور اگر آنکھ اس قصور پر چل گئی دیکھنے پر یقین آیا اور دوسروں نے بولا تو سنانا شروع کر دیا، زمین سے یوں ہوتا ہے ایٹم بم سے یوں ہوتا ہے، ہماری محنت سے یوں ہو جائے گا، جہاں سے آنکھ سے دیکھا زبان چل پڑی، حکومت یہ کرے گی امریکہ روس یہ کرے گا، اپنی دیکھی دوسروں سے سنی، اخبار والوں نے جو دنیا بھر کی کذب بیانی جمع کر دی، ان سب کو دیکھ ریڈیو پر سنا کہ امریکہ اور روس کے گدھے کیا کر رہے ہیں، سب کو سنا اور خود بھی جو دیکھا وہی بولے۔

تو پھر یہ چیز اندر کے خیالات بن جاوے گے، اب تصور بنا ڈپٹی کمشنر یہ کرے گا اور گورنر مخالف پڑ جائے تو یوں کرے گا وزراء یہ کر لیں گے، وزیر سے گٹھ جوڑ ہو جائے تو یوں ہو جائے گا، اکثریت یوں کر لے گی، اب یہ بات آنکھ کان تک منحصر نہ رہے گی بلکہ اندر کے خیالات بن جاوے گے، پھر یہ خیالات دل میں جم جاتے ہیں، جیسے دوا کی بوتل جب حرکت کرے تو ذرات حرکت کرتے نظر آئیں گے، مگر جونہی حرکت رکی سارے ذرات نیچے بیٹھ جاویں گے، یقین آج مسلمان اپنے دل میں بٹھا لے، آج مسلمان شرک تیار کرنے کے لئے بہت کچھ کر رہا ہے، غیر سے ہونے کو بہت کچھ بول رہا ہے، غیر سے ہونے کو بہت کچھ سن رہا ہے۔

آج ایمان کا دیوالیہ نکلا ہوا ہے، یہ مسلمان اقلیت کی وجہ سے ناکام ہوتا ہے، تم خدا کو چھوڑ کر جس جس کو کہا اس سے زندگی بنے گی، خدا نے اسی سے بگاڑ کر بتلا دی تاکہ آنکھ کھل جاوے، تم نے سمجھا اکثریت کے گٹھ جوڑ سے زندگی بنے گی، تم نے اس پر محنت کی، خدا نے اسی سے زندگی پامال کرا دی، تم نے کارخانے سے زندگی بننا دیکھا اس پر محنت کی تو خدا نے اسی کارخانے میں زندگی فیل کر کے بتلا دی، جو اس طرح بولے گا عالم بولے تب بھی ویسے ہی ہوگا، اس طرح بولنے سے تھوڑے دنوں میں شیخ وقت کا یقین خراب ہو جائے گا، یہ زبان کی بات نہیں، ورنہ تغافل ہو کہ انسان کی اپنی محنت کی وجہ سے ناکامی کی بنیادیں بن رہی ہیں۔

اب اسی سے ایمان بھی تیار ہوتا ہے، جو ہماری محنت سے نہیں ہوتا، خدا کرتے ہیں، دکان سے منافع کو سامان نہیں، خدا دیتے ہیں، حکومت مارنا چاہے اور خدا بچانا چاہے تو حکومت ہمارا بال بھی بیکا نہیں کر سکتی، ہم بچیں گے زمانے سے

تصدیق کرو، آنکھ کے خلاف زبان کو مشاہدہ کے خلاف ایسی چلاؤ تو پھر غیر سے نہ ہونے کو بولیں گے، محمد صلی اللہ علیہ وسلم والے عملوں پر ہوگا، یہ کامیابی ہے، جو سارے قرآن واحادیث وانبیاء علیہم السلام کے تعلیم میں پھیلی ہوئی ہے، تجربہ شاہد ہے آج بھی تجربہ کر کے دیکھ لو، روٹی پیسوں سے نہیں ملتی، خدا کے دینے سے ملتی ہے، جب زبان چلی تو ساتھ ہی کان بھی چلے، جب دونوں چلے تب لا الہ الا اللہ، اللہ کرتا ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم والے اعمال پر کرتا ہے، جب تک آنکھ پر کنٹرول نہ ہو جاوے اسے قید رکھو، یہ کلمہ پر بولے، کان کو مقید کرو کہ کلمہ کے اعمال سے ہونے کو سنے اور بات دیکھو تو کہہ دو اس سے میری طبیعت گھبراوے، غیر کی بات نہ سنو، کوئی نفی پر اثبات کرے تو روک دو کہ ابھی کلمہ سیکھ رہے ہیں، اعمال پر کامیابی ملتی ہے، ایک چیز تیار کرنی ہے اس کے اعتبار سے بولا جاوے گا، ہماری آنکھ کسی کو ہونے کے اعتبار سے دیکھتی ہے اور کسی کو نہ ہونے کے ساتھ زندہ کو دیکھتی ہے اور نہ ہونے کے ساتھ مردار کو دیکھتی ہے۔

ایک قابل وزیر مر گیا ہو اس سے کچھ نہ ہوگا تو ذکر کر، اس سے کتنا ہی مانگ اس سے ہوگا؟ بھینس دو ہزار کی مری پڑی ہے آنکھ دیکھتی ہے کہ اس سے کچھ نہ ہوگا، دوسری ڈیڑھ سو کی بکری زندہ ہے اس سے ہو جاوے گا، ایک مرا ہوا سانپ پڑا ہے پندرہ گز کا اس سے کچھ نہ ہوگا، ایک ہاتھ کا زندہ سانپ ہے اس سے ہو جاوے گا، کاٹ لے گا تو موت واقع ہو جاوے گی، انسان بنجر زمین کو اجڑی ہوئی کھیتی سے دیکھتا ہے اس سے کچھ نہ ہوگا اور شاداب کھیت کو ہونے کے ساتھ دیکھتا ہے، اسی طرح دنیا بھر کی چیزوں کو نہ ہونے کے ساتھ دیکھنا ہے اور قرآن وحدیث کو دیکھنا ہے، قرآن نے اعمال کے ساتھ کامیابی بتلائی ہے، لہذا اب چیزوں کو دیکھنا نا کامیابی کے ساتھ۔

نماز سے کامیابی ملے گی، روٹی کپڑا ملے گا، دنیا پیروں میں آوے گی، اخلاق سے یہ ہوگا، انصاف سے فتح ہوگی، ظلم سے بربادی ہوگی، تعصب سے یہ ہوگا، رواداری سے یہ ہوگا، اعمال پر ہونے کے ساتھ مشق اور چیزوں پر نہ ہونے کی نگاہ کے ساتھ مشق کرو، آنکھ سے صحیح دیکھنے کی مشق اور زبان سے صحیح بولنے کی مشق کرو، اگر اس طرح چار ماہ چلتے رہے تو پھر یہ اندر کے خیالات بن جاویں گے، کھیتی پر نگاہ ڈالو اس سے نہیں ہوگا، ایک ایک دانہ خدا کے امر کا محتاج ہے، اب رات کو آنکھ بند کی وہی خیالات اب جس دن یہ خیالات فکر کی حد تک پہنچ جاویں گے پھر بے چینی ہوگی اور خدا کے سامنے دو آنسو ٹپک پڑیں گے، خدا کی قسم کلمہ والا یقین خود تمہاری محنت پر بنے گا، پھر تمہاری آواز آواز ہوگی، تمہاری پکار پکار ہوگی، تمہاری دعا دعا ہوگی، اور تمہارے آنسو آنسو ہوں گے، یہ ایک کامیاب بننے کے واسطے خدا کی پکار ہے۔

دوسری محنت کلمہ کی بنیاد پر تمہارے مسائل کے حل کے لئے، حکومت والے مسائل کے حل کے لئے محکومیت والے مسائل کے حل کے لئے، تمہارے گھریلو مسئلوں کے لئے نماز دی، ایسی نماز جو کامیابیوں کو دکھلاتی ہے، نماز کیا ہے؟ پہلے تم یہ سمجھو زراعت کیا ہے، تجارت کیا ہے سیاست کیا ہے، انسان طرز استعمال ہے، تجارت کس چیز کا نام ہے، جس سے لاکھ کے دس لاکھ ہوں اب گاہک دیکھنے کا بولنے کا طرز ہوتا ہے، جسے سیکھا جاتا ہے، ورنہ اناڑی ہے یعنی تاجر نہیں، تجارت نام ہے دکان سے فائدہ حاصل کرنے کے طرزِ استعمال کا، سیاست ملک کے حاصل کرنے کے اعتبار سے طریقہ استعمال کا،

ڈرائیور موٹر چلانے کے اعتبار سے انسان کا طرزِ استعمال، فوج کیا ہے؟ ہتھیار کے استعمال کے اعتبار سے انسان کا طرزِ استعمال، ڈاکٹر کیا ہے؟ دواؤں کے نفع ونقصان کے اعتبار سے استعمال کا طریقہ۔

اب سمجھو نماز کیا ہے؟ اللہ کی قدرت سے فائدہ حاصل کرنے کے لئے انسان کے استعمال کا طریقہ، خدا کو قدرت ہے پتھر سے اونٹنی نکال دے (۸)، قدرت کیسے استعمال ہو اس کا نام ہے نماز، دنیا بھر کی اشیاء سب ختم ہونے والی ہیں، لیکن نماز ابد تک کی کامیابی ہے، ہمیں کسی حکومت کی ضرورت نہیں، نہ کسی سائنس کی ضرورت ہے، نہ اکثریت کی نہ سہارے کی ضرورت ہے، ہمیں تو اللہ کی قدرت کے اعتبار سے استعمال کی ضرورت ہے، نماز پانچ باتوں پر آئے تو قدرت سے استفادہ ہو، ساری کائنات قدرت کے تحت ہے، یہ تو قدرت کے دلائل ہیں (۹)، جیسے معجزات نبوت نہیں، نبوت کے دلائل ہیں (۱۰)، نبی معجزوں کے لئے نہیں، خدا سے ملانے کے لئے ہے، عبدیت کے لئے ہے، معرفت پر ڈالنا یہ نبی کا موضوع ہے اور معجزہ نبوت کے دلائل ہیں، آج خدا کائنات بنا کر قدرت دکھاتا ہے، کل کائنات توڑ کر اپنی قدرت دکھائے گا، کائنات جو مخلوق ہے ایک دن ساتوں زمین وآسمان پارہ پارہ ہوجاویں گے (۱۱)، آج بتلا رہا ہے کتنے عظیم پہاڑ کیسے پانی پر قائم کئے، کل اس عظیم پہاڑ کو ہوا میں اڑا کر اپنی قدرت کا مظاہرہ کرے گا (۱۲)۔

قدرت سے استفادہ کا طریقہ نماز ہے، یقین بنایا جاتا ہے رو رو کر اور مانگ مانگ کر، کیوں کہ یقین دینا دنیا کے ہاتھ میں نہیں اور جو چیز دوسرے کے پاس ہو وہ مانگنے پر ملتی ہے، دوسری چیز اس نماز کا علم اندر میں چاہئے اور باہر بھی، اب یقین کس طرح تیار ہو، اس کے واسطے کلمہ نماز دیا، اس سے یہ یقین تیار ہوگا، حی علی الصلوٰۃ، حی علی الفلاح چوبیس گھنٹہ کا نعرہ حی علی الصلوٰۃ نماز کیا ہے، نماز کے علاوہ سب عمل چیزوں میں لگ کر بھی ہوسکتے ہیں، روزہ میں کھانا حرام ہے مگر پکانے میں تو لگا سکتا ہے، بازار سے سودا تو لا سکتا ہے، چائے پینا حرام ہے مگر دوسروں کو تو پلا سکتے ہیں، صحبت حرام ہے مگر خدمت تو روزہ میں بھی ہوسکتی ہے، غرض کہ روزہ رکھ کر چیزوں میں لگ سکتے ہیں، اسی طرح حج میں بھی، زکوٰۃ میں بھی، چیزوں میں بھی عمل میں بھی دونوں میں ہوں گے۔

جہاں دونوں ہوں عمل بھی چیزیں بھی وہاں عمل پر یقین ہوگا، چیزوں پر نہ ہو یہ حال ہے، مشکل ہے اسی واسطے ایک عمل دیا، نماز جو صرف عمل ہی عمل ہے، دکان سے ہٹ کر، کاروبار سے یکسو ہو کر، بیوی سے جدا رہ کر، حاکم سے ہٹ کر، عمل ہتھیار سے ہٹ کر، کھانے پینے کی باتوں سے الگ رہ کر، سیاست کی باتوں سے ہٹ کر عمل ہے، اللہ میں لگنا ہے، چیزوں میں لگنا حرام، تکبیر سے پہلے جو حلال تھا وہ حرام ہوجاتا ہے، اس یقین پر آجاؤ، پیسوں کے بغیر، حکومت کے بغیر، ہتھیاروں کے بغیر سر سے لے کر پیر تک محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اعمال پر آجانے سے کامیابی ملتی ہے، اس لئے حج الحاجات نہیں، صوم الحاجات نہیں، صلوٰۃ الحاجات ہے (۱۳)، ہر کام میں جب چلے جب بھی کسی سے واسطہ ہو جب چیزوں سے غیر اللہ سے ہونے کا یقین پیدا ہوجاوے تو خدا اعمال پر نہیں کرتے۔

اب اعمال پر لانے کے واسطے علم چاہئے، یہ چیز اسی وقت ہوگی جب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نہج پر ہو، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا علم سینے

میں تھا، آج کتابوں میں ہے، پہلے سینے سے کتابوں میں آتا تھا، آج کتابوں سے سینوں میں لیا جارہا ہے، اس لئے ایک کتاب مسائل کی ساتھ ہو، ایک فضائل کی گویا ادھر مفتی ہے ادھر محدث ثواب بتلائے گا اور مفتی نیت کا طریقہ بتلائے گا، اب کام چلے گا، جب نماز کا وقت آیا تو سب کام بند، جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے پر نماز پڑھی ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے پر علم ہو، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا علم اندر تھا اگر علم اندر ہے تو نماز حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے پر ہوگی، اگر کتابوں میں ہے جو نہیں پوچھا نماز گئی کیسے مفتی صاحب میں نماز میں بول گیا؟، کیا کروں؟ مفتی کہے گا نماز گئی اسے دوبارہ پڑھ۔

اور یہ علم جان لگانے پر آوے گا، یاد کرنے کے بعد آوے گا، اتنا علم علماء کو بھی تاجر کو بھی وزراء کو بھی ضروری ہے کہ نماز نبی کی بنیاد پر آجاوے، تو اعمال پر آجاوے گی، اللہ اکبر کہنے کے بعد باہر سے علم بند پوچھو تو نماز گئی، اپنا ساتھی بھی بتاوے تو قیاس تو یہی ہے، کہ نماز ختم مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم یہ بتا گئے ہیں، لہٰذا قیاس اور عقل چھوڑ دی، تیسری چیز خدا کا ذکر ہے، ذکر ہے اللہ کا دھیان، ایک الفاظ ہیں سبحان اللہ، الحمد للہ، اللہ اکبر یہ الفاظ ذکر ہیں، ورنہ ذکر لفظ نہیں ہے، دھیان ہے اگر بگڑ جاوے تو غفلت ہے، بن جاوے تو دھیان اور ذکر بگڑنے کے لئے بہت سے راستے ہیں جس چیز کی طرف توجہ ہوگی اسی کا دھیان ہوگا اور جس چیز پر دھیان اسی کا یقین آوے گا۔

اب ہم نماز میں پڑھ رہے ہیں اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ پرورش خدا کے ساتھ ہوتی ہے، ادھر دل میں کارخانہ ہے لفظ کچھ دھیان کچھ، تطابق نہ ہوا تو دھیان نہ بنے گا، آگے اخلاص ہے، ان اشیاء پر محنت اخلاص کے ساتھ ہو، علم و ذکر پر محنت ہو، بے غرض بن کر تعلیم و تعلم کرو، مخلوق سے کچھ لینا نہیں ہے، بے غرض ہو کر یہ پانچ باتیں ہو جائیں۔

(۱) کلمہ والا یقین (۲) فضائل والا شوق (۳) مسائل والا دھیان (۴) پھر علم اور اخلاص، اب یقین تیار، جیسے مڈگارڈ الگ، انجن الگ، سیٹ الگ، پہیے الگ، چھت الگ، ان کو جوڑ کر موٹر تیار ہوگئی، اسی طرح ان پانچوں کو جوڑ کر موٹر تیار ہوئی، ساتوں زمین و آسمان سے پرورش نہیں، بلکہ خدا میرے رکوع و سجدہ میں پالے گا، خدا رب ہے اور پرورش کا معاملہ اسی کے ہاتھ ہے اور اعمال پر پالتا ہے، نماز میں باہر سے تیار کر کے لانا ہوگا۔

طہارت باہر سے ہوگی اور اس طہارت کو ختم ہونے تک چلانا ہوگا، اسی طرح یقین علم والا، مسائل کا علم، فضائل کا شوق، باہر سے تیار کر کے لاویں گے اور نماز کے ختم ہونے تک چلاویں گے، دعوت پر کامیابی ملتی ہے، ملک و مال کے بغیر یقین بنا وَاور نماز میں سلام تک چلاؤ، جس طرح الیکشن والے جو کارکن جس کی طرف بلاتے ہیں وہ ممبر ہی ان کا بھتہ اٹھاتا ہے، اگر میں اللہ کی طرف بلاؤں گا تو کیا اللہ میرا خرچ نہ اٹھاوے گا، میری پرورش وہ اپنی قدرت سے کرے گا، آج کا علم کیا ہے جو کچھ پلے پڑے سناتا ہے، اسی طرح یہ آج کا علم ہے، یہ مرغی ہے یہ انڈا ہے، یہ گائے ہے، یہ خچر ہے گائے کے دو کان ہوتے ہیں، اب اس تعلیم کا خرچ کون اٹھاتا ہے مرغی اٹھاتی ہے یا انڈا اٹھاتا ہے، وہ اٹھاتا ہے جس کی طرف سے تعلیم دی جا رہی ہے، پھر وہ علم جو بڑے سے بڑے وزراء کے پاس نہیں حکام کے پاس نہیں سب محروم ہیں، کیا اس علم میں لگنے سے یہ علم والا خرچ نہ اٹھائے گا، سب کا خرچ اللہ اٹھاتا ہے اور جو اللہ میں لگا وہ بدرجہ اولیٰ اٹھاوے گا۔

شاعر کا موضوع کیا ہے؟ سوچ کر قصیدہ شان میں گھسیٹ مارا کیوں اگر بادشاہ کی تعریف سے پلا جاتا ہے تو کیا خدا کی تعریف سے پرورش نہ ہوگی،؟ غرض کہ علم ذکر کی دعوت دیں، یہ ذریعہ ہے خدا سے ملنے کا، تجربہ کر کے دیکھ لو، وہاں خود صدا ہوگی، مانگ کیا مانگتا ہے؟ ایک دعا یہ مانگنا کہ ہمیں نبیوں کے راستے پر کامیابیوں پر پہنچا، اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ صِرَاطَ الَّذِينَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ابراہیم علیہ السلام، یوسف علیہ السلام اسمعیل علیہ السلام، عیسیٰ علیہ السلام، کو جس طرح کلمہ نماز سے کامیابیوں پر پہنچایا تھا ہمیں بھی اسی طرح کامیابیوں پر پہنچا، غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّينَ یہودیوں کے راستے سے نہیں (۱۴)۔

ہمیں موسیٰ علیہ السلام کے راستے سے چمکا، نصاریٰ کے طریقے پر نہیں، عیسیٰ علیہ السلام کے طریقے پر کامیاب کر چاہے فقیر بنا کر کامیابی کو پہنچا، چاہے آگ میں ڈال کر کامیاب کر، تم یہ کرلو، وہ جس بھی راستے سے چلاوے، مگر ہمیں نبیوں کی لائن سے چلا کسی نہ کسی دن اس لائن پر لگ جاوے اور علامت اس کی یہ ہے کہ نماز پڑھ کر مانگنے میں مسئلہ کا حل دکھائی دے گا، آپ کی دوڑ مسجد کی طرف ہو، غیروں کی طرف نہیں، لوگ یہ کہتے ہیں ملا کی دوڑ مسجد تک، ہم یہ کہتے ہیں نہیں ہمیں اس پر فخر ہے، پھر مسجد کی طرف محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دوڑے ہیں، یہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا راستہ ہے، انبیاء علیہم السلام کا راستہ ہے، محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر فاقہ آیا مسجد جا کر دو رکعت نماز پڑھ کر دعا مانگی، بدر میں اللہ کی طرف دوڑے ہیں (۱۵)، ہر مشکل میں دو رکعت نماز پڑھ کر کہا ہے (۱۶)، جو مسجد تک دوڑنے کو تیار نہیں اسے پارلیمنٹ تک دوڑنا پڑتا ہے، عدالت میں دوڑنا پڑتا ہے، روس اور امریکہ تک ہزاروں میل دوڑنا پڑتا ہے، یہ ہمارا فخر ہے دس قدم پر مسائل حل کرواتے ہیں، کسی کے سامنے ہم غلامی نہ کریں گے، آزاد بن کر چلیں گے بلکہ خدا نے تو کہا کہ 'نحن اقرب الیه من حبل الورید' (۱۷) پھر تین قدم آگے بڑھاؤ، اب امتحان ہوگا کمائی پر ہاتھ ڈالو سود نہ لو اب اس کمائی سے تقویٰ بناؤ، اطاعت اللہ اور اطاعت الرسول تیار کرو اور اعمال صالحہ بنالو، تجارت میں ذہن ہو محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم والے طریقہ پر، تاجر انبیاء علیہم السلام صدیقین، شہداء، صالحین کے ساتھ ہوں گے (۱۸)، چند دن میں استعداد دین میں چلنے کی ہوگی، کلمہ والا یقین ہو، اللہ تعالیٰ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم والے اعمال پر کرتے ہیں، کمانے میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم والے طریقہ پر آجانے سے ہوگا جس نے ماں کے پیٹ میں پرورش کی اور کل مرنے کے بعد کھلائے گا، اس مختصر سے وقفے میں بھی وہی میری پرورش کرے گا، کمائی میں یقین بناؤ، چیزوں میں لگ کر یقین بناؤ، مسجد کے اندر بھی اور مسجد کے باہر بھی یقین بناؤ، آپ کی دکان سے مسجد نہیں بلکہ مسجد سے آپ کی دکان چلے گی، ذوق یہ ہو کہ میں تجارت میں ابوبکرؓ جیسا بنوں، عمرؓ وعثمانؓ وعلیؓ جیسا بنوں، ذوق ابراہیمی ومحمدی تیار کرلو، تیری دکان میں جو آگ لگا دے گا، خدائے پاک کی قسم اس کی نسلوں تک کی دکانیں جل جائیں گی، پھر دکھانا دنیا کو دکان کس کی چلی، تیری کوڑیوں کی چلے گی اور ان کے کروڑوں کے کارخانے فیل ہوں گے۔

خدا کی ذات کی طاقت سے استفادہ عام کرنے کے لئے طریقہ وہی انصار کا اختیار کرنا ہوگا، ایک مقصد سامنے رکھو اور محنت شروع کردو، جانا آنا ریلوں کی طرح چالو ہو جائے، جیسے مراد آباد آتے ہوئے ایک ریل دہلی آتی ہے، ایک وایا علی

گڑھ ہوتے ہوئے، ایک وایا آگرہ ہوکر ایک وایا پنڈالک ہوکر، جس طرح ریل کی نقل وحرکت ویسے پیدل پورے ملک میں پھیرے ڈال دو، پھر علم ہی علم ہوگا، بس تھوڑی سی محنت تھوڑی سی جفاکشی درکار ہے، تھوڑا خوف نکال دو، کھیتی نہ ہوئی، روٹی نہ ملی تو کیا ہوگا؟ اللہ مالک ہے سب ٹھیک ہوجائے گا، یہاں تو بس وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ (۱۹) ایمان کے ساتھ نماز کی محنت کرنی ہے جتنے تقاضے ٹوٹیں جتنی تکالیف آویں، اسی قدر خدا ساتھ ہوں گے اور جس قدر خدا ساتھ دے ساری دنیا کے انسان قدموں میں آویں گے، کھانے پینے کی تکلیف کا حوصلہ چاہئے، اسی کے واسطے آسان ہے، اس زمانے سے آداب چلے آرہے ہیں، انسانی علوم والی بات نہیں جس طرح چاہے لگ جاؤ، کچھ آداب ہوں گے، طالب علم کے اور استاد کے اور ساتھ ساتھ کچھ شرائط آداب چھوڑ کے باوجود لگنے کے کچھ نہ آوے گا۔

---

(۱) روح المعانی صفحہ ۸۰ جلد ۲۹

(۲) سورۃ الشعراء: ۶۵، ۶۶

(۳) سورۃ القصص: ۸۱

(۴) سورۃ الشعراء: ۶۵

(۵) روسی نظام کے خاتمہ کی طرف اشارہ ہے۔

(۶) کنز العمال صفحہ ۱۹۵ جلد ۳

(۷) سورۃ آل عمران: ۱۳۹

(۸) البدایہ والنہایہ صفحہ ۱۳۸ جلد ۱

(۹) شرح العقیدۃ الطحاویہ لعبداللہ بن عبدالرحمن صفحہ ۶ جلد ۵

(۱۰) شرح العقیدۃ الطحاویہ للمراجمی صفحہ ۶۱ جلد ۱

(۱۱) سورۃ الحاقہ: ۱۳ تا ۱۶

(۱۲) سورۃ القارعہ: ۵

(۱۳) کنز العمال صفحہ ۸۱۵ جلد ۷

(۱۴) تفسیر ابن کثیر صفحہ ۳۰ جلد ۱

(۱۵) حیاۃ الصحابہ صفحہ ۶۰۸ جلد ۱

(۱۶) کنز العمال صفحہ ۴۹ جلد ۷

(۱۷) سورۃ ق: ۱۶

(۱۸) کنز العمال صفحہ ۷ جلد ۴

(۱۹) سورۃ البقرہ: ۱۵۵

موت پر جو عید نصیب ہوگی اس عید کا کبھی زوال نہ ہوگا

{ یکم شوال ۱۳۸۴ھ مطابق ۳ر فروری ۱۹۶۵ء }

بمقام: بنگلہ والی مسجد، بعد نماز عید الفطر

اقتباس

اگر روزانہ ماہانہ، ہفتہ اور ترتیب قائم کرلیں اور سالانہ کی ترتیب عبادت پر قائم ہوجائے چوبیس گھنٹے کی زندگی روزہ کے نقشے پر یعنی حکموں پر گزرے تو اس کو ایسی عید نصیب ہوگی جس کا اندازہ بھی ہم نہ لگا سکیں، دنیا کی عید آکر نقشہ ختم ہو جاتا ہے، پھر محنت مزدوری میں لگنا ہے، آج چھٹی جو آدمی اپنی زندگی کو راحت کی طرح گزارے، موت پر جو عید نصیب ہوگی اس کی عید، اس عیش کا کبھی زوال نہ ہوگا نہ اس عزت کا نہ ان انعامات اور راحت کے نقشوں کا جو موت کے وقت کی عید پر ملے تھے، ابھی دنیا کے اندر کی چیزیں جو مٹی سے بنی ہیں کل جنت کی بنی ہوئی نور کی چیزوں سے جو تمہارے اندر بھی خوشبو پیدا کردے عطا کریں گے، روزہ ختم نہیں ہوا بلکہ شروع کرو، شروع کرنے کے کیا معنی، اپنی یومیہ ہفتہ واری، ماہانہ سالانہ محنت کی ترتیب قائم کرو، اگر قائم کرلی تو انشاء اللہ یہ ترتیب تم کو متقی بنادے گی۔

نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

میرے بھائیو دوستو بزرگو!

آج عید کا دن ہے، آج چھٹی کا دن ہے، خوش ہونے کا دن ہے، کھانے پینے کا دن ہے، یہاں تک کہ آج اشراق کی نماز کی بھی چھٹی ہے، منع کردیا گیا کہ اشراق کی نماز نہ پڑھو، دوپہر تک کی چھٹی ہوگئی، تو تقریر کی چھٹی کیوں نہ ہو، تقریر کی تو چھٹی ہے لیکن تشکیل کی چھٹی نہیں ہے، اب اس بات کو سمجھو، رمضان اور عید سے اللہ کیا بات سمجھا رہے ہیں، یہ سمجھا رہے ہیں کہ رمضان ایک مہینہ کا اور عید ایک روز کا نمونہ ہے، رمضان اس کا جس نے دنیا کی زندگی کو خدائی پابندیوں کے ساتھ گزارا تو عید آوے گی۔

اگر دنیا کی زندگی کو رمضان کی طرح پابندیوں کے ساتھ گزار لیا تو زندگی ختم ہونے کے بعد تمہاری عید تین درجے

میں، ایک روزانہ دو ماہانہ تیسرے یوں سمجھو کہ زندگی کا روزانہ صبح سے شام تک پابندی، شام میں روزہ کھولا تو خوشی، حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ روزہ دار کو دو خوشیاں ہوتی ہیں ایک افطار کے وقت فرحت ہوگی (۱)، دوسرے اللہ سے ملنے کے وقت فرحت ہوگی، روزہ دار کی اصلی فرحت کیا ہے؟ اللہ کی صفت کے ساتھ مشابہ ہوا کھانے پینے سے بعد تھا، اللہ کے وعدہ پر امید کرتے ہوئے روزہ رکھتا ہے، اس کے سارے گناہوں کی خدا بخشش فرمادیتے ہیں (۲)، شام کو خوشی مغفرت کی خوشی کہ خدا کا فرض پورا ہوگیا۔

جو نسے اعمال خدا کے یہاں پیارے مانے جاویں ان کا پورا ہونا خوشی کی بات ہے، جب فرض پورا ہوتا ہے، تو اس کی خوشی ضمناً کھانے پینے کی اصل فرض پورا ہونے کی خوشی ہے، دوسری خوشی جب آوے گی جب اس فرض کے انعامات دیئے جائیں گے، جنت کے آٹھ دروازوں میں سے ایک دروازہ الریان ہے جو روزے داروں کے لئے مستقل ہے (۳)، ایسا نہ ہوگا جیسے تمہارا انڈیا گیٹ کہ کاغذ کے ٹکڑے لگادئے، بڑا شاندار بڑا لمبا چوڑا دروازہ ہوگا، اس میں سے نکلتے ہی آدمی کی عزت بنے گی۔

کتنے اونچے لوگ! کون؟ جو دنیا میں روزے رکھا کرتے تھے، شاندار دروازہ اس وقت جو انعامات دئے جاویں گے انھیں بقیہ لوگوں پر انتہائی خوشی ہوگی، ویسے تو ہر آدمی کو امتیازی خوشی ہوتی ہے، اس بات کی کہ خدا کے لئے روزہ رکھا، آج کا دن، پھر روزانہ پھر ماہانہ پھر پورا مہینہ روزہ رکھا، اب آپ نے افطار کیا، نسبت ابراہیمی اور نسبت محمدی ﷺ دوہری برکت، قربانی ایک اس وقت افطار ہوگا، مہینے کے اعتبار سے افطار، روزانہ منٹوں کا ہوتا ہے اور افطار مہینہ کا پورا ایک دن دیا کہ سارا دن خوشی مناؤ، تمہارے یہاں ایک خوشی، جب چاہو کھاؤ پیو، دن رات کی چھٹی، آج آسمانوں میں سارے موجودات اور فرشتے ایک آدمی نے ایک مزدور کو مزدوری پر رکھا کام بتایا، مزدور نے کردیا، پورا پورا کردیا، جو بتایا تھا۔

اب بتاؤ مالک کو کیا کرنا چاہئے، فرشتے کہیں گے اے خداوندان کو مزدوری پوری دینی چاہئے، اس سے فرمادیں اے میرے بندے میں نے روزہ فرض کیا دن میں رات میں نماز، اسے وہ بجالائے، تم گواہ رہو میں نے ان سب کی مغفرت کر دی (۴)، آج پورے دن کی خوشی ظاہری کا ملنا جلنا، باطنی، خدا کا اعلان فرشتوں کو گواہ بنانا، خود ارادہ کرلینا ہی بڑی بات تھی، پھر سارے فرشتوں کو گواہ بنانا بڑی خوشی کی بات ہے، دن کے افطار مہینے کی آج، عمر کی عید کب آوے گی؟ رمضان مہینے کا عمر ۵۰، ۶۰ سال کی بالغ ہونے کے بعد ۳۵، ۴۰ سال کی عمر، اب اگر عید منانی چاہو اس کی صورت رمضان کی طرح اپنی زندگی گزاردو، کھانے پینے، شادی بیاہ میں دین، معاملات بیوی بچوں کی زندگی پڑوس کی زندگی میں ایسے پابند ہوجاویں جیسے رمضان میں ہوتے ہیں اور ان پابندیوں پر ہونے کے لئے عبادت پر محنت کی ترتیب قائم کرلو، پھر دیکھو وہ عید آوے یا نہیں، اگر عبادت کی ترتیب قائم ہوجاوے، تو پوری زندگی کی ترتیب پر چلنا آسان ہوگا۔

اگر روزانہ ماہانہ، ہفتہ وار ترتیب قائم کرلیں اور سالانہ کی ترتیب عبادت پر قائم ہوجائے چوبیس گھنٹے کی زندگی روزہ کے نقشے پر یعنی حکموں پر گزرے تو اس کو ایسی عید نصیب ہوگی جس کا اندازہ بھی ہم نہ لگا سکیں، دنیا کی عید آکر نقشہ ختم ہوجاتا

ہے، پھر محنت مزدوری میں لگنا ہے، آج چھٹی جو آدمی اپنی زندگی کو رمضان کی طرح گزارے، موت پر جو عید نصیب ہوگی اس کی عید، اس عیش کا کبھی زوال نہ ہوگا نہ اس عزت کا نہ ان انعامات اور راحت کے نقشوں کا جو موت کے وقت کی عید پر ملے تھے، ابھی دنیا کے اندر کی چیزیں جو مٹی سے بنی ہیں کل جنت کی بنی ہوئی نور کی چیزوں سے جو تمہارے اندر بھی خوشبو پیدا کردے عطا کریں گے، روزہ ختم نہیں ہوا بلکہ شروع کرو، شروع کرنے کے کیا معنی، اپنی یومیہ ہفتہ واری، ماہانہ سالانہ محنت کی ترتیب قائم کرو، اگر قائم کرلی تو انشاء اللہ یہ ترتیب تم کو متقی بناوے گی۔

متقی کون؟ چوبیس گھنٹے کی زندگی میں احکام خداوندیہ کا پابند بن کر چلے، جیسے روزہ میں پابند، جیسے روزے دار عورت کے سامنے منہ کالا کرے تم لات مارو گے، پابند روزہ دار تمہارے لئے ساری دنیا کا حسن ننگا ہو کر سامنے آجاوے تو آنکھیں بند کر کے اس پر تھوک کر الگ ہو جاؤ، اگر ساری دنیا کا، روس کا، امریکہ کا کھانا بھی سامنے آئے گا تو تم ٹھوکر مار کر الگ ہو جاؤ، اگر ساری دنیا کے وزراء کی پارٹی ہو ہمیں بھی دیرینہ تعلقات کی بنا پر دعوت دیں نو بجے شریک ہوں ہم نے روزہ رکھا ہے، ساری دنیا کے وزراء کے ساتھ نہ کھائیں گے، روزہ ہی میں عزت، اگر روزہ توڑ کر ہندوستان کا صدر بنا دیا جاوے تو ہم لات ماردیں گے، نہ صدارت کی نہ وزارت کی ضرورت، میری عزت میرے روزہ میں ہے، اللہ رب العزت فرمارہے ہیں، روزہ تم کو کیوں دیا؟ تاکہ تم پرہیزگار بن جاؤ، گیارہ مہینے آزاد تھے، اس پر متقی نہیں بن سکتے، متقی بننے کے لئے تو پیشاب پاخانا، کھانا پینا، بات کرنا سب میں حکم کا پابند بننا پڑتا ہے، شادی میں دفن میں ہر جگہ پابند پھر اللہ کہیں گے یہ متقی پرہیزگار ہے۔

روزہ اللہ کے لئے رکھوایا گیا روزہ کی طرح روزانہ کی، ہفتہ واری، ماہانہ اپنی عبادت کی ترتیب قائم کرو، روزہ والی ترتیب قائم کرو، جونسا وقت روزے کا ہے بھوک لگ رہی ہے، نہیں کھاؤ گے، سحر کے وقت آپ کو خالی پانی بھی نصیب نہ ہوا، سارے دن نہ کھاؤ گے، جس سے ہر وقت صحبت کر سکتے ہو دن بھر خواہشات کو دباؤ، یہ نمونہ متقی بننے کا ہے، پوری زندگی میں ایسے بنو، جب بنو گے جب عبادت کے لئے ترتیب قائم کرو گے، روز کی ترتیب دعوت، تعلیم، گشت کا وقت مقرر کریں، دعوت کے راستے میں اجر بڑھتا ہے، ایک سے ایک لاکھ تک، لاکھ سے کروڑ تک اور کروڑ سے ارب تک پہنچتی ہے (۵)، دعوت تعدیہ کو چاہتی ہے گاؤں سے ملک تک پہنچتی ہے۔

ذکر نماز تعلیم میں چار باتیں ہوں، جیسے رمضان میں روزے ایسے اس طرح ان کا یومیہ ۲، ۴، ۶، ۸ گھنٹہ مقرر، جو جتنا کرے گا اتنا تقوے والا بنے گا، اس سے ماہانہ خوشی بھی سالانہ خوشی بھی میسر ہوگی اور جب مرے گا تو عمر والی خوشی بھی میسر آوے گی، روزے کی طرح، جیسے روزہ دار ساری دنیا کا حسن و مال کھانے اور عہدے دیدئے جائیں ہاتھ نہ لگائے، دعوت کی محنت کی ترتیب میں حسن، مال جاہ، عہدے مقابلے پر آویں گے، کہا جائے میری عبادت کا وقت ہے، ہم کسی چیز کو دیکھنا نہیں چاہتے، تسبیح کا مسئلہ، یومیہ کی ترتیب قائم کرلی، ہفتہ واری فلاں رات جمع ہوں، عبادت کی محنت عصر سے صبح اشراق تک، ہفتے میں ایک بار مقرر کرلیا، اب ایک ہزار کام پڑ جائیں، ہفتے واری ترتیب قائم رہے، عصر سے اشراق تک،

چاہے کاروباری مسئلے آجائے، پریشانی جو چاہے ہوجائے، اس دن کا عصر سے اشراق تک کا وقت ہم نے فارغ کرلیا بیمار ہو، مقروض ہو، کاروباری کام ہو، سفر درپیش ہو، اجتماع ہوتا ہے یا نہیں، دعوت، تعلیم، ذکر تمہارا یومیہ مقرر ہوتا ہے۔

ایمان کی باتیں جب چاہے کرو، مومن کی شان یہ ہے کہ جب دوستوں سے یا آپس میں ملیں ایمان کی بات کریں (۶)، دنیا کی بات نہ کریں، روزانہ ایمان کی بات، آخرت کے تذکرے، تعلیم، تسبیح رمضان کی طرح، رمضان میں بارہ گھنٹے کے پابند، اب چھ کرلو، چار کرلو لیکن رمضان کی طرح نبھاؤ، یہ نہیں کہ رمضان گیا، تلاوت تسبیح دعوت گئی، اس سے کبھی متقی نہ بنے گا، یہ کہ رمضان میں شروع کرے اگلے رمضان تک پہنچائے، تو ہر رمضان آگے لے جائے گا، لڑنا ختم کیا تھا رمضان میں، پھر شروع کردیا، گیارہ مہینے تک خوب کرتوت کئے اب رمضان آیا تو وہیں سے ابتداء ہوگی، جیسے بلی سو چوہے کھا کر حج کو چلی، منہ صاف کرکے کہ پہلے رمضان میں کئے تھے، اب آگے کی بات نہیں۔

اب رمضان میں جتنا کیا تھا تہائی، چوتھائی سارے سال کرتے رہے، یہ تقوے میں چار ڈگری آگے ہوگئے، اس سے اگلے اور آگے، تسبیح، تعلیم، دعوت کا وقت مقرر مہینے کے تین دن، عبادت کا ماحول بنانے کے لئے آس پاس جانا ایسا ہی، چاہے لاکھوں کام آکر پڑیں کوئی آکر کہے اب کے نہ جاؤ، ہندوستان کا بادشاہ بنادیں، لات مار کر تین دن کی جماعت میں جاؤ، گھر والی بیمار، تین دن نہ جاؤ، لیکن روزہ کی طرح مضبوط ہوکر نکلو، جس کو کوئی ترتیب نہ روک سکے، سالانہ اعلیٰ درجے کی ترتیب پر تو چار مہینہ، بیرونی محنت پر، اگر متوسط پر آنا چاہو تو چھ مہینے میں چلہ لگاؤ، اگر گھٹیا بنو تو بھی سالانہ چلہ لگاؤ، یوں نہیں کہ جب وقت ملادیں گے، یہ طے شدہ ہے، جونسے موسم میں وقت ملے روزہ نہ ملے گا، رمضان کی ترتیب لے لو، تاریخ کے ساتھ طے کرو، مہینے کے تین دن کی تاریخ، اور گیارہ مہینے کے بعد چلے کی تاریخ طے کرلو۔

رمضان کی طرح خدا کے راستے کی محنت کا وقت مقرر کرلو، جب وہ وقت آجائے پھر کبھی تجارت، خسارہ، فائدہ نہ دیکھو، اپنے چلہ کا وقت سارے کاموں کو چھوڑ کر چلہ میں آکر محنت کرو، اگر ایسا مقرر کرلیا تو اگلے رمضان میں اور بڑھو گے اور کسی دن متقی بن جاؤ گے، مگر رمضان کی طرح مضبوط ہوکر، گشت نہ ہوا، کیوں، گھر والی کا کام تھا، میرے دوست کے یہاں دعوت تھی تعلیم میں نہ آیا، آج نفل نہ پڑھی، گھر بھاگ گئے، جب تسبیح تعلیم بہک کر ختم ہوجائے تو ایسے متقی نہ ہوگے، سمجھ میں آگئی تمہارے سالانہ، ماہانہ، ہفتہ وار، روزانہ کی ترتیب، خدا توفیق دے۔

نماز کی محنت کے ساتھ روزہ ملانا ہے، تو مہینے کے تین دن رکھ لیا کرو، یہ نہیں کہ سال بھر میں پورا رمضان رکھا، پھر اے میرے بھائی روزے سال بھر کے بعد ملاقات ہوگی اس کی یاد مناؤ، مہینے میں تین دن کے روزے رکھ لئے، پہلی، دوسری، تیسری کے یا تیرہویں، چودھویں، پندرہویں کے آگے پیر جمعرات ہفتے میں دو جس طرح رمضان میں خوب عبادت، مہینے میں خوب عبادت، تین دن کررہے، کیا ہوگا؟ تین دن کے روزے میں تم کو پورے مہینے کی روزے کی عبادت کا ثواب (۷)، اس مرتبہ میں پورا سال رمضان بنے گا شوال آیا اور چھ روزہ رکھ لئے، چاہے اکٹھے یا الگ الگ رکھ لو، کیا فرمایا جو رمضان کے روزے رکھ کر چھ روزے شوال میں رکھے پورے سال کے روزے کا ثواب ملے (۸)، یوں

ہی مہینوں کے اعتبار سے پورے سال کا خوب کھانا کھاتے رہے، اب کھالے، روزہ دار ہوں دسترخوان پر روٹی ہاتھ دھو کے بسم اللہ کہہ کے شروع، اب تعجب اس پر روزے دار بھی کھا رہا ہے، میں نے مہینے کے تین رکھے اب حکماً روزہ دار ہوں اور کھا رہا ہوں رمضان کی یاد سال بھر تازہ رہے، مسجد میں تعلیم گناہوں پر رونا، دین کے چمکنے کی دعا یہ وہ ترتیب ہے جس پر ڈالنے کو رمضان آیا پہلے جس کی جو ترتیب کھانے پینے کی تھی بدلی، تم اب رمضان کے بعد بھی قائم رکھنا، فجر کی اذان کے بعد سب مسجد میں، کوئی یہ کہے گا چلو جو کچھ بھی کھانا پینا ہے صبح صادق سے پہلے ہی کھا پی لو اور کچھ کھانا کھالیا۔

اب نماز کے بعد تقریر میں سب بیٹھ گئے، منہ چالو تو ہے نہیں اب باہر کیوں جاؤ، معمولی عادت پر یہ چیز چھوٹے گی، حصہ کیا ہے بیٹھے رہنے سے ۴۸ ہزار کا ثواب آج طے کرو حقہ اذان سے پہلے پیو گے ورنہ چھوٹ جاوے، اشراق کے بعد نہ پیو گے چائے وغیرہ طے کرو، صبح کا سہانا وقت مسجد میں اللہ کے کاموں میں جیسے آج بیٹھ گئے، اپنے گاؤں میں بیٹھ جاؤ تقاضہ نہ ہو مہینہ بھر کی مشق ہوگی، پھر عصر کے بعد کچھ بات سنو، کبھی تعلیم تسبیح کسی نماز کے بعد نفل پڑھنے کی مناسبت ہو عشاء پڑھ لو، ذکر تعلیم کو نمازوں سے جوڑو، ان کے آگے پیچھے کاموں کو کر کے پھر دنیا کے کام کرو، رمضان میں جو ترتیب پر ڈالا، اسی طرح سارے سال کیا تو متقی بن جاؤ گے۔

پرہیزگار بنو گے اگر سارے سال پابندی کی تو پچاس برس کے انعام ملیں گے، اگر سارے سال کو رمضان کی ترتیب پر گذارا تو پچاس سال کا ثواب اس میں پچاس مہینے کی کیا حقیقت، اس کے مقابلہ پر جس طرح رمضان میں ویسے ہی سارے سال کی ترتیب پوری کرو، دوسری بات رمضان میں دعوت کی محنت اس سے انشاء اللہ اثرات و برکات سال بھر چلیں گے، اب آرہا ہے حج یہ وہ فریضہ ہے جو حرکت کے بغیر نہ ہو سکے، رمضان تو ہو سکتا ہے کہ تراویح گھر پر پڑھ سکتے ہیں لیکن کوئی گھر پر تو حج نہیں کر سکتا۔

اب انسانی زندگی کے دو رخ ہوئے، حضر والی ترتیب رمضان میں اور سفر والی حج میں سیکھو، آج دنیا میں الحاد بے دینی جو آرہی ہے حرکت سے ہوائی جہاز، بحری جہاز بھر کے باہر کے ملک سے عیاش، بدمعاش زانی بن کے یورپ عیسائی ملکوں سے چلی آرہی ہیں، مسلمان ملکوں اور ہندوستان میں لوگ جبکہ سرمایہ دار ملک دنیا کے نقشے مسلمان کو پھانستا ہے، بے دینی کے لئے تمہارا پہاڑ اختلاط کرایا، گانا بجانا عورتوں کا ننگا کرنا، باہر اس سے ہزاروں گنا زیادہ کیا جا رہا ہے، جتنا جو لوگ باہر جاتے ہیں پڑھائی، سیاست ملازمت، تعلیم کے ذیل میں اکثر و بیشتر بدل کے آویں، اس زندگی کو چھوڑو جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دکھ دینے والی ہے، گناہ جھوٹ، رشوت، دوسروں کی تباہی بربادی اب یہ سوچا لوگوں نے اتنے دن ہو گئے پورا ملک سو فیصد زانی چور، جانوروں کی طرح مخلوط نہ ہوا، اب بڑا لمبا چکر کہ انسان سمجھ ہی نہ سکے، جو اس کے پھانسے میں آئے اس کو تو بدل ہی دیا۔

بس اب ہم یہ کریں ایک ایک گاؤں میں جا کر چلہ دیں، انھوں نے سازش کی کہ مکہ مدینہ کا وہ نقشہ بنا دو کہ حاجی نہ بنے اور نبیوں کی زندگی لینے گئے اور یہود و نصاریٰ کی زندگی لے آوے، ان کی تہذیب طور طریقہ لباس اختلاط لے کر آویں، ہنسی مذاق، زنا کے ولولے، اپنے دامن خراب کر کے پوری دنیا کو عیسائیت اپنا رخ مکہ، مدینہ، جدہ، طائف، تبوک، کو ایسا

ماحول بنادے، دین داری کی محنت کرنا نہ رہے دین دار بے دین بن کر آوے۔

میرے بھائیو! تجارت، زراعت، جو لائن کی حرکت، اگر اس لائن کی حرکت کو ٹھیک نہ کیا ساری دنیا کی بے دینی اس ملک میں آئے گی، اقلیت چھ کڑوڑ اور غیر مسلم ۳۶ کروڑ زنا پر آرہے ہیں، باہر والوں کی بدمعاشی سے ۶۳ کڑوڑ تیزی سے درندگی پر آرہے ہیں ایک اخبار نے یہ بات لکھی کہ ہندوستان کی نوجوان لڑکیاں اول نمبر دنیا بھر کے آدمیوں کو پھنسا کر زنا کرانے میں کامیاب، حکومت نے شریر عورتوں کو بلا کر ٹریننگ دی ہے، اسی طرح کہ زنا نہ کرنے والے سے زنا کروادیں، جو باہر سے آویں، وزیر، سفیر مل کر لڑکیاں دکھلاتا ہے۔

آج کے دل بہلانے کے لئے اول نمبر عورت اس میں ہندوستان بے حیا بنانے اور عورتوں کو زنا میں کتیا بنانے پر لگے ہیں اور کتیا کی طرح پیشاب گاہ بنا کر دس قدم آگے ان ۳۶ کڑوڑ کا ماحول بے دینی کا بنے، زنا، عیاری، بدمعاشی، کا یہ ۳۶ کڑوڑ میں تیزی سے آوے تو چھ کڑوڑ کا بچنا ناممکن ہے، اگر خدانخواستہ حاجی بھی ایسے بن کے آنے لگیں، ہر سال تیس ہزار تو تھوڑے ہی دنوں میں دیوالیہ نکل جائے، ملک میں بے دینی حرکت سے آرہی ہے، ایک فریضہ پر محنت کی، دوسرا فریضہ آرہا ہے، مالی حرکت والا اس میں شام، ترکی، عراق، یورپ، افریقہ، ساری دنیا آوے پھر وہ باریک کپڑے انار کے دانوں کی طرح پستان، بے دھڑک جس سے چاہیں مل جائیں مسلم نوجوان لڑکیوں کے گلے میں ہاتھ ڈالے پھر تو تمہارا آدمی بے حیا بن کے آوے گا۔

جس تعلیم سازی سے ہندو کا لباس پسند آئے تو وہ وہاں سے بدلے گا یا نہیں، ایسے ملک پر اور ساری دنیا برابر کا نعرہ، اگر ایسے ملک کی حرکت سے جانے والے حاجی ایک طاقت لے جاویں، ذکر والا دین کی محنت کرنے والا بازار میں نہیں پھرتا، مسجد میں رہتا ہے، زنا گھروں میں، ایک گھر معلم کے ساتھ دس عورتیں بے پردہ، آنکھ کا زنا، مکہ میں آنکھ کا زنا، یہاں کے حقیقی زنا سے سخت ہووے، لاکھ گنا بڑھ جائے (۹)، لہذا اب وقت ہے کہ جیسے رمضان پر خدا توفیق دیں، نماز سکھایا، تعلیم میں بیٹھایا، بازار سے نفرت، مکہ سے سامان نہ بٹورتے پھریں، جتنا حقیقی تبرک ہے، خرچ کم ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ پر جانے والا خرچ کم ہے، کھجور، زمزم، کسٹم نہیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا تبرک ریت پتھر، پر کسٹم نہیں، یہ امریکی روسی کے سامان پر باہر کے کمبل پر، باہر کی گھڑیوں پر، باہر کے تھرماس پر، اور ریڈیو پر، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علاقے کو باہر والوں نے چیزوں سے بھر دیا۔

بازار میں پھرانے کے لئے، ہمیں ہمارے دین سے ہٹانے کے لئے آج مکہ مدینہ میں رہنا، بازار میں ہندوستان سے زائد ہنگامہ ہووے، ہندوستان کا بنا ہوا یہاں مہنگا مکہ میں سستا، امریکہ کا بنا ہوا امریکہ میں مہنگا اور مکہ میں سستا، انگلستان کا بنا ہوا انگلستان میں مہنگا مکہ میں سستا، ہندو پاک و افریقہ و مصر و شام کا بنا ہوا مہنگا مکہ مکرمہ میں سستا، سارے جہاں کا حاجی بھاؤ پوچھے، پچاس کی چیز بیس میں، وہ مبارک ایام جو خدا کی یاد میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل، کام میں پھرنے میں ختم ہو جائیں، اگر مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں تعلیم نماز، تسبیح طواف میں، یقین جانو وہاں ضروریات کو کبھی فرصت نہیں ملتی، ہندوستان کا کپڑا ہندوستان کی چیز مکہ سے خرید کر تبرک کا نام لے کر آتا ہے۔

پچاس کی چیز اصل میں بیس کی تھی ۳۵ کا کسٹم لگا کر دی، ۵۵ کی گھڑی تا کہ حاجی مکہ میں وقت خراب کرے، یہ چیز حاجی کو سمجھانی ہے، اگر دین دار اور متقی بننا چاہو تو بازار سے ذہن ہٹا کر مسجد کا ذہن بنا کر مسجد کا میدان قائم کرنا ہوگا، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مسجد، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محلے میں گشت ہو، نماز قائم ہو، تعلیم پھیلانے جا رہے ہو، خدا کی قسم حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چیز وہاں کرنے سے اس کا نور لاکھوں گنا ہوگا مکہ مکرمہ میں نور اور برکت کے سمندر ہیں، بمبئی میں حاجی آچکا، گشت کر کے، تعلیم کر کے، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مبارک طریقہ پر ڈالنے کے لئے ہر ضلع اور ہر بستی میں محنت کا میدان قائم کر دینے کی ضرورت ہے۔

---

(۱) کنز العمال صفحہ ۴۵۳ جلد ۸

(۲) مجمع الزوائد صفحہ ۱۱۴ جلد ۳

(۳) مجمع الزوائد صفحہ ۱۸۰ جلد ۳

(۴) شعب الایمان: باب ما جزاء الاجیر اذا عمل عملہ' حدیث نمبر ۳۵۴۰

(۵) مجمع الزوائد صفحہ ۱۱۱ جلد ۳

(۶) مجمع الزوائد صفحہ ۵۲ جلد ۱

(۷) کنز العمال صفحہ ۵۶۴ جلد ۸

(۸) مجمع الزوائد صفحہ ۱۸۴ جلد ۳

(۹) مرقاۃ صفحہ ۱۱ جلد ۶

دین کی محنت کیلئے جان ومال زیادہ لگائیں

{۲۵/مارچ ۱۹۶۵ھ}

اقتباس

دین سے زیادہ ضروری کوئی چیز نہیں ہے، ذرا بھی بصیرت کی نگاہ ڈالی جائے، ختم ہوجانے والی مشکل مشکل نہیں ہے، انبیاء علیہم السلام نے اس دنیا کی حقیقت کو دیکھا اور اس کے نہ ملنے کا غم ان کے دل سے دور ہوگیا، انھوں نے فیصلہ کرلیا کہ یہاں کی زندگی تو بغیر کمائی، بغیر کپڑے، بغیر مکان روزی کے بھی گذر جائے گی، لیکن آخرت کی ضرورت کا اندازہ لگانا مشکل ہے، یہ آگ جس کی ایک چنگاری سے ساری دنیا خاکستر ہوسکتی ہے، یہ ستر دریاؤں میں بھیج کر دوزخ کی آگ ہے، دوزخ میں جب شدت پیدا ہوئی تو دوزخ نے عرض کیا کہ یا اللہ میرے بعض نے بعض کو کھالیا، تو اللہ نے سال بھر میں دو مرتبہ سانس لینے کی اجازت دے دی، دوزخ میں دو عذاب ہیں، ایک ٹھنڈک کا ایک گرمی کا، اس کی ساری چیزوں کا اندازہ لگائیے، یہاں کی بھوک وہاں کی بھوک کے مقابلہ میں کوئی حیثیت نہیں رکھتی، یہاں کی بھوک برداشت کی جاسکتی ہے، بادشاہوں کی بادشاہتیں جاتی رہتی ہیں وہ بھی زندگی گذارتے ہیں، لیکن مرنے کے بعد والے مسائل کا کوئی وقت محدود نہیں، اس دوزخ سے بچاؤ کے لئے کیا کیا جائے گا جہاں کی غذا بھوک پیاس کے ختم ہونے کا سوال ہی نہیں، دین وہاں کی تمام مشکلوں سے بچانے اور جنت کی تمام خوشگوار شکلوں کے حاصل کے لئے اللہ نے دین رحمت بنایا ہے۔

نحمدہ' ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

میرے بھائیو دوستو بزرگو!

دنیا کا دستور ہے کہ انسانی ضروریات کی جو چیزیں ہیں، کچھ طبقے ان کے لئے جان لگاتے ہیں، جتنی جان کی ضرورت ہے اتنی جان لگاتے ہیں اور جتنے مال کی ضرورت ہے اتنا مال لگاتے ہیں اور پھر اس سے کامیاب بنتے ہیں، دنیا کا نظام اس طرح چل رہا ہے، ایک طبقہ ہے جس نے غذاء کی ٹھیکیداری کا ٹھیکہ لیا ہے، وہ اس کے لئے سردی گرمی برداشت کرتے ہیں، جس وقت ہل چلانے کی ضرورت ہے ہل چلا دیں گے، جس وقت بیج اور بیل درکار ہوں مہیا کریں گے، جس طرح عام انسانوں کی ضرورتیں ہیں ان کی بھی ضرورتیں ہیں، ان کی مہیا کرنے کے لئے وہ محنت کرتے ہیں ان کی ضرورتیں پوری ہو

نے کے ساتھ اہل دنیا کی ضرورتیں بھی پوری ہوتی ہیں اور ان کو فروخت کر کے دوسری ضرورتیں پوری کرتے ہیں۔

مثلاً کپڑے بنوانے، مکان تعمیر کرنے، وقت پر بارش نہ ہو تو کنویں چلائیں گے پانی دیں گے، غرض کہ جس درجہ جان ومال کی ضرورت ہے اس کے بقدر جان ومال لگاتے ہیں، اگر کسی زمین میں تین دفعہ ہل چلانے کی ضرورت ہے تو تین دفعہ ہل چلادیں گے، یوں ہی محنتیں پہنتے چلے جاؤ، جس طرح زمیندار نے غلہ کو اپنا کام بنایا اسی طرح مختلف طبقے ہیں جنھوں نے مختلف محنتوں کو اپنا کام بنایا، ایک طبقہ نے گھڑی بنانے کو اپنا کام بنایا ہے، اب وقت و دن اس کی محنت میں لگا تا ہے، جس چیز کو ہم جان لیں یہ دنیا میں آجاوے تو اس طبقے کے لوگ کامیاب بنیں گے، ترقی کی راہیں کھلیں گی تو اس کے لئے محنت کرنی پڑے گی، حق تعالیٰ شانہ نے انسان کو اسباب اختیار کرنے والا بنایا ہے، اگرچہ ساری چیزوں کو اللہ رب العزت ہی وجود عطاء فرمارہے ہیں، انسان دنیا میں کام کئے بغیر زندہ تو رہ نہیں سکتا، ضرور کچھ محنت کریں گے، اس میں کسی نے محنت کو اختیار کرلیا کسی نے کسی محنت کو اختیار کرلیا۔

اب اللہ رب العزت نے انسانوں کی ضرورتوں کے پورا ہونے اور دونوں جہاں میں ساری کامیابیاں حاصل کرنے کے لئے دین کو ضروری قرار دیا ہے، جس طرح زمیندار غلہ کو، دکاندار روپئے پیسے کو، کارخانہ دار کچے مال کو، مختلف چیزوں کو ضروری قرار دیتے ہیں، دین میں انسان کے سارے مسائل کا حل ہے، اگر پورے دین کو آپ نے ایک درخت تصور کرلیا تو اس کے اندر کا ایک پتہ جو درخت کے مقابلہ میں کوئی حیثیت نہیں رکھتا، لیکن اللہ کے نزدیک دین کے ایک پتہ کی ہی اتنی قدر و قیمت ہے کہ پوری کائنات کی وہ قدر نہیں، جس کے پاس ذرہ برابر بھی دین ہے اس کو بھی اللہ رب العزت اس ساتوں زمین وآسمان سے دس گنا زیادہ بڑی جنت دیں گے(۱)۔

حضرت عائشہؓ کے پاس کوئی سائل آیا، آپ نے انار کا ایک دانہ دینے کا حکم فرمایا، دیکھنے والوں نے تعجب کیا(۲)، یہ حضرت عائشہؓ وہ ہیں جنھوں نے اسی اسی ہزار ایک ایک وقت میں اللہ کی راہ میں خرچ کردئے (۳) انھوں نے سائل کو انار کا ایک دانا دینے کا حکم فرمایا، لوگوں نے تعجب کیا تو ارشاد فرمایا کہ مجھے یوں بتاؤ کہ ایک دانہ انار میں کتنے دانے ہیں(۴)، سب کی گردنیں جھک گئیں اور خاموش رہ گئے تو ارشاد فرمایا دانہ تو بہت بڑی چیز ہے اللہ رب العزت تو ایک دانہ کے اوپر ساتوں زمین وآسمان سے دس گنا زیادہ دینے کے لئے تیار ہیں، دونوں جہاں میں تمام ترقیات اور کامیابی کے لئے خدا نے دین مرحمت فرمایا ہے اور اس کے ضروری ہونے کا پتہ ان ہی لوگوں کو لگتا ہے جو آخرت کی کامیابی دیکھنے والے ہوں یا جنھوں نے آخرت کو دیکھا اس کا یقین کرنے والے ہوں، آخرت تو لامحدود کا نام ہے، اگر تم آخرت والے بن گئے وہاں اونچے اونچے درجے لینے والے بن گئے تو اللہ رب العزت یہاں کی نعمتوں کو بھی تمہارے پیروں کے نیچے لاکر ڈال دیں گے، بڑی بڑی بلائیں قید کے اندر ہیں، بڑے بڑے حوادثات قید کے اندر ہیں، دین کا تعلق لامحدود زندگی سے ہے، دین ایسی بھوک سے بچانے والا ہے جو کبھی ختم نہ ہوگی، وہ مکان دلوانے والا ہے جو ہمیشہ آفتاب کی طرح چمکتے رہیں گے، دین وہ حسن وجمال دلواتا ہے جو کبھی زائل نہیں ہوتا اور سلوٹوں میں روزی دلواتا ہے، اس لئے دین آخرت کے واسطے سب

سے زیادہ ضروری ہے۔

دین سے زیادہ ضروری کوئی چیز نہیں ہے، ذرا بھی بصیرت کی نگاہ ڈالی جائے، ختم ہو جانے والی مشکل مشکل نہیں ہے، انبیاء علیہم السلام نے اس دنیا کی حقیقت کو دیکھا اور اس کے نہ ملنے کا غم ان کے دل سے دور ہو گیا، انھوں نے فیصلہ کر لیا کہ یہاں کی زندگی تو بغیر کمائی، بغیر کپڑے، بغیر مکان روزی کے بھی گذر جائے گی، لیکن آخرت کی ضرورت کا اندازہ لگانا مشکل ہے، یہ آگ جس کی ایک چنگاری سے ساری دنیا خاکستر ہو سکتی ہے، یہ ستر دریاؤں میں بھیج کر دوزخ کی آگ ہے (۵)، دوزخ میں جب شدت پیدا ہوئی تو دوزخ نے عرض کیا کہ یا اللہ میرے بعض نے بعض کو کھا لیا، تو اللہ نے سال بھر میں دو مرتبہ سانس لینے کی اجازت دے دی (۶)، دوزخ میں دو عذاب ہیں، ایک ٹھنڈک کا ایک گرمی کا (۷)، اس کی ساری چیزوں کا اندازہ لگائیے، یہاں کی بھوک وہاں کی بھوک کے مقابلہ میں کوئی حیثیت نہیں رکھتی، یہاں کی بھوک برداشت کی جا سکتی ہے، بادشاہوں کی بادشاہتیں جاتی رہتی ہیں وہ بھی زندگی گذارتے ہیں، لیکن مرنے کے بعد والے مسائل کا کوئی وقت محدود نہیں، اس دوزخ سے بچاؤ کے لئے کیا کیا جائے گا جہاں کی غذا بھوک پیاس کے ختم ہونے کا سوال ہی نہیں، دین وہاں کی تمام مشکلوں سے بچانے اور جنت کی تمام خوشگوار شکلوں کے حاصل کے لئے اللہ نے دین رحمت بنایا ہے۔

جس طرح ایک میں اور لامحدود میں فرق ہے اسی طرح دنیا اور آخرت کا فرق ہے، دنیا بھر کی محنتیں ایک ایک مسئلے کو حل کرتی ہیں اور دین اور پھر دین کی ایک ایک چیز دنیا کی تمام چیزوں سے زیادہ حیثیت رکھتی ہیں، ایک مرتبہ سبحان اللہ کہنا دو رکعت نماز پڑھنا دین ہے، ایک ذرہ اللہ کی راہ میں خرچ کرنا دین ہے، دین کا اتنا ہی جز ہو تو ساتوں زمین و آسمان سے دس گنا زیادہ دلوانے کی قیمت رکھتا ہے (۸)، دین یا بادشاہت، عہدوں، تجارتوں زراعتوں وغیرہ سے روزی اور سب سے زیادہ حاجتوں کو پورا کرنے والا ہے، دین کا نفع عام ہے، جس کے پاس دین آجاوے گا وہ فائدہ اٹھاوے گا اور جو اس کو نہیں لے گا وہ نقصان اٹھاوے گا، اس کے اندر رفتہ رفتہ آیا ہم نے محنت کر کے اپنی قسم بدل لی۔

پہلے چپراسی تھے محنت کی وزیر بن گئے، یا فقیر کے بجائے لکھ پتی بن گئے اور بہت مال پاس میں آ گیا تو اس سے ہوا؟ کیا دین کی ضرورت سے تو نہیں نکلے، وزیر بن کر بھی ایک دنیا کا مسئلہ ہے، ایک آخرت کے مسائل ہیں، وزیر کی ضروریات دنیا کی یہ ہے کہ جب وہ بات کرے تو سب غور سے سنیں، اور اس پر عمل کریں، یہ نہیں کہ وہ بات کرے اور لوگ اس کو گالیاں دیں، ایسا وزیر نا کام ہے، دین وزیر، فقیر، مالدار، وغیرہ سب کو ضروری ہے، اس سے لامحدود زندگی کے مسائل حل ہوں گے، کوئی سطح ایسی نہیں جس میں دین ضروری نہ رہے، مرنے کے بعد سارے مسائل کا حل دین ہی سے ہوگا، سب سے انتہائی سخت ضرورت کی چیز دین ہے، میں نے یہ نہیں کہا کہ وزیر ہونا دین پر موقوف ہے، البتہ یہ ضرور کہوں گا کہ سب کا محبوب بننا دین پر موقوف ہے۔

دین ایک طرف آخرت کی تمام ضروریات کو لئے ہوئے ہے، اور دوسری طرف دنیا کے سارے مسائل کا حل بھی اسی میں ہے، دنیا کے انسانوں کو دین اس طرح ملے گا جس طرح لوگوں کو چیزیں مل رہی ہیں، یہاں بھی ایک طبقہ کو دین کی محنت

کو کام بنانا پڑے گا، دکاندار رات دن دوکان میں کام کرتے ہیں لیکن سلوٹوں میں وہ بیوی بچوں کو دیکھ لیتے ہیں اور اپنی دوسری ضرورتیں اس میں پوری کر لیتے ہیں، تاجر دو قسم کے بن گئے، ایک وہ جو رات دن تجارت میں لگنے والے تھے اور دوسرے وہ جنھوں نے سیاست کو اپنا کام بنالیا تھا، تجارت کرتے تھے لیکن جب سیاسی تقاضا آجاتا تھا تو وہ فوراً تجارت چھوڑ کر نکل کھڑے ہوتے تھے۔

چند آدمیوں کو ایک ملک مل گیا لیکن وہ اس کو نہ سوچتے تھے کہ جس طرح سے ملک لیا ہے وہ بھی حاصل ہے یا نہیں، تو بہت ناانصاف بات ہے، جس طرح دوسری محنتیں کام بنا کر جاری ہیں اسی طرح دین کو کام بنا کر محنت کرنے کی ضرورت ہے حکومت تو پیشاب پینے والے بھی کر کے دکھلا دیں گے، ان کاموں کے لئے ایمان کی طرح اخلاق کی ضرورت نہیں ہے، دین کی طرح ضرورت نہیں ہے، مسلم کی ضرورت نہیں ہے، دنیا والے کام کے لئے بس یہ چیزیں ضروری نہیں ہیں، دین ہو گا جبھی تو دنیا میں آوے گا، جو خدا کا کام کرتا رہتا ہے خدا بھی اس کا کام کرتا ہے، اسی طرح جو دین کا کام کرے گا اس کو دین اول آوے گا اور وہ اول نمبر کے انسان مانے جائیں گے، دنیا میں جتنے قسم کے نقشے ہیں اور جتنے قسم کے نقشے پھیلے ہوئے ہیں ان میں وہ طریقہ آجاوے جو خدا نے دین میں پلنے کے لئے دیئے ہیں۔

خدا کے طریقے پر جس طرح حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے خدا کی طرف سے بتلائے ہیں کام کرنا دین کہلاتا ہے، اپنی آزادی طبع کو ختم کر کے خدا اور اس کے احکامات کا پابند بننا ہے، انسان بولے گا تو ضرور لیکن سچ بولے گا، جھوٹ نہیں بولے گا، دیکھے گا ضرور لیکن حلال کی طرف نظر کرے گا، حرام سے نظر کو بچائے گا، دین کی تکمیل اخلاقیات ہیں، جہاں جہاں انسان استعمال ہوتا ہے وہاں طبع خود پر استعمال نہ ہو بلکہ خدائی احکامات کے مطابق استعمال ہو، کسی نے گالی دی تو اس کا جواب تھپڑ نہیں ہے، دین کی بات یہ ہے کہ تم معاف کر دو اور اگر گالی دینی ہے تو ایک گالی کی ایک گالی دیوے، اگر دوسری زیادہ کر دیا تو ظالم بن گیا (۹)، سارے خواہش کو حرام کر دیا اور دوسری تمام اچھی چیزوں کو ضروری اور فرض قرار دے دیا، ہر شعبہ کو اللہ والے احکام کے مطابق کرنا دین ہے۔

اخلاقیات کو تو یوں سمجھو کہ جس طرح درخت کا پھل اور پھول ہوتا ہے کسی درخت پر زمین میں سے پھل نہیں آئیں گے بلکہ زمین پر محنت کر دے گا تو اس درخت پر اور پودے پر رس دار پھل اور پھول آئیں گے، اخلاق تو سب کو اچھے لگتے ہیں شرک، حکومت اخلاق چاہ میری ہے، لیکن ان کو کہتے نہیں کہ اخلاق کہاں سے آتے ہیں، آج کے لوگ ان دیوانوں کی طرح ہیں جو زمین سے بغیر بوئے پھول چاہتے ہیں، جس طرح ایک درخت ہوتا ہے اس کی جڑیں ہوتی ہیں اور تنہ ہوتا ہے اور شاخیں ہوتی ہیں، پھر اس پر پھل اور پھول آتے ہیں، مسئلہ یوں چلے گا، ایمانیات تو جڑ کا درجہ رکھتی ہیں اور نماز تنہ کا درجہ رکھتی ہیں، تنہ ہے جو درخت اور جڑ کے درمیان کی چیز ہے ایمان میں قوت ہے اور عبادات میں طاقت پیدا ہو جاوے۔

نماز روزہ، حج کرنا، زکوٰۃ دینا، خدا کا ذکر کرنا وغیرہ آجائے تو ہمارے اندر اخلاق کی پیداوار ہوگی، اگر ایمان ٹھیک نہیں تو نماز ٹھیک نہیں، اور نماز ٹھیک نہیں تو بقیہ فرائض ٹھیک نہیں، ایمان نماز روزہ وغیرہ کی صحیح شکل لینے سے آوے گی، ان

کا ایک طریقہ ہے، جس طرح امرود کے درخت کو لگانے کے لئے گڑھا کھودنا پڑتا ہے یا گیہوں کی پیداوار کے لئے ہل چلانا پڑتا ہے، اسی طرح اخلاق کو پیدا کرنے کے لئے ایمان عبادت، ذکر، وغیرہ کی مشق کرنی پڑے گی، آج وزیر بننا آسان، گورنر بننا آسان، لیکن سچا خدا ترس بننا مشکل ہے، آج کے وزیر پبلک کے ووٹ ہی سے تو بنتے ہیں، الیکشن کا وقت آیا انھوں نے رائے دیدی وزارت مل گئی، آج آسان تو مشکل بن گیا اور مشکل آسان ہوگئی، جن چیزوں کی حیثیت پانی کے برابر نہیں تھی وہ آج ہماری نگاہوں میں وقعت والی بن گئی۔

سب سے وقیع اللہ کا دین ہے، جب اللہ اپنے ہونگے تو ساری چیزیں اپنی ہوجاویں گی، لا الہ الا اللہ نے یہی بتایا کہ سارے مسائل کا تعلق صرف اللہ کی ذات سے ہے، ایک خدا کے اندر سارے لائینوں میں فاعلیت آتی ہے اور دوسری ذاتوں میں مفعولیت آتی ہے، خدا حافظ ہیں مخلوق محفوظ ہے، خدا رزاق ہیں مخلوق مرزوق ہیں، خدا پیٹ بھرنے والے ہیں انسان کا پیٹ بھرا جاتا ہے، پہلی بات یہ ہے کہ وجود کی حقیقت کہاں ہے، اس کا دھوکا کہاں ہے، اللہ کی ذات سے وجود کا تعلق ہے، اللہ کے غیر سے نہیں، خدا کے امین حضرات اولیاء، انبیاء علیہم السلام چاند وسورج وغیرہ کسی ہی کی ذات کیوں نہ ہوں ان سے وجود کا تعلق نہیں ہے۔

چیزوں سے جن کی زندگی بنانا چاہیں گے اور جس کی چاہے بگاڑیں گے، کرتا دھرتا صرف خدا کی ذات ہے، جہاں سے ایمان کا سلسلہ چلتا ہے، وہ یہی ہے کہ وجود کا تعلق صرف خدا کی ذات سے ہے، اس کی محنت کی جاوے، دنیا میں جتنے کام ہوتے ہیں وہ اسی دھوکے میں ہوتے ہیں کہ میری محنت سے یوں ہوجاوے گا، حکومت یوں کہے گی کہ یوں پلان تیار ہوا ہے لیکن اس کام کو کرنے والا یوں کہے گا کہ تمہارے کرنے سے کچھ نہیں ہوگا، اللہ رب العزت جو چاہیں گے ہوجائے گا، ہر کام کرنے والے سے یہی کہا جاوے گا کہ دین سیکھنا خدا نے فرض کیا، ذرا اس کام کو چھوڑ اور اللہ کے دین کو سیکھنے کے لئے نکل، جب تو دین سیکھے گا ایمان مضبوط کرے گا تو وہ تمہاری زندگی کامیاب دکھلا دیں گے، سب کچھ دے کر قدرت سے زندگی بگاڑ دیتے ہیں، سب کچھ چھین کر اپنی قدرت سے زندگی بنا دیتے ہیں، حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کی قوم سے سب کچھ چھین لیا، اور پھر زندگی بنا کر دکھلا دی، زمیندار سے دین سیکھنے کو کہا جاوے اور وہ کہے گا اگر زمینداری نہ کروں گا تو غلہ کہاں سے آوے گا، تو اس سے کہا جاوے گا تیرا کام تو صورت وجود ہے اور وجود کی حقیقت اللہ رب العزت کے پاس ہے۔

کام سارے کئے جاویں گے لیکن ان میں سے یقین کو ختم کرنا ہوگا، چیزوں کے وجود کا تعلق خدا سے ہے اور چیزوں سے زندگیاں بننے کا تعلق بھی خدا سے ہے، تو پھر کام اس طرح سے کرو کہ خدا ناراض نہ ہوں، اخلاقی نقشے کا نام دین ہے، آپ کو ہر کام والے کے پاس جانا پڑے گا اور کہنا پڑے گا کہ کام تو ضرور کر لیکن تو اس کی بنیاد ایمان پر اٹھا، شرک پر نہ اٹھا، وزیروں کے پاس جاؤ ان کو بتلاؤ کہ تم خوش خلق بن کر زندگی گذارو تا کہ خدا کے اور خدا کے مخلوق کے محبوب بن جاؤ اور اگر وزیر ہوائی جہازوں میں اڑے تو اس سے وہ جانور بننے میں نکل جاویں گے

آج پبلک کی زندگی بھی خراب اور حاکموں کی زندگی بھی خراب، اسی وجہ سے وزیروں کو بھنگنوں نے قید کر دیا، جس

طرح قیدیوں کو بیڑی ڈال کر لے جاتے ہیں اسی طرح ان کو بھنگنوں کے پیروں میں لے جاتے تھے، تیرے اخلاق ٹھیک نہیں ہوں گے، جب تک عبادت ٹھیک نہیں ہوگی اور عبادت ٹھیک نہ ہوں گی جب تک ایمان ٹھیک نہ ہو جائے، جب ایمان آجاوے اور دوسری چیزیں جاتی رہیں تو بھی سراسر نفع ہی نفع ہے، اس لئے کہ چیزیں دنیا کی زندگی سے تعلق رکھتی ہیں اور ایمان آخرت کی زندگی سے تعلق رکھتا ہے، تم نے اپنی زندگی کے چلانے کے چھوٹے چھوٹے نظام تیار کر رکھے ہیں وہ تابع نظام ہیں، وجود کا تعلق خدا کے پھیلائے ہوئے نظام سے ہے، یہ ایمان بملائکہ کے ہوا، اس لئے کہ اللہ رب العزت نے ہر ہر شعبہ میں فرشتوں کو مقرر کر رکھا ہے (۱۰)، دیکھنے میں تو آپ ایک چیز کے ہونے میں کر رہے ہیں لیکن خدا کا نظام اس کے نہ ہونے پر آ گیا تو ہم دھوکے میں رہیں گے اور وہ چیزیں حاصل نہیں ہوں گی، سالوں محنت کر کے ایک نقشہ قائم کرتے ہیں، لیکن اللہ رب العزت کو منظور نہیں ہوتا تو ایک جھٹکے میں سب کو توڑ پھوڑ کر رکھ دیتے ہیں

اپنے نظام کو بنیادی قرار مت دو بلکہ ماتحت نظام قرار دو، خدا بغیر نظام کے بھی کر سکتے ہیں، لیکن دستور انھوں نے نظام کا رکھا ہے، پھر رسولوں پر ایمان لانے کا حکم دیا ہے اور ارشاد فرمایا میرا رسول میری کتاب تمہیں جو کچھ کرنے کو بتلائے وہ کرلو اس میں تمہاری کامیابی ہے، لہٰذا بنیاد کے اوپر دو باتوں کو سامنے رکھ کر قدم اٹھاؤ کہ خدا کا کیا حکم ہے اور خدا کے رسول کا ارشاد کیا ہے، خدا کا جو حکم ہے اس کی تعمیل سے خدا کا پھیلایا ہوا نظام تمہاری موافقت میں آجاوے گا، ہوسکتا ہے کہ تھوڑی دیر کے لئے مخلوق تمہاری مخالفت میں آجاوے، معاشرت معاملات کی جتنی شکلیں ہیں وہ ان چیزوں کی شکل پر آوے گی یا نماز روزہ، حج، زکوۃ، دو باتوں میں ان کی مشق کر لی جاوے، ان دو باتوں پر یہ دو باتیں اور رکھ لو کہ خدا کا ایک نظام ذرہ ذرہ میں پھیلا ہوا ہے، جو بھی تمہیں کرنا ہے ان دو پر آویگا کہ خدا کا حکم کیا ہے اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کیا فرماتے ہیں۔

تمہیں کھلی آنکھ سے یہ نظر آوے گا کہ میرا تقاضہ تو یہ تھا لیکن خدا کا حکم یہ ہے، تم حکم کو پورا کرنے والے بن جاؤ اور اپنے چکر سے نکل جاؤ یقین کرو کہ حکم کی تعمیل بھی خدا کی تقدیر سے ہوگی، ایک تو وہ انسان ہیں جو خدا کے حکم کو پورا کر رہے ہیں، دوسرے وہ ہیں جو خدا کے حکم کو توڑ رہے ہیں، لیکن تم ہمیشہ ڈرتے رہو کہ نامعلوم تقدیر میں کیا ہے، تقدیر کا مسئلہ اللہ کی بڑی نعمت ہے، اس کی کرے تو کرے نہیں تو نہیں، حضرت علیؓ نے فرمایا کہ تقدیر کا مسئلہ بڑا بھاری سمندر ہے اس کے اندر نہ جا، کُرید نے میں آدمی گر جاتا ہے (۱۱)، لیکن اس کا خیال کر کے چلتا رہے تو بہت کامیاب ہوتا ہے، منتہائے زندگی آج ہی کی نہیں ہے تو آخرت کے دن کو سامنے رکھ کر چل، ان دو باتوں کے لئے دو باتیں ضروری ہیں، خدا کی فعالیت اور اللہ کے نظام کو ساتھ رکھ کر چلا جاوے، آخرت کا دن سامنے رکھ کر کیا جاوے جو کرنا ہے، اس سے خدا کے حکم کی اہمیت پیدا ہوگی،

اگر ہم یوں چاہتے ہیں کہ دنیا میں نورانی طریقہ دین کا پھیلے تو اس کے لئے دین کی بنیادوں کے لئے محنت کرنی پڑے گی، آج بے دینی زیادہ اور ایمان کم، جب ہم اللہ کے حکموں کو نبیوں کے طریقوں کے مطابق آخرت کو سامنے رکھ کر پورا کریں گے تو ہماری زندگی کے نقشے ٹھیک ہوں گے، ایک تو سرمایہ دار ہوتے ہیں اور ایک مزدور قسم کے آدمی ہوتے ہیں، مزدور بننے کی بات تو یہ ہے کہ کبھی کبھی دین کی محنت کے لئے بھی نکل آوے اور سرمایہ داری کی بات تو یہ ہے کہ دین کی محنت

کے لئے زیادہ جان اور زیادہ مال لگائے، کمائیوں کو تھوڑی تھوڑی سطحوں پر لایا جاوے، گھریلو نقشوں میں کم سے کم لگایا جاوے، یہ نبیوں کے وراثت کی بات ہے، تین چلے تو مشترک ہیں دونوں کے درمیان، جو خالص دین کا کام کرنا چاہے۔

اپنی جان و مال اس راہ میں لگائی جاوے، اپنے امیر کی اطاعت کی جاوے اور نوکر سے بھی زیادہ اپنے آپ کو پابند سمجھا جاوے، تین چلہ تو ہر شخص دیدے تاکہ آخرت کے لئے قربانی دینی آجاوے، کچھ علم اور ذکر کا ذوق پیدا ہو جاوے اور پھر گھر جا کر بھی ان ہی بنیادوں پر زندگی گذارنے والے بن جاویں، لوگوں کی خدمتیں کرو، بیماروں کی خیر خبر لو، کمزوروں کے کپڑے دھوؤ، جو لوگ دوسروں کی بدعنوانیوں کو برداشت کرتے ہیں وہی دنیا و آخرت میں ترقی کرنے والے بنتے ہیں، ایسے ہی چلا ہو جیسے موٹر کا ہارن ہوتا ہے کہ ذرا سی انگلی لگا دو تو فوراً اس کے اندر سے آواز نکلتی ہے۔

آج ہم سے کوئی ذرا سی سخت بات کر دے تو فوراً بگڑنے لگتے ہیں، باہر اسی لئے نکالا جاتا ہے کہ گاؤں میں رہ کر بھی ہم اخلاق والی زندگی گذار سکیں، لیکن اگر یوں چاہو کہ نیابت کا شرف حاصل ہو تو اپنے کاموں کی ترتیب بدلو اور کمائی کو کم کر دو، ہر سال تین چلے دیدو، اس سے بڑھنا چاہو چھ ماہ خدا کی راہ میں دے دو اور چھ ماہ اپنے کام کاج کو دے دو، دیکھو نائب بننے میں زیادہ قربانی دینی پڑے گی، لیکن تین چلے کے اندر سڑک مشترک ہے۔

---

(۱) کنز العمال صفحہ ۵۰۴ جلد ۱۴

(۲) حیاۃ الصحابہ صفحہ ۲۲۳ جلد ۲

(۳) حیاۃ الصحابہ صفحہ ۳۰۰ جلد ۲

(۴) حیاۃ الصحابہ صفحہ ۲۲۳ جلد ۲

(۵) مشکوٰۃ صفحہ ۵۰۲

(۶) مجمع الزوائد صفحہ ۳۰۶ جلد ۱

(۷) کنز العمال صفحہ ۵۲۲ جلد ۱۴

(۸) کنز العمال صفحہ ۵۰۴ جلد ۱۴

(۹) روح المعانی صفحہ ۷۴ جلد ۲۵

(۱۰) الحبائک فی اخبار الملائک صفحہ ۳ جلد ۱

(۱۱) شرح العقیدۃ الطحاویہ للحوالی باب القدر

خدا کی ذات میں نہیں صفات میں غور کرو

{۲۶/مارچ ۱۹۶۵ھ}

اقتباس

اگر تم خواص کے زمرے میں داخل ہونا چاہتے ہو تمہارے اوپر خواص والا قانون چلے گا، عوام کا نہ چلے گا، کلمہ پڑھنا اپنے کو خواص کے زمرے میں داخل کرنا ہے، تقسیم اس کو کہتے ہیں کہ مفاد کی دو قسمیں بتائی جارہی ہیں بتلاؤ کہ تم کدھر کو جاتے ہو، کس کو اختیار کرتے ہو، ایک نے کہہ دیا کہ میں پاکستان جانا چاہتا ہوں یا ہندوستان میں رہوں گا، اب مجھے آزادی ہے کہ ہندوستان میں جہاں چاہوں چلا جاؤں لیکن اگر پاکستان جاؤں گا تو وہاں کی حکومت کی ہر آن نگاہ رہے گی کہ میں کہاں جاتا ہوں، اسی طرح سے جو کلمہ پڑھتے ہیں اور نہیں پڑھتے ان کی بھی اسی طرح تقسیم ہے، جس طرح ہندوستان اور پاکستان کی ہے، اگر کوئی دہریہ بن کر آسمان پر اڑ رہا ہے کیا یہ ہمیشہ آسمان پر اڑے گا، یا کوئی وقت ایسا آئے گا کہ اس کے بیٹھنے کا وقت لاؤں گا۔

نحمدہ' ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

میرے بھائیو دوستو بزرگو!

زندگی گذارنے کے دو طریقے ہیں، ایک عوام کے لئے ایک خواص کے لئے، ایک سفلی اور ایک علوی، اسی طرح اللہ رب العزت کی قدرت دو رخ پر ہے، ایک وہ جس سے انسان تو کیا جانور تک فائدہ اٹھاتے ہیں اور ایک جس سے خواص فائدہ اٹھاتے ہیں، خواص کا راستہ یہ ہے کہ خواص خدا کی اور نعمتوں کو اور حاصل کرتے ہیں، جس نے کلمہ پڑھ لیا وہ گدھوں کتوں کے زمرے میں نہیں ہے اور ان کے زمرے میں نہیں جو جانوروں سے زیادہ بھٹکے ہوئے ہیں اور وہ بھی قیامت میں تمنا کریں گے کاش ہم کو بھی مٹی کر دیا جائے، جس وقت جانوروں کا فیصلہ کر کے اللہ رب العزت ان کو مٹی کر دیں گے، یہاں تک کہ اگر ایک سینگ والی بکری نے بغیر سینگ والی بکری کو مارا ہوگا تو اس سے بدلہ دلوایا جائے گا، اس فیصلے کے بعد ان کو مٹی کر دیا جاوے گا، اس وقت کفار کہیں گے اگر ہم جانور ہوتے تو دوزخی نہ ہوتے بلکہ مٹی کر دئے جاتے (۱)۔

کلمہ پڑھنے والے خدا کے نزدیک جانوروں سے اچھے ہیں اگرچہ وہ کپڑوں میں کوٹھیوں میں نظر آویں گے اور وزارتوں کی کرسیوں پر نظر آویں گے، جو خدا کی نسبت میں نہیں آتے جو خواص میں نہیں آتے وہ دوسرے جانوروں کی طرح جانور ہیں بلکہ ان سے بھی زیادہ گمراہ ہیں (۲)، خدا کی قدرت سے زمینوں میں سے درخت نکل رہے ہیں، ان میں پھل

پھول رہے ہیں، ان سے فائدہ جس طرح ایک سور اٹھاتا ہے اسی طرح ایک کافر بھی اٹھاتا ہے، جانور احکامات کا پابند نہیں لیکن تکوینی احکامات جو ان کی طرف آتے ہیں، ان کو وہ پورا کرتے ہیں تشریعی احکامات بعض کے نزدیک جانوروں کو نہیں اور کافروں کو بھی نہیں دیے جاتے۔

اگر اللہ کے نہ ماننے والے دنیا میں بھلائی کی کوئی بات کرتے ہوں تو ان کو دنیا ہی میں بدلہ دے دیا جاتا ہے (۳)، یہ کائنات اللہ کا خزانہ ہے جس سے اچھے برے اور جانور دونوں طرح کے کھاتے اور فائدہ اٹھاتے ہیں اور جانوروں کی قسم بھی اس سے فائدہ اٹھاتے ہیں، اس میں ایمان کی شرط نہیں ہے بلکہ انسان ہونا بھی شرط نہیں ہے، کتنے جانور ہیں جو دنیا کی نعمتیں کھا رہے ہیں لہٰذا یہ عام اور چھوٹا سا خزانہ ہے، اس میں سے جانوروں اور کافروں، اور دشمنوں اور دوستوں سب کو دے رہے ہیں، عمومی قدرت پر چل رہا ہے، اس کے واسطے کسی خاص قائدے اور ضابطے کی ضرورت نہیں ہے، زمین پر جو محنت کرے گا، لوہے، پیتل، برق، بھاپ پر محنت کرے گا جو اس میں ہے دے دیا جاوے گا۔

دوسری خدا کی خاص قدرت ہے، اس عالم کے بارے میں جو کچھ ہوتا نظر آ رہا ہے، خدا کو اس کے خلاف پر قدرت ہے، آپ کو مشرق سے سورج نکلتا نظر آ رہا ہے وہ مغرب سے نکال کر دکھا سکتے ہیں اور ایک دن ایسا کر دیں گے (۴)، زمین سے غلہ پھل وغیرہ نکالتے ہیں، وہ بغیر زمین کے ان کو پیدا فرما سکتے ہیں عام رواج زندگی کے خلاف کرنے کی اللہ رب العزت کو ہر وقت قدرت ہے، اللہ رب العزت بورئے پر بٹھائیں اونٹوں کے کھانے والا ردی کھجور کھلائیں ایسی تو فقراء کی زندگی چھوٹا سا مکان کہ بچے کود کر اس کی چھت کو ہاتھ لگا دیں اور جس کے اندر صرف چار قبروں کی جگہ ہو، جس گھر میں چراغ نہ جلتا ہو اور جس گھر میں مسلسل تین تین دن کھانے کو نہ ملتا ہو (۵)، خدا کو قدرت ہے کہ ایسے گھرانوں کے سامنے بادشاہوں کی گردنیں جھک جائیں، دو لائن الگ الگ ہیں ایک قدرت عامہ اور ایک قدرت خاصہ قدرت عامہ سے انسانوں کی جانوروں تک کی زندگی چلا رہے ہیں۔

جوں ہی جان نکلے گی ان کے لئے ہر قسم کی نعمتوں کے دروازے بند کر دئے جائیں گے، ایسے لوگوں کے متعلق آتا ہے کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم تم ایسے لوگوں کو دکھلاتے ہو جو اندھے ہیں اور کہا ان بہروں کو سناتے ہو جو سنتے نہیں (۶)، ایسے لوگوں کو محدود سے عالم میں منافع ملیں گے اور مرنے کے بعد ہر قسم کی نعمت سے محروم کر دئے جائیں گے اور خواص کا راستہ خاص خدا کی ذات سے فائدہ حاصل کرنا ہے، وہ خدا کی ذات جو محدود نہیں لامحدود ہے، وہ ذات جس کا غیر خدا احاطہ نہیں کر سکتا۔

خدا کو کوئی علم کوئی تصور نہیں گھیر سکتا، وہ علم سے بڑا، تصور سے بڑا، مشاہدہ سے بڑا ہے، اسی واسطے حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے لوگوں سے فرمایا کہ اللہ رب العزت کی ذات کے اندر غور نہ کرو بلکہ خدا کی صفات کے اندر غور کرو (۷)، جو تمہارے تصور میں آ جاوے گی، وہ خدا کی ذات نہیں ہوگی اور تم شرک کے اندر مبتلا ہو جاؤ گے، خواص کا راستہ یہ ہے کہ اللہ کی ذات میں جو ہے وہ سب احاطہ کرنے والا ہے، اللہ کی ذات میں خالقیت، ربوبیت، حسن جمال، عطاء، عفو، ستر، مغفرت وغیرہ لامحدود ہے، اللہ رب العزت کی ہزاروں صفتیں ہیں ۹۹ تو بڑی بڑی صفتیں ہیں جو بیان کی جاتی ہیں (۸)۔

۹۹ صفتیں ایسی ہیں جن میں اجتماعی طور پر ہزاروں صفتیں آجاتی ہیں، جس طرح خدا کی ذات لامحدود ہے بے نیاز ہے علم اور تصور کے احاطہ میں نہیں آسکتی اسی طرح سے خدا کی قدرت اور صفات بھی لامحدود ہے، خدا مچھلی کے پیٹ میں بھی حفاظت کر کے دکھلا دیں اور ماؤں کے گود میں مار کر دکھلا دیں، خدا کی ذات لامحدود بے نہایت ہے، محدود ذاتوں میں جو محدود غیر ہیں ان سے لینا یہ عوام کا راستہ ہے، ان زمینوں میں جو کچھ ہے وہ خدا کے خزانے کے مقابلہ میں ذرہ برابر ہے، زمین والا راستہ عوام کا راستہ ہے، اور خواص کا راستہ خدا کی ذات سے لینے کا ہے، اسی لئے لا الہ الا اللہ کہا گیا ہے، یہ خواص کا کلمہ ہے، حضرت نوح علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت ابراہیم علیہ السلام انبیاء علیہم السلام کا، حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور جس نے ان کا دامن تھام لیا یہ ان کا کلمہ ہے اور اس میں فیصلہ ہے کہ مجھے ان کی طرح زندگی گزارنی ہے، پیاروں کا راستہ ہے میں اس سے فائدہ حاصل کرنے کی محنت کروں گا، جو خدا کی ذات کے خزانے میں ہے، جن میں کبھی تغیر و تبدل بھی نہیں ہے، اگر وہ فائدہ حاصل کرنا چاہتے ہو جو کائنات میں تھوڑا سا تھوڑی دیر کے لئے دیں گے اس لئے کہ خدا کے نزدیک ان کی کوئی حیثیت نہیں ہے، لیکن اگر تم لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا نعرہ لگاتے ہو تو ہزاروں لاکھوں پابندیاں تم پر ڈالی جائیں گی، زمین کے اندر جو کچھ ہے اس کے لئے تو کوئی بات نہیں، اگر سور جیسی زندگی گزار لے گا تو زمین والی چیزیں تو اس کو بھی مل سکتی ہیں، وہ اہانت کا ملنا ہوگا اکرام کا ملنا نہ ہوگا، آج تو وہ دیں گے کل چھین لیں گے، جو غیر کا دم بھرے گا اور غیر پر محنت کرے گا۔

اگر تم خواص کے زمرے میں داخل ہونا چاہتے ہو تمہارے اوپر خواص والا قانون چلے گا، عوام کا نہ چلے گا، کلمہ پڑھنا اپنے کو خواص کے زمرے میں داخل کرنا ہے، تقسیم اس کو کہتے ہیں کہ مفاد کی دو قسمیں بتائی جارہی ہیں بتلاؤ کہ تم کدھر کو جاتے ہو، کس کو اختیار کرتے ہو، ایک نے کہہ دیا کہ میں پاکستان جانا چاہتا ہوں یا ہندوستان میں رہوں گا، اب مجھے آزادی ہے کہ ہندوستان میں جہاں چاہوں چلا جاؤں لیکن اگر پاکستان جاؤں گا تو وہاں کی حکومت کی ہر آن نگاہ رہے گی کہ میں کہاں جاتا ہوں، اسی طرح سے جو کلمہ پڑھتے ہیں اور نہیں پڑھتے ان کی بھی اسی طرح تقسیم ہے، جس طرح ہندوستان اور پاکستان کی ہے، اگر کوئی دہریہ بن کر آسمان پر اڑ رہا ہے کیا یہ ہمیشہ آسمان پر اڑے گا، یا کوئی وقت ایسا آئے گا کہ اس کے بیٹھنے کا وقت لاؤں گا۔

اگر اس کی تقسیم تم کو اچھی لگتی ہے تو تم اس کو اختیار کرلو، ان کی قسم تو یہ ہے کہ عالم کے اندر ہاتھ پیر مارتے ہیں اور جو اس زمین کی چکی میں ہے اس کو حاصل کرو، تم کو اس کی قدرت سے نہیں ملے گا، جس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دیا تھا، اگر نسبت عوام میں آگئے تو نبیوں والا راستہ بند کر دیا جائے گا، ان کافروں کی دعا کی حیثیت نہیں ہے، اگر برس لگائیں مانگیں تو ان کو کچھ نہ ملے گا، زمین پر ماریں گے تو زمین سے کچھ مل جائے گا اور ان کو دعا کا خیال نہیں ہوتا اور جب تم نے دیکھ پڑھ لیا تو تم خدا کی ذات سے لینے والے بن گئے۔

اگر تم اس پر ہاتھ پیر مارو گے اور نبیوں والے راستے کو تلاش نہ کرو گے تو تم کو کچھ نہیں ملے گا جب تم نے ایمان کے احکامات کو پڑھ لیا تو تم تقسیم میں دوسرے بن گئے، وہ کہتا ہے کہ میں زمین سے مخلوق سے لونگا، لیکن کلمہ پڑھنے والا کہتا ہے کہ

میں خدا سے اور اس کے خزانوں سے لونگا، وہ کہتا ہے کہ مجھے آج کی ضرورتیں نظر نہیں آتی، میں کہوں گا اندھے تجھے آخرت نظر نہیں آتی، میرا نعرہ ہے تقدیر سے ہوگا، وہ کہتا ہے تدبیر سے ہوتا ہے، میں کہتا ہوں کہ جن قوموں کے عمل خراب ہوں گے خدا ان کو جڑوں سے کاٹ پھینک دیں گے۔

ایک آدمی کہتا ہے کہ میں تو زمیندار ہوں لیکن یوں نہیں خیال کرتا کہ جب کلمہ پڑھ لیا تو نبیوں والے راستے سے لینے والا بن گیا اور اس لائن کا نہیں رہا جو لائن فرعون کی تھی جو کہتا تھا کیا میرے پاس ملک مصر نہیں ہے اور کیا نہریں میرے نیچے سے نہیں بہہ رہی ہیں (۹)، کلمہ والا کہتا ہے کہ تمام فتنوں میں اللہ رب العزت راستہ دیں گے، تقسیم میں اگر تو زمیندار آ گیا تو تجھے ابدی دوزخ بھگتنی پڑے گی، تو یہ نہ کہا کر کہ میں پیٹ کا کتا ہوں ایسا نہ ہو کہ خدا ایسا ہی کر دے، دنیا کے اندر جو عیش و عشرت کی زندگی گذار رہے ہیں ان سے دھوکہ مت کھاؤ اور اپنی نیت میں فرق مت لاؤ، تمہاری نسبت یہ ہے کہ وہ زمین والا ہے اور تم آسمان والے ہو، خدا نے آسمان میں نظام بنا رکھا ہے، فیصلے وہاں سے ہوتے ہیں، کلمہ کیا پڑھا بنیادیں ہی بدل گئیں۔

وہ آج کے دن کو دیکھنے والا ہے اور میں آخرت کے دن کو دیکھنے والا ہوں، وہ چیزوں کو دیکھنے والا ہے اور میں اعمال کو دیکھنے والا ہوں، جب میں کلمہ پڑھ کے خدا کو راضی کروں گا تو خدا مجھے اور میرے متعلقین کو چمکا کر دکھلائیں گے، کلمہ نے دوسری محنتوں کو توڑا ہے اور دوسری محنتیں کلمہ والی محنت کو توڑتی ہیں، خدا کی ذات کے سوا جو ذاتیں ہیں میں اس پر محنت نہیں کروں گا بلکہ اللہ کی ذات سے بننے کی محنت کروں گا اور پھر ساتوں زمین و آسمان خدا کی ذات سے نکل کر نہیں جائیں گے۔

جس طرح کوئی کہے کہ تم دہلی پر محنت کرو گے یا ہندوستان پر تو ظاہر ہے کہ ہندوستان کے بول ہی میں دہلی بھی شامل ہے، جب خدا کی ذات سے فائدہ حاصل کرنے کی محنت کی جاوے گی تو زمین و آسمان، ہوا، پانی، پہاڑ، پتھر وغیرہ جو یورپ و ایشیاء والے لئے بیٹھے ہیں کیا اللہ کا نہیں ہے اور خدا کا صرف اتنا نہیں ہے بلکہ خدا کے خزانے تو اتنے ہیں کہ اگر اس میں زمین و آسمان کو ڈالا جائے تو ایسا معلوم ہوگا جیسے جنگل بیابان میں ایک انڈا کا چھلکا پڑا ہے۔

اللہ کا ارشاد اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی ہو تو اس کو حدیث قدسی کہا جاتا ہے، ارشاد ہے کہ اولین و آخرین، عارفین باللہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم جیسے بھی ہوں یا حضرت موسیٰ علیہ السلام جیسے سارے اکٹھے ہو جائیں اور سارے سائنس والے جمع ہو جائیں سارے دوکاندار بھی ہوں سارے زمیندار جو ہر وقت زمینداری سے فائدہ اٹھانے کی سوچتے ہیں ان سب کے ذہن میں جتنا بھی عیش کا خاکہ آ سکتا ہے، ظاہر ہے کہ انبیاء علیہم السلام کے ذہن میں تو بہت ہی زیادہ ہوگا، سارے اپنی اپنی بات پیش کریں تو پہلی بات تو یہ کہ ان سب کی ایک دفعہ اللہ پاک سن لیں گے، ایسا نہیں کہ اگر مجمع میں لوگ بولنے لگے تو بعض کی آواز سننے میں رکاوٹ بن جاتی ہے اور اسی طرح دینے والا بیک وقت ہر ایک کو نہیں دے سکتا، لیکن اللہ رب العزت ہر ایک کی بیک وقت سنتے ہیں اور بیک وقت دینے پر قادر ہیں اور سب دیا ہوا خدا کے خزانوں کو اتنا بھی کم نہیں کرے گا، جس طرح ایک سوئی سمندر میں ڈالی جاوے اور وہ سمندر کے پانی کو کم نہیں کرتی (۱۰)۔

لا الہ الا اللہ میں سارے خزانوں کا اقرار ہے جو خدا کے قبضے میں ہیں، اللہ کی ذات سے فائدہ حاصل کرنے میں تو

ساری کائنات آ گئی، لیکن کائنات میں خدا کے سارے خزانے نہیں آئے، ایک خواص کا راستہ ہے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام، حضرت عیسیٰ علیہ السلام، حضرت آدم علیہ السلام اور ان سب کے سردار محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں، جب ہم نے کلمہ پڑھ لیا تو ہم زمین سے لوہے پیتل سے، فائدہ حاصل کرنے والے انسان نہیں ہیں، بلکہ خدا کی ذات سے لینے والے ہیں، ایک کلمہ پڑھنے والا تو ہے لیکن وہ کلمہ پر محنت نہیں کرتا، اس کو اس دنیا کے اندر ذلیل وخوار کیا جاوے گا، اگر کلمہ پر محنت کر کے تھوڑی تکلیف برداشت کر لیا تو اس دنیا میں بھی بہت دیتے ہیں اور آخرت میں بھی بہت دیتے ہیں۔

کلمہ پر خدا کی ذات کے خزانوں کے اندر کا ملے گا، کلمہ پر محنت کر کے پھر مجھے اس دنیا میں بھی دیں گے اور آخرت میں بھی بہت دیں گے، کلمہ تو یہ کہ خدا کی ذات کو سامنے رکھ کر محنت کرتا، لیکن وہ دکان کو سامنے رکھ کر یا زمین کو سامنے رکھ کر محنت کرنے والا بن جائے تو اس کے پیچھے چلے گا، تو کہتا ہے مجھے انھوں نے دیا نہیں، میں کہتا ہوں کہ تو اپنی قسم کو پہچان تیری قسم انبیاء علیہم السلام اولیاء رحمہم اللہ والی ہے، یہی ان کا کلمہ تھا یہی تیرا کلمہ ہے، تو محنت نہیں کرتا ہے تو اس سے فائدہ نہیں اٹھاتا ہے، خواص میں شمار ہے اور محنت نہیں کرتے تو مصیبتیں آویں گی، پھر اس پر اللہ کا شکر ادا کر کہ تجھے کلمہ والوں سے نکالا نہیں، کلمے پر محنتیں کرتے ہیں تو تکلیفیں اٹھاتے ہیں، حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابوبکرؓ نے اور تمام صحابہ نے اور تمام اولیاء اللہ نے تکلیفیں اٹھائیں، حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیریؒ ہم ان کی وہ زندگی دیکھتے ہیں جب انھوں نے کلمہ سیکھ لیا تھا، تو لوگ ان کے سامنے گردن جھکا رہے تھے، محنت کرنے کے زمانے کی تکلیف کو نہیں دیکھتے اور جو کلمے پر محنت نہیں کرتے اپنی دکان اور زمیندارے پر چپکے رہتے ہیں، تو ایسے ڈنڈے پر ڈنڈے پڑتے ہیں اور وہ اس لئے کہ کلمے پر محنت کرنے والا بن جائے، کلمہ کی وجہ سے جو کوئی تکلیف اٹھائے اس کے لئے بڑے مزے ہیں، کلمہ اللہ کی ذات سے فائدہ حاصل کرنے کی ایک محنت ہے اگر ہم درخواستیں ٹائپ کرا کر بھیجیں کہ ہم زمیندار ہیں ہم کو ہماری زمین دے دو، تو ایسے شخص کو ہر نظام سے دھکے دے کر نکال دیں گے۔

او کلمہ والے! تو یہاں کیوں آ گیا؟ کہنے لگے کہ میں کلمہ والا تو ہوں لیکن میں ناجائز قبضہ کی زمین لئے ہوئے ہوں، جھوٹی گواہی دے کر اپنی زندگی گذارتا ہوں، تو ایسا شخص اسی دنیا میں بہت زیادہ تکالیف برداشت کرے گا اور یہاں کی تکالیف اٹھانا کرم ہے اور اگر سمجھ میں آ جائے یہ بات کہ جب کلمہ پر تکالیف اٹھانی ہی ہے تو اس پر اسی طرح تکالیف کیوں نہ اٹھائیں جس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام حضرت عیسیٰ علیہ السلام، وحضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اور ان کے صحابہ نے اٹھائی تھیں، اس سے زندگیوں کے باطل نقشے اس دنیا سے ختم ہو جائیں گے ذرا کلمہ پر محنت کر تو سہی۔

آج جرم پر، فواحش پر، بہیمیت پر زندگی کے نقشے چل رہے ہیں، جسے دیکھو مصیبت ڈھانے کو تیار بیٹھا ہے، دوکاندار کی دوکاندار کی جب وہ کسی اقتصادیات میں مبتلا ہوتے ہیں، مدد کرتے ہیں، کلمہ والی زندگی بگڑی ہوئی ہے، کلمے پر محنت کرو، یہ دیکھو کہ اللہ کی ذات سے فائدہ کس طرح حاصل ہو، کلمہ والی محنت کو دنیا میں پھیلانے کو اپنا کام بنالو، پہلی محنت ایمان کی ہے، اپنی زبان کے بول بدلنے ہیں، زمین وآسمان سے نہیں ہوتا بلکہ خدا کی قدرت سے ہوتا ہے، ہمارے نظام

اور ہمارے علم سے نہیں ہوتا بلکہ خدا کے نظام اور اس کے علم سے ہوتا ہے، علم میں تبدیلی کرنی پڑے گی، چیزوں کی محنت سے اپنے آپ کو نکالنا پڑے گا اور اعمال کی محنت پر اپنے آپ کو ڈالنا پڑے گا، کلمہ والے یقین کے لئے ضروری ہے کہ میری تدبیر سے نہیں ہوگا بلکہ تقدیر سے ہوگا، یہ نہیں کہ تدبیر نہیں کرنی، تدبیر کرنی ہے خدا کے احکامات کے اندر تدبیر کو خدا کا حکم پورا کرنے کے لئے کیا جاوے، تدبیر کرے لیکن تدبیر پر یقین نہ کیا جاوے، چیزوں سے یقین اٹھایا جاوے۔

ایک زبردست محنت تقدیر کے لئے کرنی ہے، جب ہم خدا کی ذات کو بولتے ہیں تو تصور ہمیں آتا کہ پیسے سے کچھ نہیں ہوگا اور پیسے کو بولتے ہیں تو پیسے کو سوچتے ہیں اور اللہ کو نہیں سوچتے، مسئلہ یہاں بگڑا ہوا ہے ہماری ذاتوں سے یقین ہوتا خدائی ذات سے ہوتا ہے، ہمارے نظام سے نہیں ہوتا، خدا کے نظام سے ہوتا ہے، ہمارے علم سے نہیں ہوتا، خدا کے علم سے ہوتا ہے، ہماری تدبیروں سے نہیں ہوتا بلکہ تقدیر سے ہوتا ہے، چیزوں سے نہیں ہوتا بلکہ اعمال سے ہوتا ہے، ملک و مال سے نہیں ہوتا بلکہ اچھے اعمال جن کے ہوں گے خدا ان کی زندگی اس دنیا میں بھی بنائیں گے اور آخرت میں بھی بنائیں گے۔

عمل کو اصل قرار دیا جاوے اور اعمال کو صحیح کرنے کے لئے محنت کے میدان قائم کئے جاویں، چیزیں تو اس لئے ہیں کہ بگڑے اور بنے لیکن اعمال خراب کر لیا تو آخرت بگڑ جائے گی، ہمیں گھر گھر جا کر محنت کرنی ہوگی، کہ جن لوگوں کو ایمان کی طرف کھینچنا ہے وہ ایمان کی طرف کھینچ آویں اور اپنے اعمال کو بدل لیں گے، اللہ رب العزت بننے والوں کے لئے راستے کھول دیں گے، حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک محنت کی اور اللہ رب العزت نے اپنی قدرت دکھائی اور چمکا کر دکھلایا، اپنے ایمان اور اعمال کو بہتر بنانے کی محنت کی جاوے، اس پر اللہ رب العزت جو دیں گے وہ لامحدود ہوگا اور اس دنیا کے ملک و مال کی کوئی حیثیت بھی نہیں، یہاں کی چیزیں تو فانی اور موت تک ہیں، اتنے کا بھروسہ نہیں بلکہ آج کل تو ہر پانچ سال بعد وزراء کو عوام کے سامنے ہاتھ پھیلانا پڑتا ہے، اگر پوری طرح بھی سارا ملک قبضہ میں آجاوے تو وہ بھی فنا ہونے کے لئے ہے، جب آدمی کا دل محدود کو لئے ہوئے ہے تو لامحدود کے لئے اعمال کیسے کرے۔

جن اعمال کے اثرات لامحدود پڑیں گے وہ ہی ہوں گے جو لامحدود کے لئے محنت کرنے والے ہوں، تمہیں ایک محنت اٹھانی پڑے گی اور اس کو سامنے رکھ کر کرو جو حد میں نہیں آتا، جب انسان اس محنت پر آتا ہے تو صحیح جذبوں پر آتا ہے، اگر ملک و مال، حسن و جمال، عزت وغیرہ دل میں چھپی ہوئی ہوں تو ایسا شخص محنت کر کے کمال کو نہیں پہنچ سکتا ہے، بلکہ کمال کو وہ پہنچ سکتا ہے جو دل میں اللہ رب العزت کی ذات لامحدود کو لئے ہوئے ہوگا، ایک محنت کی جاوے جس سے ایمان ٹھیک ہو جاوے، اعمال ٹھیک ہو جاویں عبادات ٹھیک ہو جاویں، اخلاق درست ہو جاویں، اخلاق خالی کہنے سے وجود میں نہیں آتے، اخلاق ایک زبردست محنت سے وجود میں آتے ہیں، شرک والا اخلاق والی محنت نہیں کر سکتا، اخلاق انسانیت کی تکمیل ہے عبادات پر محنت کی جاوے، عبادات عبادات ہیں۔

اللہ رب العزت جس طرح اپنی صفات اپنے بندوں پر لگا رہے ہیں اسی طرح تم اپنی صفات ناکارہ بندوں پر لگانے والے بن جاؤ اور بداخلاقی یہ ہے کہ تم اپنی صفات کو اپنی ذات پر لگاؤ، خدا نے دیکھنا دیا تم اپنے دیکھنے کو صرف اس کی

ذات پر لگاؤ، اور دوسروں پر نہ لگاؤ، اپنے مکان کو صرف اپنے لئے نہ سمجھے بلکہ اس میں خدا کے بندوں کا حصہ ادا کرے، خدا کے نہج پر جو زندگی آئے گی اس کا نام اخلاق ہے، جب تک کسی کا تعلق پیدا نہیں ہوتا اس کا نہج اور اس کے اخلاق نہیں آتے، اگر کسی کا نہج اختیار کرنا چاہتے ہو تو اس کے ساتھ عشق و محبت پیدا کرو، نقالی میں تو اردو سے آتا ہے اور عشق و محبت میں اندر سے آتا ہے، جب سارے مسائل کو محدود کر کے خدا کی ذات میں مشغول ہو کر محنت کرنے لگا تو اخلاق پیدا ہوں گے، سارے سلاطین بد اخلاق تھے، اس لئے ان کا تعلق خدا کے غیر سے تھا اور سارے انبیاء علیہم السلام اخلاق والے تھے اس لئے ان کا تعلق خدا کی ذات کے ساتھ تھا، شرک کے ساتھ آدمی اخلاق والا نہیں ہوسکتا، اخلاق خدا کے کامل تصور کو کہتے ہیں، کیا کیا جاوے آج اپنی تو باقی رہنے والی چیزوں کو ضائع کر رہے ہیں اور دوسروں کی فانی چیزوں کو وقیع سمجھ رہے ہیں اور ان کے حصول کے لئے محنت کرتے ہیں۔

---

(۱) روح المعانی صفحہ ۲۲ جلد ۳۰

(۲) الفرقان: ۴۴

(۳) تفسیر بحر محیط صفحہ ۲۲ جلد ۱۱

(۴) مجمع الزوائد صفحہ ۹ جلد ۸

(۵) جیسا کہ حضرت عائشہ صدیقہؓ کا گھر تھا۔

(۶) سورۃ الزخرف: ۴۰

(۷) کنز العمال صفحہ ۱۰۶ جلد ۳

(۸) تفسیر ابن کثیر صفحہ ۲۷۰ جلد ۲

(۹) سورۃ الزخرف: ۵۱

(۱۰) کنز العمال صفحہ ۹۲۵ جلد ۵

محنت کی جگہ عیش اور عیش کی جگہ محنت نہیں ہوتی ہے

{۲۷/مارچ ۱۹۶۵ھ}

اقتباس

یورپ کے ہزار محققین کے بیانات ہیں کہ تہذیب دنیا کو عربوں نے سکھائی اور عربوں کو کس نے سکھائی ان کے اندر قومی علاقائی تھوڑا ہی تھا، بلکہ انھوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بات کو مان لیا تو وہ تہذیب کی چوٹی پر جا کر بیٹھ گئے، صحابہ کرامؓ کو ایک مخصوص تہذیب عطاء فرمائی تھی، جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سکھائی تھی، چیزوں پر کامیابی کا دارومدار نہیں اگر یہ بات ہوتی تو انگریز اس ملک سے نہیں جاتے اور جو ملک لئے ہوئے بیٹھے ہیں وہ کامیاب نہیں ہیں، ہوسکتا ہے کہ کل کو کسی دوسرے کو ملک مرحمت فرمادیں، یوں سوچو کہ مال کیسے ملتا ہے اور چھنتا کیسے ہے؟ اگر سوچو گے تو اعمال کی محنت آجاتی ہے، اصل مسئلہ اعمال ہی کا ہے، اسی لئے دنیا میں نبیوں نے آکر کام ہی یہ کیا کہ اعمال اچھے ہوجائیں، زندگی جہاں گزرتی ہے اگر وہاں اچھے اعمال والے ہوں گے تو سب کی زندگی بن جاوے گی اور اگر خراب عمل ہوں گے تو سب کی زندگی بگڑ جاوے گی، ایک علاقہ کا گورنر ہے اگر اس کے اعمال خراب ہوں گے تو پورے علاقہ کی زندگی بگڑ جاوے گی، یہی گاؤں کا، یہی علاقہ کا، یہی ضلع کا اور ملک کا نقشہ ہے۔

نحمدہ' ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

میرے بھائیو دوستو بزرگو!

حق تعالیٰ نے انسانوں کی دونوں جہاں کی زندگی کو کامیاب بنانے کے لئے دین مرحمت فرمایا ہے، ناکامی خدا کی طرف سے آتی ہے اور کامیابی بھی خدا کی طرف سے آتی ہے، اللہ پاک نے چیزوں کو کامیابی کا ضابطہ نہیں بنایا، بلکہ اعمال کو کامیابی کا ضابطہ بنایا ہے، چیزوں سے جو کامیابی ملتی ہے وہ بہت تھوڑی دیر کی ہوتی ہے، اس لئے اللہ پاک اس کو کامیابی قرار نہیں دیتے، دور محنت میں جب کسی کو پہنچایا جاتا ہے تو وہ صرف انتظام وآسائش وغیرہ کا کام کیا جاتا ہے، جیسے کالجوں میں ہوتا ہے' ان میں سب طبقے کے بچے ہوتے ہیں، وہ بھی جو کامیاب ہوکر بڑے عہدوں پر پہنچتے ہیں اور وہ بھی جو فیل ہوجاتے ہیں اور ان کو نوکریاں نہیں ملتیں، اگر وہ فیل شدہ کالج میں جا کر کہیں کہ یہ میرا مکان ہے تو ان کو دیوانے کہہ کر نکال دیا جائے گا۔

اس دنیا میں تو اچھے اور برے دونوں قسم کے انسانوں کو کھانے کو ملتا ہے اصل زندگی وہ ہے جو مرنے کے بعد اٹھے گی اور وہ فی الحال پر اٹھے گی، اس دنیا میں چیزیں ضرور دی جاتی ہیں اور ان میں بھی اللہ رب العزت سے دیکھتے ہیں کہ ان چیزوں کو کس طرح استعمال کرتا ہے، دنیا میں جتنے قسم کے عیش سارے انسان مل کر بناتے ہیں، ہر وزیر نے ہر گورنر اور ہر حاکم اور تمام سرمایہ داروں نے اپنے لئے عیش کا ایک خاکہ بنا رکھا ہے، اس صورت سے تم دیکھو گے کہ تم کو عیش کی مقدار اتنی ملے گی جتنے آدمی ہیں، ایک غریب کا بھی ایک خاکہ ہے جس میں عیش محسوس کرتا ہے، غریب آدمی جہاں چاہے لیٹ جاوے اور اپنی رات گذار لے، اس قسم کا عیش ایک وزیر کو حاصل نہیں، وہ تو جب باہر نکلتا ہے تو سنگھیوں (پہرہ داروں) کے پہرے میں نکلتا ہے، عطا کرنے والے نے ہر ایک کے حصے میں ایک عیش رکھ دیا یہاں تک کہ یہودیوں کو مشرکوں کو بھی عیش ہے، عیش تو ہر ایک کے پاس ہے لیکن ہر ایک کا جدا قسم کا عیش ہے۔

جب خدا زندگی بنانے پر آتے ہیں تو ہر ایک اپنے عیش کو دیکھتا ہے اور جب کبھی خدا بگاڑنے پر آتے ہیں تو ایک دوسرے کا گریبان پکڑنے لگتا ہے، اگر اللہ رب العزت ہماری آنکھیں کھول دیں تو معلوم ہوتا کہ ہر لائن میں عیش بھی ہے اور مصیبت بھی، جس کا عیش بڑا اس کی مصیبت بھی بڑی، ہمارا عیش چھوٹا ہے تو ہماری مصیبت بھی چھوٹی ہے، حکومت نے ایک قانون بنایا تو معلوم ہوا کہ بمبئی کے پانچ علاقے میں بہت سے خاندانوں کے ہارٹ فیل ہو گئے، بعض تاجر مالدار اس وجہ سے ہوائی جہاز میں سفر نہیں کرتے کہ انکم ٹیکس کا مسئلہ کھڑا ہو جائے گا، غرض یہ کہ اس دنیا میں اللہ نے ہر ایک کو عیش بھی دیا ہے اور مصیبت بھی دی ہے، جب خدا ان کے سر پھوڑنے کا ارادہ کرتے ہیں تو ہر اک دوسرے کے عیش کو دیکھتا ہے اور اپنے عیش کو نہیں دیکھتا۔

ہر خاکہ میں جو عیش ہے ان کا مجموعی عیش اس سے زیادہ جنت میں ایک آدمی کو ملے گا اور اسی طرح ڈیڑھ ارب انسانوں میں جو مصیبت پھیلی ہوئی ہے وہ ایک دوزخی کے مصیبت کے برابر نہیں ہے (۱)، تو پھر اس دنیا کی حقیقت کیا رہی، حیثیت تو اس کی ہے جہاں ایک ایک آدمی کو اتنا اتنا ملے گا، عیش کی لائن سے اور مصیبت کی لائن سے جس کا احاطہ مشکل ہے، اس عالم کی حیثیت اس وجہ سے ضرور ہے کہ عمل کرنے کی جگہ صرف یہی ہے، مر کر قبر میں عمل کرنے کا موقع نہیں ہوگا، اگر کوئی اللہ کی اجازت سے قبر میں نماز پڑھنے والا بن جائے تو اس کو قبر کی نماز پر کچھ نہیں ملے گا، مرنے کے بعد کوئی عمل نہیں جو جنت میں لے جاوے یا دوزخ میں لے جاوے، مرنے کے بعد تو عملوں کا ضابطہ ہی ختم کر دیا جاوے گا (۲)، زمیندارہ لئے تو عیش کی جگہ اس کا گھر ہے اور عمل کا میدان اس کی زمین، محنت کی جگہ پر عیش نہیں ہوتے ہیں اور عیش کی جگہ محنت نہیں ہوتی ہے، آخرت میں اس دنیا سے انسان عملوں کو لے کر جاوے گا، دوزخ سے بچاؤ عملوں پر ہوگا، اور جنت میں داخلہ بھی عملوں پر ہوگا، اللہ نے کرم فرمایا کہ جو نسی زندگی محنت پر اونچے درجوں میں لے کر جاوے گی وہ تم کو دنیا میں بھی ذلت سے نکال کر عزت کی چوٹیوں پر بٹھاوے گی۔

صحابہ کرامؓ بہت ہی پست قوم شمار کی جاتی تھی، گرچہ پوری دنیا میں کوئی قوم ایسی پست اور تنگی برداشت کرنے والی نہیں

ملے گی، جیسے صحابہ کرامؓ تھے، کوئی ان سے مزدوری کراتا اور مزدوری نہ دیتا تو کوئی ایسا نہ تھا جوان کی مزدوری دلوادے، قومیں ان کو اپنے پاس بٹھانا بھی گوارا نہ کرتی تھیں، زندگی کی جن اعمال میں ان کی حیثیتوں کو نبیوں کی حیثیتوں سے ملادیا ان ہی اعمال نے قیصر و کسریٰ کو زیر کر کے دکھلا دیا، صحابہ کرامؓ کو جو معاوضہ ملا تھا وہ اصل معاوضہ نہ تھا بلکہ اصل معاوضہ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہے، جنت کے اندر لیکن اس دنیا کے اندر بھی انتہائی آسائش مرحمت فرمادی تھی۔

یورپ کے ہزار محققین کے بیانات ہیں کہ تہذیب دنیا کو عربوں نے سکھائی اور عربوں کو کس نے سکھائی ان کے اندر قومی علاقائی تھوڑا ہی تھا، بلکہ انھوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بات کو مان لیا تو وہ تہذیب کی چوٹی پر جا کر بیٹھ گئے، صحابہ کرامؓ کو ایک مخصوص تہذیب عطاء فرمائی تھی، جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سکھائی تھی، چیزوں پر کامیابی کا دارومدار نہیں اگر یہ بات ہوتی تو انگریز اس ملک سے نہیں جاتے اور جو ملک لئے ہوئے بیٹھے ہیں وہ کامیاب نہیں ہیں، ہوسکتا ہے کہ کل کو کسی دوسرے کو ملک مرحمت فرمادیں، یوں سوچو کہ مال کیسے ملتا ہے اور چھنتا کیسے ہے؟ اگر سوچو گے تو اعمال کی محنت آجاتی ہے، اصل مسئلہ اعمال ہی کا ہے، اسی لئے دنیا میں نبیوں نے آکر کام ہی یہ کیا کہ اعمال اچھے ہوجائیں، زندگی جہاں گزرتی ہے اگر وہاں اچھے اعمال والے ہوں گے تو سب کی زندگی بن جاوے گی اور اگر خراب عمل ہوں گے تو سب کی زندگی بگڑ جاوے گی، ایک علاقہ کا گورنر ہے اگر اس کے اعمال خراب ہوں گے تو پورے علاقہ کی زندگی بگڑ جاوے گی، یہی گاؤں کا، یہی علاقہ کا، یہی ضلع کا اور ملک کا نقشہ ہے۔

ایسے ہی اللہ والے لوگ ہوتے ہیں جن کی زندگی بہت سکون کے ساتھ جڑی ہوتی ہے، جب عمل انسانوں کے اچھے ہوجائیں گے اور چیزوں والے اپنے عملوں کو نہیں بدلیں گے تو خدا چیزوں والوں سے چھین کر عملوں والوں کو دیدیتے ہیں، ساری تاریخیں تم کو یہی بتلاوے گی، کتنے ہی لوگ ہیں جو اپنی حکومت کے نقشے میں اچھے عملوں کو چھوڑ کر خراب عمل کرنے والے بن گئے، اللہ رب العزت نے ان کی زندگیوں کو برباد کر کے دکھلا دیا، جو لوگ کسی سے اچھے اعمال پر محنت کرتے ہیں جب ان کے اعمال خراب ہوجاتے ہیں تو وہی نفرت کرنے والے بن جاتے ہیں، جب لوگوں کے حق میں ملک و مال آتا ہے تو وہ اچھے عملوں کو چھوڑ کر اس میں پڑ جاتے ہیں۔

لہٰذا سب سے زیادہ اہمیت اس بات کی ہے کہ تم اچھے اعمال کرنے والے بن جاؤ، مقابلہ ڈالتے ہیں زندگیوں میں اعمال کو چیزوں سے، اگر آدمی اچھے عمل کرتا چلا جاوے اور چیزوں کی پرواہ نہ کرے تو اس کی زندگی ہمیشہ کے لئے سنور جاتی ہے، عمل کو اتنا وقیع بنانا پڑے گا کہ اگر ایک خراب عمل پر سارا ملک ملتا ہو تو رد کردے، ملک سے مال سے عزت سے مقابلہ میں عمل بڑھ جاوے، جب اچھے پاکیزہ عملوں کو اتنا وقیع قرار دیا جاتا ہے تو ایسے آدمی خدا کے یہاں کامیاب شمار کئے جاتے ہیں، اگر ہمارا کام بغیر سود کے نہیں چلتا تو سود لینے اور دینے والے بن جاتے ہیں اور اس کا مجبوری نام رکھ لیا ہے، جب دعا کرتے ہیں تو اللہ رب العزت کی طرف سے جواب ملتا ہے کہ میری عادت نہیں ہے برے اعمال کے ساتھ دعا قبول کرنے کی، دعا پر دعا کرتا ہے لیکن ڈنڈے پر ڈنڈے پڑتے ہیں، جو کل تک تیری دھمکی سے ڈر جاتا تھا وہ آج سر پر جوتے مار رہا ہے، جواب ملتا ہے کہ یہ تیرے اپنے کئے کرتوت ہیں، مسئلہ اب بھی آسان ہے اور وہ یہ کہ جن چیزوں کی وجہ سے عمل خراب ہوتے

ہیں ان کی پرواہ مت کرو اور سمجھو کہ ایک دفعہ اللہ کہنا ساتوں زمین وآسمان سے زیادہ وقیع ہے (۳)۔

لہٰذا میں تو اچھے اعمال اختیار کروں گا خواہ ملک یا مال ملے یا نہ ملے، میں تو اچھے عملوں کو ٹھیک کرنے کی محنت کروں گا اور جس طرح ایک پردے کو پھاڑ کر دوسرے پردے کو لایا جاتا ہے پردوں کے بدلنے میں تو کسی نہ کسی درجہ کی محنت کرنی پڑتی ہے لیکن خدا کے چاہنے کے ساتھ ہی نقشہ بدل جاتا ہے، وہ فرماتے ہیں 'عطائی کلام و عذابی کلام' (۴) تو حکم پر سارا مسئلہ ہوتا ہے دیر نہیں لگتی، بول ہی کا نام وجود ہے، اب مسئلہ عمل پر آ گیا ایک آدھ آدمی کا کام تو ہے نہیں عملوں کا نقشہ بدلنا بلکہ ہر طبقہ کے لوگ ان ہی عملوں پر آویں تو مرنے کے بعد سرخ روئی حاصل ہوگی، اس یقین کے بغیر عمل نہیں ہوتا، کہ یہ عمل خدا کے سامنے پیش کئے جاویں گے، جب تک یہ یقین دل میں نہیں ہوتا اس وقت تک عمل اچھے نہیں ہوں گے، ضرور عمل کے اندر کوئی نہ کوئی خرابی آجاوے گی۔

عمل اس وقت ٹھیک نہ ہوگا جب تک دنیا کی زندگی بننے کا جذبہ دل سے نہ نکل جاوے، اس واسطے اللہ نے جہاں اپنی ذات سے اپنے نظام اپنے رسولوں وغیرہ کے ساتھ کئے ہیں وہاں آخرت کے دن کو بھی کہا ہے، تمہارے اعمال ایک دن اللہ رب العزت کی جناب میں پیش کئے جاویں گے، لہٰذا تم اپنا رخ زندگی سے موت کی طرف کرلو، گھر کاروبار میں اچھے عمل آویں گے، زراعت میں بھی اچھے عمل آویں گے، حکومت مل جائے گی تو وہاں بھی اچھے عمل کرے گا، اچھے عمل کریں گے جنت میں جاویں گے برے عمل کریں گے دوزخ میں جاویں گے، اب تمہیں زبردست محنت کرنی پڑے گی، یہاں تک کہ سارے مسلمانوں کے عمل ٹھیک ہوں، جب مسلمانوں کے عمل ٹھیک ہوجاویں گے تو ہمیں دوسروں میں عمل کرنے کی ضرورت نہیں پڑے گی پھر نقشہ اچھا ہوگا تو وہ خود بخود اسلام کے اندر آئیں گے، خواہ تم کہتے رہنا کہ ہم تو صرف مسلمانوں میں محنت کرتے ہیں، جو آخرت کی طرف منہ کر کے چلے گا وہ کسی پر ظلم نہیں کرے گا، بھوکوں کو روٹی کھلائے گا اور ننگوں کو کپڑے پہنائے گا، خواہ دشمن کا بچہ کیوں نہ ہو، یہاں تک کہ غیر مسلم ہی کیوں نہ ہو، ظلم برداشت نہیں کرے گا، خواہ غیر مسلم پر ظلم کیا جائے، جب تم آخرت کی طرف منہ کر کے چلنے والے بن جاؤ گے اور تمہاری زندگی اچھی بن جائے گی تو دوسرے کھنچے کھنچے تمہاری طرف چلے آئیں گے۔

اس واسطے جہاں امت مسلمہ کو اچھے اچھے عمل اپنی ذاتوں سے کرنے کا حکم دیا گیا ہے وہاں دوسروں کی ذاتوں میں بھی اچھے اعمال کروانے کا حکم دیا گیا ہے، آپ ﷺ نے نبی کا ہونا تو ختم کر دیا ہے لیکن نبیوں کے طریقہ پر نبیوں والے عملوں کی ترویج کے لئے محنت کو فرض قرار دیا ہے، ہمارے ذمہ سارا کام دے دیا گیا ہے، لیکن ہم نبی نہیں ہوں گے، اگر حضور ﷺ زمین کے اوپر ہوتے اور ان کے ذریعے ہماری تقویت ہوتی اگر ہم ان کا والا کام کریں گے تو اس طرح تقویت ہوگی، جب کوئی نبی اس دنیا سے چلا جاتا تو اس کی محنت کا سلسلہ ختم کر دیا جاتا تھا، لیکن حضور ﷺ والا سلسلہ قیامت تک باقی رہے گا، آپ ہم اللہ کے لئے کام کر رہے ہیں، لہٰذا ہمارے اعمال ہر پیر اور جمعرات کو ان کے یہاں پیش کئے جاتے ہیں (۵)، دوسرے انبیاء علیہم السلام کے دور تو ختم ہو گئے لیکن حضور ﷺ کا دور ابھی باقی ہے

جو آدمی آپ کے کام کو لے کر اٹھے گا وہ گھبرائے نہیں، محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی قوت سے موید ہوگا، بات بدلی نہیں ہے، یہاں تک کہ قیامت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم شفاعت فرمائیں گے، لوگ میدان حشر کی سختی سے تنگ آ کر ایک ایک نبی کی خدمت میں جا کر عرض کریں گے کہ ہمارا فیصلہ کر دیا جائے، خواہ وہ دوزخ میں ہی ڈال دئے جائیں تا کہ اس عذاب سے چھوٹ جائیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ پاک کی جناب میں عرض کیا اے اللہ میری امت کا حساب میرے ہاتھوں میں دے دے تا کہ یہ سب کے سامنے رسوا نہ ہو، تو اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا کہ اور تمہاری نگاہ میں تو رسوا ہو جائے گی، اللہ رب العزت فرمائیں گے کہ بس میں جانوں اور میرے بندے جانیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کبھی پلصراط پر کبھی میزان پر ہوں گے (۶)۔

آج چودھویں صدی کے بزرگ اگر کسی کام کی طرف توجہ فرماتے ہیں تو اس کے اندر برکت ہو جاتی ہے، تو پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی توجہ کے کیا کہنے، ان کے کمالات کے مقابلے میں سارے انبیاء علیہم السلام اولیاء کے کمالات ایک ذرہ کے برابر نہیں ہو سکتے ہیں، حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں اپنی خاص دولت دے گئے، کہ جس طرح میں دین کا کام کرتا تھا وہ اب تم کو دے کر جا رہا ہوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے جو بھی نبی آیا تھا، جب تک اس دنیا میں رہے کام کیا اور جب اس دنیا سے تشریف لے گئے اپنا کام اپنے ساتھ لے گئے، لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنا کام لے کر نہیں گئے بلکہ اپنی ہی امت کے ایک ایک فرد کو دے گئے ہیں (۷) اور اپنی سطح سے دے گئے ہیں، اتنی بڑی دولت ملی ہے کہ اگر تم باندھ باندھ کر بھی اس کام کو کرو گے تو اس کا حق ادا نہ ہوگا۔

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم حق کے لئے باطل فضاؤں میں محنت کرنے کا کام دے کر گئے ہیں، اگر تم ہمت کر کے لوگے اس کام کو تو سب کو پیروں میں لا کر ڈال دیں گے، موقوف، موقوف علیہ کے تابع ہوتا ہے، سارے وسائل حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کے تابع ہیں، ہم تو معمولی معمولی کمپنیوں اور دکانوں پر کام کو خراب کرتے ہیں وہ انسان کی حیثیت کیا ہے خدا کے سامنے، لیکن اس کی بہت بڑی حیثیت بن گئی ہے، اس لئے کہ خدا نے اس کو اپنا نائب بنا لیا ہے، ویسے تو اس امت کی کوئی حیثیت نہ ہوتی لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر نبوت کو ختم کر رہے ہیں اور آپ کے بعد کسی دوسرے نبی کا لانا مناسب نہ تھا، اس لئے آپ کے نقش پر محنت کرنے کا کام اس امت کو دے دیا گیا، پہلی امتوں کی شہادت یہ امت دے گی، قوم نوح علیہ السلام کو، قوم لوط علیہ السلام کو بلایا جائے گا اور کہا جائے گا تم نے ہماری بات کو کیوں نہیں مانا وہ کہیں گے ہمارے پاس نبی نہیں آئے، پھر نبیوں سے پوچھا جائے گا تم ان قوموں کے پاس کیوں نہیں گئے، امت اور نبی تو مدعی اور مدعا علیہ قرار دئے جائیں گے، نبیوں سے پوچھا جائے گا تمہارا گواہ کون ہے، وہ جواب دیں گے کہ امت محمد یہ ہماری گواہ ہے، وہ گواہی دیں گے، تو اللہ رب العزت جرح کریں گے کیا تم ان کے زمانے میں موجود تھے، وہ عرض کریں گے کہ ہم نے آپ کی کتاب قرآن پاک کے اندر سب واقعات پڑھے ہیں اور قرآن پاک پڑھ پڑھ کر سنائیں گے (۸)۔

وہ حیثیت جس کی وجہ سے تمہاری دونوں جہانوں میں چلے گی وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نیابت ہے، کیوں کہ اگر دین کے سمجھنے سمجھانے کے لئے اور دین کی محنت کے لئے چلنے کا مطالبہ کیا جاتا ہے تو ہماری سمجھ میں نہیں آتا، آج امت اس درجے

میں ہے کہ ایک جھٹکے میں ہزاروں آدمی مرتد ہو جاتے ہیں یہ سن کر کتنا افسوس ہوتا ہے کہ ایک افغان عیسائی ہو گیا ایک کتاب میں لکھا ہوا ہے کہ ہم پر (عیسائی مشنری) نے یہ الزام لگایا ہے کہ ہم نے عربوں میں کام نہیں کیا، حالانکہ ہم نے اس درجہ کام کیا ہے کہ ہم نے ان کو اندر سے عیسائی بنا دیا ہے، صرف اوپر سے تھوڑی مارتا ہے کہ ہم صحابہؓ کی اولاد ہیں، کبھی کبھی یوں خیال کیا جاتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تو کافروں کو مسلمان کیا تھا اللہ کے بندو سوچو تو سہی آج مسلمان کس درجہ پر پہنچے ہوئے ہیں کہ ذرا ذرا سی بات پر اللہ کے حکموں کو توڑا جا رہا ہے، خدانہ کرے کہ ایک جھٹکا آپڑے تو دین ہی سے اکھڑ جاوے، ایمان کے کمال میں ساری صفات کمالیہ آتی ہیں، خدا کے بھروسہ پر اپنی بیوی کو چھوڑنا، اور کھیتی و دکانداری کا نقصان برداشت کرنا سیکھو اور دین کا کام کرو۔

اگر تم ایسا کرو گے تو اسلاف کے نائب بن جاؤ گے، جب تم ایمان اور اس کی صفات کی مشق کرو گے اور تم میں سے ایک ایک آدمی کے ذریعہ ہزاروں ہزاروں کی زندگیاں درست ہوں گی، داعی بننے کے لئے آجاؤ، کچھ اگر اپنی زندگی کے مسائل حل کرنے ہوں تو کچھ وقت لے کر دوسروں کی زندگیاں بنانیکی سعی کرو، ایک آدمی تعلیم کرنے بیٹھتا ہے تو فرشتے اس طرح اکٹھا ہو جاتے ہیں جس طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں تعلیمی حلقوں پر فرشتے اکٹھے ہوتے تھے (۹)، اسی طرح ہم دین سیکھنے نکلیں تو ستر ہزار فرشتے ہمارے قدموں کے نیچے پر بچھا دیں گے (۱۰)، جس طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں بچھاتے تھے، لیکن ان آنکھوں سے نظر نہیں آتا، لیکن اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ اگر آنکھوں سے کوئی چیز دکھائی نہ دے تو وہ چیز واقعتا کبھی نہ ہو، ہم نے آنکھیں بند کر رکھی ہیں، دنیا میں اتنی محنت کی کہ خاک آنکھوں میں بھر گئی، اب یوں کہا جا رہا ہے کہ دین کے لئے محنت کا میدان قائم کرو، یہاں تک کہ تم اہل عالم کے لئے ہدایت کا ذریعہ بن جاؤ۔

---

(۱) مجمع الزوائد صفحہ ۳۸۷ جلد ۱۰

(۲) کنز العمال صفحہ ۹۳ جلد ۲

(۳) فتح الباری صفحہ ۱۷ جلد ۶

(۴) تفسیر ابن کثیر صفحہ ۵۸۳ جلد ۳

(۵) کنز العمال صفحہ ۵۶۴ جلد ۸

(۶) مجمع الزوائد صفحہ ۳۰ جلد ۹

(۷) سورۃ یوسف: ۱۰۸

(۸) تفسیر ابن کثیر صفحہ ۱۹۱ جلد ۱

(۹) مجمع الزوائد صفحہ ۱۲۲ جلد ۱

(۱۰) حوالہ سابق

ساری چھوٹی بڑی شکلوں کی تردید کلمہ ہے

اقتباس

اسی لئے تو کہا تھا واستعینوا بالصبر و الصلوٰۃ کہ اس تھوڑے سے نقصان کے بعد قدرت کا دروازہ کھلتا ہے، جب دروازے کھلنے کا وقت آیا ہم نے اسی وقت کام چھوڑ دیا اب بتاؤ اس اعتبار سے ہم میں سے کتنے ہیں جو کام کر رہے ہیں آج ملکی و سیاسی مسئلوں نے قیامت خیز منظر دکھلانے شروع کر دیئے ہیں اگر ان سب سے بچاؤ ہو سکتا ہے تو تمہارے ایسے انسان بننے سے ہو سکتا ہے کہ ۲۴ گھنٹہ اس کام میں لگے ہوئے جمع رہنا یہ راستہ ضرور چلے گا جب تم اغیار سے کٹ کر جس طرح اپنے گھر کے لئے مانگو اس سے زیادہ ملک کے لیے مانگو تو ملک کی ہدایت کے فیصلہ ہوں گے۔

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

میرے بھائیو دوستو اور میری ماؤں بہنو!

حق تعالیٰ شانہٗ تمام انسانوں کو چاہے وہ مرد ہوں یا عورت اِس دُنیا میں تھوڑے عرصہ کے لئے بھیجا ہے (۱) تا کہ وہ اپنے جان و مال کو حق تعالیٰ شانہٗ کے ارشاد کے موافق خرچ کر کے بتائے جب کے اس نے ازل میں وعدہ کیا تھا (۲) اور مرنے کے بعد قبر حشر اور دوزخ کے عذاب سے اپنے آپ کو بچائے اس میں خدا نے مردوں اور عورتوں کی تفریق نہیں فرمائی بلکہ عمل کی قوت دونوں کو دی اور دونوں کو ایک طریقہ بتایا کہ اگر اس پر چلو گے تو یہاں بھی کامیابی ملے گی اور آخرت میں بھی اور اگر دونوں میں سے کوئی بھی اس طریقہ پر نہیں چلے گا تو یہاں بھی ناکام ہوگا اور آخرت میں بھی بہر حال سب کو خدا نے زندگی گزارنے کے طریقہ بتائے ہیں (۳) اور وہ طریقہ انسانی زندگی میں محنت کرنے سے رائج ہوتا ہے اور جب ان طریقوں پر محنت نہیں کی جاتی تو وہ طریقہ زندگی سے بتدریج نکلتے جاتے ہیں اب اگر محنت کر کے زندگی میں وہ طریقہ رائج کر لیئے جائیں تو دُنیا اور آخرت دونوں میں دونوں کو کامیابی ملے گی اور اگر خدانخواستہ ان طریقوں کو زندگی میں رائج کرنے کی محنت نہ کی جائے بلکہ مروجہ طریقوں پر زندگی گزاریں اور تحقیق صحیح طریقوں کی نہ جائے تو دُنیا اور آخرت میں ناکامی کا منھ دیکھنا پڑے گا چاہے وہ کوئی سے نقشہ کا مالک ہو حکومت کا نقشہ یا مال کا وزرات کا نقشہ ہو یا تجارت کا بہر حال ناکام ہوگا اب دُنیا و آخرت کی کامیابی جان و مال کے خرچ پر وابستہ ہے (۴) اور یہ طریقہ اسوقت آئیں گے جب ان کی اہمیت کو ذہن نشین کیا جائے۔

ساری دُنیا کے انسان کامیابی کے لئے محنت کرتے ہیں اور عام طور پر لوگ ایک غلط فہمی پر محنت کرتے ہیں لوگ حکومت کو وزارت اور تجارت کو مال کا ذریعہ سمجھ کر محنت کرتے ہیں اور جب مال آتا ہے تو اس سے چیزوں کے نقشہ بناتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ ہم چیزوں سے کامیاب ہوں گے سارے انبیاء نے انسانوں کو یہ بتایا کہ نقشوں کے بننے سے کامیابی نہیں ملتی۔

بلکہ اعمال سے کامیابی ملتی ہے (۵) آپ چاہے جو نقشہ بنا لیجئے چاہے مال کا ہو یا حکومت کا تجارت کا ہو یا زراعت کا اگر آپکے عمل صحیح نہیں تو آپ ناکام ہونگے کیوں کہ کامیابی نقشوں سے نہیں آتی بلکہ خدا کی قدرت سے آتی ہے اور خدا کی قدرت نقشوں کی پابند نہیں اللہ اگر چاہیں تو بغیر نقشہ کے کامیاب کردیں وہ چاہیں تو اقلیت میں غریبی میں آگ میں مچھلی کے پیٹ میں ریت پر جیل میں غرضکہ جس جگہ چاہیں کامیاب کردیں وہ اپنی قدرت میں آزاد ہیں کسی نقشہ کے پابند نہیں وہ کامیابی دینے میں اکثریت کے صنعت وحرفت کے قوت وطاقت کے باغات کھیتیاں تجارت حکومت قلعہ فوج کسی کے پابند نہیں دیکھو نوح علیہ السلام کو اقلیت میں اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں حضرت اسماعیل کو ریت میں یونس علیہ السلام کو مچھلی کے پیٹ میں موسیٰ علیہ السلام کو غربت میں کامیاب کیا اور اسی کے مقابل قوم نوح کو اکثریت میں قوم عاد کو قوت وطاقت میں قوم سبا کو کھیتوں میں قوم شعیب کو تجارت میں قوم ثمود کو صنعت وحرفت میں فرعون کو حکومت میں قارون کو مال میں اور نمرود کو فوج طاقت میں ناکام کیا (۶) یہ سارے انبیاء کے واقعات ہیں اور خدا نے معجزات کے عنوان پر اسی کو دکھایا ہے کہ کہیں لوگ دھوکہ میں نہ پڑ جائیں کہ نقشوں سے ہوتا ہے سارے انبیاء کی محنت کا موضوع کہ نقشہ سے انسان کو ہٹایا جائے اور قدرت کو تسلیم کرایا جائے اب گویا ہمیں زمین وآسمان کے اندر جو کچھ بھی ہے اس سے فائدہ حاصل نہیں کرنا بلکہ خدا کی قدرت سے فائدہ حاصل کرنا ہے اس قدرت سے جس نے ابراہیم کو آگ میں اور حضرت اسماعیل کو چھرے کے نیچے اور یونس علیہ السلام کو مچھلی کے پیٹ میں پالا، عام انسان جو انبیاء علیہم السلام کی روشنی سے خالی ہو کر چلتے ہیں وہ نقشوں کو اصل قرار دیتے ہیں اور انہی کے بنانے کی محنت کرتے ہیں اور انبیاء کی روشنی جنھیں حاصل ہو جائے وہ نقشوں کو عارضی اور قدرت کو اصل قرار دیتے ہیں اور اس کے لئے جان ومال اور اپنے نقشوں کو قربان کرتے ہیں تاکہ خدا کی ذات سے کامیابی لینے والے بنیں عام انسانوں کو چونکہ نقشہ نظر آتے ہیں اور انھیں کے ذریعہ ہوتے ہوئے دکھتا ہے انہیں زمین سے غلہ، دوا سے صحت، قلعہ سے حفاظت نکلتی ہوئی نظر آتی ہے اور خدا کی قدرت نہیں آتی اور خدا سے براہ راست ہوتا ہوا نہیں دکھائی دیتا اس لئے اس طریقہ کو دُنیا میں رائج کرنے کے لئے محنت کے میدان قائم کرنا پڑیں گے پہلے محنت کرنا پڑے گی کہ نقشوں سے یقین ہٹے پھر طریقوں میں تبدیلی آئے گی اب آپکو دو محنت کرنا پڑے گی ایک چھوڑنے کی دوسرے حاصل کرنے کی اپنے طریقوں کو چھوڑنا اور اللہ والے طریقوں کو حاصل کرنا ہاں اس میں نقشہ چھوڑنا نہیں پڑیں گے بلکہ صرف طریقہ بدلنا پڑیں گے ملازمت، کھیتی وتجارت چھوڑنا نہیں، کرنا انھیں کو ہے، لیکن طریقوں کی کی تبدیلی کیسا تھ اب ایک طرف وہ طریقہ ہے اور ایک طرف وہ محنت ہے جس سے طریقہ بدلیں محنت کے بعد پہلے طریقہ بدلیں گے اور جب طریقے بدل جائیں گے

ساری دُنیا کے انسان کامیابی کے لئے محنت کرتے ہیں اور عام طور پر لوگ ایک غلط فہمی پر محنت کرتے ہیں لوگ حکومت کو وزارت اور تجارت کو مال کا ذریعہ سمجھ کر محنت کرتے ہیں اور جب مال آتا ہے تو اس سے چیزوں کے نقشہ بناتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ ہم چیزوں سے کامیاب ہوں گے سارے انبیاء نے انسانوں کو یہ بتایا کہ نقشوں کے بننے سے کامیابی نہیں ملتی۔

بلکہ اعمال سے کامیابی ملتی ہے (۵) آپ چاہے جو نقشہ بنالیجئے چاہے مال کا ہو یا حکومت کا تجارت کا ہو یا زراعت کا اگر آپکے عمل صحیح نہیں تو آپ ناکام ہونگے کیوں کہ کامیابی نقشوں سے نہیں آتی بلکہ خدا کی قدرت سے آتی ہے اور خدا کی قدرت نقشوں کی پابند نہیں اللہ اگر چاہیں تو بغیر نقشہ کے کامیاب کردیں وہ چاہیں تو اقلیت میں غریبی میں آگ میں مچھلی کے پیٹ میں ریت پر جیل میں غرضکہ جس جگہ چاہیں کامیاب کردیں وہ اپنی قدرت میں آزاد ہیں کسی نقشہ کے پابند نہیں وہ کامیابی دینے میں اکثریت کے صنعت وحرفت کے قوت وطاقت کے باغات کھیتیاں تجارت حکومت قلعہ فوج کسی کے پابند نہیں دیکھو نوح علیہ السلام کو اقلیت میں اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں حضرت اسماعیل کو ریت میں یونس علیہ السلام کو مچھلی کے پیٹ میں موسیٰ علیہ السلام کو غربت میں کامیاب کیا اور اسی کے مقابل قوم نوح کو اکثریت میں قوم عاد کو قوت وطاقت میں قوم سبا کو کھیتوں میں قوم شعیب کو تجارت میں قوم ثمود کو صنعت وحرفت میں فرعون کو حکومت میں قارون کو مال میں اور نمرود کو فوج طاقت میں ناکام کیا (۶) یہ سارے انبیاء کے واقعات ہیں اور خدا نے معجزات کے عنوان پر اسی کو دکھایا ہے کہ کہیں لوگ دھوکہ میں نہ پڑ جائیں کہ نقشوں سے ہوتا ہے سارے انبیاء کی محنت کا موضوع کہ نقشہ سے انسان کو ہٹایا جائے اور قدرت کو تسلیم کرایا جائے اب گویا ہمیں زمین وآسمان کے اندر جو کچھ بھی ہے اس سے فائدہ حاصل نہیں کرنا بلکہ خدا کی قدرت سے فائدہ حاصل کرنا ہے اس قدرت سے جس نے ابراہیم کو آگ میں اور حضرت اسماعیل کو چھرے کے نیچے اور یونس علیہ السلام کو مچھلی کے پیٹ میں پالا، عام انسان جو انبیاء علیہم السلام کی روشنی سے خالی ہوکر چلتے ہیں وہ نقشوں کو اصل قرار دیتے ہیں اور انہی کے بنانے کی محنت کرتے ہیں اور انبیاء کی روشنی جنھیں حاصل ہوجائے وہ نقشوں کو عارضی اور قدرت کو اصل قرار دیتے ہیں اور اس کے لئے جان ومال اور اپنے نقشوں کو قربان کرتے ہیں تاکہ خدا کی ذات سے کامیابی لینے والے بنیں عام انسانوں کو چونکہ نقشہ نظر آتے ہیں اور انھیں کے ذریعہ ہوتے ہوئے دکھتا ہے انہیں زمین سے غلہ، دوا سے صحت، قلعہ سے حفاظت نکلتی ہوئی نظر آتی ہے اور خدا کی قدرت نہیں آتی اور خدا سے براہ راست ہوتا ہوا نہیں دکھائی دیتا اس لئے اس طریقہ کو دُنیا میں رائج کرنے کے لئے محنت کے میدان قائم کرنا پڑیں گے پہلے محنت کرنا پڑے گی کہ نقشوں سے یقین ہٹے پھر طریقوں میں تبدیلی آئے گی اب آپکو دو محنت کرنا پڑے گی ایک چھوڑنے کی دوسرے حاصل کرنے کی اپنے طریقوں کو چھوڑنا اور اللہ والے طریقوں کو حاصل کرنا ہاں اس میں نقشہ چھوڑنا نہیں پڑیں گے بلکہ صرف طریقہ بدلنا پڑیں گے ملازمت، کھیتی وتجارت چھوڑنا نہیں، کرنا انھیں کو ہے، لیکن طریقوں کی کی تبدیلی کیسا تھ اب ایک طرف وہ طریقہ ہے اور ایک طرف وہ محنت ہے جس سے طریقہ بدلیں محنت کے بعد پہلے طریقہ بدلیں گے اور جب طریقے بدل جائیں گے

تو پھر خدا عالم کی ترتیب کو بدلدیں گے اور اعمال والوں کو کامیاب اور نقشوں والوں کو ناکام کر کے بتائیں گے اب وہ طریقہ کیوں کہ ایک سے تعلق نہیں رکھتا بلکہ سب طبقات اور سب طریقوں کے مجموعے کا نام دین ہے اس میں دوکان، تجارت، زراعت، حکومت، شادی، بچوں کی پرورش انتہا یہ کے پاخانہ، پیشاب تک کے طریقے ہیں، اس لئے طریقے اس وقت تک نہیں بدلیں گے جب تک عمومی محنت نہ ہو اور جب مجموعہ کے طریقہ بدل جائیں گے تو خدا خوش ہو کر نقشوں کے مقابلہ میں طریقہ والوں کو کامیاب کردیں گے اب اس کے لئے یہ اُمت وجود میں آئی (۷) اس کے وجود میں آنے سے پہلے نبی اس کی محنت کرتے تھے اور لوگوں کو نقشوں سے ہٹا کر طریقوں کی طرف بلاتے تھے آپ کے اوپر نبیوں کا سلسلہ ختم ہو گیا (۸) نبی تشریف لے گئے اور نبوت قیامت کے لئے جاری کردی گئی اس لئے آپ یہ محنت اپنی اُمت کو سکھا گئے، مردوں میں ابوبکرؓ، عورتوں میں خدیجہ، غلاموں میں زید ابن حارثہ اور بچوں میں حضرت علی دعوت کا افتتاح ان چار سے کیا گیا اور ان چار سے محنت شروع کی گئی سب سے پہلے ان کو دعوت دیا اور دعوت کیا ہے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ، لا الہ الا اللہ کا ایمان اور محمد رسول اللہ کا عمل ایمان یعنی خدا کے سوا سب سے انکار اور ایک خدا کا اقرار اگر انکار کے ساتھ انھیں کو چلاتے رہے تو اس انکار میں جان نہ ہوگی اس کے لئے پانچ عمل دیئے گئے، دعوت، علم، نماز، اخلاق اور اخلاص اور ان پر آنکھ سے نہیں دکھایا گیا لیکن اگر مچھلیوں کو دیکھو گے تو خدا کی قدرت سے فائدہ نہیں اٹھا سکو گے تو خدا کی قدرت سے فائدہ حاصل کرنے کے لیے پانچ عمل دیئے گئے اور سارے صحابہؓ نے ان پانچ عملوں کو کر کے بتایا مردوں میں سے پوری جان و مال حضرت ابوبکرؓ نے لگائی اور عورتوں میں سے حضرت خدیجہؓ نے اور غلاموں میں سے حضرت زیدؓ نے اور بچوں میں سے حضرت علیؓ نے جان و مال لگائی، دو کا لگ رہا تھا اور دو کی جان لگ رہی تھی پھر ہر جنس میں سلسلہ بڑھنا شروع ہوا بچوں میں سے طلحہ، زبیر، ابن عمر اور ابن عباس رضی اللہ عنہم چاروں داعی بنے، یہاں تک کہ ان چاروں کی محنت پر سینکڑوں آئے حضور کی دونوں بیٹیوں کے ابولہب کے بیٹے عتبہ اور عتیبہ سے طلاق دلوائی یہاں تک کہ اسنے کرتا پھاڑ ادھکے دیئے منہ پر تھوکا اس پر آپ نے بددعا دی کہ اللہ اپنے کتوں میں سے کسی کتے کو اس پر مسلط کردے پھر وہ سفر میں گیا وہاں سب کے بیچ میں سونے کے باوجود ایک شیر نے اسے پھاڑ ڈالا (۹) اللہ نے بتادیا کہ جو انسان رواج سے تکلیفیں اُٹھائے لیکن رواج کی طرف نہیں چلے تو خدا ان کے لئے رواج توڑ دیں گے، صحابہ میں مردوں اور عورتوں دونوں نے اپنی ترتیب بدلی، سب سے پہلے عمل دیا کہ عورتیں عورتوں میں اور مرد مردوں میں جا کے کلمہ کو سمجھائیں اور یقین کرو کہ ہم دعوت دیں گے تو خدا غیب سے ہماری زندگی بننے کی صورتیں پیدا فرمائیں گے کوئی دعوت دے، اور محنت کرتے تو وہ چلتی ضرور ہے اور خصوصاً خدا والی دعوت اور پھر یہ نہیں کہ اسوقت سب مسلمان تھے بلکہ سب غیر مسلم تھے مسلم دعوت دیتا اور غیر مسلم ستاتا، اب تکلیف شروع ہوئی یہ یہاں تک کہ ایک مرد ایک عورت نے اتنی زیادہ تکلیف ایک دن اُٹھائی کہ خدا کو پیار آ گیا مردوں میں ابوبکر صدیق نے قدم اُٹھایا اور حضور سے درخواست کر کے حرم میں جا کر آواز لگائی، مسجد حرام بیت اللہ میں کھڑے ہو کر دعوت تھی یہ اسلام میں پہلا خطبہ ہے اور اس پر آپ کو اتنا مارا گیا کہ لوگ یہ سمجھ گئے کہ آپ کا انتقال ہو گیا اس پر اُنکے قبیلے والوں نے قسم کھائی کے اگر

ابوبکر مر گئے تو بنومخزوم کے سردار کو قتل کریں گے (۱۰) عورتوں میں حضرت عمرؓ کی بہن نے ابتداء میں دعوت پر مار کھائی اور اس طرح حضرت عمرؓ کو کھینچ کر اسلام میں داخل کیا (۱۱) اب دوسرا دور گھر چھوڑنے کا آیا تو حضرت عثمان ابن عفان جنہوں نے حضرت لوط کے بعد سب سے پہلے ہجرت کی تو عورتوں میں حضرت رقیہ (۱۲) اور ام سلمہ جنہوں نے گھر چھوڑنے میں بہت تکلیف اُٹھائی (۱۳) پہلے حبشہ اور پھر مدینہ یہاں پر انہیں قومی قبائلی سارے طریقہ چھوڑ کر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ پر آنا تھا ابھی یہاں آ کر ٹھہرے ہی تھے اور رہنے وکھانے کا کوئی انتظام نہیں ہوا تھا کہ حضورؐ نے اس کام کے لئے لوگوں کو نکالنا شروع کرایا گھر میں فاقہ ہے اور خاوند خدا کے راستہ میں ہے وہ وہاں پر پتے چاب رہے اور یہ یہاں حضرت اسماء حضورؐ کی سالی کہتی ہیں کہ مجھے وہ زمانہ یاد ہے جب میرے شوہر حضرت زبیر کو خدا کے راستہ میں بھیج دیا میں حمل سے تھی اور میری بیٹی خدیجہ پیٹ میں تھی اور میں ایک یہودی کے یہاں آگ لینے کو گئی تھی۔ (۱۴)

بہرحال یہ اسلام اور دعوت جو زندہ ہوئی تو یہ صرف مردوں کی محنت نہ تھی بلکہ دونوں کی اجتماعی تھی ادھیڑوں کے سردار حضرت ابوبکرؓ، عمرؓ (۱۵) تو عورتوں میں خدیجہ اور عائشہ کیوں کہ دونوں نے ملکر تکلیفیں اُٹھائیں ام شریک اسلام کی محنت میں رات چلیں۔ (۱۶) خدا کے راستہ میں نقل وحرکت میں اغیار کے طعنہ بھی سنے صفوان ابن معطل پیچھے پڑی ہوئی چیزوں کو لانے والے تھے حضرت عائشہ کا واقعہ اور قرآن پاک میں اس کی تردید۔

دشمنوں کی یلغار میں احد کے اندر زید بن عاصم کی بیوی ام عمار (۱۸) اور حضرت طلحہؓ حضورؐ کے سامنے آ کر کھڑے ہوئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زخم نہ آئے (۱۹) اُحد میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال کی خبر سن کر معصب بن عمیرؓ دوڑے تو عورتوں میں ام عمارہ دوڑیں، جواب ملا حضور بحمد اللہ باحیات ہیں، (۲۰) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دین پر ابوطلحہ اگر لاکھوں کی مالیت ایک وقت میں خرچ کر رہے ہیں (۲۱) تو حضرت عائشہ بھی ایک پیسہ جمع نہیں ہونے دے رہی ہیں (۲۲)، بہرحال دونوں برابری سے محنت کر رہی ہیں، اب ملک ومال کے طریقے ہم میں جگے ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم والے طریقے ہم میں مردہ ہوگئے ہیں اس کے لئے ایک محنت کیجئے اور اس میں پہلے آپ یقین بدلئے پھر اس کے بعد کامیاب ہوں گے پہلے عمل سے بننے کا یقین پیدا کیجئے۔

اللہ رب العزت نے اس پوری دُنیا کے نظام کو دُعاء سے وابستہ فرمایا ہے جو دُعاء والے انسان بنیگے انکے مسئلوں کا حل دُعاء کے راستہ سے ہوگا یہ پوری اُمت دُعا والی ہے اگر یہ پوری اُمت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ پر آجائے تو خدا اس کے سارے مسائل دُعا کے راستے سے پورے کریں گے اور اُمت دُعا کے طریقوں پر جب آئے گی جب نبیوں کے طریقے پر محنت کرے۔

اور نفس عمل پر بھی مسئلہ نہیں ہے بلکہ ہدایت کیساتھ عمل پر مسئلہ ہے سچ، انصاف، رحم، عبادات، اخلاق سب ہدایت کے ساتھ ہوں اور ہدایت خود نہیں ملتی بلکہ خدا دیتے ہیں (۲۳) اور وہ جب دیتے ہیں جب تم شکل ظاہری کو درست کرلو ورنہ جب تک شکل درست نہ ہو اسوقت تک ہدایت ملنے کا کوئی سوال ہی نہیں پہلی بات ترتیب صحیح کرو جس میں جتنا وقت

لگانے کو بنایا اسمیں اتنا وقت لگاؤ۔

اور جب آپ کی جان و مال کے خرچ کی ترتیب صحیح ہو جائے تو اب یہ نہ سمجھئے ہدایت مل گئی، نہیں ابھی تو شکل کی ذرا شباہت آئی ہے اور ہدایت جب آئے گی جب تم رو رو کے اس کے لئے دُعا مانگو گے پھر خدا ہدایت دیں گے، اور آپ تب جا کر متقی کہلائیں گے، تقوی پر دو باتیں بنائیں۔

ا۔ مسائل کا حل ۲۔ نعمتوں کا حصول جہاں سے گمان بھی نہ ہو (۲۴) اور تقوی ہے کیا، ولکن البر من آمن الی قولہ۔۔ھم المتقون، (۲۵) ایمان ظاہر پر سے ہٹ جائے اور خدا پر آجائے اسی طرح ظاہری علوم سے یقین ہٹ کر خدا والے علوم پر آجائے اور کتاب اللہ میں کیا ہے؟ اعمال سے ہوتا ہے دُنیا کے ملحدین نقشوں پر یقین کرتے ہیں اس کے خلاف تمہارا خدا پر ہو جائے۔

تب آپ متقی ہیں اور جب متقی ہو تو خدا آپ پر نعمتوں کے دروازہ کھولیں گے پھر بغیر کمائی مال دیں گے حضرت عوف بن مالک اشجعی کا واقعہ (۲۶) اور بغیر مال کے نعمت دیں گے اس لئے بھی سیکڑوں واقعات ہیں آج کمانے اور نہ کمانے والوں دونوں میں تقویٰ نہیں جان کے خرچ کو جتنا کہا اتنا نہیں کرتے اسی طرح مال کا بھی اور اگر کرتے بھی ہیں تو اظہار کر دیتے ہیں اگر تم پرانوں کے سامنے بھی اپنا حال کھولو گے تو تقوی سے نام کاٹ دیا جائے گا اور تم قیامت تک اگر تبلیغ کرو گے تو خدا کی قسم ہدایت نہیں ملے گی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر تین دن کا فاقہ آپ نے حضرت جبرائیل علیہ السلام سے کہا اس پر کھڑکا ہوا پوچھا کیا قیامت آگئی کہا نہیں فرشتہ آیا ہے اور کہا کہ دوم قسم کی نبوت ہے بادشاہی والی دوسری بلا والی انتخاب کرو کونسی والی چاہیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں بلا والی نبوت کا انتخاب کرتا ہوں۔ (۲۷)

بہر حال انہیں عملوں پر ملے گا لیکن جب ہدایت مل جائے اب جو کوئی بھی اُٹھے گا وہ انہیں پرانوں کے طریقہ پر اُٹھے گا اور اگر اس کے اخلاق پر اُٹھا اور تقوی نہ آیا تو سارے عالم میں بھی اگر یہ کام پھیل گیا تو وہ صورت پیدا نہ ہوگی ہاں تقوی پر خدا غیب سے دیں گے تبلیغ میں پرانوں کے معنی ایک تو وہ جو پرانے زمانے سے سنتے چلے آرہے ہیں لیکن ایک سن کے نہیں دی اور ایک پرانے یہ بھی کہ پرانے زمانے سے قربانی دیتے چلے آرہے ہیں اور انکی قربانی سے مشرق و مغرب تک لوگ سننے کو تیار ہیں اگر ایسے پرانے ہیں تو مبارک اور اگر نہیں تو اپنے پرانے پن کی لاج رکھیں اور اب سے توبہ کر لیں ابھی تک لوگ اظہار حال کر کے اس پیسہ سے عمل سے چلاتے ہیں یہ عمل بہت کمزور اور دُنیا کے نقشوں کو تبدیل نہیں کرا سکتا جب کوئی خدا سے لینے کا تارہ بلند کریگا تو اس کی آزمائش ہوگی، ولنبلونکم بشیئ من الخوف والجوع تا راجعون۔ (۲۸)

جھوٹ یہ نہیں کہ بات جھوٹ ہو بلکہ جھوٹ یہ بھی ہے کہ بات صحیح ہو لیکن دل میں غلط ہو باتیں ایمان کی چل گئیں اب چاہے اسے ایمان بنالو چاہے نفاق اگر اسے ایمان بنانا ہے تو اپنے نقشہ بدلو گھر بیچ بیچ کر نکلو زندگیوں کو بدلو اگر تم نہیں بدلو گے تو کون بدلیگا تم نے اک بات کا بیڑہ اُٹھایا ہے اگر تم اس کی تکمیل نہیں کرو گے تو کون کریگا وہ پرانے جنکو یمامہ میں پکارا تھا اور انہوں نے کھڈے کھود کھود کر جان لگائی تھی (۲۹) پرانے ابوجہل، ابولہب بھی تھے اور پرانے ابوبکر و عمر بھی تھے

اب سوچو کون سے پرانے ہو وہ جو سر پر چڑیں گے یا وہ جو پیروں پر آجائیں گے، اب جب تم اس کے لئے قربانی دو گے اور پھر تم پھرتے رہو گے اور خدا سے مانگتے رہو گے تو خدا ساری دُنیا کے نقشوں کو زیر کر کے بنائے گا، نبیوں والی قربانی اُمت کو وراثت میں ملی ہے اگر آج یہود و نصاریٰ اس قربانی پر آجائیں تو انکو ایک کوڑی نہیں ملے گی، ہاں اگر تم اُٹھ جاؤ تو سب کچھ ہو جائے گا آئندہ ایک زبردست دھچکا دنیا میں آرہا ہے اگر تم قربانی دو گے تو بچ جاؤ گے، آسمان طور پر سارے عالم کا مرکز رمضان مکانی طور پر اک جڑ سے دوسری جڑ تک محنت کرو رمضان کا مہینہ آسمانی احکام کے نزول کا مہینہ ہے۔

رجوع کے وقت کام یا تو اک دم بڑھ جاتا ہے یا پھر گر جاتا ہے، صحابہ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قربانیوں کی سطح بلند کی تھی چیزوں کو اک دم چھوڑوایا نہ تھا بلکہ تقاضہ پر ہر حال میں اُٹھنا سکھایا تھا حمرالاسد کا واقعہ احد کے بعد (۳۰) غزوہ خندق میں حذیفہ جو سردی کی شدت کی وجہ سے زمین سے چمٹے تھے (۳۱)، یہ تبلیغی کام رواجی کام نہیں اور جو لوگ اس کام میں لگ گئے ہیں وہ ابھی تک رواج سے نکلے نہیں اور جب تک وہ رواج سے نہ نکل جائیں انہیں کام آیا نہیں اور کام آنے سے پہلے اگر یہ ذہن بن جائے کہ کام آگیا تو وہ سیکھنے کے لئے محنت نہیں کرتا اگر محنت کرے گا تو اس سے زندگی بنائے اور اگر کام نہ آئے گا تو زندگی نہ بنائے گا اور اس کام کے جاننے کا کریگا اب ہمارے سب کام والے ایک دھوکہ میں پڑے ہیں کہ ہمیں کام آگیا اسی واسطے جب یہ تبلیغ کا کام چلا تو بعضے اہل حق کو اشکال تھا سب سے پہلے جب حضرت نے مکہ مکرمہ میں کام کو رکھا تو اک بہت بڑے عالم ہاتھ جوڑ کر کھڑے ہو گئے کہ اللہ کے واسطے یہ تبلیغ کا کام مت کرو کیوں کہ تم بالکل وہ کر رہے ہو جو انبیاء کرام نے کہا اور یہ انبیاء علیہم السلام نے کیا اور نبی کی دعوت کے نہ ماننے پر ہمیشہ عذاب آتا ہے اور میں اُمت میں اتنی سکت نہیں پاتا اس پر حضرت نے فرمایا کہ میں ان کو دعوت نہیں دے رہا بلکہ ان سے یہ کہہ رہا ہوں کہ تم داعی ہو اور دعوت کو سیکھو مولانا محمد علی کو حضرت نے خط لکھا اور لکھا کہ آپ جیسا عقلمند یہ جو انگریزوں سے سیاست پر لڑنے کھڑا ہو گیا ہے اگر آپ داعی بن کر امریکہ میں کھڑے ہوتے تو آدم علیہ السلام سے لے کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک اللہ کا یہ دستور رہا ہے کہ جو دعوت کو قبول کرے گا تو چمکے گا یا انکار کی صورت میں عذاب، تو اگر آپ داعی بن کر کھڑے ہوتے تو یا تو مسلمان ہوتے اور ہمارے کام آتے اور اگر انکار کرتے تو اللہ ان کو ختم کر دیتے اس خط سے وہ اتنے متاثر ہوئے تھے کہ سفر سے آکر جب خط پڑھا تو حضرت سے ملنے آئے حضرت اسوقت میوات گئے ہوئے تھے، حضرت جب آئے تو معلوم ہوا کہ محمد علی آئے تھے پھر حضرت جی ملنے گئے تو محمد علی سفر میں گئے ہوئے تھے اور انکا یہ انگلینڈ کا آخری سفر تھا۔

اب سمجھ لو کہ یہ کیا کام ہے، یہ بالکل انبیاء کا کام ہے دعوت کے ذریعہ پلٹنا اور دعوت کے ذریعہ سارے عالم کے نقشوں کو پلٹوانا اس دعوت پر پہلے ساری دُنیا کی ترجیحیں بدلی ہیں وہ یہی دعوت کا کام ہے یہ نہ کوئی الگ جماعت ہے اور نہ اسے سیاست سے کوئی تعلق اگر ہندوستان کے سارے مسلمان اس کے حامی ہو جائیں تو بھی ہم سیاست کو نہ اپنائیں، سیاست ہے خارجی مسائل یا ذرائع سے اپنے مسئلوں کو حل کرانا اور یہ ہے اپنے داخل کو ترقی دیکر دُعا کے ذریعہ اپنے مسائل کو حل کرانا اب یہ کب بنیگا جب کہ اس کام کے ذریعہ ہمیں اپنے مسائل حل کرانا آجائیں جو آدمی اس مقام پر نہیں پہنچا کہ اس

سے اپنے مسائل حل کرالے تو وہ دُنیا کے مسائل کیسے حل کرائے گا اور اگر آپکا اتنا بھی یقین اس کام پر نہیں کہ میرے معمولی معمولی مسئلہ قرض زمین بیماری وغیرہ کے اگر میں خدا کی دعوت دوں گا اور اس سے دُعاء کروں گا تو خدا میرے مسئلوں کو حل کردیں گے تو پھر اس کام سے دنیا وغیرہ کی ترتیب کیسے بدلے گی اور جب تک یہ یقین نہیں آئے ہم دعوت کے اہل نہیں ہیں اپنے اپنے دل پر ہاتھ رکھ کر بتاؤ کہ بالکل اس طرح کرنا نہیں آیا بلکہ ہم میں بہت سا طبقہ ایسا ہے کہ جہاں اجتماع ہو وہاں زینت کی جگہ پر نام لکھنے پر مجلس شوریٰ میں یہ آگے آگے آجائیں تو اگر آج یوں اعلان ہو کہ عہدہ مال یا زمین دینا ہے تو سب ہی آگے آجائیں اور اگر یہ اعلان ہو کہ نقد خدا کے راستہ میں جانا ہے تم پھر ایسے چھپو گے کہ تمہارا پتہ بھی نہیں چلے گا اس کا مطلب یہ ہے کہ تم کام والے بنے نہیں، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انتقال کے وقت ارشاد فرمایا اے ابوطلحہ تم اپنی قوم سے میرا اسلام کہنا اور یوں کہنا کہ تم سے بڑھیا کوئی نہیں ملا کیوں کہ اگر گھبراہٹ کا وقت ہوتا ہے تو تم امنڈ کر آتے ہو اور جب مال تقسیم ہوتا ہے تو تم نظر نہیں آتے۔ (۳۲)

تو کام کرنے والے جن پر رکھکر اور جن کی دُعاؤں پر خدا اپنی قدرت استعمال کریں گے وہ وہ ہوں گے جو اسطرح جان کھپائیں کہ گویا یہ ان کا اصلی کام ہے اور کمانا دوسرے نمبر کا کام کھانے کو ہوگا تو کھائیں گے ورنہ فاقہ کریں گے ایسے کام کرنے والے اگر چند سو وجود میں آجائیں تو مسجد میں قسم کھا کر کہتا ہوں خدا دُنیا کی ترتیب بدل دیں گے، تو یہ کام دوسروں میں کرنے کا ہے، دوسروں میں تشکیل گشت و بیان کرنے کا ہے، لیکن حقیقت میں یہ کام اپنے میں کرنا ہے دوسروں میں کھڑے ہو کر جو کچھ دوسروں کو کہنا ہے وہ اپنے لئے کہنا ہے اپنے ایمان کے لئے اپنی قوت دُعا کے لئے اپنے اخلاق کے لئے غرض جن جن کی لوگوں کو دعوت دے رہے ہیں ان ان کو ذات کے اندر پیدا کرنا ہے۔

اب نفس کی پہلی کوشش ہوگی کہ ظاہری اعتبار سے جو چیزیں خدا کے یہاں اصل قرار نہ دی جائیں انہیں میں الجھائے رکھے اور نقشوں سے نہ نکلنے دے اور تمہیں گشتوں میں تسبیحات اور تعلیم میں نہ لگنے دے اور تم دم بھرتے رہو کہ اللہ کا کام بہت اونچا ہے اور ہم بہت دنوں سے کرتے رہتے ہیں، کیا کروں اگر خدائی میرے ذمہ نہ ہوتی تو واقعی خدا کا بندہ بنکر زندگی گزارتا لیکن گھر والوں کا خدا تو میں ہی ہوں اس لئے مجبوری ہے زیادہ تر ایسے ہیں ایسے بہت کم ہیں جو یہ سوچیں کہ ہم دعوت کا کام کریں گے اللہ ہمیں پالیں گے ہم ذکر و تعلیم کریں گے تو جس طرح اللہ دوکان پر اور تجارت پر پالتے ہیں ان پر بھی پالیں گے۔

بس ان کاموں پر اللہ سے ملنے کا یقین بننے ہی نہیں دیا، کھیت والا کھیت پر اور دوکاندار دوکان پر چلا گیا اور یقین وہیں کا وہیں رہا باتیں ضرور بنائیں اور ان باتوں پر دو تین چلہ بھی لگائے لیکن وہاں تک جہاں تک بات بن پڑی اس کے برعکس اگر الیکشن کا زمانہ آگیا اور یہ گیا تو چاہے گھر میں چوہے کودیں لیکن یہ ووٹ کے مہم میں گھوم رہا اور چائے گھر پر کبھی بھی نہ پی ہو لیکن بسکٹ اُڑا رہا ہے اور کوئی پوچھے کہ بھائی یہ سب ٹھاٹ کہاں سے اُڑا رہے تو کہتا ہے کہ ہم ورکر ہیں اور جس کے ورکر ہیں وہ دیتا ہے کیوں بھائی اگر تو جس کا ورکر ہے اس سے ملنے کا یقین اور وہ تجھے دیتا ہے اگر تو خدا کا ورکر بنے تو خدا نہیں

دیں گے، تو کسی گورنمنٹ کے علم کو لے کر بیٹھ جائے اور گائے کو گائے اور بیل کو بیل بتائے جسے لوگ دیکھکر بھی جانتے ہیں اور تو انہیں بتا رہا ہے جو کرنا تو جانتے ہیں لیکن پڑھنا انہیں نہیں آتا تو انہیں پڑھا رہا ہے اور کبھی یہ فکر نہیں کہ پیٹ کا کیا ہوگا، کیوں کہ جسکی تعلیم پھیلا رہا ہے اس پر یقین ہے جھوٹوں کی جھوٹی تعلیم پر یقین اور خدا کی تعلیم پر یقین نہیں حالانکہ نقد یہ بھی نہیں دیتے یہ بھی وعدہ کرتے ہیں اور خدا بھی وعدہ کرتا ہے اگر تو انکے تذکرے کرے اور انکا ورک کرے تو تجھے یقین ہے کہ ملک میں میری حفاظت اور اگر تو خدا کے تذکرے کرے تو کیا خدا تیری حفاظت نہیں کرے گا اگر تو حکام کے پاس بیٹھے تو تجھے یقین ہے کہ کبھی لائسنس اور پرمٹ الاٹ ہو جائیگا لیکن اگر تو نماز میں خدا کے پاس اُٹھے بیٹھے تو کیا خدا تیرے مسائل حل نہیں کریں گے تو نفس کی پہلی کوشش کہ اول تو یہاں تک آنے نہ دے اور اگر ہمت کر کے آگے بڑھ گئے تو خوب کام کیا تو شیطان یہ کرے کہ خدا کی عبادت خدا کی نہ رہے خدا کی نہ بنے ایک تو نیت کی خرابی اور ایک یقین کی خرابی، جب تو دعوت دیتا ہے تو تیرا نفس اس بات کی کوشش کرتا ہے کہ یہ دعوت میری بنے میری شہرت ہو اور یہ ساری بات دوسروں کے لئے ہے نفس دو طرح سے اسمیں خرابی پیدا کرتا ہے، یقین اور ایمان اور اخلاص کے اعتبار سے جب تو یہ کہتا ہے کہ اللہ سے ہوگا تو نفس کا چور یہ کہتا ہے کہ یہ بے شک اللہ سے ہوگا لیکن میرا مسئلہ میری ذات ہی سے حل ہوگا اب یہ سب تو کہتا پھرے کہ دوکان سے نہیں ہوگا تو نفس چوری کرتا ہے کہ میری دوکان سے ہوتا ہے دوسرے کی دوکان سے ہوتا ہے دوسرے کی دوکان سے نہیں ہوتا گویا جس سے مال ملے اس کے علاوہ کی تردید ہو رہی ہے اگر آپ اتنا ہی کہہ رہے ہیں تو یہ ساری دُنیا کہہ رہی ہے تم نے کونسا کمال کر دیا۔

تو تمہارے اوپر نفس اور شیطان دونوں حملہ کرتے ہیں اور تمہارے اس یقین کو باقی رکھنے کی کوشش کرتے ہیں جسکے ہوتے ہوئے تم ولی نہیں بن سکتے اسی وجہ سے تمہارے گشت کی بات میں اور آپس کی بات میں فرق ہے آپس میں باتیں کرتے ہیں کہ فلاں آدمی بہت پیسہ والا ہے اگر یہ لگ جائے تو خوب تبلیغ چلے اگر مال سے ہی اسلام چلتا تو یہ خود بے دین کیسے ہوتا ہاں اگر اس حکم اور مال والے کا یقین ہمارے اندر سے نکل جاتا اور اس کے عوض خدا کا یقین ہوتا تو اس کے ذریعہ اسلام چمک جاتا اسلام بھیڑ سے نہیں چمکتا بلکہ ان صفات سے چمکے گا جو سارے غیروں کا یقین کے اپنے اندر سے نکال کر صرف خدا کے جذبہ پر قربانیاں دیں بس ان کے مجاہدہ اور قربانیاں اور پھر رو رو کے دُعائیں مانگنے پر اسلام چمکے گا یہ مال و حکومت اور نقشوں سے نہیں چمکا کرتا وہ مجاہدہ آجائے تو فقیروں سے چمک جاتا ہے اور نہیں آئے تو دُنیا بھر کے مالداروں سے نہیں چمکتا بس جنکا دل و نفس خدا کی طرف پھر جائے انہیں کی زندگی سے اسلام چمکے گا۔

اب شیطان برابر کوشش کرتا ہے کہ ہم کو اس طریقہ پر نہ آنے دے لہذا ہمارے خصوصی گشت اور عمومی گشت کی بات میں بہت فرق عمومی گشت میں تو خوب ایمان کو بولیں لیکن جب خصوصی گشت میں جائیں تو اس کی زیب زینت سے مرعوب ہو جائیں اور دل میں یہ خیال کہ اس سے میرا فلاں مسئلہ حل ہو جائے گا اب لگے اس کی تعریفیں کرنے کہ آپ یوں اور اور آپ یوں کچھ دن تو اسے تبلیغ میں لگایا اور پھر اپنی حاجت بیان کر دی تو میرے بھائی اس کام کے بارے میں خیال ہی نہ

کرو کہ کوئی اس کام کو کرنے والا ہے جب تک کے ذریعہ زندگی بنانا نظر نہ آنے لگے کہ مجھے کسی سے اپنی حاجت بیان کرنے کی ضرورت نہیں میرے خدا میں اتنی قدرت ہے کی میری دُعا پر میرے گھر کو پیسہ سے بھر دے اب یہ تبلیغ کی محنت صرف کلمہ اور نماز دو چیزیں سیکھنے کی محنت ہے اور ان دو پر ہی دُنیا پلٹا کھا جائے گی۔

ساری چھوٹی بڑی شکلوں کی تردید کلمہ ہے زمین و آسمان فرشتہ چاند و سورج حکومت مال غرضکہ کسی سے نہیں ہوتا سب کچھ خدا سے ہوتا ہے اُس یقین کا نام لا الہ الا اللہ ہے اب سوال کرو گے کہ خدا سے لینے کی صورت کیا ہے تو وہ نماز ہے اب جو داعی بنے وہ نماز پڑھ کر خدا سے مانگ لے، معاملہ تو جس طرح احد، بدر، خندق میں کیا تھا ویسے ہی اب کر کے بتائیں گے، لیکن اس میں کچھ صبر و تحمل سے کام لینا پڑے گا، ہم یہ چاہیں کہ محنت تو کریں نہیں اور خدا سے مانگنے پر دیر نہیں ہونی چاہئے کہ آسمان سے فرشتہ اُتر آئیں حالانکہ ابھی ہم آداب دُعا کو بھی پورا نہیں کر رہے اک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر فاقہ ہوا اور کئی دن کا فاقہ بھوک کی شدت سے بیتاب ہو کر آپ باہر تشریف لائے اور نماز پڑھی اور خوب خدا سے مانگا پھر گھر تشریف لائے اور حضرت عائشہ سے پوچھا کہ اللہ نے کچھ بھیجا فرمایا نہیں پھر آپ مسجد تشریف لے گئے پھر نماز پڑھ کر ماں گا پھر آ کر پوچھا غرض کہ چوتھی مرتبہ حضرت عائشہؓ نے کہا کہ عثمان یہ دے۔ گئے ہیں، پس پھر آپنے خوب حضرت عثمان کو دُعائیں دیں یہاں تک کہ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ عثمان کا اگر کوئی بھی عمل نہ ہو تو صرف یہ دُعا ان کی نجات کے لئے کافی ہے، (۳۳) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تو پہلی مرتبہ ہی مل جاتا وہ تو بتانا مقصود تھا کہ ایک مرتبہ مانگ کر بس نہیں کرتا بلکہ مانگتے ہی رہنا ہے بس اگر کوئی مانگنے والا بنے تو ایسا کہ جو بھی حاجت ہوتی کسی سے نہیں کہوں گا بلکہ اللہ سے مانگنا ہے اب چاہے دن بھر فاقہ سے مرجائیں یا رات بھر آگ تاپ کر گزار دیں لیکن کسی سے نہیں کہنا اللہ ہی سے مانگنا ہے اس یقین پر جب لوگ آجائیں تو خدا ان کی دُعاؤں پر ملکوں کے نقشے بدل کے بتائیں گے، لیکن اس کے لئے اگر پہلے اپنے گھر کی زندگی کے بارے میں تجربہ نہیں کیا تو ساری دُنیا کے بارے میں کیا کہہ سکتے ہو اس لئے پہلے چپکے چپکے اپنی مشق کر لو اور جب مشق پوری ہو جائے تو پھر ملک کو مخاطب کر کے کہو گے کہ یا تو مان جاؤ ورنہ پھر نقصان ہوگا اور پھر اپنی دُعاؤں سے کر کے بتلاؤ گے تو یہ سب جھکنے پر مجبور ہوں گے جس طرح یوسف علیہ السلام نے جیل میں سے کہا تھا تم صرف ایک ہی ملک کو نہیں ملکوں کو دعوت دو گے خدا تم ہی کو اس قابل کریں گے لیکن اس کی مشق ہے اپنا گھر ہے کام تو یہی چار ہیں اور انکو کر بھی رہے ہو لیکن ابھی اسمیں طاقت نہیں ذرا سی آزمائش پر سب بھول جاتا ہے اور آزمائش یقینی ہے، کیوں کہ جب تم اسے کرو گے تو اللہ کہیں یہ بہت اللہ ہی اللہ کہہ رہا ہے ذرا اس کے گھر فاقہ بھیجنا یا مصیبت دینا اب جو مصیبت آئی تو گھبرا گئے لوگوں نے پوچھا کہ کہاں ہیں کہنے لگے صاحب اس کی حالت بہت پتلی ہے یوں پریشان ہے اس لئے دکھائی نہیں دے رہا، فلاں صاحب کے پاس مقدمہ کے لیے گیا ہے بس ذرا سی مصیبت میں پتہ چل گیا کہ اس کے پاس حقیقت نہیں دھوکا ہے اب اسے خدا داعی تھوڑی بنائیں گے، اک مٹکے میں پانی بھریں تو بجا کے دیکھتے ہیں کہ کہیں پھوٹا تو نہیں تو خدا ایمان بغیر دیکھے ہی دیدیں گے، یہ مصیبت تو ڈالی اس لئے تھی کہ کہیں امیروں اور مالداروں میں جا کے بدلتا تو نہیں ہے اس لئے تو اس کے گھر پر زندگی میں پریشانی ڈالی تھی

اور اس لئے کہا گیا کہ صاحب بڑی پریشانی میں ہیں میں نے ان سے بھی کہہ دیا ہے آپ بھی دُعا کریئے یہی وقت تو تھا تیرے امتحان کا ولنبلونکم بشیء من الخوف۔۔ (۳۴)

اسی لئے تو کہا تھا واستعینوا بالصبر و الصلوٰۃ (۳۵) کہ اس تھوڑے سے نقصان کے بعد قدرت کا دروازہ کھلتا ہے، جب دروازے کھلنے کا وقت آیا ہم نے اسی وقت کام چھوڑ دیا اب بتاؤ اس اعتبار سے ہم میں سے کتنے ہیں جو کام کر رہے ہیں آج ملکی وسیاسی مسئلوں نے قیامت خیز منظر دکھلانے شروع کر دیئے ہیں اگر ان سب سے بچاؤ ہوسکتا ہے تو تمہارے ایسے انسان بننے سے ہوسکتا ہے کہ ۲۴ گھنٹہ اس کام میں لگے ہوئے جمع رہنا یہ راستہ ضرور چلے گا جب تم اغیار سے کٹ کر جس طرح اپنے گھر کے لئے مانگو اس سے زیادہ ملک کے لیے مانگو تو ملک کی ہدایت کے فیصلہ ہوں گے۔

بس اب یا تو بالکلیہ ہدایت آجائے یا بالکلیہ ضلالت آجائے یہ بیچ والے ہمیشہ پریشانی میں رہیں گے اب اس بات کا تو وقت گذر گیا کہ یہ پورا ملک شرک والا بن جائے اب اگر محنت ہو تو یہ پورا ملک توحید کا بن سکتا ہے۔

---

(۱) سورۃ البقرہ:۳۶

(۲) سورۃ الاعراف:۱۷۲

(۳) سورۃ غافر:۴۰

(۴) سورۃ التوبہ:۱۱۱

(۵) سورۃ غافر:۴۰

(۶) قصص القرآن از مولانا حفظ الرحمن سیوہارویؒ

(۷) سورۃ آل عمران:۱۱۰

(۸) سورۃ الاعراف:۴۰

(۹) تاریخ دمشق صفحہ ۳۰۳ جلد ۳۸ تذکرہ عتبہ بن عبد العزیٰ ابولہب

(۱۰) تاریخ دمشق صفحہ ۵۲ جلد ۳۰ ترجمہ عبداللہ ویقال عتیق بن عثمان

(۱۱) اسد الغابہ صفحہ ۳۱۶ جلد ۲ تذکرہ عمرؓ بن الخطاب

(۱۲) اسد الغابہ صفحہ ۳۵۲ جلد ۳ تذکرہ حضرت رملہ بنت سفیان

(۱۳) اسد الغابہ صفحہ ۴۴۲ جلد ۳ تذکرہ ام سلمہ بنت ابوامیہ

(۱۴) مجمع الزوائد صفحہ ۱۶۶ جلد ۸ باب حق الجار والوصیۃ بالجار

(۱۵) ترمذی حدیث نمبر ۳۵۹۷ باب مناقب ابی بکرؓ وعمرؓ

(۱۶) الاصابہ فی معرفۃ الصحابہ صفحہ ۳۷۰ جلد ۳ تذکرہ ابو العسکر بن ام شریک

(۱۷) سورۃ النور:۱ تا ۲۰

(۱۸) الاستیعاب صفحہ ۱۳۳ جلد ۲

(۱۹) البدایہ والنہایہ صفحہ ۳۲ و ۳۶ جلد ۴

(۲۰) البدایہ والنہایہ صفحہ ۳۶ جلد ۴

(۲۱) روح المعانی صفحہ ۱۲۸ جلد ۳ تحت قولہ تعالیٰ لن تنالوا البر حتی تنفقوا۔ آل عمران: ۹۲

(۲۲) تذکرۃ الحفاظ صفحہ ۲۸ جلد ۱، تذکرہ حضرت عائشہؓ

(۲۳) سورۃ العنکبوت: ۶۹

(۲۴) سورۃ الطلاق: ۲، ۳

(۲۵) سورۃ البقرہ: ۱۷۷

(۲۶) تفسیر ابن کثیر صفحہ ۱۴۷ جلد ۸ تحت قولہ تعالیٰ ومن یتق اللہ یجعل لہ مخرجا ویرزقہ من حیث لا یحتسب (الطلاق: ۲، ۳)

(۲۷) تاریخ دمشق صفحہ ۲۷ جلد ۴ باب ذکر تواضعہ لربہ ورحمتہ

(۲۸) سورۃ البقرہ: ۱۵۵، ۱۵۶

(۲۹) المعجم الکبیر للطبرانی صفحہ ۷۷ جلد ۲ حدیث نمبر: ۱۳۰۵

(۳۰) البدایہ والنہایہ صفحہ ۵۰ تا ۵۳ جلد ۴

(۳۱) البدایہ والنہایہ صفحہ ۱۱۵ جلد ۴ فصل فی دعائہ ﷺ علی الاحزاب

(۳۲) ترمذی حدیث نمبر: ۳۸۳۸، باب فضل الانصار وقریش

(۳۳) تاریخ دمشق صفحہ ۵۳ جلد ۳۹، تذکرہ عثمان بن عفانؓ

(۳۴) سورۃ البقرہ: ۱۵۵

(۳۵) سورۃ البقرہ: ۱۵۳

جتنے ہم اعمال بگاڑیں گے اتنے خدا حالات بگاڑیں گے

اقتباس

یقین اندر میں ایک ایسا مادّہ ہے جیسا باہر میں آنکھ کہ جدہر جاؤ آنکھ اُدھر ہی دیکھتی ہے اسی طرح جدہر آپکی محنت ہوگی یقین اُدہر ہی جڑ جائیگا اب اگر اتنی محنت کرلی کہ تمہارا یقین ملک ومال پر نہیں رہا اور اعمال پر آ گیا اور یہ یقین بن گیا کہ میں نماز پڑھ کر مانگوں گا تو اللہ اپنی قدرت سے دیں گے اسی طرح ذکر وتعلیم پر اللہ دیں گے اب اگر اتنا یقین بن گیا تو اب یہ یقین باہر نکلے گا اب مسجد سے آپ دوکان پر جاؤ تو اس یقین کو لیکر جاؤ اور اسی یقین اور عمل سے دوکان چلایئے وہاں بھی عمل بنایئے۔

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

میرے بھائیو اور دوستو!

دو راستے ہیں ایک بازار کا اور ایک مسجد کا، بازار کا راستہ چلتے چلتے مسجد آتا ہے اور مسجد کا راستہ چلتے چلتے بازار تک پہنچتا ہے، بازار والا راستہ ملک ومال کا راستہ ہے اور مسجد والا راستہ ایمان وعمل والا راستہ ہے،

اب اگر بازار والے راستے پر چلیں یعنی ملک ومال پر محنتیں کریں اور عہدہ ومنصب میں سب کچھ سمجھ کر اسی کو حاصل کرنے کی کوشش کریں اور اس سے چیزیں بنائیں اور چیزوں سے زندگی، یہاں تک کے مسجدوں کو بھی اسی نقطۂ نظر پر بدلیں تو پھر بلائیں اور مصیبتیں آتی ہیں۔

یہ راستہ بلاؤں اور مصیبتوں کا ہے، اس میں جب دست درازی مسجدوں تک آجائے تو بلائیں اور مصیبتیں آتی ہیں، شروع میں تو اللہ ڈھیل دیتے ہیں لیکن جب بدعملی انتہا پر پہونچ جاتی ہے تو خدا انکو جڑ سے اُکھاڑ کر پھینک دیتے ہیں، ملک و مال کے راستہ سے ہوا پر، پانی پر جب سب پر قبضہ کر کے مسجد پر بھی قبضہ کرنے کی فکر میں ہیں تو سیلاب وزلزلہ وآندھیاں آتی ہیں اور ایسی بڑی بڑی حکومتیں اسطرح ختم ہوتی ہیں کہ انکا نام ونشان بھی نہیں رہتا۔

کامیابی کا راستہ یہ ہے کہ آپ مسجد سے اُٹھیے یعنی ملک ومال کا یقین نکالئے اور اللہ جیسے ہیں ویسے ہی انکا یقین کیجئے اور انکا ضابطہ کیا ہے؟ اسے معلوم کیجئے۔

پہلے یقین مسجد میں بدلئے اور اپنے عملوں کو مسجد میں ٹھیک کیجئے پھر جب تمہارا یقین وعمل مسجد کی چہار دیواری میں

ٹھیک ہو جائے تو اسے باغوں کھیتوں اور دوکانوں پر لے جاؤ،

ان سب کو مسجد والے طریقہ پر چلاؤ پھر اپنے ملکی وقومی مسئلوں کو بھی ان پر لے آؤ یعنی ساری حکومت نہیں تو کم از کم مسجد والا خاص طریقہ پر چلتا ہو چاہے ہزاروں دوسرے طریقہ پر چلتے ہوں تب ان کے چمکنے کے دروازے کھلتے ہیں اور پھر اللہ ان کے مصائب کو ختم کر دیتے ہیں اب چاہے ساری دُنیا ان کے خلاف ہو لیکن خدا ان کو چمکاتے ہیں۔

وہ ادھر سے بگاڑتے آرہے ہیں اور یہ مسجد سے بناتے رہیں وہ کہیگا یوں بیچو اور یہ کہے گا کہ نہیں یوں بیچو وہ زور دے کہ نہیں بے ایمانی سے بیچو ہمارا مارکیٹ خراب ہوتا ہے اور یہ یوں کہدے کہ میں نہیں بیچوں گا چاہے دوکان ہی ختم ہو جائے، لوگ اسے بدعملی کی طرف دعوت دیں لیکن یہ خاص یقین اور خاص عمل پر چلتا رہے خاص یقین لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ، چاہے وہ ڈاکٹری ہو وزارت ہو حکومت ہو غرض کسی میں نقشہ سے نہیں ہوتا جب ان سے ہوتا نہیں تو یہ قابل التفات نہیں الا اللہ سب کچھ اللہ سے ہوتا ہے اور وہ شکل پر کرتے نہیں اور ہم جو یہ کہیں کہ اللہ تو کرتے ہیں لیکن جب یہ ہوگا تب ہی تو اللہ کریں گے سبب ہونا بھی ضروری ہے اس کے معنی یہ کہ اللہ مقید ہیں اور وہ عاجز ہیں نہیں بھائی انکا کرنا چیزوں پر موقوف نہیں اللہ اپنی قدرت سے کرتے ہیں اللہ زمینوں سے غلہ پیدا نہیں کرتے اپنی قدرت سے کرتے ہیں اللہ انسان کو اپنی قدرت سے پیدا کرتے ہیں اب کہیں اچھا اللہ اپنی قدرت سے کرتے ہیں لیکن محنت تو کرنا پڑے گی ہم دوکان پر محنت کریں تو اللہ اپنی قدرت سے کر دیں گے اور آپ محنت پیسہ پر کریں گے تو محمد الرسول اللہ کہاں رہے محمد رسول اللہ کے معنی یہ ہیں کہ خدا کی قدرت کا استعمال محمد رسول اللہ پر ہوگا یعنی اللہ حضور کے طریقوں پر کریں گے اگر ان کے عمل ایسے آدمیوں میں آجائیں جو ملک و مال کا نقشہ نہ رکھتے ہوں تو اللہ اپنی قدرت سے انہیں چمکا دیں گے اور بغیر اسباب کے اسباب والوں کے مقابلہ میں کامیاب کر کے بتائیں گے اور اگر ان کے والے عمل زندگیوں سے نکل جائیں تو اللہ شکلوں کے باوجود ناکامیاب کر کے بتائیں گے اب آپ مسجد میں یقین بھی بنایئے اور عمل بھی بنایئے اللہ دوکان پر پیسہ نہیں دیں گے بلکہ مسجد کے عمل پر پیسہ دیں گے بدلا درجہ وعمل کا ہے مسجد والے اعمال، ذکر، سیکھنا، سکھانا، فضائل کا علم و ذکر کرنا اور دوسروں سے کروانا بس یہ کرنا ہے لیکن پہلے باہر کا یقین توڑو یہ نہیں کہ مسجد آپ سے چلے گی بلکہ آپ مسجد سے چلیں گے، پرورش کا ذریعہ عمل اور عمل میں سب سے پہلا عمل دعوت کا ہے جتنی ان عملوں پر محنت آئے گی اتنی خدا اپنی قدرت سے سہولتیں پیدا کر دیں گے یقین بعد میں بدلے گا پہلے مسجد کا انہماک ہوگا یہاں آدمی سیکھے گا سکھائے گا ذکر کرے گا نماز پڑھے گا اور دعوت کیا بنی کہ ان ہی عملوں کو لے کر ملک بلکہ بیرون ممالک تک جائے گا۔

یقین اندر میں ایک ایسا مادّہ ہے جیسا باہر میں آنکھ کہ جدھر جاؤ آنکھ اُدھر ہی دیکھتی ہے اسی طرح جدھر آپکی محنت ہوگی یقین اُدھر ہی جڑ جائیگا اب اگر اتنی محنت کر لی کہ تمہارا یقین ملک و مال پر نہیں رہا اور اعمال پر آگیا اور یہ یقین بن گیا کہ میں نماز پڑھ کر مانگوں گا تو اللہ اپنی قدرت سے دیں گے اسی طرح ذکر و تعلیم پر اللہ دیں گے اب اگر اتنا یقین بن گیا تو اب یہ یقین باہر نکلے گا اب مسجد سے آپ دوکان پر جاؤ تو اس یقین کو لیکر جاؤ اور اسی یقین اور عمل سے دوکان چلایئے وہاں بھی عمل بنایئے۔

یقین جمایئے پہلے ایک کارخانہ کو ایسے چالو کرلو کہ تمہیں سرمایہ ملنے لگے پھر دوسرا چالو کرلو اس لئے پہلے مسجد والے ایمان وعمل کرو پھر آگے چلو اب تمھیں قدم قدم پر مشکلات نظر آئیں گی سود نہیں لوں گا دھوکا نہیں دوں گا کاروبار نہیں چلیگا وہاں یقین بنانا پڑیگا کہ نہیں اللہ وہی ہیں اور اللہ سچ پر دیتے ہیں اب اگر پھر بھی کمی آئی تو پہلے کارخانہ سے لینا پڑیگا کے نماز پڑھ کر اللہ سے مانگو لگا تو اللہ دیں گے جیسے ایک بوڑھیا کے مرے ہوئے لڑکے کو اللہ نے دوبارہ زندہ کردیا (۱) تعلیم کروں گا تسبیح پڑھوں گا اللہ دیں گے۔

بہرحال جتنے ہم اپنے اعمال بگاڑیں گے خدا حالات بگاڑیں گے اور جتنے ہم اعمال سدھاریں گے اتنے ہی حالات خدا سدھاریں گے اس لئے پہلے یہ ترتیب بناؤ کہ جب مسجد کی آواز لگ جائے کہ تمہیں مسجد کی تعلیم کے لئے وقت دینا ہے تو تم کہو حاضر جب کہیں فلانے مقام کی بات لیکر جانا ہے تم کہو حاضر بس جب تمہارے لئے یہ دکان اور شعبہ رکاوٹ نہ بنیں خدا کے راستہ کی تو سمجھ لو کے یقین بن گیا اب کمائی کے اندر کے عمل ٹھیک کرو اور غلط طریقے اس میں سے نکالو اور پھر اسی یقین وعمل کو اپنے گھر میں سجاؤ کہ کس کس میں کتنا لگانا ہے علم کے مطابق اپنی جو زندگی بناؤ پیسہ موٹر بلڈنگ پر مت برباد کرو اس سے یقین اور عمل بناؤ کہ اگر اس سے عمل بنائے تو خدا دُنیا اور آخرت میں برکت دیں گے اور اس پیسہ کو بڑھادیں گے اور آگے بڑھے تو معاشرت ہے اس میں مسلم اور غیر مسلم دونوں سے واسطہ پڑے گا آپ کسی کا ساتھ نہ دیجئے بلکہ یہ دیکھئے کہ مظلوم کون ہے اور ظالم کون اگر ظالم تمہارا ہے تو بھی تم بدلہ دلواؤ اور یہ یقین کرو کہ دُنیا میں وہ چمکیں گے جو انصاف کریں گے، مگر اپنوں کا نعرہ مت لگاؤ تمہارے نزدیک مسلم غیر مسلم سب برابر ہوں گے اگر کسی مسلمان نے غیر مسلم کو مار دیا تو جب تک مسلم کو پکڑ کر غیر مسلم سے سزا نہ دلوائی اسوقت تک خدا ہزاروں تھپڑ پڑوائیں گے اس لئے جب تک سزا نہ دلوادو چین سے نہ بیٹھو اب اگر ایسا معاشرہ ہو تو یہ مسجد کی شاخ ہے اب ساری دُنیا کے راکٹ اور ایٹم بھی تمہارا کچھ نہیں بگاڑ سکتے دُنیا میں انصاف والے اگر موجود ہوں تو خدا ساری دُنیا کے ظالموں کو پکڑنے کو تیار ہیں اور اگر دُنیا میں انصاف والے نہ ہوں تو خدا آخرت میں پکڑ لیں گے یہاں تک کے ایک ایک پیسہ دبانے والے کو پکڑیں گے آج دُنیا میں شکوہ شکایت تو سب کررہے ہیں کہ دُنیا میں انصاف نہیں لیکن آدمی بنانے کی کوشش نہیں کرتا جنکا فوجوں کا عہدوں اور مال حکومت پر یقین ہے وہ انصاف نہیں کرسکتے یہ صرف وہی کرسکتا ہے جس کا یقین مال سے ہٹ کر اعمال پر ہوگا، اللہ کا زبردست خلق انصاف ہے جو انصاف پر آجائیں گے خدا ان کے لئے ترتیب بدل دیتے ہیں، ہرمزان نے کئی مرتبہ عہد کیا اور پھر بدعہدی کی اس کی وجہ سے صحابہ کرام کو بہت جانی ومالی نقصان اُٹھانا پڑا جب موت کا وقت آئے تو صلح کرے اور پھر رات کو شب خون مارے بڑے بڑے صحابہ کرام کو مارا اس لئے سارے صحابہؓ اس میں تھے کہ زندہ پکڑ کر قتل کریں، حضرت انسؓ پکڑ کر لائے حضرت عمرؓ تلوار لے کے اُٹھے کہ قتل کریں اور اس کی بدعہدی اسے گناتے جائیں ہرمزان نے پینے کو پانی مانگا پانی دیا لیکن وہ تھر تھر کانپ رہا تھا پانی پیتے نہیں بن رہا حضرت عمرؓ نے کہا کوئی کھٹکے کی بات نہیں پی لے اب حضرت نے بات شروع کی کہ تو اس نے یہ کہا میں نے ان صحابی کو مارا ان کو مارا، حضرت عمرؓ کی جوش سے آنکھیں سرخ ہوگئیں تلوار پر ہاتھ رکھا کہ قتل

کریں کہ حضرت انسؓ نے ہاتھ پکڑلیا کہ آپ نہیں مار سکتے بس حضرت عمر کو اک دم غصہ آ گیا اور کہا کہ اس کا ثبوت دو ورنہ پہلے تجھے ماروں گا یہ واپس آئے اور حضرت زبیر کو سارا قصہ سنایا اور انہیں لیکر آئے تب حضرت عمر نے چھوڑا اس بات پر ہرمزان مسلمان ہوگیا کہ انکے یہاں انصاف اتنا ہے اگر ایسے طبقہ کا وجود ہو جائے جس کے نزدیک محل و جھونپڑا برابر ہو تو اس پر خدا ساری دُنیا کی ترتیب بدل دیں گے چاہے ہدایت دے کے بدلیں یا پھر انکو ختم کر کے بدلیں (۲) آپ نے پہلے کمائی کی یقین وہاں بگاڑ انقشہ بنائے یقین وہاں بھی بگاڑا آپ مالدار ہیں اس لئے آپ نے مسجد کو بھی اس طرح دیکھا کہ اس مسجد سے کتنی کمائی ہو سکے اس کے چاروں طرف بازار لگوا دو اب اگر وہ مصائب آئیں تو جب مسجدوں میں آئیں تو یہاں بھی مال کے نقشہ دیکھیں تو پھر مسجدوں پر زوال آتا ہے، اور اگر یہاں پر یقین و عمل کے بدلنے کے لئے آئے اور یقین و عمل کے بہانے کی محنت کرتے رہے یہانتک کے فاقوں پر نوبت پہونچ جائے تو کسی نہ کسی وقت رحمت کا جھونکا ضرور آئے گا اس زمانہ میں مسلمان مسجد سے بازار نہیں جا رہا بلکہ بازار سے مسجد آ رہا ہے حکومتیں اوقاف سب ملکر مسجدوں پر قبضہ کر رہی ہیں اور اسے مال و نقشہ پر چلا رہی ہیں اور یہ بات مسلم اور غیر مسلم دونوں کر رہے ہیں اب چاہے مالدار بنے یا حاکم مسجد کے معاملہ میں پرکھے گا اور اس کی ترتیب بدلیگا اس پر خدا کا قہر آئے گا مال سے زندگی اُٹھانے کے لئے نہیں بلکہ یہ مال کے نقشوں کی تردید کی جگہ تھی یہاں سے حکومت و مال کی نفی کی جاتی تھی لیکن آج مسجد والے اس کوشش میں لگے ہوئے ہیں کہ پبلک ہاتھ میں آجائے پیسہ ہاتھ میں آجائے، جائداد ہاتھ میں آجائے ایسوں کی دُنیا اور آخرت دونوں بگڑے گی۔

دوسری محنت آپ اس یقین و عمل کے پیدا ہونے اور دوسروں میں چالو کرنے کی ہے اس محنت کو آپ یہاں آ کر کیجئے اور وہ محنت دو باتوں پر ہوگی کلمہ و نماز کلمہ کیا ہوگا اک خدا کے علاوہ باقی سب کی تردید کلمہ دل کا وجدان بن جائے دوسری طرف نماز پر محنت ہوگی۔

---

(۱) البدایہ والنہایہ صفحہ ۳۲۳ جلد ۶

(۲) طبقات لابن سعد صفحہ ۹۰ جلد ۵، تذکرہ ابوسعید

دل کی روشنی اعمال سے ملے گی

اقتباس

دوسرے نماز کو بھی چار باتوں پر لانے کی کوشش کیجئے، پہلی بات کلمہ والی نماز، دوسرے علم، فضائل کا بھی اور مسائل کا بھی کیوں کہ ہر جگہ کتاب سے کام چل جائے لیکن نماز میں نہیں، اگر تمہارے اندر ہوگا تو ٹھیک ہوگی ورنہ نہیں، آپ کا علم آپ کے اندر ہو کتاب سے نماز میں عمل نہیں لے سکتے، پہلے اپنے اندر لے لو، تعلیموں میں بیٹھ کے فضائل سنو، اب تک سنا ہے کہ مال سے چیزوں سے کیا ہوتا ہے، اب سنو الحمد سے کیا ہوتا ہے، درود شریف سے کیا ہوتا ہے، ایک ایک چیز کے بارے میں سنو تو تمہارے اندر آئے گا، ایک ذکر اپنے اندر لینے کی مشق کرو کیوں کہ علم بھی ذکر ہی سے مضبوط ہوگا، نماز میں کیا پڑھو گے قرآن اب آپ نماز کے باہر قرآن دھیان کے ساتھ پڑھنے کی مشق کیجئے، اس طرح کہ خدا سب کچھ دیکھ رہے ہیں، اب نماز میں درود آئے گا، استغفار آئے گا، ان سب کو دھیان جما کر پڑھنے کی مشق کرو۔

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

میرے بھائیو دوستو اور میری ماؤں بہنو!

اللہ رب العزت سارا نظام فرشتوں کے ذریعے چلا رہا ہے، فرشتے لاتعداد ہے (۱)، اور ہر ایک کام پر الگ الگ فرشتہ مامور ہے، ہر انسان کے کاندھے پر دو فرشتے مامور ہیں، یہ صبح والے شام کو اور شام والے صبح کو چلے جاتے ہیں، (۲) اور ایک بار جو فرشتے آجائیں وہ قیامت تک دوبارہ نہیں آتے، حضرت جبرئیلؑ کے چھ سو بازو میں سے صرف دو بازو مشرق و مغرب تک، (۳) اسی طرح میکائیلؑ کہ پوری دنیا ان کے دو گھٹنوں کے بیچ میں ہے، (۴) اسی طرح عزرائیلؑ و میکائیلؑ کہ ان کے پاؤں تحت الثریٰ میں اور سر عرش کے مابین ہیں، (۵) بہر حال فرشتے تعداد اور اتنی بڑی قوت والے بنائے اور جس طرح آٹا گوندھنے والے کے ہاتھ میں آٹا (۶) اسی طرح عالم کا نظام فرشتوں کے ہاتھ میں، خدا جس طرح حکم دیتے ہیں اسی طرح کرتے ہیں۔ (۷)

جس وقت اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو بنایا تو سارے فرشتوں کو ان کے قدموں میں ڈال دیا (۸) اور انسان کی حیثیت

ظاہر کردی، یہ سارے فرشتے جو عالم کا نظام چلا رہے ہیں، یہ سب مل کر ایک آدم کے برابر نہیں ہو سکتے، ان کو آدمؑ کے قدموں پر جھکایا، اور بتادیا کہ پہلے یہ جھکیں گے اور بعد میں سارا عالم جھکے گا، اب انسان کی قیمت جب ظاہر ہوتی جب یہ محنت کر کے اپنے اندر والے سرمائے کو نکالے، دیکھو زمین کب قیمتی بنتی ہے جب اس میں سونا بنے یا لوہا یا ریل بننے کی طاقت ہے، اگر زمین قیمتی بنتی ہے تو اپنے اندر کے سرمائے کی وجہ سے اور یہ سرمایا جب ظاہر ہوگا جب اس پر محنت کی جائے گی۔

اور اگر محنت نہ کی گئی تو یہ ضائع ہو جائے گی، اسی طرح اللہ رب العزت نے انسان کو سب سے قیمتی بنایا اور اس کی قیمت اس وقت ظاہر ہوگی، جب یہ اپنے پر محنت کر کے اپنے اندر اعمال صالحہ پیدا کرے گا، آج جتنی محنت لوہا، لکڑی، برق، و بھاپ پر کی جارہی ہے اگر اس کا سواں حصہ بھی انسان پر کرلیا جائے تب پتہ چلے گا کہ انسان کتنا قیمتی ہے، کہ اگر بن جائے تو اس کے اثرات عرش سے فرش تک پڑتے ہیں، اور اگر بگڑ جائے تو اس کے اثرات ساتوں زمین و آسمان پر پڑتے ہیں، اور اس کو جو سزا یا جزا دی جاتی ہیں اس کو یہ زمین و آسمان برداشت نہیں کر سکتے۔

اس کے ہاتھ جنت کی زمین کی قیمت پوری دنیا سے زیادہ ہے، اس کے ایک پھل کی قیمت ساتوں زمینوں سے زیادہ قیمتی ہے، اس کے ایک جوڑے کی قیمت دنیا کی کوئی جواد انہیں کر سکتی، غرض ایسی قیمتی جنت ان لوگوں کے لئے تیار کی جو بن کر آئے، پہلے تو یہ محنت کرے ایمانیات پر پھر اگر یہ آنکھ پر محنت کرے تو آنکھ کو قیمتی بنائے، تو اس کی قیمت ساتوں زمینوں و آسمان سے بڑی دی جائے گی، اسی طرح ہاتھ پر پیر پر کان شرمگاہ پر غرض ایک ایک عضو پر جنت دی جاتی ہے، جب انسان اپنے وجود انسانی پر محنت کر کے قیمتی بناتا ہے تو خدا اسے لامحدود کامیابی اس دنیا میں اور آخرت میں دیتے ہیں۔

اور اگر خدانخواستہ یہ دوسروں کو قیمتی بنانے میں لگ جائے اور اپنے گھر کھو بیٹھے اور اس کے ہاتھ و پاؤں آنکھ ناک شرمگاہ کے اعمال بگڑ جائیں تو اس کی سزا بھی ایسی ہے کہ پوری زمین اس کو برداشت نہیں کر سکتی، اگر زمین و آسمان پر وہ سزا ڈالی جائے جو ایک آنکھ کے بگڑنے پر یا کان کے بگڑنے پر یا ناک کے بگڑنے پر اس کو ملے گی تو ساتوں زمین و آسمان اس کو برداشت نہیں کر سکتے، بہرحال اس کی سزا اور اس کی جزا دونوں ایسی ہیں جنھیں ساتوں زمین و آسمان برداشت نہیں کر سکتے، اگر صرف آنکھ بگڑ گئی، یا زبان بگڑ گئی اور باقی سارے اعضاء اور پورا بدن درست ہے، تو اس پر زبان کے بگڑنے کی وجہ سے اژدھے مسلط کر دئے جائیں گے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا دوزخی پر جو اژدھے مسلط کئے جائیں گے ان میں سے اگر ایک بھی زمین کی طرف منہ کر کے سانس لے لے تو اس روئے زمین پر ۵۰۰ سال تک سبزہ نہ اگے، (۹) اور اس پر جو بدبو ڈالی جائے گی اس کا ایک قطرہ اگر زمین پر ڈال دیا جائے تو اس کی بدبو سے روئے زمین کے سارے جاندار مر جائیں۔ (۱۰)

اور صرف اتنی بات نہیں ہے کہ اس کے بننے یا بگڑنے سے کا اثر اس کی ذات تک محدود ہے اگر یہ بنتا ہے تو اس کا اثر پہلے اس پر اور دنیا پر پڑتا ہے، اور دنیا کے حالات بگڑتے ہیں، اور پھر آخرت میں جا کر اس کو طرح طرح کے مصائب برداشت کرنا پڑیں گے، کہ تم نے اپنے ہاتھ پاؤں کیوں بگاڑے، اسے آگ میں ڈالا جائے گا، جو ایک ایک سیکنڈ میں اس کو ساٹھ ساٹھ مرتبہ جلائے گی، اور ہر بار اللہ اس کو اس کی اصلی حالت پر لے آئیں گے، (۱۱) فرشتے اس کی پٹائی کریں

گے، اور اس کے پیٹ میں سانپ بچھو اور اژدھے کاٹنے کے لئے ہوں گے اور طرح طرح کے مصائب اس کے لئے ہوں گے، جو اپنے انسانیت کی قیمت کو کھو کر جائے گا، اور جو بنا کر جائے گا اسے طرح طرح کا عیش و آرام، محلات، غلامان ان کے لئے ہوں گے۔

اب یہ بات ظاہر ہے کہ جس پر محنت کی جاتی ہے وہ چیز قیمتی ہو جاتی ہے اور جس پر محنت نہیں کی جاتی وہ اپنی اصلی قیمت بھی کھو دیتی ہے، ساری فضائیں ہوائیں اور معدنیات جو انسانی محنت سے باہر آ گئی ہیں اور وہ جو ابھی زمین کے اندر ہیں، ان سب کی حیثیت اللہ کے نزدیک مچھر کے پر کے برابر بھی نہیں، (۱۲) اب انسان کی قیمت اللہ کے نزدیک کا ہے سے ہے، انسان اس بے قیمت نقش و نگار سے قیمتی نہیں بنتا جو خود بے قیمت ہو وہ انسان کو قیمتی نہیں بنا سکتی، انسان قیمتی بنتا ہے اپنے اعمال سے، اس کے دل میں اللہ کا یقین ہے، جس سے یہ قیمتی بنے گا، اور ایمان محنت سے آئے گا، اس کے بعد جن عملوں سے آنکھ، ناک، کان، قیمتی بنیں گے یہ سب محنت سے آئیں گے۔

جس طرح آپ کی محنت سے زمین کے اندر کی چیزیں باہر آ رہی ہیں اسی طرح محنت کرنے سے انسان کے جوہر باہر آتے ہیں، یوں سمجھو کہ انسان ایک عالم ہے جس طرح زمین سے تخریب و تعمیر کے دونوں عالم باہر آتے ہیں اسی طرح انسان سے بھی دونوں قسم کے عالم باہر آتے ہیں، اس کے اندر سے جھوٹ، بغاوت، ظلم، بے حیائی، خیانت، بھی باہر آتی ہے، اور تعمیر والے عمل بھی جیسے انصاف، حیا، رحم، طاعت، بندگی بھی باہر آتے ہیں، اب جو عمل تخریب کے ہیں اس کے لئے محنت نہیں کرنی پڑتی، یہ اپنے آپ آتے ہیں، لیکن تعمیری مادہ جس سے حالات عالم سدھریں اور جس سے حاکم اور محکوموں کی زندگی بنے اور دنیا میں اطمینان اور چین آئے، وہ تعمیری عمل محنت کے بعد آتے ہیں۔

جس طرح محنت کے بغیر غلہ نہیں آتا اب محنت کرنا پڑے گی کہ اندر جو تخریبی مادہ ہے اس سے مزاج تعمیری نہیں بنے گا، اس کی مثال اس طرح سمجھو کہ ایک ملک ہے اس میں جو کچھ بھی تیار ہو رہا ہے موٹر، غلہ، غرض ہر قسم کا سامان اب آپ نے خوب تیار کیا، اور خوب کمایا اور سب سامان خرید کے چلے، اور سب سامان کو لے کر چلے، پوچھا کہاں جا رہے ہو؟ کہا پاکستان یا لندن، جب تک آپ ہندوستان کے اندر اندر رہے لے جاتے رہے، اور جب ہندوستان کی سرحد سے باہر نکلے تو کسٹم والے نے پوچھا کیا لے جا رہے ہو؟ کہا پچیس تھان، کہا یہاں رکھ دو اس کی اجازت نہیں کیوں کہ جو حکومت نے باہر لے جانے کی اجازت دے رکھی ہے وہی لے جا سکتے ہو، اب کتاب میں لکھا ہے کہ کیا باہر جائے گا اور کیا نہیں۔

اسی طرح اللہ نے قرآن دے دیا کہ تمہارے ملک سے کیا باہر آئے گا کیا نہیں، آنکھ پر چوکی بٹھاؤ اور کتاب میں دیکھو کہ کیا باہر آئے گا، اور کیا نہیں، کان پر، ناک پر، غرض ایک ایک عضو پر چوکی بٹھاؤ اور کتاب دیکھ دیکھ کر نکلنے دو کیوں کہ تمہارے اندر سب کچھ ہے، جھوٹ کے عمل کو اندر دباؤ، سچ کو باہر نکالو، اب محنت کے لئے ملک دے دیا، اور کہا کہ اگر تم نے سر سے لے کر پیر تک اپنے ملک پر قبضہ کر لیا تو ساتوں زمین و آسمان والے خدا کے علاوہ ساری مخلوق تمہارے اوپر جھکیں گے فرشتے اور کائنات والے جھکیں گے۔ (۱۳)

اب تم سونے سے، چاندی سے، مکانوں سے، وزارت سے کوٹھی سے قیمتی نہیں بنو گے، آنکھ کی پاکیزگی سے قیمتی بنو گے، اور یہ زمین والے تمہارے قدموں پر پڑیں گے اب حالات عالم کا حل کہ دنیا میں ظلم وفساد نہ ہو اس کے لئے سر سے پیر تک محنت کر کے عملوں کا عادی بناؤ، اس سے حالات عالم بدلیں گے، چیزوں سے حالات عالم نہیں بدلیں گے، اللہ نے چیزوں کے اندر اس کی صلاحیت نہیں رکھی ہے، اگر تم زمین پر محنت کرو گے تو زمین سے سامان نکل کر تمہارے پاس آئے گا، تم جو کرو گے وہ ہو جائے گا، زمین سے موٹر، بلڈنگ، عیش کا نقشہ سب ہو جائے گا لیکن تم یہ چاہو کہ چین کی زندگی گذار لو وہ نہیں ملے گی جب تک تم اپنے آپ کو قیمتی نہیں بناؤ گے تو شکل تو آجائے گی لیکن اس کی کامیابی نہیں آئے گی۔

اب دو راستے دنیا میں محنت کرنے کے لئے ایک نادان انسانوں کا ایک انبیاء کرام علیہم السلام کا، نادان انسان شکلوں کی محنت میں عمل خراب کرتے ہیں، انبیاء کے راستے میں پہلے انسان کو قیمتی بنانے کی محنت کرنے کو کہتے ہیں، کہ جب تم قیمتی بن جاؤ گے، تو پھر خداوند قدوس سارے عالم کے نظام کو تمہارے ماتحت کر دیں گے، اور پھر دنیا کی حکومتیں تمہارے قدموں پر گریں گی، جب انسان اپنے آپ پر محنت کر کے اپنے آپ کو قیمتی بنالے گا پھر اس کو الگ چیزوں کے بنانے کی محنت نہیں کرنی پڑے گی، بلکہ اللہ سب سب کو اس کا مطیع کر دیں گے، اللہ بغیر محنت کے مال والوں اور حکومت والوں کو اس کے قدموں پر ڈال دیں گے، لیکن یہ کب کریں گے آپ چیزوں پر محنت کرتے ہیں تو آپ نے کپڑے موٹر بہت ساری چیزیں بنائیں، اور بازار میں لائے کہ یہ میری محنت ہے، اس کی قیمت دو، بازار نے اس کی قیمت دی، آپ خوش ہو گئے، تو چیزوں کی قیمت تو بازار دیتے ہیں، اور عمل کی قیمت خدا دیتے ہیں، عمل عرش پر جاتے ہیں، اور خدا خوش ہو کر اس کی محنت کی قیمت کا فیصلہ کرتے ہیں۔

آسمانوں سے خدا کے فیصلے زمین پر آتے ہیں، اور ساری دنیا کے انسان پھر اس کے مطیع بن جاتے ہیں، اس کے برعکس جاہل انسانوں کا راستہ زمین پر محنت کر کے چیزوں کو بنانا اور ان کے راستے پلنا، چیزیں عارضی اور وقتی ہیں اور ان سے پرورش بھی عارضی اور وقتی ہے، اور پلنا یہ نہیں کہ انسان کی ضرورتیں کچھ عرصہ تو پوری ہوں اور پھر روک لی جائیں اعمال ابدی ہیں، اور ان سے پرورش بھی ابدی ہے، اعمال پر انسان دنیا میں بھی پلتا ہے اور قبر میں بھی اور حشر میں بھی اور ہمیشہ ہمیشہ کے لئے جنت میں بھی،

چیزوں سے انسان کی پرورش بہت سے بہت اس دنیا تک تو ہو سکتی ہے لیکن قبر وحشر آخرت میں یہ چیزیں نہیں جائیں گی، اس لئے ان سے وہاں پرورش نہیں ہو سکتی، لیکن جو انسان عمل کے راستے سے بننے پر آجائے، کہ مجھے عزت بلندی سب کچھ عمل کے راستے سے لینا ہے، عمل کا انتخاب کر کے عمل پر محنت کرے تو ایک ایک عمل کو بنانے پر انعام ملتا ہے، عمل خدا کی کتاب سے بنتے ہیں اور اس کی قیمت خدا کی ذات سے ملتی ہے، چونکہ قرآن والا کلام خدا کی ذات سے چلا ہے اب قرآن کے کلام پر جو عمل بناؤ گے اس کا انعام خدا کی ذات سے ملے گا، اور اگر زمین پر محنت کر کے چیزیں بناؤ گے، جیسے زمین سے لکڑی نکلی تم نے محنت کر کے شکل بنالی یا لوہا پتھر سونا محنت کر کے بناؤ گے تو اس کی قیمت زمین سے دی جائے گی،

اب زمین اور خدا میں دیکھ لو کتنا فرق ہے، جتنا فرق خدا میں اور زمین میں ہے، اتنا ہی ملنے میں فرق ہے، خدا اور زمین میں نسبت ہے، خدا خالق زمین مخلوق، خدا قادر زمین محتاج،

اب انبیاء علیہم السلام نے پہلے یہ بتایا کہ ایسی محنت کرو کہ جس سے عمل سے ملنا نظر آئے، عمل ۲۴ گھنٹے کی زندگی میں ہے، تجارت اچھے عمل سے بھی کی جاسکتی ہے اور برے عمل سے بھی، حکومت، فقیری، سرمایہ داری غرض ساری زندگی کی جتنی لائنیں ہیں ہر ایک اچھے اور برے دونوں طرح سے کی جاسکتی ہے، اس لئے پہلے محنت کر کے وہ روشنی پیدا کرو جس سے تمہیں چیزوں میں کامیابی نظر نہ آئے بلکہ اعمال میں دکھے، جس روشنی سے مال، جائیداد، حکومت میں کامیابی نظر نہ آئے پہلے وہ روشنی پیدا کرو، کیوں کہ زمین والا یقین کہ پہلے ملازمت، پھر پیسہ، پھر چیزیں اور اس سے زندگی، اس لائن میں سب سے پہلی محنت مال کی ہے۔

انبیاء علیہم السلام والے راستے میں سب سے پہلی محنت ہدایت کی ہے، کہ سب کچھ اللہ سے ہوتا نظر آئے، جب تمہارے پاس ہدایت کا نور آجائے گا تو اس کی روشنی سے تمہارے عملوں میں جان پڑے گی، جتنی روشنی ہوگی، اتنے ہی عمل اچھے ہوں گے، اگر کامل روشنی مل گئی جیسی کہ چودھویں کا چاند، یا سورج اگر پورا روشن ہے تو ساری چیزیں نظر آئیں گی، اور اگر کم روشن ہے تو کم چیزیں نظر آئیں گی، اگر آپ کے پاس موم بتی، گیس، بجلی غرض جیسی روشنی ہے، ویسی ہی چیزیں نظر آئیں گی، اسی طرح دل کی روشنی کے بھی درجات ہیں، گھر ہو، زندگی کے عمل، حکومت کے عمل، محکومیت کے عمل، غرض ۲۴ گھنٹے کے سارے عملوں میں کامیابی نظر آئے گی، اگر تمہارے پاس سو فیصد روشنی ہے۔

اور اگر کم روشنی ہے تو اسی طرح نظر آئے گا، اور اگر بالکل روشنی نہیں ہے تو بالکل کامیابی نظر نہ آئے گی، تو انبیاء کے راستے میں بھی شعبے ہیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم سارے شعبے لے کر آئے ہیں، تم کہتے ہو کہ پہلے پیسہ پھر عمل، انبیاء علیہم السلام کہتے ہیں کہ پہلے روشنی پھر عمل پھر پیسہ، اگر تم کو خدا تک پہنچنا ہے اور ظواہر کے خلاف قدرت سے نقشے بدلوانے ہیں تو پہلے روشنی حاصل کرو، پھر عمل حاصل کرو پھر چیزوں میں چلو، اور آپ کہتے ہیں کہ ادھر سے ادھر آئیں گے، پہلے کمائیں، تو بھائی اگر یوں ہی ہے تو پہلے طئے کر لو کتنا کمانا ہے، کیوں کہ تمہارا نفس تو یہ کہتا ہے کہ جتنا ہو اس سے اور زیادہ لہٰذا زندگی ختم ہو جائے گی اور ہوس ختم نہ ہوگی۔

اسی طرح کھانا صبح کھایا شام کو ختم، شام کا صبح کو ختم، تو زندگی ختم ہو جائے گی، اور کھانے سے فرصت نہ ملے گی، لہٰذا اس راستے سے عمل درست نہیں ہو سکتے، اس لئے کہتے ہیں کہ پہلے ملازمت، بیوی کھانا سب چھوڑے، اور دل کی روشنی حاصل کرو، دوسرا قدم عمل کے راستے سے کامیابی، تیسرا قدم عمل کے لئے شعبہ میں جاؤ، چوتھا قدم جو کچھ مال کماؤ اسے اپنا نہ سمجھو بلکہ اسے بھی خدائی کی بتائی ہوئی ترتیب کے موافق خرچ کرو، بس جس کے چاروں شعبے صحیح ہو گئے اللہ اسے ہر نقشے کے اندر کامیاب کر کے بتائیں گے، روزانہ دن میں پانچ مرتبہ اسی کی آواز لگائی جارہی ہے، اور یہ آواز صرف مسلمانوں کو نہیں بلکہ سارے انسانوں کے لئے لگائی جارہی ہے۔

اللہ اکبر اللہ اکبر تم سب بہت چھوٹے ہو اور اللہ بہت بڑا ہے، تم اتنے چھوٹے ہو کہ چھوٹے ہونے کی کوئی حد نہیں اور اللہ اتنے بڑے ہیں کہ انکے بڑے ہونے کی کوئی حد نہیں، اشہد الا الہ الا اللہ، چھوٹے سے کچھ نہیں ہوتا بڑے ہی سے سب کچھ ہوتا ہے اور اس کے کرنے میں کسی کی شرکت نہ ہو، اس لئے اپنے کرنے کے بتانے کے واسطے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجا ہے کہ پہلے ان کے والی روشنی حاصل کرو، تجارت اس کے بعد کرنا، زراعت اس کے بعد کرنا، اس سے پہلے کرنے کی اجازت نہیں، اور اگر کرے گا تو یہ تیرے لئے بلائیں لائیں گی اور کل تجھے اس کے لئے خون کے آنسو رونا پڑے گا، اور ایسی ایسی چیخیں مار کر روئے گا کہ مشرق سے مغرب تک تیری آواز جائے گی، اور کل تجھے کروڑوں برس کی بھوک، آگ، اژدھا اور ہزاروں مصیبتوں کو سامنا کرنا پڑے گا، جیسا کہ ان حالات سے جہنمیوں کو گزرنا پڑتا ہے۔

اب دل کی روشنی کیسے ملے گی؟ یہ عمل کرنے سے ملے گی نہ کہ مسجد میں آکر چار رکعت پڑھنے سے ملے گی اسے محنت نہیں کہتے، نوحؑ کے زمانے میں ۸۰ بچے سب ختم ہو گئے، (۱۴) حضرت موسیٰ علیہ السلام کے وقت بغیر ساز و سامان کے بنی اسرائیل کو بچا کر پورے فرعون کے ساتھیوں کو ختم کیا، (۱۵) حضرت شعیب علیہ السلام کے وقت مزدوروں جن کے پاس کچھ نہ تھا، انھیں کامیابی ملی، (۱۶) ابراہیم علیہ السلام کو حکومت نمرود کے مقابلے میں جو کامیاب کیا، اور نمرود باوجود حاکم کے جو نا کامیاب کیا، (۱۷) تجھے پتہ ہے وہ کونسا عمل تھا؟ وہ نماز کا عمل ہے، سارے نبیوں کے قصے نماز کے قصے ہیں، اب تو وہ روشنی حاصل کر جس سے حضرت موسیٰؑ نے آسمان سے کھانے اتروائے (۱۸) اور حضرت ایوب علیہ السلام کو صحت ملی (۱۹) اور کامیابی ہوئی، وہ نماز سے ہوئی۔

نماز پہلا عمل ہے، استفادہ کے لئے اب اس پر اتنی مشق کرو کہ دل کا نور حاصل ہو جائے، اور یقین بن جائے، اگر قرض ہے تو نماز پڑھ کر مانگنا، اللہ حل کر دیں گے جتنے مسئلے ہیں، سب کو نماز میں دیکھ، اور سب کا حل نماز کے اندر سمجھ، آج میرا دل اندھا ہے دل میں میل ہے مجھے نماز سے مسئلوں کا حل نہیں دکھتا، اس لئے میری نماز مسئلوں کو حل نہیں کر رہی ہے، وہ روشنی حاصل کر پھر نماز پڑھ یہ نماز صرف ایک عمل نہیں بلکہ سر سے لے کر پیر تک عملوں کا مجموعہ ہے، اور ہر اعضاء نماز میں کام کرتے ہیں، اگر پاخانے کی جگہ صاف نہ کی تو نماز نہیں ہوئی، غرض کہ نماز میں ہر جگہ کا عمل ہے، نماز ایک عمل نہیں بلکہ سارے عملوں کے مجموعہ کا نام نماز ہے، یہ دل کی نیت کا اخلاص، اللہ کا دھیان غرض اس میں سب کچھ ہے، اگر نماز پڑھے گا تو ہزاروں عمل کا مجموعہ ہوگا، یہ ہزاروں عمل خدا کے دربار میں حاضر ہو کر جائیں، یہ سب قیمتی ہیں، اگر خدا کے دربار میں حاضر ہو کر جو عمل ہیں ان میں تجھے روزی نہیں دکھتی تو باہر جا کر دیکھے گا، اگر تجھے ان کے دربار میں نہیں دکھتا تو باہر جا کر دیکھے گا۔

خدا کی قسم تو کوئلہ بن کر اٹھے گا، تیرا کوئی عمل ٹھیک نہ ہوگا، جب تک تجھے نماز کے عمل میں ملتا نہیں دکھتا، بت اؤبدر اور خندق میں کیا ہوا، نماز پڑھ کر اگر تجھے نماز میں نہیں دکھائی دیا تو تجھے کسی بھی عمل میں دکھائی نہیں دیگا، جو حکومت میں مال میں اور تجارت میں دیکھتا ہے اسے نماز میں دیکھ، پہلا عمل یقین کی درستگی ہے، اور اس کی محنت ہے، اس کے لئے نماز پر محنت کرنا پڑے گی، ابھی تو نماز پر محنت نہیں کرنا بلکہ نماز پڑھنا ہے، ابھی تو کسی سے پوچھیں بھائی کیا محنت کرتے ہو کہے گا تجارت کرتا

ہوں، اور نماز، ہاں پڑھتا ہوں اور تجارت آپ کی محنت ہے، آپ نے نماز کی محنت کی ہی نہیں، جس سے نماز میں ملسٹ نظر آئے، اور وہ ۲۴ گھنٹے کی محنت ہے، اور جب یہ محنت کرو گے تو اللہ کے یہاں دعا قبول ہوگی۔

پہلے تو کلمہ کی محنت کرلو کہ ۲۴ گھنٹے اس بات کی آواز لگا کہ اللہ کے سوا کسی سے نہیں ہوتا ہر جگہ جا کے کہہ کہ اس سے کچھ نہیں ہوتا، جہاں جہاں تیرا یقین پھیلا ہے وہاں وہاں جا کے بول اور کان سے سن مسجدوں میں اکھٹے ہو اور سب کی تردید کرو جسے دیکھو اس کی تردید کی آواز لگاؤ، اور اسی کو سنو اور پھر تنہائیوں میں سوچو کہ بھائی یہ جو کچھ کہا جا رہا ہے یہ قیاس نہیں بلکہ حقیقت ہے، اگر اپنی والی چیز کو سامنے رکھ کر یہ باتیں کہیں تو دل کا نور حاصل نہیں ہوگا، تردید کر زمین سے لے کر آسمان تک، اسی کو بول اسی کو سن اسی کا مراقبہ کر، اسی کو سوچ اور اسی تردید کو بول اور خدا سے دعا مانگ کہ کلمہ کی جو محنت عیسیٰ موسیٰ، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دی تھی اے خدا میں تجھ سے وہی حقیقت چاہتا ہوں، یہ جو تو پڑھتا ہے وہ مت مانگ، انبیاء علیہم السلام والا مانگ، انبیاء والا مانگ اسی کی رٹ لگا نبیوں نے رٹ لگائی تھی کتنے دن بنی اسرائیل سے کہا تھا کہ تجھ سے نہیں ہوتا، پھر پڑھو نماز کہ اگر میری نماز حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے پر ہو جائے گی تو میری دعا سے میں سب کچھ اللہ سے کرالوں گا۔

پھر کلمہ کی نماز میں مشق کر کے لا الہ الا اللہ کریں گے، کا ہے پر محمد رسول اللہ کے طریقے پر، اب رکوع پر خدا کریں گے اگر اس طریقے پر ہو، اسی طرح سجدہ قیام، غرض اب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک ایک طریقے پر یقین، لا کر اشہد ان لا پر انگلی اٹھائی تھی، وہ چاند پر اٹھا سے زیادہ قیمتی ہے، کیوں کہ وہ نماز کے باہر اٹھائی تھی، اور یہ نماز کے اندر اٹھائی ہے نماز کے ایک ایک جز کو اس یقین کے ساتھ کرنا اور اتنی محنت کرنا کہ یہ یقین بن جائے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک ایک عمل ساتوں زمین و آسمان سے زیادہ قیمتی ہے، یہ کلمہ اور نماز کی مشق ہوئی، اور دوسری ایمانیات کا حاصل کرو، ان سب پر بیٹھ کر ان کو تفصیلی طور پر حاصل کرو۔

جب اللہ اکبر کے لئے ہاتھ اٹھے تو پوری دنیا سے برات کر جیسے حضرت ابراہیمؑ نے کی تھی، پہلے سجدے میں جا تو دھیان رکھ کہ میں مٹی تھا اسی سے بنا اور اسی میں جانا ہے، دو سجدے کے درمیان بیٹھ کر کہ دنیا کی زندگی اتنی دیر کی ہے، پہلے اپنے بننے کو سوچ، حدیثیں سن، قرآن سن، پھر علم حاصل کر فضائل کا، خدا کل جو فیصلہ کریں گے وہ اعمال پر کریں گے، ان کو نماز پر، روزے پر، تقوے پر، اخلاص پر غرض سارے اعمال پر ملے گا، مال وہاں نہیں ہوگا، اب انبیاء کرام اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جہاں ان اعمال پر آخرت میں سب کچھ بتایا، وہاں یہاں بھی مال، حکومت، اکثریت کا مغلوب ہونا بتایا اور اس پر تھوڑی تکلیفیں اٹھانی پڑیں گی لیکن وہ اول تو اختیاری ہوں گی دوسرے کم ہوں گی تیسرے ختم ہونے والے اعمال کے چھوڑنے پر مصیبتوں سے کم ہوگا۔

اب ایک لائن بدلنے کے لئے محنت کرنا ہے، ابھی تک ہم جن عملوں کو اختیار کرتے ہیں ان سے پرورش نہیں دکھتی، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جہاں جان و مال کے خرچ کو بتایا وہاں کرو، اور ان کے طریقوں پر کرو، اور اس یقین پر کرو کہ اس پر خدا دنیا میں اور آخرت میں دیں گے، اب اس کے لئے کچھ چیزیں کم کرو اور کچھ چیزیں بڑھاؤ، جان کے عمل نہیں رہے پوری

جان دنیا پر لگ رہی ہے، ان سے وقت نکالو اور ادھر لگاؤ، اسی طرح مال کا خرچ ہے کہ یہاں سے کماؤ اور وہاں لگاؤ جہاں اللہ نے بتایا، اور وہاں لگانے کی ہماری عادت نہیں رہی،

جب یہ تین رخ ٹھیک ہوں گے، ۱، یقین، ۲ مال، ۳ جان، یقین صحیح ہو، جان کا استعمال صحیح ہو، اور مال کا استعمال صحیح ہو، اس وقت تم متقی کہلاؤ گے، یہ یقین کا رخ، یہ جان کا ہے، یہ جو تمہارا رخ ہے، اس پر چاہے کتنی ہی مصیبت آئے جمے رہنا ہے اب تقویٰ پر تین دروازے کھلتے ہیں، ایک کمائی اور بغیر کمائی دونوں کے ملے گا، دوسرے مال سے بھی چیزیں دیں گے اور بغیر مال کے بھی چیزیں دیں گے، تیسرے بغیر چیزوں کے پرورش بغیر کمائی کے مال دونوں طریقہ ہیں، ایک متعارف اور ایک غیر متعارف، متعارف تو یہ کہ کسی کے دل میں ڈال دیں، اور غیر متعارف یہ کہ کسی کا اس میں دخل نہ ہو حضرت ابوامامہ کو بستر کے نیچے تین سو دینار ملا تھا (۲۰) اور بغیر مال کے چیزیں کہ لوگوں کے دلوں میں ڈال ہدیہ کمائے ڈال دے جیسے ہدیہ۔

اب اگر یہ لائن نہ بدلے تو تینوں دروازے ندارد، جو اس کو تقویٰ میں دینے والے بنتے ہیں، وہی لینے والے بن جائیں گے، پہلے تو تقویٰ میں چوہا نکال کے لایا تھا، (۲۱) اب بغیر تقویٰ میں چوہا نوٹ کی گڈی نکال کے لے گیا، ۲ میں مال سے چیزیں حاصل نہیں ہون گی، ۳ میں چیزوں سے پرورش نہیں ہوگی، الحمد میں سب کچھ بتایا ہے کہ سارے انسانی مسائل کے حل کرنے والے اللہ ہی ہیں، یعنی لارب الا اللہ جتنی دنیا میں شکلیں اور چیزیں پھیلی ہوئی ہیں ان سے کچھ نہیں ہوگا، اللہ سے ہوگا، مسائل کا بگاڑ بھی ان سے ہوگا، اور سدھار بھی ان سے ہی ہوگا، نہ مجھ سے مسائل سدھر سکتے ہیں نہ بگڑ سکتے ہیں، تفسیر کے لئے پورا قرآن دیکھ لو، مال سے نہیں ہوتا، قارون حکومت سے نہیں ہوتا، اب تفسیر کے لئے تو پورا قرآن ہے، بس ایک بنیاد قائم کردی۔

الحمد للہ رب العالمین دوسری بات کیسے ہوگی تو سب کچھ اللہ کے فیصلے سے ہوگا، مالک یوم الدین، کہ اللہ جس طرح آخرت میں اعمال پر فیصلہ کرتے ہیں اسی طرح دنیا میں بھی کرتے ہیں، سارے نقشے فرعون، قارون، نمرود یہ سب اللہ کے فیصلے سے ختم ہوتے ہیں، اس میں نہ موسیٰؑ کو دخل تھا نہ ابراھیمؑ کو، آج کفر پھیلا رہے ہیں، اگر اللہ کے فیصلے بدل جائیں تو کل یہی اسلام پھیلائیں گے، تیسری بات یہ کہ خدا کے فیصلے کا ہے پہ ہوں گے، ایاک نعبد و ایاک نستعین پر ہوں گے اسی طرح اور حکموں پر محنت کرو، دونوں ہاتھ پھیلا پھیلا کر دعا مانگو فیصلہ جو آئے گا وہ عبادت پر آئے گا۔

نبی اسرائیل پر عبادت سے فیصلہ آیا تھا، پتھر کو انھوں نے پوجا تھا، لیکن جب ان سے کہا گیا جس نے نہیں پوجا ہے وہ پوجنے والے کو قتل کرے لہذا کیا، (۲۲) اس کی وجہ یہ کہ عبادت سے ان کے عبدیت میں جھلک آگئی تھی، ایاک نعبد کی تفسیر کہ انبیاء نے ہمارا کہنا کس کس طرح مانا، کس نے چھری چلائی، کوئی آگ میں گرا، کوئی جل گیا، کوئی اندھا ہوا اور دوسری طرف ہم نے ان کو کیا کیا دیا، آگے کہتے ہیں یہ راستہ کب چالو ہوگا، اھدنا الصراط المستقیم یہ راستہ اللہ کی ہدایت پہ چلتا ہے۔

اندر کی روشنی مل جائے جس سے ہم عملوں کو دیکھ دیکھ کر چلیں دنیا میں تو عمل سے دکھتا ہے کہ اس عمل سے یہ ہوگا، اور جس

قیامت میں عمل ختم ہو جائے گا تو یہ پیشانی پر آ جائے گا، اور اس سے جنت کا راستہ دکھیگا، دوزخ میں وہ گریں گے جن کے اندر روشنی نہ ہوگی، اس کے بعد پھر ایک دعا کہ ہمیں اندر کی وہ روشنی دیدے کہ ہم نبیوں والے راستے پر چلیں، اب اگر ایک شخص ایسا بنے گا تو اس کا مسئلہ حل ہو جائے گا، اور اگر مجمع ایسا ہو جائے تو اجتماعی مسائل حل ہوگا، دوسری دعا کہ ہم کو یہود ونصاریٰ کے راستے پر نہ چلا، ان جیسا مت کر کہ ان کا منشا کیا ہے، منشا یہ ہے کہ ہم کو ان جیسا مت کر جو نبیوں کے راستے سے چمکے ہوں اور ملکی نقشے میں پھنس گئے ہوں، یہود کو دو دفعہ نبیوں کے راستے سے چمکایا جو کہ کرمان کے اندر کے ملکوں میں بھیڑ اونٹ چرایا کرتے تھے۔ (۲۳)

حضرت یوسف علیہ السلام کنویں میں ڈالے گئے اور وہاں سے غلامی اور پھر جیل ادھر یعقوبؑ روتے روتے اندھے ہو گئے، یہ ادھر نماز پڑھ پڑھ کر مانگ رہے اور کہہ رہے ہیں اللہ سے ناامید نہ ہو وہ ادھر جیل میں، یہاں بھی نماز دعا اور دعوت ادھر بھی نماز دعا اور دعوت، پس اللہ نے بادشاہ کے دل میں ڈال دیا اور اس کی وجہ یوسفؑ کو بتلا دی، پھر جب تک نبی رہے اور یہ سمجھتے رہے کہ ہم نے ملک مصر لیا نہیں بلکہ خدا نے دیا ہے (۲۴)، اس کے بعد پھر نبیوں کے طریقے چھوڑے اور اپنے طریقے چلانے لگے تو پھر اللہ نے دھکا مارا کنعان کو لا کر حکومت پر بٹھا دیا، اب یہ پریشانی ہوئی تو موسیٰ علیہ السلام اور ہارون علیہ السلام کو بھیجا کہ فرعون کہہ رہا تھا یاقوم الیس لی ملک مصر و هذه الانهار تجری من تحتی بس موسیٰ علیہ السلام اور ہارون علیہ السلام نے نماز پر محنت کرائی اور ایسی نماز سکھا دی جس پر اللہ دیا کرتے ہیں، بنی اسرائیل ملک اور سیاست کہ راستے سے تو گر گئے تھے لیکن نماز پر ان کو دوبارہ چمکایا، انہوں نے کچھ نہیں کیا، وہ بھپتیاں کستے رہے، ظلم کرتے رہے اور یہ ایمان اور نماز پر محنت کرتے رہے۔ (۲۵)

بس اس پر اللہ نے ترتیب بدلی اس کے بعد جب تک یہ اللہ کی مانتے رہے تو چمکتے رہے اور جب ملک ومال کے نقشے پر آ گئے اور پھر ہولناک قدم اٹھائے، ایک بادشاہ نے اپنی بہن سے شادی کرنی چاہی، حضرت یحییٰ علیہ السلام نے کہا کہ یہ حرام ہے، اس پر ان کو سجدے کی حالت میں قتل کر دیا، اب سب کے سب کو محل میں پتھر کا بنا دیا (۲۶)، زکریا علیہ السلام کو بھی جب وہ درخت میں چھپے تھے آرے سے چیر دیا (۲۷) تو اللہ نے ہمیشہ کے لئے ان کو ڈھکیل دیا، تو ہم ملک ومال کے طریقوں پر نہیں آئے بلکہ نبیوں کے راستے سے آئے ہیں، لہٰذا اسی راستے سے بڑھ سکتے ہیں، ہم نے نبیوں والی لائن کو چھوڑ کر ملک ومال والی لائن پر پڑ گئے، اور یہ ساری مصیبتیں اسی وجہ سے ہیں اور ان کا کوئی حل نہیں سوائے اس کے کہ ہم لائن نہیں بدلیں۔

اب لائن کیسے بدلے گی، ملک ومال کی لائن میں تقویٰ ٹوٹتا ہے، اور تقویٰ پر ملک ومال چھینتا نہیں ہے بلکہ صرف ترتیب بدلنا پڑتی ہے، ختم نہیں کرنا پڑتا، تقویٰ ملک ومال کا دشمن نہیں، بلکہ ملک ومال کی ترتیب بدلتا ہے لیکن ملک ومال تو تقویٰ کو ختم ہی کر دیا ہے، لہٰذا لائن بدلنے کے واسطے ایک محنت کرنی پڑے گی، تقویٰ میں کاروبار ختم نہیں ہوتا اس لئے یہ نہیں کہا جاتا کہ کاروبار کو چھوڑ دو، بلکہ یوں کہتے ہیں کہ تم جس شعبے کو کر رہے ہو، اسے ملک ومال کی لائن پر کر رہے ہو، تقویٰ کی لائن پر نہیں، بلڈگوں، موٹروں اور لباسوں پر خرچ ہو رہا ہے، بیواؤں، یتیموں، مسکینوں پر نہیں، خدمت نہیں کی جا رہی،

بلکہ خدمت کے نام پر خدمت لی جارہی ہے، حکومت کے لئے عہدے کی ضرورت نہیں، اور یہ یوں کہتے ہیں کہ ہم تمہاری خدمت کریں گے ہم کو ووٹ دو، پھر یہ تمہاری پائی پائی لے لیں پھر تم ایک ایک پیسے کو ترسو، جتنی عدالتیں ہیں یہ انصاف اور خدمت کے لئے نہیں ہے، بلکہ کمانے اور کھانے کے ڈھونگ ہیں، کہ اپنے کو مظلوم ثابت کرو، وکیل کا خرچ برداشت کرو۔

تقویٰ پر وکیل کی ضرورت نہیں جج کا فرض ہے کہ خود اندر گھس کر تحقیق کرے تقویٰ پر حاکم محکوم کو ایسے چاہے گا جیسا باپ بیٹے کو، اور محکوم، حاکم کو ایسا چاہے گا جیسے بیٹا باپ کو، اس لئے وقت نکالو اپنی زندگی سے محنت کے لئے اور محنت ہے کلمہ، نماز، دل اندر سے بند ہے، وہ نہ دیکھے، نہ سنے نہ بولے، ہاں آنکھ، کان، زبان کے ذریعے پہنچتی ہے، دل تک پہنچنے کے یہ ذرائع ہیں، اب آپ کائنات کو دیکھتے ہیں وہی سنے ہیں وہی بولتے ہیں، تو سارے غیروں کا یقین دل میں بیٹھ جاتا ہے، اب ترتیب بدلنے کی یہ ہے کہ مٹی سے چیز اور چیز سے مٹی، اب آنکھ ادھر ادھر دیکھ رہی ہے، جدھر سے چیزیں بن رہی ہیں، ادھر نہیں دیکھ رہی جدھر مٹی سے بن رہی ہے ادھر دیکھ رہے ہیں، لہٰذا ایک رخ دل کے اندر بیٹھ گیا کہ مشین سے چیزیں بنتی ہیں۔

مشین کے مٹی بننے کا یقین نہیں رہا، لہٰذا کچھ دنوں کے لئے اسے مٹی میں قید کردو، اور زبان سے بولو، لا الہ الا اللہ، اگر آپ اس کے قائل ہیں کہ مٹی سے کچھ نہیں ہوتا، تو جو پہلے مٹی تھا وہ بعد میں مٹی ہو جائے گا، اس سے کیسے ہوگا، اس کے لئے پورے قرآن میں قصے بھرے ہیں، اور ہم نے اسے نماز سے کہا کہ ہر حال میں مٹی دیکھو، سجدے کی ترتیب دیکھو، منھا خلقنکم و فیھا نعید کم و منھا نخرجکم تارۃ اخری (۲۸) پہلے سجدے سے اٹھے یعنی ہم اس زمین سے بنے ہیں دوسرے سجدے میں گئے یعنی پھر اسی میں جائیں گے، اور پھر اسی سے اٹھائے جائیں گے، اب اگر آدمی چالیس پچاس مرتبہ اس تصور کو کرے تو اس کو کوئی مشکل نہیں جب مٹی سے نہیں ہوتا اور شکل بعد میں مٹی ہو جائے گی تو اس سے بھی نہیں ہوگا، تو ذرا سی دیر کے لئے جو شکل بنی، اس سے بھی نہیں ہوگا، ہماری نظر بیچ میں الجھ جاتی ہے، آخر تک ہم کو دیکھنا نہیں آتا، شکل کی مٹی ہم کو نہیں دکھتی، آخر تک دیکھنے کے لئے ہم کو ایک محنت دے دی کہ زبان پر بولنا آجائے، کانوں سے سننا آجائے، اور آنکھوں سے دیکھنا آجائے۔

اب آپ بازار میں گئے مشق کے لئے کہ بازاری چیزیں مٹی سے بنی ہیں اور سب مٹی بنیں گی، نہ ان سے پہلے ہوتا ہے نہ بعد میں ہوگا، اب تک تو ڈاکٹر کے پاس دوا کے لئے گئے ان سے یہ نہیں کہہ سکتے کہ آپ سے نہیں ہوتا کیوں کہ ہم ابھی تک اپنے مسئلے میں بہکے تھے، لہٰذا باہر نکل کر اس کی آواز لگاؤ، اور طریقہ موذن والا رکھو، جس طرح وہ سب آوازوں سے اپنے کان بند کر لیتا ہے اور اپنی سناتا ہے اسی طرح آپ بھی ان کی سننے سے اپنے کان بند کر لو اور اپنی سنائے جاؤ، اور ہر ایک کے مقابلے میں نماز پیش کرو، کہ کسی سے نہیں ہوتا، یہاں تک اس بول کو بولو کہ اپنا یقین بن جائے، دنیا کو چھوڑئے پہلے اپنا ہی یقین بدل لیجئے، پہلی محنت ایمان کے بول کی سب کچھ چھوڑ چھوڑ کر ایک ایک جگہ جا کر بولنے والے بنو، دعوی بنا اب اس کی دلیل نماز، ایسی بنا کے بتاؤ کہ جس پر خدا سب کچھ کر دیں اب آپ کے دو بول بنیں گے، مستقل بول عمومی گشت، خصوصی گشت تعلیم بیان غیر مستقل بول یعنی آپس میں یہی بات ہوگی جس سے خدا سے ہونا نکلتا ہو۔

دوسرے نماز کو بھی چار باتوں پر لانے کی کوشش کیجئے، پہلی بات کلمہ والی نماز، دوسرے علم، فضائل کا بھی اور مسائل کا بھی کیوں کہ ہر جگہ کتاب سے کام چل جائے لیکن نماز میں نہیں، اگر تمہارے اندر ہوگا تو ٹھیک ہوگی ورنہ نہیں، آپ کا علم آپ کے اندر ہو کتاب سے نماز میں عمل نہیں لے سکتے، پہلے اپنے اندر لے لو، تعلیموں میں بیٹھ کے فضائل سنو، اب تک سنا ہے کہ مال سے چیزوں سے کیا ہوتا ہے، اب سنو الحمد سے کیا ہوتا ہے، درود شریف سے کیا ہوتا ہے، ایک ایک چیز کے بارے میں سنو تو تمہارے اندر آئے گا۔

ایک ذکر اپنے اندر لینے کی مشق کرو کیوں کہ علم بھی ذکر ہی سے مضبوط ہوگا، نماز میں کیا پڑھو گے قرآن اب آپ نماز کے باہر قرآن دھیان کے ساتھ پڑھنے کی مشق کیجئے، اس طرح کہ خدا سب کچھ دیکھ رہے ہیں، اب نماز میں درود آئے گا، استغفار آئے گا، ان سب کو دھیان جما کر پڑھنے کی مشق کرو، چوتھی چیز اخلاص بنالو کہ ان کو خدا کے لئے کرنے کا جذبہ بنالو، اب چھٹی محنت کہ ان سب اجزاء کو نماز میں جوڑ لو اور یقین بھی بناؤ کہ ساتوں زمین و آسمان سے ایک سجدہ قیمتی ہے، رکوع کے مسائل کے ساتھ رکوع بھی ایسا بناؤ اور اخلاص بھی بناؤ اب جس طرح مادہ کی محنت کے بعد اس کا منافع ملتا ہے اب اس کی محنت کے بعد دعا ملی، اب تو سب سے پہلے یہ مانگ کہ اے اللہ یہ نقالی کر رہا ہوں اس کی حقیقت عطا فرمادے۔

اب اگر یہ محنت کرتا رہے اور دعا مانگتا رہے تو خدا کسی دن اس کے اندر کو جگمگا دیں گے، اور جس دن اندر سدھر گیا اس دن ہم تقویٰ کے پابند ہو کر کریں گے، پھر ان الصلوٰۃ تنھا عن الفحشاء و المنکر (۲۹) والی نماز بنے گی، اب اگر شخص محنت کرو گے تو شخصی دروازے کھلیں گے اور اجتماعی طور پر محنت کی اور اگر واقعی رخ پڑ گیا تو ان کی دعا پر خدا عمومی دروازہ کھول دیں گے، پس تم محنت کر کے اس مقام پر پہنچ جاؤ، کہ تمہارا اندرون بدل جائے اور تمہاری دعا پر اللہ دنیا کی ترتیب کو بدل دیں۔

اب یا تو یہ طے کرو کہ جو کچھ ہے وہ ٹھیک ہے، یونہی مٹتے ذلیل ہوتے رہیں، تو پھر جو چاہو کرو، اور اگر یہ بات نہیں کہ یہ سب غلط ہے، ہم سب بے بس ہیں اور کسی سے نہیں ہوتا اور لائن بدلنا ہے تو بھائی اس کے لئے اعمال پر محنت کرنے کے لئے چار ماہ لگاؤ، درخت کی جڑ ایمان ہے اور تنہ علم و ذکر اور پھل دین، آج لوگ دین کی بات کرتے ہیں لیکن جڑ کی بات نہیں کرتے اس وجہ سے آج دین مشکل نظر آرہا ہے، جس طرح بغیر جڑ اور پیڑ کے کسی سے امرود بنانے کو کہیں تو بے انتہا مشکل معلوم ہوگا، ہاں اگر جڑ اور تنے پر محنت کرے تو پھل اپنے آپ آجائے گا۔

---

(۱) سورۃ المدثر: ۳۱

(۲) الحبائک فی اخبار الملائک صفحہ ۲۷ جلد ۱

(۳) الحبائک فی اخبار الملائک صفحہ ۴ جلد ۱

(۴) البداء والتاریخ صفحہ ۵۱ جلد ۱

(۵) البداء والتاریخ صفحہ ۵۱ جلد ۱

(۶) البدایہ والنہایہ صفحہ ۵۰ جلد ۱

(۷) سورۃ التحریم: ۶

(۸) سورۃ الحجر: ۳۰

(۹) ترمذی حدیث نمبر: ۲۳۸۴، قبل باب صفۃ الجنۃ عن رسول اللہؐ

(۱۰) ترمذی حدیث نمبر: ۲۵۱۰، باب ماجاء فی صفۃ شراب اہل النار

(۱۱) تفسیر ابن کثیر صفحہ ۳۳۷ جلد ۲، تحت قولہ تعالیٰ کلما نضجت جلودھم بدلناھم۔ الخ (النساء: ۵۶)

(۱۲) بخاری حدیث نمبر: ۴۳۶۰، باب اولائک الذین کفروا بآیات ربھم۔۔ الخ

(۱۳) مسند احمد صفحہ ۲۷۹ جلد ۵ حدیث نمبر: ۲۲۴۵۴، باب ومن حدیث ثوبان رضی اللہ عنہ

(۱۴) تفسیر ابن کثیر صفحہ ۳۲۱ جلد ۴، تحت قولہ تعالیٰ وما آمن معہ الا قلیل (ہود: ۴۰)

(۱۵) سورۃ طٰہٰ: ۷۷، ۷۸

(۱۶) سورۃ الاعراف: ۹۰ تا ۹۳

(۱۷) سورۃ الانبیاء: ۶۸ تا ۷۰

(۱۸) سورۃ الاعراف: ۱۶۰

(۱۹) سورۃ ص: ۴۱ تا ۴۷

(۲۰) حلیۃ الاولیاء صفحہ ۱۲۹ جلد ۱۰

(۲۱) حلیۃ الاولیاء صفحہ ۸۹۹ جلد ۳

(۲۲) سورۃ البقرہ: ۵۴

(۲۳) روح المعانی صفحہ ۲۳۹ جلد ۱۲

(۲۴) سورۃ یوسف

(۲۵) سورۃ الاعراف: ۱۲۸

(۲۵) سورۃ الاعراف: ۱۲۸

(۲۶) البدایہ والنہایہ صفحہ ۶۴ جلد ۲

(۲۷) حوالہ سابق

(۲۸) سورۃ طٰہٰ: ۵۵ 'ہم نے تم کو اسی زمین سے پیدا کیا اور اسی میں تم کو (بعد موت) لے جائیں گے اور قیامت کے روز پھر دوبارہ اس سے ہم تم کو نکالیں گے (ترجمہ حکیم الامت)

(۲۹) سورۃ العنکبوت: ۴۵ 'بے شک نماز (اپنی وضع کے اعتبار سے) بے حیائی اور ناشائستہ کاموں سے روک ٹوک کرتی ہے، (ترجمہ حکیم الامت)

کائنات کی تردید کی عادت ڈالو

اقتباس

جتنے مسائل ہیں قومی، ملکی، حکومت کے، وزیر کے، سب کے حل کے لئے اللہ نے نماز دی، زمین وآسمان کی مشین سے بنی ہوئی چیزوں سے زندگی بنتی ہے، اور بگڑتی ہے، اس میں سے زلزلہ، آندھیاں، سیلاب، طوفان، ہیضہ بھی آتا ہے، اور سرسبزی، امن، خوشحالی بھی آتی ہے، غرض حیات وممات دونوں چیزیں اس میں سے نکلتی ہیں، یعنی خدا اس کو دونوں رخ پر استعمال کرتے ہیں، یہ ہمارے موافق استعمال ہو، اس کے لئے کلمہ نماز دی اور یقین یہ دل میں اتارنا پڑتا ہے، لاالہ الا اللہ ان کے علاوہ سے نہ ہونے کا یقین، دوکان، سونا، چاندی، راکٹ، ایٹم، چاند، سورج، حکومت، وزارت ہر ایک کے بارے میں یہ یقین کہ اس سے کچھ نہیں ہوتا۔

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

میرے بھائیو اور دوستو!

درحقیقت انسان کو اللہ نے فائدہ اٹھانے کے لئے پیدا کیا ہے اور یہ بات نہیں کہ اللہ نے سورج کو روشنی دیدی اب ان کے پاس اور نہیں یا بادل کو پانی دیدیا اب ان کے پاس اور نہیں، یا زمین کے اندر جو کچھ سونا رکھ دیا اب اس کے بعد اور ان کے پاس نہیں ہے، بلکہ آدم سے لیکر اب تک جو کچھ زمین نے نکالا ہے یا قیامت تک جو کچھ نکالے گی اللہ کے نزدیک یہ سب مچھر کے پر کے برابر بھی نہیں ہے، خدا کے یہاں اس سب کی کوئی قیمت نہیں اس لئے اللہ نے یہ طے کر دیا ہے کہ یہ کافر کو بھی دیدیں گے (۱) یہی وجہ ہے کہ یہ مسلمان کے پاس کم اور کافر کے پاس زیادہ ہے، ماننے والوں کے لئے جو خدا کی قدرت میں ہے اس میں سے دیں گے۔

خدا کے پاس دو خزانے ہیں ایک عام خزانہ اور ایک خاص خزانہ، عام خزانہ عام لوگوں کے لئے اور خاص خزانہ خاص لوگوں کے لئے، دنیا میں بھی اسی طرح سے ہے اور جنت بھی ایک خاص خدا نے اپنے ہاتھ سے بنائی ہے جس میں ایک ایک آدمی کو پچیس پچیس لاکھ حوریں دیں گے، (۲) اس کو خدا نے چھپالیا کہ جو مجھکو مانے گا اس کو میرے خزانے میں سے دوں گا، جو نہیں مانے گا اس کو عام خزانے سے دوں گا، آپ نے دیکھا ہوگا جو جیل جاتا ہے اسے بھی بستر کھانا کپڑا ملتا ہے اس

وقت تک جب تک اس کا فیصلہ نہ ہو جائے، اب جس طرح پھانسی والے مجرم کو معلوم نہیں کہ مجھے پھانسی ہونے والی ہے، اور اندر سے جیلر کو آرڈر بھیج رہا ہے کہ مجھے یہ بھی چاہئے اور یہ بھی۔

بس اسی طرح کافر بھی سمجھتا ہے کہ مجھ سے زیادہ آزاد کوئی نہیں اور اس سے پہلے کہ کوئی فیصلہ سنائے جائے خوب مست کھا بھی رہا ہے، اب خدا نے براہ راست انسان کو بھیجا کہ میری ذات کے خزانے سے لے اور ایک چاند نہیں بلکہ لاکھوں چاند لے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں اپنی امت کو پہچان لوں گا، جب کہ آدم سے لے کر قیامت تک کے انسان بے ختنہ، بے بال، ننگے ایک میدان میں جمع ہوں گے، جس میں نہ ٹیلے نہ پہاڑ، غرض صحابہ نے عرض کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم آپ اپنی امت کو کیسے پہچانیں گے، فرمایا میری امت وضو کی وجہ سے چودھویں رات کے چاند سے زیادہ چمکتے ہوں گے، (۳) اگر یہ وضو کر کے نماز پڑھ کے گئی ہوگی تو ایمان کا نور سجدے کی جگاہوں سے چمک رہا ہوگا، اور پھر جنت میں ڈھائی لاکھ حوریں یہ یا تو نبی کو ملے گی یا پھر جو سن کر فوراً تصدیق کر دے یعنی صدیق کو، تیسری شہید کو جو اپنی جان خدا کے راستے میں دے دے، (۴) اگر کافر کے ہاتھ مرے تو پورا شہید اور اگر اپنی موت مرے تو بھی شہید۔

خدا کے راستے میں نکلا اور موت نے پکڑ لیا وہ بھی شہید، لیکن اس کے لئے نماز بھی یوں کہ جیسے عرش کا پایہ پکڑے ہو، اور خدا سامنے ہے، اور یقین یہ کہ ساتوں زمین و آسمان ہٹ گئے اور کچھ بھی نہیں تب بھی خدا پالے گا، اور خدا صرف یوں کہہ دے کہ پل جا تو پل جاوے گا، اس کے برعکس آج کل ہماری نماز جس میں ایمان نہ دھیان نہ علم نہ اخلاص صرف ہماری نماز تو گویا بائسکوپ ہے، نیت باندھی ہی تھی کہ ساری دنیا اس میں دکھائی دینے لگی، روس امریکہ سب اس میں دکھے، بہر حال ساری دنیا اس میں دکھائی دے، نماز تو پڑھنا ہے، لیکن کوشش اس بات کی کرنی ہے کہ اللہ کے عرش کا پایہ پکڑنے والی بنا دے، نماز پڑھو اور خدا کی قدرت ان کی صفات تمہارے دل میں، ایسی نماز پڑھو، اور یقین یہ ہو کہ اس کو پڑھ کر خدا سے مانگوں گا، تو خدا بڑے سے بڑا مسئلہ حل کر دیں گے۔

جس طرح مچھر کے پر پر یقین کرنے والے ہمارے تمہارے نزدیک بیوقوف ہیں، اسی طرح اللہ کے نزدیک وہ انسان بیوقوف ہے جو کائنات پر یقین رکھتے ہیں، لہٰذا اس کے برعکس تذکرے علم کی مجلسیں قائم کرو، ذکر کرو اور سب پر پیار کی نظر رکھو، اور پھر نماز پڑھو گے اور اہتمام سے نماز پڑھو گے تو، میاں دل ہی تو ہے نہ کہ سنگ و خشت درد سے نہ بھر آئے کیوں۔

اگر انسان اپنے اندر کا یقین اور اعمال ٹھیک کرے تو خدا کامیاب کریں گے، چونکہ انسان زمانہ حال کو سامنے رکھتے ہیں اس لئے انھوں نے اس بات کو سامنے نہیں رکھا، حضرت آدمؑ سے آج تک دو محنتیں ہو رہی ہیں، اور قیامت تک ہوتی رہیں گی، ایک محنت کر کے ملک و مال حاصل کرنا اور اس سے زندگی بنانا، ایک کلمہ نماز پر محنت کر کے یقین بنانا، اور نماز پر محنت کر کے نماز کی حقیقت پیدا کر کے اللہ کے سامنے ہاتھ پھیلانا، اور اس سے مسائل حل کرانا، اللہ ہر آدمی کے ساتھ معاملہ اس کی محنت کے حساب سے کرتا ہے، دونوں محنتوں کے نتیجے قرآن میں بتا دیئے، نبیوں کے واقعات کلمہ نماز کی محنت اور دوسرے لوگ ملک و مال کی محنت کے، اللہ کو کلمہ نماز کی محنت بہت پسند ہے، اور ملک و مال کی محنت انتہائی ناپسند ہے۔

اگر ملک و مال پر اس طرح محنت کرے کہ اس پر اس کا یقین اور سر سے پیر تک عمل خراب ہو جائیں، تو کبھی تو ملک و مال دے کر زندگی بگاڑتے ہیں اور کبھی ملک و مال چھین کر زندگی بگاڑ کر بتاتے ہیں، بہر حال یہ محنت خدا کو انتہائی ناپسند ہے، جو لوگ یقین و عمل کی پابندی سے ہٹ کر ملک و مال پر محنت کریں گے چاہے وہ کتنے ہی اچھے نقشے بنالیں، لیکن آخری نتیجہ ناکامی نکلے گا، جس طرح قارون، فرعون، دوسری محنت کلمہ نماز پر محنت کرنا، اس زمانے میں لوگ نماز پڑھ تو رہے ہیں لیکن محنت کر کے اس کی حقیقت پا نہیں رہے، کلمہ ہمارا صرف ایک بول ہے، لیکن حقیقت نہیں، نماز ایک نقل ہے لیکن اس سے کچھ ہوتا نہیں نظر آ رہا، جو ملک و مال کی محنتیں کر رہے ہیں، اس سے مسئلہ حل ہوتا دیکھ رہا ہے اور نماز روزہ اور بے وقت موت آ گئی تو یہ کام دے جائے گی، ہماری عادت حال کے تقاضے کو پورا کرنے کی ہے، جب کوئی وقت آ جائے اسی وقت اسے کر لو، اور کلمہ نماز کا وقت اس وقت آئے گا جب اس کا وقت نہیں ہوگا۔

جتنے مسائل ہیں قومی، ملکی، حکومت کے، وزیر کے، سب کے حل کے لئے اللہ نے نماز دی، زمین و آسمان کی مشین سے بنی ہوئی چیزوں سے زندگی بنتی ہے، اور بگڑتی ہے، اس میں سے زلزلہ، آندھیاں، سیلاب، طوفان، ہیضہ بھی آتا ہے، اور سرسبزی، امن، خوشحالی بھی آتی ہے، غرض حیات و ممات دونوں چیزیں اس میں سے نکلتی ہیں، یعنی خدا اس کو دونوں رخ پر استعمال کرتے ہیں، یہ ہمارے موافق استعمال ہو، اس کے لئے کلمہ نماز دی اور یقین یہ دل میں اتارنا پڑتا ہے، لا الہ الا اللہ ان کے علاوہ سے نہ ہونے کا یقین، دوکان، سونا، چاندی، راکٹ، ایٹم، چاند، سورج، حکومت، وزارت ہر ایک کے بارے میں یہ یقین کہ اس سے کچھ نہیں ہوتا۔

غرض جہاں جہاں سے ہوتا دکھائی دے اس سے نہ ہونے کا یقین دل میں بٹھاؤ، دیکھ یہ رہے ہیں کہ غلہ سے پرورش، دوا سے صحت، مال سے عزت، اور یقین بناؤ کہ اس سے نہیں ہو رہا، اب جب سونا چاندی، ملک و مال، دوکان کھیتی ان سے ہوتا نہیں تو پھر یہ قابل التفات نہیں، یہ قابل اشتغال نہیں، اس کا وجود، عدم وجود دونوں برابر ہیں، چاہے وہ حکومت ہو یا وزارت یا مال ہو، یا کوٹھی، ان کا نہ ہونا اور ہونا دونوں برابر ہیں، اللہ ان سب کے بغیر جو چاہیں بنا دیں تو سڑکوں پر سمندر بنا دیں اور چاہیں تو سمندر پر سڑکیں بنا دیں، چاہیں تو پتھر سے اونٹ (۵) اور آگ سے گلزار بنا دیں (۶) اور اللہ کے بغیر چیزیں کچھ نہیں کر سکتی ہیں، اور اللہ ان سب کے بغیر سب کچھ کر سکتے ہیں، اب تیرا یقین یہ کہ اللہ جو کچھ کرتے ہیں چیزوں پر نہیں کرتے بلکہ محمد رسول اللہ، مسلمان اللہ کو مانتے ہیں لیکن محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نہیں مانتے، کہتے ہیں کہ ہاں صاحب کرتے تو اللہ ہی ہیں، لیکن ہم زمین پر یا دوکان پر محنت کریں گے تو اللہ دیں گے، گویا آپ نے اللہ کو اور زمین کو تو مانا آپ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں مانا اللہ کسی کو عزت، غلبہ، امن و سکون، ذلت، پستی، ملک و مال پر نہیں دیتے بلکہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقوں پر دیتے ہیں، اب آپ چاہے ممبری، عہدے، فوج، جو چاہے کر لو لیکن اللہ تو سر سے پیر تک تمہارے اعمال دیکھیں گے، اگر وہ آ گئے تو بغیر حکومت، بغیر مال اور بغیر چیزوں کے چمکا دیں گے اور اگر وہ نہیں آئے تو حکومت کے مال کے عہدے کے باوجود ناکامیاب کریں گے۔

اب اس کا یقین دل میں بٹھانا ہے، لا الہ الا اللہ اور یہ محنت سے آئے گا کیوں کہ یہ آنکھ جس سے سب کچھ ہوتا ہے اس کو دیکھتی نہیں، یا غیر اللہ جس سے ہوتا نہیں ہے اس سے ہوتا دیکھتی ہے، اب آپ چاہے حکومت سے، مال سے، کارخانے سے، کھیت سے، سب سے کلمہ کے خلاف دیکھے گا اگر آپ نے دیکھا کہ مال سے یوں ہوا اور حکومت سے یوں ہوا اور دوا سے یوں ہوا، اسی کو بولنا شروع کر دیا تو کلمہ کے خلاف یقین دل میں بھر جائے گا، اور کلمہ دل سے نکل جائے گا، اور اگر آپ نے اس کے خلاف بولنا شروع کر دیا اور دوسروں سے سننا شروع کر دیا اور اسی کو سوچنا شروع کر دیا اور قران دیکھ دیکھ کر اس کے قصے بولنا شروع کر دئے کہ اگر حکومت سے ہوتا تو فرعون ناکام نہ ہوتا اگر مال سے ہوتا تو قارون ناکام نہ ہوتا۔

غرض یہ کہ آپ نے قران دیکھا اور کائنات کی تردید کرتے رہے اور اتنا بولے کہ زبان کا بولنا اور سننا بھی شروع کر دیا اور ایسے نہیں کہ نماز میں تو کہتے ہیں کہ اللہ سے ہوتا ہے اور وہاں گئے تو دوسرے کے ہاتھ میں مسئلہ دے دیا، تو زندگی بھر ایمان نہیں آسکتا، بلکہ یوں کہو کہ تمہارے ہاتھ میں نہیں، ہر ایک جگہ یہی کہنا پڑے گا یہاں تک کہ پارلیمنٹ میں بھی جا کر یہی کہنا پڑے گا کہ احمق تیرے ہاتھوں میں نہیں، اور اگر جہاں گئے جگہ اس کے مناسب بولنے لگے تو روسیاہ بغیر کلمہ کے مریں گے، اس لئے ہر جگہ ایک ہی بات کہنا پڑے گی، حاکم سے، بیوی سے، بچوں سے، غرض سب سے یہی کہنا پڑے گا۔

یہ کلمہ کتاب کی زینت نہیں بلکہ ۲۴ گھنٹے کی ایک پابندی ہے، کائنات کی تردید کی عادت ڈالو، اور اسی کو سوچو اور تنہائیوں میں رو رو کے خدا سے مانگو، کہ اے اللہ بول بھی رہا ہوں سن بھی رہا ہوں تو اس کو دل میں اتار دے، اور جس دن یہ دل میں اتر گیا تو یہ دل ساتوں زمین و آسمان سے قیمتی ہے، اب اس سے جو آواز نکلے گی وہ زمین و آسمان تو کیا عرش تک کو ہلا دے گی، اب کلمے میں تو کہہ دیا کہ بازار والے بھی احمق ہیں اور حکومت والے بھی احمق، خالی وقت برباد کر رہے اور وہ بھی ان کے طریقے پر کرتا رہا تو فرق کیا رہا، اگر تو اس کے خلاف یقین کر لیا تو اب تو خاص ہو گیا، اب تو نبیوں والا آدمی ہو گیا، اپنے مسائل کے لئے نماز سیکھ آج تک تو دوکان سے، پیسے سے مسئلہ کا حل سمجھا، تو نے نماز سے مسائل کا حل نہیں سیکھا، اس لئے آج اس کے لئے محنت کر۔

تو بازار سے ہر چیز یہ جانتے ہوئے خریدتا ہے کہ اس سے یہ ہوگا اور اس سے یہ، لیکن رکوع اور سجدہ سے کیا ہوتا ہے اسے نہیں جانتا، بغیر جانے ہوئے تیری نماز جاندار نہیں، تو کیا اس عالم کی نماز بھی جاندار نہیں جو ہر وقت یہ نہیں جانتا کہ اس عمل سے کیا ہوتا ہے، جو یوں کہے کہ اس عمل پر میں نے فضائل کی کتاب لکھ دی، اگر اقرا باسم ربک الذی خلق (۷) کا مطلب کتاب سے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آخر تک اس پر عمل نہیں کیا، کیوں کہ صلح حدیبیہ آپ محمد رسول اللہ نہیں پڑھ سکتے تھے، (۸) اس لئے باقی سارے عمل تو کتاب سے چل سکتے ہیں نماز کتاب سے نہیں چل سکتی، ابھی تک تیرے پاس وہ علم ہے جو یہود و نصاریٰ کے پاس تھے، ترے پاس ابوبکرؓ و عمرؓ کا علم نہیں، تیرے پاس دشمنوں کا علم ہے، دوستوں کا نہیں، اب دوستوں کا علم سیکھ، اس کے لئے تعلیم کے حلقے بنا اور اگر یہ کتاب دل میں آگئی تو نماز بھی آگئی، یہاں تک کہ اکبر یعنی تکبیر تحریمہ سے سلام تک سینکڑوں اجر ہیں اور ہر جز پر محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس پر کیا ہوگا، اس کو اپنے اوپر مستحضر کر لو۔

تیسری محنت مسائل کی یہ سب کچھ ہوگا جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طریقے پر ہوگا، چوتھے کچھ وقت لگاؤ یہاں پر کہ جب نماز پڑھے تو انڈیا گیٹ اور آگرہ سامنے نہ ہوں، پانچویں اخلاص پر محنت کر اور ان سب کو نماز میں جوڑ، اور پھر ایسی نماز پڑھ، پڑھ کر اللہ سے مانگ کہ اے اللہ سب نقل ہے تو اس کی حقیقت عطا کر دے، اب اخلاق کا دروازہ کھلے گا کہ تم حاکموں کی طرح تن پروری کے لئے نہ رہو بلکہ تم نماز پڑھ پڑھ کر اللہ سے لو اور دوسروں کو دو اور جو برائی کریں گے، چاہے وہ اکثریت میں ہوں، چاہے حکومت میں ہوں وہ برباد ہوں گے اور جو اچھائی کریں گے وہ چمکیں گے، وہ اقلیت میں ہوں یا محکوم ہوں جب نماز میں جان آتی ہے تو اخلاق ایسے آتے ہیں جیسے درخت میں پھل، اخلاق ایک پھل ہے جو عبادت پر پیدا ہوگا اس سے اس مشق کو قابو میں لانے کے لئے چار ماہ لگاؤ۔

انبیاء کرام جتنے بھی دنیا میں تشریف لائے لوگوں کو مشکل راہ سے ہٹا کر آسان راہ پر ڈالنے کے لئے تشریف لائے، مشکل راستہ زمینوں کا، حکومت کا، سرمایہ داروں کے سامنے ہاتھ پھیلانے کا، کوٹھیاں بنانے کا غرض یہ کہ اس میں ہزاروں کی خوشامد کرنا پڑے، اور وہ کچھ کہیں اور کریں کچھ، اس کے خلاف انبیاء آسان راستہ لائے کہ بھائی بس نماز سیکھ لو، اس کے بعد تمہیں کوئی ضرورت نہیں اگر قرضہ آ گیا تو مال دار کی خوشامد کی ضرورت نہیں، بیماری آ گئی تو ڈاکٹر کے ہاتھ جوڑنے کی ضرورت نہیں، نماز پڑھی اور دعا مانگ لی، اور اس نماز کے لئے مال، عہدہ، جاگیر، کسی کی ضرورت نہیں، بس جو جو ایمان کا تھا وہ حل کر لو، اور جو اخلاص تھا وہ اور جو نماز کا دھیان اور جو ہاتھ پاؤں کا استعمال تھا نماز میں اسے مان کر باہر کی زندگی میں لے آؤ۔

غرض کلمہ نماز دنیا کی کسی چیز کا مطالبہ نہیں کرتا جس حالت میں تم سیکھو یہ آ جائے گا، بھوک میں، پیاس میں، سردی میں، گرمی میں، غرض ہر ایک حالت پر آ جائے گا مشکل وہ ہے جو دوسروں پر موقوف ہو، عہدے داروں پر، حکومت پر، زمینداری پر، یہ تو صرف جان کی محنت کی چیز ہے، مشکل تو وہ ہے جس میں دوسروں کی ضرورت ہو، اور یہاں صرف جان کی مشق ہے، علم جان کی مشق سے آئے گا، اخلاق جان کی مشق سے، اخلاص جان کی مشق سے، ذکر جان کی مشق سے، غرض ہر ایک جان پر مشق کرنے سے آئے گا، ساری عبادات علوم، اخلاقیات جان کی مشق سے آتی ہیں، یہی صرف ان کے پاس تھا اور کچھ نہ تھا، نہ گھر نہ دولت بس حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمانے پر قربانی کی مشق، بس اب ذکر آیا کہ خلیج فارس آئی تو اس پر گھوڑا دوڑا دے ایسا علم آیا۔ (۹)

یہود و نصاریٰ اہل علم شمار ہوتے تھے اور عرب کے یہاں تو حساب کتاب نہ تھا، ان کے یہاں ایک عورت سلمہ آئی ایک صحابی نے جوانی میں کہیں دیکھا، انھوں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مانگ لیا اور یہ اس طرح آئیں کہ فاتح خالد تھے یہ شکار کو آئیں تھیں، جب تقسیم ہونے لگی تو انھوں نے کہا، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے دے دی تھی، گواہ مانگے تو گواہ پیش ہوئے، بہر حال یہ ان کو دے دی گئیں، غرض ان کے خاندان والوں نے پیسے دینے کو کہا تو انھوں نے کہا کہ تم کہو گے تو یہ رقم نہیں لے گا، میں خود جا کر بات کرتی ہوں اور جا کر کہا کہ میں بوڑھی ہوں تیرے کس کام کی تو دوسری لونڈی خرید لینا، مجھ سے کچھ رقم لے لے، بہر حال دس سو روپے میں معاملہ طے ہوا اور جب لوگوں نے کہا تم نے اتنے کم کیوں لئے، کہنے لگے میں نے

تو اپنا آخری عدد کہا تھا، (۱۰) اخروٹ اور پتھر کو یہ نہ جانیں، گیہوں ان کے یہاں تھا نہیں، سب سے پہلی روٹی ان کے پاس آئی تو صحابہ کرام نے ہاتھ دھوکر پوچھنا شروع کر دیا تب لوگوں نے کہا یہ گیہوں کی روٹی ہے، مکھن آیا تو لوگوں نے کہا اس کے کھانے سے آدمی موٹا ہوتا ہے، ایک نوالہ کھایا اور مونڈے کو دیکھنے لگے کہ میں کتنا موٹا ہوا۔ (۱۱)

بہر حال چیزوں کو وہ نہ جانتے تھے، لیکن انھوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کو اپنے سینے میں رکھا تھا، اور اتنا تھا کہ ایک دیہاتی صحابیؓ نے ایک حدیث سنائی وہ بوڑھے تھے، اگلے سال پھر پوچھا کہ بھول گئے ہوں، کہنے لگے کہ میں نے ساٹھ حج کئے ہیں اور مجھے اونٹوں کے رنگ اور حلیہ تک یاد رہے پھر میں آپ کی حدیث کو کیسے بھول سکتا ہوں، جب انھوں نے جان لگائی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مایا آئی پھر خوب مزے اڑائے، بارش نہیں آئی، دعا مانگی بارش ہوگئی، جب بھیگنے لگے تو کہا اب مت برسو۔

حضرت ابوداؤدؒ دیہات میں پڑے تھے، ایک عورت آئی اور پٹی پڑھائی کہ شہر چلو، وہاں خوب اکرام ہوگا، گھر آئے تو بیوی منہ پھلائے ہوئے ہے، بات کر رہے ہیں تو کوئی جواب نہیں، تھوڑی دیر بعد بولیں کہ میں کہوں کہہ جنگل میں پڑے ہو، اب کہیں چلو نا بس سمجھ گئے اور بددعا دی کہ اے اللہ جس نے بہکایا ہے تو اسے سمجھ وہ عورت اندھی ہوگئی پھر بعد میں آکے معافی مانگی جب اچھی ہوئی، غرض حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقوں کو اپنے اندر لینے سے دعا کی دولت ملتی ہے، عربوں کے پاس کچھ نہ تھا، لیکن جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقوں کے اندر آئے تو پھر دنیا بھی مل گئی پھر صحابہ چلے گئے تو ان کے اندر دنیا کے مشغلے آگئے، اب وہ طبقہ جو باہر ہے گھر گھر جا کر آیا تھا اور غلام بنا تھا اس نے سوچا کہ لاؤ ہم جان کی محنت کریں اور یہ سندھ خرسان، عراق، وشام وغیرہ کے تھے، اب ان عربوں کی اولاد جب حکومتوں تک آئی تو ان کے اندر تو ملک ومال آگیا اور جن کی چھنی تھی ان کے اندر جان کی محنت آگئی۔

چنانچہ ایک آدمی گیا اور پوچھا کہ عراق کا سب سے بڑا کون ہے، وہ غلاموں میں سے ہے یا آزادوں میں سے ہے، یہاں تک کہ دس یا تیرہ ملکوں کا پوچھا اور سب میں یہ بتایا کہ وہ غلام میں ہیں، آخری ملک کا بتایا کہ وہ آزاد ہے، کہنے لگے اب بھی تو نہ کہتا تو میری جان نکل جاتی، بہر حال ملک ومال کے چکر میں آجائیں نہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت میں آجائیں۔ (۱۲)

---

(۱) کنز العمال صفحہ ۲۱۳ جلد ۳ حدیث نمبر: ۶۲۰۹

(۲) کنز العمال صفحہ ۶۴۵ جلد ۱۴ حدیث نمبر: ۳۹۷۶۹

(۳) مسلم شریف صفحہ ۵۰ جلد ۲ حدیث نمبر: ۳۶۴

(۴) کنز العمال صفحہ ۶۴۵ جلد ۱۴ حدیث نمبر: ۳۹۷۶۹

(۵) روح المعانی صفحہ ۲۴۳ جلد ۶

(۶) روح المعانی صفحہ ۴۶۶ جلد ۱۲

(۷) سورۃ العلق: ۱ 'آپ قرآن اپنے رب کا نام لے کر پڑھا کیجئے'

(۸) الکامل فی التاریخ صفحہ ۳۱۳ جلد ۱

(۹) البدایہ والنہایہ صفحہ ۱۷۲ جلد ۶

(۱۰) البدایہ والنہایہ صفحہ ۲۱۶ جلد ۶

(۱۱) حلیۃ الاولیاء ۱۰۳ جلد ۳ تذکرہ ربیع بن صبیح

(۱۲) مقدمہ ابن صلاح صفحہ ۸۹ جلد ۱

خواہشات اللہ کے لئے چھوڑ دینا مجاہدہ ہے

اقتباس

جتنی خواہشات اس کے اندر بھری ہوئی ہیں اسے چھوڑے اللہ کے لئے، یہ مجاہدہ ہے، مجاہدہ نماز پڑھنے کو نہیں کہتے، ذکر کرنے کو نہیں کہتے تعلیم کرنے کو نہیں کہتے، بلکہ اللہ والے عمل کے لئے اپنی خواہش، مال عورت جائداد، وغیرہ چھوڑ دینے کو کہتے ہیں، اور اللہ کے عمل کو بھی اللہ کو راضی کرنے کے واسطے چھوڑنا یہ مجاہدہ ہے، اور یہ بھی خواہش کے لئے کرے گا تو مجاہدہ نہیں ہوگا ذکر اس لئے کہ میری شہرت ہو، تبلیغ اس لئے کہ مجھے لوگ بزرگ سمجھیں، تو اگرچہ صورت کے اعتبار سے یہ مجاہدہ ہے لیکن حقیقت کے اعتبار سے ہوا ہے، اب دنیا میں انسان کو چمکنا اور بلند ہونا بہت آسان، وہ یہ کہ اللہ کے واسطے خواہش کو چھوڑو گے تو خدا خوش ہو کر چمکا کر بتائیں گے۔

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

میرے بھائیو اور دوستو!

انسان ایک خواہش کے لئے اپنی دوسری خواہش کو قربان کرتا ہے، اللہ نے اس کے اندر لاتعداد خواہش رکھی ہیں، تو بڑی خواہش کو پورا کرنے کو چھوٹی خواہش کو قربان کرتے ہیں اور اس قربانی سے کامیابی نہیں ملتی بلکہ اللہ کے واسطے قربانی کرنے سے کامیابی ملتی ہے، اور خدا کی مدد کے دروازے کھلتے ہیں، اب اس کے اندر لاتعداد خواہش ہیں کھانے کی، کپڑے کی، عزت کی، عمارت کی، عیش کی اب ایک آدمی کمار ہا اور خوب کمار ہا، اتنے میں پتہ چلا کہ بیگم کو چوٹ لگ گئی لہذا کمائی چھوڑ کر چل دیا، یا خوبصورت بیگم مل گئی اور چھوڑنے کو دل نہیں چاہ رہا لیکن کمانے کی خاطر چھوڑ رہا ہے، پیسہ جمع کرنے کی خواہش میں مکان چھوڑ رہا ہے مکان موٹر کی خواہش کے لئے غرض ساری دنیا کا نظام خواہشات کی قربانی پر چل رہا ہے۔

اب کوئی خواہش کو چھوڑ رہا ہے تو اس کی جنس کو نہیں چھوڑ رہا بلکہ اس کی انواع کو چھوڑ رہا ہے، اب وہ چاہے جتنا چھوڑے اس کا نام قربانی نہیں ہے، اسی طرح اگر تبلیغ میں تین چلہ پر یوں کہیں کہ فرانس کی ایک لڑکی دی جائے گی تو سب تیار ایک جماعت ملک گئی اور اسے وہاں ایک کلب کا ٹکٹ دیا گیا، لیکن اسے قربانی نہیں کہیں گے اور اس میں مجاہدہ نہیں اور اس پر اللہ نہیں ملیں گے، ہاں یوں کہ سات چلہ دو تو ممبر، نو دو تو گورنر، اور ۱۵ دو تو ہندوستان کے وزیر اعظم پھر بھی سب تیار، کیوں

کہ بڑا بننے کی خواہش ہے، اور اگر خواہش کے لئے انسان خواہش کو چھوڑے تو اس سے خدا کا پیارا نہیں بنتا، دوسرا راستہ خواہش کو انسان چھوڑے اور اللہ کو راضی کرنے کے لئے، یہ ہے وہ جس پر انسان ترقی کرتا ہے اور پھلتا پھولتا ہے۔

جتنی خواہشات اس کے اندر بھری ہوئی ہیں اسے چھوڑے اللہ کے لئے، یہ مجاہدہ ہے، مجاہدہ نماز پڑھنے کو نہیں کہتے، ذکر کرنے کو نہیں کہتے، تعلیم کرنے کو نہیں کہتے، بلکہ اللہ والے عمل کے لئے اپنی خواہش، مال عورت جائداد، وغیرہ چھوڑ دینے کو کہتے ہیں، اور اللہ کے عمل کو بھی اللہ کو راضی کرنے کے واسطے چھوڑنا یہ مجاہدہ ہے، اور یہ بھی خواہش کے لئے کرے گا تو مجاہدہ نہیں ہوگا ذکر اس لئے کہ میری شہرت ہو، تبلیغ اس لئے کہ مجھے لوگ بزرگ سمجھیں، تو اگرچہ صورت کے اعتبار سے یہ مجاہدہ ہے لیکن حقیقت کے اعتبار سے ہوا ہے، اب دنیا میں انسان کو چمکنا اور بلند ہونا بہت آسان، وہ یہ کہ اللہ کے واسطے خواہش کو چھوڑو گے تو خدا خوش ہو کر چمکا کر بتائیں گے۔

اور اگر نمونہ دیکھنا ہو تو رمضان کو دیکھ لو اول تو ہمارا روزہ ہی کیا، ہم نے تو اپنے کھانے پینے کو آگے پیچھے کیا شام کو جو کھاتے تھے وہ تو وقت ہی پر کھایا، ہاں صبح کا کھانا ایک چار گھنٹہ پہلے کر لیا اور اتنا کھایا کہ دن بھر کھٹی ڈکاریں آتی ہیں، اور پھر رمضان میں آدمی اور دنوں سے بڑھا کے کھائے اور پانی بھی زیادہ پیا تو ہوئی صبح وشام کھانا اور افطاری، یعنی ہمارا کھانا کم نہیں ہوا بلکہ بڑھا بس صرف جس وقت خواہش ہے اس سے پہلے کھایا حالانکہ زیادہ کھایا اور بڑھیا کھایا اور اس پر اللہ فرشتوں سے کیا فرما رہے ہیں کہ اس آدمی کا کیا بدلہ جو کھانا پینا ہمارے لئے چھوڑ رہا ہے (۱) اور کہیں فرما رہے ہیں کہ سارے عملوں کا بدلہ میں نے فرما دیا سوائے روزے کے، اس کا بدلہ میں خود دوں گا (۲) اور کیا دوں گا یہ نہیں بتاتا، بس خوش کر دوں گا۔

اور بعض روایتوں میں ہے کہ اس کے بدلے میں اپنے آپ کو دوں گا (۳)، تو اگر وہ صرف وقت بدلنے پر اتنا دے رہے ہیں تو اگر آپ ان کے عملوں کے لئے کھانا پینا چھوڑ دیں تو خدا کیا دیں گے، اس سے خدا کی ذرہ نوازی کا اندازہ لگاؤ، خدا نے کامیابی خواہشات پر رکھی ہے اب اگر کامیاب ہونا اور دنیا میں چمکنا ہے تو یہ بہت آسان ہے، خواہش کے پورا کرنے میں چیزیں چاہئے، اور خواہش کے چھوڑنے میں کچھ نہیں چاہئے، اس لئے یہ آسان راستہ ہے، بس ذرا صبر کرنا پڑے گا، باقی اس کے اندر کوئی چیز درکار نہیں، اس کے لئے تو صرف ہمت اور قوت برداشت یعنی صبر کی ضرورت ہے، اسی لئے جو مذاہب خواہشات کے لئے پھیلائے جا رہے ہیں ان کا پھیلنا تو بہت مشکل ہے، اس کے لئے عورتیں بھی دینا پڑیں گی اور ملازمتیں اور جائیداد بھی دینا پڑے گی، اور ضرورت، غرض طرح طرح کے مظالم کئے جائیں گے۔

اور جس مذہب میں خواہشات چھوڑی جائیں یعنی عہدہ، ملازمت، مال، اور عورت تو یہ مذہب بہت آسانی سے پھیلے گا، اور یہ جب پھیلے گا جب تم چھوڑنا شروع کر دو گے، اس لئے اسلام بہت آسانی سے پھیلتا ہے، ادھر سب کچھ مل رہا عہدہ، لیڈری اور ادھر کچھ بھی نہیں پھر بھی لاکھوں کروڑوں انسان اسے چھوڑ چھوڑ کے ادھر آئیں گے، آج ہر حکومت اس مذہب کو مٹا رہی ہے، یہاں تک کہ ہماری اسلامی حکومتیں بھی اسے مٹا رہی ہیں اور اس طریقے سے حکومت اور مذہب کو چلا رہی ہیں جس سے

خواہشات کا مذہب چل جائے، لہٰذا آج اس کی حفاظت کے لئے کوئی حکومت کو سرمایہ دار نہیں آج کوئی اس کا چاہنے والا نہیں جو بھی مذہب کو بول بھی رہا تو خواہش، جائیداد، عہدہ، حکومت کے لئے بول رہا ہے، اور بلڈ نگیں بنا رہے ہیں۔

مذہب کو بول رہے تو بے حیائی پھیلا رہے، اس اعتبار سے آج اسلام کو کوئی نہیں چاہتا نہ اپنا نہ کوئی غیر، اگر ساری دنیا کی حکومتیں اور سرمایہ دار اعلان کر دیں مٹانے کا اور یہ طئے کر لیں کہ اس مذہب کی خاطر ہم اپنی خواہشات کو چھوڑ دیں گے تو ساری حکومتیں اور سرمایہ دار فیل ہو جائیں گے، اور اللہ ان کے ساتھ ہوں گے، اور اسلام کو اور ان کو چمکائیں گے، حضرت ابراہیمؑ نے دو نمونہ خواہش کے چھوڑ کے دکھلائے، ایک بڑا اور ایک چھوٹا، اور قیامت کے دن تک کے لئے دلیل بتلا دی کہ جو خدا کی قدرت سے کامیابی چاہتا ہے تو حضرت ابراہیمؑ کی طرح خواہشات کو چھوڑے، تو ان کے زمانے میں جس طرح ترتیبیں بدلی تھیں آج بھی بدلیں گی، اور ان کی قربانی کیا تھی، ایک چھوٹی قربانی،،، اس پر چھوٹے انبیاء آئے اور چھوٹی امتیں دنیا میں آئیں اور ایک بڑی قربانی اس پر بڑی امتیں اور بڑے نبی آئے۔

چھوٹی قربانی یہ کہ اپنے وطن اپنے مکان بیوی بچوں کے اندر ہیں غرض نقشے کے اندر ہیں لیکن اس میں لگتے ہیں اور کبھی اس کو چھوڑ دیتے ہیں حضرت سارہؓ اور اسحٰق کو چھوڑ چھوڑ کر خدا کے کام کو جاتے ہیں (۴)، اس پر یعقوبؑ و یوسف وغیرہؑ آئے اور بتا دیا کہ اگر تم چھوٹی قربانی دو گے تو اس پر خدا کس طرح ترتیب بدلتے ہیں پھر یعقوبؑ اور یوسفؑ نے بھی قربانی دی یہاں یہ رورو کے اندر ہو گئے، اور وہاں ایک حسین عورت اللہ کے حکم کے خلاف کرا رہی اور یہ نہیں کرتے ہیں، جیل چلے جاتے ہیں، یہ جیل میں دعوت دے رہے، غرض وہ وہاں اور یہ یہاں قربانی دے رہے ہیں، غرض پھر اللہ نے قربانی پر نقشہ بدلا، اور بادشاہ کو خواب دکھایا (قحط کا واقعہ) اور پھر اللہ نے ایک دم سے پوری ترتیب بدل دی (۵)

---

(۱) مسند احمد صفحہ ۳۹۳ جلد ۲ حدیث نمبر: ۹۱۰۱

(۲) بخاری حدیث نمبر: ۶۹۳۸، باب قول اللہ تعالیٰ یریدون ان یبدلوا کلام اللہ ۔۔۔ الخ

(۳) اوجز المسالک صفحہ ۹۰ جلد ۳، باب جامع الصیام

(۴) تاریخ دمشق ترجمہ حضرت سارہؓ

(۵) تفصیل کیلئے دیکھئے سورۂ یوسف

کامیابی انسان کے اندر میں رکھی ہے

اقتباس

جس طرح محنت کرتے ہیں تو مال آتا ہے، اسی طرح ہدایت بھی ہے، ہدایت محنت سے انسان میں آتی ہے، جو اس کا طالب بن کر اس کے لئے محنت کرے، پھر خدا سے مانگے کہ اے اللہ اعمال میں کامیابی نظر آئے اس کی ہدایت عطا فرمادے، اور پھر جب یہ دکھنے لگے تو پورا دائرہ عمل کا بن جاتا ہے، پھر تمہارے اندر میں اخلاق آئیں گے، اب جب اخلاق میں چلیں گے تو لوگ موٹر مکان بنانے کا ذوق رکھتے ہیں، پھر کل آپ حاجت مند کی حاجت پورا کرنے میں لگیں گے، پھر رخ بدلے گا تو ایسا حال ہوگا کہ ۱۵۰ گھر کا خرچہ چل رہا اور کسی کو پتہ نہیں کہ کون دے رہا ہے۔

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

میرے بھائیو اور دوستو!

اس دنیا میں ایک اعتبار سے ترقی بہت ہو رہی ہے اور ایک اعتبار سے انحطاط بہت ہو رہا ہے، نگاہیں اس رخ پر پڑ تو رہی ہیں جس رخ سے ترقی ہو رہی ہے اور اس رخ پر نہیں پڑ رہی جس رخ سے انحطاط ہو رہا ہے، جس رخ پر طرح طرح کی بربادیوں کے بعد عیش کے نقشے حاصل کرتا ہے، اس رخ سے آج دنیا ترقی کر رہی ہے، لیکن دنیا میں جو انحطاط ہو رہا ہے انسانی کمالات اور جوڑ کے اعتبار سے ہو رہا ہے، اسی وجہ سے کسی بھی جگہ کی زندگی خطرے سے مامون نہیں ہے۔

اس کی وجہ یہ ہے کہ دنیا کا دستور ہے جو جس چیز کو بناتا ہے اس کے لئے ایک لسٹ دیتا ہے اول تو یہ بتاتا ہے کہ ہم نے ایک موٹر کا کارخانہ بنایا ہے یا پستول یا راکٹ یا ایٹم بنایا ہے، پھر جو بھی چیز بنائی اس کے استعمال کا طریقہ بتاتے ہیں کہ اگر آپ اس کو اس طرح استعمال کریں گے تو یہ منافع نکلیں گے، جہاز یا موٹر بنائی اور اس کے استعمال کا طریقہ بتایا کہ اس طرح استعمال کرو اتنی دور پہنچ جاؤ گے۔

اب جو چیزیں حاصل کرنا ہو اسے تو حاصل کرلیں، اور کتاب حاصل نہ کریں، یا یہ کہ کتاب تو لے لیں پڑھیں نہیں، یا پڑھیں تو لیکن استعمال ویسے نہ کریں، اور کہیں کہ کیا ضرورت ہم تو اپنی طرز پر استعمال کریں گے، ہم میں خود ہوش ہے، اب موٹر موڑنا تھی بائیں کو اور دائیں کو موڑ دیا، آپ منزل مقصود پر پہنچنے کی بجائے آخرت میں پہنچ جائیں گے، یہ ضروری ہے کہ

ان کا کہا مانیں، اسی طرح جتنی چیزیں دنیا میں بن کر آرہی ہیں اس کو بنائے تو استعمال کرنے کا طریقہ بھی ساتھ آیا ہے، اور اسے برابر ماننا ہے، لیکن جب انسان کا نمبر آئے تو اس اصول کو بالائے طاق رکھ دیا جائے اس میں نہ سوچیں، نتیجہ ظاہر ہے کہ جس نے انسان کو بنایا ہے اسی نے اس کے طریقے بھی بتائے ہیں، ان طریقوں کا نام قرآن پاک ہے، اس میں چیزوں کے طریقے نہیں بلکہ چیزوں کے بنانے والے انسان کے استعمال کے طریقے ہیں، کہ کونسا طریقہ ہے جس میں تم کامیاب ہو، اور کون سے طریقے ہیں جن میں تم ناکام ہو جاؤ گے۔

حق تعالیٰ شانہ نے انسان کے استعمال کے طریقے بتائے اور یہ سمجھئے کہ اب اگر انسانیت کو سمجھانا چاہتے ہیں تو پہلے انسان کو سمجھئے، انسان اجزائے متضاد کے مجموعہ کا نام ہے، مثلاً آنکھ کا کام دیکھنا اور باقی کا کام نہ دیکھنا، زبان کا کام بولنا اور باقی کا کام نہ بولنا، پاؤں کا کام چلنا اور باقی کا کام نہ چلنا، ہاتھ کا کام پکڑنا اور باقی کا کام نہ پکڑنا، آنکھ کا کام آنسو بہانا تو باقی کا کام نہیں، اس طرح انسان کیا ہوا، اجزائے متضاد کا مجموعہ، اس کے اندر حق تعالیٰ شانہ نے ایک روح کی طاقت ڈال دی، اب اس کا ہر جزء سارے اجزاء کے کام آرہا ہے، دل کی حرکت سارے اجزاء کے کام آرہی ہے، پیروں کا چلنا سارے اجزاء کے کام آرہا ہے، اس طرح ہر جزء سارے اجزاء کے لئے نفع رسان بن گیا تو یہی نہیں ہر جزء اپنے استعمال سے ہٹ جائے گا بلکہ اپنے لئے بھی استعمال نہ ہو سکے گا، اگر روح نکل جائے۔

آگے چلئے انسانیت طبقات کے متضاد مجموعہ کا نام ہے، اللہ نے ہر انسان کو کسی نہ کسی صلاحیت کا مالک بنایا ہے، کچھ دل سے کچھ آنکھ سے، کچھ مزاج سے غرض کہ طبقات انسانیہ اس قدر دئے ہیں، بعض غریب، امیر حاکم محکوم، پردیسی مقامی، غرض کہ انسان میں وجوہ افتراق بہت سے ہیں، اب انسان کے طبقات کے جوڑ کا ایک طریقہ خود اللہ نے تجویز کر کے بتایا کہ باوجود حاکمیت، محکومیت، غریب و امیر، تم سب اس طرح استعمال ہو گے، بناؤ تو سب جڑ کر ایک بن جاؤ گے، اور تمہارے اندر جوڑ پیدا ہو تو تھوڑے سے تھوڑا سامان ہو تو بھی سکون، ورنہ زیادہ میں بھی بگاڑ آئے گا، جب مختلف زبانوں بیرونی مقامی، مرد و عورت، اولاد ماں باپ کا آپس میں جوڑ ہو گا تو تھوڑے سے مالوں سے بھی چین کرو گے، جوڑ ہو تو جھونپڑوں میں مسرت ورنہ کوٹھیوں میں خون خرابہ ہوں گے۔

کامیابی انسان کے اپنے اندر میں رکھی گئی ہے، اور برق و بھاپ، سونے چاندی میں دکھائی گئی، اب یہ جوڑ کیسے ہو، انسانی زندگی اور طبقات کا آپس میں جوڑ کیسے ہو، ایک دوسرے کے خیر خواہ اور ہمدرد کیسے بنیں، اب ایک اعتبار سے وجود ایک سے پستی اور ایک سے ترقی آرہی ہے، صوبوں کو ختم کرنے والے بمبار جہاز خرید رہے کہ ایک منٹ میں چیزیں ختم، اب انسان نے اس اعتبار سے ترقی کی، آج مل والوں کا غریب کا جوڑ نہیں، اگر اس پر لڑائی چھڑ جائے تو ایک ایک گھر میں ہر شہر میں ہر دفتر میں لڑائی ہو گی، یہاں تک کہ پارلیمنٹ میں لڑائی ہو گی، ان دونوں میں لڑائی ہو جائے تو ساری دنیا میں پھیل جائے۔

مال میں اقتدار میں کوٹھی میں زندگی میں کہیں جوڑ نہیں کیونکہ جسے جوڑ بنایا ہے وہ جانتا ہے، جوڑ توڑ ہو گا کیسے اس کے

لئے حق تعالیٰ شانہ نے ان کا جوڑ رکھا، ان کے استعمال کے طریقے میں اس کا جوڑ آپس میں رکھا، نفع دینے میں، اور توڑ رکھا نفع لینے میں، مال والا ہوں کہے کہ غریب سے فائدہ حاصل کرو، اور غریب مال والے سے فائدہ حاصل کرے، پردیسی مقامی سے فائدہ حاصل کرے، مقامی پردیسی سے تو یہ زندگی بگڑنے کا مسئلہ ہے، دلوں کے پھٹنے کا لاٹھی چلنے کا، غریبوں کا ذہن ان مالداروں کا مال کیسے دبائیں ان قوموں کی آزادی کو کیسے چھینیں، تو پھر آپس کا جوڑ ٹوٹتا ہے، اور جوڑ کس طرح رکھا ہے ایک دوسرے کو نفع دینے میں، اسلام اسی کا نام ہے، آج اسلام سمجھنا مشکل ہو گیا ہے کیوں کہ آج فضا لوگوں سے لینے کی ہے، قرآن کی آیتیں پڑھ پڑھ کر لوگ نفع لے رہے ہیں، آج قرآن کی آیت نفع لینے کو پڑھی جاتی ہے، غریب امیر والی پڑھے اور امیر غریب والی پڑھے، اسلامی زندگی کا فائدہ لینے میں نہیں دینے میں ہے، اسلام کے لئے طبقات کا جوڑ نفع رسانی میں رکھا ہے، مالدار جب غریبوں سے جڑ جائے اور غریبوں کے استعمال کا وہ طریقہ کہ مال والے جڑ جائیں جان کے اس سے مال والوں کو فائدہ پہنچائیں۔

اور جتنا مال ہو اس سے بھی مال والے کو فائدہ پہنچائیں، اس کی عیادت، تعزیت، پہنچانے قبر کھودنے، بیمار ہو تو اس کی خدمت کرے، بوجھ اٹھانے پر سارے کا سارا غریب کا دین ہے، امیر کی خدمت کرنا اور مال کے معاوضہ میں کچھ نہ لینا اور جب یہ پیسہ دیں تو انکار کر دے کہ میں نے یہ کام اللہ کے راضی کرنے کے لئے کیا ہے، میں نے آج رات آپ کے گھر کا پہرا اللہ کو راضی کرنے کے لئے دیا ہے، کیوں بھائی غریب ایسا کریں تو مال والے انھیں سر پر بٹھائیں، جان کے جتنے نفع تھے مال والوں کو پہنچائے، اور ان کے مال پر کوئی نگاہ نہ رکھی تو پھر مال والے غریب سے جڑ سینگے، اور مال والے کے استعمال کا طریقہ کونسا ہے جس طرح غریب اپنی جان اس پر لگا رہا ہے اسی طرح یہ بھی اپنی جان اس پر لگائیں ان کو کھانا کھلائیں دوا لا کر دیں غریب بیمار ہو تو رات جاگ کر ان کی حفاظت کرو، قبر کھودیں، جان کے مفاد میں جان اور مال کے مفاد میں مال دیں۔

اپنی سواری دیں یہاں تک کہ اپنے گھر کے شوربے میں شوربہ روٹی میں روٹی دیں اور جب غریب جوابی طور سے خدمت کرنا چاہیں تو صاف طور سے کہہ دیں کہ بھائی تم پر کوئی احسان نہیں اس کا بدلہ ہم اللہ سے لیں گے تو سارے غریب امیر سے جڑ جائیں گے، بغیر پیسہ خرچ کئے جوڑ ہو گا یا نہیں، ایک معاشرت ہے جس میں طریقہ استعمال ہو گا۔

اب مساوات ہو گی اس اعتبار سے جونسا طریقہ لیکر چلو تو سارے طبقات اس طرح جڑ جائیں گے، اب حاکم کا دین محکوم کے مفاد کو اپنی جان سے پورا کرنا، حاکم بھی اس کا بوجھ اٹھائیں اور حکومت کے عہدے اور وہ مفاد پہنچائیں پاسپورٹ، لائسنس وغیرہ جس طرح اپنے لئے مہیا کرتے ہیں انھیں بھی کر دے، اور جب یہ تحفہ دیں تو کہہ دے ہم نے یہ اللہ کے واسطے کیا ہے آپ سے کچھ نہیں چاہئے، اور مال دبانا اور چھیننا چھوڑ دیں، اور یہ سوچیں کہ جتنا ہم حاکموں کے پاس سے محکوموں پر لگائیں تو پھر ہر پانچ سال میں الیکشن لڑ کر لاکھوں روپیہ بہانا نہیں پڑے گا یہ جتنا روپیہ کرسی بچانے کیلئے لگایا جاتا ہے الیکشن میں، باقی دنوں میں غریب پر خرچ کریں تو غریب کیوں لڑیں وہ تو کہیں کہ ہمیں ایسا اچھا حاکم نہیں ملے گا، اگر حاکم میں یہ

آجائے تو مفاد اور نفع رسانی دوسروں کو پہنچانا ہے تو پھر سارے محکوم جڑیں گے، اور محکوم ایسے کہ حاکم کے لئے جان لگائیں گے، مال لگائیں گے، یہ جوڑ کے طریقے ہیں۔

اب لینے والے مزاج کا آدمی دینے والے مزاج کا کیسے بنے گا، انسان کا مزاج ہے کہ لینے کے واسطے تھوڑا دینے کو تیار ہے، اگر کوئی کہے کہ ہزار کے دینے پر دس ہزار دوں گا تو سب مل کر دیں گے، کیوں کہ یہ مزاج دینے کا نہیں نو ہزار لینے کا ہے، اس لئے اللہ نے یہ ترتیب رکھی مخلوق کو دو مجھ سے، اب انسانوں کو دینا آسان، سب کو خدا سے لینے کا یقین ہے کہ نماز پڑھ کر، تعلیم کر کے، ذکر کر کے اللہ کے دین کی دعوت دے کر اللہ سے لوں گا، بندوں کے دینے میں اللہ سے لینے کا یقین بن جائے تو پھر آسان ہے پھر مال والا غریب کو دینے اور غریب مالدار کو نفع پہنچانے پر آجاتا ہے، اگر اللہ سے لینے کا یقین بنے، اللہ نے اپنے سے لینا رکھا اور مخلوق کو دینا رکھا۔

اپنے سے لینے کا نام ہے عبادت اور مخلوق کو دینے کا نام ہے اخلاق، جس طرح مالدار غریب استعمال ہونے لگیں، جیسے دونوں کو بنا تو یہ دونوں کے اخلاق ہیں، اخلاق کیا ہے اپنے پاس جو کچھ ہے جان، مال مفاد یہ سب کچھ دوسروں پر استعمال ہونے لگے، اور اگر دوسروں سے کھینچ چرائے تو پھر اخلاق کا دروازہ عبادت کے بغیر نہیں کھلتا، عبادت کیا ہوگی۔

ان عبادتوں کے کرنے سے اندر سے بنے گا یقین، جن اعمال سے بنے گا یقین تو پھر عبادت پر آئے گا، اور جب عبادت کے عملوں پر یقین ہے تو اخلاق کے عملوں کا یقین بنتا ہے، پھر جونسی چاہے لائن پر چلے، یہاں سیاست سے سب کچھ ہو مشوریں کریں اور پھنسوا دیں، اقتدار سے ملک مال بنا، سیاست میں سب ہوتا ہے، ہم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے عملوں پر چھری پھیر رہے ہیں، اقتدار کی بنیاد پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نواسے کو شہید ہونا پڑا اور آپ اپنے اخلاق پر ایک کرسی کے لئے چھری پھیر رہے ہیں، یہ وہی تصور ہے جو یزید نے کیا بلکہ اس سے بھی زیادہ سخت ہے، یہ سارے اپنے اخلاق کا دیوالیہ نکال رہے ہیں، اور جنازہ نکال رہے ہیں، جس طرح یزید نے نکالا۔(۱)

زمیندار کا لڑکا کالج پڑھنے چلا گیا تو اس نے زمینداری چھوڑ دیا، کالج والے پڑھا کر اس سے اونچا بناتے ہیں، بے ہنر ہے باغات بوتے کھیتیاں کرتے اس کو پڑھا کر اوپر سوسائیٹی پر لانا چاہتے ہیں، کالج کا زمانہ تیاری کا کہ اونچی زندگی بنے گی، کب جب کہ ہم نے کالج کے موضوع پر محنت کر لی اور کالج والوں سے اس کو سمجھ لیا۔

ایک ذہن ہوتا ہے کہ مجھے یہاں ڈپٹی وکیل کا امتحان دینا ہے، پھر میں جا کر ایک کوٹھی لے کر بیٹھوں گا تو جس طرح آپ اپنا ماحول چھوڑ کر اپنی زندگی کو بنانے کے لئے سیکھنے نکلتے ہیں اسی طرح ہم بھی نکال کر سکھاتے ہیں، کچھ دن کے بعد یہ سکھاتے ہیں کہ تن نہ ڈالو اپنا کام کر لو اور یہ چیزیں جوڑو اور اپنی زندگی بنالو، اور ہم کہتے ہیں کہ خدمتیں کرو، اور سر پر بیٹھو، اور تو یہ کہ خادم بن کر سر پر بیٹھو اور ایک ہے ڈنڈا لے کر سر پر بیٹھنا، ایک ہے محبوب بن کر بیٹھنا اور ایک ہے مبغوض بن کر بیٹھنا، اور یہ نہیں کہتے کہ مجھے دو بلکہ لیتے ہوئے بھی، دیتے ہوئے بھی سبھی ماتحتوں پر پیسہ لگاتے ہوئے اور مالداروں کو نفع پہنچاتے ہوئے، کام میں لگنے کی تلقین کی جاتی ہے۔

اس طرح چل سکتے ہو تو پھر تم سب کے محبوب بنو گے، اور اگر تم نفع لینے والے ہو تو تم تفرقہ میں اضافہ کرو گے، اور اگر نفع دینے والے ہو تو جوڑ میں اضافہ کرو گے، اب چاہے ملازمت کی لائن میں چلیں چاہے مزدوری کی لائن میں، ساری لائنوں میں انسان کو کامیاب اور محبوبانہ زندگی گذارنا آجائے یہ جب ہے جبکہ اسے خدا سے لینا آجائے، نماز ایک کائنات سے انکشاف کا راستہ ہے، اللہ کی قدرت کیا ہے، راکٹ، ایٹم بم چیزیں کیوں بنائی کہیں سے یہ بھی تو اللہ کی قدرت ہے، اللہ کی قدرت سے فائدہ حاصل کرنے سے روکتے نہیں بھائی ساری قدرت نہیں قدرت اور ہے مخلوق اور ہے۔

یہ سب قدرت کی دلیل ہے، قدرت خدا کی صفت ہے، اس میں تغیر وتبدل نہیں، زمین اور ہے آسمان اور ہے، قدرت اور ہے، ایسے ہی قدرت لامحدود ہے، جس طرح قدرت سے ان سب کو بنایا، ایک دن قدرت سے ان سب کو ختم کردیں گے، وہ قدرت سے بناتے بھی ہیں اور بگاڑتے بھی ہیں، اور ساری مخلوقات، زمین آسمان، دنیا وآخرت، مغرب تا شمال، جنت تا دوزخ، سب قدرت کی دین ہے، انبیاء بتلاتے ہیں کہ قدرت سے فائدہ حاصل کرنے کا کیا طریقہ ہے، وہ یہ کہ عاجز کو عاجز، قادر کو قادر اور ضعیف کو ضعیف، اور قوی کو قوی سمجھو اور اس سے فائدہ کے لئے محنت ان طریقوں پر کرو تو پھر تعلق جڑ جاتا ہے، پھر قدرت میں تغیر وتبدل ہوگا۔

اگر تمہیں خدا کی قدرت سے فائدہ حاصل کرنا آجائے تو وہ پھر تمہیں کوٹھیوں اور چیزوں سے زیادہ کامیاب کریں گے، اور ان کے بغیر بھی کامیاب کرکے بتائیں گے، قدرت ہی سے نقشے بنتے ہیں اور قدرت ہی سے نقشے ٹوٹتے ہیں، اگر آپ کا تعلق خدا سے براہ راست ہوگا تو وہ نقشہ بننے میں بھی کامیاب کریگا اور نقشہ ٹوٹے میں بھی کامیاب کریگا، اب اس کے لئے پہلا قدم عبادت ہے، اور دوسرا اخلاق ہے، پہلے ان دو کو صحیح کیجئے، ہم لائنوں سے نہیں روکتے کالجوں میں چیزوں کے اعتبار سے سکھایا جاتا ہے، اور یہاں چیزوں کے خالق اور قادر سے لینے کا طریقہ سکھایا جاتا ہے۔

یہ مسجد ایک موضوع ہے اور کالج ایک موضوع، کالج چیزوں سے لینے کا اور مسجد خدا سے لینے کا کہ خدا کی قدرت سے اسفادہ کی بنیاد پر قدرت کے استعمال کا طریقہ آجائے، اللہ یوں کریں اللہ یوں کریں، یہ صرف زبانی نہیں بلکہ اللہ سے کروا کر دکھاؤ، اس کے لئے پہلا قدم عبادت اور دوسرا اخلاق ہے کہ کسی بھی لائن میں چلنے سے نہ عبادت میں فرق آئے نہ اخلاق میں، مخلوق میں لگ کر اخلاق سے دینا ہے اور مخلوق سے ہٹ کر عبادت میں لگے تو خدا سے لینا ہے، بہرحال خدا سے لینے کے دو طریقے ہیں ایک مخلوق سے ہٹ کر جس کا نام عبادت ہے اور ایک مخلوق میں لگ کر جس کا نام اخلاق ہے ایک وقت شکلوں میں سے نکل کر عبادت کروں گا اور اللہ سے مانگوں گا۔

ایک وقت شکلوں میں لگ کر اخلاق سے لوگوں کو دوں گا، اور اس پر اللہ سے مانگوں گا، یہ دونوں لائنیں رمضانوں میں محنت کرنے سے چلیں گی، ہر گوشہ میں اخلاق آجائیں یہ کب ہوگا، جب کہ ہمیں کامیابی اعمال میں دکھائی دینے لگے گی، اخلاق کوٹھی بنگلہ، چیزوں کا نام نہیں، اور یہ کب ہوگا جب چیزوں کے مقابلہ میں اعمال پر زندگی آجائے، ہر گوشہ میں جتنے عمل ہیں اس کو سیکھو یہ محنت سے آتا ہے۔

جس طرح محنت کرتے ہیں تو مال آتا ہے، اسی طرح ہدایت بھی ہے، ہدایت محنت سے انسان میں آتی ہے، جو اس کا طالب بن کر اس کے لئے محنت کرے، پھر خدا سے مانگے کہ اے اللہ اعمال میں کامیابی نظر آئے اس کی ہدایت عطا فرما دے، اور پھر جب یہ دکھنے لگے تو پورا دائرہ عمل کا بن جاتا ہے، پھر تمہارے اندر میں اخلاق آئیں گے، اب جب اخلاق میں چلیں گے تو لوگ موٹر مکان بنانے کا ذوق رکھتے ہیں، پھر کل آپ حاجت مند کی حاجت پورا کرنے میں لگیں گے، پھر رخ بدلے گا تو ایسا حال ہوگا کہ ۱۵۰ گھر کا خرچہ چل رہا اور کسی کو پتہ نہیں کہ کون دے رہا ہے۔

ایک ایک ہفتہ اور پندرہ پندرہ دن کا خرچ کواڑ کھولتے ہی گھر میں گرتا ہے، اور جب انتقال ہوا زین العابدین کا، اور جب نہلایا تو مونڈھوں پر بورے ڈھونے کا نشان پڑا ہوا تھا اور جب ۱۵۰ گھروں میں فاقہ آیا تو پتہ چلا یہ کیا کرتے تھے (۲)، آنکھ کی بینائی بھی جاتی رہی انسان کی محبت انسان کی بجائے ملک مال سے ہوگئی، آج محبت کے مزے جاتے رہے، آج ملک مال کی ہوس نے ہمارے مزاج کو بدل دیا۔

بہر حال اللہ جل شانہ نے دلوں کو اپنے ہاتھ میں رکھا ہے، اور ہدایت بھی ایک ہاتھ میں ہے، لیکن چونکہ دنیا دار الاسباب ہے سبب کے طور پر شادی بھی کرنی پڑتی ہے، اسی طرح اعمال اور اخلاق کے لئے بھی یہ دنیا دار الاسباب ہے، سارے انسان اور ساری مخلوق کے دل اللہ کے ہاتھ میں ہے، ضلالت وہدایت، نور وظلمت، یہ محنت سے ملیں گی، اس کے لئے محنت کے میدان قائم کرو، اور نماز پر محنت کرو، اب محنت کرنے سے دعا قبول ہوگی اور دعا کے اعتبار سے خدا دل پلٹیں گے۔

مثلاً ایک گھر پر محنت کے لئے شہر پر محنت تو شہر کے لئے جتنا دائرہ آپ کی محنت کا ہوگا اسی کے بقدر اللہ آپ کی دعا قبول فرمائیں گے، اب جتنے میں آپ گشت کرتے ہیں عبادت واخلاق کے فائدہ بتاتے ہیں اسی کے اعتبار سے خدا دعا قبول کرتے ہیں، خدا تمہیں توفیق دیدیں تو ساری دنیا کو محنت کا میدان بناؤ، تو پھر تمہاری دعاؤں پر ساری دنیا ہدایت کی طرف پلٹے گی، اور محنت یہ ہے کہ تعلیم کا ذہن بنانا، گشت کرنا، تسبیح پڑھنا، دعوت دینا، یہی وہ محنت ہے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے انبیاء نے کی کہ خدا کی نعمت، اس کی بڑائی، اس کی عظمت لوگوں کو بتاتے تھے اور محنت کمال پر پہنچ جاتی تھی۔

اب حضور صلی اللہ علیہ وسلم آئے آپ کی محنت سارے عالم کی تھی، اور جو آپ کی زندگی پر ترتیب بٹھالے وہ آپ کا عمل قرار دیا گیا، انسانی محنت کا ایک میدان قائم کریں گے ترتیب قائم کریں گے، مکہ شہر میں ماحول میں کبھی خود جائیں اور کبھی دوسروں کو بھیج کر محنت کروائیں تو ایک طرف ہمارے دل میں روشنی آئے گی، پھر دعا کی اے خدا جب تک تو دل نہیں پھیرے گا ہم اندر سے آنکھ نہیں کھول سکتے، اب ایک طرف محنت اور ایک طرف دعا، اور جب یہ دعا قبول ہوگئی تو سب طرف ہدایت پھیلے گی، بس اب محنت کے میدان قائم کرو اور جواب کر رہے ہو وہ بھی کرتے رہو، اب آگے چل کر تین قسمیں ہوں گی۔

ایک قسم تو بہت گھٹیا اللہ ہم سب کو اس سے بچائے، کہ بالکل کائنات کے کیڑے بن گئے، دوسری بالکل ان کے مقابل یہ کہ جب باہر چلے گئے ایمانیات، اذکار، اخلاق اور ریاضت مجاہدہ کیا اور لوٹ کر آئے تو یہی کیا اور تیسری سب سے اعلیٰ قسم یہ ہے کہ پوری دنیا کو لات مار کر صرف اسی پر محنت کرے، تیسری لائن ایک ان دونوں کے بیچ کی ہے، ہم اس کی پکار

پکار رہے ہیں کہ ان میں جا کر محنت کرو اور وہاں سے یقین لو پھر اس یقین پر اپنے نقشے چلاؤ، اس کا تجربہ کرلو کہ زندگی کے صحیح یقین اور طریقوں کے لئے کچھ اور کمائی کے لئے کچھ تمہاری پڑھائی کا وقت کتنا ہے اس کی ترتیب قائم کرلو۔

حاجت کی حدود ہے کمائی کی خواہش کی حد نہیں، اب تمہاری زندگی حاجت ہو، انسان وہی ہے جو اپنی حاجت کے بجائے دوسرے کی پوری کردے، اور اس سے اعلیٰ درجہ یہ ہے کہ اپنی حاجت پر دوسرے کی حاجت کو مقدم رکھنا، اس زمانے میں سب نے خواہشات کو حاجات بنا رکھا ہے، اب اپنا تجربہ کرو، روزانہ کی زندگی میں کتنا وقت خواہشات کا ہے اتنا وقت حاجت پر لگاؤ، ابھی تو ہمارا مطالبہ صرف اتنا ہے جتنی خواہش ہے، اس میں کمی کرو اس سے بڑے بڑے مشائخ پیدا ہوں گے، دنیا کے امام بنو گے، اپنا فریضہ وظیفہ سمجھ کر لوگوں کی عبادت، معاشرت ٹھیک کرنے کے لئے جان لے کر اٹھنا۔

---

(۱) تاریخ دمشق صفحہ ۱۲۱ جلد ۱۴، ترجمہ حسین بن علیؓ

(۲) الطبقات الکبریٰ صفحہ ۲۲۲ جلد ۵، حلیۃ الاولیاء صفحہ ۴۵۲ جلد ۱، المنتظم صفحہ ۳۲۴ جلد ۲

محنت تخریبی حالات کے لئے نہیں تعمیری حالات کے لئے ضروری ہے

اقتباس

نماز مالیات سے نہیں نماز تمہارے جسم سے روح سے دل و دماغ سے ہے، لہٰذا نماز تمہاری ذات کے اندر کی کامیابی کی بنیاد ہے، اس حکم کو سنو تا کہ اللہ کی بڑائی تمہارے دل میں بیٹھے، خدا کیسے بنائے گا کس طرح اٹھائے گا سارے جنت و دوزخ کے تذکرے سنو، ایمان سننے سے بنے گا، دھیان سے بنے گا، اب سننا کہنا، اور سوچنا تو یہ ہو کہ دنیا سے ہوتا ہے تو پھر تیرے دل میں اللہ کی بڑائی کیسے بیٹھے، جنت دیکھی نہیں اور سنا بھی نہیں معجزات دیکھے نہیں اور سنا بھی نہیں، حساب کتاب اچھے برے عملوں پر دیکھا نہیں سنا بھی نہیں، بچپن سے اب تک امریکہ روس کو سنتا رہا اسی کا یقین بن گیا، اس لائن کو سنا نہیں یقین بنا نہیں۔

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

میرے بھائیو اور دوستو!

اللہ رب العزت نے دو قسم کی مشینیں بنائی ہیں، ایک بہت چھوٹی ایک بہت بڑی، جو نسی دیکھنے میں بہت چھوٹی ہے وہ حیثیت میں بہت بڑی ہے، اور جو نسی دیکھنے میں بڑی ہے وہ حقیقت میں بہت چھوٹی ہے، بڑی مشین کونسی آسمان و زمین کے درمیان کی، اس میں لوہا بن رہا ہے لوہے سے شکلیں، جانور غرض ساری شکلیں کائنات کی مشین سے بن رہی ہیں، انسان جو دیکھنے میں چھوٹا ہے لیکن حقیقت میں کائنات سے اونچا ہے، اس لئے کہ کائنات سے شکلیں اور انسانی شکل سے عمل اور عمل شکلوں کو استعمال کرتے ہیں، کائنات کی مشین سے جو کچھ بنا انسان اپنے عمل سے اسے استعمال کرے گا۔

باغات فرنیچر جو چیزیں بنیں گی انسان کی مشین اسے استعمال کرے گی، اس لئے حقیقت کے اعتبار سے انسان کی مشین بڑی ہے، کیوں کہ کائنات کے راستے سے جو بنے گا وہ استعمال ہوگا، اور انسان کے راستے سے جو کچھ بنے گا وہ استعمال کریں گے، اس کے ہاتھ اور پیر کا استعمال کریں گے، کیونکہ انسان کو خدا نے بنایا، اور خدا استعمال کرنے والا ہے، کائنات سے خدا نے بنایا اس لئے کائنات استعمال ہونے والی ہے، استعمال کرنے والا قیمتی ہوتا ہے، استعمال ہونے والا قیمتی نہیں ہوتا۔

حالات عالم کا تعلق اس سے نہیں کہ کائنات سے کیا ہو رہا ہے بلکہ اس سے ہے کہ انسان کیا کرتا ہے، اس کے عمل میں

محبت ہے یا عداوت، جوڑ ہے یا توڑ، سچ ہے یا جھوٹ، کیسے عمل ہیں، مال حالات کا تعلق اس سے نہیں کہ کائنات سے کیا ہو رہا ہے، یہاں کے جہازوں، ریلوں، کارخانوں سے حالات عالم کا تعلق نہیں، بلکہ انسان کے اعمال سے ہے، اللہ اس وقت تک قوم کے حالات نہیں بدلتے جب تک وہ خود نہ بدلے۔(۱)

اب ملک کے وزیر سے لے کر ایک حقیر بچہ تک سب کائنات سے متعلق ہیں، ان کے اعمال پر قحط سالی آئے، زلزلہ آئیں، یا ان کے اعمال سے سکون سرسبزی آئے، اس کا تعلق تمام ملک کے بسنے والے انسانوں کے اعمال کے ساتھ وابستہ ہے، جس طرح کائنات کی مشین پر محنت کرنے سے طرح طرح کی چیزیں بنتی ہیں اس طرح انسان پر محنت کرنے سے طرح طرح کے عمل بنتے ہیں، ایک عمل بغیر محنت کے بھی آتا ہے، جس طرح زمین سے بھی مال بغیر محنت، اور محنت دونوں سے نکل رہے ہیں، اس طرح انسان کے اندر سے اعمال دونوں قسم کے نکل رہے ہیں۔

جس طرح تخریبی حال یعنی زلزلہ، سیلاب، آندھی، انسان کی محنت کے بغیر آتے ہیں، ہلاکت لانے اور تخریبی حالات کے لئے محنت کی ضرورت نہیں بلکہ یہ اپنے آپ نکلتے ہیں، لیکن اگر آپ تعمیری حالات لانا چاہیں تو اس کے لئے محنت کرنا پڑتی غلہ پھل وغیرہ تو اس کے حاصل کرنے کی محنت کرنا پڑے گی، سونے پر محنت کرنے سے آپ کو سواری کپڑا سب کچھ ملے گا اور اس سے آپ کی زندگی پھیلے گی لیکن چیزیں جو نہ کھانے کی نہ کام کی آپ اپنے گھر میں بیٹھ جائیے، اپنے آپ گھر میں پیدا ہوگا، لیکن جس سامان سے آپ کی تعمیر پرورش مسائل زندگی حل ہوں تو اس کے لئے مخصوص طریقوں پر محنت کرنی ہوگی۔

بالکل اسی طرح تخریبی عمل ہیں آپ انسان پر محنت کرنا چھوڑ دو تو اس کے اندر سے ایسے اعمال نکلیں گے جن سے انسانی زندگی بگڑے انسانی خون ہو، ظلم، جھوٹ، بے ایمانی، چوری، گلا کاٹنا، ایک دوسرے کا گلا دبانا، یہ سب اس انسان کے اندر تیار ہوگا بغیر محنت کے، اس کے لئے کسی قسم کی تربیت کی ضرورت نہیں، زندگی اجڑنے کے لئے محنت کرنا نہیں پڑتا بس محنت چھوڑ دو اپنے آپ اجڑے گی، یہ جتنی پولس ہے اسے واپس کر دو یہ چوراہے کی پولس ہٹا دو کیوں کہ آزادی کا دور ہے جتنا کا راج ہے خوب چلاؤ گاڑی کو، خوب سر پھوٹیں گے اور خوب جانیں ختم ہوں گی یہ جتنا کا اسٹیشن کا عملہ اسے ہٹا دو، سگنل وغیرہ سب انتظام ختم کر دو، ریلیں دوڑاؤ ایک ایک دن میں لاکھوں زندگیاں بگڑیں گی، لاکھوں مریں گے، اگر پابندی ہٹا دی جائے تو زندگی بگڑنے کے لئے کچھ محنت نہیں کرنی پڑتی، لیکن اگر ہم چاہیں کہ ان میں سے کچھ ایسے اعمال تیار ہوں جس سے زندگی بنتی ہے جس سے غرباء پروری، خدمت خلق، سخاوت ایسے اعمال جن سے زندگی بنتی ہے تو ہمیں اس کے لئے انسان پر محنت کرنی پڑے گی۔

خدا نے اسے پانی دینے کے لئے بنایا ہے اور کائنات کی مشین ختم کرنے لئے بنائی ہے، انسان کے نتائج باقی رہنے والے ہیں، اور کائنات کے نتائج ختم ہو جائیں گے، باغ کے مکان کے ریلوں کے نتائج ختم ہو جائیں گے، کائنات کی مشین ختم اور اس کے نتائج ختم، اور انسان کے اعمال کے نتائج باقی رہیں گے، اچھے اعمال میں تو کامیابی اور خراب اعمال میں تو ہمیشہ کی ناکامی، عزت کو بقاء ہوگی اگر اچھے اعمال ہونگے، ذلت کو بقاء ہوگی اگر عمل خراب ہونگے، نقصان ہوگا تو دائمی، نفع

ہوگا تو دائمی، باقی اس کے اندر نفع جو رکھا ہے اس کے لئے انسانیت پر محنت کرنا پڑیگی، کہ محنت کر کے وہ اعمال پیدا کرو جس سے تمہاری اور سارے انسانوں کی زندگی بنے۔

انسان ایک مشین ہے، اور وہ محنت کو چاہتی ہے، اس کے اندر سے جو دولت نکلتی ہے اس کے مقابلہ میں پوری کائنات کی دولت ایک مچھر کے پر کے برابر نہیں ہے، تخریبی وتعمیری حالات کا بناؤ و بگاڑ عملوں پر ہوگا کائنات سے نہیں، انبیاء جتنے تشریف لائے وہ انسانوں کو کائناتی مشین سے انسانی مشین کی طرف موڑنے کے لئے آئے، تاکہ یہ چیزیں انسان کی تعمیر میں خرچ ہوں، جتنا غلہ اور کپڑا پیدا ہو انسان میں وہ عمل تیار کرو کہ بھوکے اور ننگوں کے کام آئے، سامان جتنا بھی تیار ہوگا اس سے زندگی نہیں بنے گی، اگر سامان بہت بن بھی گیا اور بھوکوں کو کھلانے کا عمل نہ بنا تو سامان کے ہوتے ہوئے لوگ بھو کے مریں گے اور اگر بھوکوں کو کھلانے کے عمل ہوں تھوڑے میں سب کو روٹی ملے گی، محل نہ بنا کر جھونپڑے بنائے لیکن وہ عمل بنائے کہ گرتے ہوئے کو پکڑ لیں، کوئی ستائے تو اس کا ہاتھ پکڑ لے، اس سے زندگی بنے گی، بہر حال انسانی زندگی اعمال سے بنتی ہے، انسانی زندگی کائنات سی ءنہیں بنتی۔

آج خارجی بنیادوں پر محنت کا رواج ہے، اور داخلی بنیاد پر محنت کا رواج نہیں، وہ کونسا یقین ہے جس پر میں کامیاب، ورنہ ناکام، یہ انسان کا داخلی بناؤ ہے یقین واخلاص یہ داخلی بنیادیں ہیں، مکان، باغات، جہاز، ریل، یہ خارجی بنیادیں ہیں، انسان کے اندر کا یقین داخلی بنیاد ہے بننے بگڑنے کا، اور آج اسے کامیابی کی بنیاد نہیں سمجھ رہا، اگر وہ یقین پیدا نہ ہوا تو ناکام، بیماری اصل یہ ہے کہ انسان نے اپنی داخلی بنیاد کو چھوڑ دیا اور اپنی خارجی بنیاد پر محنت کی، یہاں تک کہ ایک شہر اپنے شہر والوں کی زندگی نہیں بناتا۔

آپس میں لڑ رہے ہیں، باہر سے جڑ رہے ہیں، دو بھائی ہیں آپس میں مقدمہ دوسرے سے لڑ رہے ہیں یہاں تک کہ ہماری حکومت اپنی پبلک کو ٹیکس کی بھرمار کر کے دشمن اور باہر والوں کو دوست بنا رہی ہے، حکومت وسرمایہ داروں کی یہی بیماری ہے کہ اپنے والوں سے مڑتے ہیں اور باہر والوں سے جڑ کر کام کرنا چاہتے ہیں، امریکہ روس ہندوستان سارے مما لک چاہے مسلم ہو یا غیر مسلم اندر میں کامیابی کی بنیادیں ہیں اور باہر دیکھ رہے ہیں سب پر خدا کی مار ہے، کہ خدا نے ایسی مار ڈالا ہے، اپنے ملازم کو اچھا رکھو تو زندگی بنے، اسے تو چوس رہے ہیں اور باہر والوں سے جوڑ بٹھا کر کامیاب ہونا چاہ رہے ہیں، اصل میں ہم اپنے اندر کی بنیاد کو نہیں سمجھتے، خارجی بنیادیں ڈھونڈتے ہیں، امریکہ سے توڑو، روس سے جوڑو، یہ نہیں کہ اپنے ملک میں پورا جوڑ بیٹھ جائے اس بات کی طرف رخ نہیں، اپنے ملک میں خوب لڑتے ہیں کوئی نقصان نہیں یہ عام بیماری ہے، اس واسطے کہ داخلی بنیاد کو چھوڑ دیا۔

اب مشرق سے لے کر مغرب تک پھر رہے ہیں نتیجہ ظاہر ہے قوی ضعیف کو اپنی خواہشات کا آلہ بنائے گا، اس واسطے چھوٹے سارے کے سارے اپنے پیروں پر کوئی نہیں، سب دوسروں کے رحم وکرم پر ہیں، پہلے زمانے میں ایک تو چیزیں نہیں، اپنے ملک میں اونٹ بکریاں تھیں اب موٹر ریلیں تیار ہوگئی، ترقی ہوئی اب کارخانہ اپنے مال سے چلاؤ تو بھی سامان

باہر سے آئے، اب سامان بناؤ تو کوئی نہ کوئی ایک ایسی چیز باہر والے نہ دیں تو سارا بے کار، پہلے زمانے میں گھوڑے تھے، اونٹ گائے تھے، اوپر وہ چل رہے ہیں اور ان کے پیٹ میں بچہ بھی چل رہا ہے، ان ہی سواریوں سے اقتصادیات بھی چل رہی ہیں اور دوسرا اگر کوئی تباہ کرنے آئے بھی تو سال بھر لگے، اب ریلیں موٹریں اور ہوائی جہاز ڈرائیور کی تنخواہ انجن خراب کل وہ خراب، اور کچھ عرصہ کے بعد ان سے پوچھو حضور اب کتنی موٹریں ہو گئیں تو کہے گا کہ جتنی کی لی تھی اور اتنا خرچہ اوپر آ گیا، یہ میں نے ایک مثال بتلائی کہ انسان نے داخلی محنت کو چھوڑ کر خارجی محنت کو اپنایا اور اللہ رب العزت نے بتایا کہ دیکھو خارجی محنت والے کس طرح ناکام ہوئے۔

قوم نوح علیہ السلام کثرت میں، قوم سبا کھیتی میں، قوم شعیب تجارت میں اور داخلی بنیاد حضرت نوح علیہ السلام صرف ۸۰ آدمیوں کے ساتھ کامیاب، حضرت ابراہیم علیہ السلام تنہا حکومت نمرود کے مقابلہ میں کامیاب، انبیاء داخلی بنیادوں کو لے کر آئے (۲) وہ مال کے نقشے میں نہیں فقیری کے نقشے میں آئے وہ قوت کے نقشے میں نہیں کمزوری کے نقشے میں آئے اور آنے کے بعد نقشے والوں سے کہا نقشہ خارجی بنیاد ہے داخلی نہیں اور بے نقشہ والوں سے کہا گھبراؤ مت اس لئے کہ یقین دل میں ہو تو کامیاب داخلی یقین علم بدلو، نیت بدلو، دھیان بدلو، لو قلب کا تاثر اور اپنے استعمال کا طریقہ بدلو، یہ داخلی بنیادیں ہیں۔

آنکھ ٹھیک کر لو تو پھر حکومت والوں، مالوالوں کی خوشامد کی ضرورت نہیں، نوح علیہ السلام نے اکثریت سے کہا یہ سب تمہارے خارجی نقشے ہیں، اپنی داخلی بنیادوں کو بدلو ورنہ ایک سیلاب یا یک زلزلہ یا ایک آندھی، سارے خارجی نقشوں کو ختم کر دے گا، پھر یہ سارے نقشے تمہاری قبر بن جائیں گے، بس یہی نبیوں کی آواز ہے ساڑھے نو سو برس آواز لگائی، سب مذاق اڑاتے رہے، اور اتنی محنت کے بعد کل ۸۰ تیار ہوئے، اور پھر جب ان ۸۰ کی داخلی بنیادیں مضبوط ہو گئیں تو پھر اللہ نے کہا، اے نوح چھوڑ دو اب ان کو سمجھانے کی ضرورت نہیں تم کشتی بناؤ۔

اب قوم نے کہا دیکھو نوح جنگل میں کیا کر رہا ہے، خشکی میں کشتی بنا رہا، نوح علیہ السلام نے کہا خارجی نقشے کے ٹوٹنے کا وقت آ گیا ہے، صرف داخلی بنیاد والے بچیں گے، قوم نے خوب مذاق اڑایا کہ اچھا صرف تم اور تمہاری کشتی والے بچیں گے ہم بھی کشتی بنائیں گے، کشتی تو بنا رہے ہیں لیکن وہ یقین نہیں بنایا جس کی بنیاد پر سیلاب آ رہا ہے، بہر حال ایک پانی کی رو آئی اور ایک کشتی باقی رہی اور ساری کشتیاں ڈوب گئیں کون ڈوبے جن کی کامیابی کی بنیادیں خارجی تھیں اور بچے وہ جن کے پاس صرف داخلی بنیادیں تھیں (۳)

سارے انبیاء کے واقعات تفصیل سے بھرے پڑے ہیں فرعون نے خارجی بنیادیں بنائی تھیں، داخلی بنیادیں بگڑیں زندگی کا طریقہ غلط ہوا، ملک کا نقشہ بڑا بھاری یہاں تک کہ کہنے لگا میں ہوں تمہارا سب سے بڑا رب، اور کہا کہ سمندر پر میرا قبضہ ہے، فوجی تنظیم وغیرہ باہری نقشہ سب کچھ تھا (۴)، موسیٰ علیہ السلام آئے ان کے ساتھیوں کے ساتھ کوئی نقشہ نہیں بس اندر کی بنیاد پختہ تھی، پھر خدا نے بتلایا کہ جن کی داخلی بنیادیں نہیں تھیں ان کا چھن رہا تھا، سڑک ایک ہی ہے داخلی بنیاد والے بچ رہے، اور خارجی بنیاد والے ڈوب رہے، اپنی زندگی اور خدا توفیق دے تو دنیا بھر کے انسانوں کی زند

گی کو داخلی بنیادوں پر لے آنے کی محنت کرو۔

انسان کا علم حقیقت کے اعتبار سے جہل ہے، اور جہل کی دو قسمیں ہوتی ہیں، ایک جہالت نہ جاننے کو کہتے ہیں اور غلط جاننے کو بھی جہالت کہتے ہیں، اگر آپ نے گدھے کو گدھا نہ جانا تو یہ بھی جہالت ہے، اور اس کو وزیر اعظم جانا تو جہالت، خالی جاننا علم نہیں بلکہ واقعہ کے مطابق نہ جاننے کو جہالت کہتے ہیں، اب انسان کا علم وہ جہالت ہے جو علم کے پردہ میں جہالت ہے، جہالت کیا؟ کہ ایک چیز اللہ سے ہو رہی ہے اور اس کو اپنی محنت سے سمجھے تو یہ جاننا جہالت ہے، حفاظت اللہ سے ہو اور اپنے قلعہ سے جانا تو یہ جہالت ہے، انسان کے علم کو اسی لئے اللہ نے جہالت قرار دیا۔

پہلا سبق کیا الا اعلم اور اس کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم تک اللہ اعلم کہ اللہ جانے میں نہیں جانتا، یہاں انسان سے پہلے اقرار کرایا کہ میں نہیں جانتا تو پھر قرآن کا دروازہ کھلتا ہے اور اگر تو جانتا ہے تو پھر قرآن کو بند کر، اب جا کر محنت کر ورنہ پہلے یہ کہہ کہ میں نہیں جانتا، اس سونے سے کارخانہ سے زندگی بنے گی یا بگڑے گی اللہ ہی جانیں، پہلے اپنے علم کو جہل قرار دے کہہ کہ زندگی کی کامیابی کے طریقے میں نہیں جانتا آگے چلئے قرآن بتا رہا ہے کہ آپ دیکھ کر جو جانتے ہیں یہ غلط ہے آپ دیکھ کر غیر خدا کو جانو گے کیوں کہ آپ خدا کو نہیں دیکھ رہے ہیں، آپ سورج سے روشنی دیکھیں گے خدا نظر نہیں آئیں گے، اب سورج کو اصل سمجھو تو غلط ہے، کرتے خدا ہیں غیر خدا سے نظر آتا ہے۔

مکہ کا شہر حج کا دن احرام باندھے ہوئے ہیں صحابہ سے پوچھتے ہیں آج کونسا دن ہے، کیا وہ نہیں جانتے ہیں کہ حج کا دن ہے، لیکن صحابہؓ نے جواب دیا، اللہ اعلم کیوں اس واسطے کہ یہ مزاج تھا اللہ جانتے ہیں ہم نہیں جانتے پھر جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم پوچھیں تو واقعی آج کے لئے کوئی خاص علم آیا، کونسے شہر میں ہو تو صحابہؓ نے بیک وقت جواب دیا اللہ اعلم، کیا وہ نہیں جانتے تھے کہ مکہ میں ہیں بس صحابہؓ ایک صفت کمال پیدا کیا تھا خدا کے اور انسان کے درمیان علم انسان کا پردہ پڑا ہوا ہے اس لئے جب یہ اپنے علم پر محنت اٹھائے گا تو زیادہ سے زیادہ مرنے تک اس کی محنت چلے گی۔

اگر آپ دنیا میں اور آخرت میں کامیاب ہونا چاہیں تو سب کچھ اللہ سے جان جائیں زمین و آسمان کو اللہ سے جانیں کیونکہ وہ مالک یہ مملوک، وہ فاعل یہ مفعول، زمین سے مال کیا ہوگا جو اللہ ان سے کریں گے، اللہ دوا لینے سے بیماری بڑھائیں گے تو بیماری بڑھے گی، کپڑوں میں عزت دیں چاہے ذلت، ہم اس واسطہ کو جان جائیں، اس علم کے ساتھ کہ خالق و مخلوق کا واسطہ کیا ہے، اب آپ کا علم جو براہ خدا ہوگا وہ صحیح ہوگا وہ علم جو آپ جانتے ہیں وہ غلط ہے، جیسے حوض میں چاند دیکھا تو حوض میں چاند کی شکل ہے، چاند نہیں، بالکل اسی طرح وہ علم بھی ہے کہ زمین سے یہ ہے اور بادل سے یہ ہوگا، اور چاند سے یہ راکٹ وایٹم سے یہ، یہ سب کچھ خدا کے ارادے سے ہے، جب خدا کا ارادہ بدل جائے تو نہ ان کی پیدائش اپنی مرضی کی ہے خدا نے وجود دیا تو وجود میں اور نہ ان کی انتہا ان سے ہے۔

جب تک خدا چاہیں گے باقی رکھیں گے اور جب چاہیں گے توڑ دیں گے، اسی طرح نفع و نقصان ان سے نہیں بلکہ جو خدا نکالیں گے وہ نکلے گا، سب خدا کے قبضہ و تصرف میں ہے، اس کا نام قرآن ہے، اور اس کی تشریحات حدیثوں سے ہم

تک پہنچی یہ علم حاصل کرنا ہے، اور اس کے مطابق یقین وعمل بنانا ہے، علم یہ کہ اللہ سے ہونا جانو اس کا نام لا الہ الا اللہ، براہ راست جو جانو وہ غلط، براہ خدا جو جانو وہ صحیح، یہ علم بنانا پڑتا ہے، کامیاب ہونے کے لئے بے شک ظاہر میں نہیں وہ بات ہے، جو ہم جانتے ہیں لیکن کب تک جب تک خدا چاہیں گے، کب تک زندگی بنے گی جب تک خدا چاہیں گے، خدا چاہیں تو اس سے جلائیں اور خدا چاہیں تو اس سے ماریں۔

جہاز سے منزل پر پہنچائیں یا آگ لگا کر بیچ میں گرائیں، جب اللہ چاہیں چیزوں کی شکل بدل دیں، کیونکہ یہ رکھی ہوئی ہیں، اس کی اپنی ذاتی نہیں، قرآن کے علم کا یہ پھیلاؤ ہے، دوسرے یہ کہ اللہ آپ کے عملوں پر خاصیتیں بدلیں گے، عمل اچھے ہوں گے تو اللہ ان کی خاصیتیں بدلیں گے جن سے نقصان نکلتا ہے ان سے فائدہ نکالیں گے اور اگر عمل خراب ہوں تو فائدہ والی چیزوں سے نقصان نکلے گا، عمل خراب تو نفع کی خاصیت نقصان سے بدلیں گے، سمندر کی خاصیت بدل دی، بارش کی خاصیت بدل دی چونکہ آپ کے عمل خراب علاقہ ڈوب گیا کیوں؟ اس لئے کہ آپ نے عمل بدل دئے، چاند میں سورج میں پہاڑوں میں جانوروں میں جتنی خاصیت ہے سب عملوں میں رکھی ہے۔ (۵)

عمل ٹھیک تو نقصان کی خاصیت کی جگہ نفع، عمل بگڑے تو نفع کی خاصیت میں نقصان، سمندر کی خاصیت بدل دی چونکہ آپ کے عمل خراب اس نے ڈبو دیا، بارش کی خاصیت بدل دی، پورا علاقہ ڈبو دیا، کیوں؟ اس لئے کہ آپ نے عمل بدل دئے، چاند میں سورج میں پہاڑوں میں جانوروں میں جتنی خاصیتیں ہیں سب عملوں میں رکھی ہے، عمل کو ٹھیک کرلو، نقصان والی چیزوں میں سے نفع نکال دیں گے عمل بگڑے تو نفع والی چیزوں سے نقصان، کامیابی کا تعلق اپنے عمل سے ہے، اور عمل داخلی مایا ہے، چیز کائنات سے چلتی ہے اور عمل روح سے چلتا ہے، بدن سے نہیں، بدن سے ظاہر ہوتا ہے اور اس کا افتتاح روح سے ہوگا، میں بول رہا ہوں یہ ظاہر بدن سے ہو رہا ہے اور اس کا افتتاح روح سے، اور اگر خدا روح نکال دیں تو سارے عمل ایک دم رک جائیں، جنگل میں ڈال دو ایک انسان کو کوئی چیز نہ ہو، اور صرف روح ہو تو روح سارے کام کریگی، اور ایک آدمی کے ساتھ ساری زمین سارے باغات ساری چیزیں بدن سے لگا دو، مگر اس میں روح نہ ہو تو عمل نہ ہو سکے گا، کیوں کہ عمل مادی اجسام سے نہیں، اللہ رب العزت سے ہے عمل کا روح سے کنکشن رکھا ہے اور روح کا غیبی نظام سے، روح کا ساری دنیا کی چیزوں کی روحانیت سے اور جسم کا چیزوں سے۔

اب دنیا میں جتنی چیزیں پھیلی ہیں سب میں غیبی طاقتیں پھیلی ہوئی ہیں جس طرح آپ خالی جسم نہیں آپ کے اندر غیبی طاقت ہے، وہ نہ ہو تو آپ نہ سوئیں نہ جاگیں اور نہ کوئی عمل کریں، پہلا جوڑا انسان کا عمل، اور اس کی روح ہوگی تو عمل ہوگا اور نہ نہ ہوگا دوسرا تعلق جیسا عمل ہوگا ویسی روح بنے گی، کپڑے موٹر چیزیں جتنے نقشے بنا رہے یہ سب روح سے باہر ہیں روح میں نہیں بلکہ کھانا پینا بھی روح میں نہیں، یہ بھی جسم میں نالیوں میں گردش کر کے باہر نکل جائے گا کائنات سے جو کچھ بنا وہ باہر گیا، روح تک جائے گا آپ کا عمل آپ نے جھوٹ بولا وہ روح کو سیاہ کریگا، اور سچ بولے اس سے روح روشن ہوگی، انصاف کیا روح نورانی، ظلم کیا روح سیاہ ہوگی۔ (۶)

آپ نے کسی غریب کو زمین دی اس سے روح نورانی ہوگی، چیز تو بیچاری روح تک پہنچتی نہیں، کوٹھی بنگلہ روح تک نہیں جارہے ہیں کھانا پینا بھی جسم کے اندر جارہے ہیں روح کے اندر نہیں، اس لئے روح کا بننا بگڑنا ملک ومال کے نقشوں سے نہیں بلکہ آپ کے عمل سے ہے، روح نورانی ظلمانی قوی وضعیف خوشبودار بدبودار عملوں سے بنے گی، آپ ذکر خدا کرے روح قوی ہوگی، اخلاق میں سچ بولئے، انصاف کیجئے، سبھی کو کھانا کھلایئے اس سے روح بنتی ہے، غرض روح بنتی ہے عبادات سے، اخلاق سے، ایمان سے، دعوت سے، علم کے انہماک سے، عبادت کی کثرت سے ان سے روح خوشبودار بنتی ہے، اور یہ جب بننے پر آتی ہے تو اس کا اثر سارے عالم پر ہوتا ہے، حالات عالم درست ہوتے ہیں اور خدا کی طرف سے سکون عزت، محبوبیت ہوتی ہے، ہر ایک پوچھے کوئی کام بتائیے میں کرلوں لوگ اس کی خدمت کرنا چاہیں گے، اس پر اپنا مال لگانا چاہیں گے، اور اس کی آنکھ کے اشارے پر چلنا چاہیں گے، غرض کہ روح کی غذا اس کا اچھا عمل ہے، اللہ نے جب اسے بنایا تو چار انگل کا اس کا جسم اور اسی اعتبار سے روح اب کھاتے گئے کھاتے گئے تو جسم تو بنا چار ہاتھ اور روح کے لئے کچھ بھی نہیں نہ ہمارے عبادات نہ اخلاق۔

اب وہ اتنی ہے جتنی ماں کے پیٹ میں تھی، کیونکہ پراٹھے سے روح نہیں بنتی، مٹھائی سے روح نہیں بنتی، روح کی جنس دوسری ہے جسم کی جنس دوسری، کائنات کے مادہ سے جسم اور روح اپنی ذات کے خزانے سے اس کے لئے خدا نے قرآن دیدیا، قرآن روح کے راستے کی چیز ہے، اور اس میں کیا ہے سچ بولو گے روح بنے گی ظلم کرو گے روح بگڑے گی، خدا ہم کو اس کی توفیق دے اور یہ سمجھ میں آجائے کہ عبادت اور اخلاق سے روح بنتی ہے، اور جب یہ محنت ہو تو روح میں طاقت پیدا ہو۔

خبر آجائے امریکہ روس یا چین سے کہ رات بمباری کریں گے بس پھر روح کی کمزوری کے سبب کئی کا تو ہارٹ فیل ہو اور ۹ بجے تک سارے شہر میں سناٹا، جیسے بلی کو دیکھ کر چوہے بھاگیں اور روح قوت والی ہو تو کہے کہ بھائی اللہ کے ہاتھ میں ہے کہ ہم ان کو چلنے دے یا نہیں، انھیں یہاں تک آنے دیں یا نہیں اور ہمیں مرنے دے یا نہیں، میاں اطمینان سے بیٹھو، اطمینان سکون طاقت روح کے بننے سے پیدا ہوگا چیزوں سے نہیں، یہ تو جب ذرا کھٹکا ہو تو بس جان نکل جائے اور کودتے پھریں اور کہیں کہ دیکھو ہم نے ہوا پر قبضہ کرلیا، ہوائی جہاز چل رہے ہیں، اب چلی آندھی اب چپکے سے کہا وائرلیس کے سسٹم پر ہوا کا قبضہ نہیں، قبضہ کیا ہے؟ جتنا حالت اعتدال پر ہے آپ اس کو قبضہ سمجھ رہے ہیں، اور خدا ہوا ایسے بدل دیں یا سیلاب لادیں یا آندھی ہی لادیں تو پتہ چلے۔

ہاں اگر روح کی طاقت پیدا کریں تو آندھی آئے یا سیلاب آئے دعا مانگیں گے رکے گی آپ کے باہر کے نقشے سے نہیں رکے گی، وزیر گورنر دو قسم کے ایک وہ جو اندر میں محنت کر کے قیمتی بنے اور ایک باہر میں محنت کر کے، ارے میاں ان چیزوں سے کیا قیمتی بنو گے جس سے لگ کر اپنی قیمت کھودیں اس سے آپ کیا قیمتی بنیں گے، انسان قیمتی بنتا ہے عبادت سے، اخلاق سے یقین سے پہلے اپنی محنت اپنے پر خرچ کرلئے یہ ترتیب رکھئے، میرا عمل نمبر ایک پر اور چیزیں نمبر دو پر، اب آپ کی قیمت وہ ہے جو زمین وآسمان کی نہیں، زمین وآسمان کو فرشتوں کے ہاتھ میں جھکایا یا نہیں اور فرشتوں کو آپ کے

سامنے جھکایا (۷) قیمت آپ کی ہے، چیزوں کی نہیں۔

تمہاری قیمت کیسی بنے گی فرشتوں کے ہاتھ میں زمین وآسمان کا نظام اس طرح ہے کہ ایک پھونک مارے تو پھوٹ پڑے، جب کہ حضرت اسرافیل علیہ السلام کے صور پھونکنے سے ہوگا، اس لئے تمہاری قیمت اس یقین پر ہے، لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ، اللہ کرتے ہیں تمام شکلوں اور نقشوں کے بغیر، انھیں کرنے میں چیزوں کی ضرورت نہیں، زمین سے اللہ کے بغیر نہیں ہوتا، اللہ سے زمین وحکومت سب کے بغیر ہو جائے گا، اللہ سے غیر کے بغیر سب کچھ اور غیر سے اللہ کے بغیر کچھ بھی نہیں، اگر میرے عمل صحیح ہوں تو چیزوں کے بغیر کامیابی ورنہ چیزوں سے عمل کے بغیر کامیابی نہیں عمل سے عہدہ کے بغیر کامیابی ہوگی عہدہ سے عمل کے بغیر کامیابی نہیں، ایک یہ یقین ہے، ایک علم آپ کے پاس آئے یہ کامیابی کی داخلی بنیاد ہو گی، پھر آپ ان چیزوں کے اعتبار سے عمل نہیں کریں گے بلکہ عمل کے اعتبار سے چیزیں لیں گے۔

دو بنیادیں ہیں زمین کے اعتبار سے عمل اور عمل کے اعتبار سے زمین، زمین کے اعتبار سے چلا تو رشوت کرنی پڑے گی، بہتان باندھنا پڑے گا، غیبت کرنا پڑے گی، سر کھنا پڑے گی، یہ ہے ممبری کے اعتبار سے عمل، اور عمل کے اعتبار سے ممبری یہ کہ مجھے جھوٹ نہیں بولنا، غیبت نہیں کرنا، کیونکہ ممبری میں کامیابی نہیں عمل میں ہے، ایک ہے زمین سے چاہے ملے یا نہ ملے، مجھے سچ بولنا ہے، رشوت نہیں لینا، کیونکہ کامیابی رشوت میں نہیں، اس لئے مجھے عمل کے اعتبار سے چلنا ہے۔

آپ عمل کے اعتبار سے چلئے، چیز کے اعتبار سے مت چلئے پھر ان چیزوں میں نقصان ہوں گے، اخلاق بھی بنائے عمل بھی بنائے، پانچ لاکھ ملیں گے لیکن نماز کے وقت میں مجھے نہیں چاہئے، یہ عمل کے اعتبار سے میری عبادت نماز کا وقت ہے، اور ایک نماز میں قیام رکوع، سجدہ غرض سینکڑوں عمل ہیں، چیزیں دنیا میں رہ جائیں گی، میں پکڑ کر خدا کے سامنے جاؤں گا، چیزیں تو بن جائے گی لیکن وہ یہیں رہ جائے گی، مکان کے بننے سے دنیا کے ساز وسامان کے بننے سے اپنے کو قیمتی سمجھو، اور چیزوں کے بننے کو موخر کرو، پہلے اپنے یقین کو مقدم کرو، عبادت تمہارے ذات میں کمال یقین آئے، اخلاص تمہاری ذات میں کمال کا ہو، یہ کامیابی کی بنیادیں ہیں۔

کمائی کا بنانا دوسرا قدم ہے پہلے شکل نہیں ورنہ چلو گے کیسے کبھی محنت کیجئے اپنے بننے کی، اور کبھی چیزوں کے بننے کی، آپ ایک قدم سے مت چلئے، اس سے منزل طے نہیں ہوگی، اپنی کمائی بھی کیجئے عبادت بھی کیجئے، دو قدم کی محنت ایک کامیابی بنیاد اور ایک چیزوں کی یقین، قسم کھا کر کہتا ہوں کامیابی کی بنیاد محنت کر کے حاصل کر لو ساری دنیا سر پر بیٹھائے گی، ساری دنیا اپنوں سے بھاگے گی اور تمہاری تلاش کرے گی، اور مسجد کا موضوع بھی یہی ہے۔

آج مسجد کا موضوع زمینداروں کی زمینداری سے زندگی بننے کا نعرہ ہے، سیاست دانوں کی سیاست سے، اور بابوں کی ملازمت سے پھر کہا اللہ کے گھر میں بھی چلاؤ، ہر ایک سے مسجد میں یہ پوچھتے کہ آپ کتنے دیں گے، ابھی تو آپ مسجد کو چلا رہے ہو اور خود چل رہے ہو دکان سے، یہ گھر تو لے کر کھانے کے لئے تھا جسے تو سمجھ رہا تھا کہ تیرے دینے سے چل رہا ہے، یہ گھر تو تیرے ایمان کو طاقتور بنانے کے لئے تھے، اس لئے اس گھر میں فقیر بن کر آئے۔

داعی بن، یہاں بیٹھ، حقیقت کی آواز لگا، قال اللہ وقال الرسول کو سن کر مان، یہ تیرے یقین کو ٹھیک کرنے کے لئے بلا رہے ہیں، پہلی آواز اللہ، اکبر اللہ بڑے ہیں زمین اور آسمان اور ان کا سرمایا بہت چھوٹا ہے، ایک اللہ بڑا ہے اور سب چھوٹے اور اتنے چھوٹے کہ ان کی چھوٹائی کی کوئی حد نہیں بڑا تو یہ ہم ہر ایک یہ بولے، ایسے نہیں یہ تو صرف تعارف کے طور پر ہے، ساتوں زمین و آسمان ایک ذرہ کے برابر نہیں، دوسری آواز لا الہ الا اللہ، چھوٹوں سے نہیں ہوتا ایک اللہ بڑے ان سے سب کچھ ہوتا ہے، تیری آواز اشہدان محمد رسول اللہ کہ محمد ﷺ کو قاصد بنا کر بھیجا ہے کہ اللہ تمہارے عمل پر زندگی بنائے گا۔

پھر یہ آواز دی کہ عمل کے لئے آؤ اور کامیابی لو، یہاں اپنے کان، ناک، آنکھ کے عمل صحیح کرو، ورنہ خدا تیری زندگی ناکام کردیں گے، یہ آواز موذن کی اپنی آواز نہیں بلکہ خدا کی آواز ہے، پھر کہا تین باتیں اپنے اندر میں گاڑو، خدا کرتے ہیں ہم عبادت کر کے ہاتھ پھیلائیں گے خدا دیں گے، اللہ کے رب ہونے کا یقین، نقشے سے زندگی نہ بننے کا یقین، تیسرے یہ کہ عبادت ٹھیک کرو، اور ایسی بناؤ کہ خدا کو پسند آجائے، آنکھ کے عمل کان کے عمل غرض کے سارے عمل حدیث میں دیکھ کر پھر اپنا استعمال نماز میں محمد ﷺ والا بناؤ، اور پھر یہ یقین بناؤ کہ حضور ﷺ کے عملوں پر خدا کریں گے۔

نماز مالیات سے نہیں نماز تمہارے جسم سے روح سے دل و دماغ سے ہے، لہٰذا نماز تمہاری ذات کے اندر کی کامیابی کی بنیاد ہے، اس حکم کو سنو تا کہ اللہ کی بڑائی تمہارے دل میں بیٹھے، خدا کیسے بنائے گا کس طرح اٹھائے گا، سارے جنت و دوزخ کے تذکرے سنو، ایمان سننے سے بنے گا، دھیان سے بنے گا، اب سننا کہنا، اور سوچنا تو یہ ہو کہ دنیا سے ہوتا ہے تو پھر تیرے دل میں اللہ کی بڑائی کیسے بیٹھے، جنت دیکھی نہیں اور سنا بھی نہیں معجزات دیکھے نہیں اور سنا بھی نہیں، حساب کتاب اچھے برے عملوں پر دیکھا نہیں سنا بھی نہیں، بچپن سے اب تک امریکہ روس کو سنتا رہا اسی کا یقین بن گیا، اس لائن کو سنا نہیں یقین بنا نہیں۔

آج امریکہ دھمکی دے دے تو کپکپی آجائے اس لئے کہہ رہے ہیں کہ مسجد میں آکر ایمان کی آواز روزانہ سنو، اتنا سنو اور بولو کہ بولتے بولتے یقین بن جائے، یہ نظام مسجد کا رکھا گیا اس کے اندر اعمال کے سننے سنانے کا نظام تھا، ہر شخص کے ذمہ رکھا گیا کہ جان کی ترتیب رکھو، آپ کو عملوں کا نفع جان لگانے سے آئے گا، ۴ گھنٹے روزانہ مسجد کے، ۸ گھنٹے کمائی کے، سونے کے چھ گھنٹے ۲ گھنٹے ضروریات کے باقی چار پانچ گھنٹے بچے یہ آپ یومیہ مسجد کو دے سکتے ہیں، اس میں ایمان تعلیم کی محنت محمد ﷺ کی رسالت کے تذکرے سنیں گے تو آپ کے اندر اس کا یقین اور علم آئے گا، پھر آپ کی ذلت میں کامیابی کی بنیادیں رہیں گی، کل کو خارجی بنیادیں کٹ گئی تو داخلی بنیادیں کامیابی دکھائیں گی، روزانہ کی ترتیب بٹھائی ہے اس لئے ساری دنیا کے انسانوں کو کم از کم ساری دنیا کے مسلمانوں کو ہفتہ میں ایک گشت مسلمانوں کو لانے کے لئے اور آٹھ روز ایک دوسرے محلہ کے لئے یہ وہ لائن ہے جس لائن پر انبیاء نے محنت کیا ور تین دن ہر ماہ میں آپس کے ماحول میں دیں، اس طرح ہر مسجد میں آنے والے پر محنت ہوگی، اس کے لئے ۲ گھنٹہ روزانہ اور آپس میں ماحول کے لئے تین یوم اور ملک کے ماحول کے لئے سال کا چلہ۔

اس سے ملک کی محنت میں آپ کا حصہ بڑھ جائے گا، ایک محنت کا حصہ گھر میں ایک بستی میں، پھر صوبہ میں پھر ایک

دفعہ ہمت کر کے چار ماہ ملک کے لئے دیدو، اور ملکوں میں پھر کر محنت کرلو، اس سے تمہاری عبادات میں کمالات آئیں گے۔ یقین پر علم پر نمازوں پر محنت کرو گے تو یہ چیزیں اندر میں آئیں گی، پھر عبادت کی طاقت سے اخلاق کا دروازہ کھلے گا۔ اخلاق کیا ہیں خدا کی صفات، خدا رحم کرتے ہیں سخاوت کرتے ہیں، کھلاتے ہیں حفاظت کرتے ہیں، ان صفات کا نام اخلاق ہے اور یہ عبادت میں طاقت سے آتے ہیں، عبادت کی طاقت کیا ہے، آپ کی عبادت آپ کو عبد بنادے اور عبد کیا کرے عبد کا کام یہ کہ وہ بطور خود تو کچھ کرنا نہیں جانتا ہے مالک کہے وہی کرے۔

جیسے نماز میں کھڑے رہنے کو کہا جائے تو کھڑا رہے، بیٹھنے کو کہا جائے تو بیٹھ جائے یعنی اپنے تقاضے دبانا آجائے اور خدا کے حکموں پر چلنا آجائے، اس لئے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو سب سے تعریف کا جو نام دیا ہے وہ عبد ہے، (۸) بقاء عبد بننے میں ہے، کوئی کہے ارے فلانے یہاں تو آؤ اور وہ کہے کہ میں روٹی کھا رہا یہ عبد نہیں عبد وہ ہے جو اپنی بات نہ کہے بلکہ ہر حکم پر جی حضور حاضر کہے، مالک جو کہے اسے کرے جب تو عبد بن کے دکھلائے گا، مالک اپنا بنا کے دکھلائے گا، ایاز گھوڑا چلایا کرتا تھا، ڈیوٹی اچھی انجام دیتا تھا، اس پر محمود نے خاص گھوڑے پر رکھ دیا، ایک مرتبہ محمود سفر میں مال غنیمت لے کر جا رہا تھا، راستہ میں ایک اونٹ بہکا، اور سارا سامان گر گیا، محمود نے اعلان کیا کہ آج جو جسے اٹھالے وہ اسی کا، سارے فوجی تو مال پر دوڑے، اور ایاز نے آکر محمود کو پکڑ لیا، محمود نے کہا کہ ایاز تم سامان لے لینے نہیں گئے تو کہا جس کے پاس سب کچھ ہے میں اسی کو کیوں نہ لے لوں۔

ایک دن بادشاہ کو خیال ہوا یہ برا ہے، میں اچھا ہوں، بادشاہ ایک دن پھل کھا رہا تھا، تو پہلی قاش ایاز کو دیدی، اس نے بڑے مزے میں کھایا اور کہا کہ میں نے یہ نہیں دیکھا کہ پھل کیا، میں نے تو یہ دیکھا کہ دے کون رہا ہے، اس پر ایاز سے لوگ بگڑنے لگے کہ اب حکومت کے نظام میں غلام کی چلنے لگی، سب کو کڑوی لگی، بادشاہ نے ایک دن ایک بیش قیمت موتی دربار میں رکھا اور باری باری سب سے کہا کہ اسے توڑ دو، ہر ایک یہ کہنے لگا حضور یہ بیش قیمت موتی ہے اور یادگار ہے، یہ ہے، وہ ہے اور جب ایاز کا نمبر آیا تو اس نے توڑ دیا اب ہر ایک ایاز پر غصہ ہو رہا ہے۔

اس نے کہا ان احمقوں سے پوچھو انھوں نے بادشاہ کے حکم کو توڑا، اور میں نے موتی توڑا، بادشاہ کا حکم موتی سے زیادہ قیمتی ہے، یہ تو تعمیل حکم کا حال ہے ایک دن ایاز نہیں ملا، بادشاہ تلاش کرتے کرتے پتہ چلا کہ خزانہ شاہی میں گیا ہے، دیکھا کہ ایاز اپنے سائیسی کے زمانے کے کپڑے پہنے ہوئے ہے، اور کہہ رہا ہے کہ او ایاز اپنی حقیقت کو نہ بھول، تیری حقیقت کیا ہے، اسے یاد رکھ یہ سب بادشاہ کا کرم ہے۔

اس لئے میرے بھائی چیزوں کا نہیں خدا کا انتخاب کرو اور قیمتی سے قیمتی چیزوں کو توڑتے جاؤ حکموں کے مقابلہ میں، اور پھر اپنی زندگی کا مراقبہ کرو، اور پھر اللہ سے مانگو، یہ بہت آسان راستہ ہے اور یہ اپنے اندر کی بنیاد پر ہے، اس لئے ترتیب قائم کرو یقین علم ذکر عبادات میں طاقت اور اخلاق محنت سے پیدا ہوں گے، اب محنت کرے جس طرح آنکھ باہر کسی چیز کو دکھاتی ہے اس پر محنت کرتا ہے تو وہ جھک جاتا ہے اسی طرح دل کی آنکھ ہے، اس کا نام یقین ہے، محنت کے مطابق

یقین اور یقین کے مطابق آنکھ لیں جس کو دیکھ کر محنت کی وہی اس کا یقین بنا اور وہی اس کی آنکھ بنی، کہ انسان زمین پر محنت کرے اس کی آنکھ زمین والی بنی ہر جگہ زمین دیکھے لوہار نے لوہے پر محنت کی اس کی آنکھ لوہے کی۔

---

(۱) سورۃ الرعد: ۱۱

(۲) قصص القرآن از مولانا حفظ الرحمن سیوہارویؒ

(۳) روح المعانی صفحہ ۲۳۱ جلد ۸

(۴) سورۃ الزخرف: ۵۱

(۵) سورۃ الروم: ۴۱

(۶) مسلم صفحہ ۳۴۹ جلد ۱ حدیث نمبر: ۲۰۷، باب بیان ان الاسلام بدأ غریباً

(۷) سورۃ البقرہ: ۳۴

(۸) تفسیر خازن صفحہ ۲۲۷ جلد ۴، تحت قولہ تعالیٰ سبحان الذی اسری بعبدہ۔۔الخ

قرآن وحدیث اللہ کا علم ہے باقی جہل ہے

{بتاریخ: ۲۵ رمضان المبارک ۱۳۸۴ھ، بعد نماز فجر}

اقتباس

صحابہ رضی اللہ عنہم جب قیصر وکسریٰ کے ملک میں پہنچے وہاں مالیات کو ٹھکرا کر بتلایا، اَلسَّابِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ ۔۔الخ، خدا ان سے راضی اور وہ خدا کی تقدیر پر راضی، میرے بھائی! بہر حال محنت تو کرنی ہی پڑی، عقلمند وہ ہے جو اس محنت کو کرلے، جو بڑی دولت اور بڑے مسئلہ کو حل کرے بڑی پریشانی سے نجات دلادے اور بڑی کامیابی تک پہنچادے، جتنے انبیاء علیہم السلام اس میدان میں محنت کے لئے ڈالے گئے سب نے اسی لفظ پر محنت کی، وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ عبادت کی محنت کرتے کرتے اس میں خدا کی خلافت کے پھول اور پھل لگتے ہیں، غرض جب درخت کا بیرونی اور اندرونی پھیلاؤ مکمل ہوجائے گا اس وقت ظاہر میں اس کے اثرات نمایاں ہوں گے، کیفیات بدلیں گی، سخاوت کے پھل، انصاف کے پھل، غرباپروری کے پھل، خدمت خلق کے پھل، مخلوق پر شفقت کے پھل، جس سے انسانیت ابھرتی ہے، یہ عبادت کے درخت پر پیدا ہوتے ہیں، یہ محنت کے بعد ہوگا، آج دنیا نے محنت سے جتنے درخت بنائے وہ چیزوں کے پھل کے لئے ہے، اس پر اپنی خلافت اور اپنی صفات کا ظہور نہیں ہورہا ہے، پورے یورپ اور ایشیاء اور ان کی مشنریاں اور ایٹمیات کے لئے انسان خود درخت ہے اگر یہ عبادت پر محنت کرلیتے تو اخلاق کے پھل اگ جاتے، جب اندر کا پھیلاؤ ٹھیک، پھر خدمت والوں کی زندگی بنتی ہے۔

میرے بھائیو اور دوستو!

دنیا میں جتنی بھی محنتیں ہیں ان سب کے بارے میں انسانی فیصلہ ہے کہ اس وقت تک کئے جاؤ جب تک کہ اس محنت کا پھل نہ مل جائے، اس نہج پر یہ کام ہونا چاہئے یہ بات نہ ہو کہ بس تین چلہ لگادو فیصلہ ہو نہ ہو، زمین دار جب تک غلہ حاصل نہ کرلے اس پر محنت کرتا رہے گا اگر اس فصل میں نہ ہوا اگلی مرتبہ پھر اگلی فصل میں لوگ اگر کہیں بھی کہ ارے بھائی کچھ ہوتا نہیں کیوں محنت کررہا ہے؟ وہ یہی کہے گا ارے بھائی اور کروں گا، یہاں تک کہ پیداوار نہ ہوجائے، اسی طرح دکاندار پیسہ سامنے رکھ کر زیور تک لگادے گا اگر اس میں نہ مل رہا ہو تو خود سمجھتا ہے کہ محنت کی ضرورت ہے وہ دکان چھوڑ نہیں دیتا پھر اور محنت سے کرتا ہے، وقت صرف کرتا رہتا ہے، اسی طرح بچوں میں کہ وہ بی۔اے، ایم۔اے تک محنت کرتے ہیں مشقت

جھیلتے رہتے ہیں اگر وزارت میں جانا ہے تو اتنی محنت اتنا وقت، اگر پولیس میں جانا ہے تو اتنا وقت، ہر سال پاس ہوتا رہے تو گیارہ سال لگ جائیں گے، پھر محنت کرو پاس ہو جاؤ، تو آگے پڑھو، بیس سال لگ جائیں، ہر لائن کی محنت پوری ہو پھر ثمرہ سامنے آیا ہے ایک طویل مدت تک محنت ہی موضوع ہوتی ہے، جب چل پڑے تو زندگی بننے کا سلسلہ شروع ہوتا ہے، اسی طرح تجارت میں زراعت میں سائنس میں پہلے جان و مال لگانی پڑتی ہے، جب محنت ہو چکتی ہے تو وہ اپنا رنگ دکھلاتی ہے۔

جس طرح اور ساری محنتیں ہیں اسی طرح یہ محنت بھی جس کا موضوع انسان کا مقصد ہدایت پر آجانا ہے، جہاں تک مکان، باغات، حسین عورتیں، عیش و عشرت اور من مانی کرنے کا تعلق ہے یہ سب نتیجے کے طور پر جنت میں انتہائی پیمانہ پر موجود ہے، (۱) انسان ادنیٰ کے نقشہ بنانے کے لئے نہیں آیا، اسے اعلیٰ (آخرت) کو پانے کے لئے ادنیٰ (دنیا) میں لایا گیا ہے، جنت سے اعلیٰ عبادت، عبادت سے اعلیٰ رضا، عبادت آدمی کے اندر ہے اور رضا خدا کے اندر ہے، جو خدا کے اندر ہے وہ اعلیٰ حوریں، غلمان، دودھ اور شہد کی نہریں اعلیٰ نہیں، دنیا کے اعتبار سے ضرور اعلیٰ ہیں البتہ خدا کے اعتبار سے اور عابد کے اعتبار سے کوئی حیثیت نہیں، رضا الٰہی سب سے آخری دولت ہے، جو جنتی کو ملے گی (۲)، یہ اصل ہو باقی علامات رضا ہیں، دنیا میں ابھرنا، قبر میں میٹھی نیند سونا، حشر میں اطمینان، جنت میں مزہ، حوروں سے لطف اندوز ہونا، یہ علامات رضا ہیں، رضا نہیں، یہ اس کی علامات ہیں کہ اللہ راضی ہیں، اللہ کی رضا کب ہوگی جب جنتیوں کو آٹھویں روز دعوت کھانے کی ہوگی، ایسی دعوت شاندار ہماری دنیوی دعوتوں کی طرح نہیں کہ برادری میں ایک دعوت کر دی، بلکہ سب کو اس کی شان کے موافق یہ نہیں کہ عوام غرباء کے جیسا پکا کر کھلا دیا اور بڑوں سے معذرت کر دی کہ حضرت جب تمہارے شان کی دعوت ہوگی تو زحمت دی جائے گی، وہاں یہ بات نہ ہوگی ہر ایک کی شان کے موافق اور اپنی اپنی حیثیت سے اونچی دعوت ملے گی، پہلے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت پھر موسیٰ علیہ السلام کی ترتیب قائم ہوگی، پھر اللہ رب العزت خود اپنا کلام سنائیں گے تو نور کا ایک بادل بن کر چلے گا، پہلے ان سننے والوں پر برسے گا تو ان کی طاقت میں، حسن میں، جوانی میں اضافہ ہوگا، قرآن سننے میں جو مزہ ہوگا، دعوت میں وہ لطف نہ ہوگا، پھر زیارت کرائیں گے تو زیارت میں جو مزہ ہوگا وہ قرآن سننے میں بھی نہ ہوگا، پھر یہ گھر لوٹیں گے، ان کی حوریں منتظر ہوں گی اور بڑی حسین معلوم ہوں گی کہیں گی کیا بات ہے؟ تمہارا حسن دوبالا ہو گیا، آخری نسبت یہ ہوگی کہ اللہ فرمائیں گے کہ میں تم سے راضی ہو گیا، اب تم سے ناراض نہ ہوں گا (۳)، اس کو داعی اپنا اول مطالبہ بتاتا ہے کہ تاکہ باقی ساری نعمتیں زیادتی میں اور طبعاً آجاویں، غرض اس وقت اپنی حقیقی کامیابی کا یقین ہوگا، کیوں کہ آج کی طرح صرف کان نہیں سنیں گے بلکہ آنکھ، دل، بال، گوشت، پوست ہر عضو سنے گا، غرض اللہ سے جو لینے والا بنا وہ لامحدود لینے والا بنے گا اور فرمائیں گے، تمہارے لئے میرے پاس رضا ہے اس پر اتنا مزہ آتا ہوگا کہ موت اگر ذبح نہ ہو چکی ہوتی تو مارے خوشی کے مر جاتا (۴)، اس واسطے جس نے اپنے کو اللہ سے لینے پر ڈال دیا دنیا میں اس سے بڑا عقلمند کوئی نہیں (۵)۔

اگر اس دعوت پر اللہ نے دروازے کھول دیئے فقیر تھے غنی ہو گئے، ذلیل تھے عزت والے ہو گئے، خوف زدہ تھے مطمئن ہو گئے، پہلے کہیں نہ چلتی تھی اب چلنے لگی (۶)، لیکن اس کو مقصد نہیں بنانا ہے، بلکہ یہی کہنا ہے اے اللہ آپ کا شکر

ہے لیکن ہمارا مطالبہ باقی ہے جوں کا توں، ہم نے تو آپ کی رضا کے لئے کیا تھا، اگر اس دعوت کی برکت سے تخت سلیمانی تک آ گیا تو اے اللہ بہر حال آپ کی نعمت ہے، اس پر ہم شکریہ ادا کرتے ہیں، لیکن ہم نے تو آپ کی رضا کے لئے کیا تھا، اس کے آگے دعاؤں پر ہونے لگے، اس کا بھی شکریہ مگر ابھی ہمارا مطالبہ سامنے نہیں آیا حتی کہ قبر میں کَنَوْمَةِ الْعَرُوسِ (۷) حشر میں راحت کہ اس کو فجر کی دو رکعت سنتوں جیسا دن کر دیا، اس کے بعد جنت میں داخل کرو، وہاں درجوں میں اضافہ ہوا، لیکن وہ کہاں ہے جس کے واسطہ ہم نے محنت کی تھی، حوروں باغوں، غلمان کے لئے تھوڑی کی تھی، پھر خدا کی دعوت ہوئی پہلے قرآن سنایا، بہت اچھا آپ کی بڑی ہی نعمت ہوئی، پھر زیارت کرائی جس پر نعمتوں کی انتہا ہوگی، لیکن اب بھی ہمارا مطالبہ باقی ہے، اخیر میں فرمائیں گے "اے میرے بندے! میں تجھ سے راضی ہو گیا اور اب کبھی ناراض نہ ہوں گا، (۸) ہاں ہمارا یہی مطالبہ تھا جب مقصد یہ ٹھہرا کہ اللہ کی رضا نصیب ہو اس راہ کی تکالیف میں بھی کتنا لطف آتا ہے۔

صحابہ رضی اللہ عنہم جب قیصر و کسریٰ کے ملک میں پہنچے وہاں مالیات کو ٹھکرا کر بتلایا، اَلسَّابِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ ۔۔۔ الخ (۹)، خدا ان سے راضی اور وہ خدا کی تقدیر پر راضی، میرے بھائی! بہر حال محنت تو کرنی ہی پڑی، عقلمند وہ ہے جو اس محنت کو کر لے، جو بڑی دولت اور بڑے مسئلہ کو حل کرے بڑی پریشانی سے نجات دلا دے اور بڑی کامیابی تک پہنچا دے، جتنے انبیاء علیہم السلام اس میدان میں محنت کے لئے ڈالے گئے سب نے اسی لفظ پر محنت کی، وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ (۱۰) عبادت کی محنت کرتے کرتے اس میں خدا کی خلافت کے پھول اور پھل لگتے ہیں، غرض جب درخت کا بیرونی اور اندرونی پھیلاؤ مکمل ہو جائے گا اس وقت ظاہر میں اس کے اثرات نمایاں ہوں گے، کیفیات بدلیں گی، سخاوت کے پھل، انصاف کے پھل، غربا پروری کے پھل، خدمت خلق کے پھل، مخلوق پر شفقت کے پھل، جس سے انسانیت ابھرتی ہے، یہ عبادت کے درخت پر پیدا ہوتے ہیں، یہ محنت کے بعد ہوگا، آج دنیا نے محنت سے جتنے درخت بنائے وہ چیزوں کے پھل کے لئے ہے، اس پر اپنی خلافت اور اپنی صفات کا ظہور نہیں ہو رہا ہے، پورے یورپ اور ایشیاء اور ان کی مشنریاں اور ایٹمیات کے لئے انسان خود درخت ہے اگر یہ عبادت پر محنت کر لیتے تو اخلاق کے پھل اگ جاتے، جب اندر کا پھیلاؤ ٹھیک، پھر خدمت والوں کی زندگی بنتی ہے۔

محنت کرنے والوں کی دو قسمیں ہیں، زمین و آسمان کی چیزیں اور اس پر انسان استعمال ہو چاہے حکومت کے طور پر، سیاست کے طور پر، سائنس کے طور پر، زراعت، تجارت، کارخانہ ملازمت اور مزدوری کے طور پر چلے یہ قسم کائنات کی بنیاد پر اٹھی، یہ کائنات کی تحقیق کریں، اس کے قاعدے سوچے، مشکلوں کو اپنائیں، لوہے کی تحقیق کر کے اب اس کا تالا، قینچی، چاقو، چھری بنانا ہو تو یوں کرنا ہوگا، ایٹمیات کا علم یوں سیکھ کر ایسی بھٹی قائم کرو، یہ مادہ کا علم ہے اور یہ آج کا کوئی نیا علم نہیں، حضرت آدم علیہ السلام سے ہی یہ علم بھی چلا آ رہا ہے کم و بیش ضرور ہوتا رہا کسی زمانہ میں کم تو کسی زمانہ میں زیادہ کبھی ایسا نہیں ہوا کہ اس علم والوں سے دنیا خالی رہی ہو، اب دوسرا علم اور وہ کبھی رہا کبھی نہ رہا، دیکھو علم انسانی پر ہر کائنات میں ہر زمانہ میں محنت ہوئی، یہ علم اس نے کبھی محنت والوں کو ابھارا اور کبھی نیچے گرایا، چاہے کونسی سطح پر علم انسانی ہو، اس کے برخلاف

سارے نبیوں کی محنت یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ (۱۱) یہ سو فی صد کامیابی والا راستہ، مادہ میں کبھی کسی اعتبار سے کبھی کسی اعتبار سے ان کے علوم میں تغیر ہوتے رہے، مختلف نوعیتوں سے انسانی زندگی کی ترتیب قائم ہوگئی، ہمیشہ نبیوں نے انسان کی محنت کو کائنات کی شکلوں، لوہے، پیتل، جنگ وجدل، لکڑی اور پتھر سے ہٹا کر عبادات پر کھڑا کیا، عبادت پر محنت نبیوں نے کی، یہاں تک کہ عبادت پر محنت کرتے کرتے ان کے یقین اور کائنات پر محنت کرنے والوں کے یقین میں امتیاز ہوگیا، نظریوں میں فرق آگیا، سوچ فکر بدل گئی، کامیابی اور ناکامی کے معیار میں امتیاز ہوگیا، وہاں کامیابی ایسی کوٹھی، ایسا کھیت، ایسا کھانا پینا اور پہننا، یہاں نبیوں کی محنت میں ایسا کھلانا اور ایسا پہنانا، ایسی سخاوت، ایسی غربا پروری یہ سب نظر آنے لگی، اخلاق والے بھی بنے اور چیزوں والے بھی بنے، عبادت پر محنت کرتے کرتے ثمرہ مرتب ہوا اور اس نبیوں والے علم نے علم انسان کو شکست دی، رواج کو توڑ توڑ کر کے پھینک دیا، انسانی بنیادوں کو ختم کیا، کامیابی کی طرف محنتوں کو موڑا، محنت اور طرح کی ختم کردی، زندگی کا سارا نہج بدل دیا، تب عبادت کو ظاہر فرمایا، کتنی طاقت حاصل تھی، سارے نقشے خالی، نقشہ کو عبادت سے بھرا، اب نیچے والے (جو نبیوں والے علم پر تھے) اوپر آئے اور اوپر والوں کی لاش سمندر میں تیری، اَنَا رَبُّكُمُ الْاَعْلٰى (۱۲) والے کا انجام معلوم، جب حضرت موسیٰ علیہ السلام، وہارون علیہ السلام نے دعا فرمائی، رَبَّنَا اطْمِسْ عَلٰٓى اَمْوَالِهِمْ ۔۔ الخ (۱۳) اے خدا! اس حکومت وقت والوں نے عبادت والوں کو پریشان کر رکھا ہے، ہم خوب ان کی مصیبتیں اٹھا چکے، عصمت دری ہوتی رہی بچے ذبح ہوتے رہے، زمین ضبط کی ملکیوں پر قبضہ کیا، بڑوں کی بے آبروئی کی، اے خدا! اب اس حکومت کو ختم فرما اور اس پر محنت والے اور اس کے چاہنے والے ایک ایک خبیث سے اس حکومت کو پاک فرما، پھر یہ مسئلہ عبادت پر جس طرح حل ہوا ساری قوم نے حیوانیت سے خلافت کی طرف ہاتھ پیر مارنے شروع کئے، فرعون کے ظلم ہو رہے ہیں تو پارلیمنٹ میں، دفتروں میں، ہائی کورٹ میں، اسمبلی کے ممبروں میں، وزراء اور لکھ پتیوں کے پاس نہیں گئے بلکہ نماز پڑھ کر خدا سے کہا ہم تیرے بندے ہیں اور تیری عبادت کرتے ہیں، اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ (۱۴) تیرے ہی پاس اس مسئلہ کا حل کروانے آئے ہیں، جب تک حالات کی ناسازگاری میں غیر کی طرف رجوع ہوگا عابد کی عبادت میں جان نہیں رہے گی اور جب نماز پر محنت کریں گے اور اپنے مسائل کو اللہ کی طرف رجوع کر کے رکھ دیئے جائیں تو اب عبادت طاقتور ہوگی، خدا کی طرف سے جواب آیا قَدْ اُجِيْبَتْ دَّعْوَتُكُمَا (۱۵) تمہاری دونوں کی دعا قبول ہوگئی، ایک بات تمہاری سن کر فرعون کی فوج، حکومت، افسر، ممبران اسمبلی و پارلیمنٹ، فوج اور پولیس پوری طاقت کو ڈبوئیں گے اور اس بات کو یاد رکھو! اس محنت پر رہنا، عبادت پر اب بھی محنت ختم نہ ہو فَاسْتَقِيْمَا (۱۶) تمہاری عبادت پر اب بھی محنت جاری رہے، تمہاری عبادت پر محنت اس وقت چلی جب کام نہ تھا سوائے پٹنے کے، دکان میں ہر وقت خطرہ آگ نہ لگا دیں، کھیت پر جب چاہیں قابض ہو جائیں، اس کی پبلک پیٹے، پولیس اس فساد کو ختم کرنے آئے تو مظلوموں پر گولی چلائے اور بنی اسرائیل کی دوبارہ پٹائی شروع ہو جائے اب عبادت پر محنت کر لی تم کو آزادی ہے، مصر پر قابض ہو جاؤ لیکن اس وقت اس محنت کو چھوڑ نہ دینا یہ سارا تغیر خدا کی طرف

سے ہوا اور قدرت اس وقت تک موافقت کرے گی جب تک عبادت کی محنت میں جمے رہو، اپنی تعلیم، سیکھنا، سکھانا، ذکر کے حلقے، تسبیحات، دعوت، نقل وحرکت اپنی جان ومال سے لگے رہیں، اب بھی بے پروانہ ہونا، اب تک تو خالی عبادت پر محنت تھی اب ملک کے اور بھی کام کرنے ہوں گے وہ عبادت کے طریقہ پر کرنا، فرعون کے طریقہ پر نہیں، فرمایا: وَلَا تَتَّبِعَانِّ سَبِيْلَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ (۱۷) ملک چلانے میں ان کی تابع داری نہ کرنا، ان کے طریقے ملک کو ڈبونے والے ہیں، اب فرعونیوں کے طریقے نہیں ہماری توریت کے عبادت والے طریقے چلیں گے، کسی کو گالی نہ دینا، توہین نہ کرنا، ظلم نہ کرنا، عصبیت پر قدم نہ اٹھانا، قرابت اور علاقائیت کی حدوں کو قائم نہ کرنا، انسانیت پر محنت سے ملک میں خوشحالی آتی ہے اور حیوانیت سے ملک ویران ہوتا ہے

آج سبحان اللہ کروڑوں کی سمنٹ کی سڑکیں اور کروڑوں کی کوٹھیاں اور بنائے جاتے ہیں، سڑکوں کی گندگی دور کی جاتی ہے لیکن چلنے والوں کی گندگی میں اضافہ ہوا سڑکوں کو سجایا اور چلنے والے بھوک سے بے کل، مکانوں کو خوب صاف کیا، لیکن ان میں رہنے والے مجسم پلید، آج حکومتیں لَا يَعْلَمُوْنَ (یعنی جہالت) کے طریقہ پر چل رہی ہیں، اب فرعون کے محلات جیسے محلات میں موسیٰ علیہ السلام کے جھونپڑے جیسے جھونپڑے چاہئے، فرعون جیسے لباس میں موسیٰ علیہ السلام جیسے ٹاٹ پہننے والے ہو، فرعون جیسے ظلم کے وقت موسیٰ علیہ السلام جیسی رحم غرباء پروری یتیم اور بیوہ کی نصرت، ایک طرف حیوانیت کا زور ہو تو دوسری طرف خلافت لے کے ہاتھ پیر مارو، ایک طرف سیاہی اور ظلمات مکمل ہوں تو دوسری طرف تم خلافت کا نور لے کر دیہاتوں میں پیدل پھرو، جب خلافت کی محنت کی طرف لائے ہوئے نور مکمل ہو تو خدا فوراً فیصلہ فرمائے گا، خدا نے حکومت لوہے، پیتل، سیمنٹ، پتھر پر محنت کرنے والوں کو لَا يَعْلَمُوْنَ (یعنی جہالت) کہا ہے، فرعون کا پورا عملہ اور سارا نظام خدا کے یہاں لَا يَعْلَمُوْنَ ہے، جاہل ہیں جو کائنات کو جانتے ہیں، لیکن جو برق وبھاپ، درختوں، پھلوں، پھولوں، سونے، چاندی، پیٹرول، سڑکوں، لوہے کی شکلوں کو بنانے والے کو بھی جانے تو لَا يَعْلَمُوْنَ نہیں، وہ بھی (فرعون والے) شاندار حکومت والے تھے، اس کے زمانے کے شاندار محل اب بھی موجود ہیں اور لوگ اس کو عجائبات دنیا میں سے شمار کرتے ہیں، فرعون کے زمانے کی چیزیں لَا يَعْلَمُوْنَ والی چیزیں ہیں، قرآن اور حدیث اللہ کا علم ہے، باقی جہل ہے، هَلْ يَسْتَوِي الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَالَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ (۱۸) کا یہ مطلب نہیں کہ حکومت اور کھیتی کو جاننے اور نہ جاننے والے برابر نہیں بلکہ نبیوں کے علم اور کائنات کے علم والے برابر نہیں، خدا کو جاننے اور کائنات کو جاننے والے برابر نہیں۔

جو خدا کی ذات کے اعتبار سے اعمال کو نہیں جانتے باقی مشرق ومغرب کے ایک ایک ذرہ کو جانتے ہیں، خدائے پاک کی قسم وہ جاہل ہیں ان کی زندگی اجڑے گی، نظام بدل کر رہے گا اور ملک پیروں میں آوے گا، اب تمہاری محنت عبادت پر ہو جائے، بس لَا يَعْلَمُوْنَ سے ہٹ کر يَعْلَمُوْنَ کے مرتبہ پر آنا ہے، اب محکوم اور اقلیت کا مسئلہ حل ہو کر رہے گا، ساری دنیا میں جن کے ساتھ آج ہم ہونا سمجھ رہے ہیں ان سے نہیں بلکہ تن تنہا اللہ کی ذات سے ہوتا ہے اور وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اعمال

پر ہوگا۔

(۱) سورۃ النحل:۹۶

(۲) سورۃ التوبہ:۷۲

(۳) معروفۃ السنن والآثار صفحہ ۲۱۴ جلد ۵ حدیث نمبر:۱۸۴۱، باب ماجاء فی الجمعۃ

(۴) فتح الباری صفحہ ۳۹۷ جلد ۱۸ حدیث نمبر:۶۰۶۶، باب صفۃ الجنۃ والنار

(۵) ترمذی حدیث نمبر ۲۳۸۳ قبیل صفۃ الجنۃ عن رسول اللہؐ

(۶) جیسا کہ صحابہؓ کی ابتدا یہ اور آخرت حالت تھی

(۷) ترمذی حدیث نمبر ۹۹۱، باب ماجاء فی عذاب القبر، ترجمہ 'دلہن کی طرح سو جاؤ'

(۸) معرفۃ السنن والآثار صفحہ ۲۱۴ جلد ۵ حدیث نمبر ۱۸۴۱، باب ماجاء فی الجمعۃ

(۹) سورۃ التوبہ:۱۰۰

(۱۰) سورۃ الذاریات:۵۶

(۱۱) سورۃ الاعراف:۵۹

(۱۲) سورۃ النازعات:۲۴

(۱۳) سورۃ یونس:۸۸

(۱۴) سورۃ الفاتحہ:۵

(۱۵) سورۃ یونس:۸۹

(۱۶) حوالہ سابق

(۱۷) سورۃ یونس:۸۹

(۱۸) سورۃ الزمر:۹

تعلیم و تعلم دونوں ضروری ہیں

{بتاریخ: ۲۲ رمضان المبارک ۱۳۸۴ھ، بعد نماز تراویح}

اقتباس

اللہ کے عطا کئے ہوئے علم کے مطابق جب محنت ہو، انسانی مسئلے کے اور زندگی کے سارے نقشے حل ہوں گے، معاشرت کو اللہ کے علم کی جانب پلٹا جائے، ہزار حصہ کم بھی ہماری محنت ہوگی تو بھی مسائل انسانیہ حل ہو جائیں گے، یہ جتنی مسائل کی الجھنیں ہیں اپنے علم کی وجہ سے ہیں، ایک سے ایک ہتھیار بن گیا، تب بھی رو رہے ہیں، راکٹ ایٹم بم حاصل کرو اگر حاصل نہ ہو سکے تو پھنسنے میں دیر نہیں، نہ معلوم کوئی دھمکی دے اور ہارٹ فیل ہو جائے، آج انسانیت نے چیزیں بنا کر اپنے آپ کو مصیبت میں گرفتار کر لیا، حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کا علم لے کر آئے اور انسانوں کو موضوع بنایا اور تمام انسانوں کے لئے قیامت تک کے لئے مسئلہ حل کرنے کے طریقے بتا گئے، اونٹ اور ہوائی جہاز کا فرق نہیں، جو چاہے اس علم پر زندگی لا کر فلاح پا لے وے، اس علم پر اونٹ والے آئیں گے وہ کامیاب ہوں گے، ہوائی جہاز والے نہ آوے وہ ناکام ہوں گے، ترتیب جتنی جہالت سے قائم کی ہے اس کو کم کرنا ہوگا۔

میرے بھائیو اور دوستو!

حق تعالیٰ سبحانہٗ نے انسانوں کو بنایا اور انسانوں کے لئے بہت کچھ بنایا، انسانوں کے فائدہ کے لئے بہت کچھ بنایا، اس کے علم کا اعتبار ہوتا ہے جو دیکھ کر تجویز کرتے ہیں، ان کے علم کا نہیں، ہم ہوائی جہاز کو دیکھ کر کوئی تجویز سوچیں استعمال کے متعلق تو اس سے فائدہ نہ ہوگا، اسی طرح استعمال کی ساری چیزیں اللہ کے اعتبار سے استعمال میں مفید ہوں گی، پیداوار کیسے زائد ہوتا کہ تم چین وسکون سے رہو، جس کے لئے انسان بے قرار ہے، اللہ کے علم کے اعتبار سے تو یہ مسئلہ حل ہوگا، آپ اپنے علم کے اعتبار سے سائنس، تجارت اور زراعت کی چاہے جتنی تجویزیں بنالیں لیکن مسئلہ کو حل کر کے نہ دیں گے، آج محنت کا میدان اتنا بڑھ گیا لیکن ساری دنیا پریشان ہے، آج راکٹوں میں اطمینان نہیں، وہاں اونٹوں پر سکون تھا، اب رات ہوئی جہاز آوے، ڈھائی بجے اڈہ پر کبھی تین بجے ساری ریلوں میں یہی مصیبت اتنی محنت ومشقت رات کی ڈیوٹیاں باقاعدہ وہ رات کو یہ دن کو چوبیس گھنٹہ کمائی میں مصروف وہ رات جس کو سکون کے لئے بنایا تھا وہ بھی کمائی میں لگ رہی ہے، چیزیں تو بن گئیں، سب پر مسئلہ حل ہو کر نہیں دیئے۔

اللہ کے عطا کئے ہوئے علم کے مطابق جب محنت ہو، انسانی مسئلے کے اور زندگی کے سارے نقشے حل ہوں گے، معاشرت کو اللہ کے علم کی جانب پلٹا جائے، ہزار حصہ کم بھی ہماری محنت ہوگی تو بھی مسائل انسانیہ حل ہو جائیں گے، یہ جتنی مسائل کی الجھنیں ہیں اپنے علم کی وجہ سے ہیں، ایک سے ایک ہتھیار بن گیا، تب بھی رو رہے ہیں، راکٹ ایٹم بم حاصل کرو اگر حاصل نہ ہو سکے تو پھنسنے میں دیر نہیں، نہ معلوم کوئی دھمکی دے اور ہارٹ فیل ہو جائے، آج انسانیت نے چیزیں بنا کر اپنے آپ کو مصیبت میں گرفتار کر لیا، حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کا علم لے کر آئے اور انسانوں کو موضوع بنایا اور تمام انسانوں کے لئے قیامت تک کے لئے مسئلہ حل کرنے کے طریقے بتا گئے، اونٹ اور ہوائی جہاز کا فرق نہیں، جو چاہے اس علم پر زندگی لا کر فلاح پالے وے، اس علم پر اونٹ والے آئیں گے وہ کامیاب ہوں گے، ہوائی جہاز والے نہ آوے وہ ناکام ہوں گے، ترتیب جتنی جہالت سے قائم کی ہے اس کو کم کرنا ہوگا اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اعتبار سے کمائی کی ترتیب قائم کرنی ہوگی، اگرچہ صورت میں یہ کمائی کم ہوگی، مگر اللہ کے طریقے کے حکم سے چمک آئے گی، اللہ کا حکم ہوگا تو زندگی چمکے گی، اپنی اس جہالت کی ترتیب سے حالات بگڑیں گے اور اللہ کی ترتیب پر زندگی سکون اور طمانیت والی بنے گی، روح کو سکون ملے گا، پھر یہ کامیاب کروائے گی، نقشہ کی قید نہیں۔

پھر بعض محنت وہ ہے جس کو بڑھانے سے نقصان ہوتا ہے اور بعض وہ ہے جس کو بڑھانے سے فائدہ ہوتا ہے، نقصان یہ دنیا کی چیزوں کی محنت ہے اور علم پر محنت بڑھانے سے فائدہ ہوگا، تواضع، ذکر، علم، اخلاق، قرآن کی محنت، ان کو بڑھانے سے فائدہ ہوگا، جس کو بڑھانے سے نقصان ہے اس محنت کو آج بڑھا رہے ہیں اور جس محنت کے بڑھانے سے فائدہ تھا، آج اس کو سرے سے کیا ہی نہیں جا رہا ہے، آج ساری دنیا حوادثات کے کنارے پر کھڑی ہے، امریکہ، روس بھی، ہندوستان کی حکومت بھی، حوادثات کا شکار، ہندوستان کا مسلمان تو حوادثات سے نمٹ گیا، لیکن باقیوں کو خطرہ ہے تم نے بھی ان کے ساتھ ان کے علم پر اگر نظر کی اور رکھی تو تم کو بھی حادثہ کا خطرہ ہوگا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے پر علم کو پبلک کی چیز بنانا ہوگا، کچھ لوگ تو بالکلیہ لگ کر حاصل کریں، یہ تو پوری امت کے لئے نہیں، پورا قرآن ساری احادیث، سارے فقہ کے مسئلہ زراعت تجارت سب کا علم والے صرف کچھ افراد بنیں گے اور ایک طبقہ وہ ہوگا جسے صرف اپنے شعبے کے اعتبار سے علم لینا فرض ہوگا، جیسے ڈاکٹر حکیم سینکڑوں میں دس پانچ ہوتے ہیں، اسی طرح سب شعبوں کے علم والے بھی ہوں، لیکن سب اپنے شعبوں کے اعتبار سے روزمرہ کے امور کا علم حاصل کریں، نماز سب کے ذمہ فرض اس کا علم بھی فرض، روزہ سب کے ذمہ فرض اس کا علم بھی سب کو لینا ہوگا، زکوٰۃ حج سب کے ذمہ نہیں تو ان کا علم بھی سب کے ذمہ نہیں ہے، زراعت کا علم زراعت والوں کے ذمہ تجارت کا علم تاجر کے ذمہ تجارت کی روزمرہ پیش آنے والی مشکلوں کا علم ضروری ہے، اب جو مشکلیں کبھی کبھی پیش آئیں، اس کے لئے پورے علم والے ہر جگہ موجود ہیں، اب پوچھ کر عمل کرو اگر بڑا شہر ہے تو اس کے اعتبار سے سینکڑوں عالم ہوں، محلوں کے اعتبار سے اگر چھوٹا گاؤں ہے، ایک کافی ہے، اپنی زندگی کا ڈھانچہ بدلنا ہوگا اور پبلک کو علم الٰہ پر لانا ہوگا، یہ علماء ان کے لئے کفارہ نہیں بن سکے، علماء کے ذمہ دینا ہے اور ان کے ذمہ لینا ہے، تعلیم و تعلم

دونوں ضروری ہے، فرض ہے، چھے کرور کی تعداد میں جس اعتبار سے ضرورت ہو، ہر جگہ علم والے موجود ہوں اور حالت یہ ہے کہ، کچھ علم والے ہیں اب اول تو ان کا نظم نہیں کہ کہاں جائے، ہر ایک اپنی اپنی سہولت پر نظر رکھتا ہے، بنے بنائے مدرسے پر پہلے پڑھے لکھے حضرات علم دے رہے تھے، یہ حضرات فارغ التحصیل ہوکر پہنچے تو ان کے نقائص نکالنے شروع کئے اور گاؤں میں تفرقہ ہوگیا، ایک ایک بستی میں بیسیوں عالم اور دوسری میں ایک بھی نہیں، بہت سے گاؤں کی یہ حالت کہ چالیس روپے فی جنازہ نماز پڑھائی جاتی ہے، آج مشرقی پنجاب میں بغیر جنازے کی نماز کے دفن کیا جارہا ہے، اب مجاہدہ کی ضرورت وہاں جاکر سیکھانا ہوگا، کام اٹھانا ہوگا، کچھ تبلیغ میں سیکھ رہے، تعلیم شروع ہورہی ہے، بچوں کی تعلیم ہو باہر کی مدد کی ضرورت نہیں، ضروری چیز سمجھیں اس اعتبار سے گاؤں گاؤں عالم پہنچانے کی ضرورت ہے، دیہات کی اکثریت جہالت کا شکار ہے، علماء ندارد، (خصوصاً پسماندہ علاقہ میں) ایک طرف پبلک کے ذمہ علم حاصل کرنا ضروری، واجب کا علم حاصل کرنا واجب، سنت کا سنت، مستحب کا مستحب، جو فرائض ہیں ان کا علم بھی ضروری، سورہ فاتحہ واجب تو سیکھنا بھی واجب (۱)، علیٰ ھذا القیاس، (یہی حکم بقیہ چیزوں کا بھی ہے) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ترتیب نماز کے ساتھ قائم ہوگئی تھی، مسجد میں پوری پبلک آتی تھی نماز سے تعلیم اٹھائے تھے، پھر کمائی کی تعلیم پھر گھر کی زندگی کی تعلیم، اب طبقہ کے اعتبار سے تعلیم ہونی چاہئے، جب سب وقت لگاویں علماء بھی اس ترتیب میں عوام میں پہنچ کر اٹھاویں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کی ترتیب قائم ہوں، سال میں چار مہینہ بیرونی دنیا میں محنت اور مقام پر ہو تو آدھی رات گھر میں آدھی مسجد میں، آدھا دن کمائی، آدھا دن مسجد میں، اب ذکر، تلاوت، حلقہ بحیثیت پبلک چالو ہوجائے، پوری پبلک اس علم پر ایسے استعمال ہو جیسے علم کائنات پر ہے تو کائناتی علم کے سارے نقشے پیروں میں آویں گے، اگر اپنے آپ کو علم انسانی پر ڈالا امریکہ اور روس پیر پکڑے گا دنیا کو آپ کی خوشامد کرنی پڑے گی۔

حضرت معاذؓ کو حضرت ابوبکرؓ نے تدریس کے لئے ایک جگہ بیٹھنے نہ دیا، بلکہ شام بھیجا، حالانکہ مدینہ کی تعلیم کرواتے تھے، حضرت عمرؓ نے فرمایا یہ تو ظلم ہوا اہل مدینہ پر سارا فقہ کا نظام درہم برہم ہوجائے گا، حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا ایک آدمی شہید ہونا چاہتا ہے، میں کیسے روک دوں، حضرت عمرؓ نے کہا روک دو، خدا کو شہید کرنا منظور ہوگا تو مدینہ میں شہادت ملے گی، حضرت عمرؓ کا زمانہ آتا ہے تو جانے نہ دیا، ایک بڑا طبقہ جہادوں میں ان کے ساتھ رہتا تھا تاکہ جہاد بھی کرے اور طلب علم بھی ہوں (۲) اگر حضرت معاذؓ بیٹھ جاتے تو ایک طبقہ بیٹھ جاتا۔

مصلحت کا تقاضہ تھا بیٹھ جانے کا دور نہ تھا، یہ حالت دور صدیقی کے تھے نیز نبوت کے دعوے، فرائض کا انکار یا ادائیگی کی نوعیت کا انکار، ساری دنیا کے نصاریٰ و یہود نے مسلمانوں کو اسلام سے ہٹا کر غیر مسلم بنانا طے کر رکھا تھا، اس سے زائد آج ہورہا ہے، مسلم ممالک کا حال ابتر ہے، آج مسلم ممالک یہود و نصاریٰ کی گود میں جاچکے ہیں، کوئی پورے طور پر کوئی اکثری طور پر، سور کھلایا شراب پلائی گود میں پالا جارہا ہے، آج مسلم ملک کے وزراء کو جو وہ نہیں کرسکتے، وہ ان نامی مسلمانوں سے کروارہے ہیں۔

ایک مسلم ملک میں ایک دعوۃ کے موقع پر بیرونی مہمانوں کو عجائب خانہ بتلایا اس میں نو مرغیوں پر ازواج مطہرات کا نام اور ایک مرغے پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نام لکھا تھا کسی کی نکیر نہ ہوئی، سب کی غیرت دفن ہوگئی، اخبار میں آیا مگر کوئی غیرت سے اس کو کہہ نہ سکا، دور صدیقی میں کام کے اعتبار سے امیر ہوتے، ضرورت ابھی کی تھی جو کام کیا جاتا تھا اس کے اعتبار سے آگے بڑھائے جاتے تھے، ایک وقت تھا کہ ابوبکرؓ والی بات چلی، ایک وقت حضرت عمرؓ والی بات، میرے نزدیک دونوں صحیح، دور کو پہچان کے کام کیا، بات سمجھو تو سہی، اگر یہ نہ کیا تو چاہے ثواب مل جائے گا لیکن کام نہیں ہوگا، ان کے قلب میں چودھویں رات کے چاند کی طرح نور نہ آئے گا، دوزخ کو برق کی طرح عبور والے پیدا ہوں اور جنت کے درجے اس کے اعتبار سے حاصل ہوں گے، پچیس لاکھ حور والا درجہ آخری حد ہے، پورے نور والے وہ ہوں گے جو پچیس لاکھ حور والی قسم میں ہوں گے (۳) اور اس کے حساب سے جنت کا حصہ بھی ملے گا، یہ نہ ہوگا کہ حوروں کو مرغیوں کی طرح ایک ڈبہ میں بند کر کے دیدیں بلکہ اس کے حساب سے باغات غلمان جب لاکھوں حور تو اسی اعتبار سے نوکر چاکر محلات وغیرہ، پچیس لاکھ حور تو اس کے اعتبار سے فقط حور سے اخیر تک حساب لگالو، پھر نور بھی اس کے اعتبار سے ملے گا، اس جنت میں فقیر غنی سے پانچ سو برس پہلے جاوے گا، (۴) لہٰذا اگر اس راستے میں فقیر ہو گئے تو گھبراویں نہیں وہاں کے اعتبار سے بہت اونچے درجہ کے بن جاویں گے۔

---

(۱) احیاء علوم الدین صفحہ ۱۴ جلد ۱، الباب الثانی فی العلم المحمود و المذموم۔۔ الخ

(۲) الطبقات الکبریٰ صفحہ ۳۴۸ جلد ۲، تذکرہ معاذ بن جبلؓ

(۴) ترمذی حدیث نمبر: ۲۲۷۶، باب ماجاء ان فقراء المهاجرین۔۔ الخ

صحابہ رضی اللہ عنہم کی ترتیب پر محنت قائم کرو

{۲۳ رمضان المبارک ۱۳۸۴ھ، بمقام: بنگلہ والی مسجد نئی دہلی}

اقتباس

اگر اللہ کے علم پر محنت کرلو صحابہؓ کی طرح ترتیب قائم کرلو اس علم کے پھیلانے اور دینے، سیکھنے اور سکھلانے کے لئے اور ترتیب اسی نہج پر چالو ہو جاوے تو مادہ اور کائنات والے ایسے ہی تمہاری طرف کھینچیں گے، امت کا اکثر حصہ علم میں اشتغال رکھتا تھا، حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے انسانی علم سے کاٹا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نہیں کہا کہ انسانی علم لے کر آؤ، ایران، مصر، ہندوستان سے جہاں اس زمانہ میں کائناتی علوم کے مرکز تھے، محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ان میں سے کسی ملک میں نہ بھیجا اپنی امت کو ترقی دینے کے واسطے اس علم الٰہی پر اٹھایا اور کہا سارے علم زیر ہوں گے تمہارے سامنے علم کا نہج اور علم صحیح ساتھ ہی عمل اور اس پر یقین ہو بحیثیت امت کے نہ بحیثیت افراد کے، علم فہم صحیح کے ساتھ اس کے ساتھ عمل اور یقین جب تھا جب پوری امت علم الٰہی لینے کی ترتیب پر تھی۔

میرے بھائیو اور دوستو!

اللہ رب العزت نے دنیا و آخرت کی ساری کامیابیوں کے لئے علم اندر میں اتارا تا کہ سب آدمیوں کے سامنے حقیقت منکشف ہو جب چلنا ہے نماز میں حج میں، علم اندر میں ہوگا، اسی طرح زکوٰۃ گھریلو زندگی کمائی کے نقشہ میں کامیابیوں پر انسان جب محنت کر کے اندر علم لے لے اس لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اندر علم داخل کیا، بلکہ اندر میں اتار حضرت جیؒ نے فرمایا تھا کہ سننے کا ایک طریقہ ایسا ہے کہ علم اندر میں آجاتا ہے، عظمت اور احترام شوق اور تعیین اخلاص اور توجہ سے سننا آجاوے جیسے خدا نے تعبیر کیا ''فاستمع'' (۱) جیسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تین دفعہ دبوچا گیا بھینچا گیا تھا، کہا اقراء پڑھ حضور نے فرمایا: ''ما انا بقاری'' میں پڑھا ہوا نہیں ہوں، پھر زور سے بھینچا پھر آپ نے فرمایا میں پڑھا ہوا نہیں ہوں فرماتے ہیں کہ پھر تیسری مرتبہ ایسی زور سے بھینچا کہ مجھے ڈر معلوم ہوا کہ میری جان نہ نکل جاوے، (۲) جب وحی اترتی تو آپ کو سخت قسم کی سردیوں میں پسینہ پسینہ ہو جاتے (۳) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا بدن ایسا شرابور ہو جاتا، جیسے بارش کے قطرے ہوں اتنا بوجھ پڑتا کہ صحابہؓ سے وہ صورت وہ حالت دیکھی نہ جاتی اس وقت آپ کا زرد ہو جانا (۴) آپ صلی اللہ علیہ وسلم چاہے کتنے ہی مضبوط سانڈنی پر سوار ہوں جب وحی آتی تو اس کی پیٹھ بوجھ نہ سہہ سکتی وہ بیٹھ جاتی، (۵) کتنے

ہی بڑے بہادر کی ران پر سر ہوتا نزول وحی کے وقت ایسا محسوس ہوتا کہ اب ٹوٹا۔

ہماری جان ومال اور ہماری محنت ایک مسلمان پر لگے اور اکرام مسلم کے حق کی ادائیگی پر لگے ایک اکرام ہم مسلمانوں کے بارے میں جو اسلام نے انبیاء علیہم السلام نے بتلایا کھلاؤ پلاؤ اس میں بھی جان کی مشق، چاہے ثواب کا مدار صرف کپڑے روٹی پر نہیں، لاکھ ہے تب بھی کرسکتا ہے کچھ نہیں تو بھی، بس تمہارے اندر حوصلہ امنگ چاہئے اگر کسی کے پاس چار لاکھ ہیں وہ ایک لاکھ لگاوے دوسرے کے پاس چار آنے ہے وہ اس کو لگادے اب ایک لاکھ والے کو پاؤ، مال خرچ کرنے پر جنت ملے گی اور چار آنے والے کو پورا مال خرچ کرنے کی جنت ملے گی، (۶) وہاں تو حوصلہ دیکھا جاتا ہے، پھر چار آنے چاہئے نہ یہ چاہئے اگر ایک شخص ایک لاکھ لگا رہا ہے، دوسرا آہ بھر رہا ہے، آہ بھر رہا ہے، آہ! اگر میرے پاس ہوتا تو میں مسلمان پر لگاتا بس ایک آہ مسلمان پر لگانے کی تیاری کرے، پیسہ ہو تو پیسہ لگا کر نہ ہو تو بے پیسہ بھی لے سکتے ہیں جان سے خدمت کرو، پیسہ کے بدلے آہ ہو، جگہ سے نکلے آگے خدا ہی سے التجا ہو کہ اب تو ہی اس بے کس کی مدد فرما اور جان کو استعمال کرو اب آسان صورت ہے، ایک نبھے نبھے چل سکے نہ چل سکے، لہٰذا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھیوں کی طرح تربیت قائم کرلو۔

ایک ہے سیکھنے کا دور دوسرا سیکھنے کے بعد کا دور انھیں تیروں اور اونٹوں اور غربت کی شکلوں کے ساتھ ملکوں میں مستقل کود پڑے، محنت کی شکلیں قائم فرمائیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں جانا آنا شروع کیا، اس میں انسانی مشاہدہ کی بنیاد رہی تھیں، وہاں تک کرا کر پھر چاہو راستہ اختیار کر کے سیکھ کر اپنے کو جھونک دو سو سنار کی ایک لوہار کی اگر یہ چالو ہو جاوے پھر خدا ترتیب ضرور بدلیں گے اگر تم نے ترتیب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے مدنی صحابہؓ کی تیاری کرلی تو اصل کام کرنے والے ہوں گے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بھرپور حصہ ملے گا، جنہوں نے ترتیب قائم کرلی تجارت زراعت کی ترتیب کو دین کے نہج پر شروع کیا دین کی محنت کو اول رکھا دنیوی ترتیب کو تابع رکھا ان کا کام نہیں رکا اپنی دکان نہ ویران ہوئی نہ تجارت ختم ہوئی، اب تم سیکھ گئے تو کہتے ہو کہ موقع نہیں مشغولی ہے، کھیت کی بوائی کٹائی کا وقت ہے گویا ابھی اسے کام ہی نہیں سمجھا، دوکاندار کے الگ اعذار اس طرح جان کی ایک ترتیب، اس کے آگے پیچھے والی محنت بدلنے کا نام دنیا چھوڑنا نہیں، دوسرا بالکل چھوڑ دینا رہبانیت ہے جو مطلوب نہیں، مجاہدہ کے بغیر اسلام زندہ نہ ہوگا اور یہ اعمال کا معیار اخلاق، کے مناظر، خدمت خلق اسلاف کی ترتیب پر ہوگا۔

حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ کے پاس بھی دولت کے انبار تھے، (۷) انہوں نے مجاہدوں میں وہ محنت پائی دکانیں اور کھیت ان کے بھی تھے، اب اس نہج پر کام ہو کہ کھیت اور دکان لینے سے آتا ہے عمل سے پھلتا پھولتا ہے، امام احمد حنبلؒ کو ساری جزئیات تک یاد تھیں جیسے ہی کوئی حدیث سنی اپنے مسلک کے مطابق ہو یا مخالف، احترام میں ایک مرتبہ ضرور عمل کرلیا تو دل میں گر گئی، (۸) آج ہم نے اس عمل کی طرف سے بے توجہی برتی یہ کائنات کو پیروں میں ڈالنے والا علم عمل ہو تو پھر کائنات کو ان کے پیروں میں ڈال کر بنادیں گے، اللہ کی ذات اور قدرت کے خزانوں کے اعتبار سے علم ہے، اللہ کی ذات سے فائدہ لینا بتلاتا ہے، تم کس طرح عملی زندگی گزارو کہ اللہ کی ذات سے اللہ کی شان کے مطابق لے سکو،

ساتوں زمین وآسمان کوئی حیثیت نہیں رکھتے وہ کائنات کے کل اور جز کے مالک ہیں لہٰذا کل اور جز کو آگے جھکا سکتے ہیں ایک آدمی نے کہیں سے سن لیا، سونا سونے کو کھینچتا ہے، ایک اشرفی لی سوچا تجربہ کرلیں سنار کی دوکان پہنچا صراف نے ساری اشرفیوں کے ڈھیر لگا رکھے تھے، یہ صبح کو اس کی دوکان پر پہنچا اور سونے کے ڈھیر میں اپنی اشرفی پھینک دی صبح سے شام تک انتظار کرتا رہا کہ یہ اشرفی دوسری اشرفیوں کو لے کر آوے گی آخر شام ہوگئی اور صراف دوکان بند کرنے لگا اجنبی کو کھڑے دیکھ کر پوچھا کیا بات ہے، کہا صاحب لوگوں سے سنا تھا کہ سونا سونے کو کھینچتا ہے، مجھے ضرورت اشرفیوں کی تھی ایک اشرفی حاصل کر کے صبح آپ کی اشرفیوں کے ڈھیر میں ڈال دی صبح سے انتظام کر رہا ہوں کہ اشرفیوں کو لے کر آوے خود وہ بھی نہ لوٹی معلوم ہوتا ہے کہ مقولہ ہی غلط ہے صراف نے کہا نہیں بلکہ کچھ تیری سمجھ کا فرق ہے بلکہ زیادہ تھوڑے کو کھینچتا ہے، سب اشرفیوں نے تیری ایک اشرفی کو کھینچ لیا اللہ کی ذات کے خزانہ میں بہت زیادہ ہے، (۹) جو اللہ سے لینے والا بنے، وہ بہت سارا لینے والا ہوگا، اس کے پاس کل ہوگا، لہٰذا یہ جز خود بخود اس کی طرف کھینچ آوے گا، سارے امریکہ روس کے پیروں میں ڈلوانے کی ترکیب یہی ہے، شکلوں والوں نے جتنے پلان چالو کئے تھے، سارے پلانوں میں ہار گئے، ایک روٹی کا مسئلہ ہندوستان نے اٹھایا تھا، اس پر مٹی پڑ رہی ہے، جو ذات سے لینے والے بنیں گے یہ جز ان کی طرف جھکے گا، آج ہم ان کے پیروں میں ہیں کیوں کہ کائنات کا علم ان کے پاس کل کے درجہ میں ہے، چاند، سورج، ستاروں کا ایٹم راکٹ کا ہمارے پاس کسی کے پاس تالے کا کسی کے پاس جوتے کا کسی کے پاس بٹن کا کسی کے پاس قلم کا کسی کے پاس سائیکل کا کسی کے پاس ہل کا، کسی کے پاس گیہوں جوار چنے کا کسی کے پاس بیل اور بکریوں کا، ہندوستان کا مسلمان ہو یا، باہر کا اس کے پاس وہ علم تھوڑا ہی ہے، جو امریکہ وروس کے پاس ہے، یورپ کے پاس مشاہدہ کا علم باعتبار کل کے ہے اور مسلمان کے پاس گویا جز، اس لئے معاملہ برعکس جز والے کل والے کے پیروں میں نظر آرہے ہیں۔

یہ بات نہ تھی کہ کسریٰ بے علم تھا، کائنات کا علم کسریٰ کے پاس بہت تھا کسریٰ کائنات کے اعتبار سے شاید اس زمانہ سے بھی زائد علم رکھتا تھا، اس زمانہ کے علماء کو بادشاہ نے ایک مرتبہ جمع کر کے کہا جو کتابوں میں نبی آخر الزماں کے تذکرہ ہیں اس کے لئے کوئی علامت مقرر کرو انہوں نے ایک مکان بنایا اس کے چاروں کونوں میں مختلف حیوانوروں کے مجسمہ رکھے اور چاروں کے رخ مختلف سمتوں میں کئے ایک کا مشرق دوسرے کا مغرب تیسرے شمال چوتھے کا جنوب کی سمت پھر کہا کہ جب چاروں کے رخ سر ایک رخ پر ہوجاویں تو سمجھ لو محمد صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے اور جس سمت منہ ہو اسی سمت یہ جانو کہ وہ نبی مبعوث ہوئے ہیں یہ علامت نبی کی پیدائش کی ہے، یہ انہوں نے کائنات ہی کے اعتبار سے کہا تھا، ایک مرتبہ ایک بادشاہ نے اپنے زمانہ کے حکماء کو بلایا کہ ہمارے عبادت خانہ پر بڑا خرچ آتا ہے، چونکہ آتش پرست تھا، تیل بہت جلتا ہے، اور سرسوں کم ملتی ہے حکومت کا بہت خرچ سرسوں خریدنے میں ہو رہا ہے، کوئی ترکیب سوچو کہ ملک کی سرسوں سستی ہوجائے سب نے کہا بہت اچھی بات ہے، انہوں نے اپنے علم کے اعتبار سے ایک مکان بنایا جس کی خاصیت یہ تھی کہ جہاں بھی سرسوں کا کھیت ہوتا پرندے اپنے چونچ میں لے اڑتے اور اس مکان میں ڈال جاتے، حکومت کو بلا خرچ کے سرسوں

کا ڈھیر ملتا، یہ بھی ایک علم تھا آج یورپ والے جہاں بھی پہنچے ہوں لیکن ابھی تک وہ اس لائین سے نابلد ہے، لال قلعہ میں ایک حمام تھا جس میں بارہ مہینے پانی گرم ملتا آگ کا کہیں پتہ نہیں، اب ان کو ریسرچ کی پڑی فوراً اندر دیکھا، کہا ایک موم بتی اس میں جلادی جائے، اس کے بعد اس طرح رکھ کر پھر کبھی پانی گرم نہیں ہوا سارا زور لگادیا ساری ترکیب استعمال کرڈالی مگر پھر بھی اس طرح نہ ہوگا، اس زمانے کے بھی سب جاہل شخص نہ تھے، وہ ایسا جانتے تھے کہ اس زمانے کے اعتبار سے بہت کچھ بہت اعتبار سے بڑھا ہوا تھا۔

ایک قصہ بچپن میں سنا تھا کہ ایک انگریز سیاست کے لئے مصر گیا وہاں پرانے عجائب خانہ کے تہہ خانے میں لاشوں کو دیکھ رہا تھا، جب ایک تہہ خانہ میں پہنچا تو ٹھوکر لگی گر پڑا، خوب جھنجلا کر لات ماری، وہ لاش تھی خیال آیا، روشنی لے کر تحقیق کی جائے، دیکھا ایک کاغذ پر کچھ لکھا ہوا ملا اور کچھ بیج رکھے ہوئے تھے کسی قدیم زمانے کی تحریر تھی بیج اپنے گھر لے آیا اور تحریر اخبارات میں دے دی کہ دنیا میں اس زبان کا کوئی جاننے والا ہو تو ترجمہ کر کے بھیج دے، بہت دن تک بات چلتی رہی اس زبان کا جاننے والا تمام دنیا میں نہ مل سکا، وہ بیج پھول واڑی کو دکھائے کہ کیا ہے؟ اس نے کہا کہ یہ کسی قسم کے پھول کے بیج معلوم ہوتے ہیں تو اس نے بیج یہیں کوٹھے کی احاطہ میں بویا، جس سے درخت پھوٹا اور عجیب قسم کا پھول آیا نہایت شاندار پہلا پھول عجیب طرح کا تھا، ایک مرتبہ کسی دوست کی دعوت میں جانا تھا، اس نرالے پھول کو بھی لے لیا، کوٹ پر لگا چل دیا، پھر دعوت میں سونگا تو بے ہوش ہو کر گر پڑا، ڈاکٹر آئے اتنے میں جان نکل گئی اور اس کے بعد ہی کہیں سے اس تحریر کا ترجمہ اخبارات سے ہو کر آیا جس کا ماحصل یہ تھا کہ میں فلاں حکیم ہوں میں نے اپنے حکمت والے علم سے معلوم کیا، میرے مرنے کے اتنے سال بعد فلاں شخص عجائب خانہ میں میری لاش کی توہین کرے گا، میں نے اپنا بدلہ لینے کے لئے یہ بیج تیار کر رکھے ہیں وہ شخص ان بیجوں کو لے جا کر اپنے گھر میں بووے گا، پھر وہ اس کے پھول کو دوست کی دعوت میں لے جائے گا پھر اس پھول کو استعمال کر کے اس کی موت واقع ہوگی، یہ بات نہیں کہ کائنات کا علم آج ہی ان غنڈوں کو ملا، ان کو آج ایسے علوم کی ہوا بھی نہ ملی۔

ایک جنگل میں ایک عمارت تھی، جسے سب بڑی حیرت سے دیکھتے تھے چوتھی سیڑھی پر تیر کمان تھا وہاں پہنچنے سے پہلے ہی انسان مرجاتا ایک حکیم پہنچا، اس نے پہلی سیڑھی پر قدم نہ رکھا بلکہ دوسری پر قدم رکھا، پھر تیسری پر نہ رکھا بلکہ چوتھی پر قدم رکھا یعنی دوسری اور چوتھی پر قدم رکھا چونکہ پہلی پر بٹن تھا کیوں کہ جب انسان پہلی سیڑھی پر قدم رکھتا تو تیر کمان تیار ہو جاتا اور دوسری پر جب قدم رکھتا تو بٹن دب جاتا تیسری پر جب قدم رکھتا تو تیر چھوٹ کر اسے لگ جاتا، غرض کہ یہ حکیم چوتھی سیڑھی پر سے آگے پہنچا، اسے ایک لاش کا ڈھانچہ اور اس کے پاس ایک تحریر ملی جس میں لکھا ہوا تھا کہ فلاں حکیم ہوں کوئی میرے تک نہ پہنچنے پائے اس لئے میں نے یہ تدبیر کی ہے کہ ایک پتلہ تیار کیا اور چاروں سیڑھیوں سے اس کا تعلق جوڑ کر تیر کمان اس کے ہاتھ میں دیا، پہلی سیڑھی پر وہ مستعد اور تیار ہو جاتا دوسری پر جونہی قدم رکھا تیر کمان کے ساتھ مل جاتا ہے اور تیسری سیڑھی پر جیسے ہی قدم رکھا تیر چھوٹ کے وہ شخص ختم ہو جاتا ہے، اسی طرح ہوتا رہے گا یہاں تک کہ فلاں نام کا

ایک حکیم اپنی دانائی سے مجھ تک پہنچے گا، یہ اللہ والا علم والا نہ تھا، کائنات کے اعتبار سے تھا باوجود اتنی قسموں کے علم کے صحابہؓ کا کل والا علم تھا، خدا کی ذات والا علم تھا، آج سارا مسلمان روس، امریکہ فرانس، برطانیہ کی طرف جھک رہا ہے، کائنات کا علم ان کے پاس کل کے پاس کل کے درجے میں ہے تم وہی پالک گیہوں، جوار، تانٹ بٹن کا علم جانتے ہوں، جو جز ہے، لہٰذا تم کو کل کی طرف جھکنا پڑ رہا ہے۔

اگر اللہ کے علم پر محنت کرلو صحابہؓ کی طرح ترتیب قائم کرلو اس علم کے پھیلانے اور دینے، سیکھنے اور سکھلانے کے لئے اور ترتیب اسی نہج پر چالو ہو جاوے تو مادہ اور کائنات والے ایسے ہی تمہاری طرف کھینچیں گے، امت کا اکثر حصہ علم میں اشتغال رکھتا تھا، حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے انسانی علم سے کاٹا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نہیں کہا کہ انسانی علم لے کر آؤ، ایران، مصر، ہندوستان سے جہاں اس زمانہ میں کائناتی علوم کے مرکز تھے، محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ان میں سے کسی ملک میں نہ بھیجا اپنی امت کو ترقی دینے کے واسطے اس علم الٰہی پر اٹھایا اور کہا سارے علم زیر ہوں گے تمہارے سامنے علم کا نہج اور علم صحیح ساتھ ہی عمل اور اس پر یقین ہو بحیثیت امت کے نہ بحیثیت افراد کے، علم فہم صحیح کے ساتھ اس کے ساتھ عمل اور یقین جب تھا جب پوری امت علم الٰہی لینے کی ترتیب پر تھی۔

آج بھی اگر جاری ہو جاوے اور چار چار مہینہ کی ترتیب قائم فرمالے، صحابہؓ کی طرح پر کوئی تو تہائی مسجد، تہائی بیرون، کوئی چوتھائی نکالے، کوئی سا تناسب باعتبار امت کے پیدا ہو تو یہ علم اپنی حقیقت کے ساتھ باقی ورنہ جہالت سمجھ جو کبھی عمل پر نہ ڈالے اور نہ کائنات کے علم کو شکست دے سکے ظلمت کو نور سمجھ بیٹھے آپ نے نور کو نہ سمجھا اس میں استخلاف فی الارض اور تمکین فی الارض ہے محنت اس یقین کے ساتھ صحابہؓ نے کی تو جذبات کا ایک سمندر تھا، جب یقین کے ساتھ اس علم پر محنت کا میدان قائم کیا تو تابعین اور تبع تابعین بعد تک ایسے کرامات اور انبیاء جیسے حالات وجود میں آئے، جو اس علم پر آئے اپنے زمانہ کی حکومت اس پر جھکی انہوں نے حکومت والوں سے ملنا پسند نہ کیا، حضرت ابوحنیفہؒ سفیان ثوریؒ حکومت کا ایک لقمہ حرام سمجھیں، ان سے ملنے نہ جاوے اور نہ ان کے آنے کو پسند کریں اس علم نے حکومت سے زیادہ سے زیادہ عزت دلائی تھی اسی نے امام ابوحنیفہؒ کے زہر امام مالکؒ کی اذیت امام احمدؒ کی تکالیف پر حکومت کو آمادہ کیا، محدثین صوفیاء سے آگے، صوفی علماء سے آگے، محدثین کا رنگ شاندار تھا (۱۰) اب لوگ اسی میدان میں ہی کورے یہ غیر والا خدا کا علم ہے، نخرہ برداشت کرنا ہوگا، علم کا آج ہمارے اس نخرہ نے اور آسائش نے اندر سے محروم کر دیا۔

مولانا کے پاس محمد سورتی آئے، ۵۷ سے پہلے کا قصہ ہے حضرت اپنے ساتھ دو نوکر لے کر گجرات سے آئے ٹھاٹ باٹ، باورچی الگ، ساتھ کا نوکر الگ، مولانا نے فرمایا صاحبزادے حدیث پڑھنی ہے یا ریاست کرنی ہے، اگر واقعی حدیث پڑھنی ہے تو یہ ریاست واپس کر دو، وہ ریاست تمہاری ہی رہے گی، بعد میں فاعدہ اٹھا لینا ایک گاڑھے کا کرتہ ایک نیلی لنگی اور ایک پیالہ دیا، سارے گھر چکر لگا لو کہ طالب علم کی روٹی دے دو، دماغ سے غرور نکالنا تھا، یہ بات نہیں علم الٰہی کا رنگ اسی وقت چڑھے جب دماغ سے یہ چیزیں نکلیں اب یہیں رئیس کے بچے کھانا لینے چلے کہ طالب علم کا کھانا دو، کوئی

سنے کوئی نہ سنے کسی نے آواز نہ دی تو پیالہ لے کر کھڑے ہیں، پھر خدا کا نور دل میں آیا امت کے عالم عبداللہ بن عباسؓ میں کونسا سرخاب کا پر لگا تھا، عمرؓ نے تمام اجلاء صحابہؓ کے سامنے پوچھا بتاؤ، اذا جاء نصر اللہ۔۔الخ، (۱۱) کا مطلب سب نے الگ الگ وجہ بتائی ابن عباسؓ سے پوچھا فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال کی خبر ہے، فرمایا تو نے جو کہا اتنی ہی بات میں جانتا ہوں اسی واسطہ عزت کرتا ہوں، (۱۲) پھر یہ علم کا مرکز بن گئے لوگ دور دراز کا سفر کر کے آتے اور ان کا دروازہ بند ہوتا پھر دربان آواز دیتا اب میراث کے متعلق جن کو پوچھنا ہے وہ اندر داخل ہو جاویں لہٰذا ایسے ہی ہزاروں کو سیراب کیا۔ (۱۳)

---

(۱) سورۃ طٰہٰ: ۱۳

(۲) بخاری حدیث نمبر: ۳، باب بدء الوحی

(۳) المعجم الکبیر للطبرانی صفحہ ۲۱ جلد ۵ حدیث نمبر: ۴۶۵۳

(۴) کنز العمال صفحہ ۱۵۲ جلد ۷ حدیث نمبر: ۱۸۴۷۰

(۵) تفسیر قرطبی صفحہ ۶۱ جلد ۶

(۶) کنز العمال صفحہ ۶۱۲ جلد ۶، باب فی فضل الفقر والفقراء حدیث نمبر: ۱۷۰۹۸

(۷) سیر اعلام النبلاء صفحہ ۶۷ جلد ۱

(۸) تدریب الراوی صفحہ ۴۸ جلد ۲، جامع بیان العلم وفضلہ صفحہ ۲۹۲ جلد ۳ حدیث نمبر: ۱۱۸۰

(۹) سورۃ النحل: ۹۶

(۱۰) تذکرہ الحفاظ اور سیر اعلام النبلاء

(۱۱) سورۃ النصر: ۱

(۱۲) بخاری حدیث نمبر: ۴۵۸۸ باب قولہ فسبح بحمد ربک واستغفرہ

(۱۳) البدایہ والنہایہ صفحہ ۳۳۲ جلد ۸، ترجمہ ابن عباسؓ

سورۂ فاتحہ پورے قرآن کا خلاصہ ہے

{بمقام: چاٹگام مشرقی پاکستان، بعد نماز عصر، خواص میں بیان}

اقتباس

آج مسلمان کے ذہن میں پستی آئی، ذہن میں نہ رہا کہ صرف نماز سے کامیاب ہوا اس کے لئے سلسلہ ہے سب کچھ چھوڑ کر ملک و مال والے ان کے پاس گئے خود وہ ملک و حکومت والوں کے پاس نہیں گئے، خواجہ اجمیری وغیرہ جن کی قبروں پر آج تک حکام جاتے ہیں، عبادت کے بننے پر ایسا ہوا، اس کے مثال میں اولیاء کو دیکھو اور ملک و مال کے نقشہ میں اپنی حکومت دیکھو، بے بسی ملک و مال کی دیکھو، ملک و مال مسلمان کے پاس ہے پھر بھی بے بس ہے، دوسروں کے ہاتھ میں لگام ہے، عبادت کی قوت اولیاء میں دیکھو فرق یہ ہے کہ صحابہ اجمعین نے مجموعہ میں عبادت بنائی، تابعین نے دعا مانگی تو مرا گدھا زندہ ہوا، غیب سے کھانا آیا، حضرت ابو مسلم خولانی کے لئے نماز کے بعد والی دعا سے فرشتے نے قاتل کو مارا ہے عبادت کا مجموعہ تھا اور بعد میں خواجہ اجمیریؒ وغیرہ اولیاء ایک ایک تھے (انفرادی) صحابہ اجمعین نے عبادت کی طاقت مجموعہ میں پیدا کی تھی، افراد میں یہ بات آئی مجموعہ ملکوں پر چھایا، عبادت والے ملکوں پر چھائے، تبلیغ میں یہی کہتے ہیں کہ عبادت والا مجموعہ تیار کرنے کے لئے محنت کی ترتیب بدلنی ہوگی، اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِھِم عبادت نماز سارا دین اعمال کا نام ہے، عبادت کے عمل پر کامیابی کا یقین ہو تو سارا دین آسانی سے چلے گا۔

سارے طبقات کی محنت مشترک ہے چلنا بولنا سب کر رہے ہیں اگر صرف محنت پر ملتا تو سب کو برابر ملتا، لیکن ایسا نہیں ہے بلکہ جس پر محنت کرتا ہے، اس کے اعتبار سے ملتا ہے اگر کوڑا کرکٹ پر یا سونے پر محنت کرے گا تو اس کے اعتبار سے ملے گا۔

اللہ تعالیٰ جو دیں گے وہ دو قسم کا ہے، ایک وہ جس کی کوئی حیثیت نہیں جیسے دنیا کو اس کی قیمت اللہ کے نزدیک مچھر کے پر کے برابر نہیں (۱) جیسے انسان کے سامنے پاخانہ ہے، اللہ کے نزدیک دنیا ہے پہلے درجہ میں تو اس کی حیثیت نہیں ہے، دوسرے درجہ میں یہ کہ وہ آدمی کے ساتھ منتقل نہیں ہوتی ہے، اس کے حدود ہیں، ایک حصہ تو بالکل منتقل نہ ہوگا، مثلاً زمین، جائیداد، مکان وغیرہ اور بہت سی چیزیں ملک کے اندر منتقل ہوں گی باہر نہیں، مثلاً محدود کرنسی کے علاوہ اور نہ لے جاسکو گے، دنیا میں کچھ نہ کچھ منتقل ہوتا ہے لیکن آخرت میں کچھ بھی منتقل نہ ہوگا، کپڑے، گھڑی، عینک اتار دی جائے گی باہر والا سب اتارا اور اندر والا پورا لے کر منتقل ہوگا اور دنیا میں بھی ایک جگہ سے دوسری جگہ اندر جو کچھ تیار ہوا ہے، اس پورے کو لے کر جائے گا جو آدمی کے اندر بنتا ہے وہ آدمی کے ساتھ جاتا ہے انسان کی محنت سے جیسے باہر بنتا ہے اندر بھی بنتا ہے، جو ہر وقت ساتھ رہتا ہے اور ہر جگہ منتقل ہوتا ہے باہر جو بنتا ہے وہ ہر وقت ساتھ نہیں رہتا ہر جگہ منتقل نہیں ہوتا اندر وہ بھی بنتا ہے

جس سے آدمی کامیاب ہو اور وہ بھی بنتا ہے جس سے آدمی ناکام ہو، ایمان وشرک صحیح وغلط، اللہ اور رسول کی محبت اور ملک و مال کی محبت بنتی ہے، دین کا علم، دنیا کا علم، نیت، اخلاق، اغراض، دھیان، غفلت بنتی ہے، اب یہ جو اندر میں بن رہا ہے، اس پر خدا ہر ایک کو اندر باہر میں کامیاب ناکام کریں گے، ضابطہ وہ نہیں ہے جو باہر ہے باہر گدھے پر ہیں اندر میں وہ بنا جس پر کامیاب ہو گئے ہیں، باہر کار میں ہیں صورت کامیابی کی ہے، اندر میں وہ بنا جس پر ذلیل ہو تو ناکام رہے گا، حضرت عیسیٰؑ آپؑ گدھے پر تھے پھر بھی ساری دنیا میں عزت اور بلندی ملی اگر کوئی گالی دے تو ساری دنیا میں ہنگامہ برپا ہو اور وزراء اور صدر کو الیکشن میں غدار کہا کوئی ہنگامہ نہیں ہوا، حالانکہ کروڑوں کی جائیداد ہے لیکن اس زمانہ والے ذلیل کر رہے ہیں کیوں کہ اندر میں کامیابی کی بنیاد غلط ہے، اللہ نے ملکی، قومی، خاندانی، انفرادی اور شخصی طور پر بھی یہ ضابطہ رکھا ہے کہ اندر والی صفات سے کامیابی ہے، اگر اندر والی صفات نہ ملی تو ناکامی۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل کی اندر کی مایا اور نماز بنائی فرعون نے مکان، باغ کے نقشے، فوج وغیرہ بنائی باہر کا بنایا اندر میں کچھ نہ بنایا تھا، یا موسیٰ علیہ السلام نے قوم میں اندر کا یقین بنایا جس پر عزت ملتی ہے، انھوں نے محنت کر کے اندر کی بنیاد بنائی، فرعون نے باہر کی بنیاد بنائی دونوں فریق کو لے کر چلے تا کہ ساری دنیا تماشہ دیکھے کہ جو باہر کا بنا کر اندر کا نہ بنا سکے کیسے ڈوبتے ہیں، سمندر فرعون کا ہے، اَلَيْسَ لِيْ مُلْكُ (۲) ملک فرعون کا، دریا میرے تحت ہے، اسی دریا میں سڑکیں نکلیں، کسی ملک میں کوئی چیز نکلے تو اسی کی قرار دی جائے گی، سڑکیں فرعون کی ہیں اس سے بنی اسرائیل پار ہوئے گئے ہیں اور جن کے اندر میں ناکامی کی بنیاد تھی وہ ناکام ہو گئے وہ اپنے ملک کے دریا کی سڑک میں پانی مل جانے سے ڈوب رہا ہے، جس نے آج تک اندر کی بنیاد نہ بنائی اور موسیٰ علیہ السلام کو جادوگر کہا، آج دیکھا کہ اپنا ملک، اپنا دریا، اپنی سڑک میں ڈوبتے ہوئے حَتّٰى اِذَا اَدْرَكَهُ.. الخ (۳) فرعون کے لئے سخت سے سخت لفظ بنی اسرائیل کے خدا کا ہے کیوں کہ ان کو پیٹا ہے، اس وقت صرف خدا کو مانتا ہوں یہ نہ کہا بلکہ بنی اسرائیل جس خدا کو مانتے ہیں اس کو مانتا ہوں یہ کہا سارے نبیوں کے واقعات میں اللہ نے قرآن میں ایک ہی بات بتائی جو کچھ اندر میں ہے اس پر کامیابی اور ناکامی اور جو باہر رہتا ہے اس میں ناکامی ہے۔

سورۂ فاتحہ پورے قرآن کا خلاصہ ہے یا روح ہے اس میں نہج اور طور طریقہ بتائے، الحمد للہ رب العالمین، قوموں، ملکوں، غریبوں، امیروں کے حالات بنانے بگاڑنے والے خدا ہیں، باہر کی شکلیں غلبہ وتحفظ کی ہے، ان سے نہیں بنتا، سارے نبیوں کا متفقہ نعرہ یہ ہے کہ باہر کے سارے نقشے میں حالات میں نہیں بنتے، خدا بناتے بگاڑتے ہیں، قرآن میں پڑھو قارون، فرعون، قوم نوح، قوم سباء، ملک ومال اکثریت میں بگاڑے حالات، نمرود کو اسکیم میں ناکام کیا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام اور یوسف علیہ السلام کو آگ اور کنویں میں کامیاب کیا حالات بنائے، حضرت شعیب علیہ السلام اور حضرت لوط علیہ السلام سے مصیبت کی فضا میں حالات بنائے، (۴) اگر حالات خارج کے نقشوں سے بنتے تو خارجی نقشوں والوں کے حالات بنتے لیکن ایسا نہیں ہوا، دنیا کے مشرق ومغرب میں جو کچھ ہے اس سے حالات بنتے بگڑتے نہیں اس یقین کے بنتے ہی خدا عزت اور سربلندی کے دروازے کھول دیتے ہیں۔ مَلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ قیامت کے دن خدا جنت کا فیصلہ دیں، تو حالات کا بننا بگڑنا خدا کے ہاتھ

میں ہے اور اس کے فیصلہ پر ہے، حتی اذا جاء امرنا (۵) کہا تھا کہ جب حکم آیا تو فرعون اور قوم نوح کے حالات یوں بگڑے خدا اگر کسی قوم کے حالات بگاڑنے کا فیصلہ کریں تو نقشوں میں بگڑیں گے کہ حالات کا تعلق خدا کے امر سے ہے، یہ یقین آیا تو اندر میں کامیابی کی بنیاد آئی اسے بھی مسلمان مانتا ہے کہ اس کے حکم سے ہوتا ہے کیا کریں اسے عام طور پر بھی کہتے ہیں ہمیں بھی تو کچھ کرنا ہوگا، ہم تجارت، زمین، ملک پر محنت کریں گے تو خدا کے حکم سے حالات بنیں گے اللہ نے کہا کہ نہیں ایسا نہیں بلکہ اِیَّاکَ نَعْبُدُ ۔ الخ (۶) عبادت کریں گے، ایک تو ہے عبادت کرنا دوسرے معبود کے یہاں وہ عبادت قبول ہونی ہے، بغیر قبول والی تو سب کر سکتے ہیں آپ نے پیار سے جوتا بنوایا، پسند نہ آیا تو منہ پر مار دیا درزی سے کپڑا سلوایا، پسند نہ آیا تو پھینک مارا اور پسند آئے تو چار کے بدلے چھ دیتے ہیں جیسا تم کرتے ہو خدا بھی کرتے ہیں کہ عبادت خدا کو پسند آئے گی تو حالات کے ٹھیک ہونے کا فیصلہ دیں گے اگر پسند نہ آئی تو حالات کے بگاڑنے کا حکم دیں گے، اللہ کی پسند کی عبادت کر کے مانگو تو خدا دے گا (یہاں کہتے ہو کہ مولوی صاحب تم نے نبیوں جیسی بات کہی، نظام بتایا یہ حضرت موسیٰ علیہ السلام والی بات ہوئی بلکہ اس کے ساتھ قارون، شداد، یا فرعون کو لگاؤ، نماز کے ساتھ مال یا جائیداد، نمبری یا حکومت یا عہدہ کے ساتھ ملاؤ تو بات کریں گے قوم ثمود کو ملا کر صنعت کریں گے نماز پڑھ کر مانگیں گے تو ملے گا۔)

آج مسلمان کے ذہن میں پستی آئی، ذہن میں نہ رہا کہ صرف نماز سے کامیاب ہوا اس کے لئے سلسلہ ہے سب کچھ چھوڑ کر ملک و مال والے ان کے پاس گئے خود وہ ملک و حکومت والوں کے پاس نہیں گئے، خواجہ اجمیری وغیرہ جن کی قبروں پر آج تک حکام جاتے ہیں، عبادت کے بننے پر ایسا ہوا، اس کے مثال میں اولیاء کو دیکھو اور ملک و مال کے نقشہ میں اپنی حکومت دیکھو، بے بسی ملک و مال کی دیکھو، ملک و مال مسلمان کے پاس ہے پھر بھی بے بس ہے، دوسروں کے ہاتھ میں لگام ہے، عبادت کی قوت اولیاء میں دیکھو، فرق یہ ہے کہ صحابہ اجمعین نے مجموعہ میں عبادت بتائی، تابعین نے دعا مانگی تو مرا گدھا زندہ ہوا، (۷) غیب سے کھانا آیا، (۸) حضرت ابو مسلم خولانی کے لئے نماز کے بعد والی دعا سے فرشتے نے قاتل کو مارا ہے، (۹) عبادت کا مجموعہ تھا اور بعد میں خواجہ اجمیریؒ وغیرہ اولیاء ایک ایک تھے (انفرادی) صحابہ اجمعین نے عبادت کی طاقت مجموعہ میں پیدا کی تھی، افراد میں یہ بات آئی مجموعہ ملکوں پر چھایا، عبادت والے ملکوں پر چھائے، تبلیغ میں یہی کہتے ہیں کہ عبادت والا مجموعہ تیار کرنے کے لئے محنت کی ترتیب بدلنی ہوگی، اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِھِمْ (۱۰) عبادت نماز سارا دین اعمال کا نام ہے، عبادت کے عمل پر کامیابی کا یقین ہو تو سارا دین آسانی سے چلے گا۔

---

(۱) ترمذی حدیث نمبر: ۲۲۴۲، باب ماجاء فی ھوان الدنیا علی اللہ

(۲) سورۃ الزخرف: ۵۱

(۳) سورۃ یونس: ۹۰

(۴) قصص القرآن از مولانا حفظ الرحمن سیوہارویؒ

(۵) سورۃ ہود: ۴۰

(۶) سورۃ الفاتحہ: ۵

(۷) البدایہ والنہایہ صفحہ ۳۲۴ جلد ۶

(۸) البدایہ والنہایہ صفحہ ۱۲۲ جلد ۶

(۹) تاریخ ابن عساکر وغیرہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کا انتقال طبعی موت سے ہوا ہے صفحہ ۲۳۴ جلد ۲۶

(۱۰) سورۃ الرعد: ۱۱

مسجد نبوی کی محنت قائم کرو

اقتباس

خدا نے اپنی کتاب میں فرمایا اِنَّمَا یَعْمُرُ مَسَاجِدَ اللّٰہِ۔ الیٰ آخرہ مسجدوں کو آباد وہی کرتے ہیں جو ایمان دار ہیں، اگر اس ماحول کو زندہ کرنے کے لئے مارا مارا پھرے اور تعمیر کروائے یہ مسجدیں بہت طریقہ سے آباد ہوتی ہیں، ذاتی عبادت سے ایک ذات کے لئے اور عمومی قربانی سے عمومی طور پر، مسجد میں جھاڑو دیدی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسجد میں جھاڑو دیا کرو یہ حوروں کی مہر کی ادائیگی ہے، تعلیم، گشت، تسبیح ایمان کی باتیں کرنی ہیں اپنا موضوع مسجد کو بنانا ہے باہر جو جانا ہے ضرورت کے طور پر کمائی مقصد نہیں، مسجد کو آباد کرنا کام ہے، کوئی کام اٹکے تو مسجد میں جائیں گے حل کرانا ہے، ایسے مسجد کے پابند کہ کوئی پوچھے فلاں صاحب کہاں ہیں، مسجد ہی کا پتہ دیا جائے، ترتیب کیا تھی، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابوبکرؓ اس کا قرضہ اتار دو، فلاں نماز میں آجانا، تو سارے ہی کاموں کا جوڑ نماز سے تھا، عصر اور مغرب میں آجانا، فجر وہاں پڑھ لینا، بعد میں اور کام بھی صحابہؓ کے مسجد کے تھے کام کرنا ہوا، مسجد میں چلے زمین خریدنی ہوئی مسجد میں چل کر، ہمارے پاس اتنا وقت نہیں ہے کہ مسجد میں تشریف لے آئیں یہ قربانیوں کی گھٹیا شکل، عبادت کے ماحول کہ مکہ والی قربانی مسجد نبوی والے اعمال، یہ مہر ادا ہوگا۔

نحمدہٗ ونصلی علی رسولہ الکریم

میرے بھائیو اور دوستو!

بیت اللہ پر اور مسجد حرام پر جو ہو وہ سب کچھ آج بھی ہوسکتا ہے بی بی کا مہر مقرر نہ ہو تو جو ماں کا ہوتا ہے وہ ہی ہوتا ہے اگر ماں کا مقرر نہ ہو تو جو اس کی بہنوں اور ماں کا ہو وہ اسی کا ہوتا ہے، اسی طرح ان مسجدوں کا مہر وہ ہے جو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے پیش کیا اگر مہر ادا کر دیا جائے تو وہ ہوگا جو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے پیش کیا، جو اس کی مسجد سے چلی اس سے ساری دنیا میں پھیلائی جو طاقت مسجد کو توڑنے آتی ہے ہلاک ہوتی ہے اس لئے اس کو ام القریٰ اور ام المساجد قرار دیا، تمام دنیا بھر کے شہروں کی ماں اور وہ مسجد تمام دنیا بھر کی مسجدوں کی ماں ہے (۱) اور ایک بات اور ہے دنیا کے اندر چاہے ملک کے اعتبار سے اور مال کے اعتبار سے اور شکلوں کے اعتبار سے چاہے جتنے شہر بن جائے کوئی ام القریٰ نہیں بنے گا اور ساز وسامان کے اعتبار سے کوئی مسجد امّ نہیں بنے گی، چیزوں کے اعتبار سے نسبت سنہ ملے گی، ہمارا موضوع وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنَ (۲) خدا نے عبادت کے واسطے تمام انسانوں کو پیدا کیا اور موضوع خلقت انسانی عبادت ہے اور ساتوں زمیں وآسمان انسان کے حساب میں ہے، ہمیں بنانا تھا اس لئے زمین وآسمان کو بنایا انسان کو اس لئے وجود بخشا کہ

حضرت محمد ﷺ کی ذات اعلیٰ کو پیدا کرنا تھا، یوں ترتیب ہے جو اصل میں آئے اور اصل جو سب کے آخر میں آئے تو ابتداء میں زمین و آسمان کا وجود نہیں تھا، اول میرے نور سے نبیوں کا نور چلا ہے اور آپ ﷺ کی آمد اور نبیوں کے اعتبار سے سب کے آخر میں ہے باقی وجود کے اعتبار سے خلقت کے اعتبار سے اول آپ ﷺ ہیں اور واسطہ اور نسبت سے چیز بڑھیا ہوا کریں پھر اس اعتبار سے ہم تم بھی اس نسبت میں ہیں زمین آسمان کھانے کھانے کی شکلیں اور چیزیں ضمناً ہیں جب موضوع ہونہ آوے تو آفت آوے گی، یوں تو فساد مچاویں یاجوج ماجوج کی طرح ایک دوسرے پر درندگی کریں، اگر عبادت پر آویں تو سب کی زندگی بنے گی، فرشتوں کے سامنے قسمیں بیان کی لیکن کیا کریں انسان ایسے ہوں۔

اب شکل اپنی خلیفہ کی بناؤ قَالُوْٓا اَتَجْعَلُ فِيْهَا مَنْ يُّفْسِدُ فِيْهَا وَيَسْفِكُ الدِّمَآءَ (۳) کیا اس کو پیدا کرتے جو فساد مچائے گا اور خون بہائے گا، خدا نے پہلے بتایا ہوگا کہ فساد مچائے گا خون بہائے گا، تو اس کو کیوں پیدا کرتے ہو ہم تسبیح وتحمید کرتے ہیں، یہاں روٹی ٹکڑے کا سوال عورت بچہ کی حاجت نہیں، اِنِّيْٓ اَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ (۴) جو موضوع بنانے کا ہے وہ دیکھ رہا ہوں اللہ کا جاننا تو اللہ ہی کا جاننا ہے آدم کی نسبت سے حضرت نوح علیہ السلام پھر اسی طرح نسل الی آخرہ آدم نے اپنی اولاد دیکھی چیونٹیوں کی طرح، کہا یہ تیری اولاد ہے ایک کو دیکھا نورانی شکل یہ کون؟ کہا نبی خلیفہ ہوں میں، عمر پوچھی ساٹھ سال اس کو چالیس دے کر سو کر دیئے، چنانچہ حضرت آدم کے انتقال میں چالیس برس باقی تھے کہ ملک الموت آیا، پوچھا کہ کیسے آیا؟ جان نکالنے جواب دیا، تم نہیں نکال سکتے کہا، کیسے نہیں؟ فرمایا چالیس سال باقی ہیں کہا وہ تو آپ نے اپنے بیٹے داؤد کو دیدئے کہا، میں نے نہیں دیئے تھے، کون دے؟ کس کو دے عمر چالیس سال، حضرت داؤد علیہ السلام کو تو دیدے، بدل گئے، بہر حال خدا تعالیٰ نے چالیس سال اور بھی دیدیئے، (۵) اللہ نے بنائے عبادت کے لئے، قربانی حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دی گویہ مرکزیت عطا کر دی، اس جگہ تو جہاں قربانی دی گئی، چاہے مکہ والوں میں سے جو کچھ ہو موضوع انسانی ہے اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ (۶) اس کا حق حضرت ابراہیم علیہ السلام نے پورا ادا کر دیا ہے وہ مسجد ام المساجد اور وہ شہر ام القریٰ کہلایا اور ساری دنیا اس کے نظام کے تابع قرار دی گئی۔

اگر محنت کر لی تو امریکہ اور روس کچھ بھی نہ بگاڑ سکے گا، جس کی جان کا مہر ادا کر دیا گیا ہو، آج چار ہزار برس کے بعد بھی وہی بات ہے، اگر دیکھنا چاہتے ہو وہی مہر ادا کر دو، حضرت حوا کا مہر ادا کر کے کام شروع کر دو، خدا کی نصرت شروع ہو جائے، حضور کے ابا جی حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ایک گھر کا مہر دیا تھا آپ نے فرمایا میں ہزاروں گھروں کا دیتا ہوں جدھر ہاں دیا تھا وہی ہر گھر کا دلوایا، اولیات کی وجہ سے قبلہ وہی رہا، شکل کے اعتبار سے دوسرا فائدہ حاصل کرنے کے لئے تیاری کی ضرورت ہے جنہوں نے ادا کر دیا، کام بن گیا، عبادت کے عالی کرنے کے لئے مسجد نبوی مرکز بنایا تھا، قربانی دی عبادت کی ہم بھی قربانی دو اور قربانی دلوانا اس کا طریقہ مسجد نبوی ہے، اپنے اپنے گھروں مسجدوں کے لئے جو مہر دو گے اس کے حساب سے کام چلے گا، اس کا مہر کیا ہے اونچی مسجد اور سامان نہیں اس کا مہر پوری دنیا مل کر بھی چیزوں کے اعتبار سے نہیں بن سکتی، مسجد حرام مسجد نبوی کے حساب میں ہو سکتی ہے، چاہے جھونپڑی کی بنائی ہو یہ کتاب جس کا سلسلہ مکہ مدینہ ہے،

پوری زمین سے ہندوستان اور ہندوستان کا پورا روپیہ اور پوری دنیا کا مال بھی مکہ کے معمولی زمین کے عوض نہ بن سکے گی، دنیا بھر کی کھیتی اس کا کارخانہ اس کی قیمت نہیں بن سکتی تو مہر کی کس طرح بن سکے گی، اگر مہر بنانا ہے تو ابراہیم علیہ السلام اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی قربانیاں اپنی مسجدوں میں شروع کروا گر وہ دیکھنا چاہتے ہو جو مسجد نبوی اور بیت اللہ پر دیکھا گیا وہ مہر ادا کرو جو وہاں کی مساجد کا مہر ادا کیا گیا تھا، جو قربانیاں دی گئیں ان قربانیوں پر جو خدا نے کر کے دکھایا وہ تمہاری مسجد پر بھی کر کے دکھلائے گا لوگوں کی دنیا پر چوٹ پڑے گی اور مانگیں گے اپنی حاجتیں تو غیب سے پوری ہوں گی، جب قربانیاں امّ المساجد کی زندہ شاخ ہوگی تو زندہ شاخ پر میوہ پھل آتے ہیں، اگر قربانی پیش کر دی تو ہماری مساجد بیت اللہ کی زندہ شاخ ہوگی، ساری دنیا ہی مساجد کو زندہ بنا سکتی ہے جڑ ایسی مضبوط ہے کہ ساری دنیا کو طاقت پہنچا دے، اس کی راستہ سے قربانیاں چلیں گی اور مہر کی ادائیگی کرو گے تو بھی انسان کا موضوع کھانا پینا اور نقشہ بنانا نہیں رہے گا، اب اصرار کرنے والوں پر آفت شروع ہوگی اور نہ معلوم کیا ہوگا وہ راستہ ختم ہوتا ہے اور یہ شروع ہوتا ہے۔

عمرو بن عاصؓ جن کے اعمال میں ملکوں کا حساب ہے جنہوں نے بڑے بڑے سامان ایک بت پہ قربان کئے تھے بڑے بڑوں کو لا کر اپنے بت کے غلام کراتے اور رات کو سیدھا کرتے اور صبح اوندھا ہو جاتا اٹھاتے دکھ ہوتا کہ ہمارے دیوتا کو کس نے اندوھا کرا دیا پھینک دیا کنویں میں ڈبا ملا دھویا دھایا سارے دن پوجا کی اگلے دن پھر اندوھا رکھ کر عبادت کی تیسرے دن پھر اندوھا اب اٹھایا تو اس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا اقرار کر دیا، ایک طرف عکرمہؓ، خالد بن ولیدؓ، حارثؓ ہاتھ باندھ کر شعر پڑھ رہے ہیں، اے ہمارے خدا! ہم کو نہ معلوم کون گستاخی کر رہا ہے ورنہ تیرے پوجاری ایسے بہادر کہ اس کئی مانگین نہ رہنے دیں، ہم مدد کو تیار ہیں، سب پیچھے آمین کہیں آواز آئی میں بار بار گر رہا ہوں، میری پوجائی کا زمانہ ختم ہو گیا، اب خدا پاس جا اب تو ان مسجد والوں کے زندہ ہونے کا وقت ہے، (۷) محنت کے بعد باہر کے نظام میں اپنے آپ تبدیلیاں شروع ہوگی، خداوند کریم آئیں گے، میں تم مہر ادا کر دو اگر مسجد نبوی کی طرح مہر ادا کر دیا تو ترتیب بدلیں گے، محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کی طرح عالمی کام ہوگا، اگر ابراہیم علیہ السلام کے طریقے تمہارے علاقہ میں آ گئے پھر تبدیلی شروع گی اور اعمال نبوی سے آفات ختم ہوں گی، عذاب آتا ہے جب اذان شروع ہوتی ہے، ہٹنا شروع ہوتا ہے (۸) اگر اذانیں نہ ہوں تو نہ معلوم ان شہروں میں کیا آفتیں آویں اور مسجد کے عمل، دین سیکھنے اور تعلیم کے حلقوں سے نہ معلوم کتنی آفتیں دور ہو رہی ہیں، تسبیح نماز، حلال، حرام سیکھا جا رہا ہے، عمل سے آفات دور ہو رہی ہے، جو مسجد کے لئے ایسے بن جائیں ان کے دل مسجدوں کے ساتھ لٹکے ہوتے ہیں یہ ایمان دار ہونے کی علامت ہے (۹) مساجد آباد کرتے ہیں خدا نے اپنی کتاب میں فرمایا اِنَّمَا یَعْمُرُ مَسَاجِدَ اللّٰہِ... الی آخرہ (۱۰) مسجدوں کو آباد وہ ہی کرتے ہیں جو ایمان دار ہیں، اگر اس ماحول کو زندہ کرنے کے لئے مارا مارا پھرے اور تعمیر کروائے یہ مسجدیں بہت طریقہ سے آباد ہوتی ہیں، ذاتی عبادت سے ایک ذات کے لئے اور عمومی قربانی سے عمومی طور پر، مسجد میں جھاڑو دیدی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسجد میں جھاڑو دیا کرو یہ حوروں کی مہر کی ادائیگی ہے، (۱۱) تعلیم، گشت، تسبیح ایمان کی باتیں کرنی ہیں اپنا موضوع مسجد کو بنانا ہے

باہر جو جانا ہے ضرورت کے طور پر کمائی مقصد نہیں، مسجد کو آباد کرنا کام ہے، کوئی کام اٹکے تو مسجد میں جائیں گے حل کرانا ہے، ایسے مسجد کے پابند کہ کوئی پوچھے فلاں صاحب کہاں ہیں، مسجد ہی کا پتہ دیا جائے، ترتیب کیا تھی، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابوبکرؓ اس کا قرضہ اتار دو، فلاں نماز میں آجانا، تو سارے ہی کاموں کا جوڑ نماز سے تھا، عصر اور مغرب میں آجانا، فجر وہاں پڑھ لینا، بعد میں اور کام بھی صحابہؓ کے مسجد کے تھے کام کرنا ہوا، مسجد میں چلے زمین خریدنی ہوئی مسجد میں چل کر، ہمارے پاس اتنا وقت نہیں ہے کہ مسجد میں تشریف لے آئیں یہ قربانیوں کی گھٹیا شکل، عبادت کے ماحول کہ مکہ والی قربانی مسجد نبوی والے اعمال، یہ مہر ادا ہوگا دونوں ترتیب تو ہماری عبادت بڑھیا ہو جائے، تعلیم تسبیح، نماز، تلاوت ہوں غریبوں کی خدمت کی نیت کر کے مسجد میں آنا ہو، کوئی حاجت پیش کرے تو پورا کروں جب ہم شاخ قائم کر دیں، ایران، عراق، مصر، بحرین، یمن، انگلینڈ میں محنت کی لائن قائم کریں گے اور دو محاذوں پر کام ہو پھر بھی دو محاذ آج سیاسی پچاسوں محاذ جب ان محاذوں پر کام ہوگا، ہر وقت صلح، مشورہ کی ضرورت پیش آئے گی، جماعتوں کے روانہ کرنے کی فکر رہے گی نہ معلوم کسی وقت خبر آجائے اور کہاں سے آجائے اور ہمیں جماعت بھیجانا پڑے پبلک ایسی بنانی پڑے اور جذبات ایسے تیار کرنے پڑیں، ہر حالت میں اللہ کے راستہ میں نکلے، چوبیس گھنٹوں میں جس وقت بات کہے پورا مطالبہ ہو، تشکیل ہو۔

---

(۱) روح المعانی صفحہ ۴۲۹، ۴۳۰ جلد ۵ تحت قولہ تعالیٰ ولتنذر ام القریٰ

(۲) سورۃ الذاریات: ۵۶

(۳) سورۃ البقرہ: ۳۰

(۴) سورۃ البقرہ: ۳۰

(۵) ترمذی حدیث نمبر: ۳۰۰۲، باب ومن سورۃ الاعراف

(۶) سورۃ الذاریات: ۵۶

(۷) دلائل النبوۃ لابی نعیم صفحہ ۲۶۵ حدیث نمبر ۲۲۲ اور حیاۃ الصحابہؓ صفحہ ۳۱۰ جلد ۱

(۸) شامی صفحہ ۱۸۶ جلد ۳، باب الاذان

(۹) مسلم حدیث نمبر ۱۷۱۲، باب فضل اخفاء الصدقہ

(۱۰) سورۃ التوبہ: ۱۸

(۱۱) الفتح الکبیر فی ضم الزیادۃ الی الجامع الصغیر صفحہ ۳۱۴ جلد ۲ حدیث نمبر: ۸۸۳۳

کامل علم کے لئے محنت کا میدان قائم کرو

{بعد نماز تراویح، بمقام: بنگلہ والی مسجد، دہلی}

اقتباس

سو فیصد نقل وحرکت کے ذریعہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس علم کو چلایا اور فرمایا اسی پر علم ختم ہوا باہر کے علم کے ضرورت نہیں اور علاقہ کی فوجی تجارتی جہالت قرار دیا ہم اپنے علم سے دنیا کو شکست دیں گے دنیا کو پورے عرب کو اس علم پر اٹھایا، اس ترتیب سے لایا گیا، ڈیڑھ سو سفر کرایا جس میں ایک سے لے کر چالیس ہزار تک، سفر تبوک والا چالیس ہزار کی تعداد میں، ایک زندگی گزاری کہ خدمت، اخلاق، نماز، تعلیم سب نے دیکھا، بے شک یہ بہتر اور پابند زندگی رات ودن چلے مگر سفر میں سارے پہلوؤں کا علم نہ آیا، سفر کا زندگی کے محدود اوقات کا، گھر سے نکل کر جہاد، دعوت کا علم تو آ گیا لیکن گھر کی زندگی معاملات کا نہ آیا، اس کے لئے کہا گیا مدینہ آؤ ۱۵۰ سفر کرائے پورے عرب سے کئی مرتبہ آ کر کوئی چالیس دن اور بیس دن آ کر مدینہ میں رکے آدھ دن اور آدھی رات مسجد کو دی علم انسانی اور علم الٰہی کی تقسیم، ترتیب قائم کی، مسجد نبوی ۲۴ گھنٹہ کی خانقاہ، مسجد عدالت تھی سال میں چار مہینہ مدنی صحابہؓ اللہ کے لئے جان ومال کو ملک میں لے کر پھرتے، جب یہ ترتیب قائم ہوئی، پورا عرب اللہ والے علم پر عمل کرنے والا ہو۔

نحمدہٗ ونصلی علی رسولہ الکریم:

اللہ رب العزت نے انسانوں کے لئے علم کے دو سلسلے شروع فرمائے ہیں، ایک ناقص ایک کامل، ایک وہ علم ہے جو ختم ہونے والا ہے اور ایک وہ ہے جو ہمیشہ باقی رہنے والا ہے، نبیؐ کے افتتاح سے یہ سلسلے چلے، ناقص وہ جو عام کے مشاہدہ کے راستہ سے آتا ہے، کائنات کی محنت پر جو ملتا ہے وہ ناقص ہے یہ ختم ہو جانے والا ہے، اگر آج قیامت قائم ہو تو آج ختم ہو جائے، یہ ناقص کو تابع بنائے گا وہ غالب ہوگا اور جو کامل کو چھوڑ کر ناقص پر محنت کرتا ہے وہ ناکام ہوتا ہے دنیا کا دستور ہے جز کل کے آگے جھکتا ہے، پوری کائنات جز کی حقیقت نہیں رکھتی، اب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں تجربہ کر کے دکھایا یہ

علم الٰہی اسی علاقہ میں شروع فرمایا جو انسانی علوم کے مقابلہ میں سب سے پیچھے تھا، ان کے پاس بتوں کا علم تھا یا کھجوروں کا یا اونٹوں کا یا معمولی تجارت زراعت کا جزیرۂ عرب کے رہنے والوں میں علم نہیں تھا، کتابت اور لکھائی پڑھائی کا بہت ہی تھوڑا سا علم تھا، تلوار علاقی حیثیت سے باقاعدہ ہر ایک کے پاس ہوا کرتی تھی، اب حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے پورے علاقہ کو اس کامل علم کی طرف کھینچنے کے لئے محنت کا میدان قائم کیا باہر کے علم پر نہیں اٹھایا، ہزاروں برس سے عرب کے پاس کائنات کا جتنا تھا وہ ذرہ تھا، یونانیوں مصریوں شام والوں کے پاس پورا علم تھا کائنات کا علم بھی عرب کے پاس جز کے درجہ میں تھا اور ان کے پاس کل کے درجہ میں اور جز کل کے آگے جھکا کرتا ہے، لہٰذا ہزاروں برس سے عرب ایرانیوں مصریوں اور رومیوں کے آگے جھکے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کے علم پر پوری محنت کر ڈالی جب علاقہ اس علم کے مطابق آ گیا تو عربوں کے پاس کل کے درجہ میں اور باہر کے ملکوں میں جز کائنات والا، پہلے یہ جز تھے باہر کے کل پر، اور اب باعتبار خدا کے علم کے کلی ہو گیا، اب عربوں کے آگے باہر والے جھک گئے یہ علم زبردست ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انسانی زندگی کی لائن اور شعبہ میں چلایا اور اس میں خدا کے علم کو سمویا، پیشاب پاخانہ ساری گورنری ان کے طریقہ پر ہو، اگر پرورش کرو تو، فقیر بنو تو، سرمایہ دار ہو تو، علم والا طریقہ لو، سوتے ہو تو، جاگتے ہو تو اس کا علم لو، ملاقاتوں میں اس علم کا طریقہ جاری کیا، زراعت تجارت ملازمت میں علم الٰہی کا طریقہ یہ ہے کہ علم انسانی کو نیچے علم الٰہیہ کو اوپر کیا جتنا موافق علم انسانی تھا لیا اور جتنا مخالف تھا چھوڑ دیا باہر ہتھیار بہت، جنگ جو فوج بہت، عرب قوموں کو قرآن کے علم سے طاقت ملی، باہر کی سب ترتیب ساری فوجیں آگے جھک گئیں، آج موجودہ دائرہ میں رہتے ہوئے حکومت کو پریشان کر سکتے ہیں میدان میں، بیس تیس سال میں یہ فوجی ملکوں میں قتال کے ساتھ گھستے گئے وہ اس قتال کا اللہ کے علم کے اعتبار سے توڑ کے قتال کے بغیر ملک ہو، مکہ میں ۱۳ سال اصلاح، مدینہ میں نقل وحرکت شروع، اکثر جن میں اصلاح ہوئی اور جن میں قتال ہوا، وہ اصلاح سے خالی نہیں، ہر موقع پر پہلے تین دن دعوت دی گئی، (۱) اصول دیئے گئے تھے۔

عبادت خانوں کو بچانا امن جو نہیں لڑتا اس سے نہیں لڑنا، مصالحت کرنا، تو اپنے آدمیوں کی طرح حفاظت کرنا، امن کا لفظ تمہارے ایک آدمی سے نکل جاوے تو سب پابند ہوں گے، یہاں تو ملک کے صدر کی بھی پابندی نہیں وہ بدل گیا وہاں غلام نے زبان دی اور ہماری ساری فوج کو ماننی پڑی، ایک وقت شہر کا محاصرہ کیا اس شہر کے غلام تھے قید میں، امن لکھ کے پھینک دیا لکھا تھا دروازہ کھول دو امن دے دیا، اوپر سے باہر آتے کہا آپ نے امن دیا، ہم نے نہیں دیا یہ رہا امن کا پرچہ لڑائی وہیں رک گئی، جواب آیا اپنے غلام کا جو چاہے کرو، ان کو امن ہو گیا۔

ایک مہینہ تک روم کا بادشاہ اور حضرت معاویہؓ کے درمیان کی صلح ہوئی اب حضرت معاویہؓ نے سرحد پر فوج جمع کرنی شروع کی کہ جونہی مدت ختم ہو حملہ کر دیں فوج بھیجیں، حضرت ثابتؓ دوڑ کر گئے اور کہ ہم وفا کرنے والے ہیں عذر کرنے والے نہیں (۲) کیا یہ بدعہدی نہیں، تم اپنی سرحد پر فوج جمع کر رہے ہو، جب دو فریق کے درمیان مصالحت ہوتی ہے تو دوسرا سوچتا ہے کہ اگر حملہ کیا تو مدت کے ختم ہونے کے بعد دمشق سے فوج چلے گی، اس حد تک تین دن میں یہاں سے پانچ

دن کا آٹھ دن لگیں گے یہ ان کے ذہن میں ہے، لہٰذا مصالحت میں یہ آٹھ دن بھی داخل ہیں، لہٰذا اس سے پہلے فوج ہٹا نہیں سکتے ان کے ملک اور حکومت قرآن کے اصولوں پر آ گئے شفقت کے اصول مقابل کو مارنے ہی کا ضابطہ نہیں، آج اس وقت کے اعتبار سے فیصلہ کریں یہاں زبان سے کہی گئی ہے جو آسمان کی طرف ہاتھ اٹھاتا ہے وہ سمجھے امن دے دیا، اللہ کا واسطہ دے کر کہا آئندہ بھی اس طرح عمل نہ ہوگا مسلمان نے کہا میں اس کو قصاص میں قتل کروں گا کہا ایسے نہ ہوگا کہ دوسرا امن سمجھے قتل جائز نہیں، واقعات بھرے پڑے ہیں، (۳) جب کامل علم کے ساتھ ملا حکومت نے حکومت کو تجارت نے تجارت کو ہر لائن نے ہر لائن کو شکست دی، علم کلی نے علم جزئی کو، وہ علم اب بھی زندگی میں، اس کو لانے کے لئے محنت نہیں رہی، اللہ کے علم میں چیزوں کی اہمیت نہیں حکومت کے نقشوں کی کوئی اہمیت نہیں نصرت عبادت سے ہے، ہتھیار سے نہیں، حکومت کے فوج کے اصول میں ترقی تنزلی دونوں شکلیں ہیں، تجارت زراعت مراد نہیں وہ اصول جس سے تجارت زراعت بن جاوے وہ سب اعمال ہی اعمال ہیں، اس کے لئے عبادت کی محنت پر ڈالا، نماز ساری چیزوں سے ہٹ کر ہوگی، اس یقین پر کہ خدا عمل پر کامیاب کرے گا وہ اعمال ہیں خدائی قدرت کے اعتبار سے استعمال، قدرت کائنات سے آزاد ہے ان اصولوں پر خدا کائنات کے اعتبار سے قدرت پر کامیاب کرتے ہیں، اس واسطے عبادت کا میدان قائم فرمایا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے دس سال میں کم از کم ڈیڑھ سو سفر کئے اور کرائے (۴) جانا اور آنا فقط عرب میں دعوت دینے کے لئے اذان، نماز، تعلیم، ، اخلاق، خدمت، بھوکوں کو کھلانا، ننگوں کو پہنانا، ایسی زندگی گزارتے ہوئے عبادات کی دعوت دیتے ہوئے سینکڑوں کو یہ زندگی پسند آئی او چار پانچ، سات دن کے لئے ساتھ ہو جانے پر انھیں کامل زندگی سیکھنے کے لئے مدینہ کی دعوت دی جاتی جو انسان اسلام نہیں بھی لاتا مگر وہ مسلمانوں کے طور طریق کو جان جانا، غیر مسلموں کو معلوم تھا کیا حرام ہے، کیا حلال ان کو کونسی نماز سے محبت زیادہ ہے، عصر کی نماز بھاری ہے پھر اسلام میں آ کر علم اور پڑھنا گویہ ڈیڑھ سو سفر اسلامی زندگی دکھاتے ہوئے کئے، دکھاتے ہوئے جانا اور دکھاتے ہوئے آنا جب اس محور پر پہنچے جہاں لوگ مسلمان ہوا کرتے ہیں جہاں والوں کو جس طرح ہم کو کہیں سیکھو لو اسی طرح مدینہ آتے وہ بھی تقریباً ڈیڑھ سو سفر ہوئے ان کے آنے جانے سے چھ سو خط کھینچے اس سے پورا عرب اس علم پر آ گیا اور سو فیصد آ گیا۔

حضرت جی (مولانا الیاسؒ) کے زمانہ میں ڈاکٹر ذاکر حسین (سابقہ صدر ہند) روز جامعہ سے روانہ ہو کر صبح کی نماز حضرت کے پیچھے پڑھی، جب چکر بڑا ہوا تو موٹر چھوڑ دی اور رات پیدل چل دیئے اور صبح کی نماز نظام الدینؒ میں ہوئی، ساتھیوں نے اعتراض کیا بھی کہ کیوں جی ڈاکٹر صاحب ایک مسجد کے ملا کے پیچھے اتنا لشکر کہا بات یہ ہے کہ میں تعلیمی آدمی ہوں میں نے جتنی عوامی تعلیم اس جماعت میں دیکھی ہے کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا، اس ذوق کی وجہ سے ساتھ لگ گیا۔

سو فیصد نقل و حرکت کے ذریعہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس علم کو چلایا اور فرمایا اسی پر علم ختم ہوا باہر کے علم کے ضرورت نہیں اور علاقہ کی فوجی تجارتی جہالت قرار دیا ہم اپنے علم سے دنیا کو شکست دیں گے دنیا کو پورے عرب کو اس علم پر اٹھایا، اس ترتیب سے لایا گیا، ڈیڑھ سو سفر کرایا جس میں ایک سے لے کر چالیس ہزار تک، سفر تبوک والا چالیس ہزار کی تعداد میں،

ایک زندگی گزاری کہ خدمت، اخلاق، نماز، تعلیم سب نے دیکھا، بے شک یہ بہتر اور پابند زندگی رات و دن چلے مگر سفر میں سارے پہلوؤں کا علم نہ آیا، سفر کا زندگی کے محدود اوقات کا، گھر سے نکل کر جہاد، دعوت کا علم تو آ گیا لیکن گھر کی زندگی معاملات کا نہ آیا، اس کے لئے کہا گیا مدینہ آؤ ۱۵۰ سفر کرائے پورے عرب سے کئی مرتبہ آ کر کوئی چالیس دن اور بیس دن آ کر مدینہ میں رکے آدھ دن اور آدھی رات مسجد کو دی علم انسانی اور علم الٰہی کی تقسیم، ترتیب قائم کی، مسجد نبوی ۲۴ گھنٹہ کی خانقاہ، مسجد عدالت تھی سال میں چار مہینہ مدنی صحابہؓ اللہ کے لئے جان و مال کو ملک میں لے کر پھرتے، جب یہ ترتیب قائم ہوئی پورا عرب اللہ والے علم پر عمل کرنے والا ہوا، میرے اللہ نے دینے کا ارادہ فرمایا آپ کے یہاں ٹرننگ ہو جاوے فوجی جرنیل کب بناویں پہلے سے تربیت دیتے ہیں، حضور ﷺ کا زمانہ اس علم پر ٹریننگ کا زمانہ تھا، آپ پورا عرب اور ساتھ ہی شام کے کنارے تک کا حصہ حوالہ کر گئے۔ (۵)

جس علاقہ کو اللہ کے علم کے اعتبار سے چلنا اور چلانا آ جاوے ساری دنیا کو پیروں میں ڈال کر دیکھا دے قرآن کی روحانیت ختم نہیں ہوئی، حضرت محمد ﷺ کی طاقت باقی ہے اور انبیاء علیہم السلام کی روحانیت اور طاقت کا دور ختم ہو گیا، حضور ﷺ کا باقی ہے، درود شریف پڑھنے سے فوراً قبر مبارک میں اطلاع دی جاتی ہے، قرآن کی طاقت اور حدیث کے وعدوں کا وقت ختم نہیں ہوا سب موجود ہے، ہماری اس پر محنت نہیں رہی جب اس علم پر لگیں گے، اللہ کا علم اس پر امتیاز پیدا کرے گا، طلبہ اور اساتذہ کے آداب کے ساتھ ہو تو اندر آتا ہے اور دل میں عمل کا دروازہ کھلتا ہے ورنہ دلوں میں نبوت والے اعمال تیار نہ ہوں گے۔

---

(۱) حیاۃ الصحابہؓ صفحہ ۲۳۵ جلد ۱ باب دعوۃ الصحابہ الی اللہ ورسولہ فی القتال۔۔الخ

(۲) ترمذی حدیث نمبر: ۱۵۰۶، باب ماجاء فی الغدر

(۳) شرح السیر الکبیر صفحہ ۱۹۸ جلد ۱

(۴) تفصیل کے لئے دیکھئے اصح السیر

(۵) حوالہ سابق

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت میں روحانی سرور اور کیف ہے

{بتاریخ: ۱۹ رمضان المبارک، بعد نماز تراویح}

اقتباس

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت میں وہ روحانی سرور اور کیف ہے، علم پر جب زندگی آ گئی تو باطل اپنے آپ مرجاوے گا ایک معیار اخلاق کا قائم کیا جس کو دیکھ دیکھ کر لوگ مسلمان ہو گئے جنگ ایک ایسا شعبہ ہے، جس کا کوئی معیار نہیں کوئی ضابطہ نہیں رہتا، مخالف فریق کو جتنا دھوکہ دیا جائے اونچی سیاست شمار ہوں گی، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کو بھی ایسے اخلاق پر ڈالا جس کا حساب نہیں، اگر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اعمال چل جاویں تو کامیاب ورنہ ناکام، خدا نے بنایا اور بگاڑا، شکلوں پر نہیں رکھا اعمال پر رکھا ہے، سچ اور جھوٹ کے ساتھ انصاف اور ظلم کے ساتھ سچ جس بھی نقشہ میں ہو حالات اچھے ہوں گے ورنہ حالات خراب ہوں گے، حالات کو ظلم اور انصاف کے ساتھ رکھا، گدھے پر حالات اچھے ہو سکتے ہیں، کوٹھیوں پر خراب ہو سکتے ہیں، خدا تو دیکھتے ہیں عمل کامیابی والے ہیں یا ناکامی والے، آج چیزیں کثرت کے ساتھ ہیں، یہ بات اب نہیں کہ چیزیں کثرت سے ہیں اس لئے نبی کی رہبری کی ضرورت نہیں۔

نحمدہ' ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

کامیابی حاصل کرنے کے لئے صحیح علم پر محنت کرنی ہوتی ہے، جہل پر محنت ہوگی ناکامی آئے گی اور جہل خالی نہ جاننے کو نہیں کہتے ہیں بلکہ واقعہ کے مطابق نہ جاننے کا نام ہے، جیسے کہ ہاتھی کو نہیں جانتا ہے تو جاہل ہے اور اگر گدھے کو ہاتھی جانتا ہے تو جاہل اور اس زمانہ میں جہالت خالی نہ جاننے کو کہتے ہیں، آج اس واسطے مصیبتوں کی بارش ہو رہی ہے، آج حاکم محکوم غریب سرمایہ دار پریشان ہیں، جہل واقعہ کے خلاف جاننے کو کہتے ہیں، اگر میں یوں جانوں کہ مجھ سے یوں ہوگا تو میرا یہ جاننا بھی جہل ہے علم کرنے والے کا جاننا ہے اوقرآن اور حدیث علم ہے، جو محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سینہ میں ڈالا، پھر باہر آیا اس میں ہے کہ اللہ تعالیٰ سے ہوتا ہے جو آنکھوں کے سامنے پھیلا ہوا ہے اس سے نہیں ہوتا اللہ زمین اور آسمان اور اس کی شکلوں پر نہ کامیاب کریں گے نہ ناکام کریں گے، اگر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اعمال چل جاویں تو کامیاب ورنہ ناکام، خدا نے بنایا اور بگاڑا، شکلوں پر نہیں رکھا اعمال پر رکھا ہے، سچ اور جھوٹ کے ساتھ انصاف اور ظلم کے ساتھ سچ جس بھی نقشہ میں ہو حالات اچھے ہوں گے ورنہ حالات خراب ہوں گے، حالات کو ظلم اور انصاف کے ساتھ رکھا، گدھے پر حالات اچھے

ہو سکتے ہیں، کوٹھیوں پر خراب ہو سکتے ہیں، خدا تو دیکھتے ہیں عمل کامیابی والے ہیں یا ناکامی والے، آج چیزیں کثرت کے ساتھ ہیں، یہ بات اب نہیں کہ چیزیں کثرت سے ہیں اس لئے نبی کی رہبری کی ضرورت نہیں۔

یہ علم اس علاقہ میں شروع ہوا جو دنیوی اعتبار سے سب کے پیچھے تھا، حکومت پورے علاقہ میں نہ تھی، حکومتی فوجی لائین، صنعتوں اور کارخانوں، لکھائی حساب اور گنتی کا علم بہت تھوڑا، گیہوں کی کھیتی کا علم نہ تھا، کھجور اونٹ بس معمولی چیزیں جانتے تھے، آسمانی علم یہودی اور دوسری قوموں کے پاس، عرب والے خدائی علم کو یہودیوں سے نہیں لے رہے تھے، ان سے روپیہ لے کر جھگڑے ہوئے تھے، علاقہ کے علم کو جہالت قرار دیا، هٰذَا مِنْ اَمْرِ الْجَاهِلِيَّه (۱) پہلا آسمانی منسوخ باہر کا حاصل نہیں کرنے دیا، باہر والوں سے لڑے لیکن ان سے جنگ کا علم نہ لیا، فوجی ٹریننگ کھیتی تجارت تک کا علم نہ لیا، بلکہ ہر علم جگہ میں قرآن کا علم گھسایا تجارت زراعت حکومت جنگ سب کو علم اللہ پر لے آئے اس کے علاوہ کا علم جہالت بتلایا وہ باہر کے ملکوں کا علم تھا، اس کی ضرورت نہیں پورے علاقہ کی زندگی اس علم پر لانے کے لئے محنت کا میدان قائم کیا، کام کرنے والے بہت کم تھے، مدینہ میں بھی پودا نہ تھا، انصارؓ بھی سارے نہ تھے، آہستہ آہستہ ہوتے رہے، ابودرداؓ کے تشریف لے جانے کے بعد مٹھی بھر مسلمان چند سینکڑے وہاں کے کل کام کرنے والے تھے، کس طرح کیا، علم پر عمل اٹھایا، دس سال کے اندر تبوک سے عراق تک چکر ڈالا، ہندوستان کے رقبہ سے کم نہیں اگرچہ آبادی کم ہے، ڈیڑھ سو وفود آئے راستہ والے متاثر ہو کر ساتھ ہو لیتے، (۲) اس علم پر عمل نقل وحرکت سے مشاہدہ کی بنیادیں توڑی جارہی تھیں، مقدار ایک سے لے کر چالیس ہزار تک کی رہی سارے عرب کو روند ڈالا، ایثار ہمدردی اخلاق عبادات کے مناظر کام کئے، بغیر کھانے اور بغیر سواری کے چل دیئے، اونٹ رکا پیدل ہو لئے دوسرا اونٹ لے لیا جس کے پاس اونٹ نہیں عدل مساوات ہمدردی غمخواری کر رہے ہیں، قدم قدم پہ ہدایات ملتی ہیں۔

۱۹۴۷ء میں تقسیم کے وقت میوات کے کسی گاؤں میں دس پندرہ رتی میں سو، لکھنؤ میں پندرہ کے قریب، پشاور میں کچھ، ہم نے کہا اللہ کے راستہ میں جماعت روانہ کردیں خدا اس کی صورت نکالیں گے، جب ریل میں مسلمان نہ جارہے تھے جماعت بھیجی جودھ پور بمبئی کلکتہ پیدل جماعتیں روانہ کیں، آج اکثریت متاثر ہے، صحابہؓ تین دن دعوت دیتے جنگ کے درجہ میں تھی، مگر تعلیم وتربیت اخلاقی وعبادت تھی جنگ میں سب ہی تھے، سارا قرآن جاننے والے بھی جنہوں نے خالی دعوت سیکھی وہ بھی، جنگ میں اتنا وقت لگتا فواق کی بقدر یعنی تھن دبایا دودھ نکالا، پھر چھوڑ کر دبایا، پھر نکالا پھر چھوڑ کر دبایا دودھ بکری نے چڑھایا، اتنی دیر لگتی، حضرت ابوذرؓ فرماتے ہیں جنگ شروع ہونے کے بعد اس سے زیادہ تو دیر نہیں لگتی، جتنی دیر میں تین بکریوں کو دھولیں، حضرت خبیبؓ فرماتے ہیں، مال غنیمت میں اب تو سات سات بکریوں کے مقدار وقت لگتا ہے، خدائے پاک کی قسم تم میں خیانت آگئی، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں حملہ کے بعد تین بکریوں کے دوھنے کی مقدار سے زیادہ وقت نہ لگتا، (۳) مقصود مارنا نہ تھا، مقصود دعوت، تعلیم وتربیت تھی، خول (جنگ) کبھی ہوا کبھی نہ ہوا، مگر یہ عمل ہر جگہ رہا، غیر مسلم تک پوچھ پوچھ کر قرآن کو حفظ کرلیا کرتے تھے، کوئی جگہ نہ رہی جہاں آنا جانا نہ ہوا ہو کھانے کو نہیں بھوکے رہے، پہننے کو نہیں، مشقت جھیل کر قیصر وکسریٰ کو

قدموں میں ڈلوایا، مدینہ کی دعوت اور علم عام تھا مخصوص وقت نہ تھا، سو فیصد مدینہ میں تعلیم رات دن حاصل کرنا یہ صبح کمائی کو چلا، یہ تعلیم حاصل کر کے چلے، انھیں سکھادی، کہیں ایک ایک دن کی باری آج میں تعلیم میں جاؤں گا تو کمانا، کل میں کماؤں گا جیسے حضرت عمرؓ اور ایک انصاری نے کیا (۴) کوئی صبح کماوے شام میں تعلیم لے کوئی شام کو کماوے صبح تعلیم لے پھر ادھر ادھر کا انتشار سب ختم، پورے عرب میں اس علم پر زندگی آ گئی، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بات پر تھوڑی سی مشقت بھی اس معنی کر کے جھیلی کہ مختلف طریقہ کے عادی تھے، عادت اس کام کی نہ ہوئی تھی، سب سے پہلے ہمیں (حضرت مولانا محمد یوسف صاحبؒ) میوات جماعت لے کر بھیجا، ہم کام کر رہے تھے، ایک دن حضرت جیؒ (مولانا الیاس صاحبؒ) ذاکر حسین ڈاکٹر قریشی پہنچے، ہمارا معمول تھا جب تک نقد جماعت نہ نکلے نہ جائے نہ روٹی کھاویں اپنی، نہ گاؤں والوں کی، کبھی تیسرے، کبھی چوتھے، کبھی پانچویں وقت تک رکنے کی نوبت آ جاتی ایک شہری دلی والے انھیں بڑا غصہ آوے، ہم نے کہا بھئی تم کو اجازت ہے، مگر وہ ہمارے بغیر نہ کھاوے کہنے لگے تمہارا کیا جب کھانے بیٹھو تو چار وقت کا ایک ساتھ کھالو، جمعہ کو جب یہ حضرات پہنچے ساڑھے دس کی عادت، پارٹی میں ایک گھنٹہ دیر ہو جاوے تو برا حال ہو جاوے پوچھا تم نے کھالی؟ نہ! کب کھائی تھی؟ ایک ساتھی کہہ دیا پرسوں، ان کا آدھا گھنٹہ میں یہ حال ہو رہا تھا، پرسوں کا سنتے ہی ہکا بکا دیکھنے لگے، حضرت جیؒ (حضرت مولانا الیاس صاحبؒ) سے کہا حضرت ان پر کیا ظلم، کیا یہ بھوکے مر جاویں گے، حضرت جیؒ نے پوچھا کہہ دیا ہاں پرسوں کھایا تھا، دو گھنٹہ ٹھہر جائیے ہماری بات مان لی جائے گی، فرمایا نہیں ابھی کھالو، ہم نے کہا لو ہم نے کہا حضرت آپ ضامن بنئے جماعت نکالنی ہوگی، فرمایا میں ضامن، ہم نے کھالی اس روز جماعت نہ نکلی تین دن میں جو حال نہ ہوا وہ ان کو آدھ گھنٹہ میں ہو جاوے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت میں وہ روحانی سرور اور کیف ہے، علم پر جب زندگی آ گئی تو باطل اپنے آپ مر جاوے گا ایک معیار اخلاق کا قائم کیا جس کو دیکھ دیکھ کر لوگ مسلمان ہو گئے جنگ ایک ایسا شعبہ ہے، جس کا کوئی معیار نہیں کوئی ضابطہ نہیں رہتا، مخالف فریق کو جتنا دھوکہ دیا جائے اونچی سیاست شمار ہوں گی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو بھی ایسے اخلاق پر ڈالا جس کا حساب نہیں، حضرت امیر معاویہؓ نے روم کے بادشاہ سے صلح کی کہ ایک مہینہ تک نہیں لڑیں گے تین دن باقی تھے فوجوں کو حکم دیا کہ ملک کے کنارے پر پہنچ جاوے جوں ہی پورا ہوا اگلے دن حملہ کر دیں گے، اتنے میں ایک صحابیؓ بول پڑے اللہ اکبر وفا لا غدر (۵) ہم عہد توڑنے والی قسم میں سے نہیں حضرت معاویہؓ نے کہا میں صلح کی مدت میں حملہ کہاں کر رہا ہوں، اپنی ملکیت کے کنارے فوج منتقل کر رہا ہوں، صحابیؓ نے فرمایا فریق آخر نے یہ سمجھا ہے کہ مدت ختم ہونے کے بعد فوج دمشق سے چلے گی، اپنے علاقہ میں چار دن دیر لگے پھر تین دن دعوت سات دن کے بعد حملہ ہوگا، یہ عہد کا وفا نہیں، جنگ اس واسطہ نہیں کے دنیا کے دنیا کو فتح کرنا تھا بلکہ اخلاق سے دل فتح کرنا تھا، اگر اخلاق ہوں دل فتح ہوتے ہیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ جنگ میں ایک آدمی کتنی مرتبہ غداری کرے دن رات دھوکہ ایک مرتبہ پکڑ لیا، جس سے بڑا نقصان ہوتا تھا سوچا مدینہ لے جا کر قتل کریں گے، جو بڑے بڑے صحابہؓ کو دھوکہ سے اس نے قتل کیا تھا اور اس کا صدمہ ہے، خوش ہوں گے، حضرت عمرؓ کے سامنے لایا گیا، سارا قصہ سامنے آ گیا، آنکھوں میں خون اتر آیا تو نے یہ کیا یہ کیا وہ بدعہدی کی وہ

بدعہدی کی وہ کپ کپا رہا ہے، اتنے میں پیاس لگی پانی آیا پیئے کس طرح، کانپ رہا ہے، ہل رہا ہے، کہا کوئی کھٹکے کی بات نہیں، تم پانی پیو اس سے کہا یہ عہد دیجئے کہ اس پانی کو پینے تک نہ مارو گے، ایک وقت غصہ آیا، تلوار پر ہاتھ گیا اس نے پانی پھینک دیا، حضرت انسؓ نے فرمایا اب آپ اسے قتل نہیں کر سکتے، حالانکہ قتل کروانے لائے تھے، اگر کوئی صحابیؓ بڑھتے تو کہتے پہلے مجھے پھر اس کو مارو گے، حضرت عمرؓ نے اس کو لَا بَاسَ کہہ دیا تو مارنے جا رہا ہے فرمایا لَا بَاسَ امن کا لفظ ہے، تلوار ڈل دی اس نے کلمہ پڑھ لیا۔ (۶)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہر شعبہ میں اخلاق کو داخل کیا، جنگ ضروری ہوئی ہے مگر کس طرح حضرت علیؓ نے ایک بڑے پہلوان کو گرایا اس نے ذلت محسوس کر کے تھوک دیا تا کہ جلد کام تمام کر دیں حضرت علیؓ فوراً تیزی سے الگ ہو گئے، فرمایا اب تک تو اللہ کے واسطہ لڑ رہا تھا اب اپنے نفس کے واسطہ قتل کرتا، اخلاص میں فرق آ جاتا اس لئے چھوڑ دیا، (۷) یہ اخلاص ہے، یہاں بری لمبی باتیں بغیر لڑائی کے اتنے مار رہے ہیں ہمارے یہاں لڑائی میں اتنے نہیں مارے جاتے، یہاں الیکشن میں ایک ممبری کے لئے اتنے حربہ استعمال ہوتے ہیں، ہمارے یہاں بڑی بڑی جنگوں میں اتنے نہیں، اصل علم پر زندگی بنانا ہے، اب جونسی لائین میں چاہے چلو، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا علم طریقہ دے گا تمہارا استعمال اس شعبہ میں اللہ کے علم کے اعتبار سے ہو، رخ ایسا نہیں جو اس علم میں نہ ہو، یہی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا کمال آپ کو جامع بنا کر بھیجا فقیر کو مالدار مالدار کو فقیر بننے کی ضرورت نہیں جو جہاں ہو وہیں طریقہ دیا، پیشاب کرتے ہو اس میں علم، شادی دوستی معاہدہ کوئی جگہ نہیں جہاں یہ علم نہیں ہو جیسے پورے جسم انسانی میں روح ویسے علم تمام شعبوں میں گھسایا گیا جو علاقہ محنت کر کے اپنی زندگی میں لے آوے وہ امام بن جاوے صرف جاننا نہیں جاننے کے ساتھ زندگی کے اندر گھسانا کچھ پبلک کے اندر ضروری نماز روزہ اخلاقیات، ایک طبقہ سو فیصد علم سے، باقی طبقات کے اعتبار سے، زکوٰۃ حج مالداروں کو ضروری حکومت کا حکومت والوں کو تجارت زراعت ملازمت کا ان طبقوں کو دوا کا دوا والوں کا، کچھ روز پہلے وقتاً فوقتاً یہ ذہن بنے مسئلوں کا حل ہمارا کھانا کھانا اس علم کے مطابق ہو جاوے، دعوت کی فضا بنانی ہوگی اور علوم پر شکلوں کو اٹھانا ہوگا، اس سے اعمال بنیں گے شکلوں میں حالات اعمال کے اعتبار سے آویں گے، آئندہ اس پر محنت کرنے والے امام بنیں گے، ملک والے خواجہ اجمیریؒ کی طرح محبت کریں گے ان کا مقام بہت اونچا ہوگا، صدیوں تک نسلیں چمکیں گی اور نسلیں احسان مانیں گی۔

---

(۱) الفروق اللغویہ صفحہ ۵۲ جلد ۱

(۲) تفصیل کے لئے دیکھئے زاد المعاد اور رحمۃ للعالمین

(۳) البدایہ والنہایہ صفحہ ۱۹ جلد ۷، تذکرہ یوم یرموک

(۴) بخاری حدیث نمبر: ۲۲۸۸، باب الغرفۃ والعلیۃ المشرفۃ

(۵) ترمذی حدیث نمبر: ۱۵۰۶، باب ماجاء فی القدر

(۶) الطبقات الکبریٰ لابن سعد صفحہ ۹۰ جلد ۵، ترجمہ ابو سعید

(۷) تاریخ دمشق صفحہ ۱۸۰ جلد ۲۵

اعمال پر فیصلوں سے حالات مرتب ہوتے ہیں

{بتاریخ: ۲۰ رمضان المبارک، بعد نماز تراویح، بمقام: بنگلہ والی مسجد، دہلی}

اقتباس

جس ملک کے اندر یہ علم اتارا قرآن نے الٓمٓ کہہ کر علم کائنات کو پیچھے ڈالا الحمدللہ۔۔الخ میں بتلایا، پرورش اعمال پر ہوگی عبادت ٹھیک تو جنت کا فیصلہ ہوگا ورنہ دوزخ کا، اسی طرح پر دنیا میں بھی عبادت پر فیصلہ کرتے ہیں فیصلہ اعمال پر موافق بھی مخالف بھی، اعمال پر فیصلوں سے حالات مرتب ہوتے ہیں، ایاک نعبدو ایاک نستعین، عبادت کر کے ہاتھ پھیلانے سے مسئلہ حل ہوں گے، صراط مستقیم یہی تو ہے حضرت موسیٰ نے عبادت پر محنت کر کے فیصلہ کروایا، ربنا اطمس علیٰ اموالھم۔۔الالیم۔ غیر المغضوب۔۔الخ، یہ کون ہیں جو نبوت کے سیدھے راستے پر چل کر غالب ہوئے بڑھے چمکے پھر ملوکیت کے راستے پر آ گئے آج مسلمان بھی اسی راستہ پر آ گیا، اب دعوت کو اٹھانا ہوگا، حضرت یوسف علیہ السلام کو کیا گزری دعوت کے شروع کرنے پر ارباب متفرقون خیر ام اللہ الواحد القھار ظاہر کو نہ دیکھا ایک دم وزارت پر لے آئے، نہ پارٹی نہ پیسہ نہ خرچ بس غیبی نظام چل دیا، بادشاہ نے خواب دیکھا انھوں نے تعبیر بیان کی، مخلص سمجھا ملک حوالہ کر دیا، اس طرح بغیر پارٹیوں کے وزارت ملتی ہے۔

نحمدہ' و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

تیسرا عشرہ شروع ہو گیا ہے، رمضان کی ترتیب سے ایک بات کا پتہ چلا، محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی محنت کی ترتیب سے جتنا اللہ کے لئے اپنے تقاضوں کو دبائے اور جان کی برداشت کی مقدار بڑھائے، اتنے عطا کے دروازے کھلے، پہلے عشرے سے دوسرے کا اور پھر دوسرے سے تیسرے عشرہ کا ثواب بڑھا دیا، جو خلاف طبع بیس دن رکھ کر تھک گئے اب مزید اعتکاف آیا دو عشروں کی پابندی کے بعد تیسرے میں ڈھیل ہو جاتی مگر تیسرے میں اور دیا، معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے لئے جتنا قوت برداشت کو بڑھاویں گے، اتنا وہاں سے ملتا ہے، رمضان کا مہینہ متقی بننے کا ہے، ایک سطح ہوگی برداشت کی پھر اگلی پر پھر اگلی، اب تقاضا دباوے، یکسوئی کے ساتھ، جب ادھر ادھر دھیان رہتا ہے ثواب کم ملتا ہے کم از کم تسبیح تعلیم کے لئے جس یکسوئی کی ضرورت ہے، صبح سے شام تک بند کر کے آ گیا اب تسلسل ہو گیا مقدار قرآن، تعلیم کی باتیں، تسبیح دعوت زیادہ ہو، طبیعت میں یکسوئی ہے، مغرب تک اللہ والی، نفس والی ختم، اگر اچھی طرح تقویٰ کی داغ بیل پڑ گئی اس صفت سے تقویٰ

تک نہیں تقویٰ کے لائق تک میں آجاوے، جان اور مال کی ترتیب خرچ کی لائین ٹھیک ہوجائے، لیس البر ان تو لوا وجوھکم قبل المشرق والمغرب۔ الخ (۱) زکوٰۃ کہتے ہیں مال کے پاک کرنے کو جیسے بسم اللہ کہہ کر بکرے کا بدن پاک ہوجاوے لیکن زکوٰۃ کے بعد جو باقی رہے وہ خرچ کہاں ہو، آج کل کے مالدار یہ سارے خرچ زکوٰۃ میں سے کریں مدرسہ غریب، مسکین، اس کے مصرف کے بعد پائی پائی کا خرچ نفس پر، جب تک پورے خرچ کو قرآن وحدیث کے موافق نہ لاؤ مقصد حاصل نہ ہوگا اور جب پورا قرآن وحدیث کے موافق ہوگیا، تقویٰ پیدا ہوگا پھر بغیر کمائی کے حال اور بغیر حال کے چیزیں اور بغیر چیزوں کے حالات بنیں گے، ملنے کا متعارف طریقہ بھی ہے، لوگوں کے دل میں ڈال دیا، وہ خوشامد کر کے دے رہے ہیں اور یہ انکار مجھے ضرورت نہیں، حکومت برطانیہ نے حضرت گنگوہیؒ کے پاس سی آئی ڈی بھیجا وہاں رہا سوالات سے پہلے جی میں آئی ان کو پانچ روپیہ دیدوں، پھر پوچھوں آپ کا خرچ کیسے چلتا ہے، تو کہا ایسے چلتا ہے وہ صاحب حال تھے، ان پر گزری تھی سمجھ میں آگئی، کبھی خدا غیر متعارف طریقہ سے دیتے ہیں، جس میں کسی انسان کا واسطہ اختیار نہ کیا جاوے، جی میں ڈال دیا، یہاں کھودو مال نکلے گا، بس بوریا اٹھایا اور نیچے اشرفیاں موجود اللہ دیوں بھی دیویں، (۲) ایک محدث نے چوہا پکڑا اس کا جوڑا سوراخ میں سے اشرفیاں نکال کر ڈال رہا ہے، (۳) بغیر کمائے دیتے ہیں، کبھی بغیر مال کے چیزیں دیتے ہیں، اس کے بھی دو طریقے متعارف کوئی حلوہ پر اٹھا محبت سے لئے چلا آرہا ہے کہ اللہ والے کو کھلا دوں گا بھلا ہوگا کبھی غیر متعارف طور پر آدمی کے واسطہ کے بغیر، بخاری میں ہے حضرت خبیبؓ جس عورت کی قید میں تھے، کوٹھری کے باہر پہرہ ان کے ہاتھوں انگور کے گچھے دیکھے، اس وقت پورے علاقہ میں انگور کا پتہ نہیں تھا، (۴) ایک غریب لڑکا آوارہ قسم کا اسے سوزاک کی بیماری تھی، علاج کی غرض سے گیا بزرگ نے کہا میں نہیں کرتا علاج، وہ انھیں کے دروازے کے آگے پڑا رہا، ایک رات ایک پکارنے والی نے آہستہ سے ایک سیب آستین میں دیدیا اسی رات کو اس کا انتقال ہوگیا، دس پندرہ دن تک ایسی خوشبو نکلی کہ مکان مہکے یہ غیب سے ملا تھا۔ (۵)

اسی طرح بغیر چیزوں کے حالات بناتے ہیں کبھی متعارف طریقہ پر کبھی غیر متعارف طریقہ سے، دعا سے حالات ٹھیک یہ تقوی پر ہوتا ہے، تقویٰ ایمان کی باتیں تعلیم نماز جتنی یکسوئی ہوگی، اندر اتریں گے، پھر تقویٰ کی زندگی لانے کے لئے رمضان دیا، سارے سال جو کچھ نفس کی طرف چلے وہ رمضان میں یکسو ہوئے۔۔

تقویٰ والے راستہ پر کیسے اور کب مدد کے دروازے کھلتے ہیں، دشمن نے زوروں کا حملہ کیا، ایک صحابیؓ بولے امیر صاحب ہم بھی جواب دیں، پھر تھوڑی دیر کے بعد اجازت طلب کی، تیسری دفعہ جھلا کے کہا میں امیر ہوتا تو نہ معلوم کب سے حملہ ہوگیا ہوتا، فرمایا تم تو مسلم ہو صحابی ہو میں اس وقت کو جانتا ہوں جب آسمان کے مدد کے دروازے کھلتے ہیں، زوال ہوا فرمایا اب وہ وقت آیا ہمارے پاس تعداد تو ہے نہیں، غیب پر کامیابی ہوگی، جب وقت ہوا، فرمایا آگئے فرشتے پھر امیر صاحب نے کہا کہ جب میں پہلی تکبیر کہوں تو وضو کر لینا دوسری تکبیر پر ہتھیار سنبھال لینا اور تیسری پر حملہ کر دینا میں دعا مانگوں گا تم کو قسم دیتا ہوں آمین کہنا، دعا مانگی اے خدا نعمانؓ کی شہادت کے ساتھ فتح نصیب فرما، مارے غم کے سب کی چیخ

نکل گئی کہ ایسا امیر جارہا ہے۔(۶)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم آئے، علاقہ کے علم کو جہالت قرار دیا، باہر کے علم کی ضرورت نہیں اور پہلے نبیوں کے علم کا وقت ختم ہوگیا، پھر صحابہؓ نے اس علم سے انسانی علم کو شکست دی، قبائلی جنگ کرنا جانتے تھے، آج بھی ایسے موجود ہیں، جو وقتاً فوقتاً گوریلا جنگ کرتے ہیں لیکن آج تک کسی کی ہمت نہ پڑی کہ ٹریننگ شدہ منظم فوجوں کے درمیان کود پڑیں، بیس تیس سال تک چھپ کر لڑ سکتے ہیں، ان کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے قتال اللہ کے علم والا سکھا دیا تھا، اگر اعمال ایسے ہوں گے تو میں مدد کروں گا، اب حضور صلی اللہ علیہ وسلم موجود نہیں تو صحابہؓ نے تجربہ کیا، آج اس علم پر ہاتھ پیر مارنا نہ رہا، نماز میں سے علم کا طریقہ نکلا، زکوٰۃ، علم، ذکر سے بھی نکلا، خالی قتال میں نہیں بلکہ ہر شعبہ میں صحابہؓ پورے علم کو لے کر اٹھے، کسی اور کے علم پر ہمارا آدمی عمل نہ کرے، پورے دور میں حضرت زیدؓ نے عبرانی زبان سیکھی، اس لئے کہ یہودیوں پر اعتبار نہیں تھا، ایک مہینہ میں اتنی مہارت حاصل کرلی کہ خط لکھ سکیں اور وہاں کے خطوط پڑھ سکیں (۷) ہزاروں میں سے ایک نے ضرورتاً باہر کی زبان سیکھی، اب اس علم الٰہی پر محنت ہوئی اس کی جڑ نماز میں خدا کے اعتبار سے بغیر چیزوں کے انسان کے استعمال کا طریقہ کامیابی کا طریقہ ہے، اگر سب سے ہٹ کر یہ آجاوے اسی پر یقین بن جاوے کہ خدا نماز پڑھ کر مانگنے پر دے گا۔

غار ثور میں دشمن سامنے ہے یقین نے بچایا (۸) ایک عورت مسلمان ہوئی بینائی جاتی رہی دعا مانگی اے خدا! یہ طعنہ دیں گے کہ بتوں کے چھوڑنے پر انھوں نے اندھا کردیا، لہٰذا میری بینائی واپس کردیں اچھی ہوگئی، (۹) یہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا راستہ جب چلے گا کہ یقین جیسی الفلاح پر ہو فلاح کا طریقہ چیزوں کے بغیر خدا کے اعمال پر فلاح اور کامیابی کا یقین ہوجاوے، جنگل میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ پر خدا پرورش کریں گے ہم جو اللہ سے کریں گے اللہ وہ کریں گے تقویٰ پر ہوگا، جہاں چیزوں میں لگے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علم والا طریقہ لیں گے، شادی، دکان، مزدوری، کھیتی، سیاست، سفر، حضر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ پر استعمال کامیابی دلائے گا، نماز ایک چیز نہیں سارے شعبوں کا دست ہے، اسی لئے کہا جس نے نماز کو قائم کیا، پورے دین کو قائم کیا، جس نے نماز کو چھوڑ دیا، دین کو ڈھا دیا، (۱۰) اس کے واسطے بھی علم کا اشتغال ہو، آدمی لفظ کہہ کر لفظ کا قائل بنتا ہے، اعمال کا یقین پیدا ہو پھر یہ چیزوں کو زیر کریں گے الوضو سلاح المومن (۱۱) پھر حق تعالیٰ اس پر بتلا دیں گے، آج کی ساری سائنسی شکلوں میں انسانیت گرگئی، اگر آج سائنس کی تعلیم ہوئی جہاز اور راکٹ کے جب چلنے کا وقت آوے اونٹ پیش کیا جاوے تو ایک گھنٹہ بھی نہ چلے کوئی مڑ کے بھی نہ دیکھے مگر اسی طریقہ کی آج حقانیت کی شکلیں نہیں، یہی یہودی عیسائی کا علم ان کی پبلک میں چالو نہیں مذہب کے اعتبار سے پڑھاتے ہوں کہ کسی مذہب کی تعلیم اس طور پر باقی نہیں مطالعہ نہیں، باقاعدہ استاذ شاگرد دارالعلوم مدرسہ نہیں صرف اسلام کا نماز، روزہ کو خالی جاننا جس کی صورت باقی ہے، اگر اس کی حقیقتیں زندہ ہوجاویں تو سارے اس علم کو چھوڑ چھوڑ کر اس میں کودیں گے۔

جس ملک کے اندر یہ علم اتارا قرآن نے الٓمٓ کہہ کر علم کائنات کو پیچھے ڈالا الحمدللہ۔۔ الخ میں بتلایا، پرورش اعمال پر ہوگی عبادت ٹھیک تو جنت کا فیصلہ ہوگا ورنہ دوزخ کا، اسی طرح پر دنیا میں بھی عبادت پر فیصلہ کرتے ہیں فیصلہ

اعمال پر موافق بھی مخالف بھی، اعمال پر فیصلوں سے حالات مرتب ہوتے ہیں، ایاک نعبد و ایاک نستعین، عبادت کر کے ہاتھ پھیلانے سے مسئلہ حل ہوں گے، صراط مستقیم یہی تو ہے حضرت موسیٰؑ نے عبادت پر محنت کر کے فیصلہ کروایا، ربنا اطمس علیٰ اموالھم۔۔ الالیم۔ (۱۲) غیر المغضوب۔۔ الخ، (۱۳) یہ کون ہیں جو نبوت کے سیدھے راستے پر چل کر غالب ہوئے بڑھے چمکے پھر ملوکیت کے راستے پر آ گئے آج مسلمان بھی اسی راستہ پر آ گیا، اب دعوت کو اٹھانا ہوگا، حضرت یوسف علیہ السلام کو کیا گزری دعوت کے شروع کرنے پر ارباب متفرقون خیر ام اللہ الواحد القھار (۱۴) ظاہر کو نہ دیکھا ایک دم وزارت پر لے آئے، نہ پارٹی نہ پیسہ نہ خرچ بس غیبی نظام چل دیا، بادشاہ نے خواب دیکھا انھوں نے تعبیر بیان کی، مخلص سمجھا ملک حوالہ کر دیا، اس طرح بغیر پارٹیوں کے وزارت ملتی ہے، ایک تقویٰ پر خاندان وزارت پر آیا، بعد میں جب منڈیوں پر چھا گئے، حکومت پر پورا قبضہ ہو، ملک کے طریقہ پر پڑے تو دعا، وہ نہ رہی، زندگی کے طریقہ کو پارٹی اور جتھا پر لائے، فرعون کو لا کر سب کو نیچے کیا، ملکی طریقوں کے ماہر ہوئے تو سب نیچے آئے جب ایک اللہ کی قدرت کے اوپر سب اوپر آئے اب حضرت موسیٰ علیہ السلام ہارون علیہ السلام نے وہی محنت شروع کی، جس پر خدا ترتیب بدلتے ہیں، نبیوں کے راستہ سے پھر اوپر لائے، (۱۵) اعمال کے بگاڑ پر بخت نصر کو بھیج کر پھر نیچے کیا قتل عام یہود کا ہوا (۱۶) ہم الحمدللہ۔ الخ میں کہتے ہیں اے خدا! ہم کو نبیوں کے راستے سے اوپر لا، آج اعمال کے راستہ سے ابھرنے کو ہاتھ پیر نہیں مار رہیں، اعمال سے ترتیب بدلے گی، پھر ترتیب کے بعد کے کچھ اعمال میں جب تک ہمارا مسئلہ پرورش اعمال پر نہ آوے، یہود و نصاریٰ کی چلے گی۔

الم اللہ اعلم میں نہیں جانتا تو وزیر، صدر، تاجر جہالت کا اقرار کر کے زندگی بننے کو میں نہیں جانتا خدا جانتے ہیں، شمس و قمر ارض و جبال کو میں نہیں جانتا، اگر آپ کہیں نہ صاحب میں جانتا ہوں تو جا ادھر اپنے جاننے سے زندگی بنا لے اگر خدا سے زندگی بنوانی ہے تو اپنی جہالت اور اپنے سے نہ ہونے کا اقرار کر لو، خدا کا طریقہ ساتھ ہے تو فائدہ ہوگا ورنہ نہیں، اب اس کا ماحول بنانے کے لئے دنیا کو محنت کا میدان بنا لو جس دن تمہارے اندر اتر جاوے گا دوسرے قدموں پر ہوں گے۔

---

(۱) سورۃ البقرہ: ۱۷۷
(۲) حلیۃ الاولیاء صفحہ ۱۲۹ جلد ۱۰
(۳) عمدۃ القاری صفحہ ۱۸۴ جلد ۱۹
(۴) حیاۃ الصحابہؓ صفحہ ۸۹۷ جلد ۳
(۵) صفۃ الصفوۃ صفحہ ۴۲۲ جلد ۲، تذکرہ ابوالخیر القینانی
(۶) حیاۃ الصحابہؓ صفحہ ۷۴ جلد ۲ تمنی الشہادہ والدعاء لھا
(۷) الطبقات الکبریٰ لابن سعد صفحہ ۳۵۸ جلد ۲ تذکرہ زید بن ثابتؓ
(۸) سورۃ التوبہ: ۴۰
(۹) حیاۃ الصحابہؓ صفحہ ۷۹۷ جلد ۳ باب ردیصر زنیرہؓ
(۱۰) کشف الخفاء صفحہ ۳۲ جلد ۲، باب حرف الصاد المہمد
(۱۱) شرح بلوغ المرام صفحہ ۱ جلد ۱ لعطیہ بن محمد
(۱۲) سورۃ الفاتحہ ۷
(۱۳) سورۃ یونس: ۸۸
(۱۴) سورۃ یوسف: ۳۹
(۱۵) سورۃ طٰہٰ: ۸۰
(۱۶) البدایہ والنہایہ صفحہ ۴۰ جلد ۲

سارے شعبوں میں علم الٰہی کی ترتیب قائم کرو

اقتباس

یہ بات نہیں سارے کام ختم کردو بلکہ انسان کے استعمال کے طریقہ کو بدلا، تجارت، زراعت گھر کی زندگی اور کمائی میں اللہ کا علم لے کر چلو زندگی کے تمام شعبوں میں اللہ کے علم اور استعمال کے طریقے بتلائے، پیشاب بند نہ کیا اس کا طریقہ بتلایا، دوادارو نہ روکی اس کے طریقے بتلائے، تجارت کو کمائی کو بند نہ کیا اس کا طریقہ بتلایا، روٹی نہ روکی طریقہ بتلایا، بلکہ اس میں انسانی طریقہ ختم کر کے علم الٰہ والے طریقے جاری کئے، اپنے شعبوں میں علم الٰہ کے استعمال کی ترتیب سیکھنے کے لئے وقت نکالا گیا، اللہ کا علم لینے اور اس پر زندگی کے شعبہ لانے کے لئے سال میں چار مہینہ مدنی صحابہؓ سے نکلوایا۔

نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

میرے بھائیو اور دوستو!

حق تعالیٰ شانہٗ نے تھوڑے دنوں کے لئے بھیجا ہے اور اس اعتبار سے علم عطا فرمایا ہے، جو سینہ اور قلب میں اس عالم کے مشاہدہ کے راستہ سے آتا ہے، یہ عالم وقتی ہے، مشاہدہ وقتی ہے، اس پر علم وقتی اور اس کے علم پر جو حاصل ہوگا وہ بھی وقتی اس عالم کا علم اللہ کی ذات والے علم کے مقابلے میں ایک ذرہ نہیں جیسے خدا بڑے ویسے ان کا علم بڑا جیسے خدا عظیم الشان لامحدود بے نہایت ہے، ویسے ہی ان کا علم بھی، انسان اسپر جتنا آگے بڑھتا ہے یہ علم ہر منزل آگے ہوتا چلا جاتا ہے، موت پر قطرہ کے بجائے، سمندر پوری مغیبات سامنے آویں گی، مشاہدہ میں آجاوے گا پھر حشر میں اور بڑھے گا جنت میں اور خدا کی زیارت میں اور غرض کہ بڑھتا ہی جاوے گا، غرض کہ اس میں گھٹنے کا سوال ہی نہیں اس کے مقابلے میں یہ کل انسانوں کا کائناتی علم جزو کے برابر ہے اور جز ہمیشہ کل کے آگے جھکا کرتا ہے غیر مستقل مستقل کے آگے سرنگوں ہوتا ہے۔

حق تعالیٰ شانہٗ نے اپنی ذات والا علم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سینے کے اندر اتارا قرآن اور حدیث اس علم کا نام ہے، جس وقت دنیا میں اس علاقہ میں یہ علم اتارا گیا جس میں انسانی علم سب سے تھوڑا تھا، اس کے لئے علم انسانی کو نظر انداز کرنا پڑتا ہے علم انسانی بہت کم ہے مگر محنت بہت زیادہ ہوتی ہے اگر علم انسانی کم ہے تو اس کو نکالنے میں محنت بھی کم ہوگی عرب کے جزیرہ میں کائناتی علم بہت کم تھا، گیہوں کی کھیتی نہ تھی، جس کا علم ہو، حکومت نہیں تھی، اس کا علم نہ تھا، کچھ اور متفرق علم تھا، اور باقی جہالت تھی اور بے علم علاقہ میں آپ تشریف لائے (۱) ترقیات پر پہنچانے کے لئے باہر بھیج کر ایران اور روم کا علم

حاصل کرنے کو نہ کہا، مقامی علم کو جہالت کہا اور انبیاء سابقین کے علم کے وقت کو ختم ہو جانا بتلایا اور علم اللہ پر زندگی اٹھائی اور کہہ دیا ہمیں کائناتی علم کی ضرورت نہیں، صحابہؓ میں اس علم کو چلایا اور اس کے لئے محنت کا میدان قائم کیا ہر چیز جو بھی جس علاقہ میں انسانوں کے پاس تھی اس کو انسانی علم پر لانے کے بجائے قرآنی علوم پر لانے میں محنت کی جو علم اتارا اس پر سب کو لے آئے، اسکیم کے جو طریقہ تھے اس پر نہ چلے قرآن اور حدیث پر اسکیم کی بنیاد رکھا، اخلاق معاشرت کمائی میں انسانی علم نہ منگوایا بلکہ خدا نے جو چمکنے کے لئے احکام دئے تھے وہ جاری کئے، تجارت، زراعت، مزدوری، سیاست، صنعت، حرفت، امور خانہ داری، محنت اور دنیا بھر کے انسانوں حکومتوں اور پبلک سب میں اس علم کو کامیابی کا ذریعہ بتلایا، ایران و روم کے پاس علم جزرہ گیا، جز کل کے آگے جھک گیا اب یہ بات نہیں، اس وقت علم کائنات نہ تھا بلکہ اس زمانہ میں مصر میں ایران میں ہندوستان میں جس نوعیت کے جو علوم تھے، آج کے علوم جدیدہ والوں کو تو اس کی ہوا بھی نہ لگی۔

ایک مرتبہ حکومت نے حکماء کو بلایا اور کہا کتابوں میں مذکور ہے کہ نبی خاتم الزماں پیدا ہوں گے، اب تدبیر سوچو جس وقت پیدا ہوں پتہ چل جائے کہ کون سے رخ پر پیدا ہوئے اب حکماء نے اپنے علم کے مطابق ایک مکان بنایا، جس کے چاروں طرف چار جانوروں کی شکلیں نصب کیں لیکن ایک کا منہ مشرق کی طرف دوسرے کا مغرب تیسرے کا شمال کی طرف چوتھے کا جنوب کی طرف کیا اور کہا ان چاروں کا منہ ایک طرف ہو جاوے تو نبی آخر الزماں پیدا ہوں گے اور اسی رخ پر پیدا ہوں گے جدھر منہ ہوگا، یہ علوم آج بھی نہیں اللہ نے اس وقت بھی اپنے علوم ڈالے تھے، ایک مرتبہ حکومت نے مشورہ کیا ہمارے عبادت خانہ میں اب آگ کے تیل کا خرچ بہت آتا ہے سرسوں کا خرچ بہت آتا ہے، تدبیر سوچو حکماء نے حکمت سے ایک مکان بنایا اس میں نہ معلوم کیا بات تھی مسئلہ حل ہوا پرندے اپنی چونچ میں سرسوں لاتے اور مکان میں ڈال دیتے پورے علاقہ کی سرسوں خود بخود جمع ہو جاتی یہ بھی علوم اس وقت تھے، لہٰذا عرب والے ان کے آگے جھکے ہوئے تھے جب قرآن والا علم عربوں کے پاس آیا تو کل عربوں کے پاس ہوا اور سب کو جھکنا پڑا۔

یہ بات نہیں سارے کام ختم کر دو بلکہ انسان کے استعمال کے طریقہ کو بدلا، تجارت، زراعت گھر کی زندگی اور کمائی میں اللہ کا علم لے کر چلو زندگی کے تمام شعبوں میں اللہ کے علم اور استعمال کے طریقے بتلائے، پیشاب بند نہ کیا اس کا طریقہ بتلایا، دوا دارو نہ روکی اس کے طریقے بتلائے، تجارت کو کمائی کو بند نہ کیا اس کا طریقہ بتلایا، روٹی نہ روکی طریقہ بتلایا، بلکہ اس میں انسانی طریقہ ختم کر کے علم اللہ والے طریقے جاری کئے، اپنے شعبوں میں علم اللہ کے استعمال کی ترتیب سیکھنے کے لئے وقت نکالا گیا، اللہ کا علم لینے اور اس پر زندگی کے شعبہ لانے کے لئے سال میں چار مہینہ مدنی صحابہؓ سے نکلوایا۔

قیام پر آدھا ضروریات انسانی میں آدھا، علم اللہ کو حاصل کرنے کے لئے مسجد میں، ایک تہائی وقت مقام کا ماحول بنانے کے لئے، ایک تہائی میں دنیا میں رواج کے لئے، ایک تہائی گھریلو کاموں کی خاطر، یہ ترتیب جان و مال کی قائم کر دی ثلث کے اعتبار سے، صحابہؓ کا ثلث سے بھی کم گھر کی زندگی پر لگتا تھا، ترتیب اختیار کی کام کرنے والے کم تھے اور جگہ جگہ بیٹھا دیتے تو کام نہ ہوتا دس برس کے اندر مدینہ سے یہ علم نکل کر عرب بھر میں، ایران کے کنارے، شام کے کنارے،

عراق اور حضرموت کے کنارے تک پہنچا اور ۲۴ گھنٹہ کی تعلیم دعوت کی فضاء قائم کی گئی، فضائل مسائل دعا سیکھنا سکھانا نماز، اللہ کا ذکر، اخلاقیات کی مشق صلاح ومشورہ اور باہر کی محنت، راستہ میں لوگ متاثر ہوکر تین، پانچ، سات، نو، دس، پندرہ دن کے لئے ساتھ ہوجاوے پھر پوری زندگی سیکھنے مدینہ کی دعوت دی جاتی، اب اتنا علم آگیا کہ اس کے اعتبار سے استعمال آگیا، کب؟ جب سارے عرب میں تعلیمی دعوت کی نوعیت سے جانا آنا شروع ہوا، تین سو سفر جانے آنے کے ہوئے ان میں دعوت تعلیم عبادت اخلاق کمائی کی صحیح شکلیں جاری کیں، سارا عرب متاثر ہوا جو مسلمان نہ ہوتے وہ بھی قرآن اور حدیث کو اسی حرکت کے اثر سے لیتے تھے، اب جہاں قبول کیا، کہا گیا اب علم کو لینے کے لئے تمہارا وفد مدینہ جانا چاہیئے غرض جواباً تین سو مرتبہ آنا اور جانا مدینہ میں ۱۵، ۲۰ دن رہے پھر اس ماحول کو قائم کرنے کے لئے چل دیئے، مدینہ میں صحیح ماحول قائم کر رکھا تھا، بازار گلی کوچہ مسجد والی ترتیب پر، کھانے پینے کا انتظام ان کی پوری خدمت، کھلانا اور تحفہ تحائف کے ساتھ رخصت کرنا، مدینہ منورہ والوں پر یہ بار پڑا، یہ محبوب بنتے گئے اگرچہ بے دست وپا تھے، پھر خدا نے اختیارات دیئے پھر سب نے بالاتفاق مدینوں کی اطاعت میں ۶۰۰ سفر کئے مقدار میں ایک سے ۴ ہزار تک گئے، ابوامامہ باہلی لے کر آرہے ہیں، وفد عبدقیس۔ (۲)

اتنی نقل وحرکت داعیانہ مصلحانہ عابدانہ، ذاکرانہ، اخلاق کے ساتھ ہوئی تو پورا عرب اس علم کی زندگی پر آیا اس کا پھیلانا اتنا محبوب تھا کہ پیٹوں پر پتھر باندھ کر مدینہ کی سخت سردی میں، زن وشوہر کے درمیان میں ایک جگہ گڑھا کھود لیا تھا کہ نماز تک باری باری چھپے رہیں (۳) اور پورا عرب اللہ کے علم کا گہوارہ بنا، ساری دنیا جھک گئی، آخری کارنامہ یہ ہے کہ ایک جماعت کو شام جانے کا حکم دے کر اس دنیا سے تشریف لے گئے، باوجود سارا عرب مرتد ہو رہا تھا، پہلا قدم وہی اٹھا جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اخیر میں دے کر گئے اگرچہ علاقہ میں خلفشار ہے مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بات پر محمد صلی اللہ علیہ وسلم والے اعمال سے ٹھیک ہوں گے۔

سارے عرب نے ملک میں کام کیا باہر والوں نے کہا عرب جاہل! تو کہا ہم پہلے جاہل تھے، اب تو تم جاہل ہو تمہارے باپ دادا اور سارے ملک والے جاہل ہیں، اب علم الٰہ پر آجاؤ ورنہ ان مکانوں میں ہم رہیں گے سنہ کہ تم، یاد رکھو! کل تمہاری تلوار ہماری گردن تھی، مگر اب معاملہ برعکس ہوگا، ہم چمکیں گے اور تم ذلیل ہوگے ہر جگہ وہی ہوا جب کسریٰ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خط لکھا اور اپنے نام سے ابتدا فرمائی تو کسریٰ کو بہت غصہ آگیا کہ کسریٰ کے ماتحت یمن، یمن کے ماتحت عرب تھا، من محمد ابن عبداللہ الی کسریٰ عظیم الفرس (۴) ایران اس زمانے کا علم انسان کا مرکز اور عرب جہالت کا مرکز یہ خط پہنچا پڑھنے والے نے پڑھنا شروع کیا من محمد بن عبداللہ، کسریٰ غصے سے کپکپا اٹھا، میرے ماتحتوں کے ماتحت اور میرا نام بعد میں اور اپنا نام پہلے پھاڑ کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا، عربوں کی یہ حیثیت بادشاہ کو ایسے خطاب کریں، عظیم الفرس شہنشاہ نہیں ملک الملک نہیں غلاموں کے ملک کا انسان شہنشاہوں کو ایسے خط لکھے اس کے اپنے ماتحت بحرین کے حاکم کو خط لکھا، یہ شخص یثرب میں جو دعوے نبوت کرتا ہے، میری بڑی بھاری گستاخی کی مجھے اپنے مذہب کی دعوت دیتا ہے، یہ عربی النسل

اس کی یہ حیثیت، پھر لکھنے کا ڈھنگ بھی نہیں، اپنا نام پہلے اور صرف عظیم الفرس دو مضبوط جوانوں کو بھیج کر ایسے گستاخ شخص کو ایران میرے پاس بھیج دو، یہ خط لکھا کہ آپ نے کسریٰ کو جو خط لکھا وہ اسے دیکھ کر بہت غضبناک ہے، آپ اس کی طاقت کو جانتے نہیں اس وقت کا کسریٰ وقیصر گویا آج کا امریکہ وروس، مہربانی کر کے خط دیکھ کر میرے آدمیوں کے ہمراہ چلے آؤ میں سفارش کر کے آپ کی جان بچوادوں گا ورنہ کسریٰ کا لشکر آپ کے پورے علاقہ کو تہس نہس کر کے چلا جاوے گا، دونوں روانہ ہوئے پہلے طائف گئے، پتہ چلا حضور صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں ہیں، کیسے آئے؟ کہا محمد کو پکڑنے، اب مکہ اور طائف میں خوشی کی لہر دوڑ گئی، خوش ہو جاؤ، ملک الملوک براہ راست مقابلہ پر آ گیا اب گویا کام ختم ہو گیا اب محمد سے تم کو لڑنا نہ پڑے گا، کیوں؟ اس لئے کہ ان عربوں کے پاس علم کلیات کا جز اور ایران کے پاس کل، کل والوں کے دو آدمیوں سے جز والا ملک خائف ہو گیا، غرض مدینہ میں آئے خط پیش کیا، زبانی پیغام سنایا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اب آپ اطمینان سے واپس جاؤ میرے خدا نے رات میں تمہارے خدا کو مروا دیا اب وہ رہا نہیں، اس لئے یمن واپس چلے جاؤ، دونوں بولے آپ نے ایک وقتی معاملہ ٹالا، معاملہ خراب ہوگا، آپ خوب سوچ لو آپ نے فرمایا، بس تم چلے جاؤ وہ لوگ یمن چلے گئے اور وہاں جا کر وہاں کے لوگوں کو یہ کہا تو یمن والے حیران انھوں نے پوچھا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کیسے ہیں؟ دونوں نے کہا عجیب طرح کے لوگ ہیں، نماز، صدقہ، اخلاق، غربا پروری، عبادات، حکومت نے کہا بھئی اس بات کو محفوظ رکھو اگر ایسا ہو گیا تو معلوم ہوگا کہ واقعی سچے نبی ہیں پھر کسریٰ کے لڑکے کا خط یمن کے حاکم کے پاس پہنچا کہ میں نے اپنے باپ کو پبلک کی طرف سے قتل کر دیا لہٰذا اب تم میری اطاعت کرو اور اس نے جن مدنی صاحب کو پکڑنے کو لکھا تھا ان کو کچھ نہ کہو، اب پیغام میں یہ کہنا کہ مدنی صاحب سے کچھ نہ کہو (۵) سب کی آنکھ کھل گئی کہ علم کل سے جز ٹکرائے تو اس کا یہ حال ہووے۔

ایران کے علاقہ میں غصہ بہت آیا کرے، رستم نے کہا جب عرب سے صحابہؓ نے ایران کا رخ کیا، اس وقت کہ کوئی نبی نہیں، ان میں علم ہے نہیں بھوک سے مرنے لگتے ہیں لہٰذا عرب سے نکل پڑے کہ کھانا ملے گا یا لیکن جب اللہ کا علم لے کر نکلے تو ایرانی بڑے پریشان ہوئے، جب سابقہ پڑا تو معلوم ہوا کہ بڑی بھاری غلطی ہم نے کی، ہمیں تو خبر بھی نہ تھی، اب تو مسئلہ کچھ اور ہو گیا جب عرب علم الٰہ پر آئے تو ان کے مقابلے میں چاہے وہ ہزار گنے آ جاویں، ہاریں گے مقابلہ دو علموں کا تھا لشکر عیسائیوں کا تین لاکھ کا تھا عرب کل تیس ہزار تھے، عیسائیوں میں جب کہ غسانی بھی تھا، جو چھ ہزار عرب عیسائی کے ہمراہ تھا اس نے کہا لوہے کو لوہا کاٹتا ہے، میرے ساتھ بڑے بہادر ہیں خود نمٹ لیں گے، عرب کو عرب ہی مار سکتا ہے، وہ تیس ہزار ہم ساٹھ ہزار، بس ہمارے حوالہ کر دو، ہم نمٹ لیں گے، صحابہؓ کو یہ بات معلوم ہوئی حضرت خالدؓ نے فرمایا پہلے ہی ذہن توڑ دیتا ہے کہ یہ عرب اور عجم کا مقابلہ نہیں، اللہ کے اور انسان کے علم کا مقابلہ ہے، کیا کہا اللہ کے علم پر میدان میں کودنا یہ خالدؓ کو آتا تھا، اس وقت ابو عبیدہؓ امیر تھے، فرمایا میری رائے یہ ہے کہ مجھے ساٹھ ہزار سے لڑنے کے لئے اجازت دیجئے میں تنہا نمٹ لوں گا تا کہ ان کے دماغوں سے یہ نکل جائے کہ عرب عجم طاقت نہیں، طاقت تو علم الٰہ پر آتی ہے، حضرت ابو عبیدہؓ نے فرمایا کیسے اجازت دیدوں ایک ہزار تو ساتھ لے جاؤ، فرمایا نہیں کہا، پانچ سو لے جاؤ تین سو لے

جاؤ کم از کم ڈھائی سو کو لے جاؤ بڑی مشکل سے ساٹھ کو لیجانے پر راضی ہوئے کیوں کہ آدمیوں علم کی ٹکڑ تھی، یہ علم انسان کے اعتبار سے ماہر تھے، وہاں جنگی چھاؤنی میں رکھ کر کبھی جنگ نہ سکھائی گئی تھی، تیر چلانے کے طریقے تھے وہ تو علاقائی مشق کی نوعیت تھی، صبح کی نماز کے بعد عشاء تک گھمسان کی لڑائی ہوئی اور ساٹھ ہزار کو بھاگنا پڑا، جب جبلہ غسانی قیصر کے پاس گیا، کیا ہوا؟ وہ جیت گئے گردن جھکادی، کہا ساٹھ ہزار عرب عیسائیوں سے تیس ہزار عرب نہ مارے گئے، جب جبلہ نے کہا وہ تو ساٹھ تھے جنہوں نے ساٹھ ہزار کو بھگادیا تو پیروں تلوں سے زمین نکل گئی رعب چھا گیا، (۶) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا علم استقلال والا ہے اس کو نہ امریکہ کی ضرورت ہے نہ روس کی اگر اس پر چلنا شروع کردیں تو اس کے آگے امریکہ اور روس کا علم جھکے گا۔

---

(۱) سورۃ الجمعۃ: ۲

(۲) تاریخ دمشق صفحہ ۵ جلد ۲۴ تذکرہ ابوامامہ الباھی

(۳) بیہقی صفحہ ۱۴۸ جلد ۹

(۴) البدایہ والنہایہ صفحہ ۳۳۸ جلد ۶

(۵) حوالہ سابق

(۶) فتوح الشام صفحہ ۱۶۰ جلد ۱

جتنا علم ملا اس پر یقین و عمل چل جاوے

{بتاریخ: ۲۷ / رمضان المبارک ۱۳۸۵ھ، بعد نماز تراویح، بمقام: بنگلہ والی مسجد، دہلی}

اقتباس

مصیبت تو علم سے ہٹا دینے کی چیز ہے، کوئی زندگی علم لے کر چلائی جائے، مصیبت ہٹے گی ورنہ آوے گی، تین چلہ اس واسطے بھی مانگتے ہیں کہ جہالت کے ساتھ جا کر بیوی بچوں کا انتظام کرتا ہے، جہالت پر چل رہے ہیں، اس واسطے بھی مانگتے ہیں، جہالت کے ساتھ جا کر بیوی بچوں کا انتظام کرتا ہے جہالت پر چل رہے ہیں، اس واسطے نقصان ہوگا یہ علم علماء کا سرمایہ نہیں بلکہ ساری امت کے لئے ہے جب اس پر آئیں گے چمکیں گے ورنہ مصیبت اٹھاویں گے، جب مسلمان اپنی زندگی علم پر اٹھاتا ہے تو کافر نیچے گرتا ہے، مسلمان اوپر ہوتا ہے ورنہ مسلمان نیچے گرتا ہے اور کافر اوپر ہوتا ہے اس واسطے دنیا کے چالاک کافر یہود و نصاریٰ نے زور دیا کہ اپنا علم عام کریں، آج مسلمان سو فیصد دوسرے کی نقل اتارتا ہے۔

نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

میرے بھائیو اور دوستو!

حق سبحانہٗ تعالیٰ نے دنیا و آخرت کی مصیبتوں اور پریشانی سے نکلنے کے لئے اور دونوں جہاں کی کامیابی حاصل کرنے کے لئے اپنا علم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھوں بھیجا اس پر عمل کرنے سے مصیبتوں کے دروازے بند ہوتے ہیں، علم پر محنت رحمتوں کے دروازے کھلواتی ہیں، جتنے آدمیوں سے اس علم کا تعلق سب اس پر محنت کریں، سارے مسلمان زندگی کے واسطہ محنت کر رہے ہیں، جتنے شعبے آج چل رہے ہیں اپنے علم پر، اللہ کے علم پر نہیں، مزدور کی مزدوری، عہدہ دار کا عہدہ، دکان دار کی دکان اپنے علم پر ہے، اس واسطے ان پر مصیبتیں آ رہی ہیں کہ علم حاصل نہیں کیا، دکان چلی حرام مال حاصل کیا، یہ کمائی دنیا میں مسلمانوں پر مصیبتوں کے دروازے کھلواتی ہے، اب لوگ اسی نیت سے دکان، تجارت کرتے ہیں کہ ضرورت پوری ہوگی، مصیبت ختم ہوگی مگر یہ علم کے حاصل کئے بغیر نہ ہوگا، جب خدا کا علم نہیں تو کمانے سے مصیبت دور ہونے کے بجائے آتی ہے، حضرت عمرؓ نے فرمایا جو علم حاصل نہ کرے ہمارے بازاروں میں آ کر نہ کمائے (۱) بازار میں آنے کا حق اور زندگی جب بناوے گا، پہلے علم حاصل کرے اگر اپنے اپنے علم پر کیا تو ہاتھ سود جھوٹ رشوت میں لگے گا، غضب بھی ہوگا زمین دبانا بھی ہوگا، دھوکہ بھی دیں گے، جب اس طرح وہ پیسہ کما کر کھاتا ہے تو ایسا ہوگا جیسے سور کھا رہا ہے اور بیوی بچوں کو کھلا رہا ہے، مدرسہ خانقاہوں میں ایسے ہی جیسے سور دے رہے ہیں اور اگر علم حاصل کر کے کمایا تو ایسا ہوگا جیسے پاک بکری کا گوشت، پرندوں کا حلال گوشت، اگر یہ بات نہ ہو تو مدرسوں خانقاہوں پر مصیبت آئے گی، آج مشائخ

علماء سب مصیبت اٹھا رہے ہیں، کیوں کہ کمائی حرام ہوگئی، پانچ کی چیز کے تیرہ وصول کرتے ہیں دکان پر آفت آتی ہے۔

مصیبت تو علم سے ہٹا دینے کی چیز ہے، کوئی زندگی علم لے کر چلائی جائے، مصیبت ہٹے گی ورنہ آوے گی، تین چلہ اس واسطے بھی مانگتے ہیں کہ جہالت کے ساتھ جا کر بیوی بچوں کا انتظام کرتا ہے، جہالت پر چل رہے ہیں، اس واسطے بھی مانگتے ہیں، جہالت کے ساتھ جا کر بیوی بچوں کا انتظام کرتا ہے جہالت پر چل رہے ہیں، اس واسطے نقصان ہوگا یہ علم علماء کا سرمایہ نہیں بلکہ ساری امت کے لئے ہے جب اس پر آئیں گے چمکیں گے ورنہ مصیبت اٹھاویں گے، جب مسلمان اپنی زندگی علم پر اٹھاتا ہے تو کافر نیچے گرتا ہے، مسلمان اوپر ہوتا ہے ورنہ مسلمان نیچے گرتا ہے اور کافر اوپر ہوتا ہے اس واسطے دنیا کے چالاک کافر یہود و نصاریٰ نے زور دیا کہ اپنا علم عام کریں، آج مسلمان سو فیصد دوسرے کی نقل اتارتا ہے۔

نصاریٰ جنہوں نے ہمارے شعبوں میں گھس کر ہماری بنیادوں کو پہچانا اس پر ہمارے علم کی طاقت کو دیکھا، اس لئے بڑی بھاری رقمیں لگا کر مسلمان کے بچوں کو اپنا علم دے رہے ہیں، آج ترکی مصر، شام، عراق، عرب، افریقہ، پاکستان نصاریٰ کے علم پر چل رہے ہیں، قرآن کے علم پر نہیں، تاجر جہالت پر ہے، قرآن پر تجارت نہیں ہے جتنا بے وقوف زمین دار آج اپنے علم پر ہے اتنا وہ قرآن کے علم پر نہیں ہے، اس مصیبت کی وجہ یہ ہے کہ جس علم کو اپنی زندگی میں سو فیصد لینا تھا اس کے لئے آج ہمارے پاس چار مہینہ کی گنجائش نہیں ہے۔

وہ عبادت جس سے زندگی بنے گی، وہ عبادت ہے جس کو نبی نے بتلایا، کمائی علم پر تو کامیابی، عبادت علم پر کرنے سے کامیابی ہوگی، پہلے عبادت کا علم لینا ہوگا، پھر کمائی کا، پھر زندگی کا، پھر معاشرت کا، پھر حکومت کا، آج ہمارا شیرازہ جو منتشر ہے، مجتمع ہوگا، اگر علم کا رخ پڑ گیا، امت میں چار مہینہ دین سیکھنے کا ذوق پیدا کرنا ہے، علم کی ضرورت کا ذوق بنانا ہے، مسلمان علم پر بنے گا، جہل پر نہیں، سمجھتا ہے، علم میرے پیسے سے چلتا ہے، یہ نہیں جانتا کہ میری زندگی اس علم پر آ کر کامیاب ہوگی، ہر کمانے والا آزاد ہے، بے نیاز ہے، جب گاڑی اٹکتی ہے تو یہود و نصاریٰ کے علم پر لوٹتا ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کی طرف نہیں۔

غلط کمائی کے سبب بہت مصیبت اٹھا چکے، اب اس کی طرف نہ جاؤ، گھر چلے بہت پٹائیاں ہوئیں، عصمت لٹ چکی، مالیات لٹ چکی اب تعلیم کا ذہن بنانا ہے، بڑوں بچوں کا سب کا، دوسرے اس پر یقین پیدا کرنا ہے کہ اس پر اپنے شعبہ چلاویں گے، خدا ہماری مصیبتوں کو ختم کرے گا، تیسرے جتنا علم ملا اس پر یقین اور عمل چل جاوے، جس دن ان باتوں پر کسی علاقہ والے آ گئے ساری دنیا کی ترتیب بدلے گی، ورنہ حوادثات کے شکار ہوں گے، کافروں کی زندگی صرف دنیا کی ہے، وہ جہالت پر چل سکتے ہیں، وہ باغی ہیں ہم نافرمان ہیں، باغی کو آخرت میں سزا ہے، دنیا میں نہیں نافرمان کو یہاں سزا ہے نافرمانی پر دنیا میں مصیبتیں آتی ہیں اور اس کی بغاوت پر آخرت میں آوے گی، ہم نافرمان ہیں وہ باغی ہے دنیا و آخرت میں مصیبت، اب سوچو مت کہ گھر کا کیا ہوگا، یہ سوچو جہالت پر ہے سوچو کہ جہالت پر کیسی مصیبت آتی ہے، اس پر چلا تو کیا کیا مصیبتیں آویں گے، ہمارے اس (کائیناتی) علم نے مفلس بنایا، ذلیل کیا دیوالہ نکلوا دیا، اب تو ایسے علم کے بجائے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علم پر چلنا ہے، اس کے لئے ذہن تعلیمی بناؤ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علم پر چلو گے تو آزاد ورنہ مصائب پڑیں گے، جہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو سامنے کر کے چلو گے خود بنو گے پھر خدا ہدایت کا نور سارے عالم میں پھیلائے گا۔

(۱) کنز العمال صفحہ ۱۲۵ جلد ۴ حدیث نمبر: ۹۸۶۴

پہلے محنت پھر دعا سے اللہ کے فیصلے اترے ہیں

اقتباس

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کتنے سال تک بنی اسرائیل کے یقین کو فوج سے بازار سے بدلنے کے لئے محنت کی، صحیح یقین کیا ہے؟ صحیح یقین یہ ہے کہ زمین آسمان سے کچھ نہیں ہوتا سب خدا سے ہوتا ہے اور خدا سے فائدہ حاصل کرنے کے لئے چیزوں کے یقین کو نکال کر اعمال پر آجاوے اس کے لئے ایمان مفصل پر یقین رکھے کہ جتنی چیزیں مشرق سے مغرب سے اور شمال وجنوب پھیلی ہیں اس سے کچھ نہیں ہوتا سب خدا سے ہوتا ہے چاہے حالات نفع ونقصان کے ہوں یا عزت وذلت کے، ہر ایک اس سے ہوتا ہے باقی سب یقین آسان ہے اگر نقشوں کا یقین نکال کر خدا میں آجاوے کہ خدا سے متعلق جیسا یقین اس کی ذات کے لئے پیدا ہو جاوے کہ تمام زمین وآسمان کے تمام چیزوں کو پیدا کر سکتا ہے، بغیر چیزوں کے سائے بنائی، بغیر انڈے کے مرغی بنائی، اگر وہ چاہے تو ایک لمحہ میں سارا راکٹ آپ کے حکم سے مٹی بن جاوے اور اس کے حکم سے نیست ونابود ہو جائیں، اس کو کسی اور چیزوں کی ضرورت نہیں چاہنے کی دیر ہے۔

عندباب العزة

بعد الحمد و الصلوٰة، ذالک الکتاب لاریب فیه من جاهد فانما یجاهد لنفسه

میرے بھائیو اور دوستو!

آج سب انسانوں کے حالات خراب ہیں، حالات خراب ہونے کی کیا وجہ ہے کہ انسانوں نے محنتوں کا رخ انبیاء کی محنت سے ہٹ کر دوسرا رخ اختیار کر لیا ہے، اور انبیاء علیہم السلام والی محنت سے ہٹ کر ملک ومال والی محنت پر آگئے ہیں ملک ومال والوں کے طریقے آپس میں مختلف ہیں اور ایک دوسرے کے طریقے کاٹتے رہتے ہیں، جنہوں نے انبیاء کے طریقے کو اختیار کیا ان کے حالات بنے اور جنہوں نے اس کو نہ لیا اس کے حالات خراب ہوئے، بنی اسرائیل نے قبول کیا تو ان کے حالات بنے اور فرعون اور حکومت والوں نے نہ لیا تو حالات خراب ہوئے، جب دین کی محنت نسبیوں والے طریقے پر آئے گی تو حالات بنیں گے اور جب ملک ومال والے نقشوں پر محنت ہوگی تو حالات خراب ہوں گے اور اگر دین کی محنت بھی دنیا کے نقشوں پر ہوگی تو اس سے بھی حالات نہ بنیں گے تو میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ دنیا میں جتنی قسم کے انسان ہیں چاہے حکومت والے ہوں چاہے محکوم ہوں یا علماء اور مشائخ سب کے حالات حکومت اور مال ودولت سے نہیں بنیں

گے بلکہ یہ سب دھوکہ ہیں (۱) بلکہ ان کے اعضاء کے عمل جب قرآن وحدیث کے مطابق چلیں گے تو اس سے حالات بنیں گے تو اللہ نے حالات کو اموال سے نہیں جوڑا بلکہ اعمال سے جوڑا اور اعمال کو دل سے جوڑا تو دل کا یقین جب خدا اور رسول والا ہوگا تو اعمال بھی قرآن وحدیث والے ہوں گے، اور اس سے اعمال سدھریں گے اور اس سے حالات بنیں گے تو اگر ہم نے یقینوں کے بنانے کے لئے محنت کی تو ہمارا یقین خدا بنائیں گے مگر انسانوں کے صحیح یقین بنانے کے لئے محنت کر کے خدا سے مانگنا ہوگا، خدا اگر ہمارے یقین کو نہ بدلے گا اور ہمارے دل کے رخ کو نہ بنائے گا تو ہم سے نہ بنے گا پہلے محنت کرے اس کے بعد دعا کرے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کتنے سال تک بنی اسرائیل کے یقین کو فوج سے بازار سے بدلنے کے لئے محنت کی صحیح یقین کیا ہے؟ صحیح یقین یہ ہے کہ زمین آسمان سے کچھ نہیں ہوتا سب خدا سے ہوتا ہے اور خدا سے فائدہ حاصل کرنے کے لئے چیزوں کے یقین کو نکال کر اعمال پر آجاوے اس کے لئے ایمان مفصل پر یقین رکھے کہ جتنی چیزیں مشرق سے مغرب سے اور شمال وجنوب پھیلی ہیں اس سے کچھ نہیں ہوتا سب خدا سے ہوتا ہے چاہے حالات نفع ونقصان کے ہوں یا عزت و ذلت کے، ہر ایک اس سے ہوتا ہے باقی سب یقین آسان ہے اگر نقشوں کا یقین نکال کر خدا میں آجاوے کہ خدا سے متعلق جیسا یقین اس کی ذات کے لئے پیدا ہو جاوے کہ تمام زمین وآسمان کے تمام چیزوں کو پیدا کر سکتا ہے، بغیر چیزوں کے سائے بنائی، بغیر انڈے کے مرغی بنائی، اگر وہ چاہے تو ایک لمحہ میں سارا راکٹ آپ کے حکم سے مٹی بن جاوے اور اس کے حکم سے نیست ونابود ہو جائیں، اس کو کسی اور چیزوں کی ضرورت نہیں چاہنے کی دیر ہے، حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جبل قیس پر کھڑے ہو کر آواز لگائی تو عالم ارواح میں سب کو پہنچ گئی، (۲) سب حکومتیں پابندی لگا رہی ہے مگر اس کے باوجود حاجیوں کے تعداد بڑی ہے، ہماری حکومت نے پابندی لگائی کہ سب کرایہ درخواست کے ساتھ آجاوے، پندرہ ہزار تو پہلے تھے مگر پہلے ہی دن چھتیس ہزار درخواستیں پوری رقم کے ساتھ آگئی وہ سمجھتے تھے کہ بہت کم حاجی آئیں گے مگر یہ اسکیم فیل ہوگئی۔

دوسرا یقین یہ آجائے کہ غیر سے خدا کے بغیر نہیں ہوسکتا اور زبان سے جو کچھ کہا جائے دل میں بھی یہ یقین ہو، زبان تو دلوں کے موافق بولتی ہے، مثلاً موقع کوئی کھانے کے وقت آگیا تو زبان سے تو اس کی آؤ بھگت کی جاتی ہے اور دل اندر سے کڑھتا ہے، اس لئے انبیاء علیہم السلام نے کلمہ والے یقین کو پیدا کرنے کی سب سے زائد محنت کی جب یہ یقین آجاتا ہے تو اس کے بعد اعمال برابر نکلیں گے جیسے بارش کے بعد سبزہ نکلنا شروع ہو جاتا ہے، اگر اللہ کی ذات والا یقین دل میں آجاوے تو دوسرے ایمانیات بھی خود بخود بگڑ جائیں گے، آج یہ ہے کہ ساری دنیا کی عیش کا مظاہرہ ہے اور ظاہری نقشہ وہ ہے جو ہمارے یہاں ہے لیکن اگر کوئی نبیوں کی دوربین لگا کر دیکھے گا کہ خدا ہے سب بنانے والے ہیں کہ اس جگہ پانی سے بلبلا اٹھایا اور اس سے ساری زمین پیدا کر دی (۳) اور اس میں ساری برکتیں رکھی تو مشرق اور مغرب میں جو کچھ پھیلا ہے اس نے اپنی قدرت سے بنایا اور جب چاہیں گے اپنی قدرت سے توڑ دیں گے ایک بنیاد تو کعبہ سے یہ بتائی کہ سب خدا

کی قدرت سے بنا ہے، انسان عورت اور مرد سے نہیں بنتا بلکہ خدا بناتا ہے، (۴) مکانات خدا اپنی قدرت سے بناتا ہے اور اپنی قدرت سے توڑتا ہے جیسے آٹا اپنے آپ نہیں پستا اور پسنے کے بعد خود نہیں گوندھتا اور گوندھنے کے بعد خود پیڑا نہیں بنتا اور روٹی بننے کے بعد اپنی قدرت سے توے پر نہیں چڑھتا بلکہ جس نے اس کو بنایا سب شکلوں میں وہ منتقل کرتا ہے مگر انسان کے مثل ہیں اس لئے کام میں دوسرے شریک بن سکتے ہیں مگر خدا کا کوئی مثل نہیں (۵) اس لئے جس انسان کو اس نے نطفہ بنادیا وہی گوشت کا لوتھڑا اور پورا انسان بنتا ہے، پھر اس سے پہلے مکہ میں جہاں نہ سایہ تھا نہ درخت تھا نہ سرسبزی تھی نہ کوئی نقشہ تھا وہاں خدا نے اپنی قدرت سے پال کر بغیر شکلوں کے بتایا جیسا کہ حضرت اسماعیل علیہ السلام وحضرت ہاجرہ علیہا السلام کو، اور جس کو چاہا چیزوں میں برباد کیا، فرعون کو حکومت میں قوم شعیب کو تجارت میں قوم نوح کو اکثریت میں تو آپ یہاں بیٹھ کر پہلے مکہ کو سوچیں اس کا مراقبہ کریں تو اس سے یقین پیدا ہوگا کہ حالات کا بننا بگڑنا خدا کے ہاتھ میں ہے، یہاں بیٹھ کر قوم شعیبؑ کو سوچو کہ وہ تجارت میں اجڑے اور اسماعیلؑ بغیر تجارت کے پلے، قوم سبا کو سوچو کہ جو کھیتوں میں تباہ ہوئے اور اسماعیلؑ غیر ذی زرع میں پلے، پھر ابرہہ کے واقعہ کو سوچو کہ اس زمانے میں ہاتھیوں کا لشکر ایسا تھا جیسا اس زمانے میں امریکہ اور روس کے راکٹ سے مکہ، والے ہمت ہار کر پہاڑی میں چلے گئے، ظاہری شکل بیت اللہ کو ڈھانے سے بچانے والی کوئی نہیں، ایک آدمی نے محمود نامی جو ہاتھیوں کا سردار تھا کان میں آواز لگائی کہ محمود یہ اللہ کا گھر ہے تو واپس چلا جا بس اتنا کہنا تھا کہ محمود بیٹھ گیا ہر طرف چلتا ہے مگر بیت اللہ کی طرف نہیں چلتا، یہ ایک تنبیہ تھی ابرہہ کے لئے کہ اگر ذرا بینائی ہے تو واپس چلا جا، یہ قدرت کا شہر ہے جب نہ سمجھا تو اللہ نے طیراً ابابیل کا معاملہ کیا اور رہتی دنیا کو بتلایا کہ ہم بڑی سے بڑی طاقت کو منٹوں میں ختم کر سکتے ہیں۔ (۶)

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خدا سے عرض کیا کہ خدا کی دنیا میں حکومت اور دولت اور زمینوں کے نقشے بہت ہیں مگر میں اپنے بچوں کو اس میں لگانا نہیں چاہتا بلکہ ان سے حقیقت نماز قائم کروانا چاہتا ہوں اور جو میرے نقش قدم پر چلے ان کے اوپر سب کی محبت آجاوے آسمان اور زمین بھی ان سے محبت کرنے لگے اور اس نماز پر محنت کرنے والوں کو بغیر محنت کے وہ دیتا ہے جو دوسروں کو دیتا ہے کہ ہم تو محنت کرے خدا کے لئے مگر خدا یہ بھی دیدے، انھوں نے ان کے لئے نقشے قائم نہیں کئے، بلکہ نقشے قائم کرنے والے خدا سے کہہ دیا، مکہ قائم کیا تھا توحید کے لئے مگر اس پر دوسرے نقشے قائم ہو گئے اور شرک آگیا، ابراہیمی توحید اندر تھی اس کو اپنے وقت پر پھر نکلنا تھا تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث کیا مگر حالت یہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یتیم پیدا کیا اور یتیم کی کوئی اسکیم چلتی نہیں اور پیسے کے اعتبار سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خالی ہاتھ مبعوث کیا یہ یتیمی کی صورت اور فقیری کی حالت، باہر کچھ نہ تھا مگر اندر تھی، ابراہیم کی دعا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولاً منهم (۷) آپ کی حالت یہ کہ باپ موجود نہیں اور دادا ایسے کہ جن کے گیارہ بچے لینے والا کوئی نہیں مگر جھک مار کر لے گئے اور جب لے گئے تو برکات کا ظہور ہوا، (۸) ظاہری صورتوں سے نبیوں والی بات نہیں چلتی بلکہ اندر کی مایہ سے چلتی ہے اور خدا نے یہاں سے بغیر ملک ومال کے نماز والی بات چلائی، آپ کے ساتھ جو صحابہ تھے ان کے پاس سردی کے زمانے میں ناف سے گھٹنے تک کے کپڑے

کے علاوہ دوسرا کپڑا نہیں۔(۹)

یہ گھر خدا کی ذات سے اس کی شان کے مطابق لینے کا گھر ہے مگر خدا نے اس اسکیم کو مکہ سے نہیں چلایا بلکہ مدینہ سے چلایا تاکہ کوئی یہ نہ کہے کہ ہمارے یہاں تو خدا کا گھر ہے ہی نہیں بلکہ بتایا کہ جہاں بھی تم ہو قدرت کے نقشے پر چلو اور ان مسجدوں کا رخ اس بیت اللہ کے رخ پر کردو تم اپنے شہروں میں اپنی مسجدوں میں یہ محنت قائم کرو، خدا اپنی قدرت کا مظاہرہ وہاں قائم کردیں گے، قد کانت لکم اسوۃ حسنہ فی اِبرَاھِیمَ وَالَّذِینَ مَعَہ، (۱۰) یعنی ہر زمانے والوں کے لئے اس زمانے کے نقشے اسوہ نہیں بلکہ اسوہ اور نمونہ حضرت ابراہیم علیہ السلام ہیں۔

ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی اللہ جل شانہٗ نے بتلایا کہ اتَّبِع مِلَّۃَ اِبرَاھِیمَ حَنِیفاً (۱۱) دنیا میں جتنی بھی طاقتیں ہیں ان تمام کے مقابلے کا مظہر بیت اللہ ہے، خدا نے جس طریقے سے مصر اور شام میں اولاد ابراہیم کا یقین بنایا، ایسا ان کا بھی بنا سکتے تھے، مگر نہیں اس کو بغیر نقشوں کے اپنی قدرت کا مظہر بنایا، انسان ترقی کر کے دجال بن جائے گا اور وہ ایٹم سے بڑھ جائے گا اور مکہ میں تین جھٹکے آئیں گے، غلط یقین والے مکہ سے نکل کر اس کے پیچھے ہو جائیں گے اور صحیح یقین والے یہاں جمے رہیں گے مگر وہ مکہ میں داخل نہ ہو سکے گا (۱۲) تو یہ ایٹم والے یہاں کیا داخل ہو سکتے ہیں۔

اگر بھائی مکہ آکر ہمارا یقین مسخ ہو گیا تو مغرب سے مشرق رہو یقین مسخ ہی رہے گا، بھائی حالات دوسروں کی وجہ سے خراب نہیں بلکہ ہم نے خود خراب کر لئے ہیں، بھائی یہاں آکر حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی محنت کو اپنی محنتوں سے توازن کرو، اور ان کی محنت اور قربانی کے آئینہ میں اپنی محنتوں اور قربانیوں کو دیکھو، ابراہیم علیہ السلام نے اپنا گھر قربان کیا اور خلیل نے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ازواج مطہرات کے گھر اور حضرت بی بی فاطمہ کا گھر اور ہزاروں صحابہؓ کے گھر قربان کئے، اگر آج ہی ہمارے فیصلے صحیح ہو جاوے تو دنیا کے فیصلے آج سے بدل جاوے، فیصلہ ایسا ہو کہ زمین آسمان بدل جائے مگر اپنا فیصلہ نہ بدلے۔

صلح حدیبیہ میں بظاہر چپ رہے تھے مگر صحابہؓ نے فیصلہ کر لیا کہ جو کچھ ہو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلے پر چلیں گے اگرچہ طبیعتوں پر بوجھ پڑ رہا تھا اور اس فیصلے کو قبول کرنا موت معلوم ہو رہی تھی اور کوئی وقت ایسا نہیں تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا ہو اور صحابہؓ نے تعمیل نہ کی ہو مگر ہوش نہیں تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم انا للہ پڑھ رہے ہیں کہ آج میرے ساتھی میری بات نہیں مان رہے ہیں، حضرت ام سلمہؓ نے کہا آپ منڈوالیں یہ ہو نہیں سکتا کہ آپ عمل کریں اور صحابہؓ اس پر عمل کئے بغیر رہ سکیں، تب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر عمل کیا فوراً صحابہ کرام حلق کرانے بیٹھ گئے کسی کو ہوش نہیں حلق ہو رہا ہے چمڑی کٹ رہی ہے اور خون نکل کر کپڑے خراب ہو رہے ہیں مگر جب صحابہؓ نے آپ کے حکموں پر زندگی گزارنا طئے کر لیا تو سورہ فتح نازل ہوئی، غزوۂ خندق میں صحابہؓ نے تین تین دن فاقوں کا فیصلہ کر لیا کہ مر جائیں گے، مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بات پر عمل کریں گے (۱۳) تو قیصر و کسریٰ کی حکومتوں کا قدموں میں گرنا بتایا، محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ترتیب قائم کی کہ صحابہ کرام سال میں چار چار مہینہ اس کلمہ نماز کو لے کر دنیا میں گھومیں اور بقیہ آٹھ مہینہ میں آدھا وقت کمانے میں لگائے اور آدھا وقت تعلیم میں نماز کے

بنانے میں لگاؤ۔

مسجدوں کا موضوع اللہ کی نعمتوں اور رحمتوں کو کھینچنے والا ہے اور جب کوئی مصیبت آجائے تو اس مسجد میں جا کر صاحب مسجد سے مانگ لینا غیروں نے بھی اپنی حاجت کے پورا کرنے کے لئے مراکز بنائے شکر کے لئے شکر کا کارخانہ بنایا اور کپڑوں کے لئے میل بنائی۔

---

(۱) سورۃ آل عمران: ۱۸۵

(۲) روح المعانی ۱۳ تحت قولہ تعالیٰ واذن فی الناس بالحج۔۔ الخ

(۳) تفسیر خازن صفحہ ۱۸ ۴ جلد ۱، تحت قولہ تعالیٰ ان اول بیت وضع۔۔ الخ

(۴) سورۃ الواقعہ: ۵۹

(۵) سورۃ الشعرئ: ۱۱

(۶) تفسیر ابن کثیر کی آخری جلد سورۃ الفیل کی تفسیر

(۷) سورۃ البقرہ: ۱۲۹

(۸) تہذیب سیرۃ ابن ہشام صفحہ ۴۴ جلد ۱

(۹) حیاۃ الصحابہؓ صفحہ ۲۷۷ جلد ۱

(۱۰) سورۃ الممتحنہ: ۴

(۱۱) سورۃ النحل: ۱۲۳

(۱۲) بخاری حدیث نمبر: ۱۷۴۸، باب لا یدخل الدجال المدینۃ

(۱۳) البدایہ والنہایہ صفحہ ۱۰۴ جلد ۴